سن سائیاں

از قلم: امرینے قیس

خون کے قصاص کے طور پر مجھے آپکی بیٹی ونی میں چاہیئے تو بس چاہیئے،اس کے علاوہ ہماری دوسری کوئی اور شرط نہیں ہے۔۔

ارباز شاہ کی اٹل اور گرجدار آواز پورے جرگے میں گونجی تھی۔ جبکہ انکے ساتھ "قابیل شاہ" جو بے حد سنجیدگی کے ساتھ اس وقت بیٹھا ہوا تھا۔ سن گلاسز کے پیچھے چھپی ہوئیں اسکی سرمئی آنکھوں میں چمکتی ہوئی شیطانی چمک کے بارے میں کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔ جبکہ اسکی دوسری طرف بیٹھے ارمان شاہ نے اندر ہی اندر اپنے بڑے بھائی کو سلام پیش ٹھوکا تھا۔۔

جس نے موقعے پر چوکا مارتے ہوئے ناممکن کام کو ممکن کرلیا تھا۔

اس وقت وہ گاؤں کی پنچایت میں موجود تھے۔اس پنچایت میں گاؤں کے دونوں بڑے خاندانوں کے لوگ حاضر تھے۔چونکہ شاہ خاندان کے فرد کا قتل ہوا تھا۔اسی لئے وہ قصاص لینے کے لیے مخالف پارٹی کی لڑکی کو ونی کے طور اپنے بیٹے کے نکاح میں مانگ رہے تھے۔

گاؤں کے سب بزرگ لوگ شاہ خاندان کی اس ڈیمانڈ پر بے حد حیران وپریشان ہوگئے تھے۔

گاؤں کے اک بزرگ نے قابیل شاہ کو اپنے باپ کو سمجھانے کے لیے کہا تو قابیل شاہ لاپرواہی سے کندھے اچکا گیا۔

مخلاف پارٹی کے گھر میں چار بیٹیاں ہیں اگر تیسرے نمبر والی کو یہ لوگ ونی میں دے دیں گئے۔ تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ویسے بھی ہم نے اپنے اکلوتے چچا جان کو کھویا ہے۔۔

قابیل شاہ نے ٹھہرے ٹھنڈے لہجے میں سنجیدگی سے جواب دیا تو سب بزرگ سرد سانس خارج کر گئے تھے۔ البتہ ارمان شاہ نے چچا جان کے لفظ پر اپنے اندر امڈتے قہقہے پر قابو پانے کے لیے مصنوعی کھانسی کی تو قابیل شاہ نچلے ہونٹ کو دباتے ہوئے پیچھے سے ہاتھ لے جا کر ارمان شاہ کی پشت پر گن رکھ گیا۔

قابیل شاہ نے اسے اپنی چونچ پر کنٹرول رکھنے کے لیے صاف صاف وارننگ دی تھی۔

جبکہ ارمان شاہ چاہ کر بھی اپنی ہنسی ضبط نہیں کر پا رہا تھا۔۔ کیونکہ وہاں بیٹھے بھولے معصوم لوگ قابیل شاہ کی چالاکی کو سمجھ نہیں پا رہے تھے۔ جو ایک مہینے پہلے مرے ہوئے چچا جان کو شاہ خاندان کی تیسرے نمبر والی بیٹی کے لئے استعمال کرنے کے لیے آج بذاتِ خود جرگے میں حاضر ہوا تھا۔

گاؤں کے بڑوں نے جب دوسرے شاہ خاندان سے اس بارے میں رائے لی تو وہ جان چھڑانے والے انداز میں جلدی حامی بھر گئے۔ انکے حامی بھرنے پر البتہ قابیل شاہ نے انکو واضح کیا تھا کہ انکو شاہ خاندان کی تیسری بیٹی کا نکاح چاہیے۔ اور قابیل شاہ کی اس شرط پر جب کسی نے اعتراض نہ کیا تو وہ تشکر بھری سانس خارج کر کے ارمان شاہ پر جتاتی نظر ڈال گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب پوری پنچایت میں "اربیلا شاہ" کو قابیل شاہ کے نکاح میں دیا گیا۔تو قابیل شاہ کو اپنے انگ انگ میں سرشاری دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔

اپنے من پسند وجود کو حاصل کرنے کے بعد قابیل شاہ نے مغرور ہوتے چادر میں چھپے ہوئے اس رنگ برنگ سراپے کو پورے حق سے دیکھا تھا۔۔یہ وہ ہی وجود تھا جس نے تین سال سے اسے بے چین کیا ہوا تھا۔اور آج قدرت نے اسکی من کی مراد کو یوں آسانی سے اسکی جھولی میں ڈال دیا تھا۔

مائرہ شاہ جو لیپ ٹاپ کھولے آفس کا کام کر رہی تھی۔اکاؤنٹس کی ڈیٹیلز چیک کرتے ہوئے جب اسے اماونٹس میں اک بہت بڑا فرق نظر آیا تو بے اختیار اپنا سر تھامتی چلی گئی۔

گلاسز کو ماتھے پر ٹکاتے ہوئے وہ منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔۔جبکہ چہرے کا رنگ اک دم اڑا تھا۔کیونکہ بہت بڑا فراڈ ہوتا نظر آرہا تھا۔

یہ کمپنی اسکے ڈیڈ نے بہت محنت سے بنائی تھی۔پہلے اس کمپنی کو اسکے کزن مل کر چلا رہے تھے تو سب ٹھیک چل رہا تھا۔لیکن پچھلے اک سال سے جب سے مائرہ نے خود پڑھائی مکمل کر کے اس کمپنی کو ہینڈل کرنا شروع کیا تھا۔تب سے کمپنی میں بہت سی گڑبڑ ہونا شروع ہو گئی تھیں۔

شروع شروع میں قابیل شاہ اسے ٹائم دیتے ہوئے اسکی مدد کرتا رہتا تھا۔لیکن پھر باہر سے آرڈرز ملنے کی وجہ سے وہ بھی پیچھے ہٹ گیا۔

مائرہ شاہ بذات خود "ارمان شاہ" سے مدد لینا گناہ سمجھتی تھی۔ حالانکہ پورے خاندان میں مائرہ شاہ کی مدد کے لیے لئے صرف ارمان شاہ کو ہی اجازت تھی۔ اور یہ اجازت ارمان شاہ نے خود کو بہت مشکل دی تھی۔ کہ وہ بزنس میں مائرہ شاہ کی مدد کرے۔۔

ارمان شاہ جو اس وقت عجلت میں حویلی واپس آیا تھا لاونج میں مائرہ شاہ کو منہ کھول کر بیٹھے دیکھ کر ہونٹوں کو گول کر گیا۔ وہ ایک سیکنڈ میں سمجھ گیا تھا۔ کہ آج میڈم پھر حساب کتاب کھول کر بیٹھی ہے۔

چچ۔۔ چچ۔۔ چہ۔۔ جتنا مرضی منہ کھول کر اس حساب کتاب کو دیکھ لو تمہارے پلے کچھ نہیں پڑنے والا اور وہاں تمہاری کمپنی کے فراڈیے تھوڑا تھوڑا کر کے تمہارا سارا پیسہ ہڑپ کر جائیں گئے۔ اور جب بزنس مکمل طور پر ڈوب جائے گا پھر اس ڈوبے ہوئے بزنس میں ڈوبکیاں لگا کر اکیلی آفس میں بیٹھ کر روٹیاں پکا لینا۔۔

ارمان شاہ نے افسوس کرتے ہوئے اسے اندر تک جلایا تو مائرہ شاہ اسکی آواز سنتے ہی ضبط سے مٹھیا بھینچ گئی تھی۔ اسے اپنے اس کزن سے سخت چڑ تھی۔۔

ارمان شاہ بہتر ہے تم میرے منہ نہ لگا کرو، ورنہ چاچو تک اگر میں نے یہ بات پہنچائی تو تم اپنا انجام جانتے ہو پھر۔۔۔

مائرہ نے چباتے ہوئے اک اک لفظ ادا کیا تو ارمان شاہ ایبرو اچکا کر اسے دیکھ گیا۔ جو ڈارک براؤن بالوں کا لوز سا بنا کر نیلی آنکھیں لیپ ٹاپ پر جمائے ہوئے بیٹھی تھی۔

بھینس بنی بیٹھی رہو یہاں تمہارے آگے بین بجا بجا کر میں اپنی پھونک اور انرجی مزید ضائع نہیں کر سکتا ہوں۔

مائرہ کا گال کھینچتے ہوئے وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ گیا تو پیچھے مائرہ کا غصے کی شدت سے چہرہ سرخ ہوتا چلا گیا۔۔۔ صوفے پر مکہ مارتے ہوئے وہ اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔۔

دبئی کے اک ہوٹل میں بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس وہ اکتیس سالا شخص اپنی روعب دار شخصیت کے ساتھ پورے ماحول پر چھایا ہوا الگ رہا تھا۔

عالم شاہ نے سگار جلاتے ہوئے ہوا میں دھواں اڑایا تو مقابل اسکی اس حرکت پر گہرا مسکرا دیا۔ جبکہ وہ خوبصورت مرد اس وقت بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔۔ اور اسکی سنجیدگی کی وجہ اسکی انیس سالا منکوحہ تھی۔ جو اسکے دبئی آنے بعد سے کالج جانا بند کر چکی تھی۔

پچھلے ایک مہینے سے وہ بزنس کے سلسلے میں دبئی آیا ہوا تھا۔ اسکے یہاں آتے ہی حویلی میں اسکی منکوحہ کی عید چل رہی تھی۔ کیونکہ ایک مہینے میں وہ مشکل سے تین سے چار بار ہی کالج جانے کا شرف حاصل کر پائی تھی۔

عالم شاہ جتنی کوشش کر رہا تھا کہ اسکی منکوحہ پڑھائی میں دلچسپی لے۔ "شرجینا شاہ" اتنی ہی اس معاملے سے اپنی جان چھڑانے کی کوشش کرتی رہتی تھی۔۔۔

پتہ نہیں کتنے حربے استعمال کر کر کے عالم شاہ اسے کالج تک پہنچا پایا تھا۔ ورنہ اگر شرجینا شاہ کے اپنے بس میں ہوتا تو وہ میٹرک کے بعد سے پڑھائی کو کک آؤٹ کر چکی ہوتی۔

عالم شاہ کے بلکل سامنے بیٹھے ہاشم شاہ نے اسے سوچوں میں گم دیکھ کر مسکراہٹ دبائی تھی۔۔ انکی میٹنگ ختم ہو چکی تھی کلائنٹ بھی کب کے جا چکے تھے۔ لیکن عالم شاہ اپنی فکروں سے باہر نہیں نکل پایا تھا۔

شاہ کہاں گم ہو تم۔۔۔

ہاشم شاہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے سوچوں سے باہر نکالا تو عالم شاہ ہوش میں آتا چونک کر ٹیبل پر دیکھنے لگا۔۔ جہاں بیٹھے کلائنٹ شاید نہیں یقیناً جا چکے تھے۔۔ جبکہ ہاشم شاہ اسے چڑاتی نظروں سے دیکھتے ہوئے سب جانتے ہوئے بھی پوچھ رہا تھا۔۔ کہ وہ کہاں گم ہے۔۔

عالم شاہ دیہاڑی دار مزدور بندہ ہے۔ تو اسی لئے عالم شاہ یہ سوچ رہا تھا کہ اتنی مہنگائی کے دور میں آج رات کی دال روٹی کا بندوبست کیسے کرے گا۔

عالم شاہ نے ہاشم شاہ کے سامنے اپنے جلے پھپھولے پھوڑے تو ہاشم شاہ کا دلکش قہقہ وہاں گونجا تھا۔

ویسے شاہ مجھ پر بھڑکنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔۔ کیونکہ تمہاری یہ بیماری بہت پرانی ہو چکی ہے۔۔۔

ہاشم شاہ نے سگریٹ کا دھواں اڑاتے ہوئے ہنس کر اسکے زخموں پر مزید نمک چھڑکا تو عالم تلملا گیا۔۔

یہ میں بھی اور آپ بھی جانتے ہیں کہ یہ لاعلاج بیماری کس کی وجہ سے مجھے لگی ہوئی ہے۔۔اس لئے میرے سامنے آپ معصوم نہ ہی بنے تو بہتر ہے۔۔

عالم شاہ نے چباتے ہوئے ہاشم شاہ کو کہا تو ہاشم شاہ مزید ہنستے ہوئے اپنی سبز انکھیں گھما گیا۔سبز آنکھوں پر تضاد کالے گھنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے ہوئے عنابی ہونٹوں پر دل جلاتی مسکراہٹ سجا کر وہ مکمل طور پر عالم شاہ کو جلانے کے لئے فارم میں آگیا تھا۔

بڑی آپ کیا چاہتے ہیں کہ میری بیوی ان پڑھ رہے نا۔۔پر کل کلاں کو میں اپنے بچوں کو کیا جواب دوں گا کہ انکی چھوٹی سی ماں کو میں کیوں نہیں پڑھا پایا ہوں۔۔

عالم شاہ نے پریشان ہو کر اپنی مستقبل کی پریشانی کا ذکر کیا تو ہاشم شاہ نے اسکی اتنی فکروں پر اسے گھور کر دیکھا تھا۔۔۔

شاہ میں تمہارا منہ توڑ دوں گا اگر تم نے اس منحوس زبان سے میری بھتیجی کو ان پڑھ کہا تو۔۔اللہ کے کرم سے وہ کاج جاتی ہے۔تو کہاں سے ان پڑھ لگ رہی ہے تمہیں۔۔۔

ہاشم شاہ نے گھور کر عالم شاہ کی طرف دیکھا۔۔جو اسکی لاڈلی بھتیجی کو ان پڑھ بول رہا تھا۔۔

ہاں بہت کالج جاتی ہے۔پچھلے اک مہینے میں وہ صرف پانچ دن کاج گئی ہے۔روز اسکی پرنسپل کی مجھے کال آتی ہے۔کہ مسٹر شاہ اپکی منکوحہ "شرجینا شاہ" کو آج بخار ہے اس لئے وہ کالج نہیں آرہی۔آج بخار ہے تو اگلے

دن ٹانگوں میں درد ہے، اس سے پچھلے دن میڈم کو ناک میں درد تھا۔۔ ناک کا درد اگلے چوبیس گھنٹوں میں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی میں ٹرانسفر ہو گیا تھا۔۔۔

ایہہ۔۔ یہ لڑکی مجھے پاگل کر دے گی بڑی، مجھے بس اس بات کا جواب دیں کہ آج تک کسی انسان کو ناک میں درد ہوا ہے کیا اور پھر ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی میں درد کہاں سے آتا ہے اور کیسے ہوتا ہے۔ چھوٹی انگلی کے درد کا کالج نہ جانے سے کیا تعلق ہوا بھلا۔۔۔

اور تو اور میری ذہین بیوی اور آپکی لاڈلی بھتیجی کو یہ بھی نہیں پتہ کہ اک بہانہ کتنے دن چلانا ہے۔۔ روز نئے سے نئے جھوٹ پر پرنسپل مجھے مشورہ دے رہی تھی کہ مجھے تھوڑا وقت نکال کر اپنی بیوی کا مکمل چیک اپ کروانا چاہیئے۔

عالم شاہ اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اضطرابی کیفیت میں جلے کٹے انداز میں بولتا ہی چلا گیا تو ہاشم شاہ کا پھر وہاں قہقہ پھوٹا تھا۔۔

اوئے خبردار اگر میری لاڈو کو جھوٹی کہا تو وہ بس نا سمجھ ہے۔ اس لئے ایسی معصومانہ باتیں کر دیتی ہے۔

ہاشم شاہ نے عالم شاہ کو پھر گھور کر وارن کیا کہ وہ اسکی لاڈلی کو جھوٹی نہیں کہہ سکتا۔۔

جتنے مرضی پردے ڈال لیں لیکن یہ بات سچ ہے۔ کہ وہ دن بدن بہت جھوٹ بولنے لگی ہے۔۔۔

عالم شاہ نے سر جھٹکتے ہوئے پھر وہی بات کی تو ہاشم شاہ کا دل کیا اسکا منہ توڑ کر رکھ دے۔

نہیں سالے مجھے تو اک بات بتا کہ اگر وہ آگے نہیں پڑھنا چاہتی تو تجھے کیا تکلیف ہے۔ تو نے کیا اس سے نوکری کروانی ہے۔ کیا فائدہ تیرے اتنا پڑھا لکھا ہونے کا جب وہ تیری ڈگری کا فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ اللہ کا شکر ہے اسکے ساتھ بھائی ویل سیٹلڈ ہیں۔۔ شوہر کمینا بھی بزنس مین ہے۔ پھر تو بے غیرت بن کر کیوں ہاتھ منہ دھو کر میری لاڈو کے پیچھے پڑ گیا ہے۔

ہاشم شاہ نے غصے سے عالم شاہ کو لتاڑتے ہوئے سنانا چاہا تو عالم شاہ افسوس سے انہیں دیکھنے لگا تھا۔۔ صرف ہاشم شاہ کی وجہ سے ہی شرجینا شاہ پڑھائی میں اسکے قابو نہیں آتی تھی۔۔ کیونکہ وہ ہاشم شاہ کی لاڈلی تھی۔۔ جہاں اسے اپنا کوئی الو سیدھا کروانا ہوتا تھا یا پھر کوئی فرمائش منوانا ہوتی تھی وہیں شرجینا شاہ اپنی نامعلوم معصومیت کا ٹوکرا اٹھا کر اپنے چاچو کے پاس فٹ سے پہنچ جاتی تھی۔۔

کوئی نہیں اپ نہ سہی میری بیوی کے بھائی تو میرے ساتھ ہیں نا وہ ہی میرے لئے کافی ہے۔

عالم شاہ نے خفگی سے بتانا چاہا تو ہاشم شاہ اس بات پر عالم کو صاف صاف اگنور مارا۔۔ جیسے ہاشم کی موجودگی میں کسی دوسرے کی اہمیت ہو سکتی تھی اور کوئی شرجینا شاہ کو اف بھی کہنے کی جرات کر سکتا تھا۔۔

بلیک کمپنی کے چاروں صوبے کب آ رہے ہیں یہاں پر۔۔

ہاشم شاہ نے عالم شاہ کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے ان چاروں کا پوچھا تھا۔۔

شاید کل آجائیں گئے۔ سلطان احمد خان کی بیوی علیزے خان پر حملہ ہوا تھا اس کے علاوہ سلطان کو بھی گولی لگی تھی۔ اسی لئے میٹنگ ڈیلے ہوگئی ہے۔۔ پر ان کے مینجر کی طرف سے میل آئی ہے کہ وہ چاروں کل ہمیں جوائن کرلیں گئے۔۔

عالم شاہ نے سلطان کا ذکر کرتے ہوئے مکمل تفصیل بتائی تو ہاشم شاہ ہنکارہ بھر گیا۔۔

چلو پھر کل ہی ان کمینوں سے بھی دو دو ہاتھ کرتا ہوں۔

ہاشم شاہ سگریٹ بجھاتے ہوئے اپنی چیئر سے کھڑے ہو کر عالم شاہ کو اشارہ کرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تو پیچھے عالم شاہ نے سرد سانس خارج کرتے ہوئے اپنی ظالم بیوی کو کال ملائی۔ لیکن ہر بار کی طرح آج بھی اسکی کال نہیں اٹھائی گئی تھی۔۔ شرجینا شاہ اس بات سے واقف تھی۔۔ کہ اگر اس نے عالم شاہ کی کال اٹھالی تو ضرور پھنس جائے گی۔۔ اس لئے جتنا وہ بھاگ سکتی تھی عالم شاہ سے بھاگ کر مزے اڑا رہی تھی۔

----

blondeلائٹ بالوں پر تضاد سبز آنکھوں میں شرارتی چمک لئے وہ "شرجینا شاہ" تھی۔ سفید یونیفارم میں کالج کے سفید دوپٹے کو شولڈر میں سیٹ کیے بالوں کی دو پونیاں بنائے وہ کالج کے گراونڈ میں گھاس پر بیٹھی ہوئی تھی۔ سفید دودھیا رنگت اس وقت چمکتے ہوئے دھوپ کی وجہ سے گلابی ہو رہی تھی۔

وہ اپنے سفید چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے گھاس اکھاڑ اکھاڑ کر اک سائیڈ پر ڈھیر لگانے میں مصروف تھی۔۔

شر۔۔۔

ساتھ بیٹھی اسکی دوست سحر نے اسے پکارا تو شر جینا شاہ نے خیالوں میں گم اسے جواب دیا۔۔

ہمممم۔۔۔۔

شر میں سوچ رہی تھی کہ تو کالج کیا کرنے آتی ہے بھلا۔۔۔

سحر نے بھی گھاس کو اکھاڑتے ہوئے پر سوچ انداز میں استفسار کیا تو شر جینا شاہ جو یہ سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی کہ کل "عالم شاہ" جب واپس آئے گا تو اسے کالج نہ جانے کے کیا بہانے سنائے گی۔ جبکہ سحر کے خود کو دوبارہ "شر" بلانے پر وہ ہوش میں آئی تو غصے سے اسکی طرف مڑ گئی۔۔

کمینی تیرا پورا خاندان ہو شر، تو ہو شر، وہ تیرا ہونے والا شوہر ہو شر، تیرے آنے والے بیس بچے بھی سارے کے سارے شر۔۔۔

خود کو شر سنتے ہی شر جینا شاہ کا دماغ آؤٹ ہوا تھا۔۔ جبکہ شر جینا شاہ کی بنا بریک کی اتنی بد دعاؤں پر سحر کا منہ کھلتا چلا گیا۔۔

کیا بولے جا رہی ہے تو پاگل لڑکی۔۔۔ سحر حیرانی سے منہ کھولتے ہوئے اسے ٹوک گئی۔۔۔۔

کیوں اپنی دفعہ پیٹ درد ہونے لگا ہے تیرا اور جو تو مجھے بنا مطلب جانے شر, شر بلائے جا رہی تھی وہ کیا تھا کمینی عورت۔۔

شر جیناشاہ نے غصے سے سرخ ہوتے اسکی ٹیل پونی کھینچی تو سحر درد سے کراہ اٹھی۔۔

اہ۔۔اہہ۔۔۔

کیا مطلب ہے تیری اس بات کا اور تو میرے بال نہ کھینچا کر کتنی دفعہ تجھے منع کیا ہے میں نے۔۔۔ سحر نے اسے چٹکی کاٹتے ہوئے اپنی پونی ٹھیک کی تو شر جیناشاہ کا دل کیا اسکی معصومیت کو کچل کر رکھ دے۔۔ جس کو شر لفظ کا مطلب نہیں پتہ تھا۔۔ پھر بھی اسے اس لفظ بلا رہی تھی۔

کمینی تھوڑی اردو دھیان سے پڑھ لیتی تو تجھے اس لفظ کا مطلب بھی پتہ ہوتا۔ شر لفظ کا مطلب ہوتا ہے فساد، فتنہ، برائی۔۔اب بتا میں تجھے کہاں سے شر لگ رہی ہوں۔۔

شر جیناشاہ نے پھر اسکی پونی کھینچی تو مطلب جان کر سحر کی ہنسی نکل گئی۔ شر جیناشاہ کو اپنے نام سے بے حد محبت تھی۔ اسی لئے وہ اپنا نام کسی کو بگاڑنے نہیں دیتی تھی۔۔ کچھ عالم شاہ کی طرف سے بھی اسے خاص حکم تھا۔۔ کہ وہ اپنا نام کسی کو ادھورا پکارنے کی اجازت نہیں دے گی۔۔۔

فساد کا تو پتہ نہیں لیکن تو پوری کی پوری لڑاکو ہے یار،،۔ دیکھ تو نے میرے بالوں کا کیا حال کر دیا ہے۔ اور بتا تجھے کس نام سے بلاؤں یہ تیرا پورا نام مجھ سے نہیں بلایا جاتا جبکہ دوسرے نیک نام سے تو مجھے پکارنے ہی نہیں دیتی۔

سحر نے سر کو دباتے ہوئے بیچارگی سے پوچھا تھا۔۔ شر جینا نے اسکے بال کافی زور سے کھینچ دیے تھے۔ اس لئے اسے درد محسوس ہونے لگا تھا۔۔

اس نام سے مجھے صرف عالی بلاتے ہیں اگر انکو پتہ چل گیا نہ تو مجھے اس نام سے بلا رہی ہے تو تجھے کالج سے ایسا کک آؤٹ کریں گئے کہ تو گٹر میں جا گرے گی۔۔ پھر گٹر میں گر کے پکارتی رہنا مجھے۔۔

شر جینا شاہ نے کھڑے ہو کر اسکو آخری حد تک ڈرایا تو سحر اسکے ظالم شوہر کا سن کر جھر جھری سی لے گئی تھی۔ عالم شاہ کسی کو بھی شر جینا کو اس نام سے نہیں بلانے دیتا تھا۔۔ جس نام پر صرف عالم شاہ کا حق تھا۔

چل آ کچھ کھا کر آتے ہیں۔۔ بریک کے بعد اس کھڑوس میڈم کو بھی بھگتنا ہے۔۔

شر جینا اسے کھڑا کرتے بولی تو پیون نے آکر اسے پرنسپل کا پیغام دیا کہ پرنسپل اسے اپنے آفس میں بلا ہے۔۔

سحری میں گئی۔۔۔ پرنسپل کے پیغام پر شر جینا شاہ کے چہرے سے ہوائیاں اڑنے لگیں تھیں۔۔ اج وہ پورے اک ہفتے بعد کالج آئی تھی۔۔ اسی لئے شاید پرنسپل نے اسے یاد فریایا تھا۔

تو گھبرا کیوں رہی ہے جانی، بس وہی کرنا جو تو ہمشیہ سے کرتی آئی ہے۔۔۔

سحر نے اسے چل کرنے کے انداز میں بے پرواہ لہجے میں حل بتایا تو کچھ سوچ کر شر جینا شاہ کی آنکھیں چمکی تھیں۔

سحر کو وہیں چھوڑ کر وہ اسے آنکھ ونک کرتے آفس کی جانب بڑھ گئی۔

آفس کے قریب آتے ہی شر جینا نے تھوڑا سا لڑ کھڑا کر چلنا شروع کر دیا تھا۔ پرنسپل آفس کے باہر بیٹھے پیون نے اپنی عینک کے شیشوں سے اس آفت کی پر کالا کو دیکھا جو ابھی کچھ دیر پہلے گراؤنڈ میں اچھل کود کر رہی تھی۔

لیکن یہاں آتے ہی وہ ٹانگ گھسیٹ کر چلنا شروع ہو گئی تھی۔

اگر اسکی یہ حرکت عالم شاہ دیکھ لیتا تو شرجینا شاہ نے انہی پیروں کو سر پر رکھ کر بھاگنا شروع کر دینا تھا۔۔

شرجینا شاہ نے پیون کی طرف آنکھیں مٹکا کر دیکھا تو وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسکے لیئے آفس کا دروازہ کھول گئے وہ جانتے تھے کہ شرجینا شاہ بہت بڑی ڈرامہ کوئین ہے۔ کیونکہ اسکی آئے دن یہاں حاضری ہوتی رہتی تھی۔

شرجینا آفس میں داخل ہوئی تو پیون نے پیچھے سے ڈور بند کر دیا۔۔

جبکہ اندر ادھیڑ عمر بیٹھیں پرنسپل شرجینا شاہ کو لڑکھڑاتے ہوئے دیکھ کر سرد سانس خارج کر گئیں تھیں۔ آج وہ بہانا سنانے نہیں بلکہ پریکٹیکل ساتھ دیکھانے کے لیے لے کر بھی ائی تھی۔۔ پرنسپل ایک سیکنڈ میں اسکی خرافاتی دماغ کو سمجھ گئیں تھیں۔

شرجینا پرنسپل کی طرف مسکراہٹ اچھال کر انکے سامنے کھڑی ہوئی تو وہ اسے بیٹھنے کا اشارہ کر گئیں۔

شرجینا شاہ آپ اتنے دن سے غیر حاضر کیوں تھیں۔۔۔ پرنسپل نے قلم رکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا تو شرجینا اندر اندر دانت کچکچانے لگی۔

اس بڈھی کو نظر بھی آرہا تھا کہ میں لنگڑی بن کر اندر آئی ہوں پھر بھی مجھے غیر حاضری کے بارے میں پوچھ رہی ہے۔

میم میری ٹانگ میں موچ آئی تھی۔۔خود پر کنٹرول کرتے ہوئے شر جینا نے لہجے میں درد سمو کر جواب دیا تو پرنسپل اسے دیکھے گئیں۔

رئیلی شر جینا شاہ۔۔۔پر میں آج تک یہ ہی سنتی ائی ہوں کہ موچ پیر میں آتی ہے۔۔ٹانگ میں موچ پہلی بار سن رہی ہوں۔۔۔

پرنسپل نے ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا تو شر جینا گڑ بڑا سی گئی۔۔اپنی بات میں وہ ہمیشہ خود ہی پھنس جاتی تھی۔۔

میم اصل میں بہت درد ہے نہ اسی لئے بس منہ سے پیر کی موچ کہنے کی بجائے ٹانگ نکل گیا۔۔شر جینا نے ہائے ہائے کرتے ہوئے بات کو کور کرنے کی کوشش کی تو پرنسپل نے اسے غور سے دیکھا جو ٹانگ پکڑ کر اندر آئی تھی۔۔لیکن کلیر پوچھنے پر اب اسکی موچ رینگتی ہوئی پاؤں میں شفٹ ہو گئی تھی۔۔

ویسے اپکو یہ موچ کیسے آئی تھی۔۔پرنسپل نے ریکارڈ دیکھتے ہوئے اک اور سوال کیا تو شر جینا لب کاٹنے لگی۔۔

وہ۔۔میم۔۔اصل۔۔میں۔۔نا میں کچن میں پانی لینے گئی تھی تو فریج کھولا تو پانی نہیں ملا پھر میری نظر کوک پر پڑ گئی تو عالی یہاں پر نہیں ہیں نہ تو میں نے سوچا تھوڑی سی کوک پی ہی لیتی ہوں۔وہ یہاں پر موجود ہوں تو مجھے ایسی چیزیں نہیں کھانے دیتے اپکو تو اس بارے میں پتہ ہی ہے۔۔۔

پرنسپل جو اسکی موچ کو جاننا چاہ رہی تھی۔ شرجینا کو کوک کی کہانی شروع کرتے دیکھ کر وہ گہری سانس خارج کر گئی۔۔ جبکہ وہ اسے ایسے بتا رہی تھی۔ کہ جیسے وہ سچ میں جانتی تھی کہ عالم شاہ اسے کن کن چیزوں سے روکتا ہے۔۔ ساتھ چلتی کال پر ہاشم شاہ اور عالم شاہ دونوں ہی اپنے پٹاخے کی باتوں کو غور سے سن رہے تھے۔ ہاشم شاہ کو تو اپنی لاڈو پر پیار آرہا تھا۔ اسی لئے وہ قہقہے لگائے جا رہا تھا۔ جبکہ عالم شاہ کا اسکے ہمیشہ کی طرح عالی کہنے پر جہاں دل دھڑکا تھا۔ وہیں اسکی بونگیاں سن کر وہ خفگی سے ہاشم شاہ کو دیکھ گیا۔۔

شرجینا شاہ اپکو موچ کیسے آئی تھی۔۔۔ پرنسپل نے ضبط کے مارے پھر اپنا سوال دہرایا تھا۔۔

میم وہی ہی بتانے کی طرف آرہی ہوں نا۔۔ شرجینا انکے ٹوکنے پر نروٹھے پن سے بولی تو پرنسپل اپنا ماتھا مسل گئیں تھیں۔ یہ چھوٹی سی لڑکی ہمیشہ انکا بی پی ہائی کرنے آتی تھی۔

اپ مجھے بس اسی کا بتادیں برائے مہربانی کر کے۔۔ انہوں نے حتمی انداز میں آخری بار پوچھا تھا۔۔

میم وہ میں اپنا جوتا پہن رہی تھی تو میرا پاؤں مڑ گیا۔۔ ایسے پھر موچ اگئی تھی۔۔۔ کافی سوچ بچار کے بعد شرجینا نے اپنی موچ کا راز کھولا تو اس بار عالم شاہ بھی اپنے قہقے پر کنٹرول نہیں کر پایا تھا۔ اسکی لاڈلی بیوی جوتا پہنے وقت موچ کروا بیٹھی تھی۔۔ کیا ہی لاجک تھا۔۔۔

شرجینا کا جواب سن کر پرنسپل ماتھا پیٹنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔

رائٹ۔۔۔اپکے ٹیسٹ مسلسل خراب کیوں ہو رہے ہیں۔۔۔موچ پر مٹی ڈال کر پرنسپل نے اسکے ٹیسٹ سامنے رکھتے ہوئے پوچھا تو عالم شاہ پوری توجہ کے ساتھ اسکا جواب سننے کا منتظر ہوا تھا۔۔پورے مہینے بعد دبئی میں بیٹھ کر وہ آج اسکی آواز سن پا رہا تھا۔ورنہ وہ ڈانٹ کے ڈر سے تو اسکا فون ہی نہیں اٹھا رہی تھی۔

میم اپکو پتہ تو ہے کہ عالی یہاں نہیں ہیں مجھے وہ ہی پڑھاتے ہیں تو پھر میں ٹیسٹ کیسے صحیح دے سکتی ہوں۔۔

اس بار شرجینا شاہ نے سارا مدعا عالم شاہ پر پھینکا تو عالم اسکا جواب سن کر مچلتے دل کے ساتھ اپنے لائٹ براؤن بالوں میں ہاتھ پھیر گیا۔اب کی بار ہاشم شاہ نے جتاتی نظر اس پر ڈالی تھی۔۔

فائن آپ جا سکتیں ہیں یہاں سے اور کوشش کیجیے گا۔کہ اس بار آپ جوتا پہنتے ہوئے کوئی موچ کروا کے چھٹی نہ کریں۔۔فرسٹ ٹرم کے ایگزام ہونے والے ہیں۔۔تو اپکو روز کالج آنا چاہئے۔۔۔

پرنسپل نے اسے بھیجتے ہوئے طنزیہ انداز میں ہدایت کی تو پرنسپل کے جان چھوڑنے پر شرجینا جلدی سے چیئر سے کھڑی ہو گئی۔۔۔

صرف دو قدم ہی لڑکھڑا کر وہ دروازہ کھلنے پر بھاگ کر باہر بھاگی تو پرنسپل نے کھلے منہ کے ساتھ افسوس سے سر ہلایا تھا۔اسکے جانے کے بعد پرنسپل عالم کو اسکی فائنل رپورٹ دینے لگی تھیں۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

قابیل شاہ اپنے ساتھ اک اضافی وجود لیے حویلی میں داخل ہوا۔۔ارمان شاہ پھر سے آفس جا چکا تھا۔جبکہ ارباز شاہ بھی جرگے کے ختم ہونے کے بعد کسی ضروری کام سے چلے گئے تھے۔۔

قابیل شاہ نے اپنے ساتھ کھڑے وجود کو دیکھا جس کی ریڈ وائلٹ آنکھوں میں اک آگ سی نظر آ رہی تھی۔ قابیل شاہ کی سرمئی آنکھوں کو دیکھ کر اس صنف نازک نے اپنی آنکھوں کو گھمایا تو قابیل شاہ دل ہی دل میں اسکی اس ادا پر فدا ہونے لگا۔ پر ابھی مزید فدا ہونے کے مراحل باقی تھے۔

میرو۔۔۔ قابیل شاہ نے حویلی کے لاونج میں کھڑے ہو کر مائرہ شاہ کو آواز لگائی تو وہ اپنے کمرے میں جو لیپٹ ٹاپ پر الجھی ہوئی تھی۔ اپنے بڑے بھیا کی آواز سنتی جلدی سے کمرے سے نکل کر لاؤنج میں ائی تھی۔۔

جی بھیا۔۔۔ مائرہ شاہ نیلی آنکھوں میں چمک لیے قابیل شاہ کے سامنے کھڑی ہوئی تو قابیل شاہ نے اسکی چمک دیکھ کر محبت سے اسکے بال بگاڑ دیے۔۔

میرا بچہ اتنا چمک کیوں رہا ہے۔۔۔ قابیل شاہ نے محبت سے اسے پوچھا تو وہ منہ بنا گئی۔۔

آپ سب مجھے چھوڑ کر خود حویلی سے غائب ہو جاتے ہیں۔۔ پتہ ہے سہی کچھ کہ میں اکیلی کتنی بور ہو رہی تھی۔۔ اوپر سے اس گوریلے شاہ نے آ کر میرے سارے موڈ کی ایسی تیسی کر دی۔۔ وہ لاڈ سے منہ بناتے اسے بتا رہی تھی۔۔

اکیلی کیوں تھی، مالا کہاں پر ہے۔۔۔ قابیل شاہ نے اپنی لاڈلی بہن کا پوچھا۔۔۔

وہ میڈم اپنے کمرے میں کتابی کیڑا بن کے بیٹھی ہوئی ہے اور کہاں ہو گی۔ مائرہ جو اسے مزید شکایت لگانے کے موڈ میں تھی اسکی قابیل شاہ کے دوسری طرف نظر پڑی تو وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ جبکہ وہ صنف نازک ابھی تک خود کو چادر سے چھپائے کھڑی تھی۔

مائرہ شاہ کی استفہامی نظروں کو دیکھتے ہوئے قابیل شاہ نے اسے مخصوص اشارہ کیا تو حیرت و خوشی سے مائرہ کا منہ کھل گیا۔۔

سچی بھیا یہ وہی ہیں کیا۔۔ مائرہ نے قابیل شاہ کو سرگوشی کرتے پوچھا تو وہ اسکے رازداری سے پوچھنے پر ہنستے ہوئے ہاں میں سر ہلا گیا۔

ہائے سچی۔۔۔ مائرہ شاہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں رہا تھا۔۔

چلو اب بھابھی کو کمرے میں چھوڑ آؤ میں آفس جا رہا ہوں۔ بہت ضروری میٹنگ ہے اج۔۔۔

قابیل شاہ کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی سے ٹائم دیکھ کر جلدی سے بولا تھا۔۔۔

بھیا چینج نہیں کریں گئے کیا۔۔ قابیل شاہ کے مڑنے پر مائرہ نے آواز لگاتے ہوئے جلدی سے اسکی سفید شلوار قمیض کی طرف اشارہ کرتے پوچھا تھا۔۔

نہیں میرو میں آفس میں کر لوں گا۔۔ وہ عجلت میں جواب دے کر نکلتا چلا گیا تھا۔۔

آئیں بھابھی اپکو بھیا کا کمرہ دیکھادوں۔۔مائرہ نے محبت سے اس سے کہا تو وہ مائرہ کے اتنے پیار سے بھابھی بلانے پر حیرت کا شکار ہو گئی۔۔وہ تو یہ ہی سمجھ رہی تھی۔۔کہ اس پر جاتے ہی ظلم کے پہاڑ ڈھائے جائیں گئے۔۔

لیکن یہاں تو وہ اسے کمرے میں لے جانے کی بات کر رہی تھی۔

مائرہ اوپر والے پورشن میں اسے قابیل شاہ کے کمرے میں لے کر آئی تو وہ اتنے بڑے کمرے کو حیرانی سے دیکھنے لگی تھی۔۔

بھابھی آپکا نام کیا ہے۔۔۔مائرہ نے کمرے کی دوسری لائٹس ان کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔تو چادر کو ہٹاتے ہوئے چہرے پر آیا پسینہ صاف کر کے کمرے میں نظریں دہراتے ہوئے اس نے مائرہ کو جواب دیا۔۔

اربیلا شاہ۔۔۔کھنکتی ہوئی آواز سن کر مائرہ نے اسے دیکھنا چاہا تو سامنے ہی اسکے نقاب ہٹانے پر دیکھ پر مائرہ اسے دیکھ کر ساکن ہوئی تھی۔وائلٹ آنکھوں پر تضاد گولڈن بال اور دودھیا رنگت پر وہ حسین جادو گرنی لگ رہی تھی۔۔

آپ تو بہت خوبصورت ہیں بھابھی۔۔۔مائرہ نے اس کے حسن کو دیکھ کر کھوئے ہوئے انداز میں کہا تو اربیلا اسکی تعریف پر مسکرا دی۔۔

تم بھی خوبصورت ہو۔۔۔اربیلا شاہ نے جواباً اسکی بھی تعریف کی جو خوبصورت نیلی آنکھوں سمیت ڈارک براؤن بالوں میں یک ٹک اسے ہی دیکھے جا رہی تھی۔

سامنے کھڑی حسن کی مورت کو دیکھتے ہوئے مائرہ شاہ کو اپنے بھائی کی دیوانگی سمجھ میں آ رہی تھی۔

آپ آرام کریں تب تک میں اپکی سگی نند کو بلا کر لاتی ہوں۔۔اربیلا کے تعریف کرنے پر وہ مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گئی تو اربیلا تھکے انداز میں صوفے کی بیک سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔انکھیں بند کرتے ہی آج کا سارا سین یاد کر کے اسکی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کے نیچے گرا تھا۔

بڑی جلدی کر دی مہربان یہاں آتے اتے۔۔۔ہاشم شاہ نے اپنے سامنے ان چاروں بے شرموں کو دیکھ کر طنزیہ کہا تو ضرار بے نیازی سے کندھے اچکاتے ہوئے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا تھا۔اس وقت وہ سب میٹنگ کے سلسلے میں دبئی کے ہوٹل میں بیٹھے ہوئے تھے۔

ہاشم شاہ اور عالم شاہ تو پہلے سے ہی یہاں پر موجود تھے۔۔جبکہ بلیک گینگ نے ابھی آج انہیں جوائن کر لیا تھا۔اس کے علاوہ قابیل شاہ اور ارمان شاہ بھی آ چکے تھے۔چونکہ وہ سب مل کر ایک بہت بڑی ڈیل کرنے والے تھے۔اسی لئے اس Collab پر میٹنگ میں ہر کمپنی کے ڈائریکٹر کا شامل ہونا بہت ضروری تھا۔

بس کیا کر سکتے ہیں جو جتنا وقت ڈیزرو کرتا ہے ہم اتنا وقت اسے دیتے ہوئے مہربان ہو جاتے ہیں۔سلطان نے سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے انکی شادی میں کہا ہوا عالم شاہ کا ڈائیلاگ ہاشم شاہ کو لٹایا تو ہاشم شاہ ابرو اچکاتے ہوئے اس کمینے کو دیکھ گیا۔۔

یہ معزز لوگوں کی میٹنگ ہے یار۔ یہاں پر کسی کی بھی یہ سگریٹ نوشی نہیں چلے گی۔ لہذا اپنا اپنا یہ سستا نشہ چھوڑ کر میٹنگ پر توجہ دیں سب۔۔

سنی اپنے ٹیبل پر ہر طرف سے اٹھتے ہوئے دھوئیں سے تنگ آ کر آخر کار بول پڑا تھا۔۔۔

تو جتنا مرضی بول لے پر ان سستے نشئیوں کو کوئی اثر نہیں ہونے والا۔۔۔

ارمان شاہ نے بھی ناک چڑھا کر کہا تھا۔ اسے بھی سگریٹ کا دھواں سخت ناپسند تھا۔ ٹیبل پر سلطان احمد خان، عالم شاہ اور ہاشم شاہ کے ہاتھ میں سگریٹ تھا۔ تینوں ہی گہرے کش لگانے میں مصروف تھے۔۔

تم لوگ ابھی بچے ہو اس لئے اس نشے کو نہیں سمجھ سکتے۔۔

عالم شاہ نے گھمبیر لہجے میں دھواں اڑاتے ہوئے اسکی بات جواب دیا تھا۔۔۔

اس بات سے تو میں ایگری کرتا تو کہ یہ شاہ جی بڈھے ہو گئے ہیں اسی لئے تو کتیس کے ہو کر بھی سنگل بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجال ہو اگر انکو کسی گہرائیوں کا زرا سا بھی علم ہو تو۔۔۔ بلیک کلر کے فور پیس میں ملبوس عیس علی ہمدانی نے عالم شاہ کی عمر پر چوٹ کرتے ہوئے معنی خیزی سے کہا تو ٹیبل پر اک دم سب کے قہقہے چھوٹے تھے۔۔۔ عالم شاہ نے اس بے غیرت کو گھور کو دیکھا تھا۔۔

اوئے خبر دار اگر کسی نے میرے بھائی کو چھیڑنے کی کوشش کی تو۔۔۔ ادھر ابھی ڈنڈے چل جائیں گئے۔۔۔

قابیل شاہ نے اندر ہی اندر عالم شاہ کی حالت پر مزہ لیتے ہوئے اسکے حق میں آواز اٹھانا چاہی۔۔۔

ہاں تیرے ڈنڈے سوٹوں کا ہم سب کو بہت اچھے سے پتہ ہے۔ایک مہنیہ پہلے مرے ہوئے چاچے کے بدلے سالا محبت کا نکاح کر کے آگیا ہے۔۔ جیسے بڑا کوئی مجنوں ہو اور ریگستان چھان چھان کر لیلہ کو ڈھونڈا ہو۔۔۔

ضرار نے سر جھٹکتے ہوئے اسکا بھانڈا پھوڑا تو اک دفعہ پھر قہقے گونجے تھے۔ جبکہ قابیل شاہ نے اپنی سرمئی آنکھوں سے ضرار پاشا حیدر کو گھورنا چاہا تو ضرار نے بھی اپنی سرمئی آنکھوں سے وار کرتے اسے ڈبل گھوری ڈالی۔۔ دونوں طرف سے سرمئی آنکھیں آمنے سامنے ہوئیں تھیں۔۔

زیادہ نہ گھورا ابھی ہم اپنا پانچواں ساتھی گھر چھوڑ کر آئے ہیں۔۔ میرا یار فائٹ فائٹر ہے۔ وہ یہاں پر ہوتا تو اسکا ڈنڈا تجھ پر اب تک چل بھی گیا ہوتا۔۔

ضرار پاشا حیدر نے ناک چڑھا کر وہاج علی کا ذکر کیا تو سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔اس پانچویں یار کی اچانک آمد سے وہ سب ہی واقف تھے۔

بکواس بند کر کے کام پر توجہ دو بے غیرتوں ورنہ اک اک کو یہاں پر ہی ٹپکا دوں گا۔۔۔ ہاشم شاہ نے بڑے ہونے کا رعب جھاڑتے ہوئے انکو جھاڑ پلائی تو سب ہی ناک چڑھا کر ڈیل فائنل کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔

(اگلی صبح)

"شر جینا، تمہیں کیا لگتا ہے، یہ کام کرے گا؟" سحر نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔

"کام تو کرنا چاہیے، پیسہ اچھے اچھوں کے ایمان بدل دیتا ہے، پھر گارڈ انکل کیا چیز ہیں؟" شر جینا نے گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا، تو سحر نے سمجھتے ہوئے سر ہلا دیا۔

"یار، پر مجھے پتہ نہیں کیوں لگ رہا ہے کہ آج تجھے ذبح ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔" سحر نے اس کے ساتھ قدم اٹھاتے ہوئے اپنی دل کی بات کہی، تو شر جینا غصے سے رکتے ہوئے اس کی طرف مڑی۔

" کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے کہ میری زندگی کی ساری منحوسیت بس تیری وجہ سے ہے۔ کمینی! کچھ اچھا نہیں بول سکتی تو، کم از کم اپنی اس کالی زبان پر پتھر رکھ کر اسے قابو میں تو رکھ سکتی ہے نا! میں بتا رہی ہوں، سحری، اگر آج میں پھنسی تو اگلی دفعہ میں ٹیسٹ میں نقل نہیں کروانے والی۔"

شر جینا نے غصے سے چباتے ہوئے اسے کوسا اور ساتھ ہی دھمکی بھی دے دی۔ شر جینا کی دھمکی پر سحر صحیح معنوں میں ڈر گئی تھی، کیونکہ اگر شر جینا شاہ پڑھنے والی نہیں تھی، تو سحر ملک بھی اتنی ہی نالائق تھی۔ اسی لیے دونوں کی گہری دوستی تھی۔ سحر پورا پورا شر جینا شاہ کو کاپی کرتی تھی۔ جس دن شر جینا کالج سے چھٹی کرتی تھی، اسی دن سحر بھی کالج کا منہ نہیں دیکھتی تھی۔ لیکن سحر کو کوئی پوچھنے والا نہیں تھا، کیونکہ وہ ایک ویل سیٹلڈ فیملی سے تعلق رکھتی تھی اور اکلوتی بیٹی ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ اسی وجہ سے اس کے ماں باپ اس کے لاڈ اٹھانے میں نہیں تھکتے تھے۔

لیکن شر جینا شاہ کے معاملے میں بلکل الٹ تھا۔ وہ پورے شاہ خاندان میں چھوٹی ہونے کی وجہ سے لاڈلی تو تھی، لیکن پڑھائی کے معاملے میں اسے عالم شاہ جیسا شوہر ملا تھا، جو اس کی اس معاملے میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کرتا تھا۔ اس بار عالم شاہ کافی عرصے بعد بزنس کی غرض سے باہر گیا تھا، تو شر جینا شاہ نے چھٹیاں مار کر اس کا بھرپور فائدہ اٹھایا تھا۔ جبکہ عالم شاہ کی موجودگی میں وہ اسے خود تیار کروا کر کالج چھوڑ کر جاتا تھا، اور شر جینا شاہ کا چھٹی کے بارے میں سوچنا بھی حرام ہوتا تھا۔

"کیا مطلب، تو اکیلی نقل کرے گی، تو میرا کیا ہوگا؟" سحر نے دکھ سے پوچھا، کیونکہ شر جینا شاہ نقل کرنے میں ماہر تھی اور ان کے ٹیسٹ میں نمبر اسی وجہ سے آجاتے تھے۔ یا پھر شر جینا کلاس کی سب سے لائق لڑکی کو رشوت دے کر اس سے ٹیسٹ دیکھ لیتی تھی۔ اس رشوت خوری کے بارے میں عالم شاہ ابھی بے خبر تھا۔

اسی بحث میں وہ کالج کے گیٹ پر پہنچ گئیں۔ صبح کے ساڑھے سات بج رہے تھے، جبکہ کالج کی ٹائمنگ آٹھ بجے تھی۔ آج وہ دونوں جلدی آگئی تھیں۔

"انکل، مجھے آپ سے ایک کام ہے۔" شر جینا گیٹ پر موجود سکیورٹی گارڈ کے پاس آتے ہوئے بولی۔

گارڈ، جو کہ ایک ادھیڑ عمر شخص تھے، شر جینا کے مخاطب کرنے پر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ گیٹ پر دو سکیورٹی گارڈز ہر وقت ڈیوٹی دیتے تھے، لیکن اس وقت دوسرا گارڈ غائب تھا۔

"ہاں بولو بچے۔" گارڈ انکل، جو شر جینا شاہ سے بخوبی واقف تھے، اس کے کام کہنے پر مکمل توجہ سے سننے لگے۔

شرجینا نے جیسے ہی انکل سے پوری بات کہی، گارڈ انکل کا دل کیا کہ اونچی اونچی قہقہے لگائے، کیونکہ بات ہی اتنی بے تُکی تھی۔ لیکن گارڈ انکل نے چہرے پر سنجیدگی سجاتے ہوئے اس کی پوری بات سن کر اس کا کام کرنے کی حامی بھر لی، کیونکہ وہ شرجینا شاہ کو انکار نہیں کر سکتے تھے۔

گارڈ انکل کے ماننے پر شرجینا کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔

"دیکھا، میں نے کہا تھا نا، پیسہ ہر ناممکن کام کو ممکن بنا دیتا ہے۔" شرجینا کلاس کی طرف بڑھتے ہوئے فخر سے بولی، تو سحر نے امپریس ہوتے ہوئے سر ہلا دیا۔ وہ تیزی سے کلاس کی طرف جا رہی تھیں کیونکہ ان کی کلاس شروع ہونے میں کچھ ہی منٹ باقی تھے۔

جینا کے جانے کے بعد گارڈ انکل نے عالم شاہ کو کال ملائی تھی۔

عالم شاہ، جو اس وقت ہاشم شاہ کے ساتھ دبئی ائیرپورٹ پر کھڑا تھا، کالج کے گارڈ کی کال آتے دیکھ کر جلدی سے ریسیو کر گیا۔

"جی چاچا، خیر تو ہے نا؟" عالم نے فون کان سے لگاتے ہوئے سنجیدگی سے ان کے سلام کا جواب دے کر پوچھا۔ ہاشم شاہ نے اسے فون پر بات کرتے دیکھ کر پوچھا کہ کس کی کال ہے۔ عالم نے انہیں فون کان سے ذرا پیچھے کرتے ہوئے نمبر دکھایا۔

"شاہ بیٹا، میرے پاس ابھی شرجینا شاہ آئی تھی اور مجھے پیسے دے کر گئی ہے تاکہ میں تمہیں کالج میں داخل نہ ہونے دوں۔"

گارڈ انکل نے پانچ ہزار کے کڑکڑاتے نوٹ کو دیکھتے ہوئے عالم شاہ کو بتایا تو عالم شاہ نے سانس خارج کیا۔

"آپ نے اسے کیا جواب دیا پھر؟" عالم شاہ نے ان سے ان کا جواب جاننا چاہا۔

"شاہ بیٹا، میں نے ہاں کر دی تھی کیونکہ اگر میں نہ کرتا تو شر جینا بیٹا کسی اور گارڈ سے یہ کام کروانے چلی جاتی۔ اور شاہ، تم جانتے ہو، دوسرا گارڈ ایک جوان لڑکا ہے۔ ایسا اچھا نہیں لگتا۔"

گارڈ انکل نے تفصیل سے جواب دیا تو عالم شاہ اضطراب میں اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"کوئی بات نہیں، چاچا۔" عالم شاہ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"پر بیٹا، ان پیسوں کا کیا کرنا ہے؟" گارڈ نے پیسوں کی طرف دیکھتے ہوئے دوسرا سوال کیا تو عالم شاہ اپنی چھوٹی سی بیوی کی معصومیت پر مسکرا دیا۔

"چاچا، آپ پیسے رکھ لیں۔ ویسے بھی میری بیوی خوش نصیب لوگوں پر ہی اپنا پیسہ خرچ کرتی ہے۔" عالم نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے دل کی دھڑکن کے ساتھ جواب دیا تو گارڈ انکل ہنستے ہوئے خدا حافظ بول کر کال بند کر گئے۔

شر جینا شاہ کالج کے مالک کو ہی اندر آنے سے روک رہی تھی۔

"کیا ہوا؟ سب ٹھیک تھا نا؟" ہاشم شاہ نے فکرمندی سے عالم شاہ سے پوچھا، جو موبائل بند کر کے اپنی جیب میں رکھ رہا تھا۔

"میری بیوی نے کالج کے گارڈ کو پانچ ہزار رشوت دے کر بھیجا ہے تاکہ گارڈز مجھے کالج میں داخل نہ ہونے دیں۔"

عالم شاہ نے سرد سانس خارج کرتے ہوئے ہاشم شاہ کو ان کی بھتیجی کا کارنامہ بتایا تو ہاشم شاہ یہ سن کر زور سے ہنس پڑے۔

"Like seriously yar, o God"...

ہاشم شاہ نے یقین نہ آتے انداز میں پوچھا اور پھر دوبارہ ہنسنے لگے۔ عالم شاہ بھی سر جھٹک کر ہنسنے لگا۔

"پر یار، اسے اتنے پیسے کس نے دیے ہیں؟"

ہاشم شاہ نے فلائٹ میں بیٹھ کر حیرانی سے پوچھا۔ کیونکہ عالم شاہ شر جینا کو کبھی زیادہ پیسے نہیں دیتا تھا، مگر اس کے باوجود وہ اپنا سرمایہ اکٹھا کر لیتی تھی۔

"اس بے غیرت قابیل شاہ نے دیے ہوں گے اور کون دے سکتا تھا؟"

عالم شاہ نے قابیل شاہ کو یاد کرتے ہوئے دانت پیستے کہا۔ کل بلیک گینگ سے میٹنگ کے بعد قابیل شاہ اور ارمان شاہ واپس پاکستان آ گئے تھے جبکہ عالم اور ہاشم شاہ آج صبح واپس جا رہے تھے۔

عالم شاہ نے پاکستان پہنچتے ہی سب سے پہلے کالج جانے کا ارادہ کیا تھا اور شر جینا شاہ اس بات سے واقف تھی۔ اسی لیے اس نے گارڈ کو رشوت کی پیشکش کر کے عالم کو کالج سے روکنے کی کوشش کی تھی۔ مگر شر جینا یہ بھول رہی تھی کہ جس کالج میں وہ عالم کو آنے سے روک رہی ہے، وہ کالج عالم کی ہی ملکیت ہے۔

"سالے، تو دیکھ کہ تو نے میری لاڈو کو کتنا ڈرا رکھا ہے۔ صرف تیری وجہ سے وہ تجھ سے بچنے کے لیے اپنی چھوٹی سی دولت رشوت کے طور پر دینے کو تیار ہو گئی ہے تاکہ کالج میں تیری منحوس شکل نہ دیکھنی پڑے۔"

ہاشم شاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ عالم چاہنے کے باوجود بھی مسکرا دیا۔ اس کا دل آج یہ سوچ کر ہی تیزی سے دھڑکنے لگا تھا کہ پورے ایک مہینے بعد وہ اپنی ملکیت سے ملنے والا تھا۔

"بڑی، میں تو یہ سوچ کر حیران ہوں کہ میری چھوٹی بیوی کو ایسے آئیڈیاز کیسے آجاتے ہیں؟"

عالم شاہ نے ہنستے ہوئے پوچھا تو ہاشم شاہ بھی مسکرا دیے۔

"میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر تم نے اس پر پڑھائی کا زور ڈالنا چھوڑ دیا تو میری بھتیجی سے زیادہ ذہین کوئی نہیں ہوگا۔"

ہاشم شاہ نے فخر سے کہا تو عالم انہیں تاسف بھری نظروں سے دیکھنے لگا، جو ہمیشہ شرجینا کے حق میں بولتے تھے۔

پھوپو... پھوپو... کہاں ہیں آپ؟

سب کمروں میں چکر لگاتے ہوئے وریشہ علی زور زور سے اپنی پھوپو کو آوازیں دینے لگی۔

ہیزل گرین آنکھیں اس وقت چھلکنے کو تیار تھیں۔ اس کی خوبصورت آنکھوں میں پھوپو کو ڈھونڈنے کی تڑپ واضح نظر آرہی تھی۔ بلو سوٹ میں ملبوس، اس کی ڈارک براؤن بالوں کی لوز بنی اور ہیزل گرین

آنکھوں کی براون پتلیوں میں نمی ابھرنے لگی۔ یہ نمی اس شرٹ کی وجہ سے تھی جو خراب ہو چکی تھی۔ بلو سوٹ میں اس کی دودھیا سفید رنگت چاندنی کی طرح چمک رہی تھی۔

مڈل کلاس گھر میں کل تین کمرے، ایک کچن اور دو باتھ روم تھے، جبکہ ایک کمرہ قدرے سائیڈ پر بنا ہوا تھا۔ اس کے برعکس، دو کمرے ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح بنے ہوئے تھے کہ ایک کمرے کے اندر ہی دوسرا کمرہ بھی تھا، جو کافی پیچھے کسی غار کی صورت میں لگتا تھا۔

وریشہ علی، جو اپنی عزیز پھوپو کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک چکی تھی، اچانک اس کے معصوم ذہن میں خیال آیا اور وہ تیزی سے اپنے غار نما کمرے کی طرف بھاگی، جہاں اس کی پھوپو کے چھپنے کا امکان ہو سکتا تھا۔

وریشہ ننگے پاؤں جلدی سے پہلے کمرے میں داخل ہوئی اور پھر پیچھے بنے غار میں پہنچی، جہاں گہرے اندھیرے نے اس کا استقبال کیا۔

"پھوپو۔۔۔" وریشہ نے کونے میں چھپے وجود کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے پکارا تو اس صنفِ نازک کا دل ڈر کے مارے اچھل گیا۔

"اہہ۔۔۔" روقاش، جو چھپ کر مزے سے نوڈلز کھا رہی تھی، اچانک وریشہ کے بلانے اور جھنجھوڑنے پر بری طرح چونک گئی۔

"تیرا بیڑا غرق ہو عشی، میری جان نکال دی ہے!" روقاش سینے پر ہاتھ رکھ کر کانپتے ہوئے بولی، تو وریشہ اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے لائٹ آن کر گئی۔ چونکہ یہ کمرہ کافی پیچھے تھا اور باہر سے روشنی کے اندر آنے کی

کوئی جگہ نہیں تھی، اس لیے یہاں ہر وقت گہرا اندھیرا رہتا تھا۔ کمرے کی اکلوتی کھڑکی، جو گلی میں کھلتی تھی، ہر وقت بند رہتی تھی۔

لائٹ آن ہونے پر وریشہ نے اپنی پھوپو کو دیکھنا چاہا، لیکن اچانک روشنی سے آنکھیں چندھیا گئیں، تو اس نے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کو ڈھانپ لیا۔

بلیک کلر کے سادہ سے سوٹ میں، اپنی دودھیا رنگت کے ساتھ، چاند بنی بیٹھی روقاش کو وریشہ نے مخاطب کیا: "پھوپو، دیکھیں نہ، میری شرٹ پھٹ گئی ہے۔۔۔" وریشہ نے بھیگے لہجے میں اپنی پھوپو کو دکھ سنایا، تو روقاش نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے اسے گھورا۔

"عشی، کتنی دفعہ منع کیا ہے کہ مجھے پھوپو نہ کہا کر، اور اچھا ہوا کہ تیری یہ منحوس شرٹ پھٹ گئی!" روقاش نے نوڈلز کھاتے ہوئے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا، تو وریشہ ناراضگی سے اسے دیکھنے لگی۔

پچیس سال کی روقاش اور بیس سال کی وریشہ علی میں صرف پانچ سال کا فرق تھا، اسی لیے روقاش اسے "پھوپو" کہنے سے خاصی چڑتی تھی۔ وریشہ کی ہیزل گرین آنکھوں میں آنسو بھر آئے، تو روقاش نے بے زاری سے اسے دیکھا، جو بات بات پر رونے لگتی تھی۔ دونوں کی آنکھیں بہت منفرد تھیں۔ وریشہ کی آنکھیں ہیزل گرین تھیں، جو گرین اور براؤن کا کمبینیشن ہوتا ہے، جبکہ روقاش کی آنکھیں مکمل ہیزل تھیں، جن میں تین رنگوں براؤن، گرین، اور گولڈ کا مکسچر تھا۔

"عشی، خدا کا واسطہ ہے، اب تو بڑی ہو جا یار۔۔۔" وریشہ کے رونے پر روقاش نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

"میری فیورٹ شرٹ پھٹ گئی ہے اور آپ مجھے ڈانٹ رہی ہیں!" وریشہ نے سوں سوں کرتے ہوئے اپنی شرٹ کو دکھ بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا، تو روقاش نوڈلز کھاتے ہوئے سرد آہ بھر گئی۔

"کتنا روئے گی اس معمولی شرٹ کے لیے؟ ایک بلو سوٹ پہن کر گھوم رہی ہے اور درجنوں اسی رنگ کے سوٹ الماری میں سجا رکھے ہیں۔ اب اس معمولی شرٹ کے پھٹنے پر کیوں میرے نوڈلز کا مزہ خراب کر رہی ہو؟" روقاش نے افسوس بھرے انداز میں کہا۔

"ہاں، تو میرا ایک سوٹ کم ہو گیا ہے نا۔۔۔" وریشہ نے پھر سوں سوں کرتے ہوئے دوسرا غم سنایا، تو روقاش ساری بات سمجھ کر جھنجھلا گئی۔

"ٹھیک ہے، میری شہزادی، میں تمہیں دوسرا سوٹ لے دوں گی، پر خدا کا واسطہ ہے، رونا بند کرو! تمہاری ماں نے اگر تمہیں یوں روتے دیکھ لیا، تو گھر میں قہر ٹوٹے گا، اور باقی بیچاری عوام مفت میں پھنس جائے گی!" روقاش نے اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے چپ کرایا، تو وریشہ بھی سمجھ کر نوڈلز کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"آپی، آپ یہاں کیوں چھپی ہوئی تھیں؟" وریشہ نے نوڈلز کھاتے ہوئے روقاش سے پوچھا، جو پھر مزے سے نوڈلز کھانے لگی۔

"تمہاری ظالم ماں سے چھپ کر کھانا چاہتی تھی۔ اسے لگتا ہے کہ میرے نوڈلز کھانے کی وجہ سے پاکستان پر قرض چڑھ رہا ہے اور انہی عیاشیوں کی وجہ سے پاکستان ترقی نہیں کر رہا!"

روقاش نے نوڈلز کھاتے ہوئے مصروف انداز میں اسے جواب دیا، تو وریشہ اپنی پھوپو کی بات پر ہنستے چلی گئی۔ اسے ہنستے دیکھ کر، روقاش نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے ہنسی سے باز کرنا چاہا تا کہ ان کی بھابھی ان کی آواز سن کر یہاں نہ آجائے۔ جس پر دونوں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ مستی کرنا شروع کر دی۔

شرجینا شاہ اپکو پرنسپل میم اپنے آفس میں بلا رہیں ہیں۔۔ تیسرا پریڈ ابھی شروع ہی ہوا تھا۔ کہ پیون انکل اسکی کلاس میں اسکا بلاوا کے کرا چکے تھے۔ کلاس میں موجود ٹیچر نے شرجینا کو مخاطب کرتے انگلی سے اشارہ کرتے باہر جانے کا کہا تو شرجینا کی سانس اٹکی تھی۔ اس نے خوف زدہ نظروں سے مڑ کر سحر کو دیکھا تو سحر اسکی حالت دیکھتی ہنسی دبانے لگی۔۔

شرجینا ماں قسم، میں نے کوئی ایسی دعا نہیں مانگی تھی، کہ تو سچ میں ذبح ہو جائے اور نہ ہی میری زبان کا اس میں کوئی قصور ہے۔۔۔"سحر نے سرگوشی کرتے ہوئے اپنی صفائی پیش کی تھی۔۔

تاکہ شرجینا بعد میں اس پر بھڑکے نہ ل، لیکن شرجینا شاہ تو اس وقت ہوش میں ہی نہیں تھی۔ یہ سوچ کر ہی اسکا ننھا سا دل تیزی سے دھڑکے جا رہا تھا۔ کہ اسکے عالی واپس آچکے ہیں۔ اور واپس آتے ہی عالم شاہ سیدھا اسکے کالج میں آیا تھا۔ شرجینا شاہ کو تو رشوت دینے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا۔۔

شرجینا شاہ آپ ابھی تک یہاں ہی کھڑی ہیں۔۔؟ میم نے اسے ابھی تک اپنی جگہ پر کھڑے ہی دیکھ کر بلند آواز میں ہوش دلائی تو شرجینا ہوش میں آتی باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔ جبکہ سحر کو تو اپنی پیاری سی دوست کی حالت پر ترس سا آنے لگا تھا۔۔

شرجینا مردہ قدموں سے آفس کی طرف آئی تو پیون انکل نے اسکی طرف بھرپور مسکراہٹ اچھالی تھی، جس کو دیکھ کر تو شرجینا کا دل جل کر خاک ہو گیا تھا۔۔

سارے کے سارے ہی چمچے ہیں یہاں پر۔۔" پیون کو اپنی حالت پر مزہ لیتے دیکھ کر وہ غصے سے بڑبڑانے لگی تھی۔۔

ایک دفعہ مجھے اس کالج کا پرنسپل بن لینے دیں سب سے پہلے آپکی یہ منحوس کرسی یہاں سے اٹھاؤں گی۔۔! پیون کو غصے سے گھور کر وہ دھمکی آمیز انداز میں بولتے ہوئے آفس کے اندر گئی تو پیچھے سے پیون انکل قہقہ لگا گئے تھے۔۔

ایک مہینے سے وہ کسی آزاد پنچھی کی طرح اڑتی پھر رہی تھی۔ آتے جاتے پیون کو تنگ کرنا نہیں بھولتی تھی۔ لیکن آج عالم شاہ کے واپس آنے پر وہ پھر پہلے والے روپ میں لوٹ آئی تھی، اسکی خراب حالت پر پیون انکل کو بھی اسے چھیڑنے کا موقع مل گیا تھا۔

شرجینا ناک کی سیدھ میں آفس میں داخل ہوئی تو دروازہ بند ہونے کی آواز پر عالم شاہ نے مڑ کر دیکھا تھا، blonde بالوں کو پونی ٹیل میں قید کیے سبز آنکھوں میں معصومیت کی جہاں وہ اپنی سفید گلابی رنگت میں چمک لیے صرف پرنسپل کو دیکھ رہی تھی۔ اس وقت اسکی اتنی ہمت بھی نہیں ہو رہی تھی۔ کہ سائیڈ پر بیٹھے عالم شاہ کو ایک نظر دیکھ ہی لے۔۔۔

عالم شاہ نے لبوں پر ہاتھ جماتے ہوئے اپنی بیوی کو دیکھا، جو سچ میں اتنی خوفزدہ ہو گئی تھی۔ کہ اسکی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

سفید یونیفارم میں شولڈر میں دوبٹہ سیٹ کیے وہ اسے پوری طرح خود میں جکڑ رہی تھی۔ عالم شاہ کی سبز آنکھوں میں بیک وقت کئی جذبات ابھرے تھے۔

بیٹھ جائیں شرجینا شاہ۔۔۔! پرنسپل نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو اس نے سہولت سے انکار کر دیا تھا۔۔۔

نئ میم میں ایسے ہی ٹھیک ہوں اور پھر استاد کے سامنے شاگرد تھوڑی بیٹھ سکتے ہیں۔۔۔! شرجینا شاہ نے احتراماً کہتے ہوئے بیٹھنے سے منع کیا تو پرنسپل اپنی عینک کے شیشوں سے ابرو اچکاتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔ جبکہ شرجینا کے اتنے احترام پر عالم شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مچلی تو وہ ہاتھ کی مدد سے چھپانے لگا تھا۔

کوئی بات نہیں شر جینا آپ بیٹھ جائیں، ویسے بھی آپ یہاں پہلی دفعہ تھوڑی بیٹھ رہیں ہیں۔۔! پرنسپل نے بھی اسے شاید عالم شاہ کے پاس بٹھانے کا سوچ لیا ہوا تھا۔اسی لئے اس نے پہلے کا حوالہ دیتے ہوئے شر جینا کو یاد کروانا چاہا کہ وہ یہاں پر پہلی بار نہیں بیٹھ رہی ہے۔۔۔

بڈھی منحوس عورت جان بوجھ کر مجھے مزید پھنسانا چاہ رہی ہے تاکہ میں عالی کے پاس بیٹھ کر بھاگنے کی کوشش بھی نہ کر سکوں۔۔! شر جینا کو اندر ہی اندر زوردار کچکچی اٹھ رہی تھی۔ابھی تک اس نے ایک نظر بھی عالم شاہ کو نہیں دیکھا تھا۔۔ جبکہ عالم شاہ مکمل توجہ سے اسے نظروں میں بسائے ہوئے تھا۔۔۔

پرنسپل کی طرف مصنوعی مسکراہٹ اچھالتے ہوئے وہ عالم شاہ سے زرا دور بیٹھنے لگی تو عالم شاہ نے نرمی سے اسکی کلائی پکڑتے ہوئے اسے اپنے ساتھ والی چیئر پر بٹھالیا۔عالم شاہ کے چھونے پر ایک دم سے شر جینا کا چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا تھا۔۔

آپ ٹھیک ہیں نا۔۔؟ پرنسپل جو جھک کر اسکے ٹیسٹ نکال رہی تھی شر جینا کے حد سے زیادہ سرخ چہرے کو دیکھ کر پوچھے بنا نہ رہ سکی۔جبکہ وہ نہیں جانتی تھی کہ عالم شاہ کے چھونے پر اسکی یہ حالت ہوئی ہے۔۔۔

جی میم یہ ٹھیک ہیں آپ بولیں کیا کہہ رہیں تھیں۔۔! عالم شاہ نے اپنی بھاری سنجیدہ آواز میں کہتے ہوئے پانی کا گلاس اٹھا کر شر جینا کے لبوں سے لگایا تو شر جینا کو رونا سا آنے لگا تھا۔۔

پہلے پانی پلائیں گئے بعد میں یہ دونوں مل کر میرا خون پینا شروع ہو جائیں گئے۔۔۔! ناچارہ عالم کے ہاتھ سے دو گھونٹ پانی کے پی کر وہ روہانسے ہوتے سوچ رہی تھی۔۔ جبکہ دل ہی دل میں اس نے ہاشم شاہ کے آنے کی دعا زوروں سے مانگی تھی۔

شرجینا کے دو گھونٹ پانی پینے کے بعد عالم نے اسکا جھوٹا پانی خود ختم کرتے ہوئے گلاس ٹیبل پر رکھ دیا تو سامنے بیٹھے شخص کی اتنی محبت پر پرنسپل مسکرا دی تھی۔

مسٹر شاہ یہ ان کے تین ٹیسٹ ہیں۔ کیونکہ اپکے جانے کے بعد یہ صرف پانچ دن کالج آئیں ہیں، اسی لئے باقی ٹیسٹ میں یہ غیر حاضر تھیں۔۔ لیکن جو تین ٹیسٹ انہوں نے دیے ہیں, وہ آپکے سامنے ہیں۔۔۔

پرنسپل نے ٹیبل پر ٹیسٹ رکھتے ہوئے عالم شاہ کے قریب کیے تو شرجینا کا دل کیا اس منحوس عورت کا سر پھاڑ دے۔ جو جان بوجھ کر اسکے پیچھے پڑی رہتی تھی۔

عالم شاہ نے ٹیسٹ اٹھا کر دیکھے جن میں اسکی حیسن و جمیل نکمی بیوی نے زیرو مارکس لیے تھے۔ جبکہ ایک ٹیسٹ میں وہ صرف دو نمبر حاصل کر پائی تھی۔

اس میں زیرو نمبر نہیں ہیں میرے۔۔۔! اپنے دو نمبر والا ٹیسٹ اٹھا کر سب سے اوپر رکھتے ہوئے شرجینا جس کانفیڈینس سے بولی تھی۔ اسکا یہ کانفیڈینس پرنسپل کو صدمے میں مبتلا کر گیا تھا۔۔ جبکہ عالم جو اسکی رگ رگ سے واقف تھا۔۔ اپنی بیوی کے کہنے پر وہ سچ میں اسکے دو نمبر والے ٹیسٹ کو دیکھنے میں مصروف ہو

گیا۔ جہاں سارا ٹیسٹ غلط تھا۔۔ لیکن ایک سوال کا جواب شر جینا شاہ نے ٹھیک لکھا تھا۔اسی جواب کی وجہ سے اسے دو نمبر کا شرف حاصل ہوا تھا۔ جبکہ پرنسپل تو گویا سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔

شر جینا اپکو بیس میں سے دو نمبر ملے ہیں، دو میں سے دو حاصل نہیں ہوئے ہیں۔۔! پرنسپل نے خود پر ضبط کرتے ہوئے بتانا چاہا کہ وہ دو نمبرز پر اتنا غرور نہ کرے۔

ان دونوں کے برعکس عالم شاہ غور سے اسکے تینوں ٹیسٹ کو باری باری دیکھ رہا تھا۔

میم نمبرز تو نمبرز ہوتے ہیں پھر چاہے وہ دو ہوں یا بیس، جب میں اپنے دو نمبرز میں راضی ہوں تو آپ کیوں اتنی فکر کر رہی ہیں۔۔۔! شر جینا نے چڑ کر پرنسپل کو جواب دیا تھا۔ سامنے بیٹھی عورت اسے ایک آنکھ نہیں بھا رہی تھی۔

عالم نے سرد سانس خارج کرتے ہوئے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنی انیس سالہ بیوی کو دیکھا۔ وہ اسے ان ٹیسٹ کے بارے میں پوچھ بھی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ پوچھنے پر وہ سارا الزام اسی پر لگا دیتی کہ وہ یہاں پر موجود نہیں تھا۔ اسی لئے اسکو کوئی پڑھانے والا بھی نہیں تھا۔

مسٹر شاہ یہ انکی چار اپلیکیشن بھی ہیں، جو چھٹی کرنے کی صورت میں یہ بھیجتی رہیں ہیں۔۔"

پرنسپل نے عالم شاہ کے آگے شر جینا کی ہینڈ رائٹنگ میں اپلیکیشن رکھیں تو عالم شاہ پہلی اپلیکیشن میں چھٹی کی وجہ کو دیکھ کر مسکراہٹ روکنے کی غرض سے ہونٹ کاٹتے ہوئے جلدی سے ان پیپرز کو فولڈ کر کے پاکٹ میں رکھ گیا تھا۔

شرجینا شاہ نے اپنی اپلیکیشن کو دیکھ کر دل میں جان خلاصی ہونے کی دعا مانگی تھی۔۔

جیا اتنی چھٹیاں کیوں کیں ہیں۔۔۔؟ عالم نے سنجیدگی سے شرجینا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تو اتنے دنوں بعد اپنے عالی کی زبان سے "جیا" سن کر شرجینا کا چھوٹا سا دل تیز رفتاری سے دھک دھک کرنے لگا تھا۔۔

پرسوں یہ میرے آفس میں آئیں تھیں، تو بتا رہیں تھیں کہ انکی ٹانگ میں موچ آگئ تھی۔۔!

پرنسپل نے شرجینا کو دیکھتے ہوئے پرسوں کی میٹنگ کا بتایا تو عالم نے چہرہ موڑتے ہوئے اسکی طرف دوبارہ دیکھا، جس پر شرجینا ڈرتے ہوئے جلدی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

نہیں عالی میں نے کہا تھا پیر میں موچ آئی ہے۔۔۔! شرجینا نے اتنی گفتگو میں پہلی بار عالم کو دیکھ کر جواب دیا تو عالم شاہ اسکی خوبصورت آنکھوں میں ڈر دیکھ کر چیئر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔

انکو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے ٹانگ نہیں پیر کہا تھا۔ لگتا ہیں میم پہلے سے بھی زیادہ بوڑھی ہونے لگی ہیں اسی لئے انکو یاد نہیں رہا۔۔! شرجینا نے مصنوعی مسکراتے ہوئے تفصیلی وضاحت دی تو پرنسپل اسے گھور گئی۔ اپنی بات سے مکر کر وہ الٹا اسے بوڑھا بنانے پر تلی ہوئی تھی۔

میرا پریڈ مس ہو جائے گا میں جاؤں؟ میں نے جا کر اپنا لیکچر بھی نوٹ کرنا ہے، پھر کل کا ٹیسٹ بھی تیار کرنا ہے نا۔۔۔!

شرجینا نے پڑھا کو بنتے ہوئے معصومیت سے آنکھیں ٹمٹما کر عالم کو دیکھ کر جانے کی اجازت مانگی تو عالم جو سنجیدگی سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔ شرجینا کی اس ادا پر اسکا دل یکبارگی سے بے چین ہونے لگا تھا۔ عالم شاہ

کو قابو کرنے کا یہ اسکا خاص انداز تھا۔ پیر اور ٹانگ کی موچ سے بچنے کے لیے اس نے آخری داؤ استعمال کرنا چاہا لیکن عالم شاہ خود پر کنٹرول کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

مس سفینہ، آئندہ اگر پڑھائی کے معاملے میں یا کلاس کے ڈسپلن میں اپکو شرجینا شاہ کے رویے میں غیر سنجیدگی نظر آئے تو اپکو میری طرف سے ان پر سختی کرنے کی اجازت ہے۔ آپ جس طرح بھی سختی کر کے انکو پڑھا سکتی ہیں۔ آپ وہ ہر طریقہ آزمائیں، لیکن مجھے انکے مارکس ہر صورت میں بہتر چاہیئے ہیں۔۔۔!

عالم شاہ سنجیدہ لہجے میں پرنسپل کو مخاطب کرتے ہوئے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولا تو شرجینا جواب تک ہوا میں ساری بات کو اڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔ عالم شاہ کے اس قدر سخت انداز میں بات کرنے پر اسکا دل بے اختیار سکڑ کر پھیلنے لگا تھا۔ جبکہ سبز آنکھوں میں یک دم سے آنسو بھی چمک گئے تھے۔

چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو مٹھیوں میں بھینچتے ہوئے وہ ضبط کیے بیٹھی رہی تھی۔۔ پرنسپل نے غور سے عالم کی بات سن کر شرجینا پر ایک نظر ڈالی جس کی ساری شوخی پل میں اڑن چھو ہو گئی تھی۔

جیا آپ کلاس میں جا سکتیں ہیں اب۔۔۔ عالم شاہ نے چہرہ موڑتے ہوئے اسکی طرف دیکھا تو اسکی سبز آنکھوں میں آنسو چمکتے ہوئے دیکھ کر وہ ٹھٹک گیا۔ جبکہ شرجینا اگلے ہی پل اپنی جگہ سے کھڑی ہو باہر کی جانب بھاگ گئی تھی۔

اسکے ایسے اچانک جانے پر عالم کے دل کو کچھ ہوا تھا، لیکن پھر اسکی بہتری کا سوچ کر وہ اپنے دل کو سمجھاتے ہوئے سرد سانس خارج کرنے لگا تھا۔

انکے گاؤں میں یہ اکلوتا گرلز کالج تھا۔ جو کہ عالم شاہ کی ملکیت میں تھا۔ کالج کی زمین انکی خاندانی زمین تھی۔۔ جو کہ ہاشم کی ملکیت تھی۔۔ لیکن اس زمین کے اوپر کالج کی یہ بلڈنگ عالم شاہ کے انڈر تھی۔ کچھ سال پہلے جب ہاشم شاہ نے عالم شاہ کو کالج بنانے پر کام کرتے ہوئے دیکھا تو ہاشم شاہ نے جان بوجھ کر زمین کے اس حصے کو اپنے نام لگوالیا تھا۔ اسکے پیچھے بھی ہاشم شاہ کا ایک خاص مقصد تھا۔۔ جو سمجھتے ہوئے عالم شاہ صرف انہیں گھور ہی سکتا تھا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اسکے بڑی یہ حفاظتی اقدامات اپنی لاڈو کے لئے کر رہے ہیں۔۔

کالج کا سارا اسٹاف عالم شاہ نے خود ہائیر کیا تھا۔ جبکہ کالج میں اسٹوڈینٹس کی تعداد بھی وقت کے ساتھ بہتر ہوتی اب اچھی خاصی ہو گئی تھی۔ چونکہ آس پاس گاؤں میں کوئی بھی کالج نہیں تھا۔ اسی لئے وہاں کی سب لڑکیاں اسی کالج میں پڑھنے کے لئے آنے لگیں تھیں۔ شہر کی پڑھائی کو گاؤں کے غریب لوگ افورڈ نہیں کر سکتے تھے۔ اور کچھ لوگ تو شہر بھیجنے کی پریشانی میں اپنی بچیوں کو آگے پڑھانا ہی چھوڑ چکے تھے۔۔ لیکن کچھ سال پہلے جب عالم نے اس کالج کو تعمیر کروایا تو لوگوں کو سہولت ملنے کی وجہ سے لڑکیوں کی پڑھنے کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تھا۔

اب کم از کم ہر گھر میں کوئی نہ کوئی پڑھی لکھی لڑکی موجود تھی۔ جو کل کو اچھی بیوی کی صورت میں اپنے بچوں کی بہتر پرورش بھی کر سکتی تھی۔

عالم شاہ نے یہ کالج اپنی عزیز جان شرجینا شاہ کے لئے خاص کر بنوایا تھا۔ لیکن شرجینا شاہ کے علاوہ کالج میں ہر دوسرا انسان پڑھ رہا تھا۔۔

شرجینا آفس سے روتے ہوئے نکلی تو پیون انکل اسکو روتا ہوا دیکھ کر بری طرح پریشان ہوگئے تھے۔اس سے پہلے کہ وہ اسے رونے کی وجہ پوچھتے شرجینا بھاگ کر کلاس کی طرف جاچکی تھی۔

جو دل کچھ دیر پہلے اسکو اپنے سامنے دیکھ کر کھل رہا تھا۔شرجینا کے یوں جانے پر عالم کا دل بجھ سا گیا تھا۔۔لیکن پھر سرد سانس خارج کرتے وہ خود کو کمپوز کرگیا۔پرنسپل سے کالج کی ڈیٹیلز لے کر وہ وہاں سے نکلتا آیا تھا۔

بے غیرت انسان تجھے زرا شرم نہیں آئی ایسے نکاح کرتے ہوئے۔۔۔

ہاشم شاہ نے اپنے سامنے بیٹھے ذلیل انسان کو لتاڑنا چاہا تھا۔ اس وقت وہ حابیل شاہ کے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔

عالم شاہ اور ارمان شاہ اپنی اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے حابیل شاہ کی عزت افزائی دیکھ رہے تھے۔

ہاں تو چاچو میں کیا کرتا؟اسکے علاوہ مجھے کوئی اور حل نظر بھی نہیں آرہا تھا۔۔۔"

حابیل شاہ نے اپنے خوبصورت چہرے پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے سرشاری سے ہاشم شاہ کو جواب دیا تھا۔۔

بے غیرت انسان میں نے کتنی دفعہ تم گدھوں کو منع کیا ہے کہ مجھے چاچو نہ بلایا کرو۔۔۔"

حابیل کے خود کو چاچو بلانے پر ہاشم نے چڑتے ہوئے اسکو فائل ماری جو جاکر سیدھا حابیل کے سینے پر لگی تھی۔۔

یار بڑی آپ ہمارے چاچو ہیں تو ہمیں پھر اس رشتے سے بلانے کیوں نہیں دیتے ہیں"

ارمان شاہ نے اپنی ڈارک گرے آنکھیں مٹکاتے ہوئے ہاشم سے پوچھا تو بدلے میں ہاشم نے اسے قہر برساتی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔ جن کا چاچو نامہ پھر شروع ہو گیا تھا۔۔

تم جیسے گدھوں کا میں چاچو نہیں ہوں اور نہ ہی بننا پسند کرتا ہوں۔اور اگر اب تم لوگوں نے مجھے چاچو کہا تو سالوں میں تم لوگوں سے رشتہ ہی ختم کردوں گا۔بناتے رہنا پھر جسے مرضی چاچو۔۔۔ بڑے آئے چاچو کے چمچے۔۔"

ہاشم نے آخری حد تک چڑ کھاتے ہوئے ان تینوں کو خونخوار تاثرات سے گھوری ڈالی جو جان بوجھ کر اسے چڑاتے رہتے تھے۔۔۔

ویسے آپ شروع سے ہم سے اس رشتے کو چھینتے آئے ہیں چاچو! کبھی کبھار تو چاچو بلانے دیا کریں نا۔۔۔!

عالم شاہ نے بھی سگریٹ پیتے ہوئے انکی دیکھا دیکھی ہاشم شاہ کو چاچو پکارتے ہوئے اسکا دل جلایا تو ہاشم شاہ نے ایبرو اچکاتے ہوئے اس اکتیس سالا بھتیجے کو دیکھا تھا۔۔ جو عمر میں اس سے صرف دو سال چھوٹا تھا۔۔ لیکن قد اور شخصیت میں کہیں سے بھی کم نہیں تھا۔وہ آنکھوں کے رنگ سے ہاشم شاہ کا جڑواں بھائی لگتا تھا۔۔

تم لوگوں کی اس بکواسیات میں مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔اور تم ڈھکن شاہ بتاؤ کیا سوچ کر اپنے چاچے کے قتل کے بدلے لڑکی کا ہاتھ مانگنے گئے تھے۔پورے گاؤں کو تجھے بے وقوف بنانے میں زرا شرم نہیں آئی کمینے انسان۔۔"

ہاشم شاہ نے عالم شاہ کو اگنور مارا تو وہ ہنس دیا تھا۔جبکہ ہاشم کا پورا فوکس پھر حابیل شاہ پر ہو گیا تھا۔۔جو اپنا ہونٹ کاٹتے ہوئے اپنے کارنامے پر خراج تحسین وصول کر رہا تھا۔۔

یار بڑی میں اپکو ابھی اس بارے میں نہیں سمجھا پاؤں گا۔لیکن آنے والے وقت میں اپکو پتہ لگ جائے گا۔۔کہ میں نے یہ سب کیوں کیا ہے۔اور پھر ویسے بھی اربیلا شاہ میری محبت تھی۔۔جس کو میں نے کسی نا کسی طرح حاصل کرنا ہی تھا۔اور اگر ہمارے مرحوم چچا نے مرنے کے بعد میرا زرا سا بھلا کر ہی دیا ہے۔تو آپ سب جل جل کر ہی خاک ہونے لگے ہیں۔۔"

حابیل شاہ نے پہلے جہاں انکو سنجیدگی سے جواب دیا تھا وہیں آخر میں وہ شرارت سے بولا تو اس دفعہ ہاشم شاہ کے ساتھ ساتھ عالم شاہ نے بھی اسے زور سے فائل ماری تھی۔

جبکہ ارمان شاہ آپنے بڑے بھائی کو فائل مارنے والی گستاخی نہیں کر سکتا تھا۔اسی لئے بڑوں کو ہی مارتے ہوئے دیکھ کر ٹھنڈا ہونے لگا تھا۔

وہ دونوں حابیل شاہ کو آڑے ہاتھوں لے چکے تھے۔۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ حابیل شاہ کا کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔۔

کمرے میں اس وقت ملجگا سا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔اس وقت دوپہر کے دو بج رہے تھے۔

بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے وہ بک پڑھتے پڑھتے وہیں سوگئی تھی۔ جبکہ تھوڑی دیر پہلے مائرہ شاہ اسکا دروازہ ناک کر کر کے چلی گئی تھی۔دروازہ نہ کھلنے پر مائرہ شاہ کو اندازہ ہو گیا تھا۔کہ اسکی پیاری سی بہن گدھے گھوڑے بیچ کر سوئی پڑی ہو گی۔اسی لئے دروازہ نہیں کھل رہا تھا۔

اسی وقت کلک کی آواز سے آہستگی سے دروازہ کھلا اور اندر آنے والے وجود نے ہاتھ پیچھے لے جاتے ہوئے پھر دروازے کو آہستہ سے لاک کر دیا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ سے قدم اٹھاتے ہوئے بیڈ کے قریب آیا جہاں اسکے دل کی دھڑکن سینے پر کتاب رکھے بے خبر سوئی ہوئی تھی۔

مقابل کے چین کو سکون برباد کرنے والی اور کوئی نہیں بلکہ "مالار باز شاہ تھی۔ گول مٹول چہرے پر نظر کا بڑا سا چشمہ لگائے وہ ہمیشہ کی طرح "ارمغان سکندر شاہ" کا دل بری طرح دھڑکانے کا سبب بنی تھی۔

آج پورے ایک ہفتے کے بعد وہ اسے دیکھ رہا تھا۔اور ایسا بھی اس لئے ممکن ہوا تھا۔کیونکہ مالا میٹھی نیند سو رہی تھی۔ورنہ وہ ارمغان شاہ کو اپنے سامنے دیکھ کر بری طرح سہم جاتی تھی۔۔

مالا شاہ کو حابیل شاہ اور ارمان شاہ کی اکلوتی بہن ہونے کا جہاں اعزاز حاصل تھا۔ وہیں وہ "ارباز اعظم شاہ" کی اکلوتی بیٹی بھی تھی۔

اعظم شاہ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ جن میں ارباز شاہ بہن بھائیوں میں دوسرے نمبر پر بڑے تھے۔ جبکہ پہلے نمبر پر عماد شاہ تھے۔ جن کا ایک ہی بیٹا "عالم شاہ" تھا۔ اس کے بعد راحل شاہ کا نمبر تھا۔ جن کے دو جڑواں بیٹے ارمغان شاہ اور زیام شاہ اور بیٹی شرجینا شاہ تھی۔

جبکہ زمل اعظم شاہ جو چار بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی۔ شادی کے بعد اسکی ایک ہی بیٹی "مائرہ شاہ" کی صورت میں تھی۔۔

کچھ سال پہلے ہوئے حادثے میں حویلی کے مکیں جاں بحق ہو گئے تھے۔ اس حادثے نے کم سن بچوں پر برا اثر ڈالنا شروع کیا تو ہاشم شاہ اور عالم شاہ سب بچوں کو ساتھ لے کر امریکہ چلے گئے۔ تاکہ بچوں کی اچھے ماحول میں پرورش کی جا سکے۔

لیکن انکے جانے سے پہلے اعظم شاہ نے بچوں کے نکاح کروا دیے تھے۔ تاکہ انکے بچے آپس میں ہمیشہ کے لیے جڑے رہیں۔

اسی لئے "مائرہ شاہ" ارمان شاہ کے نکاح میں تھی۔ جبکہ "مالا شاہ" ارمغان شاہ کی منکوحہ تھی۔ اور چھوٹی سی شرجینا شاہ کا نکاح تو کچھ سال پہلے ہی ہوا تھا۔

ارمغان شاہ نے نزدیک ہوتے اسکے چہرے پر پھونک ماری لیکن مالا شاہ ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ گہری نیند سونے والی تھی۔ ارمغان شاہ اس وقت شدت سے اسکی خوبصورت آنکھوں کو دیکھنے کا خواہشمند تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اسکی گول مٹول منکوحہ اسے دیکھتے ہی اپنا سانس روک لے گی۔

ارمغان شاہ ایک بے حد غصیلا انسان تھا۔ جبکہ اسکے برعکس مالا شاہ سافٹ نیچر کی لڑکی تھی۔ ہر وقت خود کو کتابوں میں گم رکھنے والی مالا شاہ دنیا سے بے خبر رہتی تھی۔ لیکن ارمغان شاہ اسکے الٹ تھا۔

بلیک کلر کی ٹی شرٹ اور کھلے سے بلیک ٹراؤزر میں کالے گھنے سلکی بالوں کا لوز سا بن بنائے وہ کتاب پڑھتے پڑھتے سو چکی تھی۔

ارمغان شاہ نے کتاب اٹھا کر سائیڈ پر رکھنا چاہی تو کتاب کا نام دیکھ کر وہ تاسف سے سر ہلا گیا تھا۔ اسکی اکیس سالہ منکوحہ شہزادیوں کی کہانیاں پڑھ رہی تھی۔۔

کوئی کتاب چھوڑی بھی ہے کیا تم نے۔۔۔؟ ارمغان شاہ نے کتاب کے صفحے الٹ پلٹ کرتے دماغ میں سوچا۔ کچھ لائنز کو ہائی لائٹ دیکھ کر وہ غور سے ان لائنز کو پڑھنے لگا تھا۔ شاید اسکی منکوحہ نے اپنی فیورٹ لائنز ہائی لائٹ کیں ہوئیں تھیں۔

"ہر شہزادی کی زندگی میں اسکا شہزادہ گھوڑے پر بیٹھ کر آتا ہے"

اگر آج کے زمانے میں بھی شہزادے گھوڑے پر بیٹھ کر آتے ہیں تو ان سے بڑا اس دنیا میں بے وقوف کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔۔۔

سالے زرا سے پیسے خرچ کر کے کوئی اچھی گاڑی نہیں خرید سکتے کیا؟ جو اس فاسٹ زمانے میں بھی انکو گھوڑے پر سوار ہو کر رینگتے ہوئے ہی آنا ہے!

مالا کی ہائی لائٹ کی ہوئی لائن کو پڑھ کر ارمغان شاہ غصے سے بڑبڑانے لگا تھا۔ یہ افسانوی کہانیاں اسکی سمجھ سے باہر تھیں۔ بک کو بند کر کے سائیڈ پر رکھتے ہوئے وہ مالا کے زرا سا مزید قریب ہو گیا۔

ٹی شرٹ میں سے چھلکتے ہوئے سفید بازوؤں کو دیکھ کر ارمغان شاہ نے جھکتے ہوئے اسکی سکن کی خوشبو کو محسوس کرنا چاہا تو اسکے بدن کی خوشبو ارمغان شاہ کے دماغ پر بری طرح سوار ہونے لگی۔۔۔

ارمغان شاہ کے کلون کی تیز خوشبو نیند میں ڈوبی ہوئی مالا شاہ کی ناک سے ٹکرائی تو وہ زرا سا کسما کر کروٹ بدل گئی تھی۔ مالا شاہ کے کروٹ بدلنے پر ارمغان شاہ نے اسے گھور کر دیکھا جو نیند میں بھی اسے پیٹھ دیکھانے سے باز نہیں آرہی تھی۔

اس نے نرمی سے مالا کو بازو سے پکڑتے ہوئے اسکا رخ دوبارہ اپنی طرف کیا تو مالا شاہ کروٹ بدلتے ہوئے اسے ہگ کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ جس پر وہ دانتوں تلے لب دبا گیا تھا۔۔

ارمغان شاہ نے پھر جھکتے ہوئے اسکی گردن میں گہرا سانس بھرا اور ساتھ ہی اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اسے پکارا تھا۔ لیکن وہ بے خبر بنی رہی۔۔

ہوش میں میرے اتنے قریب آتے ہوئے تمہیں غش کیوں پڑنے لگتے ہیں مالا شاہ؟

اسکی کیوٹ سی ناک کی ٹپ سے اپنی مغرور ناک مس کرتے ہوئے وہ گھمبیر لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ لیکن وہ ہوش میں ہوتی تو اسے جواب دیتی نا۔۔ بلکہ مالا شاہ ہوش میں آتے ہی اگر ارمغان شاہ کو اپنے اتنے قریب دیکھ لیتی تو یقیناً وہ چینخیں مارنا شروع ہو جاتی۔

مالا کو گہری نیند میں سوتے دیکھ کر وہ مسکراتے ہوئے اسکے ماتھے کو چوم گیا تھا۔ اسکے نرم و نازک سراپے پر گہری نظر ڈال کر وہ خود پر ضبط کرتا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔

کیونکہ اسکے بڑے بھائیوں اور بڑی کے آنے کا وقت ہو گیا تھا۔ اور ابھی ان سے عزت افزائی کرنا باقی تھی۔۔

---------------.

کھانے کی ٹیبل پر اس وقت سب موجود تھے۔۔ شرجینا آنکھوں میں ناراضگی سجائے ہاشم شاہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ جبکہ اسکے دوسری طرف عالم شاہ بیٹھا تھا۔ ہمیشہ کی طرح کھانے کی میز پر شرجینا، ہاشم شاہ اور عالم شاہ کے درمیان موجود تھی۔

بالوں کو کھلا چھوڑے وہ منہ بنائے ہاشم شاہ کے ہاتھ سے کھانا blonde پنک کلر کے نائٹ سوٹ میں اپنے کھا رہی تھی۔ عالم شاہ کو آج مکمل طور پر شرجینا کی طرف سے نو لفٹ کا بورڈ شو ہو رہا تھا۔۔ جس پر عالم کو اندر ہی اندر تپ چڑھ رہی تھی۔ لیکن وہ برداشت کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

جلدی نہیں آ گئے تم۔۔۔؟ !ہاشم شاہ نے "زیام شاہ" کو اپنی جگہ پر بیٹھتے دیکھ کر طنزیہ پوچھا تو وہ ہونٹ کاٹتے ہوئے شرافت سے بیٹھ گیا تھا۔۔ یہ شرافت بھی اس لئے تھی۔تاکہ مزید عزت افزائی سے بچا جا سکے۔ جبکہ اسکے ساتھ بیٹھے ہوئے ارمغان شاہ نے آنکھوں میں جذبات کا سمندر لیے اپنی جان عزیز پر نظریں ٹکائیں۔۔

مالا شاہ اس وقت ارباز شاہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ جبکہ مائرہ شاہ اپنے فیورٹ بھیا حابیل شاہ کے ساتھ تھی۔

وہ بچپن سے اسی انداز میں بیٹھ کر کھانا کھاتے آئے تھے۔مائرہ، حابیل شاہ کے کافی کلوز تھی۔۔اسی لئے وہ بیٹھتی بھی اسکے ساتھ ہی تھ۔اس کے برعکس ارمان کو اندر ہی اندر اسکی اس عادت پر غصہ آتا تھا۔لیکن وہ بھی اس معاملے میں بے بس تھا۔

کبھی کبھی تو مجھے حیرانی ہوتی ہے۔ کہ ہمارے گھر میں کوئی عورت نما ساس نہ ہو کر بھی اتنی زیادہ تعداد میں ساس کہاں سے آ گئیں ہیں۔

ارمان شاہ "مائرہ شاہ" کو دیکھتے ہوئے بڑبڑایا تو زیام اور ارمغان شاہ ہنسی دبا گئے۔۔ کھانے کی ٹیبل پر وہ ہمیشہ ایسے ہی جلتے کڑھتے رہتے تھے۔

جب ایسے مرد نما ساس ہیں تو پھر عورت نما ساس کی کیا ضرورت ہو گی بھائی۔۔۔!ارمغان نے سر جھٹک کر سرگوشی میں جواب دیا تو ارمان شاہ سرد سانس خارج کر گیا تھا۔۔اپنی اپنی منکوحہ کو دور بیٹھے دیکھ کر وہ مسلسل کلس رہے تھے۔۔۔

کوئی دعوت نامہ آئے گا پھر تم تینوں کھانا شروع کرو گئے کیا۔۔۔؟ عالم شاہ نے گھور کر ان تینوں کو پوچھا تو وہ جلدی سے گڑبڑا کر اپنی اپنی پلیٹ میں کھانا ڈالنے لگے۔۔

بہو کہاں ہے۔۔۔؟ ٹیبل پر اربیلا شاہ کو نا پا کر ارباز شاہ نے حابیل شاہ سے استفسار کیا تو حابیل انکے پوچھنے پر دانتوں تلے لب دباتے ہوئے مائرہ کو دیکھنے لگا۔۔ جو اسکے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہی تھی۔

ماموجان بھابھی میرے کمرے میں سو رہیں ہیں، وہ کافی ٹینس لگ رہیں تھیں اس لئے میں نے انکو نہیں جگایا تھا" مائرہ شاہ نے جلدی سے ارباز خان کو جواب دیا تو وہ سر کو جنبش دے گئے۔۔۔

تمہیں صرف ونی میں نکاح کرنے کا پتہ تھا کیا۔۔۔! ہاشم شاہ نے حابیل سے طنزیہ پوچھا تو حابیل کھانا چھوڑ کر بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔۔ وہ کیسے اس سے بے خبر ہو سکتا تھا۔ دل میں سوچتے ہوئے وہ خود کو کوس گیا۔۔۔

شام کے وقت آفس سے انکی حویلی واپسی ہوئی تو وہ تھکن کی وجہ سے اوپر اپنے کمرے میں جا ہی نہیں پایا۔ اسی لئے اسکے دماغ سے بلکل نکل گیا تھا کہ ابھی کل ہی اسکا نکاح ہوا ہے۔

دبئی سے میٹنگ کے بعد وہ جب پاکستان واپس آیا تھا تو رات کافی ہو چکی تھی۔ اسی لئے وہ شہر میں اپنے فارم ہاؤس پر چلا گیا تھا۔ صبح وہیں سے تیار ہو کر وہ آفس روانہ ہو گیا تھا۔ اور اب واپس آیا بھی تو اسے یاد نہیں تھا کہ حویلی میں اسکی بیوی بھی موجود ہے۔۔ مطلب وہ دونوں سے ڈبل ہو کر بھی خود کو سنگل محسوس کر رہا تھا۔۔

میں اسے لے کر آتا ہوں۔۔۔" حابیل، اربیلا شاہ کو لینے کے لیے کھڑا ہوا تو ارمغان شاہ اور زیام شاہ نے سوالیہ نظروں سے سب کو دیکھا تھا۔

کون ونی میں کس کو نکاح کر کے لایا ہے۔۔۔؟ زیام شاہ نے الجھتے ہوئے پوچھا تو ارمان شاہ مختصر کرتا کل جرگے میں ہوئے حابیل شاہ کے نکاح بارے میں انکو بتانے لگا۔۔ پوری بات سن کر ان کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں تھیں۔۔

کیا مطلب بھائی کا نکاح بھی ہو گیا اور ہمیں اس بارے میں کسی نے بتایا تک نہیں۔۔۔!

زیام شاہ بے یقینی سے کہنے لگا تو اسکی دہائی پر عالم شاہ اور ہاشم نے اسے جس نظروں سے دیکھا تھا وہ وہیں پر ڈھیر ہو کر پہلے والی حرکت میں بیٹھ گیا۔۔۔ زیام کے اتنی جلدی ڈھیر ہونے پر ارمان اور ارمغان اپنی اپنی مسکراہٹ چھپانے کی غرض سے پلیٹ پر جھک گئے۔۔

شرجینا جو دلچسپی سے سب سن رہی تھی۔ اپنی نئی بھابھی کا سن کر اسکی اداس آنکھیں یک دم چمکنے لگیں تھیں۔۔

چاچو نئی بھابھی کیسی ہیں۔۔۔! شرجینا، ہاشم شاہ کے ہاتھ سے لقمہ کھاتے ہوئے اشتیاق سے اسے پوچھنے لگی تو عالم شاہ نے اسکا کھلتا لہجہ محسوس کر کے خود میں سکون اترتا محسوس کیا تھا۔ ورنہ وہ کالج سے واپس آنے کے بعد سے بجھی بجھی سی تھی۔۔۔

شرجینا کی اتنی دیر سے چپ زبان کو چلتے دیکھ کر وہ سب اسے دیکھنے لگے۔۔۔

شاہ صاحب کی طبیعت خرابی کی وجہ سے آج کھانا کھانے نہیں آئے تھے۔ لیکن حابیل کے نکاح کی خبر انکو مل چکی تھی۔

چاچو کی جان میں ابھی آپکی بھابھی سے ملا نہیں ہوں اس لئے اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔۔"ہاشم شاہ نے اسے بائٹ کھلاتے ہوئے محبت سے جواب دیا تھا۔۔

مجھے کسی نے بتایا کیوں نہیں کہ حویلی میں نئی بھابھی آئیں ہیں۔۔۔"شرجینا نے سب کو دیکھ کر معصومیت سے ناراض لہجے میں پوچھا تو مالا اور مائرہ شاہ اسے تاسف سے دیکھ گئیں۔

میری جان آپ اپنی اس گلابی دنیا سے باہر نکلیں تو اپکو پتہ ہو نا کہ گھر میں کیا کیا ہو رہا ہے۔۔۔"مائرہ جتاتے ہوئے اسکے ہر وقت کارٹون دیکھنے پر شرجینا کو یاد دلانے لگی تو شرجینا خفگی سے اپنی آپی کو دیکھ گئی تھی۔اسی وقت حابیل شاہ کسی صنف نازک کو ساتھ لیے وہاں آیا تو سب تجسس سے اس زی روح کو دیکھنے لگے جس نے اپنا آدھا چہرہ چادر سے چھپایا ہوا تھا۔

حابیل شاہ نے اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے دائیں طرف اربیلا شاہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ جھجکتے ہوئے اسکے دائیں طرف بیٹھ گئی۔۔ جبکہ اب اربیلا شاہ قابیل شاہ اور ارمان شاہ کے درمیان تھی۔

یااللہ شکر ہے ہماری لائن میں بھی کوئی لڑکی آئی ہے۔۔"زیام شاہ اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے خدا کا شکر ادا کرتے بولا تو اسکے ساتھ بیٹھے دونوں انسان اپنی ہنسی کنڑول کرنے لگے تھے۔

ڈائنگ ٹیبل بڑا ہونے کی وجہ سے حویلی کی لڑکیاں چونکہ اپنے اپنے فیورٹ انسان کے پاس بیٹھ جاتی تھیں۔ اس صورت میں وہ تینوں اکیلے ٹیبل کے آخری کونے کو سنبھال لیتے تھے۔ جہاں انکے پاس کوئی بھی نہیں بیٹھا ہوتا تھا۔

عالم شاہ نے کتنی بار انکو سب کے ساتھ بیٹھے کی تلقین کی تھی۔۔ لیکن انکا ایک ہی جواب ہوتا تھا۔ کہ وہ ایک صورت میں ہی سب کے سامنے اور ساتھ بیٹھے گئے۔ جب انکی منکوحہ کو انکے ساتھ بٹھایا جائے گا۔ انکی اس ڈیمانڈ پر عالم شاہ انکو بھاڑ میں جھونک گیا تھا۔۔

بچے ریلکس ہو کر بیٹھیں، یہ سب آپکے گھر والے ہی ہیں۔" اربیلا کو کنفیوز ہوتے دیکھ کرار باز شاہ نے اسے پر سکون کرنا چاہا تو وہ سب پر نظر دہرا کر خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

چادر ہٹا کر پر سکون کو بیٹھو سب اپنے ہی ہیں۔۔۔" حابیل شاہ بھی گھمبیر لہجے میں اسے دیکھ کہنے لگا تو اربیلا اپنے بائیں طرف ان تینوں کی نظروں کو خود پر جمے دیکھ کر کپکپاتے ہاتھوں سے اپنی چادر ہٹا گئی۔۔۔

اربیلا کے چادر ہٹاتے ہی ان تینوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں تھیں۔۔

ماشاءاللہ چشم بدور کافی عرصے بعد اتنی حسین لڑکی دیکھنے کا موقع ملا ہے۔۔" اربیلا کی وائلٹ آنکھوں کی خوبصورتی دیکھتے ہوئے زیام شاہ کی زبان سے بے اختیار الفاظ پھسلے تھے۔ حابیل شاہ نے گھور کر ان تینوں کو دیکھا۔۔ جو پوری توجہ سے اربیلا کو دیکھنے میں مصروف ہو گئے تھے۔ انکی نظروں کی وجہ سے اربیلا مسلسل کنفیوز ہو رہی تھی۔۔۔

بچے انکو بھاڑ میں جھونک کر آپ کھانا شروع کرو، وہ جہنم والا کونا ہے اسی لئے وہ تینوں وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو آپ بے فکر ہو کر ان جہنمیوں کو نظر انداز کرو، شاباش کھانا کھاؤ۔۔

ہاشم شاہ بھی اربیلا کو کنفیوز دیکھ کر اسے چل کرتے بولا تو اربیلا سرد سانس خارج کرتے خود کے حواسوں پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

بڑی یہ غلط بات ہے یار۔۔۔! ہاشم شاہ کے خود کو جہنمی بلانے پر ارمغان شاہ احتجاج کرتے بولا تو ہاشم شاہ نے ہاتھ جھلاتے ہوئے اسے گھوری ڈالی۔

چاچو بھابی تو سچ میں الگ لیول کی خوبصورت ہیں" شرجینا، ہاشم شاہ کی جانب جھکتے ہوئے خفیہ انداز میں اپنی رائے پیش کرنے لگی تو ہاشم شاہ نے بھی مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

حابیل نے اربیلا کی پلیٹ میں کھانا ڈالتے ہوئے اسے کھانے کا اشارہ کیا تو اربیلا چھوٹے چھوٹے نوالے لیتی کھانا شروع ہوئی۔ جس پر حابیل شاہ اسکا تعارف سب گھر والوں سے کروانا شروع ہو گیا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ سب حویلی کے اوپر والے لاؤنج میں آکر بیٹھ گئے تھے۔۔۔

شرجینا ہاشم شاہ کے کندھے پر سر رکھ لاڈ سے اسکے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔

ملازمہ ان سب کو انکی پسند کی چائے اور کافی دے کر گئی تو ارمغان اپنی چھوٹی بہن کی طرف متوجہ ہوا جو آج ضرورت سے زیادہ چپ چپ تھی۔۔

آج لاڈو کیوں اتنی خاموش ہے۔۔۔؟ شرجینا کو اشارے سے ارمغان نے اپنے پاس بلایا تو وہ منہ بنا کر ہاشم کو دیکھنے لگی جس نے اسے بھائی کے پاس جانے کا اشارہ کیا تھا۔۔

ٹیڑھا میڑھا منہ بناتے ہوئے وہ آکر اپنے دونوں بھائیوں کے درمیان بیٹھی تو زیام اسے تنگ کرنے کے انداز میں اسکے بال بگاڑنے لگا جس پر وہ چڑتے ہوئے چینخ پڑی تھی۔۔۔

بھیا نہیں کریں نا ورنہ میں اٹھ کر پھر چاچو کے پاس چلی جاؤں گی۔۔۔! شرجینا نے اپنے بال سہی کرتے ہوئے چھوٹی سی انگلی اٹھا کر زیام کو دھمکی لگائی تو وہ ہنستے ہوئے اسے سینے سے لگا گیا۔ کہنے کو وہ ارمغان اور زیام شاہ کی چھوٹی بہن تھی۔ گھر میں سب سے چھوٹا ہونے کی وجہ سے وہ پورے شاہ خاندان کی لاڈورانی تھی۔

لیکن سب سے زیادہ وہ ہاشم شاہ کی لاڈلی تھی۔ اسکی ہر ناجائز پریشانی اور خواہش کا ٹھکانہ ہاشم شاہ کے پاس آکر ختم ہوتا تھا۔۔

سالوں سکون سے نہیں رہ سکتے کیا؟ اسی لئے وہ تم لوگوں کو منہ نہیں لگاتی۔۔۔! زیام شاہ کو اپنی لاڈو کے بال بگاڑتے دیکھ کر ہاشم نے اسے لتاڑا تھا جو پہلے بہن کو چڑا کر اب اسے گلے سے لگائے بیٹھا تھا۔۔ عالم شاہ غور سے اپنی ناراض منکوحہ کو دیکھ رہا تھا۔ جو اسکی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

کیا ہوا آج میرا بچہ اتنا چپ چپ کیوں ہے۔۔۔؟ ارمغان نے اسکا سر چومتے ہوئے اپنے سینے سے لگایا تو شرجینا منہ بنا کر عالم کو دیکھنے لگی۔ جو پہلے ہی اسے حسرت بھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

تمہارے اس منحوس ترین جیجاجی نے میری لاڈو کا موڈ خراب کیا ہوا ہے، اوپر سے تم لوگ پھر اسے بار بار پوچھ کر اسکا موڈ مزید خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔۔۔!

ہاشم شاہ نے جلے کٹے انداز میں عالم کو دیکھتے ہوئے شرجینا کو اسکے بھائیوں کے پاس سے اٹھا کر واپس اپنے پاس بٹھایا۔ تو شرجینا واپس سے اپنے چاچو کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھ گئی تھی۔

جبکہ ان دونوں نے منہ کھول کر ہاشم شاہ کو دیکھا، جس نے انہیں اپنی بہن کو ٹھیک سے پیار بھی نہیں کرنے دیا تھا۔۔۔

باقی سب کافی پیتے ہوئے انکی نوک جھوک دیکھ رہے تھے۔ آج پورے ایک مہینے بعد وہ سب ایک ساتھ بیٹھے تھے۔ اربیلا شاہ بھی اس وقت ریلیکس انداز میں حابیل شاہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔

ارمغان اور زیام نے اپنے جیجاجی کی طرف نظریں دہراتے ہوئے وجہ پوچھنا چاہی۔۔

مجھے ایسی گناہگار نظروں سے دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، میں تو صرف یہ عظیم خط پڑھ کر انکے بارے میں پوچھ کر برا بن گیا ہوں۔۔۔!

عالم شاہ جیب سے اسکی چاروں اپلیکشن نکال کر انکی طرف اچھالتے ہوئے جلدی سے بولا تھا۔

بھیا یہ کیا ہے۔۔۔؟ مائرہ نے کافی پیتے ہوئے عالم شاہ سے ان پیپرز کے بارے میں پوچھا۔۔

میری لاڈلی بیوی کی کالج میں بھیجی ہوئی اپلیکیشن ہیں بچے، جو کالج نہ جانے کی صورت میں یہ ڈرائیور کے ہاتھ بھیجتی رہی ہے۔ آج میں جب کالج اسکی رپورٹ لینے گیا تھا تو پرنسپل نے یہ عظیم پرچے میرے ہاتھ میں تھما دیے تھے۔ جن کو پڑھ کر میں نے اپنی بیوی سے سچ جاننا چاہا تو الٹا یہ ناراض ہو کر تب اپنے چاچو کے پاس بیٹھی مجھے ایسے دیکھ رہی ہے۔ جیسے خدانخواستہ میں نے ظلم کے پہاڑ توڑ دیے ہوں۔۔!!

عالم نے سب کی سوالیہ نظروں کو دیکھتے ہوئے تفصیلی جواب دیا تو شرجینا ناک چڑھا کر ہاشم شاہ کے کندھے میں چہرہ چھپا گئی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی ابھی تھوڑی دیر میں یہاں قہقہے پھوٹنے والے ہیں۔۔۔

لاو دو، اپنی لاڈو کی پہلی اپلیکیشن میں پڑھتا ہوں۔۔۔! ارمان نے زیام سے ایک اپلیکشن لے کر اسکو کھول کر پڑھنا چاہا تو ایک نظر میں ساری اپلیکشن پڑھ کر لاؤنج میں اسکا جاندار قہقہ گونجنے لگا تھا۔ شرجینا ناراضگی سے سب کو دیکھے گئی۔۔

ایسا بھی کیا لکھا ہے جو تو گدھوں کی طرح ہنسنا شروع ہو گیا ہے! حابیل نے تجسس سے اس سے پوچھا تو ارمان اپنی ہنسی کنڑول کرتا بامشکل بولا تھا۔۔۔

یار! سچ میں، یہ واقعی ہی بہت عظیم درخواست ہے، رکو میں پڑھ کر سناتا ہوں! یہاں پر ہماری لاڈو نے کچھ ایسا لکھا ہے۔۔۔

"مودبانہ گزارش ہے۔ کہ میں کچھ دنوں کے لئے کالج نہیں آسکتی ہوں۔اور یہ کچھ دن کتنے دن ہونگے؟ میں اس بارے میں ابھی کنفرم نہیں کر سکتی ہوں۔اور دوسری بات میرے چاچو اس وقت ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں لیکن باہر جانے سے پہلے وہ حویلی کی زمہ داری مجھے سونپ کر گئے تھے۔

اس لئے میرا کالج آنا مشکل ہے۔چونکہ میں اپنے چاچو کے حکم پر حویلی کی حفاظت کر رہی ہوں۔اور اگر میں کالج آگئی تو پیچھے ہماری حویلی میں چوری ہو سکتی ہے یا کچھ بھی نقصان ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اگر آپ چاہتی ہیں کہ میں کالج آؤں تو پھر ہماری حویلی کے نقصان کی زمہ دار آپ ہونگی۔ اب آپ بتائیں کہ میں کالج آؤں کہ نہیں؟ مجھے اس بات کا جواب صفے کے آخر پر لکھ کر بھیج دیں۔۔۔!"

ارمان شاہ نے انکو چھٹی کی پوری درخواست پڑھ کر سنائی تو سچ میں لاونج میں ایک کے بعد ایک قہقے گونجنے لگے تھے۔۔

لاڈو تم چھٹی کی درخواست لکھ رہی تھی۔یا پھر پرنسپل کو دھمکا رہی تھی یار۔۔۔! مالا شاہ ہنستے ہوئے اسے پوچھنے لگی تو شرجینا نے کھسیانے ہوتے چہرہ چھپا لیا تھا۔۔۔

اور اس درخواست میں چھٹی کی وجہ کچھ یوں پیش کی گئی ہے۔۔۔! زیام شاہ اپنے پاس والی درخواست کھول کر سب کی ہنسی کو بریک لگواتے پڑھنا شروع ہوا تو سب تجسس سے ایک بار پھر سننے لگے۔۔

"مودبانہ گزارش ہے۔ کہ میرے پاؤں کی سب سے چھوٹی والی انگلی میں بہت درد ہو رہا ہے۔ جس کے باعث میں کالج نہیں آسکتی ہوں۔۔ یہ درد مجھے پورے جسم میں محسوس ہو رہا ہے۔۔ کیونکہ آپ نے ہی

پڑھا یا تھا کہ اگر جسم کے ایک حصے میں درد ہو تو انسان کو وہ درد پورے جسم میں محسوس ہوتا ہے۔اسی وجہ سے میرے ساتھ بھی ایسا ہی کچھ ہو رہا ہے۔۔ لیکن اتنی تکلیف میں چونکہ میں آپکے لئے درخواست لکھ رہی ہوں۔اسی وجہ سے میری چھوٹی انگلی درد سے بے حال ہوتے بے ہوش ہو کر پاؤں سے الگ ہو کر نیچے گر گئی۔۔ مجھے جلد از جلد اسے ہاسپٹل لے کر جانا ہو گا بعد میں بات ہو گی شکریہ۔۔۔"

جلدی سے اپلیکشن پڑھ کر زیام شاہ نے اپنے اندر امڈتے قہقہے کو باہر نکالا تو اس دفعہ ہاشم شاہ کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ جبکہ عالم شاہ تو مسلسل ہاتھ کی مدد سے اپنی مسکراہٹ چھپا رہا تھا۔

چاچو یہ سب مجھ پر پھر ہنس رہے ہیں۔۔۔! سب کو خود پر قہقہ لگاتے دیکھ کر شرجینا منہ بناتے ہوئے شکایتی انداز میں بولی تو ہاشم شاہ نے سب کو گھوری ڈالی تھی۔۔۔

لیکن کسی کے بھی چپ ہونے کے آثار نظر نہیں آرہے تھے۔۔۔

ایک اپلیکشن میں پڑھوں گی۔۔۔! مالا نے ایک اپلیکشن مانگتے ہوئے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو ارمغان اسکو دلفریب ہوتی نظروں سے دیکھنے لگا۔ جو دوپہر والے حلیے میں ابھی تک موجود تھی۔۔۔

لیجیے بھابھی صاحبہ آپ بھی کیا یاد کریں گیئں، آپ بھی اپنی نند کی چھٹی کی درخواست پڑھنے کا شرف حاصل کرلیں۔۔! زیام ایک اپلیکشن مالا کی جانب اچھالتے ہوئے شرارتی انداز میں بولا تو مالا جلدی سے اپنا کپ ٹیبل پر رکھ کر اپلیکیشن کھولنے لگی۔۔۔

ہم۔ہم۔۔ہم۔۔! مالا مصنوعی کھانستے ہوئے اپلیکشن پڑھنا شروع ہوئی جو کچھ یوں لکھی گئی تھی۔

مودبانہ گزارش ہے پیاری پرنسپل صاحبہ! میں آج کالج نہیں آسکتی ہوں، کیونکہ میں نے آج صبح اٹھتے ہی کوک پی لی تھی۔ جس کی وجہ سے میرے ناک میں درد ہونے لگا ہے۔اسی لئے ناک میں کوک کی درد کی وجہ سے میرا آج کالج آنا ناممکن ہو چکا ہے۔اور اگر عالی اپکو کال کرکے میرا پوچھیں تو پلیز انکو مت بتایئے گا کہ میں نے کوک پی ہے۔۔! شکریہ آپکی خوبصورت شاگردہ "شرجینا شاہ"

مالا شاہ اپلیکشن ختم کرتے ہی ہنسنا شروع ہوئی تو پھر ہنستی ہی چلی گئی تھی۔ جبکہ اسکے ساتھ باقی سب بھی ہنستے ہوئے صوفوں کی بیک سے سر ٹکا گئے۔۔۔

ابے یار یہ کوک پینے سے ناک میں کونسی درد ہوتی ہے۔۔۔! زیام شاہ نے ہنستے ہوئے پوچھا تو شرجینا شاہ اپنی بونگی پر مشکل سے ہنس پڑی۔ ہمیشہ کی طرح اسے اب سمجھ میں آرہا تھا کہ وہ کیا کیا بونگیاں مار چکی ہے۔۔۔۔

چاچو دیکھیں نا، بھیا میرا مزاق اڑا رہے ہیں۔۔۔! شرجینا آنکھوں میں مصنوعی آنسو لاتے ہوئے کہنے لگی تو ہاشم شاہ تڑپ اٹھا تھا۔

زیام شاہ میں تمہارا خون کردوں گا اگر اب مجھے تمہاری فضول کی بکواس سنائی دی تو۔۔۔! شرجینا کی آنکھوں میں آنسو کی چمک دیکھ کر جہاں ہاشم شاہ کا دل تڑپا تھا وہیں عالم شاہ نے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔۔۔

بڑی آپ مانیں یا نہ مانیں پر آپکی لاڈو پوری کی پوری ڈرامے باز ہے۔۔۔! زیام شاہ ہنستے ہوئے پھر بول گیا۔

بے غیرت انسان بہن کو ڈرامے باز بولتے ہوئے شرم نہیں آرہی کیا۔۔۔! ہاشم شاہ اسے غصے سے آنکھیں دیکھاتے ہوئے بولا تھا کیونکہ شرجینا پھر بھرائی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

شر جیناشاہ، زیام شاہ اور ارمغان شاہ کی اکلوتی بہن تھی۔ زیام شاہ اور ارمغان شاہ دونوں جڑواں تھے۔ لیکن ارمغان شاہ پورے تیرہ منٹ زیام شاہ سے بڑا تھا۔ اور اس پورے تیرہ منٹ کا زیام شاہ پر وہ تیرہ سال جتنا رعب ڈالتا تھا۔ اس کے برعکس شر جینا عمر میں کافی چھوٹی تھی۔ اسی وجہ سے وہ گھر بھر کا جہاں لاڈلہ بچہ تھا۔ وہیں وہ انتہا کی شرارتی بھی تھی۔۔ اپنی انہی شرارتوں کی وجہ سے وہ حویلی کی رونق تھی۔

ڈیئر لسنرز پلیز ابھی شانت ہو جائیں ابھی ایک اپلیکشن پڑھنا باقی ہے۔۔۔! ارمان شاہ نے ہاتھ کھڑے کرتے ہوئے چوتھی اپلیکشن ہوا میں لہرائی تو شر جینا نے رونے والا منہ بنالیا تھا۔ کتنی دیر سے سب اس پر ہنسے جا رہے تھے۔

عالی، بھیا لوگوں کو روکیں نا، سب میرا مزاق بنا رہے ہیں۔۔! شر جینا نے اس دفعہ عالم شاہ کو مخاطب کرتے منت کی تو اسکے اتنے پیار سے پکارنے پر عالم کا دل زوروں سے دھڑک اٹھا۔۔۔

عالم جاں میں بھلا نہیں کیا کہہ سکتا ہوں، جب تم خود ہی مجھے صبح سے نظرانداز کر رہی ہو۔۔۔! عالم نے لاپرواہ بنتے ہوئے اسے جواب دیا تو شر جینا سب کو ایک نظر دیکھ کر ناچارہ، ہاشم شاہ کے پاس سے اٹھ کر عالم شاہ کے قریب جا کر بیٹھ گئی۔ اسکے قریب آنے پر عالم کا دل پہلے سے بھی زیادہ تیز رفتار میں دھڑکتے ہوئے سینے کی دیواروں سے سر پٹکنے لگا تھا۔۔۔

آج صبح جب سے وہ دبئی سے واپس آیا تھا۔ وہ تب سے اس سے دور بھاگ رہی تھی۔ کالج میں بھی پہلے اس سے نظریں چراتی رہی اور پھر بعد میں آنسو بھری آنکھیں دیکھا کر اسکا دل بے چین کر گئی۔ ارمان جب اسے

کالج سے واپس پک کر کے لایا تو وہ کمرے میں بند ہو گئی تھی۔اس طرح خاموشی سے کمرے میں بند ہونا اسکا عالم شاہ سے ناراضگی کا سائن ہوتا تھا۔۔جبکہ ہاشم شاہ کے ساتھ وہ الگ طریقے سے ناراضگی جتاتی تھی۔

پلیز، بھیا کو روک لیں نا اب۔۔۔! شرجینا نے اسکے قریب بیٹھتے ہوئے اسکا بازو ہلاتے ہوئے معصومیت سے التجا کی تو اس معصوم پکار پر یہاں وہ مضبوط لمبا چوڑا "عالم عماد شاہ" ایک دم سے پگھل گیا تھا۔۔۔

ہاشم شاہ نے بغور عالم شاہ کی آنکھوں میں محبت کے دیپ جلتے دیکھے تو سب عالم کے ہوش بھلانے پر اپنی کھی کھی دبانے لگے تھے۔وہ سب ہی جانتے تھے۔کہ چھوٹی سی "شرجینا شاہ" سامنے بیٹھے انسان کا جنون ہے۔

عالی! دیکھیں نا بھیا پڑھنے لگے ہیں۔۔۔! شرجینا نے ارمان کو دیکھتے ہوئے اس کا بازو ہلا کر اسے ہوش دلائی تو عالم ہوش کی دنیا میں واپس آتے اسکی نظروں کی زد میں ارمان کو دیکھنے لگا جو جان بوجھ کر اپلیکیشن کو کھول کر پڑھنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے شرجینا کو چڑا رہا تھا۔

مان ادھر لاؤ یہ اپلیکیشن۔! شرجینا کو بازو کے گھیرے میں لیتے ہوئے عالم شاہ نے پورے رعب کے ساتھ ارمان سے اپلیکشن مانگی تو ارمان نے اچھے بچوں کی طرح اسے اپلیکشن پکڑا دی تھی۔ارمان کے اپلیکشن پکڑانے پر شرجینا خود اٹھتے ہوئے جلدی سے اپنی اپلیکشن پکڑ کر خود کھلکھلانے لگی تھی۔۔

اسکے ہنسنے پر عالم شاہ نے اسے جاں نثار ہوتی نظروں سے دیکھا تھا۔جبکہ ہاشم شاہ بھی اپنی لاڈو کو پیار بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

ویسے بھائی آج میں جب آپکی چھوٹی سی بیوی کو کالج سے پک کرنے گیا تھا تو یہ سکیورٹی گارڈ سے لڑ رہیں تھیں، میں نے وجہ پوچھی تو بتائی نہیں، لیکن اب مجھے تجسس ہو رہا ہے۔ تو آپ بتا دیں کیا وجہ تھی۔۔ کیونکہ مجھے اتنا تو یقین ہے کہ آپ دونوں ہی اس بارے میں جانتے ہونگے۔۔۔"

ارمان نے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے عالم شاہ سے پوچھا تو عالم نے اسکے سوال پر شرجینا کو ایک نظر دیکھ کر مسکراہٹ دبالی۔۔ جبکہ سکیورٹی انکل کی غداری یاد آنے پر شرجینا ناک چڑھانے لگی تھی۔

عالی آپ بلکل ٹھیک کہتے ہیں کہ آج کے زمانے میں کسی پر یقین نہیں کرنا چاہیئے۔ غیر لوگوں پر بھروسہ کر کے ہم اپنا خود کا نقصان بھی کر سکتے ہیں۔۔۔"

عالم شاہ کے چہرے کو ہاتھ کی مدد سے اپنی طرف موڑتے ہوئے شرجینا کسی سمجھدار انسان کی طرح اسکی نصیحت یاد کرتے کہنے لگی تو اس بار ہاشم شاہ اپنے قہقہے پر کنٹرول نہیں کر پایا تھا۔

یقیناً اسکی لاڈو اپنے پانچ ہزار کے نقصان کو یاد کر رہی تھی۔ شرجینا کی اس ادا پر عالم نے بھی ہنستے ہوئے اسکا ہاتھ چوم لیا تھا۔ یہ اسکی خاص عادت تھی۔ وہ جب بھی عالم شاہ کے چہرے کو ہاتھوں میں بھر کر اپنی کوئی بات کہتی تھی۔ اسکے دو ہی مطلب ہوتے تھے۔ کہ یا وہ اپنا نقصان کر بیٹھی ہے یا کسی دوسرے کا ستیاناس مار آئی ہے۔ اور یہ ڈانٹ سے بچنے کے لیے مسکے لگانے کی اسکی ایک خاص ترکیب تھی۔۔

آپ کیوں اب ہنس رہے ہیں۔۔۔؟ حابیل نے ہاشم شاہ کو قہقہہ لگاتے دیکھ کر پوچھا تو وہ ہنسی کنٹرول کرتا بامشکل بولا۔۔

"لاڈو نے سکیورٹی گارڈ کو پانچ ہزار رشوت دی تھی۔ تاکہ سکیورٹی گارڈ اسکو آج کالج میں اینٹر نہ ہونے دے۔ اور یہ دجال نما انسان اسکی پرنسپل سے نہ مل پائے۔۔۔"

ہاشم شاہ نے ہنستے ہوئے اسکا کارنامہ بتایا تو سب کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔۔۔ جبکہ شرجینا کا حال کچھ ایسا تھا جیسے وہ سب اسکے بارے میں نہیں بلکہ صوفوں کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔۔

پر اسکے پاس اتنے پیسے کہاں سے آئے تھے۔۔۔؟ ارمغان شاہ نے حیرت زدہ اپنی سحر انگیز آنکھوں سے استفسار کرنا چاہا۔۔ کیونکہ سب ہی جانتے تھے کہ عالم شاہ کبھی بھی شرجینا شاہ کو اتنے پیسے نہیں دینے دیتا تھا۔

وہ کمینہ بیٹھا ہے نا یہ عظیم کارنامہ سرانجام دینے والا۔۔!

ارمغان کے پوچھنے پر عالم، حابیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دانت پیس کر بتانے لگا تو حابیل شاہ اپنی جگہ پر ٹھٹک گیا تھا۔ بے اختیار اسکے دماغ میں جھماکا ہوا جب صبح کالج جانے سے پہلے شرجینا نے یہ بول کر اس سے پیسے مانگے تھے۔ کہ اسے اپنی کسی غریب کلاس فیلو کی مدد کرنی ہے۔۔ تو اسے پانچ ہزار کی ضرورت ہے۔

میں۔۔؟ پر لاڈو نے تو یہ بول کر پیسے لیے تھے کہ اسے اپنی کسی کلاس فیلو کی ہیلپ کرنی ہے۔۔۔! حابیل شاہ جلدی سے وضاحت دیتے بولا تو ارمان شاہ اور زیام شاہ چھٹ پھاڑ قہقہہ لگا گئے۔۔۔

آپکی لاڈورانی اتنی سیدھی نہیں ہے کہ جو بتائے وہ ہی سچ ہو بھائی۔۔۔! زیام شاہ ہنستے ہوئے جواب میں اپنی بہن پر تبصرا کرتے بولا تھا۔۔۔

میری جان اس جیسے ظالم انسان کے ظلم سے بچنے کے لیے پانچ ہزار نہیں بلکہ پانچ لاکھ کی ضرورت تھی۔۔! حابیل نے عالم کی جانب دل جلاتی مسکراہٹ اچھالتے ہوئے ہنس کر کہا تھا۔ بدلے میں عالم نے اسے شدید گھوری سے نواز دیا

عالی سونے چلیں مجھے بہت نیند آرہی ہے، صبح کالج بھی جانا ہے نا۔۔۔!

اپنے سارے پول آج ہی کھلتے دیکھ کر شرجینا، عالم شاہ کی توجہ اپنی طرف کرتے جلدی سے بولی تو عالم اسکے بھاگنے کی کوشش پر اسے پیار بھری نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔ وہ بلکل نہیں چاہتی تھی کہ اسکی رشوت والی بات عالم شاہ کو پتہ چلے۔ اس بات سے بے خبر کہ جس کو شرجینا شاہ نے رشوت دی تھی۔ وہ خود ہی عالم شاہ کو ساری بات بتا چکا ہے۔۔

ایک منٹ بھیا، اپکے جانے کے بعد میں توروز خود لاڈو کو تیار کر کے کالج بھیجتی رہی ہوں۔ تو پھر یہ اپلیکشن کس وقت بھیجی گئیں ہیں۔۔۔؟

مائرہ جو شرجینا کو عالم کے ساتھ مکھن بازی کرتے دیکھ رہی تھی اچانک اسے یاد آیا تو بے اختیار پوچھ بیٹھی۔۔۔ جس پر شرجینا کبوتر کی طرح آنکھیں میچتے ہوئے عالم کی سینے میں چہرہ چھپا چکی تھی۔۔

"جی میڈم آپ ان شہزادی صاحبہ کو تیار کر کے ڈرائیور کے ساتھ کالج بھیجتی تھیں۔تو یہ جہاں پناہ حویلی سے باہر نکلتے ہی تھوڑی دور جا کر اپنی گاڑی رکوا لیتی تھیں۔اور جب آپ میڈم نور جہاں تیار ہو کر آفس چلی جاتی تھیں تو یہ شہزادی اپنا ٹوکرا اٹھائے پھر حویلی واپسی تشریف لے آتیں تھیں۔اور پھر پورا دن شرجینا شاہ اور حویلی میں اسکی مستیاں ہوتیں تھیں۔۔۔"

ارمان شاہ ٹانگ پر ٹانگ رکھتے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے مائرہ پر طنز کرتے بولا تو سچ جان کر مائرہ شاہ کی نیلی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔

اس نے شرجینا کو بے یقینی سے دیکھا جو انجان بنتی عالم شاہ کو اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی تا کہ وہ اسے اپنے کمرے میں سلانے کے لیے لے جائے اور وہ ان سب کی نظروں سے بچ نکلے۔۔۔

ہاشم شاہ نے اپنی لاڈو کے کارنامے پر اپنی بڑی بھانجی کو صدمے میں دیکھا تو پھر قہقہ لگا گیا۔۔

ماموں یہ غلط بات ہے ویسے۔۔! شرجینا کے دھوکا دینے پر مائرہ نروٹھے پن ہاشم شاہ کو مخاطب کرتے بولی تو ہاشم شاہ نے دلکشی سے ہنستے ہوئے اسے اپنے پاس بلایا۔مائرہ منہ بناتے ہوئے اٹھ کر ہاشم شاہ کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھی تو ارمان شاہ کے دل پر چھریاں چل گئیں۔۔۔

ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتا، کہ سالا ہمارے کندھوں میں کونسی کرنٹ لگی ہوئی ہے۔۔جو ہر کوئی ادھر جا کر ہی فلیٹ ہو جاتا ہے۔۔۔! مائرہ کو ہاشم شاہ کے کندھے پر سر رکھتے دیکھ کر ارمان جلے کٹے انداز میں سرگوشی

کرتے بولا تو ارمغان اور زیام ہنسی دبانے لگے۔۔انکے ہنسنے کی آواز پر سب انکی طرف متوجہ ہوئے جبکہ ہاشم شاہ جو اپنے بے شرم اونٹ جتنے بھتیجوں کو اچھے سے جانتا تھا۔ وہ ان تینوں کو گھورنے لگا تھا۔

جہنمی لوگوں کی طرف نہیں دیکھتے بچے ورنہ آنکھیں خراب ہو جاتیں ہیں۔۔! مالا کو حیرانی سے انکی طرف دیکھتا پا کر ہاشم شاہ نے اسکی توجہ بھی اپنی طرف کی تو وہ بھی ہاشم شاہ کے دوسری طرف آ کر بیٹھ گئی۔ گھر کے اتنے سارے مردوں میں بس وہ تینوں ہی لڑکیاں تھیں۔۔اس حساب سے انکو پروٹوکول اوپر کے لیول کا ملتا تھا۔

ہم سونے جارہے ہیں۔۔۔! شرجینا عالم کی گردن میں بانہیں ڈالتے ہوئے جھومتے ہوئے بولی تو زیام اسے زبان چڑا گیا۔

عالم زیام کو گھورتے ہوئے شرجینا کو بازوؤں میں اٹھا کر کمرے کی طرف بڑھا تو شرجینا چہرہ موڑتے ہوئے اپنے بھائی کو الٹا منہ بگاڑتے ہوئے چڑا کر بدلا اتارنے لگی تھی۔

--------.

"تم دونوں پورا ہفتہ کہاں غائب رہے ہو؟"

ہاشم شاہ نے مائرہ اور مالا کو اربیلا کے ساتھ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی کمرے میں بھیجا تھا، جبکہ عالم بھی اس وقت شرجینا کے کمرے میں اسے سلا رہا تھا۔ سگریٹ جلاتے ہوئے ہاشم شاہ نے ان دونوں سے پوچھا تو وہ

دونوں اپنی شامت پر انجان بننے کی کوشش کرنے لگے۔ حابیل اور ارمان بھی مزے سے ان کی درگت بنتی دیکھنے لگے تھے۔

"ہم نے کہاں جانا ہے بڑی؟ ہم تو یہیں پر ہی تھے،" زیام شاہ نے اپنی ڈارک بلیک آنکھوں کو ٹمٹماتے ہوئے جواب دیا تو ہاشم شاہ ابیرو اچکا گیا، جبکہ ارمغان شاہ خاموش رہ کر انجان بن رہا تھا۔

"تم دونوں نے قسم کھائی ہے کیا کہ میرے حویلی سے نکلتے ہی اپنی اصل اوقات پر آجانا ہوتا ہے؟ کتنی دفعہ میں نے تم لوگوں کو اس بائیک ریسنگ سے منع کیا ہے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ یہ امریکہ نہیں ہے! کوئی بات دماغ میں گھستی بھی ہے یا نہیں؟"

ہاشم شاہ نے سگریٹ کی راکھ گراتے ہوئے ان دونوں کی عزت افزائی کی تو وہ دونوں کان کھجاتے ہوئے خاموشی سے سننے لگے۔

"بڑی، یار کیوں پریشان ہو رہے ہیں؟ جتنی تیز اور گندی بائیک ریسنگ یہ دونوں کرتے ہیں نا، ان کے اس اعلیٰ شوق کو پاکستان کی ٹوٹی پھوٹی سڑکیں برداشت ہی نہیں کر سکتیں۔ دیکھیے گا کسی دن یہ دونوں کسی گڑھے یا گٹر میں گرے پڑے ہوں گے، اور ان کی حسین بھوتیاں بھی پچک جائیں گی۔ پھر یہ بلکل ویسے ہی دیکھیں جائیں گے جیسے 'کوئی مل گیا' مووی میں وہ ایلین جو بیچارہ زمین پر رہ جاتا ہے۔ بلکل سیم تو سیم ویسی شکل بن جائے گی!"

ارمان شاہ نے ہاشم کو چل کرتے ہوئے ان دونوں کے مستقبل کا خاکہ کھینچا تو حابیل شاہ سر پیچھے گراتے ہوئے قہقہہ لگا گیا۔ ہاشم شاہ کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ ان دونوں کو شرم دلاتی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"مسٹر مان شاہ، آپ کی اسی زہریلی زبان کی وجہ سے آپ کی منکوحہ بھی آپ کو منہ لگانا پسند نہیں کرتی، لہذا اپنی اس زبان کو کاٹ کر کسی لیبارٹری میں دے آئیں تاکہ وہاں کے ڈاکٹر اس کا سارا زہر نکال کر محفوظ کر سکیں۔ اور آئندہ جو لوگ خودکشی کے لئے زہر خریدنے جائیں، تو جب ان کو آپ کی اس زہریلی زبان کا زہر پیش کیا جائے تو وہ ڈر کے مارے بیچارے خودکشی سے توبہ کرنے لگے۔"

ارمان شاہ ہی کی طرح ارمغان شاہ نے لمبا چوڑا جواب دیتے ہوئے بدلہ اتارا تو ہاشم شاہ تاسف سے ان کو دیکھ گیا، جبکہ زیام شاہ اور حابیل شاہ مسکراہٹ دباتے ہوئے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"چچ چچ... دیکھیں، مجھے سنانے کون آیا ہے؟ جس کی ڈراؤنی شکل دیکھ کر اس کی اپنی منکوحہ چیخنے لگتی ہے!"

ارمان شاہ نے افسوس کرتے ہوئے ارمغان شاہ کو چھیڑا تو ارمغان شاہ نے غصے سے اسے گھوری ڈالی تھی۔

"ہو گئی بکواس یا ابھی کچھ باقی ہے؟"

ہاشم نے سگریٹ بجھاتے ہوئے طنزیہ انداز میں استفسار کیا تو زیام شاہ چہکتے انداز میں بولا،

"یار چاچو، آپ شادی کب کر رہے ہیں؟ قسم سے اگر ہمارے باپ دادا نے لیٹ پیدا ہونے والی بیٹیاں نہ پلین کی ہوتیں، تو مجھے یہ سوچ سوچ کر ہی ہول اٹھتے ہیں کہ یہ حویلی 'رندھاواؤں کی حویلی' کے نام سے مشہور ہو جانی تھی!"

زیام شاہ نے ہمیشہ کا پوچھا جانے والا سوال دہرا کر آخر میں جھرجھری لیتے ہوئے کہا تو سب الجھ گئے تھے۔

حویلی کی تینوں لڑکیاں سب لڑکوں سے چھوٹی تھیں۔اسی وجہ سے وہ سب سمجھتے تھے کہ ان کے باپ دادا کو آخری بچے پلاننگ میں جو بیٹیاں ملی ہیں، وہ خوش قسمتی سے ملی ہیں۔چونکہ ان کی اکلوتی پھوپھو، مائرہ شاہ کی ماں "زمل اعظم شاہ" بھی چار بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی،اس حساب سے انہیں لگتا تھا کہ ان کے خاندان میں لڑکیاں بہت کم پیدا ہوتی ہیں،اور یہ حقیقت بھی تھی۔شاہ خاندان کی پچھلی پیریوں میں تو لڑکیاں پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں۔زمل شاہ کے بعد خاندان میں پیدا ہونے والی مائرہ شاہ، شرجینا شاہ اور مالا شاہ بھی اکلوتی تھیں۔

ان کے انمول ہونے کی وجہ سے وہ تینوں شاہ خاندان کو بہت عزیز تھیں۔

"یہ randahwa" کیا بول رہا ہے تو؟

ارمان شاہ نے الجھتے ہوئے زیام شاہ کے بولے گئے لفظ کا مطلب جاننا چاہا تھا۔

"یہ سالا ہمیں رنڈوے کہنا چاہ رہا ہے، جو تم لوگوں کو سمجھ نہیں آئی!"

حابیل شاہ، جو زیام کے لفظ کو سمجھ گیا تھا، دانت پیستے ہوئے ان سب کو اس نے اس فینسی لفظ کا مطلب سمجھانا چاہا تھا۔ جسے سمجھتے ہی ہاشم شاہ کے ساتھ باقیوں کی بھی آنکھیں بڑی ہو گئیں، جبکہ ارمغان شاہ نے مشکل سے اپنا قہقہہ دبایا۔

"سالے بے غیرت انسان، ہم تجھے کہاں سے رنڈوے لگ رہے ہیں؟"

ہاشم شاہ تو بنا شادی کے خود کو رنڈوا کہنے پر جل بھن گیا تھا۔

"کمینے انسان، جب ہمیں تو اتنے گندے لفظ سے جوڑ ہی رہا تھا تو اتنا منہ بگاڑ کر سٹائلش انداز میں کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ سیدھی طرح منہ سے پھوٹ دیتا نا کہ یہ بکواس کرنے لگا randahwa ہوں!"

ارمان شاہ بھی جلے کٹے انداز میں اس کے کندھے پر مکا جڑ گیا۔ زیام شاہ کے منہ بگاڑ کر کہنے پر سب کو حد سے زیادہ غصہ چڑھنے لگا تھا۔ تو زیام ہنستے ہوئے جا کر عالم کی جگہ پر بیٹھ گیا۔

"یار، میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ میں بس یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ ہمارے گھر میں کوئی بڑی سمجھدار خاتون نہیں ہیں نا۔ اگر بڈی شادی کر لیں تو ہم سب ممتا کے سائے تلے چھپ جائیں گے نا!"

زیام شاہ نے اپنی ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے اپنی بات اور رنڈوے کا مطلب سمجھانا چاہا تو ہاشم شاہ کو مزید غصہ چڑھ گیا۔

"دفع ہو جا تو، جہنمی انسان! ہمیں کوئی مطلب نہیں تیرے اس گندے مطلب سے۔ خدا کرے تو دھوپ میں جلتا رہے۔ بڑا آیا ممتا کا سایہ ڈھونڈنے والا!"

ہاشم شاہ اس پر لعنت بھیج کر بڑبڑاتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھا، تو پیچھے ناچاہتے ہوئے بھی وہ چاروں قہقہہ لگا گئے تھے۔ ہاشم شاہ کو گویا سر پر آگ لگتی محسوس ہو رہی تھی۔

"سالا منحوس انسان! شادی سے پہلے ہی نزاکت سے محروم کرنے پر تلا ہے۔ ابھی تک تو میرے والی میرے متھے بھی نہیں لگی اور یہ کمینہ..."

اپنے کمرے کے بیڈ پر گرتے ہوئے ہاشم شاہ غصے سے بڑبڑاتے ہوئے آنکھیں موند گیا تھا۔۔

"عالی، ایسے نیند نہیں آ رہی نا..."

شرجینا اپنی سبز آنکھیں کھولتے ہوئے عالم شاہ کو دیکھنے لگی، جو بیڈ سے نیچے ٹانگیں لٹکا کر اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے سلانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تو نیند کیسے آئے گی میرے بچے کو..."

عالم نے اس کے ماتھے کو چومتے ہوئے محبت سے پوچھا تو شرجینا لاڈ سے منہ بنا گئی۔

"آپ مجھے بچپن کی طرح سلاتے کیوں نہیں ہیں؟ پہلے ہی ایک مہینہ دوسرے ملک میں گزرا ہے اور اب پھر مجھے تھپک تھپک کر سلاتے ہوئے جان چھڑانا چاہ رہے ہیں نا؟"

شرجینا غصے اور غم کی ملی جلی کیفیت میں سناتی چلی گئی تھی۔اس کے سارے شکوے سن کر عالم حیرانی سے اسے دیکھنے لگا، جو ایک پل میں پتہ نہیں کیا کیا بول کر ناراضگی سے منہ موڑ گئی تھی۔

"جیا، ہمیشہ غلط بات کیوں کرتی ہو؟ اور میں کیوں اپنے بچے سے جان چھڑانا چاہوں گا بھلا؟"

عالم شاہ نے اس کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا، تو شرجینا غصے سے اس کا بازو جھٹک کر ہچکیاں لینے لگی۔ شرجینا کو روتے دیکھ کر عالم کی جان ہوا ہوئی تھی۔اسی لیے پاؤں سے جوتے آزاد کر کے وہ جلدی سے اس کے پنک بیڈ پر لیٹ کر اس کے قریب ہو گیا۔

"میرا بچہ میرے سینے پر سونا پسند کرے گا یا پھر اس گندے سے بیڈ پر؟"

شرجینا کے بال سنوارتے ہوئے عالم نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا، تو شرجینا حیرت سے مڑتے اسے دیکھنے لگی۔ رونا بھلا کر وہ جلدی سے خوشی سے پھولے نہ سماتی ہوئی قریب ہو کر عالم شاہ کے سینے پر سر رکھ کر اسے ہگ کر گئی۔

شرجینا کے اتنا نزدیک آنے پر ایک دم سے عالم شاہ کی رگ رگ میں بے چینی سی دوڑ گئی تھی۔

شرجینا نے اسے مضبوطی سے ہگ کرتے ہوئے اپنی نازک ٹانگ اس کے اوپر رکھی، تو عالم مسکراہٹ دباتے ہوئے اسے شدت سے خود میں بھینچ گیا۔یہ شرجینا کے بچپن کا سونے کا سٹائل تھا۔

"آپ مجھے ایسے کیوں نہیں سلاتے اب؟"

شرجینا نے چہرہ اٹھاتے ہوئے اسے پوچھا، تو عالم سرد سانس خارج کرنے لگا۔ اب وہ اپنی اس چھوٹی سی بیوی کو کیسے سمجھاتا کہ وہ اکتیس سالہ جوان مرد اس کے نزدیک آکر بے قرار ہونے لگتا ہے؟ اسی لیے نکاح کے بعد سے وہ اس سے زیادہ دور رہنے لگا تھا، کیونکہ وہ شرجینا کے بیس سال ہونے کے بعد ہی رخصتی کا ارادہ کیے ہوئے تھا.

عالم شاہ کے سینے پر سر رکھتے ہی وہ نیند کی آغوش میں چلی گئی تھی۔ اس کی ہلکی سانسوں کو اپنے سینے پر محسوس کرتے ہوئے، وہ کروٹ بدل کر اس کی گردن میں چہرہ چھپا گیا۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ عالم شاہ کے جذبات زور پکڑتے جا رہے تھے، لیکن اسے اپنی اس معصوم سی بیوی پر ترس بھی آتا تھا کہ آخر کو وہ برداشت کر پائے گی یا نہیں۔

نامحسوس انداز میں شرجینا کی ملائم گردن پر ہونٹ رکھتے ہوئے عالم نے اس کی جان لیوا خوشبو کو اپنے اندر اتارتے ہوئے گہرا سانس لیا۔

"عالم جاں... جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی تم مجھ جیسے مضبوط مرد کو بہکانے لگی ہو... اب بتاؤ میں کیا کروں؟ کیسے تمہارے اس ناسمجھ ذہن کو سمجھاؤں کہ تم سے دور رہنا میری مجبوری ہے؟ جس دن تم میرے جذبات کو سمجھنے کے قابل ہو جاؤ گی، اس دن تم مجھے اپنی اس چھوٹی سی انگلی سے چھونے سے گریز کرو گی۔"

عالم شاہ اس کی چھوٹی انگلی کا درد یاد کر کے ہنسا اور اس کے ہاتھ کی چھوٹی انگلی پر لب رکھ دیا۔ اس کے چھوٹے سے گلابی ہاتھ کو چومتے ہوئے وہ ایک دم سے اس سے دور ہو گیا۔

"شب خیر، عالم جاں..."

آخری دفعہ اس کے ماتھے کو چوم کر، عالم نے اس کے اوپر کمبل درست کیا اور کمرے سے نکل آیا۔

کمرے سے نکل کر عالم نے لاونج میں نظر دوڑائی، جو اس وقت خالی نظر آ رہا تھا۔ یقیناً سب اپنے کمروں میں چلے گئے تھے۔ کالے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے، جیب سے سگریٹ نکال کر جلاتے ہوئے عالم شاہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ شرجینا شاہ کا کمرہ، عالم شاہ اور ہاشم شاہ کے کمروں کے درمیان میں تھا۔

دوسری طرف باقی سب ینگ پارٹی کے کمرے لائن وائز تھے، جن میں مالا شاہ اور مائرہ شاہ کے کمرے بلکل ساتھ ساتھ تھے۔ ان کے ساتھ ہی حابیل شاہ کا کمرہ تھا۔ حابیل شاہ، مالا، اور مائرہ شاہ کے کمرے ہاشم شاہ اور عالم شاہ کے اپوزٹ سائیڈ پر تھے، اور تھوڑا سا آگے گزر کر ان تینوں "جہنمیوں" کے کمرے ایک ساتھ تھے۔

کمروں کی اس ترتیب کی وجہ سے زیام شاہ کا کہنا تھا کہ وہ حویلی نہیں بلکہ ہوسٹل میں رہتے ہیں، جبکہ یہ ترتیب ہاشم شاہ نے ان پر نظر رکھنے کے لیے بنائی تھی۔

حابیل اپنے کمرے میں داخل ہوا تو کمرے کو اندھیرے میں ڈوبا دیکھ کر حیران ہو گیا۔اس نے آگے بڑھ کر لائٹ آن کی، تو اس کی نئی نویلی بیوی اپنی سیاہ چادر اوڑھے صوفے پر سکڑی سمٹی لیٹی ہوئی تھی۔

اب پتہ نہیں وہ سو گئی تھی یا سونے کی ایکٹنگ کر رہی تھی، حابیل شاہ سمجھ نہیں سکا۔۔۔صوفے کو ایک نظر دیکھ کر وہ چلتا ہوا ڈریسنگ مرر کے سامنے آیا۔ گرے ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں وہ حسین ترین تیس سالہ مرد تھا۔

اتنا خوبصورت ہوں، پھر یہ شاہی سواری اتنے نخرے کیوں دکھا رہی تھی؟

خود کو مرر میں دیکھتے ہوئے حابیل شاہ اپنی تعریف کرتا صوفے کو گھورتی نظر ڈال گیا، جبکہ چادر تلے اربیلا خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔

جوتا اتار کر گھڑی کی طرف وقت دیکھتے ہوئے حابیل نے اپنی گھڑی اتار کر ٹیبل پر رکھی اور ساتھ ہی جیب سے والٹ اور موبائل بھی نکال کر رکھ دیا۔ چونکہ پورے کمرے کے فرش پر گرے رنگ کا نرم و ملائم قالین بچھایا گیا تھا، اس لیے حابیل شاہ نے پیروں کو جوتے سے آزاد کر دیا تھا۔ پورا کمرہ گرے رنگ سے ڈیزائن کیا گیا تھا۔ حویلی کے سب کمرے ہاشم شاہ نے سب کی آنکھوں کے رنگ کے مطابق تیار کروائے تھے۔ حابیل شاہ کا کمرہ سموک گرے رنگ میں ڈیزائن کیا گیا تھا، اس کے برعکس ارمان شاہ کا کمرہ ڈارک گرے رنگ میں تھا۔

گردن کو دائیں بائیں جھٹکا دیتے حابیل چلتا ہوا صوفے کے قریب آیا۔

صوفے پر براجمان وجود کو کانپتے دیکھ کر وہ استہزایہ انداز میں مسکرا دیا۔اگلے ہی پل، اس نے ایک جھٹکے میں اس کی چادر اتار کے پرے پھینکی تو اربیلا ڈر کے مارے چہرہ چھپاتے ہوئے ہولے سے چیخ اٹھی۔اربیلا کو ڈر سے اپنا چہرہ چھپاتے دیکھ کر حابیل ایک لمحے کے لیے ٹھٹک گیا تھا۔

کیا وہ اس سے ڈر رہی تھی؟ ذہن میں سوچتے ہوئے وہ گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا تو اربیلا ڈرتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا، ایسے کیوں ڈر رہی ہو؟" حابیل شاہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تو اربیلا خود پر قابو پاتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ گھٹنوں کو چہرے سے ٹکاتے ہوئے وہ پیچھے کو کھسکنے لگی تو حابیل اس کے عجیب رویے پر الجھ سا گیا۔

وہ بالکل اس سے ایسے ڈر رہی تھی جیسے وہ اسے مارنے والا ہو۔اچانک حابیل کے ذہن میں جھماکا ہوا تو وہ کھڑا ہو گیا تھا۔

"یہاں کیوں لیٹی ہوئی ہو؟" حابیل شاہ نے سنجیدگی سے پوچھا تو بدلے میں اربیلا شاہ اپنی سرخ وائلٹ آنکھوں سے اسے گھورنے لگی۔

"وہاں پر سیلاب آ گیا تھا، جو تم خود کو بچانے کے لیے اس کنارے پر آ گئی تھی۔۔۔" اربیلا کو خاموش دیکھ کر حابیل جہازی سائز بیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طنزیہ انداز میں بولا تو اربیلا خاموشی سے چادر اٹھا کر خود پر اوڑھ کر بول اٹھی تھی۔

"اور مجھے کہاں ہونا چاہیے تھا، حابیل شاہ؟ کیونکہ میں آپ کی محبوب بیوی تو ہوں نہیں کہ کسی وہم میں مبتلا ہو کر آپ کے پہلو میں سونے کا سوچوں۔۔۔"

سپاٹ چہرے کے ساتھ، وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں ابرو اچکاتے ہوئے بولی تو حابیل شاہ اسے پہلے والے انداز میں آتے دیکھ کر امپریس ہو گیا تھا۔

"بیوی جیسی بھی ہو، وہ شوہر کے پہلو میں سوتے ہوئے ہی اچھی لگتی ہے، ایسے انسان فرشتوں کی لعنتوں سے بھی بچا رہتا ہے۔۔۔"

حابیل شاہ اس کے اوپر جھکتے ہوئے، اس کی خوبصورت آنکھوں میں اپنی سرمئی آنکھیں گاڑتا ہوا ترکی بہ ترکی بولا تو اربیلا غصے سے مٹھیاں بھینچ کر خود پر ضبط کرنے لگی تھی

"تم ایسے کیوں بی ہیو کر رہی ہو، جیسے ہم پہلی بار کسی مال میں ٹکرا رہے ہیں؟ یہ میٹھا لہجہ اتنا اجنبی کیوں بنایا ہوا ہے، زوجہ محترمہ؟"

حابیل شاہ اس کے چہرے پر اپنی گرم سانسیں چھوڑتے ہوئے استفسار کرنے لگا تو اربیلا اس کی گہری نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے بے اختیار پیچھے کو کھسک گئی۔

"مجھے آپ کے اتنا میٹھا بننے کی وجہ سمجھ نہیں آ رہی، حالانکہ آپ مجھے سو مردوں کے جرگے میں ونی کر کے لائے ہیں۔۔۔"

اربیلا استہزایہ انداز میں آنکھوں کی نمی چھپاتے ہوئے جواب میں بولی تھی، جبکہ حابیل تو اس کی آنکھوں کے انوکھے رنگ میں ڈوب سا چکا تھا۔ سرخ وائلٹ آنکھوں میں نمی کی چمک، ایک مضبوط مرد کو پوری ہستی سمیت ہلا گئی تھی۔

بے اختیار حابیل شاہ کو وہ لمحہ یاد آیا جب وہ اس کی گاڑی سے ٹکرا کر ڈر کے مارے وہاں سے بھاگنے لگی تھی، لیکن حابیل کے بروقت اس کی کلائی پکڑنے پر اس کی آنکھوں میں جہاں انتہا کا خوف ابھرا تھا، وہیں اس کی آنکھیں پل میں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔

"زوجہ محترمہ، آپ بار بار کیوں بھول جاتی ہیں کہ میں آپ کو ونی نہیں، نکاح کر کے لایا ہوں، ہاں وہ بھی سو مردوں کے سامنے..."

حابیل شاہ نے بھاری آواز میں اس کے خوبصورت نقوش کو دیکھتے ہوئے اس کی اصلاح کی تو اربیلا بے زاری سے اپنی آنکھیں گھما گئی تھی۔ اس کے آنکھیں گھمانے کی ادا پر حابیل شاہ کے ہونٹوں پر بھرپور مسکراہٹ ابھری تھی۔

"یہ اچھا بننے کا ناٹک پھر کر لیجیے گا، لیکن برائے مہربانی مجھے ابھی سونے دیں... ہو سکتا ہے صبح اٹھ کر آپ اپنے اصلی روپ میں آجائیں اور مجھے ملازمہ بنا ہی لیں۔"

اربیلا بے زاری سے کہتے ہوئے پھر لیٹنے لگی تو حابیل سرد سانس خارج کرتا ہوا دوبارہ اس کی چادر پکڑ کر دور پھینک گیا، جس پر بے اختیار اربیلا نے شرم سے دوچار ہوتے آنکھیں پھیلالی تھیں۔

"تمہاری یہ بنا سر پیر والی باتیں میرے سر کے اوپر سے گزر رہی ہیں، بیلا۔اس لیے شرافت سے اٹھ کر بیڈ پر چلو، مجھے صبح وقت پر آفس بھی جانا ہے۔"

حابیل نے سنجیدہ انداز میں پھر اپنی بات دہرائی تھی۔

"میرا نام بیلا نہیں، اربیلا شاہ ہے..." حابیل کے خود کو 'بیلا' بلانے پر اس کا دل جہاں ایک دم دھڑکا، وہیں وہ خود کو کمپوز کرتے ہوئے اسے ٹوک گئی۔

"باقیوں کے لیے تم ہوگی 'اربیلا' یا 'تربیلا'، لیکن آج سے حابیل شاہ کے لیے تم 'بیلا' ہو...اب تم خود یہاں سے اٹھ رہی ہو یا پھر تمہارے اس نازک سراپے کا وزن میں محسوس کرلوں؟"

اسکے ٹوکنے پر حابیل اس کی آنکھوں میں اپنی سرمئی آنکھیں گاڑتے ہوئے دوٹوک بولا تو اربیلا اس ڈھیٹ انسان کو دیکھتی رہ گئی تھی۔

"کمرے کی لائٹ آف ہونے تک اگر تم مجھے میرے پہلو میں لیٹی ہوئی محسوس نہ ہوئیں تو انجام کی ذمہ دار تم خود ہوگی۔"

اربیلا کے ضبط سے سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے حابیل لائٹ آف کرنے کی طرف بڑھا تھا۔لائٹ آف کرنے سے پہلے حابیل کو وہ پہلے والی پوزیشن میں صوفے پر ہی بیٹھی نظر آئی تھی۔حابیل لائٹ آف کر کے کچھ سیکنڈ رک کر بیڈ پر لیٹا تو ٹھیک ایک منٹ بعد بیڈ کے دوسرے کنارے پر اسے ہلچل سی محسوس ہوئی تھی، جس کو محسوس کرتے ہوئے حابیل شاہ نے سکون سے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کرلیں تھیں

صبح چھ بجے عالم شاہ شرجینا کے کمرے میں داخل ہوا، جہاں وہ ابھی تک کمبل میں دبکی سکون سے سو رہی تھی۔

عالم اے سی کو سلو کر کے بیڈ کے کنارے پر بیٹھ کر اسے جگانے لگا تھا۔ وہ رات والی ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں ہی تھا۔ فجر کی نماز پڑھ کر وہ جم سے فارغ ہو کر اسے جگانے آیا تھا۔ اس وقت تقریباً سب ہی جاگ چکے تھے، سوائے شرجینا شاہ کو چھوڑ کر۔۔۔

حویلی میں سب وقت پر اٹھنے والے تھے۔ ہاشم شاہ نے شروع سے ہی ان کو صبح سویرے اٹھنے کی عادت ڈالی ہوئی تھی۔ لیکن ان وقت سے اٹھنے والوں میں شرجینا شاہ کا نام کہیں بھی نہیں تھا۔

"جیا... میرا بچہ اٹھ جائے، کالج جانے کا وقت ہو گیا ہے نا..."

عالم نے پیار سے اس کے بال سنوارتے ہوئے اسے جگانا چاہا تو وہ کسما کر کمبل کے اندر چھپ گئی۔ اسے چھپتے دیکھ کر عالم شاہ نے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا

بے شک، اس کی بیوی کو اٹھانا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ اسی لیے آخری حربہ استعمال کرتے ہوئے اسے بازوؤں میں اٹھا کر وہ باہر کی جانب بڑھ چکا تھا۔

اس کے سوئے ہوئے وجود کو گود میں اٹھائے وہ حویلی کے نچلے لاونج میں آیا، جہاں اس وقت سب ہی اپنی اپنی تیاری میں مصروف تھے۔

"یہ آٹے کی بوری ابھی تک اٹھی نہیں؟" زیام جوس پیتے ہوئے عالم کے قریب آیا، جو شرجینا کے سوئے وجود کو گود میں لیے اب صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

"جانتے تو ہو کہ وہ آسانی سے اٹھتی نہیں ہے..."

عالم اسے جواب دے کر شرجینا کے چہرے کو ہلاتے ہوئے اسے جگانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

"بھائی، آپ سے یہ اٹھ ہی نہ جائے، ایسا کریں، آپ جا کر تیار ہوں، ہم اسے اٹھاتے ہیں..."

ارمغان شاہ بھی ان کو دیکھ کر اس طرف آتے ہوئے بولا تو عالم ان دونوں کو دیکھ گیا، جو شکل میں بالکل ایک جیسے تھے، لیکن کرتوتوں میں ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔

"خبردار اگر تم دونوں نے صبح صبح میری بیوی کو تنگ کیا تو، اسے پیار سے اٹھاؤ، میں تب تک ریڈی ہو کر آتا ہوں۔"

عالم شاہ وقت دیکھتے ہوئے ان کو تنبیہ کرنے والی نظروں سے بولا تو وہ دونوں شرافت سے سر ہلا گئے تھے۔

زیام شاہ اور ارمغان چونکہ دونوں جڑواں تھے، اس لیے ان کی صورتیں تو بالکل ایک جیسی تھیں، لیکن وہ دونوں ناک میں دم کرنے میں بھی ایک دوسرے کے برابر تھے۔ ارمغان شاہ چونکہ غصیلا تھا، لیکن اس کی شیطانی طبیعت اپنے جڑواں بھائی جیسی ہی تھی، اور اس شیطانی طبیعت کو سب سے زیادہ شرجینا شاہ نے بھگتا تھا۔ کہنے کو شرجینا شاہ ان کی اکلوتی اور چھوٹی بہن تھی، لیکن ان تینوں کا آپس کا رشتہ بالکل بھی سادہ نہیں

تھا۔ بھائی ہونے کے ناطے وہ دونوں شرجینا کو پیار کم اور تنگ کرنا زیادہ ضروری سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے عالم شاہ اور ہاشم شاہ دونوں ہی شرجینا کو ان دونوں "گدھوں" سے دور رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔

عالم کے جاتے ہی، ان دونوں نے پورے لاؤنج میں نظر گھما کر دیکھا، جہاں سب اپنے کام میں کافی مصروف نظر آرہے تھے۔ زیام نے ارمغان کو اشارہ کرتے ہوئے پانی لانے کا کہا تو وہ تیزی سے جا کر ٹیبل سے پانی والا جگ اٹھا کر لے آیا تھا۔

سب سے پہلے زیام نے شرجینا کی چھوٹی سی ناک دباتے ہوئے اس کی سانس روکی تھی۔ زیام کے ناک دبانے کی وجہ سے جب شرجینا سانس لیتی تو آواز سنائی دینے لگتی تھی۔ اس آواز کو سنتے ہی وہ دونوں اپنی ہنسی ضبط کر گئے تھے۔

زیام نے اس کی ناک چھوڑی تو ارمغان اس کے لب وا کر اس کے منہ میں پانی ڈالنے لگا، جس کی وجہ سے اب سانس لینے پر غراروں کی آواز آنے لگی تھی۔ اس آواز پر ہنسی کے زور سے ان دونوں کے چہرے سرخ ہو چکے تھے۔ شرجینا چونکہ گہری نیند میں تھی، اس لیے ان دونوں کے ہتھے چڑھی ہوئی تھی، ورنہ جاگنے کی صورت میں وہ چیختے ہوئے عالم یا ہاشم کو بلا لیتی۔

غراروں کی آوازیں سنتے ہوئے زیام نے ٹیبل سے ٹشو اٹھا کر فیس ماسک کی صورت میں شرجینا کے چہرے پر رکھنا شروع کیا، تو ارمغان ہاتھ گیلا کر کے ٹشو کو بھگونے لگا۔ ایک منٹ کے بعد، شرجینا کے چہرے پر سکن کیئر والا ماسک چسپاں نظر آرہا تھا۔

"پوری سوئی ہوئی گلابی میت لگ رہی ہے..."

زیام اس کے پنک نائٹ سوٹ کو دیکھ کر سرگوشی میں بولا تو ارمغان کا قہقہ چھوٹا، جسے وہ جلدی سے کنٹرول کر گیا تھا۔ زیام نے آنکھیں گھما کر مزید کوئی ہتھیار تلاش کرنا چاہا، تو ٹیبل پر انگور کے گچھے دیکھ کر اس کی سیاہ آنکھیں چمک اٹھیں۔

جلدی سے آگے بڑھ کر، وہ انگور اٹھا کر واپس آیا اور شرجینا کے بال کھول کر پھیلاتے ہوئے، ایک گچھا اٹھا کر سائیڈ سے انگور اتار کر کھانے لگا، جبکہ باقی گچھے کو اس کے کان پر سیٹ کر دیا اور گچھے کی ڈنڈی بالوں میں پھنسا دی۔ اس کی دیکھا دیکھی، ارمغان نے بھی شرجینا کے دوسرے کان میں "زیور" پہنا دیا تھا۔

شرجینا کی مکمل لک دیکھ کر وہ شیطانی مسکراہٹ سے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار رہے تھے۔ کہ تبھی حابیل شاہ جو سیڑھیاں اتر رہا تھا، ان دونوں پر نظر پڑتے ہی اسے خطرے کی بو آگئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ تیزی سے نیچے کی طرف بڑھتا، وہ دونوں شیطان شرجینا کے ایک ایک بازو پر زور سے دانت گاڑ کر وہاں سے بھاگ نکلے تھے۔ ان کے کاٹنے پر پوری حویلی میں شرجینا کی دل خراش چیخ گونجی تو ہاشم شاہ اور عالم شاہ چونک کر اپنے اپنے کمروں سے بھاگ کر نکلے تھے۔

حابیل بھاگ کر شرجینا کے پاس آیا جو اونچی آواز میں رونے لگی تھی۔

"بھیا۔۔" حابیل کو دیکھتے ہی وہ اور زور سے رونے لگی، تو حابیل اس کی حالت دیکھ کر اپنی جگہ پر ٹھٹک گیا تھا۔ اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے وہ جلدی سے اس کے پاس بیٹھا۔ شر جینا کے چیخنے کی آواز سن کر باقی سب بھی فکر مندی سے لاؤنج میں جمع ہو گئے تھے۔

"کتوں نے کہاں کاٹا؟" حابیل نے پیار سے پوچھا تو وہ روتے ہوئے اپنے دونوں بازو دکھانے لگی، جہاں دانتوں کے واضح نشان تھے۔

"سالے کمینے، انہیں ہاتھ لگنے دو ذرا میرے!" حابیل اس کے نشانوں کو سہلاتے ہوئے بولا تو وہ روتے ہوئے اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔

"کیا ہوا اسے؟" عالم نے وہاں پہنچتے ہی پوچھا، جبکہ ہاشم شاہ بھی اسے فکر مندی سے دیکھنے لگا تھا۔

"لاڈو، یہ کیا کیا ہے؟" شر جینا کے مکمل چہرے پر ٹشو اور کانوں میں انگور لٹکے دیکھ کر مائرہ حیرانی سے بولی تھی۔

"عالی!" عالم کو دیکھتے ہی وہ ہچکیاں لیتے ہوئے بازو کھول کر اس کی طرف بڑھی، تو عالم اسے کسی قیمتی چیز کی طرح بازوؤں میں سمیٹ کر حابیل کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

"کس نے کیا اس کے ساتھ ایسا؟" ہاشم نے شر جینا کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے جاننا چاہا، تو حابیل ان سب کے سوالوں کو دیکھ کر سرد آہ بھرنے لگا تھا۔

"جن بے غیرتوں کے حوالے اسے چھوڑا تھا، وہی اسے سوتا دیکھ کر کمینے پن پر اتر آئے تھے۔" حابیل نے ان سب کو ساری بات بتائی، تو ہاشم شاہ کو شدید غصے نے آن گھیرا تھا۔

"کہاں ہیں وہ بے غیرت؟" ہاشم نے بھڑکتے ہوئے پوچھا تو حابیل نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔ "بھلا ایسا ممکن تھا کہ وہ واردات ڈال کر یہاں کھڑے رہتے؟"

ادھر عالم پیار سے اس کے چہرے سے ٹشو ہٹا رہا تھا، جبکہ مائرہ اس کے بالوں میں اٹکے انگور اتار کر سائیڈ پر رکھنے لگی تھی۔ مالا مسکراتے ہوئے شرجینا کو دیکھ رہی تھی، جو واقعی بہت فنی لگ رہی تھی۔

"عالی، یہاں درد ہو رہا ہے۔" شرجینا نے آنسوؤں بھری آنکھوں سے عالم کو اپنے بازو دکھائے، تو ان پر دانتوں کے نشان دیکھ کر وہ حیران رہ گیا تھا۔

"یہاں کیا ہوا ہے؟" عالم نے اس کے سفید و نازک بازو کو پکڑتے ہوئے پوچھا، تو ہاشم شاہ بھی متوجہ ہوا تھا۔

"سالے اس کو کاٹ کے گئے ہیں!" حابیل نے پھر اس کے بازو پر ہونٹ رکھتے ہوئے بتایا تو دونوں ہی بھونچکا کر رہ گئے۔

"کوئی حد سے زیادہ کمینی اولاد ہمارے گھر میں پیدا ہو گئی ہے!" ہاشم شاہ کو بار بار غصہ چڑھ رہا تھا، جبکہ عالم کو اپنے آپ پر افسوس ہو رہا تھا کہ وہ اسے ان بے غیرتوں کے پاس چھوڑ کر ہی کیوں گیا۔ کیونکہ تھوڑی ہی دیر میں وہ اس کا کیا حال کر چکے تھے۔

"چپ میری جان، ان کو گھر آنے دو، میں ان کی خبر لیتا ہوں۔" شرجینا کے آنسوؤں پر تڑپتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسے سینے سے لگایا، تو شرجینا نے عالم کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"آپ سب جا کر آفس کے لیے جا کر تیار ہو جائیں، ہم لاڈو کو تیار کر کے لاتے ہیں۔" مالا نے اپنی میٹھی آواز میں سب کو کہا تھا۔ حابیل تو اس وقت پوری طرح تیار ہو کر نیچے آیا تھا، لیکن ہاشم شاہ اور عالم شاہ کی تیاری ابھی کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔

"میرا بچہ آپی سے تیار ہو جائے گا یا میں خود تیار کروں؟" عالم نے محبت سے اس کے ماتھے کو چومتے ہوئے پوچھا، تو شرجینا نے انگلی سے اپنی دونوں بہنوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔ جیا کے اشارے پر عالم نے مسکراتے ہوئے اسے نیچے اتارا، اور مائرہ شاہ اور مالا اس کا ایک ایک ہاتھ تھام کر اسے تیار کرنے کے لیے کمرے کی طرف لے گئیں تھیں۔

ان تینوں کے جاتے ہی وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

"یہ کمینہ جو رات کو ہمیں رنڈوا بنانے پر تلا ہوا تھا نا، اس کو آج میں رنڈوا کروں گا!" ہاشم شاہ دانت پیستے ہوئے بولا، تو عالم شاہ چونک گیا تھا۔

عالم کے چونکنے پر حابیل نے ہنستے ہوئے اسے کل رات والی ساری بات بتائی، جس پر عالم قہقہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔

"ویسے بڑی بات تو اس نے ٹھیک ہی کی تھی۔ آخر آپ کب اپنے ہاتھ پیلے کریں گے؟ اور ہمیں بھی ماں جیسی چچی ملے گی!" عالم نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا، تو ہاشم شاہ نے اپنی سبز آنکھوں سے اسے گھوری ڈالی تھی۔

"ویسے عالی، تجھے نہیں لگتا کہ ہمارے بڑی کو کوئی حسینہ ملنا مشکل ہے؟ کیونکہ جب کسی لڑکی کو پتا چلے گا کہ یہ موصوف چچا کے عہدے پر فائز ہیں اور ان کے دو بڑے بھتیجے بالکل ان کی عمر کے ہیں، تو میرے خیال میں کوئی بھی لڑکی ہاں نہیں کرے گی۔ بلکہ انہیں کسی بزرگ خاتون کا ہی ساتھ سہارا لینا ہو گا۔" حابیل نے اپنی سرمئی آنکھوں میں شرارت بھرتے ہوئے بولا، تو ہاشم شاہ نے غصے سے پانی کا جگ اٹھا کر اس پر الٹ دیا تھا۔

"چاچو! یار، کیا کرتے ہیں؟ میں ابھی تیار ہو کر آیا تھا!" قابیل جھنجھلا کر بول گیا تھا۔

"جا دفع ہو جا کر پھر تیار ہو، بڑا آیا مجھے کوئی بزرگ خاتون دینے والا!" ہاشم شاہ نے اسے مکہ رسید کرتے ہوئے جواب دیا، تو عالم شاہ زور سے ہنس دیا۔

"جب تجھے پتا ہے کہ ہمارے چچا موصوف اپنی آئندہ شریک حیات کے لیے بہت حساس ہیں، تو پھر فضول باتیں کیوں کرتا ہے؟" عالم نے حابیل کی حالت پر افسوس کرتے ہوئے کہا تھا۔ جس پر حابیل منہ بگاڑ کر بیٹھ گیا تھا۔

"آج میں پورا دن ان کو چاچو کہہ کر ٹارچر کرنے والا ہوں، دیکھنا!" حابیل بچوں کی طرح بولتا ہوا اٹھ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ چکا تھا۔

"تو مجھے چاچو بلا کر دکھائی، میں بھی کہہ دوں گا کہ یہ جھوٹی رشتہ داری نکال کر مجھے اغوا کرنے کی نیت سے آیا ہے!" ہاشم نے پیچھے سے بلند آواز میں جواب دیا تو عالم مزے سے قہقہہ لگانے لگا تھا۔ حابیل کے جانے پر وہ دونوں بھی اٹھ کر تیار ہونے جا چکے تھے۔

روقاش آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر تیار ہو رہی تھی۔ بلیک رنگ کے سادہ کاٹن کے سوٹ میں، بلیک گھنگریالے بالوں کی لوز پونی بنائے وہ خود کو آئینے میں دیکھنے لگی۔ لیکن پھر کچھ کمی محسوس کرتے ہوئے، اس نے اپنی ہیزل آنکھوں میں کاجل کی لکیر کھینچنی شروع کی تھی۔

کاجل لگانے سے اس کی ہیزل آنکھیں مزید جان لیوا لگنے لگیں تھیں۔ تین رنگوں کا مکسچر لیے یہ آنکھیں دیکھنے والے کو پل بھر میں ہپنوٹائز کر دیتی تھیں۔ روقاش نے کانچ کی لال چوڑیاں اٹھا کر اپنی سفید کلائیوں پر سجائیں، تو ان کی کھنکتی آواز پر مسکرا دی تھی۔

اسی وقت کمرے میں اس کی بھابھی، آسیہ، داخل ہوئیں، جو روقاش کو تیار دیکھ کر جل بھن کر رہ گئیں تھیں۔

"سواری کہاں جا رہی ہے؟" آسیہ بیگم نے تنفر سے بھرے لہجے میں سر تا پیر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا، تو روقاش نے بے زاری سے آنکھیں گھما دیں۔

"سسرال!" روقاش نے پلنگ کے نیچے سے اپنی جوتی نکالتے ہوئے یک لفظی جواب دیا تھا۔

"بی بی! کن خوابوں میں گم ہو؟ تم جیسی لمبی زبان والی لڑکیاں کبھی سسرال کا منہ نہیں دیکھ پاتیں، بڑی آئی سسرال جانے والی!" روقاش کے چمکتے حسن کو دیکھ کر آسیہ بیگم نخوت سے بولیں۔ تو روقاش، جو اپنی چادر اٹھا رہی تھی، اپنی بھابھی کے الفاظ پر تھم کر بے ساختہ ان کی طرف مڑی۔ وہ قد میں کافی اونچی تھی، جبکہ آسیہ بھابھی کا قد درمیانہ تھا۔ روقاش کے اونچے قد کو دیکھتے ہوئے آسیہ نفرت سے سر جھٹک گئیں تھیں۔

"آپ بھی تو اتنے سالوں سے سسرال میں بیٹھی ہیں نا، پھر مجھے بھی سسرال کی امید رکھنی چاہیے، شاید!" روقاش نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا، جس پر آسیہ بیگم کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ ہو چکا تھا۔

"تم۔۔۔!" آسیہ بیگم انگلی اٹھا کر پورے غصے سے کچھ کہنے لگیں، تو روقاش انہیں خاموش کروا گئی تھی۔

"شش۔۔۔ شش۔۔۔ میرا نام روقاش ہے۔ بہتر ہے آپ مجھے اسی نام سے بلایا کریں!" روقاش نے آسیہ بیگم کو خاموش کراتے ہوئے کہا۔ تو آسیہ بیگم کا دل بے اختیار چاہا کہ اس کا خوبصورت چہرہ بگاڑ دیں، مگر روقاش ان پر آخری نظر ڈال کر چادر اوڑھتے ہوئے کمرے سے نکل گئی تھی۔

کمرے سے باہر نکلی تو اس کی نظر اپنے بڑے بھائی، ارحم ارید، پر پڑی، جو اسے دیکھتے ہی نظریں چرا گیا تھا۔ روقاش نے ان پر ایک آخری چبھتی ہوئی نظر ڈالی اور گھر کا دروازہ پار کر گئی۔

کمرے سے باہر نکلی تو اس کی نظر اپنے بڑے بھائی، ارحم ارید، پر پڑی، جو اسے دیکھتے ہی نظریں چرا گئے تھے۔ روقاش نے ان پر ایک آخری چبھتی ہوئی نظر ڈالی اور گھر کا دروازہ پار کر گئی۔

یہ ایک چھوٹا سا مڈل کلاس گھر تھا۔ارید صاحب کی محلے میں ہی کریانے کی ایک چھوٹی سی دکان تھی۔گھر اور دکان چونکہ ذاتی تھے،اس لیے ان کا گزر بسر اچھا ہو رہا تھا۔ارید بھٹی نہایت شفیق اور فرشتہ صفت انسان تھے۔شادی کے فوری بعد جب خدا نے انہیں ارحم کی صورت میں بیٹا عطا کیا تو وہ خدا کا پہلے سے بھی زیادہ شکر ادا کرنے لگے تھے۔

اریڈ بھٹی کی بیوی، شگفتہ بیگم، بھی اپنے شوہر کی طرح نرم دل انسان تھیں۔دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کی سنگت میں ایک خوبصورت زندگی گزار رہے تھے۔ارحم کی صورت میں جب انہیں پہلی اولاد ہوئی تو ان دونوں کو اپنی زندگی مکمل سی لگنے لگی تھی۔ارحم کے پیدا ہونے کے بعد،جب کافی سالوں تک انہیں دوبارہ اولاد کی خوش خبری نہ ملی، تو انہوں نے اسے خدا کی رضا سمجھ کر ارحم کے وجود میں اپنی خوشیاں ڈھونڈ لیں تھیں۔

لیکن جب ارحم سترہ سال کا ہوا تو شگفتہ بیگم کو ایک بار پھر ماں بننے کی نوید ملی، جس پر وہ دونوں میاں بیوی خدا کی اس رحمت پر حیران ہو گئے۔چونکہ ارید صاحب اور شگفتہ بیگم کی شادی چھوٹی عمر میں ہی ہو گئی تھی،اس لحاظ سے ارحم کے سترہ سال ہونے کے باوجود میاں بیوی ابھی جوان تھے۔تاہم، شگفتہ بیگم دوسری بار ماں بننے کی خبر سن کر پریشان ہو گئیں، کیونکہ وہ ایک جوان بیٹے کی ماں ہونے کے ناطے ارحم کے رویے کے بارے میں فکر مند تھیں۔لیکن ارید بھٹی نے انہیں بے فکر رہنے کا کہا تھا۔

ارید بھٹی تو دعاؤں میں خدا سے اپنے لیے بیٹی مانگنے لگے تھے، کیونکہ بیٹی کو خدا کی رحمت کہا گیا ہے۔ اسی لیے ان کے دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہو گئی کہ خدا انہیں اپنی رحمت سے نوازے تاکہ وہ بھی خوش قسمت لوگوں میں شمار ہو سکیں۔ وقت کا کام تھا گزرنا اور وہ گزرتا چلا گیا۔ جب ارحم کو اس بارے میں پتا چلا تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ باپ کی طرح اسے بھی بہن کی شدید خواہش ہونے لگی، اور اس نے اپنی ماں کا خاص خیال رکھنا شروع کر دیا۔

پورے نو مہینے، باپ بیٹے نے شگفتہ بیگم کو نازوں میں رکھا، جس پر وہ خدا کا شکر ادا کرتے نہیں تھکتی تھیں۔ وہ دن بھی آیا جب ان کے آنگن میں ایک نہایت خوبصورت پری نے آنکھیں کھولیں تو ارحم اور ارید صاحب کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو چمک اٹھے۔

روقاش ہو بہو اپنی ماں کا پرتو تھی۔ اس کی ہیزل آنکھیں اور سیاہ گھنگریالے بال دیکھ کر ارید صاحب ہنس دیے تھے، کیونکہ شگفتہ بیگم کو اپنے گھنگریالے بال کبھی پسند نہیں تھے۔ لیکن جب انہوں نے اپنی ننھی پری کے بال بھی ویسے دیکھے تو جہاں ارید صاحب ہنسے، وہیں شگفتہ بیگم نروٹھے پن سے منہ بنا گئیں۔ وہ ننھی بچی اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے انہیں ٹکر ٹکر دیکھتی تھی تو وہ اس پر صدقے واری ہونے لگتے تھے۔

ارحم کے لیے تو جیسے خوبصورت سی گڑیا مل گئی تھی۔ سارا دن وہ اپنی ننھی بہن کو سینے سے لگائے پھرتا۔ لیکن خوشیوں کا وقت جلد ہی گزر گیا، اور ایک رات وہ آئی جب اس چھوٹے سے گھر کی قسمت یکدم پلٹ گئی۔

روقاش جب دو سال کی ہوئی تو ایک رات شگفتہ بیگم سیڑھیوں سے گر گئیں۔ انہیں ہسپتال لے جایا گیا تو پتہ چلا کہ وہ ٹانگ سے معذور ہو گئیں ہیں۔ یہ خبر ارید صاحب اور ارحم کے لیے قیامت بن کر ٹوٹی۔ شگفتہ بیگم کچھ وقت بعد گھر واپس آئیں تو بستر سے لگ گئیں۔ گھر کے حالات دیکھتے ہوئے، ارید صاحب نے ارحم کی شادی کا سوچا کیونکہ روقاش ابھی کافی چھوٹی تھی اور گھر کو بھی مکمل توجہ کی ضرورت تھی۔

جلد ہی ارحم کا رشتہ طے ہوا اور ارید صاحب بغیر کسی جہیز کے اپنی بہو کو گھر لے آئے۔ آسیہ منیر بہو بن کر ان کے آنگن میں اتری تو جیسے اس چھوٹے سے آشیانے پر کالی گھٹا چھا گئی۔ آسیہ ایک معمولی صورت کی مالک تھی، جبکہ ارحم نہایت خوبصورت تھا، کیونکہ اس کے ماں باپ بھی خوبصورت تھے۔

اپنے سسرال والوں کی اتنی خوبصورتی دیکھ کر آسیہ اندر ہی اندر احساس کمتری کا شکار ہونے لگی، اور سب سے زیادہ حسد وہ ننھی روقاش سے کرنے لگی تھی۔ شادی کے پہلے مہینے تک تو آسیہ نے گھر کی ذمہ داریاں نبھائیں، لیکن جب اسے احساس ہوا کہ وہ اس گھر میں صرف اپنی ساس اور چھوٹی نند کی دیکھ بھال کے لیے آئی ہے، تو اس کی نفرت بڑھنے لگی۔ جبکہ ارید صاحب اسے بیٹیوں کی طرح مان دیتے تھے، اور ارحم بھی اسے مکمل عزت و مان دے رہا تھا، لیکن اس سب کے باوجود آسیہ کا دل تنگ پڑنے لگا۔

اسی لیے وہ گھر کی ذمہ داریوں سے جان چھڑانے لگی۔ گھر میں دو وقت کا کھانا بننا بھی مشکل ہو گیا تھا کیونکہ آسیہ صرف اپنی مرضی سے چل رہی تھی۔ صبح جب دل چاہتا وہ لیٹ اٹھتی اور جب چاہتا ناشتہ بنا کر کھا لیتی، مگر باقی لوگوں کو فراموش کرنے لگی تھی۔

ارید صاحب نے جب گھر کے بگڑتے حالات دیکھے تو انہوں نے ارحم کو دکان کی ذمہ داری دے دی اور خود اپنی بیوی اور بیٹی کا خیال رکھنے لگے۔ارحم جب بھی آسیہ کو سمجھانے کی کوشش کرتا، تو گھر میں فساد برپا ہو جاتا، جس کی وجہ سے ارید صاحب نے صاف منع کر دیا کہ وہ اپنی بیوی کو کچھ نہ کہے، چاہے وہ جیسے بھی رہنا چاہے۔

لیکن اس سب میں ارحم کا دل بری طرح کٹنے لگا تھا۔اس نے آسیہ کو طلاق دینے کی کوشش کی تو ارید صاحب نے اسے اپنی قسم سے باندھ دیا۔وہ بالکل نہیں چاہتے تھے کہ اپنی بیٹی اور بیوی کی ذمہ داری کی وجہ سے کسی اور کی بیٹی کو طلاق دی جائے۔اسی لیے گھر میں رہ کر ارید صاحب نے خود شگفتہ بیگم اور روقاش کی دیکھ بھال شروع کر دی تھی۔ شادی کے دو سال تک جب آسیہ کو ماں بننے کی خوشخبری نہ ملی تو وہ فرسٹریشن میں روقاش کو نشانہ بنانے لگی۔ جبکہ شگفتہ بیگم جب اپنے بے بس شوہر کو حالات سے لڑتا دیکھتیں تو ان کا دل خون کے آنسو رونے لگتا تھا۔

شادی کے بعد جتنا وقت ان دونوں میاں بیوی نے ایک ساتھ گزارا، اس سارے عرصے میں وہ ایک دوسرے کے لیے مکمل جہاں تھے۔اگر ارید بھٹی اس چھوٹی سی سلطنت کا بادشاہ تھا تو شگفتہ اس بادشاہ کی رانی تھی۔دونوں نے ہی ایک دوسرے کو اونچا مقام دینے میں کبھی کمی نہیں چھوڑی تھی۔

اسی طرح مزید ایک سال گزر گیا۔ارید صاحب مکمل طور پر چھوٹی سی روقاش اور شگفتہ کی دیکھ بھال میں مصروف تھے۔وہ راتوں کو جاگ جاگ کر اپنی بیٹی کی پرورش کر رہے تھے۔ایک بار سردیوں میں ارید

صاحب بیمار پڑ گئے تو گھر کی ذمہ داریوں کا پھر سے شور اٹھنے لگا۔ اپنے شوہر کی بے بسی شگفتہ کو اندر ہی اندر دیمک کی طرح کھا رہی تھی۔

پھر ایک دن وہ بھی آیا جب دسمبر کی سرد رات میں شگفتہ بیگم کو ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر گئیں۔

شگفتہ بیگم کے یوں اچانک چھوڑ جانے پر ارید صاحب پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے تھے۔ ہمسفر نے منہ موڑا تو ارید صاحب کو دنیا بھی بے رونق لگنے لگی تھی۔ وہ رات ارید صاحب اور ننھی روقاش کے لیے قیامت کی رات تھی، جبکہ ارحم تو بے یقینی کی کیفیت میں جا چکا تھا۔

اس رات ارحم بھٹی کو اچھی اور بری عورت میں فرق سمجھ آیا تھا۔ اس رات اسے اچھے اور برے انسان کی بھی پہچان ہوئی تھی۔ وہ جان گیا تھا کہ اس کی قسمت میں موجود اچھی عورت نہیں ہے جو اس کی زندگی میں آ سکتی تھی۔

اچھی اور بری عورت کی پہچان صرف کردار سے نہیں کی جا سکتی بلکہ یہاں اچھائی اور برائی کا تعلق ظرف سے ہے، اور ظرف دل سے جڑا ہوتا ہے۔ آسیہ منیر کا دل تنگ ہوتا گیا تو اس کا ظرف بھی چھوٹا ہوتا چلا گیا تھا۔ اور جب ظرف چھوٹا ہوا تو وہ بری عورت بن کر رہ گئی۔

شگفتہ بیگم کی تدفین کا وقت آیا تو ارید صاحب نے ان کا خوبصورت چہرہ تھام کر ان کے ماتھے پر بوسہ دیا اور شدت سے روتے چلے گئے تھے۔

یہ ان کی بیوی کی آخری خواہش تھی کہ جب وہ آخری سفر پر روانہ ہوں تو ان کا محبوب شوہر ان کے ماتھے کو چوم کر انہیں رخصت کرے، بالکل ویسے ہی جیسے وہ ہر روز ارید صاحب کو گھر سے رخصت کرتی تھیں۔

ارید صاحب کے دکان پر جانے کا وقت ہوتا تو شگفتہ بیگم انہیں دروازے تک چھوڑنے آتیں اور جب وہ گھر سے نکلنے سے پہلے ایڑھیاں اٹھا کر اپنے شوہر کی کشادہ پیشانی پر بوسہ دیتیں تو ارید صاحب کو لگتا کہ خدا نے ان کی جھولی میں دنیا کی ساری نعمتیں ڈال دی ہوں۔

شگفتہ بیگم کے وجود کو مٹی تلے چھپاتے وقت ارید صاحب کو بے ساختہ وہ الفاظ یاد آئے جو انہوں نے ایک رات پہلے کہے تھے۔

"میں نے ہمیشہ اپنے شوہر کی آسانی بننا چاہا ہے، لیکن عمر کے اس حصے میں جب انہیں اپنی وجہ سے بے بس دیکھتی ہوں تو دل دھڑکنا چھوڑ دیتا ہے۔ اسی لیے میں ہر رات خدا سے دعا کرتی ہوں کہ وہ میرے محبوب شوہر کو میرے بوجھ سے آزاد کر دے۔" شاید خدا نے ان کی دعا سن لی تھی، جو وہ یوں اچانک انہیں دھوکا دے کر جا چکیں تھیں۔

ارید صاحب اپنی پہلی تنہارات میں روقاش کو سینے سے لگا کر روئے تو پورے گھر میں ان کے رونے کی آواز سن کر ارحم بھی اندر سے مٹی کا ڈھیر بن گیا، جبکہ آسیہ کو زیادہ فرق نہیں پڑا تھا۔

مزید تین سال گزر گئے، جب روقاش پانچ سال کی ہو گئی تو ارحم کے گھر میں پہلی بیٹی پیدا ہوئی۔ اس ننھی پری کا نام ارید صاحب نے وریشہ رکھا تو روقاش جھوم اٹھی تھی۔ کیونکہ اس کا نام بھی ارید صاحب نے رکھا

تھا۔ آسیہ اس بات پر شکر گزار تھی کہ اس کی بیٹی شکل و صورت میں اپنے باپ اور دادا پر گئی ہے۔ ہیزل گرین آنکھیں، ڈارک براؤن بالوں والی وہ سرخ و سفید رنگت کی مومی گڑیا لگتی تھی۔

وریشہ کی پیدائش کے بعد ارحم کو امید تھی کہ شاید اب آسیہ میں کوئی تبدیلی آئے، لیکن اس کے برعکس ہوا۔ وریشہ کی پیدائش کے بعد گھر میں روز روز لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ آسیہ بالکل نہیں چاہتی تھی کہ روقاش ذرا بھی وریشہ کے قریب جائے، کیونکہ اس کی نفرت اب بھی ویسی ہی تھی۔

گھر میں بڑھتے جھگڑوں کے باعث ارید صاحب بیمار رہنے لگے تھے۔ شگفتہ بیگم کی موت کے بعد سے ہی ان کی ہمت ٹوٹ چکی تھی۔

جب وریشہ پانچ اور روقاش دس سال کی ہوئی تو آسیہ نے مطالبہ کیا کہ وہ چاہتی ہے ارید صاحب روقاش کو لے کر یہاں سے چلے جائیں۔ زندگی میں پہلی بار اس رات ارحم نے آسیہ پر ہاتھ اٹھا کر اسے جواب دیا تو آسیہ بے یقینی سے اسے دیکھ گئی۔

حالات بگڑتے چلے گئے، یہاں تک کہ ایک رات ارید صاحب خاموشی سے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ لیکن دنیا سے جانے سے پہلے وہ اپنی اکلوتی بیٹی کی سیفٹی کے لیے یہ چھوٹا سا گھر اس کے نام کر گئے تھے۔ ان کی دور اندیشی نے ثابت کر دیا تھا کہ ان کی بیٹی کی زندگی آسان نہیں ہونے والی، اس لیے وہ آخری حد تک کوشش کر گئے کہ روقاش کے باشعور ہونے تک گھر کسی اور کے نام منتقل نہ ہو سکے۔ اسی مجبوری میں آسیہ اس دس سالہ بچی کو برداشت کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

باپ کی موت کے دن ارحم پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔اسے لگا جیسے اس کے والد اسے اس ظلم میں تنہا چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔

آسیہ نے جتنا بھی کوشش کی کہ وریشہ اپنی دس سالہ پھوپھو کے قریب نہ جائے، وریشہ اتنی ہی زیادہ روقاش کی محبت میں گرفتار ہوتی چلی گئی تھی۔وہ دونوں بہنوں اور سہیلیوں کی طرح پروان چڑھیں اور جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی ان کا ایک دوسرے کے بغیر گزارا مشکل ہو گیا۔

"روقاش کو چونکہ پڑھائی کا بہت شوق تھا، اسی لیے ماسٹرز کرنے کے بعد وہ ٹیچنگ کرنے لگی۔شہر کے ایک اچھے اسکول میں وہ وائس پرنسپل کے طور پر کام کر رہی تھی۔رشتوں کی حقیقت جاننے کے بعد وہ بہت جلد اپنا بوجھ خود اٹھا چکی تھی۔

جبکہ وریشہ آج کل پرائیویٹ طور پر پڑھ رہی تھی۔اسے پڑھائی میں زیادہ دلچسپی نہیں تھی، لیکن روقاش اسے زبردستی پڑھا رہی تھی تاکہ وہ کم از کم ماسٹرز تو کرلے۔۔

روقاش سکول پہنچی تو آس پاس نظریں دوڑا کر دھیرے دھیرے چال چلتی ہوئی اسٹاف روم کے اندر داخل ہو گئی، جہاں اسے دیکھ کر باقی ٹیچرز کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔

"لو، آ گئی مہارانی..."روقاش کو دیکھ کر مہوش منہ بگاڑ کر بولی۔

اس کے برعکس روقاش سب کی نظروں کو نظرانداز کرتے ہوئے پورے اعتماد سے چادر اتار کر اسے تہہ کرنے لگی اور اپنے لاکر میں رکھ دی۔ بیگ سے دوپٹہ نکال کر سر پر اوڑھتے ہوئے اسے پن سے سکیور کیا تو ٹیچرز اس کا رنگ روپ دیکھ کر پہلو بدلنے لگیں تھیں۔

وہ یہاں دو سال سے ٹیچنگ کر رہی تھی۔ پہلے کچھ مہینے ایک ٹیچر کے طور پر جاب کرتی رہی، لیکن بعد میں اس کی قابلیت دیکھ کر سکول کے ڈائریکٹر نے اسے وائس پرنسپل بنا دیا تھا، کیونکہ وہ ایک قابل اور بااعتماد ٹیچر تھی۔ سب سے بڑھ کر، روقاش کی کمیونیکیشن سکلز بہت اچھی تھیں۔ والدین کو مطمئن کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ اور چونکہ یہ سکول شہر کا جانا مانا سکول تھا، اس لیے پرائیویٹ سکولز کو اپنا نام برقرار رکھنے کے لیے والدین کو مطمئن کرنا سب سے اہم کام ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے روقاش انکے لئے کسی گولڈن آپشن کی طرح تھی۔

ٹیچرز کی ہائرنگ سے لے کر ان کی ٹریننگ تک کی تمام ذمہ داریاں روقاش کے سر پر تھیں۔ وہ اپنے کام کو پوری ایمانداری سے کرنے والی تھی۔ لیکن ان دو سالوں میں سکول میں اس کی کوئی دوست نہیں بن پائی تھی۔ شروع کے دنوں میں جب وہ ایک ٹیچر تھی، تب مہوش علی اس کی دوست بنی تھی کیونکہ دونوں نے ایک ساتھ ہی سکول جوائن کیا تھا۔ لیکن جب روقاش کو وائس پرنسپل بنایا گیا، تو مہوش حسد میں مبتلا ہو کر اس سے نفرت کرنے لگی۔

پر روقاش کو اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا، کیونکہ وہ ایک زندہ دل لڑکی تھی جو اپنے مقام اور مرتبے سے بخوبی واقف تھی۔ یہی وجہ تھی کہ لوگوں کے طنز و نفرت کا اس پر الٹا اثر پڑتا تھا۔

دس سال کی عمر میں جب ارید صاحب اسے چھوڑ کر دنیا سے چلے گئے، تو روقاش کی عمر دس سال کی تھی، لیکن ذہنی طور پر وہ اپنی عمر سے زیادہ بڑی ہو چکی تھی، اور اس کے پیچھے ارید صاحب کا ہاتھ تھا۔ انہوں نے اپنی بیٹی کو وقت سے پہلے مضبوط بنانے کی پوری کوشش کی تھی تاکہ ان کے بعد وہ اپنے حق کے لیے لڑ سکے۔ ارید صاحب کی وفات کے بعد، آسیہ، روقاش کو دو وقت کا کھانا دینے سے بھی تنگ تھی۔

لیکن ننھی سی روقاش اپنی بھابھی کو کنٹرول کرنا بخوبی جان گئی تھی۔ ایک بار جب آسیہ نے اس کے آگے سے کھانا اٹھانا چاہا، تو وہ اپنی بھابھی کا ہاتھ جکڑ کر غرائی تھی:

"بھابھی ہیں تو بھابھی بن کر رہیں، مجھے نند بننے پر مجبور نہ کریں۔ اگر آئندہ یہ حرکت کرنے کی کوشش کی تو میں آپ کو دھکے دے کر اس گھر سے نکال باہر کروں گی۔"

پندرہ سالہ روقاش کی زبان سے یہ دھمکی سن کر آسیہ بیگم کی زبان تالو سے چپک گئی تھی، اور دس سالہ معصوم وریشہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ وریشہ کو ہنستے دیکھ کر روقاش بھی مسکرا دی۔ آسیہ بری طرح پہلو بدلتے ہوئے روقاش پر ایک خونخوار نظر ڈال کر وہاں سے تم تماتے ہوئے نکل گئی، جبکہ روقاش گہری سانس خارج کرتے ہوئے اپنی بھانجی کی طرف متوجہ ہوئی جو اپنی ماں کی بے عزتی پر خاصی خوش نظر آ رہی تھی۔

"میرا بچہ خوشی سے اتنا اچھل کیوں رہا ہے؟" روقاش نے وریشہ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے لاڈ سے پوچھا تو وریشہ پھر کھلکھلا کر روقاش کے گال پر بوسہ دے گئی۔

"پھوپو، آپ روز اماں کو ایشے کیوں نہیں سناتیں؟" وریشہ نے گال پر انگلی رکھتے ہوئے ناک چڑھا کر معصومیت سے پوچھا۔

روقاش اس کی زبان سے "ایسے" کو "ایشے" سن کر ہنسنے لگی۔ اس کی بھانجی کی زبان کافی صاف تھی، لیکن نجانے کیوں وہ 'س' کو 'ش' بولتی تھی۔ ہر لفظ میں جہاں 'س' ہوتا تھا، وہ 'ش' کہہ دیتی تھی، جیسے ابھی وہ "ایسے" کو "ایشے" کہہ کر روقاش کا سارا اسٹریس دور کر گئی تھی۔

"اماں کی بے عزتی پر میرے بچے کو اتنی خوشی کیوں ہو رہی ہے؟" روقاش نے اسے اٹھاتے ہوئے اس کے پیٹ میں گدگدی کی تو وریشہ کھلکھلاتے ہوئے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی۔

"اماں جب آپ کو تنگ کرتی ہیں، تو مجھے بالکل بھی اچھی نہیں لگتیں، اور پھر وہ پیاری بھی تو نہیں ہیں۔ لیکن نخرے ایشے کرتیں ہیں جیسے شنو وائٹ ہوں.." وریشہ نے منہ بنا کر جواب دیا تو روقاش 'شنو وائٹ' کا لفظ سن کر اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے مصنوعی طور پر اسے گھورنے لگی۔

"عشی، بری بات! بچے ایسے نہیں کہتے ہیں..." روقاش نے اس کے بال سنوارتے ہوئے کہا تو وریشہ "ہونہہ" کہہ کر منہ ٹیڑھا کر گئی۔

سب ٹیچرز کی گھورتی نظروں پر روقاش بےزاری سے آنکھیں گھمانے لگی تھی۔

"یہ سالا اپن کو سمجھ نہیں آتا کہ میں کیا نواز شریف ہوں؟ جو مجھے دیکھ کر سب کے منہ کی ڈیزائننگ بدلنے لگتی ہے؟" ٹیچرز کے بگڑے ہوئے چہروں کو دیکھ کر روقاش کوفت سے سوچ گئی۔

"لے، میں کیوں ان بل بتوڑیوں کو سوچ رہی ہوں؟ میں تو وائس پرنسپل ہوں، ابھی ان کی ہوا ٹائیٹ کرتی ہوں!" خود کو اپنا عہدہ یاد دلاتے ہوئے وہ جھوم کر ان کی طرف مڑی تو وہ سب انجان بننے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے اپنے کام میں مصروف نظر آنے لگیں تھیں۔

"مس مہوش، لاسٹ ویک کی نوٹ بکس ابھی تک ان چیکڈ کیوں ہیں؟" مہوش کو مخاطب کرتے ہوئے وہ مغرور چال چلتے ہوئے ان کے سامنے جا کھڑی ہوئی، جبکہ مہوش اپنی جگہ گڑبڑا چکی تھی۔

"میم، وہ میری..." اس اچانک افتاد پر مہوش اپنی بات مکمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی، لیکن روقاش نے انگلی اٹھاتے ہوئے اسے ٹوک دیا۔

"میڈم روقاش... کال می میڈم، ناٹ میم ڈئیر!" روقاش نے سپاٹ چہرے کے ساتھ حکم دیا تو سب اندر ہی اندر جل بھن گئیں۔

"جی، میڈم، میری طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے میں بس چیک نہیں کر پائی..." مہوش نے نظریں چراتے ہوئے جواب دیا تو روقاش نے ابرو اچکاتے ہوئے سب کو گھور کر دیکھا تھا۔

"ہمم... آج کی بریک ٹائمنگ میں آپ اپنا کام مکمل کریں گی!" اسے حکم دیتے ہوئے روقاش نے اپنا بیگ اٹھایا اور سٹاف روم سے باہر نکل گئی، جبکہ پیچھے سب ضبط سے مٹھیاں بھینچتے رہ گئیں تھیں---

----

ناشتہ ختم کر کے شر جینا اپنے کمرے میں بیگ لینے آئی تھی۔ کالج یونیفارم میں سفید دوپٹہ آج کندھے پر لٹکنے کے بجائے سر پر سجا ہوا تھا، اور اس کے پیچھے ایک خاص وجہ تھی۔

بیگ اٹھا کر وہ عالم کے کمرے میں داخل ہوئی، جہاں وہ کلائی پر گھڑی باندھ رہا تھا۔

"عالی، پیسے دیں!" شر جینا نے بیڈ پر بیگ رکھ کر اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے پیسے مانگے تو عالم اس کی چھوٹی سی پھیلی ہوئی گلابی ہتھیلی کو دیکھ کر مسکرا دیا۔ جیب سے والٹ نکال کر عالم نے اسے پانچ سو روپے پکڑائے تو شر جینا کا منہ کھلتا چلا گیا۔۔۔

"آپ نے مجھ سے شادی اس لیے کی تھی کہ آپ مجھے ترسا ترسا کے پیسے دیں؟" شر جینا پانچ سو کے نوٹ کو دیکھ کر منہ چڑاتے ہوئے بولی تو عالم نے اس کی بات سن کر آنکھیں چندھیا دیں تھیں۔

"جیا، مت بھولو میری غیر موجودگی میں تم نے بہت عیاشیاں کی ہیں، اس لیے اب چپ چاپ انہی میں گزارا کرو!" عالم نے مصنوعی غصے سے جواب دیا تو شر جینا ناک چڑھا گئی تھی۔

"آج کے ٹیسٹ کے لیے رشوت بھی دینی ہے، اتنے پیسوں میں تو وہ مجھے اپنا نام ہی دکھائے گی، بس..." پانچ سو کے نوٹ کو گھورتے ہوئے شر جینا دل میں فکر مندی سے سوچ رہی تھی۔

"بیوی پر پیسے خرچ کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، عالی!" شر جینا نے ایک ادا سے کہتے ہوئے ایک اور کوشش کی۔

"عالم جہاں، میں کم رزق میں شکر ادا کر لوں گا، تم بے فکر رہو!" عالم نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اسی کے انداز میں جواب دیا تو شرجینا اسے آخری بار گھوری ڈال کر کمرے سے ہی نکل گئی تھی۔

شرجینا کو کمرے سے نکلتے دیکھ کر عالم نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسکے پیچھے ہوا، تو تب تک شرجینا، ہاشم شاہ کے کمرے میں داخل ہو چکی تھی۔

"چاچو، پیسے دیں!" شرجینا نے ہاشم کے سامنے کھڑے ہو کر آنکھیں اٹھا کر پیسے مانگے تو ہاشم شاہ اپنی لاڈلی کو دوپٹہ اوڑھے دیکھ کر صدقے واری ہو گیا تھا۔

"ہائے! میرا بچہ کتنا پیارا لگ رہا ہے..." شرجینا کا ماتھا چومتے ہوئے ہاشم شاہ خوشی سے بولا تو عالم شاہ نے نفی میں سر ہلا دیا تھا۔ وہ کب سے اپنی بیوی کو دوپٹہ اوڑھے دیکھ رہا تھا، لیکن کچھ پوچھا نہیں کیونکہ جانتا تھا کہ یہ سب وہ اپنے مقصد کے حصول کے لیے کرتی ہے۔ جیسے ابھی وہ ہاشم شاہ سے پیسے نکلوانے والی تھی۔

"چاچو، عالی نے مجھے بس اتنے سے پیسے دیے ہیں۔ اتنے پیسوں میں تو کچھ آتا ہی نہیں! میری کلاس کی لڑکیاں پانچ پانچ ہزار لے کر آتی ہیں..." شرجینا معصومیت سے پانچ سو کا نوٹ ہوا میں لہراتے ہوئے دکھ بھرے انداز میں بولی، تو ہاشم شاہ تڑپتے ہوئے عالم شاہ کو خونخوار نظروں سے گھورنے لگا۔

"گولی مارو اس عالی کالی کو، میں اپنے بچے کو خود پیسے دیتا ہوں!" ہاشم شاہ نے والٹ سے پانچ ہزار نکال کر اسے تھمائے، تو شرجینا کا چہرہ ایک دم سے خوشی سے کھل اٹھا تھا۔

"تھینک یو، چاچو!" شر جینا خوشی سے ہاشم شاہ کو گلے لگا کر کمرے سے باہر بھاگی، تو عالم ناراضگی سے ہاشم کو دیکھ گیا۔۔۔

"یار بڈی، کچھ خدا کا خوف کریں! وہ جان بوجھ کر ایسے منہ بنا کر پیسے نکلواتی ہے، اور آپ نے سچ میں اسے اتنے پیسے دے بھی دیے ہیں!" عالم جھنجلاہٹ سے ہاشم شاہ کی طرف دیکھ کر کہنے لگا تھا۔

"تم نے بھی ایسے ہی منہ بنا کر مجھ سے میری بھتیجی کا رشتہ مانگا تھا، اور جب تیری یہ منحوس شکل دیکھ کر میں نے تجھے اپنی بھتیجی دے دی، تو پھر اس کی پیاری سی صورت پر پانچ ہزار کیا، پانچ کروڑ بھی لٹا سکتا ہوں، ویسے بھی تم سب گدھوں سے کہیں زیادہ میری بھتیجیوں کی صورتیں خوبصورت ہیں، اور مت بھولو کہ میری لاڈو میری فرسٹ ترجیح ہے!"

ہاشم شاہ نے جوتے پہنتے ہوئے ترکی بہ ترکی جواب دیا تھا۔

"آپ نا، سچ میں چاچو کہلانے کے ہی لائق ہیں!" عالم کو جب کوئی اور بات نہ سوجھی تو انہیں چاچو کہنے کا طعنہ دے کر کمرے سے نکل چکا تھا۔

"باسٹرڈ خود ہو گا، سالا چاچو!" ہاشم شاہ نے گرج کر اسے پیچھے سے جواب دیا تھا۔ خود کو چاچو کہلانے سے ہاشم شاہ کو سخت چڑ تھی۔

"سالے کمینے، میرے ساتھ جوان ہو کر میری ہی جوانی خراب کرنے پر تلے ہیں!" خیالوں میں عالم شاہ پر لعنت بھیجتے ہوئے ہاشم شاہ غصے سے مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔

آٹھ بجے تک وہ سب حویلی سے نکل چکے تھے۔ شرجینا کو کالج ڈراپ کر کے عالم شاہ اور ہاشم شاہ اپنی اپنی گاڑیوں میں آفس چلے گئے، جبکہ ان کے ساتھ ہی ارمان شاہ اور حابیل شاہ کی بھی گاڑیاں تھیں۔

صبح نو بجے اربیلا کی آنکھ کھلی تو ہوش کی دنیا میں واپس آتے ہی وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی لیکن اسکے بیڈ کی دوسری سائیڈ اس وقت خالی تھی۔ کمرے میں ہلکا سا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ یقیناً حابیل شاہ نے اسکی نیند کے خیال سے کھڑکیوں سے پردے نہیں ہٹائے تھے۔ پورے کمرے میں نظریں دہرا کر وہ سر تھام کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ جاگتے ہی اسے زوروں کی بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن اس انجان جگہ پر وہ کسی کو کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر وہ آنکھیں بند کر کے بیٹھی تو کل کا دن پھر اسکی بند آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگا تھا۔۔

پنچائیت میں جب انکے خاندان سے ونی کے طور پر لڑکی مانگی گئی تھی۔ تو اسکے پورے خاندان کو ونی کرنے کے لیے صرف اربیلا شاہ نظر آئی تھی۔

اور پھر جب حابیل شاہ نے بھی ونی میں باقاعدہ "باسم شاہ" کی تیسری بیٹی کو مانگا تو اربیلا اپنی قسمت پر آسودگی سے مسکرا دی۔۔۔

وہ چار بہنیں تھیں۔ وارث کے نام پر اسکا ایک چھوٹ بھائی بھی تھا جو کہ سب بہنوں سے چھوٹا تھا۔ اسکی دو بڑی بہنیں جڑواں تھیں۔ شکل و صورت میں وہ ایک جیسی تھیں۔ پہلی اولاد ہونے کی وجہ سے وہ ماں باپ کی لاڈلی بھی تھیں۔

جبکہ اربیلا شاہ ان سے تین سال چھوٹی تھی۔ اربیلا شاہ کے بعد دو جڑواں بہن، بھائی تھے۔ وہ دونوں چھوٹے ہونے کی وجہ سے پیار کے زیادہ حق دار سمجھے جاتے تھے۔ لیکن اربیلا شاہ مڈل چائلڈ تھی۔ اور مڈل چائلڈ ہونے کی وجہ سے اسکا وجود ہمیشہ نظر اندازی کا شکار رہا تھا۔

گھر میں ہر اچھی چیز پر بڑی بہنوں کا حق زیادہ سمجھا جاتا تھا کیونکہ وہ بڑی تھیں۔۔ جبکہ اسکے چھوٹے بہن، بھائی چھوٹے ہونے کی وجہ سے اہمیّت کے حامل تھے۔۔ لیکن اربیلا شاہ کسی بھی وجہ سے اہمیت حاصل کرنے سے قاصر رہی تھی۔

وہ اکیس سال کی تھی۔ اور ان اکیس سالوں میں وہ اپنی بہنوں کی اترن پہن، پہن کر بڑی ہوئی تھی۔

اسی وجہ سے اربیلا شاہ کسی راز کی طرح اب بند ہو چکی تھی۔۔ کوئی انسان نہیں جانتا تھا۔ کہ ہر وقت خود کو کمرے میں بند رکھنے والی اربیلا شاہ کی اصل میں کیا حقیقت ہے۔ کیونکہ اسکے گھر والوں نے اسے کبھی جاننے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔ اسی لئے اربیلا شاہ نے بھی خود کو ظاہر کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اتنی بے کار سمجھی جائے گی کہ کسی غیر کے مانگنے پر فوراً اسے تھما دیا جائے گا۔ اپنے پوتے کے خون کا قرض اتارنے کے لئے اسے قربان کیا جائے گا۔ انہی سوچوں میں گم اسکی خوبصورت آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے۔

اچانک ہولے سے دروازہ کھول کر مائرہ شاہ کمرے میں داخل ہوئی تو اندھیرے میں بیڈ پر اربیلا شاہ کو بیٹھے دیکھ کر اس نے لائٹس آن کیں تھیں۔ اربیلا ایک دم سے روشنی ہونے پر آنکھوں پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

بھابھی آپ ٹھیک ہیں نا۔۔۔؟ اربیلا کو یوں بیٹھے دیکھ کر مائرہ نے فکرمندی سے اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا تو وہ اسکی فکر پر چونکتے ہوئے آنکھیں کھول گئی۔۔ جبکہ اربیلا کی وائلٹ آنکھوں میں آنسو دیکھ کر مائرہ کو مزید تشویش ہوئی تھی۔۔

کیا ہوا آپ رو کیوں رہیں ہیں۔۔۔؟ مائرہ نے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے پیار سے پوچھا تو اربیلا اسے یک ٹک خاموشی سے دیکھے گئی۔۔۔

میں جانتی ہوں آپ کو اس انجان جگہ پر ایڈجسٹ کرنے میں وقت لگے گا۔ لیکن آپ فکر نہیں کریں ہم اپکو جلدی ہی خود میں فٹ کر لیں گئے۔۔۔" اربیلا کی خاموشی پر مائرہ نے خود سے اسکا ہاتھ تھام کر چاہت سے بات شروع کی تھی۔۔ جبکہ مقابل تو بس حیرانی سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

اسکی حیرانی بنتی تھی کیونکہ آج زندگی میں پہلی بار اس سے اسکے آنسوؤں کی وجہ پوچھی گئی تھی۔

بھیانے مجھے فون کیا تھا کہ دیکھ لوں آپ اٹھیں کہ نہیں، تاکہ اپکو ناشتہ کروادوں۔ تو آپ ایسا کریں فریش ہو جائیں میں تب تک آپکا ناشتہ لے کر آتی ہوں"

مائرہ پیار سے اربیلا کا ہاتھ دباتے ہوئے کھڑی ہوئی۔ جبکہ اربیلا ابھی تک اسے ٹکر ٹکر دیکھ رہی تھی۔ یہاں تک کہ مائرہ کمرے سے بھی چلی گئی لیکن اربیلا سٹل سی اس جگہ کو دیکھے جا رہی تھی جہاں وہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔

دو منٹ اسی کنڈیشن میں بیٹھے رہنے کے بعد وہ گہری سانس خارج کرتے کھڑی ہوئی تاکہ شاور لے سکے۔ چادر سائیڈ پر رکھ کر وہ باتھ روم کی طرف چلی گئی تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد مائرہ ناشتے کی ٹرے اٹھائے دوبارہ کمرے میں داخل ہوئی۔ ٹیبل پر ناشتہ رکھ کر وہ مڑی تو اربیلا کو واش روم سے نکلتے دیکھ کر حیرت زدہ ہوتی چلی گئی۔

عام، پرانی سی بلیک شلوار قمیض میں بھیگے بالوں کے ساتھ وہ اپنے نازک سراپے سے بلکل انجان کھڑی تھی۔ اربیلا کا حلیہ دیکھ کر مائرہ کو کچھ عجیب محسوس ہوا تھا۔۔ لیکن وہ نا محسوس انداز میں اربیلا کی طرف بڑھ گئی۔۔

بھابی بالوں کو ٹاول میں لپیٹ لیں نا ایسے آپ ڈسٹرب ہونگی۔۔

اربیلا کے بالوں سے پانی کی بوندیں نیچے گرتے دیکھ کر مائرہ نے اسے جلدی سے ٹاول پکڑایا تو وہ یک ٹک اسے دیکھنے لگی۔۔۔

بالوں کو ٹاول میں کیسے لپیٹتے ہیں۔۔۔؟اربیلا نے نا سمجھی سے پوچھا تو مائرہ اس کے سوال پر چونک سی گئی۔۔۔

اپ نے بالوں پر کونسا شیمپو لگایا ہے۔۔۔؟ مائرہ نے آگے بڑھتے ہوئے اسکے لمبے بال خود ٹاول میں قید کرتے ہوئے سوال کیا۔۔۔

میں نے صابن سے بال واش کیے ہیں۔۔!اپنے بالوں کو ٹاول میں چھپتے دیکھ کر اربیلا نے آرام سے جواب دیا تو مائرہ کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔۔

کیا۔۔؟!اپ نے اتنے لمبے بالوں کو صابن سے واش کیا ہے۔۔!مائرہ نے اسکے کمر سے نیچے تک لمبے بالوں کو سوچتے ہوئے صدمے سے پوچھا تو اربیلا معصومیت سے ہاں میں سر ہلا گئی۔۔۔

لیکن آپ نے صابن کیوں لگایا ہے آپ مجھ سے شیمپو مانگ لیتی نا۔۔۔!مائرہ نے افسوس سے اپنی خوبصورت بھابھی کو دیکھتے ہوئے واش روم میں پڑے صابن کو دیکھا جو سچ میں آدھے سے بھی کم رہ گیا تھا۔۔

میں شیمپو نہیں صابن ہی لگاتی ہوں۔۔۔!اربیلا کے جواب نے ایک بار پھر مائرہ کو صدمے میں دھکا دیا تو وہ چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

ریلیکس میرو۔۔۔!بھابی مجھ سے مزاق کر رہیں ہیں،ایسے تھوڑی نا ہوتا ہے صابن سے کون بال واش کرتا ہے یار۔۔میں چاچو کو بتاؤں یا بھیا کو نہیں چاچو کو، نہیں بھیا کو انکی بیوی ہیں نا۔۔۔ایپی یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔

مائرہ جو خیالوں میں خود کو حوصلہ دینے میں مصروف تھی۔اربیلا کے ہوش دلانے پر اسکی طرف متوجہ ہوئی جو اس سے اب ناشتہ کرنے کی اجازت مانگ رہی تھی۔

اربیلا کے اجازت مانگنے پر مائرہ پھر حیرت کا شکار ہو گئی تھی۔ لیکن اگلے ہی پل وہ اربیلا کو صوفے پر بٹھا کر انکو ناشتہ کرنے کا کہہ کر خود رپورٹ پہنچانے چلی گئی۔ کیونکہ اس سے زیادہ دیر اتنی بڑی بات وہ اپنے چھوٹ سے پیٹ میں نہیں رکھ سکتی تھی

شرجینا مزے سے اپنے روم میں ٹی وی پر کارٹون دیکھنے میں مصروف تھی۔

بیڈ کے آگے پڑی چیئر پر ٹانگوں کو رکھتے وہ پیچھے تکیوں کا پہاڑ بنائے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔

کارٹون دیکھتے ہوئے چہرے پر خوشی کے تاثرات واضح تھے۔ جبکہ ہاتھ میں چپس کا پیک بھی تھا۔اسکے علاوہ بھی کافی کھانے پینے کی چیزیں بیڈ پر پڑی ہوئی تھیں۔ چپس کھاتے ہوئے ٹی پر چلتے کارٹون کو دیکھ کر وہ مسلسل ہنسے جا رہی تھی۔

کالج سے واپس آ کر وہ سو گئی تھی۔اور اب تھوڑی دیر پہلے اٹھ کر تب سے ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھی۔

سب نے چونکہ آفس سے رات میں ہی واپس آنا تھا اسی لئے شرجینا مزے سے اپنی کیٹی پارٹی انجوائے کر رہی تھی۔

کہ تبھی کمرے کا دروازہ کھلا اور دو چہروں نے اندر جھانکی ماری۔

زیام شاہ اور ارمغان شاہ نے اپنی اکلوتی بہن کو کارٹون میں گم دیکھا تو مسکرا کر کمرے میں داخل ہو کر پیچھے سے کمرے کا دروازا بند کر گئے۔ جبکہ شرجینا انکی موجودگی محسوس کر کے بھی ناک چڑھاتے ہوئے چپس کھانے لگی تھی۔ جیسے وہ ان دونوں کو جانتی ہی نا ہو۔

زیام شاہ اور ارمغان شاہ نے اسکی چیئر کے دائیں بائیں سائیڈ پر بیٹھتے ہوئے اسکی ایک ایک ٹانگ کو دبانا شروع کیا تو شرجینا نخرے سے اپنی ٹانگوں کو ریلیکس انداز میں سیٹ کر گئی۔

گویا یہ اشارہ دیا گیا تھا کہ اب صحیح سے دباؤ۔۔

کچھ یاد آنے پر ارمغان نے زیام کو اشارہ کیا تو وہ دونوں اٹھ کر اسکی پنک واڈروب کے سامنے آئے۔ اسکی واڈروب کو کھول کر ان دونوں نے اسکے چھوٹے سے لاکر کو پاسورڈ لگا کر کھولا تو لاکر کو خالی دیکھ کر بے یقینی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔۔

ابھی کچھ دن پہلے تو یہاں پچاس ہزار جمع ہوا پڑا تھا، کہاں گئے ہیں اتنے سارے پیسے۔۔؟ ارمغان نے صدمے سے استفسار کرنا چاہا تھا۔۔

یہاں پر ہیں۔۔۔! ارمغان کے پوچھنے پر شرجینا نے بے نیازی سے بیڈ کے نیچے اشارہ کیا تھا۔

وہ دونوں تجسس سے بیڈ شیٹ اٹھا کر جھکتے ہوئے نیچے دیکھنے لگے تو نیچے کا منظر دیکھ کر توبہ توبہ کرتے اٹھ بیٹھے۔ کیونکہ بیڈ کے نیچے جیسے جنرل سٹور جیسا سماں بنا ہوا تھا۔ کوک کے کین، لیز، املی، چاکلیٹس نمکو کے

ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ عالم شاہ کی واپسی سے پہلے پہلے شر جینا نے اپنے سٹور کو ری فل کر لیا تھا۔ عالم شاہ کی موجودگی میں وہ ایک ٹافی بھی نہیں کھا سکتی تھی۔

عالم نے سختی سے اسے یہ سب کھانے سے منع کیا تھا۔ تا کہ اسکی ہیلتھ خراب نا ہو۔۔ کیونکہ اکثر اوقات اوٹ پٹانگ چیزیں کھانے کی وجہ سے شر جینا کو معدے میں درد ہونے لگتا تھا۔

ارمغان شاہ اور زیام شاہ جب بھی شر جینا کو اپنی کسی شرارت کا شکار بناتے تھے تو انہوں کو معافی تلافی ہمیشہ پیسوں سے ملتی تھی۔ تا کہ شر جینا انہیں عالم شاہ اور ہاشم شاہ کے ہاتھوں بچا سکے۔

اپنی معافی کے صدقے وہ دونوں شرافت سے اسکے پنک لاکر میں پیسے رکھ دیتے تھے۔ ان تینوں بہن بھائیوں کے اس خفیہ بزنس کو کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

شر جینا کے سٹاک کو دیکھ کر وہ بنا کچھ بولے اٹھ کر اسکے لاکر میں دس دس ہزار رشوت کے رکھ کر پھر نیچے بیٹھ کر اسکی ٹانگوں کو دبانے لگے تھے۔۔۔

اس دفعہ ایسے معافی دینا تھوڑا مشکل لگ رہا ہے۔۔! ہاتھ کے ناخن دیکھتے ہوئے وہ نخرے سے بولی تو وہ دونوں اسکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔۔

صبح شر جینا کو تنگ کے بعد وہ دونوں حویلی سے بھاگ نکلے تھے۔ تا کہ اپنی شامت سے بچ سکیں۔ پورا دن آوارہ گردی میں گزار کر وہ شام ہونے سے پہلے ہی واپس چلے آئے تا کہ سب کے آنے سے پہلے اپنے

بکرے کو قابو میں کر سکیں۔اور اب انکا بکرا کہہ رہا تھا کہ ایسے معاف کرنا مشکل لگ رہا ہے۔وہ بھی بیس ہزار لینے کے بعد۔۔۔!

ملکہ شرجینا پھر آپ ہمیں کیسے معاف کریں گئیں۔۔۔؟ارمغان شاہ نے اپنی چھوٹی بہن کے گال کھینچتے ہوئے لاڈ سے پوچھنا چاہا تھا۔۔۔

امم۔۔۔میرے خیال میں تو مجھے وٹامن بائیک ریسنگ کی کمی محسوس ہو رہی ہے۔۔۔!شرجینا نے اپنے ناخنوں پر پھونک مارتے ہوئے ایک ادا سے بتایا تو وہ دونوں بیک وقت بدک اٹھے۔۔۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا۔۔۔؟تمہارے اس جلاد شوہر کو اگر پتہ چلا نا تو ہم ایک منٹ سے پہلے حویلی سے باہر ہو گئے اور ہاشم شاہ کا تو نہ ہی پوچھو وہ تو اپنے یہ بڑے بڑے جوتے اٹھا کر ایسے مارتے ہیں، جیسے بال کیچ کر وا رہے ہوں بڑی آئی ریس انجوائے کرنے والی۔۔۔!

زیام شاہ ہاتھوں سے ہاشم شاہ کے جوتے کا سائیز بتاتے ہوئے اسے سلگتی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولنا شروع ہوا تو بولتا ہی چلا گیا۔ارمغان شاہ خود اسکی بات پر متفق نظر آرہا تھا۔۔

میرے شوہر کے تھوڑے سے جوتے کھالو گئے تو کیا ہو جائے گا۔اور جوتے کھانے کی نوبت نہیں آئے گی کیونکہ انکے آنے سے پہلے ہی ہم واپس آجائیں گئے نا۔۔!شرجینا اپنی سبز آنکھوں کو چھوٹی کرتے ہوئے گھور کر جواب میں بولی تھی۔

"دیکھ بہن خود تو فیڈر پینے کی عمر میں شوہر والی ہو کر بیٹھ گئی تھی، اب ہماری جوانی میں ہمیں رنڈوا بنانے پر کیوں تلی ہوئی ہو۔۔" ارمغان شاہ اسکی چھوٹی سی ٹانگ دباتے ہوئے دانت پیس کر کہنے لگا تھا۔

ان دونوں نے ابھی تک اسکی ٹانگیں دبانا نہیں چھوڑی تھیں۔ اور ٹانگیں دبانے کی خدمت بھی جان خلاصی کے لیے کی جا رہی تھی۔

میں کچھ نہیں جانتی ویسے بھی بہت ٹائم سے میں اپنا یہ شوق پورا نہیں کر پائی تو اس لئے آپ دونوں کرن، ارجن بنا وقت ضائع کیے لباس زیبِ تن کر کے آئیں، میں بھی تب تک تیار ہو جاتی ہوں۔۔۔۔! وہ شان بے نیازی سے اپنی ٹانگیں چھڑوا کر واڈروب میں اپنا چھپایا ہوا کاسٹیوم نکالتے ہوئے بولی تھی۔۔

پوری کی پوری گلابی فتنی ہے یہ۔۔۔! ارمغان گھور کر بولا تو زیام شاہ نے بھی حامی بھرنے والے انداز میں سر ہلایا تھا۔۔۔

چل اٹھ تیار ہو کر آئیں کیونکہ مجھے یہ گلابی بلا ایسے ٹلتی ہوئی نظر نہیں آ رہی ہے۔۔۔! زیام شاہ اسے اٹھاتے ہوئے بولا تو وہ دونوں تیار ہونے کے لئے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔

زیام شاہ اور ارمغان شاہ دونوں چینج کرنے کے بعد حویلی کی بیک سائیڈ پر اپنی اپنی بائیک پر بیٹھے ہوئے تھے۔

فل بلیک پینٹ شرٹ اور سر پر ہیلمٹ اور ہاتھوں کو گلوز میں چھپائے وہ دونوں اس وقت مکمل طور پر رائڈنگ حلیے میں اپنی چھوٹی مہارانی کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔

تقریباً ابھی دو منٹ ہی گزرے تھے کہ شرجینا سیم ٹو سیم انکے جیسے حلیے میں تیار ہو کر پچھلے دروازے سے باہر نکلی تو وہ دونوں اپنے چھوٹے فتنے کو دیکھ کر محبت سے مسکرا دیے۔

ہاٹ پنک کلر کی پینٹ شرٹ میں سر پر چھوٹا سا ہیلمٹ پہنے پیروں کو ہائی ہیلز کے بوٹس میں قید کیے وہ کوئی اور نہیں زیام شاہ اور ارمغان شاہ کا گلابی فتنہ "شرجینا شاہ" تھی۔ عالم شاہ کا جنوں اور ہاشم شاہ کی لاڈو اس وقت اپنے الگ ہی روپ میں تھی۔

ارمغان شاہ اور زیام شاہ نے اسکے رائڈنگ سوٹس سپیشل طور پر کسٹمائز کروائے تھے۔ شرجینا کی ہائیٹ پورے پانچ فٹ تھی۔ لیکن حویلی کے لمبے چوڑے مضبوط مردوں کے سامنے وہ بلکل چیونٹی سی لگتی تھی۔ اس وقت بھی وہ ہیلمٹ پہنے بونا لگ رہی تھی۔۔۔

ایسے لگتا ہے کہ جیسے دودھ کے گلاس میں کسی نے جام شیریں ڈال دیا ہو۔۔۔! شرجینا کے گلابی حلیے کو دیکھ کر زیام شاہ شرارت سے گویا ہوا تو شرجینا اپنے بڑے بھائی کو گھوری ڈال گئی۔۔

یہ گلابی فتنہ پہلے کس کے ساتھ بیٹھے گا۔۔۔؟ زیام شاہ نے اسکی گھوری کو نظرانداز کرتے ہیلمٹ کا کور اٹھا کر پوچھا۔۔ تو شرجینا گال پر انگلی ٹکاتے ہوئے گنتی کرنے لگی۔۔

گنتی کا اینڈ ارمغان شاہ پر ہوا تو وہ اچھلتے ہوئے اپنے بڑے بھائی کی طرف آ گئی۔ جس پر ارمغان شاہ ہنستے ہوئے اپنی ہیوی بائیک سے اترا تھا۔

بائیک کو سٹینڈ پر کھڑا کر کے ارمغان شاہ نے اسے بازوؤں سے اٹھاتے ہوئے اپنی بائیک پر پیچھے بٹھا دیا۔

شرجینا کو سیٹ کرنے کے بعد ارمغان شاہ خود بائیک پر آگے بیٹھ چکا تھا۔۔

شجو اڑنے کے لئے تیار ہونا۔۔؟ زیام شاہ نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو شرجینا اپنی سبز آنکھوں سے دوبارہ اسے گھورنے لگی تھی۔

بھیا کتنی دفعہ منع کیا ہے نا کہ اس گندے نام سے مجھے نہیں پکارا کریں۔ اگر عالی کو پتہ چل گیا نا تو وہ اپکو زیام شاہ سے زکام شاہ بنا دیں گئے۔۔"

شرجینا نے ارمغان کو پیچھے سے ہگ کرتے ہوئے اسے عالم شاہ کی دھمکی لگائی تو ارمغان شاہ اسکا زکام شاہ سن کر قہقہ لگا گیا۔۔ جبکہ زیام شاہ نے آنکھیں چندھیا کر اس پھلجھڑی کو دیکھنا چاہا تھا۔۔ جو اس سے اتنے سال چھوٹے ہونے کے باوجود دھمکی لگا رہی تھی۔

بہن اگر تمہارے عالی، والی کو تمہاری اس کرتوت کے بارے میں پتہ چلا نا تو ہم سے پہلے تمہارا خرچہ پانی بند ہو گا۔۔ بڑی آئی مجھے ڈرانے والی۔۔۔

زیام شاہ نے بھی جوابی کاروائی کرتے ہونہہ کیا تھا۔۔

اب تم دونوں چونچ بند کر کے جلدی سے پوزیشن سیٹ کرو،ان بڑی شاہی بلاؤں کے آنے سے پہلے ہمیں واپس بھی لوٹنا ہے۔ یہ نا ہو اسکی غیر موجودگی پر حویلی میں وبال کھڑا ہو جائے۔۔"

ارمغان نے بڑے ہونے کا فرض نبھاتے ہوئے انکی لڑائی رکوائی تو وہ دونوں بھی لڑنا چھوڑ کر الرٹ ہو گئے۔۔۔ کیونکہ عالم شاہ اور ہاشم کے لوٹنے سے پہلے نہیں واپس آنا تھا۔

بی ریڈی میرے جوانو۔۔۔۔ ون، ٹو، تھری اینڈ گو۔۔۔۔۔ ہے ے ے ے۔۔۔

شرجینا نے ارمغان کو ہگ کرتے ایک ہاتھ سے کاونٹنگ کی۔۔

اور گو کہنے سے پہلے زیام شاہ کو آنکھ ونک کر کے زور سے ارمغان کو ہگ کر گئی تھی۔ یہ اسکا خاص ترین انداز تھا۔ وہ جب بھی ایسے چوری چھپے اپنے بھائیوں کے ساتھ ان فن کو انجوائے کرنے کے لیے نکلتی تھی۔ تو رائڈنگ شروع کرنے سے پہلے وہ دونوں اس سے ایسے ہی گنتی کرواتے تھے۔

شرجینا کے اپنی چھوٹی سی آنکھ ونک کرنے پر زیام شاہ کا فضا میں فلک شگاف قہقہ گونجا تھا۔۔۔

حویلی کے رستے سے نکل کر انکی بائیک ہوا میں اڑتے ہوئے موٹروے پر آ گئیں تھیں۔۔ان دونوں کی بائیک بلکل ایک ساتھ بھاگ رہیں تھیں۔ جبکہ پیچھے بیٹھی شرجینا اونچی آواز میں ہوٹنگ کرنے میں مصروف تھی۔ ہوا میں باریک سی آواز کا شور سنتے وہ دونوں بھائی سرشاری سے قہقہے لگانے لگے۔۔ کیونکہ انکا گلابی فتنہ خوشی سے اپنا گلا پھاڑے جا رہا تھا۔۔

جب شرجینا چھ ماہ کی تھی تو ان تینوں کے ماں باپ بچپن میں حادثے کا شکار ہو گئے تھے۔۔ چھوٹی سی شرجینا شاہ اپنے سب کزن کے سائے اور محبت میں پلی بڑھی تھی۔ وہ سب کی آنکھ کا تارا تھی۔ لیکن اپنے سگے بھائیوں کے ساتھ اسکی محبت کا انداز بہت مختلف تھا۔

زیام شاہ اور ارمغان شاہ کے لئے انکی بہن انکے دل کی دھڑکن تھی۔ لیکن اس بات کا اظہار وہ نہیں کرتے تھے۔ بلکہ شرجینا کو تنگ کرنا انکا سب سے پسندیدہ مشغلہ تھا۔ ہر بہن، بھائیوں کی طرح ان تینوں کا بھی آپس میں چھتیس کا اکڑا چلتا رہتا تھا۔

زیام شاہ اور ارمغان شاہ آتے جاتے شرجینا کو چھیڑنا نہیں بھولتے تھے۔ جس پر شرجینا چڑ کر کبھی عالم شاہ، تو کبھی ہاشم کے پاس پناہ لے لیتی تھی۔

زیام شاہ اور ارمغان شاہ کا بچپن اور جوانی کے سال بھی امریکہ میں گزرے تھے۔ وہ دونوں اس وقت پچیس سال کے تھے۔ انکو پاکستان میں شفٹ ہوئے ابھی کچھ سال ہی گزرے تھے۔ وہ دونوں اپنی پڑھائی مکمل کر کے آج کل آوارہ گردی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ بائیک رائڈنگ کا شوق انکے دل میں امریکہ میں یونیورسٹی میں پڑھتے ہوئے پیدا ہوا تھا۔ جب وہ دونوں یونیورسٹی میں پڑھنے کی بجائے فیشن شو کر کے آجاتے تھے۔

سرخ و سفید رنگت پر ڈارک بلیک آنکھیں جو دیکھنے والے کو خوف میں مبتلا کر دیتیں تھیں۔۔ جبکہ کالے گھنے بالوں میں وہ دونوں جڑواں بھائی خود میں ایک ان دیکھی وحشت سی رکھتے تھے۔ زیام شاہ اور ارمغان شاہ دونوں کی صورتوں میں انیس بیس کا بھی فرق نہیں تھا۔ ایک جیسی کالی آنکھیں، مغرور ناک، اور عنابی ہونٹ تھے۔ اگر کوئی چیز ان میں فرق پیدا کرتی تھی۔ تو وہ انکے ڈمپل تھے۔ زیام شاہ کو تھوڑی میں ڈمپل تھا۔ جبکہ ارمغان شاہ کی بائیں گال میں خوبصورت گڑھا تھا۔ انکی اس نشانی پر حویلی والے لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے تھے۔ کم از کم انکو نشانی کے طور پر کچھ تو ملا ہے۔

شر جینا جب دس سال کی ہوئی تھی۔تب وہ دونوں اسے شوقیہ شوقیہ اپنے ساتھ بائیک رائیڈنگ پر لے جاتے تھے۔لیکن پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انکی طرح "ہیوی بائیک اور رائڈنگ" شر جینا شاہ کا بھی شوق بن گئی۔

اپنے اس شوق کو وہ ہاشم شاہ اور عالم دونوں سے چھپا کر پورا کرتی تھی۔کیونکہ وہ دونوں ہی اسکے بارے میں حد سے زیادہ سینسیٹو تھے۔

شر جینا نے بائیک کی سپیڈ تیز کرتے زیام شاہ سے آگے نکلنا چاہا تو ارمغان شاہ بھرپور قہقہ لگا گیا تھا۔اس وقت وہ ارمغان شاہ کے آگے بیٹھ کر بائیک کو کنڑول کررہی تھی۔وہ بائیک چلانا سیکھ چکی تھی۔۔لیکن سارا مسلہ تو بس بریکس تک پاؤں پہنچنے کا تھا۔۔اسی لئے ارمغان بائیک چلانے میں اسکا ساتھ دے رہا تھا۔۔ادھے گھنٹے تک ارمغان شاہ کے ساتھ بائیک ہوا میں اڑانے کے بعد شر جینا نے بائیک کو بریک لگانا چاہی تو ارمغان بریک لگاتے ہوئے اسکی مشکل حل کر گیا۔۔

بائیک رکتے ہی شر جینا نے بازو واں کرتے ہوئے زیام شاہ کی طرف بڑھنا چاہا تو زیام شاہ نے لاڈ سے اپنے فتنے کو اٹھاتے ہوئے اپنے آگے بٹھالیا تھا۔اب زیام شاہ کے ساتھ اسکی رائڈنگ کی باری تھی۔

بائیک ایک دفعہ پھر چلنا شروع ہوئیں تو ہوا میں اڑتی ہی چلی گئیں۔۔جبکہ شر جینا خوشی سے پھولے نہ سماتے بائیک خود چلا رہی تھی۔اسکے اتنے خوش ہونے پر دونوں بھائی مسرور ہو گئے تھے۔شر جینا شاہ ان دونوں

کے لئے ہی کل کائنات تھی۔ کیونکہ وہ بلکل اپنی ماں کی پرچھائی تھی۔ شاہ حویلی کے سارے نفوس بے خبر تھے۔ کہ اس وقت تین فتنے کن سیر سپاٹوں پر نکلے ہوئے ہیں۔

دوپہر کے وقت مائرہ شاہ ایک بار پھر حابیل شاہ کے کمرے میں داخل ہوئی جہاں اربیلا دیواروں کو تکنے میں مصروف تھی۔ اربیلا کو ناشتہ کروانے کے بعد وہ حابیل شاہ کو مکمل رپورٹ دے رہی تھی۔ کل سے مائرہ بھی اپنا آفس جوائن کرنے والی تھی۔ اس لئے اس نے سوچا تھا کہ بے حد ضروری کام آج ختم کر لیے جائیں۔۔

بھابھی آجائیں آپکو نیو ڈریس دوں کیونکہ بھیا بس پہنچنے والے ہیں۔۔۔! مائرہ نے اربیلا کو اٹھاتے ہوئے جلدی سے کہا تو اربیلا اسکی بات سن کر الجھن میں پڑ گئی۔ لیکن تب تک مائرہ اسکا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔ اربیلا اسکے ساتھ کھینچی چلی جا رہی تھی۔

مائرہ اسے لئے ایک کمرے میں داخل ہوئی جہاں مالا پہلے سے موجود تھی۔ جبکہ اربیلا تو اس کمرے کے اندر داخل ہو کر چاروں اطراف دیکھتے ہوئے ہپنوٹائز ہو چکی تھی۔۔

اس بڑے سے کمرے کی دیواروں میں بنی بڑی، بڑی شیلفوں میں رنگ برنگے ڈریسز لٹکے ہوئے تھے۔ پورے کمرے میں جیسے رنگوں کا جہاں اباد کیا گیا تھا۔ دیواروں کو مختلف رنگوں سے پینٹ کر کے اوپر پیٹرن بنائے گئے تھے۔ جبکہ سامنے دیوار پر بڑے بڑے حروف میں لکھا گیا تھا..

" The Mala Shah Designer "

کمرے کے بیچ و بیچ بڑے سے ٹیبل پر سکیچ بکھرے پڑے تھے۔۔

ایک دیوار پر اپنے پسندیدہ سکیچز کو لگایا بھی گیا تھا۔ مالا جو سنجیدگی سے اپنے نیو ڈریس کا سکیچ بنا رہی تھی۔ کسی کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو مائرہ کے ساتھ اپنی بھابھی کو کھڑے دیکھ کر وہ تیزی سے اپنی چیئر سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

بھابھی آپ یہاں پر، آئیں نا۔۔۔! مالا نے انگلی سے اپنے چشمے کو پیچھے کرتے اگے بڑھتے ہوئے اربیلا کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی چیئر پر بٹھایا تو اربیلا ان دونوں کی جانب ٹکر ٹکر دیکھنے لگی تھی۔

میں صبح آپکے پاس آئی تھی لیکن آپ تب سو رہیں تھیں۔! مالا شاہ نے اربیلا کے سامنے بیٹھ کر چہک کر بتانا چاہا تھا۔ مائرہ جو شیلف کھول کر ڈریسز کو الٹ پلٹ رہی تھی۔ مالا کی بات سن کر وہ تاسف سے سر ہلا گئی۔۔

سونے والا بندہ بعد میں آٹھ بھی جاتا ہے، تو انسان بعد میں پھر چکر لگا کر دیکھ لے، پر ہماری مالا شاہ کو کتابوں اور سکیچز بنانے سے فرصت ملے تو نا۔۔۔! مائرہ نے ایک ڈریس نکال کر دیکھتے ہوئے مصروفیت سے طنزیہ کہا تو مالا اپنی آپی کے طنز پر کیوٹ سی ناک سکیڑ گئی۔ مالا کو ناک سکیڑتے دیکھ کر اربیلا ہنس پڑی تھی۔

آپی اپکو تو بس میری کتابوں کو ٹارگٹ کرنے کا موقع چاہیئے۔۔۔!! مالا منہ بسور کر جواب میں بولی تو مائرہ گھومتے سر کے ساتھ اسکے پاس آ بیٹھی تھی۔۔۔

فلحال نا اپنی اس پٹاری میں سے مجھے بھابھی کے لئے کوئی اچھا سا کیجول ڈریس نکال کر دو، میں نے انکو ریڈی کرنا ہے۔۔ مائرہ نے اسکی ناک دبا کر اس کمرے میں آنے کا مقصد بیان کیا۔۔۔

کیوں بھابھی کہیں جارہیں ہیں کیا۔۔؟مالا نے اپنی ناک سہلاتے ہوئے سوالیہ نظروں سے پوچھا،تو مائرہ شاہ ہاں میں سر ہلا گئی۔۔جبکہ اربیلا خاموشی سے انکی گفتگو سن رہی تھی

بھیا کے ساتھ شاپنگ پر جارہیں ہیں۔۔۔مائرہ شاہ نے اسے جواب میں بتایا جواب خود اٹھ کر شیلفوں کو کھول کر مائرہ کے کہے کے مطابق مطلوبہ ڈریس ڈھونڈ رہی تھی۔

کچھ یاد آنے پر مالا مڑ کر اربیلا کو دیکھنے لگی۔۔اربیلا کی سرخ وائلٹ آنکھوں کو دیکھ کر اسکے دماغ میں ایک دم سے جھماکا ہو گیا تھا۔

مل گیا۔۔۔!مالا چہکتے ہوئے ایک مخصوص شیلف کی طرف بڑھی اور اس میں سے اپنا مطلوبہ ہینگ کیا ڈریس نکال کر مائرہ کی طرف مڑی تھی۔

مالا شاہ کے ہاتھوں میں اتنے خوبصورت ڈریس کو دیکھ کر مائرہ شاہ سٹل سی دیکھے گئی۔اور ایسا ہی کچھ حال اربیلا کا بھی تھا۔۔

وائلٹ کلر میں شیفون کی شلوار قمیض تھی۔شارٹ قمیض کے گلے اور بازوؤں کے باڈر پر سلور موتیوں کی مدد خوبصورتی سے کام کیا گیا تھا۔جبکہ شلوار کے پائنچوں پر بھی سیم ڈیزائن بنایا گیا تھا۔ڈریس ڈیزائننگ مالا شاہ کا جنون تھا۔اور اپنا یہ جنون وہ اس کمرے میں پورا کرتی تھی۔۔جہاں ہر طرف اسکے ڈیزائن کیے گئے ڈریسز پڑے تھے۔وہ ان لائن اپنا ایک بوتیک چلا رہی تھی۔اسکا یہ جنون اچھی خاصی شہرت بھی حاصل کر چکا تھا۔

مالا یہ کتنا خوبصورت ہے نا۔۔۔مائرہ اسکے ہاتھ میں اتنے خوبصورت ڈریس کو دیکھ کر دل سے تعریف کرتے بولی تو مالا کالر جھاڑتے ہوئے انکے پاس آ کر دوبارہ بیٹھ گئی۔۔۔

بھابھی آپ کو پسند آیا کیا۔۔۔! مالا نے خوشی سے اربیلا سے رائے لینا چاہی۔۔۔

بہت پیارا ہے۔۔۔! اربیلا بھی ڈریس کو دیکھ کر مسمرائز ہو گئی تھی۔

چلیں آجائیں اپکو جلدی سے تیار کریں پھر۔۔۔! مائرہ نے اربیلا کو اٹھانا چاہا تو وہ کنفیوز ہوتے مالا کو دیکھنے لگی۔۔

پر میں یہ ڈریس کیسے لے سکتی ہوں؟ ان تینوں کی تمام گفتگو میں اربیلا اب بولی بھی تو کیا بولی تھی۔

کیوں بھابھی اپکو کیا پسند نہیں ایا۔۔۔؟ اربیلا کے انکار پر مالا نے پریشان ہوتے جاننا چاہا تو اربیلا جلدی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔ جبکہ مائرہ، جائزہ لیتی نظروں سے اربیلا کا جواب سننے کی منتظر ہوئی تھی۔۔

یہ آپکا ڈریس ہے نا تو میں کیسے لے سکتی ہوں، آپ مجھے اپنا کوئی پرانا ڈریس دے دوں، میں وہ پہن لیتی ہوں۔۔!

اربیلا نے مسکراتے ہوئے ڈریس لینے سے انکار کیا تو اسکے انکار کی وجہ جان کر وہ دونوں ایک دوسرے کو شاکڈ نظروں سے دیکھنے لگیں تھیں۔

پر بھابھی آپ پرانا ڈریس کیوں پہنا چاہ رہیں ہیں۔۔! مائرہ نے اربیلا کے سامنے دوبارہ بیٹھتے ہوئے اس سب کی وجہ پوچھی۔

ان دونوں کے دیکھنے پر اربیلا بامشکل الفاظ ادا کرتے کہنے لگی۔۔۔

میں گھر میں بھی آپی لوگوں کے پرانے ڈریس ہی پہنتی تھی۔نیو ڈریس نہیں پہنے کبھی، تو پھر یہ کیسے پہن سکتی ہوں۔۔مم۔۔میرا۔۔میرا مطلب ہے کہ یہ ڈریس کافی مہنگا لگ رہا ہے نا۔۔۔تو پھر میں کیسے لوں۔۔!

اربیلا نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ان دونوں کی طرف دیکھ کر اپنی بات مکمل کی۔لیکن اسکے سامنے بیٹھیں لڑکیاں حیرت میں غوطہ زن ہو گئیں تھیں۔۔۔

مائرہ شاہ نے سرد سانس خارج کرتے مالا کو آنکھوں سے اشارہ کیا تو مالا شاہ "اربیلا" کا ہاتھ تھام کر جواب میں بولنے لگی۔۔۔

آپکی پہلی زندگی کے بارے میں تو میں کچھ نہیں جانتی بھابھی لیکن ابھی کے لئے اتنا کافی ہے کہ آپ حابیل شاہ کی بیوی کے عہدے پر فائز ہیں۔آپ اس شاہ حویلی کی بہو ہیں۔اسکے علاوہ آپ اعظم شاہ کی بہو ہیں۔اور یہ بوتیک اپکی پیاری بہن جیسی نند مالا شاہ کا ہے۔یہ ایک ڈریس تو کیا آپ اس بوتیک کے سارے ڈریسز کو پہنے کا حق رکھتی ہیں۔۔اس لئے بے فکر ہو کر یہ ڈریس پہنیں کیونکہ یہ ڈریس میری خوبصورت بھابھی سے زیادہ قیمتی نہیں ہے۔۔

مالا نے اربیلا کی تھوڑی کو چھوتے ہوئے پیار سے اپنی بات مکمل کی تو اسکے سارے الفاظ سن کر اربیلا شاہ ساکت ہو گئی۔ایک دم سے اسکی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے تھے۔

لیجیے اب اپکو مل گئی نا تسلی، اجائیں اپکو فٹافٹ سے تیار کروں بھیا بھی آنے والے ہوں گئے یار۔۔۔!

مائرہ ماحول کو ہلکا پھلکا کرتے اربیلا کو کھڑا کرتے باہر نکلی تو مالا شاہ بھی اسکے پیچھے لپکی تھی۔

آپی رکیں میں بھی آرہی ہوں مل کر بھابھی کو تیار کرتے ہیں۔۔! مالا اچھلتے ہوئے پیچھے سے مائرہ کے کندھے پر چڑھتے ہوئے بولی تو مائرہ نے اس اچانک حملے پر جہاں ڈر کے مارے چینخ ماری وہیں اربیلا کھکھلا پڑی۔۔۔

اربیلا کی کھلکھلاہٹ پر وہ دونوں بھی ہنستے ہوئے آگے بڑھ گئیں۔۔

____

مائرہ اور مالا جو شوق سے اپنی بھابھی کو تیار کرنے لگیں تھیں۔ لیکن حابیل شاہ کی طرف سے ملنے والے حکم پر وہ منہ بسور کر رہ گئیں۔

حابیل شاہ نے انہیں منع کر دیا تھا۔ کہ اسکی بیوی کو زیادہ تیار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔اسے صرف چینج کروایا جائے۔

حابیل کے حکم پر ان دونوں نے اربیلا کو چینج کروا کے اسکے صابن سے واش کیے بالوں کا رف سا ہئیر سٹائل بنا دیا۔ اور ساتھ کانوں میں چھوٹے چھوٹے ائیر رنگز پہنا دیے تھے۔ میک اپ کے نام پر انہوں نے اربیلا کو سن اسکرین اور لپ گلوز لگایا تھا۔۔

بھابی جوتا کونسا پہنیں گیئں۔۔؟

مالا نے انگلی سے اپنا چشمہ پیچھے کرتے ہوئے فکر مندی سے اربیلا کے جوتے کے بارے میں پوچھا۔۔۔

اں۔۔ں ں۔۔۔ہاں یاد آیا میرے پاس ایک نئی جوتی پڑی ہوئی ہے،اس ڈریس کے ساتھ وہ اچھی لگے گی، میں وہ لے کر آتی ہوں تب تک تم بھابھی کے لئے دوسری چادر لے کر آؤ۔۔۔!

مائرہ نے یاد کرتے ہوئے جانے سے پہلے مالا کو چادر لانے کا حکم دیا تو مالا سر ہلاتے ہوئے اپنے کمرے سے چادر لینے چلی گئی۔

ان دونوں کے جاتے ہی اربیلا اداسی سے چیئر کے ساتھ سر ٹکا گئی۔۔۔اس نئے بنے رشتے میں وہ کل کی ملی لڑکیاں اسکی تیاری کے لئے پریشان ہو رہیں تھیں۔۔ جبکہ اپنے گھر میں تو اس نے جب سے ہوش سمبھالی تھی۔خود کے لئے کچھ بھی نیا نہیں دیکھا تھا۔اپنا گھر یاد آنے پر وہ زخمی سا مسکرا دی۔۔۔

اسی وقت مائرہ اسکے لئے نیا جوتا اور مالا چادر لے کر کمرے میں داخل ہوئیں تھیں۔۔

بھابھی جوتا پہن لیں پھر اپکو داجان سے ملواتے ہیں وہ صبح بھی آپکا پوچھ رہے تھے۔۔۔!

مائرہ نے اربیلا کو چادر اوڑھاتے ہوئے کہا تو اربیلا چونک گئی۔۔

داجان کون ہیں۔۔۔؟اربیلا نے جاننے والے انداز میں پوچھا تھا۔۔۔

داجان ہمارے دادا "اعظم شاہ" ہیں۔۔!مالا نے عقیدت سے اپنے داجان کا تعارف کروایا تو لفظ دادا پر اربیلا کا رنگ پھیکا پڑ گیا تھا۔

یار کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔۔۔ ! عالم شاہ نے پر سوچ انداز میں حابیل کو دیکھا۔ہاشم شاہ اور عالم شاہ اس وقت حابیل کے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔

حابیل نے دوپہر میں حویلی کا چکر لگانا تھا۔۔ کیونکہ اسے اربیلا کو شاپنگ پر لے کر جانا تھا۔ لیکن ایک ارجنٹ میٹنگ کی وجہ سے وہ حویلی نہیں جا پایا تھا۔۔

اب شام میں حویلی واپس جانے سے پہلے اس نے عالم شاہ اور ہاشم شاہ کو اپنے آفس بلایا اور ان سے وہ ضروری باتیں ڈسکس کیں جو دن میں مائرہ شاہ نے اسے کال پر بتائیں تھیں۔ جبکہ ارمان شاہ تھوڑی دیر پہلے ہی حویلی جانے کے لیے نکل چکا تھا۔۔۔

ہمم۔۔۔ ! یہ بات تو سچ میں حیران کن ہے کہ وقار شاہ کی پوتی اور باسم شاہ کی بیٹی اس حال میں کیوں ہے۔۔۔ !

کیا انکے خاندان میں بیٹیوں کو اہمیت نہیں دی جاتی۔۔۔ ؟

ہاشم شاہ نے سگریٹ کا کش لیتے سوالیہ انداز میں پوچھا۔ وہ تینوں اس وقت آفس لک میں ہی بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

نہیں بڑی ایسا کچھ نہیں ہے ابھی ایک ڈیڑھ مہینے پہلے کی بات ہے جب میں نے باسم شاہ کی دو بیٹیوں کو مال میں دیکھا تھا۔۔ ! دبئی جانے سے پہلے جب میں کچھ ضروری چیزیں لینے گیا تھا۔ تو وہ دونوں بھی وہاں شاپنگ

کررہیں تھیں۔اور اگر بیٹیوں کو اہمیت نا دینے والی بات ہوتی تو وہ وہاں کیوں گھوم رہیں تھیں۔۔۔؟ عالم شاہ نے یاد کرتے ہاشم شاہ کو جواب دیتے ہوئے اس دن کا ذکر کیا۔

تجھے کیسے پتہ کہ وہ باسم شاہ کی ہی بیٹیاں تھیں۔! حابیل شاہ نے ابرو اچکاتے عالم کو دیکھا۔۔۔۔

مجھے ایسے پتہ ہے کہ کیونکہ ان اوچھی لڑکیوں کے ساتھ باسم شاہ کا آدمی گھوم رہا تھا۔۔۔! عالم شاہ نے لاپرواہی سے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا تو ہاشم شاہ اور حابیل اسے حیرانی سے دیکھ گئے۔

کیا ہوا۔۔۔؟ ان کو اپنی طرف حیرت سے تکتے پا کر عالم نے نا سمجھی سے جاننا چاہا۔۔۔

تو نے یہ لفظ کہاں سے سیکھا۔۔۔؟! ہاشم شاہ سبز آنکھوں سے اچھنبے سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔ جبکہ یہ ہی سوال حابیل شاہ کی گرے آنکھوں میں بھی تھا۔۔۔

کونسا لفظ۔۔۔۔؟ عالم نے لاعلمی سے جاننا چاہا۔۔۔

یہ ہی جو تو نے ابھی بولا "اوچھیییی"۔۔۔ حابیل شاہ نے عالم شاہ کے بولے گئے لفظ پر زور دیتے دہرایا تو عالم شاہ نے اوچھی لفظ سن کر اپنی ہنسی دبالی۔۔۔

آپ دونوں کو مجھے ان نظروں سے دیکھنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے یہ لفظ میری چھوٹی سی بیوی نے سکھایا ہے۔۔ اس دن مال میں میرے سال جیا بھی تھی تو باسم شاہ کی لڑکیوں کی حرکتیں دیکھ کر جیا نے انہیں اوچھی لقب سے نواز دیا۔ میں نے جب اس لفظ کا مطلب پوچھا تو آپکی لاڈو نے جواب دیا کہ جو لڑکیاں

لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کے لیے آؤٹ پٹانگ حرکتیں کرتیں ہیں وہ اوچھی ہوتیں ہیں۔۔ تو بس یہ لفظ وہی سے میرے دماغ میں اٹکا رہ گیا تھا تو اب انکا ذکر کرنے پر میں نے بھی بول دیا۔۔۔"

عالم شاہ نے تفصیل سے اس لفظ کے بیک گراؤنڈ پر روشنی ڈالی تو ہاشم شاہ اور حابیل شاہ قہقہ لگا گئے۔۔۔۔

پر یار یہ بات ہضم ہونے کو نہیں ہو رہی ہے کہ باسم شاہ کی بیٹی اتنے پرانے ڈریس اور پھٹی ہوئی چادر میں کیسے ہو سکتی ہے۔۔! عالم شاہ ایک بار پھر الجھن کا شکار ہوتا بولا تھا۔۔

کیا پتہ انکا بزنس ڈوبنے کے قریب ہو اور وہ لوگ بچت کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ مالی حالات تنگ ہونے کی وجہ سے بھی تو ایسا ہو سکتا ہے نا۔۔۔!

ہاشم شاہ نے دھواں اڑاتے ہوئے قیاس آرائی کرتے کہا تو آفس میں عالم کا چھت پھاڑ قہقہ پھوٹ پڑا۔۔۔ جبکہ حابیل شاہ تو تاسف سے اپنے بھائی اور چاچو کو دیکھ رہا تھا۔ جو سیریس بات کرنے کی بجائے تب سے مذاق کیے جا رہے تھے۔۔۔

یار بڑی کچھ خدا کا خوف کریں پورے کا پورا خاندان عیاش ہوا پڑا ہے! کیا ایک لڑکی پر انکے مالی حالات تنگ ہو گئے ہیں۔۔۔!

عالم شاہ ہنستے ہوئے بولا تو ہاشم شاہ نے جواب میں کندھے اچکا لیے۔۔

میرو نے اور کیا بتایا ہے۔۔۔؟ ہاشم شاہ نے حابیل کو مخاطب کرتے پوچھا کہ مائرہ اسے اور کیا رپورٹ دے چکی ہے۔۔۔۔!.

یہ ہی کہ میری بیوی نے اپنے اتنے لمبے بال صابن سے واش کیے ہیں۔ناشتہ کرنے سے پہلے باقاعدہ اجازت مانگی ہے۔مالا کے ڈریس دینے پر اسے کہا کہ وہ اسے کوئی پرانا ڈریس دے دیں۔گھر میں وہ اپنی بہنوں کے پرانے ڈریس ہی پہنتی رہی ہے وغیرہ،وغیرہ!

حابیل نے سنجیدگی سے سب بیان کیا تو وہ دونوں سیریس انداز میں ہنکارہ بھر گئے۔۔۔

اسکے علاوہ بھی ایک بات کچھ عجیب ہے کہ میں جب بھی اس کے قریب ہوتا ہوں تو وہ ایسے ڈرتے ہوئے ری ایکٹ کرتی ہے۔جیسے میں اسے مارنے لگا ہوں۔۔۔!

حابیل شاہ نے الجھن سے انہیں ایک اور بات بتائی تھی۔

سالے تجھے بھابھی کے قریب جانے کی اتنی جلدی کیا ہے،تھوڑا صبر نہیں رکھ سکتا کیا۔۔؟ابھی شادی ہوئے دو دن نہیں ہوئے اور تو بے صبر ابن بیٹھا ہے۔۔۔!عالم شاہ نے اسکی قریب جانے والی بات کو سن کر خود سے مطلب اخذ کرتے اسے جھاڑ پلائی تو ہاشم شاہ سر پیچھے گراتے ہوئے زور سے ہنسنے لگا۔۔۔

بے غیرت انسان میں وہ والے قریب کی بات نہیں کر رہا ہوں۔حابیل شاہ نے عالم کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔۔۔جبکہ عالم شاہ کا انداز ایسے تھا کہ جیسے وہ کہنا چاہ رہا ہو تم کچھ بھی کہو میں اس والے قریب کو ہی مانو گا۔۔۔

دفع ہو جا کمینے۔۔۔!عالم کے تاثرات پر حابیل سلگتے ہوئے کوٹ اٹھا کر اٹھ کھڑا ہوا تو وہ دونوں بھی اٹھ کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

حابیل شاہ اور عالم شاہ کی عمر میں بس ایک سال کا فرق تھا۔ اسی لئے وہ دونوں آپس میں کلوز ہونے کے ساتھ ہاشم شاہ کے لئے بھی دوست جیسے تھے۔ جبکہ ہاشم شاہ انکا چاچو ہونے کے باوجود چاچو بننا نہیں پسند کرتا تھا۔

آپس کی بات ہے میری مان تو ابھی اتنی جلدی لڑکی کے قریب نا جا، بھابھی کو تھوڑا ایڈجسٹ ہونے کے لئے وقت دے یار۔۔! اپنی گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے عالم شاہ نے اسے پھر سنجیدگی سے بڑے بزرگوں کی طرح نصیحت کرتے ہوئے چھیڑا تو حابیل شاہ چڑتے ہوئے اسکی گاڑی پر پیر مارا تھا۔ بدلے میں عالم شاہ اسکی جانب دل جلاتی مسکراہٹ اچھال کر وہاں سے گاڑی بھگا نکلا تھا۔۔۔

چل آ جا اب بیٹھ بھی جا گاڑی میں، اتنا نا جل، اس کمینے کی اپنی بیوی چھوٹی ہے نا اس لئے سب کو صبر کرنے کی تلقین کرتا رہتا ہے۔۔!

ہاشم شاہ نے ہنستے ہوئے اسے چل کرنا چاہا تو حابیل شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئ۔ براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔ آگے پیچھے انکی گاڑیاں عالم کی پیروی میں بڑھ گئیں۔

اربیلا شاہ مائرہ کے ساتھ نیچے آئی تھی۔ مائرہ اسکا ہاتھ تھام کر اعظم شاہ کے کمرے میں داخل ہوئی جہاں وہ بیڈ پر بیٹھ کر کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھے۔۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر اعظم شاہ نے نظریں اٹھا کر آنے والے کو دیکھا تو دروازے میں مائرہ شاہ کے ساتھ ایک انجان چہرے کو دیکھ کر وہ مسکرا دیے۔۔

کتاب بند کر کے انہوں نے مائرہ کو قریب آنے کا اشارہ کیا تھا۔مائرہ مسکراتے ہوئے اربیلا کو ساتھ لیے انکے بیڈ کے قریب چلی آئی۔۔اربیلا کو چیئر پر بیٹھا کر وہ خود بیڈ پر اعظم شاہ کے پاس بیٹھ گئی تھی۔

لائٹ براؤن آنکھوں پر جھریوں زدہ چہرے کے ساتھ وہ کوئی اور نہیں بلکہ حویلی کے مالک "اعظم شاہ" تھے۔جو ہاشم شاہ اور ارباز شاہ کے باپ تھے۔کچھ سال پہلے ملے صدمے نے انہیں تیزی سے بوڑھا کر دیا تھا۔اعظم شاہ اصولوں کے پکے اور ایک سخت گیر انسان تھے۔

اعظم شاہ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ہاشم شاہ انکا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ماضی کا سرخ و سفید چہرہ اس وقت جھریوں کے پیچھے کہیں چھپتا یہ صاف ظاہر کر رہا تھا کہ کافی سال بیت گئے ہیں۔

داجان یہ رہیں آپکی بہو۔۔!مائرہ نے اعظم شاہ کے ہاتھ کو چومتے ہوئے اربیلا کی طرف اشارہ کیا جو سفید چادر اوڑھے ڈری سہمی بیٹھی ہوئی تھی۔۔

آپ یہاں خوش ہیں نا۔۔!اعظم شاہ نے اربیلا کی جانب دیکھ کر نرمی سے استفسار کیا تو انکے اس سوال پر اربیلا کو زوردار جھٹکا ملا تھا۔اسکی وائلٹ انکھیں بڑی ہوتی چلی گئیں۔وہ ونی ہو کر اس گھر میں آئی تھی۔ لیکن اس گھر کے مکینوں کا ایسا رویہ اسے شاک میں مبتلا کرتا جا رہا تھا۔

داجان آپ بھابھی سے باتیں کریں میں لاڈو کو دیکھ کر آتی ہوں کالج سے واپس آکر وہ نظر ہی نہیں آئی۔۔۔!

مائرہ کو اچانک شرجینا کا خیال آیا تو وہ کہتے ہوئے جلدی سے اٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔جبکہ اربیلا اکیلے رہ جانے پر ہاتھوں کو مروڑنے لگی تھی۔۔

بچے آپ کسی بات پر پریشان ہیں کیا۔۔۔؟اعظم شاہ نے شائستہ انداز میں اربیلا کو مخاطب کیا۔ جس کے چہرے کے تاثرات نارمل نہیں لگ رہے تھے۔۔۔

آپ۔۔اپپ۔۔اپ کو مجھ پر غصہ۔۔ نہیں۔۔ارہا کیا۔۔ میرے کزن نے اپنے بیٹے کو مار دیا۔۔۔!

اربیلا زخمی دل کے ساتھ آنکھوں میں نمی لیے آعظم شاہ کو دیکھ کر پوچھ گئی۔۔۔ جبکہ اسکے سوال کو سن کر گہری سانس خارج کرتے ہوئے اعظم شاہ مسکرادیے تھے۔وہ سمجھ گئے تھے کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔۔۔

میرا بیٹا اپنے وقت پر اور خدا کی مرضی سے مرا ہے کسی کے مارنے سے نہیں مرا بچے۔۔!اسکا آخری وقت ایسے ہی لکھا تھا۔ جس میں میرا یا آپکا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔۔اس لئے آپ بلکل بھی اس بات پر پریشان نہ ہوں، کہ اگر اپکو ونی کے طور پر نکاح کر کے اس حویلی لایا گیا ہے تو اس حویلی کے مکیں اپ پر ظلم کریں گئے۔ یا اس گھر کے مرے ہوئے فرد کا بدلہ آپ سے لینے کی کوشش کریں گئے۔۔۔!

کیا کسی نے آپ سے کوئی برا سلوک کیا ہے۔۔۔؟اعظم شاہ نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر اسکے دل کے خدشے کو دور کرتے فکرمندی سے سوال کیا تو اربیلا کے گلے میں اچانک آنسوؤں کا گولا اٹکنے لگا تھا۔۔

اسکی سرخ وائلٹ آنکھوں سے تیزی سے آنسو بہنے لگے تو اعظم شاہ مزید پریشان ہوتے چلے گئے تھے۔

بچے آپ مجھے پریشان کر رہیں ہیں، بتائیں !اگر کسی نے آپکے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی ہے تو میں اس سے سوال کروں۔۔۔!میں خود باقاعدہ طریقے سے نکاح کروا کے حویلی میں آپکا استقبال کروانا چاہتا

تھا۔لیکن عین وقت پر میری اچانک طبیعت خرابی نے مجھے بیڈ سے لگا کر رکھ دیا۔۔اس لئے میں اس وقت آپ سے مل نہیں پایا تھا۔

اعظم شاہ نے وضاحت دیتے ہوئے پھر فکر مندی سے پوچھا تو اربیلا انکی وضاحت پر ایک دم سے رونا شروع ہو گئی تھی۔

دماغ میں وقار شاہ کی جھلک اُمڈی جھنوں نے ہمیشہ اسکے وجود کو دھتکارا تھا۔اور یہاں یہ اجنبی انسان اسے وضاحت دیتے ہوئے اپنے گھر والوں کا اس کے ساتھ سلوک پوچھ رہے تھے۔وہ روتے ہوئے زخمی انداز میں مسکرانے لگی تھی۔۔

میں بھی اپکو دادا جان بلا لوں کیا۔۔؟اربیلا نے اپنے آنسوؤں پر قابو پاتے ہوئے آنکھوں میں حسرت لیے اجازت مانگی تو

اعظم شاہ نرمی سے مسکراتے ہوئے میں سرہاں میں ہلا گئے۔۔۔

آپ مجھے اٹھنے میں مدد کریں گئیں کیا۔۔؟مجھے اپکو کچھ دینا ہے۔۔!اعظم شاہ نے کتاب ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے اربیلا سے کہا تو وہ جلدی سے اپنے آنسو صاف کرتے انہیں اٹھنے میں مدد دینے لگی۔۔

اعظم شاہ،اربیلا کی مدد سے بیڈ سے نیچے اتر کر آہستہ سے چلتے ہوئے الماری کے سامنے آئے۔لا کر میں سے دو ڈبے نکال کر وہ دوبارہ سے بیڈ پر آ بیٹھے تھے۔

یہ آپکا منہ دیکھائی کا تحفہ ہے۔۔۔! ایک ڈبہ کھول کر اعظم شاہ نے سونے کے کڑے اسکی طرف بڑھائے تو اربیلا ساکت آنکھوں سے انکی طرف دیکھے گئی۔

اور یہ پازیب بھی آپ کے لئے ہیں۔۔۔! میری مرحوم بیوی نے اپنے سب پوتوں کی بیویوں کے لئے یہ سب بہت شوق سے بنوایا تھا۔ ہمارے گھر میں جب بھی کوئی پوتا پیدا ہوتا تھا۔ تو میری مرحوم زوجہ یہ سوچ کر اپنی بہو کے لئے سونے کے کڑے اور پازیب بنوا کر رکھ لیتی تھیں۔ کہ کل کو وہ یہ سب اپنی بہوؤں کو منہ دیکھائی میں دیں گئیں۔

اعظم شاہ نے دوسرا ڈبہ بھی کھول کر اربیلا کے سامنے رکھتے ہوئے ماضی کی خوبصورت یادوں کو یاد کرتے مسکرا کر اسے بتا رہے تھے۔ اربیلا یک ٹک انہیں دیکھے گئی۔۔۔

میری مرحوم بیوی کو پازیب پہنے کا بہت شوق تھا۔ اس لئے وہ اپنی سب بہوؤں کو بھی پازیب پہنے کی خاص تاکید کرتیں تھیں۔ تاکہ گھر میں پائلوں کی آواز سے پتہ چلے کہ یا یہاں پر تتلیوں کا بسیرا ہے۔۔! اسی شوق میں وہ اپنے پوتوں کی بیویوں کے لئے بھی پازیب بنواتی چلی گئیں تھیں۔! میرے تین پوتوں کے نکاح تو گھر میں ہی ہوئے ہیں, لیکن میری پوتیاں یہ سب نہیں پہنتیں ہیں۔۔ کچھ برس پہلے اس حویلی میں ہر وقت اٹھتے قدموں کے ساتھ پائلوں کا شور گونجتا تھا۔۔ پر اب وہ آواز سنے بھی عرصہ ہو گیا ہے۔۔

کیا آپ یہ پازیب ہر وقت پہن کر رکھیں گئیں۔۔؟ اعظم شاہ نے اپنی بیوی کو یاد کرتے ہوئے مزید اربیلا کو قصے سناتے ہوئے مان سے استفسار کیا تھا۔ جس پر اربیلا نم آنکھوں سے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔

جیا کہاں ہو۔۔۔؟ گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے عالم شاہ شرجینا کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔اس وقت رات کے سات بج رہے تھے۔

شرجینا جو بائیک رائڈنگ سے واپس آکر باتھ روم میں اپنا پنک کاسٹیوم اتار رہی تھی۔عالم شاہ کی آواز سن کے اسکا دل ایک دم سے ڈر کے مارے زوروں سے دھڑکنے لگا تھا۔

چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں تو وہ جلدی سے شاور آن کر گئی۔۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ ارمغان شاہ اور زیام شاہ کے ساتھ رائڈنگ کر کے واپس لوٹی تھی۔۔صد شکر تھا کہ عالم شاہ اور ہاشم شاہ اس وقت آفس سے واپس آکر تب اپنے اپنے کمرے میں فریش ہو رہے تھے۔ورنہ وہ پکڑی جاتی۔۔

واش روم میں سے پانی گرنے کی آواز سن کر عالم شاہ تھوڑا سا الجھ گیا۔۔

یہ اس وقت شاور کیوں لے رہی ہے۔۔؟ عالم شاہ نے اپنے دماغ میں سوچا لیکن پھر اپنے گیلے بالوں سے پانی ٹپکتے دیکھ کر وہ اٹھ کر شرجینا کے پنک ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جھک کر کھڑا ہو گیا۔۔

اسکے پنک ہئیر ڈرائر کو ان کرتے ہوئے عالم شاہ نے اپنے بال ڈرائے کرنے شروع کر دیے۔کیونکہ شاور لے کر شرجینا سے ملنے کی جلدی میں وہ بالوں کو ڈرائے کیے بنا ہی اسکے کمرے میں آگیا تھا۔لیکن یہاں وہ الٹا خود شاور لے رہی تھی۔

بالوں کو ہلکا ہلکا ڈرائے کر کے عالم شاہ ہئیر ڈرائے بند کر کے بیڈ پر بیٹھ کر اسکے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔۔

جبکہ باتھ روم میں بند شرجینا کو مفت میں اب شاور لینا پڑ رہا تھا۔ کیونکہ اتنا تو وہ جانتی تھی کہ عالم شاہ باہر بیٹھ کر اسکے نکلنے کا انتظار کر رہا ہے۔ آفس سے واپس آتے ہی عالم شاہ نے سب سے پہلے شرجینا کو ملنا ہوتا تھا۔ کھانا لگنے میں چونکہ ابھی کچھ وقت تھا اسی لئے وہ بیڈ پر پیچھے گرتے ہوئے شرجینا کے انتظار میں مصروف تھا۔۔۔

عالی۔۔۔ باتھ روم کے دروازے کے قریب آ کر شرجینا نے اسے آواز لگائی۔ تو عالم شاہ اسکی آواز سن کر چونک کر اٹھ بیٹھا۔۔۔

عالی۔۔۔؟! مجھے میرا ڈریس پکڑا دیں میں ساتھ لانا بھول گئی ہوں۔۔ شرجینا پھر عالم شاہ کو زور سے پکارتے ہوئے بولی تو عالم شاہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کر اسکی واڈروب کی طرف بڑھ گیا۔

پتہ نہیں یہ کب بڑی ہو گی۔۔۔۔؟

واڈروب میں اسکے ڈریسز لٹکے دیکھ کر عالم شاہ سوچ بچار کرنے لگا کہ اسے کونسا ڈریس پکڑائے۔ لیکن پھر جب اپنے ڈریس پر اسکی نظر پڑی تو شرجینا کے لئے اوور سائیز ٹی شرٹ اور ساتھ بلیک کھلا سا ٹراؤزر نکال گیا۔ کیونکہ عالم شاہ خود اس وقت بلیک ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس تھا۔

جیا ڈور کھول کر ڈریس پکڑ لو۔۔۔! عالم شاہ نے دروازے کے قریب ہو کر اسے آواز لگائی تو شرجینا پٹ سے سارا ڈور کھول کر کمر پر ہاتھ ٹکاتے ہوئے آنکھیں چندھیا کر عالم کو دیکھنے لگی گئی تھی۔

جبکہ دوسری طرف ایک دم سے سارا دروازہ کھلنے پر عالم شاہ کا سینے میں سانس اٹک چکا تھا۔

عالی اتنی دیر سے کون ڈریس پکڑاتا ہے۔ پتہ ہے، میں یہاں کھڑے رہ رہ کر تھک گئی تھی۔ پنک کلر کے ٹاول کو اپنے وجود پر باندھے وہ نروٹھے پن سے بول رہی تھی۔ جبکہ عالم شاہ تو اسکے دودھیا بازوؤں اور گردن پر پانی کی بوندیں دیکھ کر تھوک نگلنے لگا تھا۔۔۔ اچانک اس اکتیس سالا مرد کو اپنے سامنے انیس سال کی کھڑی بیوی کڑا امتحان لگنے لگی تھی۔

لگتا ہے، یہ لڑکی مجھے پاگل کر کے ہی مانے گی، چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ مضبوط مرد بیچارگی سے سوچ گیا۔۔۔

یہ ڈریس پکڑو اور جلدی سے چینج کر کے باہر آؤ۔۔۔! عالم شاہ نے اس پر سے نظریں ہٹاتے ہوئے اسے بھاری آواز میں کپڑے پکڑا کر آگے بھرنا چاہا تو شرجینا جلدی سے اسکا ہاتھ تھام گئی۔۔۔ شرجینا کے بھیگے ہاتھ کو اپنے ہاتھ پر محسوس کرتے عالم شاہ نے دانتوں تلے ہونٹوں کا کونا دبالیا تھا۔۔۔

عالی چینج کروادیں نا، میں اب تھک گئی ہوں۔۔۔! شرجینا پیار سے اسے دیکھتے ہوئے فرمائشی انداز میں بولی تو عالم شاہ گہری سانس خارج کرتے خود کو کمپوز کرنے کی کوشش لگا۔

عالم جاں میرا امتحان نا لو، جاؤ شاباش ایک منٹ میں چینج کر کے واپس آؤ، میں انتظار کر رہا ہوں۔۔۔! عالم شاہ اسکے بھیگے چہرے کو دیکھتے ہوئے التجائیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔ جبکہ عالم کے پھر وہی الفاظ سن کر شرجینا کے چہرے کے تاثرات بگڑ چکے تھے۔

عالی آپ میرے ساتھ اب ایسا کیوں کرتے ہیں، میں جو بھی کہتی ہوں بس انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خود کرو خود کرو۔۔۔ اگر سب میں نے ہی کرنا تھا تو بچپن میں پھر آپ کیوں کرتے تھے۔۔ تب کیوں مجھے عادت ڈالی۔۔۔؟

شر جینا غصے سے کہتے ہوئے روٹھنے والے انداز میں جا کر بیڈ پر بیٹھی تو عالم شاہ خود کے دل کو کوس گیا جس کو آج اس آفت کے کمرے میں آنے کی بہت جلدی پڑی ہوئی تھی۔۔

سالا خود خالی دھڑک رہا ہے اور یہاں وہ میری بینڈ بجانے پر تلی ہوئی ہے۔۔ عالم شاہ نے اپنے دل کو سخت نظروں سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھ کر کمرے کو اندر سے لاک کر دیا۔۔ کیونکہ اسکی چھوٹی سی بیوی جس حالت میں روٹھ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ کسی بھی وقت کمرے میں کوئی بھی آسکتا تھا۔

شر جینا کا ڈریس بیڈ پر رکھ کر واڈروب سے اسکی پرسنل چیزی نکال کر وہ بیڈ پر اسکی طرف آیا تھا۔۔ کیونکہ معاملہ ایسے ٹلتا ہوئی نظر نہیں آرہا تھا۔۔ عالم شاہ نے اسکی پرسنل چیزیں بیڈ پر رکھ کر اسکے تاثرات دیکھنے چاہے تھے۔ جو کن اکھیوں سے اسکی کاروائی دیکھ رہی تھی۔

اپنے عالی کے ہاتھ میں وہ سب چیزیں دیکھ کر وہ اچانک بلش کرنے لگی تو عالم کو خوشگوار حیرت ہوئی کہ شاید اب ہی وہ شرما کر خود چینج کرنے کے ڈریسنگ روم میں بھاگ جائے۔ کیونکہ اس نے لڑکیوں کو ایسے ہی شرما کر بھاگتے ہوئے سنا تھا۔

جبکہ یہاں شرجینا شرما تو رہی تھی لیکن بھاگ نہیں رہی تھی۔خود پر ترس کھاتے ہوئے وہ خاموشی سے بیڈ پر اسکے پاس بیٹھ کر اسکو دیکھنے لگا۔۔ مقصد صرف اپنی بیوی کو نظروں سے پزل کرنا تھا۔تاکہ وہ اسے اس امتحان سے نا گزارے۔

عالم شاہ بیڈ پر آکر بیٹھا تو شرجینا منہ بگاڑتے ہوئے اٹھ کر اسکی گود میں بیٹھ گئی۔۔نازک سے وجود کا وزن اسے جب گود میں محسوس ہوا تو عالم شاہ کے حواس ایک دم سے اسے جھنجھوڑ گئے۔۔۔جبکہ عالم شاہ اس اچانک افتاد سٹل ہو چکا تھا۔۔

عالم شاہ کی فورسٹ گرین آنکھوں کی پتلیاں پھیلنے لگی تو وہ اپنے دھڑکتے دل پر قابو پاتے ہوئے خود کو جلدی سے سنبھالنے لگا۔۔۔

عالم جاں، اتنی ضدی کیوں ہو۔۔۔؟عالم شاہ نے اسکے بھیگے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بھاری لہجے میں پوچھا تو وہ منہ بگاڑتے ہوئے اسکی ٹی شرٹ کے گلے کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہو گئی

عالی میں ضدی نہیں ہوں بس آپ بدل چکے ہیں۔۔!شرجینا خفگی کا شکار ہوتے جواب میں بولی تو عالم شاہ نے ہاتھ بڑھا کر ریموٹ اٹھاتے ہوئے کمرے کی لائٹ آف کر دیں تھیں۔

کمرے میں ایک دم سے جہاں گہرا اندھیرہ چھایا، وہیں عالم شاہ کا رواں رواں سن ہونے لگا تھا۔۔لیکن وہ ظالم بے خبر بنی بس اسے بچپن کے حوالے دینے میں مصروف تھی۔۔۔

میں کیسے بدل گیا ہوں۔۔۔؟ عالم شاہ نے اسکی کمر کو تھام کر خود کے قریب کرتے ہوئے اندھیرے میں جاننا چاہا تو وہ ناک چڑھا کر اسکے گلے میں لاڈ سے بانہیں ڈال کر بتانے لگی۔۔

جب سے ہم پاکستان آئے ہیں آپ تب سے مجھ سے دور دور رہتے ہیں بس۔۔ نہیں تو پہلے آپ میرے سارے کام خود کیا کرتے تھے۔ پر اب ایسا نہیں ہے، اپ کا پیار میرے لئے کم ہو گیا ہے نا۔۔۔!؟

شر جینا نے بھرائی آواز میں بولتے ہوئے اسکی گردن پر دانت گاڑے تو عالم شاہ اسکے بچپن کے انداز پر بھر پور مسکرانے لگا تھا۔۔۔ یہ اسکا خاص انداز تھا۔ ناراضگی یا لاڈ کی صورت میں وہ ہمیشہ اسکی گود میں آ کر بیٹھ جاتی تھی۔ اور پھر جیسے جیسے شر جینا کا موڈ بدلتا تھا۔ ویسے ویسے اسکا طریقہ کار بھی بدل جاتا تھا۔ غصہ آنے کی صورت میں وہ اسے اگر کاٹتی تھی تو اگلے ہی پل پیار آنے پر اسی جگہ کو پیار سے چوم بھی لیتی تھی۔ تاکہ اسکے عالی کو درد محسوس نا ہو۔۔۔

میری چھوٹی سی بیوی اب بڑی ہو گئی ہے نا بس اس لئے میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنے سارے کام خود کرے۔۔۔! عالم شاہ نے اسکے سراپے سے اٹھتی ہ خوشبو کو اندر اتارتے ہوئے بے بسی سے جواب دیا تھا۔۔۔

میں نہیں بڑی ہوئی اور نا ہی مجھے اپنے کام خود کرنے ہیں۔۔۔! عالم کی بات سے منکر ہوتے اس نے عالم کو ہگ کرنے کی کوشش میں جواب دیا تو عالم سرد سانس خارج کرتا بحث چھوڑ کر اسے چینج کروانے لگا۔۔۔

عالم شاہ نے اسکے ٹاول پر ہاتھ رکھتے اسکا ٹاول کھولنا چاہا تو شر جینا اسکی آغوش میں ہلکا سا کانپ گئی۔۔۔

عالی اپ نے لائٹ کیوں اف کردی ہے؟ اپنے ٹاول پر ہاتھ رکھتے ہوئے شرجینا نے کانپتی آواز میں پوچھا تو عالم اسکے کانپنے پر گہرا مسکرادیا تھا۔

عالم جاں تمہارے کہے کے مطابق تمہیں چینج کروانے لگا ہوں اس لئے آف کی ہے۔۔۔! عالم شاہ نے اسکے کان میں جھکتے ہوئے گھمبیر آواز میں جواب دیا تو اپنے کان پر عالم شاہ کی دہکتی سانسوں کو محسوس کر وہ کسما کر اسے تھام گئی۔۔۔

عالی آپ اتنے گرم کیوں ہو رہے ہیں۔۔۔؟ اپنے سراپے پر عالم شاہ کے تپش زدہ ہاتھوں کے لمس کو محسوس کر وہ جھنجھلا کر پوچھنے لگی تھی۔۔۔

جبکہ شرجینا کی بے چینی پر عالم شاہ نے گہرہ مسکراتے ہوئے اسکے ٹاول کو نیچے کھسکا کر، اسے انر پہنا کر بیک سے ہک بند کرتے ہوئے اسکے کندھے پر نرمی سے ہونٹ رکھے تو شرجینا اندھیرے میں ایک دم سے اچھل پڑی۔

عالی آپکے لپس بھی بہت گرم ہیں۔۔۔! شرجینا کسماتے ہوئے کہنے لگی تو عالم شاہ کا دل کیا زوروں سے قہقہے لگائے۔ جو اسے آگ میں جھونک کر اب معصومیت سے باری باری بتا رہی تھی۔ کہ وہ کہاں کہاں سے ہاٹ محسوس ہو رہا ہے۔

بے بسی کی انتہا پر پہنچتے ہوئے عالم شاہ نے اسے جلدی سے ٹی شرٹ پہنا کر ٹاول کھول کر نیچے گراتے ہوئے اسے ٹراؤزر پہنا کر لائٹ آن کیں تو شرجینا کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ حیران ہو گیا تھا۔

کیونکہ شر جینا شاہ اس وقت اپنے کمرے کی طرح چہرہ بھی گلابی کیے بیٹھی تھی۔ عالم شاہ کے لمس پر اسکا چہرہ بھاپ چھوڑتے ہوئے سرخ ہو چکا تھا۔۔ جس سے وہ خود بھی بے خبر تھی۔۔۔

جیا اتنی ریڈ کیوں ہو رہی ہو۔۔۔؟ عالم شاہ نے انجان بنتے ہوئے اب الٹا اس سے پوچھا تھا۔

پتہ نہیں عالی کیا ہو رہا ہے۔ ایک دم سے گرمی لگنے لگی ہے۔ میں باہر جا رہی ہوں۔۔! شر جینا نے اپنی حالت سے انجان ناسمجھی سے جواب دیتے اٹھ کر باہر جانا چاہا تو عالم شاہ اسے روک گیا۔۔۔

بال نہیں ڈرائے کرنے کیا۔۔۔؟ عالم شاہ نے اسکے گیلے بالوں کی طرف اشارہ کیا تو وہ ہولے سے اثبات میں سر ہلا دوبارہ اسکی گود میں بیٹھ گئی۔

جبکہ اسے اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بٹھاتے ہوئے عالم شاہ نے اسکے بال ڈرائے کرتے ہوئے اس سے کالج کے بارے میں پوچھنا شروع کیا تاکہ اسکا دھیان بٹا کر اسے نارمل کر سکے۔ اگر اس حالت میں وہ باہر جاتی تو ہاشم شاہ اپنی لاڈو کی حالت دیکھ کر بلکل ویسے ہی سمجھتا جو آج عالم شاہ حابیل شاہ کے بارے میں سمجھ رہا تھا۔

____

ڈائننگ ٹیبل پر ارمغان شاہ جو مالا شاہ کو وارفتگی سے دیکھ رہا تھا کہ اچانک ارمان شاہ کے کہنی مارنے پر وہ ہوش میں آتا ہڑبڑا گیا۔۔۔

کمینے انسان اگر بڈی نے تمہاری ان چھچھوڑی نظروں کو باڈر کے اس پار دیکھ لیا نا، تو بڈی نے ایک بار میں ہی وہاں سے گولا بارود پھینک کر تیرا قصہ تمام کر دینا ہے۔ اس لئے اپنے ان کالے بنٹوں کو لگام لگا کر سامنے پلیٹ پر نظریں جما۔۔۔"

ارمان شاہ نے منہ کے آگے ہاتھ رکھتے دانت پیس کر بولتے ہوئے اپنے آگے پڑی پلیٹ کو تکنے کا حکم دیا تھا۔۔! وہ سب اس وقت ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھ کر عالم شاہ اور شر جینا کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔

ارمان شاہ کے ہوش دلانے پر ارمغان سرد سانس خارج کرتے اپنے ساتھ بیٹھے نمونوں کو دیکھ گیا۔ باڈر کے اس پار نہ سہی لیکن باڈر کے اس پار والی شکلوں کو تو اسے مجبوری میں دیکھنا ہی پڑنا تھا۔۔

بلیک ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں اپنے براؤن بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے عالم شاہ، شر جینا کا ہاتھ تھامے ڈائنگ ٹیبل پر آیا تو سب انکی طرف متوجہ ہو گئے

اعظم شاہ کو آج ٹیبل پر دیکھ کر شر جینا بھاگ کر انکے گلے لگی تو وہ ہنستے ہوئے اسکا ماتھا چوم گئے۔۔

میرا بچہ کہاں رہ گیا تھا۔۔؟ شر جینا کا ماتھا چوم کر اعظم شاہ نے پیار سے استفسار کرنا چاہا کیونکہ وہ سب پچھلے آدھے گھنٹے سے ان دونوں کا انتظار کر رہے تھے۔

سوری داجان میں نہا رہی تھی، تو اس لئے ٹائم لگ گیا۔۔! شر جینا شاہ نے بھی بدلے میں اعظم شاہ کے ماتھے کو چومتے ہوئے دیر سے آنے کی وجہ بتائی تو سب اسکی حرکت پر ہنس پڑے تھے۔ کیونکہ وہ اعظم شاہ کا ماتھا چومتے ہوئے کوئی بڑی بزرگ خاتون لگ رہی تھی۔

سوری بڑی، اس کے بال ڈرائے کر رہا تھا، اس لیے زیادہ وقت لگ گیا۔۔۔!

عالم شاہ نے شر جینا کو اپنی چیئر پر بٹھاتے ہوئے ہاشم شاہ کو جواب دیا جو آنکھوں سے اسے پوچھ رہا تھا۔ کہ تم کیا کر رہے تھے؟!

عالم شاہ کے جواب دینے پر ہاشم شاہ نے سر کو جنبش دیتے کھانے کا پہلا لقمہ شر جینا کو کھلایا تو تبھی عالم شاہ فوراً بول پڑا تھا۔۔!

بڑی آپ کھانا کھائیں جیا کو میں آج خود کھانا کھلاتا ہوں.!

عالم شاہ کے کہنے پر ہاشم شاہ نے اسے گھور کر دیکھا لیکن جواب میں خاموش رہا تھا۔۔

او بھائی ہم بھی اس خاندان کے مکین ہیں ہمارا کھانا کہاں ہے.؟

زیام شاہ ٹیبل پر چمچ بجاتے ہوئے اونچی آواز میں سب کو مخاطب کرتے بولا تو سب ٹیبل کے آخری کونے کو بے زاری سے دیکھنے لگے۔۔۔! سب سے دور بیٹھنے کی وجہ سے کھانا ان تک نہیں پہنچا تھا۔ کیونکہ کھانے کی ڈشز زان سے دور پڑی تھیں۔ مائرہ پہلے انکے کے لئے الگ سے کھانا نکلوا کر انکے سامنے سیٹ کروا دیتی تھی۔ تاکہ انہیں کسی بھی چیز کے لئے بار بار نہ کہنا پڑے۔۔۔

لیکن آج اپنے آفس کے کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے وہ بھی ٹیبل پر لیٹ آئی تھی۔ اسی لئے ملازموں کو بھی اس بارے میں یاد نہیں رہا تھا۔

جہنمی لوگ کھانا نہیں بلکہ کیڑے مکوڑے کھاتے ہیں، تو تم لوگ کیوں کھانا مانگ رہے ہو۔۔۔!؟ ہاشم شاہ نے چاول کھاتے ہوئے ان تینوں کو دیکھا جو خالی پلیٹس لئے بیٹھے تھے۔

ہاشم شاہ کے کرڑک دار جواب پر وہ تینوں خفگی سے ہاشم شاہ کو دیکھ گئے

کتنی دفعہ کہنا پڑے گا کہ انسانوں کی طرح سب کے ساتھ بیٹھا کرو۔۔! عالم شاہ نے بھی گھور کر انکو کہا تھا۔۔۔

کھانا دینے کی بجائے بس سب لیکچر دیے جا رہے ہیں۔۔! ایک کے باد ایک کے سنانے پر ارمغان شاہ ناک چڑھا کر جواب میں بول گیا

میں نکال کر دیتی ہوں۔۔۔! مائرہ شاہ جلدی سے اٹھ کر انکو کھانا نکال کر دینے لگی تو ارباز شاہ ہاشم شاہ کو مخاطب کر گئے۔۔۔

شاہ تمہارا شادی کرنے کا کوئی پروگرام ہے کہ نہیں۔۔۔؟ ارباز شاہ نے ہمیشہ والی بات دہراتے ہوئے ہاشم شاہ سے پوچھا تو ہاشم شاہ نے بےزاری سے اپنی سبز آنکھیں گھمائیں۔۔۔

اچھا بھلا وقت گزر رہا ہوتا ہے۔ پر پتہ نہیں کیوں بھائی اپکو چین نہیں پڑتا جو ہر وقت بس میری شادی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔۔۔!

ہاشم شاہ کو فت سے گویا ہوا تو بدلے میں ارباز شاہ نے اسے سخت گھوری سے نوازا۔

تمہارا کون سا اچھا وقت گزر رہا ہے جو مجھے نظر نہیں آ رہا۔۔! ماشاءاللہ سے بتیس سال کے تو ہو گئے ہو۔ تمہارے چھوٹے بھتیجوں اور بھتیجیوں تک کے نکاح ہو چکے ہیں اور ایک تم ابھی تک یہاں چھڑے چھانٹ گھوم رہے ہو۔۔۔! اتنا کنوارا پن بھی ٹھیک نہیں ہوتا شاہ۔۔!

ہاشم کے جواب پر ارباز شاہ سخت لہجے میں اسے سناتے ہوئے کہنے لگے تو انکے آخری جملے پر جہنمی کونے سے قہقہے گونج اٹھے تھے۔

قسم سے بڑی اپکے کنوارے پن پر ویسے ورلڈ ریکارڈ بھی بن سکتا ہے۔۔۔! ارمغان شاہ نے چھیڑتے ہوئے لقمہ دیا تو ہاشم شاہ نے اسے آنکھیں دیکھائیں۔۔۔

کونسے نکاح کی بات کر رہے ہیں بابا جان، نکاح کر کے بھی ہم کنواروں والی ہی زندگی گزار رہے ہیں۔۔! ارمان شاہ بھی لہجے کو اداس بناتے ہوئے بول اٹھا تھا۔۔۔ جبکہ ارمان شاہ کی بات پر مائرہ شاہ دانت پیس کر اسے دیکھ گئی۔۔ کیونکہ اپنا کزن نما منکوح اسے سخت زہر لگتا تھا۔

ہو گئی بکواس تم لوگوں کی یا ابھی رہتی ہے۔۔۔! ہاشم نے سالم نگاہوں سے ان تینوں کو پوچھا تو وہ شریف بنتے کھانے پر دوبارہ جھک گئے۔۔۔

شاہ، بچوں کو نہیں ڈانٹو اور بتاؤ کب تک شادی کا ارادہ ہے؟ خیر سے اب تو حابیل کا بھی نکاح ہو گیا ہے۔ حویلی میں اب بس تم یا زیام شاہ ہی بچے ہو۔۔۔! تو اس بارے میں کیا ارادہ ہے؟ یا پھر ہم لوگ ہی تم دونوں کے لئے لڑکیاں دیکھنا شروع کریں۔۔!

اس ساری گفتگو میں اعظم شاہ اب بولے تو وہ بھی ہاشم شاہ کو پوچھ گئے تھے۔

جبکہ ہاشم ان سب کی ایک ہی رٹ پر سرد سانس خارج کرنے لگا تھا۔ کیونکہ اسے بتیس سال نہیں بلکہ خود سے باسٹھ سالہ کی فیلنگ آنے لگی تھی۔ سب مل کر اسے بڈھا ثابت کرنے پر تلے ہوئے تھے۔۔۔! ہاشم کے کوئی جواب دینے سے پہلے ہی زیام شاہ کی آواز سنائی دی تو سب اسکو دیکھنے لگے۔

داجان میں لو میرج کرنا چاہتا ہوں تو پلیز مجھے ابھی ان سب آدھے ادھورے شادی شدہ لوگوں سے دور ہی رکھیں یار۔۔۔! اپنے ذکر پر زیام شاہ نے جلدی سے اپنے دل کی بات کہی تو سب اسکو دیکھ گئے جو منہ پھاڑے لو میرج کرنے کا اعلان کر رہا تھا۔۔

تیری شکل ہے لو میرج کی؟ تیری ان سیاہ فام آنکھوں کو دیکھ کر پہلی نظر میں لڑکی نے تجھے موت کا فرشتہ گمان کرنا ہے۔۔۔! حابیل شاہ نے ابرو اچکاتے ہوئے طنزیہ انداز میں زیام کو پوچھتے ہوئے اسکی ڈارک بلیک آنکھوں کو نشانہ بنایا تو ارمان شاہ قہقہ لگا گیا۔۔!

جبکہ زیام شاہ نے اپنے بڑے بھائی کے طنز پر منہ بسور لیا تھا۔۔۔ ان سب کے طنز وہ جیب میں جمع کرتا جا رہا تھا۔ تاکہ وقت آنے پر سب کو ڈبل کر کے واپس کر سکے۔۔۔

باباجان میری شادی کا ذکر ابھی چھوڑ دیں، کیونکہ مجھے جب لگے گا کہ مجھے شادی کر لینی چاہیئے میں تب شادی کر لوں گا۔۔ فلحال پلیز اس ٹاپک پر مجھے بور نا کریں۔۔!

ہاشم شاہ جان چھڑانے والے انداز میں بات ختم کرتے بولا تو ار باز شاہ اور اعظم شاہ اسے تاسف سے دیکھے گئے۔

خدا ہی جانتا ہے کہ تم کیا چاہتے ہو شاہ، تمہارے سب بھائیوں کی میں سترہ، یا اٹھارہ سال کی عمر میں شادی کر چکا تھا۔ایک تم ہی بڑھے ہونے کے انتظار میں بیٹھے ہو۔۔!

پتہ نہیں تمہارے لئے اب کون سی حسینہ نے دیوار پھاڑ کر نکلنا ہے جس کو دیکھ کر تمہارا یہ بڈھا دل شادی کرنے کو مچل اٹھے۔۔۔! اعظم شاہ جلے کٹے انداز میں اونچی آواز میں بڑ بڑاتے ہوئے بولتے چلے گئے تھے انکی باتوں پر سب دبی دبی آواز میں ہنسنا شروع ہو گئے۔۔

ماموں میں صبح سے آفس جوائن کرنا چاہتی ہوں۔۔! سب کو اپنے چاچو پر حملے کرتے دیکھ کر مائرہ جلدی سے بات شروع کرتے بولی تاکہ سب کی توجہ ہاشم شاہ سے ہٹا سکے۔۔۔! مائرہ کی بات پر سب کو خوشگوار حیرت نے آن گھیرا تھا۔

اہاں،، یہ تو بہت اچھی بات ہے میرا بچہ۔۔! ہاشم شاہ نے پیار اسے جواب دیا تھا۔اربیلا شاہ صبح والے حلیے میں بلیک چادر اوڑھے چھوٹے چھوٹے نوالے لیتی سب کی گفتگو سن رہی تھی۔

ارمان شاہ نے گہری نظروں سے مائرہ کو دیکھا جو بلوٹی شرٹ اور کھلے سے ٹراؤزر میں ڈارک براؤن بالوں کا جوڑا بنائے بیٹھی ہوئی تھی۔آئس بلو آنکھوں میں اس وقت سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

صبح تم تیار ہو جانا مان تمہیں آفس میں جوائن کر لے گا۔۔! ہاشم شاہ نے کھانا کھاتے ہوئے اسے کہا تو مائرہ جلدی سے بول پڑی۔۔۔

نہیں چاچو ابھی نہیں پلیز، فلحال میں اکیلے اس بزنس کو سنبھالنا چاہ رہی ہوں۔۔۔! مائرہ شاہ نے ریکوسٹ کرتے ہوئے ہاشم شاہ کو کہا تو ہاشم اپنی اکلوتی بھتیجی کو دیکھنے لگا۔ جو اپنی آئس بلو آنکھوں میں امید لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

ٹھیک ہے بچے جیسے تم چاہتی ہو ویسے ہی ہو گا۔۔۔! ہاشم شاہ نے کچھ سوچتے ہوئے حامی بھری تو خوشی کے احساس سے مائرہ کا چہرہ کھلنے لگا تھا۔ اس کے برعکس خود کو جھٹلانے پر ارمان شاہ کا تیش سے برا حال ہو چکا تھا۔

میر واگر کوئی مسلہ ہوا تو مجھے فوری طور پر انفارم کرنا ہے۔۔! اوکے۔۔؟! حابیل شاہ نے اسے ہدایت کی تو وہ خوشی سے ہاں میں سر ہلا گئی۔ اس طرح باتوں میں کھانے کا دور چلتا رہا لیکن ارمان شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کچھ کر دے۔۔۔

زیام شاہ اور ارمغان شاہ نے ارمان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے اسے آنکھوں سے تسلی دینا چاہی تو وہ اپنی ڈارک گرے آنکھیں بند کرتا خود پر ضبط کرتے سر جھٹک گیا۔۔

رات کے بارہ بجے مائرہ آنکھوں پر گلاسز لگائے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلا رہی تھی۔ صبح سے وہ آفیشلی اپنا بزنس جوائن کرنے والی تھی۔ اسی لئے وہ کچھ ابتدائی ضروری کاموں کو نمٹانے کے لیے ابھی تک جگی ہوئی تھی۔

مائرہ شاہ "زمل اعظم شاہ" اور "موسی پرویز شاہ" کی اکلوتی بیٹی تھی۔ اصل میں مائرہ شاہ اعظم شاہ کی نواسی تھی۔ کچھ سال پہلے باقی حویلی والوں کی طرح مائرہ شاہ نے بھی اپنے ماں باپ کو حادثے میں کھو دیا تھا۔۔

اعظم شاہ نے اپنی اکلوتی لاڈلی بیٹی کی شادی اپنے دوست کے بیٹے موسی شاہ سے کی تھی۔ یہ شادی موسی شاہ کی طرف سے لو میرج جبکہ زمل شاہ کی طرف سے ارینج میرج کہلائی گئی تھی۔ موسی شاہ کو زمل سے پہلی نظر کی محبت ہوئی تو بلا جھجک اس بات کا اظہار کرتے کچھ عرصے میں ہی زمل اعظم شاہ کو پورے دھوم دھام سے رخصت کروا کے وہ اپنے گھر لے گیا تھا۔۔

شادی کے چار سالوں بعد مائرہ شاہ پیدا ہوئی تو موسی شاہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں رہا تھا۔ "مائرہ شاہ" میں زمل شاہ اور موسی شاہ کی جان بسنے لگی تھی۔ چونکہ موسی شاہ پہلے سے ہی اپنا خاندانی بزنس چلا رہے تھے۔۔ لیکن مائرہ کی پیدائش کے بعد انکو نجانے کیا سوجھا کہ موسی شاہ نے اپنی بیٹی کے نام پر کمپنی کا آغاز کرتے ایک الگ سے بزنس شروع کر لیا۔ جو دن رات کی محنت سے جلدی ہی ترقی کرنے لگا تھا۔ جس پر موسی شاہ کو اپنی بیٹی کے نصیب پر رشک سا محسوس ہوتا تھا۔۔۔

لیکن پھر ایک حادثے نے نا صرف مائرہ شاہ بلکہ حویلی کے باقی بچوں کو بھی ماں باپ کے سایوں سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا تھا۔

مائرہ شاہ کے بڑے ہونے تک اسکی کمپنی کو حابیل شاہ اور عالم شاہ نے سنبھالے رکھا۔ لیکن اب جب مائرہ شاہ اپنی پڑھائی مکمل کر چکی تھی۔ ایسے میں اب وہ اپنا بزنس خود چلانا چاہتی تھی۔ مائرہ شاہ کی ٹریننگ کے لئے وہ

تین ماہ سے ہاشم شاہ، حابیل شاہ اور عالم شاہ کے ساتھ انکے آفس میں جاتی رہی تھی۔ تا کہ بزنس کو سیکھ سکے۔ پھر ایک مہنیہ پہلے جب عالم شاہ اور ہاشم شاہ دبئ چلے گئے تو مائرہ حابیل کے ساتھ اسکے آفس جانے لگی۔

اور اب چار مہینوں کی ٹرینگ کے بعد مائرہ شاہ افشیلی اپنا بزنس جوائن کرنے کے لیے بلکل تیار تھی۔

اس سلسلے میں ہاشم شاہ نے مائرہ کو نصحیت کی تھی۔۔ کہ ارمان شاہ اسکے ساتھ اسکی کمپنی کو جوائن کر کے اسکی مدد کرے گا۔ جس کو مائرہ شاہ نے فلوقت مان لیا تھا۔ لیکن آج ڈائنگ ٹیبل پر وہ منع کر گئی تھی۔ کیونکہ وہ اپنے بل بوتے پر کچھ کرنا چاہ رہی تھی۔۔ ایسے میں اس کڑیلے شاہ کی مدد لینا اسکی توہین تھی۔۔ جو پہلے ہی اسے سناتا نہیں تھکتا تھا۔ کہ وہ بزنس کو اوپر پہنچانے کی بجائے ڈوبانے کی صلاحیت زیادہ رکھتی ہے۔ تو اسی وجہ سے آج اس نے ہاشم شاہ کو منع کر دیا تھا۔

مائرہ جو محو ہو کر لیپ ٹاپ پر الجھی ہوئی تھی۔۔ کہ اسی وقت اسکی بالکونی میں کوئی کودا تھا۔۔ ہاشم شاہ نے لڑکیوں کے کمرے بے شک اپنی سکیورٹی میں رکھے تھے۔۔ لیکن سب کمروں کی بالکونی کو آپس میں جوڑا گیا تھا۔ حویلی کا اوپر والا پورشن ہاشم شاہ نے خود ڈیزائن کروایا تھا۔ کمروں کو اس طرح بنانے کا مقصد صرف یہ تھا۔۔ کہ ایمرجنسی کی صورت میں بنا کسی رکاوٹ کے بالکونی سے کود کر کمرے میں داخل ہوا جا سکے۔

اور آج رات کے بارہ بجے بھی ایک ایمرجنسی نافذ ہوئی تھی۔ اور وہ ایمرجنسی ارمان شاہ کے دل میں تپش کی صورت میں اٹھ رہی تھی۔۔ جو اپنی منکوحہ کی بالکونی میں کود کر فتح مندی سے باقی کمروں کو دیکھ رہا تھا۔۔ جیسے کہنا چاہ رہو کہ اب ڈون کو روک کے دیکھاؤ۔۔۔

کمرے کی جلتی ہوئی لائٹ کو دیکھ کر ارمان ہاتھ جھاڑتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔۔ بالکونی کے دروازے پر لگے سفید پردے کی اوڑھ سے ارمان شاہ نے اپنی منکوحہ کو دیکھ کر زور سے اپنا نچلہ لب کاٹا۔۔۔

اوور سائیز ٹی شرٹ میں اپنی نیلی آنکھوں میں گہری سنجیدگی سجائے وہ لگن سے کام میں مصروف تھی۔۔ آئس بلو آنکھوں کو دیکھ کر ارمان شاہ کی ڈارک گرے آنکھوں میں جذبات ابھرے لیکن اگلے ہی پل گرے آنکھیں سامنے دیکھ کر خود سے باتیں کرتیں ہوئیں اپنے جذبات کو جھٹلا گئیں۔

یہ سڑی مرچ ہی لکھنی تھی میری قسمت میں کیا۔۔؟ارمان شاہ نے اوپر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بیچارگی سے پوچھا تھا۔

جی جی مجھے یاد آگیا ہے کہ یہ ٹف چوائس میری اپنی ہی تھی۔۔!اپ غصہ تو نہ کریں۔۔۔!وہ جو آسمان کو دیکھ کر خدا سے پوچھنا چاہ رہا تھا کہ اگلے ہی پل بچپن کا منظر آنکھوں کے سامنے آیا تو وہ جلدی سے یاد کرتے بتانے لگا تھا کہ یہ سڑی مرچ اسکی اپنی پسندیدہ فہرست ہے۔اسکے یوں پوچھنے پر خدا نے بھی اسے یاد کروادیا تھا۔۔ مائرہ شاہ اسکی موجودگی سے بلکل بے خبر گم ہو کر کام کر رہی تھی۔

مائرہ کو کمرے میں مصروف دیکھ کر ارمان شاہ نے کمرے میں داخل ہو کر آہستہ سے بالکونی کا دروازہ بند کر دیا۔یہ اسکی احتیاط تھی۔۔اہستہ آہستہ سے وہ قدم اٹھاتے ہوئے بیڈ کے قریب کھڑا ہوا تو مائرہ کسی کی موجودگی محسوس کرتے نظریں اٹھا کر دیکھنے لگی۔کہ سامنے ہی نظر پڑتے ہی اسکی آئس بلو آنکھیں پھیلتی چلی گئیں تھیں۔

آنکھوں کے پھیلنے کے ساتھ ہی چہرے پر حیرانی واضح ہوئی تھی۔

تم۔۔تم یہاں کرر ہے ہو۔۔؟رات کے اس پہر پہلی بار ارمان شاہ کو اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ حیرت زدہ نہ ہوتی تو کیا ہوتی۔۔۔جبکہ وہ مزے سے اسکے ایکسپریشن دیکھتے ہوئے آگے بڑھ کر لیپ ٹاپ پیچھے کرتے اسکے قریب کہنی کے بل لیٹ گیا۔۔۔

مائرہ شاہ مزید حیرت انگیزی کا شکار ہوتی اسے دیکھنے لگی۔۔وائٹ ٹی شرٹ اور بلو ٹراؤزر میں وہ بے نیازی سے اسکے سامنے بیٹھ کر اسکو تاڑ رہا تھا۔۔۔جبکہ ڈارک گرے آنکھوں کے دیکھنے کا نظریہ بھی بدلا بدلا سا لگ رہا تھا۔۔

ارمان شاہ کی بے نیازی پر مائرہ شاہ کو ایک دم سے غصہ

عود کر آیا۔

کیا تکلیف ہے؟کیوں آئے ہو میرے کمرے میں۔۔۔!مائرہ غصے سے اسے پوچھ گئی جو خاموشی سے اسکا معائنہ کیے جا رہا تھا۔۔۔

یہ تو میں پوچھنا چاہتا ہوں مائرہ شاہ کہ تمہیں کیا تکلیف ہے۔پیدا ہوتے ہی تم نے میرے دل میں تکلیف پیدا کر دی!پھر آہستہ آہستہ مجھے نظر انداز کر کے تکلیف دینا شروع کی!اور اب جب سے میرے نکاح میں آئی ہو تب سے مجھے اور میرے دل دونوں کو تکلیف دے رہی ہو۔۔۔!قسم سے کبھی کبھی دل چاہتا ہے، کہ پھوپو اگر زندہ ہوتیں تو انہیں ضرور پوچھتا کہ کیا ضرورت تھی ایسی فضول پراڈکٹ پیدا کرنے کی۔۔۔!

مائرہ شاہ کے پوچھنے پر ارمان شاہ نے عام سے لہجے میں بے پرواہی بھرا کافی لمبا جواب دیا تو مائرہ شاہ کی آنکھیں بڑی ہوتی چلی گئیں۔۔اپنی انسلٹ پر چہرہ لال ہوا تو وہ غصے سے بول اٹھی۔۔۔

مان شاہ زبان سنبھال کر بات کرو اور اگر میرے وجود سے تمہیں اتنی ہی تکلیف ہے تو یہاں پر انڈے دینے آئے ہو کیا۔۔!

مقابل کے جواب پر مائرہ شاہ نے غصے سے لال بھبھوکا ہوتے بھرپور جوابی کارروائی کرتے پوچھنا چاہا تھا۔۔

ہائے۔۔۔! قسم سے تمہاری اس ناگن جیسی لمبی زبان سے مجھے فقت یہ ہی لفظ پیارا لگتا ہے۔جب یہ تم مجھے مان کہہ کر پکارتی ہو نا سیدھا اس دل پر ٹھا کر کے لگتی ہو۔۔۔!

مائرہ کی زبان سے ہمیشہ کی طرح "مان" سن کر ارمان کی دھڑکن تیز ہوئی تو وہیں بیڈ پر گر کے اسے جاں لٹاتی نظروں سے دیکھنے لگا۔۔

جبکہ مائرہ ابھی تک یہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ اس وقت یہاں پر کیا لینے آیا ہے۔۔۔؟

فضول میں میرا وقت ضائع کرنے کوئی ضرورت ہے,اور نہ ہی مجھے تمہاری کسی بات میں کوئی انٹرسٹ ہے اس لئے جہاں سے آئے ہو، وہیں سے رفو چکر ہو جاؤ! شاباش جلدی۔۔۔!

مائرہ نے چٹکی بجاتے ہوئے صاف صاف لفظوں میں اسے آوٹ کہا تو اس بار ارمان غصے سے جل بھن گیا تھا۔ غصے سے دماغ آؤٹ ہوتے اس نے مائرہ کی چٹکی بجاتی انگلی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو وہ اس اچانک افتاد پر ایک دم سے اسکے سینے پر آ گری۔۔

تمہیں کسی نے سیکھایا نہیں ہے کہ شوہر کے ساتھ تمیز سے بات کی جاتی ہے۔۔۔!

اسکی کی کمر میں ہاتھ لپیٹتے ہوئے وہ اسکی آنکھوں میں جھانک کر پوچھنے لگا جبکہ دوسری طرف ارمان کی اس حرکت پر مائرہ شاہ کا شرم وغصے سے حال برا ہونے لگا تھا۔۔۔

شوہر مائے فٹ۔۔۔۔! اپنی حد میں رہو ارمان شاہ ورنہ تمہاری اس ساری بد تمیزی کے بارے میں ماموں کو بتادوں گی۔۔۔!

مائرہ اسکی گرفت سے نکلنے کی کوشش میں غراتے ہوئے بولی تھی۔اس پہلی نزدیکی پر ایک دم سے اسکا چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا تھا۔۔

ویری گڈ چاچو کو یہ بھی بتا دینا۔۔۔! ارمان شاہ پیچھے سے اسکے چہرے کو جکڑ کر خود پر جھکا کر لبوں پر جھکنے سے پہلے یاد کروانا نہیں بھولا تھا۔۔

جبکہ اپنے لبوں پر ارمان شاہ کے ہونٹوں کو محسوس کر کے مائرہ شاہ کسی بت کی مانند ایک دم سے فریز ہو چکی تھی۔۔۔کانوں سے دھواں نکلنے کے ساتھ ساتھ اسکی آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہوتی چلی گئیں تھیں۔۔۔

ارمان شاہ نے آنکھیں وا کرتے اسکی طرف دیکھا جو اسکے پہلے لمس پر بلکل سٹیچو بن گئی تھی۔

اسکے لال گلابی چہرے کو دیکھ کر ارمان شاہ کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا تھا۔مائرہ شاہ کا حال ایسا تھا۔کہ وہ اسے خود سے دور کرنے کی ہمت بھی نہیں جٹا پا رہی تھی۔

اسکی حالت کو دیکھتے ہوئے ارمان شاہ کو مزید شہہ ملی تو وہ کروٹ بدلتے ہوئے مائرہ کے اوپر آگیا۔۔۔

اپنا زرا سا وزن اسکے اوپر شفٹ کرتے اسکے بازوؤں کو اوپر ہاتھ میں قید کرتے ہوئے ارمان نے لب ہٹاتے ہوئے زرا سے پیچھے ہو کر اسکی طرف دیکھا جو سٹل ہو چکی تھی۔

ارمان شاہ نے ابھی صرف اسکے لبوں کو چھوا ہی تھا اور وہ ہوش بھلا بیٹھی تھی۔۔

میرو۔۔۔؟ ارمان نے اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اسے محبت سے پکار لگائی تو وہ ششدر ہوتی اسے دیکھنے لگی۔ جبکہ لب ابھی بھی کھلے ہوئے تھے۔

تم۔۔ تم۔۔۔ نے ابھی میرے ساتھ کیا کیا۔۔۔؟ بے یقینی سے وہ پوچھنے لگی تو ارمان شاہ نے اپنا لب کاٹ لیا۔۔

میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔۔۔! مائرہ کی گردن سے اٹھتی ہوئی خوشبو کو اپنے اندر اتارتے ارمان شاہ نے لاعلمی سے جواب دیا تھا۔۔

جبکہ اسکے انجان بننے پر مائرہ حواس باختگی سے چینخنے لگی تو اسکا ارادہ سمجھتے ارمان اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے دوبارہ اسکے ہونٹوں پر جھک گیا تھا۔۔ جس پر ایک بار پھر مائرہ کے پورے وجود میں کرنٹ دوڑتا چلا گیا۔ اسکی چینخ حلق میں ہی دم توڑ گئی تھی۔

اسکے برعکس ارمان شاہ مدہوش ہوتے پہلی بار اسکی میٹھی سانسوں کو محسوس کر رہا تھا۔۔ اسکے لمس میں پہلے جہاں نرمی تھی، آہستہ آہستہ شدت اختیار کرنے لگی تو مائرہ کسی چڑیا کی مانند اسکی گرفت میں پھڑ پھڑانے لگی تھی۔۔

اسکے نچلے ہونٹ کو اپنے ہونٹوں میں دباتے ہوئے ارمان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود میں بھینچنا چاہا تو وہ لال انگارہ ہو گئی۔۔ جبکہ ارمان کو اسکی سانسوں سے لپٹے ہوئے ابھی تین منٹ ہی گزرے تھے کہ ایک دم سے ہوش میں آتے وہ ہڑبڑا کر اسکے اوپر سے ہٹتے کھڑا ہو گیا۔

ایک نظر اسکی طرف دیکھا جو آنکھیں میچے سرخ چہرے کے ساتھ لیٹی کانپ رہی تھی۔

بے اختیار بالوں میں ہاتھ پھیرتے ارمان ایک دم سے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

مائرہ شاہ اس وقت صبح کے دس بجے اپنے آفس میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔

سٹائلش سی لائٹ گرین کلر کی لانگ شرٹ کے ساتھ کیپری پہنے وہ چیئر کے ساتھ ٹیک لگائے سوچوں میں گم تھی۔ جبکہ پیروں میں بلاک ہیلز پہنی ہوئیں تھیں۔ پاکستان کے رہن سہن کے مطابق مائرہ شاہ نے خاص طور پر اپنی آفس واڈروب مالا شاہ سے ڈیزائن کروائی تھی۔ تاکہ ہر چیز پرفیکٹ لگے۔

امریکہ میں رہتے ہوئے بھی مائرہ شاہ اور مالا شاہ کی ڈریسنگ کبھی بولڈ نہیں ہو پائی تھی۔ کیونکہ ہاشم شاہ نے انکی تینوں کی تربیت پر خاص طور پر توجہ دی تھی۔۔۔

انکا ہر ڈریس ایلیگنٹ اور سٹائلش ضرور ہوتا تھا۔۔ لیکن بولڈ نہیں ہوتا تھا۔ دوبٹہ اوڑھنے میں وہ ابھی تینوں ناکام تھیں۔ جبکہ حویلی میں ہلکی پھلکی ڈریسنگ کے طور پر وہ تینوں اوور سائیز ٹی شرٹس کے ساتھ کھلے ٹراؤزر میں نظر آتیں تھیں۔ اس چیز کی عادت ان تینوں کو امریکہ سے پڑی تھی۔

اور یہ عادت یہاں آکر بھی نہیں چھوٹی تھی۔ جس پر حویلی کے کسی مرد نے انہیں نہیں ٹوکا تھا۔ کیونکہ حویلی کے سب مردان کو پر سکون رکھنا چاہتے تھے۔

آج اسکا آفس کا پہلا دن تھا۔ اس دن کے لیئے وہ کل رات تک بہت پر جوش تھی۔ پر ارمان شاہ کی کل رات کی حرکت نے مائرہ شاہ کے حواس پر برف جما دی ہوئی تھی۔۔

آفس آکر بھی اسکا کام میں دل نہیں لگ رہا تھا۔۔ رہ رہ کر اسے کل رات کے فسوں خیز لمحات یاد آرہے تھے۔۔ جب وہ اچانک نکاح کے بعد پہلی بار اسکے اتنے نزدیک آیا تھا۔

ورنہ پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ ان دونوں کا نکاح بچپن میں ہوا تھا۔ اس لیئے وہ دونوں ہی اپنے اس رشتے سے باخوبی واقف تھے۔ لیکن دونوں کی تو، تو میں، میں کی عادت کی وجہ سے ان دونوں کی کبھی بن نہیں پائی اور نہ ہی وہ کبھی ایک دوسرے کے ساتھ نارمل بات کر پائے تھے۔

اس لیئے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ کر بھی وہ ایک دوسرے کو دور محسوس کرتے تھے۔۔۔

ہاتھوں میں چہرہ گراتے ہوئے مائرہ بے اختیار اپنے سر کو تھام گئی۔۔۔

کمینے انسان نے میرا آج کا پورا دن برباد کر کے رکھ دیا۔۔۔اپنی خراب حالت پر جھنجھلاہٹ سے وہ دانت پیستے ہوئے بول اٹھی۔۔۔

کل رات ارمان شاہ کے کمرے سے جانے کے بعد وہ کتنی دیر سن لیٹی رہی تھی۔رہ رہ کر وہ آگ سا لمس اسکے جسم میں خون کی گردش تیز کرنے کا سبب بن رہا تھا۔اس لئے وہ کل رات سو بھی نہیں پائی تھی۔۔

وہ جب بھی سونے کے لئے آنکھیں بند کرتی تھی۔خیالوں کے پردے میں پھر وہ ہی منظر نظر آتا تھا۔جب وہ اسکے انتہائی نزدیک تھا۔مائرہ کل رات سے اب تک کوئی ہزار مرتبہ آپنے ہونٹوں کو چھو بیٹھی تھی۔

آج صبح ناشتے پر بھی وہ دونوں ایک دوسرے سے نظریں چراتے رہے تھے۔جبکہ مائرہ تو مجبوراً وہاں بیٹھی ہوئی تھی۔ورنہ بس نہیں چل رہا تھا کہ خود کو اسکے سامنے سے کہیں غائب کر لیتی۔۔

ہاشم شاہ اسے آفس چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔۔لیکن یہاں پر آ کر بھی اسکا دماغ کل رات کی طرف ہی بھٹک رہا تھا۔

شہد رنگ بالوں کو لوز کرلز ڈال کر پیچھے کھلا چھوڑا گیا تھا۔بالوں کو پیچھے کرتے وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔

ماتھے کو مسلتے ہوئے مائرہ نے اپنے لئے کافی منگوائی تھی۔۔

پانچ منٹ بعد اسکا مینیجر ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔۔۔"

میم یہ نیو پراجیکٹ کی فائل ہے آپ اسکو ایک دفعہ ریڈ اوٹ کر لیں۔۔۔"کاشف نے مائرہ کے سامنے فائل رکھتے ہوئے کہا تو مائرہ سر ہلاتے ہوئے فائل دیکھنے لگی۔۔

جبکہ کاشف کی نظریں مائرہ کے چہرے سے الجھ گئیں تھیں۔کاشف کو وہاں کھڑے ابھی کچھ منٹ ہی گزرے تھے کہ آفس کا دروازہ زوردار جھٹکے میں اچانک کھلا تھا۔ وہ دونوں ہڑبڑا کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔۔۔

جہاں میرون تھری پیس سوٹ میں اپنی ڈیشنگ پرسنیلٹی کے ساتھ ڈارک گرے آنکھوں میں حددرجہ سنجیدگی لیے ارمان شاہ مضبوط قدم اٹھاتے ہوئے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

ارمان شاہ کو وہاں دیکھ کر جہاں مائرہ شاہ کے چہرے میں سرخیاں گھل گئیں، وہیں کاشف کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔۔۔

ارمان شاہ کی موجودگی میں نا صرف کاشف بلکہ آفس کے بہت سے لوگوں کا حلق کڑوا ہونے لگتا تھا۔۔کیونکہ ارمان شاہ کام کے معاملے میں کافی سخت تھا۔

مائرہ شاہ کے آفس جوائن کرنے سے پہلے وہ یہاں کی ایک ایک چیز کو ترتیب دے چکا تھا۔تاکہ مائرہ کو کام کرنے میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔۔

مائرہ کی غیر موجودگی میں وہ یہاں پر ٹائم دیتا رہا تھا۔۔اور اس بات سے اسکی منکوحہ سچ میں بے خبر تھی۔اسے ابھی تک یہ ہی لگتا تھا کہ حابیل شاہ اور عالم شاہ اسکی مدد کرتے ہیں۔۔ لیکن اصل میں ارمان شاہ یہاں پر زیادہ کام سنبھال رہا تھا۔

ہاشم شاہ نے اسے واضح کیا تھا۔ کہ مائرہ شاہ کے ساتھ اپنے معاملات بحال کرنا ارمان شاہ کی زمہ داری ہے۔ کیونکہ سب ہی انکے چھتیس کے اکڑے سے واقف تھے۔ انکی رخصتی سے پہلے پہلے ہاشم شاہ انکے بیچ سب نارمل چاہتا تھا۔۔۔

مائرہ شاہ تو اپنے چاچو کو ارمان شاہ کی مدد لینے سے منع کر چکی تھی۔ لیکن ارمان شاہ چاہ کر بھی اسے اکیلے کام نہیں کرنے دینا چاہتا تھا۔۔

اس لئے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہاں پر اسے دیکھنے چلا ایا۔ لیکن یہاں پر آ کر گلاس وال سے جب کاشف اسے آفس کے اندر نظر آیا تو اسکا خون کھول اٹھا۔ کیونکہ وہ صاف طور پر مینجر کی نظریں مائرہ شاہ پر محسوس کر سکتا تھا۔ اسی لئے غصے میں اس نے دھماکے کی طرح دروازہ کھولا تھا۔۔۔

آؤٹ۔۔۔! ارمان شاہ نے قریب آتے انگلی سے کاشف کو باہر نکلنے کا حکم دیا تو کاشف اندر ہی اندر ضبط سے مائرہ کی طرف دیکھ گیا۔۔۔

تم نے سنا نہیں ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔! ارمان شاہ گرجتے ہوئے پھر بولا تو مائرہ شاہ نے اسکے غصے پر الجھتے ہوئے کاشف کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔ جس پر کاشف ضبط سے آفس سے باہر چلا گیا تھا۔

جاتے ہوئے ڈور بند کر کے جانا۔۔۔! کاشف کے دروازے تک پہنچنے پر ارمان شاہ نے بھاری لہجے میں اسے دوسرا حکم سنایا تو کاشف کے اندر غصے کا وبال اٹھا، مجبوراً وہ دروازہ بند کرتے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

کاشف کے دفع ہونے پر ارمان شاہ نے ریموٹ اٹھا کر پردے برابر کیے تو مائرہ الجھن سے اسکی کاروائی دیکھنے لگی۔۔۔

اٹھو یہاں سے۔۔۔! ارمان شاہ نے پردے گرانے کے بعد گھوم کر اسکی طرف آتے روعب سے کہا تو مائرہ اپنی ائس بلو آنکھیں پھیلاتے ہوئے خاموشی سے اسکی طرف دیکھے گئی تھی۔۔

مسسز ارمان شاہ سنائی نہیں دے رہا کیا۔۔؟ ارمان نے پھر گرج کر اسے چیئر سے اٹھنے کا بولا، جو ہونق پن سے اسکی طرف دیکھے جا رہی تھی۔۔۔

ارمان کے گرجنے پر وہ اچھل کر اپنی جگہ سے کھڑی ہو کر دور ہونے لگی تو اسکی کلائی پکڑ کر ارمان نے چیئر اپنی طرف گھما کر بیٹھتے ہوئے مائرہ شاہ کو کلائی سے اپنی طرف کھینچتے ہوئے گود میں بٹھا لیا تھا۔ اسکی اس غیر متوقع حرکت پر مائرہ شاہ کی آئس بلو آنکھیں بے یقینی سے بڑی ہوتی چلی گئیں تھیں۔۔۔

جبکہ ارمان شاہ نے پورے حق سے اسکی کمر میں ہاتھ لپیٹتے ہوئے اسے خود کے قریب کرتے اسکے پاؤں ہیلز سے آزاد کر دیے تھے۔

اس مومی وجود کو چھوتے ہی ارمان شاہ کو ایک سکون اپنے اندر دوڑتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔ کل رات کی زرا سی نزدیکی بے چینی میں بدلتے ہوئے ارمان کے حواس جھنجھوڑ گئی تھی۔

وہ صبح سے اپنے آفس میں کام میں دل لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ لیکن اس ڈھیٹ دل کو پھر سے وہ ہی نرم ہونٹ چاہیئے تھے۔ جو کل رات پہلی بار نصیب ہوئے بھی تو وہ ٹھیک سے محسوس نہیں کر پایا تھا۔ ابھی تھک ہار کر وہ یہاں پر آنے لگا تو ہاشم شاہ نے اسے منع کرنا چاہا تھا۔۔

تاکہ مائرہ شاہ اسکو دیکھ کر چڑے نا، لیکن ارمان اپنے کنوارے چاچو کو یہ نہیں بتا پایا تھا کہ کل رات سے انکی بھانجی اور بھتیجا آگ میں جھلس رہے ہیں۔ اور اسکے بڈی کو بزنس کے سوا کچھ اور سوجھ نہیں رہا۔۔۔

ہاشم کی پوری بات پر ارمان منہ ٹیڑھا کرتے انکو ازلی سنجیدہ انداز میں سناتے نکلا تھا۔ "کہ اب سچ میں شادی کر لیں تاکہ اپکو اپنے بھتیجوں کی جوانی کی سمجھ آسکے" ارمان کے اس مشورے پر ہاشم نے گھما کر فائل اسکی کمر پر دے ماری تھی جس پر وہ سی کرتا وہاں سے بھاگ نکلا تھا۔۔

تتت۔۔۔ تم۔۔۔ تم میرے۔۔۔ ساتھ کییا۔۔۔ کیا کرنا چاہتے ہو مان۔۔۔؟ اسکی کل رات کی حرکت کے بعد مائرہ پھر گھوم گئی تھی۔ وہ تیز ہوتی ڈھرکنوں کے ساتھ بامشکل اسکی گود کا قرب سہہ رہی تھی۔۔۔ جبکہ جسم بھی لرزش کا شکار ہونے لگا تھا۔۔۔

میں تمھیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تم میری ملکیت ہو میرو، اس لئے تم پر فرض ہے کہ تم ہر وقت بس مجھ میں کھوئی رہو۔۔۔! اسکے شہد رنگ بالوں میں چہرہ چھپاتے ہوئے وہ بھاری لہجے میں بولا تو مائرہ نے کانپتے ہاتھوں سے ٹیبل کو تھام لیا تھا۔ اپنے سوال کے بدلے میں اس الٹے جواب پر اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ اپنی خراب حالت پر چلا اٹھے۔۔۔ پر آفس کا خیال کرتی وہ ضبط کرنے لگی۔۔۔

مان۔۔۔! تم کل رات سے اپنی حد کراس کر رہے ہو۔۔۔! اسے اپنے بالوں میں چہرہ چھپاتے دیکھ کر وہ سرخ چہرے سمیت دبی دبی آواز میں بولنے لگی تھی۔۔۔

کیا ایسا نہیں ہو سکتا، کہ کل رات والی حد میں آج پھر بھول جاؤں۔۔۔؟ مائرہ کی گردن کو جکڑ کر اپنے قریب کرتے وہ سرخ آنکھوں سے جواب میں بولا تو مائرہ ڈر کر اسکی ڈارک گرے آنکھوں کو دیکھے گئی جو اس وقت حد سے زیادہ سرخ ہو رہیں تھیں۔۔۔

بولو نا۔۔۔! کیا ایسا نہیں ہو سکتا، کہ میں کل رات کی حد آج بھی بھلا دوں۔۔۔؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم آج بھی میری آغوش میں کانپتے ہوئے بت بن جاؤ اور میں زرا سی اپنی من مانی کر لوں۔۔۔!

کیا میں ابھی پھر ویسا کر لوں۔۔۔؟ ارمان شاہ نے اسکی آئس بلو آنکھوں میں اپنی گرے آنکھیں گاڑتے ہوئے بھاری آواز میں پوچھا تو مائرہ شاہ سٹل ہوتی چلی گئی۔۔۔

مائرہ شاہ کے سٹل ہونے پر ارمان شاہ کے ہونٹوں پر زرا سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تو وہ اپنے لب اسکے کانپتے ہوئے ہونٹوں کے قریب کر گیا۔ جس پر مائرہ شاہ نے اسکے کندھوں پر اپنے ہاتھوں کی گرفت مضبوط کر دی تھی۔۔۔

دونوں کے لب قریب ہوئے تو ارمان شاہ کے اندر جہاں بھرپور طلب انگڑائی لے کر پیدا ہونے لگی وہیں دوسری طرف مائرہ شاہ کے ہونٹ خشک پڑ چکے تھے۔ اسکے جسم کی لرزش تیز ہوتی جا رہی تھی۔ جبکہ

دونوں کے دل کی دھڑکن تیز ہوتی انکے کانوں میں گونجنے لگی تو ارمان شاہ نے ہر سوچ کو بھاڑ میں جھونکتے ہوئے اپنے عنابی سرخ ہونٹ اسکے ہونٹوں سے جوڑ دیے تھے۔۔۔

لمس سے لمس ملا تو مائرہ شاہ لمبا سانس لیتی آنکھیں بند کر گئی۔اسکے لڑکھڑانے پر ارمان شاہ نے اسکی کمر میں بازو لپیٹتے ہوئے اسے سہارا دیا تھا۔

جبکہ اپنے ہونٹوں سے اسکے ہونٹوں کو کھولتے ہوئے اس نے نرمی سے اسکی سانسوں میں اپنی سانسیں انڈھیلی تو مائرہ ایک دم ہوش میں آتی پیچھے ہو گئی۔۔

نہیں۔۔۔!تم۔۔۔حد سے بڑھ رہے ہو مان۔۔۔؛نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ اسکی گود سے اٹھنے لگی تو ارمان شاہ نے اسے پھر کھینچتے ہوئے بٹھا لیا تھا۔۔

مائرہ لہرا کر ایک بار پھر اسکی گود میں گری تو ارمان شاہ اسے پیچھے گرا کر جھکتے ہوئے اسکے ہونٹوں پر جھک گیا۔ جس پر مائرہ کی آنکھیں باہر نکلنے کو بے تاب ہوئیں تھیں۔۔۔

ارمان شاہ نے زرا سی شدت سے اسکے ہونٹوں کو سک کیا تو اسکی بے باکی پر کانپ کر وہ جسم ڈھیلا چھوڑ گئی۔۔جس پر ارمان پانچ منٹ تک اسکے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں الجھاتے ہوئے انہیں محسوس کرنے میں لگا رہا تھا۔۔۔

کچھ لمحوں بعد مائرہ کی حالت پر ارمان شاہ نے اسے اوپر اٹھاتے ہوئے اسکے ماتھے کے ساتھ ماتھا ٹکا لیا۔۔۔

مائرہ نے کانپتے وجود کے ساتھ گہری سانسیں لیں، لیکن اگلے ہی پل اسکی آئس بلو آنکھیں آنسوؤں سے یکا یک بھر گئیں تھیں۔۔۔

ارمان شاہ اسکے مومی وجود کو تھامے اسکا کانپنا صاف محسوس کر رہا تھا۔مائرہ شاہ کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر ارمان کے ہاتھ پر گرا تو ارمان چونکتے ہوئے آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھنے لگا تھا۔۔۔

جو بند آنکھوں سے کپکپاتے ہونٹوں کے ساتھ رونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

میرو۔۔۔!ارمان شاہ نے میٹھے لہجے میں اسے پکارا تو وہ زور سے ہچکی لے گئی۔۔۔اگر ہاشم شاہ کو پتہ چل جاتا کہ اسکی بھانجی رو رہی ہے۔اور اسکو رولانے والا اسکا اپنا ذلیل بھتیجا ہے۔تو ہاشم شاہ نے دو منٹ میں ارمان شاہ کو ادھیڑ کر رکھ دینا تھا۔ہاشم شاہ نے بہت لاڈوں و نازوں سے مائرہ شاہ، مالا شاہ اور شرجینا شاہ کو پالا تھا۔ہاشم شاہ نے شروع سے ہی ان سب لڑکوں پر ان تینوں لڑکیوں کا پروٹوکول واضح کر دیا تھا۔لیکن اس سب کے باوجود ارمان شاہ اپنی میرو کے ساتھ زبان لڑانے سے باز نہیں آتا تھا۔۔۔

میرو۔۔۔!مائرہ کی بند آنکھوں سے آنسو نکلتے دیکھ کر ارمان نے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے پھر پکارا تو وہ آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

ارمان شاہ کے دل میں بیک وقت پھر جذبات ابھرے تھے۔اسکی نم آئس بلو آنکھوں میں ڈوبتے ہوئے وہ نا چاہتے ہوئے بھی ان پر لب رکھ گیا جس پر مائرہ غرا کر اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے اسکی گود سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

مائرہ کے شدید حملے پر ارمان سنبھل کر ہونٹ کاٹتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگا تھا۔۔۔

لائٹ گرین لانگ شرٹ اور کیپری میں زمین پر ننگے پاؤں کھڑی وہ اسے آگ اگلتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔اسکی آئس بلو آنکھوں سے شرارے پھوٹتے دیکھ کر ارمان خود کو اسکے حملوں کے لئے تیار کرنے لگا۔۔۔ارمان نے نامحسوس انداز میں اسکی ہیلز کو پاؤں سے زرا سائیڈ پر کر دیا تاکہ ان سے پاؤں اٹکنے پر مائرہ گرے نا۔۔۔

ارمان شاہ تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے ساتھ دوبارہ یہ گھٹیا حرکت کرنے کی۔۔۔!ایک جھٹکے میں ارمان کا گریبان جکڑتے ہوئی وہ دبی دبی آواز میں چینخی،تو وہ ایک نظر اپنے گریبان پر ڈال کر اسکے چہرے کو دیکھ گیا تھا۔جہاں اس وقت بھڑکتے ہوئے تاثرات صاف نظر آرہے تھے۔۔۔

اتنا واویلا کیوں مچا رہی ہوں۔۔۔؟مائرہ کے غصے کو نظرانداز کرتے ہوئے ارمان شاہ نے بدلے میں سکون سے پوچھا تو مائرہ چونک کر اسے دیکھ گئی۔۔۔اخر وہ اتنا نارمل ری ایکٹ کیوں کر رہا تھا۔۔۔

ارمان شاہ میں تمہارا خون کر دوں گی۔۔۔!مائرہ اسکے گریبان کو کھینچتے ہوئے پھر چینخی تو وہ ایک جھٹکے میں اسکے دونوں بازوؤں کو اپنی گرفت میں لے کر کھڑے ہوتے اسے دیوار کے ساتھ پش کر گیا...

اتنے سال مفت میں میرے نکاح میں رہی ہو،آج زرا سا چھو کیا لیا ہے۔تو رونا دھونا ہی مچا دیا ہے۔۔۔!ابھی تو میں نے اپنے نام کا زرا سا ہی ٹیکس وصولا ہے۔۔۔!

مائرہ کے چہرے کے قریب چہرہ کرتے وہ طنزیہ انداز میں گویا ہوا تو مائرہ کا دل کیا اس بے شرم آدمی کا سر پھاڑ دے۔۔۔

کمینے انسان ہماری رخصتی نہیں ہوئی ہے، پھر تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی ہے میرے قریب آنے کی۔۔۔؟!

ارمان کی گرفت سے خود کو آزاد کرانے کی کوشش میں وہ غصے سے پھر بول اٹھی تھی۔۔

ہونہہ۔۔۔! ایسے قریب آیا تھا اور لو اب پھر آ گیا ہوں، بے شک محسوس کر لو۔۔۔! اور یہ رخصتی کی کیا ویلیو ہے جب ہمارا نکاح ہو چکا ہے، تو کیوں اتنا بھڑک کیوں رہی ہو، میڈم کو ذرا سا چوم کیا لیا ہے تمہاری تو جان پر ہی بن آئی ہے۔۔۔!

مائرہ کے قریب آنے والے سوال پر ارمان نے ایک ہاتھ میں اسکے دونوں ہاتھوں کو قید کرتے دوسرا ہاتھ پھر اسکی کمر میں سانپ کی طرح لپیٹا تو مائرہ کے وجود میں سنسنی سی ڈور گئی تھی۔۔اسکی کمر کو جکڑتے ہوئے وہ اسے بتا رہا تھا کہ وہ ایسے اسکے قریب آیا تھا۔۔۔

دیکھو مان! میں سچ میں تمہارا منہ توڑ کر رکھ دوں گی اب اگر تم نے میرے ساتھ بدتمیزی کرنے کی کوشش بھی کی تو۔۔۔!

ارمان کے ہاتھ کے لمس کو اپنی کمر پر محسوس کرتے وہ بامشکل لہجے کو مضبوط بناتے ہوئے کہنے لگی تو ارمان شاہ ابرو اچکاتے ہوئے اسے دیکھ گیا۔۔۔

میر و یہ منہ اب تمہارے منہ کو لگ چکا ہے یار، لہذا اس کو روکنا اب تمہارے لئے ناممکن ہو گا، لیکن اگر تم نے چغل خور بنتے ہوئے ہماری اس پرائیویسی کے بارے میں چاچو کو زرا سا بھی کچھ بتایا نا، تو یاد رکھنا کہ پھر ارمان شاہ تمہاری کہاں کہاں سے جان نکالے گا۔۔۔!

اسکی گردن کو جکڑ کر چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے وہ روعب سے دھمکی دیتے ہوئے کہنے لگا تو مائرہ آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگی تھی جو کل سے بدلا بدلا ہوا الگ رہا تھا۔۔۔

جوتا پہنو ہم حویلی جا رہے ہیں۔۔۔! مائرہ کو اپنی گرفت سے آزاد کرتے ہوئے ارمان نے اسکی پھیلی آنکھوں کو نظر انداز کرتے اسے حکم صادر کیا تو وہ ناسمجھی سے مزید آنکھوں کو پھیلا گئی تھی۔۔

مائرہ کو بت بنے دیکھ کر ارمان نے آگے بڑھ کر اسکی سفید ہیلز اٹھا کر جھکتے ہوئے اسے پیروں میں خود پہنائیں تو وہ کرنٹ کھاتے ہوئے پیچھے ہو گئی۔۔

ہم حویلی کیوں جائیں گئے۔۔۔؟ مجھے ابھی آفس میں کام کرنا ہے۔۔۔! مائرہ نے خود پر قابو پاتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔

اب تم نے کونسا کام کرنا ہے، صبح سے تو کوئی کام ہو نہیں سکا تم سے۔۔۔! اور ویسے بھی تمہارے ایک دن کام نا کرنے سے کونسا اس ڈوبے ہوئے بزنس نے تیر کر پانی سے باہر آجانا ہے۔۔۔! ارمان شاہ نے طنزیہ انداز میں اسے جواب پیش کیا تو مائرہ کی ناک کے نتھنے غصے سے پھول گئے تھے۔

بکواس بند کرو تم، اور یہ میرا بزنس ہے چاہے میں کام کروں یا نا کروں تم کون ہوتے ہو مجھے کچھ کہنے والے۔۔۔! ارمان کے کام نا کرنے والے طعنے پر غصے بے قابو ہوتے وہ غرا اٹھی۔۔۔ جبکہ ارمان خود ضبط سے اسکی بدلحاظی برداشت کر رہا تھا۔۔۔

تم نے اس حلیے میں رہ کر یہاں کام کرنا ہے کیا۔۔۔؟ مائرہ کی بدتمیزی کو اگنور کرتے ہوئے ارمان نے اسکے ڈریس کی طرف اشارہ کرتے پوچھا تو مائرہ چونک کر خود کی طرف دیکھ گئی۔

جہاں اسکے پورے ڈریس پر پڑی سلوٹیں کچھ اور ہی کہانی پیش کر رہیں تھیں۔۔۔! اب کی بار بنا بحث کیے وہ شرم سے لال گلابی ہوتے ہاتھوں کو مٹھیوں میں بھینچتے ہوئے غضب ناک طریقے سے اپنا بیگ اٹھا کر باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔ جس پر ارمان شاہ سرشاری سے سیٹی بجاتے ہوئے اسکے پیچھے ہو گیا۔۔

\---------------

براؤن فور پیس سوٹ میں آنکھوں پر سن گلاسز لگائے حابیل شاہ اس وقت مال میں کھڑا تھا۔ جبکہ وائٹ ڈریس پر بلیک چادر میں خود کو چھپائے ہوئے اربیلا شاہ کنفیوز سی اسکے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔ کل وہ ارجنٹ میٹنگ کی وجہ سے اربیلا کو شاپنگ پر نہیں لے جا سکا تھا۔ اس لئے آج وہ ٹائم پر اربیلا کو حویلی سے پک کر کے مال لے آیا تھا۔ تاکہ اسکی ضرورت کی چیزیں لی جا سکیں۔۔۔

یہ کڑے تم نے کہاں سے لیے ہیں۔۔۔؟ اربیلا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے حابیل شاہ کی نظر اسکی خوبصورت کلائیوں میں سونے کے کڑوں پر پڑی تو وہ بے اختیار پوچھ گیا۔۔۔۔

کل داجان نے دیے تھے..! ایک ہاتھ سے چہرہ چھپاتے ہوئے اربیلا شاہ نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔اسکے جواب پر حابیل شاہ نے سر ہلاتے ہوئے اسکا ہاتھ کھول کر اپنے ہاتھ میں جکڑ کر مضبوطی سے تھاما تو اربیلا اسکے ہاتھ کی تپش سے کانپ سی گئی۔۔۔

اس طرف آؤ۔۔۔! اربیلا کا ہاتھ جکڑ کو وہ قدم اٹھاتے ہوئے ایک بوتیک کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔ جبکہ اربیلا اسکے ساتھ کھینچی چلی جارہی تھی۔۔۔

بوتیک میں داخل ہو کر حابیل شاہ نے چاروں اطراف نظریں گھمائیں تو سیلز گرل جلدی سے انکی طرف بھاگی چلی آئی۔۔۔

ویلکم سر۔۔! سیلز گرل نے پروفیشنل انداز میں مسکراتے ہوئے انہیں خوش آمدید کہا تو حابیل سر کو جنبش دے گیا تھا۔۔۔

ڈیلی وئیر اور کیچول وئیر ڈریسز کس طرف ہیں۔۔؟

حابیل شاہ نے سنجیدہ انداز میں استفسار کیا تو سیلز گرل دائیں طرف اشارہ کرتے انکو لیے آگے بڑھ گئی۔

اپنے ڈیلی پہننے کے لیے یہاں سے ڈریسز سیلکٹ کرلو۔۔! حابیل شاہ نے نرمی سے اربیلا کو کہتے ہوئے ڈریسز دیکھنے کا اشارہ کیا تو اربیلا ناسمجھی سے اسے دیکھے گئی تھی۔

ہم یہاں پر کیوں آئے ہیں۔۔۔؟اربیلا نے معصومیت سے نظریں اٹھاتے ہوئے حابیل سے پوچھا تو حابیل اسکی معصومیت کے صدقے واری ہوا تھا۔ابھی وہ اسے کہہ بھی رہا تھا کہ اپنے لئے ڈریسز دیکھ لو پھر بھی وہ معصومیت سے یہاں آنے کا مقصد پوچھ رہی تھی۔۔

سیلز گرل جو ان کے پاس کھڑی تھی تاکہ انکی مدد کر سکے۔حابیل نے شائستہ انداز میں اسے یہاں سے جانے کا کہا تھا۔۔تاکہ وہ اکیلا ہی اپنی بیوی کے سوال وجواب سن سکے۔کیونکہ اسے اتنا تو معلوم ہو گیا تھا کہ اسکی حسین وجمیل بیوی ایک بند کتاب ہے۔جس میں راز چھپے ہوئے ہیں۔اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان رازوں کو اسکے علاوہ کوئی اور جانے۔۔۔!

بیلا,ہم یہاں تمہاری شاپنگ کے لئے آئیں ہیں۔۔۔!اربیلا کے پوچھنے پر حابیل نے نرمی سے اسے جواب دیا تو اربیلا مزید آنکھوں کو بڑا کرتی اسے دیکھنے لگی۔

شاپنگ ہی کرنی تھی تو وہ ہم منگل بازار سے بھی کر سکتے تھے۔اس کے لئے یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔؟!اربیلا بوتیک کو ہر طرف سے دیکھتے ہوئے کہنے لگی تو حابیل منگل بازار کے نام پر الجھ گیا۔۔۔

یہ منگل بازار کونسا مال ہے۔۔۔؟حابیل شاہ نے شش وپنج سے پوچھا تو اس بار اربیلا اسے اچھنبے سے دیکھے گئی۔۔۔

منگل بازار کوئی مال نہیں ہے،بلکہ ایک مارکیٹ ہے۔جہاں سیل پر سستی اور کم ریٹ پر چیزیں ملتی ہیں۔۔۔! اربیلا شاہ نے اسے منگل بازار کا مطلب سمجھایا تو حابیل شاہ نے حیرت میں غرق ہوتے اپنی گلاسز اتار لی

تھیں۔۔ڈارک براؤن بالوں پر تضاد سموک گرے آنکھوں کو دیکھ کر اربیلا شاہ کے دل کے تار ہلے تو وہ جلدی سے اپنی نظروں کا زاویہ بدل گئی تھی۔۔۔

یہ منگل بازار کہاں پر ہے۔۔۔؟ حابیل شاہ نے تجسس سے اس دلچسپ جگہ کی لوکیشن کے بارے میں پوچھنا چاہا تھا۔۔۔

گاؤں کے بازار میں۔۔۔! حابیل کے سوال پر اربیلا نے نظریں چراتے ہوئے بتایا تو حابیل شاہ کو ایک دم سے چار سو چالیس کا جھٹکا لگ گیا۔

تم گاؤں کے بازار سے اپنی شاپنگ کرتی تھی۔۔۔؟ حابیل نے ایک دفعہ پھر کنفرم کرنے والے انداز میں پوچھا تو اربیلا نے سکون سے ہاں میں سر ہلا کر حابیل شاہ کو گہرا صدمہ پہنچا دیا تھا۔۔۔

ہمم۔۔فائن۔۔۔! فلحال تم یہاں سے اپنے لئے ڈریسز دیکھو، یہ ہی سمجھنا کہ یہ بھی تمہارا منگل بازار ہے ۔۔۔حابیل شاہ نے اپنی حیرت و پریشانی پر قابو پاتے ہوئے اسے شاپنگ کرنے کہا تو اربیلا پھر معصومیت سے اسکی طرف دیکھنے لگی تھی۔۔۔

مجھے یہاں سے کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے۔۔۔! ہم منگل بازار ہی چلتے ہیں نا۔۔۔! اربیلا اتنے سارے لٹکے ہوئے ڈریسز کو دیکھ کر کنفیوز ہوتے بولی تو حابیل گہری سانس خارج کرتے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑ کر خود آگے بڑھ گیا تھا۔تاکہ اپنی بیوی کے لئے خود ڈریسز چوز کر سکے۔۔

ابھی کے لئے اتنے ڈریسز کافی ہیں۔۔! مزید ڈریس میں تمہارے لئے ایک دو دن مزید تک لے آؤں گا۔۔۔" حابیل شاہ نے ان گنت ڈریسز کو دیکھ کر اندازہ لگاتے ہوئے کہا تو اربیلا ابھی مزید ڈریسز کا سوچ کر چکرا کر رہ گئی۔۔

پچھلے دو گھنٹوں سے وہ اسکے لئے مختلف بوتیک سے ڈریسز خرید رہا تھا۔ حابیل شاہ نے اسکے لئے ہر سٹائل اور ڈیزائن کا ڈریس لیا تھا۔ سمپل سے لے کر فینسی تک وہ سب قسموں کے سوٹ خرید چکا تھا۔ جبکہ اربیلا شاہ کے لئے اس نے پانچ چادریں بھی خریدیں تھیں۔ کیونکہ اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ اسکی بیوی بنا چادر کے باہر نہیں نکلتی ہے۔۔

آجاؤں، اب تمہارے لئے جوتے دیکھیں۔۔۔! اربیلا کا ہاتھ پکڑ کر وہ جوتوں والے سٹور کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔ ڈریسز کے شاپنگ بیگز اٹھانے کے لیے وہ حویلی سے ملازمہ اور ڈرائیو بلا چکا تھا۔۔ تاکہ اسکا سامان ٹھیک سے دوسری گاڑی میں رکھ سکیں۔۔۔

مختلف شوز نکال کر حابیل نے اسے ٹرائے کرنے کو کہا تو اربیلا جھجھکتے ہوئے کھڑے کھڑے اپنا پیر اٹھانے لگی تھی۔۔۔

حابیل شاہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے چئیر پر بٹھا کر خود اسکے پاؤں میں بیٹھا تو اربیلا شاہ کی وائلٹ سرخ آنکھیں بے یقین ہوئیں۔۔۔

جبکہ حابیل نے اسکا ٹراؤزر کو زرا سا اٹھاتے ہوئے اسکے پاؤں کو دیکھنا چاہا تو اربیلا ایک دم ہوش میں آتی بدک اٹھی۔۔۔۔

کیا کر رہے ہیں اپ۔۔۔!؟ اربیلا شاہ ششدر ہوتی پوچھ گئی تھی۔ اسکے ہڑبڑانے پر حابیل شاہ اسے گہری نظروں سے دیکھ گیا۔۔۔ سٹور کا سارا اسٹاف کن اکھیوں سے انکی طرف دیکھ رہا تھا۔ حابیل کے برعکس اربیلا ایک ہاتھ سے اپنا چہرہ ڈھکے ششدر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

بیلا تمہیں جوتا پہنا کر دیکھنا ہے، سیدھی ہو کر بیٹھو شاباش۔۔۔! حابیل نے نرمی سے کہتے ہوئے پھر اسکے پاؤں کو پکڑنا چاہا تو اربیلا جھکتے ہوئے اسکا ہاتھ اپنے پاؤں سے ہٹانے لگی تھی۔ جھکنے کے باعث اس نے چادر سے ہاتھ ہٹایا تو اسکی چادر چہرے سے ہٹنے لگی تھی۔ جس پر حابیل شاہ نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر پھر اسکا چہرہ ڈھکنا چاہا۔۔۔۔

کیا کر رہی ہو پاگل لڑکی, سیدھی ہو کر بیٹھو اور اپنا چہرہ صحیح سے کور کرو۔۔۔! چادر کھلنے کے باعث حابیل اسے زبردستی سیدھا بٹھاتے ہوئے غصے میں کہنے لگا تھا۔۔۔ کیونکہ ایسے اسکے چہرے پر کسی بھی غیر مرد کی نظر پڑ سکتی تھی۔۔

آپ مجھے جوتا کیوں پہنا رہے ہیں۔۔۔!؟ حابیل کے غصے کو نظر انداز کرتے ہوئے اربیلا جھنجھلاہٹ سے پوچھ گئی۔ اسی جھنجھلاہٹ میں وہ خود اسکا ہاتھ ہٹانے کے لیے جھکی تھی۔۔۔ کیونکہ حابیل شاہ کے اس عمل پر وہ بلکل بھی اچھا محسوس نہیں کر رہی تھی۔۔

حابیل شاہ کو خود کے سامنے جھک کر اپنے پیروں میں جوتا پہناتے ہوئے دیکھ کر اسکی دل کی دھڑکن بے ساختہ تیز ہونے کے ساتھ ساتھ اسکے پورے وجود کو تپش زدہ بھی کر رہی تھی۔۔

کیونکہ تم میری بیوی ہو، اور تمہیں جوتا نہیں پہناؤں گا تو کیا اب غیر لڑکیوں کو جا کر یہ سروس پیش کروں۔۔۔؟! حابیل نے سر جھٹک کر بولتے ہوئے زبردستی اسکا پاؤں کھینچ کر اپنے گھٹنے پر رکھا تو اربیلا شاہ کو چادر میں اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔

اسکے سفید و گلابی پاؤں سے انگوٹھے والی چپل نکال کر حابیل شاہ نے اسکے پاؤں میں ہیل پہنا کر اسکی سٹریپ بن کرنا چاہی تو اسکے پاؤں پر کوئی چیز محسوس کرتے اس نے زرا سا ٹراؤزر اٹھا کر دیکھنا چاہا تھا۔ اربیلا شاہ کے سفید پاؤں میں سونے کی خوبصورت پائل دیکھ کر وہ یک دم ساکت ہوا تھا۔۔۔

سونے کی بڑی بڑی پائلوں پر مختلف رنگ کے نایاب پتھر لگے ہوئے تھے۔ وہ جو پہلے ہی اسکے پاؤں کو دیکھنے پر انجان بننے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اب یہ منظر دیکھنے کے بعد اسکا دل ایک دم سے دھڑکنا بھول چکا تھا۔۔۔ بے اختیار حابیل شاہ کو بچپن کے وہ سب لمحے یاد آئے تھے۔ جب اسکی ماں بھی ایسے ہی ہر وقت اپنے پیروں میں پازیب پہن کر رکھتی تھی۔ پوری شاہ حویلی میں ہر وقت کھلکھلاہٹوں کے ساتھ یہ خوبصورت آوازیں بھی گونجا کرتی تھیں۔۔۔

یہ سب پازیب۔۔۔! حابیل شاہ نے ہاتھ سے پازیب کو چھوتے ہوئے دم سادھے پوچھا تو اربیلا شاہ اسے گم ہوتے دیکھ کر زرا حیران ہو گئی۔۔۔

یہ بھی داجان نے کل دی تھیں۔اور کہا تھا کہ میں ہر وقت پہنے رکھوں تو بس اس لئے میں نے پہن لی۔۔۔!

حابیل کے پوچھنے پر بیلا نے اسے جواب دیا تو حابیل شاہ تھکی سانس خارج کر گیا۔۔۔

اعظم شاہ کے ساتھ ساتھ ان سب کی بھی پازیبوں کے ساتھ بہت خوبصورت یادیں جڑیں ہوئیں تھیں۔

بیلا کے پاؤں میں پازیب کو دیکھ کر وہ ماضی کے لمحوں میں کھویا تو ایک دم سے حابیل شاہ کو اپنے وجود میں ادھوراپن محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔

کیا اچھی نہیں لگ رہیں ہیں۔۔۔؟ حابیل شاہ کو ایک دم سے خاموش ہوتے دیکھ کر بیلا نے جانچتے ہوئے انداز میں استفسار کیا تھا۔۔

نہیں تو، تمہارے پاؤں پر یہ بہت خوبصورت لگ رہیں ہیں، میری ماں بھی ایسی پازیب پہنتی تھیں۔تو بس اس لئے دیکھ کر حیران ہو گیا تھا۔۔۔! حابیل شاہ نے آسودہ مسکراہٹ سے اسے جواب دیا تو اربیلا سر کو جنبش دے گئی۔۔جس پر حابیل شاہ نے جلدی سے خود کو کمپوز کرتے ہوئے اسکے پیروں میں ہیلز پہنا کر خود کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

حابیل نے ہاتھ بڑھا کر اسے کھڑا کیا تو بیلا ڈرتے ہوئے کھڑی ہو گئی۔۔۔

کیا آپ نے مجھے اس پہاڑ پر چڑھا دیا ہے، میں نے یہ سب پہلے کبھی نہیں پہنا۔۔۔! ہیلز میں لڑکھڑاتے ہوئے وہ ڈر کے مارے چڑتے ہوئے کہنے لگی تو حابیل شاہ نے اسکی چڑاہٹ پر مسکراہٹ دبائی۔۔۔

بیلا کی حالت دیکھتے ہوئے حابیل شاہ نے ہنستے ہوئے اسے پھر چیئر پر بٹھا دیا تھا۔ کیونکہ وہ اب اپنی بڑی بڑی سرخ آنکھوں سے حابیل شاہ کو گھورنے لگی تھی۔۔۔

اسی ہیلز کے سائیز میں اسکے لئے ہر طرح کے جوتے پیک کروا کے وہ سٹور سے باہر نکلا تو وہ سرد سانس خارج کر گئی تھی۔۔

چلو آؤ اب تمہاری پرسنل چیزیں لیں پھر تمہاری جیولری بھی لینی ہے۔۔۔! حابیل نے گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے مصروفیت سے کہا تو بیلا نے اسکی بات سن کر یک دم اپنے قدموں کو بریک لگا لی تھی۔۔۔

جبکہ حابیل شاہ اپنی ہی دھن میں اسکا ہاتھ پکڑ کر دوسرے سٹور کی جانب بڑھ چکا تھا۔۔۔

سٹور میں داخل ہو کر جہاں حابیل نے سٹاف کی تلاش میں نظریں دہرائیں وہیں اربیلا شاہ کا دل کیا کہ زمین جلدی سے پھٹ جائے اور وہ اس میں گم ہونے کی کرے۔۔۔! یہ انسان آج اچھا اسکا امتحان لینے پر تلا ہوا تھا۔۔ ونی کا نکاح نہیں بلکہ بھاگ کر پسند کی شادی ہو گئی جو وہ ایسے اس کے ساتھ سلوک کر رہا تھا۔۔۔

تمہیں اپنے سب سائیز کا پتہ ہے نا۔۔! حابیل نے اسکی طرف مڑتے ہوئے عام سے انداز میں پوچھنا چاہا تو اسکے چہرے کے اڑے ہوئے رنگ کو دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا۔۔۔

کیا ہوا تم ٹھیک ہو نا۔۔۔؟ حابیل شاہ نے فکر مندی سے اسے پوچھا تھا۔

مجھے یہاں کیوں لائے ہیں۔۔۔؟ اربیلا شاہ نے شرم سے لال پڑتے نظریں جھکا کر پوچھا تو اسکی حالت دیکھ کر حابیل کا قہقہ امڈا۔۔۔

ظاہر ہے اتنے گھنٹوں سے تمہاری شاپنگ کر رہے ہیں تو ادھر بھی اسی چیز کے لئے آئے ہونگے نا۔۔۔!

حابیل شاہ نے لہجے کو بے پرواہ بناتے ہوئے اسکی معلومات میں اضاف کیا تو اربیلا شاہ مزید شرم کی انتہا گہرائیوں میں گرتے ہوئے اپنا رخ موڑ گئی۔۔

اس سے پہلے کہ حابیل اسے کچھ کہہ پاتا سیلز گرل انکی طرف آچکی تھی۔۔۔

اسکا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے حابیل شاہ نے آگے بڑھتے ہوئے سیلز گرل کو ہدایات دیں تو وہ سمجھتے ہوئے انکو مطلوبہ جگہ کی طرف لے گئی تھی۔۔

____

گاڑی میں ہلکا ہلکا میوزک بج رہا تھا۔ جبکہ زیام شاہ اپنی دھن میں گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اپنے ٹھکانے کے قریب آیا تو سامنے شاپ کے نام کو پڑھ کر اس نے گاڑی کو زوردار بریک لگائی تھی۔۔۔

اور یہ وہ ہی پل تھا جب شاپ سے باہر نکلتی ہوئی ایک لڑکی اچانک اسکی گاڑی کے سامنے آگئی تھی۔ گاڑی کے اچانک سامنے آنے کی وجہ سے وہ روڈ پر گری تو زیام شاہ ہوش میں آتا جلدی سے گاڑی سے باہر نکلا تھا۔۔۔

ائی۔۔ پھوپو۔۔۔! وریشہ نے درد سے کراہتے ہوئے اپنی پھوپو کو پکارا تو اسکے یہ الفاظ سن کر زیام شاہ جلدی سے گھٹنوں کے بل زمین پر اسکے سامنے بیٹھ کر زمین پر خون کی تلاش میں نظریں دہرانے لگا تھا۔ کیونکہ

ایکسیڈینٹ میں ہمیشہ خون ہی نکلتا ہے نا۔۔! پر زمین پر کہیں بھی خون کو نا دیکھ کر اسے تھوڑا سا افسوس ہونے لگا کہ آخر وہ شدید نقصان سے بچ کیسے گیا ہے۔۔

واہ خدا پہلی بار کوئی لڑکی ٹکرائی بھی تو میری گاڑی سے۔۔۔!

تم زرا میرے باہر نکلنے تک صبر سے کام نہیں لے سکتی تھی کیا۔۔؟ میں گاڑی سے باہر نکلتا تو مجھ سے ٹکرا جاتی وائی بندے کا کوئی مومونٹ ہی بن جاتا، لیکن نہیں میڈم کو گاڑی ہی ملی تھی، اب یہاں زمین سے رگڑیں لگوا کر پھوپو کو آوازیں لگا رہی ہو۔۔۔! زیام شاہ سلگتے ہوئے خود سے بڑبڑائے جا رہا تھا۔۔افسوس سے سر ہلاتے ہوئے وہ اپنے دل و دماغ کے سب خیالات کے الٹ زخمی لڑکی سے مخاطب ہوتا بولا تھا۔

ہے لٹل گرل کیا تم ٹھیک ہو۔۔؟ زیام شاہ نے پریشانی سے اسے استفسار کرنا چاہا تو وریشہ اپنے قریب ایک انجانی آواز سن کر بھیگی ہیزل گرین آنکھیں اٹھاتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔۔

آپ دھیان سے نہیں گاڑی چلا سکتے کیا۔۔؟ وریشہ نے روتے ہوئے پھاڑ کھانے والے انداز میں سامنے والے کو سنانا چاہا تھا۔ جبکہ زیام شاہ اسکی آنکھیں دیکھ کر جہاں اچانک سٹل ہوا تھا۔ وہیں اسکے پھاڑ کھانے والے انداز پر اچھل کر پیچھے ہو گیا۔۔ سفید چادر میں چہرے پر ماسک لگائے وہ درد سے روئے جا رہی تھی۔۔۔

یا اللہ اتنی خوبصورت آنکھیں اور نزاکت کے ساتھ ایسی پاٹ دار اواز، توبہ ہے۔۔۔! زیام شاہ نے وریشہ کے کاٹ کھانے والے لہجے کو اسکی خوبصورتی کے ساتھ موازنہ کرتے دماغ میں بے اختیار سوچا تھا۔۔

ہائے پھوپو بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔! وریشہ نے درد سے اہ کرتے ہوتے پھر اپنی پھوپو کو یاد کیا تو زیام ہوش میں آتا اسے دیکھے گیا۔۔۔

تم اٹھو پلیز میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتا ہوں۔۔۔! زیام شاہ جو فکر مندی سے اسے اٹھاتے ہوئے آس پاس گری ہوئی کتابیں بھی اکھٹی کرتے ہوئے بولا تھا کہ ایک کے بعد ایک زمین پر سے اتنے سارے ڈائیجسٹ کو اکٹھا کرتے وہ ایک دم سے حیران ہو گیا تھا۔۔۔

ہٹیں اپ، اور جا کر اندھوں کی طرح گاڑی چلاتے ہوئے شہر میں بس لاشیں گرائیں لاشیں، مجھے نہیں جانا کسی ڈاکٹر کے پاس، مجھے بس اپنی پھوپو کے پاس جانا ہے۔۔؛ وریشہ بچوں کے سے انداز میں اسکے ہاتھ سے اپنی کتابیں جھپٹنے والے انداز میں سناتے ہوئے ساتھ ہی رونے والا منہ بنا گئی تھی۔ جبکہ ہاتھ نچاتے ہوئے وہ اسے صاف طور پر کہہ رہی تھی کہ وہ اپنی گاڑی سے جا کر لوگوں کو مار دے۔۔

ہے۔۔ہے۔۔ہے۔۔! چھوٹی دنیا مجھے اندھا کہنے سے پہلے نا خود دھیان سے روڈ کراس کرنا سیکھو۔۔۔! بلکہ دھیان سے روڈ کراس کیسے ہو سکتا ہے۔ جب دماغ ہی ان گندی کتابوں میں اٹکا ہو۔۔! بندہ گھر بھی جا کر سکون یہ گندی کہانیاں پڑھ سکتا ہے اتنی بھی کیا بے چینی ہوئی کہ گاڑی کے سامنے ہو کود جاؤ۔۔۔! زیام شاہ اس چھوٹی سی لڑکی کے خود کو اندھا کہنے پر سناتے ہوئے بولا تھا۔ جو سیدھا سیدھا اسکی ڈرائیونگ کو نشانہ بنانے پر تلی ہوئی تھی۔۔۔

زیام شاہ کے اتنا سنانے پر وریشہ منہ کھلے اسے دیکھنے لگی۔ جو اسکے ڈائیجسٹ کو گندی کہانیاں بنا رہا تھا۔۔۔

اج وہ خود بک شاپ سے اپنے لئے ڈائجسٹ اور ناولز خریدنے آئی تھی۔ کیونکہ گھر میں فارغ وقت وہ ہر وقت یہ سب ہی پڑھتی رہتی تھی۔ ویسے ہر دفعہ وہ روقاش کے ساتھ ہی باہر نکلتی تھی۔ لیکن روقاش آج کل سکول کے کام میں کافی مصروف ھی۔ اسی لئے وریشہ خود گھر سے نکل پڑی۔ جس کا روقاش کو بلکل بھی علم نہیں تھا۔۔ کیونکہ روقاش اسے اکیلے کہیں بھی جانے نہیں دیتی تھی۔۔۔

آپ کتنے بدتمیز ہیں نا، بجائے مجھے سوری کہیں! الٹا آپ مجھے سنا رہے ہیں۔ میری پھوپو اس وقت یہاں پر موجود ہوتیں ناتو اپکی بینڈ بجا دیتیں۔۔۔! بڑے آئے مجھے سنانے والے۔۔! وریشہ ہونہہ کرتے زیام کو اپنی پھوپو کا ڈرواداتے بولی تو زیام ماسک میں چھپے اسکے چہرے کو دیکھے گیا۔۔

کیوں تمہاری پھوپو کھانے میں بارود اور کوبرا سانپ کھاتی ہیں؟ جو وہ اتنی خطرناک ہیں۔۔۔! زیام شاہ نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دماغ میں کسی بزرگ خاتون کو سوچ کر طنزیہ انداز میں اسکی پھوپو کی طاقت کا اندازہ لگاتے پوچھا تو وریشہ نے غصے سے اسکے ہاتھ سے اپنی باقی کتابیں بھی جھپٹ کی تھیں۔۔

کار کے بونٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ مشکل سے کھڑی ہوئی تو ایک دم سے پھر لڑکھڑا کر گرنے لگی تھی۔ جس پر زیام اسے جلدی سے سہارا دے گیا۔۔۔

اب دھیان سے کھڑی ہو ہاں، پھر گر پڑا کر منہ سوجھانے کا ارادہ ہے کیا۔۔۔!

زیام اسے سہارا دیتے کہنے لگا تو وریشہ کو جہاں درد پر رونا آ رہا تھا وہیں اسکا دل کر رہا تھا سامنے کھڑے شخص کو کچا چبا جائے۔۔۔! جو عورتوں کی طرح اسے طعنے دیے جا رہا تھا۔۔!

منہ کا تو پتہ نہیں، پر آپکی یہ کھٹیچرا ٹائٹینک سوجھانے کا ضرور دل کر رہا ہے۔۔! جس نے مجھے اتنی زیادہ چوٹ لگوادی ہے، کہ مجھ سے اب کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا ہے، مجھے پھوپو پاس جانا ہے۔۔۔!

وریشہ تپش سے پھر رو قاش کو پکارتے ہوئے اسکی گاڑی کو ایک پاؤں سے ہٹ کرتے ہوئے درد سے روئی تو زیام آنکھیں پھاڑے اس لڑاکو طیارے کو دیکھ گیا تھا۔

جو اسکی اتنی مہنگی گاڑی کو کھٹیچرا ٹائٹینک کے نام سے نواز گئی تھی۔

ہائے ہائے۔۔! کتنی لڑاکو ہو تم چھوٹی دنیا۔۔۔! زیام شاہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بے اختیار بولا تو وریشہ اسے اپنی آگ اگلتی ہیزل گرین آنکھوں سے گھورنے لگی تھی۔ جو اسے تھامے کھڑا تھا۔۔

مجھے ان آنکھوں سے نگلنے کی بجائے نا میرے ساتھ چلو تا کہ تمہارا علاج کروا سکوں۔ یہ نا ہو کہ کل کو بدلے کے طور پر تم تن فن کرتی اپنی گنڈی پھوپو کے ساتھ میرے گھر پر بمباری کرنے پہنچ جاو۔۔۔! زیام شاہ اسکے چہرے پر درد کے آثار دیکھتے ہوئے کہنے لگا تو وریشہ نے مرتے نا کیا کرتی مجبوری میں اسے گھور کر قدم اٹھانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن پیر اٹھاتے ہی اسکے جسم میں ایک دم سے ایسی درد کی لہر اٹھی تھی کہ وہ بے ساختہ چینخ مار گئی۔ شاید اسکے پاؤں میں شدید موچ آگئی تھی۔ اس کے علاوہ زمین پر گرنے کی وجہ سے کہنی کے پاس سے کافی سکن بھی اتر گئی تھی۔۔

وریشہ کی چینخ پر زیام شاہ کو ایک دم سے تشویش ہوئی تو وہ بنا کچھ سوچے سمجھے اسکے نازک سے وجود کو بازوؤں میں اٹھا کر گاڑی میں بٹھانے لگا تھا۔زیام کی اس حرکت پر جہاں وریشہ کی آنکھیں اچھنبے سے پھٹی وہیں اسکا چہرہ بھی ایک دم سے سرخ ہوتا چلا گیا تھا۔۔

زیام شاہ اسے جلدی سے گاڑی میں بٹھا کر کتابیں اٹھا کر اسکی گود میں رکھتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔۔تاکہ جلد از جلد کسی قریبی ہاسپٹل جا سکے۔۔۔

ارمغان حویلی میں داخل ہوا تو ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔دن کا ایک بج رہا تھا اس وقت سب اپنے اپنے کاموں پر تھے۔آج تو حویلی میں مائرہ شاہ بھی موجود نہیں تھی۔۔۔

اسی لئے اس وقت حویلی میں اتنی خاموشی نظر آرہی تھی۔۔کیونکہ مائرہ شاہ حویلی میں موجود ہو کر سب کو کسی نا کسی کام میں مصروف رکھتی تھی۔جس کی وجہ سے حویلی میں رونق سی لگی رہتی تھی۔۔۔

کچھ سوچ کر ارمغان شاہ کی کالی پر اسرار آنکھیں چمکیں تو وہ مغرور بھری چال چلتا ہوا تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر والے پورشن میں آگیا تھا۔۔

حویلی کے اوپری لاونج میں ایک نظر دہرا کر وہ دائیں طرف بنے ہوئے کمروں کی طرف آیا تھا۔۔جہاں مخصوص کمرے کو دیکھ کر اسکے چہرے پر ایک دم سے شیطانی مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔۔۔

اہستہ سے سیٹی کی شیطانی دھن بجاتے ہوئے اس نے کمرے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے آہستگی سے دروازہ کھولا تو سامنے ہی وہ پشت کیے اپنے کام میں مصروف نظر آئی تھی۔ میرون کلر کی کھلی سی ٹی شرٹ کے ساتھ بلیک ٹراؤزر پہنے، کالے گھنے بال کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔

ارمغان شاہ نے آہستہ سے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر کے اسکی طرف قدم بڑھائے تھے۔ جو مگن ہو کر اپنے کام مصروف تھی۔ مالا شاہ اس وقت اپنے فیورٹ ڈیزائننگ روم میں موجود تھی۔ رنگوں کا جہاں لیے یہ کمرہ اسکا فیورٹ پوائنٹ تھا۔۔ وہ گھنٹوں یہاں بند رہ کر اسکیچنگ اور ڈریس ڈیزائن کرتی تھی۔ کمرے کے بیچ و بیچ بڑی سی شیشے کی ٹیبل پڑی ہوئی تھی۔ ٹیبل کے ارد گرد بیٹھنے کے لیے چیئر سیٹ تھیں۔۔

ارمغان شاہ نے اسکے قریب آ کر اچانک سے اسکی کمر میں سانپ کی مانند ہاتھ لپیٹتے ہوئے ایک جھٹکے میں اسکی پشت کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔ جبکہ مالا اس اچانک افتاد پر جہاں ڈر کے مارے چینخی تھی وہیں مخصوص خوشبو محسوس کرتے اسکے حواس پر یک دم سے ڈر حاوی ہوا۔۔ چہرے پر گھبراہٹ کے آثار بھی واضح ہونے لگے تھے۔۔۔

کیا کر رہی ہو۔۔؟ مالا کی کمر میں سختی سے دونوں ہاتھ لپیٹتے ہوئے ارمغان شاہ نے اسکے بالوں میں چہرہ چھپاتے ہوئے گھمبیر لہجے میں استفسار کیا تو مالا کی شوگر گرے آنکھیں ڈر کے باعث پھیل گئیں تھیں۔ وہ بچپن سے ارمغان شاہ کی موجودگی سے ایسے ہی خائف ہو کر ڈرتی تھی۔ کیونکہ مقابل اسے اپنی وحشت سے جان بوجھ کر ڈرا کر انجوائے کرنے والا انسان تھا۔۔۔

کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔۔۔؟ مالا کے بالوں کو ایک کندھے پر شفٹ کرتے ارمغان شاہ نے اسکی گردن پر لب رکھتے ہوئے پھر اپنے الفاظ دہرائے تو مالا شاہ ہراساں تاثرات کے ساتھ ایک دم سے کانپ گئی تھی۔۔۔

ک۔۔کا۔۔کامم۔۔کرر۔۔۔کرر۔۔رہی۔۔۔ تھی۔۔۔؟ وہ کانپتے ہوئے لہجے میں اٹکتے ہوئے جواب میں بولی تھی۔۔۔

ہمم۔۔۔مالا شاہ کے اٹکے ہوئے الفاظ سن کر گہری مسکراہٹ کے ساتھ اچانک ارمغان شاہ نے اسکی گردن پر دانت گاڑے تو کمرے میں مالا کی چینخ بے ساختہ تھی۔۔۔۔

اہہ۔۔۔۔۔غا۔۔۔غانن۔۔۔پلیز۔۔۔! ارمغان شاہ کے آگ جیسے لمس پر وہ کانپتے ہوئے التجا کرتے بولی تو مقابل اسکے خوبصورت لبوں سے اپنے لئے "غان" سنتا دانت ہٹا گیا تھا۔۔۔ مقصد صرف اپنا پسندیدہ نیک نام سننا تھا۔۔۔

ارمغان شاہ نے ایک دم سے اسکا رخ اپنی طرف موڑ کر ٹیبل سے چیزوں کو پرے کرتے اچانک اسے کمر سے اٹھا کر ٹیبل پر بٹھایا تو مالا شاہ نے خوف سے پیچھے کو کھسکنا چاہا تھا۔

ارمغان شاہ نے ابرو اچکاتے ہوئے اسے کمر سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے اسکی ٹانگوں کو اپنے گرد سختی سے لاک کر کے اسکی طرف دیکھا تھا۔۔ جو ڈر کے مارے کپکپانا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

میری گولو کچھ ڈریس اپنے لئے بھی بنالو، کیونکہ میں تمہیں اس حلیے میں دیکھ دیکھ کر بور ہو گیا ہوں یار۔۔!

ارمغان شاہ اسکی خوبصورت خوفزدہ آنکھوں کو دیکھ کر بھاری لہجے میں بولا تھا۔۔ جبکہ مالا شاہ اسکی گہری سیاہ آنکھوں کی تاب نا سہتے نظریں جھکا کر اسکی طرف دیکھنے سے گریز برت رہی تھی

کیا ضروری ہے کہ تم ہر وقت ان خوبصورت نینوں کو ان شیشوں کے پیچھے چھپا کر رکھو۔۔۔! مالا شاہ کی خاموشی پر ارمغان شاہ نے اسکی آنکھوں پر لگے بڑے سے چشمے کو اتار کر سائیڈ پر رکھا تو مالا اپنے ہاتھوں کو مٹھیوں میں بھینچ کر خود کو رونے سے باز کرنے لگی۔۔

جبکہ ارمغان تو اسکی شوگر گرے آنکھوں کی خوبصورتی کو دیکھ کر اپنے مچلتے دل کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ ان تینوں بہن بھائیوں کی آنکھیں گرے رنگ کی تھیں۔۔ لیکن شیڈ تینوں کا مختلف تھا۔ حابیل شاہ کی آنکھیں سموک گرے رنگ میں جبکہ ارمان شاہ کی ڈارک گرے رنگ کی آنکھیں تھیں۔ ان دونوں کے برعکس مالا شاہ کی آنکھوں کا رنگ بلکل منفرد سا تھا۔۔ شوگر گرے آنکھیں لائٹ گرے اور ڈارک گرے دونوں رنگوں کا مکسچر ہونے کے علاوہ ونیلا رنگ بھی اس دو رنگوں کے مکسچر میں شامل ہوتا ہے۔۔ مطلب یہ تینوں رنگ مل کر شوگر گرے آنکھوں کا شیڈ مکمل کرتے ہیں۔۔۔

مالا شاہ نے شرم سے دوچار ہوتے ارمغان کے گرد سے اپنی ٹانگیں ہٹا کر ٹیبل سے نیچے لٹکائیں تو ارمغان شاہ اسکی اس حرکت پر مالا کو سرد نظروں سے گھورنے لگا تھا۔۔۔

سو۔۔ سس۔۔ سوری۔۔۔! مقابل کی کالی آنکھوں کی وحشت کو دیکھ کر وہ ڈرتے ہوئے بے اختیار بولی تھی۔تاکہ وہ اس پر غصہ نا کرے۔۔۔

جبکہ ارمغان شاہ اسے سرد نظروں سے دیکھ کر اسکی دونوں ٹانگوں کو پھر مضبوطی سے اپنی کمر کے گرد جکڑتے ہوئے ایک دم مالا کو پیچھے ٹیبل پر لٹا کر اس کے اوپر جھکا تو مالا نے خوف سے آنکھوں کو میچ لیا

اچھی بھلی گول مٹول ہو، لیکن اس کے باوجود میری قربت پر ایسے ڈر کر کانپنے لگتی ہو جیسے ننھی منی کاکی ہو۔۔۔!

مالا شاہ کو اپنی آغوش میں مچلتے دیکھ کر وہ طنزیہ انداز میں سناتے ہوئے بولا تو اسکی ذومعنی بات پر مالا کے چہرے پر گلال بکھرتا چلا گیا تھا۔۔۔

لیکن حقیقت میں مالا کو ایک اور مسلہ پیش آرہا تھا اور وہ اسکا نظر کا چشمہ تھا۔جو ارمغان شاہ اتار کر سائیڈ پر رکھ چکا تھا جس کے باعث اب مالا شاہ کی آنکھوں کو سب دھندلا نظر آرہا تھا۔۔۔

ارمغان شاہ اسکے ہلکے سے کھلے ہوئے لبوں پر جھکا تو مالا شاہ کے وجود میں ایک دم کرنٹ دوڑتا چلا گیا تھا۔۔

ارمغان شاہ اسکے ہلکے سے کھلے ہوئے لبوں پر جھکا تو مالا شاہ کے وجود میں ایک دم کرنٹ دوڑتا چلا گیا تھا۔۔

ارمغان شاہ نے اسکے لبوں پر جھکتے ہی مالا کی زبان کو اپنے لبوں میں دبایا تو مالا کا پورا وجود جھنجھوڑا اٹھا۔۔۔

ایک ہاتھ سے اسکا چہرہ بلند کرتے ہوئے ارمغان شاہ نے دوسرا ہاتھ اسکی کمر میں لپیٹ کر اسکے نازک وجود کو اپنے ساتھ بھینچنا چاہا تو مالا سختی سے آنکھیں میچتے ہوئے دل میں میں کسی کے آنے کی دعا مانگنے لگی۔۔تاکہ وہ اس جن کی قید سے آزاد ہو سکے۔۔۔کیونکہ یہ تو طے تھا کہ ارمغان اسے اکیلا پا کر ہی اس پر حملہ کرتا تھا۔۔۔

ارمغان شاہ نے اسکے ہونٹوں کو سک کرتے ہوئے اسکی ٹی شرٹ کھینچ کر کندھے سے نیچھے کھسکا کر وہاں ہاتھ پھیرا تو مالا نے کانپتے ہوئے پیچھے ٹیبل پر بازو پھیلا دیے تھے۔جبکہ وہ ہر چیز بھلائے اسکی ٹانگوں کو اپنے گرد سختی سے لاک لیے شیشے کی ٹیبل پر اسے لٹائے اسکے اوپر جھکا ہوا تھا۔۔۔

مالا شاہ کا دل گھبراہٹ سے تقریبا باہر نکلنے کو بیتاب ہو رہا تھا۔وہ اسے روک بھی نہیں سکتی تھی۔۔کیونکہ مقابل ڈھیٹ بن ڈھیٹ ترین انسان تھا۔۔۔

سانس لو۔۔۔!ارمغان شاہ نے اسکے ہونٹوں کو زرا سے سک کرتے ہوئے پیچھے ہٹ کر اسے کہا جو اپنا سانس روکے سٹل آنکھیں میچے ہوئے تھی۔۔۔

مالا ارمغان شاہ سانس لو!ورنہ بہت برا پیش آؤں گا۔۔۔!مالا کو ہنوز سانس روکے دیکھ کر وہ دانت پیس کر گویا ہوا تھا۔اپنی منکوحہ کی اس عادت سے وہ سخت عاجز تھا۔۔وہ جب بھی اسکے قریب آتا تھا وہ پاگل لڑکی اپنی سانس روک لیا کرتی تھی۔۔۔

ارمغان شاہ کی دھمکی پر مالا نے لمبا سا سانس لیتے ہوئے آنکھیں واہ کرتے اسے دیکھا تو اسکی شوگر گرے آنکھوں میں ہلکی ہلکی سرخی دیکھ کر ارمغان شاہ کی سیاہ آنکھیں مزید مخمور ہو گئیں

کس چکی کا آٹا کھاتی ہو جان من۔۔۔؟قسم سے اتنی گولو مولو روئی جیسی ہو نا کہ دل کرتا ہے بس بنا صبر کیے تمہیں چبا جاؤں۔۔۔!مالا شاہ کے سفید کندھے پر دانت گاڑتے ہوئے وہ دھڑکتے دل کے ساتھ بے چینی سے بولا تھا جبکہ اسکی معنی خیز بات پر مالا نے شرم سے چہرہ موڑ لیا۔

لڑکی تھی۔سفید و سرخ رنگت پر کالے سیاہ بالوں کے ساتھ گول مٹول چہرے پر chubby مالا شاہ ایک نظر کا چشمہ لگائے وہ ارمغان کو سر تا پیر ہلا دیتی تھی۔۔۔۔

مجھ سے پیار کرتی ہو۔۔؟ارمغان شاہ نے اسکے کان کی سرخ لوح کو چومتے ہوئے سرگوشی میں پوچھا تو مالا نے نچلہ ہونٹ کاٹتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔

اور اسکا انکار ہمیشہ کی طرح ارمغان شاہ کو تیش میں مبتلا کر گیا تھا۔۔۔

کیا تکلیف ہے تمہارے ساتھ۔۔۔؟اسکے چہرے کو ہاتھ میں دبوچ کر ارمغان شاہ نے تیش سے اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔۔

بچپن سے آپ مجھے بس ڈراتے اور ڈانٹتے آئے ہیں۔۔۔۔!تو میں کیوں آپ سے پیار کروں۔۔۔؟مالا شاہ نے آنکھیں جھکا کر معصومیت سے اپنے پیار نہ کرنے کا ہمیشہ کی طرح کوئی نا کوئی جواز پیش کر دیا تھا۔۔۔

تو تم کیوں مجھے چھوڑ کر باقیوں سے دوستی کی پینگیں چڑھانے پہنچ جاتی تھی۔۔!یہ جانتے ہوئے بھی کہ مجھے تمہارا کسی سے بات کرنا بھی پسند نہیں ہے۔۔۔۔!مالا کے چہرے کو مزید دبوچتے ہوئے ارمغان شاہ نے

اسکے ہونٹوں کا پاوٹ بنا کر سخت لہجے میں اسے سنایا تو مالا معصومیت سے منہ ٹیڑھا کر گئی تھی۔۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہو، کہ پھر تم سے پیار کرے میری جوتی۔۔۔!

تم جانتی ہوں نا، کہ بچپن سے میں تمہارے لیے کتنا جنونی ہوں اس کے باوجود بھی تم مجھ سے بھاگتی آئی ہو ۔۔! میرے علاوہ تمہیں سب اچھے لگتے تھے, تو پھر مجھے غصہ نہ آئے تو اور کیا تمہیں پھولوں کے ہار پہنا کر رکھوں۔۔! ارمغان شاہ اسکے ہونٹوں کے پاوٹ پر اپنی دہکتی سانسیں چھوڑتے ہوئے بچپن کو یاد کرتے کہہ رہا تھا۔۔۔

غان جو پیار کرتے ہیں وہ ایسے آپکی طرح نہیں ہوتے ہیں۔! بلکہ ہیروز تو بہت اچھے ہوتے ہیں، بلکل شہزادوں کی طرح۔۔۔! مالا شاہ معصومیت سے آنکھوں میں چمک لیے کہانیوں کے شہزادوں کو سوچتے ہوئے جواب میں بولی تو ارمغان شاہ ضبط سے آنکھیں بند کر گیا تھا۔۔۔

آخر کیا کرتا وہ اس پاگل لڑکی کا جو باربی والی کہانیاں پڑھ پڑھ کر اپنا دماغ خراب کیے بیٹھی تھی۔۔۔

مالا شاہ کو بلکل فینٹسی پرنسس مووی والا راجکمار چاہیئے تھا۔ لیکن حقیقت میں اسکی اصل زندگی میں ایک خونخوار کالی آنکھوں کی وحشت والا شہزادہ تھا۔

جو اپنی آنکھوں کی طرح خود میں ایک راز تھا۔۔ حویلی کی تینوں لڑکیوں میں سب سے زیادہ معصوم مالا شاہ تھی۔۔ جس کی دنیا کتابوں اور فیشن ڈیزائننگ کے ارد گرد بس گھومتی رہتی تھی۔

ایسی کی تیسی تمہارے ان نانٹیز کے سالے شہزادوں کی۔۔! خبردار! اگر تم نے میرے علاوہ کسی کو سوچا بھی، ورنہ تمہارے اس گول مٹول وجود کو ایسا تڑپاوں گا کہ آئندہ کتابیں پڑھنے سے بھی پناہ مانگوں گی۔۔۔!

ارمغان شاہ غصے سے گرجتے ہوئے بولا تو مالا شاہ سہم کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ لیکن اگلے ہی پل وہ پھر بے پرواہی سے منہ ٹیڑھا کر گئی۔۔۔

ارمغان شاہ کی ہر بات کا اسکا یہ خاص جواب ہوتا تھا۔

جس کا صاف صاف مطلب ہوتا تھا کہ میں تم سے پیار پھر بھی نہیں کروں گی۔ کیا ہوا اگر وہ اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن اسے تپا تو ضرور سکتی تھی۔ اور ارمغان شاہ کو تڑپانے اور تپانے کا یہ طریقہ مالا شاہ کو اسکے چاچو ہاشم شاہ نے سکھایا تھا۔ تاکہ ارمغان شاہ کو قابو میں رکھا جاسکے۔ ہاشم شاہ نے اپنے سب بھتیجوں کا خاص خیال رکھا ہوا تھا۔۔

مالا شاہ کو بچپن کی طرح منہ ٹیڑھا کرتے دیکھ کر ارمغان شاہ غصے سے بے قابو ہوتے پھر اسے ہونٹوں پر جھکا تو مالا نے لرز کر آنکھیں بند کر لیں تھیں۔۔۔

جبکہ وہ شدت سے اسکے ہونٹوں کو سک کرتے ہوئے مالا کے وجود کو ٹیبل سے اٹھاتے ہوئے گود میں لیے اچانک چیئر پر بیٹھا تو مالا شاہ لال انگارہ ہوتی اسکی گود سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ جس پر ارمغان شاہ اسکے ہونٹوں پر دانت گاڑتے ہوئے اسکی ٹی شرٹ کے اندر سے اسکے پیٹ پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔ مالا نے گھبراہٹ سے اسکا ہاتھ ہٹانا چاہا تو ارمغان نے اسے اپنی وحشت بھری انکھوں سے گھوری ڈالی۔

ابھی ارمغان شاہ مزید کوئی گستاخی کرپاتا جب باہر سے اچانک حابیل شاہ کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔حابیل کی آواز پر وہ ایک دم سے ہوش میں اتا پیچھے ہٹ گیا۔

ابھی میں جارہا ہوں،، اگلی دفعہ میرے ہاتھ لگو تم زرا پھر تمہاری اچھے سے خبر لوں گا۔۔! بڑی آئی سستے نشئی شہزادوں کو سوچنے والی۔۔۔!

مالا شاہ کو ٹیبل پر بٹھاتے ہوئے اسکے برہنہ کندھے پر آخری دفعہ دانت گاڑ کر وہ جلدی سے وہاں سے بالکونی کے رستے غائب ہو گیا تو مالا شاہ شکر مناتی ٹی شرٹ ٹھیک کر کے گہرے سانس لیتے ہوئے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔۔

بڑی یار یہ حویلی اتنی بڑی کیوں بنوائی ہے۔۔۔؟ زیام شاہ نے حویلی کے وسیع ترین لاونج کو دیکھ کر اچانک سوال اٹھایا۔۔۔

اس وقت سب رات کے کھانے بعد اوپری لاؤنج میں بیٹھ کر کافی پی رہے تھے۔۔۔

تیری جیسی منحوس شکل دن میں زیادہ دفعہ نا دیکھنی پڑے، اس لئے بابا جان نے حویلی بڑی بنوائی تھی۔تاکہ تو اگر سامنے سے آ بھی رہا ہو، تو بندہ دور سے دیکھ کر اپنا راستہ بدل لے۔۔۔! ہاشم شاہ نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے بے پرواہی سے زیام شاہ کو تڑ کتا بھڑ کتا جواب دیا تھا۔۔۔ہاشم شاہ کے جواب پر سب کے قہقہے پھوٹے تو زیام خفگی سے اپنے بڑی کو دیکھ گیا۔۔

مل گیا سکون تیرے کلیجے کو۔۔۔؟ارمان شاہ نے ہنستے ہوئے زیام شاہ کو چھیڑا تو بدلے میں زیام شاہ نے اسے سخت گھورا، جو اسکے مزے لے رہا تھا۔۔۔

ویسے بڑی میں ایک اور بات سوچ رہا تھا کہ ہمارے بڑوں نے کیا سوچ کر ہمارے نام رکھے تھے بھلا۔۔؟! زیام شاہ نے پر سکون انداز میں دوسرا سوال اٹھایا تو سب اسے دیکھے گئے کہ اب وہ کیا بونگی مارنے والا ہے۔۔۔۔

جبکہ نام کے ذکر پر کچھ یاد آتے ہی شرجینا شاہ کی آنکھیں بھی چمکی تھیں۔وہ اس وقت عالم شاہ کے پاس اسکے بازو کے گھیرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

کیونکہ آج ہاشم شاہ کے دائیں بائیں مالا شاہ اور مائرہ شاہ بیٹھی تھیں۔۔۔

تیرا فضول دماغ تجھے کچھ کام کی چیز سوچنے کو نہیں دیتا کیا۔۔؟جو تو ہر وقت ہمارے بڑوں کے پیچھے ہی پڑا رہتا ہے۔۔۔! حابیل شاہ نے سلگ کر پوچھا تھا۔۔۔

کیونکہ دو دن پہلے ایسے ہی بڑوں کا ذکر کر کے وہ انہیں رنڈوا بنا چکا تھا۔۔۔

ارمغان شاہ کن اکھیوں سے مالا شاہ کو دیکھ رہا تھا جو ہاشم شاہ کے کندھے پر سر ٹکائے معصوم بنی بیٹھی ہوئی تھی۔۔

اب دیکھیں سب کے نام آپس میں کتنے ملتے جلتے ہیں۔۔! جیسے ان دونوں نمونوں کے نام ہی دیکھ لیں۔۔۔! ارمان اور ارمغان۔۔! صرف ایک حرف کا فرق ہے، جیسے ایک دکان کے دو ملتے جلتے سلیپرز کے نام ہوں۔۔۔"

جبکہ ہاشم، عالم اور حابیل ان ناموں میں بھی کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے کسی برینڈ (ٹھیلے) کے تین الگ الگ پراڈکٹس (سبزیاں) ہوں۔۔۔!

ارمان شاہ اور ارمغان شاہ کو سلیپرز بلانے پر ہاشم شاہ سمیت عالم شاہ اور حابیل شاہ کی سخت گھوریاں دیکھ کر وہ اپنا بیان بدلتے ہوئے بولا تھا۔۔

اور ہاں یہ لڑکیوں کے نام بھی دیکھ لیں! مالا شاہ اور مائرہ۔۔۔! بس اس گلابی فتنے کا اور میرا نام ہی کچھ منفرد سا ہے۔ یا بھابھی کا نام بھی تھوڑا سا مختلف ہے۔۔۔!

زیام شاہ اپنی لسٹ میں لڑکیوں کو بھی زبردستی گھسیڑتے ہوئے اربیلا شاہ کی طرف انگلی کرتے بولا تو مائرہ اور مالا شاہ شکایتی انداز میں ہاشم شاہ کو دیکھنے لگیں تھیں۔ انکے برعکس اربیلا شاہ کھکھلا پڑی تھی۔۔۔ جس پر حابیل شاہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا تھا۔۔

ارمغان اور ارمان شاہ تو خود کو سلیپرز بلانے پر زیام شاہ پر چڑھ دوڑے تھے۔۔۔

سالے باقی چیزوں کا تو پتہ نہیں ہے، پر ہماری حویلی میں ہمارے بڑوں نے سب سے بڑی غلطی تو تجھ جیسی پیچ پیدا کر کے ضرور کی ہے۔۔۔! ہاشم شاہ سلگتے ہوئے بول اٹھا تھا۔۔

عالی، بھیا دن میں مجھے بھی شجو پکار رہے تھے۔۔۔! شر جینا شاہ نے لہجے میں دنیا جہاں کی معصومیت سمو کر ہاتھ سے عالم شاہ کا چہرہ اپنی طرف موڑتے ہوئے زیام شاہ کی شکایت لگائی تو عالم شاہ کو اس نمونے پر بے اختیار مزید غصہ آیا۔۔۔

بائیک رائڈ نگ پر زیام شاہ کے خود کو شجو بلانے پر شر جینا نے لگے ہاتھ مزید اسکی شامت بلانا چاہی تھی۔۔۔

جبکہ زیام تو اس گلابی بلا کو گھور کر رہ گیا تھا جو پیسے اور بائیک رائیڈ نگ کر بھی اسے پٹوانے کی تیاری کیے ہوئے تھی۔۔۔

اس بے غیرت کی اس ہڈی پر وار کرو، جو اسکو چین نہیں لینے دیتی ہے۔۔۔! زیام شاہ کو ارمغان شاہ اور ارمان شاہ کے شکنجے میں پھڑ پھڑاتے دیکھ کر عالم شاہ نے مزید اسکی ہوا ٹائیٹ کرنے اشارہ کیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی بیوی کے نام کے لئے الگ قسم کی ہی پوزیسیونیس رکھتا تھا۔

ان سب کے تلملانے پر زیام شاہ مار کھاتے ہوئے بھی قہقہے لگانے سے باز نہیں آرہا تھا۔۔۔

مزید دو منٹ کی مار کٹائی کے بعد وہ لوگ سیدھے ہو کر بیٹھے تو اس دفعہ ارمغان شاہ کی زبان میں کھجلی ہونے لگی تھی۔۔۔ چونکہ صبح سنڈے تھا اسی لئے سب ریلکس ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔

یار بڑی شادی کرنے کا کوئی اشارہ ہی دے دیں۔۔۔! ارمغان شاہ نے ریکوسٹ کرتے ہوئے ہاشم شاہ کو مخاطب کیا۔۔۔

کیوں تم نے میری شادی پر کھانے کے ٹیبل لگانے ہیں کیا؟ جو میں تجھے اشارہ دیتا پھروں۔۔۔! ہاشم شاہ نے چڑتے ہوئے طنزیہ انداز میں الٹا ارمغان شاہ کو پوچھا تھا۔۔۔

یار بڑی آپ شادی کرنے والے بنے ہم یہ کام بھی کر لیں گئے۔۔! اس دفعہ ارمان شاہ منہ بنا کر بولا تو ہاشم شاہ ابیر واچکاتے ہوئے انہیں دیکھ گیا۔۔۔

میری شادی نا کرنے پر تم لوگوں کو کیا تکلیف ہو رہی ہے۔۔؟ کونسا میری شادی نا کرنے پر تم لوگوں کی شادیاں رکی ہوئیں ہیں۔۔۔! ہاشم شاہ نے سلگ کر انکی تکلیف جاننا چاہی۔۔

یار بڑی اب ایسی بھی بات نہیں ہے، خیر سے آپ شادی کریں گئے تو ہی ہمیں پیاری سی چچی جان ملیں گئیں نا۔۔! ارمغان شاہ نے منہ بنا کر چاچی کی خواہش ظاہر کی تھی۔۔۔

کون چاچی۔۔۔؟ تم گدھوں میں سے میری بیوی کو کوئی بھی چاچی نہیں بلائے گا۔۔! بلکہ وہ تم سب کی بڑی آپی ہونگی بس۔۔! ہاشم شاہ نے سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے انکو حکم دیا تو اسکے اس حکم پر عالم شاہ اور حابیل شاہ سمیت سب کی آنکھیں حیرت سے بڑی ہوتی چلی گئیں تھیں۔۔۔

تم کہاں جا رہے ہو۔۔؟

ایک منٹ بعد ہوش آنے پر زیام شاہ کو اپنی جگہ سے اٹھتے دیکھ کر ارمان شاہ نے بے ساختہ اسے پوچھا۔۔۔

باہر دیکھنے جا رہا ہوں کہیں قیامت تو نہیں آگئی ہے! کیونکہ یہاں اندر قیامت کی نشانیاں ظاہر ہو رہیں ہیں، بڑے بزرگوں کو جوان ہونے کا کچھ زیادہ ہی خمار چڑھا ہوا ہے۔۔!

ہاشم شاہ کے آپی والے حکم کو سن کر زیام شاہ سنجیدگی سے بے یقین ہوتے بولا تو اسکی بات پر جہاں لاونج میں قہقہے ابلے وہیں ہاشم شاہ نے کافی کا مگ اٹھا کر اسے مارنا چاہا تھا۔۔ جس پر وہ جلدی سے اپنا بچاؤ کرتے ہوئے صوفے کے پیچھے چھپ گیا۔۔۔۔

(دو دن بعد)

آفس میں ضروری میٹنگ کی وجہ سے آج عالم شاہ نے زیام شاہ اور ارمغان شاہ دونوں کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ شرجینا شاہ کو چھٹی کے وقت کالج سے پک کر لیں۔۔

کیونکہ آج ارمان شاہ بھی انکے ساتھ بزی تھا،اور پھر مائرہ شاہ کے آفس جوائن کرنے پر ارمان شاہ کا کام بھی ڈبل ہو چکا تھا۔

وہ اپنے آفس میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ مائرہ شاہ کی کمپنی کو بھی دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ ان سب کی انکوائری کے مطابق جب سے مائرہ کے آفس میں یہ بات پھیلی تھی۔ کہ اب سے مائرہ شاہ ہی آفیشلی اپنی کمپنی سنبھالے گی۔تب سے آفس میں گڑبڑ ہونا شروع ہو گئیں تھیں۔

اس ساری صورتحال پر ہاشم شاہ نے ابھی چپ رہنے کا حکم دیا تھا۔اس لئے ارمان شاہ سمیت حابیل شاہ اور عالم شاہ بھی خاموش تھے۔

وہ دونوں دو بجے گاڑی میں شر جینا کو کالج سے پک کرنے آئے تو گارڈ انکل انکو دیکھ کر ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے سلام پیش کر گئے۔ جس پر وہ ان دونوں نے مسکراتے ہوئے انکی سلام کا جواب دیا تھا۔

سیم ایک جیسی بلو ٹی شرٹ کے ساتھ جینز پہنے وہ سیاہ آنکھوں پر سن گلاسز لگائے ہوئے تھے۔ جبکہ سرخ و سفید چہرے گرمی کی تپش سے سرخ پڑ رہے تھے۔۔۔

دونوں کے کالے گھنے بال بھی ایک جیسے انداز میں سیٹ کیے گئے تھے۔ان دونوں کی ہر چیز بلکل سیم ہوتی تھی۔۔ جس کی وجہ سے کوئی بھی اجنبی انسان ان سے دھوکا کھا جاتا تھا۔

ارمغان شاہ نے گارڈ کو شر جینا کو بلانے کا اشارہ کیا تو وہ سر ہلاتے ہوئے شر جینا کو بلانے چلا گیا تھا۔۔

جبکہ وہ تب تک اپنے فتنے کے آنے کے انتظار میں کالج کی بلڈ نگ کو دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔

کالج کے گیٹ پر کالج کا نام پڑھ کر ان دونوں کے چہروں پر بھرپور مسکراہٹ آئی تھی۔۔ کیونکہ کالج کا نام "جیا کالج" تھا۔عالم شاہ نے اگر اپنی بیوی کے لئے کالج بنوایا تھا تو اس کالج کا نام بھی اپنی بیوی کے نام پر ہی رکھا تھا۔

بلڈ نگ کی باہری دیواروں پر ارٹ کا کام کیا گیا تھا۔رنگوں کی مدد سے بنائی گئی مختلف پینٹنگز کافی خوبصورت لگ رہیں تھیں۔ہر پینٹنگ میں ایک سبق دیا گیا تھا۔۔ چونکہ وہ دونوں کبھی کبھار ہی اس جگہ پر آتے تھے۔ اس لئے انکا جب ہی ادھر آنا ہوتا تھا وہ ہر چیز کو پہلی بار کی نظر سے ہی غور سے دیکھتے تھے۔کیونکہ عالم شاہ یہاں کچھ نا کچھ بدلاؤ کرواتا رہتا تھا۔۔

وہ دونوں ابھی غور سے چیزوں کو دیکھ ہی رہے تھے کہ گاڈر پھولی سانس میں بھاگتے ہوئے انکی طرف آیا تھا۔۔

چھوٹے شاہ سائیں جلدی چلیں، وہاں شر جینا پتر کی لڑائی ہو رہی ہے۔۔۔

گارڈ نے پھولی سانسوں میں بتایا تو وہ دونوں تیزی سے گاڑی سے باہر نکل کر گارڈ کے پیچھے ہوئے تھے۔۔۔

کس کی بری شامت آئی ہے، جو ہماری شیرنی کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔۔؟ ارمغان شاہ گارڈ کے پیچھے تیزی سے چلتے ہوئے بولا تو زیام شاہ ہنسی دبا گیا۔۔ بجائے وہ اپنی بہن کی فکر کرتا وہ الٹا دوسرے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔

وہ دونوں گارڈ کے پیچھے چلتے ہوئے گراؤنڈ میں پہنچے تو سامنے ہی شر جینا شاہ مخالف لڑکی کے بالوں کو جکڑے نظر آئی تھی۔ جس پر وہ لڑکی چینختے جا رہی تھی۔۔

او تیری۔۔۔! سامنے کا منظر دیکھ کر زیام شاہ نے بھاگ کر اپنے فتنے کو کمر سے جکڑ کر دور ہٹایا تھا۔۔ جس پر شر جینا شاہ پھولی سانسوں کے درمیان سرخ چہرے کے ساتھ ٹانگوں کو ہلاتے ہوئے زیام شاہ کی گرفت میں مزاحمت کرنے لگی۔۔۔

بھیا چھوڑ دیں میں اس کو جان سے مار دوں گی۔۔! شر جینا بھرپور غصے سے پھنکارتے ہوئے بولی تو ارمغان شاہ تشویش سے گلاسز اتار کر اسکو دیکھنے لگا تھا۔ کیونکہ شر جینا کا یہ انداز نارمل نہیں تھا۔۔۔

جبکہ زیام شاہ کو بے اختیار سامنے کھڑی لڑکی مظلوم لگی تھی۔ کیونکہ اسکے یونیفارم کا ایک بازو پھٹا ہوا تھا۔۔ چہرے اور گردن پر خراشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان خراشوں سے خون رس رہا تھا۔ اور بالوں میں بھی بمب پھٹا ہوا تھا۔۔

اس افراتفری میں پرنسپل بھی پریشان سی وہاں آن پہنچی تھی۔ وہاں آتے ہی دوانجان لڑکوں کو شرجینا شاہ کے اتنے نزدیک دیکھ کر وہ تعجب سے صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

کیا ہوا ہے لاڈو۔۔؟ ارمغان شاہ نے فکرمندی سے گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا تو زیام شاہ بھی شرجینا کو زمین پر کھڑا کر پیچھے سے ہگ کر گیا۔ تاکہ اس بپھری شیرنی کو قابو میں کیا جاسکے۔۔۔

شرجینا کے چہرے پر خراشوں اور آنکھ کے قریب زخم دیکھ کر ارمغان شاہ نے تیش سے مڑ کر اس لڑکی کو دیکھا تو وہ لڑکی ارمغان شاہ کی وحشت زدہ آنکھوں کو دیکھ کر بے اختیار ڈر کے مارے پیچھے قدم لے گئی۔۔۔

This b-i-t-c-h girl....

ارمغان شاہ کے پوچھنے پر شرجینا شاہ غصے بے قابو ہوتے سامنے کھڑی لڑکی کی طرف اشارہ کرتے بولنے لگی تو ایک بار پھر اسکے گندے الفاظ یاد آتے ہی غصے کی لہر اسکے پورے وجود میں ڈور گئی تھی۔۔۔

شرجینا کے غصے اور حالت کو دیکھتے ہوئے اس بار زیام شاہ بھی فکرمندی سے گلاسز اتار کر اسکے ہاتھ کی ہتھیلیاں رب کرنے لگا۔۔۔ تاکہ وہ نارمل ہوسکے۔۔۔

آس پاس کھڑے سب حیرانی سے ان تینوں کو دیکھ رہے تھے۔ جبکہ پاس کھڑی پرنسپل ان جوان لڑکوں کو دیکھ کر الگ صدمے میں تھی۔ جو اتنی محبت و فکر مندی سے شرجینا شاہ سے مخاطب ہو رہے تھے۔ یہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کہ وہ اس لڑکی کو اتنا برا اپیٹ چکی ہے۔۔۔

یہ لڑکی مجھے گندہ کہہ رہی تھی۔۔۔! شرجینا نے سرخ آنکھوں سے انگلش میں ارمغان شاہ کو بتایا تو شرجینا کا لب و لہجہ سن کر وہ سب حیرت کا شکار ہو گئے۔ اس وقت وہ مکمل طور پر اپنی امریکن لک میں تھی اور یہ ہی چیز ان دونوں بھائیوں کو پریشانی میں مبتلا کر رہی تھی۔ سحر بھی آنکھیں پھاڑے شرجینا کا یہ روپ پہلی بار دیکھے گئی۔۔۔

What she was saying?....

زیام شاہ نے اسکے بال سنوارتے ہوئے پیار سے پوچھا تھا۔۔۔

یہ لڑکی مجھے کہہ رہی تھی کہ میں لڑکوں کو پھانستی ہوں۔۔! اسی وجہ سے پرنسپل مجھے روز، روز اپنے آفس میں بلاتی ہے۔ میں نے سحر سے اسکا مطلب پوچھا تو اس نے بتایا کہ لڑکوں کو پھانسنے والی لڑکیاں اچھی نہیں ہوتیں، پر اپکو پتہ ہے نا میں ایسی نہیں ہوں بھیا، میں تو عالی کی بی۔۔۔

شرجینا نے آنکھوں میں نمی لیے سحر کی طرف اشارہ کرتے عالم شاہ کا ذکر کرتے اپنی بات مکمل کرنا چاہی تو زیام شاہ اسکے بات مکمل کرنے سے پہلے ہی اسکے لبوں پر ہاتھ جما چکا تھا۔۔۔

جبکہ اپنا نام سن کر سحر کو کچھ دیر پہلے کا وقت یاد آیا جب وہ اس سے مطلب جانتے ہی اس لڑکی کو پیٹنا شروع ہو گئی تھی۔۔

ہاں تو اس میں غلط کیا ہے۔ ہر وقت تو یہ کالج کے گیٹ پر نظر آتی ہے۔ اسکی انہی بری حرکتوں کی وجہ سے پرنسپل بھی آئے روز اسے اپنے آفس میں بلاتی رہتیں ہیں۔۔۔! شرجینا کے بات بتانے پر وہ لڑکی پھر بولنے سے باز نہیں آئی تھی۔

حالانکہ شرجینا شاہ سے وہ اچھی خاصی مار بھی کھا چکی تھی۔

اس لڑکی کی بکواس پر ارمغان شاہ کی آنکھوں میں بے اختیار سرخی اتری تو زیام شاہ نے اسے شانت رہنے کا اشارہ کیا۔۔

)LADO hit her moreلاڈو ہٹ ہر مور(

(لاڈو اس لڑکی کو مزید مارو)

ارمغان نے کھڑے ہوتے شرجینا شاہ کو سرد آواز میں حکم دیا تو شرجینا شاہ اگلے ہی پل پھر اس لڑکی دوبارہ پل بھری تھی۔ جبکہ پرنسپل آنکھیں پھیلا کر اس لمبے چوڑے لڑکے کو دیکھتی رہ گئی۔۔ جس نے شرجینا شاہ کو پیٹنے کا حکم دیا تھا۔۔

غان یہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔! شرجینا شاہ کو مارتے دیکھ کر زیام شاہ نفی میں سر ہلاتے بولا تھا۔۔

"اگر مخالف ہماری عزت پر وار کرے تو ہم معاف کر سکتے ہیں، پر اگر سامنے والا آپکے کردار پر حملہ کر دے تو اسے جان سے مار دینا چاہیئے"

پینٹس کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے ارمغان شاہ نے لاپرواہی سے جواب دیا تو زیام شاہ نے اسکی بات سمجھتے ہوئے سرد سانس خارج کی۔۔

ان تینوں بہن بھائیوں میں شرجینا شاہ اور ارمغان غصے کے دونوں تیز تھے۔۔ جبکہ انکے مقابلے میں زیام شاہ ٹھنڈا رہ کر دشمن پر وار کرتا تھا۔۔

شرجینا شاہ چھوڑ دیں اسے، ورنہ میں عالم شاہ کو آپکی شکایت لگاؤں گی۔۔! شرجینا کو بری طرح مارتے دیکھ کر پرنسپل نے آگے بڑھ کر کنول کو شرجینا کی گرفت سے آزاد کروانا چاہا تھا۔۔۔

جبکہ پرنسپل کی مداخلت پر شرجینا شاہ نے آگ اگلتی سبز آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا تو پرنسپل ٹھٹک کر بے اختیار پیچھے ہو گئی۔۔۔

شرجینا شاہ کنول کو چھوڑ دیں ورنہ میں اپکی اگلی پچھلی ساری شرارتوں کی خبر عالم شاہ کو پہنچا دوں گی۔۔۔! پرنسپل ایک دفعہ پھر کوشش کرتے بولی تھی، لیکن شرجینا شاہ پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔

لاڈولیو ہر۔۔۔! زیام شاہ کے نرمی سے کہنے پر اگلے ہی پل شرجینا نے اس لڑکی کو زمین پر پٹخ دیا تھا۔ جس کا چہرہ شرجینا شاہ کے تھپڑوں اور مکوں سے سرخ ہو چکا تھا۔

جبکہ بال مزید گھونسلا بن گئے تھے۔اسکا اتنا برا حال دیکھ کر وہاں کھڑے لڑکیوں نے بے اختیار جھر جھری سی لی۔۔

اپکو شرم آنی چاہیئے ایک معصوم لڑکی کو اس جیسی سے پٹواتے ہوئے۔۔۔! کنول کا برا حال دیکھ کر پرنسپل ان دونوں کی طرف آئی تو ارمغان شاہ آنکھوں میں سرد تاثرات لیے ایک قدم اٹھا کر پرنسپل کے قریب ہو گیا، جس پر پرنسپل اسکی سیاہ آگ اگلتی آنکھوں کو دیکھ خوف سے پیچھے قدم لے گئی تھی۔۔۔

"شرجینا عالم شاہ" نام ہے اسکا اور آئندہ اس نام کے علاوہ کسی دوسرے لفظ سے اسکو مخاطب نا کیا جائے۔۔! ورنہ دوسری صورت میں آپ کالج سے باہر بھی ہو سکتیں ہیں۔۔۔!

ارمغان شاہ نے سپاٹ لہجے میں پرنسپل کو حکم دینے کے ساتھ ساتھ دھمکی دی تھی۔۔

جبکہ زیام شاہ اچھے بھائیوں کی طرح اپنی بہن سے لڑکی کو پٹوانے کے بعد اب اسکے ہاتھوں سے بال نکال رہا تھا۔۔شرجینا شاہ کے ہاتھوں اور یونیفارم پر گرے بال اس بات کا واضح ثبوت تھے کہ وہ کنول نامی لڑکی پر اچھا خاصا ہاتھ صاف کر چکی ہے۔۔

آپ لوگ کون ہوتے ہیں مجھے اس کالج سے نکالنے والے۔۔؟ارمغان شاہ کی دھمکی پر پرنسپل نے تیش سے پوچھا تھا۔۔۔

ہم اس کالج کے اونرز ہیں، بہتر ہے آپ اپنے سسٹم پر توجہ دیں کہیں یہ نا ہو کہ ہمیں آپ پر توجہ دینی پر جائے۔۔!پرنسپل کے عجیب تیور دیکھ کر اس بار زیام شاہ بھی خاموش نہیں رہ پایا تھا۔اس لئے شرجینا کا ہاتھ

ارمغان شاہ کے ہاتھ میں پکڑا کر اس نے جھک کر اسکا بیگ اٹھاتے ہوئے جواب دیا تو پرنسپل منہ کھول کر اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔

سب پر آخری نظر ڈال کر وہ دونوں شرجینا کو لیے باہر کی جانب بڑھے تو تھوڑے قدم اٹھاتے ہی ارمغان شاہ نے اپنی لاڈو کو گود میں اٹھالیا تھا۔ جس کے چہرے کے تاثرات بلکل سپاٹ پر چکے تھے۔

پرنسپل الجھتے ہوئے ضبط سے تن فن کرتی کنول پر آخری نظر ڈال کر آفس کی جانب بڑھ گئی۔

ارمان شاہ بلو تھری پیس سوٹ میں اپنے براؤن بالوں کو جیل سے سیٹ کیے ڈارک گرے آنکھوں میں سنجیدگی لیے آفس میں داخل ہوا تھا۔

اس وقت شام کے پانچ بج رہے تھے۔ وہ مائرہ شاہ کو واپسی کے لئے پک کرنے آیا تھا۔ باہر آفس کا سٹاف بھی چھٹی کرتے ہوئے نکلتا جا رہا تھا۔

ارمان شاہ نے گہری نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔ جو کھڑکی میں کھڑی ہو کر آج سیم اسی کی طرح بلو سٹائلش ڈریس میں شہد رنگ بالوں کو سٹریٹ کیے ہیلز پہنے مصروف انداز میں فائل کو دیکھ رہی تھی۔ جبکہ کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہنے ہوئے تھے۔۔

ارمان شاہ نے کوٹ اتار کر چئیر پر رکھتے ہوئے اسکی طرف قدم بڑھائے جواب تک اسکی موجودگی سے بے خبر تھی۔

مائرہ شاہ کی ناک نتھنوں سے مخصوص خوشبو ٹکرائی تو اس سے پہلے کے وہ مڑ کر دیکھتی ارمان شاہ بازو سے کھینچ کر اسکا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے ایک جھٹکے میں اسے دیوار کے ساتھ لگا کر اسکے ہونٹوں پر جھک گیا تھا۔۔

جبکہ اس اچانک افتاد پر مائرہ شاہ کی آئس بلو آنکھوں کی پتلیاں ساکت پڑیں تھیں۔۔۔

اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود میں بھینچتے ہوئے ارمان شاہ نے شدت سے اسکے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں دبایا تو مائرہ شاہ کا پورا وجود جھنجھوڑ اٹھا۔۔

ارمان شاہ نے اسکی زبان کو ہونٹوں میں سک کیا تو مائرہ بے یقینی سے اسکی بے باکی دیکھے گئی۔۔

بے اختیار اسکے ہاتھوں سے فائل چھوٹ کر زمین پر گری تھی۔

اس کے بر عکس ارمان شاہ شدت سے مائرہ کو خود میں بھینچتے ہوئے اسکے لبوں کی نرماہٹ چراتے جا رہا تھا۔

مائرہ نے ہوش میں آتے بھرپور مزاحمت کرتے ہوئے ارمان کو پیچھے ہٹانا چاہا تو ارمان خود ہی گرفت ڈھیلی کرتا پیچھے ہٹ گیا۔۔۔

تم جب جب میری موجودگی کو نظر انداز کر کے کسی دوسری چیز کو اہمیت دینا چاہوں گی, میں تب تب اپنے لمس سے تمہیں ہوش دلایا کروں گا۔۔!

مائرہ شاہ کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے ارمان شاہ نے اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر اسکی خوشبو کو اپنے اندر اتارا تو مائرہ لرزتے ہوئے اسے پیچھے دھکا گئی تھی۔۔

میں تمہاری جان لے لوں گی ارمان شاہ۔۔۔! اپنے ہونٹوں سے اسکا لمس مٹاتے ہوئے مائرہ شاہ غصے سے چلا گئی۔۔۔

فائن تمہاری یہ خواہش کل پوری کروں گا، ابھی ٹائم کافی ہو گیا ہے، تو جلدی سے اپنا بیگ اٹھاؤ، تاکہ نکلیں یہاں سے۔۔۔! مائرہ شاہ کے گرجنے کا رتی برابر بھی اثر نا لیتے ہوئے وہ بلکل چل انداز میں بولا تو مائرہ غصے سے مٹھیوں کو بھینچتے ہوئے آگے بڑھ کر اپنا بیگ اٹھا کر باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔ جبکہ اسکے نکلتے ہی ارمان شاہ کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی۔ جسے ہاتھ کی مدد سے چھپاتے ہوئے وہ اپنا کوٹ اٹھا کر اسے پیچھے قدم بڑھا گیا۔۔

صبح نو بجے وریشہ کچن میں ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔ جب آسیہ بیگم اچانک کچن میں داخل ہوئیں۔۔۔

ہائے میری جان! تم چولہے کے پاس کیا کر رہی ہو۔۔۔؟ وریشہ کو چولہے کے پاس کھڑے دیکھ کر آسیہ بیگم جلدی سے اسکے قریب آئیں تھیں۔ جو توے پر بریڈ سینک رہی تھی۔۔

ناشتہ بنا رہی ہوں اماں۔۔۔! وریشہ نے مصروف انداز میں جواب دیا تھا۔ اسکے پیر کی موچ اگلے دن تک بلکل ٹھیک ہو گئی تھی۔۔ جبکہ بازو پر موجود زخم بھی اب قدرے بہت بہتر تھا۔۔

تو میری بچی خود کیوں بنا رہی تھی؟ مجھے بتانا تھا میں تمہیں بنا دیتی۔۔۔! اسیہ بیگم نے فکر مندی سے اسے چولہے کے پاس ہٹانا چاہا تھا۔ وریشہ کے رنگ وروپ کو دیکھتے ہوئے آسیہ بیگم نے شروع سے اسے کوئی کام کرنے دیا تھا۔

خود تو وہ عام شکل صورت کی مالک تھیں۔ لیکن اپنی بیٹی کے حسن کے معاملے میں وہ بہت پوزیسیو تھیں۔ اسی وجہ سے وہ وریشہ کا خاص خیال رکھیتں تھیں۔ تاکہ انکی بیٹی کے حسن میں کوئی کمی نا آئے۔

آپ پھوپو کے لئے ناشتہ نا بناتیں، اس لئے میں نے خود ہی بنانے کا سوچ لیا۔۔! وریشہ نے آخری بریڈ بھی سینک کر ٹرے میں رکھ کر فریج سے انڈے نکالے تھے۔

ہائے ہائے میں کیوں اس منحوس اور کرم جلی کے لئے کچھ بنانے لگی۔۔؛ روقاش کا ذکر سنتے ہی آسیہ بیگم کی میٹھی زبان زہریلی زبان میں بدلی تو وریشہ سرد سانس خارج کرتے نفی میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔

آج ہفتے کا دن تھا اور خوش قسمتی سے آج روقاش گھر پر ہی تھی۔ اس لئے اسکے اٹھنے تک وریشہ نے اپنی پیاری سی پھوپھو کے لئے اپنے ہاتھوں سے ناشتہ بنانے کا سوچا تھا۔

ارے عشی یہاں سے پیچھے ہو جا، خوامخواہ بازو پر آئل کے چھینٹے پڑے گئے تو نشان پڑ جائیں گئے۔۔! پہلے ہی بازو پر زخم کروا کے بیٹھی ہوئی ہے۔۔۔! آسیہ بیگم نے فکر مندی سے اسے پھر دور کرنا چاہا۔۔۔

اماں اگر ایک منٹ میں آپ یہاں سے باہر نہیں گئیں تو میں پورے ایک ہفتے کے لئے آپ سے ناراض ہو جاؤں گی۔۔!

اپنے کام میں بار بار خلل پڑتے دیکھ کر وریشہ مڑتے ہوئے دھمکی آمیز لہجے میں بول گئی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اسکی ماں اپنی اکلوتی بیٹی کے ناراض ہونے پر بوکھلا جاتی تھی۔۔

اپنی جان سے پیاری پھوپھو کے ساتھ بچپن میں جب جب وریشہ اپنی ماں کا برا سلوک دیکھتی تھی۔ تب تب ہی وریشہ کتنے دنوں کے لیے آسیہ بیگم سے ناراض ہو جایا کرتی تھی۔ اور اس ناراضگی میں وہ اپنی ماں سے بات کرنا تو دور بلکہ اسکے ہاتھ سے کھانا کھانا بھی چھوڑ دیتی تھی۔

جس پر آسیہ بیگم تو رو رو کر ہلکان ہو جایا کرتیں تھیں۔

آسیہ بیگم کی حالت دیکھتے ہوئے آخر پر روقاش کو ہی اپنی ضدی بھتیجی کو منا کر یہ معاملہ رفع دفع کرنا پڑتا تھا۔

اتنی محبت کبھی ماں کے لئے بھی دیکھا دیا کر۔۔۔! اسیہ بیگم اسے سنا کر کچن سے نکلیں تو وریشہ تشکر بھری سانس خارج کرتے جلدی سے چائے بنانے لگی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک چائے بنا کر وریشہ ٹرے میں سب چیزیں رکھ کر روقاش کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔.

وریشہ کمرے میں داخل ہوئی تو بیڈ کو خالی دیکھ کر اس نے ٹرے کو ٹیبل پر رکھ دیا۔ یہ وہ ہی کمرہ تھا جو انکے پہلے روم کے اندر بنایا گیا ہوا تھا۔ خوش قسمتی سے اس روم کے اندر واش روم بھی تھا۔ اسی لئے روقاش نے پیسے جمع کر کے اپنے اور وریشہ کے لئے بیڈ بنوا کر یہاں پر سیٹ کر دیا تھا یہ کمرہ ان دونوں کا ہی بیڈ روم تھا۔ جبکہ بیڈ بلکل کھڑکی کے ساتھ رکھا ہوا تھا۔

بیڈ شیٹ صحیح کر کے وریشہ نے کمبل تہہ کر سائیڈ پر رکھ کر ٹرے اٹھا کر بیڈ کے اوپر رکھی تو روقاش جو چہرہ صاف کرتے ہوئے باہر نکل رہی تھی۔بیڈ کے بیچوں وبیچ ناشتے کی ٹرے کو دیکھ کر مسکرا دی۔۔

خیر ہے آج میری عشی اتنا کام کیسے کر رہی ہے۔۔۔؟روقاش نے دروازے پر ٹاول رکھتے ہوئے تعجب سے پوچھا تھا۔۔۔

آپی یار جلدی آئیں نا،ناشتہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔۔۔!وریشہ نے اسے ہاتھ کھینچ کر بیڈ پر بٹھایا تو روقاش مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔۔۔

جلدی سے ناشتہ کریں پھر ہم نے بازار بھی جانا ہے نا۔۔!وریشہ اسکے منہ میں نوالہ ڈال کر بولی تو روقاش اسے دیکھے گئی۔۔۔

یہ ساری پھرتیاں شاپنگ کے لئے ہیں کیا۔۔؟روقاش نے ناشتے کی طرف اشارہ کرتے اسے پوچھا تو وہ شرارتی انداز میں مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔جس پر روقاش اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔

میں اپکو آج ریڈ کلر کا ڈریس لے کر دوں گی۔۔!وریشہ نے پر جوشی سے سوچتے ہوئے کہا تھا۔۔

ہاں ریڈ ڈریس دلا کر اپنی ماں سے باتیں بھی خود سن لینا۔۔۔!روقاش ریڈ ڈریس پر ابرو اچکاتے ہوئے طنزیہ بول گئی تھی۔۔

کیونکہ روقاش کا تیار ہونا اور شوخ رنگ پہننا آسیہ بیگم کو بری طرح کھٹکتا تھا۔اس لئے روقاش عموماً سادہ ہی رہتی تھی۔ سکول میں بھی پہننے کے لیے وہ بلیک یا وائٹ ڈریس استعمال کرتی تھی۔ کیونکہ آسیہ بیگم کو لگتا تھا کہ وہ تیار ہو کر انکی بیٹی سے زیادہ خوبصورت لگنے کی کوشش کرتی ہے۔

انکے اس لاجک پر وریشہ اور روقاش ہنس ہنس کر پاگل ہو جاتیں تھیں۔ حالانکہ پھوپو، بھیجتی کسی طور بھی ایک دوسرے سے کم نہیں تھیں۔۔ لیکن آسیہ بیگم کی اس بیماری کا علاج کسی کے پاس نہیں تھا۔۔

آپ انکی فکر نہیں کریں نا میں انکو دیکھ لوں گی۔۔۔! ویسے آپکی سکول ٹرپ کل جا رہی ہے نا۔۔۔! وریشہ نے ناشتہ ختم کے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے پوچھا تو روقاش ہاں میں سر ہلا گئی تھی۔ کل روقاش کے سکول میں بچوں کی ٹرپ جا رہی تھی۔ اسی کی تیاری کے لیے آج وریشہ نے اسے چھٹی کرنے پر مجبور کیا تھا۔۔

چلو اٹھ کر تیار ہو جاؤ پھر واپسی پر وقت بھی لگے گا۔۔! روقاش نے اسے تیار ہونے کا کہہ کر چائے کا کپ اٹھا لیا تو وریشہ جلدی سے ٹرے اٹھا کر کچن میں رکھنے چلی گی تھی۔ جبکہ روقاش اسکی اتنی تیزی پر ہنستی رہ گئی۔۔

دن کے پانچ بج رہے تھے۔ جب زیام شاہ بک شاپ میں کھڑا کتابیں ڈھونڈ رہا تھا۔ کچھ دن پہلے وہ یہاں مالا شاہ کی کتابیں لینے آیا تھا تو اسکی گاڑی سے ایک لڑکی کا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا۔

پھر ہاسپٹل اور اس لڑکی کو گھر چھوڑنے تک کافی وقت لگ گیا۔ جس کی وجہ سے زیام شاہ دوبارہ یہاں پر نہیں آ پایا تھا۔ چونکہ مالا شاہ کو ناولز اور شہزادیوں والی کہانیاں پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اسی لئے اس نے اج پھر زیام شاہ کی منتیں کرتے ہوئے اسے یہاں بھیجا تھا۔

کیونکہ زیام شاہ کے علاوہ سب ہی مصروف تھے۔ اور ارمغان شاہ سے اپنے لئے ناولز منگوانے کا رسک وہ لے نہیں سکتی تھی۔

زیام شاہ بکس لے کر شاپ سے باہر نکلا تو سامنے سے اتی ہوئی وریشہ کی اس پر نظر پڑ گئی، وہ دانت پیستے ہوئے جلدی سے اسکی طرف بھاگی تھی۔ روقاش حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔۔

عشی کہاں جا رہی ہو۔۔۔؟ روقاش اسکے پیچھے قدم اٹھاتے ہوئے پوچھ گئی۔۔۔

اوئے لمبو۔۔۔! زیام شاہ جو گاڑی میں بیٹھنے لگا تھا اپنے پیچھے سے جانی پہچانی آواز سن کر گلاسز اتارتے ہوئے بے اختیار مڑا گیا۔۔

چھوٹی دنیا تم پھر یہاں۔۔۔؟ کیا آج بھی میری گاڑی کو گلے لگانے کا جی چاہ رہا ہے۔۔۔؟! زیام شاہ نے اسے اچانک یہاں پر دیکھ کر خوشگوار حیرت سے پوچھا تھا۔۔۔

عشی کون ہے یہ اور یہاں پر کیوں آئی ہو۔۔۔؟ روقاش نے اسے ایک انجان آدمی سے بات کرتے دیکھ کر پاس آ کر پوچھا تھا۔۔۔

پھوپو یہ وہ ہی لمبو انسان ہیں جنہوں نے اس دن مجھے اپنی گاڑی سے ہٹ کیا تھا۔۔۔! وریشہ نے زیام شاہ کو زہریلی نظروں سے دیکھتے ہوئے روقاش کو بتایا تو جان کر روقاش کا سامنے کھڑے شخص پر بے اختیار شدید تیش امڈا تھا۔

بے شرم انسان تمہیں شرم نہیں آئی میری بھتیجی کو مارتے ہوئے! روقاش نے غصے سے زیام شاہ کو دیکھا تھا۔۔۔

جبکہ وہ تو پھوپو کے لفظ پر ہی اٹک گیا ہوا تھا۔۔۔ صدمے سے وہ اس چمکتی دمکتی پھوپھو کو دیکھنے لگا۔۔۔

یہ تمہاری پھوپھو ہیں؟ جن کی تم اس دن دھمکیاں لگا رہی تھی۔۔۔؟ روقاش کے غصے کو نظر انداز کرتے ہوئے زیام شاہ نے صدمے سے اس پھوپھو کو سر تا پیر دیکھنا چاہا تھا۔۔۔

ہاں یہ ہی میری پھوپھو ہیں۔۔۔! زیام شاہ کے پوچھنے پر وریشہ نے اترا کر حامی بھری تھی۔۔۔

اس کا مطلب ہے بڑی اس دنیا میں اکیلے لیٹ پلین ہونے والے نہیں ہیں، یہاں پر اور بھی انکے ہم جولی پائے جاتے ہیں۔۔۔! سامنے اپنی ہم عمر کھڑی لڑکی کو دیکھ کر زیام شاہ خود سے بڑبڑایا تو روقاش الجھ کر اسے دیکھے گئی۔۔۔

اب کیا منہ میں دہی جما لیا ہے؟ جو تم سے جواب نہیں دیا جا رہا، میری بھتیجی کو اس دن کیوں مارا تھا۔۔؟ روقاش نے اسکے قریب آتے پھر تڑخ کر پوچھا تھا۔۔ جبکہ وریشہ بھی اسے آگ اگلتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ آخر کو اس انسان نے اسے زبردستی انجیکشن جو لگوایا تھا۔۔۔

ویسے آپس کی بات ہے آپ دونوں پھوپو، بھتیجی لڑاکو بہت ہیں۔۔!اور دوسری بات میں نے آپکی اس چھوٹی دنیا کو نہیں مارا تھا بلکہ یہ خود بھاگتے ہوئے میری گاڑی سے ٹکرا گئی تھی۔۔!

زیام شاہ گاڑی کے دروازے پر بازو ٹکاتے ہوئے سکون سے جواب میں بولا تو روقاش بھرپور غصے سے اپنے سلیوز فولڈ کرتے اسکی طرف بڑھ گئی

بے حس انسان میں تمہیں بتاتی ہوں کہ کون گاڑی کے سامنے آیا تھا۔۔!روقاش خونخوار تیوروں سے زیام شاہ کی طرف بڑھنے لگی تو روقاش کے انداز دیکھ کر زیام شاہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔کیا یہ پھوپھو اسے مارنے والی تھی۔۔؟

جبکہ روقاش کے انداز کو دیکھ کر وریشہ نے بروقت آگے بڑھ کر اسے روکا تھا۔۔

سامنے والے کی پرسنیلٹی اور باڈی دیکھ کر وریشہ کو احساس ہوا کہ وہ تو پل میں ان دونوں نازک لڑکیوں کا حلوہ، قیمہ بنا سکتا ہے۔۔۔۔اس سے لڑ کر اپنا ہی نقصان ہونے کا مکمل یقین ہے۔

جانے دیں پھوپھو۔۔۔!وریشہ اسے روکتے ہوئے بولی تو زیام امپریس ہوتے چھوٹی دنیا کو دیکھ گیا تھا۔

شریف لڑکا دیکھا نہیں اور بس حملے کرنے پر اتر آئیں ہیں۔۔!جائیے، جائیے میں پھوپھو پر ہاتھ نہیں اٹھاتا، پر اگر اپکو زیادہ ہی شوق ہو رہا ہے تو میں کل گھر سے اپنے چاچو کو ساتھ لاؤں گا۔اپنی پوزیشن کے مطابق آپ ان سے ہاتھا پائی کر سکتیں ہیں۔۔۔!لیکن سوری اس سہولت کے لئے میں اپکو دستیاب نہیں ہوں۔۔۔!

روقاش کو پیچھے ہٹتے دیکھ کر زیام شاہ جان بوجھ کر اسے تیلی لگاتے ہوئے اپنی چاچو کے ساتھ لڑنے کی دعوت دینے لگا تھا۔۔۔

تمہیں تو میں ابھی بتاتی ہوں۔۔۔! زیام کے بھڑکانے پر روقاش جو پھر اسکی طرف بڑھنے لگی تھی کہ وریشہ جلدی سے اسے پکڑ گئی۔۔۔

دفع کریں پھوپو، ایسے لوگوں کو منہ نہیں لگاتے ہیں۔۔! وریشہ اسے ٹھنڈا کرتے بولی تو روقاش غصے بھرے سانس لیتے ہوئے زیام شاہ کو گھورنے لگی تھی۔۔۔

پھوپو! ان لمبو کی آنکھیں دیکھیں! ایسے لگتا ہے, کہ آنکھیں نہیں بلکہ روٹی پکانے والے دو چھوٹے چھوٹے کالے توے ہوں۔۔۔! زیام شاہ کی گہری سیاہ آنکھوں کو دیکھتے ہوئے وریشہ آہستہ آواز میں بول رہی تھی۔ جبکہ اسکی آہستہ آواز زیام شاہ کے تیز کانوں تک پہنچی تو وہ آنکھیں چھوٹی کرتے اسے دیکھ گیا۔۔

اپنی اتنی خوبصورت آنکھوں کو توا بناتے دیکھ کر زیام شاہ نے اس چھوٹی دنیا کو گھورا تھا۔۔۔

چل عشی چلیں، فضول میں یہاں وقت برباد کیوں کر رہے ہیں۔۔۔! زیام شاہ پر فٹے منہ بھیج کر روقاش وریشہ کا ہاتھ پکڑ کر بک شاپ کی طرف بڑھی تو زیام شاہ حیرت سے ان پھوپو بھتیجی کو دیکھتا رہ گیا تھا۔ پھر سر جھٹک کر وہ مسکراتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گیا۔

زہریلی چھوٹی دنیا کی ناگن پھوپھو۔۔۔! بڑبڑاتے ہوئے زیام شاہ نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

\-------------

اس چھوٹے سے گھر میں صبح چھ بجے کھٹ پٹ ہو رہی تھی۔

"پھوپھو، یہ چوڑیاں بھی پہنیں!" وریشہ نے روقاش کی دونوں کلائیوں کو ڈھیر ساری لال چوڑیوں سے سجاتے ہوئے کہا۔

"عشی! کیا کر رہی ہو یار؟ میں ٹرپ پر جا رہی ہوں، سسرال نہیں!" روقاش نے صبح صبح اس بلا کو خود سے چمٹتے دیکھ کر جھنجھلا کر آئینے میں اپنی صورت دیکھی۔

وہ ڈیپ ریڈ کلر کے خوبصورت ڈریس میں ملبوس تھی۔ کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہنے، آئینے میں دیکھتے ہوئے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کلائیوں میں پہنی لال چوڑیاں اور اس کے کالے، گھنے، گھنگریالے بالوں کا تضاد خوب جچ رہا تھا۔ بالوں کو چھوٹے سے کیچر میں قید کر کے آگے سے دو لٹیں نکالی گئی تھیں، جبکہ گلے میں باریک سی سونے کی چین اس کی کالر بونز کی خوبصورتی کو مزید بڑھا رہی تھی۔

سفید و چاندنی جیسی رنگت کے ساتھ، آج روقاش اس لال جوڑے میں سر تا پا قیامت بنی ہوئی تھی۔

دیکھیں نا، کتنی پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔!

روقاش کی کلائیوں پر ڈھیر ساری لال چوڑیاں پہنا کر وریشہ خوشی سے بولی۔ اس کی خوشی دیکھ کر روقاش بھی نا چاہتے ہوئے مسکرا دی۔

کل بازار میں وریشہ نے اپنی بات کے مطابق اپنی پھوپھو کے لیے ریڈ ڈریس خرید اتھا۔لال جوڑے کے ساتھ میچنگ چوڑیاں،ٹاپس،اور جوتے بھی لیے گئے تھے۔

روقاش سے زیادہ اس کے اسکول کے ٹرپ کی ایکسائٹمنٹ وریشہ کو ہورہی تھی۔اسی لیے وہ صبح سویرے جاگ کر اپنی پھوپھو کو خود تیار کرنے لگی تھی۔

"یار پھوپھو،ایک منٹ رکیں۔۔۔"

اچانک کچھ یاد آنے پر وریشہ الماری کی طرف گئی۔الماری سے بیگ نکال کر اپنی مطلوبہ چیز ملتے ہی خوشی سے جھوم اٹھی۔

"پھوپھو، یہ بھی پہنیں!"

چھوٹی سی نوز پن روقاش کی طرف بڑھاتے ہوئے وہ جوشیلے انداز میں بولی۔جبکہ روقاش اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔

"تم جانتی ہو ناکہ میں یہ نہیں پہن سکتی۔۔۔"

چھوٹی نوز پن کو دیکھتے ہوئے روقاش نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

روقاش کو زیادہ چیزوں کا شوق نہیں تھا،سوائے ناک میں نوز پہننے کے۔ایک سال پہلے،اسی شوق میں اس نے ناک میں پیرسنگ کرواکر چھوٹی سی سونے کی لونگ پہنی تھی۔نوز پہننے کے بعد اس کے چہرے کے خوبصورت نقوش کی کشش اتنی بڑھ گئی کہ وریشہ اپنی پیاری پھوپھو کے صدقے واری ہوگئی۔

مگر یہ خوشی روقاش کو زیادہ دیر نصیب نہ ہو سکی۔ گھر آتے ہی آسیہ بیگم نے جب اس کی ناک میں لونگ دیکھی، تو واویلا مچ گیا۔ ان کے مطابق لڑکیوں کو ناک میں لونگ شادی کے بعد ہی پہننی چاہیے، اور اگر روقاش نے پہن لی ہے، تو مطلب وہ خفیہ نکاح کر چکی ہے۔

اس الزام پر جہاں روقاش ہکا بکا رہ گئی، وہیں وریشہ کی اپنی ماں سے شدید جھڑپ ہوئی۔ محلے کی عورتیں خاص طور پر حقیقت جاننے کے لیے ان کے گھر آ گئیں، اور تب روقاش کو مجبوراً اپنی لونگ نکالنی پڑی تھی۔

اس رات بے بسی کے احساس سے بھرے دل کے ساتھ، وہ اپنے باپ کو یاد کرتے ہوئے بری طرح رو پڑی تھی۔

"اماں کو میں خود دیکھ لوں گی..."

وریشہ نے روقاش کی بار بار کی ناں ناں کو نظرانداز کرتے ہوئے آخر کار اس کی ناک میں وہ چھوٹی سی لونگ پہنا ہی دی۔ یہ نوز پن اس نے کل چپکے سے خریدی تھی۔

ان دونوں کے شور شرابے پر آسیہ بیگم جاگتی آنکھوں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئیں۔ لال جوڑے میں روقاش کے قیامت خیز حسن کو دیکھ کر وہ ٹھٹک گئیں۔ آسیہ بیگم نے ایک نظر وریشہ پر ڈالی، جو ہمیشہ کی طرح اپنے فیورٹ نیلے رنگ کے سادہ سوٹ میں ملبوس تھی۔ ڈارک براؤن لمبے بال کیچر میں بندھے ہوئے تھے، اور سادگی کے ساتھ اس کے چہرے کی معصومیت اسے بے حد حسین بنا رہی تھی۔

پھوپھو اور بھتیجی میں صرف بالوں کے رنگ کا نمایاں فرق تھا، جبکہ دونوں کی آنکھوں میں کچھ مشابہت دیکھائی دیتی تھی۔

"اماں، دیکھیں نا! میں نے پھوپھو کو تیار کیا ہے۔ پھوپھو کتنی پیاری لگ رہی ہیں!"

وریشہ نے دروازے پر کھڑی آسیہ بیگم کو دیکھتے ہی لاڈ سے ان کے گرد بازو لپیٹ لیے اور چہکتے ہوئے پوچھا۔ مزید مکھن لگانے کے لیے اس نے آسیہ بیگم کے گالوں پر بھی پیار جتایا۔

آسیہ بیگم اپنی بیٹی کے اچانک لاڈ پیار پر صدقے واری ہوئیں، اور روقاش اپنی بھتیجی کی چالاکی پر مسکراہٹ دبانے کی کوشش کرنے لگی۔ وریشہ نے ہوشیاری سے اپنی ماں کی توجہ حاصل کرلی تاکہ آسیہ بیگم روقاش پر طنز کرنے کا موقع نہ پائیں۔۔

"ہائے، میری بچی! ماں صدقے جائے..."

آسیہ بیگم نے وریشہ کا ماتھا چومتے ہوئے کہا، کیونکہ وریشہ عام طور پر محبت کا اظہار کم ہی کرتی تھی۔

"اماں، بتائیں نا پھوپھو کیسی لگ رہی ہیں؟"

وریشہ نے دوبارہ لاڈ سے ضد کی، تو آسیہ بیگم نے دل پر پتھر رکھ کر روقاش کی طرف دیکھا۔

"ہاں، اچھی لگ رہی ہے..."

آسیہ بیگم نے تیکھی نظروں سے روقاش کو گھورتے ہوئے بمشکل اتنی سی تعریف کی۔ان کے منہ سے تعریف سنتے ہی وریشہ خوشی سے انہیں دوبارہ گلے لگانے لگی،اور آسیہ بیگم مسکراتے ہوئے قربان ہونے کے انداز میں اسے دیکھتی رہیں۔

"پھوپھو،ایک منٹ رکیں..."

روقاش کو بیگ پیک کرتے دیکھ کر وریشہ نے چھوٹے سے ڈریسنگ مرر کی دراز کھولی اور لپ اسٹک نکالتے ہوئے بولی۔

"پھوپھو، یہ لپ اسٹک بھی لگائیں نا!"

بلڈ ریڈ رنگ کی لپ اسٹک کھولتے ہوئے وہ روقاش کی طرف بڑھی، جسے لپ اسٹک کا گہرا رنگ دیکھ کر جھٹکا لگا تھا۔

"عشی، پاگل ہوگئی ہو؟اس کا رنگ دیکھو!"

وریشہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے روقاش نے چہرہ پیچھے کیا۔

"اماں، دیکھیں نا! پھوپھو میری فیورٹ لپ اسٹک نہیں لگا رہیں..."

وریشہ نے آنکھوں میں مصنوعی آنسو لاتے ہوئے اپنی ماں کی طرف دیکھا، جس پر آسیہ بیگم ایک دم تڑپ گئیں۔

"کیوں میری بچی کا دل توڑ رہی ہو؟ جب اتنا سب کچھ کر لیا ہے، تو ایک لپ اسٹک لگانے میں کیا مسئلہ ہے؟"

آسیہ بیگم نے روقاش کو نخوت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

بدلے میں روقاش حیرت سے اپنی بھابھی کو دیکھتی رہ گئی، کیونکہ ہمیشہ اس کی تیاری پر لعن طعن کرنے والی آج خود اسے لپ اسٹک لگانے کا کہہ رہی تھی۔

آسیہ بیگم کی حمایت سے حوصلہ پاکر، وریشہ نے چالاکی سے روقاش کی طرف آنکھ مار کر اشارہ کیا اور لپ اسٹک اس کے بھرے بھرے ہونٹوں پر لگانے لگی۔ روقاش غصے سے اسے گھورے جا رہی تھی۔

"اماں، آجائیں! آپ کو بھی لگاتی ہوں..."

روقاش کو لپ اسٹک لگانے کے بعد، وریشہ نے دراز سے ایک اور ریڈ شیڈ نکالا اور آسیہ بیگم کی طرف بڑھی، جو فوراً وہاں سے بھاگ نکلیں تھیں۔

آسیہ بیگم کے بھاگنے پر وہ دونوں قہقہے لگا کر ہنسنے لگیں۔

(دو دن پہلے)

دوپہر کے وقت، ہاشم شاہ اپنی لاڈلی کے کمرے میں داخل ہوا، جہاں وہ بے خبر سو رہی تھی۔ بیڈ کے کنارے بیٹھتے ہوئے اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی دوائیوں پر ایک نظر ڈالی۔ زیام شاہ اور ارمغان شاہ اسے فون پر ساری بات بتا چکے تھے، اسی لیے ہاشم شاہ آج جلدی آفس سے لوٹ آیا تھا۔

شرجینا کو میڈیسن دے کر وہ اسے سلا چکے تھے تاکہ وہ پرسکون رہے۔

"میرا بچہ..."

شرجینا کے چہرے پر خراشوں کے نشان دیکھ کر ہاشم شاہ کی سبز آنکھیں تکلیف سے میچ گئیں۔ بے شک اس دنیا میں کسی انسان کو مکمل نہیں بنایا گیا۔ ہر انسان کی خوبصورتی میں کہیں نہ کہیں کوئی بڑی خامی رکھی گئی ہے تاکہ وہ کبھی غرور نہ کر سکے۔

ہاشم شاہ نے اس کے بالوں پر نرمی سے ہاتھ پھیرا، تو شرجینا نے ہولے سے آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہا تھا۔ ہاشم شاہ کو سامنے پا کر وہ فوراً اٹھ بیٹھی۔

"چاچو، آپ آ گئے..."

ہاشم شاہ کے گلے لگتے ہوئے اس نے بھیگے لہجے میں کہا تھا۔ اس کی لرزتی آواز سن کر ہاشم شاہ تڑپ گیا اور فوراً اس کا چہرہ اپنے سامنے کیا۔ اس کی جیسی ہی سبز آنکھوں کے کنارے بھیگے ہوئے تھے۔

اس حویلی میں ہاشم شاہ، شر جینا، اور عالم شاہ کی آنکھوں کا رنگ بالکل ایک جیسا تھا۔ اس کے باوجود، عالم شاہ اپنے بڑی کو چڑانے سے باز نہیں آتا تھا کہ اس کی بیوی اور اس کی آنکھوں کا رنگ ہاشم شاہ سے زیادہ خوبصورت ہے۔

"میرا بچہ اتنا کمزور تو نہیں ہے کہ بات بات پر رونا شروع کر دے..."

ہاشم شاہ اس کی نم آنکھیں صاف کرتے ہوئے اپنی بھاری آواز میں بولا تھا۔ اسی لمحے زیام شاہ اور ارمغان شاہ بھی کمرے میں داخل ہوئے اور چلتے ہوئے جا کر صوفے پر بیٹھ گئے۔

"چاچو، اس لڑکی نے مجھے گندہ کہا اور یہ بھی کہا کہ میں غیر لڑکوں کو دیکھتی ہوں... لیکن چاچو، میں تو عالی کی بیوی ہوں نا؟ سچ میں، میں نے عالی کے سوا کبھی کسی کو نہیں دیکھا..."

شر جینا شاہ نے اپنے معصوم خدشات بیان کیے، تو اس کے دونوں بھائی دکھ سے اسے دیکھنے لگے۔ جب سے وہ اسے واپس لائے تھے، وہ بس یہی بات دہرا رہی تھی کہ وہ "عالی کی بیوی" ہے۔

کالج میں بھی، جب وہ یہی جملہ دہرا رہی تھی، تو زیام شاہ نے فوراً اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ بے اختیار، ان کے ذہنوں میں کچھ سال پہلے کے تلخ مناظر گردش کرنے لگے۔

"میری چھوٹی سی جان، میں نے تمہیں سمجھایا تھا نا، کہ ہر انسان اپنی سوچ یا ماحول کے مطابق بات کرتا ہے۔ جس لڑکی نے تمہیں اتنی گندی باتیں کہیں، یا تو وہ خود ویسی ہو گی یا پھر ایسے ماحول کا حصہ ہو گی۔"

"اور میرا بچہ تو صرف عالم شاہ کا دیوانہ ہے، پھر اتنا غصہ اور رونے سے اپنی طبیعت خراب کرنا کیسا؟ کیا تم چاہتی ہو کہ تمہارے رونے کی خبر عالی تک پہنچے، اور جس لڑکی نے تمہیں تکلیف دی ہے، وہ دنیا سے چلی جائے؟"

ہاشم شاہ نے اس کے بال سنوارتے ہوئے نرمی سے سمجھایا اور آخر میں شرارت سے پوچھا تھا۔

شرجینا بے اختیار ہنس پڑی اور نفی میں سر ہلا گئی۔ اس کے ہنسنے پر ہاشم شاہ سمیت زیام اور ارمغان نے بھی شکر ادا کیا۔

"چاچو، میں نے آپ کو بہت مس کیا..."

لاڈ سے بولتے ہوئے اس نے ہاشم شاہ کے سینے پر سر رکھا، تو ہاشم شاہ نے محبت سے اس کا سر چوم لیا۔

"میرا بچہ، تمہیں ایک فون کال کرنی تھی، میں فوراً آجاتا، پر ایسے رویا نہ کرو! تمہارے رونے سے پوری حویلی پریشان ہو جاتی ہے۔ جب سب کو پتہ چلے گا کہ ان کی لاڈو روئی ہے، تو دیکھنا، سب یہاں جھگڑنے کے لیے اکٹھے ہونا شروع ہو جائیں گے۔"

ہاشم شاہ نے اس کے چھوٹے ہاتھ پر بوسہ دیتے ہوئے ہلکی ناراضگی کا اظہار کیا، جس پر وہ پھر کھلکھلا پڑی تھی۔

"بڑی، اس گلابی فتنے سے یہ بھی پوچھیں کہ اس نے آج اس لڑکی کی دھلائی کیسے کی تھی؟"

زیام شاہ نے شرارتی انداز میں بات چھیڑی، توہاشم شاہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ شرجینا دوبارہ نیند میں جاچکی تھی، اس کا سر اب بھی ہاشم شاہ کے سینے سے ٹکا ہوا تھا۔ اس کی مدھم سانسوں کی آواز سن کر ہاشم شاہ نے پیار سے اس کا ماتھا چوما اور اسے آہستہ سے تکیے پر لٹا کر کمبل درست کر دیا۔

"لاڈو کو نیند کی دوا دی تھی کیا؟"

ہاشم شاہ نے پلٹ کر سوالیہ انداز میں زیام اور ارمغان کی طرف دیکھا، توانہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہمم..." ہاشم شاہ نے گہرا سانس لیا۔

"پر بڑی، بھائی کو کیا بتائیں گے؟" ارمغان نے متفکر انداز میں پوچھا۔

"میں اسے خود سنبھال لوں گا۔ ابھی چلو، فلحال لاڈو کا نیند لیناہی بہتر ہے۔"

ہاشم شاہ ان دونوں کو ساتھ لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

صبح کے ساڑھے دس بجے کے قریب تین بسیں سکول سے نکلیں تھیں۔ تینوں بسوں میں سٹوڈینٹس کے ساتھ تین, تین ٹیچرز موجود تھیں۔ جبکہ درمیان میں چلتی ہوئی بس میں روقاش کے ساتھ مس مہوش اور مس کشمالہ ڈیوٹی کے لئے بیٹھیں تھیں۔

روقاش ہاتھ میں ایک فائل پکڑے ہوئے تھی۔ جس میں ہر ٹیچرز کی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ بچوں کے ناموں کی لسٹ بھی تھی۔ یہ سب ریکارڈ وہ ری چیک کررہی تھی۔ جبکہ آج اسکے روپ کو دیکھ کر باقی سب ٹیچرز کی جہاں آنکھیں باہر نکلنے کو بے تاب ہوئیں تھیں۔ وہیں سکول کے ڈائریکٹر "شاہد منیر" کی آنکھیں بھی بھٹک کراس پر بار بار ٹھہر رہیں تھیں۔

لیکن روقاش ارید سب سے بے نیاز بار بار ڈھلکتے دوپٹے کو سر پر ٹکاتے ہوئے کام میں مصروف تھی۔ اسکے بے داغ چمکتے حسن کو دیکھتے ہوئے سب ٹیچرز بری طرح جلتے ہوئے بار بار پہلو بدل رہیں تھیں۔ کیونکہ آج سے پہلے انہوں روقاش ارید کو ہرگز بھی اس حلیے میں نہیں دیکھا تھا۔

وہ بے حد سادگی سے سفید یا بلیک سوٹ میں ہی سکول آتی تھی۔ سب کی نظروں کو خود پر محسوس کرتے ہوئے روقاش سرد سانس خارج کر گئی۔۔۔

اب وہ ان بل بتوڑیوں کو کیا بتاتی کہ آج اسکی بھتیجی نے اسے تیار کیا ہے اور ساتھ قسم دے کر بھی بھیجا ہے کہ وہ اسکی پہنائی گئی ایک چیز بھی نہیں اتارے گی۔۔۔

میم آپ بہت خوبصورت لگ رہیں ہیں۔۔۔! روقاش جو اپنے خیالوں میں گم تھی۔ اسکے سامنے والی سیٹ پر بیٹھے دس سالہ سٹوڈینٹ نے مبہوت ہو کر اسکی طرف دیکھا تو وہ ادائے دل فریبی سے مسکرا دی۔ اسکے اتنے دل سے مسکرانے پر سب بچے متوجہ ہوتے اسے مبہوتیت سے دیکھنے لگے تھے۔۔۔

پہلے خوبصورت نہیں لگتی کیا۔۔؟روقاش نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں مسکرا کر پوچھا تھا۔آج صبح سے اسے بچوں کی طرف سے تعریفی جملے سننے کو مل رہے تھے۔۔۔

آج آپ سب دنوں سے زیادہ خوبصورت لگ رہی ہیں۔۔۔!بچے نے ہاتھوں کو پھیلاتے ہوئے اسے بتانا چاہا تھا کہ وہ اتنی زیادہ پیاری لگ رہی ہے۔۔۔اسکے اتنے معصومیت بھرے انداز پر روقاش بلا اختیار کھکھلا پڑی۔۔۔

میڈم روقاش بچے آپ سے یہ کہنا چاہ رہے ہیں، کہ آپ اس رنگ میں دنیا بھر کی تمام عورتوں سے زیادہ خوبصورت لگ رہیں ہیں!سکول کے ڈائریکٹر شاہد منیر نے بھی اسکی طرف وارفتگی سے دیکھتے ہوئے تعریف کی تو اسکی تعریف پر روقاش کے لبوں سے مسکراہٹ اچانک سمٹ گئی تھی۔جبکہ شاہد منیر دل ہی دل میں یہ پکا ارادہ کر بیٹھا تھا کہ یہاں سے واپس جاتے ہی وہ روقاش کے گھر میں رشتہ بھیجے گا۔۔۔

دیکھا کیسے سر کو اپنے حسن کے جال میں پھنسا رہی ہے۔!سر کو روقاش کی تعریف کرتے دیکھ کر مہوش زہر خندہ لہجے میں مس کشمالہ سے بولی تو مس کشمالہ بھی نخوت سے روقاش کو دیکھ گئی۔۔۔

ایسی لڑکیاں ہوتیں ہیں، جو امیر گھرانوں کے لڑکوں کو اپنے حسن کے جال میں پھانس کر خود امیر بن جاتی ہیں۔۔۔"مس کشمالہ بھی روقاش کے چمکتے دمکتے روپ کو دیکھ کر نفرت آمیز لہجے میں کہنے لگی تھی۔۔۔

جبکہ اسی گفتگو کے دوران بس ڈرائیو نے بس کو اچانک بریک لگائی تو سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔۔

کیا ہوا بس کیوں روک دی ہے۔۔۔؟ شاہد منیز نے ڈرائیور سے پوچھا تو ڈرائیو نے سامنے کیطرف اشارہ کیا جہاں ان سے آگے والی بس بھی رک چکی تھی۔۔

حیرت و پریشانی سے اس سے پہلے شاہد منیز باہر نکل کر وجہ جاننے کی کوشش کرتا کہ تبھی کچھ بھاری اسلحے سمیت نقاب پوش دھاڑ سے بس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہونے لگے تو انکو دیکھ کر سب بچے چینخیں مارنا شروع ہو گئے تھے۔

مسٹر شاہ ہمیں اپنی مدد کی ضرورت ہے۔۔۔! سامنے یونیفارم میں ملبوس آفیسر نے پریشانی سے کہا تھا۔۔

آج بڑے بڑے لوگوں کو ہماری مدد کی ضرورت کیسے پڑ گئی ہے۔۔۔! سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے ہاشم شاہ نے بھاری آواز میں ان آفیسرز کو دیکھا تھا۔

اس وقت شام کے گہرے سائے ہر طرف پھیل رہے تھے۔ہاشم شاہ کے دائیں بائیں جانب عالم شاہ اور حابیل شاہ اپنی اپنی سحر انگیز شخصیت کے ساتھ سنجیدگی سے بیٹھے ہوئے تھے۔

حویلی کی بیک سائیڈ پر بنے اس کمرے میں وہ آفیسرز ہاشم شاہ سے مدد لینے کے لیے آئے تھے۔۔۔

مسٹر شاہ معاملہ بہت سینسیٹو ہے اس لئے میں خود چل کر آپ سے مدد مانگنے آیا ہوں۔۔۔!

وہ آفیسر پریشان لہجے میں بولا تو حابیل شاہ اور عالم شاہ ایک دوسرے کو دیکھ گئے۔۔۔

ایسا اچانک کونسا معاملہ ہو گیا ہے جس کے لئے اپکو خود کو زحمت دینا پڑی ہے۔۔۔! افیسر کی بات پر حابیل شاہ نے تجسس سے استفسار کیا۔۔۔

"آج صبح ہی ایک سکول کی تین بسوں پر مشتمل ٹرپ مری کی طرف جا رہی تھی۔ لیکن رستے میں ہی کچھ دہشت گردوں نے ان تینوں بسوں کو گھیرے میں لے لیا ہے۔ تینوں بسوں میں بچوں اور ٹیچرز کی کافی تعداد موجود ہے۔ حکومت سے اپنا مطالبہ منوانے کے لیے وہ لوگ بچوں اور ٹیچرز کو جان سے مارنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ آفیشلی اس معاملے کی خبر ابھی میڈیا پر نہیں پہنچی ہے۔ کیونکہ اگر میڈیا کو پتہ لگ گیا تو پورے ملک میں کہرام مچ جائے گا۔ اس لئے یہ سب ہونے سے پہلے پہلے ہم آپکے پاس آئے ہیں، تاکہ آپ ہماری اس معاملے میں مدد کریں۔۔۔"

دوسرے آفیسرز نے مختصر تفصیل بیان کرتے ہوئے انہیں پھر مدد کرنے کو کہا تھا۔۔۔

ہمم۔۔۔! لیکن یہ معاملہ تو آپ خود بھی ہینڈل کر سکتے ہیں یا پھر بلیک گینگ سے آسانی سے کروا سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ تو آفیشلی سیکرٹ ایجینٹ کے طور پر کام کرتے ہیں نا! تو پھر ہمارے پاس آنے کی خاص وجہ۔۔۔۔!

ہاشم شاہ نے ہنکارہ بھرتے ہوئے خاص طور پر انکا خود سے مدد طلب کرنے کا راز جاننا چاہا تو سامنے بیٹھے آفیسرز سرد سانس خارج کر گئے۔۔۔۔

"ہم خود اگر یہ معاملہ حل کریں تو پورے پروسیس میں وقت لگ جائے گا اور ابھی ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔چونکہ بلیک گینگ نے ابھی حالیہ میں یونیورسٹی میں دہشت گردی والا مشن مکمل کیا ہے تو اسی لئے سب مشکوک افراد ان سے الرٹ ہیں۔اسی وجہ سے بلیک گینگ ابھی منظر عام سے غائب ہو چکی ہے۔اور پھر ہم نے یہ معاملہ بلیک گینگ سے بھی ڈسکس کیا تھا۔انکے بوس "مسٹر سلطان احمد خان "اور "ضرار پاشا حیدر "نے ہی ہمیں آپکے پاس آنے کا مشورہ دیا ہے."

آفیسر نے یہاں آنے سے لے کر ان سے مدد طلب کرنے تک انکو تفصیل بتائی تو ہاشم شاہ بغور انکو دیکھے گیا۔۔۔

ٹھیک ہے تمام ڈیٹیلز آپ مجھے سینڈ کر دیں میں اور میری ٹیم کچھ ہی دیر میں مشن پر روانہ ہو جائے گی۔۔۔!

ہاشم شاہ انکی مدد کرنے پر حامی بھرتے ہوئے بولا تو سامنے بیٹھے آفیسرز کے چہرے کے تنے تاثرات کچھ ڈھیلے پڑے تھے۔۔۔

ہاشم شاہ کو مکمل ڈیٹیلز فراہم کر کے وہ ان تینوں سے ہاتھ ملاتے ہوئے وہاں سے نکل گئے تھے۔۔

بڑی بس میں لڑکیاں بھی ہو نگی کیا۔۔؟

چہرے پر ماسک لگائے بلیک ٹی شرٹ اور پینٹس میں زیام شاہ کافی تجسس سے پوچھ رہا تھا۔۔ جبکہ اس سیریس وقت اور اتنی سیریس جگہ پر اس نمونے کا اتنا ہی غیر سنجیدہ سوال سن کر وہ سب چہرے موڑتے ہوئے اسے گھورنے لگے۔۔

کیا ہے؟ تم سب لوگ تو ڈبل ہو کر بیٹھے ہو، کچھ میرا اور میری جوانی کا بھی خیال کرو۔۔"

جھاڑیوں میں چھپے ہوئے ان خونخوار رنگ برنگی آنکھوں کو خود کی طرف گھورتا پا کر وہ جلدی سے صفائی دیتے بولا تھا۔۔

سالے جس انسان سے تو یہ سوال پوچھ رہا ہے نا، وہ تجھ سے بھی زیادہ سنگل ہیں۔۔! عالم شاہ، ہاشم شاہ کے چھڑے چھانٹ ہونے کا یاد دلاتا بولا تو سب اپنی ہنسی دبا گئے۔

جبکہ ہاشم شاہ نے ان بے غیرتوں کو گھور کر دیکھا تھا۔۔۔ جو اس وقت الگ ہی ریسپی لے کر بیٹھ گئے تھے۔۔۔

ویسے بھائی! میری نظر میں ایک فل پیک پیکج ہے۔۔۔! جس میں ہم دونوں سنگل بندوں کے لئے لڑکیاں مل جائیں گئیں۔" گن میں گولیاں چیک کرتے ہوئے زیام شاہ کو کل کا منظر یاد آیا تھا۔۔۔

جانے دے یار! اس عمر میں انکو لڑکی کہاں، بلکہ کوئی ادھیڑ عمر عورت ہی اب ملنی ہے، جو سسکیوں کی بجائے گھٹنوں کے درد میں مبتلا ہو گی بس۔۔۔۔! حابیل شاہ نے لہجے کو سنجیدہ بناتے ہوئے زو معنی بات کی، تو اسکی

پھلجڑی پر قہقہے کے زور سے سب کا پیٹ خراب ہوا تھا۔ وہ ایک دوسرے کے کندھے میں چہرہ چھپاتے ہوئے قہقہے روکنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔۔

کمینے باسٹرز، بے غیرت آستین کے کالے سانپ میں تجھ سے صرف تین سال بڑا ہوں، اگر اس عمر میں تجھے ونی میں لڑکی مل گئی ہے نا، تو دیکھنا! مجھے تجھ سے زیادہ حسین لڑکی ملے گی۔۔۔! حابیل شاہ کی ذو معنی بات پر ہاشم شاہ کا چہرہ جہاں غصے سے سرخ ہوا وہیں وہ مڑتے ہوئے حابیل شاہ کی گردن دبوچ گیا تھا۔ ہاشم شاہ کے ری ایکشن پر حابیل شاہ قہقہہ ضبط کرنے کی کوشش میں ہلکان ہونے لگا۔۔

بھائی قسم سے مزا آ گیا ہے۔۔۔! ارمغان شاہ ہنسی کے زور سے انکھوں میں آیا پانی صاف کرتا بے اختیار بول گیا۔ اس وقت وہ سب بلیک ٹی شرٹ کے ساتھ بلیک جینز میں منہ پر ماسک لگائے ہائی جیک والی جگہ پر موجود تھے۔ وہ سب روڈ سے نیچے جھاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے۔ اصلی مسلے کو چھوڑ کر وہ ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں ابھی مصروف تھے کہ اسی وقت فضا میں فائرنگ کی زوردار آواز گونجی تو وہ سب ایک دم الرٹ ہو گئے۔ یک دم پورا آسمان ان گولیوں کی آواز پر تھر تھرا اٹھا تھا۔۔

آفیسرز کے جاتے ہی وہ سب حویلی پر سکیورٹی ڈبل کر کے یہاں پر نکل آئے تھے۔ یہاں پہنچتے پہنچتے انکو دو گھنٹے لگے تھے۔ ہائی جیک اسلام آباد اور مری کے درمیان کیا گیا تھا۔ اس وقت یہاں پر ہر طرف گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اسی گہرے سناٹے کی وجہ سے فضا میں صرف چلتے ہوئے قدموں کی آہٹ گونج رہی تھی۔

تین بسیں ہیں۔۔! میں اور زیام شاہ بسوں کے سامنے رہیں گئے ،اس کے علاوہ پہلی بس کو بھی فری کریں گئے.

جبکہ عالم شاہ کے ساتھ ارمان شاہ دوسری بس کی طرف جائیں گئے ،اور حابیل شاہ کے ارمغان شاہ تیسری اور آخری بس کی طرف۔۔۔! اور اس بات کا خاص دھیان رکھنا ہے کہ بس میں اینٹر ہونے سے پہلے جو کتے باہر بسوں کے ارد گرمنڈلا رہے ہیں انکو سائیڈ پر کے اندر قدم رکھنا ہے تا کہ کسی بھی قسم کا کوئی نقصان نا کو سکے۔۔۔

ہاشم شاہ نے سب کو ہدایات دیں تو سب سر ہلاتے ہوئے گنز اٹھائے جھاڑیوں میں پھیلتے چلے گئے تھے۔۔۔

بچے بری طرح خوف زدہ ہوئے ایک دوسرے سے چپکے بیٹھے تھے۔ جبکہ ٹیچرز بھی بچوں کو سینے سے لگائے کانپ رہیں تھیں ہر ایک کی زبان اس وقت ورد کرنے میں مصروف تھی۔ تا کہ اس مصیبت کے وقت سے نکلا جا سکے۔۔

وہ لوگ صبح سے اس ہائی جیک کا شکار ہوئے اب رات ڈھل گئی تھی۔ اس وقت رات کے دس بج رہے تھے تھے۔

روقاش سر پر دوپٹہ اوڑھے چہرے کو آدھا کور کیے بری طرح ہراساں ہو رہی تھی۔ کیونکہ اسکے سامنے بیٹھا ایک شخص اسے کب سے نظروں کے حصار میں لیے بیٹھا تھا۔ وہ جتنی بھی مضبوط سہی پر ایک لڑکی ہی تھی۔ سامنے والے کی گندی نظروں کو آسانی سے محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

وہ آدمی بہانے بہانے سے پہلے انکی بس کا چکر لگا رہا تھا۔ لیکن اب پچھلے کتنے گھنٹوں سے روقاش کے سامنے بیٹھ کر اسے دیکھ رہا تھا۔

کیا زیادہ پسند آگئی ہے۔۔۔! کامران نے اپنے ساتھی کو سامنے بیٹھی لڑکی پر نظریں جمائے دیکھ کر معنی خیزی سے پوچھا تو بلال اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے مسکرا دیا تھا۔

براؤن شلوار قمیض میں وہ سانولی رنگت والا بلال تھا۔ جس کا روقاش پر دل آگیا تھا۔۔۔

حکومت کی طرف سے کوئی جواب آیا ہے کہ نہیں۔۔۔؟ بلال نے چہرہ موڑتے ہوئے اپنے ساتھی کامران سے پوچھا تو کامران نفی میں سر ہلا گیا۔ اس وقت انکی بس کے اندر بلال اور کامران بھاری اسلحے کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

جبکہ ایک نقاب پوش بس کے دروازے کے پاس کھڑا پہرا دے رہا تھا۔ تو باقی کچھ باہر پہرے پر کھڑے تھے۔۔

اس وقت تو کوئی یہاں پر آئے گا نہیں، تو میں اس بلبل کو لے کر جا رہا ہوں، صبح تک واپس آجاؤں گا۔۔۔! کسی سوچ کے تحت بلال اپنی گن اٹھائے اچانک کھڑا ہوا تو کامران اسے حیرانی سے دیکھ گیا۔۔۔

کیا مطلب ؟ تو اس لڑکی کے ساتھ زیادتی کرے گا۔۔۔! کامران نے روقاش کو دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔ ان دونوں کی گفتگو پاس بیٹھا سکول کا ڈائریکٹر شاہد منیر واضح طور پر سن رہا تھا۔ لیکن اس میں اتنی ہمت نہیں ہو پا رہی تھی کہ وہ انکو ایسا کرنے سے باز کر پاتا۔۔۔

ارادہ تو سہاگ رات منانے کا ہے، وہ کیا ہے نا کہ یہ سالا دل اسکو دیکھ کر سکون نہیں لینے دے رہا ہے، تو میں سوچ رہا ہوں کہ جب تک حکومت کو ہوش آتی ہے میں تب تک دو گھڑی سکون کے حاصل کر لیتا ہوں۔۔۔! روقاش کے سنہرے وجود کو دیکھتے ہوئے بلال خباثت سے کہنے لگا تو کامران نے بدلے میں قہقہ لگایا تھا۔۔

چل تو جا کر سکون حاصل کر لے، پر دھیان رکھی کہ لڑکی کہیں مر مرا نا جائے۔۔! کافی نازک ان چھوئی تتلی لگ رہی ہے۔۔! کامران نے اسکے کندھا تھتھپاتے ہوئے غلاظت سے بھرپور مسکرا کر جواب دیا تو بلال اسے آنکھ ونک کر گیا تھا۔

کوئی پتہ نہیں ہے، کہ اس بلبل کے ساتھ رات گزرا کر میں اسکے نشے میں پڑ جاؤں اور اس سے شادی بھی کر لوں! کیونکہ سامنے بیٹھی لڑکی مجھے کہیں سے بھی عام چھوکری نہیں لگ رہی۔۔۔! بلال روقاش کو غلیظ نظروں سے دیکھتے ہوئے گویا ہوا تو کامران نے ہنس کر اسے جانے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

جبکہ بلال کو کھڑے ہوتے دیکھ کر روقاش کو کسی انہونی کا احساس ہونے لگا تھا۔اس نے مضبوطی سے اپنے دوپٹے کو تھام لیا تھا۔اس وقت اسکا پورا وجود خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔۔۔ہیزل آنکھیں ہیبت و دہشت سے ساکت ہوئیں پڑی تھیں۔ جیسے ان میں زندگی کبھی رقص نہ کی ہو۔۔۔

بلال اپنے نجاست زدہ وجود کے ساتھ روقاش کے سامنے آیا تو روقاش ڈر کے آنکھیں میچ گئی تھی۔ جبکہ باقی سب بھی سہمی نظروں سے اسے دیکھنے لگے تھے۔۔۔

سب پر نظریں دہراتے ہوئے بلال نے اچانک روقاش کی کلائی جکڑی تو کرنٹ کھاتے ہوئے اس سناٹے زدہ ماحول میں روقاش کی چینخ گونج اٹھی، جو دور دور تک سنائی دینے لگی تھی۔

اے چھوکری چل اٹھ چل میرے ساتھ۔۔۔!بلال نے روقاش کو کھینچتے ہوئے اسے سیٹ سے اٹھایا تو روقاش کی گود میں موجود اسکا سامان نیچے بکھرتا چلا گیا تھا۔۔۔جبکہ بلال کی اس حرکت پر بس میں موجود بچوں کی بھی خوف و دہشت سے چینخیں بلند ہونے لگیں تھیں۔۔۔

چپ ایک دم چپ، خبردار اگر کسی کی آواز بھی سنائی دی تو، جان سے مار دوں گا۔۔۔۔!بس میں موجود شور کو بڑھتے دیکھ کر کامران نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے فضا میں فائر کیا تو چیخوں کا شور ایک دم سے پھر سکوت سے ہچکیوں میں بدل گیا تھا۔

یار بلو کیوں وقت ضائع کر رہا ہے۔۔۔! اٹھا اس بلبل کو اور نکل جلدی سے۔۔۔! کامران نے بے زاری سے بلال کو آسان حل بتا کر اسے یہاں سے جانے کا کہا تو بلال ہاں میں سر ہلاتا ہوا جو روقاش کو اٹھانے لگا تھا کہ ایک دم سے ایک بچہ اٹھ کر اسکے ہاتھ سے روقاش کا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔۔۔

چھوڑو میری میم کو۔۔۔! بارہ سال کے حسیب نے غصے و غضب سے اسکے ہاتھ سے روقاش کا ہاتھ نکالنا چاہا تو بلال نے ہاتھ گھماتے ہوئے ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ پر دے مارا تھا۔ جس پر حسیب لڑکھڑا کر نیچے گرا تو روقاش کسی انجانی قوت کے تحت اپنا ہاتھ چھڑا کر تیزی سے حسیب کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

حسیب بچے تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ روقاش نے الجھے دوبٹے کے ساتھ اسے کھڑا کرتے ہوئے فکرمندی سے پوچھا تو حسیب کے ہونٹ اور ناک سے خون نکلتا دیکھ کر وہ یک دم خاموش ہو گئی تھی۔ جبکہ خاموش وجود کے ساتھ اسکی آنکھ سے ایک آنسو لڑکھڑا کر نیچے گرتا چلا گیا تھا۔۔۔

میم آپ انکے ساتھ نا جایئے گا۔۔۔! حسیب اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے معصومیت سے گویا ہوا تو کامران نے اپنے ساتھی بلال کو مخصوص اشارہ کیا تھا۔۔۔ جس کو سمجھتے ہوئے بلال نے حسیب کے سر پر اچانک بندوق تانی تو بس میں ایک دفعہ پھر شور بلند ہوتا چلا گیا۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

عالم شاہ اور ارمان شاہ درمیان والی بس میں داخل ہوئے تو اس سے پہلے کہ کامران کچھ سمجھتے ہوئے ان پر حملہ کر پاتا اسکے ہوش میں آنے سے پہلے ہی عالم شاہ نے بروقت اسکے ہاتھ پر فائر کر دیا تھا۔ کامران کی چیخ

بلند ہونے کے ساتھ اسکے ہاتھ سے بندوق چھوٹ کر نیچے گری تو پاس کھڑے ارمان شاہ نے بھی اسکی ٹانگ میں فائر کر دیا تھا۔۔

اس چانک حملے کی انہیں دور دور تک کوئی توقع نہیں تھی،اسی لئے تو اس نے بلال کو بھی یہاں سے جانے کی اجازت دے دی تھی۔۔

ڈونٹ وری، یور سیف ناؤ۔۔۔!بچوں کو ڈر و خوف سے چلاتے دیکھ کر عالم شاہ نے ہاتھ کھڑے کرتے اپنی بھاری آواز میں انہیں پر سکون کرنا چاہا تھا۔۔۔

اپپ کون۔۔ ہیں۔۔۔؟ایک بچے نے ڈر سے کانپتے ہوئے انکو پوچھا تھا۔ارمان شاہ اسکے سوال پر مسکرادیا ۔۔۔

آپکے محافظ۔۔۔!ماسک کے پیچھے سے ارمان شاہ نے مسکراتے ہوئے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے جواب دیا تو بچے کے چہرے پر ایک دم سے مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔

سر کیا آپ ہماری میم کو بھی بچالیں گئے۔۔۔؟سامنے کھڑے بچے نے آنکھوں میں امید لیے ان سے پوچھا تھا۔۔۔

ہاں ضرور پر آپکی میم کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟عالم شاہ جو کامران کے اس پاس سے اسلحہ اٹھا کر بس سے باہر پھینک رہا تھا۔بچے کے سوال پر وہ اسکے قریب آگیا۔۔

سر ہمارے سکول کی ایک ٹیچر اور بچے کو انکا ساتھی یہاں سے زبردستی اٹھا کر لے گیا ہے پلیز انکو بچا لیں ۔۔۔!

شاہد منیر نے جلدی سے انکے پاس آتے ابھی کچھ دیر پہلے ہوئے منظر کو یاد کرتے انکو بتایا جب بلال نامی شخص انکے سٹوڈینٹ حسیب کے سر پر بندوق رکھ کر روقاش کو بلیک میل کرتے یہاں سے لے جا چکا تھا۔

انکو یہاں سے نکلے کتنی دیر ہوئی ہے۔۔۔؟ ارمان شاہ نے سنجیدہ انداز میں استفسار کرنا چاہا۔۔۔

ابھی آدھے گھنٹے پہلے ہی نکلے ہیں۔۔۔! شاہد منیر نے گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے جواب دیا تو عالم شاہ سر کو جنبش دیتے ہوئے نیچے گرے ہوئے کامران کی طرف مڑا تھا۔۔

اچھا تھا اس منحوس سے جان چھوٹ رہی تھی۔۔! سب کچھ نارمل ہوتے دیکھ کر مہوش پھر اپنے ناگنی روپ میں آتے ہوئے بولنے لگی تھی۔ اس دہشت گرد کا روقاش کو اٹھا کر لے جانا اندر ہی اندر مس مہوش اور مس کشمالہ کو سکون پہنچا رہا تھا۔

کسی نے صحیح ہی کہا ہے کہ عادت کو بدلا جا سکتا ہے، پر فطرت کو نہیں۔۔۔" سب کچھ صحیح ہوتے ہی وہ دونوں روقاش کی نفرت میں اسکے واپس نہ آنے کی دعائیں مانگنے لگیں تھیں۔۔

____

یار بڑی کچھ خدا کا خوف کریں جنگل میں سگریٹ پی رہے ہیں۔۔۔"

ہاشم شاہ کے ساتھ تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے زیام شاہ فکرمندی سے بول گیا تھا۔۔۔!

عالم شاہ نے جیسے ہی انہیں ایک ٹیچر اور بچے کے غائب ہونے کا بتایا تھا ہاشم اسی وقت زیام شاہ کے ساتھ اس جنگل کی طرف آ گیا تھا۔ جبکہ عالم شاہ انہیں ان دہشت گردوں کے ٹھکانے کے بارے میں بھی بتا چکا تھا جو اس نے کامران نامی شخص پر محنت کر کے اگلوایا تھا۔ وہ سب دہشت گرد یہاں اسی جنگل میں بسیرا کیے ہوئے تھے۔

تجھے کس بات کی تکلیف ہو رہی ہے۔۔؟ چوڑے مضبوط سینے پر ہاف سلیوز ٹی شرٹ میں اپنی ڈارک کرسٹل گرین آنکھوں کے ساتھ ایک ہاتھ میں گن پکڑے، دوسرے ہاتھ سے سگریٹ کے کش لگاتے ہوئے ہاشم شاہ تیزی سے اس جنگل میں قدم اٹھا رہا تھا۔ جبکہ خوبرو چہرے پر اس وقت گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

یار جنگل ہے آپکے سگریٹ سے اگر یہاں پر آگ واگ لگ گئی تو،،،؟ ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی۔۔۔! زیام شاہ نروٹھے پن سے بولا تو ہاشم شاہ اسے آگ اگلتی نظروں سے دیکھ گیا تھا۔۔ جس کا ہر بات میں سنگل ہونے کا رونا شروع ہو جاتا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کے ہاشم شاہ اسے مڑ کر مکہ رسید کرتا کہ انکو اپنے انتہائی قریب سے کسی لڑکی کی زوردار چینخ سنائی دی تو وہ دونوں چوکنا ہوتے تیزی سے اگے کی طرف بڑھنے لگے تھے۔۔ ہاشم شاہ نے آخری کش لگا کر سگریٹ نیچے پھینک کر اسے پاؤں تلے مسل کر ابھی آگے کی طرف قدم بڑھایا ہی تھا کہ سامنے کی طرف سے آتا نازک وجود اس سے بری طرح ٹکرا گیا۔

جس پر وہ دونوں اس زوردار دھماکے پر پیچھے کی جانب گرتے چلے گئے تھے۔اس زوردار تصادم پر جہاں ہاشم شاہ نے اسکی کمر کو جکڑتے ہوئے سنبھلنا چاہا وہیں وہ لڑکھڑا کر گھومتے ہوئے پھر اسکے بھاری چٹانی وجود پر آ گری تھی۔۔۔

اس اچانک افتاد پر جہاں روقاش نے پھر پکڑے جانے پر چینخ مارنا چاہی وہیں ہاشم شاہ اپنا بھاری ہاتھ اسکے منہ پر رکھ کر اسی چینخ دبا گیا۔ جبکہ زیام شاہ نے آگے بڑھ کر جلدی سے بچے کو اٹھایا تھا۔جو ٹھوکر لگنے کی وجہ سے نیچے گر چکا تھا۔۔۔

ہاشم شاہ کی سبز آنکھوں نے بغور ان ہیزل آنکھوں میں دیکھا تو اسکا خاموش دل اچانک زروں سے دھڑکتے ہوئے سینے کی دیواروں سے سر پٹک گیا۔ ہیزل آنکھوں کے کنارے بھیگے ہوئے تھے جبکہ آنکھوں میں خوف کی دہشت واضح نظر آرہی تھی۔۔۔

جنگل کی اس چاندنی رات میں وہ پھولوں سا مہکتا سا وجود ہاشم شاہ کے سینے پر ڈیرا جمائے کانپ رہا تھا۔

روقاش کے کالے گھنے گھنگریالے بالوں نے ان دونوں کے چہرے کو ڈھانپ دیا تھا۔۔۔ جبکہ ہاشم شاہ اسکی کمر کو جکڑے ہونٹوں پر ہاتھ جمائے ہوئے دم سادھے تیز ہوتی دھڑکنوں پر اسے دیکھے جا رہا تھا۔آج پہلی بار کوئی صنف نازک اسکے اتنے قریب آئی تھی۔۔

ہاشم شاہ اسکی کمر کو جکڑے ہونٹوں پر ہاتھ جمائے دم سادھے، تیز ہوتی دھڑکنوں پر اسے دیکھے جا رہا تھا۔آج پہلی بار کوئی صنف نازک اسکے اتنے قریب آئی تھی۔۔

"اگر آپ لوگ برا نہ مانیں تو اس تسلسل کو توڑ کر اٹھنا پسند کریں گئے؟ کیونکہ کچھ لوگ ہماری طرف بڑھ رہے ہیں"۔۔۔

زیام شاہ گلہ کھنکارتے نیچے جھک کر ہاشم شاہ کے کان میں آہستگی سے بولا تو ہاشم شاہ ہوش میں آتا ہڑبڑا گیا تھا۔

جبکہ روقاش بھی جلدی سے اسکے اوپر سے اٹھتے کھڑی ہوئی تو زیام شاہ جو اسے ایک نظر دیکھ کر ہاشم شاہ کی طرف شرارتی مسکراہٹ اچھالنے والا تھا۔ کہ روقاش کے چہرے پر نظر پڑتے ہی حیرت سے اسکی سیاہ آنکھیں بڑی ہوتی چلی گئیں۔۔

پھوپھو آپ یہاں پر۔۔۔؟ زیام شاہ صدمے سے گویا ہوا تھا۔

ہاشم شاہ جو کپڑے جھاڑتے ہوئے کھڑا ہو رہا تھا، زیام شاہ کو سامنے کھڑی لڑکی کو پھوپھو بلاتے دیکھ کر ابرو اچکا گیا۔۔

سر وہ گنڈے لوگ آ رہے ہیں۔۔۔! حسیب نے زیام شاہ کو ہلاتے ہوئے اسکا سکتا توڑا تو زیام شاہ نے ہڑبڑا کر جلدی سے حسیب کا ہاتھ تھام لیا۔

بڈی ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا، انکی موجودگی میں ہم ان لوگوں سے الجھنے کا رسک نہیں لے سکتے ہیں۔۔۔!

زیام شاہ پیروں کی آہٹ اپنے قریب ترین سنتے ہوئے گویا ہوا تو ہاشم شاہ اسکی بات سمجھتے اثبات میں سر ہلا گیا تھا۔۔

جبکہ زیام شاہ نے حسیب کا ہاتھ پکڑ کر مڑتے ہوئے بھاگنا شروع کیا، تو ہاشم شاہ دوبٹے سے الجھتی ہوئی روقاش کا ہاتھ پکڑ کر زیام شاہ کے پیچھے ہوا تھا۔

جبکہ تیز بھاگنے کی وجہ سے روقاش کا دوبٹہ ایک بار پھر سر سے ڈھلکتے ہوئے کندھوں پر گر گیا تھا۔ ہاشم شاہ کی تیز رفتار کے ساتھ وہ کھینچی چلی جا رہی تھی۔۔

زیام شاہ جو حسیب کا ہاتھ جکڑے بھاگ رہا تھا کہ سامنے سے بھی کچھ لوگوں کو آتے دیکھ کر وہ جلدی سے دائیں جانب مڑ گیا۔۔۔

اس دفعہ انکے بھاگتے ہوئے قدموں میں بے اختیار تیزی آئی تھی۔۔۔

ویسے پھوپھو آپ اس جنگل میں کیا کر رہیں تھیں۔۔۔؟ جنگل کی اس چاندنی رات میں وہ سب اس وقت جھرنے کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔

کھلے آسمان پر چاند پوری شان وتاب سے روشن تھا۔ چاند کی سفید روشنی ہر سوں پھیلی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے ہر چیز شفاف نظر آ رہی تھی۔ ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چلنے کے باعث خنکی سی بھی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ

سب آمنے سامنے پتھروں پر بیٹھے ہوئے تھے۔روقاش اس وقت ہاشم کے ساتھ جبکہ زیام شاہ حسیب کو بازو کے گھیرے میں لیے بیٹھا تھا۔

حسیب کو مہرہ بناتے ہوئے بلال، جب روقاش کو زبردستی لے کر گیا تھا۔ تو رستے میں چلتے ہوئے مردانگی کا اظہار کرتے وہ قہقے لگاتے ہوئے روقاش کو اپنے نیک ارادوں سے آگاہ کرنے لگا۔

روقاش اسکے ارادوں کو سن کر جہاں کانپ گئی تھی، وہیں اس نے اگے اپنے ساتھ چلتے ہوئے حسیب کو اشارہ بھی کیا تھا۔ جو بھی تھا وہ خاموشی سے اپنی بربادی ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ سب خوف وڈر کو سائیڈ پر رکھتے ہوئے اس نے کچھ ہی پل میں خود کو مضبوط کر لیا تھا۔

نامحسوس انداز میں اس نے کلائی سے ایک چوڑی نکال کر اسے ہاتھ میں ایک دم سے توڑا تو چوڑی اسکی ہتھیلی زخمی کرتی گئی لیکن ان لمحوں میں اسکے دماغ پر اپنی عزت کے بچانے کے علاوہ اور کوئی سوچ واحساس سوار نہیں تھا۔۔

چوری توڑنے کے بعد روقاش نے چوڑی کا آدھا حصہ چپکے سے حسیب کو پکڑا دیا تھا۔اس گھنے جنگل میں چلتے ہوئے روقاش نے جان بوجھ کر ٹھوکر لگتے ہوئے اچانک نیچے گرنے کا ناٹک کیا تو روقاش کے گرنے پر بلال اسے اٹھانے کے لئے جھکا تھا۔ تو یہ وہ لمحہ تھا جب جھکنے کے باعث حسیب کے سر سے بندوق خود بخود ہٹ گئی تھی۔

بندوق ہٹاتے ہی روقاش نے بھرپور قوت سے اپنے ہاتھ میں موجود چوڑی کا حصہ اسکے چہرے پر دے مارا تو بلال درد سے اچانک بلبلا اٹھا تھا۔روقاش کی دیکھا دیکھی حسیب نے بھی چوڑی اسکے بازو پر ماردی تھی۔

بلال کو درد سے چلاتے دیکھ کر روقاش ایک جھٹکے میں اٹھ کر حسیب کا ہاتھ تھامے وہاں سے بھاگ نکل آئی تھی۔۔۔

ان دونوں کے بھاگنے پر بلال انہیں گالیاں بکتا ہوا انکے پیچھے ہوا لیکن اپنے درد میں الجھتے ہوئے بری طرح ٹھوکر کھا کر گرتا چلا گیا تھا۔

اسی طرح روقاش بھاگتے ہوئے آکر ہاشم شاہ سے ٹکرا گئی تو پھر وہاں سے نکلتے ہوئے وہ چاروں اس جھرنے کی طرف آنکلے تھے۔اس وقت وہ واپس بھی نہیں جاسکتے تھے کیونکہ رات کے اندھیرے میں انہیں رستوں کی بلکل سمجھ نہیں آرہی تھی۔

اسی لئے ہاشم شاہ نے رات وہیں رکنے کا فیصلہ کیا تھا۔

جھرنے کے قریب بیٹھے ہوئے انہیں آدھا گھنٹہ گزرا تو روقاش بھی کچھ نارمل ہوتی خدا کا شکرادا کرنے لگی تھی۔جس نے آج اس میں ہمت پیدا کرتے ہوئے اسکی عزت کو محفوظ رکھا تھا۔۔

روقاش کو نارمل ہوتا دیکھ کر زیام شاہ اسکو پوچھے بنا نہ رہ سکا۔۔۔

اوئے لمبو؟ مجھے پھوپھو نا بلاؤ، ورنہ میں پتھر مار کر سر پھوڑ دوں گی تمہارا۔۔۔! زیام شاہ کے خود کو پھوپھو بلانے پر روقاش ایک دم بھڑکی تھی۔ ایک تو پہلے وہ صبح سے اتنی مشکل صورتحال کا شکار رہی تھی اور اب یہ شخص اسکو کب سے پھوپھو، پھوپھو بلاتے ہوئے اسکا جینا حرام کیے جا رہا تھا۔۔۔

روقاش کے منہ توڑ جواب پر ہاشم ابرو اچکاتے ہوئے انہیں دیکھ گیا جیسے جاننا چاہ رہا ہو کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو کیسے جانتے ہیں۔۔۔

ہاشم شاہ کی استفہامی نظروں پر زیام شاہ نے مختصر کرتے اسے اپنی اور وریشہ کے ایکسیڈینٹ والی ملاقات کا دن بتایا۔۔ تو ہاشم شاہ یہ جا کر حیران ہو گیا تھا کہ اسکے سامنے بیٹھی حسن کی مورت ایک جوان بھتیجی کی پھوپھو ہے۔۔ مطلب وہ اکیلا اس سزا کو نہیں جھیل رہا ہے۔۔۔!

ہاں تو آپ اپنا نام بھی تو نہیں بتا رہیں ہیں، پھر میرے پاس اپکو پھوپھو کہنے کے علاوہ کوئی اپشن ہی نہیں بچتا۔۔! زیام شاہ نے اسکے ریڈ جوڑے کو غور سے دیکھتے ہوئے اسکا نام پوچھا تو روقاش اسے گھور کر رہ گئی۔۔۔

ہاہاہا میم کا نام "روقاش ارید" ہے اور میم ہمارے سکول میں وائس پرنسپل ہیں۔۔۔! ان دونوں کی نوک جھونک کو انجوائے کرتے ہوئے حسیب نے زیام شاہ کو نام بتایا۔

جبکہ ہاشم شاہ جو سنجیدگی سے سگریٹ پی رہا تھا کہ اچانک نام جان کر بے اختیار سرگوشی میں اسکے لب وہ نام دہرا گئے تھے۔۔۔

وہ سنجیدہ انداز میں سامنے بیٹھی لڑکی کا ناچاہتے ہوئے بھی جائزہ لینے میں مگن تھا، جبکہ اسکا مضبوط دل اس وقت ایک الگ ہی قسم کی بے چینی میں مبتلا ہو رہا تھا۔۔۔

ویسے روقاش پھوپھو اپ کیا کسی شادی کے فنکشن سے واپس لوٹ رہیں تھیں۔۔۔؟ زیام شاہ اسکا نام جان کر بھی ساتھ پھوپھو لگانے سے باز نہیں آیا تو پوچھے بنا نارہ سکا تھا۔۔۔ اسکا اشارہ صاف صاف روقاش کے ریڈ ڈریس اور اتنی تیاری کی طرف تھا۔۔۔

منحوس آدمی کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔۔۔! روقاش جلے کٹے انداز میں دوبارہ پوچھ گئی تھی۔۔۔

مسلہ تو کچھ بھی نہیں ہے بس سمجھ میں نہیں آرہا ہے، کہ اس لال جوڑے میں آپ ٹرپ پر جا رہیں تھیں کہ ماموں کے ولیمے پر۔۔۔! زیام شاہ بلکل مطمئن انداز میں اسکے ڈریس اور تیاری پر چوٹ کرتے بولا تو روقاش اپنی حالت یاد آتے ہی سر پر دوبٹہ صحیح کرنے لگی تھی۔۔۔

جبکہ ہاشم کی نظریں تو اسکے خوبصورت ہاتھوں اور ہونٹوں پر بار بار بھٹک رہیں تھیں۔ جبکہ ناک میں پہنی چھوٹی سی لونگ پر ہاشم شاہ کا ایمان ایک دم سے ڈولنے لگا تو اس نے فوراً سے نظروں کا زاویہ بدل لیا۔۔

سامنے بیٹھی لڑکی کی تیاری کہیں سے بھی ٹرپ پر جانے والی نہیں لگ رہی تھی۔۔

عشی نے زبردستی تیار کر دیا تھا بس۔۔۔! زیام شاہ کو بار بار اپنی تیاری پر طنز کرتے دیکھ کر ناچاہتے ہوئے روقاش نے صفائی دیتے اسے جواب دیا۔ بے اختیار اسکے دماغ میں وہ منظر گھوما تھا جب وہ دہشت گرد بھی اس پر اپنی گندی نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔ تو کیا اسکی اتنی تیاری کی وجہ سے یہ سب ہو رہا تھا۔۔۔

یہ سوچتے ہی روقاش کا دل انتہائی برا ہوا تو اپنے دوبٹے سے لبوں پر لگی لپ اسٹک اتارنے کی کوشش کرنے لگی۔

ہاشم شاہ جو اسکے چہرے کے تاثرات پڑھنے میں مصروف تھا روقاش کو اپنے دوبٹے سے لپسٹک اتارتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے جینز سے اپنے سفید رومال نکال کر اسکی طرف بڑھایا۔۔

ہاشم شاہ کے رومال پیش کرنے پر روقاش اپنی کاروائی روکتے ہوئے رومال پر نظر ڈال کر اسکی طرف دیکھنے لگی تھی۔۔۔

اس سے صاف کرلیں اپکا دوبٹہ اپکو زخمی بھی کرسکتا ہے۔۔۔! ہاشم شاہ نے سگریٹ پیتے ہوئے گھمبیر آواز میں رومال دینے کی وجہ بتائی تو روقاش نے اسکی سحر زدہ شخصیت سے نظریں چراتے ہوئے رومال تھام لیا۔۔

روقاش نے ایک نظر اپنے شیفون کے باریک دوبٹے اور دوسری نظر اس ریشمی وملائم سفید رومال کو دیکھا تھا۔۔۔وہ صحیح ہی کہہ رہا تھا کہ اسکے دوبٹے سے اسے جلن ہوسکتی تھی۔۔۔

زیام شاہ نے چمکتی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تو ہونٹوں کو اووشیپ میں ڈال گیا۔۔ہاشم شاہ کی ڈارک آنکھوں کو مسلسل روقاش پر ٹکے دیکھ کر زیام شاہ نے چپکے سے انکی تصویر بنالی تھی۔تاکہ بعد میں اپنے چھڑے چھانٹ چاچے کی کلاس لے سکے۔۔۔۔

ویسے پھوپھو آپکی عمر کتنی ہے۔۔۔؟ میں سوچ رہا تھا کہ آپ اتنی کم عمر میں پھوپھو جیسے عظیم رتبے پر فائز ہیں اگر۔۔! کہیں آپ ناگن تو نہیں ہیں؟ جو سو سال بعد جوان ہو کر روپ بدلنے لگتی ہے۔۔۔! روقاش اور ہاشم کے طلسم کا بیڑا غرق کرتے ہوئے وہ پر سوچ انداز میں بولا تو روقاش دانت پیس گئی تھی۔۔۔

آپ اپنے بھائی کو منع کیوں نہیں کرتے ہیں یہ کب سے میرے ساتھ بدتمیزی کیے جا رہا ہے۔۔۔! روقاش نے اس بار جھنجھلاہٹ سے ہاشم شاہ کو اسکی شکایت لگائی تو نجانے ہاشم شاہ کو اسکا جھنجھلانا پسند کیوں آیا تھا۔۔ پہلی بار اسکے دل کو کسی کا اپنے بھتیجے کی شکایت کرنا بھا رہا تھا۔۔۔۔

ہیں۔۔۔!! بھائی۔۔۔؟؟ خدا کو مانیں پھوپھو یہ میرے بھائی نہیں، بلکہ چاچو ہیں، میں انکا بھتیجا ہوں۔۔۔! روقاش نے ہاشم شاہ کو اسکا بڑا بھائی بنایا تو زیام شاہ نے جلدی سے اپنے رشتے کی درستگی کرتے ہوئے اسے بتایا تھا کہ وہ دونوں بھائی نہیں ہیں۔۔۔۔

جبکہ زیام شاہ کو اسے چاچو کہتے دیکھ کر روقاش کی ہیزل آنکھیں یک دم بڑی ہوئیں۔ تو وہ حیرت سے ہاشم شاہ کو استفہامی انداز میں دیکھنے لگی۔۔۔ ہونٹوں پر مٹی مٹی لپسٹک کا رنگ اوڑھے آنکھوں کو بڑا کیے اس نے ہاشم شاہ کو کیا دیکھا تھا بلکہ ہاشم شاہ کے دل پر ہی حملہ کر دیا تھا۔۔ ہاتھوں کی لمبی لمبی انگلیوں کے ناخن پر ریڈ نیل پینٹ لگائے ہاف فنگر زوالی رنگز پہنے وہ "ہاشم اعظم شاہ" کے حواسوں پر جادو کر رہی تھی۔۔۔

آپ اس لمبو کے چاچو ہیں۔۔۔؟ لب و لہجے میں بے یقینی لیے ہاشم شاہ سے سوال کیا گیا تھا۔۔۔

جی میں اس لمبو کا چاچو ہوں۔۔۔! اس سوال پر ہاشم شاہ کے عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تو زیام شاہ ابیرو اچکاتے ہوئے انہیں دیکھ گیا۔۔۔

"کمال ہے، زندگی میں پہلے تو کبھی "ہاشم شاہ" کو چاچو بننے پر اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی آج ہو رہی ہے۔۔۔! ہمیں منع کرنے والے کہ "مجھے چاچو نا بلایا کرو" آج خود کو ہمارا چاچو کہہ رہے ہیں۔۔۔۔"

زیام شاہ دل کی اس دال میں کچھ گڑ بڑ چل رہی ہے۔۔۔! وہ گہری نظروں سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے شیطانی مسکراہٹ سے اپنے دماغ میں تانے بانے بن رہا تھا۔۔۔

بھائی مجھے پانی پینا ہے۔۔۔! حسیب جو زیام شاہ کے کندھے پر سر رکھے سو گیا تھا پیاس محسوس کرتے ہوئے وہ آنکھیں کھول کر اچانک زیام سے کہنے لگا تھا۔۔۔۔

چل آجا پھر تجھے سیراب کر کے لاؤں۔۔۔! گن کو جینز میں رکھتے ہوئے زیام شاہ نے اسے اوپر اٹھایا تو حسیب کی کھلکھلاہٹ ہر طرف گونج اٹھی۔۔

اپکو ٹھنڈ لگ رہی ہے کیا۔۔۔؟ زیام شاہ کے غائب ہوتے ہی ہاشم شاہ نے اپنی بھاری آواز میں روقاش کو مخاطب کیا تو وہ چونکتے ہوئے سر ہلا گئی۔ جبکہ ہاشم شاہ کی طرف دیکھنے کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔ پتہ نہیں کیوں سامنے بیٹھے شخص کی نظروں سے اسکا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔۔

اسے محسوس ہو رہا تھا کہ آج فضا میں کسی نئے احساس کی بھی خوشبو رچی ہوئی ہے۔۔ "روقاش ارید" کو لگ رہا تھا کہ اسکا دل اس پہلے لمس پر سکڑتے ہوئے بیمار ہو گیا ہے"۔۔۔اسے لگ رہا تھا کہ اسکی روح اچانک کسی

کی تلاش میں بھٹکنے لگی ہے۔۔۔! پتہ نہیں کیوں آج اس خنکی والی خوبصورت جگہ پر بھی اسکی ہتھیلیاں بھیگ کیوں رہیں تھیں۔۔۔

آپکی ٹرپ مری جارہی تھی،اس کے باوجود آپ نے ایسالباس زیب تن کیا۔۔۔! یہ جانتے ہوئے بھی کہ پہاڑوں میں سردی ہوگی۔۔۔۔"

روقاش کے نظریں جھکانے پر ہاشم شاہ نے بوجھل لہجے میں استفسار کرناچاہاتوروقاش کادل ایک دم سے بھاری ہواتھا۔۔۔

میں مری پہلی بار جارہی تھی،اس لئے اندازہ نہیں تھااور یہ تیاری میں نے خود سے نہیں کی ہے بس میری بھتیجی نے زبردستی اتنا تیار کردیا۔۔۔! ورنہ میں پہلے کبھی اتنا تیار نہیں ہوئی ہوں۔۔۔۔"ہاشم کے پوچھنے پر روقاش نے خفیف لہجے میں اسے جواب دیتے ہوئے نظریں اٹھاکرہاشم کی طرف دیکھناچاہاتومقابل کی ڈارک گرین آنکھوں کودیکھتے ہوئے اس نے اگلے ہی پل پھرنظریں چرائی تھیں۔۔۔۔

روقاش کی نظریں چرانے والی اداپرایک بار پھرہاشم کی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مچل گئی

زیام شاہ گنگناتے ہوئے واپس آکراپنی جگہ پر بیٹھاتوہاشم شاہ کوخودہی مسکراتے دیکھ کرایبرواچکا گیاتھا۔۔۔

بڈی یار میں زراسونے لگاہوں،کیونکہ اتنی لمبی رات میں کم ازکم جاگ کرنہیں گزار سکتاہوں اورکونسا یہاں میری محبوبہ بیٹھی ہوئی ہے جومیں جاگ بھی لوں۔۔۔! زمین پر بیٹھتے ہوئے زیام شاہ نے پتھر سے ٹیک لگائی توحسیب بھی اسکے ساتھ جڑکربیٹھ گیا۔۔۔

جبکہ زیام شاہ کی محبوبہ والی بات پر ہاشم شاہ نے اس کمینے کو گھور کر دیکھا تھا۔۔م نہیں مطلب وہ کمینا کیا اسکو ٹارگٹ کرر ہا تھا۔ کہ اسکی محبوبہ یہاں پر بیٹھی ہوئی ہے تو وہ جاگ سکتا ہے۔۔"ہاشم شاہ نے کلس کر سوچا تھا۔

جبکہ زیام شاہ اسے آنکھ ونک کرتے دوسری طرف رخ کر کے پتھر سے ٹیک لگا کر اس طرح بیٹھ گیا کہ اب اسکی روقاش اور ہاشم شاہ کی طرف پشت ہو گئی تھی۔۔

بند آنکھوں سے پتھر سے ٹیک لگاتے ہی زیام شاہ کے چہرے پر بھرپور مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی۔

زیام شاہ کے ایسے بیٹھنے پر روقاش ٹھنڈ سے سمٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔

آپ بھی ٹیک لگا کر بیٹھ جائیں۔۔۔! اس چاندی رات کے گہرے سناٹے میں ہاشم شاہ کی آواز گونجی تو روقاش ایک دم سے چونک گئی۔ لیکن پھر ہاشم شاہ کے اشارہ کرنے پر وہ جھجھکتے ہوئے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔روقاش کو پرسکون بیٹھتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے پاکٹ سے سگریٹ نکال کر جلالیا۔۔

چاروں اطراف پہاڑ اور جھرنے کے بہتے پانی کی آواز گونج رہی تھی۔ جبکہ اس گہری خاموشی پر ہاشم شاہ کے ذہن میں بے اختیار وہ لمحہ گھوما جب اسکے سینے پر ایک پھول گرا تھا۔۔ وہ لمحہ یاد آتے ہی اس ٹھنڈے ماحول میں ہاشم شاہ کا وجود آگ کی طرح بھڑکنے لگا تو وہ اپنے وجیہ چہرے پر ہاتھ پھیرتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

روقاش پر ایک نظر ڈالی جو اپنے شیفون کے دوپٹے کو سینے پر پھیلائے آنکھیں موندے بیٹھی ہوئی تھی۔

ہاشم شاہ نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے دائیں جانب قدم اٹھا لیے تھے۔۔۔

صبح کے چھ بجے وہ لوگ چلنا شروع ہوئے تھے۔انہیں جلد از جلد اس جنگل سے باہر نکلنا تھا۔

اس پتھریلی رستے پر اگر کسی کا چلنا مشکل ہو رہا تھا تو وہ روقاش تھی۔جس کے پاؤں میں نازک سا کھسہ تھا۔

زیام شاہ، حسیب کا ہاتھ پکڑے اگے چل رہا تھا تو روقاش انکے پیچھے چل رہی تھی۔جبکہ ہاشم شاہ روقاش کے پیچھے تھا۔

میں مزید نہیں چل سکتی۔۔!۔پیروں اور ٹانگوں میں اٹھتے درد سے بے حال ہوتے وہ پھولی سانسوں سے نیچے بیٹھی تو زیام شاہ مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔۔جبکہ ہاشم شاہ انہیں رکنے کا اشارہ کرتا ایک سائیڈ پر کھڑا ہو گیا تھا۔

آفرین ہے آپ پر بھی پھوپھو۔۔۔!مری گھومنے کے لیے یہ اتنا مضبوط جوتا پہن کر آئیں تھیں۔۔۔!زیام شاہ جس کی نظر ابھی روقاش کے نازک جوتے کی طرف اٹھی تھی وہ طنز کیے بنا نہیں رہ سکا تھا۔۔

تمہیں میرے جوتے سے کیا تکلیف ہو رہی ہے لمبو انسان۔۔!زیام شاہ کے طنز پر روقاش تیکھے چتون سے بولی تھی۔۔۔جو بات بات پر اس پر طنز کیے جا رہا تھا۔۔۔

ڈیئر ناگن پھوپھو میرا نام "زیام شاہ" ہے اور مجھے تکلیف کیوں نا ہو صرف اپکی وجہ سے یہ ہم تیسری بار رکے ہیں۔۔"خود کو لمبو سنتے ہوئے زیام شاہ نے اس بار اپنا نام بتانا ضروری سمجھا تھا لیکن روقاش نے بدلے میں منہ کا ڈیزائن بناتے ہوئے زیام شاہ دہرایا تو ہاشم شاہ نے ہاتھ کی مدد سے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔

وہ دونوں رات سے بلیوں کی طرح لڑ رہے تھے۔زیام شاہ اگر جان بوجھ کر اسے پھوپھو کہہ رہا تھا تو روقاش بھی اسے لمبو کہنے سے باز نہیں آ رہی تھی۔۔۔

اٹھ جائیں اب ہو گیا ریسٹ۔۔۔۔!زیام شاہ پھر کھڑے ہوتے بولا تو روقاش کو جی بھر کر اس پر غصہ آیا تھا جو اسے ٹھیک سے سانس بھی نہیں لینے دے رہا تھا۔۔۔

حسیب نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا کر اپنی خوبصورت میم کو کھڑا ہونے میں مدد دی تو روقاش محبت سے اسکے گال کھینچ گئی تھی۔

بڑھی جوان پھوپھو۔۔۔!زیام شاہ نے طنزیہ لہجے میں بڑبڑاہٹ کی تو روقاش ایک دم غصے سے جل اٹھی تھی۔۔

نیچے سے چھوٹا سا پتھر اٹھاتے ہوئے اس نے زیام شاہ کو مارا تو وہ سی کر تا مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

ہائے۔۔۔!کیا ہے پھپھو پھو یار۔۔۔!زیام شاہ نے مصنوعی کراہ بھری۔۔۔۔

مسٹر شاہ اپنے اس بدتمیز بھتیجے کو سنبھال لیں ورنہ قسم سے اسی جنگل میں اسکا خون کر دوں گی۔۔۔"روقاش مڑتے ہوئے انگلی اٹھا کر ہاشم شاہ سے بولی تو ہاشم شاہ گہری نظروں سے اسے دیکھے گیا۔جو اپنے خوبصورت نقوش پر تیکھے تاثرات لیے اسے وارننگ دے رہی تھی۔۔۔

یہ مجھے کیا سنبھالیں گئے،جو رات سے خود کو سنبھال نہیں پا رہے ہیں۔۔!روقاش کو شکایت لگاتے دیکھ کر زیام شاہ تمسخر لہجے میں بولا تو اس بار ہاشم شاہ کی سرد نگاہوں نے اسے گھورا تھا۔۔۔

جس پر زیام شاہ بتیسی دیکھاتے ہوئے پھر چلنا شروع ہو گیا۔ جبکہ ابھی انہیں چلتے ہوئے مزید دس منٹ ہی گزرے تھے کہ اچانک جنگل کی فضا میں گولیوں کی تھرتھراہٹ گونجنے لگی تھی۔ایک دم سے فائرنگ کی اتنی شدید آواز پر روقاش جہاں سہم کر ہاشم شاہ کے قریب ہوئی وہیں حسیب بھی زیام شاہ کو جکڑ گیا۔۔ جبکہ اپنے قریب کسی کے قدموں کی آہٹ سنتے ہوئے ہاشم شاہ اور زیام شاہ گن نکال کر انکا ہاتھ جکڑتے ہوئے اچانک بھاگنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔

جبکہ انکے اس قدر تیزی سے بھاگنے پر روقاش کا دوپٹہ جھاڑی میں الجھا تو گردن پر دباؤ پڑنے سے وہ چینخ اٹھی تھی۔۔۔اسکے چینخنے پر ہاشم شاہ نے جلدی سے اسکے قریب ہو کر اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا تو روقاش کی ہیزل انکھوں میں آنسو چمکنے لگے۔۔

چینخنا نہیں ہے۔۔۔! ہاشم شاہ نے اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اسے چینخنے سے منع کیا تو روقاش اسکی سرد آواز پر زور سی کانپ گئی۔۔۔

بڑی جلدی کریں وہ لوگ قریب آ رہے ہیں۔۔۔! زیام شاہ نے اسے ہوش دلائی تو وہ جلدی سے روقاش کا دوبٹہ پھاڑتے ہوئے پھر بھاگنا شروع ہو گئے تھے۔روقاش کا دوبٹہ بری طرح جھاڑی میں پھنس چکا تھا۔۔اس لئے ہاشم شاہ نے بنا وقت ضائع کیے اسے پھاڑ دیا تھا۔۔وہ تیزی سے پھر بھاگ رہے تھے۔۔

جبکہ مزید آدھے گھنٹے تک بھاگنے پر اس دفعہ روقاش کی حالت خراب ہو چکی تھی۔

پلیز بس میں مزید بھاگ نہیں پاؤں گی۔۔۔! روقاش رکتے ہوئے پھولی سانسوں کے درمیان بامشکل بولی تو وہ سب اسے دیکھتے ہوئے رک گئے۔۔۔ جو تیز سانسوں میں زمین پر بیٹھتے چلی گئی تھی۔۔۔ درخت سے ٹیک لگاتے ہوئے اس نے اپنی سانسوں کو ہموار کرنا چاہا تو اسے لمبے لمبے سانس لیتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے اسکے سراپے سے نظریں پھیر لیں۔۔

روقاش ہم مزید یہاں پر نہیں رک سکتے، اٹھیں شاباش چلنے کی ہمت کریں۔۔۔! پانچ منٹ تک ہاشم شاہ نے اپنی سنجیدہ بھاری آواز میں اسے اٹھنے کا کہا تو وہ ڈرتے ہوئے جلدی سے کھڑی ہو گئی تھی۔ مقابل کی رعب دار شخصیت اور سنجیدگی کو دیکھ کر وہ بے اختیار ڈری تھی۔۔

روقاش کے کھڑے ہونے پر وہ لوگ پھر تیزی سے چلنا شروع ہوئے تو پندرہ منٹ تک چلتے ہوئے روقاش کے پاؤں میں زور سے کوئی نوکدار چیز چبھی, جس کی وجہ سے پورے جنگل میں اسکی دلخراش چیخ بلند ہو گئی تھی۔ ہاشم شاہ ایک جست میں اس تک پہنچتے ہوئے اسکے لبوں پر ہاتھ جما گیا تھا۔۔

"You mad silly girl"...

کہا تھا نا کہ چلانا نہیں ہے تو کیوں چلائی ہو پھر۔۔۔۔! روقاش کے اتنے زوردار چیخنے پر ہاشم شاہ اسکے ہونٹوں پر ہاتھ جماتے ہوئے غصے سے دھاڑ اٹھا تھا۔ جبکہ اسکی غصے بھری دھاڑ پر روقاش اپنی جگہ پر جہاں ڈر سے اچھلی وہیں اسکی ہیزل آنکھوں سے تواتر آنسو بہنا شروع ہوتے چلے گئے۔۔۔

بڑی، غصہ نہیں کریں، انکے پاؤں میں کوئی چیز لگی ہے شاید۔۔۔! ہاشم شاہ کے غصے کو دیکھتے ہوئے زیام شاہ نے اسکی توجہ روقاش کے پاؤں کی طرف کروائی جہاں خون ابل ابل کر باہر نکل رہا تھا۔۔۔

ہاشم شاہ نے تیزی سے اسکے پیروں میں بیٹھتے ہوئے اسکے زخمی پاؤں کو دیکھا تھا۔۔اپنے سخت لہجے کا احساس ہوا تو وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا۔۔

جوتا کہاں ہے تمہارا۔۔؟ ہاشم نے چہرہ اوپر اٹھاتے سرد لہجے میں پوچھا تھا۔کیونکہ اسکے ایک پاؤں میں جوتا تھا جبکہ دوسرا پاؤں خالی تھا۔۔۔

مم۔۔مجھے۔۔۔ نہیں۔۔پتہ کہاں گرا۔۔۔! روقاش نے ہچکیوں کے درمیان اسے جواب دیا تو زیام شاہ کو اپنی پھوپھو پر جی بھر کر ترس آنے لگا جو اسکے بڑی کی ایک دھاڑ پر بچوں کی طرح رونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔ شاید بھاگتے ہوئے اسکے پاؤں سے جوتا اتر گیا تھا۔۔۔

چھوٹے شاہ! میڈم کے منہ پر ہاتھ رکھو میں یہ کانٹا نکالتا ہوں۔۔! ہاشم شاہ نے سنجیدہ انداز میں زیام شاہ کو حکم دیا۔تاکہ روقاش پھر چلانا اٹھے۔۔۔

نہی۔۔۔نہیں۔۔۔! مجھے نہیں نکلوانا۔۔۔! پیر میں اٹھتے درد پر وہ ڈر سے پیچھے ہوئی تھی تاکہ وہ کہیں سچ میں اسکے پاؤں سے کانٹا نا نکال دے۔۔

اینڈ سوری بڑی میں نامحرم لڑکیوں کو ٹچ نہیں کرتا ہوں۔۔! زیام شاہ نے بھی اسے صاف ہری جھنڈی دکھائی کہ وہ روقاش کے منہ پر ہاتھ نہیں رکھے گا۔۔۔

ہاشم شاہ نے اس نمونے کی بکواس پر آگ اگلتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔پر زیام شاہ نے بے نیاز بنتے ہوئے آنکھیں پھیر لیں تھیں۔۔

جبکہ ہاشم شاہ نے اسکے پاؤں کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے روقاش کو اچانک نیچے بیٹھایا تو روقاش ڈر سے پیچھے کو کھسکنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

اپنے منہ پر ہاتھ رکھو، اگر مجھے تمہاری ذرا سی بھی آواز آئی، تو آئی سوئیر روقاش میں تمہیں یہی دفن کر کے چلا جاؤں گا!! کیونکہ تمہاری چینخوں پر دہشت گرد ویسے بھی اکھٹے ہو کر تمہیں جان سے مار دیں گئے۔۔!
ہاشم شاہ نے ڈارک گرین آنکھوں سے اسے سخت لہجے میں خطرناک حد تک ڈرایا تو روقاش اپنے ہچکیوں کو روکنے کی کوشش میں لب کاٹتے ہوئے منہ پر ہاتھ جما گئی۔۔۔ جبکہ اسکا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔۔
اپنی میم کو درد سے روتے ہوئے دیکھ کر حسیب نے آگے بڑھ کر اسکے آنسو صاف کیے تو روقاش نے اسکا چھوٹا سا ہاتھ تھام کر حسیب کی شرٹ میں چہرہ چھپا لیا۔۔ جس پر ہاشم شاہ کو بے اختیار غصہ آیا تھا۔۔۔
لیکن پھر بے نیاز بنتے ہوئے اس نے پیر کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کانٹا کھینچ کر باہر نکال تو تکلیف کے احساس سے روقاش کا پورا وجود لرز اٹھا۔۔ جبکہ ہاشم شاہ افسوس سے اس لڑکی کو دیکھے گیا تو پاؤں میں کانچ اور کانٹا لگوا بیٹھی تھی۔۔۔ اسی لئے اتنا خون نکل رہا تھا۔۔۔

ہاشم شاہ اپنا رات والا رومال نکال کر اسکے پاؤں پر باندھنے لگا۔۔۔

اب یہ چلے گئیں کیسے۔۔۔؟زیام شاہ نے فکر مندی سے استفسار کرنا چاہا تو روقاش بھیگی آنکھوں سے سامنے بیٹھے ظالم انسان کو دیکھ گئی۔۔۔ جس نے بے دردی سے اسکے پاؤں سے وہ نوکدار چیز نکالی تھی۔۔

جبکہ روقاش کی آنکھوں میں اپنے لئے ناراضگی دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ کا دل جہاں بے چین ہوا وہیں اگلے ہی پل وہ چہرے کو بے تاثر بنا گیا۔۔۔

تم چل پاؤ گی کیا۔۔۔؟ہاشم شاہ نے سنجیدہ انداز میں روقاش سے پوچھا تو وہ روتے ہوئے ناں کرنے لگی۔۔۔

جس پر گہری سانس خارج کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے آگے بڑھ کر ایک دم سے اسے بازوؤں میں اٹھا لیا تھا۔
ہاشم کی کارروائی پر زیام شاہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹ چکیں تھیں۔جبکہ اگلے ہی پل اسکے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ بھی نمودار ہوئی تھی۔۔۔

اس کے برعکس روقاش کا چہرہ خون چھلکانے لگا تو اس نے ہاشم شاہ کی ٹی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے آنکھیں زور سے میچ لیں

ایک بار پھر سفر شروع ہوا تھا لیکن اس بار یہ سفر پہلے سے بہت مختلف تھا۔۔ جہاں ہاشم شاہ، روقاش کو اٹھائے چل رہا تھا وہیں زیام شاہ چپکے سے انکی وڈیو بنا رہا تھا۔۔۔

تقریباً تھوڑی ہی دیر میں وہ لوگ مین روڈ پر آ نکلے تھے۔۔۔

ہائی جیک والا مسلہ کلئیر کروانے کے بعد عالم شاہ اور حابیل شاہ بسوں کو واپسی کے لئے روانہ کر چکے تھے۔

کیونکہ ہائی جیک کی خبر بچوں کے ماں باپ تک بھی پہنچ چکی تھی۔ جس کی وجہ سے ہنگامی صورت حال بنی ہوئی تھی۔اسی لئے بنا وقت ضائع کیے انہوں نے تینوں بسوں کو سیکورٹی میں واپسی کے لئے بھیج دیا تھا۔۔۔

معاملہ نمٹنے کے بعد وہ سب ہاشم شاہ اور زیام شاہ کے واپس لوٹنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔ کیونکہ ہاشم شاہ نے انہیں سختی سے اپنے پیچھے آنے سے منع کیا تھا۔ان دونوں کو جنگل میں گم ہوئے جب دو گھنٹوں سے اوپر وقت ہوا تو سب کو تشویش ہونے لگی۔ لیکن عالم شاہ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے انتظار کرنے کا کہا۔۔۔

ہاشم شاہ اور زیام شاہ کے بنا وہ لوگ واپس نہیں گئے تھے اسی لئے اپنی گاڑیوں کو روڈ پر کھڑا کیے وہ انکے لوٹنے کا انتظار کرتے رہے جن کی واپسی اب صبح کے وقت ہوئی تھی۔۔۔

وہ سب رات بھر جاگتے رہے تھے۔ کبھی گاڑی کے اندر تو کبھی گاڑی کے باہر بیٹھ کر انہوں نے رات گزار دی تھی۔۔۔

گاڑی کے بونٹ پر ارمغان شاہ اور ارمان شاہ ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک انکی نظر سامنے کی طرف اٹھی تھی۔۔

سامنے کا منظر دیکھتے ہی انکی آنکھیں صدمے سے پھٹی تو وہ ہڑ بڑا کر عالم شاہ اور حابیل شاہ کو ہوش دلاتے سامنے کی طرف متوجہ کر گئے۔ جہاں ہاشم شاہ کی بانہوں میں ایک نازک وجود اسکی ٹی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑے ہوئے تھا۔ جبکہ ساتھ چلتے ہوئے زیام شاہ کے چہرے پر اس وقت خطرناک حد تک شیطانی مسکراہٹ مچل رہی تھی۔۔

کسی صنف نازک کو آج پہلی بار ہاشم شاہ کے اتنے نزدیک دیکھ کر سب بے یقین ہوئے تھے۔۔۔

چہرے پر سنجیدہ تاثر سجائے ہاشم شاہ گاڑی کے قریب بھی آچکا تھا لیکن ان سب کی بے یقینی ختم نہیں ہوئی تھی۔۔۔

مان شاہ دروازہ کھولو۔۔۔! ہاشم شاہ گرج کے بولا تھا کیونکہ وہ سب نمونے بت بنے اسے عجیب نظروں سے دیکھنے میں مصروف تھے۔۔

ہاشم شاہ کی گرج پر ارمان شاہ نے پل میں ہوش میں واپس لوٹتے ہوئے پیچھے ہٹ کر جلدی سے گاڑی کا بیک دروازہ کھولا تو ہاشم شاہ سب پر گھوری ڈال کر روقاش کو پیچھے بٹھانے لگا۔۔

سب نے سوالیہ نظروں سے زیام شاہ کو دیکھا تو اس نے شیطانی ہنسی ہنستے ہوئے بعد میں بتانے کا اشارہ کیا۔۔۔

جبکہ روقاش اتنے سارے مردوں کو دیکھ کر کنفیوز ہونے لگی تھی۔۔۔ حسیب، روقاش کے ساتھ بیٹھا تو روقاش جلدی سے اسکو بازو کے گھیرے میں لے کر اسکے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔ہاشم شاہ نے سلگتی نظروں سے اسکی یہ حرکت دیکھی تھی۔۔۔

تم سب کسی کے آنے کا انتظار کر رہے ہو کیا۔۔۔ گاڑی سے باہر نکل کر ہاشم شاہ نے ابرو اچکاتے ہوئے سیریس انداز میں سب سے استفسار کیا تو وہ سب نفی میں سر ہلا گئے۔۔۔

تو دفع ہو جاؤ سب، جا کر گاڑی میں کیوں نہیں بیٹھ رہے۔۔! سب کے انکار پر ہاشم شاہ نے غصے سے انہیں سنایا تھا جو ٹکٹکی باندھے اسے تکنے میں مصروف تھے۔۔۔ہاشم شاہ کے لتاڑنے پر وہ سب گھوم کر جلدی سے گاڑیوں میں بیٹھنے لگے.

مقابل کے موڈ کو دیکھتے ہوئے اس وقت وہ کوئی سوال بھی نہیں پوچھ سکتے تھے۔ کیونکہ ہاشم شاہ اس وقت اپنے رتبے مطلب چاچو بن کر ہی ان سے پیش آ رہا تھا۔اور ہاشم شاہ کے اس سائن کا سب کے لیے واضح مطلب ہوتا تھا کہ میرے ساتھ سیدھی بات نو بکواس۔۔۔۔

زیام شاہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تو عالم شاہ اسکے ساتھ پیسنجر سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔

جبکہ دوسری گاڑی میں حابیل شاہ پیسنجر سیٹ پر اور ارمان شاہ ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا۔۔ہاشم شاہ نے سب کو ایک نظر دیکھ کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر نظر ڈالی، جہاں روقاش حسیب کے کان میں کچھ کہہ رہی تھی۔۔۔

Stupid girl...

روقاش کو پھر اس بچے کے اتنے نزدیک دیکھ کر ہاشم شاہ کے دل میں آگ بھڑک گئی۔۔

بڑی یہاں پر آجائیں۔۔۔! ونڈو سے سر باہر نکالتے ہوئے ارمغان شاہ نے ہاشم شاہ کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔

لیکن ہاشم شاہ تو سلگتے دل کے ساتھ گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر روقاش کے ساتھ بیٹھ چکا تھا۔۔۔

ہاشم شاہ کے اس قدم پر ارمغان شاہ کا جہاں منہ کھلا وہیں باقی سب پھر حیرت زدہ سے ہاشم شاہ کو دیکھ گئے جو ان سب کو نظرانداز کر کے اس لڑکی کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔ارمغان شاہ کی حالت تو گاڑی کی ونڈو سے لٹکنے والی ہو گئی تھی۔۔

ان سب کے برعکس زیام شاہ نے اپنا چھت پھاڑ قہقہ ضبط کرنے کے لئے اپنے ہاتھ کی مٹھی پر دانت گاڑ دیے تھے۔۔عالم شاہ شاکڈ کیفیت میں مڑ کر اپنے چاچے کو دیکھنے لگا جو لڑکی کے ساتھ بیٹھنے کے چکر میں انکو نظرانداز کر رہا تھا۔۔۔

ہاشم شاہ کو اپنے ساتھ بیٹھتے دیکھ کر روقاش پھر ڈرتے ہوئے حسیب کے قریب کھسکی تو ہاشم شاہ نے قہر برساتی نظر اس پر ڈالی۔۔۔

اس ساری سیچوئشن کو انجوائے کرتے ہوئے زیام شاہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معاملات کو نبٹانے ہوئے انہیں شام ہو گئی تھی۔ حسیب کو بھی وہ اسکے گھر پہنچا چکے تھے۔ حسیب کے گھر والے انکے بے حد مشکور ہوئے تھے۔ جو انکے بیٹے کو زندہ سلامت واپس لے کر آئے تھے۔ آفیسرز کو رپورٹ پہنچانے کے بعد وہ سب بے حد تھک چکے تھے۔ اب ایک آخری ہی کام بچا تھا، اور وہ تھا روقاش کو اسکے گھر پہنچانا۔۔۔

ہاشم شاہ نے انہیں حویلی واپس جانے کا کہا تو وہ سب یہ کہہ کر انکار کر گئے کہ وہ انکو ساتھ لے کر ہی جائیں گئے۔۔

انکی اس بات پر ہاشم شاہ نے انہیں سخت نظر سے گھورا تو سب نے بے نیازی سے کندھے اچکا دیے۔۔۔

اور اب شام کے وقت روقاش کے پرانے سے سے محلے میں انکی گاڑیاں آکر رکیں تھیں۔۔۔

اتنی بڑی گاڑیوں کو یہاں دیکھ کر محلے کے لوگ تجسس سے اکھٹے ہونے لگے۔۔۔

گاڑی کا دروازہ کھول کر روقاش لڑکھڑا کر باہر نکلی تو دوسری طرف سے ہاشم شاہ بھی باہر نکل ایا۔۔۔

تم چل پاؤ گی کیا۔۔۔؟ سگریٹ پیتے ہوئے ہاشم شاہ نے فکرمندی سے استفسار کیا تو روقاش سٹپٹا کر ہاں کرنے لگی۔۔۔ جبکہ اس سوال پر روقاش کے گال بے اختیار دہکے تھے۔۔۔

خدا ہی خیر کرے۔۔۔! ہاشم شاہ کا حال دیکھتے ہوئے عالم شاہ تردد سے بولا تو گاڑی میں زیام شاہ کا چھت پھاڑ قہقہہ گونج گیا۔۔۔ ان سب کے تاثرات دیکھ کر زیام شاہ کب سے خود پر کنٹرول کر رہا تھا۔۔۔

بڑی! پھپھو پھو کو میں چھوڑ آتا ہوں مجھے انکے گھر کا بھی پتہ ہے۔۔۔! زیام شاہ ہنسی کو روکتے ہوئے جلدی سے گاڑی سے باہر نکل آیا تھا۔ کیونکہ روقاش آہستہ سے قدم اٹھاتے ہوئے بامشکل چل رہی تھی۔ جبکہ محلے کے لوگ گھروں سے نکل نکل کر انکو دیکھ رہے تھے۔۔۔

ہاشم شاہ نے سر ہلاتے ہوئے زیام شاہ کو جانے کی اجازت دی تو زیام شاہ ایک جست میں بھاگتے ہوئے روقاش تک پہنچا۔۔۔

____

ویسے پھو پھو یہ لوگ ہمیں گھور کیوں رہے ہیں۔۔۔! روقاش کے گھر کے دروازے پر پہنچ کر زیام شاہ نے آس پاس رش کو دیکھ کر پوچھا تھا۔ جبکہ یہ رش دیکھ کر روقاش بھی الجھی ہوئی تھی۔۔ کیونکہ وہ خود لوگوں کی عجیب نظروں کو سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔

سر جھٹک کر اس سے پہلے کہ روقاش گھر کے اندر اینٹر ہو پاتی اس سے پہلے ہی آسیہ بیگم دندناتے ہوئے گھر سے باہر نکل آئیں تھیں۔۔۔

آگئی تم منہ کالا کرکے۔۔۔! گھر کا دروازہ بند کرتے ہوئے آسیہ بیگم، روقاش کو دیکھ کر زہر خندہ لہجے میں بولیں تو روقاش شش وپنج سے انہیں دیکھ گئی تھی۔۔۔ جبکہ محلے کی تمام عورتوں کو آہستہ آہستہ جمع ہوتے دیکھ کر روقاش کا دل دھڑک اٹھا۔۔۔اسکا دل کسی انہونی ہونے کا احساس دلانے لگا تھا۔۔۔

آپ کیا بول رہیں ہیں بھابھی۔۔۔؟! کپکپاتے ہونٹوں سے بولتے ہوئے روقاش نے پھر گھر میں داخل ہونا چاہا تو آسیہ بیگم اسے پیچھے دھکا دے گئیں۔اس سے پہلے کہ روقاش پیچھے گرتی زیام شاہ نے جلدی سے اسے سہارا دیا۔۔

خبردار!! اگر اپنے اس منحوس اور ناپاک وجود کے ساتھ میرے گھر کے اندر قدم بھی رکھا تو۔۔۔! جن یاروں کے ساتھ یہ دودن گزرا کر آئی ہو ناانہی کے ساتھ واپس لوٹ جاؤ، تو بہتر ہے۔۔"

روقاش کے چہرے اور وجود پر نخوت بھری نظر ڈالتے ہوئے آسیہ بیگم بولیں تو روقاش انکے الفاظ پر ساکن ہوتی لڑکھڑائی تھی۔۔۔زیام شاہ حیرانی سے سب دیکھ کر پریشانی سے روقاش کو دیکھنے لگا تھا جس کا چہرہ ایک دم سے سفید پڑ چکا تھا۔۔۔۔

اپپپ۔۔اپ ایسے کیسے بول سکتی ہیں بھابھی۔۔؟!ہماری گاڑیوں کے ساتھ حادثہ ہو گیا تھا۔۔۔پپ۔۔پر مم۔۔میری عزت بلکل محفوظ ہے خدارا مجھے ایسی نظروں سے نہ دیکھیں۔۔"

سب لوگوں کی بدلی ہوئی نظروں کو خود پر محسوس کرتے وہ آگے بڑھ کر کانپتے ہونٹوں سے صفائی دیتے بولی تو زیام شاہ نے جلدی سے موبائل نکال کر ہاشم شاہ کو کال ملائی تھی۔تا کہ اسے اس اچانک صورتحال کا بتا سکے۔۔

روقاش جھوٹ نا بول،میری مہوش نے کل رات واپس آکر ہمیں خود بتایا ہے کہ وہ دہشت گرد تجھے اٹھا لے گیا تھا۔اور اب اس غیر کے ساتھ یہاں پر آکر تو ہمیں یہ کہہ رہی ہے کہ تیری عزت محفوظ ہے۔۔۔"

عورتوں کے رش میں سے ایک عورت نفرت سے اسے دیکھتے کہنے لگی تھی۔مہوش وہ ہی لڑکی تھی۔جو سکول میں روقاش کے انڈر ایک ٹیچر کے طور پر کام کر رہی تھی۔کل رات واپس آتے ہی مہوش نے سب سے پہلے اس بات کو پورے محلے میں پھیلایا تھا کہ روقاش کو ایک دہشت گرد اٹھا کر لے گیا ہے۔۔۔

اور اب روقاش کے واپس آنے پر وہ سب یہ ہی سمجھ رہے تھے کہ روقاش کی عزت لٹ چکی ہے اور وہ داغدار ہو چکی ہے۔۔۔

زیام شاہ کی کال پر ہاشم شاہ وہاں پہنچا تو وہ پر عدالت لگی نظر آ رہی تھی۔ جبکہ وہ حسن کا مجسمہ روتے ہوئے سب کو صفائیاں پیش کر رہی تھی۔۔۔

ہاشم شاہ کو دیکھ کر زیام شاہ تیزی سے اسکی طرف آیا تھا۔۔

یہ سب کیا ڈرامہ ہے۔۔؟ ہاشم شاہ نے سگریٹ بجھا کر بے زاری سے سامنے لگے رش کے بارے میں پوچھا۔

یہ جہالت کی عدالت لگائی گئی ہے بڑی، جہاں پھپھو کو بد کردار ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں سب۔۔۔!
زیام شاہ کندھے اچکا کر اسے بتایا تو ہاشم شاہ کی سبز آنکھوں میں ایک دم سے خون اترا تھا۔۔

"What the shit hell is this"...

ہاشم شاہ سامنے دیکھتے ہوئے ایک دم بھڑکتے ہوئے بولا تھا۔۔ اخر وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے تھے۔۔۔

آسیہ بیگم جو روقاش کو دھکا دینے والی تھیں اس سے پہلے ہی ہاشم شاہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے تھام لیا تھا۔ کیونکہ وہ بری طرح دیوار سے ٹکرانے والی تھی۔۔ جبکہ ہاشم کی سے سحر انگریز شخصیت کو دیکھ کر ایک دم سے گہری خاموشی چھائی وہیں روقاش ڈبڈبائی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔

دیکھو! ایک کے بعد ایک اسکے یار آرہے ہیں۔۔۔! اسکے ناپاک سے تو کوئی شادی کرے گا نہیں، پر اگر یہ یہاں پر رہی تو ہماری بیٹیوں کے بھی نکاح نہیں ہو پائے گئے۔۔۔"

ہاشم شاہ کو دیکھ کر مہوش کی ماں پھر نفرت زدہ لہجے میں کہنے لگی تھی۔۔۔ جبکہ ہاشم شاہ جو اسکی ہیزل آنکھوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ کسی عورت کی اتنی گندی بکواس سن کر اسکے اندر وبال اٹھ گیا

چھوٹے شاہ تمہارے پاس پانچ منٹ ہیں بس، باقی سب کو بلا کر لاؤ اور مسجد میں نکاح کا انتظام کرو۔۔"آسیہ بیگم کو آگ برساتی نظروں سے دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ نے زیام شاہ کو حکم دیا تو زیام شاہ کی سیاہ آنکھیں صدمے سے پھیل گئیں۔۔۔ لیکن پھر پانچ منٹ یاد کرتے ہوئے اس نے جلدی سے حابیل شاہ کو کال ملاتے ہوئے سب کو یہاں پر لانے کا کہا تھا۔۔۔

ہاشم شاہ کی بات پر سب عورتوں کی زبان جہاں تالو سے چپکی، وہیں روقاش ساکت آنکھوں سمیت اسکی طرف دیکھ گئی تھی۔۔۔

محترمہ جیسی اپکی زہریلی اور گندی زبان ہے نا، مجھے سو فیصد یقین ہے، کہ آپکی طرح ہی آپکی بیٹی بھی ناگن ہو گی۔۔! اس لئے میری دعا ہے، کہ عمر بھر اپکی بیٹی گھر میں کنواری بیٹھی رہے، اور پھر اپکو احساس ہو کہ بنا حقیقت جانے کسی پر بہتان لگانے کی کیا سزا ہوتی ہے، اور رہی بات روقاش ارید کے نکاح کی۔۔۔؟"

تو"ہاشم اعظم شاہ" پورے دل سے اس اونچے کردار اور پاک دامن لڑکی کو اپنی زوجیت میں قبول کرتا ہے۔ میرے خیال میں آپ سب کے لیے اتنا ہی جواب کافی ہوگا کیونکہ میں باقی کے دو دفعہ کے "قبول ہے" پورے پروسیس کے ساتھ ادا کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"

بھاری سپاٹ آواز میں ہاشم شاہ نے مہوش کی ماں کو نا صرف منہ توڑ جواب دیا تھا بلکہ ساتھ ساتھ روقاش کو بھی معتبر کر دیا تھا۔۔۔

یہ بڑی کب سے عورتوں کو بد دعائیں دینے لگے ہیں۔۔۔؟ ہاشم شاہ کے الفاظ سنتے ہوئے ارمغان شاہ نے بت بنے پوچھا تھا۔

اشارہ صاف اس طرف تھا جب ہاشم شاہ نے مہوش کی ماں کو اسکی بیٹی کے کنواری رہنے کی بد دعا دی تھی۔۔۔

زیام شاہ کے دھماکے پر وہ سب بجلی کی سی رفتار پر یہاں پہنچے تو ہاشم شاہ کے الفاظ اپنے کانوں سے سن کر فریز ہوتے چلے گئے۔۔۔

اور پھر پورا محلہ اس بات کا گواہ بنا تھا کہ "ہاشم شاہ" کے بھتیجے اس اچانک نکاح کو ڈھول کی تھاپ میں بدلتے ہوئے "پچاس لاکھ حق مہر" کے ساتھ "روقاش ارید" کو رخصت کروا کے اپنی شان دار گاڑیوں میں فتح مندی سے لے گئے تھے۔۔

جبکہ زیام شاہ نے جانے سے پہلے ڈھول بجانے والوں کو خاص طور پر حکم دیا تھا کہ وہ رات بھر ڈھول بجاتے ہوئے پورے محلے کو یاد دلاتے رہیں گئے کہ روقاش ارید کو کتنی عزت و مان سے اسکے سسرالی لینے آئے تھے۔۔۔زیام شاہ کے اس ٹارچر پر وہ سب فلک شگاف قہقہ لگا گئے۔۔۔

یہ اسلام آباد کے قریب پہاڑوں میں واقع ایک خوبصورت ترین گاؤں تھا۔اونچے اونچے پہاڑوں میں گھر بنائے گئے تھے۔جبکہ اسی گاؤں کے وسط میں "اعظم شاہ" کی حویلی بھی پوری آب وتاب سے بنی کھڑی تھی۔

بلند بالا پہاڑ پر بنی ہوئی یہ حویلی اپنی مثال آپ تھی۔

جہاں اس حویلی کی خوبصورتی میں کوئی ثانی نہیں تھا وہیں یہاں کے مکین بھی اتنے ہی حسین و جمیل تھے۔ سنگ مرمر جیسے پتھر سے تعمیر کی گئی،اس حویلی کے فرنٹ حصے کو مختلف نایاب پتھروں سے سجایا گیا تھا۔ کچھ سال پہلے یہ حویلی صرف ایک منزل پر ہی واقع تھی۔

لیکن پھر پاکستان میں شفٹ ہونے سے پہلے پہلے ہاشم شاہ نے اسکی دوسری منزل بھی تیار کروادی۔

چونکہ حویلی کافی اونچائی پر بنی ہوئی تھی۔اسی لئے حویلی کا پورچ والا حصہ زمینی حصے پر بنایا گیا تھا۔جو کہ پہاڑ سے نیچے تھا۔۔جہاں پر حویلی کے مکینوں کی گاڑیاں کھڑی رہتیں تھیں۔پورچ کے دائیں جانب پتھروں سے دو اطراف میں سیڑھیاں بنائی گئیں تھیں۔یہ سیڑھیاں اوپر اونچائی پر حویلی کے داخلی دروازے تک

پہنچاتی تھیں۔ جبکہ سیڑھیوں کے دونوں اطراف وقفے وقفے پر گلوب شیپ کے سٹریٹ لیمپس لگائے گئے تھے۔ جن سے نکلتی ہوئی سنہری روشنی ہر وقت اس راستے کو روشن رکھتی تھی۔

رات کے وقت یہ لیمپ دور سے دیکھنے والوں کو جگنوؤں کا سماں پیش کرتے تھے۔

شاہ حویلی قدرتی مناظر میں گھیری ہوئی دیکھنے والوں کی آنکھوں کو مسحور کن کر دیتی تھی۔

حویلی کے پورچ میں آکر دونوں گاڑیاں رکیں تو وہ سب مسخرے پن سے ہاشم شاہ کو دیکھنے لگے۔ جبکہ روقاش سر جھکائے اپنے آنسو پینے میں مصروف تھی۔۔ قسمت کی اس ستم ظریفی کو وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

اپنے غم میں الجھی "روقاش ارید" ابھی کہاں جانتی تھی، کہ یہ حویلی اسے کیا مقام دینے والی ہے۔۔۔

شہر سے گاؤں پہنچنے میں انہیں ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا تھا۔۔۔

سب پر ایک گھوری ڈالتے ہوئے ہاشم شاہ گاڑی سے باہر نکلا تو وہ سب بھی باری باری سے نکلتے چلے گئے۔۔

اس اچانک نکاح کی خبر عالم شاہ حویلی میں پہلے ہی پہنچا چکا تھا۔۔۔تاکہ وہ لوگ روقاش کے ویلکم کی تیاریاں کر سکیں۔اگر اچانک نکاح پر وہ لوگ اس چھوٹے سے محلے میں ڈھولوں کی تھاپوں سے شور ڈال سکتے ہیں تو پھر حویلی میں اسکی بہو کا ویلکم کرنے میں کیا قباحت تھی۔

آخر اتنے سالوں بعد تو اس بے رونق حویلی کو پھر سے بہو ملی تھی۔۔۔پر یہ بہو ملی کہاں سے تھی اس کا حساب وہ سب تفصیل سے اپنے بڑی سے لینے والے تھے۔۔۔

بڑی اب پھوپو سے بنی چاچی کو اب نہیں پوچھیں گئے ؟ کہ "کیا تم چل لو گی۔۔۔"

ہاشم شاہ کو بالوں میں ہاتھ پھیرتے دیکھ کر زیام شاہ نے شرارت سے پوچھا تو سب اپنا قہقہ ضبط کرنے کے چکر میں رخ موڑتے چلے گئے۔۔۔

اخر کو وہ لوگ صبح سے ہاشم شاہ کا یہ فکر مندانا جملہ سنتے ہوئے آرہے تھے۔ جب بھی کہیں گاڑی رکتی تھی تو ہاشم شاہ کا روقاش سے صرف ایک ہی سوال ہوتا تھا کہ "کیا تم چل لو گی"۔۔۔

جانے دو! بڑی یہ تھوڑی پوچھیں گئے بلکہ اس بار تو ہمارے پیارے بڑی جلتے ہوئے صرف یہ بڑبڑائے گئے۔۔۔

"Stoopid girl"

زیام شاہ کی بات کی نفی کرتے ہوئے عالم شاہ نے سنجیدہ انداز میں سٹوپڈ لفظ کو بگاڑا تو زیام شاہ اور عالم شاہ کا وہاں فلک شگاف قہقہ گونجا تھا۔۔۔ جبکہ باقی سب ہنستے ہوئے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگے کیونکہ اس لفظ کی کہانی کا باقیوں کو نہیں پتہ تھا۔۔۔

ان سب کی استفہامی نظروں پر زیام شاہ نے ہنستے ہوئے انکو بتایا تھا کہ روقاش جب بھی حسیب کے قریب ہو کر بیٹھتی تھی یا اس سے بات کرتی تھی تو ہاشم شاہ جل بھن کر اسے "سٹوپڈ گرل" کے لقب سے نواز دیتا تھا۔۔۔

بے غیرت، کمینوں۔۔۔۔! دفع ہو جاو۔۔۔! ان سب کو ہنستے دیکھ کر ہاشم شاہ نے مصنوعی غصے سے انکو لتاڑتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھول کر پورے حق سے اندر بیٹھی اپنی دلہن کو ایک جھٹکے میں بازوؤں میں اٹھایا تو وہ سب اس دبنگ انداز پر ہوٹنگ کرتے شور مچانے لگے۔۔۔

جبکہ روقاش کو منہ چھپانے کی جگہ نہیں مل رہی تھی۔۔۔ وہ چاہ کر بھی اس ستمگر کے آگے مزاحمت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

جبکہ ارمان شاہ، زیام شاہ اور ارمغان شاہ کی تو نعرے بازی شروع ہوگئی تھی۔۔۔

"چاچو آئے، چاچو آئے، ساتھ پہلی بار ہماری چاچی بھی لائے"۔۔۔

ان تینوں کی اس لائن پر عالم شاہ اور حابیل شاہ قہقہے لگاتے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ مارے تھے۔۔۔ اگر اس وقت دن کا سماں ہوتا تو یقیناً چاچی ملنے کی خوشی پر حویلی میں جشن بھی شروع ہو گیا ہوتا۔۔۔

ہاشم شاہ نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے سرشاری سے سیڑھیاں چڑھنا شروع کیں تو وہ تینوں نعرے بازی میں مصروف نمونے ایک دم سے فائرنگ کرنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ خوشی کے اس اظہار میں آسمان بھی گولیوں کی بوچھاڑ سے تھر تھرا اٹھا۔۔۔

جبکہ گولیوں کی لرزا دینے والی آواز پر روقاش نے ڈرتے ہوئے جہاں چیخ ماری وہیں وہ کانپتے ہوئے ہاشم شاہ کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔

"Stop firing boys"۔۔۔

روقاش کے کانپتے وجود اور تیز ہوتی ڈھرکنوں کو سن کر ہاشم شاہ نے مڑتے ہوئے اونچی آواز میں انکو فائرنگ سے باز کیا تو وہ تینوں چونک کر نا سمجھی سے ہاشم شاہ کو دیکھنے لگے۔۔۔

"تم لوگوں کی کمزور دل چاچی ڈر رہی ہے، اس لئے اپنی یہ آتش بازی بعد میں کرنا ابھی رہنے دو"۔۔۔ہاشم شاہ نے انکے سوالیہ انداز میں دیکھنے پر وجہ بتائی۔۔۔

ہاشم شاہ کی اتنی کیئر پر سب لڑکوں کے ہونٹ اوو شیپ میں ڈھلے تو ہاشم شاہ بے نیازی سے مڑتے ہوئے پھر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔۔

جبکہ ہاشم شاہ کو سیڑھیاں چڑھ کر اتنی بلندی پر جاتے دیکھ کر روقاش کا سر بری طرح چکرا گیا تھا۔۔۔

ارمغان شاہ نے سب کو آنکھ ونک کرتے ہوئے فضا میں ہاتھ بلند کرتے ہوئے اچانک ایک کے بعد ایک پھر اچانک فائر کیا۔۔ تو کانوں کو اس پھاڑ دینے والی آواز پر روقاش حلق کے بل چلاتے ہوئے ہاشم شاہ کے اندر گھستے ہوئے رونا شروع ہو گئی۔۔۔۔

یو باسٹرڈ۔۔۔! بے غیرت۔۔۔! زندگی کے عذاب شاہ۔۔۔! روقاش کو ڈر کے روتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے دھاڑتے ہوئے انکو گالیوں سے نوازہ تھا۔ جس پر وہ سب بے شرمی سے قہقہے لگاتے چلے گئے۔۔۔ ہاشم شاہ کی دھاڑ پر روقاش نے خوف سے اور رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔

ان سب کو قہر برساتی نظروں سے دیکھ کر ہاشم شاہ اس نازک وجود کو اٹھائے تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اس بڑے سے گیٹ کے سامنے آیا جہاں حویلی کی لڑکیاں پہلے ہی بے صبری سے انکے آنے کا انتظار کر رہیں تھیں۔۔

گارڈز نے ان سب کو دیکھ کر بڑے گیٹ کھول دیے تھے۔۔ ارباز شاہ حویلی کے اندرونی دروازے میں کھڑے سب دیکھ کر مسکراتے جا رہے تھے۔۔۔

ہاشم شاہ روقاش کو اٹھائے اندر داخل ہوا تو وہ سب کھکھلاتے ہوئے ان دونوں پر پھول پھینکنے لگیں۔ایک دم سے ہاشم شاہ کے اوپر گلاب کے پھولوں کی بارش ہوئی تو روقاش حیرت زدہ آنکھوں سب دیکھے گئی۔۔۔

وہ بلکل بھی اس سب کے بارے میں سمجھ نہیں پا رہی تھی،رستے میں بھی ارمان شاہ اور ارمغان شاہ اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتے ہوئے آئے تھے۔ان دونوں نے زبردستی روقاش کو اپنی گاڑی میں یہ کہہ کر بٹھایا تھا کہ انکی پیاری چچی حویلی انکے ساتھ واپس جائے گی۔۔۔

وہ سب آنکھوں میں بے حد اشتیاق لیے روقاش کے خوبصورت چہرے کو دیکھ رہیں تھیں۔۔۔

چاچو، کیا ہوا ہے چچی کو۔۔۔؟ شرجینا نے فکرمندی سے ہاشم شاہ کے بازوؤں میں دیکھا۔۔

چاچو کی جان کچھ نہیں ہوا تمہاری چچی کو، بس پاؤں میں چوٹ لگ گئی ہے، تو اس لئے وہ چل نہیں سکتیں ہیں!" شرجینا کے چہرے پر پریشانی دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ نے نرمی سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔جس کو سن کر وہ چمکتی آنکھوں سے عالم شاہ کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

عالی۔۔۔! اتنے گھنٹوں بعد عالم شاہ کو دیکھ کر شرجینا شاہ خوشی سے چہکتے ہوئے بھاگ کر اسکی طرف آئی تو عالم شاہ جاں نثار ہوتے اسے بازوؤں میں اٹھا گیا۔۔

عالی کی جان۔۔۔! عالم جاں نے مجھے مس کیا۔۔؟ عالم شاہ نے اوپر اٹھا کر شرجینا کو اپنے مقابل کرتے ہوئے پوچھا تو وہ چمکتی سبز آنکھوں سے بھرپور مسکراتے ہوئے تیزی سے ہاں میں سر ہلانے لگی تھی۔

شرجینا کو اقرار کرتے دیکھ کر عالم شاہ کی دھڑکن تیز ہوئی تو وہ روح تک سرشار ہوتے اسے گول گول گھماتے ہوئے اسکے ماتھے کو چوم گیا۔۔۔ عالم شاہ کے گھمانے پر ہر طرف شرجینا شاہ کی کھلکھلاہٹیں گونجنے لگیں تو سب پیار سے اسے دیکھ گئے۔ جو عالم شاہ کی غیر موجودگی میں گم سم رہی تھی۔۔۔

وہ اتنے گھنٹوں بعد حویلی واپس لوٹے تھے تو جیسے حویلی میں زندگی رقص کرنے لگی تھی۔۔

حابیل شاہ نے ایک سائیڈ پر کھڑی بیلا شاہ پر نظر ڈالی تو سرد سانس خارج کرتے ہوئے خود آگے بڑھتے ہوئے اس نے بیلا کے سر پر ہونٹ رکھ دیے۔۔۔ حابیل شاہ کی اس حرکت پر بیلا دھڑکتے دل کے ساتھ آنکھیں پھیلا گئی تھی۔۔۔

اگر آپ بڑوں کی اجازت ہو تو کیا ہم بھی اپنی اپنی حق حلال کی منکوحہ سے ایسے مل سکتے ہی۔۔۔؟ حابیل شاہ اور عالم شاہ کو دیکھتے ہوئے ارمغان شاہ نے ترسی ہوئی آواز میں اجازت لینا چاہی۔۔۔

کیونکہ وہ اور ارمان شاہ ترسی نگاہوں سے اپنی اپنی منکوحہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ جو بے نیازی اپنے چاچو سے چپکی ہوئیں تھیں۔

ارمغان شاہ کی بات پر مالا شاہ جہاں ہاشم شاہ کے پیچھے چھپی وہیں مائرہ شاہ کے چہرے کے تاثرات بگڑ گئے۔۔۔

مل گیا جواب، مل لیا اپنی حق حلال کی منکوحہ سے۔۔۔؟ اپنی بہنوں کے ری ایکشن پر زیام شاہ نے چڑاتی ہوئی مسکراہٹ سے ان دونوں کو پوچھا تو وہ اسے سلگتی نظروں سے گھور گئے۔۔۔ جبکہ زیام شاہ کی بات پر سب قہقہ لگاتے ہوئے اندر کی طرف بڑھنے لگے تھے۔۔۔

جب تک میں سنگل ہوں تم دونوں بھی خود کو آدھا،ادھورا سمجھا کرو،ویسے بھی تم لوگوں کی منکوحہ تو تم لوگوں کو منہ لگانا پسند نہیں کرتیں تو بار بار ڈبل ہونے کا اظہار کرکے کیوں اپنے ان بیچارے منہ کو ذلیل کرتے رہتے ہو۔۔۔!

حویلی کے اندر کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے زیام شاہ نے ارمغان شاہ اور ارمان شاہ کے درمیان چلتے ہوئے انکی گردنوں میں بازو ڈال کر انکو تپایا تو وہ دونوں کڑھتے ہوئے اپنی اپنی گردن سے اسکا بازو نکالتے ہوئے بازو مروڑ گئے تھے۔ جس پر زیام شاہ انکو ٹانگ رسید کرتے ہوئے جان بچا کر تیزی سے بھاگ گیا۔۔۔

ہاشم شاہ نے لاؤنج میں آکر روقاش کا چہرہ دیکھنا چاہا تو اسکا سر ڈھلکتے دیکھ کر وہ سرد سانس خارج کر گیا تھا۔۔۔کیونکہ اسکی نئی نویلی دلہن بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔

Stupid girl۔۔۔

روقاش کو بے ہوش دیکھ کر ہاشم شاہ کے لبوں سے بے اختیار پھر وہی الفاظ نکلے تو اگلے ہی پل سمجھتے ہوئے وہ بھرپور انداز میں مسکرا دیا۔۔۔

یہ بے ہوش ہو گئی ہے، میں اسکو کمرے میں لٹا کر آتا ہوں۔۔" روقاش کے بے ہوش وجود کو دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ نے انکو بتاتے ہوئے اوپر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔۔۔

خیر سے چچی کو لٹا کر آپ جلدی واپس آجایئے گا، نہیں تو پانچ منٹ میں یہ پورا قافلہ خود اپکے کمرے کے باہر آجائے گا۔۔" حابیل شاہ نے اسے پیچھے سے دھمکی لگائی تو ہاشم شاہ مڑ کر اسے گھوری ڈال گیا۔۔

روقاش کو اٹھائے ہاشم شاہ اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا اسکے کمرے میں جگہ جگہ پھول اور کینڈلز جلائی گئیں ہوئیں تھیں۔ کمرے کے پورے فرش پر گلاب اور موتیے کے گلاب بکھرے ہوئے تھے۔۔ سارے کمرے میں موتیے کی مسحور کن خوشبو پھیلی تھی۔ یقیناً یہ سب تیاری اسکی پریوں نے کی تھی۔۔۔

"تمہیں میری زندگی اور دل میں داخل ہوئے ابھی چند گھنٹے نہیں گزرے اور دیکھو کیسے ابھی سے کمرہ اور میرا دل تمہاری خوشبو سے مہک اٹھا ہے۔۔ ظالم لڑکی تم میرے ساتھ کیا کرنا چاہ رہی ہو۔۔۔"

روقاش کو بیڈ پر لٹا کر ہاشم شاہ نے اسکے حسین چہرے کو دل میں بساتے ہوئے سرگوشی کی تھی۔۔۔

پر اس وقت روقاش ارید مقابل کی بے چینیوں سے بے خبر پڑی تھی۔۔۔

ہاشم شاہ جو سٹل ہوتا اسکے خوبصورت چہرے کے ہر نقش پر نظر دہرا رہا تھا کہ اچانک اسکی نظر ناک میں پہنی چھوٹی سی لونگ پر اٹکی تو اسکا انگ انگ بے چینی میں مبتلا ہوتا چلا گیا تھا۔۔۔ چھوٹی سی تیکھی ناک میں وہ وائٹ سٹون والی لونگ پوری شان سے چمکتے ہوئے ہاشم شاہ کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی۔۔۔

"میڈم غیر معمولی حسن کی مالک ہونے کے ساتھ ساتھ خالص مشرقی بھی ہیں۔۔۔" روقاش کی نوز پن کو دیکھ کر ہاشم شاہ اپنے اودھم مچاتے ہوئے دل کو بامشکل سنبھالتے ہوئے بڑبڑایا تھا۔ کہ اسی وقت دروازہ ناک ہونے لگا۔۔۔

دروازے کے ناک ہونے پر ہاشم شاہ ہوش میں آتا دانت کچکچا کر بیڈ سے اٹھ گیا۔۔۔

ضرور میری زندگی کے سب سے بڑے جراثیم گند پھیلانے آئے ہونگے۔۔۔! اپنے نمونے بھتیجوں کا سوچ کر وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے دروازہ کھول کر باہر نکلا تو سچ میں سامنے ارمغان شاہ اور ارمان شاہ کھڑے تھے۔۔۔

ہاشم شاہ کو دیکھ کر ان دونوں نے بھرپور انداز میں مسکراتے ہوئے اپنی اپنی بتیسی ظاہر کی تو ہاشم شاہ برا منہ بناتے ہوئے آگے کی طرف قدم بڑھا گیا۔۔ جس پر وہ دونوں تیزی سے ہاشم شاہ کا ایک ایک بازو تھام گئے تھے۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

رات کے دوسرے پہرے بالکونی سے کود کر ایک سایہ اندر داخل ہوا تھا۔۔

مطلوبہ کمرے تک پہنچتے ہی مقابل کا پورا وجود بے چینی میں مبتلا ہوتے اسکا دل سرشار کر گیا۔۔

ایسا ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ اپنی منکوحہ کو بنا ملے بخش دیتا۔۔! خدا خدا کر کے تو وہ اسکے ہاتھ آنے لگی تھی پھر ارمان شاہ کیسے بے چینی میں جلتا رہ سکتا تھا جب اسکے پاس پورے کا پورا سمندر پینے کے لئے موجود تھا۔۔اور سمندر بھی کھارے پانی کا۔۔"

کوئی نا اس کھارے پانی میں چینی، شکر اور شہد ارمان شاہ خود گھول لے گا۔۔ دیکھنا پھر کیسے یہ شوگر لیول کو ایفیکٹ کرتی ہے۔۔۔

ارمان شاہ خیالوں میں خود سے الجھتے ہوئے بیڈ کے قریب آیا جہاں مائرہ شاہ پر سکون سی نیند لے رہی تھی۔ رات دیر تک چاچی ملنے کی خوشی کو انجوائے کرتے ہوئے وہ سب تھوڑی دیر پہلے ہی کمروں میں آئے تھے۔

ہونہہ کیسے سکون سے سو رہی ہے۔۔۔! مجھے دیکھ کر تم نے جو یہ منہ بگاڑا تھا نا، دیکھنا میں اب تمہارے اس منہ سے کیسے بدلہ لیتا ہوں۔۔۔۔!

حویلی کے گیٹ پر سب کے سامنے مائرہ کا موڈ بگاڑنا یاد کرتے ہوئے ارمان شاہ اسے نیند میں دھمکی لگاتے بولا تھا۔۔۔ سب کے سونے کے بعد وہ اپنے کہے کے مطابق اپنی منکوحہ کو ملنے آیا تھا کیونکہ اسکی منکوحہ نیچے اسے ملنے سے انکار کر چکی تھی۔۔۔

بیچاری شرما رہی تھی، اکیلے میں ملنا چاہتی ہو گی نا۔۔! ارمان شاہ خود سے اخذ کرتے ہوئے مائرہ شاہ کے چہرے کے قریب ہو گیا۔ آئس بلو آنکھیں اس وقت بند تھیں، پلکوں کی لمبی جھالر آنکھوں پر سایہ کیے ہوئے تھی جبکہ گلابی ہونٹوں پر لب بام لگا ہوا تھا۔۔۔

ارمان شاہ نے اسکے ہونٹوں کے قریب ناک کرتے ہوئے اسکے لپ بام کی خوشبو کو محسوس کرنا چاہی تھی۔۔۔

اہاں۔۔۔سٹابری۔۔۔ناٹ بیڈ۔۔۔لپ بام کی خوشبو محسوس کر کے وہ امپریس ہوئے بنا نہیں رہ پایا۔۔

بیڈ کے کنارے سے اٹھ کر بیڈ کے اوپر آتے ہوئے ارمان شاہ نے مائرہ شاہ کے سوئے ہوئے وجود پر اپنے وجود کا سایہ کیا، البتہ اپنا وزن اس پر منتقل نہیں کیا تھا۔۔۔

"وہ دن کب آئے گا جب میں تمہارے اس کانچ جیسے بدن کا اپنے بھاری وجود تلے کچومر بنا سکوں گا۔۔۔"

مائرہ شاہ کو گھورتے ہوئے مچلتے دل کے ساتھ اپنی گولڈن نائٹ کے بارے میں سوچ رہا تھا جس کا دور دور تک کوئی نشان نہیں تھا۔

ارمان شاہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ اسکی گردن میں چہرہ گم کرتے ہوئے اسکی میٹھی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارا تو پل بھر میں اسکی ڈارک گرے آنکھوں میں خماری اترنے لگی۔۔۔

ارمان شاہ کی ہتھیلیوں سے گرمائش نکلتے ہوئے اسکا سینہ جلانے لگی تو وہ جذبات میں ڈوبتے ہوئے اسکی کالر بونز پر نرمی سے ہونٹ رکھنے لگا تھا۔۔۔ یہ سب اسکے محبوب کے پہلے لمس تھے۔ جن کو محسوس کرتے ہوئے ارمان شاہ کی حالت خراب ہونے لگی تو وہ بہکتا ہی چلا گیا۔

نرمی سے اسکی سائیڈ گردن کو چومتے ہوئے ارمان شاہ نے ہوش گنواتے ہوئے مائرہ کے وجود پر اپنا وزن منتقل کر دیا تھا۔ جبکہ وہ بہکتے ہوئے اسکی پوری گردن کو چومتے ہوئے اپنے لمس کے پھول کھلانے میں مصروف تھا۔۔۔

مائرہ شاہ نے نیند میں خود پر پہاڑ جتنا وزن محسوس کرتے ہوئے آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہا تو خود پر کسی کو جھکے دیکھ کر اسکی جان پل میں ہوا ہوئی تھی۔۔ مائرہ شاہ کے ہڑ بڑا کر چینخ مارنے سے پہلے ہی ارمان شاہ اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لاک کر دیا تھا۔۔۔

مائرہ شاہ نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے دیکھنا چاہا تو شہد رنگ بال اور مخصوص خوشبو محسوس ہوتے ہی وہ بری طرح مزاحمت کرنے لگی۔۔ جبکہ ارمان شاہ نے اسکی کلائیوں کو ہاتھوں میں جکڑتے ہوئے بے باک طریقے سے اسکی زبان پر دانت گاڑے تو مائرہ شاہ کا پورو جود اچانک سرد ہو گیا۔۔

اس کے بر عکس ارمان شاہ اسکے نچلے ہونٹ کو نرمی سے سک کرتے ہوئے اسے شدت سے خود میں بھینچنے لگا تھا۔

مائرہ شاہ کا پورا وجود بھٹی کی مانند جل اٹھا تھا۔۔وہ اسکی گرفت میں ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔کیونکہ وہ اس کے اوپر اپنے بھاری وجود کا پورا وزن ڈالے اسکی کلائیوں کو جکڑے،اسکی سانسوں کو نرمی سے پینے میں مشغول تھا۔۔ارمان شاہ کو بار بار اپنے نچلے ہونٹ کو سک کرتے محسوس کر کے مائرہ شاہ کے وجود میں بجلی سی دوڑنے لگی۔۔۔

مائرہ شاہ کے ہونٹ مزید کھولتے ہوئے ارمان شاہ نے اسکی زبان کو سک کرتے ہوئے اسکے پیروں کے تلوؤں پر پاؤں کے انگوٹھے سے چھیڑ چھاڑ کی تو مائرہ شاہ مچلتے ہوئے اسے دور ہٹانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔۔

مائرہ کی سانس رکنے پر ارمان شاہ نے اسکے ہونٹوں کو رہائی دیتے ہوئے کروٹ بدل کر ایک جھٹکے میں اسے اپنے اوپر شفٹ کیا۔۔

ارمان کے کروٹ بدلنے پر وہ اسکے سینے پر سر گراتے ہوئے گہری سانسیں لینے لگی تو ارمان شاہ تکیے پر ریلیکس انداز میں سر رکھ کر اسکی کمر پر ہاتھ رکھ گیا۔۔۔

اپنی کمر پر آگ سا لمس محسوس کرتے ہی مائرہ کے پورے وجود میں آگ سی بھڑکی تو وہ سر اٹھاتے ہوئے ایک جھٹکے میں اسکا ہاتھ پیچھے ہٹا گئی۔۔۔

ارمان شاہ کو غضب ناک طریقے سے دیکھتے ہوئے مائرہ نے اسکے اوپر سے اٹھنا چاہا تو وہ اسے دلچسپ نظروں سے دیکھتے ہوئے جکڑتے ہوئے پھر خود پر لٹا گیا۔۔۔

اسکی کلائیوں کو قابو کرتے ہوئے ارمان شاہ نے اسکی مزاحمتی ٹانگوں کو اپنی ٹانگوں میں ایک دم سے لاک کر لیا تھا۔۔

ارمان شاہ، اپنی حد میں رہتے ہوئے مجھے آزاد کرو ورنہ اسکا انجام بہت برا ہو گا۔۔"خود کو ہر طرح سے بے بس دیکھ کر مائرہ چباتے ہوئے غرا اٹھی۔ جبکہ اسکی ناک کے نتھنے غصے سے پھول رہے تھے۔۔۔

رات کے اس پہر اس حد درجہ نزدیکی اسکے جسم میں حرارت پیدا کرنے کا سبب بن رہی تھی۔ کیا وہ اتنا ترسا ہوا تھا جو اسکے روم میں اسکے بیڈ تک آن پہنچا تھا۔۔۔ وہ غصے سے کھولتے ہوئے دماغ میں سوچتے اسے ترسے کا لقب دے گئی۔۔۔

"قسم سے میرو، جب سے میں اس حد کو پار کر کے تمہاری طرف آیا ہوں تو جان سے جانے لگا ہوں۔۔۔! کاش مجھے پہلے پتہ ہوتا، کہ حد کے اس پار اتنا سکون ہے، تو میں اتنے سال تمہارے ساتھ منہ ماری میں ضائع نا کرتا،، بلکہ حد، حد کھیل لیتا۔۔۔"

مائرہ کے چہرے پر تپش بھرے تاثرات کو انجوائے کرتے ہوئے وہ سکون سے اسے "حد" کے بارے میں جواب دینے لگا تھا۔۔۔

ہو گئی بکواس تمہاری۔۔۔! چھوڑو اب مجھے۔۔۔۔! ارمان شاہ کی ساری بات پر کانوں کی لو تک سرخ پڑتے ہوئے وہ پھر مزاحمت کرنے لگی۔۔۔

جبکہ مائرہ کے مزاحمت کرنے پر ارمان شاہ نے زرا سختی سے اسے خود میں بھینچنا چاہا تو مائرہ کے گال دہک کر لال انگارہ ہو گئے۔۔۔۔

کیا تکلیف ہے تمہیں؟، کیوں دن بدن بے حیائی پر اترتے جا رہے ہو تم۔۔۔؟! ارمان شاہ کی بے باک نظروں اور حرکتوں پر وہ چاہتے ہوئے بھی غصہ نہیں دیکھا پا رہی تھی۔ شاید یہ اسکی قربت کے باعث تھا۔ کہ وہ چاہ کر بھی اتنا سخت لہجہ نہیں اپنا پا رہی تھی، جتنا وہ چاہتی تھی۔۔

"میر و جان تکلیف تو بڑی خوبصورت ہے، بس اگر تم تھوڑا سا سمجھوتہ کرو، تو میں اس تکلیف میں تمہیں بھی مبتلا کر سکتا ہوں۔۔۔! دیکھنا پھر تم بھی میری طرح اس درد کی دوا مانگنے کے لیے بالکونی ٹاپنے لگوں گی ۔۔۔"

ارمان شاہ اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے ذو معنی انداز میں بولا تو مائرہ شاہ سلگتے ہوئے اپنی کلائیاں انداز کروانے کے لیے جدوجہد کرنے لگی۔۔۔

میں تمہارا خون کر دوں گی چھپکلے شاہ۔۔۔! پھولی سانسوں میں زور آزمائی کرتے ہوئے وہ غصے سے چینخی تو ارمان شاہ ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

کیا کہا تم نے مجھے۔۔۔؟ ارمان شاہ نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔

ارمان شاہ کے ٹھٹکنے پر مائرہ بھی مزاحمت روک کر غصے سے اسے دیکھنے لگی۔

تمہیں چھپکلا کہا ہے۔۔۔! بہرے انسان۔۔۔!! ارمان شاہ کے پوچھنے پر مائرہ شاہ نے اسکی آنکھوں میں اپنی آئس بلو آنکھیں گاڑتے ہوئے پھر اسے عظیم نام سے نوازا تو ارمان شاہ ایک دم سے بھنا اٹھا۔۔۔اتنے خوبصورت مرد کو چھپکلا کہنا خوبصورتی لفظ کی توہین تھی۔۔۔

اپنی توہین پر اگلے ہی پل وہ سلگتے ہوئے اسکے چہرے کا خود پر جھکاؤ کرتے ہوئے اسکے رسیلے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں لاک کر گیا تھا۔۔۔

مائرہ شاہ کے ہونٹ پر زور سے کاٹتے ہوئے ارمان شاہ نے اپنی بے عزتی کا بدلہ اتارنا چاہا تو مائرہ مزید مزاحمت کرنے لگی۔۔اس وقت بیڈ پر جنگ عظیم چل رہی تھی۔۔

وہ جتنی بری طرح مزاحمت کرتے ہوئے اسکی گرفت سے نکلنا چاہ رہی تھی۔ارمان شاہ بھی اتنی ہی شدت سے اسے خود میں آکٹوپس کی طرح جکڑتا جا رہا تھا۔۔جس پر وہ بری طرح مچلتے ہوئے آدھ موہونے لگی۔۔۔

مائرہ کے سر کے پیچھے ہاتھ رکھتے ہوئے ارمان شاہ نے اسے ہر طرح سے بے بس کر کے اسکے نچلے ہونٹ پر زور سے دانت گاڑے تو وہ آنکھوں کو پھیلاتے ہوئے اسے دیکھے گئی۔ارمان شاہ کی بڑھتی ہوئی بے باکی پر مائرہ شاہ کا دل اسکے سینے میں زور سے دھڑکتے ہوئے پاگل ہونے لگا تھا۔۔۔۔۔

اسکے نرم ہونٹوں کو سک کرتے ہوئے ارمان شاہ کے جذبات میں ایک دم سے آگ بھڑکی تو وہ اٹھتے ہوئے اسے اپنی گود میں بٹھا گیا جس پر مائرہ کی آنکھیں مزید بڑی ہوتی چلی گئیں تھیں۔۔۔وہ سٹل ہوتی مزاحمت چھوڑ کر اچانک سے بت بنی تو ارمان شاہ کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آگئی۔۔۔

نرمی سے اسکے ہونٹوں کو ہولے سے آخری بار سک کر کے وہ خود پر قابو پاتے ہوئے گھوم کر اسے بیڈ پر لٹا گیا تھا۔۔۔

گڈ نائٹ حد کے اس پار رہنے والی منکوحہ۔۔۔! مائرہ شاہ کے بت بنے وجود کو تکیے پر لٹا کر وہ مسکراتے ہوئے بیڈ سے نیچے اترا تھا۔

سچ میں اس پوزیشن نے میرے بھی چھکے چھڑا دیے ہیں۔ کوئی نہیں آہستہ آہستہ حد کے اس پر چھلانگیں لگاتے ہوئے سب ٹرائے کریں گئے۔۔۔"ہاتھ سے سینے کو رب کرتے ہوئے اس نے خود میں پیدا ہوئی گرمی کو کم کرنا چاہا تھا۔ جبکہ بالکونی سے کودتے ہوئے ہمیشہ کی طرح دماغ میں خود سے باتیں کرتے ہوئے اسکے چہرے پر فتح مندی کے واضح آثار موجود تھے۔۔

پیچھے مائرہ شاہ خود سے نظریں چراتے ہوئے تکیے میں چہرہ چھپا رہی تھی۔ وہ آگ سالمحہ ذہن میں گردش ہوتے ہی اسکے جسم میں بار بار سپارک ہو رہا تھا۔۔۔ایک دفعہ پھر ارمان شاہ بڑے آرام سے اسکی نیند حرام کے جا چکا تھا۔

(اگلی صبح)

صبح کے نو بجے عالم شاہ اپنی چھوٹی سے بیوی کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ جہاں وہ شہزادی کی طرح اپنے کمبل میں دبکی سکون سے سو رہی تھی۔

شرجینا شاہ نے کل رات ضد کرتے ہوئے آج کالج سے چھٹی کی تھی۔ چاچی ملنے کی خوشی میں وہ آج گھر پر ہی موجود تھی۔ جبکہ عالم شاہ چاہ کر بھی اسے کالج جانے کے لئے زیادہ فورس نہیں کر پایا تھا۔ کیونکہ اپنے چاچو کی اگر وہ لاڈلی تھی تو پھر چاچی کی خوشی منانا بھی بجا تھا۔۔۔

کل سنڈے کا پورا دن انکا بھاگ دوڑ میں ہی گزرا تھا اور پھر شام میں ہاشم شاہ کا نکاح تورات کو اس نکاح کی خوشی میں سب جاگتے رہے تھے۔اسی لئے آج سب لیٹ ہی اٹھ رہے تھے۔کیونکہ سب دیر سے ہی آفس جانے والے تھے۔۔۔

بلو ٹریک سوٹ میں عالم شاہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے جو پیار بھری نظروں سے شرجینا شاہ کے چہرے کو محبت سے نہار رہا تھا کہ اچانک ٹھٹک کر رک گیا۔۔

غور سے دیکھنے پر اسکی کرسٹل سبز آنکھوں میں ایک دم سے سرخی چھانے لگی تھی۔۔۔ایک دم بیڈ سے اٹھ کر وہ روم سے باہر نکلا تھا۔۔۔

عالم شاہ غصے سے مٹھیوں کو بھینچتے ہوئے تیزی سے سیڑھیاں اتر کر لاونج سے گزرتے ہوئے،ڈائنگ ٹیبل کی طرف آیا جہاں اس وقت سب بڑے موجود تھے۔۔۔

چھوٹے شاہ۔۔۔۔۔! عالم شاہ نے گرجتے ہوئے زیام شاہ کو پکارا، جو ڈائنگ ٹیبل پر نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔

اسکی دھاڑ پر سب تشویش سے متوجہ ہو گئے۔ جو غصے سے زیام شاہ کو آوازیں لگائے جا رہا تھا۔ جبکہ ہاشم شاہ اوپر جو ابھی اپنے کمرے سے نکل رہا تھا۔۔ نچلے لاونج سے عالم شاہ کی غصے بھری آواز سنتے ہوئے وہ تیزی سے نیچے کی جانب بڑھ گیا۔۔

کیا ہوا بھائی۔۔۔؟ زیام شاہ تیزی سے بھاگتے ہوئے عالم شاہ کے سامنے حاضر ہوا تو عالم شاہ کی سرخی مائل آنکھوں کو دیکھ کر شرافت سے تھوڑا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔ تاکہ بڑے بھائی سے بچا رہے۔

ڈائنگ ٹیبل پر سب پریشانی سے عالم شاہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ شرجینا شاہ کے علاوہ اس وقت تقریباً سب ہی یہاں پر موجود تھے۔

جیا کو کالج سے تم لینے گئے تھے۔۔۔؟ زیام شاہ کے سامنے آنے پر عالم شاہ نے غصے سے استفسار کیا تو اسکے سوال کے مطلب کو سمجھتے ہوئے زیام شاہ منمنا کر پیچھے کھڑے ہاشم شاہ کو دیکھ گیا۔۔۔ جبکہ ارمغان شاہ کا تو انداز ایسا تھا جیسے وہ یہاں پر موجود ہی نا ہو۔۔۔ خدا جانے شرجینا شاہ کون تھی۔۔۔

"جی بھائی میں اور غان ہم دونوں ہی لینے گئے تھے۔۔۔" عالم شاہ کے تیور دیکھتے ہوئے زیام شاہ نے مدد طلب نظروں سے ہاشم شاہ کو پھر دیکھا تھا۔۔۔ جبکہ زیام شاہ کے خود کو پھنسانے پر ارمغان شاہ اپنے جگہ سے اچھل پڑا۔۔۔

بکواس کر رہا ہے یہ، میں نہیں گیا اسکے ساتھ کہیں وہیں۔! بلکہ میں تو جیا نام کی لڑکی کو بھی جانتا کون ہے یہ۔۔؟ ارمغان شاہ نے اپنی اکلوتی بہن سے انجان بنتے ہوئے مائرہ شاہ سے پوچھا تو وہ مسکراہٹ دبا گئی۔۔۔

بکواس بند کرو تم دونوں۔۔۔! چمڑی ادھیڑ کر رکھ دوں گا میں تم لوگوں کی۔۔۔! مجھے سیدھی طرح جواب دو کہ میری بیوی کے چہرے پر خراشیں کیسے آئیں ہیں۔۔۔؟ میں نے تم دونوں کو زمہ داری دی تھی نا کہ اسے سہی سلامت واپس لے کر آنا ہے تو پھر اسکی گالوں پر زخم کیسے آئے ہیں۔۔۔

ارمغان شاہ کی ایکٹنگ دیکھتے ہوئے عالم شاہ تیش سے گرجا تو وہ دونوں بے بسی سے ہونٹ دبانے لگے۔۔۔ جبکہ بڑے بھائی کے سامنے انکی اتنی ہمت بھی نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اسے بتا پاتے کہ اسکی چھوٹی سی بیوی کالج میں اپنی کلاس فیلو کو پیٹ کر آئی تھی۔۔۔ پر کیوں پیٹ کر آئی ہے یہ بتانا سراسر حماقت

تھی۔۔۔ کیونکہ وہ وجہ بتانے پر یہ قہر جاکر کالج پر ٹوٹ پڑتا۔۔۔پوری حویلی عالم شاہ کے جنون سے واقف تھی۔

ریلیکس عالم شاہ۔۔۔!زیام شاہ اور ارمغان شاہ کی شامت دیکھ کر ہاشم شاہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے ریلیکس کرنا چاہا تو عالم شاہ مڑ کر اپنے بڈی کو دیکھ گیا۔۔۔

"کیا ریلیکس بڈی، ایک تو انہوں نے مجھے اس بارے میں انفارم نہیں کیا، اوپر سے اب بکواس بھی نہیں کر رہے کہ اسے یہ خراشیں آئیں کیسے ہیں۔۔۔!کیا آپ نے جیا کے چہرے کو غور سے نہیں دیکھا؟ جو مجھے ریلیکس ہونے کا بول رہے ہیں۔۔اخر یہ اتنی لاپرواہی کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔اتنی شدید خراشوں پر یقیناً اسے درد ہوا ہوگا۔۔مجھے پکارتی رہی ہوگی۔۔پر میں بے خبر رہا۔۔۔مجھے آخر انہوں نے بتایا کیوں نہیں۔۔۔"

عالم شاہ ان دونوں کو غضب ناک طریقے سے دیکھتے ہوئے بے چینی سے بولتا چلا گیا تھا۔۔۔ جبکہ عالم شاہ کی تڑپ پر وہ سب ہی نظریں چرا گئے۔۔۔کیونکہ ہاشم شاہ نے ہی سب کو عالم شاہ کو بتانے سے منع کیا تھا۔۔۔

عالی۔۔۔۔!

اس سے پہلے کے ہاشم شاہ اسے کوئی جواب دے پاتا، سیڑھیوں پر کھڑی نیند میں انکھوں کو مسلتے ہوئے شر جینا نے اسے آواز لگائی تو عالم شاہ ان دونوں پر قہر بھری نظر ڈال کر تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا تھا۔ جہاں اسکی متاع جان نیند سے جاگ چکی تھی۔۔۔

عالم شاہ کے جانے پر زیام شاہ اور ارمغان شاہ نے تشکر بھری سانس خارج کرتے ہوئے چیئر سے ٹیک لگا لی۔۔۔

جان بچی لاکھوں پائے۔۔۔! ارمغان شاہ شکر سے بڑبڑا گیا۔۔۔

گلابی فتنی کہیں کی، اتنا بڑا بندہ اپنے عشق میں ڈوبا کر بیٹھی ہوئی ہے۔۔۔! صبح صبح اپنی کلاس لگنے پر زیام شاہ منہ ٹیڑھا کرتے اپنی بہن کو کوستے ہوئے بولا تو مالا شاہ اور مائرہ شاہ قہقہ لگا اٹھیں۔۔

لگتا ہے تمہارا اب مجھ سے پٹنے کا ارادہ ہے۔۔۔۔! زیام شاہ کی بڑبڑاہٹ پر ہاشم شاہ نے اسے سلگتی نظروں سے گھوری ڈالی تھی۔ کیونکہ شر جینا شاہ اگر عالم شاہ کی حیات تھی، تو ہاشم شاہ کی آنکھوں کا تارا بھی تھی۔

صحیح ہے وائی، کالج میں مار پیٹ آپکی لاڈو کرے، گنڈی وہ کہلائے اور ڈانٹ ڈپٹ ہم لوگ سنے۔۔۔! اس بار ارمغان شاہ بھی بول گیا۔۔۔۔

منہ توڑ دوں گا تم دونوں کا اگر لاڈو کو گنڈی کہا تو۔۔۔! حابیل شاہ نے اسے مکہ جھڑ دیا تھا۔۔۔۔ وہ دونوں انوکھے بھائی تھے جو سب کے سامنے اپنی بہن کی چغلیاں کرتے ہوئے ثواب کمانے کی کوشش میں رہتے تھے۔۔۔

یار کیا ہے، سب ہم کو ہی پیٹ رہے ہیں۔۔۔! میں نے کہا بھی تھا کہ بھائی کو انفارم کر دیتے ہیں، پر اس وقت بڑی نے منع کر دیا اور اب ہم اکیلوں کو اس شیر کی کچھار میں ڈال دیا تھا۔۔۔'' کندھے کو مسلتے ہوئے ارمغان شاہ نے دہائی دینا چاہی تھی۔۔

کالج میں جس دن یہ واقع پیش آیا تھا۔ اسی دن عالم شاہ دوسرے شہر میٹنگ اٹینڈ کرنے چلا گیا تھا۔ ہاشم شاہ نے ہی عالم شاہ کو بھیجا تھا۔ وہاں سے واپسی پر وہ لوگوں ہائی جیک والے مسلے میں الجھے چکے تھے۔۔ اور کل رات چونکہ روقاش بے ہوش ہو چکی تھی اسی لئے اسے کمرے میں چھوڑ کر وہ سب جب ایک ساتھ بیٹھے

تھے۔تو شر جینا ہاشم شاہ کے ساتھ خوشی میں چہکتی رہی تھی۔اس وقت عالم شاہ اسکی دائیں گال کو نہیں دیکھ پایا تھا کیونکہ شر جینا دوسرے رخ میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔جہاں سے عالم شاہ اسکا بائیں گال ہی دیکھ پا رہا تھا۔۔۔

اسی دن آہستہ آہستہ جب حویلی والوں کو شر جینا کے بارے میں پتہ لگا تو سب ہی فکر مند ہو گئے تھے۔لیکن ہاشم شاہ سب کو منع کر چکا تھا کہ کوئی بھی عالم شاہ کو اس بارے میں کچھ بھی نہیں بتائے گا۔۔۔پر اب عالم شاہ کا غصے سے برا حال ہونے پر ان دونوں کو جان کے لالے پڑتے نظر آ رہے تھے۔۔

ڈونٹ وری،اس شیر کو لاڈو خود ہینڈل کر لے گی،میں لاڈو کو سمجھا چکا ہوں۔۔۔!ہاشم شاہ نے جوس پیتے ہوئے انہیں بے فکر کرنا چاہا تو وہ دونوں یہ سنتے ہی ریلیکس ہو گئے تھے۔بے شک،عالم شاہ جیسے شیر کی جان "شر جینا شاہ" میں قید تھی۔۔۔۔۔

ویسے بڈی اس وقت آپ یہاں پر کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟ارمان شاہ نے ہاشم کو معنی خیزی سے دیکھا تو اسکے سوال پر ہاشم شاہ ابیر وا چکا گیا۔۔۔

نہیں مطلب اپکواس وقت کمرے میں ہونا چاہیئے تھانا، کیونکہ ہماری چچی جان ابھی چل نہیں سکتیں، اور اگر انکو کسی کام میں اپکی مدد کی ضرورت پڑ گئی تو۔۔۔۔؟! ہاشم شاہ کے ابرو اچکاتے پر ارمان شاہ نے اپنے سوال کی وضاحت کی تو ڈائنگ ٹیبل پر سب کا چھت پھاڑ قہقہ گونجا تھا۔۔ وہ سب رات سے ہی ہاشم شاہ کی ٹانگ کھینچ رہے تھے۔۔۔

بے غیرت ہو تم سب۔۔۔! ان سب کو جنوں کی طرح قہقہ لگاتے دیکھ کر ہاشم شاہ سلگتے ہوئے اٹھ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا تھا۔ تا کہ اپنی دولہن کو ن دیکھ سکے۔۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ مزید اونچی قہقہے لگاتے ہوئے ہاشم شاہ کو تپانے کا کام کر رہے تھے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کالے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ہاشم شاہ اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ جہاں بیڈ پر روقاش نے اسکو اندر داخل ہوتے دیکھ کر جلدی سے آنکھیں میچ لیں تھیں۔

وہ کافی دیر سے جاگی ہوئی تھی۔۔ پر اب ہاشم شاہ کو کمرے میں دیکھ کر پھر سوتی بن گئی۔۔۔

روقاش کو آنکھیں بند کرتے دیکھ کر ہاشم شاہ ابیرو اچکاتے ہوئے اسے دیکھ گیا۔جو رات کی طرح اسکے ساتھ ابھی بھی آنکھ مچولی کھیل رہی تھی۔رات کو بھی ہوش میں آنے کے بعد وہ ایسے ہی بے خبر بننے کی کوشش کرتی رہی تھی۔

ہاشم شاہ جو اسکی ساری کاروائی کو محسوس کر چکا تھا وہ جان کر بھی انجان بننے کی کوشش کرتا رہا تھا۔تاکہ وہ سکون سے سو سکے۔رات کے ان لمحوں میں وہ خود ہی اسے مخاطب نہیں کرنا چاہ رہا تھا۔تاکہ وہ آرام کر کے زہنی طور پر پرسکون ہو سکے۔کیونکہ کل کا دن اسکے لئے امتحان بھرا تھا۔۔اسی لئے وہ چاہتا تھا کہ وہ ذہنی طور پر ریلکس ہو جائے۔۔

\-------------------

ہاشم شاہ بیڈ پر لیٹی ہوئی روقاش کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔

ریڈ ڈریس میں چاندنی سا دمکتا ہوا حسن لیے وہ آنکھوں کو زور سے میچے سونے کی ایکٹنگ کر رہی تھی۔اب یہ ایکٹنگ کس وجہ سے ہو رہی تھی ہاشم شاہ یہ سمجھنے کی کوشش میں تھا۔۔

بلیک ٹراؤزر اور ٹی شرٹ میں چوڑے مضبوط وجود کے ساتھ وہ قدم اٹھاتے ہوئے بیڈ کی جانب بڑھا تو روقاش اسکی موجودگی اپنے قریب محسوس کرتے ہی کانپ اٹھی،

اسکی ہتھیلیاں بے اختیار پسینے سے بھیگنے لگیں تھیں۔۔

"سسرال میں پہلی گڈ مارننگ روقاش ہاشم شاہ..."

ہاشم شاہ نے اس پر جھکتے ہوئے اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے مارننگ وش کی، تو ڈر کے مارے روقاش چیخ پڑی۔۔۔ جبکہ اس کے برعکس مقابل اسکا نام اپنے نام کے ساتھ ملا کر کافی سرشار نظر آرہا تھا۔۔

روقاش نے سہمی نظروں سے اسکی طرف دیکھا تھا۔ جو پہلے ہی ہر چیز سے غافل اسکے چہرے کے نقوش کے اتار چڑھاؤ ملاحظہ کرنے میں مصروف تھا۔۔۔

سونے کی کافی اچھی ایکٹنگ کر لیتی ہو، پر افسوس کامیاب نہیں ہو پائیں آپ۔۔۔ ویسے یہ ایکٹنگ کس چیز سے بچنے کے لئے کی جارہی تھی۔۔"؟

ہاشم شاہ نے بیڈ کے کنارے پر بیٹھ کر روقاش کی طرف دیکھتے ہوئے جاننے والے انداز میں پوچھا تو روقاش اسکے قریب آنے پر پیچھے پیچھے کھسکنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

جبکہ مقابل کی سحر انگیز شخصیت کے سحر کی وجہ سے روقاش کی زبان تالو سے چپک چکی تھی۔۔۔

روقاش کے چہرے کے بے چین تاثرات اور خاموش زبان کو دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ اسے سر پیر دیکھنے لگا۔۔۔ سفید چہرہ اس وقت سرخی مائل ہونے لگا تھا۔ شاید یہ اسکی نظروں کا اثر تھا۔۔

اپنے شوہر کے نام سے بھی واقفیت حاصل ہے اپکو یا نہیں۔۔۔؟ ہاشم شاہ نے سنجیدہ انداز میں اس سے پوچھا تو روقاش ہولے سے سر ہلا گئی۔۔ مطلب وہ مقابل کے نام کو جانتی تھی۔۔۔

کیونکہ ہاشم یہ سمجھ رہا تھا کہ کل رات کہیں اس نے ہوش کھوئی ہوئی حالت میں نکاح نا کیا ہو۔۔۔

انٹرسٹنگ۔۔۔! پھر اپنی اس زبان کو ہلاتے ہوئے مجھے یہ بتانا پسند کریں گئیں۔ کہ کل آپکے ساتھ بدتمیزی کرنے والی عورت کون تھی۔۔؟ اور کیونکر وہ کسی غیر لڑکی کی باتوں میں آکر اپکو گھر سے نکال رہی تھی۔۔۔؟ ہاشم شاہ نے خود بات کا آغاز کرتے ہوئے روقاش سے آسیہ بیگم کے بارے میں پوچھا تھا جبکہ لہجہ اس وقت بے حد سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔

میری بھابھی تھیں۔۔۔! ہاشم شاہ کے سوال پر روقاش کے ذہن میں کل کی تلخ رات کے مناظر گھومے تو بے اختیار دل میں شدید تکلیف اٹھتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھی۔ اس لئے وہ سپاٹ تاثرات سے اٹھتے ہوئے اسے جواب دے گئی۔۔۔

ہمم۔۔۔! اور ماں باپ۔۔۔؟ روقاش کے مختصراً جواب پر ہاشم شاہ نے بغور سکے چہرے کے تنے ہوئے تاثرات دیکھے۔۔۔ کل کی بنسبت وہ آج رو نہیں رہی تھی۔

"میرے پیدا ہونے کے دو سال بعد امی کا انتقال ہو گیا تھا اور جب میں دس سال کی ہوئی تو بابا بھی چھوڑ کر چلے گئے۔ خونی رشتے میں صرف ایک بھائی ہے اب۔۔۔"

ہاشم شاہ کے دوسرے سوال پر روقاش نے اسے جواب دیتے ہوئے اپنے بھائی کا بتانا بھی مناسب سمجھا۔۔۔کیونکہ وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اسکی فیملی کے بارے میں جاننا چاہ رہا ہے۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔!کل رات ہمارا نکاح اچانک ضرور ہوا ہے پر کسی بھی قسم کے دباؤ یا مجبوری کے تحت نہیں ہوا ہے۔بلکہ یہ اچانک طے پایا جانے والا نکاح کافی دھوم دھام سے منایا گیا ہے۔اور پھر کل رات آپکا اس حویلی میں استقبال کیسا ہوا یہ بھی آپ نے بغور دیکھا ہوگا۔۔۔"

اور اب اس کمرے کی سجاوٹ بھی دیکھ لیں۔۔۔!اس حویلی کے لوگ اپکی آمد سے کافی خوش اور پر جوش ہیں۔یقیناآپ کے دماغ میں اس وقت کافی سوال چل رہے ہونگے،پر میں صرف ایک بات کہوں گا کہ اپکو آپکے ہر سوال کا جواب وقت کے ساتھ ساتھ خود مل جائے گا۔اس کے علاوہ آج سے اس حویلی کو اپنا گھر اور یہاں کے لوگوں کو اپنی فیملی اور مجھے اپنا شوہر تسلیم کرتے ہوئے اپنی نئی زندگی کا آغاز کریں۔۔! کیونکہ آج سے آپ ہاشم شاہ کی ملکیت ہیں۔تو میری ملکیت ہوتے ہوئے آپ پر فرض ہے کہ آپ پچھلی ہر چیز کو بھول جائیں۔غرض کہ وہ چیز کیسی بھی ہو۔۔۔"

ہاشم شاہ اسکی ہیزل آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے ہوئے کمرے کی سجاوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آخر میں گھمبیر لہجے میں بول رہا تھا۔جبکہ مقابل کے لہجے اور ڈارک گرین آنکھوں کو دیکھتے ہوئے روقاش کے دل کی دھڑکن اچانک تیز ہونے لگی۔۔۔

پپ۔۔پر۔۔۔اپپ۔۔اپ نے مجھ سے شادی کیوں کی۔۔۔؟ہاشم شاہ کی نظروں سے گھبراتے ہوئے روقاش نے دل میں اٹھتا ہوا سوال پوچھا۔۔۔وہ نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ صرف چند گھنٹوں کی ملاقات میں وہ اس سے نکاح کرنے پر کیوں مان گیا تھا۔۔۔

کیونکہ میرا دل کیا تھا!اس لئے میں نے آپ سے شادی کرلی۔۔۔!روقاش کے سوال پر گہرا مسکراتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسے جواب دیا تو وہ حیرت انگیزی سے اسے دیکھے گئی۔۔۔

صرف دل کے کہنے پر آپ نے مجھ سے شادی کرلی۔۔۔!ہاشم شاہ کے جواب پر روقاش نے دکھ سے استفسار کرنا چاہا۔۔۔

ہر لڑکی کی طرح وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ شاید سامنے بیٹھا خوبصورت مرد پہلی نظر کی محبت کا گرفتار ہو گیا ہے۔ اور اسی محبت کی وجہ سے کل رات ہاشم شاہ نے اسے بنا سوچے سمجھے اپنے نکاح میں لیا۔۔۔

کیا اس دنیا میں دل کے چاہنے سے سے زیادہ کچھ اہم ہو سکتا ہے؟ہم اپنی زندگی کے آدھے سے زیادہ کام صرف اس دل کے کہنے پر کرتے ہیں۔"

روقاش کی آنکھوں میں ابھرتی ہوئی نمی کو دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ نے بھاری لہجے میں اپنی بات کا جواب سمجھانا چاہا تھا۔اپنی ایک رات کی دلہن کی آنکھوں میں ابھرتی ہوئی امید کا مفہوم وہ اچھے سے پڑھ پا رہا تھا۔۔۔

جی بہتر۔۔۔!ہاشم شاہ کی بات پر روقاش نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں دو حرفی جواب دے کر نظروں کا رخ موڑا تو ہاشم شاہ مسکراہٹ دباتے ہوئے اٹھ کھڑا ہو گیا۔۔۔

موبائل نکال کر میسج کرتے ہوئے وہ روقاش کو مسلسل دیکھنے لگا تھا۔جو بلکل ہی سنجیدہ ہو کر بیٹھ گئی تھی۔

ہاشم شاہ نے چلتے ہوئے ڈریسنگ مرر کے دراز میں سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا اور موبائل ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ بیڈ پر پھر بیٹھ گیا۔۔

روقاش کے اوپر سے کمبل ہٹاتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکے پاؤں کو دیکھنا چاہا تو روقاش ایک دم سے ہوش میں آتی بدک کر پاؤں پیچھے ہٹا گئی۔۔۔

کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔؟ وہ جو انجان بنی بیٹھی تھی، ہاشم شاہ کو اپنے پاؤں کا جائزہ لیتے دیکھ کر بے اختیار پوچھ بیٹھی۔۔۔

آپ دیکھ سکتیں ہیں، میں کیا کر رہا ہوں۔۔۔! زبردستی اسکا پاؤں کھینچتے ہوئے ہاشم شاہ نے نظریں اٹھاتے ہوئے اسے جواب دیا۔جبکہ ہاشم شاہ کو اپنے پاؤں کے اوپر سے پٹی اتارتے دیکھ کر روقاش کا دل دھڑک اٹھا۔۔۔

وہ کل سے اسکی اتنی کئیر کرتے ہوئے روقاش کو خوش فہمی میں مبتلا کیے جا رہا تھا۔۔ لیکن پھر ہاشم شاہ کا جواب یاد آتے ہی اسکا دل ایک دم سے زخمی ہو گیا۔۔۔

آئندہ جب کسی ٹرپ پر جانے کا اتفاق ہو، تو مجھ سے مشورہ لے کر جائیے گا۔۔۔! تاکہ آپ کو بتا سکوں، ٹرپ پر کیسے جوتے پہن کر جایا جاتا ہے۔۔۔! زخم کو صاف کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے طنزیہ انداز میں مشورہ دیا تو روقاش بگڑے تاثرات سے منہ بگاڑ گئی۔ہاشم شاہ کا طنز اس وقت بلکل بجا تھا۔۔

آپ رہنے دیں میں خود کرلوں گی۔۔۔! ہاشم شاہ کی انگلیوں کے لمس کو اپنے پاؤں پر محسوس کرتے ہوئے وہ بے چینی سے بولی تو ہاشم شاہ چہرہ اٹھاتے ہوئے اسے دیکھے گیا جہاں اسکے چہرے میں اس وقت گلابی پن بکھرا ہوا تھا۔۔

اگر آپ کچھ کر سکنے کی پوزیشن میں ہوتی، تو کل پورا دن میری گود میں سوار نا رہتیں مسسز شاہ۔۔۔! ہاشم شاہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کل کا حوالہ دیا تو روقاش ایک دم سے کانوں کی لوح تک سرخ پڑ گئی تھی۔۔۔

اچانک دروازہ ناک ہوا تو ان دونوں میں چھایا ہوا فسوں خیزی کا طلسم چھن کر ٹوٹتے ہوئے ہر طرف گلاب کی خوشبو کی طرح ہوا میں بکھرتا چلا گیا، جس پر روقاش نے فوری نظریں چرائیں تو ہاشم شاہ نے دروازے کو دیکھتے ہوئے آنے والے کو اجازت دی تھی۔۔۔

یس کم ان۔۔۔! ہاشم شاہ کے بھاری آواز میں اجازت دینے پر مالا شاہ انگلی سے ناک پر چشمہ ٹکاتے ہوئے اندر داخل ہوئی تو ہاشم شاہ اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔

جبکہ مالا شاہ اپنے چاچو کو پہلے ہی دن اپنی چاچی کے پیروں میں بیٹھے ہوئے دیکھ کر شرارتی انداز میں مسکرانے لگی تھی۔۔۔

چاچو آپ نے بلایا تھا۔۔؟روقاش کو اشارے سے سلام کرتے ہوئے مالا شاہ دھیرے سے قدم اٹھاتے ہوئے ہاشم شاہ کی طرف آئی تو ہاشم شاہ اسے شرارت سے مسکراتے دیکھ کر روقاش کے پاؤں پر پٹی باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

چاچو کا کیوٹ بچہ اتنا مسکرا کیوں رہا ہے۔۔؟مالا شاہ کو مسلسل مسکراتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے اسکے پاس آتے ہوئے پیار سے پوچھا تو مالا شاہ ایک دم سے کھلکھلا پڑی۔۔۔جبکہ روقاش ان دونوں کو دیکھ کر جھجھک سی گئی تھی۔۔۔

ایسے ہی۔۔۔!ہاشم شاہ کے پوچھنے پر مالا شاہ نے شرارت سے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا تو ہاشم شاہ قہقہ لگا گیا تھا۔اسکے بھتیجوں اور بھتیجوں کو چاچی نہیں، بلکہ آلہ دین کا چراغ مل گیا تھا۔کل سے وہ سب ایسے ہی خوشی سے جھوم رہے تھے جیسے پاکستان کا قرضہ اتارنے کا راز مل گیا ہو۔۔۔

میرا معصوم بچہ تو شرارتی ہوتا جارہا ہے۔۔۔!ہاشم شاہ نے محبت سے مالا شاہ کے گول مٹول چہرے کو دیکھتے ہوئے اسے بازو کے گھیرے میں لے لیا۔۔۔جس پر مالا شاہ ہنستے ہوئے ہاشم شاہ کے کان میں کچھ کہنے لگی تھی۔۔۔

چاچی بہت خوبصورت ہیں، پر یہ اتنی خاموش کیوں ہیں۔؟مالا شاہ نے ہاشم شاہ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے روقاش کی تعریف کرتے ہوئے ساتھ پوچھا تو ہاشم اسکے خفیہ انداز پر پھر قہقہ لگا گیا تھا۔۔۔

ہاشم شاہ کا پوری حویلی میں فقط یہ بچہ ایسا تھا جو معصوم تھا۔ ورنہ باقی سب تو منہ کو آتے تھے۔۔۔اپنے بد تمیز بھتیجوں کا سوچ کر ہی ہاشم شاہ کا بے اختیار منہ بن گیا۔۔۔

حویلی میں ابھی آپکی چاچی کا پہلا دن ہے نا، اس لئے یہ نروس ہو رہیں ہیں۔ تھوڑے دنوں میں دیکھنا، یہ پوری حویلی سر پر اٹھائے پھرے گئیں۔۔۔! روقاش کے خاموش رہنے پر ہاشم شاہ نے اسے بلند آواز میں جواب دیا تو مالا شاہ پھر خوشی سے کھکھلا پڑی تھی۔ جبکہ روقاش اپنے نام پر مسکرانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔ وہ سچ میں بہت نروس ہو رہی تھی۔۔۔

چاچو کی کیوٹ جان! اب ایسے کرو, جلدی سے جاؤ اور اپنی کپڑوں والی دکان سے اپنے چاچی کے لئے کوئی ڈریس لے کر آؤ، تاکہ تمہاری چاچی فریش ہو کر حویلی والوں سے مل سکے۔۔۔! ہاشم شاہ نے گھڑی سے وقت دیکھتے ہوئے مالا شاہ کو ڈریس لانے کا کہا تو وہ منہ بنا گئی۔۔۔

چاچو۔۔۔! میرا بوتیک ہے، کپڑوں کی دکان نہیں ہے۔۔۔! ہمیشہ کی طرح اپنے بوتیک کو کپڑے کی دکان بلانے پر وہ خفگی سے بولی تو ہاشم شاہ ہنستے ہوئے اسکی کیوٹ ناک دبانے لگا۔۔۔

جتنے مرضی فینسی نام رکھ لو، پر ہے تو یہ کپڑوں کی دکان ہی نا۔۔۔! ہاشم شاہ ہنستے ہوئے پھر بولا تو بدلے میں مالا شاہ ناک چڑھا گئی تھی۔۔۔

دیکھنا میں اب صرف چاچی کو بلاؤں گی، آپ سے بات بھی نہیں کروں گی۔۔۔! جا رہی ہوں میں ڈریس لینے۔۔! ہاشم شاہ کے چڑانے پر وہ ناراضگی سے بولتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھ گئی تھی۔ بدلے میں ہاشم شاہ ابرو اچکاتے ہوئے اسے دیکھ گیا، جو چاچی ملتے ہی پارٹی بدل رہی تھی۔۔۔

مسز ہاشم شاہ اس حویلی کے لڑکوں کو آپ اپنی پارٹی میں رکھ سکتیں ہیں، پر اگر میری بچیوں کو آپ نے اپنے پیچھے لگایا تو جان سے جائیں گئیں۔۔۔! ایک دم سے وہ قدم اٹھاتے ہوئے روقاش کے قریب ہوتے بولا تو روقاش ڈر کے مارے حیران کن تاثرات سے تکیے سے جا لگی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ بے حد نزدیک ہوتا اسکی سانسوں کی روانی سننے لگا تھا۔۔۔

میں نیچے جا رہا ہوں ابھی تھوڑی دیر میں مالا اور میرو اپکو ریڈی کرنے آئیں گئیں تو ریڈی ہو کر نیچے آ جایئے گا۔۔ روقاش کے چہرے پر پھونک مارتے ہوئے وہ کھڑا ہوا تو روقاش اسکے پل میں بدلتے ہوئے روپ پر الجھن سے اسے دیکھے گئی۔۔۔

پاگل، کریک کہیں کے۔۔! دل میں ہاشم شاہ کو مختلف لقب سے نوازتے ہوئے وہ سینے پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔۔ جبکہ وہ کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

عالی میرے نیلز کاٹ دیں نا، دیکھیں میرے فیس پر لگ گئے ہیں۔۔۔"

عالم شاہ کی گود میں بیٹھتے ہوئے شر جینا نے لاڈ سے اپنے ہاتھ اسکے سامنے کیے تو عالم شاہ جانچتی, نظروں سے اسکے ہاتھوں کو دیکھنے لگا جہاں نیلز تھوڑے سے بڑے ہو گئے تھے۔

عالم جاں تم نے چہرے پر نیلز کیسے لگا لیے۔۔۔؟ عالم شاہ نے چہرہ جھکاتے ہوئے اسے فکر مندی سے پوچھا جو اسکے سینے سے لگی آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔۔ عالم شاہ اسے ابھی اٹھا کر کمرے میں لایا تھا۔۔۔

عالی میں اس دن کالج سے آ کر سو گئی تھی نا، تو نیند میں کہیں میں نے اپنے چہرے پر نیلز مار دیے تو یہ اسی دن کے نشان ہیں۔۔۔! شر جینا نے بند آنکھوں سے نارمل لہجے میں اسے جواب دیا تو عالم شاہ پر سوچ انداز میں سرد سانس خارج کر گیا تھا۔ اس وقت وہ بہت کچھ سوچ رہا تھا۔ لیکن کوئی بھی سوال کرنا فضول تھا۔۔ اسی لئے خاموشی سی اسے اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے شر جینا کا سر چوم گیا۔۔۔

عالم شاہ کے پیار پر شر جینا جو پر سکون سی اسکی گود میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک ہڑ بڑاتے ہوئی چہرہ باہر نکال گئی۔۔

کیا ہوا۔۔؟ شر جینا کے ہڑ بڑانے پر عالم شاہ نے اسے فکر مندی سے دیکھا۔۔

عالی میں لیٹ ہو گئی، چاچی تو کب کی اٹھ گئیں ہو نگی نا۔۔۔! شر جینا نے اسکی گود سے نکلتے ہوئے جلدی سے کہا تو عالم شاہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے بازو سے کھینچ کر اپنے اوپر لٹا کر تکیے پر پیچھے گرا تھا۔۔۔

اب اسے کیا بتاتا کہ اسکی چاچی ابھی روم میں ہی ہے۔ اور چاچی تو کیا اسکے چاچو بھی ابھی تک روم میں ہی ٹکے ہوئے ہیں۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس نے ہاشم شاہ کو پھر اپنے کمرے میں جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

عالم جہاں اتنی لاپرواکیوں ہو۔۔۔؟ دیکھواپنے چہرے کا کیا حال کر لیا ہے۔۔! عالم شاہ نے اسے اپنے سینے پر لٹاتے ہوئے اسکے چہرے پر نشان دیکھتے ہوئے ایک بار پھر بھاری آواز میں کہا تو شر جینا اسے ٹکٹکی باندھے دیکھنے لگی۔عالم شاہ اسکی پتلی سی کمر کو دونوں ہاتھوں سے جکڑے ہوئے تھا۔۔۔

عالی پتہ نہیں پر یہ خود ہی ہو گیا تھا۔۔۔! عالم شاہ کے بدلے ہوائے انداز پر شر جینا کا ننھا سا دل دھڑک اٹھا تھا۔اسی لئے وہ معصومیت سے گویا ہوئی۔۔۔

عالی کی جان اتنی ریڈ کیوں ہو رہی ہے۔۔۔؟ شر جینا شاہ کو بلش کرتے دیکھ کر عالم شاہ نے بے حد حیرانی سے پوچھا تو شر جینا جلدی سے نظریں چرا کر عالم شاہ کے اوپر سے اٹھتے ہوئے بھاگ کر واش روم میں بند ہو گئی تھی۔۔۔جبکہ عالم شاہ تو اس بات کے سکتے میں آگیا تھا کہ کیا اسکی چھوٹی سی بیوی اس سے پہلی بار شرما کر بھاگی ہے۔۔۔

یہ سوچ آتے ہی عالم شاہ کا رواں رواں مچل اٹھا تھا۔۔۔

"میں نے تو ابھی شادی کرنی ہی نہیں۔۔۔"

ارباز شاہ لہجے کو بدلتے ہوئے اچانک بولے تو ڈائنگ ٹیبل پر سب موجود افراد انکی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"مجھے شادی میں ابھی کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے"۔۔۔اعظم شاہ بھی انکی دیکھا دیکھی بول گئے

"میرا شادی نا کرنے سے کونسا تم لوگوں کی شادیاں رکی ہوئیں ہیں۔"۔۔ارمغان شاہ آواز کو بھاری بناتے ہوئے کچھ دن پہلے کی بات یاد کر کے ہاشم شاہ کی نقل اتارتے ہوئے بولا تو سب ہنسی دبانے لگے۔

ان سب کے برعکس ہاشم شاہ منہ پر ہاتھ جماتے ہوئے اپنے گھر والوں کے ڈرامے ملاحظہ کر رہا تھا۔۔جو پہلے اسکی شادی نا کرنے پر اسے چھڑے چھانٹ ہونے کے طعنے دیتے نہیں تھکتے تھے۔اور اب اگر وہ شادی کر چکا تھا تو بھی اسکی جینا حرام کرنے پر تلے ہوئے تھے۔۔۔

"کیا آپ چل سکتیں ہیں یا پھر میں اپکو گود میں اٹھالوں"۔۔

زیام شاہ نے شرماتے ہوئے آواز کو باریک بنا کر لقمہ دیا تو ٹیبل پر ایک دم سے قہقہے گونجنے لگے۔۔بے اختیار ہاشم شاہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آئی تو وہ اسے چھپاتا چلا گیا تھا۔

اس وقت ٹیبل پر صرف مرد حضرات ہی موجود تھے۔

کیونکہ حویلی کی لڑکیاں تو اپنی چاچی کے کمرے میں اسے تیار کرنے میں مصروف تھیں۔

"روقاش ارید سے ہاشم شاہ نکاح کرے گا! بجاؤ سب ڈھول۔۔"۔

ارمان شاہ نے کل کا ڈائیلاگ یاد کرتے ہوئے دہرایا تو پھر سب قہقہ لگا گئے۔۔۔

"ویسے نابڈی آپس کی بات ہے، آپ پہلے ہی ہمیں بتا دیتے کہ اپکو کوئی عام دنیا کی کوئی معمولی لڑکی نہیں چاہیئے تھی۔"۔حابیل شاہ مسکراہٹ دباتے ہوئے ہاشم شاہ کو مخاطب کرتے بولا تو ہاشم شاہ آنکھیں چندھیا کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"تیری اس بکواس کا کیا مطلب ہے، کہ میں نے اب کسی لڑکی سے نہیں بلکہ کسی دوسری مخلوق سے شادی کی ہے۔۔"۔حابیل شاہ کی بے تکی بات پر ہاشم شاہ نے اسے گھور کر پوچھا تھا۔۔۔

"بڑی یار اسکا یہ مطلب یہ نہیں تھا۔بلکہ ہم سادہ الفاظ میں یہ کہنا چاہ رہے ہیں۔کہ آپ ہمیں ویسے ہی بتا دیتے کہ اپکو جنگل میں رہنے والی یونیک لڑکی چاہیئے تھی۔۔تو ہم پہلے ہی بہانے سے اپکو جنگل میں بھیج دیتے تاکہ ہمیں چاچی تو ٹائم سے مل جاتی نا۔"۔۔

حابیل شاہ کی بات کا مطلب سمجھاتے ہوئے عالم شاہ نے بات کو کلئیر کیا تو ہاشم شاہ پیچ وتاب کھا کر رہ گیا تھا۔

عالم شاہ اور حابیل شاہ کی وضاحت پر ارباز شاہ اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے مصنوعی سنجیدگی سے کہنے لگے۔۔

تیرے دونوں بڑے بھتیجے سادہ الفاظ میں تجھے "ٹارزن "اور تیری دلہن کو "ٹارزنی "بول رہے ہیں۔۔۔

ارباز شاہ جوس پیتے ہوئے آرام سے کہہ گئے تھے۔جس پر ٹیبل پر ایک بار پھر قہقہے لوٹ پوٹ ہونے لگے۔۔

اس بار ہاشم شاہ نے غصے سے حابیل شاہ اور عالم شاہ کو دیکھا تو وہ ہنسی پر قابو پاتے ہوئے اپنے باپ کی بات کی نفی کرنے لگے۔۔کہ انکا ایسا کوئی مطلب نہیں ہے۔۔۔

ویسے بڑے بابا آپکی بات بلکل درست ہے، بڑی نے ساری دنیا کو چھوڑ کر جنگل سے لڑکی پسند کی ہے وہ بھی بلوری آنکھوں والی۔۔!مطلب خوبصورت بلی۔۔۔!

ارباز شاہ کے مطلب کو اور اچھے سے پیش کرتے ہوئے ارمغان شاہ اپنی چاچی کی خوبصورتی بیان کرتے بول گیا تھا۔۔۔

اہاں۔۔۔! بلوری آنکھوں والی نہیں بلکہ "سٹوپڈ گرل" کہو۔۔! عالم شاہ نے اسے ٹوکتے ہوئے کل والا ٹکرا لگایا تو سب دوبارہ پھر ہنسنے لگے۔۔۔

سالوں شرم کرو، چاچی ہے تمہاری۔۔۔! ہاشم شاہ اس سے پہلے ان سب بے غیرتوں کو لعن تعن کرتا شرجینا شاہ پھولی سانسوں سے بھاگتے ہوئے اسکے پاس آئی تھی۔۔۔

چاچو، چاچی تیار ہو گئیں ہیں پر وہ نیچے کیسے آئیں گیں، انکے پاؤں میں تو چوٹ لگی ہے نا۔۔۔! شرجینا شاہ، ہاشم شاہ کو مخاطب کرتے ہوئے پھولی سانسوں کے درمیان بامشکل اپنی بات مکمل کرتے بولی تو عالم شاہ ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے قریب کر گیا تھا۔۔۔

جیا کتنی دفعہ کہا ہے کہ سیڑھیوں سے بھاگ کر نہیں اترا کرو۔۔۔! شرجینا کو ہانپتے دیکھ کر عالم شاہ نے فکر سے اسے ڈپٹتے ہوئے پانی کا گلاس اسکے ہونٹوں سے لگا دیا تھا۔

جبکہ ہاشم شاہ تو اب اس سوچ بچار کا شکار ہو رہا تھا، کہ ان سب کے سامنے اٹھ کر اوپر کیسے جائے۔۔۔

کل بنا نکاح کے بہو کو اٹھائے پھرتے رہے ہو، آج جب وہ گھر آ گئی ہے تو کس سوچ میں ڈوب گئے ہو۔۔۔! جاؤ جا کر، بہو کو نیچے لے کر آؤ۔۔۔! ہاشم کو اٹھتے نا دیکھ کر اعظم شاہ نے اسے ہوش دلائی تو وہ بالوں میں ہاتھ

پھیرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ہاشم شاہ کو کھڑے ہوتے دیکھ کر باقی سب اسے معنی خیزی سے دیکھتے ہوئے مصنوعی کھانسنا شروع ہو گئے تھے۔

جس پر ہاشم شاہ نے ایٹیٹیوڈ سے ان سب خبیثوں کو نظر انداز کر دیا

ہاشم شاہ مسکراتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر اپنے کمرے کی طرف آیا تھا۔کمرے کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو ایک دم سے سامنے کا منظر دیکھتے ہوئے اپنی جگہ پر سٹل ہوتا چلا گیا

لیمن کلر کے خوبصورت ڈریس میں وہ چہرے پر درد بھرے آثار لیے بیڈ سے نیچے ٹانگیں لٹکائے بیٹھی تھی۔۔۔

چاچی زیادہ درد ہو رہا ہے کیا۔۔۔؟روقاش کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے مالا شاہ نے تشویش سے پوچھا تو روقاش اسکی فکر پر مسکراتے ہوئے نفی کر گئی۔۔۔ان سب کی اتنی محبت اور کیئر پر وہ جتنا حیران ہوتی کم تھی۔اربیلا شاہ اور مائرہ شاہ کسی اہم ٹاپک پر گفتگو میں مصروف نظر آرہیں تھیں۔۔

چاچو شکر آپ آ گئے ہیں، ہم نیچے جا رہیں ہیں، اب جلدی سے چاچی کو اٹھا کر نیچے ٹیبل پر لے آئیں۔۔۔!
ہاشم شاہ پر نظر پڑتے ہی مائرہ شکر ادا کرتی جلدی سے بولی تو ہاشم شاہ خود کو کمپوز کرتا مسکرانے لگا۔۔۔

چاچو کے پیارے بچے آپ جاؤ، میں اسے لے کر آتا ہوں۔۔!مالا اور مائرہ شاہ کا ماتھا چومتے ہوئے ہاشم شاہ نے اربیلا کے سر پر ہاتھ رکھتے انہیں نیچے بھیجا تو وہ مسکراتے ہوئے نیچے چلی گئیں تھیں جبکہ روقاش تو اس سے اپنے سامنے دیکھ کر نظریں چرا گئی تھی۔۔

اتنا خوبصورت لگ کر کیا کرنا چاہ رہیں ہیں۔۔۔؟ دروازہ بند ہونے پر ہاشم شاہ ایک دم سے اسکے قریب ہوا تو روقاش ڈرتے ہوئے پیچھے ہوگئی۔۔۔ ہاشم شاہ تو اسکے اوپر جھکتے ہوئے اسکے چہرے کو دل میں بسانے لگا تھا۔۔۔

لیمن کلر کی لانگ شارٹ کے ساتھ کیپری میں چہرے کے خوبصورت نقوش کو سنوارے کلائیوں میں کانچ کی چوڑیاں پہنے وہ آنکھیں پھیلاتے ہوئے پیچھے کو لیٹی ہوئی تھی۔ کیونکہ ہاشم شاہ اسکے اوپر مکمل طور پر جھک چکا تھا۔۔۔ اسکے خوبصورت ڈریس پر وائٹ موتیوں سے کام کیا گیا تھا۔ روقاش کے وجود سے اٹھتی ہوئی محسور کن خوشبو ہاشم شاہ ایمان خراب کرنے کے لیے کافی تھی۔

مجھے دیکھ کر اپکے چہرے پر اتنی ہوائیاں کیوں اڑنے لگتیں ہیں۔۔۔؟ ہاشم شاہ نے اسکے تاثرات دیکھتے ہوئے پوچھا تو روقاش گھبراہٹ سے خود کے ہواس پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی۔۔

آپ پلیز تھوڑا پیچھے ہو کر بات کریں نا۔۔۔! ہاشم شاہ کی اتنی نزدیکی پر روقاش نے آپ دل کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کی تو مقابل اسکی حالت پر گہرا مسکرا دیا تھا۔

اور اگر میں اس سے بھی زیادہ پاس، قریب، یا انتہائی نزدیک ہونے کی کوشش کروں تو۔۔۔؟ روقاش کے الفاظ پر ہاشم شاہ نے چہرہ ترچھا کرتے ہوئے اسکی گردن میں گہرا سانس کھینچا تو اسکی اس حرکت پر روقاش کا چہرہ ایک دم سے خون چھلکانے لگا۔۔

روقاش کے دل کی دھڑکن کی آواز اپنے کانوں میں سنتے ہوئے ہاشم شاہ نے مسکراتے ہوئے اسکی سائیڈ گردن پر زرا سے لب مس کیے تو روقاش بے ہوش ہونے کو ہوئی۔ بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے وہ ایک دم سے زور سے آنکھیں میچ گئی تھی۔

کمرے کی سجاوٹ اور پھولوں کی خوشبوان دونوں کے ہواس معطل کرتی جارہی تھی۔ کچھ گھنٹوں کا بنا ہوا رشتہ ان دونوں کو اپنے بیچ برسوں پرانا لگ رہا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ دونوں ایک دوسرے کے وجود کا حصہ معلوم ہو رہے تھے۔۔۔

ان دونوں میں چھائی ہوئی گہری خاموشی دل میں اٹھتے جذبات کا منہ بولتا ثبوت تھی۔ جس سے روقاش نظریں چرائے جارہی تھی۔ جبکہ وہ طلسمی شخصیت کا حامل ہاشم شاہ اس پر کسی جادو کی طرح چھانے لگا تھا۔

روقاش کے کالے گھنے گھنگریالے بال کندھے سے پیچھے ہٹاتے ہوئے ہاشم شاہ نے اپنے پر حدت لب اسکی گردن پر اچانک رکھے تو روقاش زور سے سانس کھینچتے ہوئے عاجز سی اسے کندھوں سے تھام گئی۔ کیونکہ مقابل اسکو اپنے سحر میں جکڑتے ہوئے اسکا سانس تنگ کیے جارہا تھا۔

ہاشم شاہ نے نرمی سے اسکی سائیڈ گردن کو چومتے ہوئے اچانک سے اسکے کندھے پر زرا سے دانت گاڑے تو روقاش نے اس بار لرزتے ہوئے زور سے اسکی ٹی شرٹ کو کندھوں سے جکڑ لیا تھا۔ جس پر ہاشم شاہ اپنی نئی نویلی دلہن پر ترس کھاتے ہوئے پیچھے ہٹ کر اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔

گلاب کی طرح سرخ چہرے سمیت آنکھوں کو زور سے بند کیے وہ کھینچی کھینچی سانسیں لے رہی تھی۔

اگران خوبصورت ہونٹوں سے سانس صحیح سے نہیں آرہی، تو میں اپنی سانسیں اپ پر لٹا سکتا ہوں۔۔۔!

اپنے کندھوں پر موجود روقاش کے ہاتھوں کو مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے ہاشم شاہ نے گھمبیر لہجے میں پوچھا تو روقاش بے حد روہانسی ہو گئی۔

اس کا کمزور دل اس وقت چاہ رہا تھا کہ وہ زور زور سے رونا شروع کر دے۔۔۔اخر وہ کس جادوگر کے پاس پھنس گئی تھی۔۔۔جو اسکے ساری صلاحتیوں کو چند سیکنڈز میں مفلوج کر دیتا تھا۔۔۔

پلیز۔۔۔!ہاشم شاہ کی گہری نظروں پر روقاش التجائیہ انداز میں بولی تو ہاشم شاہ کو اپنی دلہن پر بے حد ترس انے لگا۔۔۔جو کانپے جا رہی تھی۔روقاش سے پیچھے ہٹتے ہوئے ہاشم شاہ نے کھڑے ہوتے اسے ایک نظر دیکھا تو ہونٹ کا کونا دبا گیا۔۔

کہنے کو اس نے صرف اسکی گردن کو چھوا تھا۔لیکن اسکے باوجود سامنے بیٹھی لڑکی کی تیاری میں واضح بے ترتیبی نظر آنے لگی تھی۔شاید شادی شدہ لڑکیوں کی تیاری تب تک ہی مکمل نظر آتی ہے جب تک وہ شوہر سے چند فٹ دور رہتیں ہیں۔

روقاش کی حالت سے لگ رہا تھا جیسے اسکے شوہر نے کوئی گھنٹے بھر کا رومینس کیا ہو، پر یہاں حقیقت میں ابھی وہ اسکے لبوں کا ذرا سا لمس بھی جھیل نہیں پائی تھی۔

"ریلیکس ہو جائیں اپکو نیچے لے کر جا رہا ہوں، میرے بھتیجے انتہائی درجے کے کمینے ہیں۔آپکی اس حالت کو دیکھتے ہوئے وہ کمینے پن پر اترنے میں ایک سکینڈ نہیں لگائے گئے۔اس لئے خود کو نارمل ظاہر کرنے کی کوشش کریں۔۔۔"

روقاش کو بازوؤں میں اٹھاتے ہوئے ہاشم شاہ نے بھاری آواز میں اسے ریلیکس ہونے کا کہا تو روقاش اسکے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ہاشم شاہ اسکے خوبصورت چہرے کو آنکھوں میں بساتے ہوئے اسے اٹھائے کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔

کمرے میں اس وقت مکمل طور پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔جبکہ بیڈ پر لیٹا ہوا وجود اس وقت بلکل ساکت نظر آ رہا تھا۔

کل رات کی تکلیف یاد آئی تو اسکے ہیزل گرین آنکھوں سے آنسو گرتے چلے گئے تھے۔لیکن آج اسکے رونے میں بلکل بھی کوئی آواز نہیں تھی۔بلکہ کل کی بنسبت آج اسکے رونے میں ایک گہری خاموشی چھائی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔

کل شام روقاش کو گاڑی سے اترتے ہوئے مہوش نے دیکھ لیا تھا کیونکہ وہ تبھی وہاں سے گزر کر اپنے گھر کی طرف جا رہی تھی۔روقاش کو یوں کسی گاڑی سے اترتے دیکھ کر پہلے تو وہ حیرت کا شکار ہوئی لیکن پھر جلد ہی وہ روقاش کے گھر کی طرف بھاگی تھی۔

جہاں اس نے آسیہ بیگم کو روقاش کی واپسی کا بتاتے ہوئے مزید ورغلایا تھا۔

یہ وہ ہی لمحہ تھا جب وریشہ اسکا منہ توڑنے کے لیے کمرے سے باہر نکلنے لگی۔ لیکن اس سے پہلے ہی آسیہ بیگم نے اٹھ کر اسکے کمرے کے دروازے کو بند کرتے ہوئے باہر سے کنڈی لگادی تھی۔ جس پر وریشہ چیختے ہوئے اپنی ماں کو ہوش دلانے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن اس وقت آسیہ بیگم پر مکمل طور پر شیطان حاوی ہو چکا تھا۔

قسمت نے برسوں بعد انہیں اس مصیبت سے جان چھڑانے کا موقعہ دیا تھا۔ تو پھر وہ یہ موقعہ ضائع کیسے ہونے دے سکتیں تھیں۔

وریشہ کو انہوں نے اسی لئے کمرے میں بند کر دیا تھا۔ تاکہ اسکی بیٹی اسکے کام کی رکاوٹ نا بن سکے۔ اور وہ بنا کسی مشکل کے روقاش کو گھر سے نکال باہر کرے۔ خوش قسمتی سے اس وقت احمر ارید بھی شہر گئے ہوئے تھے۔

ورنہ احمر ارید اپنی بہن کے ساتھ اتنی زیادتی کیسے ہونے دے سکتا تھا۔ جبکہ پہلے ہی ایک رات انکی اس تکلیف و بے چینی میں گزری تھی۔ کہ روقاش کو کچھ دہشت گرد اٹھا کر لے گئے ہیں۔

اسی سلسلے میں احمر صاحب شہر پولیس میں رپورٹ کروانے گئے تھے۔ تاکہ اپنی بہن کا پتہ لگا سکیں۔۔ پر وہ اس چیز سے بے خبر تھے کہ انکی غیر موجودگی میں انکی بہن اپنے گھر سے ہی رسوا کر کے نکالی دی جائے گی۔۔

روقاش تو کل کی زیادتی سہہ کر اپنی اگلی منزل کی طرف جاچکی تھی۔وریشہ کو پتہ چلا تھا کہ کل روقاش جن لوگوں کے ساتھ واپس آئی تھی ان میں سے ہی کوئی روقاش کو اپنے نکاح میں لے کر ہمیشہ کے لیے یہاں سے جا چکا ہے۔پھر وہ سب لمحے یاد آتے ہی وریشہ کی آنکھوں سے آنسو بہتے چلے گئے۔کل تک جس گھر میں ان دونوں پھوپھو بھتیجی کے ایک ساتھ قہقہے سنائی رہے تھے۔آج وہاں صرف وریشہ کی سسکیاں گونج رہیں تھیں۔

آسیہ بیگم اسے دیکھنے کے لیے کمرے میں داخل ہوئیں تو اندھیرے میں اسکی ہچکیاں سنتے ہوئے تاسف سے سر ہلا گئیں۔۔

وریشہ اگر کمرے میں کل کے ہوئے ظلم پر غم زدہ تھی تو باہر احمر صاحب ساکت بیٹھے ہوئے تھے۔

جس بہن کی حفاظت کی فکر میں وہ کل مارے مارے پھرتے رہے تھے۔انکی غیر موجودگی میں اسی بہن کو اس گھر سے ذلیل کر کے نکال دیا گیا تھا۔۔

احمر صاحب اور وریشہ کی حالت کو ناگواری سے دیکھتے ہوئے آسیہ بیگم انکو انکے حال پر چھوڑتے ہوئے کچن میں چلی گئیں تھیں۔۔۔۔

ایک ہفتے بعد۔۔۔

حابیل شاہ نے نیند میں بیڈ پر ہاتھ مارا تو بیڈ کی سائیڈ خالی محسوس کرتے نیند کے باعث بھاری آنکھیں کھول کر دیکھنے لگا۔

بیڈ کو خالی دیکھتے ہوئے وہ کمرے میں نظریں دہرا ہی رہا تھا کہ باتھروم میں سے پانی گرنے کی آواز سنتے ہوئے تکیے پر پیچھے گرتے سرد سانس خارج کر گیا تھا۔۔۔

اس وقت نہا تو ایسے رہی ہے جیسے پوری رات شوہر کی قربت میں جلتی رہی ہو۔۔۔! ہونہہ۔۔۔!! اربیلا شاہ کو شاور لیتے دیکھ کر حابیل شاہ جلے دل کے ساتھ سوچ گیا۔

انکے نکاح کو دو ہفتوں سے اوپر کا وقت ہو گیا تھا۔ لیکن ابھی تک وہ اپنی بیوی کو سمجھ نہیں پایا تھا۔

اربیلا شاہ کا سب کے ساتھ نارمل رویہ تھا لیکن نجانے وہ حابیل شاہ کو نارمل انداز میں منہ لگانا کیوں نہیں پسند کرتی تھی۔

شروع دن سے وہ حابیل شاہ سے اکھڑی ہوئی تھی۔

ضرورت کے وقت حابیل شاہ اسے مخاطب کرتا تو اسے ہوں ہاں میں جواب دے دیتی تھی۔ ورنہ خود سے تو وہ ضرورت کے وقت بھی بات نہیں کرتی تھی۔ اتنے وقت میں وہ گھر والوں سے خاصی اٹیچ ہو چکی تھی۔ پر شوہر کے ساتھ اٹیچ ہونے میں اسے بل آرہا تھا۔۔۔

حابیل شاہ نے گھڑی میں وقت دیکھا تو فجر کا وقت ہو رہا تھا۔ نماز پڑھنے کی غرض سے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔

ان سب کو چونکہ وقت پر اٹھنے کی عادت تھی۔۔اس لئے وہ اب مزید نہیں سو سکتا تھا۔ نماز پڑھنے کے بعد وہ سب ایک ساتھ جم میں ایکسر سائز کرتے تھے۔۔یقیناً سب جاگ چکے ہوں گئے۔۔

سب کا سوچ کر حابیل شاہ جو مسکرا رہا تھا کہ باتھروم کا دروازہ کھلنے کی آواز پر اسکی طرف متوجہ ہو گیا۔۔ اچانک اسکی نظریں سامنے اٹھیں تو پلٹنا ہی بھول گئیں تھیں۔۔۔

وائٹ ڈریس پہنے وائلٹ آنکھوں سمیت وہ کوئی جادو گرنی لگ رہی تھی۔۔

کبھی کبھی اربیلا شاہ کو دیکھ کر حابیل شاہ کو گمان گزرتا تھا کہ وہ انسان نہیں کوئی حسین ترین جادو گرنی ہے۔

دودھیا رنگت پر وائلٹ آنکھوں کے ساتھ گولڈن بال دیکھنے والوں کو مسمرائز کر دیتے تھے۔ جیسے ابھی حابیل شاہ اسے وائٹ ڈریس میں دیکھ کر سدبدھ بھلا بیٹھا تھا۔

اسکے برعکس اربیلا شاہ جو اپنے لمبے بالوں کو ٹاول سے سہلاتے ہوئے اپنے دھیان میں تھی۔ کہ خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے اس نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا، تو حابیل شاہ کو ساکت نظروں سے خود کی طرف دیکھتا پا کر وہ جلدی سے دوپٹہ اٹھا کر سینے پر پھیلا گئی۔

اس کی اسی حرکت نے حابیل شاہ کو ہوش کی دنیا میں پٹخا تو وہ گہری سانس خارج کرتے ہوئے بیڈ سے نیچے اتر کر اسکی طرف قدم اٹھا گیا۔۔

جبکہ اربیلا شاہ جو انجان بننے کی کوشش میں مڑ کر جلدی سے ڈریسنگ روم میں جانے لگی تھی کہ حابیل شاہ نے بروقت اسکی کلائی پکڑ کر اپنی طرف اچانک کھینچا تو وہ ایک دم سے اسکے مضبوط سینے سے ٹکراتی چلی گئی۔۔

اسکا شیفون کا دوپٹہ تیزی سے کندھوں سے پھسل کر نیچے گرا تو حابیل شاہ اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگا۔

جبکہ اربیلا شاہ نے سرخ پڑتے ہوئے اپنا دوپٹہ سنبھالنا چاہا تو حابیل شاہ اسکی دونوں کلائیوں کو اپنے ہاتھ میں قید کرتے ہوئے پیچھے لگا گیا تھا۔ جس پر اربیلا شاہ نے سخت نظروں سے اسے دیکھا لیکن حابیل شاہ کے اگلے عمل پر وہ لال بھبھوکا ہوتی چلی گئی۔۔

اسکا دوپٹہ پھسل کر نیچے قالین پر گر چکا تھا۔ حابیل شاہ نے اسکی ڈھرکنوں کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے اربیلا کو اپنے سینے میں اچانک بھینچا تو جہاں حابیل شاہ کے اندر بے چینی پیدا ہوئی وہیں اس پہلے لمس پر اربیلا شاہ کا چہرہ ایک دم سے دھواں چھوڑنے لگا۔۔۔

اپ۔۔! حابیل شاہ کے اس عمل پر اس سے پہلے وہ سنا پاتی، کہ حابیل شاہ اسکی گردن کو جکڑ کر اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے اچانک اسکے ہونٹوں پر جھک گیا تھا۔ سٹل ہوتے اربیلا شاہ کو بے ساختہ ایسا لگا کہ جیسے اسے کرنٹ نے چھو لیا ہو۔۔۔

جبکہ حابیل شاہ بہکے انداز میں اسکے ہونٹوں کو کھول کر اسکی زبان کو ہونٹوں میں جکڑتے ہوئے تیزی سے سک کرنے لگا تو اربیلا شاہ اسکی اس قدر بے باکی پر کانپتے ہوئے گرنے لگی تھی۔

حابیل شاہ نے اسے سہارا دیتے ہوئے گھوم کر بیڈ پر لٹاتے ہوئے وہ اس پر سایہ فگن ہوا تو اربیلا کی وائلٹ آنکھیں پھٹنے کو ہوئیں تھیں۔

اسکا جسم جلتے ہوئے اسکی حالت بری کرنے لگا تو وہ مزاحمت کرتے ہوئے حابیل شاہ کے بھاری وجود کو خود کے اوپر سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔۔

اسکی مزاحمت پر حابیل شاہ نے اسکی انگلیوں میں انگلیاں پھنسا کر اوپر لگاتے ہوئے اسکے نازک وجود پر اپنا بوجھ منتقل کرتے اور شدت سے اسکے ہونٹوں کو چومنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

اربیلا شاہ کے نچلے ہونٹ کو سک کرتے ہوئے حابیل شاہ نے اس پر دانت گاڑے تو بیلا کانپ سی گئی۔ جبکہ اب اسکی سانسیں اکھڑنے لگیں تھیں۔

حابیل شاہ اس پر رحم کھاتے ہوئے خود کی پیاس بجھا کر وہ پیچھا ہٹا تو اسکا لال انگارہ ہوا چہرہ دیکھ کر وہ سرشاری سے مسکرا دیا تھا۔ اربیلا کے ہونٹ اسکی شدتوں سے سرخ پڑ گئے تھے۔۔۔

"کہاں لے کر جاؤ گی اتنا حسن۔۔۔؟ اگر اس حسن سے شوہر کو سکون نہیں پہنچانا تو قبر میں بھی سکون سے نہیں رہو گی۔۔۔! تین ہفتوں سے میرے ساتھ رہ رہی ہو، پر مجال ہو اگر تمہیں خود سے شرم آ جائے۔۔۔! اور کہو کہ ڈئیر ہبی مجھے تھوڑا سا چھو ہی لیں۔۔۔"

حابیل شاہ نے تڑپتے دل کے ساتھ اسکے کان میں جلی کٹی سنائی تو اربیلا دھڑکتے دل کے ساتھ منہ موڑ کر گہرے سانس لینے لگی تھی۔۔

اگلے ہی پل حابیل شاہ نے بے چینی کی انتہاؤں کو چھوتے ہوئے کروٹ بدلتے ہوئے اچانک اسے بیڈ پر الٹا کیا تو اربیلا اسکی گرفت میں مچل سی گئی۔ اسکی شرٹ کی ذپ کھول کر ایک جھٹکے میں وہ کندھوں سے شرٹ نیچے کر گیا تھا۔ جس پر اربیلا مزید تڑپنے لگی تھی۔۔

پاگل ہو گئے ہیں کیا۔۔۔؟ حابیل شاہ کی بے باکی بڑھتے دیکھ کر وہ چلائی تھی۔۔۔

صبح صبح اپنا بھیگا بدن دیکھا کر تم نے مجھے پاگل کیا! اور اب میں تمہیں پاگل کروں گا بیلا، تر بیلا ڈیئر۔۔۔!

اربیلا شاہ کے چلانے پر حابیل شاہ نے اسکے کان میں چھبتی ہوئی سرگوشی کی تھی۔

حابیل شاہ نے اسکے کندھوں پر ہاتھ جماتے ہوئے مخمور نظروں سے اسکے سفید بدن پر نظریں دہراتے ہوئے دیکھنا شروع کیا تھا۔ وائٹ ڈریس کے نیچے پنک کنٹراسٹ دیکھ کر حابیل شاہ کا دل کانوں میں دھڑک اٹھا۔

حابیل شاہ میں جان لے لوں گی! اگر میرے ساتھ کوئی بدتمیزی کی تو۔۔۔! اٹھنے کی کوشش میں وہ دبے دبے انداز میں چلائی تھی۔ پر اس وقت حابیل شاہ کو اسکی کوئی پکار نہیں سنائی دے رہی تھی۔۔۔

صبح کے اس وقت اپنا جوان بھیگا بدن دیکھا کر پہلے ہی جان لے چکی ہو! اب کیا جان سے مارنے کا ارادہ ہے۔۔۔؟ اربیلا شاہ کی دھمکی پر حابیل شاہ اسکی کان کی لوح کو ہونٹوں میں دباتے ہوئے بھاری لہجے میں بولا تھا۔۔۔

حابیل شاہ کی گرفت میں اربیلا شاہ کو اس وقت ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی بھٹی میں دھکیل دی گئی ہو۔۔۔

بیلا۔۔۔!! حابیل شاہ نے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے اسکے بدن کی خوشبو محسوس کرتے اچانک خمار زدہ اواز سے پکارا تو اسکی پکار پر اربیلا کا حال مزید برا ہوا تھا۔۔

تین ہفتوں سے وہ اسکے ساتھ اجنبی بن کر رہ رہی تھی۔

اسے کیا پتہ تھا کہ وہ تین ہفتوں کا بدلہ ایک ساتھ اتارنے بیٹھ جائے گا۔۔۔بے اختیار وہ خود کو کوس گئی۔۔۔جو اس حالت میں اسکے سامنے آگئی تھی۔۔۔

حابیل شاہ اسکی خاموشی پر اسکی پچھلی گردن پر مسلسل ہونٹ رکھنے لگا تھا۔ بیلا کے کندھوں پر بھیگے ہونٹ رکھتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے زبان پھیری تو بیلا نے کانپتے ہوئے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑ لیا۔

جبکہ حابیل نے اسے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں قید کرتے اسکی ہک کو چومتے دانتوں سے اسے کھولنا چاہا تو اربیلا ایک جھٹکے میں مڑتے ہوئے سیدھی ہو گئی تھی۔۔۔

حابیل شاہ نے گہری نظروں سے اسکے بکھرے سراپے کو دیکھا جو کندھوں سے شرٹ کو تھامے اسے قہر برساتی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

آپکی ہمت کیسے ہوئی۔۔۔؟اربیلا شاہ جو غراتے ہوئے اسے سنانے ہی والی تھی کہ اچانک حابیل شاہ نے اسکے ہونٹوں پر دوبارہ جھکتے ہوئے اسکے باقی کے الفاظ دبا دیے تھے۔

شدت سے اسکے ہونٹوں کو چومتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکی شرٹ کو آگے سے ہٹاتے ہوئے اسکے سینے پر ہاتھ پھیرا تو وہ بھرپور مزاحمت کرنے لگی تھی۔

ان ڈائلاگز میں وقت برباد کرنے کی بجائے صرف یہ یاد رکھو! کہ حابیل شاہ تمہارا شوہر ہے۔۔! اور اتنے سے کام کے لیے ہمت کی نہیں بلکہ طلب کی ضرورت ہوتی ہے،

اور اگر ہمت کی بات کرو تو وہ میں سہاگ رات پر تمہیں ضرور دکھاؤں گا! ابھی شکر مناؤ، کہ نماز کے وقت کی وجہ سے تمہیں چھوڑ رہا ہوں۔۔۔"

ایک دفعہ پھر اسکے ہونٹوں کو کاٹتے ہوئے کہہ کر وہ اسکے اوپر سے اٹھا تو اسکا بکھرا سراپا دیکھ کر حابیل شاہ کا دل سرشاری بھر گیا تھا۔۔اج اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ بھی بیوی والا ہے۔۔۔

فتح مندی کے احساس سے چور ہوتے وہ واش روم میں جا کر بند ہوا تو اربیلا شاہ اپنی حالت درست کرتی شعلہ بار نظروں سے باتھروم کے دروازے کو دیکھ گئی۔۔۔

گینڈے کہیں کے۔۔۔! بڑبڑاتے ہوئے وہ ہونٹوں سے اسکا لمس مٹا کر بگڑے تاثرات کے ساتھ بیڈ سے اٹھی۔

واڈروب سے اپنا دوسرا ڈریس نکال کر وہ باتھروم کے دروازے کو گھوری ڈالنا نہیں بھولی تھی۔

صبح کے وقت مالا شاہ حویلی کے فرنٹ لان میں واک کر رہی تھی۔اتنے پیارے موسم پر اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔۔ورنہ پہاڑوں میں رہتے ہوئے انکو زیادہ موسم سرما ہی دیکھنا پڑتا تھا۔

پر آج آسمان صاف ہونے کے ساتھ ساتھ ہلکی ہلکی دھوپ بھی لگ رہی تھی۔جس کی وجہ سے مالا شاہ خوشی سے پھولے نا سماتے جھولے پر بیٹھ کر آسمان کو تکتے جا رہی تھی۔

پورے لان میں ہر طرف گلاب اور موتیے کے پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔۔حویلی کے فرنٹ لان میں ہر طرح کے پھول لگے ہوئے تھے۔۔لیکن ان میں زیادہ گلاب اور موتیے کے پھول تھے۔۔۔

مالا شاہ جو جھولے سے ٹیک لگائے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی کہ کسی کی موجودگی محسوس کرتے ہوئے تجسس سے آنکھیں کھول گئی۔۔۔

صبح کے ساڑھے سات بج رہے تھے۔اپنے سامنے اچانک ارمغان شاہ کو دیکھ کر اس معصوم نے بے ساختہ تھوک نگلنا چاہا تھا۔۔اسکے برعکس ارمغان شاہ شکار ملنے پر فاتحانہ انداز میں اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔۔

غان اگر۔۔اپپ۔۔۔اپ نے۔۔مجھے کچھ۔۔۔کہا، تو میں شور مچا کر چاچو کو بلا لوں گی۔۔! معصوم انداز میں انگلی کی مدد سے اپنا چشمہ پیچھے کرتے ہوئے مالا شاہ نے اٹکتے ہوئے اسے بچپن والی دھمکی لگائی تو ارمغان شاہ ابرو اچکاتے ہوئے اسے دیکھے گیا۔جو اسے دھمکا رہی تھی۔۔۔

اور میرے معصوم بے بی کو کیوں لگتا ہے کہ میں اسکی دھمکی سے ڈر جاؤں گا۔۔۔! ارمغان شاہ نے اسکے اوپر جھکتے ہوئے دانت پر دانت جماتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔انداز صاف ایسا تھا کہ جیسے ابھی وہ مالا شاہ پر کسی شکاری کی طرح جھپٹ جائے گا۔۔۔

غان پلیز۔۔۔۔! مالا شاہ نے بیچارگی سے التجا کی تھی۔۔۔

ارمغان شاہ نے اوپر اپنے کمرے کی کھڑکی سے اسے لان میں اکیلے بیٹھے دیکھا تو وہ وقت ضائع کیے بنا نیچے چلا آیا تھا۔۔۔

ریڈ کے کلر کے سٹائلش کرتے اور جینز میں گول مٹول چہرے پر چشمہ لگائے اپنی شوگر گرے آنکھوں میں ڈر سموئے وہ ارمغان شاہ کا پل بھر میں ایمان ڈگمگا چکی تھی۔۔۔

ارمغان شاہ کی کالی سرد آنکھوں کو مسلسل خود پر جمے دیکھ کر مالا شاہ ڈرتے ہوئے مزید پیچھے کو کھسکنے لگی۔۔۔

جبکہ ارمغان شاہ آس پاس نظریں دہراتے ہوئے اسے کلائی سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے حویلی کی پچھلی سائیڈ کی طرف بڑھا تو مالا شاہ اپنی شامت پر مزاحمت کرتے ہوئے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔اسکا معصوم دل خود کو اس جن کے ساتھ اکیلے سوچ سوچ کر کانپے جا رہا تھا۔۔۔

ارمغان شاہ نے حویلی کے پچھلی سائیڈ پر بنے آفس میں داخل ہو کر دروازہ بند کرتے ہوئے مالا شاہ کو دروازے کے ساتھ لگا کر وہ اسکے ہونٹوں پر اچانک جھکا تو مالا شاہ آنکھیں بند کرتے کانپ اٹھی۔۔

وہ تڑپتے دل کے ساتھ اسکے نرم ہونٹوں کو سک کرتے ہوئے یک دم مدہوش ہونے لگا تھا۔۔۔۔

ارمغان شاہ نے اپنا چوڑا ہاتھ اسکی کمر میں ڈالتے ہوئے ایک ہاتھ سے اسکا چشمہ نکالا تو مالا شاہ نے ہمت کرتے چہرہ پیچھے کر لیا۔۔

مالا شاہ کے ہونٹ چھڑانے پر ارمغان شاہ نے پھر تیزی سے جھکتے ہوئے اسکے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں جکڑ کر، اسکی تھائیز کو مٹھی میں بھرتے ہوئے مالا کو ایک دم سے گود میں اٹھایا تو وہ گرنے کے خوف سے اسکی کمر کے گرد ٹانگوں کو لاک کر گئی۔۔ جس پر ارمغان شاہ مسرور ہوتے چلتے ہوئے جا کر صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

صوفے پر بیٹھ کر ارمغان شاہ نے کچھ سیکنڈز کے لیے اسکے ہونٹوں کو رہائی بخشی تو مالا نے بھیگے ہونٹوں سمیت لمبے لمبے سانس لیتے اسکے کندھے پر سر ٹکا دیا۔ جبکہ ارمغان شاہ نے سرشاری سے مسکراتے ہوئے ٹیبل پر اسکا چشمہ رکھتے ہوئے اسے ایک نظر دیکھا تھا۔۔۔

اسکے گلے سے سکارف نکال کر سائیڈ پر رکھتے ہوئے ارمغان شاہ نے اسکی گردن میں چہرہ چھپایا تو وہ اس قدر نزدیکی پر لال انگارا ہوتے ہونٹوں کو کاٹنے لگی۔۔۔

رات کو بالکونی کے دروازے کو لاک کیوں کرتی ہو۔۔؟غان نے اسکی کان کی لوح کو چومتے ہوئے بھاری آواز میں پوچھا تو مالا تیز دھڑکنوں کے ساتھ معصومیت سے سوچ میں پڑگئی کہ اسے کیا جواب دے۔۔۔!در حقیقت وہ ایسا اس سے بچنے کے لیے کررہی تھی۔۔۔

مج۔۔ممجھ۔۔۔مجھے ڈر۔۔لگتا۔۔ہے۔۔نا۔۔۔!اس لئے بس لاک کردیتی ہوں۔۔۔!مالا پہلے اٹکتے ہوئے آخر میں معصوم لہجے سے سر کو ہلاتے ہوئے فلو میں جواب دیتے بولی تو غان نے بدلے میں اسے سرد نظروں سے گھورا۔۔وہ اسکے سارے ڈرا چھے سے جانتا تھا۔۔

دو دو بھائیوں کی سکیورٹی میں تمہارا کمرہ ہے، پھر میرے معصوم بے بی کو کس سے ڈر لگتا ہے۔۔؟مالا کے جواب پر غان نے چبھتے ہوئے استفسار کرنا چاہا تو وہ ہمیشہ کی طرح منہ ٹیڑھا کرگئی تھی۔۔۔

مالا کو منہ ٹیرھا کرتے دیکھ کر غان نے آنکھیں چندھیا کر اسے دیکھا۔۔۔!اپنی منکوحہ کے منہ ٹیڑھا کرنے کا ایک ہی مطلب تھا اور وہ تھا صرف ارمغان شاہ۔۔۔!مطلب نا چاہتے ہوئے بھی وہ اسے بتا گئی تھی کہ وہ اس سے ڈرتے ہوئے دروازہ لاک کردیتی ہے۔۔۔

تمہیں کونسا مزا آتا ہے میری ہر بات کے جواب پر یہ منہ ٹیڑھا کرنے سے۔۔۔؟غان نے چڑتے ہوئے جاننا چاہا۔وہ اسکی بچپن کی اس عادت سے سخت عاجز تھا۔ہر بات کے جواب میں وہ اسے تپانے کے لیے منہ ٹیڑھا کردیتی تھی۔

اپکو کونسا مزا آتا ہے، مجھے ڈرا کر۔۔۔؟ کتنے سکون سے میں آسمان کو دیکھ رہی تھی، لیکن آپ نے آکر سب خراب کر دیا۔۔۔" مقابل کے سے انداز میں مالا شاہ نے معصومیت و دکھ سے الٹا پوچھا تو غان اسکی حاضر جوابی پر امپریس ہوئے بنا نہیں رہ سکا تھا۔۔۔

میری گولو چشمش، آسمان پر کیا دیکھ رہی تھی، بھلا۔۔۔؟ مالا کے منہ پھولانے پر غان نے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے متجسس ہوتے پوچھا تھا۔۔

انکھوں سے چشمہ اتارے، بنا سکارف کے وہ اپنے مومی وجود کے ساتھ اسکی گود میں کمر پر ٹانگوں کو لاک کیے بیٹھی ہوئی تھی۔ جبکہ غان شاہ دل میں اسکی معصومیت پر عش عش کر رہا تھا۔ جو اتنے بے باک انداز میں بیٹھتے ہوئے بھولے پن سے شکوے کرنے میں مصروف تھی۔۔۔ گود کے اس قرب پر ارمغان شاہ کے جذبات منہ زور ہوتے جا رہے تھے۔۔۔

"پریاں دیکھ رہی تھی۔۔۔! اتنی پیاری رنگ برنگی پریاں آسمان پر اڑ رہیں تھیں۔۔۔" غان کے پوچھنے پر مالا نے خوش ہوتے اسے بتایا کہ وہ آسمان پر اڑتی ہوئی پریوں کو دیکھ رہی تھی۔

ارمغان شاہ جو صوفے کے ساتھ سکون سے ٹیک لگائے اسکے کیوٹ ایکسپریشن کو نہار رہا تھا۔ کہ مالا کے جواب پر حیران ہوتے ٹیک چھوڑ کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

کون سی پریاں۔۔۔؟ اور کہاں سے آئیں ہیں یہ پریاں۔۔۔؟ غان نے حیرانی سے جاننا چاہا۔ کیا اس دنیا میں پریاں بھی ہیں۔؟۔ اور اگر ہیں، تو آج سے پہلے اسے کیوں نہیں نظر آئیں تھیں۔

اب تو اپنے گھر چلی گئیں ہوں گئیں۔۔۔! آپ مجھے یہاں جو لے آئے ہیں۔۔۔! مالا نے خیالوں میں کھوتے ہوئے افسوس سے مزید بتایا تو غان شاہ کا دل کیا تھا کہ اسکے کان کے نیچے بجا کر رکھ دے۔۔۔! پتہ نہیں کیا بنے گا اس خیالی دنیا میں رہنے والی لڑکی کا۔۔۔! وہ تشویش سے سوچ گیا تھا۔۔

ایسی کی تیسی تمہاری ٹوٹے پنکھ والی پریوں کی۔۔۔! بے وقوف لڑکی پریاں نہیں ہوتیں ہیں۔۔۔" غان نے اپنی بے وقوف منکوحہ کو ہوش دلانا چاہی تو مالا غصے سے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔۔

اگر آپ نے میری پریوں کے خلاف ایک لفظ بھی کہا! تو چاچو سے مار پڑوا دوں گی۔۔۔" مالا غصے سے انگلی اٹھاتے ہوئے دھمکی آمیز لہجے میں بولی تو وہ ابرو اچکاتے اسے دیکھ گیا۔۔۔

چلو پھر تم خیالوں میں اپنی پریوں کو سوچو، میں زرا تمہیں سوچ لوں۔۔۔۔" مالا کے کرتے کے بٹن کھولتے ہوئے غان نے اسکی بیوٹی بونز پر سلگتے ہونٹ رکھے تو مالا نے لرزتے ہوئے اسے کندھوں سے تھام لیا تھا۔۔۔

غان مجھے جانے دیں نا پلیز۔۔۔! مالا نے گہرے سانس خارج کرتے ہوئے سادگی سے اسے کہا، کیونکہ غان شاہ اسے صوفے پر لٹا کر اسکے اوپر چلا آیا تھا۔ جس پر وہ دھندلی آنکھوں سے اسکا چہرہ دیکھنے کی کوشش میں سہم رہی تھی۔۔

مالا کو اپنا چہرہ دیکھنے کی کوشش میں غان بھرپور انداز میں مسکراتے ہوئے اسکے آدھ کھلے ہونٹوں پر جھک چکا تھا۔۔۔

اسکے ہونٹوں کو شدت سے دانتوں میں دباتے ہوئے غان نے اسکی جسم پر بے باکی سے ہاتھ پھیرا تو مالا مچلتے ہوئے اسے دور ہٹانے کی کوشش کرنے لگی۔ جبکہ وہ شدت وجنوں سے اپنے جذبات اس پر لٹاتے ہوئے پاگل ہونے کو تھا۔۔۔اور مالا شاہ بیچارگی سے اس بھیڑیے کو دیکھ رہی تھی۔ جو اسے اپنے بھاری وجود کے تلے گم کرتے جارہا تھا۔۔۔

"چلو لڑکیوں اب شروع ہو جاؤ، سب بتاؤ کون یہاں کس کی بیوی ہے۔۔۔۔"

روقاش کسی مہارانی کی طرح سب کی طرف اشارہ کرتے بولی تو شر جینا جو روقاش کے ساتھ جڑ کر بیٹھی ہوئی تھی روقاش کی بات پر وہ یک دم کھکھلا پڑی۔

آں۔۔۔! چاچی کا شرارتی بچہ کیوں کھکھلا رہا ہے۔۔؟ شر جینا کو ہنستے دیکھ کر روقاش نے لاڈ سے اسے بازو کے گھیرے میں لیتے ہوئے گدگدایا تو وہ مزید ہنسنے لگی تھی۔ جبکہ انکے سامنے بیٹھی اربیلا، مائرہ اور مالا شاہ بھی مسکرائے گئیں۔۔۔

قاشو چاچی میں اپنے عالی کی بیوی ہوں۔۔۔! روقاش کے تھوڑی دیر پہلے سوال پر شر جینا نے اسے ہاشم شاہ کے سے انداز میں پکارتے ہوئے ہنس کر فخریہ انداز میں جواب دیا تو روقاش کی ہیزل آنکھیں یک دم بڑی ہوتی چلی گئیں تھیں۔۔۔

ہیں۔۔۔!!!تم عالم شاہ کے نکاح میں ہو کیا۔۔۔؟روقاش نے صدمے سے مائرہ شاہ کو دیکھا تھا۔جو ہنستے ہوئے شرجینا کی بات میں حامی بھر رہی تھی۔۔اس ایک ہفتے میں جہاں روقاش کے پاؤں کا زخم ٹھیک ہوا تھا۔وہیں وہ گھر والوں سے بے حد اٹیچ ہو چکی تھی۔۔

اسکی خاص کر اٹیچمنٹ لڑکیوں سے ہوئی تھی۔جو اپنی چاچی سے پوچھے بنا اب کوئی کام کرتیں نہیں تھیں۔

جبکہ ہاشم شاہ کے بھتیجوں کے ساتھ روقاش کا چھتیس کا اکڑا چل نکلا تھا۔اور اسکے پیچھے بھی بہت سی وجوہات تھیں۔شرجینا شاہ اگر ہاشم شاہ کی لاڈو تھی،تو اب وہ اپنی چاچی کی بھی لاڈلی بن چکی تھی۔روز کالج سے واپسی کے بعد شرجینا شاہ کی شرارتیں اور روقاش ایک ساتھ ہوتیں تھیں۔

پر عالم شاہ اور لاڈو کی ایج میں تو بہت زیادہ فرق ہے نا۔۔!روقاش نے شاکڈ ہوتے مائرہ شاہ سے کہا تو مائرہ نے بے پرواہی سے کندھے اچکا دیے۔

ڈونٹ وری چاچی یہ لو میرج ہے۔۔۔!مائرہ شاہ نے مسکراتے ہوئے چمکتی آنکھوں سے شرجینا کی طرف اشارہ کرتے بتایا تو روقاش اسکی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے مزید آنکھوں کو پھیلا گئی۔

رئیلی۔۔۔؟؟پر میرو یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔؟روقاش صدمے سے پھر پوچھ گئی۔۔

شرجینا شاہ "عالم شاہ" سے محبت کرتی ہے۔جبکہ شرجینا کی عمر اس وقت انیس سال تھی۔اپنی عمر کے لحاظ سے وہ بے حد شرارتی اور غصیلی ضرور تھی۔پر کچھ الگ سی بھی تھی۔۔روقاش کو اتنا تو اندازہ ہو ہی گیا تھا۔۔لیکن وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔

ایک ہفتے میں اس نے عالم شاہ کو جہاں شر جینا کے لئے دیوانا دیکھا تھا۔ وہیں شر جینا بھی عالم شاہ کے بنا سانس نہیں لیتی تھی۔ ان دونوں کے اس باونڈ پر رو قاش کو حیرت ضرور ہوتی تھی۔ پر آج یہ جان کر اسے صدمہ ہی لگ چکا تھا کہ شر جینا شاہ، عالم شاہ جیسے سنجیدہ اور دلکش انسان کے نکاح میں بھی ہے۔۔۔

ساسوماں آپ کہاں کھو گئیں ہیں۔۔۔؟ رو قاش کو خیالوں میں گم ہوتے دیکھ کر اربیلا شاہ کی شرارتی آواز نے اسے ہوش دلائی تو رو قاش اسے بے اختیار گھورنے لگی۔۔۔

" بیلا میں تمہاری یہ جادو گرنی والی آنکھیں نکال کر گوٹیاں کھیلنا شروع کر دوں گی، اگر اب تم نے مجھے یہ سو کالڈ ساسوماں بلایا تو۔۔"

انگلی اٹھاتے ہوئے رو قاش نے اربیلا کو دھمکی لگائی تو بیلا قہقہہ لگاتے ہوئے صوفے پر گرتی چلی گئی تھی۔۔۔

رو قاش رشتے میں چونکہ اسکی ساس لگتی تھی اس لیے حابیل شاہ نے اسے خاص طور پر تاکید کی تھی کہ چاچو کی بیوی کو ساسوماں ہی پکارنا ہے۔۔۔! جس پر رو قاش تو چڑتے ہوئے انہیں گھورنے لگتی تھی۔۔ بیلا ویسے تو حابیل شاہ کو اتنا منہ لگانا پسند نہیں کرتی تھی، لیکن اسکی یہ بات مانتے ہوئے اسے رو قاش کو چڑانے میں بہت مزا آتا تھا۔۔۔

ہائے۔۔۔!! ساسوماں اب آپ مجھ پر اتنا ظلم کریں گئیں کیا۔۔؟ بیلا نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ڈرنے کی ایکٹنگ کی تو لاونج میں سب کے قہقہے گونجنے لگے۔

ارباز شاہ جو اپنے کمرے سے نکل کر ڈیرے پر جا رہے تھے، کہ بے اختیار لاؤنج سے قہقہوں کی آواز سنتے ہوئے انکے قدم زمین پر جکڑتے چلے گئے تھے۔۔۔

ان سریلے قہقہوں کی آواز نے انہیں اچانک ماضی کی یاد دلائی تو انکا دل سینے میں جکڑتا چلا گیا تھا۔۔۔ برسوں تک یہ حویلی ویران اور بس گھٹن کا سماں بن چکی تھی۔ لیکن اب کچھ وقت سے یہاں پھر رونقیں محسوس ہونے لگیں تھیں۔

حویلی کے اندر گونجتی ہوئی پائلوں کی آواز جہاں اعظم شاہ کو سکون دینے لگی تھی، وہیں ارباز شاہ بھی تشکر سے اب ہر وقت مسکرانے لگے تھے۔ انکی براؤن آنکھیں ماضی کی یادوں سے نم ہوئیں تو وہ آنکھیں صاف کرتے ہوئے جلدی سے حویلی سے نکلتے چلے گئے۔

جبکہ مائرہ اب ہنستے ہوئے روقاش کو اپنے اور مالا شاہ کے نکاح کے بارے میں بتا رہی تھی۔ اس وقت شام کا وقت تھا۔ اور تھوڑی دیر میں سب آفس سے واپس لوٹنے والے تھے۔

مائرہ بھی آج آفس سے جلدی واپس لوٹ آئی تھی۔۔۔ اسی لئے حویلی میں اب گرلز گینگ گپوں میں مصروف ہو کر قہقہے لگانے میں مصروف تھی۔۔

ہائے میری اتنی معصوم بچی کا نکاح، اس توے کی آنکھوں والے سے ہوا ہے کیا۔۔۔؟ مالا شاہ کے کیوٹ چہرے کو دیکھتے ہوئے روقاش کو بے اختیار ارمغان شاہ کی وحشت بھری آنکھیں یاد آئیں تو اسے دلی افسوس ہوا تھا۔۔۔

ویسے ایک بات تو کنفرم ہو گئی ہے! کہ اس حویلی میں جوڑ بلکل صحیح نہیں بنے ہوئے۔۔۔! روقاش نے مائرہ ورارمان شاہ کا نکاح سن کر پرسوچ انداز میں کہا تھا۔۔۔

جی جی یہ بات تو ہمیں ایک ہفتہ پہلے ہی پتہ لگ گئی تھی۔ جب آپ ہمارے بڑی کو جنگل سے برآمد ہوئی تھیں۔۔۔! زیام شاہ جو ابھی وہاں آیا تھا۔ روقاش کی بات سن کر وہ اچکتے ہوئے صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھا تھا۔۔

دیکھو زکام شاہ، میرا ابھی تمہارے ساتھ منہ ماری کا کوئی موڈ نہیں ہے۔۔! اس لئے یہاں سے اٹھتے ہوئے تپلی گلی نکل جاؤ۔۔۔! زیام شاہ کی بات پر سلگتے ہوئے روقاش نے انگلی اٹھاتے ہوئے اسے تیکھی نظروں سے دیکھا تو وہ بتیسی نکالتے ہوئے مزید ریلیکس انداز میں لیٹ گیا۔۔۔

ویسے پھوپو آپ جو بھی کہیں، پر ایک بات تو کنفرم ہے، کہ آپ نے ہمارے کنوارے چاچو کو بڑی جلدی اپنی محبت کے جال میں پھانس لیا ہے۔۔۔! ورنہ کوئی اتنی جلدی پاگل ہو کر شادی نہیں کرتا۔۔۔! زیام شاہ اسکو آگ لگاتے ہوئے مسخرے پن سے بولا تھا۔۔

اس ڈھیٹ انسان کی اتنی بکواس پر روقاش سچ میں جل بھن چکی تھی۔

میں تمہارا قیمہ بنا دینا ہے، اگر تم نے اب مجھے پھوپو کہا تو۔۔۔! روقاش اسے تکیہ مارتے ہوئے غرائی تو بدلے میں زیام شاہ نے اسکی طرف دل جلاتی مسکراہٹ اچھالی۔۔۔

روقاش پیر پٹکتے ہوئے اعظم شاہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی تاکہ زیام شاہ کی شکایت لگا سکے۔۔۔جو پھر اسکا خون جلانے آگیا تھا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جیا تم دھیان سے کیوں نہیں پڑھ رہی ہو۔۔! عالم شاہ نے شر جینا کو غصے سے دیکھا تو شر جینا بیچارہ سامنہ بناتے ہوئے اردو کی بک پر نظریں جمائے کی کوشش کرنے لگی۔

کل اس کا اردو کا ٹیسٹ تھا جس میں تشریح لکھوائی جانی تھی۔اسی لیے عالم شاہ آفس آتے ہی اسے پڑھانے بیٹھ گیا تھا۔ویسے تو شر جینا کو پڑھانے کا ذمہ عالم شاہ کا ہی تھا۔کیوں کہ پڑھائی کے معاملے میں وہ عالم شاہ کے علاوہ کسی کے قابو میں نہیں آتی تھی۔

عالی آپ کب سے مجھے پڑھا رہے ہیں،اب آپ تھک گئے ہوں گے،تو آپ اپنے کمرے میں ریسٹ کرنے چلے جائیں۔۔میں باقی کا خود پڑھ لوں گی۔۔۔"

گرین آنکھوں کو مٹکاتے ہوئے شر جینا شاہ نے معصوم بننے کی ناکام کوشش کی۔۔تو عالم موبائل سے نظریں ہٹا کر غور سے اپنی شاطر بیوی کو دیکھ گیا۔جو اسے یہاں سے بھیج کر اپنی جان چھڑانا چاہ رہی تھی۔

تم میری فکر چھوڑ کر اپنی تشریح یاد کرو،تاکے میں ٹیسٹ لے سکوں۔۔! عالم اسے گلابی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔۔جس پر شر جینا منہ نہ کر کے رہ گئی۔

باہر سے آنے والی آوازیں اسکے دل کو بے چین کر رہی تھیں۔ کھانا کھا کر سب اس وقت حسب معمول لاؤنج میں ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔۔ جبکہ عالم شاہ نے اسے ٹیسٹ کی تیاری کے لئے کمرے میں قید کیا ہوا تھا۔۔

کیونکہ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں بھی وہ اسے پڑھانے کے لئے کمرے میں لے آیا تھا۔ جس پر شرجینا کا منہ بن رہا تھا۔ وہ باہر جا کر اپنی چاچی سے باتیں کرنا چاہ رہی تھی۔ پر اس وقت شیر کی قید میں پھڑ پھڑا بھی نہیں پا رہی تھی۔۔

شرجینا نے ایک نظر سامنے پڑی اردو کی کتاب کو دیکھا، جس میں لکھے اشعار اسکے سر کے اوپر سے کیا گزر رہے تھے۔ بلکہ دور دور سے گزرتے بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔

جس کا صاف مطلب تھا کے وہ اردو میں مکمل طور پر زیرو تھی۔ امریکا میں پلنے بڑھنے کا اسے یہ ایک ہی نقصان ہوا تھا. کہ اسے اردو سمجھ نہیں آتی تھی۔ کالج میں وہ اردو بول لیتی تھی۔ لیکن حویلی میں وہ سب سے انگلش میں ہی بات کرتی تھی۔

شرجینا کی اس عادت پر عالم اسے بارہاں ٹوک چکا تھا

کہ وہ حویلی میں بھی اردو بولنے کی کوشش کیا کرے۔ تاکے اسے اردو کی سمجھ بوجھ آسکے۔

اثر اسکو، ذرا نہیں ہوتا

رنج، راحت فزا نہیں ہوتا

اگر اسکو اثر نہیں ہو رہا تھا۔ تو لکھنے کی بجائے دو چپڑیں لگا دیتا۔ غزل کے پہلے شعر کے مصرعوں کو پڑھتے ہوئے شر جینا غصے سے شاعر کو کوستے ہوئے بڑبڑا گئی۔

یہ اتنی ٹھنڈی غزل لکھی کس نے ہے۔۔؟ غصے سے شر جینا نے سوچتے ہوئے فہرست نکال کر غزل کے شاعر کا نام پڑھنا چاہا تھا۔۔

"مومن خان مومن۔۔۔"

یہ کیسا نام ہوا۔۔۔؟ شاعر کا نام پڑھتے ہوئے شر جینا بے اختیار سوچ میں پڑ گئی۔

مومن تو وہ بندہ نہیں ہوتا جو پکا مسلمان ہو۔۔۔ کیا یہ شاعر پکا مسلمان تھا۔۔؟

مومن کے لفظی معنی سے الجھتے ہوئے وہ پر سوچ انداز سے خیالوں میں اسلامیات کی ٹیچر کی بتائی گئی باتوں کو یاد کرتے ہوئے خود سے مخاطب تھی۔۔

عالی یہ دیکھیں شاعر نے کیا لکھا ہے؟ "اثر اس کو ذرا نہیں ہوتا"۔۔۔ مطلب جو اس کی محبوبہ تھی۔ وہ اس کی بات نہیں مانتی تھی۔ اس لئے شاعر نے لکھ دیا۔ کہ اسے اثر نہیں ہوتا۔۔۔ اتنی تو اس کی تشریح ہے، بس مجھے آگئی ہے۔۔۔"

شر جینا نے خوش ہوتے عالم شاہ کو تشریح سنائی تو عالم شاہ اچھنبے سے اسے دیکھے گیا۔ پچھلے اتنے گھنٹوں سے وہ اسے سمجھا سمجھا کر تھک گیا تھا اور اس میڈم نے کیا تشریح بنائی تھی۔۔

واہ شر جینا عالم شاہ۔۔۔ وہ دل میں امپریس ہوئے بنا نہیں رہ سکا تھا۔

جیا مجھ سے ڈانٹ کھاؤ گی۔۔ جیسے میں نے پڑھائی ہے بالکل ویسے ہی یاد کرو اسے۔۔۔۔"

شر جینا کی بونگی پر عالم شاہ نے سیریس انداز میں ڈپٹا تو شر جینا رونے والا منہ بناتے ہوئے جلدی سے بیڈ سے نیچے اتری۔۔۔

مجھے نہیں پڑھنا آپ کے پاس۔۔ !کب سے ڈانٹے ہی جا رہے ہیں۔۔۔ !

سبز آنکھوں میں مصنوعی آنسو لاتے ہوئے شر جینا تیز گام بنتے روم سے باہر نکل گئی تو عالم اسے دیکھتا رہ گیا۔

لیکن اگلے ہی پل وہ تیزی سے اس کے پیچھے ہوا تھا۔۔ تاکہ وہ بڑھا چڑھا کر اس پر الزام نا لگائے۔۔۔۔

چاچو۔۔۔۔ !شر جینا نے لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اونچی روتی آواز میں ہاشم شاہ کو پکارا تھا۔۔۔

اسکی روتی آواز پر ہاشم شاہ کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی باتیں چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ جو بے بی پنک نائٹ سوٹ میں کتاب اٹھائے روتے ہوئے آ کر ہاشم شاہ کے سینے میں چھپ گئی تھی۔۔

چاچو کی جان کیا ہوا۔۔؟ ہاشم شاہ نے اسے بازو کے گھیرے میں لیتے فکر سے پوچھتے ہوئے عالم شاہ کو دیکھا تھا۔۔۔ جو تھکی سانس خارج کرتے ہوئے آ کر صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔۔

روقاش بھی عالم شاہ کے چہرے کے اثرات کو دیکھ کر ایک نظر شر جینا شاہ کو دیکھ گی۔۔۔

چاچو عالی نے مجھے ڈانٹا ہے۔۔۔! شر جینا نے ذرا سا چہرہ باہر نکالتے ہوئے عالم شاہ کو ڈھونڈتے ہوئے انگلی سے اسکی طرف اشارہ کیا۔۔

شر جینا ے بتانے پر فوراً ہاشم شاہ کڑے تیوروں سے عالم شاہ کی طرف دیکھنے لگا تھا۔۔

پہلے یہ پوچھ لیں کہ میں نے اسے کیوں ڈانٹا ہے۔؟ پھر مجھے گھورتے رہیے گا۔۔"

ہاشم شاہ کے گھورنے پر عالم شاہ نارمل لہجے میں بول گیا۔۔۔۔۔۔۔

لاڈو کیا ہوا مجھے بتاؤ۔۔؟ کیوں اس نے ڈانٹا ہے۔۔! ہاشم شاہ نے عالم پر گھورتی نظر ڈال کر شر جینا کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیتے پیار سے وجہ جاننا چاہی۔۔۔

جبکہ اس کے جھوٹے آنسو دیکھ کر اس کے بھائی مسکراہٹ دبا گئے تھے۔یقیناً ان کی لاڈلی پڑھائی سے جان چھڑانا چاہ رہی تھی۔۔۔اس لیے یہ ڈرامہ کیا جا رہا تھا۔۔

چاچو میں نے انکو اس شعر کی تشریح سنائی ہے تو مجھے ڈانٹ دیا۔کہ جو میں نے پڑھائی ہے بس وہی یاد کرو ۔۔۔! شر جینا نے شعر پر انگلی رکھتے ہوئے ہاشم شاہ کو بتانا چاہا تھا۔۔

لگے ہاتھوں اپنی عظیم تشریح بھی سنا دو اپنے چاچو کو۔۔۔۔! شر جینا کے بتانے پر عالم شاہ نے طنزیہ انداز میں کہنے لگا تھا۔جس پر شر جینا ناک چڑھا کر ہاشم شاہ کو اپنی تشریح سنانا شروع ہو گئی۔۔۔

چاچو یہ جو شاعر ہے نا مومن، اس کی محبوبہ اس کی کوئی بھی بات نہیں مانتی تھی۔۔۔ پوری ڈھیٹ تھی ۔مومن جو بھی بات کہتا تھا۔۔ کہتی تھی کہ میں نے نہیں کرنا۔۔ مومن کی کوئی بات سنتی ہی نہیں تھی ۔اس لئے مومن نے اداسی سے یہ لائن لکھ دی۔۔۔

کہ "اثر اس کو زرا نہیں ہوتا"۔۔۔

میں نے عالی کو بلکل ایسے ہی تشریح سنائی تو انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا۔۔

شرجینا شاہ نے شعر پر دوبارہ انگلی رکھتے ہوئے اپنی تشریح کیا سنائی تھی۔۔۔ بلکہ اسکی اتنی عظیم تشریح سن کر لاؤنج میں ایک کے بعد ایک قہقہے ابل پڑے تھے۔۔

مانو، نامانو اس تشریح کے بعد مومن کی روح قبر میں تڑپ رہی ہو گی۔۔۔!! زیام شاہ نے قہقہ روکتے ہوئے شاعر کی حالت پر اظہار افسوس کیا۔۔۔ جبکہ روقاش تو منہ کھولے شرجینا شاہ کی تشریح میں ڈوب چکی تھی

۔۔۔۔۔

چاچو کیا میری تشریح غلط ہے؟ سب کو ہنستے دیکھ کر شرجینا نے ہاشم شاہ کو دیکھا، جو خود مسکراہٹ روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

نہیں تو میرے بچے نے بلکل ٹھیک تشریح کی ہے، ان گدھوں کو کیا معلوم ہو۔۔! شرجینا کے پوچھنے پر ہاشم شاہ نے اس کے بال سنوارتے ہوئے ماتھے کو چوما تو شرجینا چہک اٹھی۔۔ عالم شاہ تو تاسف سے چاچے، بھتیجی کو دیکھ گیا تھا۔ جو پوری دنیا کو اپنے سوا الو سمجھتے تھے۔۔۔۔۔

پوری کی پوری دنیا نالائق پانڈی ہے یہ۔۔۔۔۔!ارمغان شاہ نے ہنس کر شرجینا شاہ کو چڑاتے ہوئے تبصرہ کیا۔۔۔۔۔

ہاں جیسے تیری کامیابیوں کے میڈل تو حویلی کی دیواروں سے لٹکے پڑے ہیں۔۔!حابیل شاہ نے اس کی گردن پر ایک رکھ رسید کی تو شرجینا بدلے میں خوش ہوتے زبان نکال کر اپنے بھائی کو چڑانے لگی۔۔۔۔۔

گلابی فتنی کہیں کی۔۔۔!ارمغان شاہ جلے کٹے انداز میں بڑبڑایا تو مالا شاہ کی ہنسی نکل گئی۔۔مالا شاہ کو خود پر ہنستے دیکھ کر ارمغان شاہ کے دل پے چھریاں چلیں تو وہ خونخوار تاثرات سے اسے دیکھنے لگا تھا۔۔

غان نظریں نیچی کر لو۔۔!عالم شاہ نے اسے مالا کو گھورتے پا کر تنبیہ کی تو مالا شاہ لاڈ سے عالم شاہ کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

بھیا کل مجھے غان نے ڈانٹا تھا۔۔اور کہا تھا، کہ اگر اب تم نے سٹوریز پڑھیں، تو میں تمہاری کتابوں کو آگ لگا دوں گا۔۔!مالا نے عالم کے کندھے پر رکھتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کرتے شکایت لگائی۔۔۔۔۔

مالا شاہ کی شکایت پر عالم شاہ ایبرو اچکاتے ہوئے ارمغان شاہ کی طرف دیکھنے لگا تو بڑے بھائی کی نظروں کو خود پر محسوس کرتے وہ اچانک گڑبڑا گیا تھا۔۔

ویسے کافی دن نہیں ہو گئے ؟تمہاری ہوا ٹائٹ کیے۔۔!عالم شاہ نے سنجیدہ انداز میں رعب سے بولتے ہوئے ارمغان شاہ سے پوچھا تو وہ مسکرانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔۔

مالا شاہ چمکتی آنکھوں سے اسکی پتلی حالت انجوائے کر رہی تھی۔۔۔۔

توبھائی انتظار کس بات کا کر رہے ہیں، لگے ہاتھ پھر اس چھچھوندر کی ہواٹائیٹ کر دیتے ہیں۔۔!ارمان شاہ نے مزے سے انجوائے کرتے عالم شاہ کو اکسانا چاہا۔۔۔۔

بھائی غان کو کچھ کہنے سے پہلے ،آپ پہلے اس گوریلے کی ہواٹائیٹ کریں نا۔۔!جو روز آفس سے آکر مجھے دھمکا کر چلا جاتا ہے،اور کام بھی نہیں کرنے دیتا۔۔!مائرہ شاہ ارمان شاہ پر نظریں جماتے ہوئے تیکھے چتون سے اچانک بولی۔توہاشم اور عالم شاہ اس کی طرف متوجہ ہوگئے۔۔اس بار گڑ بڑانے کی باری ارمان شاہ کی تھی۔۔۔۔

تمھیں میں نے منع کیا تھا، کہ تم میرو کے آفس نہیں جاؤ گے۔!مائرہ کی بات سنتے ہاشم شاہ نے سیریس انداز میں ارمان شاہ کو یاد دلانا چاہا۔۔ارمان دل ہی دل میں اس چالاک لومڑی پر ہاتھ مل رہا تھا۔

مجھے تو لگتا ہے کہ ان تینوں کی ہواٹائیٹ ہونے والی ہے۔۔!حابیل شاہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے رائے دینے والے انداز میں کہنے لگا۔۔

جبکہ ارمان، زیام اور ارمغان شاہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے یہ سوچ رہے تھے۔۔۔کہ یہاں سے بچ کر نکلا کیسے جائے۔۔

دوسروں پر رعب جھاڑنے کا شوق ہے بس، کبھی خود کو بھی شیشے میں دیکھ لیں۔۔۔! اربیلا شاہ ہونہہ کرتے حابیل پر نظر ڈال کر بڑبڑائی تو حابیل شاہ ابیرو اٹھاتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔۔

تم کمرے میں ایک بار چلو، پھر بتاتا ہوں۔۔! کہ شیشے میں کس کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔۔! حابیل شاہ اس کی بڑبڑاہٹ سن چکا تھا۔۔ اسکے جواب پر اربیلا منہ ٹیڑھا کرتے پھر سب کی طرف متوجہ ہو گئی

میری اجازت کے بنا تم نے حویلی سے باہر قدم نکالنے کی جرات کیسے کی۔۔۔؟

مقابل اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے اس کے چہرے پھنکارتا ہوا بولا تھا۔ جبکہ وہ گھٹی گھٹی سیسکیاں لیتی ہوئی دیوار میں گھسنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

می۔۔۔ میں۔۔۔ بب۔۔۔۔ بسس۔۔۔ چیزیں واپس کرنے گئی تھی۔۔۔! اسکی سرخ آنکھوں سے خوف کھاتے ہوئے وہ ہچکیاں دبانے کی کوشش کرنے لگی۔

مقابل کو اسکے ہونٹوں پر لگا سرخ رنگ دیکھ کر مزید طیش آیا تھا۔۔۔۔

دماغ میں پھر وہی مناظر گھومنے لگے جب وہ غیر مرد اسکی بیوی کو پرپوز کر رہا تھا۔ دماغ میں اٹھتے وبال پر وہ اسکی گردن کو جکڑ کر چہرے کو اوپر اٹھاتے ہوئے ایک دم سے اس کے ہونٹوں پر جھکا تو اسکی سسکیاں یک دم سے تھم گئیں۔۔۔ بھیگی سرخ آنکھیں ساکت ہوتی چلی گئیں تھیں۔۔۔ اسکی ڈھرکنوں کو ہاتھ میں مسلتے ہوئے، وہ شدت سے اسکے ہونٹوں کو کاٹنے لگا تھا۔۔۔۔۔

صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔۔ روقاش اپنے کمرے میں داخل ہوئی تو اچانک اسکے دماغ میں جھماکا سا ہوا تھا ۔۔۔تو وہ جلدی سے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کی طرف بڑھ گئی۔۔

اپنے وجود پر اوڑھی ہوئی گرم شال اور دوبٹہ اتار کر اس نے سائیڈ پر رکھ دیا۔

بلیک کلر کی شیفون کی لانگ فراک میں میدے جیسی سفید رنگت اور ہیزل آنکھوں کے ساتھ ،اپنے توبہ شکن حسن میں وہ دل دھڑکا دینے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔ ہیزل آنکھوں کے تینوں رنگ اس وقت آخری حد تک چمک رہے تھے۔

شیفون کی بلیک فراک میں اسکی پتلی اور لچکیلی کمر کے بل اس طرح نمایاں تھے۔۔ کہ دیکھنے والا کا سینے میں سانس اٹک سکتا تھا۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی چینج کر کے کمرے سے باہر گئی تھی۔ تھوڑی دیر داجان کے پاس بیٹھنے کے بعد وہ دوبارہ کمرے میں واپس آئی تو اسے بے اختیار اپنا سامان یاد آگیا

روقاش نے ہینڈ بیگ میں سے اپنا موبائل نکال کر دیکھا تو وہ ڈیڈ پڑا ہوا تھا۔ ٹرپ والی رات اسکا یہ بیگ بس میں ہی رہ گیا تھا۔ ہائی جیک کا مسلہ حل ہونے کے بعد آرمی آفیسر ز ہاشم شاہ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے اگلے دن پھر حویلی آئے تو انکے ساتھ یہ بیگ بھی تھا۔

چونکہ روقاش کو ریسکیو کرنے والا ہاشم شاہ تھا۔ اس لئے آرمی آفیسر ز نے ہاشم شاہ کو بیگ دیکھاتے ہوئے روقاش کا اڈریس جاننا چاہا۔ تاکہ روقاش تک اسکا بیگ پہنچایا جاسکے۔ آرمی آفیسر ز کے سوال پر ہاشم شاہ یہ

کہتے ہوئے بیگ تھام چکا تھا۔ کہ یہ بیگ اسکی مسسز کا ہے۔اس لئے انکو یہ بیگ کہیں اور بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہاشم شاہ کی بات پر وہ جب تعجب کا شکار ہوئے تو عالم شاہ نے مختصر کرتے انہیں ہاشم شاہ کے نکاح کے بارے میں بتادیا۔۔ساری بات جان کر جہاں انہوں نے ہاشم شاہ کو مبارکباد پیش کی وہیں انہیں ہاشم شاہ کا یہ عمل بے حد پسند بھی آیا تھا۔۔ جس نے ایک لڑکی کو بے سہارا ہونے سے بچالیا تھا۔۔۔

روقاش نے موبائل کو چارجنگ پر لگا کر آن کیا تو ان گنت میسجز دیکھ کر وہ چکرا گئی۔ سکول کے ڈائریکٹر شاہد منیر کی طرف سے بھی کئی زیادہ میسجز آئے ہوئے تھے۔

سارے میسجز پڑھ کر وہ سوچ میں پڑ چکی تھی۔۔۔۔

کیا مجھے سکول جانا چاہیے۔۔۔؟ ٹھوڑی پر ہاتھ ٹکاتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی۔

روقاش نے گھڑی کی طرف ٹائم دیکھا جہاں اب ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔ گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے وہ آخری فیصلہ کرتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

موبائل کو ٹیبل پر رکھ کر وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے آئی۔ کالے گھنے گھنگریالے بال کھلے ہوئے تھے۔ دونوں طرف سے لٹیں نکال کر لوز سا کیچر لگایا ہوا تھا۔ جبکہ چہرہ اس وقت کسی بھی مصنوعی آرائش سے پاک تھا۔ شیشے میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے وہ کچھ دیر کے لئے ٹھٹک گئی۔ لیکن پھر خود سے نظریں چراتے ہوئے روقاش نے ڈریسنگ مرر کی طرف نظر دوڑائی جہاں اسکی ضرورت کا ہر سامان موجود تھا۔

اس ایک ہفتے میں ہاشم شاہ اسے دنیا جہاں کی ہر آسائش دے چکا تھا۔ لیکن ابھی تک وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب نہیں آئے تھے۔ نکاح کی اگلی صبح کے بعد سے ہاشم شاہ اسکے قریب نہیں آیا تھا۔ اور اس کے پیچھے کی وجہ سے روقاش بے خبر تھی۔

ٹیبل سے ریڈ لپ اسٹک اٹھا کر، ہونٹوں کو رنگتے ہوئے روقاش نے ایک نظر پھر خود کو دیکھا تو ناز سے مسکرا دی۔۔۔ کانوں میں ڈائمنڈ کے ٹاپس پہنتے ہوئے روقاش نے ہاتھوں میں بھر بھر کر ریڈ کانچ کی چوڑیاں پہنیں اور ڈریسنگ روم سے اپنا جوتا لینے چلی گئی تھی۔ دو منٹ بعد وہ ڈریسنگ روم سے باہر نکلی تو اسکے سفید مومی پیروں میں ہائی ہیلز تھیں۔

مرر میں خود پر آخری نظر ڈال کر، بلیک شیفون کے دوپٹے سے سر کو ڈھانپتے ہوئے کندھوں پر گرم شال اوڑھتے، خود پر ہاشم شاہ کی پرفیوم کا چھڑکاؤ کر کے وہ کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

مائرہ شاہ اس وقت آفس گئی ہوئی تھی اور شرجینا بھی اس وقت کالج میں موجود تھی۔ جبکہ اربیلا، مالا شاہ کے ساتھ اسکے ڈائزائنگ روم میں مصروف تھی۔

ان دونوں کو اپنے جانے کا بتا کر وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی تو لاونج میں کھڑے ارباز شاہ پر اسکی نظر پڑ گئی۔۔

بھائی۔۔۔!!!

ارباز شاہ جو کال پر مصروف باہر نکل رہے تھے۔۔ کہ نسوانی پکار پر چونک کر مڑتے ہوئے دیکھنے لگے۔ جہاں سامنے ہی انکی چھوٹی بھابھی انکی طرف منتظر نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

ارباز شاہ نے کال بند کرکے موبائل جیب میں رکھ کر اسکی طرف قدم بڑھائے۔۔۔

کیا ہوا گڑیا۔۔؟ارباز شاہ نے بھاری آواز میں اسکی پکار کی وجہ پوچھی تھی۔۔۔

سفید کاٹن کے سوٹ میں انکی رعب دار شخصیت دیکھتے ہوئے روقاش پہلے تو کنفیوز ہوئی۔ لیکن پھر ہمت کرتے بول پڑی۔۔۔

بھائی، کیا تھوڑی دیر کے لئے میں اپنے سکول جاسکتی ہوں۔۔؟روقاش نے ڈرتے ہوئے ان سے اجازت طلب کرنا چاہی تو ارباز شاہ اسکے معصومانہ انداز پر مسکرا دیے۔۔۔

اسکے اتنے پیار سے بھائی بلانے پر ارباز شاہ کو اچانک اپنی لاڈلی بہن یاد آگئی تھی۔ وہ بھی روقاش کی ہی ہم عمر تھی۔

اس کام کے لیے میری گڑیا اتنا ڈرتے ہوئے کیوں بول رہی ہے۔۔؟ارباز شاہ اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے مسکرا کر بولے تو روقاش جھجھکتے ہوئے مسکرا دی۔۔۔

اپ۔۔اپ سے ڈر لگ رہا ہے نا اس لئے۔۔۔!!ارباز شاہ کی بات پر وہ سچ بیان کرتے گویا ہوئی تو وہ قہقہہ لگا گئے۔۔

سامنے کھڑی انکی چھوٹی بھابھی عمر میں ہاشم شاہ سے بھی کافی چھوٹی تھی۔ لیکن بھرپور خوبصورت تھی۔ خاص کر اسکے بات کرنے کا طریقہ، ٹھہرے انداز میں وہ جس طرح لفظوں کو ادا کرتی تھی۔ سامنے والے کا خود بخود دل کرتا تھا کہ اس سے باتیں کرتا جائے۔۔۔

بچے بھائیوں سے ڈرتے نہیں ہیں، بلکہ حق سے بات منواتے ہیں۔۔! میں ڈرائیور کو کہتا ہوں، وہ اپکو لے جائے گا۔۔۔"

ارباز شاہ کے جواب پر روقاش بھرپور انداز میں مسکرانے لگی تھی۔۔۔۔

بھائی، میں نے شاہ کو اس بارے میں نہیں پوچھا، تو۔۔۔۔! ہاشم شاہ کے یاد آنے پر وہ فکر سے کہنے لگی تھی۔۔۔

کوئی بات نہیں بچے، آپ بے فکر ہو کر چلی جاؤ، اسے میں خود انفارم کر دوں گا۔۔۔! روقاش کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے ارباز شاہ نے اسے بے فکر کرنا چاہا تو وہ ریلکس ہوتی چلی گئی۔۔۔

جبکہ ارباز شاہ مڑ کر باہر چلے گئے تھے۔ تاکہ ڈرائیو سے گاڑی نکلوا سکیں۔۔ انکے باہر نکلنے پر روقاش، اعظم شاہ کو انفارم کرنے کے لیے انکے کمرے میں چلی گئی تھی۔

تقریباً پانچ منٹ بعد وہ حویلی کے مین گیٹ پر آئی تو سامنے کا منظر دیکھ کر اسکی آنکھیں کیا وجود بھی ساکت ہو چکا تھا۔ ہر طرف بلند و بالا خوبصورت پہاڑ تھے۔۔

اونچے اونچے پہاڑوں پر بنے ہوئے گھر انتہائی دلکش لگ رہے تھے۔۔ برف سے ڈھکے پہاڑوں کو دیکھ کر روقاش کو گمان ہو رہا تھا۔ جیسے وہ ایک پری ہو۔ جو آسمان میں رہتی ہے۔۔۔

روقاش نے نظریں گھوما کر چاروں اطراف دیکھا تو اسے بیک وقت یہ بھی احساس ہونے لگا جیسے وہ بھٹک کر جنت میں آنکلی ہے۔۔آج پہلی بار وہ حویلی سے بذات خود ایسے باہر نکلی تھی۔جبکہ نکاح کی رات جب ہاشم شاہ اسے گود میں اٹھائے یہاں لایا تھا۔۔تب چاہ کر بھی وہ کسی چیز پر غور نہیں کر پائی تھی۔

دل لبا والی نظروں سے ہر چیز کو دیکھتے ہوئے اس نے سیڑھیاں اترنا شروع کیں۔اتنی ہائی ہیلز میں سیڑھیاں اترتے ہوئے اسے ڈر بھی لگ رہا تھا۔لیکن جیسے تیسے وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ گیراج میں پہنچ چکی تھی۔

گیراج میں پہنچ کر اس نے نظریں اٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر حویلی کو مڑ کر دیکھا تو اسکا سر چکراتا چلا گیا۔لیکن پھر مسکراتے ہوئے سر جھٹک گئی۔زندگی کا یہ اچانک بدلا رخ اسکے دل میں رنگ برنگی تتلیاں اڑا رہا تھا۔اندر ہی اندر یہ نیا احساس روقاش کے دل میں گدگدی پیدا کرنے کے لیے کافی تھا۔۔

ارباز شاہ نے اسکے لئے گاڑی کا دروازہ کھولا تو اتنے مان پر اسکی آنکھوں میں نمی چمک اٹھی۔۔۔دل و دماغ میں بہت سے تلخ مناظر بھی گھومے تھے۔لیکن پھر تلخ مسکراہٹ سے سر جھٹکتے ہوئے اس نے ارباز شاہ کو شکریہ کہنا چاہا تو وہ اسے ٹوک گئے۔۔

"آپ ہماری عزت اور حویلی کی رونق ہیں !اور پھر بہنیں تو بھائیوں کے لیے شہزادیاں ہوتیں ہیں نا۔۔۔"

ارباز شاہ نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے اسے عقیدت سے جواب دیا تو نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے وہ سچ میں مغرور بھرے انداز سے گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔۔

ارباز شاہ نے گاڑی کا دروازہ بند کرتے ہوئے ڈرائیور کو ایک دفعہ پھر روقاش کا خیال رکھنے کی تلقین کی تھی۔گاڑی گیراج سے نکل کر روڈ پر آئی تو روقاش کو گاڑی کی ونڈو سے باہر سے نظر آنے والا ہر منظر پہلے سے بہت بدلا ہوا محسوس ہونے لگا۔۔۔

تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹے کے سفر کے بعد ڈرائیور نے سکول کے سامنے گاڑی کو بریک لگائی تو روقاش ایک نظر سکول کی بلڈنگ کو دیکھے گئی۔

ڈرائیور نے نیچے اتر کر روقاش کی سائیڈ کا دروازہ کھولا تو وہ شان سے کندھوں پر شال درست کرتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلی تھی۔۔۔

____

اوکے بڑی۔۔۔! بلو والی فائل چاہئے نا۔۔؟ زیام شاہ نے کنفرم کرتے ہوئے کال بند کر کے تیزی سے قدم اٹھاتے لاؤنج میں داخل ہوتے ہی روقاش کو آوازیں لگانا شروع کر دیں تھیں۔۔۔

لیکن جواب ندارد۔۔۔

زیام شاہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر ہاشم شاہ کے کمرے کی طرف آیا تو کمرے کو خالی دیکھ کر اس نے روقاش کی تلاش میں پھر نظریں گھمائیں۔

کچھ سوچ کر وہ مالا شاہ کے آفس میں آیا تو اربیلا شاہ اور مالا کو باتوں میں مگن دیکھ مزید چونک گیا۔

چاچی کہاں ہیں۔۔۔؟ ان دونوں کے دیکھنے پر زیام شاہ نے پوچھنا ضروری سمجھا۔۔۔

چاچی تو کسی ضروری کام کی وجہ سے اپنے سکول گئیں ہیں۔۔۔! مالا شاہ نے آرام سے اسے جواب دیا تو زیام شاہ مزید چونک گیا۔۔۔

کونسا سکول اور کس کے ساتھ وہ گئیں ہیں۔۔۔؟! اس بار زیام نے تشویش سے جاننا چاہا تھا۔۔۔

جس سکول میں وہ پہلے جاب کرتیں تھیں، وہی پر گئیں ہیں۔۔! اور کس کے ساتھ گئیں ہیں اس کے بارے میں تو ہمیں نہیں پتہ ہے۔۔۔"اس بار بیلا شاہ کی طرف سے اسے جواب آیا تھا۔۔

جبکہ پوری بات جان کر زیام شاہ کو انکی عقل پر افسوس ہونے لگا جھنوں نے اپنی عزیز جان چاچی سے پوچھنا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا کہ وہ کس کے ساتھ جارہیں ہیں۔۔۔

بنا انہیں کوئی جواب دیے وہ ہاشم شاہ کے کمرے میں آیا اور سائیڈ ٹیبل سے فائل ڈھونڈنے لگا۔۔ مطلوبہ فائل ڈھونڈ کر وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل ایا۔

ہاشم شاہ کی آج ایک ضروری میٹنگ تھی جس کی فائل وہ کمرے میں ہی بھول گیا تھا۔۔اسی وجہ سے ہاشم شاہ نے زیام کو کال کی تھی۔کہ وہ روقاش سے فائل لے کر آفس لے آئے۔پر یہاں اسکی چاچی سرے سے ہی غائب تھی۔اور یقیناً ہاشم شاہ اس بارے میں نہیں جانتا تھا۔۔

گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے زیام شاہ نے کال کر کے ڈرائیور سے سکول کا ایڈریس پوچھ کر سڑک پر تیز سپیڈ میں گاڑی اڑانا شروع کردی۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

روقاش سکول میں اینٹر ہوئی تو سب حیران کن تاثرات سے اسکی طرف دیکھنے لگے تھے۔۔

سکول میں چونکہ بریک کا وقت چل رہا تھا۔اس لئے سب سٹوڈینٹ گراؤنڈ میں ہی کھیل رہے تھے۔سب بچے روقاش کو اچانک دیکھ کر جہاں حیرت کا شکار ہو رہے تھے وہیں انکی خوشی کا کوئی ٹھکانا بھی نہیں تھا۔۔۔

حسیب سب سے پہلے بھاگ کر ایک دم سے روقاش کے سامنے آ کھڑا ہوا تو روقاش کے قدموں کو جہاں بریک لگی وہیں اپنے سامنے حسیب کو مسکراتے دیکھ کر وہ اسے مصنوعی گھورنے لگی۔۔۔

بدتمیز ڈرا دیا مجھے۔۔۔!روقاش نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کہا تو حسیب ہنستے ہوئے اسکے گلے لگ گیا تھا۔حسیب کے اچانک گلے لگنے پر روقاش بھی بھرپور مسکراتے ہوئے اسے تھام گئی۔

کہاں چلی گئیں تھیں اپ۔۔۔؟میں اپکو اتنا مس کرتا ہوں۔۔!۔

حسیب نے ناراضگی سے اپنی میم کو دیکھا تو وہ کھکھلا پڑی۔

اس حادثے کے بعد جب روقاش سکول نہیں آئی تو حسیب کو اسکی بہت کمی محسوس ہونے لگی تھی۔کیونکہ درحقیقت وہ جنگل میں گزری ہوئی ایک رات اور پھر اسکی جان کے لئے روقاش کا اپنی عزت کو خطرے میں ڈالنا،یہ دونوں چیزیں ہی حسیب کو اسکے بہت قریب کر گئیں تھیں۔

اور آج اچانک روقاش کو اپنے سامنے دیکھ کر اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں رہا تھا۔سب ٹیچرز ان دونوں پر نظریں جمائے ہوئیں تھیں۔روقاش کا بدلا ہوا رنگ ڈھنگ تو مہوش کو صدمے میں مبتلا کر رہا تھا۔

اسکا حسن پہلے سے بھی زیادہ چمکدار معلوم ہو رہا تھا۔

بلیک ڈریس میں ہونٹوں پر ایک بار پھر لال رنگ لگائے وہ دیکھنے والوں کے ہوش اڑا رہی تھی۔۔۔

مس یوٹو چوزے۔۔۔! میری شادی ہوگئی ہے نا بس اس لئے میں سکول نہیں آ پائی۔۔۔"حسیب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے بولی تھی۔۔۔۔

سچی۔۔!!اپکی شادی ہوگئی کیا۔۔۔؟ پر کس سے۔۔۔؟روقاش کی بات پر حسیب کی آواز خوشی سے اونچی ہوئی تو روقاش نے سب کو متوجہ ہوتے دیکھ کر اسے آنکھیں دیکھائیں۔۔

اوپس سوری۔۔۔!!پر بتائیں نا آپکے ہسبنڈ کون ہیں۔۔؟اور اتنی جلدی شادی کیسے ہوگئی۔۔؟روقاش کے آنکھیں دیکھانے پر حسیب نے اپنا والیم سلو کرتے ہوئے پھر ایک ساتھ کئی سوالات کی بوچھاڑ کر دی تھی

۔۔

ممم۔۔۔!!بس مجھے لڑکا پسند آیا تو میں نے جلدی سے شادی کرلی،۔ویسے تم لڑکے کو جانتے ہو۔۔۔۔" حسیب کے سوالات پر روقاش کو ایک دم سے سب یاد آیا تو وہ سر جھٹک کر ہاشم شاہ کو یاد کرتے ہوئے شرمیلی مسکراہٹ سے بتانے لگی تھی۔۔۔

می۔۔میں۔۔۔میں کیسے جانتا ہوں۔۔۔؟افس کے سامنے آکر حسیب اسکی طرف مڑتے ہوئے الجھن سے بولا تھا۔۔۔

اسکا جواب میں تمھیں واپسی پر دوں گی،ابھی مجھے زرا سر سے بات کر لینے دو۔۔۔۔"روقاش نے ہنستے ہوئے اسکے کالے گھنے بال بکھیرتے ہوئے جواب دیا،تو وہ ہنس دیا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے لیکن آپ مجھ سے مل کر ضرور جایئے گا اور اپنا نمبر بھی دیجیے گا۔۔"حسیب نے انگلی اٹھاتے ہوئے روقاش کو پکا کیا تو وہ مسکرا کر ہاں میں سر ہلاتے ہوئے آفس کے اندر داخل ہو گئی۔ حسیب بھی کلاس کی طرف چلا گیا تھا۔۔ کیونکہ بریک کا وقت ختم ہو چکا تھا۔۔۔

زیام شاہ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے لب کا کونا دبا رہا تھا۔۔ کیونکہ اسکی سیاہ آنکھیں ہاشم شاہ کے تاثرات کا معائنہ کرتے ہوئے اپنی چاچی کے حق میں دعائیں مانگ رہی تھیں۔

سگریٹ کا دھواں اڑاتے ہوئے ہاشم شاہ کے ہاتھ کی مٹھی بھینچی ہوئی تھی۔ یہ اسکے ضبط کا واضح ثبوت تھا۔ زیام شاہ نے جیسے ہی ہاشم شاہ کو حویلی میں روقاش کی غیر موجودگی کے بارے میں بتایا تو وہ اپنی میٹنگ کو آگ لگاتا آفس سے نکلتا چلا آیا تھا۔۔۔

وہ اسکی اجازت کے بنا حویلی سے باہر کیسے جا سکتی تھی۔۔۔؟؟ یہ سوال بار بار اسکا دماغ کو جھنجھوڑ رہا تھا۔

اجازت لینا تو دور اسکی بیوی نے اسے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔۔

کیا وہ ابھی تک ہاشم شاہ کو سمجھ نہیں پائی تھی۔ روز ہاشم شاہ کی پسند کا لباس زیب تن کرنے والی اسکے علم میں لائے بنا باہر کیسے جا سکتی ہے۔۔۔۔

ہر گزرتے منٹ کے ساتھ ہاشم شاہ کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔۔ زیام شاہ کو اب اپنی چاچی پر رحم سا آنے لگا۔۔۔ لیکن وہ دعا مانگنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ کیونکہ اسکی پھپھو پھوپلس چاچی سچ میں بہت بڑی بے وقوفی کر چکی تھی۔۔۔

زیام شاہ نے سکول کے باہر گاڑی کو بریک لگائی تو ہاشم شاہ ایک جھٹکے میں دروازہ کھولتا باہر نکل کر سکول کی طرف بڑھ گیا۔۔

یااللہ خیر، آج چاچی کی بچت ہو گئی، تو ضرور میرے ننکے ننکے کزن کے پیدا ہونے کی امید کی جا سکتی ہے۔۔!!
زیام شاہ دعا خیر مانگتے ہوئے تیزی سے ہاشم شاہ کے پیچھے ہوئے تھا۔۔۔

بلیک تھری پیس سوٹ میں بالوں کو جیل سے مخصوص سٹائل میں سیٹ کیے پیروں میں چمکتے شوز پہنے، ہاشم شاہ کی ڈارک گرین آنکھوں سے آگ سی نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔ سفید رنگت میں اس وقت سرخیاں گھلیں ہوئیں تھیں۔۔۔

ہاشم شاہ جو آس پاس سے بے خبر سیدھا چلتا جا رہا تھا۔ کہ زیام شاہ نے اسے آواز دی۔۔۔

بڈی، چچی آفس میں ہیں۔۔۔!! زیام شاہ نے ہاشم شاہ کے قریب آتے کہا تھا۔

زیام شاہ، ہاشم شاہ کو ساتھ لیے آفس کی طرف آیا۔ آفس کے قریب آتے ہی اندر آنے والی آوازوں نے ہاشم شاہ کے قدموں کو یک دم زمین پر جکڑا تو زیام شاہ بھی چونک کر رکتا چلا گیا تھا۔

"میم روقاش میں آپ کو بہت پہلے سے پسند کرتا ہوں،اور آپ سے شادی بھی کرنا چاہتا تھا۔لیکن پھر وہ حادثہ ہو گیا۔اور آپ دوبارہ سکول نہیں آئیں تو کیا میں اب آپکے گھر رشتہ بھیج سکتا ہوں۔۔۔؟"

شاہد منیر نے سامنے بیٹھی اپسرا کو نرم نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اپنے دل کی بات کہی تھی۔۔۔

اندر بیٹھے مرد کی آواز نے جہاں ہاشم شاہ کے جلال پر پیٹرول چھڑکا وہیں غصے سے زیام شاہ کا بھی برا حال ہونے لگا۔

ہاتھوں کو مٹھیوں میں بھینچتے ہوئے ہاشم شاہ نا چاہتے ہوئے بھی اپنی بیوی کا جواب سننے کا منتظر ہوا تھا۔۔۔

کوئی بھی بات کہنے سے پہلے میں اپکو ایک بات کلئیر کر دوں سر کہ میری شادی ہو چکی ہے۔۔۔!!میں یہاں اپکو صرف یہ ضروری پیپرز دینے کے لیے آئی ہوں۔۔۔۔"

روقاش کی ٹھہری ہوئی میٹھی آواز ہاشم شاہ کے کانوں میں پڑی تو اسکی بند مٹھیاں تھوڑی سی ڈھیلی پڑ گئیں۔۔۔

جی میم آپکی اس شادی کی حقیقت سے میں واقف ہوں۔!!لیکن میں آپ کو کہنا چاہوں گا کہ اپکو اس زبردستی کے رشتے کو نبھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اگر آپ طلاق لے لیں تو ہم دونوں شادی کر کے ایک بہت اچھی زندگی گزار سکتے ہیں۔۔۔۔"

روقاش کی بات پر بنا چونکے شاہد منیر نے اپنی اگلی بات کہی تو وہیں باہر کھڑے ہاشم شاہ کا ضبط ٹوٹ گیا۔

پاؤں سے زوردار ٹھوکر مارتے ہوئے اس نے ایک جھٹکے میں دروازہ کھولا تو روقاش ڈرتے ہوئے اپنی جگہ سے اچھل کر مڑی۔۔

لیکن سامنے ہاشم شاہ کو کھڑے دیکھ کر جہاں اسکے اوسان خطا ہوئے وہیں ہاشم شاہ بجلی کی سی رفتار سے چلتے ہوئے شاہد منیر پر پل بھرا تھا۔

سالے تیری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی سے اتنی گھٹیا بات کرنے کی۔۔۔!! شاہ منیر کے چہرے پر مکہ مارتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسے گھسیٹا تو اس اچانک افتاد پر روقاش کے لبوں سے خوف کے مارے چیخ نکلی۔۔

ہاشم شاہ کو شاہد منیر کا برا حال کرتے دیکھ کر اسکی ٹانگیں کانپنے لگیں تو زیام شاہ جلدی سے اسکے قریب ہو گیا۔۔

کون ہو تم، پاگل ہو گئے ہو کیا، چھوڑو مجھے۔۔۔۔!! شاہد منیر ہاشم شاہ کی بے رحم گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے چینخا تھا۔

میں تیرا قتل کر دوں گا سالے، تیری جرآت کیسے ہوئی ہاشم شاہ کی بیوی کو پرپوز کرنے کی۔۔۔!! ہاشم شاہ نے اسکا سر دیوار کے ساتھ جہاں مارا وہیں ایک بار پھر روقاش کی چینخ پورے آفس میں پھر گونج اٹھی۔۔

بڑی، بڑی۔۔۔! چھوڑ دیں اسے یہ سکول ہے، اس ہنگامے کو اگر بچوں نے دیکھ لیا تو ان پر برا اثر پڑے گا۔۔۔۔!! دیکھیں چاچی بھی ڈر رہیں ہیں۔۔۔" ہاشم شاہ کو مزید بے قابو ہوتے دیکھ کر زیام جلدی سے آگے بڑھا تو ہاشم شاہ نے غصے کی شدت سے پھولی سانسوں میں ایک آگ برساتی نظر روقاش پر ڈالی۔

ہاشم شاہ کی خون چھلکاتی نظروں کو دیکھ کر وہ اندر تک کانپ گئی تھی۔۔ روقاش کے چہرے پر جہاں خوف و ڈر کی وحشت چھانے لگی تھی۔ وہیں اسکا نازک وجود بھی ہولے ہولے کانپنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

شاہد منیر کو ایک آخری زوردار ٹھوکر مار کر وہ روقاش کی طرف بڑھا تو روقاش اسکی نظر سے ہیبت میں جکڑتے ہوئے زیام شاہ کے پیچھے چھپنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔ روقاش کی اس کوشش پر زیام شاہ نے تیزی سے دانتوں تلے لب دبایا تھا۔۔۔

لگتا ہے پھپھو پھو مجھے بھی بڑی کے ہاتھوں مروانا چاہ رہیں ہیں۔۔۔!! روقاش کو اپنے پیچھے پناہ لیتے دیکھ کر زیام دل میں سوچنے لگا۔۔

جبکہ ہاشم شاہ روقاش کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے اسکا بازو جکڑ کر باہر کی جانب قدم بڑھا چکا تھا۔

می۔۔میں۔۔پپ۔۔پوہیں س۔پولیس میں کمپلین کروں گا۔۔۔! شاہد منیر درد سے کراہتے ہوئے بولا تو زیام شاہ نے افسوس سے اس پر نظر ڈالی۔۔۔

سالے ایک تو میں نے پہلے ہی تجھے مشکل سے شہید ہونے سے بچایا ہے اوپر سے تیری ٹیڑھی دم کو ابھی چین نہیں آرہا کیا۔۔۔!! ایا بڑا کمپلین کرنے والا۔۔۔"

نیچے بیٹھ کر زیام شاہ نے زخمی انسان پر اپنا احسان چڑھایا تو شاہد منیر درد سے بلبلاتے ہوئے اسے دیکھنے لگا تھا۔۔ جبکہ زیام شاہ ایک آخری نظر اس پر ڈال کر آنکھوں پر سن گلاسز لگاتے ہوئے آفس سے باہر نکلا تو دروازے پر میم مہوش کے اسے درشن ہو گئے۔۔

زیام شاہ کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر مہوش کے دل کی گھنٹیاں بجنے لگیں تھیں۔۔۔ وہ مبہوت ہو کر اس خوبصورت مرد کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

"اندر تمہارا بوس زخمی گرا پڑا ہے، ایمبولینس بلالو۔۔۔" مہوش پر نگاہ ڈالے بنا اندر کی طرف اشارہ کرتے زیام سرد لہجے میں بول کر وہاں سے چلا گیا تو مہوش ہوش میں آتی اپنے ڈائریکٹر کی طرف بھاگی۔۔

گاڑی میں اس وقت روقاش کی ہچکیاں گونج رہیں تھیں۔ جبکہ ہاشم شاہ سرد تاثرات سے خود گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اور زیام شاہ پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ روقاش فرنٹ سیٹ پر ہاشم شاہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

پانچ منٹ میں وہ لوگ حویلی پہنچنے والے تھے۔ اس وقت شام کے پانچ بج رہے تھے۔

زیام شاہ نے روقاش کا دوبٹہ کھینچا تو وہ روتے ہوئے مڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

روقاش کے حلیے پر نظر پڑتے ہی زیام شاہ سرد سانس خارج کر گیا۔۔۔

پتہ نہیں پھوپو اس ریڈ لپ اسٹک کا ہمیشہ غلط استعمال کیوں کرتیں ہیں۔۔۔؟؟ بلیک ڈریس میں روقاش کا چمکتا حسن دیکھتے ہوئے وہ بے اختیار سوچ گیا۔۔۔

روقاش کے اپنی طرف دیکھنے پر زیام شاہ نے اپنی چاچی کو ساتھ بیٹھے انسان سے بات کرنے کا اشارہ کیا تو روقاش مزید زور سے ہچکی لیتے ہوئے الٹا مدد طلب نظروں سے زیام کو دیکھنے لگی تھی۔۔

ہاشم شاہ سگریٹ پیتے ہوئے اس وقت لاتعلق بنا ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔اسکی یہ ہی خاموشی روقاش کا دل دہلانے کا سبب بن رہی تھی۔۔۔

روقاش کی نظروں کا مطلب سمجھ کر زیام نے آنکھیں بند کر انگلی ہلاتے ہوئے انکار کیا۔ کہ وہ اسے ہر گز اپنے ساتھ نہیں بٹھانے والا۔۔۔

اس اثنا میں گاڑی کو زوردار بریک لگی تو روقاش کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکرانے لگا تو زیام شاہ نے جلدی سے اپنی چاچی کا دوپٹہ کھینچتے ہوئے اسے زخمی ہونے سے بچا لیا تھا۔ جبکہ حویلی کے گیراج میں گاڑی روکتے ہی ہاشم شاہ نے باہر نکل کر ٹھاہ کر کے دروازہ بند کیا تو روقاش ڈر کے مارے اپنی جگہ پر اچھل پڑی۔۔۔

ہاشم شاہ کے تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے پر وہ دونوں بھی باہر نکل ائے تھے۔۔۔ہاشم شاہ کے اکیلا چھوڑ جانے پر روقاش نے مزید شدت سے رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔

یار پھوپھو کیا کر رہیں ہیں۔۔۔!!

روقاش کے نیچے زمین پر بیٹھ کر رونے پر زیام شاہ بوکھلا کر بول پڑا تھا۔۔۔

تمہیں نظر نہیں آرہا کیا اندھے انسان کہ میں رو رہی ہوں۔۔!!زیام کی بات پر روقاش پھٹتے ہوئے بولی تو وہ ایک دم سے پیچھے ہو گیا۔۔۔

پھوپھو میرے پر کیوں پھٹ رہیں ہیں یار، میں نے تھوڑی کہا تھا کہ بنا بتائے یوں دلہن کی طرح سج دھج کر سکول چلی جائیں۔۔! اپنی یہ لال سرخی دیکھیں زرا۔۔۔! جیسے کسی کا خون چوس کر آئیں ہوں، اپ کو کوئی اور رنگ نہیں ملتا کیا۔."

روقاش کی تیاری پر چوٹ کرتے ہوئے زیام بولا تو وہ رونا سٹاپ کر کے زہر بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

تمہیں کیا تکلیف ہے میں کوئی بھی رنگ لگاؤں، میں تمہارا خون کر دوں گی زہریلے انسان۔۔۔!! بجائے میری مدد کرنے کے یہاں بیٹھ کر میرا دل جلانے کی کوشش کر رہے ہو۔۔۔"

روقاش نے غصے سے زیام شاہ کے کالے گھنے بال مٹھیوں میں جکڑ لیے تھے۔۔۔

ہائے۔۔! پھوپھو۔۔۔!! میری ناگن پھوپھو۔۔۔!! میری ریڈ سرخی والی پھوپھو۔۔۔!! یار بال چھوڑیں اور اندر چلیں، ہم اندر جا کر اس مسلئے کا کوئی حل تلاش کرتے ہیں نا۔۔" زیام شاہ نے اپنے بالوں میں اٹھتی ٹھیس پر روقاش کو پچکارنے کی ناکام کوشش کی تھی۔۔

میں نہیں جاؤں گی اندر۔۔۔! وہ مجھے یہاں پر اکیلا چھوڑ کر چلے گئے ہیں تو میں بھی کیوں جاؤں۔۔۔!! میں یہاں پر ہی بیٹھی رہوں گی۔۔" غم و غصے کی شدت سے روقاش دونوں ہاتھوں سے اسکے بال کھینچتے ہوئے روتے ہوئے چلائی تھی۔۔۔ چاچی، بھتیجا اس وقت گیراج میں نیچے زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔ کہ اچانک وہاں ایک دوسری گاڑی بھی آکر رکی تو ارباز شاہ تشویش سے انکی طرف بڑھے۔۔

ارباز شاہ کو اپنے سامنے دیکھ کر روقاش نے زیام کے بال چھوڑے تو زیام شکر کرتا سر کو دبانے لگا تھا۔۔۔

تم دونوں یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہو۔۔۔؟اور بہو کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟ارباز شاہ نے فکر سے روقاش کی روئی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر پوچھا تھا۔

ہائے، شکر بڑے بابا کہ آپ آگئے ہیں، ورنہ چاچی صاحبہ تو آج مجھے نگل ہی جاتیں۔۔"زیام شکر کرتا بولا اور ساتھ ہی ارباز شاہ کی سوالیہ نظروں کو دیکھتے ہوئے وہ مختصر کرتا انکو تفصیل بتانے لگا تھا۔۔

دماغ خراب ہو گیا ہے کیا اسکا۔۔۔!! گڑیا مجھ سے اجازت لے کر گئی تھی، تو پھر اس بے وجہ غصے کا کیا تک بنتا ہے۔۔"پوری بات جان کر ارباز شاہ کڑے لہجے میں کہنے لگے تھے۔۔۔۔

میں ابھی اسے واپس بھیجتا ہوں، دیکھتا ہوں کہ کیسے نہیں بہو کو ساتھ لے کر اتا۔۔"ارباز شاہ غصے سے حویلی کی طرف بڑھے تاکہ ہاشم شاہ کو باہر بھیج سکیں۔۔۔

ویسے پھوپو اپکو نہیں لگتا کہ اپکا سسرال بہت اچھا ہے۔۔!۔

گھٹنوں کے بل روقاش کے سامنے بیٹھ کر زیام نے اسکی رائے لینا چاہی تو روقاش خونخوار تاثرات سے اسے دوبارہ گھورنے لگی۔۔۔

جبکہ ایک اور گاڑی آکر رکی جس میں ارمان شاہ اور مائرہ باہر نکلے تو وہ بھی حیران ہوتے انکی طرف چلے آئے تھے۔۔۔

چچی آپ یہاں نیچے کیوں بیٹھی ہوئیں ہیں۔۔۔؟روقاش کو نیچے زمین پر بیٹھے دیکھ کر مائرہ پریشانی سے اسکے پاس آئی تو زیام سرد سانس خارج کرتا اب ان دونوں کو تفصیل سے آگاہ کرنے لگا۔۔

اپ اٹھیں، ہم اندر چل کر بات کرتے ہیں نا۔۔۔!پوری بات جان کر مائرہ نے اپنی چچی کو اٹھانا چاہا تھا، اسے بلکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔انکا یوں زمین پر بیٹھنا۔۔۔"

نہیں میرو، میں ایسے نہیں جاؤں گی، شاہ لینے آئے گئے تو ہی، ورنہ یہاں سے ہی کہیں دور چلی جاؤں گی۔۔۔"روقاش آنسو صاف کرتے ہوئے دکھی دل کے ساتھ جواب میں بولی تھی.

اللہ نہ کرے آپ کیسی بات کریں کر رہیں ہیں یار۔۔۔!!میں ابھی چاچو کو اندر جا کر بھیجتی ہوں۔۔۔"مائرہ دہل کر حویلی کی طرف جلدی سے بھاگی تھی۔تاکہ ہاشم شاہ کو باہر بھیج سکے۔۔

کس نے کہا تھا؟یوں جوالہ مکھی بن کر سکول جانے کو، ویسے خدا معاف کرے چاچی اس لپ اسٹک میں پوری کی پوری ڈائن لگ رہیں ہیں اپ۔۔۔"

زیام کی طرح ارمان شاہ بھی گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے روقاش کی تیاری پر چوٹ کرتے بول گیا تھا۔۔

تمہیں کیا تکلیف ہو رہی ہے میری اس لپ اسٹک سے دھواں نما انسان۔۔۔!!ارمان شاہ کو بھی اپنی لپ اسٹک پر چوٹ کرتے دیکھ کر وہ اندر تک بھڑک اٹھی تھی۔۔۔بھڑکتے ہوئے روقاش نے اسکی گرے آنکھوں کو نشانہ بناتے اسے دھواں نما انسان ہی بنا دیا تھا۔۔

لو جی! ہمیں کیا تکلیف ہونی ہے، تکلیف تو اپ کی اس لپ اسٹک نے ہمارے بڑی کو دی ہوئی ہے۔اس لئے تو وہ بندہ زخمی کر آئے ہیں۔۔۔"روقاش کے بھڑکنے پر ارمان اسے مزید چڑاتے کہنے لگا تھا۔۔جبکہ زیام ہنسی دباتے ہوئے اپنی چاچی کا حال ملاحظہ کر رہا تھا۔۔۔

خیر ہے یہاں پر زمینی عدالت کیوں لگی ہوئی ہے۔۔۔؟ارمغان شاہ جو ابھی کسی ضروری کام سے واپس لوٹا تھا۔وہ بھی حیرانی سے انہیں دیکھ گیا۔۔۔

چونکہ شام کا وقت تھا۔۔اس لئے سب کا واپس لوٹنے کا وقت تھا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد اب روقاش کے سامنے تین نمونے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے تھے۔ہاشم شاہ کے بھتیجے بڑی سمجھداری سے اپنی چاچی کو یہ سمجھا رہے تھے۔۔کہ اسے ڈارک لپ اسٹک اور اتنا تیار ہو کر سکول نہیں نہیں جانا چاہیئے تھا۔۔ان تینوں کی فضول بکواس پر اب روقاش کا صبر کا پیمانہ لبریز ہونے کے قریب تھا۔۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے تم تینوں مگر مچھوں، ورنہ سب کا منہ توڑ کر رکھ دوں گی۔۔۔!!ان تینوں کو اپنی حالت پر مزے لیتے دیکھ کر روقاش بھڑکیلے لہجے میں بولتی چلی گئی تھی۔۔۔

یار دیکھو بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا ہے۔ایک تو انکو مفید مشورہ دو،اور اوپر سے یہ ہمیں مگر مچھ بنا رہیں ہیں۔اپنی چاچی کے لہجے پر ارمغان شاہ کو دلی افسوس ہوا تھا۔۔۔"

شکل دیکھی ہے تم تینوں نے اپنی، تم لوگوں کی اپنی بیویاں تو تم لوگوں کو منہ نہیں لگاتی اور مجھ مشورے دے رہے ہو۔پہلے ان مفید مشوروں پر عمل کر کے خود تو کامیاب ہو جاؤ۔آئے بڑے مجھے سمجھانے والے!!ان تینوں پر خطرناک گھوری ڈال کر وہ بول گئی تھی۔۔۔

اگر ہماری بیویاں ہمیں منہ نہیں لگاتی ہیں، تو اپکے شوہر جناب کونسا اپکو منہ لگا رہے ہیں۔اپنی چاچی کی بات پر برا مناتے ہوئے ارمان شاہ بدلے میں بولا تو گیراج میں ارمغان اور زیام کا قہقہ گونج اٹھا تھا۔۔۔

شام کے سائے ڈھلنے لگے تھے۔اور وہ تینوں ابھی تک اپنی چاچی کو چڑانے میں مصروف تھے۔جس کی وجہ سے اب روقاش کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔اسے دنیا کا انوکھا سسرال مل گیا تھا۔۔جہاں ساس اور نندوں کی بجائے بھتیجوں کا ٹولا پایا جاتا تھا۔

اور بھتیجے بھی ایک سے بڑھ کر ایک کمینے تھے۔سوائے ایک کو چھوڑ کر۔۔۔

اگر تم لوگ یہاں سے دفع نا ہوئے تو یقین کرو، میں شاہ کو بلا لوں گی۔۔۔!پھر تم لوگوں کی خیر نہیں ہونی۔۔۔"

اپنے سامنے ان تین بندروں کو ٹیں ٹیں کرتے دیکھ کر روقاش نے دھمکانا چاہا۔

واہ۔۔!!کونسے شاہ؟،اور کہاں کے شاہ پیاری چاچی جان۔۔۔۔۔۔!روقاش کی دھمکی پر وہ ایسے منہ پھاڑ کر ہنسنے لگے تھے جیسے اس نے کوئی جوک سنایا ہو۔۔۔

ارے وہ ہی شاہ، جو ابھی تک انکو لینے نہیں آئے ہیں۔۔۔!! ارمان شاہ، زیام کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے مذاق اڑانے والے انداز میں گویا ہوا تو روقاش کا دل اندر تک زخمی ہو گیا۔۔

میں تمہارا منہ توڑ دوں گی مان، پان شاہ۔۔!! روقاش نے جلال میں آتے ہوئے اچانک آگے بڑھ کر ارمان کے بال پکڑے تو زیام اور غان شاہ تیزی سے احتیاط تھوڑا سا پیچھے ہو گئے۔۔

زیام شاہ تو پہلے ہی اپنے گھنے بال پٹوا چکا تھا۔۔۔اب دوبارہ اسکا کوئی ایسا ارادہ نہیں تھا۔

ویسے چاچی یہ بہت غلط بات ہے۔۔!! شوہر آپکے، اپکو گھاس نا ڈالیں اور ظلم آپ ہم پر کریں۔۔۔"

اگر آفس کے ورکر یہ دیکھ لیتے کہ انکا سڑیل بوس ارمان شاہ اس وقت اپنی چاچی سے بال پٹوا رہا ہے تو یقیناوہ غش کھا کر گر جاتے۔۔۔

میں تمہارا منہ توڑ ہی دوں گی اج۔۔۔! غصے سے چینخ چینخ کر روقاش کا اب برا حال ہونے لگا تھا۔ کیونکہ وہ تینوں کافی دیر سے اسکا جینا حرام کر رہے تھے۔

ہائے ہائے دیکھو کیا زمانہ آ گیا ہے، چاچی بنی ڈائن۔۔۔! دیکھو کیسے اپنے معصوم بھتیجے پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہی ہے۔۔" غان شاہ کسی محلے والی آنٹی کی طرح ہاتھوں سے اشارے کرتے ہوئے بولنا شروع ہو گیا تھا۔۔

ہاں ہاں بھائی تم ٹھیک کہہ رہے ہو! اب تو کوئی بھلائی کا زمانہ ہی نہیں رہا ہے۔۔۔" زیام شاہ مصنوعی سنجیدگی سے اسکی بات سے متفق ہوتا بولا۔۔۔

یار چاچی اگر میرے بال کمزور ہو کر گرنا شروع ہو گئے نا، تو قسم سے میں آپکی گھر گرہستی خراب کر دوں گا، جو پہلے ہی اجڑی ہوئی نظر آ رہی ہے۔۔۔! میں پہلے بتا رہا ہوں، بعد میں روتی نہ رہیے گا۔۔"

ارمان شاہ اپنے بال چھڑانے کی غرض سے دھمکی آمیز جو سمجھ میں آیا وہ بولتا چلا گیا تھا۔۔

اسکے برعکس روقاش پر اسکی کسی دھمکی کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔ بلکہ والٹا مزید زور لگاتے ہوئے اسکے بال کھینچنے لگی تھی۔ روقاش کو زور لگاتے دیکھ کر زیام شاہ اور غان شاہ نے آگے بڑھ کر ارمان شاہ کو آزاد کروانے کی کوشش کرنا چاہی تھی۔۔۔ وہ چاروں اس وقت آپس میں گتھم گتھا ہوئے پڑے تھے۔

روقاش کے ہاتھوں سے ارمان کے بال نکالنے کی کوشش میں غان اور زیام کے پسینے چھوٹنے لگے تھے۔ لیکن روقاش کسی صورت بھی بال نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔۔

عالم شاہ اور حابیل شاہ جو اپنے دھیان میں باتیں کرتے ہوئے اندر آ رہے تھے۔ کہ سامنے کا منظر دیکھ کر انکے قدموں کو یک دم بریک لگ گئی۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں پر۔۔۔؟؟ عالم شاہ نے سنجیدہ انداز میں پوچھا تو وہ سب اسکی آواز پر مڑتے ہوئے انکی طرف دیکھنے لگے۔۔

روقاش نے اپنی مٹھیوں سے اسکے بال آزاد کیے تو ارمان شاہ تشکر کرتا جلدی سے کھڑا ہو گیا۔۔۔ کیونکہ چاچی کے ساتھ دوبارہ زمین پر بیٹھنے میں اب صرف خطرہ ہی تھا۔

ساسوماں آپ یہاں نیچے کیا کر رہیں ہیں۔۔۔؟ ان تینوں کے جمگھٹے میں وہ دونوں روقاش کو یہاں نیچے دیکھ کر تعجب کا شکار ہوئے تھے۔۔ انہیں لگا تھا کہ شاید وہ سب شرجینا کے ساتھ مستی کر رہے ہیں۔۔ کیونکہ ایسی مستی شرجینا شاہ کے ساتھ ہی ہوتی نظر آتی تھی۔

اپنے پتی (شوہر) کو حاصل کرنے کے لیے چلہ کاٹ رہیں ہیں، وہ بھی ریڈ لپ اسٹک لگا کر۔۔۔!! زیام شاہ نے کھڑے ہو کر مزے سے انکو جواب دیا۔۔ باری باری وہ سب بھی اب کھڑے ہو گئے تھے۔

اس بات کا کیا مطلب ہے۔۔۔؟ حابیل شاہ نے ناسمجھی سے اسکی طرف دیکھا۔

اس سے اچھا تھا کہ میں اج کا واقعہ ایک بورڈ پر لکھوا کر یہاں پر نصب کروا دیتا۔۔۔! تاکہ باری باری سب کو بتانا نہ پڑتا، سب خود ہی جان لیتے۔ کہ اس حویلی کی اکلوتی بہو یہاں کر کیوں براجمان ہوئیں ہیں۔۔۔!! شام سے سب کو بریفنگ دے دے کر زیام شاہ اب چڑ چکا تھا۔

اپنے دونوں بڑے بھائیوں کو خاموشی سے سوالیہ نظروں سے خود کی طرف دیکھتے ہوئے زیام شاہ سرد سانس خارج کرتے ہوئے انہیں آج صبح میں ہوئے سارے قصے کو شارٹ کرتا بیان کرنے لگا۔۔۔

ساسوماں ایسی بے وقوفیاں کرتی ہی کیوں ہیں، جو بعد میں سنبھالی نا جا سکیں۔۔۔! پوری بات سن کر حابیل شاہ طنزیہ انداز میں روقاش کی طرف دیکھ کر گویا ہوا۔۔۔

میں جو بھی کروں تمہیں کیا تکلیف ہے لمبو۔۔۔! حابیل شاہ کی بات پر روقاش اب بے زاری سے بولی تھی۔ وہ سارے ایک کے بعد ایک ہی بات کیے جا رہے تھے۔۔۔ جس پر وہ تنگ نا ہوتی تو کیا کرتی۔۔۔

مجھے کیا تکلیف ہونی ہے، میں تو آپکی تکلیف کی وجہ سے ہی کہہ رہا ہوں۔۔۔! روقاش کے جواب پر حابیل کندھے اچکا کر بے نیازی سے بول گیا۔۔۔

جب سے تم لوگ روح کے ساتھ بحث کر رہے ہو نا، تب سے لے کر اب تک مسلہ حل کیا جا سکتا تھا۔۔۔!

حابیل کو بھی میدان میں اترتے دیکھ کر عالم شاہ نے جلدی سے اسے ٹوکا تو روقاش دکھ سے منہ بنا گئی۔۔۔

ایک تم ہی بس یہاں کام کے بھتیجے ہو، ورنہ یہ سب تو حویلی کا کوڑا کرکٹ ہیں۔۔۔" عالم شاہ کو اپنے حق میں بولتے دیکھ کر روقاش ہونہہ کرتی بولی تو سب عالم شاہ کو دیکھنے لگے۔۔۔

یہ دیکھ لیں اب۔۔! انکی باتیں ہیں مسلہ حل کروانے والی۔۔!! خود کو کوڑا کرکٹ سن کر ارمان شاہ عالم کو جتاتے بولا۔۔

ہاں تو کب سے۔۔۔! اس سے پہلے کہ وہ سب پھر ڈرامہ شروع کرتے عالم شاہ نے وارننگ دیتی نظروں سے آنکھیں دیکھائیں تو وہ خاموش ہوتے چلے گئے۔۔۔

وہ سب ایک ساتھ لاونج میں داخل ہوئے تو سامنے ہی صوفے پر ہاشم شاہ سرد تاثرات سے بیٹھا ہوا نظر آیا تھا۔

ہاشم شاہ کے سنجیدہ انداز کو دیکھتے ہوئے حابیل شاہ نے بھنویں سکیڑیں۔۔۔

گیراج میں بیوی صاحبہ ہیر بنی بیٹھیں تھیں اور یہاں پر یہ رانجھا بنے دیوانے کا روپ لیے ہوئے ہیں۔۔۔" ہاشم شاہ کا حال دیکھتے ہوئے حابیل شاہ سرگوشی میں بولا۔۔اسکی سرگوشی پر وہ سب مسکراہٹ دبانے لگے۔۔۔۔

نئ نئ شادی ہوئی ہے نہ، اس لئے تو نہیں سمجھے گا یہ جذبات۔۔!۔عالم شاہ نے ہاشم شاہ کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے جواباً سرگوشی کرتے اسے سمجھانا چاہا تھا۔۔

نئ نئ شادی ہوئی ہے وہ بھی ترس ترس کر۔۔۔"زیام شاہ نے بھی انکی باتوں پر لقمہ دیا تو انہوں نے مشکل سے ہنسی ضبط کی۔۔۔

بڑی کیا ہوا ہے، آپ نے ابھی تک چینج بھی نہیں کیا۔۔۔؟ حابیل شاہ نے ہاشم شاہ کے سامنے بیٹھتے ہوئے حیرانی کا شکار ہوتے پوچھا تھا۔۔ جس پر ہاشم شاہ نے بدلے میں ان سب کو سرخ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

معاملہ تو بہت گرم ہے وائی۔۔۔! ہاشم شاہ کو ابھی تک صبح والے حلیے میں دیکھ کر عالم شاہ دوبارہ سرگوشیانہ انداز میں میں بول گیا تھا۔۔

پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے ہاشم شاہ یہاں لاؤنج میں ہی بیٹھا ہوا تھا۔نامحسوس انداز میں ہی صحیح پر وہ روقاش کے اندر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔جو کہ آ ہی نہیں رہی تھی۔

ارباز شاہ نے اسے اندر آ کر خوب سنائی تھی۔ جس پر وہ خاموشی اختیار کیے رہا۔انہوں نے جب ہاشم شاہ کو روقاش کو اندر لانے کا حکم دیا تو وہ خود پر ضبط کرتے باہر کی جانب بڑھتے بڑھتے رک گیا تھا۔۔ کہ تبھی سامنے

سے بھاگتی ہوئی مائرہ شاہ نے بھی اپنے ماموں کی منت کی تھی کہ وہ جاکر اسکی مامی کو اندر لے کر آئیں۔ نہیں تو وہ ناراض ہو کر کہیں چلی جائے گئیں۔

روقاش کے رونے کا سن کر اسکا دل بے چینی کا ضرور شکار ہو رہا تھا۔ لیکن وہ اپنے غصے کو کنٹرول نہیں کر پا رہا تھا۔ اسی لئے لاؤنج میں ہی بیٹھا رہا۔۔

قاشی کہاں ہے۔۔؟ ان سب کو اپنے سامنے دیکھ کر ہاشم شاہ نے سپاٹ لہجے میں روقاش کی موجودگی کے بارے میں سوال کیا۔۔

کون قاشی۔۔؟ کیا اس نام کا کوئی انسان ہمارے گھر میں رہتا ہے۔۔۔؟ ٹانگ پر ٹانگ رکھتے حابیل شاہ نے انجان بنتے الٹا پوچھنا چاہا۔۔ حابیل کے پوچھنے پر سب ہی لاعلمی سے کندھے اچکا کر آرام سے صوفے کی بیک سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے تھے۔

اگر اس وقت تم میں سے کسی نے بھی میرے ساتھ کوئی فضول بکواس کرنے کی کوشش تو اسکا انجام اچھا نہیں ہو گا۔۔۔!! سب کو ڈرامہ کرتے دیکھ کر ہاشم شاہ وارننگ دیتی نظروں سے بولا تھا۔

وائٹ ڈریس شرٹ اور پینٹ میں ٹائی کو ڈھیلا کیے وہ ڈارک گرین آنکھوں میں تپش لیے بیٹھا تھا۔ جبکہ بلیک کوٹ ٹیبل کے اوپر پڑا ہوا تھا۔ بنا چینج کیے وہ یہاں اپنی بیوی کے اندر آنے کا انتظار کر رہا تھا جو ضدی بنتی گیراج میں ڈیرا سجا کر بیٹھ گئی تھی۔ اور پھر اسکے سارے کے سارے خبیث بھتیجے بھی ادھر ہی رکتے جا رہے تھے۔ اور اب اتنی دیر بعد اکیلے اندر آکر فضول بکواس کرنے کی کوشش میں تھے۔۔

ـ

ناراض ہو کر چلی گئیں ہیں۔۔۔! ہاشم شاہ کے سوال کا جواب عالم شاہ نے سگریٹ پیتے ہوئے سنجیدگی سے دیا تو ہاشم شاہ چونکتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔۔۔

کیا مطلب چلی گئی ہے، کہاں چلی گئی۔۔؟؟ ہاشم شاہ سکڑتے دل کے ساتھ تیزی سے بولتا چلا گیا۔۔ جبکہ دھڑکن بے ساختہ رکنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

گھڑی پر وقت دیکھیں، پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے وہ نیچے گیراج میں آپکے آنے کا انتظار کر رہیں تھیں۔ آپ انکو لینے نہیں گئے تو وہ مایوس ہو کر جا چکی ہیں۔ اور کہہ رہیں تھیں کہ وہ آپ پر بوجھ نہیں بننا چاہتیں مزید۔۔۔" عالم شاہ منہ سے دھواں اڑاتے ہوئے گھڑی کی طرف اشارہ کرتے سب کو مخاطب کر گیا۔۔

یہ بوجھ والی ہی بات کی تھی نا کہ کوئی اور بات تھی۔۔۔؟ عالم شاہ نے سنجیدہ انداز میں سب سے کنفرم کرنا چاہا تو سب حلق میں امڈتی ہنسی کو قابو کرتے ہوئے سیرس رہتے ہاں میں سر ہلانے لگے۔۔۔۔ ہاں بھئی وہ خود کو بوجھ کی کہہ رہیں تھیں۔۔

آئی سوئیر عالم شاہ، اگر "روقاش ہاشم شاہ" حویلی کی حدود سے ایک قدم بھی باہر گئی تو تمہارے ساتھ ساتھ میں ان سب باسٹرڈ کا بھی قتل کر دوں گا۔۔۔ "خون آلودہ آنکھوں سے سب کو دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ دھڑکتے دل کے ساتھ تیزی سے باہر کی جانب بھاگا تو عالم شاہ تاسف سے اپنے چاچے کو دیکھ گیا۔۔۔

بیوی جب رو رو کر پکار رہی تھی تب ہوش نہیں آئی اور اب دیکھو ہمیں کیسے دھمکی دے رہے ہیں۔۔۔"

ہاشم شاہ کو غائب ہوتے دیکھ کر حابیل شاہ ہونہہ کرتا بولا تھا۔۔۔

بڑی ان خبیثوں کی وجہ سے باہر نہیں جا رہے تھے۔ کیونکہ وہ یہ سوچ کر مطمئن بیٹھے ہوئے تھے کہ روح باہر اکیلی نہیں ہیں۔ اور شاید انکو یہ بھی لگ رہا تھا۔ کہ یہ سالے انکو منا کر اندر لے ہی آئے گئے۔ جو خود باہر بیٹھ کر روح کو تنگ کیے جا رہے تھے۔۔۔

عالم شاہ نے ان تینوں پر خونخوار نظر ڈالی تو وہ معصوم بنتے اٹھ کر جلدی سے ارد گرد غائب ہوتے چلے گئے۔ کیونکہ عالم شاہ کا اندازہ بلکل صحیح تھا۔ ہاشم شاہ اسی وجہ سے ابھی تک چاہ کر بھی باہر نہیں جا رہا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاشم شاہ بھاگتے ہوئے گیراج میں پہنچا تھا۔۔ جہاں اس وقت اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ حالانکہ پہلے یہاں مدہم سی روشی جلتی رہتی تھی۔ لیکن آج وہ بھی نہیں تھی۔

گیراج کے اندر داخل ہوتے اس نے ارد گرد اسے تلاش کرنا چاہا لیکن وہ کہیں بھی اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔۔۔

جس کی وجہ سے اسکا دل بے چینی سے بھرتا جا رہا تھا۔۔ کچھ کھونے کے احساس پر اس سے پہلے ہاشم شاہ کی سانس رکتی کہ اچانک اسکی کانوں میں سسکیوں کی آواز گونجی تو ایک جھٹکے میں مڑتے ہوئے وہ اپنی گاڑی کی طرف آیا۔

جہاں اسی کی گاڑی سے ٹیک لگائے وہ رو رہی تھی۔ اپنے سامنے اسے دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ کے بے چین دل میں جہاں سکون اترا وہیں وہ گہری سانس خارج کرتے تھوڑی پر ہاتھ پھیرنے لگا۔۔

بالوں میں دونوں ہاتھ پھیرتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے اچانک اپنی طرف کھینچا تو روقاش ڈرتے ہوئے اندھیرے میں چینخ مار گئی۔۔۔ جبکہ اسی وقت گیراج کی لائٹ بھی آن ہوئی تو ہاشم شاہ سٹل ہوتا چلا گیا تھا۔۔

بلیک فراک میں جو الہ مکھی بنی لال ہیزل آنکھوں سے وہ اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔ ہیزل آنکھوں کے تینوں رنگ اس وقت ہاشم شاہ سے خفا نظر آرہے تھے۔۔۔

صبح کا منظر یاد آتے ہی ہاشم شاہ نے اسکی کمر میں ہاتھ لپیٹ کر روقاش کو اپنے مقابل کرتے گھوم کر دیوار کے ساتھ لگایا، تو روقاش نے ڈر کے مارے آنکھیں پھیلا دیں۔۔

میری اجازت کے بنا تم نے حویلی سے باہر قدم نکالنے کی جرات کیسے کی تھی۔۔۔؟

ہاشم شاہ اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے اسکے چہرے پھنکارتا ہوا پوچھنے لگا۔۔۔ جبکہ وہ گھٹی گھٹی سسکیاں لیتی ہوئی دیوار میں گھسنے کی ناکام کوشش کرنے لگی تھی۔۔

میی۔۔ میں۔۔۔ بب۔۔۔ بسس۔۔۔ چیزیں۔۔ وا۔۔ واپس۔۔ کرنے گئی تھی۔۔۔" اسکی سرخ آنکھوں سے خوف کھاتے ہوئے وہ اپنی ہچکیاں دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

اس کے بر عکس مقابل کو اسکے ہونٹوں پر لگا سرخ رنگ دیکھ مزید تیش آیا تھا۔۔۔

دماغ میں پھر وہی مناظر گھومنے لگے جب وہ غیر مرد اسکی بیوی کو پرپوز کر رہا تھا۔۔دماغ میں اٹھتے وبال پر وہ اسکی گردن کو جکڑتے چہرے کو اٹھاتے ہوئے ایک دم سے اسکے ہونٹوں پر جھکا تو روقاش کی سسکیاں یک دم سے تھم گئیں۔۔جبکہ بھیگی سرخ آنکھیں ساکت ہوتی چلی گئیں تھیں۔ہاشم شاہ کی مونچھوں کی چھبن اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے روقاش کا دل باہر نکلنے کو بے تاب ہوا تھا۔ وہ اسکی کمر میں ہاتھ لپیٹ کر دوسرے ہاتھ سے اسکا چہرہ اوپر اٹھا چکا تھا۔۔۔

روقاش کے ہونٹوں کے سرخ رنگ پر اپنا غصہ نکالتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکے نچلے ہونٹ پر شدت سے دانت گاڑے تو روقاش کی آنکھوں سے پانی نکلنے لگا۔۔اسکی سسکیاں ہونٹوں میں ہی دم توڑتی جا رہیں تھیں۔

ہاشم شاہ نے اسکی شال اور دوبٹہ اتار کر نیچے پھینکتے ہوئے اسکی پتلی کمر کو دونوں ہاتھوں میں جکڑ کر اسے اوپر اٹھایا تو بدلے میں روقاش بے ساختہ اسکے کندھوں کو تھام چکی تھی۔۔۔

ہاشم شاہ نے اسکے ہونٹوں کو چھوڑ کر گردن پر زور سے دانت گاڑے تو روقاش آخری حد تک کانپتے ہوئے آنکھوں کو میچ گئی۔۔۔

اسکے ہوش ربا حسن کو دیکھتے ہوئے ایک دم سے ہاشم شاہ کو اپنا ضبط ٹوٹتے ہوئے محسوس ہوا تو گھوم کر گاڑی انلاک کرتے ہوئے روقاش کو اندر لٹا کر وہ خود اس پر جھکتا چلا گیا تھا۔۔

ہاشم شاہ نے چہرہ اسکے مقابل کرتے ہوئے اسکی آنکھوں میں جھانکا جہاں اس وقت ڈر واضح طور پر نظر آرہا تھا۔۔۔

کیا اتنے دنوں میں بھی تم نہیں جان پائی کہ تم ہاشم شاہ کے لئے کیا ہو۔۔۔؟

ہاشم شاہ نے اسکے کان پر کاٹتے ہوئے سرد آواز میں سرگوشی کی تو روقاش کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

کیا مجھے بتانا پڑے گا کہ تم کس کی ملکیت ہو۔۔۔؟ ہاشم شاہ نے غراتے ہوئے فراک میں قید اسکی ڈھرکنوں کو زور سے ہاتھ میں مسلا تو وہ ہراساں ہوتی آنکھیں میچ گئی۔۔

جبکہ وہ ظالم بنتا اسکی کالر بونز پر زور سے کاٹنے لگا تھا۔ہاشم شاہ نے فراک کے اندر سے اسکے پیٹ پر اپنا ٹھنڈا ہاتھ پھیرا تو روقاش کی آنکھیں بڑی ہو گئیں۔۔۔شرم سے لال بھبھوکا ہوتے اسکے ماتھے پر پسینہ چمکنے لگا تھا۔۔۔

سس۔۔سوری شاہ۔۔۔!! پلیز میرے ساتھ ایسے نہیں کریں، مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔"ہاشم شاہ کے تیور سے ڈرتے ہوئے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تو ہاشم شاہ نے ایک دم سے جھکتے ہوئے اسکے ہونٹوں پر قفل لگا دیا

روقاش کو زرا سا اوپر اٹھاتے ہوئے ہاشم شاہ نے پیچھے سے اسکی فراک کی ذپ کھولتے ہوئے کندھوں سے فراک نیچے کھسکائی تو روقاش لرزتے ہوئے بے بسی سے پھڑ پھڑانے لگی تھی۔ جبکہ وہ بے رحم بنتا اسکے

ہونٹوں کو مزید کھولتے ہوئے اسکی زبان کو اپنے لبوں میں جکڑ چکا تھا۔ہاشم شاہ نے اسکے برہنہ سینے اور کندھے ہاتھ پھیرنا شروع کیا تو روقاش بے حد مچلنے لگی۔۔۔

وہ شدت سے اسکے ہونٹوں کو جکڑتے ہوئے اسکی سانسوں کو تنگ کیے جا رہا تھا۔۔۔ہاشم شاہ کے جذبات مزید منہ زور ہونے لگے تو وہ ساتھ اسکی ٹانگوں پر بے باکی سے ہاتھ پھیرنے لگا۔۔ جس پر روقاش کے جسم کا سارا خون نچڑتے ہوئے اسکے چہرہ کو انار کی طرح سرخ کر چکا تھا۔ہاشم شاہ کے آگ سے لمس پر اسکے جسم میں عجیب سی ٹھیسیں اٹھنے لگیں تو وہ بھرپور مزاحمت کرتے ہوئے ہاشم شاہ سے اپنے ہونٹ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔

اسکی مزاحمت پر ہاشم شاہ مزید جنونی بنتا اسکی ہک کھولتے ہوئے دھڑکنوں پر ہاتھ رکھ چکا تھا۔۔۔اور یہ وہ ہی لمحہ تھا جب روقاش کا جسم گاڑی کی سیٹ پر ایسے اچھلا تھا جیسے گویا اسے کرنٹ لگ گیا ہو۔۔۔

سانس رکنے پر اسکا رنگ زرد ہونے لگا تو ہاشم شاہ نے اس پر رحم کھاتے ہوئے اسکے لبوں کو آزادی بخش دی۔۔

"خدا کی قسم۔۔۔! تمہاری غیر موجودگی کے علاوہ، کوئی چیز میرے سکون کو تباہ نہیں کرے گی۔۔"

پھولی سانسوں میں ہاشم شاہ نے اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اپنی محبت اور جنون کا اظہار کیا تو روقاش تیز سانسوں میں بت بنتی اسے دیکھے گئی۔۔۔

"سوچو اگر میں تمہاری غیر موجودگی میں حویلی آجاتا اور تم مجھے اس حویلی میں نہ دکھتی یا مجھے میرا کمرہ تمہاری خوشبو سے محروم ہوتا تو کیا تم سوچ سکتی ہو؟ کہ ہاشم کے دل کا کیا حال ہو سکتا تھا۔۔۔"

ہاشم شاہ اس بار بے بسی سے پھنکارتے ہوئے سوال کر رہا تھا۔ جبکہ روقاش دم سادھے بس اسے سنتے جا رہی تھی۔۔

کیا وہ اس سے اتنی شدید محبت کرنے لگا تھا۔۔۔ کہ صرف کچھ وقت کی غیر موجودگی ہاشم شاہ کو حواس باختگی میں مبتلا کر چکی تھی۔ اس اظہار پر روقاش کا دل تیزی سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔ گویا محبت کے اظہار پر وہ تتلیوں کے جہاں میں آگئی ہو۔۔۔

دل میں اٹھتے طوفان پر ہاشم شاہ نے اسکی دھڑکن پر زبان پھیری تو روقاش ہوش میں آتی تڑپتے ہوئے کمر اوپر اٹھا گئی۔ روقاش کے سسکنے پر ہاشم شاہ نے تمسخر سے اسکی طرف دیکھا جو بھاری سانسیں کھینچتے ہوئے بری طرح مچل رہی تھی۔۔۔

مسسز ہاشم شاہ گولڈن نائٹ کے لئے تیار رہو۔۔۔! کیونکہ تم مجھے آج کے دن میں بہت آزما چکی ہو، اب آزمائش کی اگلی باری تمہاری ہو گی۔۔۔۔" اسکی دھڑکنوں کی خوبصورتی سے گھائل ہوتے وہ بھاری آواز میں بولا تو روقاش سہمتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔ اسکے کر احتجاج کو نظر انداز کرتے وہ اسکے گلے کی گہرائیوں پر بے تابی سے ہونٹ رکھنے لگا تھا۔ اسکی دھڑکنوں پر کاٹتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکی ٹانگوں کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا تو روقاش لال انگارا ہوتے چلا اٹھی۔۔

پلیز شاہ۔۔۔!! نہیں کریں، مجھ سے نہیں برداشت ہو رہا ہے میں مر جاؤں گی۔۔۔" روقاش روتے ہوئے التجائیہ انداز میں سسکی تو ہاشم اسکے مرنے والی بات پر برہم ہوتے اسکے ہونٹوں کو پھر جکڑ گیا۔ایک بار پھر اسکے نرم ہونٹوں کو اپنے لبوں میں شدت سے الجھا کر ہاشم شاہ نے اسکی دھڑکنوں کو ہاتھ میں شدت سے مسلا تو وہ تڑپتے ہوئے مچل اٹھی تھی۔

ہاشم شاہ اسکے ہونٹوں کو زخمی کرتے ہوئے اسکے مرنے والے الفاظ کی اچھی خاصی سزا دے کر پیچھے ہٹا تو روقاش یک دم سے پھر رونا شروع ہو گئی۔۔۔

روقاش کو بری طرح روتے دیکھ کر ہاشم شاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔ جس کا لباس بکھرا ہوا تھا جبکہ گردن اور کندھوں پر لاتعداد اسکی شدتوں کے سرخ نشان پڑ چکے تھے۔روقاش کے نچلے ہونٹ پر

کٹ کا نشان دیکھتے ہوئے ہاشم نے ہونٹ کا کونا دبا لیا..

اپنی نازک بیوی کو اب ہچکیوں سمیت روتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اسکی فراک کندھوں پر ٹھیک کرنا چاہی تو روقاش نے روتے ہوئے غصے سے اسکا ہاتھ زور سے جھٹک دیا۔

روقاش کے ہاتھ جھٹکنے پر ہاشم شاہ نے اسے سرد نظروں سے دیکھا تو اسکی سرد نظروں پر ڈرتے ہوئے وہ مزید رونے لگی۔۔۔ہاتھ جھٹکنے والی غلطی کی احساس بھی ہوا تھا۔ لیکن اس وقت رونا حاوی ہو چکا تھا۔

بہت برے ہیں اپ۔۔۔! میں نے ایسا کیا گناہ کر دیا تھا، جو پورا دن مجھے اسکی سزا دیے رکھی! سرخ ہیزل آنکھوں سمیت رونے کے باعث لرزتے وجود کے ساتھ وہ آنسو مٹاتے ہوئے پوچھنے لگی تھی۔۔

مجھ سے اپنی غلط کا نہ پوچھیں تو بہتر ہے۔ کیونکہ اپکو اپنی غلطی کا اچھے سے احساس ہو چکا ہے۔ اور مجھے آپ کسی بھی چیز کا الزام نہیں ٹھہرا سکتیں ہیں۔۔ کیونکہ اخلاقیات اور شریعت ہی دونوں اس چیز کی اجازت نہیں دیتیں۔ کہ ایک بیوی، اپنے شوہر کی اجازت کے بنا گھر سے نکلے۔۔۔اور آپ نے اجازت لینا تو دور مجھے بتانا تک ضروری نہیں سمجھا تھا.."

روقاش کو مسلسل روتے دیکھ کر اس بار ہاشم شاہ نرمی اختیار کرتے ہوئے اسکی فراک درست کرتے کہنے لگا۔۔البتہ ایک بار پھر اسکی غلطی یاد دلانا بھی ضروری محسوس ہو۔

تاکہ اسکی بیوی آئندہ زندگی میں اس غلطی کو دہرانے کی بھی غلطی نا کرے۔۔۔

میں ارباز بھیا کو بتا کر گئی تھی۔ اور میرے پاس آپکا فون نمبر نہیں تھا جو میں آپ سے اجازت لے پاتی۔۔۔" ہاشم شاہ کے نرم رویے پر وہ اس بار زخمی دل سے چینخ پڑی۔ اسکی صبح کا آغاز جتنا خوشگوار اور حسین ہوا تھا۔ رات نے اتنا ہی انجام برا پایا تھا۔

رئیلی مسسز ہاشم شاہ۔۔؟ ! بڑے بھیا کو بتانا آپ پر فرض تھا؟ یا مجھے۔۔۔؟ اور پھر جب آپ اپنے بڑے بھیا سے اجازت لے رہیں تھیں تو کیا انکے فون سے مجھے کال کر کے نہیں پوچھ سکتیں تھیں۔۔۔! اپنی بیوی کی بے وقوفانہ بات پر ہاشم شاہ نے اسے تمسخر بھری نظروں سے دیکھا تو روقاش اسکے جواب پر رونا چھوڑ کر تھم سی گئی۔۔۔

وہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا کہ وہ ارباز شاہ کے فون سے اسے کال کر سکتی تھی۔ لیکن اس مہوش کو صدمہ پہنچانے کے چکروں میں اسے خود صدمے مل گئے تھے۔۔۔

ڈانٹ لیں، جی بھر کر ڈانٹ لیں، صدقے میں اپکو فری مل گئی ہوں نا اس لئے جس کا جو جی چاہتا ہے مجھے باتیں سنا کر چلا جاتا ہے۔۔۔! اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی وہ اب پہلے سے زیادہ منہ پھاڑ کر رونے کی کوشش کرنے لگی۔

پہلے جو رونا ٹوٹے دل کی وجہ سے آرہا تھا۔ وہ ہی رونا اب وہ اپنی جان بخشی کے لئے استعمال کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔۔

کس کافر نے ڈانٹا ہے اپکو، اور کس بے غیرت نے میری نئی نویلی دلہن کو باتیں سنانے کی جرات کی ہے۔۔۔! منہ بسور کر اپنے گالوں کو رگڑتے ہوئے وہ ایک دم سے ہاشم شاہ کا دل دھڑکانے کا سبب بنی تو ہاشم شاہ ایک جھٹکے میں اسے بازو سے کھینچتے ہوئے اپنی گود میں بٹھا گیا۔۔

روقاش کو گود میں بٹھا کر ہاشم شاہ نے اسکی ہیزل آنکھوں کے گرین رنگ میں جھانکتے ہوئے اسکی کھلی ہوئی ذپ کے اندر ہاتھ رکھا تو روقاش کسماسی گئی۔۔۔

آپ نے ڈانٹا ہے،اور شام میں مجھے چھوڑ کر خود اندر چلے گئے تھے۔جیسے میں آپکے لئے اہم نہیں ہوں۔۔۔!اور آپکے ایسا کرنے پر اپکے وہ سب نمونے گدھے جیسے بھتیجے میرا مزاق اڑاتے رہے تھے۔۔"

ہاشم شاہ کی نظروں سے پزل ہوتے وہ آنکھیں جھکا کر سوں سوں کرتے سب بتاتی چلی گئی۔۔۔۔

میں نے اپکو ابھی تک ڈانٹا نہیں ہے،بلکہ صرف غصہ کیا ہے۔اور میرا غصہ کرنا ایک فطری عمل تھا۔کیونکہ آپ میری بیوی کے عہدے پر فائز ہیں۔مجھے بلکل بھی مناسب اور گوارہ نہیں گزرے گا۔کہ میری بیوی اپنا قیمتی وقت برباد کرتے ہوئے کسی معمولی جگہ پر یوں ہی خود چلی جائے۔اور جانے کا مقصد بھی صرف کچھ بے کار چیزیں دینے کا ہو۔۔۔!

اگر میں اپنی دنیا کا بادشاہ ہوں تو میری کوئین آپ ہیں۔تو کیا کوئین ہر جگہ پر یوں ہی چلی جاتی ہے۔۔۔؟

روقاش کی پتلی کمر کو جکڑتے ہوئے ہاشم شاہ نے گھمبیر آواز میں سمجھاتے ہوئے اسکا جواب جاننا چاہا۔جبکہ روقاش جو اسکے لفظوں کے سحر میں کھوئی ہوئی تھی۔ہاشم شاہ کے خود کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے پر وہ جلدی سے نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔

ویری گڈ،اور میں اپکو چھوڑ کر اندر اس لئے چلا گیا تھا، کیونکہ اس وقت مجھے بہت غصہ آیا ہوا تھا۔اور میں نہیں چاہتا تھا کہ میرا غصہ آپ پر زرا بھی نکلے۔۔!اور ویسے بھی میں اپکو یہاں پر اکیلا چھوڑ کر نہیں گیا تھا، زیام شاہ اپنے ساتھ ہی تھا۔۔۔"

یہ آپکا احترام اور اہمیت کا اندازہ ہی تھا۔کہ وہ سب اندر جانے کی بجائے باری باری اپکے پاس بیٹھتے چلے گئے۔خود پر مٹی کا زرہ نہ برداشت کرنے والے اپنی چاچی کے ساتھ بلکل اسی ہی کی طرح زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔"کیا اب بھی اپکو اپنے اہم ہونے کر شک ہے؟

اب مجھے اپنے تیسرے شکوے کا جواز دیں!کہ میرے کمینے بھتیجوں نے آپکا کیسے مزاق اڑایا ہے۔۔۔!

ہاشم شاہ نے تفصیل سے اپنی بیوی کو اسکا مقام سمجھاتے ہوئے اسکی گردن پر لب رکھے تو روقاش کی پلکیں لرزنے لگیں۔۔۔وہ اس بات کو گول کر گیا تھا کہ اسے اصل غصہ اس باسٹرڈ کے اپنی بیوی کو پرپوز کرنے پر آیا تھا۔ہاشم شاہ اس سے اس بارے میں پوچھنا نہیں چاہتا تھا۔تاکہ روقاش کہیں یہ نا سمجھے کہ وہ اس پر شک کر رہا ہے۔۔۔

وہ۔۔وہ۔۔وہ سب کہہ رہے تھے۔۔۔کہ۔۔اپ۔۔اپ مجھ سے محبت نہیں کرتے ہیں اس لئے مجھے اندر لے جانے کے لیے آپ خود باہر نہیں آرہے ہیں۔۔۔"

روقاش نے سینے میں تیزی سے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ آنکھیں جھکاتے ہوئے اسے جواب دیا.. ہاشم شاہ جو اسکے گردن اور کالر بونز پر نرمی سے ہونٹ رکھ رہا تھا۔یک دم چونک کر چہرہ اٹھا کر اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔

ان کمینوں نے تم سے ایسی بکواس کی تھی کیا۔۔؟ ہاشم شاہ نے کڑے تیوروں سے پوچھنا چاہا تو روقاش معصومیت سے ہاں میں سر ہلانے لگی۔۔۔

ہاں اور تو یہ بھی کہہ رہے تھے، کہ آپ کا کسی اور لڑکی کے ساتھ چکر چل رہا ہے۔۔۔! اس لئے آپ مجھے گھاس نہیں ڈال رہے ہیں، کیونکہ وہ لڑکی مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے۔۔۔"

روقاش ہیزل آنکھوں میں مصنوعی آنسو لاتے ہوئے بھیگے لہجے میں مزید خود سے بتانے لگی۔۔

جبکہ ہاشم شاہ تو اسکی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو دیکھ کر ہی یک دم تڑپ اٹھا تھا۔۔

"ان بے غیرتوں کی تو میں اندر جا کر خبر لیتا ہوں۔۔۔! وہ سب بکواس کر رہے تھے۔کیونکہ اس دنیا میں میری قاشو سے زیادہ حسین کوئی ہو ہی سکتا۔ہاشم شاہ صرف اپنی قاشی سے جنون کی طرح محبت کرنے لگا ہے۔۔۔آپ ان خبیثوں کی باتوں کو سیریس نا لیں۔۔۔!

کیونکہ جنگل کی اس رات میں ہماری جب پہلی ملاقات ہوئی تھی۔تو ہاشم اعظم شاہ تبھی آپکے سحر میں جکڑتا چلا گیا تھا۔۔۔پھر کیسے ممکن ہے؟ کہ میں اس ساحرانہ کے جادو سے نکل کر کسی اور دیکھ سکوں۔۔۔"

وہ اسکے پورے چہرے پر لب رکھتے ہوئے اسے اپنی محبت کا ثبوت دے رہا تھا۔ہاشم شاہ کے اتنے خوبصورت اظہار پر روقاش کے چہرے پر شرمیلی مسکراہٹ چھانے لگی تو اس نے بے اختیار شرماتے ہوئے اسکے سینے میں چہرہ چھپا لیا تھا۔۔

لاونج میں عدالت لگی ہوئی تھی۔ کھانا کھانے کے بعد سب اس وقت لاونج میں ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ہاشم شاہ نے زیام شاہ،ارمغان شاہ کے ساتھ ساتھ ارمان شاہ کو بھی لائن میں اپنے سامنے کھڑا کیا ہوا تھا۔

ہاشم کے ساتھ صوفے پر روقاش بدلے ہوئے پنک ڈریس میں چمکتی آنکھوں سے اس تین بندروں کو دیکھ رہی تھی۔۔جو اسکی ناک میں دم کیے ہوئے تھے۔۔۔

جبکہ حابیل شاہ اور عالم شاہ مزے سے کافی پیتے ہوئے اپنی اپنی بیویوں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ارباز شاہ سمیت آج اعظم شاہ بھی اس کیچہری میں موجود تھے۔

مجھے کیوں لگ رہا ہے، کہ چاچی اس وقت سچ میں ڈائن کا روپ دھارے ہوئی ہیں۔۔۔!اپنی چاچی کی خوبصورت آنکھوں میں شیطانیت چمکتے دیکھ کر زیام شاہ خود سے اخذ کرتے سرگوشی میں بولا تو وہ دونوں اسکی بات میں حامی بھرتے ہوئے ہنکارہ بھر گئے۔۔۔

میری بیوی کے ساتھ بکواس کرنے کی تم تینوں کی ہمت کیسے ہوئی تھی۔۔! ان تینوں کو گھورتے ہوئے ہاشم شاہ نے بھڑک کر پوچھا۔۔

بڑی قسم لے لیں، اگر ہم نے ایک بھی گستاخ لفظ اپنی پیاری چچی جان کے سامنے نکالا ہو تو۔۔۔!

غان شاہ تڑپتے ہوئے جلدی سے صفائی میں بولا تو وہ دونوں بھی ساتھ میں تیزی سے سر ہلانے لگے۔۔۔

شاہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ وہاں نیچے یہ تینوں مجھے تنگ کرتے رہے تھے۔ بلکہ مجھے مسلسل چڑا بھی رہے تھے۔ اور یہ توے کی آنکھوں والا مجھے بار بار کہہ رہا تھا۔ کہ چاچی بنی ڈائن۔۔۔"

ارمغان شاہ کے جھوٹ پر روقاش اسکی طرف اشارہ کرتے چبا کر بتانے لگی تھی۔

روقاش کی شکایت کرنے کے انداز پر ارباز شاہ کا قہقہ بے ساختہ تھا۔ وہ بلکل کسی چھوٹی بچی کی طرح ہاشم شاہ کو شکایت لگا رہی تھی۔۔۔ لڑکیاں تو دلچسپی سے ان تینوں کی درگت بنتے انجوئے کر رہیں تھیں۔

روقاش کی بات پر ہاشم شاہ نے گھور کر ان تینوں کو پھر دیکھا تو وہ تیزی سے دوبارہ انکار میں سر ہلانے لگے۔۔

اور کیا کہا تھا انہوں نے۔۔۔؟ ہاشم شاہ نے اپنی جان عزیز بیوی سے مزید سے پوچھا تو وہ فر فر بولنا شروع ہو گئی۔

کہہ رہے تھے کہ اپکا کسی لڑکی کے ساتھ چکر چل رہا ہے، اس لئے آپ مجھ پر غصہ کر رہے ہیں کیونکہ میں اتنی خوبصورت نہیں ہوں۔۔۔"

روقاش منہ بناتے ہوئے مزید بولنے لگی تو عالم شاہ کا دل کیا تھا کہ زور سے قہقہ لگائے۔ جبکہ حابیل شاہ تو حیرت سے اپنی چچی نما ساس کو دیکھ رہا تھا۔ جو صاف جھوٹ بول رہی تھی۔۔۔

روقاش کی بات پر ان تینوں کے ایک ساتھ اوسان خطا ہوئے تھے بے ساختہ وہ چہرہ موڑتے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔۔۔

یار چاچی خدا کا خوف کریں کیوں جھوٹ بول رہیں ہیں۔! بڑی قسم لے لیں! ہم نے بلکل بھی ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔ بلکہ ہم تو انکو اندر لانے کے لیے انکی منتیں کر رہے تھے۔ اس بار ارمان شاہ بوکھلا کر جھوٹ سچ ملاتے بول گیا، جس پر روقاش حد سے زیادہ بل کھا کر رہی گئ تھی۔۔۔

جھوٹ جھوٹ، شاہ یہ پان شاہ جھوٹ بول رہا ہے۔ مجھے جب یہ باتیں سنا رہے تھے تو بڑے بھیا بھی ادھر ہی موجود تھے۔۔۔بے شک ان سے پوچھ لیں اپ۔۔۔"

روقاش تلملاتے ہوئے ارباز شاہ کی طرف اشارہ کرتی جلدی سے بولی تو اسکے اشارے پر سب ارباز شاہ کو دیکھنے لگے۔۔

ہاں ہاں بالکل گڑیا ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔! گڑیا سے ان تینوں کو فضول بکواس کرتے ہوئے میں نے خود سنا تھا۔۔! سب کو خود کی طرف دیکھتا پا کر ارباز شاہ جلدی سے حامی بھرتے ہوئے بولے تو انکی حمایت پر بے ساختہ روقاش گردن اکڑا کر بیٹھ گئی۔

ار باز شاہ کو بھی جھوٹ بولتے دیکھ کر ان تینوں نے صدمے سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے انکو دیکھا تو وہ بے نیازی سے کندھے اچکا گئے۔اب بھلا وہ اپنی بہو کو غلط ثابت کیسے کر سکتے تھے۔ار باز شاہ کو بھی روقاش کی حمایت میں بولتے دیکھ کر اس بار ہاشم شاہ نے مشکل سے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

ہمم۔۔۔!تم تینوں کو میں آخری وارننگ دے رہا ہوں اگر آج کے بعد تم لوگ مجھے میری بیوی سے بحث کرتے دیکھائی دیے تو اسکا انجام اچھا نہیں ہو گا۔۔۔!سنجیدگی سے ہاشم شاہ انکو دھمکی دے کر کھڑے ہوتے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تو سب لڑکیاں خوشی سے اچھلتے ہوئے اپنی چاچی کو چمٹ گئیں۔۔اخر انکی چاچی نے ان تین بندروں کی کلاس جو لگوائی تھی۔

آئندہ مجھ سے پنگا نا لینا۔۔۔!ان تینوں کے سامنے آتے ہوئے وہ ناخن پر پھونک مارتے ہوئے شان بے نیازی سے بول کر ہاشم شاہ کے پیچھے ہوئی تو ار باز شاہ اور اعظم شاہ فلک شگاف قہقے لگانے لگے۔۔

اس بار تمہیں بچا دیا ہے پر آئندہ نہیں بخشو گی۔۔۔!تو اب تم بھی سوچ سمجھ کر میرے سامنے اپنی اس زہریلی چونچ کا استعمال کرنا لمبو۔۔۔!روقاش جو خوشی سے جھومتے ہوئے کمرے کی طرف جانے لگی تھی کہ اچانک کچھ یاد آنے پر الٹے پیر چلتے ہوئے حابیل شاہ کے پاس آکر دھمکاتے ہوئے بولی تھی۔۔

حابیل شاہ ابیرو اچکاتے ہوئے اپنی جھوٹی چاچی کو دیکھے گیا۔۔یقیناوہ حابیل شاہ کی بھی جلی کٹی باتیں آتے پلٹی تھی۔

روقاش ایک ادا سے اپنے بال جھٹکتے ہوئے کمرے میں جا چکی تھی۔۔

اسکے جاتے ہی عالم شاہ نے حابیل شاہ کی حالت پر قہقہ لگایا تو نا چاہتے ہوئے بھی حابیل شاہ ہنس دیا۔انکو چاچی کم ڈرامہ زیادہ نہ گیا تھا

روقاش کمرے میں داخل ہوئی تو ہاشم شاہ اسے بازو سے کھینچ کر اسکی کمر میں بازو حائل کرتے ہوئے اسکے نرم وگلابی ہونٹوں پر جھکتے ہوئے گھوم کر دھڑام سے بیڈ پر گرا تو روقاش ڈر سے اچھل کر رہی گئی تھی۔ اس اچانک حملے پر روقاش کی آنکھیں بڑی ہونے لگیں تو اگلے ہی پل اپنے ہونٹوں پر اسکی مونچھوں کی چھبن سے وہ بری طرح کسما گئی۔

جبکہ ہاشم شاہ کے ہاتھ بے باکی سے اسکے وجود پر گردش کرتے ہوئے اسے محسوس کرنے لگے تھے۔

بیڈ پر گرتے ہی ہاشم شاہ نے کروٹ بدلتے ہوئے روقاش کو اپنے اوپر شفٹ کیا تو اسکے گھنگریالے بال ان دونوں کے چہرے کو چھپاتے چلے گئے۔۔

ہاشم شاہ نے اسکے لبوں کا جام پیتے ہوئے ہاتھ پیچھے لے جا کر روقاش کی شرٹ کی ذپ نیچے کھسکائی تو روقاش بے بسی سے آنکھوں کو میچ کر اسکی شدتیں برداشت کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

روقاش کو شدت سے خود میں سمیٹتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکی شرٹ کندھے سے نیچے کھسکا کر اسکی زبان کو لبوں میں سک کیا، تو روقاش اسکی حد درجہ بے باقی پر مرنے ہونے والی ہوگئی۔۔۔

سانس رکنے پر روقاش نے بھرپور مزاحمت کرتے ہوئے ہاشم شاہ کو پیچھے ہٹانا چاہا تو وہ رحم کھاتے اسکے ہونٹوں کو ایک دم سے رہائی بخشی گیا۔۔

روقاش کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ نے کروٹ بدل کر اسے اپنے نیچے شفٹ کیا تو روقاش اسکے کندھے پر سر ٹکا کر بھاری سانسیں لینے لگی۔۔۔

اسکے نازک وجود کو بانہوں میں بھرتے ہوئے اس وقت ہاشم شاہ کے اندر ایک جنون سا اٹھ رہا تھا۔۔اسکا آج کا حسین روپ وہ چاہ کر بھی نہیں بھول پا رہا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ ایک بار شدت سے اسکے ہونٹوں کو جکڑ پاتا کہ روقاش سہمتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔

شاہ کیا کر رہے ہیں۔۔!روقاش اپنے ہونٹ بامشکل چھڑاتے ہوئے بھاری سانسوں میں پوچھ گئی۔۔

اپنی کاشو کو گولڈن نائٹ کے لئے مینٹلی تیار کر رہا ہوں۔۔!پنک کلر کی شلوار قمیض میں کھلتے گلاب کی طرح اسکے گال سرخی مائل ہو رہے تھے۔جبکہ آنکھوں کا گولڈن رنگ اس وقت انتہائی چمک رہا تھا۔ روقاش کی آنکھیں چونکہ ہیزل تھیں۔اس لئے رات ہوتے ہی بلی کی طرح اسکی آنکھوں میں گولڈن رنگ چمکنے لگتا تھا۔۔۔

کیا مطلب گولڈن نائٹ۔۔۔؟ہاشم شاہ کی بات پر وہ اسکا گھیرا توڑنے کی کوشش میں ناسمجھی سے بولی۔۔

جبکہ ہاشم شاہ جھکتے ہوئے اسکی کالر بونز پر اپنے سلگتے لب رکھتے ہوئے بھاری لہجے میں بولا تھا۔" گولڈن نائٹ مطلب سہاگ رات ہوتا ہے۔۔۔!تو میں اپکو سہاگ رات کے لئے تیار کر رہا ہوں!کیونکہ میں تمہارے

وجود کو محسوس کرتے ہوئے جان چکا ہوں کہ تم بہت نازک اور تنگ کرنے والی ہو،اس لئے سوچ رہا ہوں کیوں نا ہلکی پھلکی گستاخیاں کرتے ہوئے تمہیں مینٹلی تیار کیا جائے۔۔۔"

کیا مطلب۔۔۔؟ہاشم شاہ کے منہ سے سہاگ رات کا لفظ سن کر روقاش کی آنکھیں کناروں تک پھیلتی چلی گئیں۔۔۔

ہاشم شاہ نے اسکا دوپٹہ نکال کر پرے اچھالا تو روقاش ہوش میں آتی گھبراتے ہوئے کسما کر پیچھے ہونے لگی۔۔۔

شاہ۔۔اپپ۔۔اپ۔میرے۔۔ساتھ مزاق کررہے ہیں نا۔۔۔!روقاش نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے اسکی طرف دیکھا اور پوری امید کی تھی۔کہ مقابل نے جو بولا ہے وہ اسکی توقع کے مطابق جھٹلا دے۔۔

قاشو میری جان میں میں سیریس کہہ رہا ہوں۔۔۔!ہاشم نے یک دم جھکتے ہوئے اسکی نچلے ہونٹ کو لبوں میں دبایا تو روقاش کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔۔۔ہاشم دل میں اٹھتے جذبات پر سے قابو کھوتے ہوئے اسکی گردن پر اپنے لمس کے پھول کھلانے میں مگن ہو گیا تھا۔۔۔

ابھی صرف اپکو ہونٹوں سے چھو رہا ہوں۔۔۔!کچھ دنوں تک یہ لمس جسم سے جسم تک پہنچے گا،پھر آپکے سینے میں اٹکی ہوئیں سانسیں میں اپکی ڈھرکنوں پر لب رکھ کر بحال کیا کروں گا۔۔۔!ہاشم شاہ اسکی کان کی لوح کو سک کرتے ہوئے اسکے کان میں جان لیوا سرگوشیاں کر رہا تھا۔۔۔

اسکے برعکس روقاش کا انگ انگ جلنے لگا تھا۔۔۔وہ آنکھیں میچے چہرہ موڑے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑے ہوئے دم سادھے اسکی آغوش میں لیٹی ہوئی تھی۔۔۔

کچھ دنوں کے بعد میرے ساتھ آپ ہر رات کو بستر میں بنا لباس کے۔۔۔! اس سے پہلے ہاشم شاہ اپنی لائن مکمل کر پاتا کہ تبھی کانوں کی لو تک سرخ پڑتے روقاش نے مڑتے ہوئے تیزی سے اسکے ہونٹوں پر اپنا نازک ہاتھ رکھ دیا۔۔۔

روقاش نے سرخی مائل آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تو ہاشم شاہ اسکی ڈبڈبائی آنکھوں کو دیکھ کر گہرا مسکرایا۔۔

ہاشم شاہ اسکے ہاتھوں میں اپنی پر حدت انگلیاں پھنسا کر تکیے سے لگاتے ہوئے شدت سے اسکے ہونٹوں پر دوبارہ جھکا تو روقاش سینے میں اچھلتے دل کے ساتھ مچل کر رہ گئی۔۔۔ابھی کار میں وہ اسکی آگ جیسی قربت برداشت کرتے آدھ موئی ہو چکی تھی۔اور اب وہ سہاگ رات کی بات کر رہا تھا۔۔۔روقاش کا شہید ہونا پکا تھا۔

ہاشم شاہ نے اسکے نچلے ہونٹ کو اپنے ہونٹوں میں لیتے ہوئے شدت سے سک کرتے اسکی دھڑکنوں پر ہاتھ رکھا، تو روقاش مچلتے ہوئے چھپٹانے لگی۔۔۔

لیکن وہ اس کے مچلنے کا اثر لیے اسکے برہنہ کندھوں پر اپنے سخت ہاتھ پھیرنے لگا تھا۔

ہاشم شاہ کے سخت ہاتھوں کے لمس سے روقاش کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔۔۔اسی لئے وہ بے بسی سے سسکیاں لیتے ہوئے ہاشم شاہ کی سخت گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

لیکن وہ پیاسوں کی طرح اسکے ہونٹوں کو اپنے عنابی ہونٹوں میں جڑ چکا تھا۔کبھی اسکے نچلے ہونٹ کو سک کرتے،تو کبھی اسکی زبان کو دانتوں میں دباتے ہوئے ہاشم شاہ اسکی جان ہوا کر رہا تھا۔ہاشم شاہ اسکے ہونٹوں کو چھوڑ کر گردن پر اچانک جھکا تو روقاش لرزتے ہوئے اسے زور سے تھامتی چلی گئی۔۔۔

وہ دل میں اٹھتے جذبات کے طوفان کے آگے بے بس ہوتے بھاری آواز میں جان لیوا سرگوشیاں کرنے لگا۔۔۔

سوچو،جب میرا جسم تمہارے جسم کے ساتھ ملے گا،تو کیا سماں ہو گا!سوچو,جب میں تمہاری روح میں اترا کر تمہاری آنکھوں کی نمی کا باعث بنوں گا۔تو تم سسکتی رہی جاؤ گی۔۔!اس لمحے کو سوچو،جب تم درد سے کراہتے ہوئے میری پشت پر خراشیں ڈالنے لگوں گی۔۔۔!اور میں مزید شدت سے تمہارے اندر سمانے کی کوشش کروں گا۔۔۔"

ہاشم شاہ نے ذومعنی انداز میں بولتے ہوئے اسکی طرف دیکھا جو اسکی باتوں پر فریز ہو چکی تھی۔۔

سوچو،جب تم میرے آگ جیسے لمس پر بے چینی اور بے بسی سے میری آغوش میں چھپنے کی کوشش کروں گی۔۔!لیکن ہاشم شاہ تم پر رحم نہیں کرے گا,بلکہ پوری رات تمہارے اس جوان بدن کو خراج تحسین پیش کرتا رہے گا۔۔۔!

ہاشم شاہ دہکتی سانسوں کے ساتھ اسکے کان میں بے باک سرگوشیاں کر رہا تھا۔۔

جبکہ روقاش اسکے دیو قامت انسان کے نیچے دبے ہچکولے کھاتے وجود کے ساتھ اسکے بے باک اور زومعنی باتوں پر شرم سے لال انگارہ ہوتے جل رہی تھی۔۔۔

وہ چاہ کر بھی اس سب کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ کیونکہ اسے لگ رہا تھا، کہ اگر وہ سوچے گی، تو ڈر سے کہیں وہ کوما میں نا چلی جائے۔۔۔ اسی لئے وہ اچانک پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی

ہاشم شاہ جو اسکے نرم و ملائم وجود میں گم ہو رہا تھا کہ اچانک رونے کی آواز سن کر ہوش میں آتا وہ یک دم پیچھے ہو گیا۔۔

قاشی میری جان کیا ہوا۔۔؟ کیوں رو رہی ہو۔۔؟ اسے بری طرح روتے دیکھ کر ہاشم شاہ کی یک دم جان ہوا ہوئی تھی۔۔۔

مقابل کے پوچھنے پر روقاش ڈبڈبائی آنکھوں سے ہچکیوں سمیت بولی۔۔

شاہ۔۔اپ۔۔اپ نے میری سانس روک دی تھی۔۔۔! روقاش نے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے اسے دیکھا۔۔

میں نے۔۔؟ میں نے بھلا کب سانس روکی اپنی زندگی کی۔۔؟ اسکی ہیزل آنکھوں پر نرمی سے لب رکھتے ہوئے ہاشم شاہ نے پیار سے پوچھا۔۔ کیونکہ اسے اپنی قاشو کا رونا بے چین کر رہا تھا۔۔

جبکہ دوسری طرف روقاش رونا بھول بے ساختہ اب اسکے میٹھے و نرم لہجے میں کھو چکی تھی۔۔۔ ہر دفعہ ہاشم شاہ اسے ایک نئے طرز مخاطب سے پکارتے ہوئے متعبر کر دیتا تھا۔۔۔

میں آپکی زندگی ہوں۔۔۔؟؟ گردن اور کندھے پر ہاشم شاہ کی شدتوں کے سرخ و نیلے نشان سجائے روقاش نے اسکی سحر انگیز ڈارک گرین آنکھوں میں جھانکتے ہوئے معصومیت سے جاننا چاہا۔۔

روقاش کو دم سادھے خود کی طرف دیکھتا پا کر ہاشم شاہ نے گہرا مسکراتے ہوئے کروٹ بدل کر اسکے ہلکے پھلکے وجود کو سینے پر منتقل کر کے اسکا چہرہ اپنے انتہائی قریب کر لیا۔۔۔

آپ میری ذندگی، میری بیوی، میری دھڑکن میرا دل اور سب بھر کر میرا جنون ہیں۔۔۔! ہمیشہ کی طرح محبت کا اظہار کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسے "تم" کی بجائے "آپ" مخاطب کیا تو روقاش کا دل یکبار گی شگفتگی سے دھڑکتے ہوئے سینے کی دیواروں سے سر پٹکنے لگا۔

اب بتائیں! میں نے یہ میٹھی سی سانس روکنے کی کیسے گستاخی کی تھی۔۔۔؟ روقاش کو خود کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ کر ہاشم شاہ نے اسکی رونے کی وجہ دوبارہ پوچھی تو وہ منہ بناتے ہوئے اسکے گلے کی ہڈی سے کھیلنا شروع ہو گئی۔۔۔ جبکہ رونا تو اسکا "میری زندگی" بلا نا سن کر ہی رک چکا تھا۔۔۔

بولو بھی اب۔۔! روقاش کو منہ ٹیڑھا کرتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے اسکی پشت پر ہاتھ پھیرا تو روقاش آنکھیں بند کرتے ہوئے کسمائی۔۔۔

اپ۔۔اپ نے جب میرے۔۔ہونٹوں کو قید ہوا تھا۔۔تب۔سانس رک گئی تھی۔۔۔! ہاشم کے ہاتھ کو اپنی تھائیز پر جاتے دیکھ کر بامشکل کانپتے ہوئے وہ جلدی جلدی بتانے لگی تو ہاشم شاہ گہری مسکراہٹ سے اسے دیکھ گیا۔۔۔

میری قاشی کی ابھی سے سانس رکنے لگی ہے، اس رات پھر۔۔؟! ہاشم شاہ نے اسکے کان کی لوح کو ہونٹوں میں دباتے ہوئے لائن ادھوری چھوڑی، تو روقاش روہانسے پن سے چلاتے ہوئے اسکے سینے میں چہرہ چھپا کر اسکے سینے پر مکے برسانے لگی۔۔روقاش کے شرمانے پر کمرے کی دیواروں میں ہاشم شاہ کا قہقہہ گونجنے لگا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

#Arbeel

تمہارا آگے کیا کرنے کا ارادہ ہے۔۔؟ حابیل شاہ نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کتاب پڑھتی ہوئی، اربیلا شاہ کی طرف دیکھا تو وہ چونک کر اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔

مجھ سے بات کر رہے ہیں کیا۔۔؟؟ کتاب سے بامشکل نظریں ہٹاتے اربیلا نے گردن موڑ کر سینے پر انگلی رکھتے پوچھا تو حابیل شاہ.جی جان سے سلگ اٹھا۔۔۔

نہیں اس ٹیبل سے نکاح کیا ہے، اس لئے اس سے بات کر رہا تھا۔۔۔! اپنی بیوی کے انجان بننے پر حابیل شاہ پھٹتے ہوئے گویا ہوا۔۔

ٹھیک ہے آپ کر لیں اس سے بات۔۔۔! اربیلا نے اسکی بات کا برا منائے بغیر بے نیازی سے کندھے اچکا کر دوبارہ کتاب کی طرف توجہ مرکوز کی، تو حابیل شاہ کا بے اختیار دل کیا تھا کہ سامنے بیٹھی لڑکی کو سمندر کے ٹھنڈے کھارے پانی میں غوطے لگوا کر لائے۔۔

تاکہ اسکی عقل تو زرا ٹھکانے پر آسکے۔۔۔ جو وہ ایسے حابیل شاہ کو ایٹیٹیوڈ دیکھا رہی ہے۔۔۔

بیلا میڈم کے خود کو اگنور کرنے پر حابیل کا دماغ سیکنڈ میں گرم ہوا تھا۔ وہ اس کمرے میں کتنے سکون سے حابیل شاہ کو نظر انداز کر دیتی تھی۔ کبھی کبھی تو حابیل شاہ کو لگتا تھا۔۔ کہ وہ اس کمرے میں سچ میں موجود ہے ہی نہیں۔۔ کیونکہ مجال ہوا گر اسکی ڈھیٹ بیوی اسکے وجود سے زرا بھی پگھلی ہو۔۔ بلکہ کمرے میں آتے ہی وہ مالا شاہ سے لائی ہوئی کہانیوں والی کتابیں پڑھنا شروع ہو جاتی تھی۔

حابیل شاہ اسے ایڈجسٹ ہونے کے لئے جو وقت دے رہا تھا۔۔ اسے اب محسوس ہونے لگا تھا۔ کہ اسکا یہ خیال کوئی بہت ہی بکواس قسم کا فیصلہ تھا۔ کیونکہ اسکی بیوی یہاں پر ایڈجسٹ ہو یا نہ ہو، حابیل شاہ ضرور ان ایڈجسٹڈ ہو چکا تھا۔۔۔

گھومتے دماغ کے ساتھ حابیل شاہ آگے بڑھ کر اسکی بکواس کتاب پرے اچھالتے ہوئے اربیلا شاہ کی کلائیوں کو دائیں بائیں تکیے سے لگاتے ہوئے اسکے اوپر آیا تو وہ ہکا بکا اسے دیکھتی رہ گئی۔۔ بلو کلر کے آرام دہ نائٹ ڈریس میں سر پر دوپٹہ جمائے وہ وائلٹ پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ جو ایسے اس پر حملہ کر چکا تھا۔۔۔

کیا تکلیف ہے تمہارے ساتھ۔۔۔؟ آج مجھے بتا ہی دو مسز اربیلا حابیل شاہ۔۔۔! تم سارے گھر والوں کے ساتھ نارمل رویہ رکھتی ہو، ایک میری دفعہ ہی تمہارے دماغ کے سارے پرزے کیوں الٹ پڑنے لگتے ہیں۔۔! کیوں مجھے ہی ایسے بے گانوں کی طرح ٹریٹ کرتی ہو، جیسے مجھ سے تمہارا کوئی رشتہ ہی نہیں۔۔۔! سموگ گرے آنکھوں میں تپش کی لالی لیے وہ شدید غصے سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

اربیلا شاہ جو اس اچانک کاروائی پر ہکابکا اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔ کہ حابیل شاہ کے الفاظ سنتے ہوئے بے ساختہ اسکا دماغ جھنجھوڑ اٹھا۔۔

مجھے آپ سے کیوں کوئی تکلیف ہو گی مسٹر حابیل شاہ۔۔! اپ بتائیں, اپکو مجھ سے کیا تکلیف تھی۔ میرا کیا گناہ تھا۔؟ صرف یہ کہ میں اپکی گاڑی سے ٹکرا کر آپکی نظروں میں آچکی تھی۔ بولیں کیا میرا یہ گناہ اتنا بڑا تھا ۔جو آپ نے بڑے مجمعے میں مجھے ونی کے طور مانگ لیا۔..!

بتائیں! حابیل شاہ میرا گناہ کیا اتنا بڑا تھا؟ جو آپ نے سارے گاؤں کے سامنے باسم شاہ کی تیسری بیٹی کو ہی ونی کے طور پر مانگا۔۔۔! مجھے ونی میں مانگتے ہوئے کیوں سب کی نظروں میں سوالیہ نشان بنایا تھا؟ کیوں میرے کردار کو مشکوک بنادیا؟ کیوں مجھے میری ہی نظروں میں شرمسار کر دیا۔۔؟ بتائیں، کیا میرا کیا قصور تھا۔؟ کیا میں نے آپ سے محبت کے دعوے کیے تھے۔۔؟ جو آپ نے میرے ساتھ ایسا کیا۔۔! کیا وجہ تھی؟ جو آپ نے خاص طور پر باسم شاہ کی تیسری بیٹی کو ہی مانگا۔۔۔! کسی اور کا نام کیوں نہیں لیا تھا۔۔۔!

حابیل شاہ کے الفاظ پر اربیلا شاہ تکلیف سے پھٹتے ہوئے دل کا سارا غبار نکالتے ہوئے ایک کے بعد ایک سوال اٹھا گئی۔۔۔

ایک سانس میں وہ غراتے ہوئے اپنا دل کا تمام کا غبار نکالتے ہوئے جھٹپٹا کر حابیل شاہ کے اوپر سے اٹھ گئی تھی۔

دوسری طرف، حابیل شاہ اسکے الفاظ پر خاموش نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اٹھ کر کے اسکے مقابل بیٹھا تو اربیلا نے غصے سے بے قابو ہوتے اسکی طرف سے منہ موڑ دیا۔ وہ اسکے ہر تاثر اور ایکشن کو جانچ رہا تھا۔۔۔

کیا تم سے کسی نے کچھ کہا ہے۔۔۔؟ اربیلا شاہ کی باتوں سے اخذ کرتے ہوئے اس نے پوچھنا چاہا۔۔۔۔۔

حابیل کے سوال پر وہ غصے کی لہر سے ہاتھوں کو مٹھیوں میں بھینچنے لگی تھی۔ سفید چہرہ بھی یک دم سرخ پڑ چکا تھا۔ لیکن چہرے کا یہ رنگ شدید غصے میں ہونے کی نشان دہی کر رہا تھا۔

حابیل شاہ نے غور سے اسکی پتلی ناک کے نتھنوں کو پھولے ہوئے دیکھا۔ کیا وہ اتنی غصیلی تھی؟ وہ بے اختیار سوچ گیا۔۔ کیونکہ اشتعال کی کیفیت سے اسکے گلابی لب کپکپانے لگے تھے۔ صرف اسکا غصہ دیکھتے ہوئے حابیل شاہ کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ کیا کچھ اپنے اندر چھپائے بیٹھی ہے۔۔

بے اختیار اسکے دماغ میں وہ پہلی ملاقات کے مناظر لہرانے لگے۔ جب کچھ ماہ پہلے وہ شام کے وقت آفس سے لوٹ رہا تھا۔ کہ گاؤں میں اینٹر ہوتے ہی اسکی گاڑی سامنے سے آتی ہوئی ایک چادر میں چھپی لڑکی سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی۔

اگراس وقت حابیل شاہ بروقت بریک نہ لگاتا تو یقیناً اربیلا شاہ بری طرح اسکی گاڑی سے ٹکرا کر زخمی ہو جاتی۔۔۔ حابیل شاہ جو گاڑی سے جارہانہ انداز میں اسے سنانے کی نیت سے نکلا تھا کہ نیچے گری ہوئی لڑکی کا رخ اپنی طرف موڑتے ہی حابیل شاہ کے دل کی دنیا ایک سیکنڈ میں لٹ گئی۔

وائلٹ آنکھوں پر تضاد، چادر کے اندر سے چہرے پر گولڈن بالوں کی لٹیں گریں ہوئیں تھیں۔۔ کالے رنگ کی عام سی شلوار قمیض میں میدے جیسی سفید وشفاف رنگت میں بڑی بڑی وائلٹ آنکھوں والی، وہ حابیل شاہ کو جنت کی حور محسوس ہوئی تھی۔ جو ہاتھ لگائے میلی پڑ جائے۔۔۔

اس نے آج تک اتنی انوکھی آنکھیں نہیں دیکھیں تھیں۔۔ حالانکہ انکی حویلی میں ہر طرح کی آنکھوں کا رنگ پایا جاتا تھا۔۔۔ پر وائلٹ رنگ اسکے دل میں تیر کی طرح چھب چکا تھا۔۔۔

حابیل شاہ جو ساکت آنکھوں اور وجود سے سامنے بیٹھی لڑکی کے سحر میں جکڑا ہوا تھا۔ کہ بے اختیار اسے ان نازک لبوں کی حرکت پر نا چاہتے ہوئے بھی ہوش میں آنا پڑا۔۔۔!

اربیلا شاہ اپنے زخمی بازو کو دباتے ہوئے پھڑ پھڑاتے ہوئے ہونٹوں سے اسے سوری بول کر چہرے پر ڈرو خوف کے آثار لیے وہ وہاں سے پل میں غائب ہوتے سامنے سے آتی ہوئی گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی۔ تو حابیل شاہ حیرانی سے اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔

جو ہوا کے جھونکے کی طرح غائب بھی ہو چکی تھی۔ لیکن زیادہ حیرانی اسے یہ دیکھ کر ہوئی تھی۔۔ کہ وہ لڑکی انکے مخالف دشمن باسم شاہ کی گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہوئی تھی۔۔۔۔

حابیل شاہ جو پہلی ملاقات کے سحر میں پھر کھونے لگا تھا۔ کہ بے ساختہ اسے ہوش میں آتے اپنی بیوی کو دیکھنا پڑا جو جنگلی شیرنی کی طرح غراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔

جس پہلی ملاقات میں وہ اسکا دل لے کر گئی تھی اسی ملاقات کا وہ اسے طعنے بھی مار چکی تھی۔

اتنی حیسن ہو کر پہلے میرے جیسے مضبوط اعصاب کے انسان کے ہوش خود اڑا دیتی ہے، پھر طعنے بھی مجھے مارنے ہیں۔۔۔! جادو گرنی کہیں کی۔۔۔! بولنے کے لیے الفاظ تلاش کرتے ہوئے وہ دماغ میں بے بسی سے سوچ رہا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ جواب میں کچھ بول پاتا اربیلا شاہ اشتعال سے دوچار ہوتے اس پر جھپٹ پڑی۔۔۔

ہاں مجھے میرے گھر والوں نے سنایا ہے۔۔! اپکی زبان سے میرا نام سن کر میرے گھر والوں نے میرا دل زخمی کیا تھا! مجھے آج تک میرے گھر والوں نے زندہ انسانوں میں شمار نہیں کیا۔ لیکن صرف اپکی وجہ سے انہوں نے میرا کردار مشکوک کر دیا۔۔۔!

مجھے سوالیہ نشان بناتے ہوئے سوالات اٹھائے۔۔! میری ذات کا مذاق تک اڑا دیا۔۔۔! کیوں کیا میرے ساتھ ایسا آپ نے۔۔۔؟ اسکے سینے پر مکے مارتے وہ تکلیف سے رو رہی تھی۔۔

لیکن اگلے ہی پل پھر کسی زخمی شیرنی کی طرح اسکی گردن کو نوچتے ہوئے ناخنوں سے خراشیں ڈالنے لگی۔

شاید اتنے عرصے میں وہ حابیل شاہ سے اتنی مانوس تو ہو ہی چکی تھی۔۔ کہ اپنی بے خبری میں بھی وہ حق سے لڑتے ہوئے سوال کر رہی تھی۔۔۔

شاید اتنے عرصے کی اعصابی جنگ نے بھی اسے تھکا ڈالا تھا۔۔

اسی لئے روتے ہوئے اسکے سامنے اپنی تکلیف کا اظہار کر رہی تھی۔ یا پھر حابیل شاہ کے کھل کر پوچھنے کا اثر تھا۔۔ کہ وہ بیان کر بیٹھی تھی۔ پر جس طرح وہ حابیل شاہ کے ساتھ لڑ رہی تھی۔ اگر ہوش میں ہوتی تو ضرور سوچتی، کہ مقابل ایک مضبوط، توانا اور بھرپور مرد ہے جو اسے سیکنڈز میں بے بس کر سکتا ہے۔۔۔

پر ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ حابیل شاہ خود اسکے وجود کی دلکشی میں بے بسی محسوس کر رہا ہے۔۔۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔ نا اسے روکا تھا، اور نا ہی جکڑنا چاہا تھا۔۔۔

اپنے سینے اور گردن پر اسکی خراشیں اسے لذت میں مبتلا کرتی جا رہیں تھیں۔۔۔

لیکن جب اربیلا شاہ نے اسکا چہرہ ناخنوں سے کھرچنے کی کوشش کی تو وہ لمحے میں اسکی کاروائی سمجھتے ہوئے اسکی دونوں کلائیوں کو قابو کرتے ہوئے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھاتے ہوئے اسے گود میں بٹھا گیا۔۔

میں تم سے محبت کرتا ہوں جانِ حابیل۔۔۔! اربیلا کو قابو کرتے ہوئے حابیل شاہ نے اچانک اسکے کان پر جھکتے ہوئے بھاری آواز میں سرگوشی کی تو ایک دم سے بیلا تھمتے ہوئے بت بنتی چلی گئی۔۔۔۔۔

مقابل کے چند الفاظ ہی اسکے مچلتے وجود کو ہوا میں تحلیل کرتے ہوئے رسیوں میں قید کر چکے تھے۔۔۔ بیلا کو ساکت ہوتے دیکھ کر حابیل شاہ اسکی خم دار کمر میں بازو لپیٹ کر خود میں سختی سے بھینچتے ہوئے مزید بولنے لگا۔۔

"میں تم سے تب سے محبت کرتا ہوں جب پہلی بار تم میری گاڑی سے ٹکرا کر میری نظروں میں سمائی تھی۔۔۔! اور تمہارا وہ سمانا کوئی عام نہیں تھا، بلکہ انتہائی پر سوز تھا۔۔! اتنا کہ تمہارے اچانک چلے جانے کے بعد میں کئی لمحوں تک ہوش میں نہیں آ پایا!

تم نہیں جانتی، پر میں تمہاری یونیورسٹی میں تمہارا عکس ل ن کر چلتا رہا ہوں۔ جب میری نظروں کی تپش پر تم خوفزدہ ہو کر ارد گرد دیکھنے لگتی تھی! تو باخدا یہ دل دھڑکتے ہوئے بے قابو ہونے لگتا تھا۔۔! میرا بس نہیں چلتا تھا، کہ میں تمہیں قید کرتے کہیں دور لے جاؤں، جہاں صرف تم اور میں ہوں۔۔۔! پر محبت کی اس آنکھ مچولی میں تم جان کر بھی انجان بننے کا دکھاوا کرتی رہی ہو بیلا۔۔۔! کیونکہ میں اس وقت تم پر کئی بار آشکار ہوا تھا، تاکہ تم میری نظروں کو پہچان کر جواب دو، میرے دل کی دھڑکن پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس پر سکون کر دو، پر تم ہر بار مجھ سے انجان بن کر نظریں چرا لیتی تھی۔۔۔"

بتاؤ ایسا تھا کہ نہیں۔۔۔؟ حابیل شاہ نے گھمبیر آواز میں اظہارِ رائے کرتے ہوئے اسکی گردن میں چہرہ چھپایا تو بیلا کانپتے ہوئے وہ سب مناظر یاد کرنے لگی۔۔

جب یونیورسٹی میں اسے خود پر نظروں کی تپش محسوس ہوتی تھی تو وہ بہت ڈر جاتی تھی۔ لیکن جب اس نے گلاس ونڈو میں حابیل شاہ کو اپنا پیچھا کرتے دیکھا تو وہ زلزلوں کی زد میں گرتی چلی گئی۔ اور اس سے بھی بڑا جھٹکا تو اسے اپنی یونی کے فیئر ویل پر ملا تھا۔۔ جہاں حابیل شاہ مہمان خصوصی کے طور پر انوائیٹڈ تھا۔۔ اور پورے فنکشن میں حابیل شاہ نے اربیلا شاہ کو نظروں میں بسائے رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اربیلا شاہ کو پرائز دینے کے لیے بھی سٹیج پر وہ ہی آیا تھا۔

لیکن تب اربیلا اسکی مستحکم شخصیت سے خوف کھاتے ہوئے ایک بار بھی نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھ نہیں پائی تھی۔

کیا تمہیں جواب مل گیا ہے، کہ میں نے ونی کے طور پر صرف تمہیں کیوں مانگا تھا۔۔۔! بیلا کی خاموشی اور کانپتے وجود پر حابیل شاہ نے اسکی گردن پر سلگتے لب رکھتے ہوئے پوچھا تو وہ لہجے کو مضبوط بناتے بولنے لگی۔۔۔

آپ مجھے اپنی باتوں سے بے وقوف نہیں بنا سکتے ہیں۔! مجھے صرف سچ جاننا ہے, کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ نے اپنے مرحوم چاچا کے قصاص کے طور پر مجھے ونی میں حاصل کیا تھا اور اب آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کو مجھ سے محبت ہے۔۔۔! یہ کونسی اور کیسی محبت ہے۔۔۔؟ جو آپ میرے کردار کو محفوظ نہیں رکھ پائے۔۔۔! اپ سیدھی طرح میرے گھر میں رشتہ بھجوا کر اپنی محبت کا ثبوت دے سکتے تھے۔ نا کہ یوں بڑے مجمعے میں مجھے۔۔۔!

حابیل شاہ کی سموگ گرے آنکھوں میں اپنی سرخ وائلٹ آنکھیں گاڑتے ہوئے وہ پھر غصے کی تیزی سے بول پڑی تھی۔ وہ جیسے مان کر بھی محبت والی بات نہیں ماننا نہیں چاہتی تھی۔ کیونکہ اربیلا شاہ سے کسی کو بھی محبت نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔

اربیلا شاہ نے مزاحمت کرتے ہوئے اسکی گود سے نکلنا چاہا تو حابیل اسکی ٹانگوں کو اپنی کمر کے دائیں، بائیں لاک کرتا اسے اچھے سے بٹھا گیا۔۔ اور اسکی جھٹپٹاتی ہوئیں کلائیوں کو حابیل شاہ نے پھر سختی سے

قابو کیا تو کئی چوڑیاں ٹوٹ کر بکھرتی چلی گئیں۔۔۔ جبکہ اربیلا اتنی نزدیکی پر انار کی طرح سرخ پڑ چکی تھی۔۔۔

میں جب تمہارے گھر رشتہ بھجواتا، تو کیا تمہارے گھر والے قبول کر لیتے۔۔؟ کیا تمہارے اور میرے گھر والوں کے آپسی تعلقات اتنے اچھے رہیں ہیں۔ کہ وہ "حابیل ارباز شاہ" کے رشتے پر خوشی سے شکر کرتے نا تھکتے۔۔! بیلا کی کمر کو اپنے نزدیک ترین کرتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکی تھوڑی پر دانت گاڑ دیے تھے۔۔ تاکہ اسکے مچلتے وجود کو سکون میں لا سکے۔۔۔

سس۔۔۔! حابیل کے دانتوں کی گرفت پر اسکے لبوں سے بے اختیار سسکی بر آمد ہوئی تو وہ آنکھوں کو میچ کر برداشت کرنے لگی۔۔۔

لیکن پھر حابیل شاہ کے سوالوں پر وہ یک ٹک اسے دیکھتی سوچ میں پڑ چکی تھی۔۔ کیونکہ وہ سچ ہی کہہ رہا تھا، کہ اگر وہ رشتہ بھجواتا تو باسم شاہ کی حویلی میں کہرام مچ جانا تھا۔

بیلا کو خیالوں میں کھوئے دیکھ کر وہ خود بات شروع کرتا پھر اسکے کان پر جھکا۔۔۔!

"میری بات سنو میری حسینا۔۔۔! جو ہونا تھا، وہ ہو چکا ہے۔.! میں تمہیں جس طرح حاصل کر سکتا تھا، میں نے وہی طریقہ اپنا کر تمہیں حاصل کر لیا ہے۔۔! ایسے میں اگر تمہارا نام خراب ہو گیا ہے جو کہ صرف تمہیں لگ رہا ہے۔ کیونکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔.

کیونکہ مجھے تمہاری اس منفی سوچ سے کوئی لینا دینا نہیں ہے, بلکہ میں تمہاری اس سوچ کو یہ کہتے ہوئے غلط ٹھہرا سکتا ہوں۔ کہ جیسے ہی سہی تمہارا نام صرف میرے نام کے ساتھ لیا گیا ہے۔۔ تو میرے نام کے ساتھ جڑتے ہوئے تمہارا نام یا کردار کیسے مشکوک بن سکتے ہیں۔۔۔! تمہارا نام جس کے ساتھ لیا گیا، تم آج اسکی کے نام سے جڑتے ہوئے اسکے دل کی ملکہ بن کر اس کمرے میں پورے حق سے بیٹھی ہوئی ہو۔۔۔! اور اس بات کا تمہیں مجھ پر یقین رکھنا ہو گا۔ کہ حابیل شاہ کے نام کے ساتھ تمہارا نام کبھی بھی خراب نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ بات میں تمہیں آنے والے وقت میں بہت جلد ثابت کر دوں گا جانِ حابیل۔۔۔"

حابیل شاہ نے نرمی سے سمجھاتے ہوئے اسکا دل نرم کرنا چاہا تھا۔ تاکہ منفی سوچوں کا شکار ہوتے وہ تکلیف میں نا رہے۔۔۔

اور دوسری بات تم میری بیوی ہو، اور میں اب تمہارا شوہر ہوں۔۔! اور ایک شوہر ہونے کے ناطے میں اتنے عرصے میں یہ تو جان چکا ہوں، کہ تم جو باہر سے نظر آتی ہو اندر سے تم ویسی بلکل بھی نہیں ہو۔۔۔! شاید تمہارے اندر خلا موجود ہیں۔ جو تمہیں تنگ کرتے ہوئے ایسا پر اسرار اور سخت بنا چکے ہیں!

اور شاید اسی وجہ سے تم میری محبت پر بھی یقین نہیں کر پا رہی ہو, پر میرا بھروسہ کرو میری جان! تمہارے اندر جتنے بھی خلا ہیں, جو تمہیں اذیت دیتے ہیں, وہ سب حابیل شاہ اپنی ذات سے پر کرنے کی پوری کوشش کرے گا۔۔۔! بس ایک بار میرا ہاتھ تھام کر دیکھو۔۔۔۔"

حابیل شاہ نے کچھ سوچتے ہوئے محبت و عقیدت سے اسکے ماتھے پر پہلی بار ہونٹ رکھے تھے۔اسکے بر عکس دوسری طرف بیلا شاہ بے یقینی کی گہرائیوں میں گر چکی تھی۔

آخر وہ اسکے اندر کے بارے میں کیسے جان سکتا تھا۔۔۔یہ سب سوچتے ہوئے وہ فریز ہو چکی تھی۔اور اب یہ بھی بھول چکی تھی۔۔کہ وہ اس وقت کس پوزیشن میں حابیل شاہ کی گود میں بیٹھی ہوئی ہے۔۔۔

بیلا کو خیالوں میں کھوئے دیکھ کر حابیل شاہ نے موقع غنیمت جانتے ہوئے ریموٹ اٹھا کر کمرے کی لائٹس آف کر دیں تھیں۔۔

انکی بحث میں بہت وقت ہو چکا تھا۔اور صبح اسے آفس کے لئے جلدی نکلنا بھی تھا۔

بیڈ پر پیچھے لیٹتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکے نرم و نازک پھول جیسے وجود کو اپنے اوپر لٹایا تو وہ ہوش میں آتی ہڑ بڑا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔۔۔

سو جاؤ ایسے ہی۔۔۔! صبح جلد اٹھنا ہے۔۔۔! حابیل شاہ نے اسے سختی سے خود میں بھینچتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں، تو بیلا اسکی آغوش سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

لیکن حابیل شاہ کی سخت گرفت پر وہ جب چاہ کر بھی ہل نہ پائی تو تھک ہار کر اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔۔جس کو محسوس کرتے اندھیرے میں حابیل شاہ سرشاری سے مسکرا دیا تھا۔۔۔

اسکی بیوی جال پھیلاتے ہوئے قابو کرنے والوں میں سے تھی۔۔وہ صرف نرمی یا سختی سے ڈیل نہیں کی جا سکتی تھی۔اتنا تو وہ سمجھ ہی چکا تھا۔بیلا شاہ کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ اسکے کان میں محبت بھری سرگوشیاں کرنے لگا تھا۔۔جن کو سنتے ہوئے بیلا کب نیند میں اتری اسے خبر بھی نہیں ہوئی۔۔۔

\-------------

صبح جاگنگ کرنے کے بعد حابیل شاہ وائٹ ٹریک سوٹ میں کمرے میں واپس لوٹا تو ڈریسنگ روم میں کھٹ پھٹ کی آواز پر متجسس ہوتا ادھر چلا آیا۔۔۔

لیکن سامنے ہی مائرہ شاہ کو اپنا سوٹ اور میچنگ چیزیں نکالنے دیکھ کر وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔۔

میرو تمہاری بھابھی کہاں ہے۔۔؟حابیل شاہ نے سنجیدہ آواز میں اسے مخاطب کیا تو مائرہ چونکتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔

بھیا آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔۔!میں جب کمرے میں آئی تھی تو تب بیلا بھابھی باتھروم میں تھیں۔ شاید وہ شاور لے رہیں ہیں۔۔"حابیل شاہ کے جوتے نکالتے ہوئے اس نے مصروف انداز میں جواب تو حابیل سرد سانس خارج کرتا اسکی طرف بڑھ گیا۔

مائرہ شاہ کے ہاتھوں سے اپنے شوز پکڑ کر حابیل نے سائیڈ پر رکھے تو وہ چونک کر دوبارہ اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔

بھیا کی جان آئندہ میرے کام تم نہیں، بلکہ تمہاری بھابھی کیا کریں گئیں! کیونکہ یہ ذمہ داری اب تمہاری نہیں، بلکہ اسکی ہے۔اور تم خود بھی اب آفس جاتی ہو، لیکن ہم سب کی تیاری کے چکر میں تمہیں ہم سے بھی زیادہ جلدی اٹھنا پڑتا ہے۔۔۔"

حابیل شاہ نے اپنی لاڈلی بہن کے بال سنوارتے ہوئے پیار سے اسے بتایا تھا۔۔ کہ اب سے وہ حابیل شاہ کی تمام ذمہ داریوں سے آزاد ہے۔۔۔

بچپن میں چونکہ لڑکیوں میں سے مائرہ شاہ سب سے بڑی تھی۔اسی لئے بڑے ہونے کے ناطے اس نے ذمہ داریاں بھی بڑی لیں تھیں۔ چھوٹی سی عمر میں ہی وہ خود کو بہت ذمہ دار بنا چکی تھی۔امریکہ میں رہتے ہوئے مائرہ شاہ سب سے پہلے جاگتی تھی۔

جاگتے ہی وہ عالم شاہ کے کمرے میں سب سے پہلے چھوٹی سی شرجینا کو دیکھنے جاتی۔۔ کیونکہ ان میں سب سے چھوٹی شرجینا شاہ تھی۔جو کچھ ماہ کی ہی تھی۔شرجینا شاہ کو فیڈر بنا کر دینے کے بعد وہ نماز ادا کرنے میں مصروف ہو جاتی تھی۔۔ نماز ادا کرنے کے بعد وہ ہاشم شاہ کے کمرے میں جاکر اسکے کپڑے نکالتی تھی۔ کیونکہ ہاشم شاہ کے ساتھ عالم شاہ اور حابیل شاہ غرض وہ تینوں ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھ رہے تھے۔

ان تینوں کے کپڑے ریڈی کرنے کے بعد وہ زیام شاہ اور ارمغان شاہ کا یونیفارم تیار کر کے انکے کمرے میں رکھ آتی تھی۔اور سب آخر میں وہ ارمان شاہ کے کمرے کا رخ کرتی تھی۔

اس کمرے میں آتے ہوئے مائرہ شاہ کے منہ کے زاویے بگڑنے لگتے تھے۔۔ لیکن پھر دل پر جبر کرتے ہوئے ارمان شاہ کے کالج کا یونیفارم تیار کر کے وہ وہاں سے بھاگنے کی کرتی۔ جب تک وہ اپنے کمرے سے سکول کے لئے خود اور چھوٹی سی مالا شاہ کو تیار کر واپس آتی، تب تک ہاشم شاہ اور حابیل شاہ ناشتہ تیار کر رہے ہوتے تھے۔ اور عالم شاہ چھوٹی سی شر جینا شاہ کو سنبھالنے میں مصروف ہوتا تھا۔ جو روز ہمیشہ صبح انکے ساتھ ہی جاگ جاتی تھی۔

تمام تر سہولیات ہونے کے باوجود ہاشم شاہ نے انہیں ذمہ دار اور خود مختار بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

ناشتے سے فارغ ہو کر جب وہ سب اپنی اپنی منزل کی طرف بڑھتے۔ تب تک ننسی واپس اپنی ڈیوٹی پر آجاتی تھی۔ اور وہ ڈیوٹی ہوتی تھی شر جینا شاہ کو ان سب کی واپسی تک سنبھالنا۔۔۔! اور اب اتنے سال گزر گئے تھے۔۔ ان سب کے آفس جانے کی ہر چیز سلیکٹ کر کے نکالنا مائرہ شاہ کا معمول بن چکا تھا۔

یہاں تک کہ انکے ہر سپیشل میٹنگز کے حساب سے بھی مائرہ شاہ انکی ڈریسنگ کا خاص خیال رکھتی تھی۔ اسی لئے آج تک وہ سب اس چیز کے بارے میں بے فکر رہتے آئے تھے۔ کہ انہیں کب اور کیا پہنا ہے۔۔۔

حابیل کے نکاح کے بعد بھی مائرہ شاہ اپنی ذمہ داری چونکہ ابھی تک پوری کر رہی تھی۔ جس پر اب حابیل شاہ ضبط کر کے رہ جاتا تھا۔ کیونکہ بیوی کی موجودگی میں بہن کو تکلیف دینا اسے ناگوار گزرتا تھا۔ اور اس

بارے میں کل رات اس نے بہت پیار سے اپنی بیوی کو سمجھایا بھی تھا لیکن شاید وہ اسے سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔

آپ میری فکر نا کریں بھیا، کیونکہ چاچو کی ذمہ داری تو چاچی سنبھال چکی ہیں۔اس حساب سے میرا برڈن کم ہو ہی گیا ہے۔ آپ بتائیں! کہ بھابھی سے کوئی بات بنی؟ کہ ابھی نہیں۔۔۔! مائرہ نے چمکتی نیلی آنکھوں سے شرارت سے استفسار کیا تو حابیل مسکرا کر رہ گیا۔۔

یہ تمہیں میں بعد میں بتاؤں گا۔۔! ابھی تم جا کر آفس کے لئے تیار ہو جلدی سے۔۔۔! باتھ روم کے دروازہ کھلنے کی آواز پر حابیل شاہ نے اسکے بال بگاڑتے ہوئے وہاں سے بھیجنا چاہا تو وہ مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔۔۔

مائرہ کے جاتے ہی حابیل شاہ کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔۔ چہرے پر غضب ناک تیور لیے وہ تیزی سے جارہانہ انداز میں باہر نکلتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف جاتی ہوئی بیلا کو جکڑتے ہوئے دیوار کے ساتھ لگا گیا تھا۔۔

کہا تھا نا، کہ کل سے میرے سارے کام تم اپنے ہاتھوں سے کرو گی، تو پھر یہ ڈھٹائی کیوں۔۔۔؟ حابیل شاہ نے اسکی کمر میں سختی سے بازو لپیٹتے ہوئے اسے اوپر اٹھایا تو اس اچانک افتاد پر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ڈر سی گئی۔ کیونکہ سامنے والے کی آنکھیں اس وقت غصے سے سرخ ہو رہیں تھیں۔۔۔

آپ میرے محبوب شوہر نہیں ہیں، جو میں بھاگ بھاگ کر آپکے کام کروں۔۔۔! اپنے ڈر پر قابو پاتے ہوئے کمر سے ہاتھ ہٹانے کی کوشش میں وہ لہجے کو بے تاثر بناتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

ہمم۔۔ویری گڈ۔۔۔! اگر میں تمہارا محبوب شوہر نہیں ہوں، تو کیا ہوا۔۔۔؟ تم تو میری محبوب بیوی ہو نا، تو پھر کیا کہتی ہو لگے ہاتھ تمہارے تقاضے پورے کر نا دوں آج۔۔۔؟ اپنی بیوی کے جواب سے امپریس ہوتے ہوئے وہ اسکے گیلے سراپے پر گہری نظریں دہراتے طنزیہ انداز میں کہنے لگا تھا۔

جبکہ دوسری طرف اپنے نام نہاد شوہر کی نظروں سے پزل ہوتے وہ ہر ممکن کوشش کرتے ہوئے اپنی کمر سے اسکا ہاتھ ہٹانے میں لگی تھی۔ "اگر میرے ساتھ اس دفعہ آپ نے کوئی بد تمیزی کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ یاد رکھیے گا۔۔۔"

رئیلی مسسز۔۔۔۔؟! مقابل نے ایک جھٹکے میں پیچھے سے اسکی بلو قمیض پھاڑتے ہوئے اسے چیلنجنگ انداز میں دیکھا تو وہ بے یقینی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔

اس وقت حابیل شاہ کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا ہوا تھا۔۔

اسے رات کے سارے ارمانوں پر وہ پانی پھیر چکی تھی۔ کتنے پیار سے سرگوشیاں کرتے ہوئے اس نے اپنی کو سمجھایا تھا۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا۔

اب بولو کیا کرو گی تم، کردی میں نے بد تمیزی۔۔۔! حابیل نے بے باقی سے اسکی پشت پر ہاتھ پھیرا تو بیلا لرزتے ہوئے پھٹ پڑی۔۔۔

میرے سر پر زبردستی مسلط ہونے کی کوشش مت کریں مسٹر شاہ، کیونکہ اپکو مجھ سے محبت ہو گی، لیکن مجھے آپ سے زرا برابر بھی محبت نہیں ہے۔۔۔! یہ بات اپکو سمجھ میں آتی ہے کہ نہیں۔۔۔! اپنے وجود کو چھپانے کی کوشش میں اس نے مقابل کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے پیچھے دھکا دیتے ہوئے خود سے دور ہٹانا چاہا۔ پر سامنے والا اپنی جگہ سے زرا بھی ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔۔ لیکن اپنی بیوی کی اونچی آواز پر اسکا غصہ پہلے سے ضرور بڑھ گیا تھا۔۔

رائٹ تو تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے۔۔۔! لیکن مجھے ہے، اور یہ محبت میں تمہیں بھی کروا کے چھوڑو گا۔۔! پھر دیکھتا ہوں، کہ تم یہ فضول بکواس کیسے کرتی ہو۔۔۔۔! ایک بار پھر اسکی کمر میں بازو لپیٹ کر اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے مقابل اسکے ہونٹوں پر اچانک جارہانہ انداز میں جھکا تو وہ آنکھوں کو آخری حد تک پھیلاتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگ۔

جبکہ وہ اسکے ہونٹوں پر اپنی مونچھیں رگڑتے ہوئے بے باکی سے اسکی پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسکی ہک میں ہاتھ الجھا چکا تھا۔۔ کیونکہ اسکی بلو شرٹ مکمل طور پر وہ پیچھے سے پھاڑ چکا تھا۔

حابیل شاہ نے غصے سے پاگل ہوتے اسکی ہک کو پیچھے کی طرف کھینچتے ہوئے چھوڑا تو جلن کے مارے سسک وہ اٹھی۔

غضب ناک طریقے سے اسکے ہونٹوں پر کاٹتے ہوئے حابیل اپنا چوڑا ہاتھ اسکی نازک پشت پر بے باکی سے پھیر رہا تھا۔ جس پر بیلا بے بسی سے گرنے والی ہو گئی تھی۔۔۔

حابیل شاہ نے اسکی کمر کو تھام کر اسے زمین سے اوپر اٹھاتے ہوئے اسکی زبان پر زور سے دانت گاڑے، تو اسکے کندھوں پر وہ زور سے مکے مارنے لگی۔ بیلا کی سانسوں کو اپنے اندر انڈھیلتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکے ہونٹوں کو آزادی دیتے ہوئے کندھے پر اب زور سے دانت گاڑ دیے تھے۔

میرا تمہارا ہر ناز نخرہ اٹھانے کو تیار ہوں، پر کوشش کرو تمہاری یہ آواز جو آج میرے سامنے اونچی ہوئی ہے وہ آئندہ نہ ہو، ورنہ انجام کی زمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔"

حابیل شاہ اسکے کندھے پر دانت گاڑ کر اچانک اسکے جبڑے کو ہاتھ میں دبوچ کر پھنکارتا ہوا بولا، تو بیلا نا چاہتے ہوئے بھی سہم سی گئی۔ حابیل شاہ کی سموگ گرے آنکھیں اس وقت ضبط سے لال ہو رہیں تھیں۔۔۔

اپ۔۔اپ۔۔ میرے ساتھ ایسے بات نہیں کر سکتے ہیں۔۔۔!" حابیل شاہ کے اتنے سخت لہجے کو سن کر اسکی وائلٹ آنکھوں میں آنسو ابھرے، تو لہجہ بھی خود بخود بھیگتا چلا گیا تھا۔ شاید آج پہلی بار وہ اسکا یہ انداز دیکھ رہی تھی، اس لیے برداشت نہیں ہوا تھا۔ ورنہ حابیل شاہ اپنی طبیعت کے برخلاف اسے نرمی سے ہی ٹریٹ کرنے کی کوشش کرتا تھا۔۔۔

میں ہر گزاس انداز میں تم سے بات نہ کروں، جب تک تم مجھے خود مجبور نہیں کرو گی، کیونکہ میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں! جو جان بوجھ کر بیویوں پر روعب جمانے کے لیے چینختے یا چلاتے ہیں، لیکن میں "حابیل ارباز شاہ" ضرور ہوں، جو اپنے سامنے اپنی بیوی کی اونچی بد تمیز آواز قطعاً برداشت نہیں کر سکتا"

بیلا کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے ہوئے حابیل شاہ اسکے جبڑے کو ہاتھ کی گرفت سے آزاد کرتے سپاٹ لہجے میں بولتے ہوئے گویا ہوا۔۔

اگر آپ میری اونچی آواز برداشت نہیں کرے گئے، تو میں بھی "اربیلا باسم شاہ" ہوں، جو کسی صورت آپکا یہ انداز اور لہجہ نہیں برداشت کر سکتی، اور نہ ہی کرے گی۔۔۔"

اپنے آنسوؤں کو کنٹرول کرتے ہوئے بیلا اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر تیش سے دوچار ہوتے جواب میں بولی تو حابیل شاہ بغور اسے دیکھ گیا۔۔

"مجھ سے مقابلے بازی کرو گی۔۔۔"؟!

"نہیں، پر آپکے سامنے خود کو غیر اہم ثابت ہونے نہیں دوں گی۔۔" اپنے حلق میں آنسوؤں کو اتارتے ہوئے وہ چہرے کا رخ موڑ کر زخمی دل سے جواب دیتے بولی۔

جبکہ حابیل شاہ تو اسکے جوابات سن کر سرد سانس کرتے اپنی شیو پر ہاتھ پھیرنے لگا تھا۔۔۔

تم اس وقت بیوی کا رول پلے نہیں کر سکتی کیا، اپنی باتوں سے تم مجھے کیوں یہ بتانا چاہ رہی ہو، کہ تمہاری نظر میں تمہارے شوہر کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔۔۔"

بیلا جو وہاں سے نکلنا چاہ رہی تھی کہ اچانک حابیل شاہ اسکے بازو کو پکڑ کر دوبارہ اپنی طرف کھینچتے ہوئے سنجیدگی سے گویا ہو گیا۔۔۔

حابیل شاہ کو اس وقت سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سامنے کھڑی پتھر کی مورت کو کیسے پھوڑے۔۔۔۔ ہر دفعہ وہ جب بھی اسے کوئی چیز سمجھانے کی کوشش کرتا تھا، تو وہ کیوں بحث میں پڑ جاتی تھی۔۔ کیا بنا بحث کے وہ اسے سمجھ نہیں سکتی تھی۔۔۔؟

"تو کیا اپکی نظر میں میری اہمیت ہے۔۔۔؟" سرخ آنکھوں سے ابرو اچکاتے ہوئے بیلا نے الٹا سوال کیا تو حابیل شاہ کا دل اندر تک بھڑک اٹھا۔۔

رائٹ! اگر ابھی تک تمہیں میرے الفاظ یا کسی بھی انداز سے اپنی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوا, تو میں مزید تمہارے ساتھ سر نہیں کھپا سکتا۔۔! لیکن ایک بات اچھے سے ذہن نشین کر لو، کہ کل سے میری تمام تر ذمہ داری تمہارے اوپر ہے، اور اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں تمہاری کوئی بھی کوتاہی میں ہرگز برداشت نہیں کروں گا۔۔۔"

بیلا کے انداز اور تاثرات کو دیکھتے ہوئے حابیل شاہ گو آپ کرتے ہوئے اسے اپنی سخت گرفت سے آزاد کر کے باتھروم کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ شاور لے سکے۔۔۔ نا چاہتے ہوئے بھی اسکا دماغ گرم ہو چکا تھا۔

حابیل شاہ نے زوردار دھماکے کے ساتھ دروازہ بند کیا، تو بیلا اچکتے ہوئے وہیں نیچے بیٹھی چلی گئی۔۔۔

حلق میں اٹکے آنسو ابل ابل کر آنکھوں سے بہنا شروع ہوئے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔

نہیں کام کروں گی، کوئی کام نہیں کروں گی، سارے کپڑے جلادوں گی۔۔۔" غصے کی شدت سے اس وقت اسکا دل کر رہا تھا کہ ہر چیز کو آگ لگادے۔۔ سینے میں دھڑکتا دل اس وقت بے حد تکلیف سے دوچار ہو رہا تھا۔

رات کو پیار کے دو بول کر صبح ہوتے ہی وہ اپنی سو کالڈ محبت کو بھول چکا تھا۔ منفی سوچوں کا شکار ہوتے رونے کے ساتھ ساتھ وہ کچھ بھی سوچے جارہی تھی۔

لیکن کیا اسے اپنا رویہ یاد تھا۔۔۔؟ کیا اسے اپنے جوابات یاد تھے؟ کیا اپنی وہ بدتمیزی والی اونچی آواز یاد تھی؟۔۔۔

دوسری طرف باتھروم میں بند حابیل شاہ تھکی سانس خارج کرتے ہوئے مرر میں خود کو دیکھنے لگا۔۔۔

بے اختیار اسکی نظر صابن پر پڑی تو حیرت و بے بسی سے اگلے ہی پل اس نے آنکھیں میچ لیں۔۔۔

یہاں پر شیمپو اور کنڈیشنر غرض اپنی بیوی کی ضرورت کی ہر چیز وہ رکھ چکا تھا۔۔ لیکن اسکے باوجود پتہ نہیں، اسکی بیوی کو کیوں صابن سے ہی اپنے لمبے بال واش کرنے تھے۔ آئے روز وہ یہاں پر نیا صابن رکھتا تھا۔ جو اگلے ہی دن اسے آدھے سے بھی کم نظر آنے لگتا تھا۔۔

لگتا ہے اس صابن کی کوالٹی کو ہی بدلنا پڑا گا، بے وقوف لڑکی جان ہی نہیں چھوڑ رہی اسکی۔۔۔" غصے سے وہ بڑبڑاتا ہوا نیا صابن نکال کر شاور لیتے اپنے گرم دماغ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

ٹیسٹ کی تیاری کیسی ہے۔۔؟ عالم شاہ نے شر جینا کے بال سنوارتے ہوئے پوچھا تو وہ ناک چڑھا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔۔

جیا۔۔؟

عالی آپ نے کل رات خود ہی تو تیاری کروائی تھی، پھر کیوں اب دوبارہ پوچھ رہے ہیں۔۔" عالم شاہ کی تنبیہ کرتی آواز پر شر جینا منہ بناتے ہوئے بولی۔۔

اس وقت عالم شاہ آفس کے لئے بلکل نک سک سا تیار اپنی چھوٹی سی بیوی کے روم میں کھڑا اسکے بال سنوار رہا تھا۔ جو کالج کے سفید یونیفارم میں کانچ کی گڑیا بنی سیدھا اسکے دل میں اتر رہی تھی۔

عالی کی نالائق جان میں اس لئے پوچھ رہا ہوں، کیونکہ میں تمہیں ہنڈرڈ پرسنٹ تیاری کرواتا ہوں، پر تم پچاس فیصد یاد رکھتی ہو، اور جب لکھنے کی باری ہے تو دس فیصد بھی نہیں لکھ کر آتی ہو۔۔۔"

عالم شاہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے شر جینا کو اپنی گود میں بٹھاتے ہوئے کہنے لگا تو شر جینا اسکی بات سن کر زور سے کھکھلا پڑی۔۔۔ عالم شاہ اسکے معصوم حسن کو جاں نثار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

عالی مجھ سے اردو نہیں یاد ہوتی نہ، میں کیا کروں۔۔۔؟ شر جینا چہرے پر معصومیت بھرے تاثرات سجائے، اسکی ٹائی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے کہہ گئی۔۔۔

عالی کی جان تمہیں صرف اردو ہی نہیں بلکہ کچھ بھی نہیں آتا ہے۔۔۔" عالم شاہ نے اسکے الفاظ کی درستگی کرتے ہوئے اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے سبز کانچ جیسی آنکھوں کو چوما تو شر جینا اسکے جواب پر خفگی سے دیکھ گئی۔ عالم شاہ مسکراہٹ دباتے ہوئے زور سے اسکی کمر کر جکڑ گیا۔۔۔

عالی، آپ ہمیشہ میری آنکھوں کو ایسے کیوں چومتے ہیں۔۔؟ اپنی آنکھوں پر تھوڑی دیر پہلے اسکا شدت بھرا لمس یاد کرتے ہوئے شر جینا نے تجسّس سے اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے ہوئے پوچھنا چاہا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ دن میں کئی بار اسکی آنکھوں کو پیار سے چومتا رہتا تھا۔

عالم شاہ اسے متجسس ہوتے دیکھ کر مسکرا دیا۔ اپنے نرم و نازک وجود کے ساتھ وہ اسکی گود میں پورے حق سے بیٹھی اس سے سوال کر رہی تھی۔ فقط یہ اختیار بھی شر جینا شاہ کے پاس ہی تھا۔ ورنہ کسی نے بھی عالم شاہ کا ایسا انداز نہیں دیکھا تھا۔۔۔

کیونکہ یہ آنکھیں بالکل میری جیسی ہیں، میں جب تمہاری آنکھوں کو دیکھتا ہوں، تو مجھے یاد آتا ہے۔ کہ انکی پہلی جھلک دیکھ کر میں کیسے تم پر بری طرح دل ہار گیا تھا۔ تمہاری آنکھوں میں مجھے اس منظر کا عکس نظر آنے لگتا ہے! جب تم پیدا ہوئی تھی، تو تمہاری آنکھوں کو دیکھ کر "عائزہ چچی" (شر جینا کی ماں) نے تمہیں میری گود میں یہ کہہ کر ڈال دیا تھا۔۔ کہ یہ گڑیا صرف "عالم شاہ" کی ہے۔ کیونکہ تمہاری ماں کو میں بے حد پسند تھا۔

عالم شاہ اسکی آنکھوں کو پھر بار بار چومتے ہوئے اسے ماضی کے بارے میں بتا رہا تھا۔ جن کو سن کر شر جینا کا تجسس مزید بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

پتہ ہے، راحل چاچو جان بوجھ کر مجھے تنگ کرنے کے لئے تمہیں مجھ سے دور لے جاتے تھے۔ کیونکہ انکو اپنی بیٹی کے لئے میرا تڑپنا بے حد سکون دیتا تھا۔ ہر روز سکول سے واپس لوٹتے ہی میں تمہیں گود میں اٹھا کر گھنٹوں تمہاری آنکھوں میں دیکھتا رہتا تھا۔ کیونکہ تمہاری ان خوبصورت سبز آنکھوں میں جب مجھے میرا عکس نظر آتا تھا، تو میرا دل خوشی سے دھڑکتے ہوئے پاگل ہونے لگتا تھا۔

ماضی کو یاد کرتے ہوئے عالم شاہ بار بار اسکی آنکھوں چومتے جا رہا تھا۔ جبکہ چہرے پر اس وقت خوبصورت مسکراہٹ بھی رقصاں تھی۔

میری آنکھیں آپ کے جیسی ہیں نا۔۔۔؟" شر جینا آنکھوں کو بڑا کرتے ہوئے اسکی طرف دیکھ کر پوچھنے لگی تو عالم شاہ اسکا انداز دیکھ کر ہنس دیا۔

بالکل عالم جاں، تمہاری آنکھوں کے ساتھ ساتھ تم خود بھی پوری کی پوری میری ہو۔۔۔" عالم شاہ نے اسکے گلابی ہونٹوں کو پر شوق نظروں سے دیکھتے ہوئے بھاری لہجے میں جواب دیا۔۔۔

شر جینا اور عالم شاہ کی آنکھوں کا رنگ بلکل سیم تھا۔ اور یہ یکسانیت شر جینا شاہ کا ننھا سا دل تیزی سے دھڑکانے کا سبب بنتی تھی۔ وہ خود بھی شیشے میں اپنی آنکھوں کو دیکھتی نہیں تھکتی تھی۔

عالی، میں آپکی بیوی ہوں نہ۔۔؟فورسٹ گرین آنکھوں میں جنونیت لیے شرجینا نے اس سے اگلا سوال کیا تو عالم شاہ پل بھر میں اسکا بدلا ہوا لہجہ محسوس کر کے مسکراہٹ دبا گیا۔

ہاں عالم جاں تم میری بیوی، میری زندگی، میری دھڑکن سب کچھ ہو، بلکہ تم وہ طوطا ہو! جس میں عالم شاہ کی جان قید ہے۔۔" عالم شاہ نے اسکے ماتھے پر ہونٹ رکھتے ہوئے اسکے سوال پر پہلے جہاں اقرار کیا وہیں بعد میں وہ شرارتی انداز میں بولا، تو شرجینا خوشی کے مارے زور سے کھکھلا پڑی تھی۔۔ عالم شاہ کا اقرار سن کر چہرے کے تنے تاثرات پل بھر میں نرم ہو گئے تھے۔

یہ طوطا کیا ہوتا ہے عالی۔۔۔؟انگلش میں نا سمجھی سے وہ اسکے سینے میں چھپتے ہوئے استفسار کرنے لگی۔ جس پر عالم دھڑکتے دل کے ساتھ سرد سانس خارج کرتے مسکراہٹ دباتے اسکے سر کو دیکھ گیا۔۔۔

یہ سب میں تمہیں کبھی فرصت میں بتاؤں گا، ابھی میرے ضبط کا امتحان نا ہو عالی کی جان۔۔۔" شرجینا شاہ کی اتنی نزدیکی اسے کوئی گستاخی کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔ لیکن وہ خود پر ضبط کرتے ہوئے اسکے گال پر ہونٹ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

اگر آپ دونوں کو باتوں کی چونچ لڑانے سے فرصت مل گئی ہو، تو پلیز نیچے تشریف لے آئیں، کیونکہ آپکے انتظار میں ہم سب کو بھی ناشتہ نصیب نہیں ہو پا رہا ہے۔۔"اس سے پہلے کے عالم شاہ اسے لیے باہر کی جانب بڑھ پاتا کہ تبھی ارمغان شاہ منہ بناتے ہوئے وہاں آ دھمکا تھا۔

ارمغان شاہ کو دیکھ کر عالم شاہ نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے اسکی طرف شرجینا کا بیگ اچھالا تو وہ کیچ کرتا کندھے پر رکھ گیا۔۔۔

چلو جیا۔۔۔! شرجینا کا ہاتھ پکڑے عالم شاہ کمرے سے نکلتے ہوئے اس نمونے کے پاس سے گزرا تو ارمغان شاہ اپنی فطرت سے مجبور ہوتے شرجینا کا دوپٹہ کھینچ کر دوڑ لگا گیا۔۔

عالی۔۔۔!! دوپٹہ کھینچنے پر شرجینا اچانک چلائی، تو عالم شاہ فکر سے مڑتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔۔ جس کا شولڈر پر سیٹ کیا گیا دوپٹہ ایک طرف لٹک چکا تھا۔ جبکہ پونی ٹیل میں قید بال بھی باہر نکل آئے تھے۔۔۔ سکینڈز کا کھیل تھا، اور ارمغان شاہ حملہ کر کے نکل بھی چکا تھا۔

آج یہ خبیث نہیں بچے گا میرے ہاتھوں۔۔! شرجینا کا حلیہ دیکھتے ہوئے عالم شاہ بگڑے تاثرات لیے تیزی سے نیچے کی طرف بڑھ گیا۔۔

ارمان شاہ، مائرہ شاہ کی بلڈنگ میں کھڑا لفٹ کھلنے کا انتظار کر رہا تھا۔

چیک گرے تھری پیس سوٹ میں وہ مصروف انداز میں کلائی پر بندھی گھڑی پر دیکھ رہا تھا۔ آج صبح کسی ارجنٹ میٹنگ کی وجہ سے وہ حویلی سے جلدی نکل آیا تھا۔ اسی لئے مائرہ شاہ صبح حابیل شاہ کے ساتھ آئی تھی۔

اور اسی وجہ سے ارمان شاہ اس سے ملنا تو دور دیکھ بھی نہیں پایا تھا۔

ملاقات نہ ہونے کے باعث اسکا پورا دن بے چینی کی نظر ہو گیا۔اور اب دوپہر میں وہ جیسے تیسے وقت نکال کر یہاں پر آ چکا تھا۔تاکہ اپنی سڑی مرچ کو دیکھ سکے۔۔اور دیکھ کر اسکا دل اسے سکون کی سانس لینے دے۔

سارا قصور اس دل کا ہوتا ہے۔جو جان بوجھ کر ہمیں اس انسان سے ذلیل کرواتا ہے۔جو ہمیں منہ نہیں لگاتا اور اگر لگاتا ہے تو زہر بھرا ہی منہ ہوتا ہے"

اپنی منکوحہ کے تاثرات یاد کرتے ارمان شاہ کلس کر سوچنے لگا تھا۔۔

مائرہ شاہ کی موجودگی میں وہ ایسے ہی دماغ میں تانے بانے بننے لگتا تھا۔کیونکہ ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا کہ ارمان شاہ بلا جھجک اپنی سوچوں کا اظہار اپنی بیوی سے کر پاتا۔۔

بلیک ڈریس شرٹ پر چیک گرے کوٹ پہنے ارمان شاہ جو اپنی سنگدل محبوبہ کی سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔کہ اچانک لفٹ کھلی تو اندر کا منظر دیکھتے ہوئے اسکا دماغ بھنا اٹھا۔۔سفید چہرہ یک دم غصے کی شدت سے سرخ پڑنے لگا تھا۔ڈارک گرے آنکھوں میں تپش کی لالی نمودار ہو ہوتی چلی گئی۔

کیونکہ لفٹ کے اندر اسکی منکوحہ اپنے مینجر کے ساتھ کھڑی تھی۔۔اس خبیث مینجر کو مائرہ کے انتہائی قریب دیکھ کر ارمان شاہ کا دماغ بلبلانے لگا۔۔جبکہ دوسری طرف مائرہ شاہ خود اسے وہاں دیکھ چونک پڑی تھی۔کیونکہ وہ یہ ہی سوچے ہوئے تھی۔کہ آج وہ یہاں پر نہیں آئے گا۔

ارمان شاہ کے تاثرات دیکھتے ہوئے مائرہ کو خطرے کی بو آنے لگی۔جبکہ اسکے بر عکس مینجر کے چہرے پر خباثت بھری مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔۔

پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے ارمان شاہ لفٹ کے اندر داخل ہوا تو مائرہ ڈر کے مارے کھسک کر زرا پرے ہو گئی۔ کیونکہ ارمان شاہ اسکے ساتھ کھڑا ہوا گیا تھا۔۔۔

اوٹ۔۔۔!! ارمان شاہ نے اشتعال انگیزی سے غراتے ہوئے کاشف کو وہاں سے اچانک آؤٹ کیا تو سبکی کے احساس سے مینجر کا چہرہ ایک دم سے سرخ پڑ گیا۔

پر میں میم کے ساتھ۔۔۔! مینجر اس سے پہلے کچھ کہہ پاتا، جب ارمان شاہ اسے گریبان سے پکڑ کر لفٹ سے باہر دھکیل چکا تھا۔ ارمان شاہ کے دھکا دینے پر وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا۔ جبکہ مائرہ آنکھیں پھاڑتے ہوئے اسکا بپھرا روپ دیکھ رہی تھی۔

آئندہ، اگر کسی حکم پر یہ زبان میرے سامنے چلائی، تو اگلی دفعہ میرے گارڈز تمہیں لفٹ سے نہیں، بلکہ اس کمپنی سے باہر پھینک کر آئیں گئے۔" ارمان شاہ اسکا منحوس چہرہ دیکھتے ہوئے وارننگ دیتے ہوئے گرجا، تو اسکی گرج پر مائرہ جہاں اپنی جگہ سے اچھلی وہیں دوسری طرف کاشف کا چہرہ اہانت آمیز ہونے ہو گیا۔

ارمان شاہ نے کھولتے ہوئے دماغ کے ساتھ لفٹ کا بٹن دوبارہ دبایا تو وہ حیرت سے اسے دیکھے گئی۔۔۔

لفٹ کا دروازہ بند ہوتے ہی مائرہ مٹھیاں بھینچتے ہوئے بھاری سانس خارج کرنے لگی تھی۔ لیکن اگلے ہی پل جب ارمان شاہ خونخوار تاثرات لیے اسکی طرف پلٹا تو مائرہ شاہ کے ہاتھوں فائل نیچے گرتی چلی گئی۔۔

یہ کیا پہنا ہوا ہے تم نے، اور کس کی اجازت سے تم یہ سب پہن کر آئی ہو۔۔" ارمان شاہ لفٹ کی دیوار پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسکے اوپر جھکتے ہوئے پھنکارتا ہوا پوچھنے لگا۔۔ اسکی سرخ گرے آنکھیں مائرہ کے سراپے سے الجھنے لگیں تھیں۔۔ جن کو دیکھ کر مائرہ شاہ کی زبان تالو سے چپک چکی تھی۔

سفید لوز پینٹ کے ساتھ ٹی پنک ڈریس شرٹ پہنے، وہ اپنے مسمرائز کرنے والے حسن میں ارمان شاہ کا خون بری طرح کھولنے کا سبب بن رہی تھی۔ ٹی پنک شرٹ کے سلیوز فولڈ کیے گئے تھے۔ جبکہ کالر کے اوپری دو بٹن بھی کھلے ہوئے تھے۔ نازک سفید مومی پیروں میں بلیک ہیلز تھیں۔ جن کی بلیک سٹریپ اسکے سفید پیروں میں انتہائی دلکش لگ رہیں تھیں۔۔ جس کی وجہ سے نظریں بار بار اسکے سراپے میں بھٹکتے ہوئے اسکے پیروں میں اٹک جاتیں تھیں۔

میں کچھ بکواس کر رہا ہوں مائرہ شاہ! کس کی اجازت سے تم یہ گھٹیا ڈریس پہن کر یہاں پر آئی ہو۔۔۔" مائرہ کی خاموشی پر ارمان شاہ اسکے نازک سراپے کو خطرناک انداز میں دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں چلایا تو وہ کانپتے ہوئے اچھل پڑی۔۔

مان۔۔۔! دیکھو، میں صبح بھائی لوگوں کے ساتھ آئی ہوں، مجھے کسی نے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔ تو تم میرے ساتھ ایسے بات نہیں کر سکتے۔۔۔" اور نہ ہی کوئی سوال کر سکتے ہو۔۔: جھپکتی پلکوں میں وہ بمشکل بات کرتے ہوئے بولی تو ارمان شاہ کو مزید تپش دلانے کی وجہ بنی۔

اسکے جواب پر ارمان شاہ کا وجود آگ کی بھٹی میں جھلسنے لگا تھا۔ خود پر ضبط کرتے ہوئے اس نے اچانک مائرہ کی خم دار کمر میں ہاتھ لپیٹتے ہوئے اپنی طرف کھینچا تو وہ کٹی شاخ کی طرح زور دار تصادم سے اسکے سینے سے آ ٹکرائی۔ جبکہ ارمان شاہ مزید بنا کچھ بولے شدت سے اچانک اسکے نیوڈ لپ گلوز ہونٹوں پر جھکا تو وہ لرزتے ہوئے اسکے کوٹ کو مٹھیوں میں جکڑ گئی۔

جبکہ دوسری طرف ارمان شاہ دماغ میں اٹھتے وبال پر مائرہ شاہ کے نازک ہونٹوں پر ستم ڈھانے لگا۔ شدت سے اسکے ہونٹوں پر کاٹتے ہوئے ارمان شاہ نے اسکی کمر کو سختی سے جکڑا، کہ مائرہ کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ ارمان شاہ نے بند آنکھوں سے اسکے ہونٹوں کو سک کرتے ہوئے اسے لفٹ کی دیوار کے ساتھ پش کیا تو وہ بری طرح سسک اٹھی۔۔۔

ارمان کے شدت سے اپنی سانسوں کو پینے پر اتنی ہائی ہیلز میں مائرہ کا اپنی ہمت پر کھڑے ہونا محال ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ لڑکھڑا کر نیچے گرتی، کہ بروقت وہ اسکی کمر میں ہاتھ لپیٹتے ہوئے اسے سینے سے لگا چکا تھا۔ بے باکی سے مائرہ کی زبان پر دانت گاڑتے ہوئے ارمان شاہ نے سخت انداز میں اسے خود میں بھینچنا چاہا تو مائرہ کی آنکھیں کنارے تک پھیلتی چلی گئیں۔ اسکے نازک وجود میں یک دم سپارک ہونے لگا تھا۔ ریڑھ کی ہڈی میں گرم لہریں پیدا ہونے لگیں تو وہ بری طرح مزاحمت کرتے ہوئے ارمان شاہ کے کندھوں پر مکے مارنا شروع ہو گئی۔

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی اس طرح کا گھٹیا لباس پہنے کی۔۔۔!!!

ارمان نے اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشی, تو ایک بار پھر اسکی نظریں اسکے سراپے میں الجھ کر رہ گئیں۔

تم میرے ساتھ اس طرح بات نہیں کر سکتے۔۔۔! ارمان کے زہر خند لہجے سے خوف کھاتے وہ تیزی سے بول گئی۔

مقابل کی ڈارک گرے آنکھوں میں ابھرنے والی سرخی لمحہ بہ لمحہ اسکا دل بٹھائے جا رہی تھی۔ بے اختیار مائرہ کے دماغ میں بچپن کے وہ سارے مناظر گردش کرنے لگے۔

جب سکول کالجز میں کوئی فنکشن آتا تھا، تو ارمان شاہ کی عقاب جیسی نظریں مائرہ کی واڈروب میں بھٹکنے لگتیں تھیں۔ اور اگر کبھی مائرہ اپنی من مانی کرتے ہوئے کوئی ڈریس لے آتی تھی۔ تو اگلے دن وہ ڈریس اسے کٹی ہوئی حالت میں ملتی یا پھر جلی ہوئی۔۔۔

ارمان کی اس حرکتوں پر ہاشم شاہ سے اسکی جتنی بھی کلاس لگتی، وہ ساری شامت بھی ارمان کو اگلی بار کے لئے روک نہیں پاتی تھی۔

آج ارمان چونکہ انکے ساتھ نہیں آیا تھا۔ اسی لئے مائرہ نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اپنی مرضی کا یہ ڈریس پہن لیا تھا۔ لوز وائٹ پینٹس کے ساتھ ٹی پنک کلر کی شرٹ میں وہ حسین ترین لگ رہی تھی۔ کہ نہ چاہتے ہوئے بھی بار بار نظریں بھٹک کر اسکے سراپے پر اٹک جاتیں۔

اگر اسکے اس خوبصورت روپ کو دیکھ کر ارمان کا یہ حال ہو رہا تھا۔ تو پھر آفس میں موجود کام کرنے والے مردوں نے کیسی کیسی نظروں سے اسے دیکھا ہو گا۔

یہ سوچ ارمان شاہ کا خون کھولنے کے لیے کافی تھی۔ چہرے پر ہاتھ مارتے ہوئے اس نے ضبط سے سانس خارج کرتے ہوئے خود پر کنٹرول کرنے کی پوری کوشش کی۔

مائرہ سے رخ موڑتے ہوئے ارمان نے قدم پیچھے ہٹائے، تو وہ گھبراہٹ سے کانپتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔ لیکن ارمان کی پشت ہونے کی وجہ سے وہ اسکے چہرے کے تاثرات پڑھنے سے قاصر تھی۔

لفٹ اپنی منزل پر آکر رکی، تو ارمان شاہ نے پھر گراؤنڈ فلور کا بٹن پریس کر دیا۔ جس پر لفٹ دوبارہ چلنا شروع ہو گئی تھی۔ لفٹ کو گراؤنڈ فلور پر جاتے دیکھ کر مائرہ ناسمجھی سے اسکی پشت دیکھ رہی تھی۔ جب اسی پل ارمان شاہ نے ایک جھٹکے میں اسکی طرف دوبارہ رخ موڑا تو اچھلتے ہوئے مائرہ کے ہونٹوں سے ہلکی سی چینخ برآمد ہوئی۔ سامنے کھڑے بپھرے شیر کو دیکھ دیکھ کر اسکا کمزور دل مٹھی میں جکڑا جا رہا تھا۔

ارمان نے ناگوار آنکھوں سے مائرہ کی طرف دیکھتے ہوئے لفٹ کی دیوار پر اچانک مکہ مارا۔ جس کو دیکھ کر مائرہ خوف سے کانپتے ہوئے نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

بہت شوق ہے نا تمھیں، اپنے وجود کی نمائندگی کرنے کا؟ آج رات کے لئے تیار رہو، اور پھر اس سب کا انجام تمھیں دنوں تک یاد رہے گا۔۔۔!

مائرہ کے مقابل نیچے بیٹھتے ہوئے ارمان نے اسکے جبڑے کو ہاتھ میں دبوچا تو وہ خوف سے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ مرنے والی ہوگئی۔ کہاں کی تیاری اور کہاں کا خوبصورت سراپہ۔۔۔؟ ارمان شاہ نے کچھ لمحوں میں ہی اپنی وحشت سے اسکے سارے سراپے کا بیڑہ غرق کر دیا تھا۔

ڈر کی وجہ سے وہ پسینے میں شرابور ہو چکی تھی، جس کی وجہ سے اسکے بالوں کی لٹیں چہرے پر چپک چکی تھیں۔ جبکہ چہرہ الگ سے نم ہو گیا تھا۔ وہ روتے ہوئے اپنے ہاشم شاہ کو پکارنے لگی تھی۔

لفٹ کے رکتے ہی ارمان شاہ اسے زبردستی اپنا کوٹ پہنا کر گھسیٹتے ہوئے باہر پورچ کی طرف بڑھ چکا تھا۔

ہاشم شاہ میٹنگ اٹینڈ کرنے کے بعد اپنے آفس میں آکر ابھی بیٹھا تھا۔ صبح سے لگاتار تین میٹنگز اٹینڈ کرنے کے بعد اب اسے تھکاوٹ کا احساس ہو رہا تھا۔ کال کرکے اس نے اپنے لئے بلیک کافی کا آرڈر دینے کے بعد کوٹ اتار کر چیئر پر رکھ دیا۔۔۔

چیئر سے سر ٹکاتے ہوئے اس نے ابھی آنکھیں بند کیں تھیں۔ کہ آنکھوں کے پردے پر اسے اپنی حسین بیوی ہنستی مسکراتی ہوئی نظر آنے لگی۔ رات کو کیسے اسکے لمس پر بے چین ہو کر وہ ہاشم شاہ کے اندر چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اپنی نازک بیوی کی دہائیوں کو یاد کرتے ہوئے ہاشم شاہ بند آنکھوں سے بھرپور مسکرانے لگا۔

ابھی وہ بند آنکھوں سے اپنی بیوی کی یادوں میں مکمل طور پر ڈوبنے ہی والا تھا۔ جب دھاڑ سے اسکے آفس دروازہ اچانک کھلا۔ ہاشم شاہ نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہا تو ارمان شاہ نے بازو سے گھسیٹتے ہوئے لا کر مائرہ کو ہاشم شاہ کی طرف دھکیل دیا۔

یہ کیا بدتمیزی ہے ارمان شاہ!! ہاشم شاہ نے آگے بڑھ کر تیزی سے روتی ہوئی مائرہ شاہ کو سنبھال کر شعلہ بار نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

اسی وقت عالم شاہ اور حابیل شاہ بھی فکرمندی سے اندر داخل ہوئے تھے۔ وہ دونوں ایک ساتھ بیٹھ کر کافی پی رہے تھے۔ جب گلاس وال سے ارمان شاہ روتی ہوئی مائرہ شاہ کو کھینچتے ہوئے ہاشم شاہ کے آفس کی طرف لے کر جارہا تھا۔ یہ منظر دیکھتے ہی وہ دونوں تیزی سے بھاگ کر ادھر پہنچے تھے۔

بڑی میں بدتمیزی کر رہا ہوں؟ رکیں اپکو میں اصل بدتمیزی دیکھاتا ہوں! ہاشم شاہ کی کڑی نظروں پر ارمان شاہ استہزایہ انداز میں بولتے ہوئے آگے بڑھ کر، مائرہ شاہ کے وجود سے اپنا کوٹ اتارنے لگا تو وہ سب ناسمجھی سے اسکو دیکھ گئے۔ مائرہ روتے ہوئے ہاشم شاہ کے سینے میں چہرہ چھپا رہی تھی۔

یہ دیکھیں یہ ہے اصل بدتمیزی! یہ آپکی بھانجی نے جو لباس پہنا ہوا ہے نا اسی کہتے ہیں بدتمیزی۔۔۔!

ارمان شاہ نے مائرہ کے وجود سے کوٹ الگ کرتے ہوئے دور پھینکا تو اسکی گرج پر مائرہ ڈرتے ہوئے ہاشم شاہ کے پیچھے چھپنے لگی۔

مان شاہ! تمیز کے دائرے میں رہو، وہ ڈر رہی ہے تم سے۔۔۔! مائرہ کو بری طرح ڈرتے دیکھ کر حابیل شاہ سخت لہجے میں سناتے ہوئے اسکے مقابل ہوا۔

رئیلی بھائی؟ آپکی یہ لاڈلی بہن اگر سچ میں مجھ سے ڈرتی، تو یہ لباس پہنے کی کبھی جرآت نہ کرتی۔۔! مان شاہ ڈبل آواز میں دھاڑتے ہوئے گویا ہوا تھا۔۔

ہاشم شاہ نے پریشان ہوتے ایک نظر خود سے لگی مائرہ شاہ پر ڈالی تو دوسری نظر اس بدتمیز جن کو دیکھا۔ جس کا بس نہیں چل رہا تھا، کہ ہاشم شاہ کے ساتھ لپٹی ہوئی مائرہ کا خون ہی چوس لیتا۔۔۔

مان آواز نیچے رکھ کر بات کرو! یہ ہماری حویلی نہیں ہے۔۔!! ارمان کی بلند آواز پر آفس کے سٹاف کو متوجہ ہوتے دیکھ کر عالم شاہ نے بھی اسے ہوش دلائی۔ لیکن مقابل اس وقت سچ میں حواس میں نہیں لگ رہا تھا۔

حابیل نے ریموٹ اٹھاتے ہوئے آفس کے پردے گرانے کے ساتھ ساتھ دروازہ لاک کر دیا۔ تاکہ اس بدتمیز شخص کی آواز باہر نہ جاسکے۔۔۔

مجھے آپ تینوں سے صرف ایک بات کا جواب جاننا ہے، کہ صبح یہ آپ تینوں کے ساتھ آفس گئی تھی۔ تو آپ میں سے کسی نے اس کے لباس پر اس سے پوچھ گچھ کیوں نہیں کی۔۔؟ ارمان شاہ نے انگلی اٹھاتے ہوئے تینوں پر نظر ڈالتے ہوئے سوال اٹھایا۔۔۔

اسکے سوال پر حابیل شاہ اور عالم شاہ نے جتاتی نظروں سے ہاشم شاہ کی طرف دیکھا تھا۔ اس سے پہلے کہ ہاشم شاہ اسے کوئی جواب دے پاتا جب مائرہ خود ہی روتے ہوئے غصے سے پھٹ پڑی۔۔۔

پہنو گی میں ایسالباس، میرا جو دل کرے گا میں وہ سب پہنو گی۔ تم ہوتے کون ہو مجھ سے یہ سوال کرنے والے۔۔! وہ اچانک مقابل آتے ہوئے ارمان شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر غراتے ہوئے ضدی انداز میں بول گئی۔۔

مائرہ شاہ کو ارمان کے مقابل دیکھ کر وہ تینوں بیچارگی سے سرد سانس خارج کر گئے۔۔ کیونکہ ان دونوں کا یہ چھتیس کا اکڑا بچپن کا تھا۔ یہ اکڑا نہ ختم ہوتا تھا، اور نہ ہی کسی نتیجے پر پہنچتا تھا۔

تم میں ہمت ہے، تو پھر مجھے دوبارہ پہن کر دیکھانا! اور اگر مائرہ شاہ تم نے ایسی جرات سچ میں کر لی نا، تو میرا نام بھی "ارمان ارباز شاہ" نہیں ہے، اگر تمہارے اس خوبصورت وجود پر پیٹرول چھڑک کر آگ نہ لگائی تو پھر کہنا۔۔۔!

ارمان شاہ نے اسکی بھیگی آئس بلو آنکھوں میں اپنی ڈارک گرے آنکھیں گاڑتے ہوئے خطرناک حد تک وارننگ دے ڈالی۔ جس کو سنتے ہوئے مائرہ نے بے یقینی سے آنکھیں بڑی کر لی تھیں۔

تم مجھ پر پیٹرول چھڑکو گئے، تو میں تمہاری اس منحوس شکل پر تیزاب پھینک دو گی"

مقابل کے الفاظ سے مائرہ کے وجود میں غصے کی لہر ڈوری تو وہ بے قابو ہوتے ہوئے ارمان شاہ کے سینے پر پوری قوت سے مکے برسانا شروع ہو گئی۔

ہاشم شاہ نے حابیل شاہ کو آگے بڑھ کر انڈیا اور پاکستان کی اس جنگ کو ختم کرنے کا اشارہ کیا، تو وہ انجان بنتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنے لگا تھا۔ اور کچھ ایسا ہی حال عالم شاہ کا بھی تھا۔

میں پہنو گی، میرا جو دل کرے گا میں وہ سب پہنوں گی۔! میں کل ساڑھی پہن کر آفس جاؤں گی، تم میں ہمت ہے! تو مجھے روک کر دیکھانا...!!

مائرہ غم و غصے کی ملی جلی کیفیت سے جو منہ میں آرہا تھا بولتی جا رہی تھی۔ جب ارمان شاہ نے اچانک آگے بڑھ کر تیش سے اسکے چلتے ہوئے منہ کو سختی ہاتھ میں دبوچ لیا۔۔

مان شاہ اپنی حد میں رہو۔۔؟ ہاشم شاہ نے غصے سے اسے مائرہ شاہ سے دور ہٹایا تھا۔ جس پر مائرہ دکھ سے روتے ہوئے اپنے ماموں کے سینے پر چہرہ رکھ کر ہچکیاں بھرنے لگی۔ کہنے کو ہاشم شاہ اسکا ماموں تھا، پر ہمشیہ سے اپنے کزن کے ساتھ رہنے کی وجہ سے وہ اکثر اوقات ہاشم شاہ کو بے دھیانی میں چاچو کہہ دیتی تھی۔ جس پر سب ہنس کر اسکا مذاق اڑانے لگتے تھے۔

ہر دفعہ مجھے حد میں رکھنے کی بجائے آپ اپنی اس لاڈلی کو کیوں نہیں سمجھاتے ہیں! دیکھ نہیں رہے ہیں، کہ یہ کیسی کیسی بکواس کیے جا رہی ہے!! تم مجھے ساڑھی تو کیا، نارمل ڈریس میں بھی حویلی سے باہر نکل کر دیکھانا! پھر دیکھنا! میں کیسے کیسے تمہاری ٹانگیں توڑتا ہوں۔"

ارمان شاہ نے غصے سے اپنی میسنی منکوحہ کو جھاڑ پلانا چاہی۔ جو روتے ہوئے مظلوم بننے کی کوشش کر رہی تھی۔

تم میری ٹانگیں توڑو گئے، تو میں تمہاری ناک توڑ دوں گی جنگلی انسان۔! مائرہ سوں سوں کرتے ہوئے جوابی کاروائی میں پھر چینخی، تو حابیل اور عالم شاہ کی ہنسی چھوٹتے چھوٹتے رہ گئی تھی۔۔

اپنے بھائیوں اور ہاشم شاہ کی موجودگی میں وہ اچھی خاصی دلیری سے اسکا سامنا کر رہی تھی۔ ورنہ اکیلے میں تو مائرہ ہیبت سے گرنے والی ہو چکی تھی۔

حویلی سے باہر نکلنے پر تم میری ٹانگیں توڑ و گئے نا، لو میں تمہیں ابھی باہر جا کر دیکھاتی ہوں!

ہاشم شاہ کے سینے سے چہرہ اٹھاتے ہوئے وہ ضدی بنتی دروازے کی طرف بڑھی۔ جب ارمان شاہ تیش سے اسکے پیچھے ہونے لگا تھا۔ ارمان کو اپنے پیچھے آتے دیکھ کر وہ ڈر سے چینخ مار کر تیزی سے بھاگنے والے انداز میں عالم شاہ کی طرف چلی گئی۔ ارمان جو اسکی شامت لانے والا تھا۔ کہ اچانک حابیل نے اسے پیچھے سے جکڑتے ہوئے مائرہ سے دور کر دیا۔۔۔

جس دیدہ دلیری سے مائرہ دروازے کی جانب گئی تھی، اتنی ہی تیزی سے وہ ارمان کے ڈر سے عالم شاہ کے سینے میں بھی چھپ گئی تھی۔ اسکی اتنی پھرتی پر حابیل اور عالم شاہ کے ساتھ ساتھ ہاشم شاہ کی بھی ہنسی چھوٹ گئی، تو وہ چہرہ موڑ کر مشکل سے خود پر کنٹرول کرنے لگے۔

اب رک کیوں گئی ہو؟ جاؤ! مجھے باہر جا کر دیکھاؤ! چھپ کیوں رہی ہو! مائرہ کو شعلہ بار نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔ حابیل شاہ نے اسے جکڑا نہ ہوتا تو یقیناً ہاشم شاہ کے آفس میں دنگا فساد برپا ہونے کا مکمل امکان تھا۔

مائرہ جو بلکل چور نظروں سے ارمان کو حابیل شاہ کی گرفت میں قید دیکھ رہی تھی۔۔ اچانک کسی خیال کے تحت اسکی آنکھیں چمک اٹھیں، تو وہ چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے بولنے لگی۔

بھیامیں دروازے کے پاس جارہی ہوں،اس سانڈ کو میرے پاس نہ آنے دیجے گا! ارمان شاہ کو نیچادیکھانے کی کوشش میں وہ عالم شاہ سے سرگوشی کرتے ہوئے بولی تو بدلے میں عالم نے آنکھوں سے اسے باز آنے کا اشارہ کیا۔پر وہ ان سنا کرتی دروازے کی جانب بڑھ چکی تھی۔۔۔

لوآگئی ہوں دروازے کے پاس، اکھاڑلو جو اکھاڑ سکتے ہو! مائرہ نے آفس کے دروازے کے قریب پہنچ کر مڑتے ہوئے ارمان کو چیلنجنگ انداز میں دیکھا۔۔۔

مائرہ شاہ کو دروازہ کھول کر باہر پاؤں رکھتے دیکھ کر ارمان شاہ کے تن بدن میں ایک دم سے چنگاریاں بھڑکیں، تو وہ ایک جھٹکے میں خود کو حابیل شاہ کی گرفت سے آزاد کرواکے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔۔

عالم میرو کو پکڑو! ارمان کے انداز دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ اونچی آواز میں عالم سے بولا تھا۔تاکہ وہ میرو کو محفوظ کرلے۔

ارمان کے حملہ کرنے سے پہلے ہی مائرہ بھاگتے ہوئے خود ہاشم شاہ کی طرف آگئی تھی۔کیونکہ وہ اس سانڈ کو اپنی طرف بڑھتا ہوا دیکھ چکی تھی۔ ارمان خونخوار تاثرات سے اس پر جھپٹنے کے لیے قریب ہونے لگا تو مائرہ نے ٹیبل سے چیزیں اٹھا کر اسکو مارنا شروع کردیں۔

مان شاہ وہیں رک جاؤ! ورنہ مجھ سے براکوئی نہیں ہوگا! ارمان کو روکنے کے لئے اس بار ہاشم شاہ سخت لہجہ اپناتے ہوئے رعب سے بولا تھا۔جس کو سنتے ارمان شاہ سچ میں اپنی جگہ پر ہی رک چکا تھا۔ چہرے پر بپھرے تاثرات لیے گرے آنکھوں میں سرخی سجائے وہ اس وقت ضبط سے بھرا ہوا نظر آرہا تھا۔

کب سے تمہاری بد تمیزوں کو دیکھ رہا ہوں! کچھ شرم یا لحاظ باقی رہا ہے کہ نہیں؟ یہ تم نے کون سے نئے طریقوں سے بات کرنا شروع کر دی ہے؟ بات بات پر تم میرو پر جھپٹنے کے لیے تیار نظر آ رہے ہو، کچھ شرم کرو.. ! منکوحہ ہے تمہاری! ایسے اس طریقے سے تم اسکے دل میں اپنے لئے نرمی پیدا کرو گئے کیا۔۔؟

ہاشم شاہ نے گھورتے ہوئے اپنے بھتیجے کو شرم دلانا چاہی تھی۔ جو غصے کے باعث پھولی سانسوں میں آنکھوں سے ہی مائرہ کو نگلنے کی کوشش کر رہا تھا۔

مائرہ، ہاشم شاہ کے پیچھے چھپ کر چور نظروں سے دیکھتے ہوئے اچانک ارمان کو زبان نکال کر چڑانے لگی۔۔۔

تمہاری تو۔۔۔! مائرہ کے زبان چڑانے پر سچ میں بچوں کی طرح چڑتے ہوئے ارمان تیش سے اسکی طرف دوبارہ بڑھا تو مائرہ چینخ مارتے ہوئے بھاگ کر ٹیبل کے دوسری طرف چلی گئی۔

ہاشم شاہ جو ارمان شاہ کو لتاڑنے کی کوشش میں تھا۔ ایک بار پھر انکو الجھتے دیکھ کر وہ سرد سانس خارج کرتے ہوئے اپنے دونوں بڑے بھتیجوں کی طرف دیکھ گیا۔ جو خود بے بسی سے سب دیکھ رہے تھے۔

ہاشم شاہ کا آفس اس وقت جنگل بنا نظر آ رہا تھا۔۔ کیونکہ مائرہ اپنے بچاؤ کے چکر میں جو چیز ہاتھ میں آ رہی تھی، اسی سے ارمان پر حملہ کیے جا رہی تھی۔

ارمان شاہ نے بجلی کی سی رفتار سے آگے بڑھ کر مائرہ کو جکڑ کر اچانک اسکی کلائی پر دانت گاڑے تو پورا آفس اسکی چینخ سے لرز اٹھا۔ منکوحہ اور منکوح تو وہ بعد میں بنے تھے، پر پہلا رشتہ انکا کزن کا تھا۔ اور یہ دنگا فساد اسی رشتے کے باعث ہو رہا تھا۔

ارمان کے دانت گاڑنے پر مائرہ نے اسکے بالوں کو جکڑ لیا تو حابیل شاہ اور عالم شاہ ہنستے ہوئے جا کر صوفے پر بیٹھ گئے۔

شرم کرو سالوں۔۔!! یہاں بیٹھ کر کھی کھی کیے جا رہے ہو، جاؤ جا کر انکو چھڑوانے کی کوشش کرو، کہیں مار پیٹ میں ایک دوسرے کا خون نہ چوس لیں۔۔۔" ہاشم شاہ نے ان دونوں کو شرم دلانا چاہی تھی۔ جو مزے سے انکی لڑائی انجوائے کر رہے تھے۔

بچھو، زہریلے سانپ، میں تمہارا خون پی جاؤں گی! مائرہ نے بلبلاتے ہوئے ایک ہاتھ سے ارمان کے بالوں کو کھینچا۔ جبکہ اسکے القابات پر عالم اور حابیل شاہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

اس بار تو ہاشم شاہ بھی ہنسی کر قابو نہیں کر پایا تھا۔

پہلے کونسا تم مجھے خون کی بوتلیں دے دے کر تھک گئی ہو، بچپن میں جب سے پلے پڑی ہو، میرا خون ہی تو پی پی کر بڑی ہو لال بیگ!

مائرہ کے الفاظ پر بدلے میں ارمان نے اپنے دانتوں کا دباؤ بڑھایا تو درد کے مارے مائرہ کی آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہو گئے تھے۔ جن کو دیکھ کر ہاشم شاہ تڑپ کر اسکی طرف آیا۔۔۔

باسٹرڈ انسان کچھ شرم کر وہ رونا شروع ہو گئی ہے!!

ہاشم شاہ نے ارمان کی گردن پر ایک رکھ کر رسید کرتے ہوئے اسے دور کیا تو مائرہ آخری بار پورا زور لگاتے ہوئے اسکے بالوں کو کھینچ کر ہی پیچھے ہٹی۔

ماموں! دیکھیں اس چھپکلے نے کتنی زور سے کاٹا ہے! مائرہ نے روتے ہوئے اپنی کلائی ہاشم شاہ کے سامنے کی۔اسکے برعکس ارمان شاہ اب کچھ پر سکون ہوتا جا کر صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

ماموں صدقے میری جان! حابیل وہاں سے جلدی سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر لاؤ! میرو کو کسی زہریلے کیڑے نے کاٹ لیا ہے!

ہاشم شاہ نے تڑپ کر مائرہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے طنزیہ انداز میں ارمان شاہ کی طرف دیکھا۔

ٹائم سے اپنی بھانجی کو ہاسپٹل لے کر جائیں، کہیں بدقسمتی سے زہر پھیلنے کی وجہ سے آپکی لاڈلی اس جہاں فانی سے کوچ نہ کر جائے!

ارمان نے بنا اثر لیے الٹا انکو مشورے سے نوازا تو وہ بلبلاتے ہوئے اسکی طرف دوبارہ بڑھنے لگی، جب حابیل شاہ نے بیچ میں ہی اسے پکڑ کر روک لیا۔

جانے دو میرے پیارے بچے۔۔! وہ جان بوجھ کر اب بکواس کرے گا! گولی مارو اسے! حابیل شاہ نے اسکی کلائی پر دانتوں کے نشان پر کریم لگاتے ہوئے اسے ریلیکس کرنا چاہا۔ جبکہ عالم شاہ تو حابیل کے ٹریٹمنٹ پر ہنسی ضبط کرنے لگا تھا۔

بچپن میں جب بھی ارمان اور مائرہ کا شدید جھگڑا ہوتا تھا۔ تو ارمان شاہ ایسے ہی اسے کاٹ کر اپنا غصہ نکالنے کی کوشش کرتا تھا۔ جبکہ مائرہ پورا پورا اس پر حملہ کرتی تھی۔ لیکن ارمان شاہ صرف کاٹنے پر اکتفا کیا کرتا تھا۔۔ جس پر بھی بعد میں رو رو کر وہ گھر سر پر اٹھا لیا کرتی تھی۔ پھر بعد میں صرف مائرہ کی سیٹیسفیکشن کے لئے وہ لوگ اسکی کلائی پر کوئی بھی کریم لگا کر پٹی باندھ دیتے تھے۔ تاکہ وہ پٹی کو دیکھ کر چپ ہو جائے۔ پٹی لگوانے کا مقصد وہ صرف اپنا علاج کرواتی تھی۔ تاکہ بعد میں وہ ارمان پر وار کر سکے کہ وہ اسکے ذہریلے دانتوں کا زہر نکال چکی ہے۔ حقیقت میں وہ اسے اینا کونڈا اور خود کو نازک سمجھتی تھی۔

یہ اس چھپکلے کا کوٹ ہے نا! مائرہ نے ارمان کا کوٹ نیچے پھینک کر اوپر پیر رکھ دیے۔ تاکہ اپنا غصہ ٹھنڈا کر سکے۔ مائرہ کی کاروائی کا اثر لیے بنا ارمان مسرور انداز میں سیٹی کی دھن بجاتے ہوئے چمکتی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھ کر آفس سے نکلتا چلا گی۔ جبکہ سیٹی کی دھن مسلسل گونج رہی تھی۔

بھیا میں آئندہ کبھی اس چھپکلے کے ساتھ آفس نہیں جاؤں گی! مائرہ نے سوں سوں کرتے ہوئے حابیل کے سینے پر سر رکھا تو حابیل اسکا سر تھپک کر اسکی ہاں میں ہاں ملانے لگا۔۔ ارمان شاہ تو بدلہ اتار کر جا چکا تھا، پر آفس میں پیچھے مائرہ شاہ کی سوں سوں رہ گئی تھی۔ اپنی میرو کو تسلی دینے کے چکروں میں وہ تینوں اسکی ہاں میں ہاں ملائے جا رہے تھے۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

شام کے وقت سب آفس سے واپس لوٹے، تو حویلی کے لاونج میں پہلے سے ہی رونق لگی محسوس ہو رہی تھی۔ مالا، روقاش اور شرجینا ایک ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتے ہوئے کھاپی رہیں تھیں۔ سب کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ انکی طرف متوجہ ہو گئیں۔

ہاشم شاہ کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر روقاش اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے تیزی سے اسکی جانب بڑھنے لگی، تو ہاشم شاہ کے ساتھ اندر آتی ہوئی مائرہ کی حالت دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر اپنی جگہ پر رک چکی تھی۔

میرو تمہیں کیا ہوا؟ مائرہ شاہ کے روئے روئے چہرے اور سوجھی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر روقاش نے فکر مندی سے جاننا چاہا۔۔ کیونکہ صبح جب وہ آفس گئی تھی، تو بہت فریش اور پیاری لگ رہی تھی۔ لیکن اس وقت وہ ہاشم شاہ کا کوٹ پہنے کافی ڈل نظر آرہی تھی۔

مامی۔۔! روقاش کو پیار سے پکارتے تھکے ہوئے انداز میں مائرہ اچانک اسکے گلے لگی، تو روقاش نے پریشانی سے پیچھے کھڑے ہاشم شاہ کو دیکھا۔۔۔

ریلیکس قاشو! میرو بلکل ٹھیک ہے، بس کام کی وجہ سے آج زیادہ تھک گئی ہے۔۔! روقاش کی سوالیہ نظروں پر ہاشم شاہ نے اسے بے فکر کرتے ہوئے جواب دیا۔ جو مائرہ کو گلے لگائے پریشان ہو رہی تھی۔

ہاں جی! آپکی میرو بہت تھکی ہوئی ہے, کیونکہ میڈم جنگ عظیم سے فتح جو حاصل کر کے لوٹی ہیں۔۔! مائرہ کی تھکن کا سن کر پاس سے گزرتے ہوئے ارمان شاہ نے بے ساختہ طنزیہ لہجے میں لقمہ دیا۔۔ ہاشم شاہ کے جواب پر وہ کڑھتے ہوئے بول گیا تھا۔

کیونکہ ارمان شاہ سے لڑائی کے بعد باقی کا سارا دن تو وہ ہاشم شاہ کے آفس میں بیٹھ کر مزے کرتی رہی تھی۔۔ اس کے علاؤہ ارمان شاہ کو خوامخواہ تپ چڑھانے کے لیے وہ جان بوجھ کر کبھی عالم شاہ تو کبھی حابیل شاہ کے آفس میں بھی جا کر بیٹھ جاتی تھی۔ تاکہ اپنا ڈریس دیکھا دیکھا کر اسکا خون جلا سکے۔

یہاں تک کہ آج آفس میں لنچ پارٹی بھی ہوئی تھی۔۔ جس میں مائرہ شاہ کے لئے سپیشل پیزا اور اسکے فیورٹ کھانے آڈر کیے گئے تھے۔ لیکن اس پارٹی میں ارمان شاہ کو داخلہ نہیں ملا تھا۔ اسی لئے وہ اب جلتے بھنتے ہوئے خود کو لقمہ دینے سے باز نہیں کر پایا۔

میرو! اس جنگ عظیم میں اس لنگوڑ کو شہید کیوں نہیں کیا؟ ارمان کے جواب پر روقاش نے مصنوعی حیرانی سے الٹا مائرہ شاہ سے سوال کیا۔۔ جبکہ مائرہ جو ارمان کو زہر بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ روقاش کے سوال پر وہ یکدم کھکھلا کر دوبارہ اسکے گلے لگ گئی۔ مطلب اسے اپنی مامی کا سوال پسند آیا تھا۔

روقاش کا گال چوم کر مائرہ چینج کرنے کے لیے کمرے کی جانب بڑھی، تو روقاش مسکراتے ہوئے تیزی سے ہاشم شاہ کے پیچھے بھاگی، جو فریش ہونے کی غرض سے اوپر کمرے کی طرف گیا تھا۔

روقاش تیزی سے کمرے میں داخل ہوئی، تو ہاشم شاہ اسے کہیں بھی نظر نہیں آیا تھا۔ جبکہ کمرے کی لائٹس ویسے ہی بند تھیں جیسے وہ آف کر کے کمرے سے گئی تھی۔

یہ کہاں پر چلے گئے ؟ ہاشم کو کمرے میں نہ پا کر روقاش نے سوچتے ہوئے کمرے کی لائٹ آن کرنا چاہی تو اندھیرے میں اچانک کسی نے اسکی کلائی کو جھٹکا دیتے ہوئے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس غیر متوقع افتاد پر ڈر کے مارے روقاش کے لبوں سے ہلکی سی چینخ بلند ہوئی، تو ہاشم شاہ نے دلکشی سے مسکراتے ہوئے اسے خود میں بھینچنا شروع کیا۔۔۔

وہ جانتا تھا۔ کہ اسکی بیوی کمرے میں اسکے پیچھے ضرور آئے گی، اسی لئے اس نے جان بوجھ کر کمرے کی لائٹس ان نہیں کیں تھیں۔ تاکہ اندھیرے میں اپنی کاشو کی جان نکال سکے۔۔۔

اہہ۔۔۔ شاہ۔۔ !! آپ نے میری جان نکال دی !! روقاش ڈر کے مارے لرزتے ہوئے بول گئی۔ وہ کہاں جانتی تھی، کہ وہ اندھیرے میں چھپا ہوا ہو گا۔۔۔

میری قاشو کی ابھی سے جان نکل گئی۔۔ ؟ ہاشم شاہ نے اسکی کمر میں سختی سے بازو لپیٹتے ہوئے اپنے قریب کرنا چاہا۔ ویلوٹ کے لائٹ گرین کلر کے خوبصورت ڈریس میں وہ سیدھا اسکے دل میں اتر رہی تھی۔ گلے میں پہنی سونے کی چین اور کانوں میں ڈریس سے میچنگ چھوٹے چھوٹے بندے ہاشم شاہ کو بے حد حیسن لگ رہے تھے۔۔ اتنی ہلکی پھلکی تیاری میں بھی وہ اس کا ایمان مکمل طور پر خراب کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

ایسے کون کرتا ہے ؟ میں جب بھی کمرے میں آتی ہوں، آپ ہمیشہ میرے ساتھ ایسے ہی کرتے ہیں۔۔ "

روقاش نروٹھے پن سے بولتے ہوئے اپنی کمر سے اسکے ہاتھ ہٹا کر مڑنے لگی تو ہاشم شاہ نے تیزی سے پھر اسکی خم دار کمر کو جکڑتے ہوئے اسکی پشت کو سینے سے لگا لیا۔ جس پر روقاش دوبارہ لہرا کر اسکے سینے سے آن لگی۔

ایسے میں کرتا ہوں شاہ کی جان۔۔! کیونکہ ڈر سے جب تمہارے ہونٹ خشک پڑ جاتے ہیں، تو تمہارے خشک ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں سے نم کرنے کے لیے مرا دل بے حد مچلنے لگتا ہے۔۔۔!

ہاشم شاہ نے اسکے بالوں کو دوسرے کندھے پر منتقل کرتے ہوئے اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر، روقاش کے وجود سے اٹھتی ہوئی محسور کن خوشبو کو اپنے اندر اتارا۔ جس پر روقاش کی ریڑھ کی ہڈی میں بجلی سی دوڑ گئی۔

روقاش کی کمر میں سختی سے ہاتھ لپیٹے، وہ لمحہ بہ لمحہ اسکے نرم وجود کو خود میں قید کرتا جا رہا تھا۔ ہاشم شاہ نے اسکی گردن پر اپنے سلگتے ہونٹ رکھے، تو روقاش بے چینی سے اسکی طرف رخ موڑ کر دیکھنے لگی۔

آپ نے فریش نہیں ہونا کیا۔۔؟ روقاش نے نظریں چراتے ہوئے اسے یاد دلانا چاہا تو بدلے میں ہاشم شاہ کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔۔۔

پہلے میں آپ سے فریش ہونا چاہتا ہوں! پھر اسکے بعد ہی میں کسی اور فریشمنٹ کے بارے میں سوچ پاؤں گا۔۔" ہاشم شاہ نے جھکتے ہوئے اسکی بیوٹی بونز پر سلگتے ہونٹ رکھے تو روقاش نے فوراً آنکھیں میچ لیں۔ ہاشم شاہ کے دہکتے لمس پر وہ بے چین ہو کر کسما گئی۔ کیونکہ ہاشم شاہ اسکی گردن کو اب سک کر رہا تھا۔۔

شاہ۔۔۔! روقاش نے سسکی بھرتے ہوئے اسے بے اختیار پکارنا چاہا، تو ہاشم شاہ نے چہرہ اٹھاتے ہوئے اسکے ہونٹوں پر جھکتے ہوئے تیزی سے قید کر لیا۔ جس پر روقاش جلدی سے اسکے کندھوں کو تھام گئی۔ ہاشم شاہ نے اسکے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دباتے ہوئے ہاتھ پیچھے لے جا کر ایک جھٹکے میں اسکی ذپ کھولی تو روقاش کی ہیزل آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

ہاشم شاہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ اچانک روقاش کی زبان کو اپنے ہونٹوں میں لے کر سک کیا، تو روقاش کے جسم میں سپارک ہونے لگا۔ سینے میں اسکی ڈھرکنوں نے اودھم مچا رکھا تھا۔اس کے برعکس وہ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اس پر اپنی گرفت سخت کرتا جارہا تھا۔

روقاش نے سانس رکنے پر ہاشم شاہ کی کالر کو جھٹکا دیتے ہوئے ہوش دلانے کی کوشش کی۔۔ کیونکہ اسکا سانس اب سچ میں رکنے کے قریب تھا۔روقاش کی مزاحمت پر ہاشم شاہ نے اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتے ہوئے تیزی سے اسکا رخ دیوار کی طرف موڑ دیا۔

روقاش کو دیوار کے ساتھ لگا کر ہاشم شاہ نے اسکے بال پیچھے ہٹاتے ہوئے اسکی بیک گردن پر ہونٹ رکھنے شروع کیے تو وہ کانپتے ہوئے سر گرانے لگی۔ کیونکہ اسے اپنے جسم میں سرد لہریں اٹھتی ہوئی محسوس ہورہیں تھیں۔۔ لیکن مقابل کی اس شدت بھری قید میں وہ ہل بھی نہیں پارہی تھی۔

ہاشم شاہ نے جھکتے ہوئے اسکی کھلی ذپ کے اندر ہونٹ رکھ کر چومنا شروع کیا تو شرم وحیا کے مارے روقاش کی ہتھیلیاں بھیگتی چلی گئیں۔ہاشم شاہ نے اسکی کمر کے بیچ و بیچ سکن کو سک کرتے ہوئے اپنا چوڑا ہاتھ اسکی پشت پر پھیرا تو روقاش نے کانپتے ہوئے اچانک اسکی طرف رخ موڑ لیا۔

شاہ پلیز نہیں کریں۔۔۔! وہ اسکے سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے منت کرنے والے انداز میں بامشکل بولی۔ اسکی منت پر ہاشم شاہ گہرا مسکراتے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔

میں اس سے بھی زیادہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں میری جان..! کیونکہ میں اب مزید تم سے دور نہیں رہ سکتا۔۔۔

"۔

ہاشم شاہ نے شدت سے اسے خود میں بھینچتے ہوئے اسکے کندھے پر دوبارہ ہونٹ رکھ دیے۔اسکے برعکس روقاش گہرے سانس لیتے ہوئے بس خاموش تھی۔ان دونوں کے بیچ چھائی ہوئی معنی خیزی خاموشی جہاں ہاشم شاہ کو مزید بے قرار کر رہی تھی۔وہیں دوسری طرف روقاش کا دل کر رہا تھا کہ بس کہیں چھپ جائے۔۔۔

کل ریڈی رہیے گا، ہم نیکسٹ دو دن فارم ہاؤس میں گزرانے والے ہیں۔۔! کیونکہ ہاشم شاہ اپکی روح میں اترنے کے لئے آخری حد تک بے قرار ہو چکا ہے! میں مزید اب خود پر ضبط نہیں کر پاؤں گا!

ہاشم شاہ نے اسکی کان کی لوح کو ہونٹوں میں دبا کر سرگوشی کرتے ہوئے آگاہ کیا۔۔ہاشم کی سرگوشی پر لال انگارہ ہوتے ہوئے روقاش نفی میں سر ہلاتے ہوئے بے اختیار انکار کرنے لگی۔

یہ انکار، بہانے اب بے سود ہو گئے ہیں قاشو! کیونکہ میں اب اپکو بخشنے کا مزید کوئی ارادہ نہیں رکھتا ہوں! اس لئے کل اچھی اور فرماں بردار بیوی بن کر فرصت سے اپنے اس خوبصورت بدن کو میرے لئے ہر طرح سے تیار کیجیے گا,اس کندن جیسے بدن کو سرخ رنگ کے لباس میں چھپا کر،ان ہونٹوں پر گہرا لال رنگ لگا کر،

ناک میں میرے نام کی لونگ پہن کر پوری تیاری کے ساتھ میرے سامنے آیئے گا۔۔!تا کہ اپکو دیکھ کر میں ڈھیر ہو سکوں، آپکی خوبصورت جوانی پر خود کو وار سکوں۔۔۔!

روقاش کے نفی میں ہلتے ہوئے سر کو نظرانداز کرتے ہوئے ہاشم شاہ معنی خیزی سرگوشیاں کرتے ہوئے اسے مینٹلی تیار کر رہا تھا۔۔

شاہ مجھے تنگ نہیں کریں پلیز۔۔۔!ہاشم شاہ کی بے باک سرگوشیوں پر بے حال ہوتے وہ جواب میں منمنا کر کہہ گئی۔اسکی کان کی لوئیں تک سرخ ہو چکیں تھیں۔

میں اپکو آج نہیں، بلکہ کل تنگ کروں گا،اور وہ تنگ کرنا پوری رات ہو گا شاہ کی جان۔۔!ہاشم شاہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جس کا چہرہ اس وقت گلابیاں بکھیرتے ہوئے سرخ ہو چکا تھا۔

میرے ساتھ شاور لینا پسند کریں گئیں؟ہاشم شاہ نے اسے چھیڑتے ہوئے اچانک پوچھا تو وہ شرم سے چینخ پڑی۔۔

شاہ۔۔!روقاش اسکے سینے پر مکہ مارتے ہوئے جھنجھلاہٹ سے بولی تو ہاشم شاہ نے اسکی خراب حالت پر بھرپور انداز قہقہ لگایا۔

اچھا!منہ نہیں بنائیں، میں جا رہا ہوں..!روقاش کو مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے وہ اسے آزاد کر کے باتھروم کی طرف بڑھ گیا۔

ہاشم شاہ کے جانے پر روقاش نے جان بخشی پر تشکر بھرا سانس ہوا کے سپرد کیا۔ہاشم شاہ کی آگ جیسی قربت میں جلنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔اپنی بیک ذپ کو کھلا ہوا محسوس کر کے روقاش نے ہاتھ پیچھے لے جاتے اسے بند کرنے کی کوشش کی۔ تو ذپ آدھی بند ہو کر درمیان میں آ کر اچانک اٹک گئی۔ جس پر روقاش اپنی ذپ بند کرنے کی کوشش میں اس سے الجھنے لگی تھی۔ لیکن ذپ تھی، کہ بند ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

ہاشم شاہ جو ڈریسنگ روم سے اپنا ڈریس لے کر کمرے میں پھر واپس آیا تھا۔اپنی بیوی کو دیوار کے پاس اسی جگہ پر اپنی ذپ کے ساتھ ہلکان ہوتے دیکھ کر وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنے کپڑے بیڈ پر پھینک کر اسکی طرف بڑھا۔

ہاشم شاہ نے اچانک اسکے پیچھے کھڑے ہو کر ذپ خود بند کی۔ تو روقاش چونکتے ہوئے مڑتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگی۔

آئندہ میں یہ خود یاد سے بند کر دیا کروں گا! تا کہ اس کام میں میری بیوی کی انرجی ویسٹ نہ ہو.. "ہاشم شاہ نے کہتے ہوئے اسکے ماتھے پر ہونٹ رکھے تو روقاش شرمیلی مسکان کے ساتھ تیزی سے کمرے سے نکلتی چلی گئی۔

اپنی بیوی کو تتلی کی طرح پھڑ ہوتے دیکھ کر ہاشم شاہ دروازے کو دیکھتا رہ گیا تھا۔جو سکینڈز میں اسے چکما دے کر بھاگ چکی تھی۔

تتلی کہیں کی۔۔؟روقاش کو ایک نئے لقب سے نوازتے ہوئے وہ دوبارہ کپڑے اٹھا کر باتھ روم کی طرف چلا گیا۔

۔۔۔۔۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد سب کے ساتھ بیٹھ کر چائے پیتے ہوئے باتیں کرتے کرتے رات کے گیارہ بج چکے تھے۔

مائرہ شاہ تھکے انداز میں کمرے میں داخل ہوئی تو اسے اپنے وجود میں عجیب سی بے چینی محسوس ہونے لگی۔۔۔

براؤن کلر کی ٹی شرٹ اور کھلے ٹروزار میں وہ اپنی آئس بلو سمیت سفید رنگت میں حیسن ترین لگ رہی تھی۔۔

مائرہ شاہ جو ناک منہ چڑھاتے ہوئے خود کی کیفیت کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔کہ اچانک اسکے دماغ میں جھماکا سا ہوا تو وہ سر پر ہاتھ مار گئی۔ نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ اسی وقت باتھ روم کی طرف بڑھ چکی تھی۔تاکہ گرم پانی سے شاور لے سکے۔

آج شام وہ جب آفس سے واپس آئی تھی۔تو بنا شاور لیے وہ فریش ہونے کے بعد چینج کر کے باہر چلی گئی تھی۔شاور نہ لینے کی وجہ سے شاید اب اسے بے سکونی محسوس ہو رہی تھی۔

مائرہ باتھ روم میں شاور لینے کے لیے بند ہوئی، تو عین اسی وقت ارمان شاہ نے اسکی بالکونی میں کودتے ہوئے اپنی تشریف آوری ظاہر کر دی تھی۔

اٹس ریونج ٹائم میرو چھپکلی۔۔! چہرے پر غرانے والے تاثرات سجائے وہ ہاتھ جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

آفس میں بہت اچھل رہی تھی نا، دیکھنا ابھی تمہیں کیسے اچھا سبق سیکھاتا ہوں! دماغ میں خود سے باتیں کرتے ہوئے وہ جارہانہ انداز میں کمرے میں داخل ہوا تو پورا کمرہ خالی پڑا نظر آیا تھا۔

یہ چھپکلی کہاں گئی۔۔۔؟ کمرے میں مائرہ کو نہ پاکر ارمان شاہ سوچنے والے انداز میں خود سے بڑبڑایا۔ کہ اسی وقت اسکی توجہ باتھ روم میں ہونے والی گنگناہٹ کی آواز نے اپنی طرف کھینچی۔۔۔

ارمان شاہ چونک کر باتھ روم کی طرف آیا تو اندر سے مائرہ شاہ کی گنگناتی آواز سن کر وہ حیرت کا شکار ہو گیا۔۔۔

ارمان شاہ نے تھوڑا آگے بڑھ کر دیکھنا چاہا۔ کیونکہ باتھ روم کا دروازہ ہلکا سا کھلا رہ گیا تھا۔ شاید بے دھیانی میں مائرہ شاہ نے دروازہ ٹھیک سے بند نہیں کیا تھا۔

باتھ روم کے اندر کا منظر دیکھتے ہوئے ارمان شاہ کی جان اسی وقت لبوں پر آگئی۔ بے اختیار اسکی ڈارک گرے آنکھوں میں ابھرنے والی سرخی اسکے دل میں منہ زور جذبات ہونے کی نشان دہی کرنے لگی تھی۔

کیونکہ باتھ روم میں جھاگ سے بھرے ٹب میں وہ بالوں کو جوڑے میں باندھے مزے سے شاور لے رہی

تھی۔ مائرہ شاہ نے ٹب سے ٹیک لگاتے ہوئے ایک ٹانگ زرا اوپر اٹھائی تو باہر کھڑے ارمان شاہ کی حالت مزید بری ہوتی چلی گئی۔ جبکہ اس سب سے بے خبر اپنی مستی میں گم مائرہ شاہ نے کندھوں کو اکڑاتے ہوئے تھکن کا احساس زائل کرتے ہوئے ایک دم سے فضا میں ہاتھ بلند کیے تو ارمان شاہ پوری ہستی سمیت مٹی کا ڈھیر ہو گیا۔

اس سے پہلے کہ بے خبر مائرہ شاہ باتھ ٹب سے کھڑے ہو کر باہر نکلتی، کہ عین اسی وقت ارمان شاہ نے اپنا رخ موڑ لیا۔ کیونکہ اسے لگ رہا تھا۔ کہ اگلا منظر دیکھتے ہی وہ جان سے تو جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اندر بیٹھی جوان دوشیزہ کو ماں بھی ضرور بنا ڈالے گا۔۔ اسی لئے ارمان شاہ نے جلدی سے رخ موڑ کر اپنی منکوحہ کو خود کو مزید بہکانے سے روک لیا تھا۔

جسم میں اٹھتی بے چینی کے باعث اسکے ماتھے پر بے اختیار پسینہ چمکنے لگا تھا۔

یہاں پر وہ اسے سبق سیکھانے آیا تھا، لیکن الٹا اسے تارے نظر آرہے تھے۔ ارمان شاہ کو اس وقت اپنے اندر آگ جلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ بے ساختہ وہ چلتے ہوئے بیڈ پر پیچھے گر گیا۔ بیڈ پر اڑھا ترچھا لیٹے لیٹے ارمان شاہ نے آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہا تو چھت پر لگے پنکھے پر نظر پڑتے ہی اس نے منہ بنا لیا تھا۔

مائرہ شاہ اپنی دھن میں بالوں کو ٹاول میں لپیٹے باہر نکلنے لگی تو ارمان شاہ نے اسی وقت ٹیبل سے ریموٹ اٹھا کر کمرے کی تمام لائٹس آف کر دیں۔

یہ لائٹ کو کیا ہوا۔۔۔؟ کمرے میں اچانک اندھیرا ہوتا دیکھ کر مائرہ نے چاروں اطراف نظریں گھمائیں۔۔ لیکن پھر کچھ نظر نہ آنے پر وہ دھیان سے بیڈ کی جانب قدم اٹھانے لگی۔

اندھیرے میں ارمان شاہ جو بیڈ سے نیچے ٹانگیں لٹکائے لیٹے ہوئے انداز میں، چلتے ہوئے وجود کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کہ مائرہ کو بیڈ کے نزدیک آتے دیکھ کر ارمان شاہ نے تیزی سے اپنی ٹانگ آگے کر دی۔ جس کی وجہ سے وہ اگلے ہی پل لہرا کر منہ کے بل اسکے اوپر گری تھی۔۔

کون ہے یہاں پر۔۔۔؟ کسی کی موجودگی محسوس کرتے ہوئے وہ ڈرتے ہوئے پوچھ گئی۔۔

کوئی ارمان شاہ کے علاوہ تمہارے قریب آنے کی جرآت کر سکتا ہے کیا۔۔۔؟ ارمان شاہ نے اسکے وجود کو خود سے لپٹاتے ہوئے بھاری آواز میں جواب دیا۔۔۔

تم؟ تم یہاں پر کیا کر رہے ہو۔۔؟ ارمان شاہ کی آواز سنتے ہی وہ بھڑک کر اٹھنے لگی تو ارمان شاہ نے بنا سوچے سمجھے اوپر اٹھتے ہوئے اسکے نم ہونٹوں کو اپنے پر حدت ہونٹوں میں قید کر لیا۔

اس اچانک افتاد پر جہاں مائرہ شاہ کے وجود میں سپارک ہوا، وہیں دوسری طرف ارمان شاہ اسکے نازک ہونٹوں کو چھو کر مزید بے خود ہو چکا تھا۔ مائرہ شاہ کے بالوں سے ٹاول نکال کر دور اچھالتے ہوئے ارمان شاہ نے باتھ روب میں اسکے وجود کو سختی سے بانہوں میں بھینچنا چاہا تو اندھیرے میں وہ جل کر لال انگارہ ہوتی چلی گئی۔۔

جبکہ وہ کچھ دیر پہلے والے منظر کو یاد کرتے مزید بے چینی کا شکار ہونے لگا۔ارمان شاہ نے اپنے عنابی ہونٹوں سے مائرہ شاہ کے لبوں کو کھولتے ہوئے اسکی زبان پر اچانک دانت گاڑے تو وہ مزاحمت کرتے ہوئے سسک اٹھی۔

لیکن دوسری طرف کوئی ہوش نہیں تھا۔کمرے میں چھائے ہوئے اندھیرے میں معنی خیزی شور پیدا ہونے لگا۔جس کی وجہ سے مائرہ خود میں سمٹنے کی کوشش کررہی تھی۔

جبکہ ارمان شاہ جذبات کے طوفان میں بہتے ہوئے اسکے نرم و نازک ہونٹوں کو شدت سے خود میں محسوس کرتے ہوئے پاگل ہونے کے درپر تھا۔مائرہ کی کمر میں بازو حائل کرتے ہوئے ارمان شاہ نے کروٹ بدل کر اسے اٹھاتے ہوئے اوپر تکیے پر لٹایا تو وہ بری طرف مزاحمت کرنے لگی۔

اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتے ہوئے ہاتھ مارتے ہوئے ریموٹ ڈھونڈ کر ارمان نے لائٹس آن کیں، تو اچانک تیز روشنی کے باعث وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھتی چلی گئی۔

جبکہ ارمان شاہ تو اسکا جان لیوا روپ دیکھ کر سانس روک چکا تھا۔پنک کلر کے باتھ روب میں وہ سفید و مومی گڑیا لگ رہی تھی۔چہرے اور گردن پر ابھی بھی نمی کے نشان موجود تھے۔آئس بلو آنکھیں ہلکی ہلکی سرخی مائل ہو چکیں تھیں۔

ارمان شاہ کی بے خود نظروں کو خود پر محسوس کرتے وہ اسکی نظروں کی تپش سے پزل ہونے لگی۔

باخدا میں تمہیں یہاں پر بس سبق سیکھانے آیا تھا، لیکن میرو تم نے اپنا یہ روپ دیکھا کر ارمان شاہ پر بہت بڑا ظلم ڈھایا ہے" اسکے خوبصورت چہرے کو دل میں بساتے ہوئے وہ گھمبیر لہجے میں بولنے لگا۔۔۔

مجھے نہیں پتہ تم کیا کہہ رہے ہو، پر جاؤ یہاں سے۔۔! ارمان شاہ کی بدلی نظروں سے آنکھیں چراتے ہوئے اس نے اٹھنا چاہا تو ارمان نے اسکی کوشش ناکام بنادی۔

رات کے اس پہر وہ جب بھی اسکے کمرے میں آتا تھا۔ مائرہ تب چاہ کر بھی اس سے سخت لہجے میں بات نہیں کر پاتی تھی۔

میری حالت تم جتنی بگاڑ چکی ہوں! اب بنا کچھ وصولی کیے تو میں یہاں سے ٹلنے والا نہیں ہوں ڈیئر منکوحہ صاحبہ۔۔۔! مائرہ کی تھوڑی پر سلگتے لب رکھتے ہوئے وہ جتا کر کہہ گیا۔

دیکھو مان! دن میں ہماری جتنی بھی لڑائی ہوئی تھی, اس میں تم بھی اچھا خاصا بدلہ اتار چکے ہو۔۔۔! اس لئے پلیز اب جاؤ یہاں سے۔۔۔! ہاتھ روب کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑے وہ اٹکتے ہوئے کہنے لگی۔ کیونکہ مقابل کی بولتی نظروں کو دیکھ کر اسکا کمزور سا دل بری طرف دھڑک رہا تھا۔

میں نے جتنا بھی بدلہ اتارا ہو، پر تم نے ابھی جو میرے ساتھ کیا ہے، وہ سب سے بڑا ظلم تھا۔۔"

ارمان شاہ تھوڑی دیر پہلے والے منظر کو یاد کرتے ہوئے اسکی گردن پر جگہ جگہ ہونٹ رکھتے معنی خیزی سے جواب میں بولا۔

میں نے اب تمہارے ساتھ کیا کر دیا ہے ؟ کس بارے میں کہہ رہے ہو۔۔؟ مائرہ شاہ نے اسکے لمس پر بے چین ہوتے الجھ کر پوچھنا چاہا۔ کیونکہ وہ سچ میں نہیں جانتی تھی, کہ وہ کس بارے میں بات کر رہا ہے۔۔۔

مائرہ کی الجھی ہوئی آواز سن کر ارمان شاہ نے اسکی گردن سے چہرہ اٹھاتے ہوئے گہری نظروں سے اسکی طرف دیکھا تو وہ اندر تک کانپ کر رہ گئی۔۔ پر اگلے ہی لمحے جب ارمان شاہ آنکھیں بند کرتے ہوئے دوبارہ اسکے ہونٹوں پر جھکا تو مائرہ نے لرزتے ہوئے اسے تھام لیا۔

مائرہ کے باتھ روب میں چھپے ہوئے وجود پر وہ اپنا چوڑا ہاتھ پھیرتے ہوئے محسوس کرنے لگا تو مائرہ شاہ اسکے نیچے مچل کر رہ گئی۔

لیکن وہ سب بھلائے بے باکی سے اپنے ہونٹوں کو اسکے ہونٹوں سے الجھا چکا تھا۔ ارمان شاہ نے اسکی زبان کو سک کرتے ہوئے اچانک ہونٹوں کو چھوڑ کر مائرہ کے پورے چہرے پر لمس بکھیرنا شروع کیا تو وہ بھاری سانسیں خارج کرتے ہوئے اچانک بے جان ہونے لگی۔

ارمان شاہ نے اسکی نرم انگلیوں میں اپنی مضبوط انگلیاں پھنساتے ہوئے دائیں بائیں لگا کر گردن کو بے باکی سے سک کرنا شروع کیا تو وہ ایک دم مدہوشی سے اپنی گردن اوپر اٹھانے لگی۔ جذبات کے کسی ایک کمزور لمحے میں وہ دونوں بہتے جا رہے تھے۔ جبکہ کمرے میں بے چین بھری سانسوں کا رقص ارمان شاہ کے کانوں کو سکون دینے کا باعث بننے لگا تھا۔

ارمان شاہ اسکی گردن پر نشان بناتے ہوئے بہکنے والے انداز میں نیچے کی طرف بڑھ چکا تھا۔ مائرہ کی کالر بونز کو چوم کر ارمان شاہ نے ایک ہاتھ میں اسکی دونوں کلائیوں کو جکڑ کر دوسرے ہاتھ سے آہستگی سے باتھ روب کو کھول دیا۔ مائرہ کو ہوش بھلائے دیکھ کر وہ گہرے انداز میں مسکرایا تھا۔

ارمان شاہ نے نظریں اٹھا کر مائرہ کی طرف دیکھتے نرمی سے اسکی دھڑکنوں کے بیچوں و بیچ ہونٹ رکھے، تو مائرہ نے تڑپتے ہوئے کمر اوپر اٹھانا چاہی۔ بند آنکھوں سے پھڑ پھڑاتے ہونٹوں کے ساتھ وہ حد سے زیادہ بے چین نظر آرہی تھی۔ کیونکہ ارمان شاہ جان بوجھ کر اپنے لمس سے اسکے انگ انگ میں بے چینی بھرتا جارہا تھا۔

دلفریب نظروں سے پہلی بار ارمان شاہ نے اسکے خوبصورت بدن کو دیکھا تو اگلے ہی پل اسکا ضبط ٹوٹتا چلا گیا۔ کیونکہ ارمان شاہ پوری شدت کے ساتھ اسکی ڈھرکنوں کو چومتے ہوئے تیزی سے سک کرنے لگا تھا۔

مان۔۔۔!! مائرہ شاہ نے مچل کر تڑپتے ہوئے اسے پکارا، تو وہ مزید جنون خیزی سے اسکی دھڑکنوں پر اپنے ہونٹوں کا گرم لمس بکھیرنے لگا۔ لیکن اگلے ہی پل کسی احساس کے تحت مائرہ شاہ کی آنکھیں پٹ سے کھلیں تو وہ ہوش میں آتی ارمان شاہ کو خود سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

مان پیچھے ہٹو! یہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔! اپنی حالت کا خیال آتے ہی اسکی روح فنا ہو گئی تھی۔

سب ٹھیک ہے!! ویسے بھی رخصتی کے بعد بھی ہم نے یہ سب ہی کرنا ہے، تو ابھی پریکٹس کر لیتے ہیں۔۔!

ارمان شاہ بے پرواہی سے بولتے بے باک انداز میں اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔ جبکہ مائرہ کے کانوں سے تو دھواں نکلنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

میرے ساتھ بکواس کرنے ضرورت نہیں ہے جاؤ یہاں سے۔۔؟ ارمان کے لفظوں پر وہ شرم و غصے کی ملی جلی کیفیت میں بھڑکتے ہوئے بس یہ ہی بول پائی۔

جا رہا ہوں، پر ایک بات یاد رکھنا!! کہ اگر آئندہ تم مجھے کسی قسم کی واحیات ڈریسنگ میں نظر آئی، تو انجام کی زمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔! بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ وارننگ دیتے اٹھ کھڑا ہوا۔ مائرہ نے جلدی سے باتھ روب کو بند کرتے ہوئے خود کو کور کرنا چاہا تھا۔

جبکہ مائرہ کے بکھرے سراپے کو فتح مندی سے دیکھتے ہوئے وہ سیٹی کی شوخ دھن بجھاتے بالکونی کی طرف بڑھ چکا تھا۔ اسکا یہاں سے جانا ہی ٹھیک تھا۔

کیونکہ اگر وہ مزید یہاں پر دو منٹ رکتا، تو اپنے چاچے سے پہلے باپ بن سکتا تھا۔۔ اور یہ رتبہ اتنی جلدی ملنے کے بعد حویلی والے اسے پھانسی بھی دے سکتے تھے۔ اس لئے بھری جوانی میں پھانسی چڑھنے کا ارادہ وہ کینسل کر چکا تھا۔۔

ارمان شاہ بالکونی کے اندھیرے میں غائب ہوا تو مائرہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

گریجویشن تمہاری مکمل ہو گئی ہے، آگے کیا ارادہ ہے۔؟

صبح کے وقت ڈریسنگ روم میں داخل ہوتے حابیل شاہ نے استفسار کیا۔

اسکے برعکس اربیلا شاہ جو سپاٹ چہرے کے ساتھ اسکی چیزیں نکال کر رکھ رہی تھی۔ حابیل شاہ کی آواز پر رکتے ہوئے بیلا ایک نظر اس پر ڈال کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ البتہ اس نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے۔۔۔! اربیلا کے نزدیک آتے وہ دوبارہ بولا۔

آپکی خدمت کر رہی ہوں کافی نہیں ہے کیا؟ جو آپ کو مزید مجھ سے کچھ کروانا ہے۔۔! اب کی بار اربیلا کٹیلے لہجے میں کافی بگڑ کر بولی۔

بیلا کے بگڑ کر کہنے پر حابیل شاہ مسکراہٹ دباتے ہوئے جا کر اسکے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ پنک ڈریس میں لمبے بالوں کی ڈھیلی سی چوٹی بنائے سینے پر دوبٹہ پھیلائے ایک لمحے میں وہ پوری طرح حابیل شاہ کو خود کے سحر میں جکڑ چکی تھی۔ پچھلے دو دن سے وہ ایسے ہی بگڑے تاثرات سے اسکا ہر کام اپنے ہاتھوں سے کر رہی تھی۔

کیا ایسا ممکن نہیں ہے؟ کہ تم میٹھے لہجے میں مجھ سے بات کرو۔۔۔؟ بیلا کی کمر میں بازو حائل کرتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکی پشت کو سینے سے لگا کر گردن میں چہرہ چھپا لیا۔۔ حابیل شاہ کے اچانک اس قدر نزدیکی بنانے پر اربیلا خود میں بے اختیار سمٹ گئی۔

اور میں آپ سے میٹھے لہجے میں کیوں ہی بات کروں ؟اپنی کمر سے اسکے بازو ہٹاتے ہوئے بیلا نے خود کو کمپوز کرنا چاہا.. کیونکہ اپنی گردن پر حابیل شاہ کی دہکتی سانسوں اور شیو کی چھبن اسے بری طرح بے چین کرنے کا سبب بننے لگی تھی۔۔

کیونکہ میں تمہارا شوہر ہوں زوجہ محترمہ !اگر مجھ سے میٹھے لہجے میں بات چیت بڑھاؤ گی, تو فائدے میں ہی رہو گی۔۔!

حابیل شاہ نے تیزی سے اسکی رخ بدلتے ہوئے ایک جھٹکے میں اسے اپنے سینے سے لگالیا۔ جبکہ اربیلا کی کمر کو وہ پہلے سے بھی زیادہ سختی سے جکڑ چکا تھا۔

مجھے آپ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرنا مسٹر حابیل !بہتر ہے آپ بھی میرے ساتھ یہ میٹھے بننے کا ناٹک ختم کردیں !کیونکہ میں آپکا دو دن پہلے کا رویہ ابھی تک بھولی نہیں ہوں۔۔۔!حابیل شاہ کی سموک گرے آنکھوں میں اپنی وائلٹ آنکھیں گاڑتے ہوئے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ شکوہ کرتے بولی۔۔دو دن پہلے جب حابیل شاہ نے غصے سے اسکی شرٹ کو پھاڑ دیا تھا تو اس لمحے وہ سچ میں اندر تک ڈر گئی تھی۔

دو دن پہلے کی گستاخی کے لئے یہ خادم آپ سے معذرت کرتا ہے مسسز حابیل !کیونکہ مجھے وہ رویہ اپنانے پر مجبور بھی تم نے ہی کیا تھا۔ لیکن کیا ہم اس ساری بحث کو چھوڑ کر اب سکون سے بات کر سکتے ہیں۔۔۔؟

اپنی بیوی کی نم آنکھوں پر بے چین ہوتے حابیل شاہ نے نرمی سے اسکے ماتھے پر ہونٹ رکھے تو اربیلا نا چاہتے ہوئے بھی سسک پڑی۔ دل و دماغ نے نجانے اسے کیا کیا یاد دلایا تھا۔

ہے میری جان! رو کیوں رہی ہو یار؟ معافی مانگ تو رہا ہوں! اربیلا شاہ کو اچانک روتے دیکھ کر حابیل شاہ ایک دم سے بوکھلایا۔ اس لئے جلدی سے پیچھے صوفے پر بیٹھتے ہوئے اس نے اربیلا کو گود میں بٹھا کر اسکی آنکھوں پر لب رکھے تو اس نے مزید رونا شروع کر دیا۔۔

بیلا میری جان پلیز ایسے نہیں رو۔۔! ائم سوری میں نے تمہیں ڈانٹا تھا۔۔۔! حابیل شاہ نے اسکے آنسوؤں کو لبوں سے چنتے ہوئے سینے میں بھینچا تو بدلے میں روتے ہوئے بیلا نے اسکے کندھے میں منہ چھپا لیا۔ جس پر حابیل شاہ اسے سختی سے خود بھینچنے لگا۔۔ پر کچھ سیکنڈز کے بعد جب وہ چہرہ اٹھا کر اسکی طرف دیکھنے لگی تو اربیلا کی وائلٹ انکھوں میں دیکھتے ہوئے حابیل شاہ نے سوالیہ سے اسے دیکھا۔

آپ نے اس دن مجھ سے غصے سے بات کی! مجھے اتنا ڈانٹا، اور میری شرٹ بھی پھاڑ دی تھی۔۔ اربیلا ٹوٹو لنے والے انداز میں حابیل شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے پہلے جہاں شکایتی انداز میں بول رہی تھی وہیں آخر میں اسکی آواز خود بخود پھر بھیگنے لگی تو اس نے غصے سے حابیل شاہ کے سینے پر مکے برسانے شروع کر دیے۔

مجھے اتنا ڈانٹ کر آج معافی مانگ رہے ہیں، نہیں معاف کروں گی، بات بھی نہیں کروں گی۔۔۔! حابیل شاہ کے سینے پر مکے مارتے ہوئے اسکے سارے گناہ گنوانے کے ساتھ ساتھ وہ دھمکی آمیز انداز میں بول بھی رہی تھی۔ کہ تبھی اچانک شدید غصے سے دوچار ہوتے بیلا نے اگے بڑھ کر حابیل شاہ کی گردن پر دانت گاڑ دے۔

وہ حیرانی سے اسے دیکھتارہ گیا تھا۔ کیونکہ پل میں وہ اسے خود کے اتنے قریب محسوس ہوتی تھی، تو اگلے ہی پل وہ بیگانے پن بھی اتر آتی تھی۔ جیسے ابھی وہ شکوے کرتے ہوئے حق جتاتے اسے اپنے قریب لگ رہی تھی۔۔

بیلا میری جان شوہر پر اتنا تشدد نہیں کرتے۔۔! حابیل شاہ نے خود پر مصنوعی بیچارگی طاری کرتے ہوئے اسکے کان میں سرگوشی کی تو بیلا نے بھیگی آنکھوں سے حابیل کو گھورتے ہوئے اپنے دانتوں پر مزید زور بڑھا دیا۔

کہ تبھی حابیل شاہ نے صوفے پر پیچھے کی طرف گرتے ہوئے اسکی کمر میں بازو حائل کرتے ہوئے بیلا کو اٹھا کر اپنے سینے پر لٹایا، تو تب بھی اس نے دانت نہیں ہٹائے۔

اپنی بیوی کو مسلسل اپنی گردن سے خون چوستے دیکھ کر حابیل شاہ نے اچانک اسکی تھائی پر ہاتھ رکھا تو وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہو گئی۔۔ اس سے پہلے کہ وہ حابیل شاہ کے اوپر سے اٹھتی کہ بروقت حابیل شاہ نے کروٹ بدلتے ہوئے اسے خود کے نیچے لٹا کر قید کر لیا تھا۔ جس پر بیلا آنکھیں پھاڑتے ہوئے اسکی طرف دیکھ گئی۔۔ حابیل شاہ محبت پاش نظروں سے اسکے خوبصورت چہرے کو تکتے ہوئے کہنا شروع ہوا تھا۔

تم سے مجھے میری پہلی نظر کی محبت ہوئی ہے اربیلا حابیل شاہ! وہ محبت جو آج تک تم سے پہلے نہ کسی سے ہوئی ہے اور نہ تمہارے بعد ہو گی۔۔!

میں جانتا ہوں کہ تمہارے دل میں میرے لئے بہت خدشات موجود ہونگے۔اور میرا تمہیں ونی میں نکاح کر کے لانا بھی ناگوار گزرا ہے،پر یہ سب بھلا کر تم ہمارے رشتے کو پہلا موقع نہیں دو گی کیا؟

میں تمہیں ونی میں حاصل کرنے پر کیوں مجبور ہوا تھا،اس بارے میں میں بھی تمہیں اچھے سے وضاحت دے چکا ہوں ! لیکن اس کے باوجود بھی اگر تمہارے دل میں میری محبت کو لے کر کوئی شک باقی ہے۔تو پلیز مجھے وہ شک دور کرنے دو۔۔۔!

حابیل شاہ اسکے ماتھے سے ماتھا ٹکاتے ہوئے بند آنکھوں سے بول رہا تھا۔کیونکہ پچھلے دو دنوں سے اربیلا پھر اسکے ساتھ اجنبی سی بنی ہوئی تھی۔نہ تو ان دونوں میں بات ہو رہی تھی اور نہ ہی کچھ دوسرا۔۔۔یہ سارا بیگانہ پن حابیل شاہ کو بہت تکلیف دیتا تھا۔کیونکہ وہ اسکی محبت تھی۔اسی لئے آج اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس بارے میں اس سے بات کر کے رہے گا۔۔

میں تم سے اپنا حق نہیں مانگ رہا،پر کیا ہم میاں بیوی بننے سے پہلے دوست بن سکتے ہیں؟اس عمر بھر کی اٹیچمنٹ کے پہلے مرحلے پر،کیا تم مجھے اتنا بھی حق نہیں دو گی،کہ میں ہم دونوں میں موجود اس اجنبیت کی دیوار کو گرا سکوں۔۔؟

حابیل شاہ نے آنکھوں میں محبت کا جہاں لیے اربیلا کی طرف دیکھا تھا جو دم سادھے اب اسے تکتے جا رہی تھی۔۔۔

مجھے دوبارہ کبھی ڈانٹیں گئے؟حابیل کی ساری باتوں کے جواب میں اربیلا نے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے ایبرو اچکا کر نخرے سے پوچھا، تو حابیل شاہ کے چہرے پر بھرپور مسکراہٹ بکھرتی چلی گئی۔۔۔

حابیل شاہ کے سارے الفاظ پر نجانے اسکے دل میں کیا پیدا ہوا، کہ بے اختیار وہ کچھ تلخ بولنے کی بجائے حامی بھرتے پوچھ گئی۔۔

میں تمہیں کبھی بھی نہیں ڈانٹ سکتا ہوں جانِ حابیل۔۔! حابیل شاہ نے مسکراتے ہوئے اسکی گال پر لب رکھ دیے۔۔ جس پر بیلا کے وجود میں سپارک ہوتا چلا گیا تھا۔اس قدر نزدیکی پر دونوں کے دل تیزی سے دھڑک رہے تھے۔

حابیل شاہ کا دل اگر اپنی محبت کے قریب ہونے سے دھڑک رہا تھا تو بیلا کا دل اس نئے احساس کو محسوس کرتے ہوتے پھڑ پھڑانے لگا تھا۔ محبت کا وہ نیا احساس جو حابیل شاہ اسکے دل میں پیدا کر رہا تھا۔

مجھے پینٹنگ کا بہت شوق ہے، کیا میں پینٹر بن سکتی ہوں۔۔؟ خوبصورت وائلٹ آنکھوں میں حسرت لیے اربیلا نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔اپنے من کا پہلا راز، پہلی خواہش، پہلی حسرت اور شاید خود کی پہلی پسند وہ حابیل ارباز شاہ پر اشکار کر رہی تھی۔ ورنہ زندگی کے اتنے سالوں میں اس نے ہمیشہ اپنے دل میں ابھرتے ہوئے احساسات کو دبایا تھا۔

حابیل شاہ جو اسکی آنکھوں کی چمک میں کھو رہا تھا۔ کہ اچانک وائلٹ آنکھوں میں چمک کی جگہ کسی دوسرے احساس نے لی تو وہ حیرانی کو چھوتا دیکھتا رہ گیا۔

آنکھوں میں عجیب سا احساس لیے وہ حسرت بھرے لہجے میں اسے پوچھ رہی تھی، یا بتا رہی تھی، حابیل شاہ چاہ کر بھی سمجھ نہیں پایا تھا۔ لیکن پھر اربیلا شاہ کو خود کا منتظر دیکھ کر وہ جواب میں بولا۔

تم وہ سب کچھ بن سکتی ہوں میری جان! جس کی تم خواہش کروگی۔۔! حابیل شاہ نے اسکی خواہش کو مان بخشتے ہوئے اوپر اٹھتے اسکے ماتھے پر عقیدت سے ہونٹ رکھے تو اربیلا شاہ کی آنکھیں بے یقینی سے پھر چمک اٹھیں۔ اسکے آنکھوں کے بدلتے احساس کو وہ دلچسپ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

پہلے کبھی پینٹنگ کی ہے۔۔۔؟ حابیل شاہ نے کروٹ بدلتے ہوئے بیلا کو دوبارہ اپنے اوپر شفٹ کرتے ہوئے جاننا چاہا۔۔

نہیں، پہلے کبھی نہیں کی! کیونکہ میرے پاس پینٹ کرنے کے لیے کچھ تھا ہی نہیں۔۔۔! حابیل کے سوال پر اسکی آنکھیں پھر تیزی سے بھیگنے لگیں۔ کیونکہ بات بات پر اسے اپنا بچپن تنگ کرنے لگتا تھا۔

وہ بچپن جو شاید اربیلا شاہ کا حسرتوں اور سوالوں کے جواب ڈھونڈنے میں ہی گزر گیا تھا۔ اربیلا کی آنکھیں بھیگنے پر حابیل شاہ جلدی سے اسکی آنکھوں کو چومنے لگا۔ تاکہ وہ دوبارہ نم نہ ہو پائیں۔

کوئی بات نہیں میری جان، میں تمہارا آج ہی آرٹ کلاس میں ایڈمیشن کروا دیتا ہوں! جہاں تم پینٹنگ کرنے کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت کچھ سیکھ لوگی۔۔۔۔ حابیل شاہ نے اسکی گردن میں گہرا سانس بھرتے ہوئے اسکی خوشبو کو اپنے اندر تک اتارا۔

سچی! میں آرٹ کلاس میں جاؤں گی کیا۔۔۔؟ بیلا نے خوشی سے بے یقین ہوتے پوچھا تو حابیل شاہ نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔

ڈریسنگ روم کے اس صوفے پر ار بیلا شاہ اسکے چوڑے سینے پر براجمان ہو کر اپنی تمام تر خوبصورتی سے انجان بنتے ہوئے وہ پہلی دفعہ مسکرا کر حابیل شاہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جان نثار ہوتی نظروں سے مسلسل مسکرانے کے باعث اسکے دائیں گال میں پڑنے والا ڈمپل دیکھ رہا تھا۔

میری بیوی آرٹ کلاس میں بھی جائے گی! اور وہ سب کچھ بھی کرے گی جو وہ کرنا چاہتی ہے اوکے۔۔؟

حابیل شاہ نے آگے بڑھ کر اسکی کان کی لوح کو دانتوں میں زرا سا دبایا تو وہ بدلے میں آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے حابیل کو گھوری ڈالنے لگی۔

اسکے برعکس اپنی بیوی کی اس ادا پر حابیل شاہ کا دل یکبارگی سے دھڑکا، تو وہ اگلے ہی پل بے چینی سے اسکے سر کے پیچھے ہاتھ رکھتے ہوئے ہونٹوں کو قید کر گیا۔

حابیل شاہ نے بے چینی سے اسکے ہونٹوں کو چومتے ہوئے اپنے جذبات لٹائے تو ار بیلا کی ریڑھ کی ہڈی جھنجھنا اٹھی۔

دونوں ہاتھوں کی مدد سے ار بیلا کو کمر سے اٹھاتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکے اوپر والے ہونٹ کو دانتوں میں لے کر دبایا تو بیلا نے سسکنے والے انداز میں آنکھیں میچ لیں۔ جبکہ حابیل شاہ اسکی سانسوں کو قطرہ قطرہ پیتے ہوئے اب زبان کو بے باکی سے سک کر رہا تھا۔ جس پر ار بیلا شاہ شرم سے گلنار ہو چکی تھی۔

حابیل شاہ کو کندھوں سے جھنجھوڑتے ہوئے اربیلا نے اسے ہوش دلانا چاہی۔تو بیلا کے نچلے ہونٹ کو دانتوں سے کھینچتے ہوئے وہ پیچھے ہو گیا۔۔

جاکر اپنی تیاری کرو، کیونکہ ہم اج تمہارا ایڈمیشن کروانے جا رہے ہیں۔۔۔! دل میں اٹھتے جذبات پر بند باندھتے ہوئے حابیل شاہ نے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا تو وہ تیزی سے اٹھ کر کمرے کی طرف بھاگ گئی۔۔اپنی بیوی کی اتنی پھرتی پر وہ سر پیچھے گراتے ہوئے ہنس دیا۔۔

دن کے چار بجے مائرہ آفس سے تھکی ہاری واپس آئی تھی۔آج آفس کی بجائے وہ کنسٹرکشن ایریا پر زیادہ دیر کام کرتی رہی تھی۔ جسمانی تھکن کے علاوہ اب وہ ذہنی طور پر بھی تھک چکی تھی۔

مائرہ شاہ اپنی پوری لگن کے ساتھ کام کر رہی تھی۔تاکہ کمپنی کو ہر طرح سے سنبھال سکے۔پر وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔کہ دن بدن کمپنی کی حالت بگڑتی کیوں جا رہی ہے۔

مائرہ شاہ پر بھروسہ کرتے ہوئے شاہ فیملی نے اسے مکمل طور پر خودمختار کر دیا تھا۔تاکہ وہ اپنے بل بوتے پر کمپنی کو پہلے نمبر لے جاسکے۔اسی وجہ سے جب سے مائرہ شاہ نے باقاعدہ طور پر کمپنی کو جوائن کیا تھا، تو اسکے لین دین میں کوئی دخل اندازی نہیں کرتا تھا۔کہنے کو ارمان شاہ ہر روز اسکے آفس میں چکر زور لگاتا تھا۔پر وہ صرف راؤنڈ لے کر، یا پھر مائرہ شاہ کا خون جلا کر واپس چلا جاتا تھا۔

بیڈ پر آڑھا ترچھا انداز میں لیٹے ہوئے مائرہ شاہ جو کمپنی کی پریشانیوں میں گھری ہوئی تھی۔اچانک اسکے موبائل پر ایک کے بعد ایک میسجز آنے لگے تو وہ خیالوں سے باہر نکلتے ہوئے چونک سی گئی۔

اس نے موبائل اٹھا کر دیکھنا چاہا، تو ہاشم شاہ کی طرف سے آئے میسجز کو دیکھ کر وہ جلدی سے اٹھ بیٹھی۔

متجسس ہوتے مائرہ نے اپنے ماموں کی پروفائل کو اوپن کیا تو ہاشم شاہ کی طرف سے آئے میسیجز کو وہ غور سے پڑھنا شروع ہو گئی۔

ہاشم شاہ کی طرف سے ملنے والی ہدایات کو پڑھ کر ایک دم سے مائرہ شاہ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

ہاشم شاہ کو ڈن کہنے کے بعد مائرہ تیزی سے بیڈ سے نیچے اتر آئی۔واڈروب سے اپنا ڈریس نکال کر وہ بھاگ کر باتھ روم میں بند ہو چکی تھی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ اپنے فیورٹ آرام دے ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں باہر نکلی تھی۔ڈریسنگ مرر کے آگے کھڑے ہو کر مائرہ نے اپنے شہد رنگ بالوں کو جوڑے میں قید کرتے ہوئے ایک آخری نظر خود پر ڈالی، اور اگلے ہی پل وہ موبائل اٹھا کر کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

میر و تم مجھے یہاں پر کیوں لے کر آئی ہو۔۔؟روقاش نے آنکھیں اٹھاتے ہوئے مائرہ کو پوچھا۔

کیونکہ ڈئیر مامی ہم سب مل کر اپکو تیار کرنے لگے ہیں، اس لئے میں اپکو یہاں پر لے کر آئی ہوں۔۔۔!ٹیبل پر سامان نکال کر رکھتے ہوئے مائرہ نے مصروف انداز میں جواب دیا۔

مائرہ جب کمرے سے باہر نکلی تھی، تو حویلی کا اوپر والا لاؤنج خالی پڑا ہوا تھا۔ جبکہ ہمیشہ کی طرح مالا شاہ ڈیزائنر روم میں بند اپنے فیورٹ کاموں میں مصروف تھی۔ مائرہ شاہ سب سے پہلے مالا شاہ کی طرف گئی تھی۔

ہاشم شاہ کے حکم کے مطابق مالا کو ساری اسائمنٹ سمجھانے کے بعد، وہ روقاش کی تلاش میں نکلی۔ حویلی کے نیچے والے لاونج سے قہقہوں کی آوازیں سنائی دے رہیں تھیں۔

اپنی خاموش حویلی سے قہقہوں کی آوازیں سن کر مائرہ کا دل بے حد خوشی کے احساس سے مچلنے لگا تھا۔۔وہ سیڑھیاں اتر کر نچلے لاونج میں آئی۔ تو سامنے ہی شرجینا کے ساتھ اربیلا اور روقاش مل کر کارٹون دیکھ رہیں تھیں۔ کالج سے واپس آکر اپنے کمرے میں کارٹون دیکھنے والی شرجینا شاہ اب اپنی بھابھی اور چاچی کے ساتھ مل کر کارٹون دیکھتی تھی۔

اور نہ صرف کارٹون دیکھے جارہے تھے۔ بلکہ املی، نمکو، لیز غرض ہر وہ چیز کھائی جارہی تھی۔ جن کو دیکھ کر حویلی کے مکینوں کی آنکھیں بڑی ہو سکتیں تھیں۔اور یہ سب خرافات شرجینا شاہ اپنے پٹارے سے نکال کر لائی تھی۔اتنی مزے کی چیزیں دیکھ کر اربیلا شاہ اور روقاش کا تو سیروں خون بھر گیا تھا۔وہ تینوں کب سے کھٹی میٹھی چیزیں کھانے کے ساتھ ساتھ انجوائے کر رہیں تھیں۔

جبکہ ان سب کو انہماک سے کارٹونز دیکھتے ہوئے پا کر مائرہ شاہ ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلا چکی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ بھی اس فن کا حصہ بنتی، کہ تبھی اس نے آگے بڑھ کر ایل ڈی بند کر دی۔ ایل ڈی بند کرتے ہی وہ بنا کچھ بولے روقاش کا ہاتھ تھامے اوپر اپنے کمرے میں لے آئی تھی۔

مائرہ کے یوں خاموشی سے روقاش کو لے جانے پر شرجینا اور اربیلا بھی الجھن سے اسکے پیچھے آئیں۔

کمرے میں لا کر مائرہ نے اسے اپنے ڈریسنگ مرر کے آگے بٹھایا تو روقاش اسکو سوالیہ نظروں سے دیکھے گئی۔

اس کے برعکس مائرہ ان تینوں کی سوالیہ نظروں کو نظر انداز کرتے ہوئے اب تیزی سے چیزیں نکال کر رکھ رہی تھی۔

میرو تم کچھ بتا کیوں نہیں رہی۔۔۔؟مائرہ کی خاموشی پر روقاش جھنجھلا کر دوبارہ بولی۔

آپی ان دونوں میں سے کونسا لاؤں؟ سر پر چشمہ ٹکائے مالا شاہ نے مصروف انداز میں اچانک کمرے میں داخل ہوتے پوچھا۔مالا کی آواز پر وہ سب مڑ کر اسکی طرف دیکھنے لگیں۔۔جو ہاتھ میں دو ڈیزائنرز لہنگے پکڑے،مائرہ شاہ پوچھ رہی تھی۔

آپو یہ کتنے پیارے ہیں نا۔۔!اتنے خوبصورت لہنگوں کو دیکھ کر شرجینا بے ساختگی مسمرائز ہوتے کہہ گئی۔۔ جبکہ اربیلا اور روقاش تو نا سمجھی سے انکی طرف دیکھے جا رہیں تھیں۔

یہ میرون والا لے آؤ۔۔!ایک لہنگا منتخب کرتے ہوئے مائرہ شاہ نے جواب دیا۔۔

قسم سے آپی مجھے بھی یہ ہی پسند آیا تھا۔!! مائرہ کو اپنی پسند کا لہنگا چوز کرتے دیکھ کر مالا شاہ ہنستے ہوئے بول گئی۔

بھابی پلیز میری ہیلپ کر دیں۔۔! اتنے بھاری لہنگوں کو اٹھائے مالا شاہ کا برا حال ہونے لگا تو اربیلا شاہ کو مخاطب کرتے ہوئے وہ بیچارگی سے کہہ گئی۔۔ جس پر اربیلا نے آگے بڑھتے ہوئے جلدی سے اس سے ایک لہنگا لے لیا۔ اپنی بھابھی کو ایک لہنگا پکڑا کر مالا شاہ اسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔

مجھے تیار کیوں کر رہی ہو۔۔؟ اس بار روقاش آنکھیں چندھیا کر مائرہ سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔

کیونکہ آپکے شوہر یعنی ماموں کا حکم آیا ہے۔ کہ دو گھنٹوں تک انکی بیوی کو بلکل دلہن کی طرح تیار کر دیا جائے۔۔۔! مائرہ شاہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے جواب دیا۔ جس کو سن کر روقاش کی آنکھیں پھیل چکی تھیں۔ جبکہ شرجینا تو اپنی چاچی کو تیار ہوتے دیکھنے کے لیے بہت ایکسائٹڈ ہو کر وہیں بیٹھ گئی تھی۔

مم۔۔۔ مجھے۔۔ کک۔۔ کیوں تیار کرنا ہے۔؟ روقاش نے بے اختیار اٹکتے ہوئے جاننا چاہا۔۔۔ پر مائرہ شاہ کی طرف جواب ندارد تھا۔۔۔

تقریبا تھوڑی دیر بعد مالا اور اربیلا ساری چیزیں اٹھائے دوبارہ کمرے میں آئیں تو روقاش کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

ایک جوانی پھوپھو کی، ایک جوانی بڈی کی۔۔۔

دونوں کی جوانی بھاگ نکلی آج حویلی سے۔۔۔

گاڑی میں لاؤڈ آواز میں چلتے ہوئے گانے کی ٹانگ توڑتے ہوئے، زیام شاہ اونچی آواز میں اپنا گانا ایجاد کرتے ہوئے انتہائی بے سری آواز میں سنگنگ کر رہا تھا۔ زیام شاہ کی اتنی بے سری آواز پر فرنٹ سیٹ پر بیٹھی روقاش اسکو زہر بھری نظروں سے گھور گئی تھی۔

زکام شاہ میں تمہارا قتل کر دوں گی! اگر اب مجھے تمہاری منحوس آواز سنائی دی تو۔۔۔"

دل میں اٹھتی ہوئی بے چینی سے تنگ آ کر روقاش نے پھٹک کر کے گانے کو بند کر دیا۔

اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔ زیام شاہ اور ارمان شاہ گاڑی میں روقاش کو اپنے ساتھ فارم ہاؤس پر چھوڑنے کے لیے جا رہے تھے۔ روقاش گاڑی میں زیام شاہ کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ جبکہ ارمان شاہ جان بوجھ کر پیچھے مائرہ شاہ کے ساتھ جڑ کے بیٹھا ہوا تھا۔ تاکہ اپنی حرکتوں سے اسکی جان تنگ کر سکے۔۔

ہاشم شاہ آفس سے سیدھا فارم ہاؤس پر چلا گیا تھا۔ روقاش کو تیار کرنے کے بعد مائرہ شاہ نے اپنے ماموں کو میسج کیا۔ تو ہاشم شاہ کا اگلا حکم زیام شاہ کو ملا تھا، کہ وہ دس بجے روقاش کو حویلی سے لے کر فارم ہاؤس پر چلا آئے۔

پورے دس بجے زیام شاہ، اپنی چاچی کو لے کر حویلی سے نکلنے لگا تو گویا روقاش کی جان نکلنے والی ہو گئی تھی۔ اپنے ڈر کی وجہ سے اس نے مائرہ شاہ کو زبردستی ساتھ لانا چاہا، تو مائرہ کے ساتھ ساتھ ارمان شاہ خود ہی گھسیٹتے ہوئے چلا آیا تھا۔

حویلی سے فارم ہاؤس کا رستہ زیادہ دور نہیں تھا۔ کیونکہ فارم ہاؤس گاؤں سے زرا باہر ہی تھا۔ گاؤں میں بنے اس فارم ہاؤس میں وہ سب کزنز اکثر پکنک کی غرض سے جاتے رہتے تھے۔

چونکہ گاڑی اس وقت فارم ہاؤس کے رستے پر گامزن تھی۔ اس لئے زیام شاہ جان بوجھ کر روقاش کو تنگ کرنے کے لیے گاڑی میں الٹے سیدھے گانے پلے کر رہا تھا۔ مقصد صرف روقاش کو چڑانا تھا۔ اور اس کام میں وہ کامیاب بھی ہو رہا تھا۔

لو جی! ایک تو اس عمر میں زیام شاہ اپکی خوبصورت جوانی کی تعریف کر رہا ہے۔ اور آپ اوپر سے مجھ معصوم پر ہی بھڑکے جا رہیں ہیں۔۔۔!" روقاش کی دھمکی پر زیام شاہ نروٹھے پن سے بول گیا۔۔۔

زکام شاہ! اگر تم نے اس وقت میرے ساتھ زیادہ چوں چاں کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں گاڑی سے باہر دھکا دے دوں گی۔۔"

سینے میں دھڑکتے دل کو قابو کرتے ہوئے روقاش منہ کو چادر سے چھپائے خطرناک لہجے میں اسکا نام بگاڑتے ہوئے بولی تھی۔ آنے والے وقت کو سوچ سوچ کر ہی اسکی ہتھیلیاں بھیگتی جا رہیں تھیں۔ اوپر سے یہ منحوس بھتیجے اسکا الگ سے امتحان لینے پر تلے ہوئے تھے۔۔

حویلی میں حابیل شاہ اپنی چاچی کو چڑا اتار رہا تھا۔ تو یہاں پر یہ دو منحوس شاہ الگ سے کسر پوری کر رہے تھے۔

غصے سے دوچار ہوتے روقاش نے سانس لینے کی غرض سے منہ سے چادر ہٹا دی۔ اس وقت اسکا وجود پورے کا پورا چادر کے اندر چھپا ہوا تھا۔

چھوٹے شاہ! چاچی کو آج نہیں تنگ کرو یار، کیونکہ آج تو انکو تنگ کرنے کا حق صرف بڑی کو ہے۔۔۔"

پیچھے بیٹھے ارمان شاہ نے مائرہ شاہ کی کمر میں ہاتھ لپیٹتے ہوئے اچانک معنی خیزی انداز میں کہا۔۔۔

اسکی اس قدر زو معنی بات پر جہاں روقاش کا چہرہ تیزی سے خون چھلکا اٹھا، وہیں دوسری طرف مائرہ شاہ کا بھی حال الگ نہیں تھا۔

جبکہ ارمان شاہ کی بات پر گاڑی میں زیام شاہ کا فلک شگاف قہقہ گونجنے لگا تھا۔۔۔ مائرہ شاہ شرم سے لال ہوتے ارمان شاہ کو شعلہ بار نظروں سے دیکھتے ہوئے اسکا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔

تم کمینے بھتیجے! میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔۔۔" روقاش نے بے اختیار مڑتے ہوئے ارمان شاہ کو پانی والی بوتل مارنا چاہی۔

روقاش کے حملے پر ارمان شاہ ہنستے ہوئے اپنا بچاؤ کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ لیکن روقاش کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ جلدی سے بول پڑا۔۔

یار چاچی ! آپ تو آج بڑی خوبصورت لگ رہیں ہیں۔۔"ارمان شاہ چونکنے والے انداز میں اسکی تعریف کرتے ہوئے کہا تو روقاش نے جہاں تھم کر اسے دیکھا، وہیں زیام شاہ بھی مڑ کر اپنی چاچی کی خوبصورتی کو دیکھتے ہوئے اچانک بریک لگا چکا تھا۔

یار سچ میں ہماری چاچی تو واقعی میں بے مثال لگ رہیں ہیں۔۔! مسسز ہاشم آخر اس خوبصورتی کا کیا راز ہے۔۔! زیام شاہ بھی گاڑی کو روک کر امپریس ہونے والے میں انداز میں روقاش کی تعریف کرتے بولا۔۔ جبکہ انداز ارمان شاہ کی بات میں حامی بھرنے والا تھا۔۔

سچ میں بہت خوبصورت لگ رہی ہوں کیا۔۔؟ روقاش نے چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ان کی طرف دیکھا تو وہ تیزی سے اثبات میں سر ہلانے لگے۔۔

روقاش کے معصومیت سے پوچھنے پر مائرہ شاہ اپنی ہنسی دبا چکی تھی۔ روقاش جب گاڑی میں بیٹھی تھی، تو تب چادر سے منہ چھپائے ہوئے تھی۔ پر بعد میں انکے تنگ پر اس نے چادر چہرے سے ہٹا دی تھی۔

اسی لئے اب روقاش کے خوبصورت نقوش کو دیکھتے ہوئے وہ بے اختیار تعریف کر گئے۔۔

یار سچ میں بہت کمال لگ رہیں ہیں۔۔! رکیں ! میں اپکی تصویر بناتا ہوں۔۔"زیام شاہ نے دل سے تعریف کرتے ہوئے جلدی سے اپنا موبائل نکالا تو اپنی تعریف سن کر روقاش کا موڈ سکینڈز میں خوشگوار ہو چکا تھا۔

زیام شاہ اپنے موبائل سے روقاش کی تصویر بنانے لگا تو روقاش ماڈل کی طرح پوز دینا شروع ہو گئی۔

"بے شک کسی بھی عورت کا موڈ اپنی تعریف سن کر اچھا ہو سکتا ہے"

روقاش کی تصویریں بنانے کے بعد زیام شاہ نے ایک ساتھ سب کی سیلفی بھی کلک کی تھی۔

گاڑی فارم ہاؤس کے باہر آ کر رکی۔ گاڑی رکتے ہی روقاش باہر کا منظر دیکھ کر چکرا کر رہ گئی۔ کیونکہ اسے ہر طرف صرف پہاڑ ہی پہاڑ نظر آ رہے تھے۔

چلیے چاچی صاحبہ آپکی منزل آ گئی ہے۔۔۔! زیام شاہ، روقاش کو مخاطب کرتے بولا۔ جو باہر کے مناظر میں کھوئی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔

کونسی منزل اور کہاں کی منزل؟ یہاں پر تو کچھ ہے ہی نہیں۔۔! شاہ کدھر ہیں..؟ میں کہاں جاؤں۔۔۔؟ دھند اور سردی کی وجہ سے روقاش کو باہر کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس لئے وہ ایک ساتھ کئی سوال کرتے ہوئے زیام شاہ کی طرف مڑی۔۔

بھیا اتنے اندھیرے میں مامی اکیلے کیسے جائیں گئیں۔۔؟ باہر کا منظر دیکھ کر مائرہ شاہ نے بھی اسکی تائید کی۔۔

پر ہم اندر بھی نہیں جا سکتے! کیونکہ بڑی نے اندر آنے سے منع کیا ہے۔۔! زیام شاہ انکو ہاشم شاہ کے حکم میں آگاہ کرتے کہنے لگا۔۔

ٹھیک ہے ہم اندر نہیں جاتے، پر گیٹ تک تو مامی کو چھوڑ کر آ سکتے ہیں نا۔۔! اتنی ہائی ہیلز اور لہنگے میں وہ اکیلے کیسے چل کر جائیں گئیں۔۔۔؟ مائرہ شاہ کو اس وقت اپنی نازک مامی کی بے حد فکر ہو رہی تھی۔۔۔

اس ساری بحث کو چھوڑ کر چھوٹے شاہ تم بڑی کو کال کرو۔۔! وہ خود ہی آکر اپنی زوجہ کو لے جائیں گئے۔۔۔! ارمان شاہ نے آسان حل بتایا تو روقاش ایک دم بدک اٹھی۔

خبردار!! اگر کسی نے شاہ کو کال کر کے یہاں پر بلایا تو۔۔۔! اترو تم دونوں نیچے اور مجھے خود چھوڑ کر آؤ ۔۔۔"

ہاشم شاہ کے آنے کا سن کر ہی روقاش کا دل سینے کی دیواروں سے سر پٹکنا شروع ہو گیا تھا۔اس سردی میں بھی اسکے ٹھنڈے پسینے چھوٹ رہے تھے۔اسکا وجود ایک عجیب سے احساس میں ڈوبتا اسے بے چینی میں مبتلا کیے جا رہا تھا۔

اپنی چاچی کے حکم پر ارمان شاہ اور زیام شاہ اگلے ہی پل گاڑی سے باہر نکل آئے۔

چلیں باہر آجائیں۔۔۔! زیام شاہ نے گھوم کر دوسری سائیڈ پر آتے ہوئے روقاش کی طرف کا دروازہ کھولا۔

مامی رکیں! میں اپکی ہیلپ کرتی ہوں۔۔۔! روقاش کو مشکل میں دیکھ کر مائرہ بھی دروازہ کھول کر جلدی سے باہر نکلی۔۔

باہر نکلتے ہی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اسکے وجود سے ٹکرائے تو مائرہ بے اختیار کانپ اٹھی۔ ارمان شاہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنی جیکٹ اتار کر مائرہ کو جلدی سے پہنانا شروع کی۔تو ارمان شاہ کی اتنی تیزی پر وہ انکار بھی نہیں کر پائی تھی۔

مائرہ نے آگے بڑھ کر روقاش کی طرف ہاتھ بڑھایا تو روقاش اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے، لہنگے کو ایک طرف سے پکڑ کر مشکل سے گاڑی سے باہر نکل پائی۔۔۔گاڑی سے باہر اترتے ہی ٹھنڈ کو محسوس کر کے اسکا مائرہ جیسا حال ہو گیا تھا۔

یار میر و میں ایسے نہیں چل پاؤں گی۔۔!ہائی ہیلز میں روقاش کو اپنے پیر فریز ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

ہمارے بازو پکڑیں دونوں طرف سے۔۔۔!میر و تم چاچی کا لہنگا سنبھالو، تاکہ انکے پاؤں میں نہ آئے۔۔! ارمان شاہ روقاش کو ہدایت دیتے ہوئے مائرہ سے بولا۔۔

روقاش نے دائیں، بائیں طرف سے ارمان اور زیام کو تھاما تو مائرہ نے جھکتے ہوئے لہنگے کو اٹھا کر اپنی مامی کو چلنے میں مدد دی تھی۔ان سب کے سہارے روقاش بامشکل چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگی۔

کہا تھا نہ!کہ بڈی کو بلا لیتے ہیں۔۔۔!اگر وہ آجاتے تو آپ سکون سے انکی گود میں سوار ہو کر چلی جاتیں۔۔۔!روقاش کو بامشکل چلتے ہوئے دیکھ کر ارمان شاہ طنزیہ لہجے میں بول گیا۔۔۔

منہ بند کر کے چلو۔۔۔!کانپتے ہونٹوں سے روقاش اسے جواب میں ڈپٹ کر بولی تو اپنی چاچی کے سردی کے باعث بجتے دانتوں کو دیکھ کر وہ ہنس پڑے۔۔

اتنی ٹھنڈ میں یہ لہنگا پہننا ضروری تھا کیا۔۔؟زیام شاہ نے تاسف سے سر ہلا کر پوچھنا چاہا، تو روقاش کو بے اختیار تپ چڑھ گئی۔۔کیونکہ وہ کب سے اس پر کوئی نہ کوئی تبصرے کیے جا رہے تھے۔

اتنی ٹھنڈ میں منہ چلانا ضروری ہے کیا۔۔؟ ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے روقاش نے اسکی طرف دیکھا تو ارمان اور زیام دونوں ہونٹوں پر ذپ بند کرنے کا اشارہ کرتے ہوئے خاموشی اختیار کر کے چلنے لگے۔اپنی اکلوتی چاچی کو فل پروٹوکول دیتے ہوئے وہ تینوں فارم ہاؤس کی طرف لے کر جا رہے تھے۔

وہ تینوں فارم ہاؤس کے گیٹ پر پہنچے، تو دھند میں کچھ سمجھ نہ آنے پر روقاش ہر طرف نظریں دہرا گئی۔

گیٹ سے اندر داخل ہو کر ابھی وہ چند قدم ہی چلے تھے، جب سامنے سے اچانک ہاشم شاہ انکی طرف آتا ہوا دیکھائی دیا۔ ہاشم شاہ کو آتا دیکھ کر جہاں ان تینوں سے سکھ کا سانس لیا، وہیں روقاش کی ہیزل آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو گئیں تھیں۔۔

بلیک شلوار قمیض پر کندھوں پر بلیک ہی اجرک لیے ڈارک گرین آنکھوں میں چمک سجائے وہ اپنی بھرپور وجاہت کے ساتھ روقاش کی طرف آ رہا تھا۔آج پہلی بار ہاشم شاہ کو شلوار، قمیض میں دیکھ کر جہاں روقاش کا دل کانوں میں دھڑکنے لگا تھا. وہیں بے اختیار سٹل ہوتے بے خبری میں وہ اپنے قدموں کو بریک لگا چکی تھی۔

یار شکر ہے بڑی! کہ آپ آ گئے ہیں، ورنہ آپ کے پاس پہنچنے تک یقیناً آپکی مسسز بے ہوش ہو جاتیں۔۔۔! ہاشم شاہ انکے قریب آیا تو زیام شاہ شکر ادا کرتے ہوئے تیزی سے کہہ گیا۔۔

زیام شاہ کے الفاظ پر ہاشم شاہ کے عنابی ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ چھائی تو مقابل کی اتنی خوبصورت مسکراہٹ میں روقاش کو اپنا دل ڈبوتے ہوئے محسوس ہوا تھا۔

اگر میری مسسز کو کچھ ہوتا.! تو سوچو تم دونوں کا میں کیا حال کرتا۔۔۔! ہاشم شاہ نے گھمبیر لہجے میں کہتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر جلدی سے روقاش کو اپنی طرف کھینچا تھا۔ جو ٹھنڈ میں کانپ رہی تھی۔۔روقاش کو سینے سے لگا کر ہاشم شاہ نے اسکے نازک وجود کو اجرک کھول تیزی سے اندر چھپایا تو وہ دم سادھے اسکی طرف دیکھنے لگی۔ ہاشم شاہ کے اس عمل پر وہ دونوں ہاتھ سے واہ کرتے رہ گئے تھے۔

ایک تو ٹھنڈ میں اپکی مسسز کو یہاں پر آپکے پاس لے کر آئیں ہیں، بجائے ہمیں اندر لے جا کر کچھ گرم پلائیں، الٹا آپ ہمیں دھمکی دے رہے ہیں۔۔۔! ارمان شاہ ہونہہ کرتے ہوئے بولا تھا۔

اگر بکواس ہو گئی ہو، تو تم لوگ یہاں سے اب جلدی سے دفع ہو سکتے ہو۔۔۔! مائرہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہاشم شاہ نے انکو وہیں سے باہر کا رستہ دیکھانا چاہا۔۔۔ جبکہ ہاشم شاہ کے سینے سے لگی روقاش مکمل طور پر اجرک میں چھپ چکی تھی۔اسی لئے وہ دونوں ہاشم شاہ کو معنی خیزی اشارے کیے جا رہے تھے۔۔۔

یار بڈی ایسے کون کرتا ہے ؟ اپکو پتہ ہے آج ہم حویلی میں اپکو کتنا مس کر رہے تھے۔! اب ہم یہاں اتنی دور آئے ہیں، تو ہمارے ساتھ ایک کپ چائے تو بیٹھ کر پی سکتے ہیں نا۔۔۔۔"

وہ دونوں جان بوجھ کر تنگ کرتے بولے تو بدلے میں ہاشم شاہ انکو سخت گھوری سے نواز کر روقاش کو ایک جھٹکے میں گود میں اٹھاتے ہوئے مڑ چکا تھا۔ گویا یہ صاف اشارہ دیا گیا تھ۔ کہ وہ ان منحوسوں کے ساتھ چائے پینا تو دور انکو دیکھنا بھی نہیں چاہ رہا ہے۔۔۔

ہاشم شاہ کے اس دبنگ انداز پر وہ دونوں ہوٹنگ کرتے ہوئے چھیڑنے لگے۔انکی ہوٹنگ پر اندر کی طرف بڑھتے ہوئے ہاشم شاہ کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ رقصاں ہوگئی تھی۔

زیام شاہ نے ارمان شاہ کی طرف انکھ ونک کرتے ہوئے، جینز میں لگی ہوئی گن نکال کر اچانک ہوا میں فائرنگ کرنا شروع کی۔تو اس سے پہلے مائرہ ڈر کے مارے چینخنا شروع کرتی۔کہ تبھی ارمان شاہ اسے سینے میں چھپا کر اسکی چینخوں کا گلہ گھونٹ چکا تھا۔ مائرہ کے ساتھ ساتھ ہاشم شاہ کی گود میں موجود روقاش نے بھی چینخ ماری تو ہاشم شاہ نے چہرہ موڑتے ہوئے اپنے بے غیرت بھتیجوں کو شعلہ بار نظروں سے گھورا تھا۔

روقاش کے کانپتے وجود کو اٹھائے ہاشم شاہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا تھا۔اپنے سینے میں چھپی ہوئی روقاش پر اس نے نظر ڈالی تو اپنی بیوی کو بری طرح کانپتے دیکھ کر وہ انتہائی دلکش انداز میں مسکرا دیا۔

قاشو۔۔؟!روقاش کو کمرے کے بیچوں وبیچ کھڑا کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے گھمبیر لہجے میں اسے پکارا تو وہ اپنا سانس روکتے ہوئے تیزی سے اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔

ہاشم شاہ کی بھاری گھمبیر پکار پر روقاش کی دھڑکن تیز ہو چکی تھی۔

آج کتنا اور کہاں کہاں چھپے گئیں۔۔!؟روقاش کی حالت پر پر وہ ہنستے ہوئے پوچھنے لگا۔۔کمرے میں اس وقت آتش دان جل رہا تھا۔پر اسکے باوجود روقاش کا کانپنا بند نہیں ہوا تھا۔

ہاشم شاہ نے اسکی کمر میں بازو حائل کرتے ہوئے اسکا چہرہ اپنے سینے سے باہر نکال کر اپنے سامنے کیا۔ تو وہ یک دم سٹل ہوتا چلا گیا تھا۔

ہیزل آنکھوں پر لمبی پلکوں کی جھالر نے سایہ کیا ہوا تھا۔ جبکہ کٹاؤ دار ہونٹوں پر لگا گہرا لال رنگ ہاشم شاہ کو بری طرح جھنجھوڑنے کا سبب بنا۔

ہاشم شاہ نے بے اختیار جھکتے ہوئے اسکی جھکی ہوئی آنکھوں پر اپنے سلگتے لب رکھ دیے۔ اسکے پورے چہرے پر نرمی سے ہونٹ رکھتے ہوئے ہاشم شاہ اسکے ہونٹوں پر آکر رک چکا تھا۔ اسکی مضبوط گرفت میں پھڑ پھڑاتے ہونٹوں سمیت وہ آنکھیں جھکائے کھڑی تھی۔ جبکہ وجود کے گرد لپٹی چادر ابھی بھی پہلے ہی کی طرح لپٹی ہوئی تھی۔

ہاشم شاہ نے دل میں اٹھتے ہوئے جذبات پر بے چین ہو کر نرمی سے اسکے ہونٹوں کو چھونا چاہا، تو روقاش نے تیزی سے اسی وقت چہرہ موڑ لیا۔ اپنی بیوی کی ابھی سے بری حالت ہونے پر وہ مسکراتے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اسکے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔

محبت نیلا موسم بن کے آجائے گی ایک دن۔۔

گلابی تتلیوں کو پھر سہارا کون دے گا۔

میری آنکھوں کو آنکھوں کا کنارہ کون دے گا۔۔۔؟

روقاش کے کان میں گھمبیر آواز میں سرگوشی کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے غزل کی تین اشعار سنائے، تو روقاش نے ہونٹ کاٹتے ہوئے وہاں سے تیزی سے جانا چاہا۔ جب ہاشم شاہ نے ایک جھٹکے میں اسکے وجود سے چادر کھینچتے ہوئے دور اچھال دی تھی۔

شاہ۔۔۔!! اپنا روپ عیاں ہوتے ہی روقاش نے بے ساختہ چلاتے ہوئے چہرے پر ہاتھ رکھ دیے۔ اسکے برعکس ہاشم شاہ نے اسکا جان لیوا روپ دیکھ کر اپنی سانس روک لی تھی۔

ہاشم شاہ کی ڈارک گرین آنکھیں وجود میں اٹھتے جذبات کی ترجمانی کرنے لگیں تھیں۔

کیونکہ اسکے جواں مرد کے سامنے اسکی بیوی جوالہ مکھی بنی کھڑی تھی۔ ویلولٹ کے میرون کلر کے لہنگے میں وہ ہاشم شاہ کا دل چین سب لوٹ گئی تھی۔

کالے گھنے گھنگریالے بالوں کا لوز سا بن بنائے وہ پور پور سجی ہاشم شاہ کو چاروں شانے چت کر رہی تھی۔ کلیوں کی مدد سے ڈیزائن کیا گیا، یہ میرون کلر کا لہنگا روقاش کے سفید و ملائم وجود پر انتہائی کھل کر آ رہا تھا۔ گلے میں بھاری نیکلس، کانوں میں جھمکے ہاتوں میں بھر بھر کر چوڑیاں پہنے خوشبوؤں میں رچے ہوئے وجود کے ساتھ وہ "ہاشم اعظم شاہ" کے سامنے کھڑی تھی۔ جو اسکی ایک جھلک دیکھ کر ہوش و حواس بھلا چکا تھا۔

ہاشم شاہ کو بت بنے دیکھ کر روقاش نے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر اسکی طرف دیکھنا چاہا، تو وارفتگی سے اسے خود کی طرف دیکھتا پا کر وہ رخ موڑ کر آتش دان کے قریب چلی گئی۔ شاید وہ مقابل کی بولتی نظروں سے فرار حاصل کرنا چاہ رہی تھی۔

روقاش کے حرکت کرنے پر ہاشم ہوش میں آتا تیزی سے اسکے پیچھے ہوا۔

میں نے کہا تھا! کہ میرے لئے گلاب کی طرح سج سنور کر آنا، پر تم تو خود گلاب بن کر آگئی ہو۔۔۔! کندھوں سے اپنی اجرک نیچے گراتے ہوئے ہاشم شاہ نے تیزی سے اسکی کمر میں بازو حائل کر کے اسکی پشت سینے لگائی، جس پر روقاش لزر سی گئی۔۔

شاہ پلیز۔۔۔؟ روقاش نے مچلتے ہوئے التجا کی۔ کیونکہ ہاشم شاہ کی بے باک نگاہوں پر وہ شرم سے لال ہو رہی تھی۔۔

روقاش کے کسمانے پر ہاشم شاہ نے اسکا رخ موڑتے ہوئے تیزی سے ہونٹوں کو جکڑا تو وہ اچھلتے ہوئے ہیلز میں گرنے والی ہو گئی۔

بے تابی سے روقاش کے نرم ہونٹوں کو اپنے سلگتے ہونٹوں سے الجھاتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسے خود میں بھینچنا چاہا تو روقاش نے زور سے آنکھیں کر لیں۔ جبکہ وہ بے چین ہوتا اسکے ہونٹوں پر شدت سے جھک چکا تھا۔

روقاش کی کمر کو جکڑتے ہوئے وہ گھوم کر آتش دان کے قریب رکھی چیئر پر بیٹھ گیا۔ اسکے نرم و ملائم وجود پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ہاشم شاہ نے اس زبان کو ہونٹوں میں بے باکی سے دبایا تو روقاش کے وجود میں سنسنی خیزی سی دوڑنے لگی۔۔ وہ آنکھیں بند کرتے ہوئے ہاشم شاہ کے ہاتھوں کو تھام گئی۔۔

سوچا تھا۔۔! کہ رات کا ایک حصہ تمہاری حسن کی تعریف کرتے ہوئے گزاروں گا، لیکن اپنا یہ آگ سا روپ دیکھا کر، تم مجھے یکبارگی سے بے حد تڑپا گئی ہو۔۔! اب صبر کرنا مشکل لگ رہا ہے۔۔.! اس لئے سوچ رہا ہوں، کہ کیوں نہ ساری رات تمہارے اس کندن سے بدن پر لب رکھتے ہوئے سراہتا جاوں۔۔۔! ہاشم شاہ اسکے ہونٹ آزاد کر کے اسکی گردن پر لب رکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

شاہ۔۔! مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔۔۔! ہاشم شاہ کی جھلسا دینے والی بے باکیوں پر روقاش نے بے اختیار اسے روکنا چاہا تو بدلے میں ہاشم شاہ اسے گہری نظروں سے دیکھ گیا۔

اپپ۔۔اپ۔۔نے مجھ۔۔مجھے یہاں پر کیوں بلایا۔۔؟ ہاشم شاہ سے نظریں چراتے ہوئے روقاش نے سوال کیا، تو وہ بھرپور انداز میں مسکرانے لگا۔۔

ہاشم شاہ نے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر روقاش کے کان میں بے باک سرگوشی کرتے ہوئے جواب دیا تو وہ شرم سے لال انگارہ ہوتے چلا اٹھی۔۔۔

ایہہ۔۔۔! شاہ۔۔۔!! روقاش نے چلاتے ہوئے اسکے سینے میں تیزی سے چہرہ چھپایا تو وہ قہقہ لگاتے ہوئے اسے سینے میں بھینچنے لگا۔

یقیناً اب تم یہاں پر آنے کا مقصد دوبارہ نہیں پوچھو گی۔۔۔! ہاشم شاہ نے اسے گود میں اٹھاتے ہوئے بیڈ کی طرف قدم بڑھائے تو وہ خفگی سے ناک چڑھا گئی۔۔

اگر تم نے مجھے یہ ادائیں دیکھانے کی کوشش کی، تو سچ میں آج رات بنا پکائے تمہیں کھا جاؤں گا۔۔۔!

روقاش کے ناک چڑھانے پر ہاشم شاہ کا دل دھڑک اٹھا تھا۔

اسی لئے روقاش کو بیڈ پر لٹا کر اسکے اوپر جھکتے ہوئے ہاشم شاہ نے تیزی سے اسکی گردن پر دانت گاڑ دیے۔

شاہ۔۔!سسکتے ہوئے روقاش نے اسے پھر پکارا۔پر وہ بے خبر بنا اسکے ہونٹوں پر جھک گیا تھا۔۔

روقاش کی سانسوں کو چراتے ہوئے ہاشم شاہ نے یک دم اسے الٹا کرتے ہوئے اسکی پشت پر ہونٹ رکھنے شروع کیے تو وہ بری طرف تڑپنے لگی۔

روقاش کی ہاتھوں کی بند مٹھیوں کو کھولتے ہوئے ہاشم شاہ نے دانتوں سے اسکے بلاؤز کی ذپ نیچے کھسکائی، تو روقاش کے وجود میں بری طرف سپارک ہو گیا۔۔۔

ذپ کھولتے ہی ہاشم شاہ نے اسکی پشت پر دانت گاڑ دیے تھے۔ہاشم شاہ نے ایک ایک کر کے اسکے زیور نکالنا شروع کیے تو بری طرح مچل اٹھی۔روقاش کی ہر طرح کی مزاحمت کو قابو کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے سکینڈز میں اسکے وجود سے بلاؤز اتار کر دور پھینکا تو وہ چلاتے ہوئے پینک ہونے لگی۔۔

روقاش کا رخ موڑتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکے وجود پر نظریں جمائیں تو اس نے ڈرتے ہوئے چھپنے کی کوشش کرنا چاہی۔

ہاشم شاہ نے اوپر اٹھتے ہوئے اپنے وجود سے قمیض الگ کی تو ہاشم شاہ کے چوڑے مضبوط وجود کو دیکھ کر روقاش کا دل کانوں میں دھڑک گیا۔

روقاش کی آنکھوں میں خوف ابھرتے دیکھ کر ہاشم شاہ اسکی کلائیوں کو قابو کرتے ہوئے، ایک دم سے اسکی دھڑکنوں پر جھکا تو روقاش کے وجود کو بے ساختہ کرنٹ سا محسوس ہوا تھا۔۔۔

ریلیکس مسسز شاہ۔۔! ابھی یہ لب مزید سر کے گئے، تھوڑا حوصلہ پیدا کریں۔۔۔!

! ہاشم شاہ نے سرگوشی کرتے ہوئے اسکی ڈھرکنوں کو سک کرنا شروع کیا تو روقاش انگلیوں کو موڑتے ہوئے اسکے ہاتھ کی پشت پر ناخن گاڑنے لگی۔

جبکہ وہ بہکنے والے انداز میں شدت سے اسکی ڈھرکنوں کو چومتے ہوئے پیٹ کی جانب بڑھنے لگا تھا۔

روقاش کے پیٹ پر ہونٹ رکھتے ہوئے ہاشم نے ہاتھ بڑھا کر اسکے لہنگے کو الگ کرنا چاہا تو وہ مزاحمت کرنے والے انداز میں ٹانگوں کو ہلانے لگی۔ جس پر ہاشم شاہ اوپر اٹھتے ہوئے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ گیا تھا۔۔

میں نے کہا تھا نہ! کہ یہ رات آنے والی ہے۔۔ پھر اتنا مچلنا کیوں۔۔؟ بھاری آواز میں بولتے ہوئے ہاشم اسکی ہیزل آنکھوں میں دیکھتے بولا تو وہ رونے والے انداز میں منہ بنانے لگی۔

شاہ میری جان نکل جائے گی۔۔۔! التجا کرتے ہوئے وہ اسکے سینے میں پناہ لیتے بولی تھی۔

اج رات دونوں کی جان ایک ساتھ نکلے گی شاہ کی جان۔۔! ہاشم نے اسکی کان کی لوح پر کاٹتے ہوئے نا محسوس انداز میں لہنگا اتارنا شروع کیا۔۔

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے ہیں۔۔! نہ مجھ سے باتیں کیں، اور بس یہ۔۔۔! انے والے لمحات کو سوچ سوچ کر اسکی جان ہوا ہونے لگی تو شکوہ کر گئی۔

اتنا حسین بننے سے پہلے سوچتی۔۔۔! باتیں تو میں بھی کرنا چاہتا تھا۔۔! کچھ کہنا، کچھ سننا چاہتا تھا۔۔! سلگتے لفظوں سے تمہیں جلانا چاہتا تھا۔۔۔! پر تم نے اپنا حسین روپ دیکھا کر مجھے کہیں کا نہ چھوڑا۔۔۔! ہاشم شاہ اسکے ملائم بدن پر جگہ جگہ ہونٹ رکھتے ہوئے بہکتا جا رہا تھا۔۔ روقاش کے وجود سے لہنگا ایک جھٹکے میں جدا ہوا تو وہ لرزتے ہوئے اسے دیکھتی رہ گئی۔

کہ تبھی کمرے میں جلتے ہوئے آتش دان کی روشنی میں ہاشم شاہ اسکے تراشے ہوئے حسین بدن کو دیکھ کر اپنا آپ بھلا بیٹھا تھا۔۔

اسکے مضبوط سینے میں جذبات بھرپور انگڑائی لے کر اٹھنے لگے تو وہ تیزی سے خود کو ہر طرح کے پردے سے آزاد کرتے روقاش پر سایہ فگن ہوتے کمبل اوڑھ گیا۔۔۔

شاہ نہیں کریں پلیز۔۔۔۔!

اپنے وجود میں اٹھتی بے چینی سے پاگل ہوتے وہ التجایہ انداز میں سسکی۔۔

جبکہ مقابل ہوش بھلائے اسکے وجود پر اپنے لبوں کی چھاپ چھوڑے جا رہا تھا۔

شاہ۔۔۔!! جسم میں سرد لہریں اٹھنے پر وہ اپنی جگہ سے پیچھے کی جانب کھسکنے کی کوشش کرنے لگی تو ہاشم شاہ نے اسے کندھوں سے کھینچ کر پھر واپس وہیں پر لٹا دیا۔

پرنسپل صاحبہ! آپ اچھی بھلی جوان لڑکی ہیں, لیکن اس کے باوجود آپ ایسے ری ایکٹ کر رہیں، جیسے سولہ سال کی کنیا کماری ہوں۔۔۔! روقاش کے بار بار کھسکنے پر ہاشم اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

شاہ کچھ شرم کر لیں، جتنی بھی جوان سہی، پر ہوں تو میں ایک نازک لڑکی ہی نا۔۔۔

اپنے شوہر کے اس طنز پر وہ دانت پیستے ہوئے بلبلا گئی تھی۔۔

پرنسپل صاحبہ! آپ جتنی بھی نازک سہی، پر آج ہر حال میں اس ملن کو مکمل کرنا ہے۔ کیونکہ میری سہاگ رات کے بعد ہی میرے بھتیجے اپنے بچوں کو دنیا میں لا سکتے ہیں۔۔!

اسکی نازک دھڑکنوں پر اپنی مونچھوں کو رگڑتے ہوئے وہ گھمبیر آواز میں آج کی رات کی اہمیت بتا رہا تھا۔۔۔ جبکہ وہ اسکے آگ سے لمس پر پاگل ہوتی بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑتے مشکل سے سانس لینے کی کوشش میں تھی۔۔۔ سفید نازک بدن اس وقت کمبل میں اسکے نیچے پسینے میں بھیگتے جا رہا تھا۔۔۔

اپپ۔۔ کی۔۔۔ اس بھ۔۔ بھرپور جوانی کی مجھے کیوں سسزا دی جا رہی ہے۔۔۔۔! مقابل کے ہاتھ کی بے باکیوں پر وہ مچل کر اٹکتے ہوئے اسکے مضبوط چوڑے دیوھیکل وجود کو دیکھ کر پوچھ گئی۔ کہ اگر وہ اتنے جوان بھتیجوں کا چاچا ہے، تو اس میں اس بیچاری کا کیا قصور ہے۔۔۔؟

یہ سزا تو نہیں ہے جاناں, بلکہ یہ ہاشم شاہ کی انمول قربت ہے۔ وہ "ہاشم شاہ" جو زندگی کے اتنے سال اکیلے گزار کر آج اپنی محرم پر ٹوٹ کر برسنے والا ہے! وہ ہاشم شاہ جو اتنے سال اپنی آنکھوں، نفس اور دل کی حفاظت بس اپکے لئے کرتا آیا ہے۔۔۔!

اسکی خوبصورت آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ بھاری لہجے میں ایک ایک لفظ بولا, تو وہ دم سادھے اسے سنتے گئی۔۔۔ جبکہ اسکے سٹل ہونے پر ہاشم شاہ نے اسکی ٹانگوں کو اپنی کمر کے گرد لاک کرتے اس پر اپنا بوجھ منتقل کیا تو وہ لرزتے وہ آنکھیں میچ چکی تھی۔۔۔

شاہ میں مر جاؤں گی۔۔۔۔! اس سے پہلے کہ روقاش پھڑ ڑتے ہوئے اپنی بات مکمل کر پاتی جب وہ بھرپور طریقے سے اسکی روح میں داخل ہوتے اسکی روح بلبلا گیا۔۔۔۔

اہھہ۔۔۔۔! شاہ صبح میں اپکے بھتیجوں کا سر پھاڑ دوں گی۔۔۔۔!! درد سے بے حال ہوتے وہ دھمکی دیتے ہوئے چینخنے لگی تو ہاشم شاہ نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اسکی آنکھوں پر لب رکھ دیے۔

روقاش کے ہونٹوں پر سختی سے اپنے لبوں سے قفل لگاتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکی روح میں اترنا شروع کیا تو وہ بری طرح تڑپتے ہوئے اسکی پشت پر خراشیں ڈالنے لگی۔

شاہ میں مر جاؤں گی۔۔۔! ہاشم شاہ کی شدت پر وہ روتے ہوئے پھر کہہ گئی۔۔

شوہر کی قربت سکتے ہوئے آج تک کوئی عورت نہیں مری شاہ کی جان۔۔! ہاشم شاہ اسکی دھڑکنوں پر ہونٹ رکھتے ہوئے جواب میں بولا تو روقاش نے اپنا رونا بھلا اسکے کندھوں پر مکے برسانا شروع ہو کر دیے۔۔

روقاش کی کلائیوں کو قابو کرتے ہوئے ہاشم شاہ شدت سے اس پر برسنا شروع ہوا تو روقاش کی آنکھیں بڑی ہوتی چلی گئیں تھیں۔۔

اپپ۔۔اتنا ظالم کیوں بنے ہوئے ہیں۔۔۔؟ ہاشم شاہ کی جان لیوا شدتوں پر وہ اچانک پوچھ بیٹھی۔۔۔

کیونکہ تم نے پچھلے دنوں مجھے بہت تڑپایا ہے۔۔۔! روقاش کی تھائیز پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ بھاری آواز میں جواب دیتے بولا۔م

اسکے ہاتھوں کے لمس پر روقاش نے مچلتے ہوئے گردن اوپر اٹھائی تو ہاشم شاہ اسکی ڈھرکنوں کو مسل کر گردن کو چومتے ہوئے اپنا عمل شروع کر گیا۔۔ جس پر روقاش مضبوطی سے اسے تھام چکی تھی۔۔ کمرے میں جلتا ہوا آتش دان ان دونوں کو قربت کی گرمی میں پسینے سے شرابور کرتا چلا گیا تھا۔

صبح کے دس بج رہے تھے۔ جب روقاش کی اچانک آنکھ کھل گئی۔ آنکھیں کھولتے ہی اس نے آس پاس کا منظر دیکھنا چاہا، تو پورا کمرہ اس وقت خالی پڑا ہوا تھا۔

آتش دان میں جلتی ہوئی آگ ابھی بھی ہلکی ہلکی سلگ رہی تھی۔ ابھی بھی کمرے میں ہلکا ہلکا سا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ کمرے میں سب کچھ رات جیسا ہی تھا۔ پر ایک چیز کی کمی لگ رہی تھی۔ اور وہ تھی، ہاشم شاہ کا کمرے میں موجود نہ ہونا۔۔۔

روقاش بامشکل آنکھوں کو کھولتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اسکی ہیزل سرخ آنکھیں اب پورے کمرے میں ہاشم شاہ کی تلاش میں گھوم رہیں تھیں۔

روقاش نے چہرہ موڑتے ہوئے بیڈ کی دائیں جانب دیکھا۔ گزری رات میں روقاش کے وجود پر اپنی تپش زدہ چھاپ چھوڑنے کے بعد ہاشم شاہ اسے اپنے پہلو میں لٹاتے ہی خود میں قید کرتا چلا گیا تھا۔

تھکے ہارے انداز میں روقاش اسکے سینے میں چھپتے ہی نیند میں اتر چکی تھی۔ پر ہاشم شاہ کے ارمانوں کو پھر بھی چین نہیں ملا، تو روقاش کے سونے کے بعد بھی وہ اسے محسوس کرنے سے خود کو روک نہیں پایا تھا۔۔پر اب صبح کے وقت روقاش اسے دیکھنے کے لیے جہاں بے حد بے چینی کا شکار ہو رہی تھی، تو وہ ستم گر پتہ نہیں کہاں غائب ہو گیا تھا۔

بھرپور انداز میں انگڑائی لیتے ہوئے روقاش نے بازو پھیلائے تو اپنے حلیے پر نظر پڑتے ہی وہ سرخ ہو گئی۔ شرم کے مارے اسکی جان لیوا انگڑائی بھی بیچ میں ٹوٹ چکی تھی۔

ہاشم شاہ کی ریڈ ہاف سلیوز ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں اس وقت وہ مکمل چھپی ہوئی تھی۔ اپنے وجود پر پہنی ٹی شرٹ میں ہاشم شاہ کی خوشبو محسوس کرتے، وہ چہرے پر شرمیلی مسکان لیے بیڈ سے نیچے اتر آئی۔۔نیچے اترنے کے بعد فریش ہونے کی غرض سے وہ باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔

بیس منٹ تک شاور لینے کے بعد اسے خود میں انرجی محسوس ہونے لگی وہ خوشی سے ہنستے چلی گئی۔ آج وہ بنا موقعے کے بات بات پر اکیلے ہی ہنستی جا رہی تھی۔

شاور لینے کے بعد خیالوں میں ہاشم شاہ کو ناک چڑھاتے ہوئے اس نے دوبارہ پھر وہی ٹی شرٹ اور ٹروزار پہن لیا۔

بالوں کو ٹاول میں لپیٹ کر وہ باہر نکلی، تو بھاگ کر آتش دان کے پاس جا کھڑی ہوئی۔۔اتنی ٹھنڈ میں شاور لینے کے بعد اسے کپکپی سی محسوس ہونے لگی تھی۔

روقاش جو آگ کے قریب ہو کر خود کو پرسکون کرنے میں مصروف تھی، کہ اچانک اسے کوئی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔۔تو وہ چونک کر ادھر اُدھر دیکھے گئی۔۔

کسی نامعلوم آواز کا پیچھا کرتے ہوئے وہ آگے بڑھنا شروع ہوئی تو چلتے چلتے کمرے کے ٹیرس کی طرف آ گئی۔

ٹیرس کے دروازے کو اندر سے بند دیکھ کر روقاش نے متجسس ہوتے دروازہ کھولا۔کیونکہ آواز اسے یہیں سے سنائی دے رہی تھی۔

درواز کھول کر وہ اس چھوٹے سے ٹیرس میں داخل ہونے کے بعد چلتے چلتے جا کر ریلینگ کے پاس کھڑی ہو گئی۔

ابھی تو یہیں سے آواز آرہی تھی۔۔! بڑابڑاتے ہوئے اس نے آس پاس دیکھنا چاہا تو سامنے کا منظر دیکھ کر وہ یک دم منجمند ہوتی چلی گئی۔

بے اختیار اسکی نظریں سامنے کے منظر سے گھومتے ہوئے نیچے کی جانب سرکنے لگیں۔خود کو اتنی اونچائی پر محسوس کر کے اسکا رنگ ایک دم سے فق ہو گیا۔

اس سے پہلے وہ اس گہرائی کے خوف سے خود کو باہر نکالتی، جب اچانک ٹیرس سے زرا نیچے موجود پنجرے میں قید شیر پوری قوت سے غراتے ہوئے روقاش پر جھپٹنے کے لیے مچلا۔۔

اہھھہ۔۔۔! شیر کو دیکھتے ہی روقاش کی جان ایک دم سے فنا ہوئی تو وہ پوری قوت سے چلا اٹھی۔۔۔

خود سے اتنے بڑے قد آوار شیر کو دیکھتے ہی روقاش کی چیخیں گونجنا شروع ہو گئیں۔۔اسکے چلانے پر پنجرے میں قید شیر بھی اس پر حملہ کرنے کے لئے مزید بے تاب ہونے لگا۔شیر کی گونجتی دھاڑ روقاش کو بے سدھ کرنے کے لئے کافی تھی۔

اس سے پہلے، کہ وہ جان بچا کر کمرے میں بھاگتی کہ تبھی اسکا پاؤں ریلنگ کی سلاخوں کے بیچ فاصلے میں اٹک چکا تھا۔اپنے پاؤں کو اٹکتے دیکھ کر اس نے چلاتے ہوئے رونا شروع کر دیا۔۔

روقاش کو اٹکے دیکھ کر شیر بھی جان گیا تھا۔کہ آج اسکا شکار بچ کر نہیں نکل سکتا۔اسی لئے وہ تمام فاصلے کو سمیٹ کر روقاش کی جانب بڑھتے ہوئے پنجرے سے اپنا پنجہ باہر نکال کر زور آزمائی کرتے ہوئے اسے پکڑنے کی کوشش کرنے لگا۔

اتنے خوف ناک جانور کو اپنی طرف آتے دیکھ کر روقاش کے حلق سے ایسی چینخ بلند ہوئی، کہ نیچے لاونج میں موجود ہاشم شاہ نے ٹھٹھک کر اوپر کمرے کی طرف دیکھا۔۔۔

دماغ میں کچھ کلک ہوتے ہی وہ بجلی کی سی رفتار سے کمرے کی طرف بھاگا۔ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ بھاگ کر کمرے کی طرف آیا، تو ٹیرس سے آنے والی روقاش کی چینخوں کو سن کر اسکا دل سینے میں اچھل کر رہ گیا۔

دھڑکتے دل کے ساتھ وہ دوڑ کر ٹیرس پر آیا تو سامنے کا منظر دیکھ کر اسکا دل بند ہونے لگا۔۔۔

شاہ۔۔۔!!!!!!ہاشم شاہ کو پکارتے ہوئے وہ حلق کے بل مسلسل چلا رہی تھی۔

شاہ کی جان۔۔۔! ہاشم شاہ قربان ہوتے ایک جست میں تیزی سے اسکی طرف بڑھا۔

ٹائیگر بے غیرت انسان دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔! پنجرے میں قید شیر کو روقاش پر جھپٹتے دیکھ کر ہاشم شاہ پوری قوت سے دھاڑ گیا۔۔ جبکہ روقاش تو بری طرح روتے ہوئے اسکے سینے میں چھپ گئی تھی۔

ہاشم شاہ کے گرجنے پر ٹائیگر فوراً منہ بسور کر اپنے باپ کو خفگی سے دیکھ گیا۔۔ کچھ سکینڈز پہلے غرانے والا شیر ہاشم شاہ کو دیکھتے ہی بلی کی طرح اوآں کرتے پیچھے ہٹ چکا تھا۔۔۔

شاہ۔۔۔! ہاشم شاہ کے سینے میں پناہ لیتے وہ کانپتے ہوئے مسلسل اسے پکار رہی تھی۔۔۔۔

شاہ کی جان۔۔۔! روقاش کی ہچکیوں پر تڑپتے ہوئے ہاشم شاہ نے زور سے اسے خود میں مزید چھپانا چاہا۔۔۔

ریڈ ٹی شرٹ میں وہ کانپتے ہوئے خوف کی وجہ سے نیلی پڑی چکی تھی۔ گیلے بالوں سے ٹاول گرتے ہوئے پہاڑ کی گہرائیوں میں پہنچ چکا تھا۔ بالوں سے نکلتی پانی کی بوندیں روقاش کی ٹی شرٹ کو بھی بھگو چکی تھیں۔

جبکہ چہرے کا گلابی رنگ اس وقت سفید پڑ چکا تھا۔ جو چہرہ تھوڑی دیر پہلے گلاب کی طرح کھل رہا تھا۔ وہی چہرہ اب ٹائیگر کے بچے کی وجہ سے مرجھایا ہوا نظر آ رہا تھا۔۔

شش۔ شاہ۔۔ وہ شششیر۔۔ شیر مجھے کھانے لگا تھا۔۔! ہاشم شاہ کو شکایت لگاتے وہ خوف کے مارے پھر سسک اٹھی۔

روقاش کی سسکی پر ہاشم شاہ اسے مزید خود میں سمیٹنے گیا۔ اگر وہ یہاں وقت پر نہ پہنچتا تو۔۔؟ اس سے آگے کا خیال ہی ہاشم شاہ کی روح بلبلانے کے لیے کافی تھا۔

پنجرے میں قید ٹائیگر نامی شیر کو کچھ سال پہلے ہاشم شاہ لے کر آیا تھا۔ پر تب ٹائیگر صرف ایک بچہ تھا۔۔ لیکن آج کے وقت میں وہ جوان ہو کر ایک قد آور خونخوار جانور کا روپ اختیار کر چکا تھا۔

حویلی کے مکینوں کے ساتھ ساتھ انکا ٹائیگر بچہ بھی بے حد موڈی ثابت ہوا تھا۔ کیونکہ وہ صرف حویلی کے مکینوں کو دیکھ کر ہی خوشی کے اظہار میں اپنی بتیسی دیکھاتا تھا۔ ورنہ کسی بھی اجنبی چہرے کو دیکھ کر اسکے اندر چھپا ہوا شیر باہر نکلنے کو بے تاب ہونے لگتا تھا۔ یہ ہی وجہ تھی۔ کہ وہ روقاش کو دیکھ کر اس پر جھپٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

روقاش کی ہچکیوں کو محسوس کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے نظریں گھما کر شعلہ بار نظروں سے پنجرے میں قید خبیث کو دیکھنا چاہا۔ جو نیچے بیٹھ کر ہاشم شاہ کو منتظر نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اور یہ منتظر نظریں روقاش کے تعارف کے انتظار میں تھیں۔

کوئی شرم یا غیرت باقی رہی ہے ؟اپنی ماں پر حملہ کرنے جارہے تھے۔۔؟کون تمہیں یہاں پر حرام کا مال کھلا رہاہے، جو تم اپنی ماں پر حملہ کرنے کی کوشش میں بے غیرت بن رہے تھے۔۔۔؟

ہاشم شاہ نے زہر بھری نظروں سے ٹائیگر کو گھورتے ہوئے ایک ساتھ کئی سوال کیے تو ٹائیگر نے شرمندگی کے احساس سے اپنے دونوں پنجے اٹھا جلدی سے چہرے پر رکھ لیے۔ گویا یہ چہرے کی شرمندگی چھپانے کی کوشش کی جارہی تھی۔ کیونکہ اسکا باپ اسے حرام کھانے کا طعنہ مار چکا تھا۔

بکواس کرو اب! تمہیں نظر نہیں آیا تھا، کہ وہ تمہارے باپ کے کمرے سے نکل کر یہاں آئی ہے۔ تو تم جیسے منحوس کی ماں ہی ہوگی۔۔!! پھر کیوں جانور بننے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔! تمہاری جرات بھی کیسے ہوئی اپنی اوقات دیکھانے کی۔۔۔!

روتی ہوئی روقاش کی کمر سہلاتے ہوئے ہاشم شاہ ٹائیگر کو ملامت کرتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

روقاش کے تعارف پر ٹائیگر نے خفگی سے ہاشم شاہ کی طرف دیکھا۔ جو پہلے ہی ماتھے پر ہزار بل لیے اسے گھور رہا تھا۔۔ اب بھلا اسے کیا پتہ تھا کہ وہ اسکی ماں ہوگی۔۔

وہ خود ہی تو اسے دیکھ کر چلانا شروع ہوگئی تھی۔ اس لئے ٹائیگر کو لگا کہ وہ کوئی چورنی ہے۔۔۔

کیونکہ ہمیشہ چور ہی تو محافظ کو دیکھ کر چلاتا ہے۔ ٹائیگر منہ بسور کر وضاحت پیش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ٹائیگر نے ہلکی سی آواز نکالتے ہوئے اپنی صفائی پیش کرنا چاہی تو ہاشم شاہ نے انگلی اٹھاتے ہوئے اسے وہیں روک دیا۔۔

میرے ساتھ یہ ناٹک کرنے کا سوچنا بھی مت ٹائیگر..! تمہاری اس اتنی بے غیرتی کی وجہ سے میں نے سوچ لیا ہے، کہ تم یہاں رہنے کے قابل ہی نہیں ہو۔۔! اس لئے اب میں تمہیں کسی چڑیا گھر میں ہی دفع کروں گا۔۔! وہاں جا کر رہنا بندروں کے ساتھ۔۔۔"

ہاشم شاہ نیچے جھک کر روقاش کا پیر نکالتے ہوئے ٹائیگر کو خطرناک قسم کی دھمکیاں دے رہا تھا۔

دوسری طرف چڑیا گھر جانے کا سن کر ہی ٹائیگر جلدی سے کھڑے ہوتے ہاشم شاہ کے قریب آنے لگا تو روقاش پھر چینخ اٹھی۔۔۔

روقاش کو چینختے دیکھ کر ہاشم شاہ نے تیزی سے اپنی قاشو کو سینے میں دوبارہ چھپا لیا۔۔

بے غیرت انسان جب پتہ ہے۔ کہ وہ تم سے ڈر رہی ہے، تو آگے آگے کیوں چلے آ رہے ہو۔۔۔!

ہاشم شاہ نے ایک بار پھر اس پر غصہ کیا تو ٹائیگر تھوڑا پیچھے ہٹ کر ہلکا پھلکا غراتے ہوئے اپنے دکھڑے سنانے لگا۔

یہ اسکی شان کے خلاف ہے، کہ وہ چڑیا گھر جا کر بندروں کے ساتھ رہتا۔۔۔! اس لئے اب وہ منمناتے ہوئے ہاشم شاہ کو منانے کی کوشش میں تھا۔۔

تمہاری اس آہوں پکار کر مجھ پر کوئی اثر نہیں ہونے والا۔۔! بلکہ آج آنے دو عالم، حابیل کو۔۔! ان سے تمہاری طبیعت سیٹ کرواتا ہوں۔۔"

ٹائیگر کی فریادوں کو سنے بناہاشم شاہ اپنی متاعِ جاں کو بازوؤں میں اٹھائے کمرے کی طرف چلا گیا۔ پیچھے بیچارہ ٹائیگر اپنی شامت پر باپ کو پکارتے ہوئے رہ گیا تھا۔ اتنی زیادہ دھمکیوں پر تو اب صرف اسکے رونے کی کسر رہ گئی تھی۔۔۔

روقاش کے لرزتے وجود کو گود میں اٹھائے ہاشم شاہ نیچے لاونج میں لے ایا۔۔۔

اپنی محبوب بیوی کی آج کی صبح شاندار بنانے کے لیے وہ لاؤنج میں تیاری کر رہا تھا۔۔ پر بھلا ہو اسکی گندی اولاد کا جو سب بگاڑ چکی تھی۔۔۔

قاشو بس کرو میری جان۔۔! اور کتنا رو کر میری جان لینے کی کوشش کرو گی۔۔۔! "صوفے پر بیٹھتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکے نازک وجود کو گود میں بٹھایا تو وہ ٹانگوں کو سکیڑ ہاشم شاہ کے گرد بازوؤں کا مضبوطی سے حصار باندھ گئی۔۔

اپپ۔ مجھے وہاں اکیلے چھوڑ کر آ گئے تھے۔۔! اگر وہ شیر مجھے کھا جاتا تو۔۔۔! خوف سے روتے ہوئے وہ شکایتی انداز میں بولی۔ جبکہ چہرہ ابھی تک ہاشم شاہ کے سینے میں چھپایا ہوا تھا۔۔۔

اگر اس کمینے کا ایک ناخن بھی تمہیں لگتا، تو میں اسکے ہزار ٹکرے کر چیل کوؤں کو کھلا دیتا۔۔۔! اور میں تمہیں چھوڑ کر اس لئے آیا تھا۔ کیونکہ تم سکون سے سو رہی تھی، میری جان۔۔۔"

اپنے سینے سے اسکا چہرہ باہر نکال کر وہ دھڑکتے دل کے ساتھ بولا۔۔ جبکہ روقاش کا سفید چہرہ آنسوؤں سے بھیگا دیکھ کر ہاشم شاہ قربان ہوتے اسکے پورے چہرے پر لب رکھنا شروع ہو گیا۔

تم ہاشم شاہ کی زندگی ہو۔۔! میرے دل کی دھڑکن ہو! تمہاری ان مہکتی سانسوں میں کل رات میں نے پہلی مرتبہ زندگی کو محسوس کیا ہے۔۔! پھر سوچو، کیا میں تمہیں کچھ ہونے دے سکتا ہوں۔۔؟ کیونکہ تم میرا ننھا سا بچہ ہو شاہ کی جان۔۔"

روقاش کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر، ہاشم شاہ خوبصورت ٹھہرے لہجے میں محبت کا اظہار کرتے ہوئے اسکا ڈر دور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

روقاش جو بھیگی آنکھوں سمیت سانس روکے اسکی طرف دیکھ رہی تھی، کہ ہاشم شاہ کے لفظوں پر اسکے لبوں کو اچانک شرمیلی مسکراہٹ نے چھو لیا۔

روقاش کی مسکراہٹ دیکھ کر ہاشم شاہ کے دل کو قرار پہنچا، تو آگے بڑھ کر اس نے تیزی سے روقاش کے گلابی ہونٹوں کو قید کر لیا۔ قطرہ قطرہ اسکے ہونٹوں کو نرمی سے اپنے عنابی لبوں میں الجھاتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسے اپنے قریب تر کیا تو روقاش کے وجود میں خون کی گردش تیز ہونے لگی۔

روقاش کے ہونٹوں کو نرمی سے سک کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکے نچلے ہونٹ کو ہلکا سا دانتوں میں کھینچتے ہوئے جلدی سے آزاد کر دیا۔۔ جس پر روقاش نے گہرے سانس لیتے ہوئے دوبارہ اسکے سینے میں چہرہ چھپا لیا تھا۔۔۔

اسکے بار بار چھپنے پر ہاشم شاہ مسکرا کر جو اسکی کمر کر تھامنے لگا تو روقاش کی ٹی شرٹ کو بھیگا محسوس کر کے اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔

شاور لیا تھا۔۔۔؟ ہاشم شاہ نے اسکے گیلے بال ایک سائیڈ پر کرتے ہوئے گھمبیر آواز میں پوچھا، تو روقاش نے سر ہلاتے ہوئے بنا بولے جواب دیا۔ اسکے خوبصورت سراپے پر ہاشم شاہ اپنی بیوی کو دیوانگی سے دیکھتا چلا گیا تھا۔ جو پورے حق س اسکا ڈریس پہنے اسکی آغوش میں سکون سے چھپی ہوئی تھی۔۔۔

شاور لے کر اتنی ٹھنڈ میں ٹیرس پر کیوں گئی تھی۔۔؟ روقاش کی گردن پر اپنے سلگتے لب رکھتے ہوئے ہاشم شاہ نے سوال کیا۔

مجھے کوئی آواز سنائی دے رہی تھی، تو بس وہ دیکھنے کے لیے۔۔۔! اسکے سینے سے چہرہ باہر نکالتے ہوئے روقاش نے آنکھیں جھکا کر ہونٹ مڑوڑتے ہوئے بتایا۔

اسکا مطلب ہے، کہ تم نے اپنے حسن کی مہک سے ٹائیگر کو بھی اٹریکٹ کیا تھا۔ اسی لئے وہ غراتے ہوئے تمہیں بلانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔" روقاش کی تیکھی ناک میں سجی نوز پن کو دیکھ کر ہاشم شاہ کا دل بے ایمان ہونے لگا تو وہ اسے چھیڑ گیا۔

ایسا کچھ بھی نہیں ہے، وہ میرے ساتھ بد تمیزی کر رہا تھا۔۔۔!

روقاش ناک سکیڑتے ہوئے خفگی سے جواب میں فوراً بول پڑی۔ کیونکہ اگر وہ سچ میں ٹائیگر نامی کو اٹریکٹ کرتی تو بھلا وہ اسے کھانے کے لیے مچلتا کیوں۔۔! ہاشم شاہ کے الفاظ پر وہ منہ بگاڑتے ہوئے سوچ رہی تھی ۔۔

اس جنگلی شیر کی بجائے رات کو تم نے اس شیر کو ڈھیر کر تو دیا تھا، کیا تمہاری حیسن جوانی کا اتنا جلوہ کافی نہیں۔۔۔! اپنی بیوی کے تاثرات پڑھتے ہوئے، وہ شرارتی نظروں سے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر ذومعنی انداز میں بولا تو وہ ایک دم سے سرخ پڑتے ہوئے وہاں سے اٹھنے لگی۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔! بیٹھی رہو، میں تمہارے لئے کافی لاتا ہوں۔۔تب تک اس بلینکٹ میں کور ہو کر بیٹھو، کہیں ٹھنڈ نہ لگوالینا۔۔" روقاش کو شرماتے دیکھ کر وہ اسکے ماتھے کو چوم کر اسکے وجود کو کمبل سے کور کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا.

ہاشم شاہ لاؤنج میں بنے کچن کی طرف بڑھا تو روقاش مسکراتے ہوئے اسکی پشت دیکھنے لگی۔

اسے کچن میں گم ہوتے دیکھ کر روقاش نے نظریں گھما کر آس پاس دیکھا تو ہر طرف پھول بکھرے دیکھ کر وہ حیرانی میں گرتی چلی گئی۔

چھوٹے سے لاؤنج میں ہر طرف گلاب کے پھول بکھرے ہوئے تھے۔ جبکہ لاونج کے فرش پر چھوٹی چھوٹی کینڈلز بھی جل رہیں تھیں۔ اتنی خوبصورت سجاوٹ دیکھ کر روقاش کے تاثرات تیزی سے خوشگوار حیرت میں ڈھلے، تو وہ خوشی سے جھوم گئی۔۔

تھوڑی دیر بعد ہاشم شاہ کافی کے دو مگ لیے واپس آیا تو اپنی بیوی کو پھول کی پتیوں سے کھیلتے دیکھ کر وہ دلکش انداز میں مسکرا دیا۔۔

شاہ یہ سب۔۔۔؟ روقاش چاروں طرف اشارہ کرتے سوالیہ لہجے میں بولی۔۔۔

شاہ کی جان نیچے آکر تمہارے لئے یہ سب ہی تیار کروا رہا تھا۔۔۔! روقاش کو کافی کا مگ پکڑا کر اسکا سر چومتے ہوئے ہاشم شاہ نے جواب دیا۔

خود کے لئے اتنی محبت جان کر وہ کمبل اتارتے ہوئے تیزی سے اسکے سینے سے لگی۔۔ جس پر ہاشم شاہ نے مسکراتے ہوئے اسے بازو کے گھیرے میں لے لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہہ پاتا کہ تبھی لاونج کے دروازے پر دستک ہونا شروع ہوگئی۔

دروازے پر ہوتی دستک سن کر ہاشم شاہ حیرانی سے موبائل اٹھا کر سامنے کیا تو وہاں آئے میسجز کو دیکھ کر اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے باہر کھڑے انسانوں کو اندر آنے کی اجازت دی۔۔۔

یس کم آن۔۔۔! ہاشم شاہ کافی کا سیپ لیتے ہوئے بھاری آواز میں بولا تو فوری طور پر لاونج کا دروازہ ہلکا سا کھل گیا۔ دروازہ کھلتے ہی پہلے کالی آنکھوں نے اندر جھانکی ماری تو ایک کے بعد ایک ان کالی آنکھوں کے اوپر مزید آنکھیں اندر جھانکنے کی کوشش کرنے لگیں۔۔۔

ایسی کمینی حرکتیں کر کے اپنے ہونے کا پکا ثبوت دینے کی کوشش نہ کرو۔۔"

انکوایک ساتھ جھانکنے کی کوشش کرتے دیکھ کرہاشم شاہ کی طنزیہ آواز ابھری تواگلے ہی پل پٹ سے دروازہ کھلتے زیام شاہ اندر گرا۔

زیام شاہ کے پیچھے ارمغان شاہ اور ارمان شاہ بھی مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے اندر داخل ہوئے تو اندر کا منظر دیکھ کر انکی آنکھیں کھلتی چلی گئیں۔ جبکہ روقاش توان تینوں کو دیکھ کر شرم کے مارے ہاشم شاہ کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔۔

یہاں آنے کا مقصد۔۔۔؟ ہاشم شاہ نے ایبرو اچکاتے ہوئے ان نمونوں کو دیکھا۔ جن کی نظریں ہر چیز کا باریک بینی سے جائزہ لے رہیں تھیں۔۔

شاہ میر اڈریس۔۔! خود کے حلیے پر شرم سے سرخ پڑتے ہوئے روقاش سرگوشی میں بولی تو کافی پیتے ہوئے ہاشم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نے جھلک دیکھائ۔ مسکراہٹ چھپاتے ہوئے ہاشم شاہ نے پاس پڑا کمبل اٹھا کر روقاش پر دیا تو شرم کے مارے وہ منہ تک کمبل اوڑھتی چلی گئی۔اپنی چاچی کی اتنی معصومیت بھری حرکت پر ان تینوں کا قہقہہ روکنا محال ہو گیا تھا۔

وہ بڑی، لاڈو ضد کر رہی ہے، کہ فارم ہاؤس پر پکنک منانے آنا ہے۔۔۔! ہاشم شاہ کی گھورتی نظروں پر ارمغان شاہ نے جلدی سے آنے کا مقصد بیان کیا۔۔

ہمم! ٹھیک ہے شام میں آجانا۔۔۔"

ہاشم شاہ بنا بحث کیے انکو سیدھا جواب دیتے ہوئے بولا۔ کیونکہ اپنی لاڈو کے میسجز وہ بھی دیکھ چکا تھا۔

ہاشم شاہ کو سو فیصد یقین تھا۔ کہ شر جینا سے میسج کروانے والے اسکے اپنے خبیث بھتیجے ہی ہونگے۔۔۔ تا کہ ہاشم شاہ منع نہ کرے اور وہ کمینگی دیکھاتے ہوئے یہاں پر آکر کباب میں ہڈی بن سکیں۔۔۔

ہم ابھی نہیں آسکتے کیا۔۔؟ ارمان شاہ زبردستی مسکراتے ہوئے کہنے لگا تو ہاشم شاہ نے کافی پیتے ہوئے ابرو اچکائی۔۔۔ ہاشم شاہ کے پیچھے کمبل میں چھپی ہوئی روقاش کمبل کے اندر سے ہی کافی پیتے ہوئے دھڑکتے دل کے ساتھ انکے دفع ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔۔

نہی۔۔ نہیں میرا مطلب ہے ہم شام میں ہی آجائیں گئے۔۔۔! اسکی زبان بس زیادہ پھسلتی ہے، ورنہ مطلب یہ ہی تھا۔۔! ہاشم شاہ کی وارننگ دیتی نظروں پر زیام شاہ نے جلدی سے ارمان کی درستگی کی۔۔۔

اب دفع ہو جاؤ۔۔" ہاشم شاہ نے انگلی سے باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔

اپنے بڑی کے نکل جانے کے اشارے پر وہ تینوں ناچاہتے ہوئے بھی روقاش کو دیکھ کر مڑتے چلے گئے۔ دروازہ بند ہونے کی آواز پر روقاش نے سکھ کا سانس لیتے ہوئے ابھی کمبل منہ سے ہٹایا ہی تھا۔ کہ اچانک تبھی دروازہ پھر کھلا اور ان تینوں کے چہرے اندر نمودار ہوئے۔۔۔

ویسے چاچی آپ بڑی کے ڈریس میں بہت ہاٹ میں لگ رہیں ہیں۔۔" وہ تینوں آنکھوں میں شیطانی چمک لیے روقاش کو اچانک مخاطب کرتے بولے تو شرم و حیاء سے وہ چینخ پڑی۔

جس پر وہ تینوں گدھے کے سینگ کی طرح قہقہے لگاتے ہوئے دروازہ بند کر کے بھاگ نکلے تھے۔

جبکہ ہاشم شاہ اپنی بیوی کو جان نثار نظروں سے دیکھتے ہوئے فلک شگاف قہقہ لگا گیا تھا۔۔۔

شاہ میں ماروں گی انہیں۔۔!روقاش جھنجھلا کر چلاتے ہوئے بولی تو ہاشم شاہ نے آگے بڑھ کر جلدی سے اسکے ہونٹوں کو قید کر لیا۔

کافی کے مگز سائیڈ پر رکھتے ہوئے روقاش کو پیچھے لٹا کر ہاشم شاہ تیزی سے اسکے اوپر آیا تو سینے میں روقاش کے دل کی دھڑکن نے اودھم مچا دیا۔

بے باکی سے روقاش کے ہونٹوں کو سک کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکی تھائیز پر ہاتھ پھیرا تو وہ لرز کر اسکے کندھوں کو جکڑ گئی۔ہاشم بے تابی سے اسکی زبان کو جکڑ کر تیزی سے اپنی شدتیں لٹانے لگا تو روقاش نے مچلنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

ہاشم شاہ نے زرا سا اوپر اٹھتے ہوئے اپنی ٹی شرٹ اتار کر اچانک سائیڈ پر پھینکی تو اسکا ارادہ جان کر روقاش کی آنکھیں بڑی ہو گئیں۔۔۔

شاہ۔۔!ہم لاؤنج میں ہیں۔۔۔!کسما کر وہ بولی۔۔۔

تو کیا ہوا شاہ کی ،جی ٹی روڈ تھوڑی ہے۔۔۔!روقاش کے وجود سے ٹی شرٹ نکال کر ،اسکی بیوٹی بون ،پر زبان پھیرتے ہوئے وہ بے نیازی سے بولا۔۔۔

شاہ پلیز یہ لاؤنج ہے۔۔۔!روقاش آنکھیں میچ کر شرم سے روہانسے ہوتے دوبارہ کہنے لگی۔۔

شاہ کی جان !ہاشم شاہ تمہارے ساتھ ہر جگہ کے رومینس کا ایکسپیرنس کرنا چاہتا ہے۔اس لئے بے فکر رہو، لاونج میں اب کوئی نہیں آئے گا۔۔"

روقاش کے بدن پر بے باکی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ معنی خیزی سے بولا تو روقاش نے لال انگارہ ہوتے چہرہ موڑلیا۔۔۔ اسکی سفید گردن کو واضح ہوتا دیکھ کر ہاشم شاہ مدہوش ہوتے پوری شدت کے ساتھ اسکی گردن پر جھکتا چلا گیا۔

روقاش کی ہتھیلیوں کو ایک ہاتھ میں قید کرتے ہوئے ہاشم اسکی گردن پر نشان بناتے ہوئے نیچے کی طرف بڑھا تو روقاش کو اسکے آگ جیسے لمس پر اپنا بدن جلتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔

ہاشم نے اسکے کندھوں پر موجود ریڈ سٹریپ کو نیچے گراتے ہوئے ہاتھ پیچھے لے جاکر اسکی دھڑکنوں کو آخری پردے سے آزاد کیا تو روقاش کے لبوں سے ہلکی سے چینخ بلند ہوگئی۔۔۔روقاش کی پشت پر اپنا چوڑا ہاتھ پھیرتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکی ڈھرکنوں پر لب رکھے تو روقاش نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے دور کرنا چاہا۔۔ اتنے بے باک لمس پر اسکی جان فنا ہونے کے قریب تھی۔

ہاشم شاہ کی دلربا۔۔! مجھے دل سے محسوس کرتے ہوئے اپنے وجود میں میرے لمس کی کمی محسوس کرو۔۔! مجھے اپنی ان سریلی سسکیوں میں کوئی اشارہ دو، تاکہ میں تمہیں تڑپانا چھوڑ کر پر سکون کر سکوں۔۔۔!
روقاش کے کندھوں اور دھڑکنوں پر جگہ جگہ اپنے سلگتے لب رکھتے ہوئے زو معنی لہجے میں سر گوشیاں کرتے ہوئے وہ روقاش کی جان لبوں پر لا رہا تھا۔اسکی بیوی کا حسین روپ اسے کب سے بے چین کیے تھا۔

شاہ میرا سانس بند ہو جائے گا۔۔۔" ہاشم شاہ کے لمس پر تڑپتے ہوئے وہ سسک اٹھی تو ہاشم شاہ نے اوپر اٹھتے ہوئے اسکے خشک لبوں کو دوبارہ قید کر لیا۔

کروٹ بدلتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسے اپنے سینے پر لٹایا تو اسکی دھڑکنوں کا لمس اپنے سینے پر محسوس کرتے ہی ہاشم شاہ کے اندر آگ بھڑک لگی۔روقاش کے بالوں کو سائیڈ پر رکھتے ہوئے ہاشم شاہ اسکی سانسوں کو پیتے ہوئے اسکی پوری کمر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

روقاش کی زبان کو ایک دم سے ہونٹوں میں دبا کر سک کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکے ٹراؤزر کی طرف ہاتھ بڑھایا تو روقاش نے تڑپ کر اسے روکنے کی کوشش کی۔

جس پر ہاشم شاہ تیزی سے کروٹ بدلتے ہوئے دوبارہ اسکے اوپر سایہ فگن ہو گیا۔روقاش کی کلائیوں کو جکڑ کر دونوں کو آخری پردے سے آزاد کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکے نرم وملائم بدن کے ساتھ اپنا وجود مس کیا تو روقاش کا چہرہ تپ بھاپ چھوڑنے لگا۔ اپنی سانس رکنے پر روقاش زور آزمائی کرتے ہوئے ہونٹوں کو آزاد کروا کر بھاری سانس کھینچنے لگی۔۔۔اسکے لمبے لمبے سانس لینے پر ہاشم شاہ نے گہری نظروں سے اسکے بدن کے خدوخال پر نظریں دہرائیں تو وہ آنکھیں زور سے بند کر گئی۔۔

ہاشم شاہ نے اسکی ڈھڑکنوں کو مسلتے ہوئے اسکی ٹانگوں میں بیچ میں آتے ہوئے کمر کے گرد ہاتھ لپیٹا تو روقاش نے خوف سے اسکی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔۔

شاہ میری جان نکل جائے گی۔۔۔! ہاشم شاہ کو رات والے انداز میں آتے دیکھ کر روقاش نے پیچھے کھسکنا چاہا تو ہاشم شاہ اسکی ٹانگوں کو مضبوطی سے جکڑ کر اپنی کمر کے گرد باندھ گیا۔۔

تمہاری روح میں اتر کر، تمہاری جان کو اپنی جان سے ملا کر ہاشم شاہ کو اگر زندگی ملی ہے، تو پھر تمہاری جان کیسے نکل سکتی ہے قاشو۔۔۔! روقاش کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے ہوئے وہ دیوانگی سے بولتے ہوئے اچانک پوری شدّت کے ساتھ ایک جھٹکے میں اسکے اندر اتر گیا۔۔اسکی اتنی شدت پر روقاش کے لبوں سے سسکی بلند ہوئی تھی۔اسکی ہیزل آنکھوں میں نمی ابھرنے لگی تو اس نے کمر اوپر اٹھاتے ہوئے برداشت کرنے کی کوشش میں ہاشم شاہ کے کندھے پر دانت گاڑ دیے۔

ہاشم شاہ نے مزید بہکتے ہوئے روقاش کے بالوں میں ہاتھ سہلاتے ہوئے اسکے نرم ہونٹوں کو اپنے لبوں سے الجھا دیا۔روقاش کے ہونٹوں کی نرماہٹ محسوس کرتے ہوئے اس نے اپنی شدتوں کا آغاز کیا تو وہ بری طرح تڑپتے ہوئے اسکی پشت میں ناخن گاڑنے لگی۔

جبکہ ہاشم شاہ کے چوڑے دیو قامت وجود کے نیچے روقاش ہانپنا شروع ہو چکی تھی۔ مقابل کی شدتوں پر اسکی نازک جان لبوں پر آنے لگی تھی۔

پر اسکے برعکس ہاشم شاہ جنون خیزی سے اسکے وجود میں اترتا جارہا تھا۔اسکے پورے وجود کو لبوں سے چھوتے ہوئے ایک پل کے لئے وہ روقاش کو بھی مدہوش کرنے کا سبب بنا تھا۔لیکن اگلے ہی پل ہاشم شاہ کی شدتوں پر روقاش کا دل باہر نکلنے کو بے تاب ہونے لگتا۔لاونج کے صوفے پر ہاشم شاہ سچ میں اپنی حسین بیوی کی ہر سانس میں رچنے بسنے لگا تھا۔۔۔

جبکہ وہ بے حال ہوتی ہاشم شاہ کے چٹانی سینگ پر مکے برساتی رہ گئی۔۔۔

۔۔۔۔۔

ان موصوف کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟ عالم شاہ نے ٹائیگر کے اترے چہرے کو دیکھ کر بے اختیار پوچھا۔

شام ہونے سے پہلے ہی وہ سب اپنے کہنے کے مطابق پکنک منانے کی غرض سے فارم ہاؤس پر ہلا بول چکے تھے۔ حویلی کی لڑکیاں تو یہاں پر آتے کی اپنی چاچی کے پاس چلی گئیں تھیں۔ جبکہ وہ سب ہمیشہ کی طرح سب سے پہلے ٹائیگر کو ملنے آئے تھے۔

کیونکہ فارم ہاؤس پر آکر وہ سب سے پہلے ٹائیگر بھیا کے درشن کرتے تھے۔ تو انکے اس انداز پر ٹائیگر کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں رہتا تھا۔ لیکن جب آج جب وہ سب معمول کے مطابق ٹائیگر کو ملنے آئے، تو ٹائیگر نے انکو دیکھ کر کسی بھی قسم کی گرم جوشی کا اظہار نہیں کیا۔

ٹائیگر کے اس بدلے انداز پر عالم شاہ پوچھے بنا نہیں رہ سکا۔ جبکہ اسکے ساتھ کھڑا ابیل شاہ بھی غور سے ٹائیگر کا اترا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

یہ موصوف اس لئے ایسے بیٹھے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے آج صبح چاچی کے ساتھ انتہائی بے غیرتی کا مظاہرہ کیا ہے۔۔۔" زیام شاہ نے انکے پاس آتے ہوئے انکو آگاہ کیا۔

وہ ابھی ابھی ہاشم شاہ سے ساری بات جان کر ادھر ہی آ رہا تھا۔

کیا مطلب۔۔۔؟ارمان شاہ نے سوالیہ انداز میں زیام کو دیکھ کر پوچھا۔ جبکہ ٹائیگر تو زیام کے الفاظ پر شرمندہ ہوتے اپنا چہرہ موڑ کر بیٹھ گیا تھا۔ ٹائیگر کو چہرہ چھپاتے دیکھ کر انکو احساس ہو رہا تھا۔ کہ اس نے کوئی بڑی ہی چول ماردی ہے۔۔۔

سب کی سوالیہ نظروں پر زیام نے انکو آہستہ آہستہ ساری بتانا شروع کی۔ کہ کیسے صبح وہ روقاش پر حملہ کرنے والا تھا۔۔

روح ٹھیک تو ہیں نا۔۔؟پوری بات جان کر حابیل شاہ نے فکرمندی سے روقاش کا حال جاننا چاہا۔

جی بھائی. !خوش قسمتی سے وہ بلکل ٹھیک ہیں !پر بڑی بتا رہے تھے۔ کہ صبح ڈر کی وجہ سے انکا بہت برا حال ہوا تھا۔۔ !زیام شاہ نے ٹائیگر کو گھورتے ہوئے مزید بتایا تو سب کو بے اختیار اس بے شرم پر غصہ آنے لگا۔۔

کمینے ٹائیگر تمہیں شرم نہیں آئی ہماری ماں پر حملہ کرتے ہوئے۔۔ !حابیل گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے غصے سے ٹائیگر سے بول گیا۔۔ سب کو غصے بھری نظروں سے خود کی طرف دیکھتا پا کر ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے چہرے پر پنجے رکھ لیے تھے۔

بے غیرت انسان خدا خدا کر کے ہمیں چاچی نصیب ہو ہی گئی، تو تجھ سے ہماری خوشی ہضم نہیں ہو رہی کیا۔۔؟عالم شاہ تو پنجرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو چکا تھا۔۔

بڑی بلکل ٹھیک کہتے ہیں۔ کہ اسکو چڑیا گھر ہی بھیج دینا چاہیئے۔۔۔؟ ٹائیگر کو سناتے ہوئے زیام شاہ بھی کافی اونچا بولا۔۔۔

جبکہ چڑیا گھر جانے کا سن کر ٹائیگر رونے والے انداز میں غراتے ہوئے کھڑے ہو کر عالم کے قریب چلا آیا تو عالم شاہ نے کندھے اچکا دیے۔۔

تو اسی لائق ہے منحوس ٹائیگر۔۔۔! ارمغان شاہ ہونہہ کرتے ہوئے بولا تو اتنی ڈانٹ پھٹکار سن کر ٹائیگر کی آنکھوں میں سچ میں نمی ابھر گئی۔۔۔

آئیندہ ایسی حرکت کرے گا۔۔؟ ٹائیگر کی نم آنکھوں پر ترس کھاتے ہوئے حابیل شاہ نے اسے پوچھا تو وہ تیزی سے ناں کرنے لگا۔۔۔

جب اتنی بے غیرتی کر ہی چکے ہو تو اب ہمارے سامنے سر ہلانے کی بجائے جا کر اپنی ماں سے معافی مانگو۔۔۔! ارمان شاہ نے گھور کر اس بچنے کا طریقہ بتایا، تو ٹائیگر میاں سب کو وہیں چھوڑ کر جلدی سے اکیلے معافی مانگنے چل دیے۔ پنجرے سے باہر نکل کر وہ تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے اپنی ماں کی طرف بڑھنے لگا تھا۔۔۔

دیکھ سالے کو، کیسے خود کو مور سمجھ کر جا رہا ہے۔۔۔! ٹائیگر کو اکیلے جاتے دیکھ کر عالم شاہ طنزیہ انداز میں بولا تو وہ سب ہنستے ہوئے جلدی سے ٹائیگر کے پیچھے بڑھ گئے۔ تاکہ اس بلا کو کھلم کھلا آتا دیکھ کر لڑکیوں کے دل بند نہ ہو۔ کیونکہ ٹائیگر میاں تو خود کو مور سمجھ کر معافی مانگنے نکلے پڑے تھے۔

فارس ہاؤس کے کھلے میدان میں روقاش بلکل اصطبل کے سامنے رکھی ہوئی چیئر زپر بیٹھی ہوئی تھی۔ گرین کلر کے ویلوٹ کے خوبصورت ڈریس میں وہ اس وقت ہاشم شاہ کی شدتوں میں پوری طرح رنگی نظر آ رہی تھی۔

خوبصورت چہرے پر اس وقت قوس وقزح کے ساتوں رنگ بکھرے ہوئے تھے۔ ہلکی ہلکی دھوپ میں اسکا حسن مزید سنہرا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ کندھوں پر ہاشم شاہ کی اجرک لیے وہ محبت پاش نظروں سے تھوڑی دور کھڑے ہاشم شاہ کو دیکھ رہی تھی۔۔ جو سب لڑکیوں کو گھڑ سواری کرنے کے رولز بتانے میں مصروف تھا۔

روقاش کے ڈریس کے کلر سے میچنگ فل ہائی نیک جرسی کے ساتھ جینز پہنے اپنی وجیہہ شخصیت کی وجہ سے وہ روقاش کا مسلسل دل دھڑکا رہا تھا۔ آنکھوں پر سن گلاسز لگائے وہ اس وقت روقاش سے زرا دوری پر کھڑا تھا۔۔

ہاشم شاہ کے ماتھے پر بال بکھرے دیکھ کر روقاش کا دل بے حد مچلا تھا۔ کہ آگے بڑھ کر اسکے گھنے بالوں کو اپنے ہاتھوں کی مدد سے سنوار دے۔۔۔

ہاشم شاہ کو نظروں میں بسائے وہ چہرے پر شرمیلی مسکان سجائے بے خبر اکیلے مسکراتی جا رہی تھی۔ کہ اچانک اپنے قریب کسی کی موجودگی محسوس کر کے روقاش نے مڑ کر دیکھنا چاہا تو اگلے ہی پل اسکی دلخراش چینخ گونج اٹھی۔

کیونکہ مسٹر ٹائیگر اپنے مکمل قد آوار وجود کے ساتھ روقاش کے قریب ہو کر اپنی ماں کو میٹھی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

روقاش کے چینخنے پر ہاشم شاہ نے بے اختیار مڑ کر دیکھا تو اگلے ہی پل وہ بھاگتے ہوئے اپنی قاشو کے پاس پہنچا تھا۔۔۔

ریلیکس روح۔۔۔! وہ کچھ نہیں کہے گا۔۔! روقاش کو مسلسل چلاتے دیکھ کر حابیل اور عالم پیچھے سے بھاگتے ہوئے آکر ٹائیگر کو پکڑتے بولے۔

اسکو منحوس کو باہر ہی کیوں نکالا ہے۔۔۔! ہاشم شاہ نے پاس آتے گرج کر پوچھا۔ جبکہ روقاش اسکے سینے میں چہرہ چھپا کر تھر تھر کانپنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

روقاش کے مسلسل چینخنے پر ٹائیگر نے چہرہ اٹھاتے ہوئے حابیل اور عالم کو دیکھ کر بتانا چاہا تھا۔ کہ دیکھ لو اب۔۔! میں کچھ نہیں کہہ رہا، پھر بھی یہ خود چینخنے جا رہی ہے۔۔۔!.

بڑی یہ شرمندہ موصوف چاچی سے معافی مانگنے آئے ہیں۔۔۔! زیام شاہ چہک کر بتا گیا۔ اچانک دور کھڑی اربیلا بھی خوف سے چینخی تو حابیل متوجہ ہوتے جلدی سے اسکی طرف بڑھا۔۔۔

شش۔۔ میری جان۔۔! کچھ نہیں کہے گا وہ۔۔۔! خوف سے اربیلا کو بھی خود میں چھپتے دیکھ کر وہ تسلی دیتے بولا۔ پر اربیلا کو ان تسلیوں سے کوئی غرض نہیں تھی، اس لئے وہ روقاش کی طرح حابیل شاہ کے سینے میں چھپ چکی تھی۔۔

جبکہ ڈر تو مائرہ اور مالا کو بھی لگ رہا تھا۔۔ پر اتنے سالوں میں وہ کچھ نا کچھ عادی ہو گئیں تھیں۔ مالا تحفظ کے احساس سے ارمان کے گلے لگی تو مائرہ کو اکیلے دیکھ کر ارمغان شاہ نے اسے اپنے پاس بلا لیا۔ کیونکہ مائرہ پناہ لینے کے لیے ہر گز بھی ارمان شاہ کے پاس نہ جاتی۔

ان سب میں صرف ایک شر جینا شاہ ہی تھی۔ جو بنا کسی خوف کے ٹائیگر کے پاس پہنچ کر لاڈ کر رہی تھی۔ اپنی بیوی کو ٹائیگر کے ساتھ کھیلتے دیکھ کر عالم شاہ مسکرا کر رہ گیا۔ جبکہ شر جینا کو دیکھ کر ٹائیگر میاں نے ہائی فائی کرنے کے لئے اپنا پنجا اٹھا لیا تھا۔ جس پر شر جینا ہنستے ہوئے اسکے پنجے پر ہاتھ مار گئی۔۔۔

شاہ پلیز اسکو دور کریں۔۔۔! روقاش نے کانپتے ہوئے التجا کی۔۔۔۔

ٹائیگر نے مزید قریب ہو کر ہاشم شاہ کے پیروں کو چاٹنا شروع کیا تو بدلے میں اس نے سرد سانس خارج کی۔

ٹائیگر کیا چاہ رہے ہو۔۔!؟ ہاشم شاہ، روقاش کو مزید خود میں چھپاتے ہوئے ٹائیگر سے ڈائیریکٹ مخاطب ہوا۔۔۔

ٹائیگر نے جواب میں ہلکا سے غراتے ہوئے روقاش کی طرف دیکھا تو ہاشم شاہ نے اسکا مقصد جان کر اسے شرمندہ کرنے کی کوشش کی۔ ہاشم شاہ کو سمجھ آگئی تھی۔ کہ وہ اپنی ماں کو منائے بن نہیں ٹلے گا۔

کیونکہ نا منانے کی صورت میں اسے چڑیا گھر جا کر بندروں کے ساتھ رہنا پڑتا۔۔۔ جو اس جیسے ہینڈسم شیر کی شان کے سخت خلاف تھا۔

قاشو۔۔۔! وہ صبح کے لیے سوری کرنے آیا ہے۔۔۔! ہاشم نے اپنی بیوی کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے فلحال اسے آگاہ کرنا مناسب سمجھا۔۔۔

سیدھی طرح بولیں نا کہ آپ سب مجھے اسکے ہاتھوں شہید کروانا چاہ رہے ہیں۔۔۔! بدلے میں روقاش چہرہ چھپا کر رونے والے انداز میں گویا ہوئی تو اسکے شہید ہونے کا سن کر وہ مسکراہٹ دباتے چلے گئے۔

روقاش کے الفاظ پر ٹائیگر کو بے حد دکھ پہنچا تھا۔ کیا وہ اتنا بے اعتباری انسان تھا۔۔۔؟ بے اختیار سوچ کر اس نے معصوم بننے کی کوشش کرتے ہوئے آگے بڑھ کر نرمی سے روقاش کی گود میں سر رکھ دیا۔

شاہ۔۔! ٹائیگر کے قریب ہونے پر روقاش نے خوف سے بے حال ہوتے اٹھ کر ہاشم شاہ کی گود میں بیٹھنا چاہا تو وہ ہنستے ہوئے اسے روک گیا۔ سب کی موجودگی میں وہ اچھا خاصا اسکا امتحان لینے پر تلی ہوئی تھی۔۔

شاہ کی جان۔۔! ایک دفعہ اس میسنے کی مظلومیت کو دیکھ لو، بس میرے کہنے پر۔۔۔! ہاشم شاہ نے اسکے سر پر لب رکھتے ہوئے ریکوسٹ کی تو روقاش مرتے کیا نہ کرتی مجبوراً زرا سا چہرہ باہر نکال کر ہاشم کی طرف دیکھنے لگی۔۔

چاچی یہ کچھ نہیں کہتا! آپ ایک بار میرے ٹائیگر کی خوبصورتی کی طرف دیکھے تو صحیح۔۔۔! شرجینا نے بھی ٹائیگر کو سہلاتے ہوئے اسکی تعریف کی تو اپنی تعریف سن کر ٹائیگر مزید چوڑا ہو کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

سالا دو نمبر شیر کہیں کا۔۔۔! اپنی بیوی کی تعریف پر ٹائیگر کو اتراتے دیکھ کر عالم شاہ اندر تک جل بھن گیا تھا۔۔۔

شر جینا کے ہمت دینے پر ہاشم شاہ نے بھی ہاں میں سر ہلاتے ہوئے روقاش کو آمادہ کرنا چاہا، تو وہ آہستہ آہستہ چہرہ موڑ کر ٹائیگر کی طرف دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

روقاش کو اپنی طرف دیکھتا پا کر اگلے ہی پل ٹائیگر نے خوشی سے بے قابو ہوتے پنجہ اٹھا کر کان کو لگاتے ہوئے سوری کہا وہ اسکے انداز پر حیرانی سے الجھ گئی۔۔۔

صبح کے لئے تم سے معافی مانگ رہا ہے۔۔۔! ٹائیگر کے سوری کرنے پر ہاشم شاہ نے اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اسے بتایا تو روقاش نے آنکھیں پھیلا دیں۔۔۔

جبکہ اگلے ہی پل ٹائیگر نے روقاش کے پاؤں چاٹتے ہوئے اسکی گود میں دوبارہ سر رکھا تو وہ مزید اچھنبے کا شکار ہوتی چلی گئی تھی۔ کیونکہ ٹائیگر میاں سچ میں اسکا ننھا منا کا بن کی کوشش کر رہے تھے۔۔ ٹائیگر کو اپنی ماں سے مسکے لگاتے دیکھ کر باقی سب قہقہ لگا گئے۔

ٹائیگر سے صلح کرنے کے بعد حابیل شاہ نے ٹائیگر سے اسکی بھابھی اربیلا شاہ کا بھی تعارف کروایا تو اربیلا نے ڈرتے ہوئے قدم پیچھے ہٹانے چاہے تھے۔ لیکن ٹائیگر میاں اپنی نئی بھابھی کو دیکھ کر پنجہ اٹھا چکے تھے۔ تا کہ وہ اپنی بھابی کے ساتھ بھی ہائی فائی کر سکیں۔

ٹائیگر کے اس انداز پر اربیلا کی جان نکلی تو حابیل شاہ نے ہنستے ہوئے زبردستی اربیلا کا ہاتھ اٹھا کر اسکے پنجے کے ساتھ ملا دیا۔ اربیلا کا ہاتھ پنجے سے لگتے ہی ٹائیگر کی کوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔

آج کا دن اسکے لئے انتہائی یادگار ثابت ہوا تھا۔ کیونکہ آج کے دن میں اسے اپنی نئی ماں کے ساتھ ساتھ ایک عدد بھابھی بھی مل گئی تھی۔

اس وقت ٹائیگر کو ایک سائیڈ پر باندھ کر وہ سب اپنا گھڑ سواری کا شوق پورا کر رہے تھے۔ اپنے اپنے گھوڑوں پر بیٹھے وہ ریس لگا کر واپس لوٹے تو ٹائیگر انکو بے حد بے چین نظر آیا۔ جبکہ لڑکیاں ایک سائیڈ پر بیٹھی پر شوق نظروں سے انکی گھڑ سواری والا منظر دیکھ رہیں تھیں۔

اس سالے کو اب کیا ہوا؟ یہ اتنا پریشان کیوں چکر لگا رہا ہے۔۔؟ ٹائیگر کو اپنے رسی کے ساتھ گول گول چکر لگاتے دیکھ کر ہاشم شاہ بولا۔

ہاہاہاہاہا۔۔! آپکا راج دلارا اس لئے پریشان ہے، کیونکہ اسے ابھی تک کسی نے یہ یقین نہیں دلایا کہ وہ چڑیا گھر نہیں جائے گا۔۔"

حابیل شاہ نے قہقہ لگاتے ہوئے ٹائیگر کی پریشانی کی وجہ بتائی۔ کیونکہ کچھ دیر پہلے ٹائیگر میاں اسی سلسلے میں حابیل شاہ اور عالم شاہ کو مسکے لگا رہے تھے۔ تاکہ عالم اور حابیل اسکے باپ سے ٹائیگر کی حمایت کر سکیں۔۔

اچھا ہے منحوس جلتا رہے اسی فکر میں، صرف اسکی منحوسیت کی وجہ سے میری بیوی کی آج کی صبح خراب ہو گئی تھی۔۔! صبح کا منظر یاد کرتے وہ پھر غصے سے بول گیا۔۔

ویسے حابیل تجھے نہیں لگتا کہ آج فارم ہاؤس میں کچھ زیادہ گرمی ہے۔۔۔؟

ہاشم شاہ کے صبح کے ذکر کرنے پر عالم شاہ نے اچانک حابیل کو مخاطب کرتے شرارتی انداز میں استفسار کرنا چاہا تو بدلے میں ہاشم شاہ نے بھنویں سکیڑ لیں۔

ظاہر ہے یار گرمی تو ہوگی نا، جب سالوں کنوارے رہنے کے بعد رات میں لوگ یہاں پر آکر اپنی سہاگ رات منائے گئے تو سردی کہاں باقی رہے گی۔۔۔؟ حابیل شاہ اسکی ہاں میں ہاں ملاتے حد سے زیادہ بے باک ہوا تو ایک دم فضا میں کئی قہقہے گونج اٹھے۔۔

سالوں رکو زرا، باسٹرڈ کالے سانپوں۔۔۔! سب کے ڈبل مینگ قہقہوں پر ہاشم شاہ نے سلگتے ہوئے انکے قریب ہونا چاہا تو وہ گھوڑے دوڑاتے ہوئے اسے دور ہوتے چلے گئے۔ ہاشم شاہ نے غصے سے ان دونوں کے پیچھے اپنا گھوڑا دوڑایا تو باقی تین بھی انکے پیچھے بڑھ گئے۔

"بھائی اپکو پتہ ہے کل رات کوئی اپنی دلہن گود میں اٹھائے سب سے پیچھے والے کمرے کی طرف جارہا تھا اور اتنی جلدی میں جارہا تھا کہ بس مت ہی پوچھیں موصوف کی پھرتیاں۔۔!"

اچانک پیچھے سے تیزی سے آتا زیام شاہ بھی لقمہ دیتے ہوئے گھوڑا دوڑا کر آگے نکلا تو ہاشم شاہ گھور کر رہ گیا۔۔ زیام شاہ کے الفاظ پر حابیل اور عالم مڑ کر امپریسنگ انداز میں ہاشم شاہ کو دیکھ گئے۔۔۔ جبکہ اسکے جلدی والے الفاظ پر انکا قہقہ امڈتے رہ گیا تھا۔

یار۔۔!! کل رات تو کچھ بھی نہیں تھا، بلکہ آج صبح تو ہماری حسین چاچی صاحبہ انکا ٹریک سوٹ پہنے ہوئے تھیں، یار بھائی کیا بتاؤ قسم سے چاچی اتنی ہاٹ لگ رہیں تھیں نا۔۔! اچانک ارمان شاہ بھی انکی بات میں حصہ

ڈالتے ہوئے چمکتی آنکھوں سے گویا ہوا۔اس بار تو عالم شاہ اور حابیل شاہ آنکھیں پھیلا کر تالیاں بجاتے ہوئے ہاشم شاہ کو داد دینا شروع ہو گئے تھے۔

بے غیرتوں کچھ شرم کرلو۔۔۔! سب کو کمینے پن پر اترتے دیکھ کر ہاشم شاہ مصنوعی غصے سے کہنے لگا۔

ظاہر ہے، صبح وہ کمینے یہاں سے چکر لگا کر گئے تھے۔تو کہاں ممکن تھا کہ اب وہ مرچ مسالے لگا کر اپنے بڑے بھائیوں کو نہ بتاتے۔۔

یار پھولوں کا حال بھی تو سناؤنہ۔۔۔! ہر طرف پھول بکھرے ہوئے تھے، فضا میں میٹھی میٹھی سانسوں کی خوشبو بسی ہوئی تھی۔۔! اور جب ہمارے موسٹ ہینڈسم جوان چاچو نے رومینس کے ریکارڈ توڑتے ہوئے اچانک چاچی کے ہونٹوں پر فرینچ کس کی تھی۔۔۔"

اچانک ارمغان شاہ نے صبح والا بھانڈہ پھوڑا تو ہاشم شاہ کا چہرہ تیزی سے سرخ ہوتا چلا گیا۔۔

صبح جب انہوں نے دروازہ کھول کر روقاش پر کمنٹ کیا تو تیزی میں وہ دروازہ بند کرنا بھول گئے تھے۔اسی لئے وہ دوبارہ دروازہ بند کرنے آئے تو اندر جھانکی مارے بنا نہ رہ سکے۔ لیکن صوفے پر ہاشم شاہ کو روقاش پر جھکے دیکھ کر وہ تینوں بوکھلا کر تیزی سے دروازہ بند کر کے پاؤں سر پر رکھتے ہوئے بھاگ نکلے تھے۔۔ صد شکر انہوں نے صرف کس والا سین ہی دیکھا تھا۔

ارمغان کی پھلجھڑی پر سب کا ہنس ہنس کا برا حال ہونے لگا۔ جبکہ ہاشم شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ان کمینوں کو اٹھا کر کسی نالے میں پھینک آئے۔۔۔

تم لوگوں نے جتنی بے غیرتی پر اترنا ہے، اتر جاؤ۔۔! پر مت بھولو کہ تم لوگوں کی زندگیوں کی دوڑ ہاشم شاہ کے ہاتھ میں ہی ہے۔۔۔! دیکھنا کچھ وقت میں تم لوگوں میری چوکھٹ پر اپنی اپنی رخصتی کے لئے ناک رگڑتے ہوئے نظر آؤ گئے۔ پر اس وقت ہاشم شاہ تم لوگوں کو کک آؤٹ کر دے گا۔۔"

سب کی بے شرمی پر غصے سے تلملا کر ہاشم شاہ دھمکیوں پر اتر آیا۔۔

اچانک ان سب کو اپنے پیچھے سے آواز سنائی دی تو وہ مڑ کر دیکھنے لگے۔ جہاں دور کھڑی شر جینا شاہ ہاتھ ہلا ہلا کر سب کو آوازیں دے رہی تھی۔ شر جینا کے بلانے پر سب سے پہلے عالم شاہ گھوڑا بھگاتے ہوئے اپنی بیوی کی طرف بڑھا تو باقی سب بھی عالم شاہ کی پیروی میں بڑھ گئے۔۔۔

شر جینا کے سراپے پر جان نثار ہوتے عالم شاہ نے دلفریب مسکراہٹ اچھالتے ہوئے تیزی سے اسکی طرف بڑھتے ہوئے شر جینا شاہ کو مخصوص اشارہ کیا تو وہ پر جوش انداز میں الرٹ ہوتے کھڑی ہوگئ۔

لاڈو پیچھے ہٹ جاؤ۔۔! شر جینا کو عالم کے رستے میں کھڑے دیکھ کر روقاش نے چلا کر اسے پیچھے ہٹنے کا کہا۔ پر شر جینا ان سنی کرتی صرف اپنے عالی کی طرف متوجہ تھی۔۔ جو لحہ بہ لحہ اسکے قریب آرہا تھا۔ شر جینا کو سٹل وہیں کھڑے دیکھ کر اربیلا اور روقاش کی جان ہوا ہونے لگی۔ کیونکہ وہ عین عالم شاہ کے رستے میں کھڑی تھی۔

ان دونوں کے برعکس مالا شاہ اور مائرہ شاہ اپنی لاڈو کو پر شوق نظروں سے دیکھتے ہوئے ریلیکس تھیں۔

بجلی کی سی رفتار پر شر جینا شاہ کے قریب سے گزرتے ہوئے عالم شاہ نے زرا سا جھک کر اسکے نازک وجود کو تیزی سے اٹھا کر گھماتے ہوئے گھوڑے پر اپنے آگے بٹھایا تو فضا میں شر جینا شاہ کی کھلکھلاہٹیں ہر طرف گونج اٹھی۔۔

عالم شاہ اور شر جینا شاہ کے اس خطرناک سٹنٹ پر روقاش اور اربیلا کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو چکیں تھیں۔ دوسری طرف وہ سب عالم شاہ کی اس حرکت پر نفی میں سر ہلا گئے۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔اپ لوگ کیوں پریشان ہو رہیں ہیں، ہماری لاڈو کے پڑھائی کے علاوہ باقی سب شوق خطرناک ہی ہیں۔۔! اپنی چاچی اور بھابھی کو صدمے میں دیکھ کر مالا شاہ قہقہ لگاتے بولی۔ روقاش اور اربیلا تو جھرجھری لے گئیں تھیں۔ آنکھیں پھیلائے انہوں نے دور جاتے عالم شاہ اور شر جینا کو دوبارہ دیکھا۔۔

جبکہ تیزی سے بھاگتے ہوئے گھوڑے پر شر جینا شاہ کھکھلا کر اچانک رخ موڑ کر عالم شاہ کی طرف بیٹھی تو وہ سانس روک گیا۔ بلیک کلر کے ٹاپ پر جینز پہنے وہ اپنے تمام تر حسن کے ساتھ مسکرا کر اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔

عالم شاہ نے مسکرا کر اسکے ماتھے پر ہونٹ رکھتے ہوئے گھوڑے کی رفتا آہستہ کر دی۔

میری عالم جاں مجھے کیوں پکار رہی تھی۔۔؟ عالم شاہ نے اسکی کمر میں بازو لپیٹتے ہوئے گھمبیر لہجے میں پوچھتے ہوئے اسے اپنے قریب کر لیا۔

جبکہ وہ بدلے میں کچھ کہنے کی بجائے اسکے سینے میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔

شر جینا کو خود میں چھپتے دیکھ کر عالم شاہ کی مزید سانس رکنے لگی۔پہلے ہی اپنے اس خوبصورت سراپے میں وہ آج صبح سے اسکا امتحان لینے پر تلی ہوئی تھی۔عالم شاہ کو محسوس ہو رہا تھا کہ آج اسے کوئی خطا سرزد ہو ہی جائے گی۔۔۔

میرا بچہ مجھے مس کر رہا تھا۔۔؟عالم شاہ آنکھوں میں ڈھیروں جذبات لیے بولا تو وہ منہ بناتے ہوئے حامی بھر گئی۔۔۔

آپ کب سے اکیلے ہی ہارس ریسنگ کر رہے ہیں، مجھے بھی کرنی تھی۔۔۔!شر جینا نے اسکی ناک سے ناک مس کرتے ہوئے لاڈ سے جواب دیا تو عالم شاہ کا ضبط ڈولنے لگا۔۔۔

ایسی معصوم حرکتیں کر کے میرے دل کے ساتھ کھیلنے کی جو تمہاری کوشش ہوتی ہے، وقت آنے دو! سارے حساب بے باک کروں گا۔۔۔!شر جینا شاہ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے وہ اپنی بے چینیاں لٹانے لگا۔جبکہ بدلے میں وہ صرف خود میں سمٹ رہی تھی۔

"عالم شاہ"شر جینا شاہ کی کم عمری کا اگر عشق تھا، تو"شر جینا شاہ"اس مضبوط وجیہہ مرد کی دیوانگی کی حدوں کو چھوتی تھی۔عمروں کے فرق کے باوجود وہ دونوں ایک دوسرے میں مکمل ترین تھے۔۔

عالی آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔؟اپنی گردن پر عالم شاہ کی سانسوں کی تپش پر وہ کسما کر پوچھنے لگی تو عالم شاہ اسکے کم سن وجود کی خوشبو کو اپنے اندر اتارتے ہوئے پیچھے ہٹ کر اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔

عالی ہارس ریسنگ کریں۔۔؟عالم شاہ کی آنکھوں کی طلب سے ناواقف وہ اپنی ہی گردان کیے جا رہی تھی۔

عالی کی جان، چلو آؤ تمہارا یہ شوق بھی پورا کروں، کیونکہ ابھی میرا تو کوئی شوق پورا ہوتا نظر نہیں آرہا۔۔!

سرد سانس خارج کرتے عالم شاہ نے اسکے پھولے گال پر زور سے دانت گاڑے تو وہ چیخ پڑی، جس پر ہنستے ہوئے عالم شاہ نے اگلے ہی پل اپنے دانت ہٹا دیے۔

عالی۔۔! آپ بہت گندے ہیں۔۔! اپنے گال کو مسلتے ہوئے وہ ناراضگی سے بول گئی۔

ٹھیک ہے اگر میں گندہ ہوں، تو ہارس ریسنگ بھی خود اکیلے کرلو۔۔! عالم شاہ نے جواب میں اچانک سیریس ہوتے کہا تو شرجینا نے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔

میں خود کیسے کروں گی۔۔۔؟ شرجینا نے کمر پر بازو ٹکاتے ہوئے تیکھے چتون لہجے میں جاننا چاہا۔۔۔

جیسے بھی کرو۔۔!

عالم شاہ کی طرف سے بے نیازی بھرا جواب آیا۔ جیسے وہ جانتا تھا کہ وہ اسکے بنا کبھی بھی ہارس ریسنگ نہیں کر سکتی۔

عالی۔۔! آپ غلط سمجھ رہے ہیں میں تو یہ کہہ رہی تھی۔ کہ آپ گندے نہیں ہیں بلکہ بہت اچھے ہیں، نہیں سب سے اچھے ہیں۔۔ یہ گندے والے الفاظ میں نے نہیں بولے، پتہ نہیں کس نے بولے تھے۔۔۔! اووو کہیں اس گھوڑے نے تو نہیں اپکو گندہ کہا۔۔"

اپنی ہارس ریسنگ کے لالچ میں عالم شاہ کو پورا ڈھائی کلو کا مکھن لگاتے ہوئے شرجینا شاہ نے اپنے الفاظ کا زمہ بیچارے گھوڑے پر لادا۔ تو بے اختیار ہوتے عالم شاہ فلک شگاف قہقہ لگا گیا۔

کیونکہ اسکی بیوی کو باتیں تو بنانی آتیں تھیں لیکن باتیں بناتے ہوئے وہ باتوں کی سینس بنانا بھول جاتی تھی۔

جیسے وہ ابھی سارا قصور گھوڑے پر ڈال چکی تھی۔

تم آج صرف میری جان لو گی عالم جاں۔۔۔! شر جینا کی کیوٹ باتوں پر عالم شاہ نے بے چین ہوتے اس بار اسکے گال پر لب رکھے۔ بدلے میں شر جینا نے ہنس کر اچانک اٹھتے ہوئے عالم شاہ کی گردن پر زور سے دانت گاڑے تو وہ حیران ہوتا چلا گیا۔۔

آپ نے مجھے بائٹ کیا اب میں نے اپکو کر دیا حساب برابر۔۔! ناؤ گو می ہائی فائی۔۔۔! بدلہ اتارنے کے بعد وہ عالم شاہ سے ہائی فائی مانگتے ہوئے اسے صدمہ ہی پہنچا رہی تھی۔

تاسف سے اپنی چھوٹی سی بیوی کو ہائی فائی دینے کے بعد عالم شاہ نے اٹھاتے ہوئے اسکا رخ دوبارہ موڑ دیا تھا۔

چلو اب تمہارا ہارس ریسنگ کا شوق پورا کرتے ہیں۔۔۔! شر جینا کے گولڈن بالوں کو دوسرے کندھے پر رکھتے ہوئے ہوئے عالم شاہ نے اسکے کان میں سرگوشی کی تو وہ بے چین ہوتے اسکا ہاتھ جکڑ گئی۔ جس پر عالم شاہ کی مسکراہٹ اچانک گہری ہوتی چلی گئی۔ شائد وہ اب اسکے لمس کی زبان سمجھنے لگی تھی۔

عالی چاچی کو بھی ساتھ لے لیں۔۔۔؟ اچانک کسی نئے خیال کے تحت شر جینا نے چہرہ ترچھا کرتے پوچھا۔۔

عالی کی جان تمہاری چاچی کو تو بس چاچو ہی اٹھا سکتے ہیں۔۔!

جواب میں عالم شاہ مسکراہٹ دبا کر بولتے ہوئے سب کی طرف آیا تو سب انکی طرف دیکھ گئے۔۔

آپکی لاڈو کو ہارس ریسنگ کرنی ہے، تو کیا آپ لوگ اپنے گھوڑوں پر دوبارہ بیٹھنا پسند کریں گئے۔۔۔؟ عالم شاہ نے سب کو مخاطب کرتے کہا۔

شیور بگ برو ہم تیار ہیں۔۔۔!

ارمان شاہ چمکتی آنکھوں سے جواب دیتے ہوئے جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ باقی سب بھی باری باری اٹھ کر جلدی سے اپنے اپنے گھوڑے پر بیٹھنے لگے تھے۔ کیونکہ انکی لاڈو کا جو حکم تھا۔۔۔

چاچو کی جان کو سارے الٹے پلٹے شوق ہیں بس۔۔۔! ہاشم شاہ نے لاڈ سے بولتے ہوئے گھوڑے پر بیٹھی شرجینا کے گال کھینچے تو وہ کھکھلا پڑی۔۔۔

چاچو آپ اپنے ساتھ چاچی کو بھی بٹھالیں نا۔۔۔! ہاشم شاہ کو اپنے گھوڑے پر بیٹھتے دیکھ کر اچانک شرجینا نے اسے مخاطب کیا تو رکتے ہوئے اس نے مڑ کر دیکھا۔۔

نہ میں تو کبھی نا بیٹھوں۔۔! روقاش اچھلتے ہوئے تیزی سے انکار میں بولی تو ہاشم اسے دیکھنے لگا۔۔ جس کی جان ابھی سے لبوں پر آچکی تھی۔

پلیز چاچی۔۔۔!

شرجینا معصومیت سے بولتے ہوئے روقاش سے منت کرتے کہنے لگی۔۔۔ جبکہ اپنی لاڈو کی ریکوسٹ پر ہاشم شاہ بھی چمکتی آنکھوں کے ساتھ روقاش کی طرف قدم بڑھا چکا تھا۔ کیونکہ اسے اپنی لاڈو کا آئیڈیا بے

حد پسند آیا تھا۔ روقاش کی ناں ناں کو کسی خاطر میں نہ لاتے ہوئے ہاشم شاہ نے زبردستی اسے اپنے آگے گھوڑے پر بٹھا لیا تھا۔۔

ایک منٹ! اگر یہ پارٹنر ہارس ریسنگ ہے تو پلیز ہمیں بھی ہمارے پارٹنر مہیا کیے جائیں۔۔۔؟ فضا میں ہاتھ کھڑے کرتے ہوئے اچانک ارمغان شاہ نے بھی ڈیمانڈ رکھی۔۔۔

ہرگز بھی نہیں۔۔! اس بار اربیلا اپنی جگہ سے بدک اٹھی تھی۔۔

بلکل شاہ اٹھائیں انکو بھی، اگر میں شہید ہونگی تو انکو ساتھ لے کر ہونگی۔۔۔! روقاش نے پہلی بار ارمغان شاہ کی حمایت کی تو وہ چوڑا ہوتے کالر جھاڑنے لگا۔۔۔ پھر زبردستی ہی سہی پر ہاشم شاہ کی اجازت پر سب کو انکے پارٹنر مل گئے تھے۔۔

میرا پارٹنر کون ہے؟ میں کس کو اپنے آگے بٹھاوں۔۔؟ سب کو دیکھ کر زیام شاہ نے دکھ سے منہ بسورتے ہوئے جاننا چاہا۔ اچانک اسے شدید سنگل ہونے کا غم ستایا تھا۔

تو ایسا کر ٹائیگر کو اپنا پارٹنر بنالے۔۔۔! حابیل شاہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے حل بتایا تو سب کے قہقہے گونجنے لگے۔۔ جبکہ زیام شاہ منہ بسور کر رہ گیا۔ لیکن اگلے ہی پل کسی خطرناک خیال پر اسکی کالی آنکھوں میں ایک خاص چمک پیدا ہوئی۔ جس کے باعث وہ تیزی سے گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔۔۔

زیام کو گھوڑے سے اترتے دیکھ کر وہ ناسمجھی سے اسکی طرف دیکھنے لگے تو زرا دور بندھے ہوئے ٹائیگر کی طرف جا رہا تھا۔

یہ کہیں سچ میں ٹائیگر کو اپنے آگے تو نہیں بٹھانے والا۔۔۔!

ارمان شاہ نے خود سے اخذ کیا کہ تبھی زیام شاہ تیزی سے واپس آتے ٹائیگر کو ساتھ لیے دوبارہ گھوڑے پر آ کر بیٹھ چکا تھا۔۔۔

ٹائیگر بھی ہمارے ساتھ ریس لگائے گا، ویسے بھی یہ بیٹھ بیٹھ کر موٹا ہوتا جا رہا ہے۔۔"

زیام شاہ نے سب کو آگاہ کیا تو ٹائیگر کو دیکھ کر اربیلا شاہ اور روقاش کی حالت بری ہونا شروع ہو گئی۔ لڑکیوں کی خراب حالت پر زیام شاہ نے بے شرمی سے اپنی بتیسی کی نمائندگی کرنا چاہی تھی۔۔

اگر وہ پارٹنر لیس تھا تو اسکے بھائی پارٹنر شیپ کیسے انجوائے کر سکتے تھے۔ اسی لئے تو وہ ٹائیگر کو لے کر آیا تھا۔ تاکہ انکی کپلز ریسنگ کا بیڑا غرق کر سکے۔ کیونکہ لڑکیاں ٹائیگر کی موجودگی میں خوف سے چینخنا شروع ہو گئیں تھیں۔

بے غیرت سنگل۔۔۔!

زیام کی چالاکی پر حابیل شاہ جل کر بولا۔ لیکن پھر سر جھٹکے ہوئے وہ سب لوگ پوزیشن میں کھڑے ہو گئیے۔۔۔ ایک ساتھ چھ گھڑ سواروں کے ساتھ ٹائیگر بھی بلکل الرٹ انداز میں کھڑا تھا۔

شرجینا کے تھری بولتے ہی گھوڑے تیزی سے بھاگنا شروع ہوئے تو ٹائیگر بھی انکے سنگ ہو لیا۔۔

اتنی تیز رفتار گھڑ سواری پر فضا میں لڑکیوں کی چینخیں بلند ہونے لگیں تو ٹائیگر بھی اپنی پوری دہشت سے دھاڑا اٹھا۔

ٹائیگر کی خطرناک دھاڑ پر انکے دل سکڑنے لگے تھے۔ کھلے میدان میں بھاگتے ہوئے گھوڑروں کے ساتھ قد آور شیر سب کا دل دہلا رہا تھا۔ ڈھلتی شام کا یہ منظر کسی کے بھی دل کے تار ہلانے کے لیے کافی تھا۔۔۔

رات کا کھانا کھا کر سب اپنے اپنے کمروں میں چلے آئے تھے۔ حابیل شاہ شاور لے کر باتھ روم سے باہر نکلا تو اربیلا کو ٹھنڈ سے کانپتے دیکھ کر مسکرا دیا۔۔۔

اچانک کچھ یاد آنے پر وہ باتھروم میں واپس گیا۔ وہ دوبارہ باہر نکلا تو اسکے ہاتھ میں ایک نیو موبائل فون تھا۔

صوفے پر ٹاول پھینک کر وہ آتش دان کے قریب بیٹھی اربیلا شاہ کی طرف بڑھا۔

اربیلا شاہ کو ایک جھٹکے میں چیئر سے اٹھا کر حابیل شاہ نے تیزی سے بیٹھتے ہوئے اسے گود میں بٹھایا تو وہ اچانک افتاد پر بھونچکا کر رہ گئی۔

حابیل۔۔۔!

بے اختیار اسکے لبوں نے حابیل شاہ کو پکارا تھا۔۔۔۔

جانِ حابیل! اس طرح نہ پکارا کرو۔۔۔! اربیلا کی زبان سے اپنا نام سنتے ہوئے وہ ایک دم سے بے قراری میں مبتلا ہوا۔۔ پچھلے دو دن سے انکے بیچ کچھ چیزوں نے نارمل ہونا شروع کر دیا تھا۔ حابیل شاہ اپنی بیوی کا ایڈمیشن بھی کروا چکا تھا۔ جس پر اربیلا کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔ کیونکہ سوموار سے وہ باقاعدہ کلاس جوائن کرنے والی تھی۔

مجھے یہاں پر بہت ٹھنڈ لگ رہی ہے،اور آپ شاور لے کر آ گئے ہیں۔! خود پر بازو لپیٹتے وہ کانپتے ہوئے بولی تو حابیل شاہ نے مسکراتے ہوئے پاس پڑی شال اٹھا کر خود پر اوڑھتے ہوئے ساتھ اپنی بیوی کو بھی اندر قید کر لیا۔

مجھ سے دور بھاگو گی، تو ٹھنڈ ہی لگے گی جانِ حابیل۔۔! حابیل شاہ اسے اپنی گرم آغوش میں قید کرتے بھاری لہجے میں بولا تو وہ نظریں چرا گئی۔۔۔شال میں حابیل شاہ کے جسم سے نکلتی تپش اسے سکون پہنچانے کا سبب بن رہی تھی۔ جس کو محسوس کرتے وہ نارمل ہونا شروع ہو گئی۔

تمہارے لئے ایک گفٹ لایا ہوں دیکھنا چاؤں گی۔۔؟ حابیل شاہ نے شال کے اندر اسکی کمر میں سختی سے بازو حائل کیے تو شرم کے باعث اربیلا کسما گئی۔۔ جبکہ وہ وارفتگی سے اسکی جان لیوا وائلٹ آنکھوں میں ڈوبنے لگا تھا۔

بے خود ہوتے حابیل شاہ نے اچانک تیزی سے اسکے لبوں کو اپنے عنابی ہونٹوں کی گرفت میں لیا تو اربیلا شاہ کے وجود کو بے اختیار کرنٹ لگا۔حابیل شاہ کے پر حدت لمس پر وہ مچلنے لگی۔اسکے وجود میں خون کی گردش تیز ہوئی تو اسکی ٹھنڈ بھی دور بھاگتی چلی گئی۔

دوسری طرف حابیل شاہ دیوانوں کی طرح اسکے ہونٹوں کو سک کرتے ہوئے پاگل ہونے کو تھا۔اربیلا شاہ کے نرم و ملائم ہونٹ اسکے اندر جذبات کو بھڑکانے کا سبب بن رہے تھے۔

اچانک حابیل شاہ اسے گود میں لیے چیئر سے کھڑا ہوا تو بیلا آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھے گئی۔ آنکھیں پھیلاتے ہوئے اس نے نفی میں سر ہلاتے حابیل شاہ کو ہوش دلانے کی کوشش کی لیکن تب تک وہ اسے بیڈ لٹا کر اسکے اوپر جھک چکا تھا۔۔۔

"جانتی ہو ہارس ریسنگ کے وقت تمہارا میرے اندر چھپنا، ڈر کے باعث تمہارے لبوں کی کپکپاہٹ، تمہارا نازک وجود، میرے سینے پر رکھے تمہارے یہ نازک ہاتھ سب مل کر مجھے ہوش بھلانے پر مجبور کر رہے تھے۔ تمہاری اس قدر نزدیکی پر میں آج پہلی بار اپنے گھوڑے پر قابو کھو رہا تھا"

سرخی مائل سرمئی آنکھوں سے وہ اربیلا شاہ کو اپنے دل کا حال سناتے ہوئے دیوانہ معلوم ہوا۔۔

حابیل!! مم۔۔ ممیرا گفٹ۔۔!

حابیل شاہ کی گہری نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے اربیلا شاہ نے اسکے نیچے سے نکلنا چاہا تو وہ اسکے اوپر اپنا ذرا سا بوجھ منتقل کرتے باز کر گیا۔۔۔ وہ اسکا دھیان بھٹکانا چاہ رہی تھی پر ناکام رہی تھی۔

یہ رہا تمہارا گفٹ۔۔۔! پاکٹ سے موبائل نکال کر حابیل شاہ نے اسکی طرف بڑھایا تو بیلا بے یقینی سے اسے دیکھے گئی۔۔۔

یہ میرا ہے کیا۔۔؟ بیلا نے بے یقین ہوتے پوچھا تو وہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گیا۔۔۔ جس پر خوشی سے بے قابو ہوتے وہ اگلے ہی پل اٹھتے ہوئے اسکے سینے سے لگ چکی تھی۔ اس بار بے یقین ہونے کی باری حابیل شاہ کی تھی۔۔۔

تھینک یو سو مچ شاہ۔۔! زندگی میں پہلی بار کوئی گفٹ ملنے پر اربیلا شاہ کو الفاظ نہیں مل رہے تھے۔ چاکلیٹ براؤن کلر کی خوبصورت لانگ فراک میں اپنی تمام تر قیامت خیز خوبصورتی کے ساتھ وہ حابیل شاہ کو امتحان میں ڈال رہی تھی۔

اپنی بیوی کی اس پہلی عنایت پر حابیل شاہ نے سچ میں ضبط سے پہرے ہٹا لیے تھے۔۔۔

خود سے میرے سینے لگ کر اگر اتنی عنایت کر ہی چکی ہو تو پلیز اب مزید تھوڑی دیر کے لئے اس عنایت پر قائم رہنا۔۔" بھاری لہجے میں بولتے ہوئے وہ تیزی سے اسکے بال ہٹا کر کندھے اور گردن پر لب رکھنے لگا تو اربیلا ہوش میں آتی جھپٹاتے ہوئے پیچھے ہٹنے کی کوشش کرنے لگی۔ پر حابیل شاہ نے کروٹ بدلتے ہوئے خود کے اوپر لٹا کر اسے سختی سے جکڑ لیا تھا۔

کہا ہے نا کہ اپنی عنایت کو مزید تھوڑی دیر کے لیے قائم رکھو۔۔! حابیل شاہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دوبارہ بے قراری سے لبوں کو جکڑا تو اربیلا شاہ کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ گیا۔ جس پر حابیل شاہ نے موبائل اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اسکے گلے سے دوپٹہ نکال کر دور اچھال دیا تھا۔ اربیلا اس بار سچ میں لرز گئی تھی۔ لیکن اس نے بے قراری سے بیلا کے ہونٹوں کو سک کرتے ہوئے ہاتھ پیچھے لے جا کر ایک جھٹکے میں اسکی فراک کی ذپ کھول دی تھی۔

اپنی ذپ کھلنے پر اربیلا کا دل سینے میں سکڑنے لگا کیونکہ مقابل کافی بے باک ہوتا جا رہا تھا۔

حابیل شاہ نے اسکی زبان کو دانتوں میں دبا کر آزاد کیا تو اگلے ہی پل اس نے کندھوں سے فراک نیچے کھسکا کر اسکی بیوٹی بونز پر دانت گاڑ دیے۔۔

حا۔۔۔ بیل۔۔۔ وہ سسک کر اسکے پکار گئی۔ بیلا کی پکار پر مزید بے قرار ہوتے حابیل اسکے کندھوں اور گردن پر چومنے لگا۔

حابیل شاہ نے فراک مزید نیچے کھسکائی تو اربیلا شاہ کی دھڑکنوں کو قید دیکھ کر ساکت ہوتے آنکھیں اٹھا کر حابیل شاہ نے اسکی طرف دیکھا۔۔ جو کمرا اٹھائے بری طرح لرز رہی تھی۔

حابیل پلیز نہیں کریں مجھے کچھ ہو رہا ہے۔۔۔! اربیلا شاہ نے مچلتے ہوئے اسے پیچھے ہٹانا چاہا، تو اسکی خوبصورت آنکھوں میں آنسو دیکھ کر حابیل شاہ سچ میں پیچھے ہٹتے سائیڈ پر لیٹ گیا۔۔

ششش۔۔۔ نہیں چھوڑ رہا۔۔۔! اپنی بیوی کو بری طرح کانپتے دیکھ کر حابیل شاہ نے ہاتھ بڑھا کر اسکو اپنے چوڑے سینے پر لٹا لیا۔

مم۔۔ میرا دل باہر آجائے گا شاہ۔۔! سینے میں تیزی سے دھڑکتے دل پر وہ بری طرح پریشان ہوتے بولی۔ جس کو سن کر حابیل شاہ اسکی کیفیت سمجھتے مسکراہٹ دبا چکا تھا۔۔۔

مجھے ہگ کرو پھر تمہارا دل ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔! حابیل شاہ اسکا ماتھا چومتے ہوئے بولا تو وہ سچ میں اپنے بکھرے لباس میں اسے ہگ کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔اس بار حابیل شاہ نے ضبط سے تکیے پر سر گرا دیا تھا۔۔

خود کی کیفیت کو بھاڑ میں جھونک کر اتنی رومینٹک جگہ پر وہ اپنی بیوی کی پشت سہلاتے ہوئے اسے شانت کرنے کی کوشش کرتے نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دیا۔ جبکہ اس سب سے بے خبر اربیلا شاہ مزید اس میں چھپتے ہوئے نیند کی وادی میں اترنے لگی تھی۔۔

شاہ مجھے سونا ہے۔۔۔! ہاشم شاہ کی آنکھوں میں رقص کرتی طلب کو نظرانداز کرتے وہ بولی تو ہاشم شاہ نے اسے گھورا۔۔۔

میری معصوم قاشو کو کیوں لگتا ہے کہ اس طرح کی حالت میں ہاشم شاہ اسے سونے دے سکتا ہے۔۔۔" روقاش کی ٹانگوں پر ہاتھ سہلاتے ہوئے ہاشم شاہ نے ایبرو اچکا کر اسکے بدن پر نظریں دہراتے پوچھا۔۔

جبکہ اس بار روقاش بے بسی سے خود کو چھپانے کی کوشش کرنے لگی۔ کھانا کھا کر تھکن کے باعث سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے۔

انکا کل کا دن بھی چونکہ یہیں پر گزرنے والا تھا۔ اس لئے آج وہ جلدی سونے چلے گئے تاکہ کل چھٹی کا دن وہ اچھے سے ایک ساتھ گزار سکیں۔

پر ہاشم شاہ نے کمرے میں آتے ہی روقاش کو قید کر لیا تھا۔ جس پر وہ بس احتجاج کرتی رہ گئی۔

شاہ آپ مجھے کل سے بہت تنگ کر رہے ہیں۔۔! ہاشم شاہ کی بے باکیوں پر وہ نروٹھے پن سے کہنے لگی۔

شاہ کی جان شادی تنگ کرنے کے لیے ہی کی جاتی ہے! ہاشم شاہ نے اسکی ڈھرکنوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے معنی خیزی سے جواب دیا تو روقاش نے شرم کے باعث آنکھیں بند کر لیں۔۔۔

دن میں سب کے سامنے میری گود میں بیٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔! کیا اب بیٹھنا پسند کرو گی۔۔؟ روقاش کی ٹانگوں کے بیچ آتے ہاشم شاہ نے بے باکی سے استفسار کیا تو وہ کانوں کی لوح تک سرخ پڑ گئی۔

شاہ۔۔۔! اس قدر بے باکی پر وہ ہاشم شاہ کے کندھے پر مکے برساتے ہوئے چینخ اٹھی۔ جس پر ہاشم شاہ اسکی کلائیوں کو تکیے سے لگاتے ایک جھٹکے میں پوری شدت کے ساتھ اسکی روح میں اترتا چلا گیا تھا۔

شاہ۔۔۔! اتنی شدت پر وہ سسکتے ہوئے خشک لبوں سے اسے پکار گئی تھی۔۔۔

میں نے بتایا تھا نہ کہ آنے والے دنوں میں ہم دونوں کسی پردے کے بنا ایک دوسرے کو محسوس کیا کریں گئے۔۔۔! روقاش کی روح کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے وہ یک دم جنونی ہوا تو روقاش مچلتے ہوئے پسینے میں بھیگتی چلی گئی۔

ہاشم شاہ اسکی ٹانگوں کو سختی سے کمر پر لگائے روقاش کی دھڑکنوں کو ہونٹوں سے چھوتے دونوں کی جان ایک کرنے کی کوشش میں تھا۔ جبکہ کمرے میں گونجتی روقاش کی سسکیاں اسکے جنون میں اضافہ کرنے کا سبب بن رہیں تھیں۔۔

ہاشم شاہ نے اسکی پتلی کمر میں بازو لپیٹ کر اٹھاتے ہوئے اپنے وجود کے ساتھ مس کیا تو وہ لال انگارہ ہوتے اسے کندھوں سے تھام گئی۔

ہاشم شاہ کی بڑھتی بے باکیوں پر وہ شرم سے آنکھیں میچ گئی تھی۔ کیونکہ مقابل کے ہاتھ اسکے پورے بدن کر محسوس کرنے میں مگن تھے۔ہاشم شاہ نے اپنے سینے سے اسکا چہرہ باہر نکالتے ہوئے لبوں کو قید کیا تو وہ بری طرح بے بس ہوتی چلی گئی۔

اپنے بدن پر میری بے تابیوں کو دیکھو،اور محسوس کرنے کی کوشش کرو کہ میں نے تمہارے ساتھ تمہیں چھوئے بنا جو اتنے دن گزارے ہیں وہ کتنے مشکل ترین تھے۔۔۔"روقاش کی دھڑکنوں کو سک کرنے کے ساتھ ساتھ معنی خیز سرگوشیاں کرتے ہوئے ہاشم شاہ مزید بہکتا جا رہا تھا۔

جبکہ روقاش اسکی اپنے لئے اس قدر بے چینی دیکھ کر شرما سی گئی۔۔اتنے جان لیوا لمس پر مدہوش ہوتے اس نے اپنی دھڑکنوں پر جھکے ہاشم شاہ کا چہرہ اپنے مقابل کرتے اسکے سرخ عنابی ہونٹوں کے ساتھ اپنے نازک لب جوڑے تو وہ یک دم سٹل ہو گیا۔ج وہ پہلی پیش قدمی کرتی اسکے گھنے بالوں میں ہاتھ الجھا گئی تھی۔

یک دم ہاشم شاہ کے جذبات منہ زور ہونے لگے تو روقاش کے ہونٹوں پر کاٹتے ہوئے وہ دیوانگی کی حدود کو چھوتے اس پر شدتیں نچھاور کرنا شروع ہو گیا۔

فارم ہاؤس میں سنڈے کا پورا دن گزرا کر وہ سب رات میں واپس آ چکے تھے۔چونکہ آج منڈے تھا۔اس لئے سب ہی اپنی اپنی تیاری میں مصروف نظر آ رہے تھے۔

بیلا تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔۔۔؟ڈریسنگ مرر کے آگے کھڑے حابیل شاہ نے خود پر پرفیوم چھڑکتے ہوئے استفسار کیا۔

بلیک فل ہائی نیک شرٹ کے ساتھ گرین کلر میں ٹو پیس سوٹ پہنے اپنے شہد رنگوں بالوں کو جیل سے سیٹ کیے حابیل شاہ اپنے دراز قد میں بھرپور وجاہت کا شہکار نظر آ رہا تھا۔ سموگ گرے آنکھوں میں اس وقت الگ ہی چمک سمائی ہوئی تھی۔

کلائی پر گھڑی پہنتے ہوئے وہ بار بار ڈریسنگ روم کے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جہاں اسکی اکلوتی حسین بیوی کب سے تیار ہونے کے چکروں میں غائب تھی۔

حابیل شاہ بیڈ پر بیٹھ کر شوز پہنتے ہوئے بھی اربیلا شاہ کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ لیکن جب وہ مزید پانچ منٹ تک باہر نہ نکلی، تو تشویش کا شکار ہوتے وہ خود ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

وہ ڈریسنگ روم میں داخل ہوا تو اسکی دل کی دھڑکن کمر پر اپنے لمبے گولڈن بالوں کو بکھیرے پشت کیے کھڑی نظر آئی۔ حابیل شاہ کا نکالا گیا ڈریس اس نے پہن لیا تھا۔۔

اپنی پسند کے ڈریس میں اسے دیکھ کر وہ اندر تک سرشار ہو چکا تھا۔ اربیلا شاہ کے گولڈن بالوں کو آج پہلی بار یوں کمر پر بکھرا دیکھ کر، حابیل شاہ کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔

آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے حابیل شاہ اسکے پاس گیا، تو اسکی بیوی نجانے کن سوچوں میں گم کھڑی تھی۔

میری حسین بیوی کن سوچوں میں گم ہے۔۔؟ بیلا کی کمر میں بازو لپیٹتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکے کندھے پر چہرہ ٹکاتے ہوئے کان میں سرگوشی کرتے اسے ہوش دلائی تو اچانک اسکی گھمبیر آواز سنتے وہ وہ بے اختیار اپنی جگہ سے اچھلی۔۔۔

کیا کرتے ہیں حابیل؟ میری جان نکال دی۔۔! یوں اچانک حابیل شاہ کی موجودگی نے سچ میں بیلا کی دھڑکن تیز کر دی تھی۔

ہاہاہا۔۔ اتنی آسانی سے تمہاری جان تھوڑی نکلنے دوں گا جانِ حابیل۔۔! اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے اس نے بیلا کی کمر میں سختی سے بازو لپیٹے، تو بیلا کی سانس اکھڑنے لگی۔۔۔

اب بتاؤ یہاں پر کیوں ایسے کھڑی ہو؟ تیار کیوں نہیں ہوئی ابھی تک؟۔۔ حابیل شاہ نے ایک دم سے اسکا رخ اپنی جانب موڑا تو ار بیلا شاہ کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہی اسکی گرے آنکھیں جھپکنا بھول گئیں۔

حابیل شاہ سے میچنگ گرین کلر میں سٹائلش شلوار قمیض پہنے وہ گولڈن بالوں کو کھولے کافی پریشان نظر آ رہی تھی۔ جبکہ وائلٹ آنکھیں ٹکر ٹکر کرتی حابیل شاہ کی طرف دیکھ رہیں تھیں۔

اپنی حسین بیوی کو معصومیت سے ٹکر ٹکر خود کی طرف دیکھتا پا کر حابیل شاہ کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ بکھر گئی۔

مجھے نہیں سمجھ آ رہی، کہ ان لمبے بالوں کا کیا کروں؟ اس ڈریس کے ساتھ کونسا جوتا پہنوں؟ شاہ مجھے تیار ہونا نہیں آتا نا۔۔! کیونکہ میں گھر میں بھی کبھی تیار نہیں ہوئی تھی۔۔

حابیل شاہ کی جذبات سے لبریز آنکھوں سے نظریں چراتے ہوئے وہ معصوم لہجے میں اپنی پریشانی بیان کرنے لگی۔ جس کو سن کا اسکا شوہر مسکرا دیا۔۔

تمہاری مشکل اگر میں حل کر دوں؟ تو کیا تم مجھے پانچ منٹ تک جھیل لو گی۔۔؟ اپنی بیوی کے سراپے پر گہری نظریں دہراتے ہوئے وہ معنی خیزی سے پوچھنے لگا۔ جبکہ نظروں کا مرکز اربیلا شاہ کی بیوٹی بونز تھیں۔ جو ابھرتے ہوئے اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ حابیل شاہ کو اپنی طرف کھینچ رہیں تھیں۔۔

آپ کیا کہہ رہے ہیں، مجھے نہیں سمجھ آ رہی؟ حابیل شاہ کی بھاری آواز پر اربیلا شاہ نے انجان بننا چاہا تو وہ ابرو اچکاتے اپنی بیوی کی سادگی کو دیکھ گیا۔

ڈونٹ وری تمہیں میرے الفاظ کی سمجھ نہیں آئی تو کیا ہوا؟ میں تمہیں ابھی پریکٹیکل کر کے دیکھاتا ہوں، دیکھنا پھر تمہیں سب سمجھ آ جائے گا! اربیلا شاہ کے انجان بننے کو کسی خاطر میں نہ لاتے وہ تیزی سے جھکتے ہوئے پوری شدت کے ساتھ اسکی بیوٹی بونز پر دانت گاڑ چکا تھا۔ جس پر اربیلا کے لبوں سے بے اختیار بلند سسکی برآمد ہوئی۔۔۔۔

اہہہ۔۔۔! حابیل!!! مقابل کی اتنی شدت پر اربیلا نے درد محسوس کرتے اسے پیچھے ہٹانا چاہا تو حابیل شاہ نے تیزی سے اسکی کلائیوں کو پیچھے کمر پر لگاتے مزید قریب کر لیا۔۔

اربیلا شاہ کی لیفٹ بیوٹی بون پر بار بار دانت گاڑتے ہوئے وہ تیزی سے اسکی سکن کو ہونٹوں میں سک کرنا شروع ہو گیا۔۔اربیلا بری طرح تڑپتے ہوئے اس سے پہلے پیچھے گرتی جب حابیل شاہ نے ایک جھٹکے میں اسے واڈروب کے دروازے کے ساتھ پش کر دیا۔

مسلسل اسکی سکن کو سک کرتے ہوئے حابیل شاہ نے پیچھے ہٹ کر دیکھنا چاہا تو اربیلا شاہ کے گلے کے بیچوں و بیچ اپنی شدت کا سرخ نشان دیکھ کر وہ اندر تک سرشاری میں مبتلا ہوتا چلا گیا۔۔

اپ۔۔بہت ظالم ہیں۔۔!اتنی شدت پر اربیلا شاہ کی آنکھیں نم ہو گئیں، تو وہ ناراضگی سے بول گئی۔کیونکہ مقابل اپنے کارنامے پر کافی خوش نظر آرہا تھا۔

تمہارے اس خوبصورت بدن پر حابیل شاہ مزید ایسے ظلم کرنا چاہتا ہے، بس ایک دفعہ اپنی رضامندی سے میرے ہاتھ لگ جاؤ، پھر تم دیکھنا! کہ پوری رات کیسے تم سسکتے ہوئے رہ جاؤ گی لیکن میرے ظلم کم ہونے کی بجائے بس بڑھتے ہی چلے جائیں گے۔۔۔"

اربیلا شاہ کی دونوں آنکھوں کو چومتے ہوئے اس نے معنی خیزی سے جواب دیا تو شرم کے مارے اربیلا کی پلکیں لرز گئیں۔۔

پیچھے ہٹیں، آپ بہت بے شرم ہیں۔۔!حابیل شاہ کے ہاتھوں کی بے باک گردش پر اربیلا نے بے اختیار اسے پیچھے ہٹانا چاہا تو اگلے ہی پل حابیل شاہ اسکی گردن کو جکڑتے اربیلا کا چہرہ بلند کرتے ہوئے وہ اسکے ہونٹوں پر جھک گیا۔۔۔بے چینی سے اربیلا شاہ کے نرم ہونٹوں کو اپنے لبوں میں محسوس کرتے ہی حابیل

شاہ کے جذبات میں آگ سی بھڑکی تو ہمیشہ کی طرح اس نے ہاتھ پیچھے لے جاتے اسکی ذپ کو کھولنا چاہا تھا۔ یہ اسکا غیر ارادتاً عمل تھا، وہ جب بھی اسکے ہونٹوں کو چھوتا تو جذبات کے مچلنے پر اسکی ذپ کھول دیتا تھا۔ شاید آج بھی وہ بہکتے ہوئے یہ عمل سرانجام دے چکا تھا۔

کیونکہ حابیل شاہ کو اپنی ذپ کھولتے دیکھ کر وہ بری طرح مزاحمت کرتے اسے پیچھے ہٹانے کی کوشش کرنے لگی۔

۔حابیل شاہ نے اسکی مزاحمت کا اثر لیے بنا اسکی ذپ کے اندر ہاتھ لے جاتے اسکی ہک میں ہاتھ الجھایا تو اربیلا کی وائلٹ آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔بے ساختہ اسے فارم ہاؤس کے کمرے کا منظر یاد آیا تو اسکا دل کانوں میں دھڑک اٹھا۔۔۔

حابیل شاہ نے اسکی زبان کو ہونٹوں میں دباتے ہوئے خود میں سختی سے سمیٹا تو اربیلا شاہ نے لرزتے ہوئے اسکے کندھوں پر مکے برسانا شروع کر دیے۔۔۔

اربیلا شاہ کی مزاحمت بڑھتے دیکھ کر ناچاہتے ہوئے وہ اسکے نچلے ہونٹ کو دانتوں سے کھینچتے ہوئے پیچھے ہٹا۔۔ جبکہ ہونٹوں کو آزادی ملنے پر وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی تھی۔۔

لمبے لمبے سانس کھینچنے پر اسکے جسم کے خدوخال کا اتار چڑھاؤ دیکھ کر حابیل شاہ نچلے ہونٹ کا کونا دباتا چلا گیا۔۔۔

اپپ۔۔میری مدد کرنے آئے ہیں، کہ میری تیاری خراب کرنے۔۔۔! حابیل شاہ کو گھورتے ہوئے وہ پھولی سانسوں میں تیکھے لہجے میں غصے سے بولی تو حابیل شاہ نے بے اختیار ہونٹ کاٹتے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔اربیلا شاہ کو دیکھتے ہی وہ ایسے بہکنے لگتا تھا جیسے فرصت سے پی کر آیا ہو۔۔

اچھا سوری اب نہیں تنگ کرتا، آؤ تمہارے شوز نکالیں۔۔! اپنی بیوی کو غصے میں آتے دیکھ کر وہ جلدی جلدی اسکا ہاتھ تھام کر شوز ریک کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ بیلا کے تاثرات سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ بگڑنے میں اب زرا دیر نہیں لگائے گی۔

اتنے عرصے میں وہ اپنی بیوی کو اتنا تو جان ہی چکا تھا کہ اسکی بیوی کا موڈ اگر خراب ہو جائے یا بگڑ جائے تو وہ جلدی سیٹ ہونے کا نام نہیں لیتا۔۔

ہیلز میں تم بار بار گرنے لگتی ہو، اس لئے یہ فلیٹ جوتا پہن لو۔۔۔! اربیلا شاہ کے ڈریس کے ساتھ میچنگ کھسہ نکال کر حابیل شاہ نے جھکتے ہوئے اسکے پیروں میں پہنایا تو اربیلا شاہ دم سادھے اسکو دیکھے گئی۔

وہ کتنی آسانی سے بنا کسی جھجک کے اسکے پیروں میں جوتا پہنانے لگتا تھا۔ بے اختیار اربیلا شاہ کو مال کا منظر یاد آنے لگا۔ جب سب کے سامنے وہ اسکے پیروں میں سارے جوتے پہنا کر چیک کر رہا تھا۔

جوتا پہناتے ہوئے حابیل شاہ کی نظر اسکی پائلوں میں پڑی تو وہ سٹل ہوتے دیکھنے لگا۔ اس نے جھکتے ہوئے اچانک اسکی پائل پر لب رکھنے چاہے تو اربیلا کرنٹ کھاتے ایک جھٹکے میں پیچھے ہو گئی۔۔

کیا کرتے ہیں آپ حابیل ؟ حابیل کی حرکت پر خفگی سے وہ ناراض ہوتے بولی تو حابیل شاہ مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔

تم پر خود کو وار کر تمہارا صدقہ اتارنے کی کوشش کرتا ہوں جانِ حابیل۔۔۔! اربیلا شاہ کا ماتھا چوم کر وہ اسکا ہاتھ پکڑے واپس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

اربیلا کو ڈریسنگ مرر کے آگے کھڑا کرتے اسکی چادر لینے کی غرض سے وہ واڈروب کی طرف گیا تو بیلا نرم نگاہوں سے اسکی طرف دیکھنے لگی۔

"حابیل ارباز شاہ" اسکی زندگی کا پہلا مرد ایسا تھا۔ جس کے ہر انداز میں اربیلا شاہ کے لئے صرف محبت جھلکتی تھی۔ کچھ تلخ یادیں ذہن میں آتے ہی اسکی آنکھیں تیزی سے نم ہوئیں تو وہ جلدی سے رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی۔۔

حابیل شاہ اسکی چادر لے کر واپس آیا تو شیشے میں اسکی نم آنکھوں کو دیکھ کر پریشان ہو گیا۔۔۔

کیا ہوا بیلا؟ تمہاری آنکھیں نم کیوں ہیں۔۔؟ حابیل شاہ نے اسکا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے تھوڑی سے پکڑ کر اسکا چہرہ بلند کیا تو اربیلا کو اپنے آنسوؤں پر بند باندھنا مشکل ترین لگا۔۔۔

اپ۔۔۔سچ۔۔۔میں مجھ سے محبت کرتے ہیں نا۔۔؟ دل میں اٹھتے وسوسے پر شاید وہ یقین دہانی کرنا چاہ رہی تھی۔ اس لئے حابیل شاہ کی طرف دیکھتے بے اختیار پوچھ گئی۔

"تمہیں لگتا ہے، کہ کسی انسان کی آنکھیں جھوٹ بول سکتیں ہیں؟ میری آنکھوں میں غور سے دیکھو اور بتاؤ کیا تمہیں میری آنکھوں میں اپنی محبت کے دیپ جلتے ہوئے نہیں دیکھائی دے رہے۔۔؟

کیا میری آنکھیں تم سے چیخ چیخ کر نہیں کہہ رہیں؟ کہ حابیل شاہ دل و جان سے تم سے محبت کرتا ہے۔۔"

بیلا کے چہرے کو ہاتھوں کو بھرتے ہوئے حابیل شاہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے پوچھ رہا تھا۔ جس پر یک دم بیلا نے اسکے سینے میں چہرہ چھپا لیا۔

"میرے بارے میں اتنے خدشے نہ پالو میری جان، کہیں یہ نا ہو کہ تمہارے خدشات دور کرنے کی کوشش میں حابیل شاہ جان سے چلا جائے۔۔" بیلا کو اپنے سینے میں چھپاتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکے سر پر لب رکھ دیے۔۔

فضول باتیں کرنے کی بجائے، مجھے تیار کریں، نہیں تو آج پہلے دن ہی میں کلاس کے لئے لیٹ ہو جاؤں گی۔۔! حابیل شاہ کے الفاظ پر وہ خفگی سے اسے دیکھتے ہوئے دور ہو گئی۔ وہ مسکراتے ہوئے وہ اسکی تیاری مکمل کرنے لگا تھا۔۔۔

جیا ٹیسٹ اچھے سے دینا ہے، اوکے۔۔۔! ڈائنگ ٹیبل پر ناشتہ کرتے ہوئے عالم شاہ بار بار شرجینا کو نصیحت کر رہا تھا۔

ویسے بھائی اپکو اتنی بار کہنے کا کیا فائدہ؟ جب آپ اور ہم سب ہی جانتے ہیں، کہ آپکی ان نصیحتوں کا اس نالائق پر کوئی اثر نہیں ہونے والا! کیونکہ ہر بار کی طرح یہ گلابی نالائق فتنی اپنی مرضی سے ٹیسٹ میں انڈہ ہی لے کر آئے گی۔۔!

ارمغان شاہ آملیٹ کھاتے بول گیا۔۔ کیونکہ وہ سب کب سے عالم شاہ کو سمجھاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔۔۔

"بھیا جھوٹ مت بولیں! پچھلے ٹیسٹ میں میرے پانچ نمبر آئے تھے۔۔۔"

اپنے بڑے بھائی کے الفاظ پر جہاں شرجینا تیزی سے تیکھے لہجے میں ٹوکتے ہوئے بولی وہیں اسکی پانچ نمبر کی بھڑک پر سب کا قہقہ اڈا۔۔ جبکہ عالم شاہ تو صدمے سے اپنی چھوٹی بیوی کو دیکھنے لگا تھا۔

کل رات فارم ہاؤس سے واپس آتے ہی وہ لیٹ نائٹ تک اسے پڑھاتا رہا تھا۔ تاکہ اسکا ٹیسٹ اچھا ہوں۔ کیونکہ ایک مہینے تک اسکے فائنل ایگزام ہونے والے تھے۔ پر وہ ابھی بھی اپنے سر پر پانچ نمبر کا تمغہ سجائے بیٹھی تھی۔۔۔ مطلب کیا سچ میں اسکی اتنی نصیحتیں ضائع جانے والی تھیں۔

"بکواس نہ کرو تم سب! کونسا میری لاڈو میڈیکل کا ٹیسٹ دینے جا رہی ہے جو تم سب ہاتھ دھو کر اسکے پیچھے پڑ گئے ہو! اس سالے کو تو ویسے ہی ٹیچر بننے کا شوق ہے بس اس لئے ہر وقت میری بچی کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔۔۔"

سب کو ہنستے دیکھ کر ہاشم شاہ نے غصے سے سناتے ہوئے وہ ساتھ ہی عالم شاہ کو بھی گھورنا نہیں بھولا تھا۔

ہاشم شاہ کی حمایت پر شر جینا نے اتراتے ہوئے اپنے بھائیوں کو دیکھا تھا۔ کہ اب کچھ بول کر دیکھاؤ۔۔۔

اسی وقت حابیل شاہ، بیلا کا ہاتھ تھامے ڈائنگ ٹیبل پر آیا تو سب متوجہ ہوتے انکی طرف دیکھنے لگے۔۔

لگتا ہے بھابھی اب بھائی کو منہ لگانے لگیں ہیں، اسی لئے یہ موصوف آج ناشتے پر دیر سے پہنچے ہیں۔۔۔"

حابیل اور بیلا کی میچنگ ڈریسنگ پر زیام شاہ سرگوشی کرنے والے انداز میں ارمان اور ارمغان کو بتانے لگا۔

انداز خالصتا محلوں کی آنٹیوں والا تھا۔۔۔

صحیح کہہ رہا ہے تو! دیکھ کیسے سبز طوطا بن کر آئے ہیں۔۔۔! جواب میں ارمان شاہ بھی اسی انداز میں بول گیا۔

ان تینوں کی نظریں اس وقت حابیل شاہ اور اربیلا پر ٹکیں ہوئیں تھیں۔

جہنمی کونا بڑے غور اور ترسی نگاہوں سے تیری یہ بھابھی کے ساتھ میچنگ دیکھ رہا ہے۔۔۔!

عالم شاہ نے حابیل کو کہنی مارتے ہوش دلائی تو وہ چونک کر چہرہ موڑتے ٹیبل کے آخری کونے کی طرف دیکھنے لگا۔ جہاں سچ میں وہ تینوں اپنی پوری کی پوری آنکھیں اس پر ٹکائے ہوئے تھے۔۔۔

ان تینوں کو ٹکٹکی باندھے دیکھ کر حابیل شاہ نے رعب سے ایبرو اچکایا تو وہ تینوں ہوش میں آتے گڑ بڑا گئے۔

کچھ نہیں ہم تو بس دیکھ رہے تھے، کہ انسان کو صبح صبح اٹھ کر سبزے کو دیکھنا چاہیے کیونکہ ایسے آنکھیں کو ٹھنڈے ملتی ہے۔۔! زیام شاہ نے زبردستی مسکراتے ہوئے صفائی دی تو بیلا شرم سے سرخ پڑ گئی۔

میرے خیال میں تو انسان کو ہر وقت اپنی آنکھوں اور زبان پر کنٹرول کرنا چاہیے۔ کیونکہ دوسری صورت میں آپ ان سے محروم بھی ہو سکتے ہیں۔۔"

حابیل شاہ نے بھی اسکی کے انداز میں مسکراتے ہوئے جواب پیش کیا تو وہ تینوں کھانستے ہوئے جلدی سے اپنے اپنے ناشتے پر جھکتے چلے گئے۔

"تم سب تو آفس چلے جاتے ہو ان دونوں کا بھی کچھ سوچ لو! جو ہر وقت آوارہ گردی کرتے رہتے ہیں۔ لیکن صبح سویرے اٹھ کر سب سے پہلے ناشتے کی ٹیبل پر ایسے موجود ہوتے ہیں۔ جیسے آرمی چیف انکے انتظار میں بیٹھے ہوں۔ کہ یہ دونوں بہادر آئے گئے تو ہی انڈیا کے باڈر پر جنگ جیتی جاسکے گی"

ارباز شاہ اچانک سب کو مخاطب کرتے ارمغان اور زیام کو دیکھ کر طنزیہ بولتے چلے گئے۔

بڑے بابا اب آپ ایسے تو نہ بولیں، ابھی تو ہمارے کھیلنے کودنے کے دن ہیں۔۔۔! زیام شاہ منہ بسور کر گویا ہوا۔ کیونکہ کام کرنے کے خیال سے ہی اسکی جان جانے لگتی تھی۔

"اگر تم جیسے گدھوں کے کھیلنے کودنے کے دن ہیں تو پھر ان تینوں کے تو فیڈر پینے کے دن چل رہے ہونگے۔۔۔"

زیام کے جواب پر وہ کلس کر باقیوں کی طرف اشارہ کرتے بول گئے۔۔

حد ہے بابا، انکے نکموں کے ساتھ آپ ہمیں کیوں گھسیٹ رہے ہیں۔۔! لڑکیوں کو ہنستے دیکھ کر حابیل شاہ جلدی سے سر نفی میں ہلاتے بولا۔ کیونکہ ارباز شاہ نے اسکے ساتھ ساتھ ہاشم شاہ، عالم شاہ کو بھی نشانہ بنایا تھا۔ خوامخواہ ان تینوں کو فیڈر پلا دیا تھا۔

جو بھی کہو پر ان دونوں کا جلد از جلد کچھ سوچو، میں انکو مزید یوں لوگوں سے الجھتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔۔! ارباز شاہ نے اس بار سخت لہجہ اپنایا، توزیام اور ارمغان دونوں ٹھٹک گئے۔

کیا مطلب تمہارا شاہ؟ کیا انکا پھر کسی کے ساتھ جھگڑا ہوا ہے۔۔؟ ارباز شاہ کی بات سے مطلب اخذ کرتے ہوئے اعظم شاہ فکرمندی سے پوچھ گئے۔

نہیں بابا! ایسا کچھ بھی نہیں ہے، آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔! ہاشم شاہ اپنے بڑے بھائی کو اشارے سے منع کرتے باپ کو جلدی سے تسلی دیتے کہنے لگا۔

اگر ایسا کچھ بھی نہیں ہے تو شاہ ان دونوں کو آج ہی اپنے ساتھ زمینوں پر لے کر جاؤ، آج سے یہ دونوں تمہارے ساتھ ڈیرے کا کام دیکھیں گئے بس۔۔۔"

ہاشم شاہ کی تسلی پر مطمئن نہ ہوتے اعظم شاہ نے اپنا حکم سنایا تو زیام اور ارمغان کی آنکھیں ڈیرے کے نام پر پھٹتی چلی گئیں۔۔۔

اپنی مطلوبہ لوکیشن پر آکر حابیل شاہ نے گاڑی کو بریک لگائی تو بیلا ذرا آگے کو جھکتی دیکھنے لگی۔

یہ اسلام آباد شہر کا جانا مانا انسٹیٹیوٹ تھا جہاں پر آرٹ کلاس کی کلاسز دی جاتیں تھیں۔ کچھ دن پہلے حابیل شاہ نے اسی جگہ پر اربیلا شاہ ایڈمیشن کروایا تھا۔

ویسے تو اس انسٹیٹیوٹ میں مارننگ اور ایوننگ دونوں ٹائمز کی کلاسسز دی جاتیں تھیں۔ پر حابیل شاہ نے اربیلا کے لئے مارننگ کلاسسز کا ٹائم ہی سیلیکٹ کیا تھا۔ تاکہ حابیل شاہ آفس کے وقت اسکو یہاں پر چھوڑ کر واپسی کے لئے سکون سے یہیں سے ساتھ لے جایا کرے۔

لو آگئی تمہاری منزل! حابیل شاہ نے چہرہ موڑتے ہوئے اسکی طرف دیکھا جو بلیک چادر میں چہرہ چھپائے بیٹھی تھی۔

حابیل میں نروس ہو رہی ہوں۔۔! اربیلا نے گھبراتے ہوئے اسکی طرف دیکھ کر بتانا چاہا۔۔ ویسے تو وہ یونیورسٹی میں پڑھتی رہی تھی۔ لیکن آج یہاں پر آتے ہوئے نجانے کیوں اسے اتنی گھبراہٹ سی محسوس ہو رہی تھی۔

کیوں اتنا پینک ہو رہی ہو میری جان۔۔! یہاں پر سب تمہاری طرح کے ہی سٹوڈینٹ ہیں۔۔! فضول میں اتنا گھبرا کر آج اپنا پہلا دن خراب نہ کرو۔۔! حابیل نے اسکے چہرے سے چادر ہٹائی تو گھبراہٹ کے مارے اسکے چہرے کو لال ہوتے دیکھ کر وہ اسے سینے سے لگا گیا۔

مجھے میری کلاس کا بھی نہیں پتہ نا۔۔۔! بیلا نے اسکے سینے سے چہرہ اٹھاتے نیا مسلہ بیان کیا تو وہ اس بار ہنس دیا۔۔

کسی سے بھی پوچھ لینا کہ نیو بیچ والوں کی کلاس کہاں پر ہے۔۔! بیلا کے بال سنوارتے ہوئے حابیل شاہ اسکے سر پر چادر درست کرتے اسکے مسلے کا حل بتایا۔۔

بلیک چادر میں اسکے چمکتے دمکتے چہرے کو دیکھ کر نا چاہتے ہوئے بھی وہ اچانک اسکے ہونٹوں پر جھکا تو بیلا کی آنکھیں بڑی ہوتی چلی گئیں۔ جبکہ حابیل شاہ سارے جہاں کو بھلائے بے تابی سے اسکے نرم وگلابی ہونٹوں کے لمس میں کھونے لگا تھا۔

بیلا کے نچلے ہونٹ کو لبوں میں دباتے ہوئے وہ اسکی گردن پر پر جھکا تو اربیلا گاڑی میں اسکی ایسی حرکت پر کانپ کر رہ گئی۔ کسی کے دیکھنے کے خیال سے ڈرتے ہوئے اسکا دل باہر نکلنے کو بے تاب ہو رہا تھا۔۔ جبکہ مقابل جنونی بنتے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے بیلا کی سائیڈ گردن کو سک کرنے لگا تھا۔۔

حا___بیل___کو___ئی دیکھ لے گا۔۔! بیلا نے اٹکتے ہوئے اسے پیچھے ہٹانا چاہا۔۔

بے فکر رہو کوئی نہیں دیکھے گا، کیونکہ باہر سے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔۔! بیلا کی تھوڑی پر دانت گاڑتے ہوئے وہ پیچھے ہوا تو بیلا نے خفگی سے منہ بنانا چاہا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ کی طرح اچانک اس پر حملہ بول چکا تھا۔

میں اندر جا رہی ہوں۔۔! حابیل شاہ کی بے باک حرکتوں پر بیلا نے جلدی سے دروازہ کھول کر باہر نکلنا چاہا تو اسکو بھاگتے دیکھ کر حابیل شاہ نے ہنستے ہوئے تیزی سے اسکی کلائی پکڑ لی۔۔

رکو جاؤ میری حیسن جادو گرنی۔۔۔! حابیل شاہ نے اسکی کلائی پکڑتے ہوئے اسے روکا تو وہ مڑتے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

یہ پیسے اپنے پاس رکھ لو۔۔! حابیل نے پاکٹ سے اپنا والٹ نکال کر کیش نکالتے ہوئے بیلا کو پیسے پکڑانے چاہے تو وہ حیرانی سے اسے دیکھ گئی۔۔

میں انکا کیا کروں گی۔۔؟ وہ آنکھیں اٹھاتے ہوئے پیسوں کو دیکھ کر پوچھ رہی تھی۔۔

کیا مطلب کیا کرو گی! پاس رکھو، ضرورت کے وقت کام آئیں گئے! حابیل شاہ نے تاسف سے اپنی بیوی کے سوال کو سنا۔۔

پر۔۔! اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بول کر پیسے لینے سے انکار کرتی، جب حابیل شاہ نے خود ہی تیزی سے اسکا بیگ پکڑ کر کھولتے ہوئے اندر پیسے رکھ دیے۔۔۔

اب بھاگ جاؤ! ورنہ تمھیں کھا جاؤں گا۔۔! حابیل شاہ نے بیلا کی گال پر دانت گاڑتے ہوئے ڈرایا تو وہ سب میں بھاگ نکلی۔ اپنی بیوی کی اتنی سپیڈ پر وہ قہقہ لگا گیا تھا۔۔

حابیل شاہ نے ونڈو سے اسکے عکس کو دیکھا جہاں وہ آہستہ آہستہ اندر جا رہی تھی۔ لیکن تھوڑا آگے جا کر بیلا کے قدموں کو رکتے دیکھ کر حابیل شاہ خود گاڑی سے باہر نکل آیا۔ یہ وہ ہی پل تھا جب ار بیلا بھی مڑتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگی تھی۔

حابیل شاہ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ار بیلا کا دل زوروں سے دھڑک اٹھا۔۔

میم کنسٹرکشن ایریا پر کچھ نیو مشینری کی ضرورت ہے، میں نے اپکو بتایا تھا۔۔۔"

مائرہ کے خوبصورت چہرے کو آنکھوں کے فوکس میں لیتے مینیجر بول رہا تھا۔ کاشف اور مائرہ اس وقت آفس میں بیٹھے کسی ضروری ڈسکشن میں مصروف تھے۔

مسٹر کاشف ابھی ایک ڈیڑھ ہفتہ پہلے ہی تو آپ نے اس سلسلے میں مجھ سے ایک چیک سائن کروایا تھا۔ تو اب مزید کن مشینوں کی ضرورت پر گئی ہے۔۔"

مائرہ نے الجھتے ہوئے اسکی طرف دیکھ کر جاننا چاہا تو کاشف کو پہلے ہی عجیب نظروں سے خود کی طرف دیکھتا پا کر وہ کچھ انکمفرٹیبل سی ہو گئی۔ لیکن پھر اپنا وہم سمجھتے اس نے سر جھٹکا۔۔۔

جی میم میں نے چیک سائن کروایا تھا پر وہ اماونٹ کچھ کم پڑ رہی ہے، اس لئے مزید پیسوں کی ضرورت ہو گی، لیکن پھر بھی کنفرم کرنے کے لیے آپ اکاؤنٹس کے ہیڈ کو بلا کر پوچھ سکتیں ہیں۔۔۔"

مائرہ کے خوبصورت سراپے سے بامشکل نظریں ہٹاتے کاشف نے سکون سے جواب دیا۔ مائرہ نے سر ہلاتے اکاؤنٹس آفس کے ہیڈ ظفر علی کو بلانے کا حکم دیا تھا۔۔۔

جتنی دیر وہ لوگ ظفر علی کا انتظار کرتے رہے اتنی دیر کاشف مائرہ کے حسن کو دیکھتا رہا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد ظفر علی اجازت لیتے آفس میں داخل ہوئے۔۔

جی میم آپ نے بلایا۔۔۔؟ مائرہ سے اجازت لیتے وہ اسکے سامنے بیٹھ گئے۔ ظفر علی ایک درمیانہ عمر کے انسان تھے۔ وہ یہاں پر مائرہ شاہ کے ڈیڈ کے وقت سے کام کر رہے تھے۔ اس لئے مائرہ شاہ کو ان پر مکمل یقین

تھا۔ وہ کاشف پر شک کر سکتی تھی پر ظفر علی جیسے انسان پر نہیں۔۔ کیونکہ اسکے مطابق وہ ایک انتہائی ایمان دار شخص تھے۔ وہ اسکے ڈیڈ کے بہت بھروسے والے ورکر تھے۔

جی ظفر صاحب میں نے یہ جاننے کے لیے اپکو بلایا ہے، کہ مسٹر کاشف کہہ رہے تھے کہ میرے سائن کیے ہوئے چیک کی اماونٹ کم پڑ رہی ہے۔۔۔" مائرہ لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھاتے انکی طرف دیکھتے بولی۔۔۔

جی میم یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں! کیونکہ جدید مشینری کافی مہنگی ہوگئی ہے تو اس لئے مزید اماونٹ کی ضرورت پڑے گی۔۔" ظفر علی نے بھی کاشف کی ہاں میں ہاں ملائی تو مائرہ نے سمجھتے سر ہلا دیا۔۔۔

ٹھیک ہے مسٹر ظفر میں کل مزید چیک سائن کر دوں گی، ابھی آپ دونوں جا سکتے ہیں۔۔۔"

کچھ سوچتے ہوئے مائرہ نے انکو جانے کا کہا تو وہ سر جنبش دیتے کھڑے ہوئے۔۔۔

انکے جاتے ہی مائرہ نے تھکے انداز میں چیئر کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں تھیں۔۔۔

آنکھیں بند کرتے ہی اسکی نیلی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر بکھرتا چلا گیا۔ پچھلے کتنے مہینوں سے وہ اتنی محنت کر رہی تھی۔ تاکہ اپنے ڈیڈ کی بنائی ہوئی کمپنی کو اونچائیوں پر لے جا سکے۔۔ لیکن اسکے باوجود بھی ہر چیز لاس میں جا رہی تھی۔ شاہ برادرز کے ہونے تک کمپنی میں سب ٹھیک تھا۔ لیکن جب سے مائرہ نے کمپنی کو باقاعدہ آفیشلی جوائن کیا تھا۔ تب سے مسلسل لاس ہو رہا تھا۔ اور اسی چیز کا سراغ مائرہ کو نہیں مل رہا تھا۔ کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے۔۔۔

ہاشم شاہ نے اس پر کتنا بھروسہ کر کے بزنس کی ذمہ داری اسے سونپی تھی۔ لیکن اب مائرہ شاہ کو محسوس ہو رہا تھا۔ کہ وہ اکیلی اس کمپنی کو نہیں سنبھال پائے گی۔ آئے روز مینجر اس سے کسی نہ کسی بہانے چیک سائن کروانے آیا ہوتا تھا۔ اب تو مائرہ کو شک ہونے لگا تھا۔ اسکے علاوہ بھی اکاؤنٹس میں اور بہت سی گڑ بڑ چل رہیں تھیں۔ پر بنا کسی ثبوت کے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اور پھر آج ظفر علی کو بھی کاشف کی ہاں میں ہاں ملاتے دیکھ کر وہ الجھ چکی تھی۔ اس لئے پریشانی سے اس نے اپنا سر تھام لیا۔۔

کلاس میں ٹیسٹ چل رہا تھا۔ شرجینا مکمل اپنے آگے بیٹھی لڑکی کی شیٹ کو اپنی شیٹ پر کاپی پیسٹ کرتی جا رہی تھی۔ جبکہ شرجینا شاہ کے پیچھے بیٹھی سحر اسکی طرف سے دیکھ کر لکھ رہی تھی۔ ان دونوں کے نقل کا یہ کنیکشن کافی مست انداز میں چل رہا تھا۔

ہمیشہ کی طرح شرجینا نے کلاس کی سب سے لائق لڑکی کو رشوت کے طور پر ہزار روپے دیے تھے۔ تاکہ آج کے ٹیسٹ میں وہ اسے دیکھنے کی اجازت دے۔ انہی ہزار روپے کی کرم نوازی کی وجہ سے آگے بیٹھی لڑکی اسکو کاپی کرنے کی اجازت دے رہی تھی۔ کیونکہ جس چیپٹر کی تیاری عالم شاہ نے اسے کروائی تھی۔ اس چیپٹر کا آج ٹیسٹ ہی نہیں تھا۔ شرجینا کو یہاں پر آکر پتہ چلا تھا کہ وہ غلط چیپٹر کی تیاری کر کے آئی ہے۔

ایک ایک کر شرجینا سارے سوالوں کے جواب اپنی شیٹ پر اتارتی جا رہی تھی۔ سفید یونیفارم میں کندھوں پر دوپٹہ سیٹ کیے وہ تیز تیز ہاتھ چلانے میں مصروف تھی۔۔۔

جب بورڈ کے پاس کھڑی ٹیچر چلتے چلتے اسکے پاس آئی۔ وہ کب سے نوٹ کر رہیں تھیں کہ شر جیناشاہ نقل کر رہی ہے۔ لیکن پھر ٹیچر کے دیکھتے ہی وہ انجان بنتے اپنی شیٹ پر جھک جاتی تھی۔

اپنے وہم کو دور کرنے کے لیے ٹیچر نے اسکے پاس آکر اس سے شیٹ لی تو وہ ہونٹ کاٹنے لگی۔۔

خیر ہے مس شاہ آج اپکے ہاتھ بہت چل رہے ہیں۔۔! شر جینا کی لکھائی پر نظریں دہراتے ٹیچر نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

پہلی شیٹ کھولتے ٹیچر نے سارے صفحے پر نظر دہرائی تو بیچ کے بیچوں وبیچ نام پڑھ کر وہ تعجب ناسمجھی کا شکار ہو گئی۔۔ ٹیچر نے شر جیناشاہ کی طرف دیکھا تو جواب میں وہ زبردستی مسکرا گئی۔۔

ٹیچر نے جلدی سے آگے بڑھ کر شر جینا سے پہلے بیٹھی ہوئی لڑکی کی شیٹ دیکھنا چاہی۔ تو اس شیٹ پر بھی سیم وہی نام پڑھ کر وہ پہلے سے زیادہ حیرانی کا شکار ہو گئیں تھیں۔۔

شر جینا اور رابعہ کی طرف ایک نظر دیکھ کر انھوں نے پیچھے بیٹھی سحر پر نظر ڈالی تو ٹیچر کے اپنی طرف دیکھنے پر سحر زبردستی مسکراتے ہوئے اپنی بتیسی کی نمائش کرنے لگی۔ جس پر ٹیچر کو مزید کھٹک ہوئی تھی۔

سحر کی طرف آتے ہوئے اسکی شیٹ بھی پکڑ کر دیکھی، تو اسکی شیٹ پر بھی سیم وہی نام دیکھ کر ٹیچر کو شدید برہمی نے آن گھیرا تھا۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

تین بجے وہ اربیلا کو واپس پک کرنے آیا تھا۔اربیلا کے آرٹ انسٹیٹیوٹ کے باہر گاڑی روک کر حابیل شاہ گاڑی سے باہر نکل آیا۔۔گاڑی سے ٹیک لگا کر اس نے میسج پر اربیلا کو باہر آنے کا کہا۔۔اربیلا شاہ کو میسج کرنے کے بعد موبائل پاکٹ میں واپس ڈال کر حابیل شاہ اسکے انتظار میں کھڑا ہو گیا۔

آنکھوں پر سن گلاسز لگائے وہ پوری شان کے ساتھ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے اپنی بیوی کا انتظار کر رہا تھا۔ وہاں سے گزرنے والی کتنی ہی لڑکیاں مڑ مڑ کر حابیل شاہ کی طرف دیکھنے لگیں تھیں۔جو اپنی طلسماتی شخصیت کی وجہ سے سب کو اپنی طرف اٹریکٹ کر رہا تھا۔۔۔

صبح وہ خود اربیلا شاہ کو اسکی کلاس تک چھوڑ کر آیا تھا۔کیونکہ اسکی معصوم بیوی نے گھبراہٹ کے مارے وہی پر قدم جما لیے تھے۔ حابیل شاہ کو آہستہ آہستہ پتہ چل رہا تھا کہ وہ صرف غصے کی غصیلی ہے ورنہ اندر سے وہ بالکل بھی ایک مضبوط لڑکی نہیں تھی۔

اربیلا شاہ کو اتنا لو کانفیڈینٹ جان کر وہ حیران ضرور ہوا تھا۔کیونکہ اسے امید نہیں تھی کہ وہ اس حد تک انڈر کانفیڈینٹ ہو گی۔

شاید اربیلا شاہ کا ان لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔جو کالج، یونیورسٹی میں پڑھتے ہوئے بھی اپنی ذات میں گم رہتے ہیں۔اپنی ذات میں گم رہنے کی وجہ سے ہی ایسے لوگ کم اعتمادی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

کیونکہ خود میں گم رہنے والے انسانوں کو اپنے آپ کو سلجھانے سے فرصت نہیں ملتی،تو وہ آس پاس والوں کی کیا خبر رکھیں۔

جب تک ہم خود آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتے تب تک ہم آگے بڑھ بھی نہیں پاتے کیونکہ ہر جذبے کی طرح خود اعتمادی بھی انسان کی اپنی اندر کی ایک طاقت ہوتی ہے۔جو اسے مجبور کرتی ہے کہ "تم نے آگے نکلنا ہے".۔

بعض اوقات یہ خود اعتمادی انسان کو اپنے اندر خود پیدا کرنی پڑتی ہے اور بعض دفعہ ہمارے ساتھ جڑے مخلص انسان ہمارے اندر کی ہر کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔ لیکن اس جذبے کو حاصل کرنے کے لیے سب سے پہلے ہمیں اپنی ذات سے باہر نکلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔اور ایسا کرنے پر ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔۔۔

حابیل شاہ جو اپنی حسین بیوی کے خیالوں میں کھویا سامنے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔کہ اچانک وہاں سے بلیک چادر میں اربیلا شاہ کو نکلتے دیکھ کر اسکا دل دھڑک اٹھا۔ بیلا پر نظر پڑتے ہی اسکے خوبرو چہرے پر بھرپور مسکراہٹ نے جھلک دیکھائی۔

حابیل شاہ کو دیکھتے ہی اربیلا شاہ نے خوشی سے ہاتھ ہلاتے اسے ہائے کہا تو اپنی بیوی کی اس کیوٹ حرکت پر جواب میں وہ اسے قریب آنے کا اشارہ کرتے ہنس دیا۔۔

حابیل شاہ کے اشارے کو سمجھتے وہ تیز تیز قدم اٹھاتے اسکی طرف آنے لگی۔۔

بلیک چادر میں چہرے کے ساتھ ساتھ اپنے وجود کو بھی مکمل طور پر چادر میں چھپائے وہ مسلسل حابیل شاہ کی دھڑکن تیز کر رہی تھی۔بیلا کے سفید پیروں میں گرین کھسہ دیکھتے حابیل شاہ نے سانس روک لی۔اسکا

حسن سرتا پیر ہوش ربا تھا۔ وہ جیسے جیسے اسکے قریب آ رہی تھی، ویسے ویسے حابیل شاہ کی گہری نظریں اسکا مکمل جائزہ لے رہیں تھیں۔

حابیل۔۔۔!! اسے پکارتے ہوئے وہ بھاگ کر حابیل کے سامنے کھڑی ہوئی تو حابیل شاہ اسکے لبوں سے اپنا نام سنتے بے قرار ہوتا چلا گیا۔ جب سے وہ اسکا نام پکارنا شروع ہوئی تھی, حابیل شاہ کو اپنے نام سے ہی عشق ہونے لگا تھا۔۔

جانِ حابیل، یوں پکار کر کیوں میری جان لینا چاہ رہی ہو۔۔! اربیلا شاہ کے چادر میں چھپے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے ہوئے وہ گھمبیر آواز میں بولا۔۔

ہاہاہا۔۔ میں تو بس ایسے ہی آپکو پکار رہی تھی۔۔! حابیل شاہ کو بے قرار ہوتے دیکھ کر وہ شرارت سے بولی۔۔

گاڑی میں بیٹھو پھر بتاتا ہوں تمہیں۔۔" اپنے دل کے بے چین ہونے پر حابیل شاہ نے گھوم کر دروازہ کھولتے ہوئے اسے جلدی سے سیٹ بٹھا کر دروازہ بند کر دیا۔ بیلا کو بٹھانے کے بعد وہ آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تو بیلا اسکی اتنی تیزی پر کھکھلانے لگی۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ وہ جب بھی اسکا نام پکارتی ہے تو وہ ایسے ہی بے قرار ہو جاتا تھا۔

تمہارا پہلا دن کیسا رہا۔۔؟ اربیلا شاہ کی کھلکھلاہٹ اور آنکھوں کی چمک اسے بتا رہی تھی کہ اسکی بیوی کا پہلا دن بہت اچھا گزرا ہے لیکن اسکے باوجود اس نے گاڑی کو ریورس کرتے اسکے منہ سے سننا چاہا۔۔

بہت بہت اچھا۔۔! پتہ ہے میں نے آج پہلے دن ہی دو پینٹنگز بھی بنائی ہیں۔ سر بہت امپریس ہو رہے تھے، سب نے بہت تعریف کی۔ میں نے اپکو دیکھانے کے لیے اپنے موبائل میں تصویریں بنائیں ہیں، میں اپکو حویلی جاتے ہی دیکھاؤ گی۔۔۔"

حابیل شاہ کے پوچھنے کی دیر تھی جب اربیلا شاہ چہرے سے چادر ہٹا کر نان سٹاپ خوشی سے چہکتے ہوئے اسے بتانے لگی۔۔۔

ویری گڈ میری بیوی کا اگر پہلا دن ہی اتنا شاندار گزرا ہے، تو اس کا مطلب ہے کورس اینڈ ہونے پر وہ ٹاپ بھی کر سکتی ہے۔۔۔!

حابیل شاہ نے روڈ پر گاڑی ڈالتے ہوئے سچ میں امپریس ہونے والے انداز میں اسکی تعریف کرتے, چہرہ گھما کر بیلا کی طرف دیکھا تو اسکے چہرے پر نظر پڑتے ہی اس نے یک دم گاڑی کو بریک لگالی۔۔

کیا ہوا؟ حابیل شاہ کے تعریف پر وہ جہاں خوش سے پھولے نہ سما رہی تھی۔ کہ اچانک اسکے گاڑی رکنے پر استفہامی نظروں سے اسکی طرف دیکھ گئی۔۔۔

یہ چہرے پر کیا لگا کر آئی ہو۔۔! بیلا کے چہرے کو دیکھتے وہ مسکراہٹ دبائے پوچھ گیا۔۔۔

کیا۔۔؟ کیا لگا ہے میرے فیس پر۔۔۔! چہرے کو چھوتے ہوئے اس نے پریشانی سے پوچھا۔۔ بیلا نے تیزی سے اٹھتے ہوئے مرر میں دیکھنے کی کوشش کی تو اسے کچھ بھی نظر نہیں آیا تھا۔۔

بیلا کو شیشہ دیکھنے کی کوشش کرتے دیکھ کر گاڑی دوبارہ سٹارٹ کرتے ہوئے حابیل شاہ نے ایک جھٹکے میں اسے سیٹ سے اٹھاتے اپنی گود میں بٹھایا تو وہ ساکت ہوتی اسے دیکھے گئی۔۔

کیا کر رہے ہیں اپ۔۔۔! شرم سے سرخ پڑتے اربیلا شاہ نے اٹھ کر واپس اپنی سیٹ پر بیٹھنا چاہا تو حابیل شاہ نے اسکی کوشش ناکام بنادی۔۔

سکون سے بیٹھی رہو اور شیشے میں زرا اپنے چہرے کو دیکھ لو، جیسے رنگوں سے بھر کر آئی ہو۔۔! حابیل شاہ نے گاڑی کی سپیڈ تیز کرتے اربیلا شاہ کا دھیان اسکے چہرے کی طرف پھر کروایا۔ جس پر وہ شیشے میں اپنے چہرے کو دیکھتے ہی منہ کھول گئی تھی۔

پینٹنگ کرتے ہوئے شاید وہ بے دھیانی میں اپنے چہرے پر بھی رنگ لگا چکی تھی۔اسکی دائیں گال اور ناک کی ٹپ پر اتنے زیادہ رنگ لگے ہوئے تھے۔اربیلا کو منہ کھولتے دیکھ کر حابیل شاہ کی نظر اسکے آدھ کھلے ہونٹوں پر پڑی تو اس نے بے ساختہ ہونٹ کا کونا دبایا۔

آں۔۔۔یہ کیسے لگے۔۔۔! رنگ اتارنے کی کوشش میں وہ مسلسل گال کو مسلنے لگی۔۔حابیل شاہ کی گود میں بیٹھے وہ رنگ اتارنے کی کوشش میں تھی۔

کیا کر رہی ہو پاگل لڑکی ایسے نہیں اترے گئے اب۔۔! بیلا کو بے دردی سے اپنا گال مسلتے دیکھ کر حابیل نے جلدی سے اسے ٹوکا۔

تو کیسے اترے گئے اب۔۔؟ ہونٹ لٹکاتے ہوئے اس نے پریشانی سے الٹا پوچھا تو حابیل شاہ کا ضبط جواب دے گیا۔۔

ایک جھٹکے میں اربیلا شاہ کی ٹانگوں کو سیٹ کے دائیں بائیں کرتے اسکے سر سے چادر اتار کر، وہ اسکی گردن کو جکڑتے تیزی سے لبوں پر جھک چکا تھا۔ جبکہ اربیلا شاہ کے ہونٹوں کو اپنے سلگتے لبوں میں قید کرتے ہی حابیل شاہ نے گاڑی کو زوردار بریک لگائی تو فضا میں ٹائروں کی آواز گونجتی چلی گئی۔

سیٹ پیچھے کو کھسکاتے حابیل شاہ نے تیزی سے اربیلا کو خود پر لٹا لیا۔ اس کے برعکس گاڑی کے ایک جھٹکے میں رکنے پر ڈر کے مارے اربیلا شاہ کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔ اس پر تضاد اپنے شوہر کی بے شرمی پر وہ کانوں کی لوح تک سرخ پڑ چکی تھی۔۔۔ چونکہ یہ انکے گاؤں کا روڈ تھا، تو اس لئے یہ زیادہ تر سنسان ہی رہتا تھا۔۔۔

حابیل شاہ نے بے چینی کی حدوں کو چھوتے اچانک اربیلا شاہ کی ڈھرکنوں پر ہاتھ رکھا تو اربیلا نے لرزتے ہوئے اسے کندھوں سے تھام لیا۔

پیاسوں کی طرح اسکے ہونٹوں کو سک کرتے وہ اسکی زبان پر دانت گاڑتے ہوئے اسکے پورے جسم پر ہاتھ پھیرنے لگا تھا۔۔۔ اچانک اسکی قمیض کے اندر ہاتھ لے جاتے حابیل نے اسکے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو اربیلا شاہ نے اسکے لمس پر اچھلتے ہوئے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی۔ لیکن بدلے میں حابیل شاہ نے اسکی دونوں کلائیوں کو قابو میں کرتے مزید خود کے ساتھ لپٹا لیا تھا۔

مسلسل کئی منٹ تک وہ اسکے نرم ہونٹوں کو سک کرتے ہوئے اسکی زبان کو دانتوں میں کھینچتے ہوئے پیچھے ہٹا تو اربیلا شاہ سانسوں کو رہائی ملنے پر بے اختیار اس پر گرتی چلی گئی۔

بیلا، حابیل شاہ کے سینے پر چہرہ گرائے لمبی لمبی سانسیں لے رہی تھی۔ کیونکہ حابیل شاہ نے اسکی سانس روکنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

اپنے سینے پر بیلا کی سانسوں کو محسوس کرتے وہ مسکراتے ہوئے اسکی کمر پر ہاتھ پھیرنے لگا تو اگلے ہی پل بیلا کرنٹ کھاتے اٹھتے ہوئے جا کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اسکا سفید چہرہ اس وقت خون چھلکا رہا تھا۔ حابیل شاہ سے نظریں چراتے ہوئے اس نے اپنا چہرہ جھکایا تو وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے اٹھ بیٹھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ بڑھا کر دوبارہ بیلا کو اپنی طرف کھینچتا کہ اچانک اسکے کوٹ میں پڑے موبائل کی بیل بجنے لگی۔۔

حابیل شاہ نے بیلا کے سرخ چہرے پر نظر ڈال کر کوٹ سے موبائل نکالا تو عالم شاہ کالنگ لکھا آرہا تھا۔

کال پیس کرتے ہوئے ایک ہاتھ سے حابیل شاہ نے فون کان کے ساتھ لگایا تو دوسرے ہاتھ میں اس نے بیلا کا نازک ہاتھ پکڑ لیا جس پر وہ اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

ہاں بول۔۔۔! حابیل شاہ نے عالم شاہ کو جواب دیتے ہوئے بیلا کے ہاتھ میں انگلیاں پھنساتے اسکا ہاتھ لبوں سے لگاتے چوما، تو بیلا کانوں کی لو تک مزید سرخ پڑ گئی۔۔

وہ بڑی پوچھ رہے ہیں کہ اگر تیرا کار رومینس ہو گیا ہو، تو کیا اب گاڑی چلانا پسند کرو گئے، کیونکہ وہ کیا ہے نا، کہ ہم کب سے پیچھے انتظار میں کھڑے ہیں۔۔۔"

موبائل سے بولتے ہوئے عالم شاہ نے احتراماً ہاشم شاہ کا پیغام اس تک پہنچایا تو حابیل شاہ نے چونکتے ہوئے گاڑی کے سائیڈ مرر میں دیکھا۔ جہاں سچ میں اسکی گاڑی کے پیچھے عالم شاہ کی گاڑی کھڑی تھی۔

عالم شاہ کے ساتھ فرنٹ پر ہاشم شاہ بیٹھا ہوا تھا۔ جس نے حابیل شاہ کے دیکھنے پر امپریسنگ انداز میں ہاتھ ہلاتے بے شرم ہونے کا اشارہ کیا تو بدلے میں حابیل شاہ مسکراہٹ دباتے ہوئے نچلہ ہونٹ کاٹنے لگا۔۔

آفس میں آج زیادہ کام نہیں تھا۔ اس لئے وہ سب ٹائم پر نکل آئے تھے۔ حابیل شاہ ان سے پہلے آفس سے نکلا تھا۔ کیونکہ اسے رستے سے اربیلا شاہ کو بھی پک کرنا تھا۔ جبکہ ارمان شاہ ان تینوں سے پہلے ہی مائرہ شاہ کو ساتھ لیے حویلی جا چکا تھا۔ اور اب عالم شاہ اور ہاشم شاہ دونوں یہاں سے گزر رہے تھے تو سڑک کے سائیڈ پر حابیل شاہ کی گاڑی کھڑی دیکھ کر وہ تشویش کا شکار ہو گئے۔

عالم شاہ اور ہاشم شاہ نے باہر نکل کر دیکھنا چاہا تو وہ جب گاڑی کے قریب آئے تو گاڑی میں چلتے سین پر سرخ چہرہ لئے، الٹے پاؤں واپس بھاگتے ہوئے گاڑی میں جا کر بیٹھ گئے۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی ہاشم شاہ اپنے بھتیجے کو گالیوں سے نوازنا شروع ہوا۔ تو ہاشم شاہ کی گالیوں پر عالم شاہ قہقہ لگا گیا۔۔۔

عالم شاہ نے گاڑی سٹارٹ کرتے سائیڈ سے نکلنا چاہا تو ہاشم شاہ نے اسے منع کرتے حابیل شاہ کو فون کرنے کا کہا تھا۔۔۔ کیونکہ یوں سڑک کے بیچوں و بیچ وہ جس طرح بے شرمی پر اترا ہوا تھا۔ کسی کی بھی نظر پڑ سکتی تھی۔ انکے گاؤں کی سڑک سے زیادہ تو نہیں پر وقتاً فوقتاً گاڑیاں گزرتی رہتی تھیں۔ جن میں وقار شاہ کی حویلی کی گاڑیاں بھی شامل تھیں۔

اور پھر بیلا شاہ انکی حویلی کی عزت تھی۔ جس کی وجہ سے ہاشم شاہ کو ہرگز بھی گوارہ نہیں تھا کہ انکی ایسی پرائیویسی پر کسی اور کی نظر پڑے۔

جیسے عالم شاہ اور ہاشم شاہ تشویش سے انکی گاڑی کی طرف آئے تھے ایسے کوئی دوسرا بھی آسکتا تھا۔ اسی خیال پر ہاشم شاہ نے اسے فون کرتے ہوش دلانا چاہی۔ جبکہ دل میں وہ پکا ارادہ کر چکا تھا کہ اس بے شرم خبیث کی حویلی جا کر خبر ضرور لے گا۔۔۔

بڑی کو بول کہ انکو کس بات کی جلدی ہے؟ کیا حویلی میں چاچی بھی انکے رومینس کے انتظار میں بیٹھیں ہوئیں ہیں۔۔؟ انگلیوں کی پوروں سے وہ بیلا کے ہاتھ کی ہتھیلی سہلاتے ہوئے معنی خیزی سے الٹا پوچھنے لگا۔۔۔

بے غیرت انسان شرم کیا بیچ کھائی ہے؟ جو یوں سڑک پر تو ہالی ووڈ کا ہیرو بنا ہوا تھا؟! اگر تیری یہ ہی حرکتیں رہیں تو میں نے بیلا کو پک اینڈ، ڈراپ کرنے کی ڈیوٹی زیام شاہ کو دے دینی ہے۔۔۔! حابیل شاہ کے

چھیڑنے پر جواب میں ہاشم شاہ نے غصے سے جھڑکتے ہوئے اسے دھمکایا۔ کیونکہ عالم شاہ نے لاؤڈ سپیکر کیا ہوا تھا۔۔۔

ایسی کی تیسی اس سنگل ترسے ہوئے انسان کی، میں ٹانگیں بھی توڑ دوں گا اگر وہ ہمارے بیچ آیا۔۔۔۔"

ہاشم شاہ کی جھڑپ پر حابیل شاہ گاڑی سٹارٹ کرتے، الٹا دانت پیس کر گویا ہوا۔ جبکہ بیلا کو پتہ نہ چلے اس لئے وہ ہاشم شاہ کو گول مول کرتا جواب دے رہا تھا۔۔

کیونکہ اسے پتہ تھا کہ اگر اسکی شرمیلی بیوی کو خبر ہو گئی کہ انکا رومینٹک سین گاڑی کے پیچھے آتے دو انسان دیکھ چکے ہیں تو عین ممکن تھا وہ خود ہی اسکے ساتھ آنا، جانا چھوڑ کر زیام شاہ کو پکڑ لیتی۔۔۔

وہ گاہے بگاہے اپنی بیوی پر بھی ساتھ نظر ثانی کر رہا تھا۔ جو نظریں چراتے ہوئے رخ موڑے ونڈو سے نظر آنے والے منظر پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔

سالے ایک دفعہ تو حویلی پہنچ سہی، تیری خود کی ٹانگیں تو میں توڑتا ہوں نا آج۔۔۔" فون سے ہاشم شاہ کی غصے والی آواز سنائی دی تو اپنے بڑی کو مزید تپانے کے لئے حابیل شاہ نے ایک جھٹکے میں بیلا کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے دو سکینڈ کے لیے اسکے ہونٹ چومے۔۔۔

حابیل شاہ کی اس خبیث حرکت پر ہاشم شاہ نے ولاحول۔۔۔ پڑھتے اگلے ہی سکینڈ تیزی سے فون کاٹ دیا۔۔۔

ہاشم شاہ کے اس انداز پر گاڑی میں حابیل شاہ کا قہقہ گونج اٹھا تھا۔ جبکہ بیلا آنکھیں پھیلائے نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔ بیلا کے معصومیت سے خود کو دیکھنے پر حابیل شاہ نے اسے آنکھ ونک کرتے یک دم گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی۔

گیراج میں آگے پیچھے آکر انکی گاڑیاں رکیں تو بیلا نے جلدی سے اتر کر حویلی کی طرف بھاگنا چاہا۔

اپنی بیوی کو بھاگتے دیکھ کر حابیل شاہ نفی میں سر ہلاتے گاڑی سے باہر نکلتے کوٹ اتار کر بیلا کے پیچھے قدم اٹھا گیا۔۔ اندر ہی اندر وہ ہاشم شاہ کی خونخوار تاثرات سے بچنے کی کوشش میں تھا۔۔

ہاشم شاہ اور عالم شاہ گاڑی سے باہر نکلے تو حابیل شاہ نے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے مڑ کر اچانک انکو سیلوٹ پیش کیا۔

حابیل کے دوبارہ چھیڑنے پر عالم شاہ ہنسنے لگا تو ہاشم شاہ کا بس نہیں چلا تھا کہ کوئی پتھر اٹھا کر اس بے غیرت کو مار دیتا۔۔۔

وہ دونوں بھی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے حویلی کے اندر آئے تو لاونج میں ایک الگ ہی ہلچل مچی ہوئی تھی۔۔ نا سمجھی سے وہ دونوں آکر صوفے پر بیٹھ گئے تھے۔

صوفے سے ٹیک لگاتے انہوں نے کوٹ اتار کر سائیڈ پر رکھے تو کچن سے نکل کر حابیل بھی انکے پاس آکر بیٹھ گیا۔ جبکہ ہاتھ میں فریش جوس کا گلاس پکڑا ہوا تھا۔

میری نظروں سے فلحال دور ہو جا، ورنہ میں تیرا قیمہ بنادوں گا..." حابیل شاہ کو معنی خیزی انداز میں جوس کے سیپ لیتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے اسے وارن کرنا چاہا۔۔

لو بھلا میرے ایک کس کرنے سے انکو مسلہ ہو گیا ہے، اور خود جو پورا فارم ہاؤس لال گلابوں سے سجائے بیٹھے تھے۔۔"

حابیل شاہ نے ہنسی ضبط کرتے پھر چھیڑا تو ہاشم شاہ نے غصے سے پاس پڑا کشن اٹھا کر اسے دے مارا۔ ہاشم شاہ کے چڑنے پر حابیل نے ایک ہاتھ سے کشن کیچ کرتے قہقہ لگایا۔۔

عالم شاہ نے بھی ہنستے ہوئے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

اس سے پہلے کہ کوئی مزید کچھ کہتا جب روقاش کچن سے نکلتی ٹرے میں جوس لیے ہاشم شاہ کی طرف آئی۔ روقاش کے سراپے پر نظر پڑتے ہی ہاشم شاہ سٹل ہوتا چلا گیا تھا۔

سلک کی سی گرین کلر کی فراک کے ساتھ کیپری پہنے گھنگریالے بالوں کا لوز سا بن بنائے وہ اپنے تمام تر قیامت خیر حسن میں ہاشم شاہ کو جوس کا گلاس پیش کر رہی تھی۔

ہاشم شاہ کو سٹل ہوتا دیکھ کر جہاں روقاش نے شرم سے پہلو بدلا وہیں حابیل شاہ نے کہنی، مارتے عالم شاہ کو ہوش دلانا چاہی۔۔ جو صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔۔ حابیل شاہ کے آنکھوں سے اشارہ کرنے پر عالم شاہ نے چہرہ موڑتے دیکھا تو ہاشم شاہ کا منظر دیکھتے ہی اس نے ہنسی دبالی۔۔۔

شاہ۔۔؟؟ روقاش نے اسے پکارتے ہوئے ہوش دلائی تو وہ ہڑبڑا گیا۔

ہاں۔۔؟ ہاشم شاہ نے ہوش آنے پر نا سمجھی سے روقاش کی طرف دیکھا تو اس نے آنکھوں سے ٹرے میں رکھے جوس کے گلاس کی طرف اشارہ کیا تھا۔ روقاش کے اشارے پر ہاشم شاہ نے چونکتے ہوئے جوس پکڑا تو وہ شکر کرتی سیدھی ہو گئی۔

اسی پل شرجینا شاہ بھی بامشکل ٹرے میں جوس کو سنبھالتے عالم شاہ کے سامنے آئی تو شرجینا کے خود کو جوس پیش کرنے پر عالم شاہ صدمے سے دوچار ہوتا چلا گیا۔۔ عالم شاہ کو صدمے میں دیکھ کر روقاش سمیت سب نے ہنسی ضبط کی تھی۔ آج ایک کے بعد ایک انوکھے کام ہو رہے تھے۔

عالی!!! فٹافٹ جوس پکڑے نہیں، تو گر جائے گا۔۔" جوس کے گرنے کے ڈر سے شرجینا تیزی سے بولی۔

شرجینا کے کہنے پر اگلے ہی پل عالم شاہ نے ٹرے سے جوس اٹھاتے اسکی مشکل آسان کی، تو بدلے میں شرجینا نے لمبا سانس کھینچا۔ جوس کا گلاس بچ جانے پر تشکر بھرا سانس لیا گیا تھا۔

روح یہ معجزہ کیسے ہوا ہے۔۔؟ حیرت وہ صدمے سے عالم شاہ نے روقاش سے سے جاننا چاہا۔۔ اشارہ شرجینا کے اپنے لئے جوس لانے کی طرف تھا۔

عالم شاہ نے اپنی چھوٹی سی بیوی پر غور کیا تو خلاف معمول آج وہ فراک پہنے ہوئے تھی۔ آسمانی کلر کی شارٹ فراک کے ساتھ ٹراؤزر پہنے وہ سکینڈز میں عالم شاہ کا دل دھڑکا گئی۔۔

ہاہاہاہاہا کافی لمبی کہانی ہے بعد میں بتاؤں گی۔۔" ابھی آپ سب جا کر فریش ہو جائیں، کیونکہ ہم کھانا لگانے والی ہیں۔۔"

عالم شاہ کو تعجب میں دیکھ کر روقاش نے ہنستے ہوئے کہا تو ان سب کو تیزی سے خوشگوار حیرت نے آن گھیرا۔ آج پہلی بار انکو اپنی حویلی میں گھر جیسا ماحول نظر آرہا تھا۔ جہاں آفس سے تھکے آنے کے بعد جوس اور کھانا پیش ہونے والا تھا۔ آج پہلی بار حویلی میں سب لڑکیاں فراک پہنے گھوم رہیں تھیں۔

چلیں چاچی اب ہم کھانا لگاتے ہیں۔۔" شرجینا اپنی چاچی کا ہاتھ پکڑے واپس کچن میں جا چکی تھی۔ لیکن ان سب کا سکتا نہیں ٹوٹا تھا۔۔۔

سب اٹھ بھی جائیں، فریش ہو کر ڈائنگ ٹیبل پر آجائیں۔۔" ان سب کو وہیں جمے دیکھ کر روقاش نے کچن سے لاونج میں جھانکتے ہوئے اونچی پکار لگائی تو وہ ہوش میں آتے جوس ختم کر کے کمروں کی طرف چلے گئے۔۔

سب فریش ہو کر ڈائنگ ٹیبل پر آئے تو ٹیبل پر پڑے کھانوں سے اٹھتی ہوئی خوشبوؤں پر وہ خوشگوار حیرت میں مبتلا ہو گئے۔۔۔

روقاش نے فون کر کے ڈیرے سے ارباز شاہ کو بھی بلا لیا تھا۔ زیام شاہ اور ارمغان شاہ بھی چینج کر کے آکر اپنی جگہ پر بیٹھے، تو روقاش انکی طرف آکر انکو کھانا سرو کرنے لگی۔۔

بچے اب بیٹھ جاؤ، سب خود کھانا لے لیں گئے، پہلے ہی کتنی دیر کچن میں کھڑی کھانا بناتی رہی ہو۔۔۔! روقاش کو باری باری سب کو کھانا نکال کر دیتے ہوئے اعظم شاہ اپنی بہو کی فکر میں بول گئے۔۔۔

اعظم شاہ کے الفاظ پر سب روقاش کی طرف دیکھنے لگے تھے جس نے آج پوری طرح حویلی کا نقشہ بدلا ہوا تھا۔ حویلی میں بے شک ڈھیروں ملازمین تھے۔ لیکن ملازمین سے صحیح طرح کام کروانے والا کوئی بھی نہیں تھا۔ تقریباً سب ہی اپنی اپنی روٹین میں مصروف ہوتے تھے۔

مائرہ شاہ کو جتنا وقت اور موقع ملتا تھا وہ اسی طرح مینج کرنے کوشش کرتی تھی۔۔ لیکن اتنی بڑی حویلی کو ہر وقت کوئی سنبھالنے والا چاہیئے تھا۔

اسی لئے روقاش نے آج سب ملازمین کو صبح سے کام پر لگایا ہوا تھا۔ سب کے کمروں کے ساتھ ساتھ اس نے پوری حویلی کی پہلے اچھی طرح صفائی کروائی اور پھر وہ خود کچن میں مصروف ہو گئ۔ جیسے جیسے سب واپس آئے اسی ترتیب سے روقاش نے انکو اپنے ساتھ کام پر لگا لیا تھا۔ وہ تینوں واپس لوٹنے کے بعد کچن میں اپنی چاچی کی ہیلپ کرتی رہیں تھیں۔

روقاش نے آج کے دن میں جو سب سے زیادہ ضروری کام کیا تھا۔ وہ تھا سب لڑکیوں کو ڈھنگ کے کپڑے پہنانا۔۔۔

روقاش نے خود تو فریش ہو کر فراک پہنی ہی تھی لیکن اپنے ساتھ ساتھ اس نے شرجینا، مائرہ اور مالا کو بھی آج فراک پہنا ڈالی تھی۔ اربیلا شاہ واپس آئی تو روقاش کے حکم کے مطابق وہ بھی چینج کر کے فراک پہنے نیچے آئی تھی۔ ورنہ وہ سب اجڑے حلیے میں ٹی شرٹ پہنے بے ڈھنگی بنی گھومتی رہتیں تھیں۔

رئیلی؟ کھانا کیا سچ میں چاچی آپ نے خود بنایا ہے۔۔؟

زیام شاہ نے خوشگوار حیرت سے روقاش سے جاننا چاہا۔ جو اسکے پاس کھڑی باری باری ان تینوں کی پلیٹس میں کھانا نکال رہی تھی۔۔۔

اعظم شاہ کے صبح کے حکم کی وجہ سے زیام شاہ اور ارمغان شاہ دونوں ہی آج ڈیرے پر کام کرتے رہے تھے۔ ارباز شاہ نے اچھی طرح انکے کس بل نکالے تھے۔۔

اگر اب تم نے مجھے چاچی کہا تو اسی چمچ کے ساتھ تمہارا منہ بجادوں گی۔۔! زیام شاہ کو گھورتے ہوئے روقاش الٹا جواب دیتے بولی، تو وہ منہ بسور کر رہ گیا۔۔۔

واہ ماشاءاللہ میری بہو نے کھانا تو بہت زیادہ ٹیسٹی بنایا ہے۔۔۔" اعظم شاہ نے کھانا شروع کیا تو پہلی بائٹ کھاتے ہی وہ بے اختیار تعریف کرتے چلے گئے۔

داجان کی تعریف پر سب نے تیزی سے کھانا ٹیسٹ کیا تو سچ میں پہلا لقمہ کھاتے ہی انکا دل سرشاری میں بھرتا چلا گیا تھا۔ جبکہ ہاشم شاہ تو قربان ہوتے اپنی قاشو کو دیکھ رہا تھا۔ جو آج اپنی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ اتنی اچھی کوکنگ کر کے اسکا دل لوٹ چکی تھی۔۔۔

شکر ہے یا خدا! ہمیں بھی ماں کے ہاتھ کا کھانا نصیب ہوا۔۔! ارمغان شاہ نے باقاعدہ ہاتھ اٹھاتے ہوئے شکر ادا کیا تو نا چاہتے ہوئے بھی روقاش جھینپ گئی۔

سچ میں روح اتنی ٹیسٹی کھانا آج تک نہیں کھایا۔۔۔! عالم شاہ بھی دل سے تعریف کرتے کہنے لگا۔ باری باری سب کو اپنی تعریف میں بولتے دیکھ کر روقاش خوشی سے گلابی ہو گئی تھی۔۔۔

خالی منہ تعریف کرنے کی بجائے اپنی چاچی کو اسکی محنت کا انعام بھی دو۔۔۔! ادھر آؤ بچے اپنا انعام لے لو۔۔! سب کو کہتے ہوئے ارباز شاہ نے اپنا والٹ نکال کر روقاش کو اپنے پاس بلایا تو وہ جھجھکتے ہوئے انکے پاس چلی گئی۔

ارباز شاہ نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے انعام کے طور پر پیسے پکڑانے چاہے تو روقاش نے اجازت طلب نظروں سے ہاشم شاہ کی طرف دیکھا۔۔

اپنی بیوی کی اس معصوم ادا پر قربان ہوتے ہاشم شاہ نے سر ہلاتے اسے اپنا انعام وصول کرنے کی اجازت دی، تو روقاش نے پیسے پکڑ لیے۔۔

اور یہ میری طرف سے میری لاڈلی بہو کے لئے۔۔۔" اعظم شاہ نے بھی روقاش کے سر پر ہاتھ رکھتے قمیض کی جیب سے ایک باکس نکال کر اسکی طرف بڑھایا تو سب متجسس بھری نظروں سے انکے تحفے کو دیکھے لگے۔سب کی اتنی محبت پر روقاش کا دل خوشی سے بھرتا جارہا تھا۔

وہ صبح سے کاموں میں لگی ہوئی تھی۔ لیکن سب کو اپنی محنت کو سراہتے دیکھ کر اسکی ساری تھکن منٹوں می اڑن چھو ہو چکی تھی۔روقاش نے باکس کھول کر دیکھا تو اس میں ہیرے کی ایک خوبصورت انگوٹھی تھی۔ اتنی انمول اور قیمتی انگوٹھی دیکھ کر وہ حیرانی سے اعظم شاہ طرف دیکھے گئی۔۔ بابا یہ۔۔!؟؟

بچے یہ تمہارے پہلی بار کھانا بنانے کی رسم کا گفٹ ہے، ویسے تو نئی نویلی دلہن پہلی بار جب کچن میں جاتی ہے، تو وہ رسم کے طور پر صرف مٹیھا ہی بناتی ہے، لیکن تم نے پہلی بار میں ہی اتنے ترسے ہوئے نمونوں کو کھانا کھلا کر بہت بڑی نیکی کا کام کیا ہے اس لئے اس حساب سے تو قیمتی تحفہ بنتا ہے۔۔۔"

روقاش کی حیرت کو دیکھتے ہوئے اعظم شاہ نے اسے تفصیلی جواب دیا تو سب پر نظریں دہراتے روقاش ہنس پڑی۔ کیونکہ خود کو ترسے ہوئے سن کر سب ہی خفگی سے اپنے داجان کو دیکھ رہے تھے۔ لیکن اعظم شاہ کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔

بہت شکریہ بابا۔۔"اعظم شاہ کا شکریہ ادا کرتے وہ باقی سب سے خود اپنا گفٹ وصول کرنے کی غرض سے سب سے پہلے حابیل شاہ کی طرف بڑھ گئی

سب کو کھانا کھلانے کے بعد روقاش اپنے کمرے میں باکس اور پیسے رکھنے آئی تھی۔ انعام کے طور پر ابھی اس نے سب سے پیسے ہی نکلوائے تھے۔ جبکہ مزید اچھا گفٹ لانے کا سب نے کل پر وعدہ کر دیا۔

روقاش ڈریسنگ مرر پر پیسے اور رنگ کا باکس رکھ کر واڈروب ک طرف آئی۔ تاکہ چینج کر سکے۔ کیونکہ سلک کی یہ فراک اسے خود پر کافی فٹڈ محسوس ہو رہی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ کوئی آرام دہ ڈریس نکال پاتی، جب کمرے میں تیزی سے داخل ہوتے ہاشم شاہ نے روقاش کی طرف بڑھ کر اچانک اسکا رخ اپنی طرف موڑتے اسے واڈروب کے ساتھ پش کر دیا۔۔

اس اچانک افتاد پر روقاش نے سہم کر اسکی آنکھوں میں دیکھا تو اگلے ہی پل وہ بنا کچھ بولے اسکے لبوں پر جھک چکا تھا۔ جس پر روقاش کی آنکھیں پھٹ گئیں۔۔بے چینی سے روقاش کے ہونٹوں پر شدتیں نچھاور کرتے ہاشم شاہ نے اسکی کمر کو ہاتھ میں دبوچا تو روقاش نے لرزتے ہوئے بے اختیار اسے تھام لیا۔۔

اسکی پتلی لمبی صراحی دار گردن میں ہاتھ لپیٹتے ہوئے روقاش کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہاشم شاہ نے چہرہ ترچھا کرتے اسکی زبان کو تیزی سے لبوں میں جکڑا تو روقاش کو اپنے وجود میں گرم سپارک اٹھتا محسوس ہوا۔۔۔ہاشم شاہ کی بے باکی پر اس نے پٹ سے پھیلی ہوئیں آنکھیں میچ لی تھیں۔

جب ہاشم شاہ نے مزید بے چینی کی حدوں کو چھوتے اسکی تھائیز کو جکڑتے ہوئے ایک جھٹکے سے گود میں اٹھایا تو روقاش نے اسکی کمر پر ٹانگوں کو لپیٹتے ہوئے اسکی گردن میں بازو حائل کر دیے۔۔۔

اس کے برعکس ہاشم شاہ مزید جنونی بنتے اسکے ہونٹوں پر کاٹنے لگا تھا۔

روقاش کی کمر میں دونوں بازوؤں لپیٹے اسے گود اٹھائے ہاشم شاہ نے اسے واڈروب کے دروازے کے ساتھ لگایا ہوا تھا۔۔

اپنی زبان کو ہاشم شاہ کے لبوں کی گرفت میں دیکھ کر سانس رکنے کے احساس پر روقاش نے جھنجھوڑتے ہوئے اسے ہوش دلانا چاہی۔ جس پر ہاشم شاہ نے مزید اسکے ہونٹوں کو کھول کر سک کرتے ہوئے ہاتھ پیچھے لے جاتے اسکی فراک کی ذپ کھول دی۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

شاہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔؟ ہاشم شاہ کو اپنی ذپ کھولتے دیکھ کر وہ بامشکل ہونٹ چھڑاتے پوچھ گئی۔

سب سے اپنا گفٹ وصول کر چکی ہوں! کیا میری طرف سے کوئی تحفہ نہیں چاہیئے۔۔؟ ہاشم شاہ نے پھولی سانسوں میں اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جاننا چاہا، تو وہ بے اختیار اسے دیکھے گئی۔ جو ہمیشہ کی طرح کمرے میں آتے ہی اسکی بے خبری کا فائدہ اٹھاتے اسے قید کر چکا تھا۔۔۔

شاہ مجھے نیچے اتاریں۔۔۔! ہاشم شاہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے روقاش نے اسکی گود سے نیچے اترنے کی کوشش کی تو وہ گھوری ڈال کر مزید شدت سے اسے خود کے ساتھ لپٹا گیا۔۔۔

چپ کر کے یہاں پر ہی ٹکی رہو، صبح بھی تمہارے کہنے پر تمہاری جان بخشی کر کے آفس چلا گیا تھا، تو اب تو سوال پیدا نہیں ہوتا کہ تم یہاں سے کہیں جاؤ۔۔۔! ہاشم شاہ نے واڈروب کے دروازے کے ساتھ اسے پش کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اسکی تھائیز کو جکڑتے ہوئے قریب کیا تو روقاش کو اپنے وجود میں سرد لہریں اٹھتی محسوس ہونے لگیں تھیں۔ آنکھیں بند کرتے وہ بھاری سانس لے گئی۔۔۔

شاہ مجھے کچھ ہو رہا ہے پلیز۔۔! ہاشم شاہ کی آگ سی قربت میں جلتے ہوئے وہ بے ساختہ مچلتے ہوئے بول گئی۔ روقاش کا سفید چہرہ اس وقت دہک کر لال انگارہ ہو چکا تھا۔ کیونکہ ہاشم شاہ کافی بے باکی سے اسکے وجود کو خود کے ساتھ لپٹائے کھڑا تھا۔۔۔

کیا ہو رہا ہے میری قاشو کو۔۔؟روقاش کے التجا کرنے پر ہاشم شاہ نے گہری پروں سے اسے دیکھتے معنی خیزی سے سرگوشی کرتے جاننا چاہا۔۔۔ جبکہ اسکا چوڑا ہاتھ ایک بار پھر اسکی ذپ کے ساتھ الجھ چکا تھا۔روقاش کی مزاحمت کی وجہ سے تھوڑی دیر پہلے وہ اسکی آدھی ذپ ہی کھول پایا تھا۔۔

شاہ۔۔۔! ہاشم شاہ کے لبوں کو اپنی گردن میں محسوس کرتے وہ سسکتے ہوئے پکارنے لگی۔جبکہ اگلے ہی پل ہاشم شاہ نے چرڑ کی آواز سے کمر تک لگی ذپ کھول دی۔ذپ کھولتے ہی فراک فرنٹ سے ڈھلکنے لگی تو روقاش نے جلدی سے تھامتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔اسکی ہیزل آنکھوں کے گولڈن رنگ میں سرخی چھانے لگی۔جو ہاشم شاہ کو مزید بے باک ہونے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔

شاہ کی جان! جب سے آفس سے آیا ہوں تب سے تمہارے اس خوبصورت روپ کو دیکھ کر جل رہا تھا، تو اب مجھ سے رحم کی امید تو بالکل نہ رکھنا۔۔۔! ہاشم شاہ نے اسکی دونوں کلائیوں کو اوپر واڈروب سے لگاتے ہوئے پش کیا تو روقاش نے لرزتے ہوئے اسکی کمر پر اپنی ٹانگوں کو لاک کر لیا۔

روقاش کی کلائیوں کو ایک ہاتھ میں قید کرتے ہاشم شاہ نے ہاتھ بڑھا کر کندھوں سے ڈھلکتی فراک نیچے کرنا چاہی تو سلک کی فراک خود بخود نیچے گرتی چلی گئی۔اپنا بدن عیاں ہوتے ہی روقاش نے شرم سے مچلتے ہوئے آنکھیں میچ لیں۔کیونکہ اسکی فراک دونوں کندھوں سے نیچے گرتے ہوئے پیٹ پر اٹک گئی۔۔ہاشم شاہ اسکی دھڑکنوں کو قید دیکھ کر ایک دم سے مخمور ہوا۔

اتنی قیامت خیز کیوں ہو۔۔۔؟روقاش کی دھڑکنوں کو ہاتھ سے مسلتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکے کان پر جھکتے ہوئے بھاری آواز میں سرگوشی کی۔۔۔۔۔

شاہ۔۔۔ ببب۔۔۔ ہر۔۔ سب انتظار۔۔ کررہے ہوں گئے۔۔۔!روقاش نے بھاری سانس کھینچتے ہوئے اسکا دھیان بھٹکانا چاہا، ہاشم شاہ کی قربت میں اسکا انگ انگ جل رہا تھا۔۔اسکی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑتی ہوئی سنسناہٹ روقاش کو بار بار لب کاٹنے پر مجبور کررہی تھی۔ لیکن مقابل کو کوئی پرواہ نہیں تھی۔۔

سب کو بھاڑ میں بھیجو۔۔!بے پرواہی سے بولتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکے کندھے پر موجود سٹریپ کو دانتوں سے کھینچتے ہوئے نیچے کردیا۔روقاش کی کالر بونز پر دانت گاڑتے ہوئے وہ ایک دم سے جنونی ہوا تو روقاش تیزی سے کانپ گئی۔۔

تمہاری کلائیوں کو آزاد کرنے لگا ہوں، پر دھیان رکھنا کہ یہ مجھے ڈسٹرب نہ کریں۔۔۔!روقاش کی کے پھڑپھڑاتے لبوں پر پھونک مارتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکی کلائیاں اسی پل آزاد کردیں۔۔۔ جبکہ لہجہ آگاہ کرنے والا تھا کہ وہ اپنے کام میں اسکی مزاحمت نہیں چاہتا ہے۔۔۔

ہاشم شاہ نے ہاتھ پیچھے لے جاکر ہک کھولتے ہوئے اسکی دھڑکنوں کو پردے سے آزاد کیا تو روقاش نے تڑپتے ہوئے اپنا نچلہ ہونٹ دانتوں تلے کچل دیا۔۔

اسکے برعکس ہاشم شاہ اسکی ڈھرکنوں کو آزاد کرتے کی ان پر چہرہ جھکا چکا تھا۔روقاش کو واڈروب سے لگائے وہ گود میں لیے کھڑا تھا۔ہاشم شاہ نے اسکی دھڑکنوں کو ہاتھ سے چھوتے ہوئے محسوس کرتے سک کرنا

شروع کیا تو روقاش بہکنے والے انداز میں گردن اوپر اٹھاتے سسک اٹھی۔۔۔۔ہاشم شاہ کے بھیگے ہونٹوں کو لمس اسکے بدن کو جلانے کا سبب بن رہا تھا۔

جبکہ ہاشم شاہ اسکی سسکیوں کو سنتے مزید شدت پسند ہونے لگا۔دونوں ہاتھوں سے اسکے کندھوں کو تھامے وہ مکمل طور اسکی دھڑکنوں کو اپنے لمس سے بھگو رہا تھا۔روقاش کے دل کے مقام پر دانت گاڑتے ہوئے ہاشم شاہ نے اپنی شدتوں کے نشان بنائے تو روقاش کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔۔۔

شاہ۔۔!میں مر جاؤں گی۔۔!ہمیشہ کی طرح وہ سسکتے ہوئے بول گئی۔ہاشم شاہ کی قربت میں وہ ہمشیہ ایسے ہی مچھلی کی طرح تڑپنے لگتی تھی۔۔۔روقاش کی فریاد پر ہاشم شاہ اسکی کمر میں بازو حائل کرتے اسے یوں ہی گود میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھ گیا۔

روقاش کو بیڈ پر لٹاتے ہی وہ اسکے اوپر جھکا تو روقاش سینے پر ہاتھ رکھتے پیچھے کو کھسکنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

روقاش کے کھسکنے پر ہاشم شاہ نے اوپر اٹھتے اپنی ٹی شرٹ اتار کر سائیڈ پر پھینکی تو روقاش نے سہمتے ہوئے اسکے دیو ہیکل وجود کو ایک نظر دیکھا۔مضبوط شانے،چوڑا سینہ بے شک وہ وہ ہر طرح سے خوبصورت تھا۔ہاشم شاہ کی سرخ سبز آنکھوں کو دیکھتے ہوئے وہ مزید سہمی تھی۔کہاں وہ چھوئی موئی نازک جان اور کہاں وہ بھاری باڈی بلڈر۔۔۔۔!وہ ڈرتی نہ تو کیا کرتی۔۔؟

روقاش کو اپنا معائنہ کرتے دیکھ کر وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اس پر دوبارہ جھکا تو وہ رونے والا منہ بناگئی۔۔

شاہ باہر سب بیٹھے ہوئے ہیں، مجھے جانے دیں پلیز، سب کیا سوچیں گئے۔۔! ہاشم شاہ کی نظروں سے چھپنے کی کوشش میں روقاش نے تکیہ اٹھا کر خود کر رکھ لیا۔اسکی اس حرکت پر وہ اسے گھورنے لگا تھا۔جو خود کو چھپانے کی کوشش میں خوامخواہ اسے غصہ دلا رہی تھی۔۔۔

سب ہی یہ سوچیں گئے، کہ انکی چاچی پلس جوان ماں اچھی بیوی اور بہو بننے کے بعد اس وقت اپنے شوہر سے انعام وصول کر رہی ہے۔۔۔! تھوڑی دیر پہلے حابیل شاہ کے الفاظ یاد کرتے ہاشم شاہ نے اسکے سینے سے تکیہ ہٹا کر دور پھینکا تھا۔۔اس کے برعکس روقاش اسکے بے باک الفاظ پر لال بھبھوکا ہوتے بوکھلا پڑی۔۔۔۔

ہاشم شاہ کو روقاش کے پیچھے کمرے میں جاتے دیکھ کر حابیل شاہ نے بے باک سرگوشی کرتے اس سے پوچھا تھا کہ "کیا وہ کمرے میں چاچی کو انعام دینے جا رہا ہے" کیونکہ ڈائنگ ٹیبل پر ہاشم شاہ کے سوا باقی سب نے ہی روقاش کو انعام دیا تھا۔اس لئے اب اسکا یوں روقاش کے پیچھے کمرے میں جانے پر اسکے بھتیجوں کا چھیڑنا تو بنتا تھا۔۔!

شاہ میں مر جاؤں گی۔۔! اپنے پیٹ پر ہاشم شاہ کی مونچھوں کی چھبن محسوس کرتے وہ پھر مچلی، اسکا دل اندر ہی اندر ہاشم شاہ کی قربت سے خوف کھا رہا تھا۔۔

بے فکر رہو تمہاری اور اپنی جان ایک کر کے دونوں کو نئی زندگی بخشنے والا ہوں۔۔۔!

روقاش کے ہمشیہ والے جملے پر ہاشم شاہ نے ذو معنی انداز میں بولتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔جو مسلسل کانپ رہی تھی۔۔اپنی نازک بیوی کا کانپنا اسے اچھے سے سمجھ آرہا تھا۔۔

سائیڈ ٹیبل سے ریموٹ اٹھاتے ہاشم شاہ نے روم کی لائٹس آف کیں تو روقاش بے اختیار ہر طرف نظریں دہرا گئی۔

اندھیرے میں اسے اپنے پیٹ پر اٹکی فراک نیچے کی جانب کھسکتی ہوئی محسوس ہونے لگی تو اس نے سینے میں تیزی سے دھڑکتے دل کو شانت کرنے کے لیے لمبا سانس لینا چاہا۔۔۔

شاہ۔۔!اندھیرہ میں روقاش نے اسے پکارنا چاہا۔۔کیونکہ وہ اسکے اوپر سے ہٹ گیا۔۔

شاہ کہاں ہیں آپ۔۔؟روقاش نے ہاتھ مارتے ہوئے بے اختیار اسے ڈھونڈنے کی کوشش کی۔۔

شاہ کی جان میں یہاں پر ہی ہوں۔۔۔! بلینکٹ اوڑھتے ہوئے ہاشم شاہ اندھیرے میں اسکے اوپر سایہ فگن ہوا تو اسکی خوشبو محسوس کرتے روقاش نے ناک چڑھایا۔۔

سب باہر بیٹھے ہوئے ہیں کیا سوچ رہے ہوں گے، کہ ہم اس وقت کمرے میں کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟

روقاش کو ایک ہی فکر کھائے جا رہی تھی۔کہ ان دونوں کے اچانک کمرے میں بند ہونے پر سب کیا سوچیں گئیں۔۔۔

یہ ہی سوچ رہے ہونگے کہ انکے جوان چاچا، چاچی انکے کزن پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہونگے۔۔۔

روقاش کے وجود سے اسکا ٹراؤزر الگ کرتے ہاشم شاہ نے اس پر اپنا بوجھ منتقل کرتے ہنسی دباتے جواب دیا۔۔ کیونکہ اپنی بیوی کی معصوم بات پر اسے ہنسی آ رہی تھی۔۔

ہاشم شاہ کے بے شرم الفاظ پر وہ جہاں کانوں کی لوح تک سرخ پڑی وہیں ہاشم شاہ کے وجود کے لمس کو اپنے بدن پر محسوس کرتے اسکے رونگٹے کھڑے ہونے لگے۔۔۔۔

شش۔۔ اس سے پہلے روقاش تڑپتے ہوئے مزاحمت کر پاتی جب ہاشم شاہ نے اسکے لبوں پر قفل لگاتے اسکی کمر میں بازو لپیٹتے ہوئے اسے اوپر اٹھا لیا۔۔۔

کچھ کہنے کی بجائے، اب صرف اس قربت کی گہرائیوں کو محسوس کرو شاہ کی جان۔۔۔! دو سیکنڈ کے لئے اسکے لب آزاد کرتے بول کر وہ دوبارہ اسکے ہونٹوں پر جھک چکا تھا۔ ہاشم شاہ نے ہاتھ نیچے لے جاتے ہوئے اسکی اپر تھائیز کو چھونا چاہا تو وہ تڑپ گئی۔۔ اگلے ہی پل ہاشم شاہ اسکی ٹانگوں میں فاصلہ بناتے اسکی ٹانگیں کمر پر لگائیں تو روقاش نے اسکا عمل جانتے ہی اسے مضبوطی سے تھام لیا تھا۔

روقاش زور سے آنکھیں میچتے ہوئے اسکی سخت گرفت میں پھڑپھڑانے لگی تو وہیں دوسری طرف ہاشم شاہ اسکی زبان کو سک کرتے ایک جھٹکے میں پوری شدت کے ساتھ اسکی روح میں اتر گیا تھا۔۔ اتنی شدت اور اچانک عمل پر روقاش کے وجود کو جھٹکا لگنے کے ساتھ ساتھ وہ کانپ چکی تھی۔۔

ہاشم شاہ نے اسکی ٹانگوں کو کانپتے ہوئے پیچھے ہٹتے محسوس کیا تو بے اختیار انکو سختی سے جکڑتے اس نے دوبارہ اپنی کمر کے گرد لاک کر دیں۔

روقاش نے سانس رکنے پر اسے ہوش دلانا چاہی تو ہاشم اسے لبوں کو آزادی بخش کر دھڑکنوں پر جھکتا چلا گیا۔ آج اسکے ہر عمل اور احساس میں روقاش کو ایک شدت بھری بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔ جس جنون خیزی کے ساتھ وہ اسکے اندر اترنا چاہ رہا تھا۔ روقاش کو اپنی جان نکلتی محسوس ہونے لگی تھی۔۔

ہاشم شاہ اسکی دھڑکنوں پر زبان پھیرتے ہوئے بھرپور انداز میں اسکی روح میں اترتا جا رہا تھا، روقاش کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں۔۔ دونوں ہاتھوں سے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے اس نے پیچھے کو ہونا چاہا تو اسی وقت ہاشم شاہ نے اوپر اٹھتے اسکی تھائیز کو جکڑ کر نیچے کی جانب کھینچتے ہوئے دوبارہ اپنے قریب کر لیا تھا۔

شش۔۔۔شاہ۔۔!! مقابل کو اتنے خطرناک طریقے سے اپنے بدن پر جنون خیزیاں بکھیرتے دیکھ کر وہ سسک اٹھی۔۔ بیڈ پر روقاش کی آہیں سنتے وہ مزید شدت پسند ہوتے اسکے کندھوں پر دانت گاڑنے لگا۔۔

ہاشم شاہ نے اسکی کمر میں بازو حائل اسے اوپر اٹھاتے اپنے مقابل کیا تو روقاش آنکھیں وا کرتی اسکی سبز آنکھوں میں جھانکنے لگی۔۔۔ اسکا سفید بدن پسینے میں شرابور ہو چکا تھا۔ جبکہ روقاش کے ہونٹوں کو کانپتے دیکھ کر وہ گہرا مسکرا دیا۔۔

کیا ہوا ہے شاہ کی جان کو۔۔۔! اپنی بیوی کی بکھری حالت دیکھ کر ہاشم شاہ نے معنی خیزی سے دیکھتے ہوئے اسے چھیڑا تو وہ روٹھنے والے انداز میں منہ پھیر گئی۔۔۔

یوں منہ پھیروں گی تو تمہاری ننھی سی جان کو دوبارہ لبوں پر لے آؤں گا۔۔۔! روقاش کے بال پیچھے گراتے ہوئے ہاشم شاہ اسکی کمر کو جکڑتے ایک جھٹکے میں اٹھاتے ہوئے گود میں بٹھایا تو روقاش کے بال لہرا کر اسکی کمر چھپاتے چلے گئے، جس پر روقاش نے آنکھیں میچتے ہوئے لب کاٹنے لگی۔۔..

اب تم سسکتے ہوئے مجھے خود پکاروں گی، لیکن میں تمہاری ڈھرکنوں سے چہرہ نہیں اٹھاؤ گا۔۔۔"زو معنی انداز میں بولتے ہوئے ہاشم شاہ اسے بے باک انداز میں دھمکاتے ہوئے بولا۔۔ کیونکہ وہ ابھی تک چہرہ موڑے ہوئے تھی۔۔اپنے شوہر کی دھمکی پر روقاش حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

روقاش کو دوبار تکیے پر گراتے ہوئے ہاشم شاہ اسکے اوپر آیا تو روقاش سٹل ہوتی اسے دیکھ گئی۔۔ جو اپنے کہے کے مطابق سچ میں اسکی ڈھرکنوں کو نشانہ بنا چکا تھا۔

روقاش کی دھڑکنوں کو تیزی سے سک کرتے ہوئے ہاشم شاہ شدت بھری گستاخی کرتے ایک بار پھر اسکی روح میں پورے جنون کے ساتھ اتر گیا تھا۔ مقابل کے پاگل پر روقاش کی آنکھیں کناروں تک پھیلتی چلتی گئیں۔۔

آہہہ۔۔۔! اسکے ہونٹوں سے بے ساختہ سسکی نکلی، جب مقابل نے اسکے پیٹ کو مٹھی میں بھرتے محسوس کر رہا تھا۔۔

روقاش نے بے چینی کی حدوں کو چھوتے ہوئے ہاشم شاہ کو تھامنا چاہا تو ہاشم شاہ نے اسکی کلائیوں کو پکڑ کر کے تکیے سے لگا دیا اور خود اسکی روح کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے وہ ڈھرکنوں کو چومتے ہوئے دیوانہ ہوتا چلا گیا تھا۔ آہستہ آہستہ اسکی بڑھتی باکیوں پر روقاش نے بوکھلا کر سختی سے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

خیریت مس سفیہ آپ نے مجھے آج ارجنٹ کیوں بلایا ہے، جیا ٹھیک تو ہے۔۔۔؟ عالم شاہ نے تشویش سے اپنے سامنے بیٹھی پرنسپل سے جاننا چاہا۔۔

جس نے آج کال پر عالم شاہ کو جلد از جلد کالج آنے کا کہا تھا۔ عالم شاہ اس وقت میٹنگ میں بے حد مصروف تھا، لیکن کالج سے آئی کال پر وہ ساری میٹنگ حابیل شاہ کے ہینڈ اوور کرتے خود تیزی سے وہاں سے نکل آیا۔۔

بلیک تھری پیس سوٹ میں وہ کرسٹل سبز آنکھوں سمیت انتہائی دلکش اور وجیہہ لگ رہا تھا۔ کوٹ کے بٹن کھلے تھے۔ جبکہ کوٹ کے نیچے پہنی بلیک ڈریس شرٹ کے اوپری دو بٹن بھی کھلے ہوئے تھے۔ کالج سے اتنی ارجنٹ کال پر وہ فکرمند ہوتا نکلا تھا۔ اسی پریشانی کے باعث اس نے رستے میں ڈرائیونگ کرتے ہوئے ٹائی نکال کر رکھ دی۔ سینے میں دھڑکتے دل نے مزید بے چین کیا تو عالم شاہ نے شرٹ کے اوپر بٹن بھی کھول دیے۔

جی مسٹر شاہ بہت ضروری بات تھی، اس لئے میں نے اپکو یہاں بلایا ہے۔۔ در حقیقت کل کسی خاص ضرورت کی وجہ سے میں کالج سے چھٹی ہونے سے پہلے ہی زرا جلدی چلی گئی تھی۔ اس لئے آج صبح جب آئی تو مجھے ٹیچرز نے جیسے ہی بتایا، اگر میں کل یہاں پر موجود ہوتی تو اپکو کل ہی کال کر کے بلا لیتی۔۔"

پرنسپل نے تمہید باندھتے ہوئے بات کا آغاز کیا تو نجانے کیوں عالم کو غصہ آنے لگا۔۔

مس سفیہ ادھر ادھر کی باتیں کرنے کی بجائے ل، آپ پلیز مجھے ڈائیریکٹ پوائنٹ کی بات بتائیں، کہ آپ نے اتنی ایمرجنسی میں مجھے یہاں پر کیوں بلایا ہے۔۔!؟

اپنے لہجے کی سختی پر قابو پاتے ہوئے عالم شاہ بے اختیار پرنسپل کو ٹوک دیا۔۔۔

اسی وقت آفس میں ایک ٹیچر داخل ہوئیں تو انکے پیچھے شرجینا کے ساتھ ساتھ سحر اور رابعہ بھی چلی آئیں ۔۔۔عالم شاہ کو وہاں پہلے سے بیٹھے دیکھ کر شرجینا کو بے اختیار جھٹکا لگا تھا۔ اپنی شامت پر بے اختیار اس نے آنکھیں میچ لیں۔ جبکہ عالم شاہ الجھن سے ان سب پر نظر ڈال کر اپنی جیا کو دیکھنے لگا تو رابعہ اور سحر کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

عالم شاہ نے الجھتے ہوئے چہرہ موڑ کر پرنسپل کو استفہامی انداز میں دیکھا تھا۔ تو پرنسپل بولنا شروع ہو گئیں۔۔۔

مسٹر شاہ کل کلاس میں ان ٹیچر کا کامرس کا ٹیسٹ چل رہا تھا۔ اس ٹیسٹ میں مس شرجینا کے ساتھ ساتھ یہ دونوں لڑکیاں انکے ساتھ لائن میں پیچھے بیٹھی ہوئیں تھیں۔ شرجینا شاہ پورے کا پورا ٹیسٹ رابعہ کی طرف

سے دیکھ کر کاپی کر رہیں تھیں۔اور انکی طرف سے دیکھ کر سحر بھی لکھ رہیں تھیں۔مطلب یہ اپنے ساتھ ساتھ سحر کو بھی نقل کروا رہیں تھیں۔

پرنسپل نے سائیڈ پر بیٹھی ٹیچر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بات کا آغاز کرتے عالم شاہ کو دیکھا جو انکی بات سنتے ہی بے یقینی میں مبتلا ہو گیا۔۔۔

اور بات یہیں پر نہیں ختم ہوتی مسٹر شاہ! ٹیچر نے جب ان سے پوچھ گچھ کی، تو پتہ چلا ہے، کہ مس شرجینا نے رابعہ کو ہزار روپے رشوت کے بھی دیے تھے۔تاکہ وہ ٹیسٹ میں انکو کاپی کرنے دیں۔اسکے علاوہ پچھلے دو ٹیسٹ میں بھی شرجینا ایسے ہی کرتی رہیں ہیں۔کل یہ جب رابعہ کی طرف دیکھ کر کاپی کر رہیں تھیں۔تو نقل کرتے اتنی بے دھیان تھیں کہ اپنی ٹیسٹ کی شیٹ پر انہوں نے رابعہ کا ہی نام لکھ دیا تھا۔اور سیم انکی دیکھا دیکھی سحر نے بھی اپنی شیٹ پر ایسا کیا۔۔!اب بتائیں ہم کیا کریں۔۔۔؟

عالم شاہ کو ساری بتا کر پرنسپل اسکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگیں۔۔۔

جبکہ شرجینا نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیں ہوئیں تھیں۔اسکے برعکس سحر جس نے آج پہلی بار اپنی سہیلی کے منکوح (عالم شاہ) کو دیکھا تھا وہ دیدے پھاڑتے ہوئے عالم شاہ کے حسن کو دیکھ رہی تھی۔۔۔بلیک تھری پیس سوٹ پہنے سفید و سرخ رنگت میں عالم شاہ پورے ماحول پر چھایا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔جبکہ سبز آنکھوں میں اس وقت سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔چہرے پر ہلکی ہلکی لائٹ براؤن شیو انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

یہ تیرا شوہر ہے کہ حسن کا کوئی ماڈل۔۔؟ عالم شاہ کا پورا پورا جائزہ لیتے ہوئے سحر نے مبہوت ہوتے پاس کھڑی شرجینا سے سرگوشی میں پوچھنا چاہا تو اگلے کی پل سحر کو گھورتے ہوئے شرجینا نے اسے چٹکی کاٹی۔

پرنسپل کی ساری بات سن کر عالم شاہ کا شرمندگی کے باعث چہرہ سرخ ہونے لگا تھا۔ جبکہ آنکھوں میں بے یقینی مزید ابھرتی جا رہی تھی۔ اسکا مطلب یہ تھا کہ اس نے پچھلے دو ٹیسٹ میں جو اچھے نمبر لیے ہیں، وہ اسی ساری کاروائی کا نتیجہ تھے۔ جبکہ عالم شاہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہونے لگا تھا، کہ وہ اسکی اتنی محنت سے تیاری کروانے کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں۔۔!

اپنے خوش فہم ہونے پر وہ خود کا مذاق اڑانے والے انداز میں ون سائیڈڈ مسکراتے سر جھٹک گیا۔۔۔

یہ ان تینوں کی شیٹس ہیں۔۔۔! ٹیچر سے ٹیسٹ پکڑتے ہوئے پرنسپل نے عالم شاہ کے آگے رکھ دیے۔

عالم شاہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے، تھوڑی پر ہاتھ جمائے انتہائی سنجیدگی سے ٹیبل پر رکھے ٹیسٹ کو دیکھنے لگا۔ جن پر سچ میں ایک ہی نام لکھا نظر آ رہا تھا۔۔۔

شرجینا شاہ اپکی سٹوڈینٹ ہے، اس سب کے بعد ایک ٹیچر ہونے کی حیثیت سے اپکو جو بہتر لگتا ہے، آپ وہ کریں۔۔" سنجیدہ لہجے میں بولتے ہوئے عالم شاہ ایک دم سے اٹھ کھڑا ہو گیا، وہ مزید یہاں پر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ اسکی بیوی اتنے سارے لوگوں کی موجودگی میں اسے شرمندہ کروا چکی تھی۔

میری طرف سے اپکو ان پر سختی کرنے کی بھی پوری اجازت ہے۔۔۔" اپنی بیوی پر آخری زخمی نظر ڈال کر، آخری الفاظ ادا کرتے ہوئے عالم شاہ نے آنکھوں پر سن گلاسز لیے۔۔

میں اب چلتا ہوں، کافی اہم میٹنگ چھوڑ کر آیا تھا، مزید نہیں رک پاؤں گا۔۔۔"

پرنسپل جو اسے روکنے کی نیت سے کچھ بولنے ہی والی تھیں، کہ اس سے پہلے ہی عالم شاہ خود ہی معذرت کرتے ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھا کر دروازے کی جانب بڑھ چکا تھا۔عالم شاہ کے یوں جانے پر شرجینا کی آنکھوں میں آنسو چمکے تو وہ تیزی سے اسکے پیچھے ہوئی۔

اب آپ لوگ بھی کلاس میں جا سکتے ہیں۔۔! پرنسپل نے باقیوں کو جانے کا کہا تو وہ سب سر ہلاتے باہر نکل گئے۔۔

ان سب کے نکلنے پر اسی وقت ایک لڑکی تیزی سے آفس میں داخل ہوتے مس سفینہ کے پاس دوڑتے ہوئے آئی۔

ماما! یہ جو ابھی یہاں سے نکل کر گئے ہیں وہ کون تھے۔۔! مومنہ متجسس پوچھ گئی۔ جبکہ مس سفینہ اپنی بیٹی کو یہاں پر دیکھتے ہی خوشی سے اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں۔۔۔

تم لیٹ کیوں آئی ہو۔۔؟ اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے وہ گھوم کر اسکے قریب آئیں، مومنہ کے بال سنوارتے ہوئے مس سفینہ نے پیار بھرے انداز میں پوچھا۔۔اپنی بیٹی کو دیکھتے ہی انکے چہرے پر خوشگوار تاثرات آ گئے تھے۔

ماما یہ سب چھوڑیں اور مجھے بس یہ بتائیں کہ جو آدمی اپکے آفس سے نکل کر گئے ہیں وہ کون تھے۔۔؟

اپنی ماں کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے مومنہ نے بے چینی سے پھر پوچھنا چاہا، تو مس سفینہ اپنی بیٹی کے انداز پر مسکراہٹ دبا گئیں۔۔۔

وہ؟ وہ تو "عالم عباد شاہ" ہیں! تمہارا ڈریم بوائے۔۔۔! مس سفینہ نے ہنسی دباتے اسے جواب دیا تو مومنہ کی لائٹ براؤن آنکھوں میں بے اختیار چمک ابھری تھی۔۔۔

یار.. !!! چاچی کے لئے اچھا گفٹ کہاں سے ملے گا۔۔؟ گاڑی میں پیچھے بیٹھے ہوئے ارمان شاہ نے پریشانی سے استفسار کرنا چاہا۔۔

اگر ہمیں اس بارے میں زرا سا بھی پتہ ہوتا، تو تیرے ساتھ گاڑی میں گھومنے کی بجائے اب تک گفٹ لے بھی آئے ہوتے۔۔۔! پیسنجر سیٹ پر بیٹھے غان شاہ اسے سناتے ہوئے بولا۔۔

ان دونوں کے برعکس زیام شاہ سڑک کے دونوں اطراف پر نظریں دہراتے ہوئے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس وقت شام ہونے کے قریب قریب تھی۔ جب ارمان شاہ کے آفس سے لوٹتے ہی وہ تینوں اپنی چاچی کے گفٹ کی تلاش میں حویلی سے نکل پڑے۔ چونکہ زیام اور ارمغان کو آج کل ارباز شاہ نے ڈیرے پر قابو کیا ہوا تھا۔ اس لئے ان دونوں کو بھی فری ہونے کا وقت اب جا کر ملا، تو وہ سب گفٹ کی تلاش میں نکلتے آئے۔۔

یوں یہاں بیٹھ پر ایک دوسرے کا سر کھانے کی بجائے حویلی سے چاچی کی پسند کا پوچھ کر نکلتے، تو اب تک گفٹ مل بھی چکا ہوتا۔۔۔! زیام شاہ بھی آخر کار بول پڑا۔۔

وہ کب سے روڈ پر نظریں دہراتے ہوئے کوئی ایسا پوائنٹ تلاش کرنے کی کوشش میں تھا۔ کہ جس کو دیکھتے ہی وہ سب گفٹ حاصل کرنے کا سوچ پاتے۔۔۔ شاید وہ کسی اچھی شاپ کی تلاش میں تھا۔۔۔

لو! یہ کونسا بڑا مسئلہ ہے، ابھی بڑی کو فون کرکے انکی مسسز کی پسند پوچھ لیتے ہیں۔۔! زیام شاہ کی بات کا حل نکالتے ہوئے ارمغان شاہ نے پاکٹ سے موبائل نکالتے ہوئے تیزی سے ہاشم شاہ کو کال ملائی۔۔ جو کہ ایک دو بیل ہونے کے بعد ریسیو کرلی گئی۔۔

ہاں بولو غان۔۔! فون کے لاؤڈ اسپیکر سے ہاشم شاہ کی مصروف سی آواز سنائی دی۔۔۔ شاید وہ ابھی تک آفس میں ہی تھا۔۔۔

یار بڑی! چاچی کو گفٹ میں کیا کیا پسند ہے۔۔۔! ہاشم شاہ کو مخاطب کرتے غان نے جلدی سے پوچھنا چاہا۔

دوسری طرف ہاشم شاہ جو سگریٹ پیتے ہوئے کام وائنڈ آپ کر رہا تھا۔۔ کہ اپنے بھتیجے کی پکار سنتے وہ بے اختیار کام روکتے چلا گیا۔۔

تم اس وقت کہاں پر ہو۔۔؟ ہاشم شاہ نے جاننے والے انداز میں پوچھا۔۔۔

بڑی ہم مال آئے ہیں! پلیز جلدی سے بتائیں! کہ چاچی کو کیا کیا پسند ہے،تا کہ ہم کوئی اچھا سا گفٹ لے سکیں --! اس بار ارمان شاہ کی آواز اسکے کے کانوں سے ٹکرائی تو ہاشم شاہ نے گہرا مسکراتے ہوئے چیئر سے ٹیک لگالی---

تو تم اس لئے آج آفس سے جلدی سے بھاگے تھے---! ارمان شاہ کی آواز سنتے ہی وہ بولا--- وہ تینوں ابھی آفس میں ہی تھے۔ جب ارمان شاہ کسی ضروری کام کا کہہ کر ہاشم شاہ کو مائرہ کو ساتھ لانے کی تاکید کرتے نکلتا چلا آیا تھا---

یار بڑی! اس پان شاہ کو گولی ماریں، اور چاچی کے بارے میں بتائیں---! ہاشم شاہ کو اپنی بات کا جواب دینے کی بجائے سوال کرتے دیکھ کر زیام شاہ گاڑی کو بریک لگاتے بیچ میں بول دیا-- ان کی بے تابی پر ہاشم مسکرائے بنا رہ سکا--

تمہاری چاچی کو چوڑیاں بہت پسند ہیں---! انکی بے چینی دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ نے آخر کار بتایا---

وہ تینوں اپنے سب کام چھوڑ چھاڑ کر اپنی چاچی کے گفٹ کے لئے اتنا سیریس بی ہیو کر رہے تھے۔ کہ ہاشم شاہ کو بے اختیار اپنے بھتیجوں پر ہنسی آنے لگی۔

اور کیا پسند ہے--؟ ارمغان نے مزید جاننا چاہا---

اور اسے ریڈ لپ اسٹک بہت پسند ہے---! اس بار ہاشم شاہ کا جواب کافی جلا کٹا تھا۔ جس کو سنتے ان تینوں کا قہقہہ ابل پڑا---

انکے قہقہے کو سنتے ہوئے ہاشم شاہ نے بھی مسکراتے ہوئے سر جھٹکنا چاہا۔۔ریڈ لپ اسٹک کے ذکر پر اسے اپنی بیوی کی بے وقوفیاں جو یاد آنے لگیں تھیں۔۔۔

یہ تو دو چیزیں ہو گئیں،مزید بتائیں !کہ انکو اور کیا پسند ہے۔۔!زیام شاہ نے پھر پوچھا کیونکہ انکو تین گفٹ لینے تھے۔اور ہاشم شاہ نے ابھی دو چیزیں ہی بتائی تھیں۔۔

سالوں ! !سب کچھ میں ہی بتاؤں گا،تو تم لوگوں کا اپنا دماغ کس وقت کام کرے گا۔۔!ہاشم شاہ نے کلس کر سناتے ہوئے اگلے ہی سکینڈ میں کھٹک کر کے فون بند کر دیا۔تاکہ وہ مزید اسکا سر نہ کھپا سکیں۔۔۔

ہاشم شاہ کے فون بند کرنے پر آگے ہی پل ہوا میں گاڑی اڑاتے ہوئے وہ سب مطلوبہ مقام کی طرف بڑھ گئے۔۔

تجھے کیا ہوا ہے۔۔؟گاڑی میں بیٹھتے ہوئے ہاشم شاہ نے عالم شاہ کو بے حد سنجیدہ دیکھا تو پوچھے بنا رہ پایا۔۔۔

گاڑی کی ونڈو میں بازو ٹکائے،عالم شاہ کسی گہری سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔جبکہ حابیل شاہ ڈرائیونگ سیٹ پر،تو ہاشم شاہ پیچھے بیٹھا تھا۔

ارمان شاہ نے واپس جاتے ہوئے اربیلا شاہ کو اسکی اکیڈمی سے پک کر لیا تھا۔اس لئے حابیل شاہ ابھی تک یہاں پر نظر آرہا تھا۔جبکہ ہاشم شاہ کا آج ڈرائیونگ کا کوئی خاص موڈ نہیں تھا،اس لیے وہ بھی انکے ساتھ گاڑی میں آکر بیٹھ گیا۔۔وہ تینوں اس وقت ایک ہی گاڑی میں موجود تھے۔۔۔

عالم شاہ کو خیالوں میں گم دیکھ کر حابیل شاہ نے مر رسے ہاشم شاہ کو اشارہ کیا, تو وہ پھر اسے مخاطب کر گیا۔۔

عالم۔۔۔؟؟ہاشم شاہ نے آگے بڑھ کر اسکا کندھا ہلاتے ہوئے ہوش دلانا چاہی۔۔۔عالم شاہ نے چونکتے ہوئے آس پاس دیکھا۔۔۔حابیل شاہ اور ہاشم شاہ کو خود کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتا پاکر وہ سرد سانس خارج کرتے دوسرا اسگریٹ سلگانے لگا۔۔۔

تم صبح لاڈو کے کالج گئے تھے! تو بتاؤ کیا بات ہوئی وہاں پر۔۔؟پرنسپل نے اتنی ایمرجنسی میں کیوں بلایا تھا۔۔؟ہاشم شاہ نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے استفسار کرنا چاہا۔۔۔

جبکہ حابیل شاہ خاموشی سے انکی باتیں سنتا ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔وہ مائرہ شاہ کے آفس کی طرف اسکو پک کرنے جارہے تھے۔آفس میں مصروفیت کی وجہ سے ہاشم شاہ دن میں عالم شاہ سے پوچھ نہیں پایا تھا۔۔۔

کچھ خاص نہیں بڑی۔۔۔! سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے عالم شاہ نے اسکے سارے سوالوں کا مختصر سا جواب دیا۔۔۔

بڑی اسکو چھوڑیں میں اپکو میں بتاتا ہوں۔۔! عالم شاہ کو بتاتے نہ دیکھ کر حابیل شاہ فوراً بول پڑا۔۔کیونکہ عالم شاہ کے واپس لوٹتے ہی اس نے ساری بات جان لی تھی۔اتنی اچانک کال پر وہ سب پریشان ہو چکے تھے۔

حابیل شاہ نے مختصر کرتے ہاشم شاہ کو کالج میں ہوا واقعہ بتانا شروع کیا تو ہاشم شاہ غور سے سننے لگا۔

ساری بات جان کر اسکا ہنسنے کو دل کیا تھا۔ لیکن عالم شاہ کے تاثرات دیکھتے ہوئے ہاشم نے اپنی ہنسی ضبط کرنا مناسب سمجھی۔۔ ورنہ اپنی لاڈو کی اس ٹرک پر اسکا قہقہے لگانے کو دل کر رہا تھا۔۔

تو اس بات میں اتنا دیوداس بننے کی کیا ضرورت ہے۔۔؟ چہرے پر مصنوعی سنجیدگی طاری کرتے ہاشم شاہ نے بے پرواہی سے کہا۔۔۔ پر بدلے میں عالم شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ بلکہ خاموشی سے سیٹ کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔۔

عالم شاہ کو اس قدر سنجیدہ اور خاموش دیکھ کر وہ دونوں الجھ رہے تھے۔ جبکہ ہاشم شاہ باریک بینی سے اسکے تاثرات جانچنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

بڑی میرو کے آفس کے بارے میں کیا کرنا ہے؟ کیونکہ مجھے خبر ملی ہے، کہ معاملات زور پکڑتے جا رہے ہیں، شاید انہوں نے میرو سے کوئی ایک دو چیک بھی سائن کروایا ہے۔۔۔! اچانک یاد آنے پر حابیل شاہ نے مخاطب کرتے کہا۔۔۔

وہ کام جیسے چل رہا ہے چلنے دو! کیونکہ جب تک میرو ہمیں خود نہیں بتاتی، تب تک کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔! ہاشم شاہ نے پر سوچ انداز میں بولتے ہوئے بے فکر رہنے کا کہا۔۔۔

پر بڑی! اس طرح بہت نقصان ہو رہا ہے۔۔! میر و اکیلی ان معاملات کو کبھی بھی ہینڈل نہیں کر پائے گی۔۔! سب کچھ ٹھیک کرنے کے چکروں میں کہیں وہ بیمار نہ پڑ جائے، کیونکہ ارمان شاہ بتارہا تھا۔ کل رات بھی وہ دیر تک کام کرتی رہی ہے۔۔"

حابیل شاہ کو بے ساختہ اپنی لاڈلی بہن کی فکر ہوئی تو وہ بولتا چلا گیا۔۔ مائرہ شاہ بچپن سے حابیل شاہ کے زیادہ قریب رہی تھی۔ اس لئے وہ اسکے لئے اتنا پریشان ہو رہا تھا۔۔

ریلیکس حابیل! میں کسی بھی چیز سے بے خبر نہیں ہوں! پر کبھی کبھار ایسے کچھ نقصان ہونے دینے چاہئے، تاکہ ان نقصانات کو یاد رکھ کر کے ہم اپنی آنے والی زندگی میں محتاط رہیں۔۔! مائرہ شاہ ابھی اپنے بل بوتے پر سب ٹھیک کرنا چاہ رہی ہے تو اسے کوشش کرنے دو!

کیونکہ اگر ہم اسکو کوشش نہیں کرنے دیں گئے تو وہ کانفیڈینٹ نہیں ہو پائے گی۔۔۔! اسی کوشش میں وہ جہاں مضبوط ہو گی وہیں بہت کچھ سیکھ بھی پائے گی۔۔! اور پھر میرو کے ساتھ اس خبیث کے معمالات بھی تو درست کرنے ہیں۔۔"

ہاشم شاہ سمجھانے والے انداز میں سکون سے بولتے ہوئے آخر میں ارمان شاہ کو یاد کرتے دانت پیس گیا۔۔۔ جس پر حابیل شاہ مسکرائے بنا نہیں رہ پایا تھا۔۔

اس دوران وہ سب مائرہ شاہ کے آفس کے سامنے آئے تو وہ انکے انتظار میں پارکنگ میں کھڑی نظر آئی۔۔ گاڑی کو آتے دیکھ کر وہ جلدی سے آگے بڑھی۔۔

میرا بچہ یہاں پر کیوں کھڑا تھا۔۔! مائرہ شاہ اندر بیٹھی تو ہاشم شاہ نے لاڈ بھرے لہجے میں پوچھا، جبکہ سب کو ایک ساتھ دیکھ کر مائرہ شاہ کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔۔۔

ماموں میں آج بہت تھک گئی ہوں! آفس میں بیٹھ کر انتظار کرنا مشکل ہو رہا تھا، تو اس لئے میں بس یہاں پر آ کر کھڑی ہو گئی۔۔" بچوں کے سے انداز میں ہاشم شاہ کو جواب دیتے مائرہ نے لاڈ سے اسکے کندھے پر سر رکھ دیا

۔۔حابیل شاہ اور ہاشم شاہ اسکے معصوم لہجے کو سن کر مسکرا دیے۔۔۔جبکہ عالم شاہ تو شاید آنکھیں بند کیے کیے سو چکا تھا۔۔۔

میرا بچہ میں نے کتنی دفعہ کہا ہے، کہ یوں شام تک آفس میں نہ رہا کرو، بلکہ جلدی چلی جایا کرو۔۔! ہاشم شاہ اسکے بال سنوارتے ہوئے فکر مندی سے بولنا چاہا، تو مائرہ مسکرا کر رہ گئی۔۔۔

عالی بھیا کو کیا ہوا ہے۔۔؟ عالم شاہ کی آنکھیں بند دیکھ کر اس نے پریشان ہوتے پوچھا۔۔۔

کچھ نہیں بچے! بس آج زیادہ تھک گیا ہے۔۔۔! حابیل شاہ نے اسے بے فکر کرنا چاہا تو وہ مطمئن ہوتی سر ہلا گئی۔۔

بھیا رستے میں کہیں گاڑی روکیے گا، مامی کہہ رہیں تھیں، کہ آتے ہوئے گول گپے لے کر آنا۔۔! اچانک یاد آنے پر مائرہ شاہ نے سر اٹھاتے ہوئے حابیل شاہ کو مخاطب کیا تو ہاشم شاہ اسے دیکھ گیا۔۔۔

تمہاری مامی نے مجھ سے تو ایسی کوئی فرمائش نہیں کی۔۔! ہاشم شاہ نے حیرت سے اسے دیکھا تو مائرہ چمکتی انکھوں سے اسے بتانا شروع ہو گئی۔ کہ روقاش نے مزید کن کن چیزوں کی فرمائش کی ہے۔۔۔

وہ تینوں مال سے گفٹ لے کر بک شاپ پر آئے تھے۔ کیونکہ ہمیشہ کی طرح مالا شاہ نے آتے ہوئے بکس لانے کی فرمائش کی تھی۔اور یہ خاص فرمائش اس نے زیام شاہ سے ہی کی تھی۔

یہاں پر کیوں گاڑی روکی ہے۔۔۔؟ارمان شاہ نے زیام شاہ کو بلاتے ہوئے پوچھا۔۔۔

مالا نے کچھ بکس منگوائیں ہیں، وہ لینی ہیں بس۔۔! زیام شاہ نے موبائل اٹھاتے ہوئے اسے جواب دیا۔ جس کو سن کر ارمغان شاہ کو تپ چڑھی۔۔

سالے کتابیں تو ایسے بول رہا ہے، جیسے وہ پی ایچ ڈی کر رہی ہو! سیدھی طرح بول نہ، کہ اسکے بکواس ناولز لینے آیا ہے۔۔۔! ارمغان شاہ نے زیام شاہ کو زہر بھری نظروں سے گھورا۔۔۔

میری بہن کے ناولز پڑھنے سے تجھے کیا تکلیف ہے؟ پیچھے بیٹھے ارمان شاہ نے تڑخ کر تیزی سے پوچھا۔۔۔

مجھے کیا تکلیف نہیں وہ پوچھ۔۔۔! وہ بکواس کتابیں پڑھ کر پتہ نہیں، کیا الٹا سیدھا سوچتی رہتی ہے۔۔! ابھی کچھ دن پہلے کہہ رہی تھی، کہ اسے آسمان پر پریاں اڑتی ہوئیں نظر آتیں ہیں۔۔۔" ارمغان شاہ جلے کٹے انداز میں بولتے ہوئے بتانے لگا تو وہ ہنسی دبا گئے۔

ہاں تو اس میں کیا جھوٹ ہے ؟! اگر میری بہن کہہ رہی تھی، تو اسکا مطلب ہے کہ اسے سچ میں پریاں نظر آتی ہونگی۔۔۔ ! ارمان شاہ نے کندھے اچکاتے ہوئے اپنی بہن کی بات میں حامی بھری۔۔ تو زیام شاہ نے جہاں قہقہ لگایا وہیں غان چہرہ موڑتے ہوئے ارمان شاہ کو خطرناک گھوریوں سے دیکھنے لگا۔۔۔

خدا کرے ! پھر ایسے ہی میرو کو آسمان پر پرے اڑتے ہوئے نظر آئیں اور وہ تجھ جیسے جن کو منہ بھی نہ لگائے۔۔ ! ارمان کی بات پر غان نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے اسے بد دعا سے نواز کر منہ پر ہاتھ پھیرے تو ارمان کا کلیجہ باہر نکلنے کو بے تاب ہونے لگا۔۔

جبکہ گاڑی میں زیام شاہ کی نار کنے والے قہقہے گونجنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ اتنی خطرناک بد دعا۔۔ ! ارمغان شاہ نے مان شاہ کی دم پر پیر نہیں رکھا تھا، بلکہ خود ہی بیٹھ گیا تھا۔

سالے منحوس مارے، توے کی آنکھوں والے ! تیرے منہ میں خاک ! خاک نہیں بلکہ مگرمچھ۔۔ ! کمینے تو حویلی چل دیکھنا تیری کیسی بینڈ بجاتا ہوں۔۔ ! ارمان شاہ نے اسے گالیوں سے نوازتے ہوئے آگے بڑھ کر اسکا گریبان پکڑنا چاہا تو غان اسکی پہنچ سے دور ہو گیا۔ جبکہ زیام شاہ ہنستے ہوئے انکو لڑتا چھوڑ کر گاڑی سے باہر نکل آیا۔۔

ہنستے ہوئے اس نے اچانک بک شاپ کی طرف نظریں اٹھائیں تو وہاں بیٹھے وجود پر نظر پڑتے ہی وہ ہنسنا چھوڑ کر حیرانی سے آنکھیں بڑی کر گیا۔۔۔

سفید چادر میں چہرے پر ماسک لگائے وہ یقیناً "وریشہ ارحم ارید" ہی تھی۔

چاچی کی بھتیجی۔۔۔! زیر لب بولتے ہوئے زیام شاہ نے تیزی سے اسکی جانب قدم اٹھائے۔۔۔ آج کتنے عرصے بعد وہ اسے دوبارہ دیکھ رہا تھا۔۔ پر وہ بک شاپ کے باہر ایسے کیوں بیٹھی ہوئی تھی۔۔ زیام شاہ نے بے اختیار سوچا۔۔

چھوٹی دنیا تم یہاں پر اس وقت کیوں بیٹھی ہو۔۔۔؟ زیام شاہ نے اسکے سامنے کھڑے ہوتے مخاطب کیا۔۔

وریشہ نے جانی، پہچانی آواز سنتے ہوئے جلدی سے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔۔۔ تو دوسری طرف زیام اسکے آنکھیں اٹھا کر دیکھنے والی ادا پر مر مٹنے والے انداز میں فریز ہو چکا تھا۔۔۔ سینے میں دل یکبار گی، شگفتگی سے دھڑک اٹھا تو وہ دل پر ہاتھ رکھتے سٹل ہونے لگا۔۔

ہیزل گرین آنکھیں اٹھائے وہ نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔ جبکہ آنکھوں کے کنارے بھیگے ہوئے تھے۔ شاید وہ کافی دیر سے روتی رہی تھی۔۔

ہے۔ہے۔۔ہے۔۔ رو کیوں رہی ہوں۔۔۔؟ وریشہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر خود پر قابو پاتے ہوئے، وہ تیزی سے گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے پریشانی سے پوچھ گیا۔۔۔ جبکہ لہجہ کافی نرم تھا۔ شاید وہ اسے روتے ہوئے اچھی نہیں لگی تھی۔۔

مجھے پھوپھو کے پاس جانا ہے۔۔! مجھے چھوڑ کر پتہ نہیں وہ کہاں چلی گئیں ہیں۔۔! زیام شاہ کے لہجے کا اثر تھا، یا پھر روقاش کے نہ دکھنے کا غم۔۔۔ لیکن وہ سسکتے ہوئے اپنے رونے کی وجہ بیان کر گئی۔۔ جس کو سن کر زیام شاہ کو بے ساختہ اس پر ترس سا آیا۔۔۔

پھپھو پھو نہیں مل رہیں، تو یہاں پر کیوں بیٹھی ہوئی ہو۔۔؟ شام کے اس وقت وریشہ کا یہاں پر یوں لاپرواہی سے بیٹھنا، اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔اس لئے اس نے دوبارہ سوال کیا۔۔

پھو پھو مجھے ہر ہفتے اس بک شاپ پر لے کر آتیں تھیں! لیکن میں کتنے دنوں سے آرہی ہوں، اب وہ یہاں پر بھی آہی نہیں رہیں۔۔۔! اس لئے میں ادھر بیٹھ گئی۔۔۔! وریشہ نے روتے ہوئے بات مکمل کی تو زیام شاہ نے تاسف سے اسکی طرف دیکھا۔رات کا اندھیرا ہر طرف پھیل رہا تھا، لیکن پھو پھو کے غم میں وہ پاگل یوں لاپرواہ بنی اکیلی روڈ پر بیٹھی غم منا رہی تھی۔۔

پھپھو پھو سے ملنا ہے۔۔؟ زیام شاہ نے جیب سے رومال نکالتے ہوئے اسکے آنسو صاف کرتے پوچھا تو وہ ٹھٹک کر اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔

تمہیں پتہ ہے کہ میری پھو پھو کہاں ہیں۔۔۔؟ اگلے ہی پل وریشہ نے رونا بھلا کر بے چینی سے استفسار کرنا چاہا تو زیام شاہ اسکی آنکھوں میں اترتی چمک دیکھ کر حیرت کا شکار ہوتا چلا گیا۔۔

کیا وہ سچ میں روقاش کے ساتھ اتنی اٹیچ تھی۔ کہ اسے اپنی حالت کی بھی پرواہ نہیں تھی۔۔۔

ہاں مجھے پتہ ہے، تمہاری چاچی کہاں ہے۔۔! ملنا چاہوں گی۔۔؟ زیام شاہ کھڑے ہوتے بولا تو وریشہ بھی تیزی سے کھڑے ہوتے اسکے مقابل ہوگئی۔۔

زیام شاہ کی لمبی ہائیٹ کے آگے وہ سچ میں چھوٹی دنیا معلوم ہو رہی تھی۔۔

بونی۔۔! وریشہ کی ہائیٹ دیکھتے ہوئے زیام شاہ نے زیر لب سرگوشی کرنے والے انداز میں اسے نیا لقب سے نوازا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

تمہارا گھر کب آئے گا بدنام شاہ۔۔! وریشہ نے چہرہ موڑ کر ڈرائیونگ کرتے ہوئے زیام شاہ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔انتہائی سکون سے اسکا نام بگاڑ کر وہ معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔۔

جبکہ وریشہ کی زبان سے "بدنام شاہ" سن کر پچھلی سیٹ پر بیٹھے دو انسانوں کا قہقہ بے ساختہ تھا۔۔۔

زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی نے اسے لفٹ کروائی ہے، تو اس نے بھی اسے بدنام شاہ بنا ڈالا۔۔"ارمغان شاہ ہنستے ہوئے زیام شاہ کا مذاق اڑانے والے انداز میں گویا ہوا، تو ارمان شاہ بھی حامی بھرنے والے انداز میں اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے ہنس دیا۔۔۔

زیام شاہ نے مڑ کر دیکھتے ہوئے اپنے بھائیوں کو گھوری ڈالی، جو لڑکی کے سامنے اسکی عزت کا فالودہ بنانے پر تلے ہوئے تھے۔۔

یہ دونوں کون ہیں لمبو۔۔۔! پیچھے بیٹھے دونوں نفوس کی سرگوشیاں سنتے ہوئے وریشہ نے آنکھوں کے کنارے انکی طرف کرتے اشارے سے پوچھا۔۔جبکہ خود پیچھے دیکھنے کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔۔وہ ابھی تک نہیں جانتی تھی، کہ زیام شاہ کا ہم شکل بھائی بھی پیچھے بیٹھا ہوا ہے۔۔

چھوٹی دنیا یہ دونوں ہمارے گھر کے ملازم ہیں! ان بیچاروں کے پاس کپڑے نہیں تھے، تو میں انکو صدقے کے طور پر کپڑے دلانے کے لیے مال ساتھ لے کر آیا تھا۔۔"تم جانتی ہو نا، کہ غریبوں کی مدد وغیرہ وغیرہ۔۔۔"

وریشہ کے سوال پر زیام شاہ نے سخی بنتے ہوئے ارمان شاہ اور اپنے جڑواں بھائی کا تعارف کروایا تو وریشہ اسکی بات سنتے خاصی امپریس ہوتی نظر آنے لگی۔۔

زیام شاہ نے جب اسے روقاش سے ملنے کا پوچھا، تو وہ فوراً اچھل نکلی! لیکن زیام شاہ کو اس وقت اسے حویلی لے جانا مناسب نہیں لگ رہا تھا۔۔ کیونکہ رات کا اندھیرا ہر طرف پھیل چکا تھا۔۔

ایسے میں اگر وہ اسے حویلی لے کر جاتا تو خاصا ٹائم لگ سکتا تھا۔اور وریشہ کے گھر نہ لوٹنے پر اسکے ماں باپ پریشان بھی ہو سکتے تھے۔اس لئے زیام شاہ نے اسے کل صبح یہاں سے پک کرنے کا مشورہ دیا۔

پر وریشہ اپنی پھوپھو کے لئے جتنا تڑپ چکی تھی ایسے وہ کبھی بھی کل صبح تک صبر نہیں کر سکتی تھی۔اس لئے اس نے زیام شاہ کے فون سے ارید صاحب کو فون کرتے بتا دیا کہ "وہ پھوپھو سے ملنے جا رہی ہے لہذا وہ پریشان نہ ہوں۔۔۔"

اپنی حویلی میں اسکی پھوپھو کی موجودگی کے بارے میں زیام شاہ نے مختصر کرتے اسے اس دن ہونے والے نکاح کے بارے میں بتایا۔ کیونکہ باتوں باتوں میں زیام شاہ کو اندازہ ہوا تھا۔ کہ وریشہ نہیں جانتی، اس دن اسکی پھوپھو سے نکاح کرنے والا کون تھا۔

زیام شاہ سے مختصر ڈیٹیل جاننے کے بعد وریشہ پھر رودی۔۔روتے ہوئے وہ زیام شاہ کو بتانے لگی۔کہ کیسے ٹرپ والی رات مہوش نے واپس آکر جلن اور حسد میں مبتلا ہوتے روقاش کے کردار کو پورے محلے میں مشکوک کر دیا تھا۔اور جب وریشہ نے اسے روکنا چاہا تو اسکی ماں اسے کمرے میں بند کر چلی گئی۔۔

ساری بات جان کر زیام شاہ کو بے اختیار آسیہ بیگم پر غصہ آنے لگا۔۔لیکن پھر سر جھٹک کر وہ وریشہ کو ساتھ لیے گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔۔

زیام شاہ کے ساتھ ایک چھوٹی سی لڑکی کو آتے دیکھ کر ارمغان شاہ سمیت ارمان دونوں آنکھیں پھیلائے حیرت سے دیکھنے لگے۔۔

یہ سالا دوکان سے مالا کے لئے کتابیں لینے گیا تھا، یا پھر اپنے لئے گڑیا لینے۔۔۔! وریشہ کے چھوٹے سے نازک وجود کو دیکھتے ہوئے ارمان شاہ حیرت سے تبصرے والے انداز میں بولا۔۔۔

وریشہ کو باتوں میں لگاتے ہوئے زیام شاہ نے ارمغان کو اٹھ کر پیچھے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ رعب سے ابرو اچکاتے ہوئے دیکھنے لگا۔زیام شاہ کا کسی انجان لڑکی کو اتنی اہمیت دینا انہیں ہر گز بھی ہضم نہیں ہو رہا تھا۔اور نہ ہی وہ اس اہمیّت کی وجہ جان پا رہے تھے۔

وہ دونوں جو مسلسل زیام شاہ کو استفہامی نظروں سے دیکھتے ہوئے گھور رہے تھے۔تاکہ زیام شاہ وریشہ کا ان سے تعارف کروائے۔لیکن زیام شاہ نے انکی نظروں کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھ کر خود گاڑی کا دروازہ کھول کر، ارمغان شاہ باہر نکال کر پیچھے بٹھا دیا۔جس پر وہ منہ کھولے اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔۔

زیام شاہ نے جان بوجھ کر وریشہ کا تعارف نہیں کروایا تھا۔تاکہ چاچی کی بھتیجی جان کر وہ لوگ شیخیاں مارنا نہ شروع کردیں۔۔۔وہ،وریشہ کے تعارف کے بارے میں انہیں حویلی جاکر سرپرائز کرنا چاہ رہا تھا۔

لیکن گاڑی میں انکی گونجنے والی سرگوشیوں کو سن کر زیام اب انہیں مسلسل غصے سے گھورنے کی کوشش میں تھا۔۔۔

وہ تقریباً حویلی پہنچنے ہی والے تھے۔جبکہ وریشہ پچھلے ایک گھنٹے میں "کب گھر آئے گا"،"کب گھر آئے گا" کا پوچھ پوچھ کر زیام شاہ کا سر کھا چکی تھی۔

بونی کہیں کی۔۔۔وریشہ کی ایک ہی گردان سن سن کر زیام شاہ اسے بونی کہنے سے خود کو روک نہ پایا۔۔۔

دوسری طرف زیام شاہ کے خود کو ملازمین کہنے پر اس پہلے ارمان اور غان شاہ جوابی کارروائی کرپاتے،کہ تبھی زیام شاہ نے گیراج میں پہنچ کر گاڑی کو زوردار بریک لگائی،گاڑی ایک جھٹکے میں رکی تھی ۔۔

لو آگیا میرا گھر۔۔"وریشہ کی طرف دیکھتے ہوئے زیام نے اسے بتایا تو وہ تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔۔جس پر وہ سب بھی گاڑی سے اترے۔۔۔

کہاں ہے گھر۔۔۔؟گیراج سے زرا باہر نکل کر چاروں اطراف نظریں گھماتے ہوئے وریشہ نے اسکا گھر تلاش کرنا چاہا،اسے اندھیرے میں کچھ خاص سمجھ نہیں آرہی تھی۔دور دور تک اسے صرف کچھ جلتی ہوئی روشنیاں ہی نظر آرہیں تھیں۔

میر اگھر یہاں نیچے نہیں، بلکہ وہاں پہاڑ کے اوپر ہے۔۔! زیام شاہ نے اسکے قریب کھڑے ہوتے آنکھوں سے اوپر پہاڑ کی جانب دیکھتے ہوئے انگلی سے اشارہ کیا تو وریشہ کی آنکھیں حیرت انگیزی سے بڑی ہو گئیں۔۔

ہیں۔۔!! کیا سچ میں۔۔۔! ہیزل گرین آنکھوں کو بڑا کرتے وہ دنگ ہونے لگی تو زیام شاہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔۔۔

وریشہ کی ہیزل گرین آنکھوں کو دیکھتے ہوئے ارمان شاہ اور ارمغان شاہ کو وہ کسی سے ملتی جلتی نظر آئیں تھیں۔ پر وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے۔ کہ ایسی آنکھوں کی مشابہت انہیں نے کہاں دیکھی ہے۔۔

وریشہ نے مبہوتیت سے دیکھتے ہوئے سیڑھیاں چڑھنا شروع کیں۔ سیڑھیوں کے دائیں بائیں جانب لگے سنہرے لیمپ اسٹینڈ اسکے دل میں گدگدی سی پیدا کر رہے تھے۔ اتنا خوبصورت منظر اسے خواب سا لگ رہا تھا۔۔

دل میں پیدا ہوتی گدگدی کو سنبھالتے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ زیام شاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسکے پیچھے جانے لگا تو ارمان شاہ نے اسکی شرٹ کے کالر کو دبوچ کر پیچھے کی جانب کھینچتے ہوئے اپنے مقابل کیا۔۔ وہ بیچارگی سے اپنے بھائیوں کو دیکھنے لگا تھا۔۔ انکا انداز بالکل بھی شریفانہ نہیں لگ رہا تھا..

دیکھو تم دونوں نے جو بھی بدلہ اتارنا ہے، وہ بعد میں کر لینا۔۔! ابھی پلیز مجھے جانے دو! چاچی کی بھتیجی پہلی بار ہماری حویلی آئی ہے، ایسے اچھا تھوڑی لگتا ہے کہ ہم لوگ اسے دنگا فسادی کر کے دکھائیں۔۔۔"

ان دونوں کے مکوں کو ہوا میں بلند ہوتے دیکھ کر زیام شاہ نے تیزی سے بولتے ہوئے،انکو مہمان نوازی کے آداب بتانے چاہے۔۔۔

کیا۔۔؟!!چاچی کی بھتیجی۔۔۔!زیام شاہ کے تعارف کروانے پر وہ دونوں یک زبان بولتے ہوئے اچھبنے سے پوچھ گئے۔جبکہ زیام شاہ کا منہ سوجھانے کے لیے ہوا میں بلند مکے بھی نیچے گرتے چلے گئے۔۔۔

ہاں ناں..!وہ وریشہ ہے!!ہماری چاچی کی بھتیجی۔۔!انکو صدمے میں دیکھ کر لگے ہاتھ زیام شاہ نے نام بھی بتانا ضروری سمجھا۔۔۔

سالے,کمینے۔۔۔!تب گاڑی میں تو نے منہ سے پھوٹا کیوں نہیں،کہ یہ پٹولا چاچی کی سگی بھتیجی لگتا ہے۔۔! بے غیرت انسان ہم تو یہ سمجھ کر خاموشی اختیار کیے ہوئے تھے۔کہ تجھے زندگی میں پہلی میں بار کسی لڑکی نے منہ لگایا ہے تو اس لئے تو ٹشن بازی کر رہا ہے۔۔۔۔"

وریشہ کو پٹولے کا لقب دیتے ہوئے کہنے کے ساتھ ساتھ جہاں ارمان شاہ غصے سے بولا تو آخر پر ارمغان شاہ بھی دانت پیس چکا تھا۔۔۔

اب تو بتا دیا نہ!!اب تو جانے دو مجھے،کباب کی ہڈی والی شکلوں۔۔!اوپر جاتی وریشہ کو آواز لگا کر روکتے ہوئے،وہ خود کو انکی گرفت سے آزاد کرواتے تیزی سے اوپر کی جانب بھاگا تو وہ اس بار منہ کھول گئے۔۔

"لڑکی کا چکر بابو بھیا" "لڑکی کا چکر۔۔" زیام شاہ کی پھرتیاں اور بدلے انداز دیکھ کر غان شاہ بے اختیار اپنی شیو سہلاتے ہوئے اندازہ لگانے کی کوشش میں مشکوک لہجے میں کہنے لگا۔۔ جس کو سنتے ہوئے ارمان شاہ نے بھی سر ہلاتے بے اختیار حامی بھری تھی۔

لیکن پھر اگلے ہی پل وہ تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئے۔ کیونکہ زیام شاہ انہیں جلدی اوپر آنے کا کہہ رہا تھا۔۔

چاچی۔۔۔!!! چاچی۔۔۔!!!

وہ تینوں لاونج میں داخل ہو کر تیزی سے روقاش کو آوازیں دینے لگے۔ کچن میں مصروف روقاش نے انکی آوازوں پر تیزی سے دانت پیسے۔۔۔

ان مچھروں کو آج میں چھوڑوں گی۔۔۔" خود کو پھر چاچی بلاتا سن کر وہ سچ میں بھڑک اٹھی۔ وہ کچن میں جوس لینے آئی تھی۔

کیونکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ہاشم شاہ سمیت باقی آفس سے واپس لوٹے تھے۔ جوس کی ٹرے وہیں پر پٹک کر وہ کچن سے باہر نکل آئی۔ کیونکہ وہ تینوں اب اونچی آواز میں اسے آوازیں لگانا شروع ہو گئے تھے۔۔

پوری حویلی میں انکی آوازیں سنائی دینے لگیں تو اوپر والے لاونج میں بیٹھے لوگ بھی ریلنگ پر جھک کر نیچے دیکھنے لگے۔۔

انکو کیا تکلیف ہوئی ہے۔۔۔! عالم شاہ نے نا سمجھی سے جاننا چاہا۔۔۔

یہ نموں نے اپنی چاچی کے لیئے تحفے خرید کر لائے ہیں، اس لیئے اب مشہوری کرنا چاہتے ہیں۔۔۔! ہاشم شاہ نے سگریٹ پیتے ہوئے ہنس کر انکو بتایا تو حابیل شاہ امپریسنگ انداز میں بھنویں اچکاتے ہوئے نیچے لاونج میں دیکھ گیا۔۔۔

کیا مسلہ ہے تم مگر مچھوں کو۔؟ میں نے کتنی دفعہ منع کیا ہے، کہ مجھے چاچی نہ بلایا کرو۔۔! کچن سے نکل کر روقاش لاونج میں انکے سامنے کھڑے ہوتے تڑخ کر بول گئ۔۔۔

جبکہ ان تینوں کے پیچھے کھڑی وریشہ اپنی پھوپھو کی آواز سنتے آنسو پینے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ روقاش کی آواز سننے کے بعد اسکی آنکھیں خود بخود بھیگنا شروع ہو چکی تھیں۔

روقاش کو سرپرائز دینے کی نیت سے زیام شاہ نے اسے اپنے پیچھے کھڑا کیا ہوا تھا۔۔۔ جبکہ وہ تینوں اب ایک ساتھ روقاش کے سامنے کھڑے تھے۔۔۔ جو انکو گھور رہی تھی۔۔۔

باقی سب بھی متجسس ہوتے ریلنگ پر جھکے ہوئے تھے۔۔۔

اعظم شاہ اور ارباز شاہ اس وقت نیچے والے لاونج میں بیٹھ کر نیوز دیکھنے میں مصروف تھے۔ لیکن اب ان کے شور پر وہ بھی چاچی، بھتیجوں کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔۔۔

یار چاچی ہم آپکے لیئے گفٹ لے کر آئے ہیں، اور آپ ہمیں باتیں سنا رہیں ہیں۔۔! دونوں ہاتھوں میں شاپنگ بیگز اٹھائے وہ منہ بناتے ہوئے بولے۔۔۔

جبکہ روقاش جو انگلی اٹھاتے ہوئے انکو پھر چاچی کہنے پر سنانے والی تھی۔ کہ گفٹ کا ذکر سنتے ہی وہ بے اختیار انکے قریب ہو گئی۔۔۔

سچ میں گفٹ لائے ہو؟ ہائے میرے پیارے کیوٹ بھتیجے۔۔۔! گفٹ کے ذکر پر روقاش کی زبان شہد سے زیادہ میٹھی ہوئی تو ریلنگ پر جھکے نفوس کا چھت پھاڑ قہقہ گونجا۔۔

ہاشم شاہ دلفریب نظروں سے ہنستے ہوئے اپنی قاشو کے انداز دیکھ رہا تھا۔ جو گفٹ کا سنتے ہی انکی ماں کا روپ دھار چکی تھی۔۔ جبکہ صدمے کا شکار تو وہ تینوں خود بھی نظر آ رہے تھے۔۔۔ آخر کچھ سیکنڈ میں چاچی کی زبان اتنی میٹھی کیسے ہو گئی۔۔

اب بت بنے منہ کیا دیکھ رہے ہو! دے بھی دو چاچی کو گفٹ۔۔۔! ارباز شاہ نے ہنسی دباتے ہوئے انکو ہوش دلائی تو وہ ہڑبڑا کر جلدی سے شاپنگ بیگز سے اپنا اپنا گفٹ نکال کر روقاش کو پکڑانے لگے۔۔۔

اتنے سارے گفٹ دیکھ کر جہاں روقاش کی ہیزل آنکھیں چمکیں وہیں باقی سب بھی گفٹ دیکھنے کے لیے متجسس ہو گئے۔ روقاش کی ہیزل آنکھوں کی چمک دیکھ کر ارمان اور غان شاہ کو اب سمجھ میں آیا تھا۔ کہ انہیں وریشہ کی آنکھیں دیکھی دیکھی کیوں محسوس ہو رہیں تھیں۔ کیونکہ دونوں پھپھو، بھتیجی کی آنکھوں میں کافی مشابہت تھی۔۔۔۔

مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ ان تینوں کے پیچھے کوئی کھڑا ہے۔۔۔! حابیل شاہ لاؤنج کے منظر کو دیکھتے ہوئے اچانک بولا۔۔

تمہیں کیوں ایسا لگ رہا ہے۔۔؟ عالم شاہ نے نا سمجھی سے استفسار کرنا چاہا۔۔! حابیل شاہ نے بنا جواب دیے اسے سامنے دروازے کے مرر میں دیکھنے کا اشارہ کیا۔۔

اسکے اشارے پر ہاشم شاہ اور عالم شاہ حویلی کے داخلی دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ دروازے کے ڈیزائن میں لگے چھوٹے چھوٹے شیشیوں میں سچ میں کس کا عکس معلوم ہو رہا تھا۔۔ وہ عکس اتنا صاف نہیں تھا۔۔ اس لئے تعجب سے ایک دوسرے کو دیکھ کر وہ لاعلمی سے متجسس ہوتے چلے گئے۔۔ کہ آخر کون ہو سکتا ہے۔۔

لائیں ساسوماں میں بھی اپکی مدد کرتی ہوں۔۔! اربیلا شاہ نے بھی آگے بڑھ کر روقاش کی گفٹ کھولنے میں مدد کرنا چاہی۔۔ کیونکہ وہ لوگ تین گفٹ لائے تھے۔۔ ایک مالا شاہ کھول رہی تھی۔

چاچی اس میں لپ اسٹک ہیں! مالا شاہ نے اپنے ہاتھ میں موجود گفٹ کی پیکنگ اوپن کی تو اس باکس میں ہر طرح کی ریڈ شیڈ کی لپ اسٹک کا ڈھیر نظر آیا۔۔ روقاش نے ایک ساتھ اتنی ریڈ لپ اسٹک دیکھیں تو وہ منہ کھولے انکی طرف دیکھ گئی۔۔۔

چاچو نے ہمیں بتایا تھا۔ کہ اپکو ریڈ لپ اسٹک بہت پسند ہے! پر ہم جب مال میں ریڈ لپ اسٹک لینے لگے۔ تو وہاں اتنے زیادہ شیڈز تھے۔ اب اپکو کونسے والا شیڈ زیادہ پسند؟ اس بارے میں تو چاچو نے ہمیں بتایا ہی نہیں تھا۔ اس لئے ہم نے ریڈ کلر کے سارے شیڈز خرید لیے۔ اب آپ جتنی مرضی ریڈ لپ اسٹک لگائیں۔۔۔"

ارمان شاہ بتیسی نکال کر دیکھاتے ہوئے معنی خیزی انداز میں روقاش سے بولا تو سب سے پہلے عالم اور حابیل شاہ کا قہقہ ابلا۔۔ کیونکہ ریڈ کلر کی لپ اسٹک کی کہانی سے وہ سب ہی واقف تھے۔۔۔

انکے ہنسنے پر روقاش نے مڑتے ہوئے نظریں اٹھا کر اوپر دیکھا تو اپنے ہاشم کو ہنستے دیکھ کر وہ خفگی سے ناک چڑھا گئی۔

اسے ریڈ لپ اسٹک پسند تھی، باقی وہ جتنا مرضی طنز کریں۔۔! ناک سکوڑ کر ہونہہ کرتے سوچتے ہوئے روقاش نے خوشی خوشی ریڈ لپ اسٹک کا ڈبا تھام لیا۔۔۔

ساسوماں اس میں چوڑیاں نکلی ہیں۔۔۔! اربیلا شاہ نے دوسرا گفٹ کھولتے ہوئے روقاش کو چوڑیاں دیکھائیں تو وہ متجسس ہوتے باکس کے اندر دیکھ گئی۔ باکس کے اندر کانچ کی چوڑیاں تھیں۔پر یہ کیا۔۔؟ ہر کلر میں کانچ کی چوڑیاں تو تھیں۔پر صرف ایک ایک۔۔۔!

یہ کیا ہے اب۔۔؟ سب کلر میں صرف ایک ایک چوڑی دیکھ کر روقاش نے الجھ کر جاننا چاہا۔۔۔

چاچو نے بتایا تھا۔اپکو چوڑیاں بھی بہت پسند ہیں، پر ہمیں اس بار بھی آپکے فیورٹ کلر کے بارے میں انہوں نے ہمیں نہیں بتایا تھا۔تو اسلئے ہم نے سب کلرز میں ایک ایک چوڑی لے لی۔۔۔"

اس بار غان شاہ نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے پھر ہاشم شاہ کا ذکر کرتے جواب دیا تو روقاش نے ماتھا پیٹ لیا۔۔۔ ایک ایک چوڑی کا سن کر اس دفعہ پوری حویلی قہقہوں سے گونج اٹھی تھی۔۔۔ جبکہ ہاشم شاہ اپنے بھتیجوں کی بے وقوفی پر ہنستے ہوئے انکو دیکھ رہا تھا۔۔

بے وقوفوں کے تینوں سرداروں۔۔۔! تم لوگ یہ سب باتیں مجھے نہیں پوچھ سکتے تھے کیا۔۔۔؟اور یہ ایک ایک چوڑی کا میں کیا کروں؟ کلائی میں پوری درجن چوڑیاں پہنتے ہیں۔۔۔"

روقاش جسے کانچ کی چوڑیاں دیکھ کر خوشی ہو رہی تھی۔۔ لیکن صرف ایک ایک چوڑی دیکھ کر اب اسے غصہ آرہا تھا۔ جبکہ اپنی پھوپھو کی آواز سنتے ہوئے اسکاری ایکشن سوچ سوچ کر پیچھے کھڑی وریشہ کا دل اچھل رہا تھا۔۔۔

آپ ناراض کیوں ہوتیں ہیں پیاری چاچی جان۔۔! ہم اپکو مزید لادیں گئے۔۔! آپ یہ تیسرا گفٹ تو کھولیں۔۔۔!

زیام شاہ نے روقاش کی توجہ اسکے اپنے ہاتھ میں موجود گفٹ کی طرف کروائی تو روقاش جلدی جلدی ان پیک کرنا شروع ہو گئی۔۔ گفٹ ان پیک ہوتے ہی روقاش کی آنکھیں پھیل گئیں تھیں۔ باکس میں گولڈ کے تین بریسلٹ تھے۔ تینوں کا ڈیزائن ایک دوسرے سے مختلف تھا۔ لیکن ہر بریسلٹ پر کچھ نہ کچھ لکھا ہوا تھا۔

روقاش نے ایک بریسلیٹ اٹھا کر دیکھا تو اس پر "ہماری اکلوتی چاچی" کے الفاظ تھے۔ جبکہ دوسرے پر " Roqashim" تو تیسرے پر "شاہ کی قاشو" کے الفاظ درج تھے۔

تینوں بریسلٹ پر لکھے الفاظ پڑھ کر روقاش نے ایموشنل ہوتے ان تینوں کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا دیے۔۔ جبکہ ریلینگ پر کھڑا ہاشم شاہ متجسس ہوتے یہ سوچ رہا تھا کہ تیسرے گفٹ میں ایسا کیا ہے۔ جس کو دیکھ کر اسکی بیوی سٹل ہو چکی تھی۔

"یہ بہت خوبصورت ہیں۔۔۔" روقاش نے بریسلٹ کو چھوتے ہوئے دل سے تعریف کی۔ جس کو سن کر وہ تینوں اپنا اپنا بریسلٹ اٹھا کر روقاش کو خود پہنانے لگے۔۔ جس پر ہاشم شاہ کو بے اختیار جلن سی ہوئی۔

گدھوں میری بیوی سے دور رہو۔۔۔! ہاشم شاہ نے رعب سے اونچی آواز میں بولتے ہوئے انکو اپنی بیوی سے دور ہٹانا چاہا۔۔۔

شاہ پلیز۔۔! ہمارا فیملی مومینٹ خراب نہیں کریں۔۔۔! ہاشم شاہ کو بیچ میں آتے دیکھ کر روقاش چہرہ موڑتے ہوئے بولی، تو اسکی بات پر جہاں ہاشم شاہ کی آنکھیں صدمے سے بڑی ہوئیں وہیں اسکے بھتیجے دل جلانے والے انداز میں قہقہ لگا گئے۔ آخر انکی چاچی نے انکی سائیڈ جو لی تھی۔۔

چاچی آپکے لئے ایک اور گفٹ ہے۔۔۔! بریسلٹ پہنا کر زیام شاہ نے چمکتی آنکھوں سے روقاش کو دیکھا تو وہ سوالیہ انداز میں اسکے مزید بولنے کا انتظار کرنے لگی۔۔ پیچھے کھڑی وریشہ کا دل دھڑک اٹھا تھا۔۔۔

ون، ٹو تھری۔۔۔! تھری کہتے ہی وہ تینوں ایک دم سے سائیڈ پر ہوتے چلے گئے تو انکے پیچھے کھڑی وریشہ پر نظر پڑتے ہی روقاش بت بن گئی۔

حابیل شاہ نے اپنا اندازہ درست ہونے پر جتاتی نظر پاس کھڑے نفوس پر ڈالی۔۔۔

عشی۔۔!! روقاش کے لب پھڑ پھڑائے تو وریشہ روتے ہوئے تیزی سے اسکے سینے سے آن لگی۔۔ جبکہ روقاش تو اب تک یہ سوچ کر بے یقین تھی، کہ وہ اسے دیکھ پا رہی ہے۔۔

"پھوپھو آپ کہاں چلی گئی تھیں۔۔" وریشہ، روقاش کے گلے لگی، سسکتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ اسکی ہیزل آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔

جبکہ روقاش نے بھی اسے گلے لگاتے ہوئے رونا شروع کر دیا تھا۔ وہ ابھی تک بے یقین تھی, کہ اسکی عشی اسکے سامنے کھڑی ہے۔۔

ہاشم شاہ سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آیا تو زیام شاہ سب کو نا سمجھی سے دیکھتا پا کر وریشہ کا تعارف کروانے لگا۔ وریشہ کے تعارف پر وہ سب حیران ہوتے چلے گئے تھے۔۔

کیونکہ سفید چادر میں وہ سفید و گلابی رنگت میں بالکل روقاش کی ڈٹو کاپی لگ رہی تھی۔ جبکہ ہیزل آنکھیں تو زیادہ ہی روقاش کی آنکھوں سے مشابہت رکھتی تھیں۔۔۔۔

روقاش کو روتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے آگے بڑھ کر اسکے آنسو صاف کیے، تو وہ روئی روئی آنکھیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھنے لگی۔

ہاشم شاہ نے اسکے نظریں اٹھانے پر، بے ساختگی سے سر ہلاتے ہوئے اسے رونے سے باز کرنا چاہا۔۔

بیلا۔۔! قاشواور وریشہ کوڈرائنگ روم میں لے جاؤ۔۔! ہاشم شاہ نے اربیلا کو مخاطب کرتے ہوئے جھجھکتے ہوئے وریشہ کا نام لیا۔۔ان پھپھو، بھتیجی کو اس وقت پرائیویسی کی ضرورت تھی۔تاکہ وہ کچھ دیر ایک ساتھ بیٹھ کر دل ہلکا کر سکیں۔اسی لئے ہاشم شاہ نے انکوڈرائنگ روم میں بھیجنا چاہا۔۔

ہاشم شاہ کے حکم پر بیلا سر ہلاتے ہوئے روقاش اور وریشہ کو چھوڑنے چلی گئی۔انکے جاتے ہی سب حویلی والے زیام شاہ کے گرد ہوئے۔جس کی آنکھیں وریشہ کے پیچھے پیچھے جارہیں تھیں۔

واپس آجا بھائی وہ جاچکی ہے۔۔۔! ارمان شاہ نے اسکی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہراتے ہوئے ہوش دلانا چاہی، تو وہ ہڑبڑا کر وہ ان سب کو دیکھ گیا۔جو پہلے ہی بھرپور توجہ کے ساتھ اسکی طرف متوجہ کھڑے تھے۔۔۔

کیا۔۔۔! سب کو خود کی طرف گھورتا پاکر زیام شاہ نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔شاید وہ انکی آنکھوں کا مقصد پوچھنا چاہ رہا تھا۔۔۔

فٹافٹ بک! کہ تجھے چاچی کی بھتیجی کہاں اور کیسے ملی۔۔۔! اور تو اسکو اتنا اچھے سے کیسے جانتا ہے۔۔۔؟ حابیل شاہ زیام شاہ کے کندھے کے گرد بازو رکھتے ہوئے اسے لئے لاونج کی طرف بڑھا۔

باقی سب نے بھی انکے پیچھے قدم بڑھائے تھے۔۔آخرکار حابیل شاہ والا تجسس تو سب کو ہی ہو رہا تھا۔اربیلا شاہ بھی واپس آکر صوفے پر مالا شاہ کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔جبکہ شرجینا اداس چہرہ لیے اعظم شاہ کے کندھے پر سر ٹکائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔

صوفے پر بیٹھتے ہوئے زیام شاہ نے خود کو انکی قید میں دیکھا تو وہ بولنا شروع ہوا۔۔۔وریشہ کے ساتھ پہلی ملاقات سے لے کر روقاش کو ملنے تک کی ساری باتوں سے وہ آہستہ آہستہ انکو آگاہ کرنے لگا۔۔۔

پھوپھو مجھے آپکی بہت یاد آتی ہے۔۔۔! وریشہ دوبارہ روقاش کے گلے لگتے ہوئے چہرہ چھپا گئی۔ وہ ایک گھنٹے سے دونوں ڈرائنگ روم میں بیٹھیں ہوئیں تھیں۔ وریشہ نے اسے ساری باتوں سے آگاہ کر دیا تھا۔ کہ کیسے مہوش نے سارے محلے میں اسکو بدنام کرنے کی کوشش کی۔۔

عشی سب پرانی باتیں بھول جاؤ، اب مجھے یہ سب جان کر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ میں اپنی زندگی میں اتنی خوش ہوں، کہ شاید کبھی بیان کر سکوں۔ بلکہ میں تو مہوش کا شُکریہ ادا کرنا چاہوں گی، جس کی وجہ سے مجھے اتنا اچھا سسرال اور شوہر مل پایا ہے۔۔۔"

روقاش اسکے بال سنوارتے ہوئے ماتھے کو چومتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں بول رہی تھی۔۔۔

ان سب باتوں سے روقاش کو اب کوئی فرق نہیں پڑتا محسوس ہو رہا تھا، کہ کس نے کیا کیا ہے۔ کیونکہ اسے محسوس ہونے لگا تھا۔ کہ اگر اس دن مہوش حسد و جلن کا شکار ہوتے وہ سب کچھ نہ کرتی، جس کی وجہ سے آسیہ بیگم نے روقاش کو گھر سے نکالا اور پھر سب کی موجودگی میں ہاشم شاہ کا اسکے کردار کو معتبر کرتے ہوئے اپنے نکاح میں لینا۔۔۔اگر وہ سب کچھ نہ ہوتا تو روقاش کو کبھی بھی اتنا اچھا گھر نہ مل پاتا۔۔۔اس لئے وہ مسکراتے ہوئے عشی کو زور سے گلے لگا گئی۔ جس نے رو رو کر اپنا حال برا کر لیا تھا۔۔۔

پھپو پھو آپ مجھے بھول تو نہیں گئیں۔۔! وریشہ ڈرتے ہوئے بے اختیار پوچھ گئی۔ کیونکہ روقاش کی باتیں اور انداز کافی بدلہ ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

عشی بس کرو دواب، کتنا روگی میری جان۔۔! اور میں کیوں بھولنے لگی تمہیں۔۔؟ تم تو میری چھوٹی سی کاکی ہو۔۔! اور اپنے بچے کو بھلا کوئی بھولتا ہے۔۔۔؟

روقاش اسکو پھر رونا سٹارٹ کرتے دیکھ کر ہمیشہ والا جملہ بول گئی۔

جبکہ وہ بار بار وریشہ کے ہاتھ چومتے ہوئے اسے پیار کر رہی تھی۔ تاکہ وہ یہ نہ سمجھے، کہ وہ بدل گئی ہے۔۔ کیونکہ روقاش کو اچھے سے پتہ تھا۔ کہ وہ اسے لے کر کتنی ٹچی ہے۔ بچپن سے ہی وریشہ کو اپنی پھوپھو کا اسکے علاؤہ کسی کو پیار کرنا اچھا نہیں لگتا تھا۔

پھوپھو آپکے ہسبنڈ کہاں ہیں۔۔۔؟ اچانک یاد آنے پر وریشہ نے آنکھیں اٹھاتے ہوئے پوچھا۔۔ چہرے پر لگا بلیک ماسک اس نے اتار دیا۔ بار بار رونے کے باعث اسکی چھوٹی سی ناک کی ٹپ لال ہو چکی تھی۔ جبکہ آنکھیں بھی سرخی مائل سی لگ رہیں تھیں۔۔۔

شاہ۔۔؟ تم یہاں بیٹھو، میں سب کو بلا کر لاتی ہوں، اور پھر تمہیں شاہ سے بھی ملواتی ہوں۔۔۔" وریشہ کے پوچھنے پر روقاش اسے وہیں بٹھا کر جلدی سے باقی سب کو بلانے چلی گئی۔۔ تاکہ روقاش سے ملوا سکے۔۔۔

روقاش کے جانے کے بعد وریشہ ڈرائنگ روم میں ہر طرف نظریں دیکھنا شروع ہوئی۔۔۔اپنی پھوپھو کو یہاں پر اتنا خوش دیکھ کر وہ اب مطمئن ہوتی مسکرا رہی تھی۔ ورنہ وہ اب تک یہ ہی سوچ سوچ کر تکلیف میں رہی تھی، کہ نجانے اسکی پھوپھو کس حال میں ہونگیں۔۔

وریشہ جو اپنے دھیان میں سب اطراف دیکھ رہی تھی۔ کہ اچانک اسکی نظر ڈرائنگ روم کے سامنے سے گزرتے ہوئے زیام شاہ نے اپنی طرف کھینچی۔۔۔

اوئے لمبو بات سنو۔۔! وریشہ نے تیزی سے اٹھتے ہوئے اسے پکارا۔۔ جبکہ ارمغان شاہ جو اپنے دھیان میں موبائل پر مصروف وہاں سے گزر رہا تھا۔ کہ اچانک وریشہ کی پکار پر قدموں کو بریک لگا گیا۔۔

اوئے لمبو، میں تمہیں شکریہ کہنا تھا۔ شکر تم مجھے مل گئے۔۔"ارمغان شاہ کے مقابل کھڑے ہوتے وہ اسے زیام شاہ سمجھتے ہوئے کھلتے چہرے کے ساتھ بولنا شروع ہو گئی۔

جس پر ارمغان شاہ ابرو آچکا کر اسے دیکھ گیا۔ وریشہ کے نقوش میں روقاش کی مشابہت دیکھتے ہوئے وہ بے اختیار مسکرایا۔ گاڑی میں وہ ماسک لگائے ہوئی تھی۔ اس لئے تب وہ اسکا چہرہ نہیں دیکھ پائے تھے۔ ورنہ چہرہ دیکھتے ہی انہیں پتہ لگ جاتا کہ وہ کون ہے۔۔ ارمغان شاہ اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔۔

"وریشہ کی ماں کو روقاش کے وجود سے نفرت تھی۔ لیکن قدرت نے آسیہ بیگم کی سگی بیٹی میں روقاش کی مشابہت رکھتے ہوئے اچھا بدلہ اتار لیا تھا۔۔"

ابھی تھوڑی دیر پہلے زیام شاہ نے انہیں سب کو تفصیل سے بتایا تھا، کہ کیسے آسیہ بیگم نے مہوش نامی لڑکی کی باتوں میں آتے ہوئے روقاش کو گھر سے نکال دیا تھا۔اور اسکے ساتھ ہی ساتھ زیام شاہ نے آسیہ بیگم کی نفرت کے بارے میں بھی بتایا۔کیونکہ یہاں آنے سے پہلے وریشہ خود ہی اسے سب کچھ بتا چکی تھی۔۔

ساری حقیقت جان کر ہاشم شاہ تو اپنی جگہ پر حیران رہ گیا تھا۔روقاش نے ان سب باتوں کے بارے میں کبھی بھی اسکے سامنے ذکر نہیں کیا تھا۔یہاں تک کہ وہ نہ خود فیملی کے بارے میں بات کرتی تھی،اور نہ ہی ہاشم شاہ کو کرنے دیتی تھی۔فقط اسکی باتوں میں بس وریشہ کا ذکر ضرور شامل ہوتا تھا۔

لمبو میں کب سے بول رہی ہوں تم کوئی جواب کیوں نہیں دے رہے۔۔۔"ارمغان کو بولتے نہ دیکھ کر وریشہ نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے اسے گھورنا چاہا۔۔وہ کب سے اسے خود کی طرف مسلسل ٹکٹی باندھے دیکھ رہی تھی۔

جی میں سن رہا ہوں آپ میرا شکریہ ادا کر سکتیں ہیں۔۔۔"ارمغان شاہ نے مسکرا کر کہتے ہوئے اسکو دیکھا۔۔وریشہ کے نقوش دیکھ کر وہ تھوڑی دیر پہلے والی باتوں کو سوچتے ہوئے خیالوں میں گم ہو گیا تھا۔۔

ہیں۔۔؟یہ تم کیسے بول رہے ہو۔۔۔!ارمغان شاہ کی آواز سنتے ہی وہ الجھ کر جو اسے دیکھ رہی تھی،جب اچانک پیچھے سے روقاش کی آواز سنائی دی۔۔

عشی کیا ہوا۔۔۔؟روقاش نے پاس آتے سوالیہ نظروں سے انکو دیکھا۔۔

پھو پھو میں اس لمبو کو شکریہ ادا کرنا چاہ رہی تھی، پر پتہ نہیں یہ کیسے بول رہا ہے۔۔۔"ارمغان شاہ پر نظر ڈالتے ہوئے وریشہ اسے بتانے لگی۔۔۔ جس پر وہ ہنسی دبا گیا۔۔۔

یہ وہ لمبو نہیں ہے میری جان جسے تم سمجھ رہی ہو۔۔! یہ اسکا جڑواں لمبو ہے۔۔"تم اندر آؤ، کیونکہ سب آنے لگے ہیں۔۔"ارمغان شاہ پر گھوری ڈالتے ہوئے روقاش اسے ساتھ لیے ڈرائنگ روم کے اندر بڑھ گئی۔ کیونکہ وہ دروازے میں کھڑے تھے۔۔۔

تمہیں شرم نہیں آئی میری معصوم بھتیجی کو دھوکا دیتے ہوئے۔۔"ارمغان شاہ کو بھی اندر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے روقاش نے اسکو لتاڑا۔ جبکہ وریشہ انکی باتوں پر کنفیوز ہوتے دیکھنے لگی تھی۔۔

لو جی میں نے کیا کہا۔۔۔؟ آپکی بھتیجی نے خود ہی نہیں دیکھا، ورنہ ہم تو انکے ساتھ ہی آئے تھے۔۔۔" صوفے پر بیٹھتے ہوئے وہ بولا

آتے وقت وریشہ نے ایک دفعہ بھی مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ کیونکہ اسکی ساری توجہ اپنی پھو پھو سے ملنے میں اٹکی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ نوٹ نہیں کر پائی تھی کہ زیام شاہ کا کوئی ہم شکل بھی کوئی یہاں پر بیٹھا ہوا ہے۔۔

وریشہ کو الجھن سے کبھی خود کو اور غان شاہ کی طرف دیکھتا پا کر روقاش لمبا سانس کھینچتے ہوئے اسے بتانا شروع ہوئی تھی۔۔

عالی۔۔۔! شرجینا نے عالم شاہ کے کمرے میں داخل ہوتے اسے پکارا۔۔

عالم شاہ جو فریش ہو کر ڈریسنگ مرر کے آگے کھڑا بالوں میں برش کر رہا تھا۔ کہ شر جینا کو اپنے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ بے حد سنجیدہ ہو گیا جبکہ اسکی پکار کو نظر انداز کیا گیا تھا۔۔۔

عالی سوری نا۔۔"شر جینا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے اسکے قریب ہوتی سوری بولنے لگی۔ کیونکہ وہ جان چکی تھی۔ کہ آج عالم شاہ اسکی وجہ سے بہت ہرٹ ہوا ہے۔ عالم شاہ جب آفس سے نکل تھا۔ تو شر جینا اسکے پیچھے بھاگی تھی۔

لیکن عالم شاہ اسکی کسی بھی پکار پر کان دھرے بے نیاز بنتا کالج سے نکلتا چلا گیا تھا۔ جس پر شر جینا سچ میں رونا شروع ہو گئی تھی۔ کیونکہ وہ کسی صورت میں اپنے عالی کی نظر اندازی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔

اور اب آفس سے واپس آکر بھی عالم شاہ نے اسے مخاطب نہیں کیا تھا۔ ورنہ وہ روز واپس لوٹتے ہی سب سے پہلے اسے سینے سے لگا کر ماتھا چومتا تھا۔۔

عالم شاہ کی اس قدر بے اعتنائی پر شر جینا کا دل اداس ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ اسے منانے کی غرض سے اوپر کمرے میں چلی آئی۔ باقی سب اس وقت ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

شر جینا شاہ کے اپنے قریب کھڑے ہونے پر عالم شاہ خود پر ضبط کرتے ہوئے ٹیبل پر برش رکھ کر سائیڈ سے گزرتے ہوئے کمرے سے نکل گیا۔

عالم شاہ کے یوں جانے پر شرجینا کا ننھا سا دل تیزی سے ہرٹ ہوا۔۔ہاتھوں کی مٹھیوں سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ اپنے رونے پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی۔ورنہ اسکا دل اپنے عالی کے اس رویے پر اندر تک زخمی ہو چکا تھا۔۔

آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکل کر سیڑھیوں کے پاس آئی تو نیچے لاؤنج سے گزرتے ہوئے عالم شاہ پر اسکی نظر پڑی۔جو لاؤنج سے گزرتے ہوئے ڈرائنگ روم میں چلا گیا تھا۔عالم شاہ کو ڈرائنگ روم میں جاتے دیکھ کر شرجینا بھی تیزی سے سیڑھیاں اتر گئی۔۔

عشی یہ ہے زیام لمبو۔۔"زیام شاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے روقاش نے اسے بتانا چاہا۔۔۔جبکہ سب کی موجودگی کو بھلائے زیام شاہ سٹل ہوتا وریشہ کے چہرے میں کھویا ہوا تھا۔۔وہ پہلی بار اسکا چہرہ بنا ماسک کے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"سالے ہوش کر،سب بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔"زیام شاہ کی بے لگام نظروں کو وریشہ پر محسوس کرتے ہوئے پاس بیٹھے ارمان شاہ نے دانت کچکچا کر سرگوشی کی۔۔۔

پھوپھو یہ دونوں تو پورے کرن ارجن لگ رہے ہیں۔۔"انکی جڑواں شکلوں پر وریشہ کھکھلا کر بولی تو سب ہنس دیے۔۔۔

یہ کرن،ارجن نہیں بلکہ جان کے عذاب ہیں" روقاش نے ہنس کر اسے بتایا کہ وہ انہیں نارمل نہ سمجھیں۔۔۔

روقاش کے حکم پر سب اس وقت ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ہاشم شاہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے اپنی رعب دار شخصیت کے ساتھ روقاش کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔جبکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے روقاش نے ان سب کا تعارف کروایا تھا۔۔

پھوپھو۔۔!آپ میری پھپھو پھو ہیں،تو اپکے ہسبنڈ میرے پھپھو پھا ہوئے نا۔۔"روقاش کو مخاطب کرتے ہوئے وریشہ نے ہاشم شاہ کی شخصیت سے خاصا امپریس ہوتے اچانک کہا تو ڈرائنگ روم میں قہقہوں کے زور سے چہرے سرخ ہوتے چلے گئے۔۔۔

حابیل شاہ اور عالم شاہ نے اپنی اپنی شیو کھجاتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔جبکہ باقیوں کا حال بھی کچھ الگ نہیں تھا۔۔۔

لو بھلا بتاؤ۔۔!اب بڑی کہاں کہاں سے بھاگے گئے۔۔۔"خود کو چاچو نہ کہنے والے شخص کو پھوپھا کے رشتے پر فائز ہوتے دیکھ کر حابیل شاہ سرگوشی کر گیا۔۔۔

بولیں نا پھوپھو!مسٹر شاہ میرے پھپھو پھا ہی ہوئے نا۔۔۔"وریشہ نے کنفرم کرنے والے انداز میں پھر کہا تو اس بار نا چاہتے ہوئے بھی سب کے حلق میں اٹکے قہقہے باہر ابل پڑے۔۔۔ہاشم شاہ نے زہر بھری نظروں سے اپنے خبیث بھتیجوں کو گھوری ڈالی۔۔۔جو منہ پھاڑے اس پر ہنس رہے تھے۔۔

لاڈو وہاں کیوں کھڑی ہو۔۔؟ شر جینا کو دروازے میں کھڑے دیکھ کر مالا شاہ کی نظر اس پر پڑی، تو وہ بے اختیار بول گئی۔

سب نے چہرہ موڑتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا۔ جہاں شر جینا روئے ہوئے چہرے کے ساتھ عالم شاہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ لیکن بدلے میں عالم شاہ نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر اسکی طرف نہیں دیکھا تھا۔ اس بار وہ ہمیشہ کی طرح اسکے آنسو دیکھ کر نہیں پگھلنا چاہتا تھا۔۔ اس لئے مسلسل بے نیاز بنا ہوا تھا۔۔

لاڈو میرے پاس آؤ۔۔" ہاشم شاہ نے گھمبیر آواز میں بولتے ہوئے شر جینا کو پاس بلایا۔۔ سب اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر پریشان ہو چکے تھے۔

جبکہ زیام شاہ اور ارمغان شاہ نے تڑپتے ہوئے اسکی طرف بڑھنا چاہا تو اس سے پہلے ہی شر جینا شاہ ہاشم شاہ کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔۔۔

میرا بچہ اتنا گندہ منہ بنا کر کیوں گھوم رہا ہے۔۔" شر جینا کے چہرے سے رونق غائب دیکھ کر ہاشم شاہ نے اسے سینے سے لگاتے ہوئے پیار سے استفسار کیا۔ جبکہ شر جینا کو یوں دیکھ کر پریشان تو روقاش بھی ہو گئی تھی۔۔۔

چاچو۔۔!! عالی مجھ سے بات نہیں کر رہے ہیں۔۔۔" شر جینا سسکتے ہوئے ہاشم شاہ کے سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے تکلیف سے بولی تو ہاشم شاہ نے تڑپتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔ اسکے برعکس شر جینا کو یوں روتے ہوئے دیکھ کر اسکے دونوں بھائی بھی بے چین نظر آنے لگے تھے۔۔

بھائی لاڈو کو کیا ہوا ہے۔۔؟ ارمغان شاہ نے سنجیدہ لہجے میں حابیل شاہ سے پوچھنا چاہا۔۔ کیونکہ عالم شاہ کی نظر اندازی دیکھتے ہوئے وہ اتنا تو سمجھ ہی چکے تھے۔ کہ ضرور کچھ بڑا ہوا ہے۔ ورنہ عالم شاہ اپنی جیا کے رونے پر یوں بیٹھا رہے ایسا ممکن ہی نہیں تھا۔۔۔

پھوپھو یہ کون ہے۔۔۔؟ شرجینا کو ہاشم شاہ کے اتنے قریب دیکھ کر وریشہ نے بے اختیار جاننا چاہا۔۔۔ شاکنگ پنک کلر کے ڈریس میں، گوری رنگت میں، سبز آنکھوں والی شرجینا شاہ اسے بے حد پسند آئی تھی۔۔۔اس لئے وہ پوچھے بنا رہ سکی۔۔

یہ ہماری حویلی کا سب سے چھوٹا بچہ ہے۔۔۔" روقاش نے مسکرا کر شرجینا کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے شرجینا کا تعارف کروایا کہ اربیلا شاہ اچانک وہاں داخل ہوئی۔۔

ساسوماں کھانا لگ چکا ہے" اچانک اربیلا شاہ نے ڈرائنگ روم میں داخل ہو کر شرارتی انداز میں روقاش کو مخاطب کرتے ہوئے اطلاع دی۔۔۔مائرہ اور اربیلا شاہ باہر ٹیبل پر کھانا لگا رہیں تھیں۔ رات کے کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔۔

چلو آؤ عشی کھانا کھاتے ہیں، اور تم ساسوماں کی بچی زرا مجھے فری ہو لینے دو، پھر تمہیں پوچھتی ہوں۔۔۔" اربیلا شاہ کو تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے روقاش اٹھ کر باہر کی جانب بڑھی تو پیچھے سے اربیلا شاہ نے کھکھلاتے ہوئے اسے مزید تپانا چاہا۔۔۔

عالم شاہ سب کو وہیں چھوڑے، اٹھ کر باہر کی جانب بڑھا تو سب اسے دیکھتے رہ گئے۔۔

بھائی کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟ارمان شاہ، عالم شاہ کی پشت دیکھتے ہوئے بولا۔ان سب کے سوالوں پر حابیل شاہ نے سرد سانس خارج کرتے ہوئے انکو آج دن میں ہوئے واقعے کے بارے میں بتانا شروع کیا۔

شاہ لاؤڈ کو کیا ہوا ہے۔۔؟ڈریسنگ ٹیبل کے آگے بیٹھی روقاش نے شیشے سے ہاشم شاہ کے عکس کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

اس کے برعکس ہاشم شاہ جو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے نرم نگاہوں سے اپنی قاشو کو دیکھ رہا تھا۔جو نائٹی پر ریڈ سلک کا گاؤن پہنے ہاتھوں پر لوشن لگاتے ہوئے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

کچھ نہیں ہوا شاہ کی جان، تم پریشان نہ ہو۔۔۔!نرم انداز میں مسکراتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسے جواب دیا۔۔۔وہ روقاش کے بیڈ پر اپنے قریب آنے کا انتظار کر رہا تھا۔اس لئے بنا دھیان دیے مختصر سا جواب دے گیا۔۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد زیام شاہ، وریشہ کو واپس چھوڑنے چلا گیا تھا۔جبکہ اب سب کاموں سے فری ہو کر روقاش تھوڑی دیر پہلے ہی کمرے میں آئی تھی۔وریشہ کے جانے کے بعد وہ سب ہمیشہ کی طرح چائے پینے کے لئے بیٹھنے لگے تھے۔جب عالم شاہ سب کو ایکسکیوز کرتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

عالم شاہ کے یوں جانے پر جہاں سب حیرت انگیز سے اسکو دیکھتے رہ گئے وہیں شرجینا شاہ نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا تھا۔ شرجینا کو بری طرح روتے دیکھ کر ہاشم شاہ کو عالم شاہ پر حد سے زیادہ غصہ آنے لگا تھا۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا، کہ اسکے بنا شرجینا شاہ کو سانس بھی نہیں آتی۔ اس کے باوجود بھی وہ ایسے بے اعتنائی دیکھا کر اسکی لاڈو کو ہرٹ کیے جا رہا تھا۔

ارمغان شاہ اور ہاشم شاہ بامشکل اسے سنبھالتے ہوئے سلا پائے تھے۔ ورنہ وہ پینک ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اسکی حالت بگڑتے دیکھ کر سب کے ہاتھ پاؤں پھول چکے تھے۔

اسکی ایک ہی رٹ تھی کہ "عالی کے پاس جانا ہے"

اسی لئے ہاشم شاہ نے شرجینا کو جلد از جلد نیند کی ٹیبلیٹ کھلا کر سلا دیا۔ تاکہ وہ پر سکون رہے۔۔۔

شاہ آپ مجھ سے کیوں چھپا رہے ہیں۔۔؟ آپ بھی اور میں بھی یہ اچھے سے جانتی ہوں۔ کہ عالم شاہ اور لاڈو کے بیچ ضرور کچھ ہوا ہے۔ ورنہ لاؤڈ کے ساتھ عالم کا ایسا رویہ میں نے کبھی بھی نہیں دیکھا، جیسا آج تھا۔۔۔"

ٹیبل کے سامنے سے اٹھتے ہوئے وہ جلدی سے بیڈ کی طرف آتے ہوئے بولنے لگی۔ جبکہ لہجہ آگاہ کرنے والا تھا۔ کہ وہ اتنی بھی بے خبر نہیں ہے۔۔۔

شاہ کی جان تم کیوں پریشان ہو رہی ہو، جب میں کہہ رہا ہوں کہ کچھ نہیں ہوا، تو تم اس بارے میں نہیں سوچو، بس مجھ پر فوکس کرو۔۔۔"

ہاشم شاہ نے ہاتھ بڑھا کر اسے خود پر گراتے ہوئے ریلیکس کرنا چاہا۔۔۔ایسا نہیں تھا، کہ وہ اسے بتانا نہیں چاہتا تھا۔ پر ابھی بس اسکا اس بارے میں بات کرنے کا دل نہیں تھا، شاید اس لئے وہ ٹال رہا تھا۔۔۔

شاہ کیا آپ مجھے اپنی فیملی کا حصہ نہیں سمجھتے ہیں؟ یا پھر مجھ سے شئیر نہیں کرنا چاہتے۔۔! ہاشم شاہ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فاصلہ بناتے ہوئے روقاش سنجیدہ لہجے میں بول گئی۔ جس پر وہ سرد سانس خارج کر گیا تھا۔۔ کیونکہ وہ اسکے ٹالنے کا غلط مطلب اخذ کر رہی تھی۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے میری جان, تم میرے وجود کا حصہ ہو! تو پھر فیملی والی کیا بات کر رہی ہو۔۔۔! روقاش کے لفظوں کو غلط ٹھہراتے ہوئے وہ اسکے ماتھے پر ہونٹ رکھتے اٹھ بیٹھا۔۔۔تاکہ اسکی غلط فہمی دور کر سکے۔۔

تو پھر مجھے بتائیں نہ، کہ لاؤڈ کیوں رو رہی تھی۔۔؟ کالج سے بھی واپس بھی آکر وہ آج بجھی بجھی سی تھی۔۔" پھر سے شر جینا کی حالت یاد آنے پر وہ فکر مندی سے پوچھ گئی۔۔

کیونکہ پہلے جب بھی شر جینا کالج سے واپس آتی تھی تو سب سے پہلے روقاش کو ملنے کے بعد وہ چینج کرنے چلی جاتی۔۔ چینج کرنے کے بعد وہ روقاش کے ساتھ مل کر مستیاں کرتی رہتی تھی۔ یا پھر اپنی چاچی کی ہیلپ کے لئے اسکے ساتھ زبردستی کچن میں گھس جاتی۔۔۔

دو دن پہلے سب کے آفس سے لوٹنے پر روقاش نے جوس لے کر جانا چاہا تو شرجینا متجسس ہوتے پوچھ گئی تھی۔ کہ وہ جوس کیوں اور کس کے لیے لے کر جا رہی ہے۔۔

تب روقاش نے اسے یہ کہتے ہوئے جواب دیا تھا کہ شوہر جب بھی کام سے گھر واپس آتے ہیں۔ تو اچھی بیوی انکے لئے پانی لے کر جاتی ہے۔۔ روقاش نے ایسا جواب شرجینا کا ری ایکشن جاننے کے لیے دیا تھا۔

اور پھر روقاش کی توقع کے عین مطابق شرجینا بھی عالم شاہ کے لئے پہلی بار جوس لے کر گئی تھی۔ تب روقاش اسکی معصومیت پر ہنس دی۔ کیونکہ وہ اتنا تو جان چکی تھی۔ کہ شرجینا شاہ کو اپنے عالی کے لیے اچھی بیوی بننے کا جنون کی حد تک شوق ہے۔۔

اور اس لئے جب بھی کوئی اسے اچھی بیوی بننے کے بارے میں کوئی چیز یا طریقہ بتاتا تھا، تو شرجینا بنا سوچے سمجھے عمل کرنے نکل پڑتی تھی۔۔

پر آج عالم شاہ کا شرجینا کے ساتھ ایسا رویہ وہ چاہ کر بھی نہیں بھلا پا رہی تھی۔ اور تھوڑی دیر پہلے شرجینا شاہ کی حالت یاد آنے پر روقاش اب مزید الجھ چکی تھی۔۔

ہاشم شاہ اسے اپنی گود میں بٹھائے شرجینا شاہ کے کالج کے بارے میں بتا رہا تھا۔ جس کی وجہ سے عالم شاہ کا موڈ بگڑا ہوا تھا۔۔

شاہ اگر آپ کہیں۔۔! تو میں لاڈو کو پڑھانا شروع کروں۔۔؟ ہو سکتا ہے، میرے پڑھانے سے وہ پڑھنا شروع کر دے۔۔۔! ساری بات جاننے کے بعد وہ بنا کسی کا قصور نکالے سوال کر گئی۔۔

شاہ کی جان وہ عالم شاہ کے سوا کسی سے بھی نہیں پڑھتی۔۔۔"آج دیکھا نہیں؟ کہ کیسے عالم شاہ کی زرا سی نظر اندازی پر اس نے رو رو کر اپنی حالت بگاڑ لی تھی۔۔"روقاش کے گاؤن کو کھولتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکی ہیزل آنکھوں کو چوم کر جواب دیا۔۔۔

پر شاہ میں ایک ٹرائے تو کر سکتی ہوں نا۔۔! کیونکہ میں نے کئی بار دیکھا ہے، اور اندازہ بھی لگایا ہے۔ کہ اپکے بڑے بھتیجے صاحب کو اپنی چھوٹی سی بیوی کو پڑھانا ہی نہیں آرہا ہوتا۔۔"روقاش اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔

کیا مطلب پڑھانا نہیں آتا۔۔؟ کیا عالم اسے ٹھیک سے نہیں پڑھاتا۔۔؟ روقاش کی بات پر ہاشم شاہ نے نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا۔۔

میرا یہ مطلب نہیں تھا شاہ۔۔! میں بس یہ کہنا چاہ رہی ہوں، کہ آپ میں سے کسی کو بھی ابھی تک لاڈو کو پڑھانے کا طریقہ نہیں آیا۔۔! اس لئے آپ مجھے ایک ٹرائے کرنے دیں، کل سے میں لاڈو کو خود پڑھاؤں گی۔ اور مجھے پوری امید ہے، کہ وہ اس بار کسی بھی ٹیسٹ میں فیل نہیں ہو گی۔۔"

روقاش ٹھہرے انداز میں بولتے ہوئے ہاشم شاہ کو اپنی بات سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ کیونکہ اس نے کئی بار نوٹ کیا تھا۔ کہ شرجینا شاہ کو ہمشیہ فورس کرتے ہوئے پڑھنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ کبھی کسی نے یہ جاننے کی کوشش نہیں کی تھی، کہ وہ کس طریقے سے پڑھنا چاہتی ہے۔

ٹھیک ہے میری جان اگر تمہیں خود پر اتنا یقین ہے، تو کل سے لاڈو کی پڑھائی کی زمہ داری تمہاری ہے۔ باقی عالم شاہ سے اس بارے میں، میں خود بات کرلوں گا۔۔۔"

اپنی بیوی کو اتنا خود اعتماد دیکھ کر ہاشم شاہ اسکا کہا مان گیا۔ اگر اسے اتنا یقین تھ، کہ وہ شرجینا کو پڑھا سکتی ہے۔ تو وہ اسے ایک بار ٹرائے کرنے نہیں روکنا چاہتا تھا۔

ویسے بھی آج ہوئے سارے معاملے کے بعد وہ بے حد پریشان ہو چکا تھا۔ کیونکہ عالم شاہ نے آج سے پہلے کبھی بھی اتنا سیریس ری ایکشن نہیں دیا تھا۔ ورنہ پہلے تو وہ شرجینا کے زرا سے روٹھنے پر ساری ناراضگی بھول جایا کرتا تھا۔ پر آج وہ پتھر دل بنتا اسے روتا ہوا بھی چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔۔

شکریہ شاہ۔۔۔" ہاشم کو اپنی بات مانتے دیکھ روقاش بے اختیار خوش ہوتے اسکے گلے لگ گئی۔۔۔

پرنسپل صاحبہ اگر سب کی فکر ہو گئی تو اب زرا اپنے شوہر پر بھی نظر کرم کرلیں۔ جو کب سے اپکے پیار کا منتظر بیٹھا ہوا ہے۔۔۔" ایک جھٹکے میں روقاش کے وجود سے گاؤن الگ کرتے ہوئے وہ پیچھے لیٹتے ہوئے بولا تو وہ اسکے الفاظ پر یک دم کھکھلا پڑی۔۔ گاؤن الگ ہوتے ہی ہاشم شاہ اسکے برہنہ کندھوں پر تیزی سے ہونٹ رکھنا شروع ہو گیا۔۔ سلک کی سلیولیس نائٹی میں روقاش کا خوبصورت سراپہ دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ کی گرین آنکھیں تیزی سے مخمور ہونے لگیں۔ وہ گہری نظروں سے اسکے انگ انگ کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔

شاہ آپ مجھے پرنسپل صاحبہ کیوں کہہ کر پکارتے ہیں۔۔؟اب تو میں پرنسپل بھی نہیں ہوں۔۔!روقاش نے ناک چڑھاتے ہوئے جاننا چاہا، وہ یہ ہی سمجھ رہی تھی۔کہ شاید اسکی سابقہ جاب کی وجہ سے وہ اکثر اسے پرنسپل کے لقب سے پکارتا ہے۔۔۔

شاہ کی جان اس سوال کا جواب میں تمہیں کچھ دنوں کے بعد دوں گا۔ابھی تم سب کچھ چھوڑ کر بس مجھ پر فوکس کرو، اور محسوس کرو۔۔"روقاش کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے ہاشم شاہ نے وہاں دانت گاڑے تو وہ سسک گئی۔۔جبکہ ہاشم شاہ نے اسکی نازک بانہوں کو اپنے گلے پر رکھ دیا تھا۔۔۔

شاہ میں نے سونا ہے۔۔۔!ہاشم شاہ کی بے تابیوں کو اپنے وجود پر سرکتے دیکھ کر روقاش شرماتے ہوئے تیزی سے بول گئی۔۔۔جس کو سنتے وہ تپ چکا تھا۔۔۔

ایسی کی تیسی تمہارے سونے کی۔!!! تمہارا یہ سونے والا بہانہ اگر جلد ختم نہ ہوا تو دیکھنا کسی دن تمہیں اٹھا کر فارم ہاؤس پر لے جاؤں گا۔۔اور پھر وہاں پر میں نے تمہاری اس نامعلوم نیند کو اس انداز میں اڑانا ہے نا، کہ تم آنکھیں بند کرنے سے بھی توبہ کرو گی۔۔۔۔"روقاش کو فرار کی کوشش میں بہانے بناتے دیکھ کر وہ اسکی گردن سے چہرہ باہر نکالتے ہوئے سلگتے ہوئے ذو معنی انداز میں دھمکاتے چلا گیا۔۔جبکہ سبز آنکھوں میں تپش کی لالی ابھرنے لگی تھی۔۔

ہاشم شاہ کو غصے میں آتے دیکھ کر نا چاہتے ہوئے بھی روقاش کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔کیونکہ اپنے شوہر کا خود کے لئے تڑپنا اسے مزہ دے گیا تھا۔جبکہ اسکی وارننگ کو تو روقاش نے سرے سے ہی نظر انداز کر دیا تھا۔۔

آپ مجھے گھور کیوں رہے ہیں۔۔۔؟ ہاشم شاہ کی تپ پر وہ مزے سے انجوائے کرتے ہوئے اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔۔۔ اپنی نازک انگلیوں کی مدد سے وہ اسکی گھورتی آنکھوں کو بند کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔تاکہ وہ اسے گھورے نہ۔۔۔

بہت مزہ آرہا ہے نا، تمہیں مجھے تپا کر۔۔۔۔! روقاش کو مسکراہٹ ضبط کرتے دیکھ کر ہاشم شاہ دانت کچکچاتے ہوئے تیزی سے اسکی دھڑکنوں پر جھک گیا۔۔۔نائٹی کے اوپر سے روقاش کے دل کے مقام پر زور سے دانت گاڑتے ہوئے ہاشم نے دوسرے ہاتھ میں اسکی دھڑکنوں کو محسوس کیا تو روقاش اسکی بے رحمی پر مچل اٹھی۔۔۔

شششش۔۔شاہ۔۔مجھے۔۔درد ہو رہا ہے۔۔روقاش نے کانپتے ہوئے اسکا چہرہ خود سے دور ہٹانا چاہا۔۔۔جس پر ہاشم شاہ نے اسکی کلائیوں کو قابو کرتے ہوئے مزید جنون خیزیاں بکھیرنا شروع ہو گیا۔۔۔

ریڈ نائٹی میں روقاش کے کندن جیسے حسین بدن کو چمکتے دیکھ کر ہاشم شاہ کے جواں جذبات سینے سے باہر نکلنے کو بے تاب ہونے لگے۔تو وہ اگلے ہی پل ہاتھ نیچے لے جاتے اسکی تھائیز کو مٹھی میں بھرتے محسوس کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔جبکہ کندھے سے نائٹی کی سٹریپ نیچے گراتے ہوئے وہ ہاتھ پیچھے لے جا کر ہک کھولتے ہوئے اسکی دھڑکنوں کو پردے سے ایک پل میں آزاد کرتے دور اچھال گیا۔۔

روقاش کی دھڑکنوں کو آزاد کرتے ہی ہاشم شاہ نے مزید بے چینی کا شکار ہوتے ان پر چہرہ جھکا لیا۔جبکہ دوسرا ہاتھ روقاش کی برہنہ ٹانگوں کی طرف چلا گیا تھا۔۔

ہاشم شاہ کو اپنی ٹانگوں کی طرف بھرتے دیکھ کر روقاش ایک دم سے لرز اٹھی۔۔۔اسکے جسم میں خون کی گردش تیز ہوتے گرمی پیدا کرنے کا سبب بنی تو بامشکل کلائیوں کو چھڑاتے ہوئے روقاش نے مدہوش ہوتے ہاشم شاہ کے بالوں میں ہاتھ الجھا دیا۔۔۔ہاشم شاہ کے لب سرکتے ہوئے نیچے کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے تھے۔۔

شاہ۔۔!!ہاشم شاہ کو بے باکی پر اترتے دیکھ کر روقاش نے سٹپٹا کر اسے پکارا۔۔۔تو ہاشم شاہ نے بنا جواب دیے اگلے ہی پل بے چینی کو چھوتے اسکے وجود سے نائٹی اتار پھینکی۔۔ روقاش کے اوپر سے زرا سا اٹھتے ہوئے ہاشم شاہ نے اپنی ٹی شرٹ بھی الگ کی تو روقاش نے شرم میں ڈوبتے ہوئے آنکھیں میچ لیں تھیں ۔۔۔ آنے والے لمحات کو سوچ سوچ کر اسکے جسم میں ہلکی ہلکی لرزش شروع ہو چکی تھی۔۔

ابھی میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا کہ تم یوں کانپنا شروع کر دو۔۔۔!اپنی بیوی کو ابھی سے کانپتے دیکھ کر وہ تاسف سے سر ہلا گیا۔۔۔

شاہ۔۔۔!مجھے تنگ نہیں کریں پلیز۔۔!ہاشم شاہ کے طنز پر روقاش نے شرم سے دوہرے پڑتے ہوئے ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا تھا۔روقاش کی جھنجھلاہٹ دیکھ کر ہاشم شاہ نے ہنسی دباتے ہوئے ٹیبل سے ریموٹ اٹھاتے ہوئے کمرے کی لائٹس آف کر دیں۔۔۔

اب تم کانپ سکتی ہو۔۔۔! لائٹس آف کرتے ہی ہاشم شاہ اسکے کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں کہہ کر دوبارہ دھڑکنوں پر جھک چکا تھا۔اپنی دھڑکنوں کی گہرائیوں پر ہاشم شاہ کے لبوں کے لمس کو پھسلتے محسوس کرکے روقاش نے تیزی سے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا۔۔۔

ہاشم شاہ کے جواں جذبات پیک پر پہنچ چکے تھے۔۔اس نے تیزی سے دونوں کو ہر طرح کے پردے سے آزاد کرنا شروع کر دیا۔۔۔

تم مجھے اتنی حسین کیوں لگتی ہوں۔۔؟روقاش کے وجود کے ساتھ اپنا وجود مس کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکی کمر میں سے بازو گزارتے ہوئے پوچھا۔۔

جبکہ لہجہ جسم میں اٹھتے ہوئے جذبات کی وجہ سے بوجھل ہو چکا تھا۔۔۔

دوسری طرف روقاش بنا کوئی جواب دیے بس خود پر قابو پانے کی کوشش میں تھی۔کیونکہ ہاشم شاہ کی قربت میں اسکی ہتھیلیاں بھیگ رہیں تھیں۔جن کی وجہ سے وہ بار بار بیڈ شیٹ تو کبھی سائیڈ پر پڑے تکیوں کو مٹھیوں میں جکڑ رہی تھی۔۔۔

مجھے مضبوطی سے پکڑو کاشو،اور خبردار۔۔!! اگر اس بار تم پیچھے کو کھسکی۔۔۔!روقاش کی ٹانگوں میں فاصلہ بنا کر بیچ میں آتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکی ٹانگوں کو کمر پر لاک کرنے کے بعد ہدایت دینے کے ساتھ ساتھ وارن بھی کیا۔۔۔

اسکے وارن کرنے پر روقاش نے اندھیرے میں ہونٹ کاٹتے ہوئے منہ بنا لیا تھا۔۔

ہاشم شاہ کی ہداہت کے مطابق روقاش نے اسے کندھوں سے تھاما تو ہاشم شاہ اسکی کمر کو دبوچتے ہوئے اگلے ہی پل پوری قوت کے ساتھ اسکے اندر اتر گیا۔۔۔ جس کو محسوس کرتے روقاش کے ہونٹوں سے گہرہ آہ نکلی تھی۔۔۔ ہاشم شاہ کی اس قدر شدت پر اسکا سفید چہرہ ضبط کے مارے تیزی سے سرخ ہوا تو وہ مچلنے لگی۔۔۔

شاہ۔۔۔!! میری جان نکل جائے گی۔۔! ہمیشہ کی طرح تڑپتے ہوئے وہ ہمشیہ والے فقرہ بول گئی۔۔

ریلیکس قاشو۔۔۔ کچھ نہیں کر رہا۔۔! ہاشم شاہ جو اسکے اسکی روح میں اترتے ہی بھاری سانس خارج کر گیا تھا۔ کہ اپنی بیوی کے اتنا مچلنے پر بے ساختہ رکتے ہوئے اسے ریلیکس کرنے لگا۔۔۔

تم ان شدتوں کی کس دن عادی ہو گی۔۔۔؟ روقاش کو ہر بار کی طرح کانپتے محسوس کر کے وہ اسکے لبوں کو ہلکے سے چومتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔ جواب ریلکس ہوتی اسکی گردن میں چہرہ چھپا رہی تھی۔۔۔

بات نہیں کریں مجھ سے۔۔۔! خفگی سے بولتے ہوئے روقاش نے اسکے کندھے پر کاٹا تو ہاشم شاہ اندھیرے میں اسے گھورنے کی کوشش کرتے اپنی شدتوں کا آغاز کر گیا۔۔

تم ٹھیک کہہ رہی ہو ہمیں باتیں نہیں بلکہ پیار کرنا چاہئے۔۔۔! روقاش کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکی روح میں شدت سے سرائیت کرتے ہوئے چھیڑ چھاڑ کی تو وہ تڑپتے ہوئے تکیے پر اپنا سر پٹک گئی۔۔۔

ہاشم شاہ اسکے ہونٹوں پر جھکتے ہوئے تیزی سے اسکے نچلے لب کو سک کرنے لگا تھا۔۔روقاش کو شدت سے خود کے ساتھ لپٹائے وہ گہرائیوں تک اسے محسوس کرنے میں مگن ہوتا چلا گیا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اربیلا شاہ بیڈ پر بیٹھی اپنے موبائل میں مصروف تھی۔جب سے حابیل شاہ نے اسے نیو موبائل گفٹ کیا تھا۔۔تب سے اسکی زندگی ہی بدل چکی تھی۔صرف ایک موبائل فون ملنے کے بعد وہ اپنے دل میں چھپی تمام خواہشات کو پورا کر رہی تھی۔اسے وہ سب چیزیں جاننے کا موقع مل رہا تھا، جن کو کبھی وہ سیکھنا چاہتی تھی۔اور انہی میں سے ایک چیز وہ ابھی بھی سیکھ رہی تھی۔۔

اربیلا شاہ کو چونکہ ڈریسنگ کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں تھا۔وہ کلرز کو کمبائن کرنا یا کنٹراسٹ کرنا بلکل بھی نہیں جانتی تھی۔کونسے ڈریس کو کس طرح سٹائل کرنا ہے، کس کے ساتھ کونسے شوز پہننے چاہئے، غرض وہ سٹائلنگ کے بارے میں بالکل ہی انجان تھی۔۔

اسی لئے ہر رات سونے سے پہلے اب وہ یوٹیوب سے اپنے لئے گرومنگ کے لیکچر سنتی تھی۔اور یہ طریقہ بھی اسے حابیل شاہ نے بتایا تھا۔کیونکہ حویلی میں سب کی اتنی اچھی ڈریسنگ سینس دیکھ دیکھ کر اربیلا شاہ کو بھی احساس کمتری ہونے لگا تھا۔کہ وہ بھی اچھی ڈریسنگ کرے۔۔پر اسے کچھ بھی سمجھ نہیں تھی۔۔

اپنی اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے اربیلا شاہ نے جب حابیل شاہ سے اس بارے میں بات کی، کہ وہ گرومنگ کی کلاسز لینا چاہتی ہے تو حابیل شاہ نے اسے منع کر دیا۔۔

کلاسسز جوائن کرنے کی بجائے حابیل شاہ نے اسے سب سے آسان حل بتایا تھا۔ تاکہ آنے جانے کی پریشانی میں وہ تھکن کا شکار نہ ہو جائے۔ کیونکہ اربیلا شاہ پہلے ہی آرٹ کلاس کی دونوں کلاسز جوائن کر چکی تھی۔

وہ روز صبح نو بجے حابیل شاہ کے ساتھ ہی اپنی اکیڈمی جاتی تھی۔ جہاں پورے دن میں دونوں آرٹ کلاسز لے کر شام میں آفس سے واپسی پر حابیل شاہ اسے پک کر لیتا یا کبھی وہ ارمان شاہ کے ساتھ آ جاتی۔۔۔

اپنی بیوی کا نئی سے نئی چیزوں کو سیکھنے کا شوق دیکھتے ہوئے حابیل شاہ نے سب سے آسان حل اسے یوٹیوب کا بتایا تھا۔۔ جہاں پر وہ گھر بیٹھے ہر چیز باآسانی سیکھ سکتی تھی۔ کیونکہ یوٹیوب جیسا آسان اور اچھا پلیٹ فارم اور کوئی بھی نہیں تھا۔ یہ واحد پلیٹ فارم ایسا ہے، جہاں پر لوگ کہیں آنے جانے کی بجائے گھر پر رہ کر ہر چیز کے بارے میں انفارمیشن لے سکتے ہیں، یا سیکھ سکتے ہیں۔۔

اس وقت اربیلا شاہ مگن انداز میں بیڈ سے ٹیک لگائے لیکچر سن رہی تھی۔ جب اچانک اسکے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔۔ جلدی سے لیکچر کو بند کرتے ہوئے وہ سرچ بار میں ٹائپ کرنا شروع ہو گئی۔ ٹائپ کرتے ہی مطلوبہ چیز اسکی نظروں کے سامنے آئی، تو اسکی وائلٹ آنکھوں کی چمک دوبالا ہوتی چلی گئی۔۔

اسکے لب سرگوشی کرنے والے انداز میں سکرین پر لکھے الفاظ دہرانے لگے تو اگلے ہی پل اسکا دل خوشی سے مچل اٹھا۔

اسے آج بھی یاد تھا۔ جب اس نے اپنی چھوٹی بہن کے ساتھ پہلی بار یہ باربی والی مووی دیکھی تھی۔ تو وہ اس مووی سے کتنا اٹریکٹ ہو گئی تھی۔ خاص طور پر اسے بارہ پرنسسز کے ڈانس اور میوزک نے اسے بہت

اٹریکٹ کیا تھا۔۔اسی اٹریکشن کے باعث وہ اگلے کئی دنوں تک اپنے کمرے میں اس ڈانس کو کاپی کرنے کی کوشش کرتی رہی تھی۔ لیکن بیلا کے پاس، چونکہ اس وقت موبائل نہیں تھا۔اس لئے اسے ڈانس کے سیٹپ کچھ خاصے یاد نہیں رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود اسکے دماغ میں جو موو زرہ گئے تھے۔انکو فالو کرتے وہ اکیلے کھکھلاتے رہتی تھی۔۔اسے کہ ڈانس کرنے میں بہت مزہ آتا تھا۔۔

"12Barbie dancing princesses"

بیلا شاہ نے کیپشن پڑھتے ہوئے دھڑکتے دل کے ساتھ وڈیو کو پلے کیا۔تو وڈیو کو سٹارٹ ہوتے دیکھ کر اسکا دل زور سے دھڑکنا شروع ہو گیا۔وڈیو کو سٹاپ کرتے ہوئے بیلا نے جلدی سے اٹھ کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور واپس مڑتے ہوئے گلے سے دوبٹہ نکال کر بیڈ پر اچھال دیا تھا۔۔

کمرے میں ہر طرف جلتی ہوئی لائٹس کو دیکھ کر اس نے آگے بڑھ کر سامنے سامنے والی لائٹس بند کر دیں۔ لائٹس بند ہوتے ہی اسکا عکس سامنے والی دیوار پر بنا تو وہ مزید خوشی سے پھولے نہ سمائی۔۔

ڈریسنگ ٹیبل پر موبائل سیٹ کرتے ہوئے ار بیلا شاہ نے ویڈیو کو پلے کیا۔۔ بالوں کو کیچر سے آزاد کرتے ہوئے وہ پہلے رک کر ساری وڈیو دیکھنے دیکھنا شروع ہوئی۔تا کہ بعد میں آسانی سے موز کاپی کر سکے۔

مکمل وڈیو دیکھنے کے بعد ار بیلا شاہ نے موبائل کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے ٹیبل پر سیٹ کر دیا۔۔ اس وقت وہ ریڈ کلر کی شارٹ فراک کے ساتھ کیپری پہنے ہوئی تھی۔ جبکہ ڈریسسے میچنگ دوبٹہ اس نے اتار کر رکھ دیا تھا۔

دوبارہ ویڈیو پلے کرتے ہوئے اربیلا شاہ نے آہستہ آہستہ موز کو کاپی کرنا شروع کردیا۔ حابیل شاہ شاید اس وقت عالم شاہ کو سمجھاتے کی غرض سے اسکے کمرے میں گیا ہوا تھا۔ وہ اگر اپنی بیوی کی ان جان لیوا حرکتوں کو دیکھ لیتا تو شاید ہوش کھونے میں زرا دیری نہ کرتا۔۔

آدھے گھنٹے کی پریکٹس کے بعد اربیلا شاہ مکمل طور پر ڈانس کو کاپی کر چکی تھی۔ یہ شاید اسکی پسند کی انتہا تھی۔ جس کی وجہ سے اس نے اتنی جلدی سیکھ لیا تھا۔

ریڈ کلر کی فراک میں کھلے گولڈن بالوں کے ساتھ وہ اپنی مستی میں گم چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجائے بازو کھولے سٹیپ کر رہی تھی۔۔۔

بازو اوپر اٹھاتے ہوئے اس نے اچانک گول چکر لیا۔ اپنی خوبصورتی میں من مست بنی وہ کسی بھی دیکھنے والے کو مسمرائز کر سکتی تھی۔ دیوار پر اربیلا شاہ کا عکس بھی اسکی طرف خوبصورت موز کرتے ہوئے جھوم رہا تھا۔ اسکی خوبصورت وائلٹ آنکھیں اس وقت مدہوش سی لگ رہیں تھیں۔

اچانک کھکھلا کر اربیلا شاہ تیزی سے چکر لینا شروع ہوئی تو اسکے لمبے بال ہوا میں لہراتے چلے گئے۔ اربیلا شاہ کے ساتھ ساتھ اسکی فراک بھی گول گول گھوم رہی تھی۔۔

جبکہ دروازے کے اس پار حابیل شاہ جس نے دروازہ کھولنے کے لیے ابھی ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا۔۔ کہ کمرے میں گونجتی ہوئی کھلکھلاہٹوں کو سن کر وہ خوشگوار تاثرات سے حیرت کا شکار ہوتا چلا گیا۔۔

کیا اسکی بیوی اکیلے ہنس رہی تھی؟ پر کس بات پر؟ حابیل شاہ نے تجسّس سے دماغ میں سوچا۔۔

اپنی بیوی کی خوبصورت کھلکھلاہٹ کی وجہ جاننے کے لیے اس نے آہستگی سے دروازہ کھولنا چاہا تو دروازہ اندر سے لاکڈ تھا۔۔

دروازے کو لاک دیکھ کر اس نے تیزی سے اپنی سموگ آنکھیں سکیڑ لین۔۔ مجبوراً اس نے دروازہ کو کھٹکھٹایا تو اندر گول گول گھومتی ہوئی اربیلا شاہ ہوش میں آتی تیزی سے رک گئی۔

اتنی تیز گھومنے کی وجہ سے اسکا سانس پھول گیا تھا۔ جبکہ بال بھی کچھ بکھر کر چہرے سے چپک چکے تھے۔ حابیل شاہ کا سوچتے ہوئے اربیلا نے تیزی سے موبائل اٹھا کر بند کیا تو ایک بار پھر دستک ہونا شروع ہو گئی۔۔۔

جلدی سے کمرے کی لائٹس آن کرتے ہوئے وہ دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ جبکہ گھبراہٹ کے مارے نہ اسے دوپٹہ لینا یاد رہا تھا، اور نہ ہی بالوں کو قید کرنا۔۔

اربیلا شاہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا، تو حابیل شاہ جو اسے کچھ کہنے والا تھا۔۔ کہ اپنی بیوی کے سراپے کو دوپٹے کے بوجھ سے آزاد دیکھ کر اسکے سارے الفاظ فضا میں گم ہوتے چلے گئے۔۔

گولڈن کھلے بالوں کی کچھ آوارہ لٹیں چہرے پر گری ہوئیں تھیں۔ جبکہ پھولی سانسوں کو ہموار کرنے کی کوشش میں وہ تیز تیز لمبے سانس لے رہی تھی۔ تاکہ جلدی سے نارمل ہو سکے۔ اس کوشش میں بیلا کے ہونٹ خشک سے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

آج جان لینے کا ارادہ ہے کیا۔۔۔؟ کمرے میں داخل ہو کر حابیل شاہ نے ہاتھ پیچھے لے جاتے دروازہ بند کیا تو اربیلا شاہ پیچھے کی جانب قدم لے گئی۔

کلک۔۔ کیا مطلب۔۔۔؟ ناسمجھی سے حابیل شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے وہ مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔ بیلا اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کی مکمل کوشش کر رہی تھی۔ کیونکہ اپنے اس باربی ڈانس کے شوق کے بارے میں وہ اسے ہر گز بھی نہیں بتانا چاہتی تھی۔۔۔

مطلب تو میں تم سے جاننا چاہتا ہوں جانِ حابیل۔۔! یوں بال کھول کر، ریڈ ڈریس میں دوپٹے سے آزاد وجود لیے شوہر کے سامنے آنے کا کیا مطلب ہے۔۔؟ حابیل شاہ نے آگے بڑھ کر تیزی سے اسکی کمر میں بازو حائل کرتے ہوئے اسے اوپر اٹھالیا۔۔۔ جبکہ اسکے نازک بدن کو اپنے وجود کے ساتھ لگاتے ہی حابیل شاہ کے اندر بے چینیاں سی دوڑنا شروع ہو گئیں تھیں۔۔۔

میں بالوں میں برش کر رہی تھی, تو اس لئے بس ابھی اتار کر رکھ دیا تھا۔۔" حابیل شاہ کے الفاظ پر وہ ماتھے پر ہاتھ مارتے کہنے لگی۔ انداز ایسا تھا جیسا وہ دوبٹہ دوبارہ اوڑھنا بھول گئی ہو۔۔۔ اسکے برعکس حابیل شاہ لمحہ بہ لمحہ اسے قریب کرتے غور سے اسکے بکھرے بال دیکھنے لگا جو برش کیے ہوئے تو بالکل بھی نہیں لگ رہے تھے

۔۔۔

مجھے تو نہیں لگتا کہ تم برش کر رہی تھی۔۔؟ اسکی کھلکھلاہٹ یاد کرتے ہوئے حابیل شاہ اسکی بالوں کی لٹ انگلی پر لپیٹ کر قدم اٹھاتے ہوئے اچانک رخ موڑ کر بیڈ پر پیچھے گرا تو بیلا نے جلدی سے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر سنبھلنے کی کوشش کرنا چاہی۔۔

آپ مجھ سے اتنے سوال کیوں کر رہے ہیں، میرا کمرہ ہے، اور اگر میں نے دوبٹہ اتار بھی دیا تو آپ کو کیا مسئلہ ہو رہا ہے، اتنے سوال کیوں کر رہے ہیں۔۔؟

حابیل شاہ کو خود کی طرف مشکوک نظروں سے دیکھتا پا کر وہ تیکھے لہجے میں جلدی سے بول گئی۔ جبکہ حابیل شاہ اسکی زبان سے میرا کمرہ سنتے ہی خوشگواری کے احساس میں مبتلا ہوتا چلا گیا تھا۔۔

یہ کمرہ بھی تمہارا، حابیل شاہ بھی تمہارا، پھر چاہے تم دوبٹہ اتار دیا۔۔" زو معنی انداز میں بولتے ہوئے حابیل شاہ نے مسکراہٹ دبا کر اسکے سراپے پر نظریں دہرائیں وہ شرم سے لال ہوتے اسکے کندھے پر مکے مارنے لگی۔۔۔

جس پر حابیل شاہ نے قہقہ لگا کر اسکی کلائیوں کو جکڑتے ہوئے چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے، اسکے گلابی لبوں کو تیزی سے قید کر لیا۔

اسکی کمر کو دبوچتے ہوئے حابیل شاہ نے ایک جھٹکے میں کروٹ بدلتے ہوئے اربیلا کو اپنے نیچے شفٹ کیا تو وہ آنکھیں پھیلا گئی۔۔۔ جبکہ حابیل شاہ اس پر اپنا بوجھ منتقل کرنے کے بعد اسکی گردن میں ہاتھ لپیٹ کر چہرہ

اٹھاتے ہوئے بے باکی سے اسکے ہونٹوں کے لمس میں مدہوش ہونے لگا۔۔ حابیل شاہ نے اسکی زبان پر اچانک زور سے دانت گاڑے تو اربیلا شاہ کے وجود میں سپارک ہوتا چلا گیا تھا۔۔

بیلا کی دھڑکنوں کو اپنے سینے پر محسوس کرتے ہوئے حابیل شاہ کے اندر مزید آگ بھڑکی تو وہ اسکے نرم لبوں کو اپنے ہونٹوں کی مدد سے مزید وا کرتے ہوئے بے باک ہو گیا۔حابیل شاہ نے ہاتھ بڑھا کر بیلا کی فراک کندھے سے ہٹانا چاہی تو فراک نے ہٹنے سے انکار کر دیا۔کیونکہ وہ شارٹ فراک بیلا کے وجود پر خاصی فٹڈ معلوم ہو رہی تھی۔اور چونکہ بیک پر ذپ بھی موجود نہیں تھی۔اس لئے فراک کو یوں نیچے کرنا ناممکن ہو رہا تھا۔

اسی تگ ودو میں حابیل شاہ نے اسکے نچلے لب کو اپنے ہونٹوں میں دبا کر سک کرتے ہوئے جھنجھلا کر ایک جھٹکے میں اسکی فراک کے گلے کو زور سے نیچے کی جانب کھینچا تو نازک سی فراک کندھے سے پھٹتی چلی گئی۔

حابیل شاہ کی اس کارروائی پر بیلا نے بے یقینی سے آنکھیں بڑی کرتے ہوئے اسے دیکھا تو ہوش میں لوٹتے وہ پیچھے ہو گیا۔

میرا قصور نہیں ہے میں تو آرام سے اسکو نیچے کرنا چاہ رہا تھا، پر یہ ہو ہی نہیں رہی تھی۔اس لئے بس بے خودی میں زور سے کھینچنے پر پھٹ گئی ہے۔۔۔" بیلا کو آنکھیں پھاڑتے ہوئے دیکھ کر حابیل شاہ صفائی دیتے بولا۔۔ لیکن اسکی صفائی کو کسی خاطر میں نہ لاتے ہوئے اربیلا شاہ ہمیشہ کی طرح اپنی شرٹ پھٹنے پر خاموش رہ کر اسے گھورنا شروع ہو گئی۔۔۔

اپنی بیوی کی گھوریوں کو نوٹ کرتے ہوئے حابیل شاہ کی نظر اسکے کندھے پر موجود ریڈ سٹریپ پر زور سے اٹکی تو اسکی سموگ گرے آنکھوں میں یک دم خماری سی اتری تھی۔۔ مخمور ہوتی آنکھوں سے اس نے جھک کر بیلا کے کندھے پر ہونٹ رکھے تو وہ لرزتے ہوئے جلدی سے اسے تھامنے کی کوشش کرنے لگی۔

ححابیل۔۔۔!!! بیلا نے سسکتے ہوئے اسے بے اختیار پکارا، جس پر وہ سرگوشی کرنے والے انداز میں اسکے کان پر جھک گیا۔

اگر بیوی کے جسم کا کوئی حصہ شوہر کو پردے کے بنا نظر آ رہا ہو، اور شوہر اس حصے کو دیکھ کر بھی وہاں پر اپنے ہونٹ نہ رکھے، تو اسکا ایک ہی مطلب ہوتا ہے کہ ایسا شوہر مرد ہونے کے تقاضوں پر پورا نہیں اترتا۔۔" حابیل شاہ نے بھاری آواز میں اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے ایک جھٹکے میں اسکی فراک کو پھاڑتے ہوئے دو حصوں میں تقسیم کر دیا تو بیلا شاکڈ ہوتی نظروں سے اسے دیکھتے چلی گئی۔۔

حابیل شاہ نے بیلا کو بازوؤں میں جکڑ کر اٹھاتے ہوئے تکیے پر شفٹ کرتے ریموٹ ڈھونڈ کر جلدی سے لائٹس آف کیں تو بیلا اسکے انداز پر کانپ گئی۔۔۔

حح۔۔! بیلا کی پکار ہونے سے پہلے ہی وہ اپنی شرٹ اتار کر دور پھینکتے اسکے لبوں پر جھک کر باقی کے الفاظ توڑتا چلا گیا تھا۔۔ جبکہ حابیل شاہ کو شرٹ لیس محسوس کرنے کے بعد وہ پہلے سے بھی زیادہ کانپنا شروع ہو چکی تھی۔ کسی انجانی احساس کو محسوس کرتے ہوئے اسکی جان نکلنے والی ہوئی اس نے اگلے ہی پل بھرپور مزاحمت شروع کر دی۔۔۔

بے فکر رہو اپنا حق نہیں وصول کرنے والا، بس تمہیں تھوڑا گہرائی سے محسوس کرنا چاہ رہا ہوں۔ کیونکہ مجھے اس وقت سکون کی ضرورت ہے۔۔۔"اپنی بیوی کی مزاحمت کا مطلب سمجھتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکے ہونٹوں کو رہائی بخش کر اسے پر سکون کرنا چاہا تو وہ یک دم تھمتے ہوئے اندھیرے میں اسے دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔پر اتنے گہرے اندھیرے میں وہ اسکے تاثرات دیکھنے سے قاصر تھی۔۔۔ کیا وہ بے سکون تھا۔۔؟ بیلا نے فکر سے سوچا۔۔۔

حابیل شاہ نے نرمی سے ہاتھ پیچھے لے جاتے ہوئے اسکی ڈھرکنوں کو پردے سے آزاد کیا تو بیلا نے اسکے کندھوں پر گرفت مضبوط کر دی۔۔۔

حابیل شاہ کو اس وقت شدت سے اسکے حسین بدن کو دیکھنے کی خواہش ہوئی تھی۔ پر فارم ہاؤس کا منظر یاد کرتے ہوئے اس نے لائٹس آف کر دیں تھیں۔ کیونکہ تب روشنی میں اسکی بے اک نگاہوں کو دیکھتے ہوئے بیلا نے ڈرتے ہوئے رونا شروع کر دیا تھا۔

حابیل شاہ نے اسکے ڈھرکنوں پر ہونٹ رکھتے ہوئے ان پر اپنا پہلا لمس چھوڑا تو بیلا کا وجود بے ساختہ پن سے اچھل پڑا تھا۔ اسکی کپکپاہٹ کو محسوس کرتے ہوئے حابیل شاہ اسکے کندھوں پر ہاتھ جما کر اسکی دھڑکنوں کو تیزی سے سک کرنا شروع ہو گیا۔۔۔

اہمہ۔۔۔حا۔۔۔بیل۔۔۔۔بیلا اپنے وجود میں اترتی بے چینی پر سسکنے لگی۔۔۔جبکہ حابیل شاہ اسکے اوپر سایہ فگن ہوتے اسکے وجود کو خود کے ساتھ شدت سے جوڑتے ہوئے گردن میں چہرہ چھپا کر وہاں پر اپنی شدتوں کے زخم دینے لگا تھا۔۔بیلا اسکی سخت گرفت میں مچلے جارہی تھی۔۔

لیکن وہ ہوش بھلائے بس اسکے وجود میں گم ہونے کی کوشش میں تھا۔۔۔

حابیل شاہ نے اسکے پھڑ پھڑاتے ہوئے لبوں کو قید کر کے اسکی دھڑکنوں پر اپنا چوڑا ہاتھ پھیرا تو بیلا کو اپنے وجود میں سرد لہریں اٹھتی ہوئی محسوس ہوئیں۔جبکہ حابیل شاہ کا ہاتھ اسکی گہرائیوں سے سرکتے ہوئے اب پیٹ کی طرف جا چکا تھا۔بیلا شاہ کے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے حابیل شاہ کا ہاتھ مزید نیچے کی جانب بڑھ پاتا جب وہ بھرپور مزاحمت کرتے ہوئے اسکے کندھوں پر مکے برسانا شروع ہوگئی۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔زراسی بے شرمی پر اپنی بیوی کی پتلی حالت ہوتے دیکھ کر وہ اسے آزاد کرتے پیچھے تکیے پر گرتے قہقہ لگا گیا۔۔جبکہ بیلا نے تو شرم وحیا سے لال انگارا ہوتے اپنا چہرہ ہی تکیے میں چھپا لیا تھا۔حابیل شاہ کے لمس پر اسے اپنا پورا وجود اس وقت جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔

حابیل شاہ نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اسے سینے لٹانا چاہا تو بیلا بدک کر پیچھے ہوگئی۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔بے فکر رہو سونے کے لئے قریب رہا ہوں، پر اگر تم کچھ اور چاہتی ہو تو۔۔۔" زومعنی انداز میں بات ادھوری چھوڑتے ہوئے وہ اسے جان بوجھ کر چھیڑ گیا۔۔۔

حابیل۔۔!!اس بار وہ شرم و جھنجلاہٹ سے چیخ پڑی تھی۔حابیل شاہ نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے اسکا بازو کھینچتے ہوئے اسے تیزی سے قریب کر لیا تھا۔۔۔

پاؤں کی مدد سے دونوں پر کمبل درست کرتے ہوئے حابیل شاہ نے اسے اٹھا کر سینے پر لٹایا تو وہ ناک منہ بڑھانے لگی۔لیکن شرم کے مارے اسکی زبان تالو سے چپک چکی تھی۔۔۔

اب چپ کر کے اچھے بچوں کی طرح سو جاؤ، کیونکہ اگر اب تم بولی یا تم نے مجھے بولنے پر مجبور کیا، تو باقی کا پروسیس جو رہ گیا ہے، میں وہ شروع کر دوں گا۔۔" حابیل شاہ جو اچھے سے سمجھ رہا تھا۔کہ ابھی وہ شرٹ پہننے کے لئے رولا مچانا شروع ہو جائے گی۔

اسکے احتجاج شروع ہونے سے پہلے ہی حابیل شاہ نے بے باک وارننگ دیتے ہوئے اسے خاموش کروا دیا۔۔ جس پر سچ میں بیلا نے اندھیرے میں اسے سخت گھوریوں سے نوازا تھا۔

شرٹ پہننے کے لئے وہ ابھی بولنے ہی لگی، کہ خود کو باز کرتے حابیل شاہ کی گردن پر چٹکی کاٹتے ہوئے بیلا نے اسکے سینے پر سر رکھ آنکھیں بند کر لیں۔بیلا کی فرمانبرداری پر دوسری طرف حابیل شاہ مسکراتے ہوئے اسے خود میں زور سے بھینچنے گیا۔۔

روقاش صبح فجر کی نماز پڑھنے کے بعد فورا نیچے کچن میں چلی گئی تھی۔تاکہ سب کے لئے اپنے ہاتھوں سے ناشتہ بنا سکے۔۔

ناشتے کی تیاری کرنے کے بعد وہ دوبارہ کمرے میں گئی۔تا کہ ہاشم شاہ کے کپڑے نکال دے۔ ہاشم شاہ کے کپڑے نکالنے کے بعد وہ ارمان شاہ کے کپڑے نکال کر اسکے کمرے سے نکل رہی تھی۔ جب گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے وہ سیم شکلوں والے زیام شاہ اور ارمغان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔

روقاش نے سب کی چھوٹی موٹی ذمہ داریاں خود پر لے لی تھیں۔ صبح صبح سب کے کپڑے نکالنا پہلے مائرہ شاہ کی ڈیوٹی تھی۔ لیکن اب روقاش نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ جس پر مائرہ اپنی مامی صدقے واری ہوگئی تھی۔

ہاشم شاہ نے اسے کہا تھا کہ وہ خود پر اتنا بوجھ نہ ڈالے تا کہ بعد میں اسے پریشانی نہ ہو۔۔پر روقاش نے اسے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ جب یہ گھر اسکا ہے، تو یہ ساری ذمہ داریاں بھی اسی کی ہیں۔اور پھر وہ اس حویلی کی بہو تھی۔اس لحاظ یہ ساری ذمہ داریاں سنبھالنا اسکا فرض ہے۔نا کہ مائرہ شاہ کا۔۔۔

چونکہ زیام شاہ اور ارمغان شاہ آج کل ڈیرے پر ارباز شاہ کے ساتھ جا رہے تھے۔تو اس لحاظ سے روقاش نے ارباز شاہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے ان دونوں کے بھی سفید سوٹ نکال دیے۔کیونکہ ارباز شاہ زیادہ تر سفید سوٹ ہی پہنتے تھے۔

شرجینا کا پریس کیا ہوا یونیفارم اٹھائے وہ اسکے کمرے میں داخل ہوئی تو خلاف معمول شرجینا شاہ ابھی تک بیڈ پر سو رہی تھی۔ شرجینا کو ابھی تک سوئے دیکھ کر روقاش ذرا حیرت ہوئی تو وہ اگلے ہی پل یونیفارم سائیڈ کر رکھ کر بیڈ کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

لاڈو۔۔!! بیڈ کے کنارے پر بیٹھتے ہوئے روقاش نے اسے پیار سے بلایا۔۔ لیکن جواب ندارد۔۔۔

روقاش نے الجھن سے شرجینا شاہ کا چہرہ تھپکنا چاہا تو اسکے گال کو ٹچ کرتے ہی اسے محسوس ہوا تھا۔ کہ جیسے اس نے کسی جلتے ہوئے کوئلے کو چھو لیا ہو۔۔۔ کیونکہ شرجینا شاہ اس وقت سخت بخار میں جل رہی تھی۔۔

لاڈو۔۔۔!! آنکھیں کھولو بچہ۔۔!! روقاش نے پریشانی سے شرجینا کو ہلاتے ہوئے اسے جگانا چاہا تو وہ بامشکل آنکھیں کھولتے ہوئے دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

"چچ۔۔چاچی۔۔ ممجھ۔۔مجھے۔۔عالی پاس جانا ہے۔۔" روقاش کا چہرہ دیکھتے ہی وہ اٹکتے ہوئے بامشکل بول پائی۔ جبکہ اسکی سبز آنکھیں دوبارہ تیزی سے بند ہو گئیں تھیں۔۔

اسکے برعکس روقاش اسکی رات والی رٹ سنتے ہوئے تیزی سے کھڑے ہوتے دروازہ کھول کر ہاشم شاہ کو بلانے نکل گئی۔۔۔

\-------------

ناشتے کی ٹیبل پر سب موجود تھے۔ لیکن عالم شاہ کے ساتھ والی کرسی اس وقت خالی تھی۔ جہاں شرجینا شاہ بیٹھتی تھی۔ ہاشم شاہ بھی ابھی تک ناشتے کی ٹیبل پر نہیں آیا تھا۔ جبکہ زیام شاہ اور ارمغان شاہ دونوں ہی اس وقت سنجیدہ انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔

ناشتے کی ٹیبل پر اتنی خاموشی دیکھ کر ارباز شاہ کو کچھ حیرت ہو رہی تھی۔ کیونکہ اس وقت یہاں پر خاموشی ہونا ناممکنات میں سے تھا۔ جو آج خلاف معمول ہر کوئی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔۔

سیڑھیاں اترتے ہوئے ہاشم شاہ نے اپنا کوٹ اتار کر ساتھ چلتی ہوئی روقاش کو پکڑایا تو وہ بازو پر رکھتے ہوئے اسے پریشان نظروں سے دیکھ گئی۔۔ہاشم شاہ آنکھوں سے تسلی دیتے ہوئے روقاش کا ہاتھ تھام کر سیڑھیاں اتر کر ٹیبل کی طرف چلا آیا۔۔

سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر روقاش نے سرعت سے اپنے چہرے کے تاثرات پر سکون کرنے چاہے۔۔ تاکہ اسکے تاثرات کسی کو سوال کرنے کا موقع نہ دیں۔۔۔

شاہ آپ بیٹھیں میں بابا اور بھیا کو ناشتہ سرو کر دوں۔۔۔"ہاشم شاہ کو بیٹھنے کا کہہ کر روقاش جلدی سے اعظم شاہ کی طرف بڑھ گئی۔۔۔جبکہ ہاشم شاہ بھی اپنی چیئر کھسکا کر بیٹھ چکا تھا۔۔

خیر تھی بچے۔۔؟کہاں رہ گئے تھے۔۔؟اعظم شاہ نے اتنی دیر سے آنے پر استفسار کرنا چاہا۔۔۔

سوری بابا بس شاہ کو تیار ہونے میں ہیلپ کر رہی تھی۔۔۔!روقاش نے اعظم شاہ کو ناشتہ سرو کرنے کے بعد ارباز شاہ کی طرف آتے جواب دیا تو وہ سر کو جنبش دے گئے۔۔۔

لاؤڈ کہاں ہے؟کالج نہیں جانا کیا اس نے۔۔۔؟شرجینا شاہ کی غیر موجودگی محسوس کرتے ہوئے حابیل شاہ نے پوچھنا چاہا۔۔۔جبکہ یہ ہی سوال عالم شاہ کی آنکھوں میں بھی نظر آ رہا تھا۔لیکن وہ خود پوچھنا نہیں چاہ رہا تھا۔۔

اس لئے حابیل شاہ کے پوچھنے پر آنکھیں اٹھاتے ہوئے جواب کا منتظر ہوا۔روقاش جواب ارمان لوگوں کی طرف آکر انکو ناشتہ سرو کر رہی تھی کہ شرجینا کے ذکر پر یک دم اسکے ہاتھ رکے۔۔

لاڈو اپنے کمرے میں ابھی تیار ہو رہی ہے، آج اسے میں کالج خود چھوڑنے جاؤں گا۔ تو تم لوگ ناشتہ کر کے نکل جانا۔۔۔" ہاشم شاہ نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو روقاش جو اسکے پاس بیٹھ رہی تھی، کہ بے اختیار عالم شاہ کو دیکھنے لگی۔ جو کچھ بولتے بولتے رک گیا تھا۔ سر جھٹک کر وہ ناشتہ کرنے لگا تو روقاش نے سرد سانس کی

۔۔۔

روقاش نے ہاشم شاہ کو دیکھتے ہوئے اسکی پلیٹ میں ناشتہ نکالا تو ہاشم شاہ نے پھر اسے تسلی دینا چاہی تھی۔ کیونکہ روقاش کے تاثرات سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ ابھی رونا شروع کر دے گی۔۔۔

شرجینا کے کمرے سے تیزی سے نکلنے کے بعد روقاش نے اپنے کمرے میں تیار ہوتے ہاشم شاہ کو جب اسکے بخار میں مبتلا ہونے کے بارے میں بتایا تو ہاشم شاہ ساری تیاری وہیں چھوڑ کر اسکے ساتھ نکلا۔۔

شرجینا کو اتنا تیز فیور دیکھ کر وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔ کیونکہ زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا تھا۔ کہ آج صبح کے وقت عالم شاہ کی بجائے وہ اسکے کمرے میں سے دیکھنے آیا تھا۔ ورنہ روز صبح عالم شاہ جاگتے ہی سب سے پہلے شرجینا کو دیکھنے آتا تھا۔

روز شرجینا کو کالج کے لئے تیار کرنا عالم شاہ نے اپنے ذمہ لیا ہوا تھا۔ اور آج جب وہ نہیں اٹھی تھی تو وہ اسے دیکھنے بھی نہیں آیا تھا۔۔

اسی چیز کو سوچ سوچ کر ہاشم شاہ کو بہت غصہ آرہا تھا۔ کیونکہ اک چھوٹی سی بات پر وہ اسکی لاڈو کو اتنا ہرٹ کر چکا تھا۔ کہ وہ بیمار پڑ گئی تھی۔ ہاشم شاہ اپنی لاڈلی کو اس حالت میں نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔

ہاشم شاہ اور روقاش شرجینا کو اٹھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ جب ارمغان اور زیام دونوں اپنی لاڈلی بہن کے کمرے میں داخل ہوئے۔ وہاں ہاشم شاہ اور روقاش کو پہلے سے ہی موجود دیکھ کر وہ نا سمجھی سے انکو دیکھ گئے۔۔

چونکہ کل رات عالم شاہ کے ناراض ہونے پر وہ روتے ہوئے سوئی تھی۔ اس لئے آج ان دونوں نے پلین بنایا تھا کہ وہ اپنی لاڈلی بہن کے ساتھ کہیں باہر ناشتہ کرنے جائیں گئے۔ اور اسکے بعد شرجینا کو کالج بھی چھوڑ دیں گئے۔

لیکن شرجینا کو اتنے تیز بخار میں دیکھ کر ان دونوں بھائیوں کے ہاتھ پیر پھول چکے تھے۔

صدا کا غصہ کا تیز ارمغان شاہ اس سے پہلے ہنگامہ کر کے سب حویلی والوں کو اکٹھا کرتا کہ تبھی ہاشم شاہ نے بروقت اسے کنٹرول کیا۔۔ تاکہ صبح صبح سب پریشان نہ ہوں۔۔

ہاشم شاہ نے ان دونوں بھائیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ نیچے ٹیبل پر کسی کے سامنے اس بات کا ذکر نہیں کریں گئے۔ مشکل سے سمجھا بجھا کر ہاشم شاہ نے انکو وہاں سے نکالا تھا۔

روقاش پریشانی سے سب دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ شرجینا بے ہوشی میں بھی صرف عالم شاہ کو پکار رہی تھی۔ روقاش کو اچھے سے اندازہ تھا۔ کہ شرجینا چھوٹے ہونے کی وجہ سے سب حویلی والوں کی کتنی لاڈلی ہے۔ اور جس کی وہ سب سے زیادہ لاڈلی ہے، وہ اس وقت اس سے بے خبر بنا ہوا ہے۔۔۔

ہاشم شاہ نے سوچ لیا تھا کہ اگر آج عالم شاہ نے سنگ دل بنتے ہوئے شرجینا شاہ سے پہلی بار منہ موڑا تھا۔ تو پھر شرجینا شاہ کی طبیعت خرابی کے بارے میں بھی اسے بتایا نہیں جائے گا۔ بلکہ ہاشم شاہ اپنے سب سے بڑے بھتیجے کو اب سبق سکھا کر رہے گا۔ اس لئے اس نے روقاش کو بھی اس بات کا ذکر کرنے سے منع کر دیا۔۔۔

حابیل۔۔۔!! بیلا نے چہرہ موڑتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔ جو آنکھوں پر سن گلاسز لگائے پوری توجہ کے ساتھ گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ ڈارک براؤن کلر کے تھری پیس سوٹ میں اپنی بھرپور وجاہت کے ساتھ حابیل شاہ نے پل بھر میں اربیلا کے دل کی دھڑکن تیز کی تو وہ مبہوت ہوتے اسے دیکھتے چلی گئی۔۔۔

"ڈریس شرٹ، کلائی میں قیمتی گھڑی پہنے اس نے بیلا desert چاکلیٹ کلر کی ڈریس پینٹس کے ساتھ" کی طرف چہرہ موڑتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا تو بیلا کو اپنا دل بے قابو ہوتے محسوس ہونے لگا۔۔ حابیل شاہ نے اپنا کوٹ اتار کر سیٹ پر رکھا ہوا تھا۔ اسکے چوڑے سینے کو دیکھتے ہوئے بیلا نظریں سی چراتے مسکرا دی۔۔۔

جی جانِ حابیل۔۔۔؟؟ بیلا کی پکار پر محبت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے حابیل شاہ نے گاڑی کا سٹرینگ گھماتے موڑ لیا۔۔۔ حابیل شاہ کے میٹھے لہجے کو سنتے بیلا کے چہرے پر شرمیلی مسکان نے اپنی جھلک دیکھائی تو مچلتے دل کے ساتھ دوبارہ اسکی طرف چہرہ موڑتے ہوئے بولی۔۔۔

مجھے کلرز اور کچھ کینویس خریدنے ہیں، اس کے علاوہ پینٹنگ کا اور بھی کچھ سامان لینا ہے۔ تو میں آج واپسی پر ارمان بھیا کے ساتھ چلی جاؤں۔۔؟" حابیل شاہ کو متوجہ ہو کر سنتے ہوئے دیکھ کر بیلا نرم لہجے میں اجازت لینے کی غرض سے بولی۔۔

آج حابیل شاہ پر نظر پڑتے ہی اسکا دل بار بار بری طرح دھڑکنا شروع ہو جاتا تھا۔ اسی لئے وہ اسے بتا کر سامنے ونڈ سکرین کی طرف متوجہ ہونے کی کوشش کرنے لگی۔۔

ہمم۔۔۔ نہیں میری جان تمہیں اسکے ساتھ جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ تم ایسا کرنا کہ تمہیں جو جو چیز چاہیئے ٹائم نکال کر اس کی لسٹ بنا کر مجھے سینڈ کر دینا۔ شام میں واپسی تک تمہیں ہر چیز حویلی میں مل جائے گی.. "اوکے۔۔؟

کچھ سوچ کر حابیل شاہ نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے جانے سے منع کیا۔۔۔ ایک ہاتھ سے سٹرینگ سنبھالتے ہوئے حابیل شاہ نے دوسرے ہاتھ میں اسکی نازک انگلیوں میں انگلیاں پھنسا کر اسکے ہاتھ کی پشت کو چوم لیا۔۔

پر شاہ میں خود جانا چاہ رہی ہوں نا۔۔! بیلا معصوم لہجے میں اپنی خواہش بتاتے ہوئے بولی۔۔ کیونکہ اسکا دل کر رہا تھا۔ کہ وہ خود جا کر ہر چیز اپنے ہاتھوں سے خریدے۔۔۔

جانِ حابیل ابھی کام کالوڈ زیادہ ہے تو بس تھوڑے دن تک جاؤ۔ میں پھر تمہیں خود لے جاؤں گا۔ لیکن ابھی کے لئے تمہیں ہر چیز گھر پر ہی مل جائے گی ٹھیک ہے۔۔۔؟" حابیل شاہ نے اسے سمجھاتے ہوئے دوبارہ اسکے ہاتھ کو چوم کر چہرہ موڑتے ہوئے اسکی طرف کنفرم انداز میں دیکھا۔۔۔

پر آپ مجھے ارمان بھیا کے ساتھ جانے کیوں نہیں دے رہے ہیں۔۔۔؟ ساری بات کے جواب میں بیلا نے الٹا سوال پوچھتے ہوئے الجھن سے اسے دیکھا۔۔۔

کیونکہ میری جان میں تمہیں خود لے کر جانا چاہتا ہوں۔ اور جس کے ساتھ تم جانا چاہ رہی ہو۔ وہ آج کل مجھ سے بھی زیادہ مصروف ہے۔ کیونکہ ارمان شاہ ساتھ ساتھ مائرہ شاہ کی کمپنی کو بھی دیکھ رہا ہے۔ تو اس لئے وہ تمہیں نہیں لے جاسکے گا۔ اس وجہ سے کہہ رہا ہوں۔ کہ تم کچھ دن بس ویٹ کر لو، پھر میں اپنی حسین بیوی کو خود شاپنگ پر لے جاؤ گا۔۔۔"۔

حابیل شاہ نے اس دفعہ تفصیلی جواب دیتے ہوئے اسے اپنی طرف کھینچ کر حصار میں لیتے ہوئے اکیڈمی کے سامنے پہنچ کر گاڑی کو بریک لگادی۔۔۔

ٹھیک ہے جیسا آپ کہے، پر مجھے آج بھی ہر حال میں اپنی چیزیں واپسی تک چاہیئے ہیں.." حابیل شاہ کے سینے پر سر رکھ کر وہ زرا سا چہرہ اٹھا کر انگلی اٹھاتے ہوئے حکم دینے والے انداز میں بولی تو حابیل شاہ اسکے تیکھے لہجے کو سنتے ہنس کر اسکے سر پر لب رکھ گیا۔۔۔

بلیک ڈریس میں اپنے چمکتے دمکتے روپ میں وہ ہمیشہ کی طرح حابیل ارباز شاہ کو جکڑ گئی تھی۔۔۔

جو آپکا حکم ملکہ عالیہ۔۔! حابیل شاہ نے اسکی ناک سے ناک مس کرتے ہوئے ہنستے ہوئے جواب دیا تو وہ اترانے والے انداز میں ناک چڑھانے لگی۔

اپنی اداؤں سے مجھے پاگل کرنے کی کوشش کی، تو یہیں پر کل رات والا پروسیس شروع کر دوں گا۔۔" بیلا کی معصوم ادا پر حابیل شاہ مخمور آنکھوں سے دیکھتے ہوئے معنی خیز انداز میں اسے ڈراتے ہوئے بولا تو بیلا نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے اگلے ہی پل بھیگی بلی بنتے اسکے سینے میں چہرہ چھپا لیا۔۔

میں یہاں پر نہیں ہوں، میں نے نہیں کچھ کیا۔۔" حابیل شاہ کی دھمکی سے سچ میں ڈر کر چہرہ چھپاتے ہوئے وہ ہاتھ باہر نکال کر نفی میں ہلاتے ہوئے اپنی ادا دیکھانے سے منکر ہوئی۔ تو گاڑی میں حابیل شاہ کا فلک شگاف قہقہ گونج اٹھا۔۔۔۔

حابیل شاہ کو قہقہ لگاتے دیکھ کر وہ بھی اپنی ہنسی دبا کر ہونٹ کاٹتے ہوئے مزید اسکے سینے میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ اس سے پہلے کہ حابیل شاہ اسے مزید چھیڑتا جب ایک تیز رفتار گاڑی انکے پاس سے گزری۔۔

گاڑی کی اتنی تیز آواز پر متوجہ ہوتے بیلا نے چہرہ باہر نکال کر دیکھنا چاہا تو پارکنگ میں ایک سپورٹ کار آ کر رکی تھی۔۔ سپورٹ کار کا دروازہ کھولتے ہوئے ایک لڑکی باہر نکلی۔۔ تو بیلا حیرت سے آنکھیں پھیلاتے اسے شاکڈ نظروں سے اسے دیکھے گئی۔

شاہ یہ لڑکی گاڑی چلا کر آئی ہے کیا۔۔۔؟ بیلا نے آخری حد تک حیران ہوتے حابیل شاہ کو دیکھنا چاہا۔۔ جو پہلے ہی اپنی بیوی کی نظروں کی تقلید میں دیکھ رہا تھا۔۔۔

تو اس میں کونسی سی بڑی بات ہے میری جان، آج کے دور میں تو یہ بالکل عام بات ہے۔۔۔" حابیل شاہ نے بنا حیران ہوتے چہرہ اسکی طرف موڑتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ جبکہ بیلا ابھی تک حیرانی سے اسی لڑکی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جو دیکھنے میں کافی ماڈرن نظر آ رہی تھی۔۔۔

شاہ مجھے بھی ڈرائیونگ سیکھنی ہے نا۔۔! لڑکی سے نظریں ہٹاتے ہوئے بیلا نے حابیل شاہ کے چہرے کو دیکھ کر ایک دم سے نئی خواہش کا اظہار کیا تو بدلے میں وہ حیرت سے اپنی بیوی کو دیکھنے لگا۔ جو ایک لڑکی کو ڈرائیونگ کرتے دیکھ کر اتنی امپریس نظر آ رہی تھی۔۔ کہ اسے خود بھی ڈرائیونگ کا شوق چڑھ گیا تھا۔۔

اور میری بیوی کو یہ اچانک ڈرائیونگ سیکھنے کا شوق کیوں چڑھ گیا ہے۔۔۔؟ حابیل شاہ نے اسکی گال پر لب رکھتے ہوئے جاننے والے انداز میں پوچھا۔۔

کیونکہ شاہ مجھے شوق ہو رہا ہے نا پلیز۔۔۔! حابیل شاہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ منت کرنے والے انداز میں گویا ہوئی تو حابیل شاہ نے اچانک نزدیک ہوتے اسکے ہونٹوں کو جکڑ لیا۔۔ تیزی سے اسکے گلابی ہونٹوں کو اپنے لبوں میں دباتے ہوئے حابیل شاہ نے بے چین ہوتے اپنا ہاتھ اسکی دھڑکنوں کی طرف بڑھایا تو بیلا اسکے ہاتھ پر تھپڑ مارتے ہوئے تیزی سے پیچھے ہو کر بیٹھ گئی۔۔

شاہ ہم بیڈ روم میں نہیں ہیں۔۔! اپنے شوہر کی بے باکی پر وہ خفگی سے دیکھتے ہوئے احساس دلاتے والے انداز میں بولی تو حابیل شاہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیر گیا۔۔۔

میں اب اندر جا رہی ہوں، لیکن اس سنڈے کو آپ مجھے ڈرائیونگ سیکھائے گئے۔۔۔ "خود سے فیصلہ کرتے ہوئے بیلا نے جلدی سے چادر کی مدد سے اپنا چہرہ چھپاتے باہر نکلنا چاہا تو حابیل شاہ سرعت سے اسے اپنی طرف کھینچتے ہوئے ماتھے پر ہونٹ رکھ گیا۔۔۔

جو آپکا حکم ملکہ عالیہ۔۔ بندہ ناچیز اپکے ہر حکم کی تعمیل کرے گا۔۔ "بیلا کے ماتھے کو چومتے ہوئے وہ جان نثار ہوتے لہجے میں جواب دیتے بولا تو بیلا کھلکھلا کر اسے دیکھنے لگی۔۔

کسی خیال کے تحت بیلا آگے بڑھ کر اسکی شیو پر ہلکے سے ہونٹ رکھنے کے بعد تیزی سے دروازہ کھول کر بھاگنے والے انداز میں اسکی گاڑی سے نکلی تو حابیل شاہ ساکت ہوتے اسے دیکھ گیا۔۔

لیکن جب تک اسے ہوش آیا تھا وہ اسکی گاڑی کے سامنے سے گزر کر زرا دور جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔

بیلا نے ہنستے ہوئے مڑ کر اسکی طرف دیکھا حابیل شاہ نے گھورتے ہوئے اسے واپس آنے کا اشارہ کیا تھا۔

کتنی چالاک تھی وہ اتنی سی کرم نوازی کر کے بھاگ نکلی تھی۔ حابیل دانت پیستے ہوئے اسے دیکھتا رہ گیا۔ جو اب ہاتھ اٹھا کر چڑانے والے انداز میں بائے بائے کرنے کے بعد اکیڈمی کے اندر گم ہو چکی تھی۔۔۔

واپسی پر اسکی خبر لینے کا سوچ حابیل شاہ نے مسرور انداز میں مسکراتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کر لی۔۔۔ اپنی بیوی کی عنایت پر اسکا دل خوشی سے پاگل ہونے لگا تھا۔۔

چاچی۔۔!!عالی کہاں پر ہیں۔۔۔؟شرجینا شاہ نے نقاہت زدہ لہجے میں بولتے ہوئے روقاش کو دیکھا جو بیڈ کراؤن سے اسکی ٹیک لگوانے کے بعد سائیڈ ٹیبل سے سوپ کا باؤل اٹھا رہی تھی۔۔۔

سب کے آفس چلے جانے کے بعد ہاشم شاہ خود ارمغان اور زیام شاہ کو ساتھ لیے شرجینا کو ہاسپٹل لے کر گیا تھا۔ڈاکٹر سے اسکا چیک اپ کروا کے شرجینا کو پیار سے سمجھانے کے بعد ہاشم شاہ نے اسے زیام شاہ اور ارمغان شاہ کے ساتھ واپس بھیج دیا۔اور خود وہ وہیں سے آفس چلا گیا تھا۔۔

اور اب شرجینا کو کمرے میں چھوڑ کر زیام شاہ اور ارمغان اسکے پاس تھوڑی دیر بیٹھ کر باہر چلے گئے تھے۔ آج انکا اپنی لاڈلی کو چھوڑ کر کہیں بھی جانے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔لیکن ابھی انہیں ارباز شاہ کی کال آئی تھی۔ وہ ان دونوں کو ڈیرے پر بلا رہے تھے۔انکی کال پر مجبوراً اٹھتے ہوئے وہ جلدی واپس آنے کا کہہ کر روقاش کو بتا کر نکل گئے تھے۔۔

چاچی کی جان میری ایک بات مانے گی۔۔۔؟شرجینا کو سوپ پلاتے ہوئے روقاش نے پر امید نظروں سے اسکے بال سنوارے۔۔۔

جبکہ اسکی عالم شاہ کی گردان اس نے سرے سے ہی نظر انداز کر دی تھی۔ہاشم شاہ نے بھی جانے سے پہلے اسے تاکید کی تھی۔کہ اگر شرجینا اس سے عالم شاہ کے بارے میں پوچھے تو وہ جواب دینے کی بجائے ٹال مٹول کر دے۔۔

چاچی آپ جو بھی کہیں گئیں میں سب مانوں گی۔۔۔! روقاش کے پوچھنے پر شرجینا نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے حامی بھرتے جواب دیا۔۔ جبکہ لہجے میں اپنی چاچی کے لئے پیار ہی پیار تھا۔

شرجینا شاہ کو عالم شاہ کے بعد اگر کسی سے سب سے زیادہ محبت تھی وہ "ہاشم شاہ" تھا. تو اس لحاظ سے روقاش بھی اسے اتنی ہی عزیز ہو گئی تھی۔ کبھی کبھی شرجینا کی محبت ہاشم شاہ اور عالم شاہ کے بیچ میں الجھ کر رہ جاتی تھی۔ کوئی بھی آج تک اندازہ نہیں لگا پایا تھا۔ کہ آخر کار شرجینا شاہ کس سے زیادہ محبت کرتی ہے۔۔۔

وہ اپنی عمر کے لحاظ سے انیس سال کی ضرور تھی۔۔ لیکن مینٹلی طور پر حویلی والوں نے اسے ابھی تک بچہ بنا کر رکھا ہوا تھا۔ یہ ہی وجہ تھی کہ وہ رشتوں کی نزاکت کو سمجھنے سے قاصر تھی۔ اسکے لئے دنیا صرف "عالم شاہ" سے شروع ہو کر "ہاشم شاہ" پر ہو جاتی تھی۔

اگر کہیں عالم شاہ اسکی بات ماننے سے انکار کرتا تھا تو وہ اپنی دوسری کمفرٹ زون جس کا نام "ہاشم شاہ" تھا، کے پاس چلی جاتی۔۔ شرارتیں، ہنسنا کھیلنا اپنے بھائیوں کو تنگ کرنا، پڑھائی کے نام سے چڑنا یہ سب اسکی زندگی کا معمول تھا۔

اسکے یہ ہی ڈرامے ہر وقت حویلی میں رونق لگائے رکھتے تھے۔ اور ہاشم شاہ کو اپنی لاڈو کے ہر ڈرامے سے الفت تھی۔ کیونکہ اس نے شرجینا شاہ کو اپنی بیٹی کی طرح پالا تھا۔ آج اسکی طبعیت خرابی کا سن کر وہ حد درجہ پریشان ہوتے آفس گیا تھا۔ روقاش ابھی تک اپنے شاہ کی پریشانی نہیں بھلا پا رہی تھی۔ وہ بار بار اسے اپنی لاڈو کے پاس رہنے کی تلقین کر کے گیا تھا۔

چاچی کا پیارا بچہ۔۔۔" شر جینا کو تیزی سے اقرار کرتے دیکھ کر رو قاش کو بے ساختہ اس پر پیار آیا تو وہ اسکے گولڈن بال سنوارے ہوئے ماتھے کو چوم گئی۔۔۔

اچھا مجھے یہ بتاؤ، کہ میرے بچے نے ٹیسٹ میں چیٹنگ کیوں کی تھی۔۔۔؟ کیونکہ عالی نے تو اپنی جیا کو تیاری کروا کر بیجا تھانا۔۔۔؟ سوپ پلانے کے بعد رو قاش نے اسکے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے اسے بازو کے حصار میں لیا تو شر جینا لاڈ سے اپنی چاچی کے ساتھ لپٹتے ہوئے اس پر بلینکٹ دے گئی۔۔

رو قاش اسکی معصوم سی فکر پر مسکرا کر رہ گئی تھی۔ ہاشم شاہ نے ٹھیک کہا تھا۔ کہ وہ صرف لہجے اور شرارتوں میں لاپرواہ سی ہے۔ ورنہ خود کے جڑے رشتوں کے لئے شر جینا شاہ حد درجہ سینسیٹو تھی۔۔۔

چاچی میں چیٹنگ نہیں کرنا چاہتی تھی، پر عالی نے جس چیپٹر کی مجھے تیاری کروائی تھی، میں جب کالج گئی تو پتہ چلا کہ میں غلط چیپٹر کی تیاری کرلی ہے۔ اور سحر نے بھی ایسا ہی کیا ہوا تھا۔ اگر میں فیل ہو جاتی تو عالی کو برا لگتا اس لئے بس میں نے ایسا کیا۔۔۔"

شر جینا نے نم آنکھوں سے چہرہ اٹھاتے ہوئے رو قاش کو جواب دیا جو اسکا چھوٹا سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے بالوں میں ہاتھ سہلاتے ہوئے غور سے سن رہی تھی۔۔۔

پر میری جان آپ نے غلط چیپٹر کی تیاری کیوں کی۔۔؟ کیا اپکو نہیں پتہ تھا کہ ٹیچر نے کونسا چیپٹر بتایا ہے۔۔۔؟ رو قاش نے کچھ الجھتے ہوئے اسکی طرف رخ موڑ لیا۔۔۔

چاچی ٹیچر نے چیپٹر تھری ہی کہا تھا، میں نے خود سنا تھا۔۔پر جب میں کالج گئی تو پتہ چلا کہ چیپٹر تھری نہیں ٹو تھا۔ میرا ٹیسٹ غلط ہوتا تو عالی کو برا لگتا۔انہوں نے مجھے پوری رات جاگ کر پڑھایا تھا۔۔میں عالی کو ہرٹ نہیں کرنا چاہ رہی تھی۔اس لئے بس۔۔۔!

عالم شاہ کی ناراضگی دوبارہ یاد آنے پر شرجینا نے روتے ہوئے بات ادھوری چھوڑی تو روقاش جلدی سے اسے گلے لگاتے چپ کروانے کی کوشش کرنے لگی۔جبکہ ذہن اسکا الجھ چکا تھا۔۔اگر وہ کہہ رہی تھی کہ ٹیچر کے بتائے ہوئے چیپٹر کی ہی اس نے تیاری کی ہے تو پھر بھلا صبح وہ چیپٹر بدل کیسے سکتا تھا۔۔۔

خاموش میرا بچہ روتے نہیں ہیں, میرے بچے کو اپنے عالی کو ماننا ہے نا۔۔؟روقاش نے اسکا چہرہ اپنے سامنے کرتے ہوئے اسکی بھیگی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے پوچھا تو شرجینا کا رونا یک دم تھم گیا۔۔۔

عالی کو منانا ہے نا۔۔۔؟شرجینا کو چپ ہوتے دیکھ کر روقاش نے دوبارہ اسکی سبز آنکھوں میں جھانکتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔۔۔شاید عالم شاہ بھی اپنی چھوٹی سی بیوی کے ان جذبات سے بے خبر تھا۔وہ نہیں جانتا تھا کہ اسکی ناراضگی کے ڈر سے وہ کیا کیا کرتی رہی ہے۔۔

شرجینا نے تیزی سے حامی بھرنے والے انداز میں روقاش کے سوال کا جواب دیا تو اسی وقت زیام شاہ اور ارمغان شاہ بھی واپس لوٹ کر کمرے میں داخل ہوتے دیکھائی دیے۔۔

چاچی بھتیجی کو ایک دوسرے کے ساتھ باتوں میں مصروف دیکھ کر وہ مسکراتے ہوئے بیڈ کی طرف آئے۔۔۔

عالی کو منانے کے لیے میں جیسا کہوں گی میرا بچہ ویسے ہی میری بات مانے گا۔۔؟ روقاش نے اسکے سنہرے بالوں سے پونی نکال کر بال سمیٹ کر دوبارہ پونی پہناتے ہوئے پوچھا تو وہ پھر تیزی سے سر اثبات میں سر ہلا گئی۔۔ جس پر وہ تینوں مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھ گئے تھے۔۔۔

ٹھیک ہے تو سب سے پہلے میری لاڈو اب اپنے عالی سے بالکل بھی بات نہیں کرے گی۔۔۔! ٹھیک ہے؟ روقاش نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ہوئے پہلا حکم سنایا تو شرجینا سمیت زیام اور غان شاہ بھی حیرانی و تعجب سے روقاش کی طرف دیکھ گئے۔۔ روقاش آنکھوں سے انکو تسلی دیتے ہوئے مزید بولی۔۔۔

کیونکہ ہمارا پیارا بچہ اب اگلے ٹیسٹ میں فل مارکس لے کر ہی عالم شاہ کے پاس فل ایٹیٹیوڈ سے جائے گا۔۔۔! کیوں بھئی لڑکوں میں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا۔۔؟. ہماری لاڈو کسی سے کم تھوڑی ہے۔۔۔" شرجینا کو ناسمجھی سے اپنی طرف دیکھتا پا کر روقاش نے زیام شاہ اور ارمغان کو پوچھتے ہوئے اپنے ساتھ ملانا چاہا۔۔۔

جی جی چاچی ایک دم سے ٹھیک کہہ رہیں ہیں گلابی فتنے۔۔ بھیا تم سے ہمیشہ کم نمبر آنے پر ناراض ہوتے ہیں، اس دفعہ تم اچھے نمبر لے کر معجزہ کرتے ہوئے بھرم دیکھا کر ناراض ہو جانا۔۔۔" شرجینا کے بائیں جانب بیٹھتے ہوئے زیام شاہ نے اسے بازو کے حصار میں لیتے روقاش کی بات میں حامی بھری تو ارمغان شاہ مسکرا کر دیکھ گیا۔

پر بھیا میں اچھے نمبر کیسے لوں گی۔۔؟ مجھے پڑھائے گا کون۔۔؟ شرجینا نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے پریشان ہوتے سوال کیا۔۔

اس میں پریشان ہونے والی کونسی بات ہے۔۔ کیونکہ میں اپنی لاڈو کو خود پڑھاؤ گی۔۔؟ میرا بچہ مجھ سے پڑھے گا نہ۔۔؟ روقاش نے اسکی ناک کھینچتے ہوئے جواب دینے کے ساتھ ساتھ الٹا ہنس کر پوچھا تو شرجینا کھلکھلا کر اپنی ناک چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔۔

اسے ہنستے دیکھ کر اسکے بھائیوں کے دل میں بے اختیار سکون اترا تھا۔۔ وہ نم آنکھوں سے روقاش کو عقیدت سے دیکھ گئے جو ہلکی پھلکی باتوں سے شرجینا شاہ کا دھیان عالم شاہ سے ہٹا گئی تھی۔ ورنہ وہ ابھی تک اسی فکر میں گھلے جا رہے تھے۔ کہ اسے کیسے سنبھالے گئے۔۔۔

اوئے کرن ارجن اٹھو فوراً آؤ اور میری لاڈو کو زرا باہر گھما پھرا کر لاؤ۔۔ میرا بچہ اب بالکل ٹھیک ہے۔۔۔" روقاش نے حکم دیتے ہوئے انکو اٹھنے کا کہا تو شرجینا نے تیزی سے اقرار میں سر ہلاتے ہوئے حامی بھری۔۔۔ کہ وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔

چاچی آپ بھی میرے ساتھ چلیں نا۔۔۔! شرجینا نے روقاش کا ہاتھ تھامتے ہوئے اسے بھی اپنے ساتھ چلنے کا کہا۔۔۔ اب کی بار شرجینا کے بات میں زیام اور ارمغان شاہ نے حامی بھری تھی۔۔۔

چاچی آپ بھی چادر لے کر آئیں، میں گاڑی نکالتا ہوں، اور غان تم بڑی کو انفارم کر دو۔۔" زیام شاہ کہتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔ جس پر روقاش غان کو اپنے چادر لانے کا کہہ کر شرجینا کو چینج کروانے میں ہیلپ کرنے لگی۔۔۔

ایک ہاتھ میں سگریٹ تھامے وہ ایش ٹرے میں بار بار راکھ گراتے ہوئے مسلسل سگریٹ نوشی کر رہا تھا۔ چہرے پر تنے ہوئے تاثرات نظر آ رہے تھے۔ اس وقت دن کے بارہ بج کا ٹائم تھا۔عالم شاہ نے آج صبح سے خود کو آفس میں بند کیا ہوا تھا۔

صبح آفس آتے ہی اسکی بے چینی کی کوئی حد نہیں رہی تھی۔اور یہ بے چینی آج اپنی بیوی کو نہ دیکھنے کی وجہ سے ہو رہی تھی۔ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اسکی ناراضگی کی باعث اب تک اسکی لاڈلی بیوی رو رو کر اپنی نازک سی جان ہلکان کر چکی ہو گی۔۔پر عالم شاہ کیا کرتا۔۔۔؟ وہ اپنے دل کو نہیں سمجھا پا رہا تھا۔۔۔

وہ اپنی بیوی کو یوں ہی لاپرواہیوں میں گراہوا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔وہ صرف اتنا چاہتا تھا کہ وہ اچھے سے پڑھ لکھ جائے، بعد میں چاہے ساری زندگی جیسے بھی گزارے، عالم شاہ کو مسلہ نہ ہوتا۔۔

پر، شرجینا شاہ سمیت حویلی میں کوئی بھی اسکی اس بات کو سمجھنے پر راضی نہیں تھا۔وہ جب بھی شرجینا شاہ پر پڑھائی کا زور ڈالنے لگتا تھا۔کہ تب ہی کوئی نہ کوئی اسے باتیں سنا دیتا تھا۔۔۔

کیا اپنی بیوی کی اچھی پڑھائی کی خواہش کرنا ظلم تھا۔۔؟اور پھر اسکی بیوی بھی تو اسے سب کے سامنے کتنا شرمندہ کروا چکی تھی۔۔۔ کیا سوچتی ہونگی، کالج کی سب ٹیچرز۔۔؟ کہ عالم شاہ نے جس ہستی کے لئے گاؤں میں کالج بنوایا تھا۔۔وہ لڑکیوں کو رشوت دے کر چیٹنگ کرتی ہے۔۔۔

کل سے یہ سب سوچیں عالم شاہ کا چین و سکون برباد کر چکیں تھیں۔ کہیں غصے میں وہ شرجینا کو زیادہ ڈانٹ نہ دے، اسی وجہ سے وہ کل سے اسے نظر انداز کیے جا رہا تھا۔

یہ جانتے بوجھتے بھی وہ اسکے لئے کتنا تڑپ رہی ہو گی۔۔۔ آج کالج کے لئے تیار ہونے میں اسکی ہیلپ کس نے کی ہو گی۔۔۔؟ وہ بے اختیار سوچ گیا۔۔۔

کیونکہ وہ عالم شاہ کے سوا کسی بھی دوسرے کو خاطر میں نہیں لاتی تھی۔۔ شرجینا شاہ کی فکر میں اسکا دماغ سوالوں میں الجھتا جا رہا تھا۔۔۔

عالم شاہ کو گھٹن کا احساس ہونے لگا تو وہ کوٹ کے بٹن کھول کر تھک ہار کر چیئر سے ٹیک لگاتے آنکھیں موند گیا۔۔

سینے میں دھڑکتا دل اس وقت سخت بے چینی میں مبتلا ہو چکا تھا۔ اور یہ بے سکونی صرف اسکی عالم جاں ہی دور کر سکتی تھی۔۔ لیکن نجانے وہ کیا کر رہی ہو گی۔۔۔ کیا وہ کالج ناشتہ کر کے گئی ہو گی۔۔۔؟ یا پھر اسکی ناراضگی کے باعث اس نے باقی سب کو تنگ کیا ہو گا۔۔۔؟

عالم شاہ خود سے سوچتے ہوئے دماغ میں نجانے کن سوچوں کے جال میں خود کو الجھائے سکون پہنچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کہ تبھی ٹیبل پر رکھا موبائل ایک دم سے بجنا شروع ہو گیا۔۔۔

موبائل کی بیل پر ہوش میں لوٹتے ہوئے عالم شاہ نے آنکھیں کھولتے ہوئے موبائل اٹھایا تو کالج سے کال آتی دیکھ کر وہ ذرا حیران ہوتا ٹیک چھوڑ گیا۔۔ کالج سے کیوں کال آ رہی تھی اب۔۔۔؟

یس۔۔! عالم شاہ سپیکنگ۔۔۔! عالم شاہ نے جلدی سے یس کرنے کے بعد موبائل کان کے ساتھ لگایا۔۔

مسٹر شاہ کیسے ہیں آپ۔۔۔؟ مس سفیہ کی گونجتی آواز نے حال پوچھنا چاہا۔۔۔تو وہ زرا کنفیوز ہوتے بولا۔۔۔ کیا حال پوچھنے کے لئے کال آئی ہے۔۔؟

الحمدللہ۔۔۔آپ نے کیا کسی خاص وجہ سے کال کی ہے۔۔۔؟ عالم شاہ نے ڈائریکٹ پوچھنا مناسب سمجھا، بجائے وہ دوسری طرف کے نفوس کے مدعا بیان کرنے کا ویٹ کرنے لگ جاتا۔۔۔

جی مسٹر شاہ میں نے یہ پوچھنا تھا کہ آج مس شرجینا شاہ کالج نہیں آئیں، تو کیا سب ٹھیک ہے۔۔۔؟ اپنے آفس میں بیٹھی مس سفیہ نے مومنہ کو آنکھوں سے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔۔اور جانچنے والے انداز میں وہ عالم شاہ سے پوچھ گئیں۔۔۔

عالم شاہ جو شرجینا کے متعلق کوئی نئی کمپلین سننے کا انتظار کر رہا تھا۔ کہ دوسری طرف سے یہ سنتے ہوئے اسے ایک دم سے جھٹکا لگا کہ آج وہ کالج ہی نہیں گئی۔۔۔ کیا اس نے عالم شاہ کی ناراضگی کا فائدہ اٹھا کر چھٹی کر لی تھی۔۔؟ دکھ وبے سی، تکلیف نہ جانے ایک پل میں کیا کیا نہیں عالم شاہ کو محسوس ہونے لگا تھا۔۔

جی آج جیا کی طبیعت زرا ٹھیک نہیں، اس لئے وہ نہیں آسکی۔۔! بروقت خود کو سنبھالتے ہوئے عالم شاہ نے جواب دیا۔۔۔

اوو۔۔۔آئی سی۔۔۔۔مجھے لگا کہ آج بھی شاید اُنہوں نے اپکو بنا بتائے چھٹی کر لی ہے، کیونکہ کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں آپ مجھے خود انفارم کر دیتے۔۔۔"مس سفیہ ٹوہ لینے والے انداز میں میٹھے لہجے میں گویا ہوئیں تو عالم شاہ نے بے ساختہ اپنی سبز آنکھیں میچ لیں۔۔

نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے، بس کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے مجھے اپکو انفارم کرنا یاد نہیں رہا۔ میں آپ سے پھر بات کرتا ہوں ابھی زرا مصروف ہوں۔۔۔"عالم شاہ نے جلدی سے صفائی دیتے ہوئے فون بند کرنا چاہا کہ تبھی مس سفیہ تیزی سے بولتے ہوئے روک گئیں۔۔۔

مسٹر شاہ مجھے آپ سے ایک اور بھی ضروری بات کرنی ہے۔۔! موبائل سپیکر پر کرتے ہوئے مس سفینہ نے اپنی بیٹی کو پاس آنے کا اشارہ کیا۔۔وہ اس وقت انکے پاس ہی آفس میں موجود تھی۔

جی بولیں۔۔! انکے روکنے پر عالم شاہ نہ چاہتے ہوئے بھی متوجہ ہوا۔۔۔

مسٹر شاہ میں نے آپ سے کچھ دن پہلے اپنی بیٹی کی جاب کا ذکر کیا تھا۔ میری بیٹی اپنی ڈگری مکمل کے واپس آچکی ہے۔ تو پھر اسکی جاب آپکے۔۔۔۔"

مس سفینہ نے بات شروع کرتے ہوئے اپنی بیٹی کا ذکر کرنے کے بعد اچانک بیچ میں ہی بات ادھوری چھوڑ دی تو عالم شاہ بے اختیار اپنا ماتھا مسلنے لگا۔۔اسے یاد آرہا تھا کہ کچھ دن پہلے وہ اپنی بیٹی کی جاب کے بارے میں اس سے ریکوئسٹ کر رہیں تھیں۔۔۔

جی، جی مجھے یاد ہے، آپ کل انہیں میرے آفس بھیج دیں، میں دیکھ لوں گا۔۔۔" عالم شاہ نے جواب دیتے ہوئے تیزی سے فون رکھ دیا۔۔۔

فون رکھتے ہی سینے میں اٹھتی تکلیف بڑھتی چلی گئی۔۔۔ کیا سچ میں شرجینا شاہ کو اپنے عالی کی ناراضگی کی زرا پرواہ نہیں تھی۔۔ جو آج اس نے بنا کسی وجہ کے کالج سے چھٹی کر لی تھی۔۔۔

عالم شاہ کے انگ انگ میں تپش کی لہر اٹھی تو وہ ایک جھٹکے میں اپنی چیئر سے کھڑے ہوتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔

ہاشم شاہ اور حابیل شاہ کسی ضروری ڈسکشن میں مصروف تھے۔ جب عالم شاہ اپنے دراز قد میں آفس کا دروازہ ایک جھٹکے میں کھولتے ہوئے تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اسکے یوں آنے پر وہ چونک کر اسکی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔

بڑی جیا کالج کیوں نہیں گئی۔۔؟ آپ نے کہا تھا نا، کہ آج آپ اسے خود کالج چھوڑ کر آئے گئے۔ تو پھر اسکے کالج سے فون کیوں آیا۔۔؟ وہ وہاں پہنچی کیوں ہے۔۔۔؟!

ہاشم شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے ہوئے وہ بامشکل خود کو گرجنے سے روک پایا۔ ورنہ اسکے اندر اٹھتا اشتعال اسے ہر چیز تباہ کرنے پر اکسا رہا تھا۔۔۔

عالم شاہ کے انداز پر جہاں ٹھٹک کر حابیل شاہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا وہیں ہاشم شاہ کے سکون میں رتی برابر بھی کوئی کمی نہیں آئی تھی۔۔۔

آج اسکا دل جانے کو نہیں کر رہا تھا، تو میں نہیں چھوڑ کر آیا بس۔۔۔! ہاشم شاہ نے فائل بند کر کے ٹیبل پر اچھالتے ہوئے بے پرواہی سے کندھے اچکاتے جواب دیا۔۔۔ جبکہ ہاشم شاہ کے اس طرح جواب دینے پر مقابل کے غصے پر پیٹرول چھڑکنے والا کام ہوا تھا۔۔۔

رئیلی مسٹر شاہ۔۔؟ آپ ایسا کیسے کرنے کا سوچ سکتے ہیں؟ آپ سب کو خیال کیوں نہیں آتا کہ ان فضول کے لاڈ میں آپ اسکی زندگی تباہ کر رہے ہیں۔۔؟

عالم شاہ نے خود سے ضبط کھوتے ہوئے تیش بھرے انداز میں چلاتے ہاتھ مار کر ٹیبل پر پڑی چیزوں کو زمین بوس کیا۔۔ صرف اسکے ایک بار کہنے پر ہاشم شاہ اسے کالج نہیں لے کر گیا تھا، یہ بات سوچتے ہی عالم شاہ کو اپنے اندر غصے کا لاوا پھٹتے ہوئے محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

عالم شاہ کے انداز پر حابیل شاہ نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے اسے دیکھا۔۔ اخر وہ کیوں اتنی سی بات پر اس حد تک بھڑکا ہوا نظر آ رہا تھا۔

آفس سے چلانے کی آواز سنتے ہوئے ارمان شاہ بھی فکرمندی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ جہاں عالم شاہ بگڑا ہوا کھڑا تھا۔۔۔

بھائی کیا ہوا ہے۔۔۔؟ وہ پریشانی کے عالم میں انکے قریب آیا۔۔۔

آواز نیچے عالم شاہ۔۔۔! مت بھولو کہ تمہاری منکوحہ وہ بعد میں، پہلے میری بچی ہے۔۔۔! اور میں اپنی بچی کے ایسے ہزار لاڈ اٹھاؤ، تم ہوتے کون ہو مجھ سے کوئی بھی سوال کرنے والے۔۔!

ہاشم شاہ رعب سے بولتے ہوئے عالم شاہ سے ڈبل آواز میں گرجا۔۔ جبکہ ہاشم شاہ کے الفاظ نے مقابل کو پل بھر کے لئے ساکت کیا تو وہ سانس روکے دیکھنے لگا۔۔۔

کیا میرا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔۔۔؟ عالم شاہ نے بے یقینی کی سی کیفیت میں اذیت سے دوچار ہوتے پوچھنا چاہا۔۔ تھوڑی دیر پہلے آفس میں گونجنے والی آواز اب کسی گہری کھائی سے آتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔

حابیل اور ارمان شاہ فکر سے ان دونوں کی طرف دیکھنے لگے جو غصے میں کچھ بھی بولتے جا رہے تھے۔۔۔

تمہارا اس پر صرف اتنا ہی حق ہے، جتنا ایک منکوح کا ہو سکتا ہے۔۔۔! پر اگر تم نے اپنی حد سے تجاوز کرنے کی کوشش کی تو آئی سوئیر عالم شاہ۔۔۔!! میں تمہارا یہ نام نہاد رشتے کا بھرم ایک سکینڈ میں ختم کر دوں گا۔۔۔" ہاشم شاہ اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے آنکھوں میں غضب لیے اسکے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے دل روک دینے والے سرد لہجے میں انگلی اٹھاتے بولتا چلا گیا۔۔۔

ہاشم شاہ کے الفاظ پر اس بار وہ تینوں ناقابل یقین کی حدوں کو چھوتے ہوئے سٹل ہوتے اسکی جانب دیکھتے چلے گئے۔۔ عالم شاہ اپنی جگہ سے ایک پل کے لئے ڈگمگایا تو حابیل شاہ اور ارمان شاہ نے تڑپتے ہوئے آگے بڑھ کر اسے تھامنا چاہا۔۔۔

بڑی آپ کیا بولتے جا رہے ہیں۔۔؟ کچھ اندازہ بھی ہے اپکو۔۔۔! حابیل شاہ نے غصے سے کہتے ہوئے ہاشم شاہ کو ہوش دلانے کی کوشش کی۔۔ کیونکہ غصے کی کیفیت میں حد پار ہو چکی تھی۔۔۔ جبکہ عالم شاہ کی حالت دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ کو اپنا غصہ کم ہونے کی بجائے مزید بڑھتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔

بڑ۔۔۔ بڑی۔۔ اا۔۔۔ اپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔۔۔؟ عالم شاہ کانپتے ہوئے لہجے میں بول کر خود کو تیزی سے انکی گرفت سے آزاد کروا کے ہاشم شاہ کے قریب اسکے مقابل جا کھڑا ہوا۔۔ جبکہ چہرے پر تکلیف بھرے تاثرات صاف نظر آرہے تھے۔۔۔ حابیل شاہ اور ارمان شاہ نے بے بسی سے ان دونوں دیکھا۔۔۔ جو خود کے ساتھ ساتھ انکو بھی تکلیف پہنچا رہے تھے۔۔۔

میں بالکل ویسے ہی سوچ سکتا ہوں عالم شاہ۔۔۔! جیسے کل رات تم میری لاڈو کو روتے ہوئے تڑپتی حالت میں چھوڑ کر جا چکے تھے۔۔۔! تم یہ جانتے تھے نا۔۔؟ کہ شرجینا شاہ کی سانسوں کی روانی تم سے جڑی ہوئی ہے۔۔۔! پھر مجھے جواب دو، تمہاری جرات کیسے ہوئی اسکو نظر انداز کرنے کی۔۔۔؟ ہاشم شاہ اشتعال کی کیفیت میں اسکا گریبان جکڑتے ہوئے چلا اٹھا۔۔۔ اس وقت آفس میں قیامت سا سماں محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

بڑی پلیز کول ڈاؤن ہو جائیں، آپ آرام سے بیٹھ کر بھی تو بھائی سے بات کر سکتے ہیں نا۔۔! معاملہ مزید بگڑتے دیکھ کر ارمان شاہ نے بیچ میں بولتے ہاشم شاہ کے ہاتھوں سے عالم شاہ کا گریبان آزاد کروانا چاہا۔۔۔ جو آنکھوں میں اذیت کی رمق لیے ہاشم شاہ کی طرف دیکھتے ہونٹ کاٹنے لگا تھا۔۔

بولواب۔۔!جواب دو مجھے عالم شاہ۔۔۔!تم نے یہ جرات کیسے کرلی۔۔۔؟کیا تم امریکہ میں ہوئی اسکی حالت بھول چکے ہو۔۔؟ہاشم اسکے گریبان پر پہلے سے بھی زیادہ گرفت مضبوط کرتے دھاڑتے ہوئے بولا تھا۔۔حابیل شاہ نے آگے بڑھ کر زبردستی عالم شاہ کا گریبان آزاد کرواتے ہوئے اسے ہاشم شاہ سے دور کیا۔۔۔

میں اسے صرف اسکی غلطی کا احساس دلانا چاہ رہا تھا بڑی۔۔۔!پر آپ۔۔۔!!!عالم شاہ نے تھوڑی دیر پہلے کے الفاظ یاد کرتے کربناک لہجے میں جواب دینے کے بعد باقی کے الفاظ ادھورے چھوڑ دیے۔۔اس میں ہاشم شاہ کے کہے ہوئے الفاظ دہرانے کی بھی ہمت نہیں تھی۔۔۔

تمہاراا احساس مائے فٹ عالم شاہ۔۔۔۔!تم اسے احساس نہیں دلانا چاہ رہے تھے بلکہ اسے نظرانداز کرتے ہوئے جان بوجھ کر موت کے منہ میں دھکیل رہے تھے۔تاکہ تم اس جیت میں خوش ہوسکو، کہ شرجینا شاہ تمہارے بنا تڑپتے ہوئے مر گئی۔۔درحقیقت تم نے کل رات اسے اپنے ہاتھوں سے مارنے کی کوشش کی ہے۔تمہاری محبت صرف ایک دکھلاوے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔۔"

ہاشم شاہ نے تیش سے چلاتے ہوئے آگے بڑھ کر عالم شاہ پر وار کرنا چاہا تو حابیل شاہ تیزی سے انکے بیچ کھڑا ہوگیا۔۔۔جبکہ ارمان شاہ نے ہاشم شاہ کو پیچھے سے جکڑتے ہوئے عالم شاہ سے دور ہٹانے کی کوشش کی۔۔۔

بڑی پلیز ہوش کریں یار۔۔۔وہ بتانا چاہ رہا ہے نہ تو ایک بار اسکی بات تو سن لیں۔۔۔" عالم شاہ کی کرب ناک حالت دیکھتے ہوئے حابیل شاہ نے بے بسی سے کہنا چاہا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف عالم شاہ کو محسوس ہو رہا تھا کہ ہاشم شاہ کے الفاظ سننے کے بعد اسکی سانس رک جائے گی۔۔۔! کیا اس نے سچ میں اپنی جیا کو مارنے کی کوشش کی تھی۔۔۔؟ کیا سچ میں اسکی محبت دکھلاوا تھی۔۔؟ یہ الفاظ اسکی دماغی حالت مفلوج کرنے کا سبب بن رہے تھے۔۔

میں۔۔میں۔۔۔میں کیسے اپنی جیا کو مار سکتا ہوں۔۔۔؟ حابیل تو بتا نا بڑی کو، کہ انہیں غلط لگ رہا ہے۔ میں صرف اسے دوبارہ ایسا کرنے سے روکنا چاہتا تھا۔۔۔! باخدا میں اپنی جیا کو تکلیف دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا یار۔۔۔!

عالم شاہ نے سینے میں اٹھتے درد پر بے قابو ہوتے چلاتے ہوئے حابیل شاہ سے التجا کی۔ جس کو سنتے حابیل شاہ نے دکھ سے آنکھیں میچ لیں تھیں۔۔۔جبکہ ہاشم شاہ نے غصے سے سر جھٹکتے ہوئے عالم شاہ کو دیکھا۔

عالی کول ڈاؤن۔۔۔! بڑی ابھی غصے میں ہیں بس اس لئے ایسا کہہ رہے ہیں۔۔۔" حابیل شاہ نے عالم شاہ کو اسکے نیک نیم سے پکارتے ہوئے سمجھانا چاہا تو عالم شاہ اسکے ہاتھ جھٹکتے دور ہو گیا۔ حابیل شاہ نے دکھ سے اسکی حالت دیکھی۔۔۔وہ اس وقت اپنے ہوش و حواس میں نہیں لگ رہا تھا۔۔۔اسکا سفید چہرہ ضبط و تکلیف سے سرخ پڑ چکا تھا۔۔

بڑی پلیز بھائی کو سنبھالیں نا، یوں تکلیف میں مبتلا نہ کریں انکو پلیز۔۔۔! ارمان شاہ بھی منت کرتے ہوئے ہاشم شاہ کو جھنجھوڑتے ہوئے کہنے لگا۔ وہ اپنے بڑے بھائی کی ایسی حالت نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔

اگر آپ نے میری جیا کو مجھ سے دور کرنے کی زرا سی بھی کوشش کی مسٹر شاہ۔۔! تو میں پوری دنیا کو آگ لگانے کے بعد اپنی جان لے لوں گا۔۔" سبز آنکھوں میں ضبط کی لالی سجائے انگلی اٹھاتے ہوئے وہ ہاشم شاہ کو وارن کرتے کرسی کو ٹھوکر مارتے تیزی سے نکلتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

اسکے ایک بار بولے گئے الفاظ صاف ظاہر کر رہے تھے، کہ وہ ہاشم شاہ کے تمام الفاظ اسکا دل زخمی کر چکے ہیں۔۔

عالم شاہ کے یوں جانے پر حابیل اور ارمان شاہ دکھ و ناراضگی سے ہاشم شاہ کو دیکھ گئے۔ جو بالکل ریلیکس انداز میں اپنی چیئر پر بیٹھ کر کافی لانے کا آڈر دے رہا تھا۔

بڑی یہ سب کیا تھا۔۔؟ آپ اس حد تک کیسے بول سکتے ہیں اسکے ساتھ۔۔! حابیل شاہ ضبط سے گویا ہوا۔۔ اسکا دل عالم شاہ کی فکر میں اندر کی اندر بیٹھا جا رہا تھا۔ وہ سب ہی جانتے تھے۔ کہ عالم شاہ اپنی جیا کے لیے کس حد تک جنونی ہے۔ پھر ہاشم شاہ کے اتنے سخت الفاظ اسکی سمجھ سے باہر تھے۔۔۔

میں نے ابھی کوئی حد نہیں کراس کی حابیل۔۔! حد تو وہ تمہارا بگڑا نواب پار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس لئے اسکو لگام ڈالنے کی کوشش کی ہے۔۔۔" ہاشم شاہ نے غصے سے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔۔

اس بات کا کیا مطلب ہے بڑی۔۔۔؟اور کونسی ایسی قیامت آگئی تھی، جو آپ کو رشتہ ختم کرنے جیسی دھمکی دینے کی ضرورت پیش آئی۔۔۔؟ہاشم شاہ کے مزید الجھانے پر ارمان شاہ بھی ضبط کا مظاہرہ کرتے چباتے ہوئے بولا۔۔

لاڈو کالج کیوں نہیں گئی۔۔۔؟آپ نے صبح کہا تھا کہ آپ اسے خود چھوڑ کر آئیں گئے، تو پھر گئے کیوں نہیں۔۔۔؟حابیل شاہ نے اچانک یاد آنے پر تیزی سے سوال کیا۔۔اسی سوال کی وجہ سے تو یہ سارا بکھیڑا کھڑا ہوا تھا۔۔۔

یہ جو خبیث ابھی تیس مار خان اور پتہ نہیں کونسا ریگستان کا بھٹکا ہوا مجنوں بن کر مجھے دھمکی دے کر یہاں سے نکلا ہے نا۔۔۔!تم لوگوں کی لاڈو اسی خبیث کی وجہ سے سے حویلی میں بیمار پڑی ہوئی ہے۔۔!اب کیا اسے بیماری کی حالت میں کالج پھینک آتا۔۔۔؟انکے ایک کے بعد ایک سوال پر دروازے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ہاشم شاہ غصے سے پھٹ پڑا۔۔۔جبکہ دروازے کو گھورنے کی وجہ عالم شاہ تھا جو ابھی وہاں سے نکل کر گیا تھا۔

کیا مطلب بیمار۔۔؟کیا ہوا لاڈو کو۔۔۔؟وہ دونوں ٹھٹک کر ہاشم شاہ کے پاس تیزی سے چیئر ز پر بیٹھ گئے۔۔۔

تم لوگ حویلی میں اندھے، گونگے، بہرے بن کر گھومتے ہو کیا۔۔؟ کل رات تم لوگوں کے سامنے ہی اس بے غیرت کے لئے رو رہی تھی۔ میڈیسین دے کر مجھے اسے سلانا پڑا، جس کا نتیجہ صبح کو اسکے شدید بخار میں مبتلا ہونے کا بھگتنا پڑا ہے۔۔۔"

ان دونوں کے انجان بننے اور بار بار سوال کرنے پر ہاشم شاہ غصے سے چڑتے ہوئے ان پر ہی چڑھ دوڑا۔۔۔ غصے میں وہ انکو بھی پتہ نہیں کیا کیا بنا گیا تھا۔۔

یار غصہ کیوں کر رہے ہیں۔۔۔؟ آپ نے کب ہمیں صبح بتایا تھا، کہ لاڈو کی طبیعت ٹھیک نہیں، اور جب جیا سچ میں اس وجہ سے کالج نہیں گئی تو آپ نے عالم شاہ سے جھوٹ کیوں بولا۔۔؟ اسے بتایا کیوں نہیں کہ لاڈو کو بخار ہے۔۔۔" حابیل شاہ نے الجھن سے پھر ایک ساتھ کئی سوال کیے۔۔۔

جن کو سنتے بدلے میں ہاشم شاہ نے سرد سانس خارج کی۔۔

میں نے اسے اس لئے نہیں بتایا کیونکہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ عالم شاہ بے خبری میں کس حد تک شرجینا شاہ کو ہرٹ کر سکتا ہے۔ اور اب تم لوگ بھی اسے اس چیز کے بارے میں نہیں بتاؤ گئے۔۔! ہاشم شاہ نے سخت لہجے میں انکو وارن کرتے ہوئے دیکھا۔۔ تو وہ ٹھنڈی آہ بھرتے چلے گئے۔۔۔۔

یار بڑی ایسے معاملہ مزید بگڑتے چلے جائے گا، اور پھر لاڈو کا بھی سوچیں۔ وہ ایک پل بھی نہیں عالم کے بنا نہیں رہ سکتی۔۔! اور آپ نے پتہ نہیں کونسی سی پلینگ کی ہوئی ہے۔۔!! حابیل شاہ نے نروٹھے پن سے

بولتے ہوئے احساس دلانے کی کوشش کی کہ یہ سب ٹھیک نہیں ہے۔۔ کیونکہ عالم شاہ اور شرجینا دونوں کی ایک دوسرے کے بنا نہیں رہ سکتے تھے۔۔۔

میرے ساتھ زیادہ بک بک نہ کر، ورنہ بیلا کو تیرے کسی غیبی افئیر کا بتا کر تیرا ابھی پتہ کاٹ دوں گا۔۔!
حابیل شاہ کے سمجھدار بننے پر ہاشم شاہ نے اسے شعلہ بار نظروں سے دیکھتے خطرناک ترین دھمکی سنا ڈالی۔۔۔

تجھے بھی کچھ کہنا ہے۔۔۔؟ حابیل شاہ کو دھمکی دینے کے بعد ہاشم شاہ نے ارمان کی جانب چہرہ موڑتے ہوئے پوچھنا چاہا کہ اگر اسکے دل میں کچھ چھپا ہوا ہے تو وہ باہر نکال سکتا ہے۔۔۔

دوسری طرف اپنے چاچے کی دھمکیوں اور انداز پر حابیل شاہ کی سموگ گرے آنکھیں ایک دم سے پھٹ چکی تھیں۔۔۔۔

خدا کو مانے بڑی۔۔! کر کرا کے وہ میرے ساتھ تھوڑی بہت راضی ہو گئی ہے، تو آپ میرا گھر اجاڑنے پر تل گئے ہیں۔ مجھے سکون سے سہاگ رات تو منا لینے دیں یار۔۔۔" حابیل شاہ نے ہاشم شاہ سے تیزی سے دوری بناتے ہوئے بے باک مسئلہ بتایا۔۔۔ دوری بنانے کا انداز احتیاطی طور پر تھا، جیسے کہیں سچ میں ہاشم شاہ اپنی دھمکی پر عمل نہ کر دے۔۔۔ جس پر ارمان شاہ کو ایک دم سے ہنسی کا دورا پڑتے پڑتے رہ گیا۔۔۔

ایک لاکھ نہیں، بلکہ تیرے جیسے کمینے پر بھی ہزار لاکھ لعنت۔۔۔! ہاشم شاہ نے اسکی بے شرمی پر دونوں ہاتھ اٹھاتے غصے سے لعنت کی برسات کی تو حابیل شاہ نے قہقہ ضبط کرتے ہوئے سیریس رہنا چاہا۔۔۔

بڈی پلیز یہ ساری باتیں چھوڑیں اور بھائی کو دیکھیں۔۔! پتہ نہیں اس حالت میں کہاں چلے گئے ہیں۔۔۔!

ارمان شاہ انکو ٹوکتے ہوئے اپنے بڑے بھائی کی فکر کرتے بولا۔۔۔

کیوں تیرے بھائی کو ملیریا ہو گیا۔۔؟ جو میں اسے دیکھنے جاؤں۔۔! ہاشم شاہ نے گھورتے ہوئے ارمان شاہ کو دیکھتے الٹی بات کی۔۔۔ جس کو سنتے وہ اپنے چاچے کو حیرانگی سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے دیکھنے لگے۔۔۔ جو ہر بات میں بس الٹا جواب دے رہا تھا۔۔

میرا دماغ مزید چاٹنے کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔! اپنی اپنی منحوس شکل لے کر یہاں سے دفع ہو جاؤ اب۔۔۔! سالوں نے میرے آفس کو جنگ کا میدان سمجھ لیا ہوا ہے۔۔! جو آتا ہے چیزیں توڑ کر چلا جاتا ہے۔ میں انکے آبے کا نوکر لگا ہوا ہوں نا، جو بس انکے کیے نقصان کی بھرپائی کرتا رہوں۔۔! اپنے آفس میں ٹوٹی چیزوں کو بکھرے دیکھ کر وہ ٹیبل کی حالت سدھارتے ہوئے مسلسل طنزیہ و غصے بھری آواز میں بڑبڑاتا جا رہا تھا۔۔۔

وہ دونوں اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے بس اپنے چاچے کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جس کو پتہ نہیں کونسا دورا پڑا ہوا تھا۔۔۔

اب یہاں سے دفع ہو گئے۔۔؟ کہ میں جوتے کا استعمال کروں۔۔؟ انکو وہیں پر جمے دیکھ کر ہاشم شاہ نے سر اٹھاتے ہوئے چوائس دی۔ وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آتے جلدی سے دروازے کی جانب بڑھ گئے۔۔

بھلائی کا توزمانہ ہی نہیں رہا۔۔۔! دروازے سے نکلتے ہوئے ارمان شاہ کی افسوس زدہ آواز ہاشم شاہ کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ بگڑے تاثرات سے دل میں ان پر لعنتیں برساتے ہوئے خود کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔۔

مائرہ شاہ کنسٹرکشن ایریا پر وزٹ کرنے آئی۔ تو وہاں پر کام کرنے والے اسے آتے دیکھ کر اپنا کام روک کر اسکے احترام میں کھڑے ہونے لگے۔۔ان سب کو کام چھوڑتے دیکھ کر مائرہ شاہ نے انہیں کام جاری رکھنے کا اشارہ کیا تو وہ سب اسے سلام کہتے ہوئے مشینوں کی طرف دوبارہ متوجہ ہو گئے۔

چلتے چلتے مائرہ شاہ ہر چیز کا باریک بینی سے جائزہ لے رہی تھی۔ سب مزدوروں کو مشینوں کے ساتھ کام کرتے دیکھ کر مائرہ نے غور کیا تو پرانی مشینری دیکھ کر وہ ٹھٹک گئی۔۔۔

ابھی تک یہ پرانی مشینری ریپلیس کیوں نہیں ہوئی۔۔؟ ایک مہینے ہونے والا ہو گیا ہے نئی میشنری کا آڈر دیے ہوئے، تو ابھی تک مشینری آئی کیوں نہیں۔۔۔؟ مائرہ چاروں اطراف نظر دہرا کر سوچ میں پڑ گئی۔۔۔

بلیک لانگ شرٹ کے ساتھ کھلا ٹروزار پہنے وہ آئس بلو آنکھوں میں سنجیدگی سموئے ہر چیز کو جانچ رہی تھی۔ باوقار چال چلتے ہوئے وہ کنسٹرکشن ایریا پر موجود ہر چیز کو غور سے دیکھنے لگی۔۔۔

کنسٹرکشن ایریا کا یہ حصہ صرف اوپر سے کور تھا۔ جبکہ باقی سارا ایریا اوپن ہی تھا۔ چونکہ اس حصے میں چھت بنا ہوا تھا۔ تو اس حصے کو کور کرنے کا مقصد مزدوروں کے کام کرنے کا خیال رکھنا تھا۔

گرمی کے موسم میں اکثر اوقات جب گرمی کی شدت بڑھتی تھی۔ تو مزدور مشینز کو اس کور حصے میں لا کر کام شروع کر دیتے تھے۔ جس سے گرمی سے بچت ہونے کی وجہ سے وہ سکون سے کام کر پاتے تھے۔

مائرہ شاہ کے ڈیڈ نے یہ حصہ خصوصاً اسی وجہ سے بنوایا تھا۔ تاکہ مزدوروں کو کام کرنے میں زیادہ سے زیادہ آسانیاں دی جا سکیں۔ وہ ایک نہایت نرم دل کے مالک تھے۔ جو اپنی کمپنی میں کام کرنے والوں کا ہمیشہ خیال رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔

مائرہ شاہ نے دیواروں کی طرف نظریں دہرائیں تو وہ یہ دیکھ کر ٹھٹک گئی کہ دیواروں پر لگے اے سی غائب ہیں۔۔۔ اور صرف اے سی ہی نہیں بلکہ ایک دو مشین بھی غائب تھیں۔ یہ سب چیزیں دیکھ کر اسکا دماغ مفلوج ہونے لگا۔۔

مائرہ سے نے اپنے اندر اٹھتے اشتعال پر بامشکل قابو پاتے ہوئے فوری طور پر یہاں کے انچارج کو بلانے کا حکم دیا۔۔ انچارج کے آنے تک وہ ذرا باہر نکل کر باقی چیزوں کو چیک کرنا شروع ہو گئی۔۔

ابھی وہ سب چیزوں کا معائنہ کرنے میں مصروف تھی۔۔ کہ انچارج بھاگتے ہوئے اسکی جانب آیا۔۔

جی میم آپ نے بلایا۔۔۔! اپنی پشت سے ابھرتی ہوئی آواز پر مائرہ شاہ نے مڑتے ہوئے دیکھا تو ایک درمیانی عمر کا آدمی اسکے سامنے ہاتھ باندھے آنکھیں جھکائے کھڑا تھا۔۔وہ آج پہلی بار یہاں کے انچارج کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

تم یہاں کے انچارج ہو۔۔۔؟ مائرہ شاہ رعب سے بولی۔۔۔

جی میم میں ہی ہوں۔۔! انچارج نے نظریں جھکائے ہی مؤدب انداز میں جواب دیا۔۔

اگر تم یہاں کے انچارج ہو تو کیا بتانا پسند کروگئے؟ کہ یہاں کی چیزیں کہاں غائب ہیں۔۔؟ دیواروں سے اے سی کیوں اتارتے ہوئے ہیں؟ اور یہاں کی دو مشین کا سیٹ اپ بھی خالی کیوں پڑا ہے۔۔۔؟ میری جازت اور علم میں لائے بنا یہ سب چیزیں کہاں ہیں۔۔۔؟

اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے وہ بامشکل خود کو مزید بدتمیز ہونے سے روک پائی۔۔۔کیونکہ سامنے کھڑا شخص عمر میں اس سے بڑا تھا۔۔اسکی تربیت ایسی نہیں تھی۔ کہ وہ خود سے بڑے لوگوں سے بدتمیزی کرتی۔۔۔ اس لئے متوازن لہجے میں پوچھنے لگی۔۔

میم میں اس بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ کیونکہ یہ سب چیزیں تو پچھلے دو مہینوں سے غائب ہیں۔ آپ پہلی بار اس حصے میں آئیں ہیں، تو شاید اپکی ابھی نظر یہاں پر پڑی ہے۔۔۔" مائرہ شاہ کے غصے پر انچارج نے بوکھلاتے ہوئے وضاحت دی۔۔

کیا مطلب آپ نہیں جانتے۔۔؟ کیا آپ یہاں کے انچارج نہیں، جو اپکو خبر ہی نہیں کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے۔۔؟ سامنے کھڑے شخص کے جواب کو سن کو مائرہ شاہ کو پہلے سے بھی زیادہ غصہ آیا۔۔۔ غیر ذمہ داری کی حد تھی۔۔ایسا جواب اسکی امید کے خلاف تھا۔

میم یہ سب چیزیں سر کاشف نے میری غیر موجودگی میں اتروائی تھیں۔میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ چیزوں میں کوئی خرابی آگئی ہے،اس لئے انکو ٹھیک کروانے کے لیے بھیجا ہوا ہے۔۔۔" انچارج نے اس دفعہ آنکھیں اٹھاتے ہوئے مائرہ شاہ کی طرف دیکھتے جواب دیا تو وہ اسکے جواب پر شش و پنج کا شکار ہوتی چلی گئی۔۔۔

آپ نے ان سے اس بارے میں دوبارہ پوچھا نہیں کیا۔۔؟ کہ چیزیں کب تک ٹھیک ہو کر واپس آئیں گئیں۔۔۔؟ مائرہ شاہ نے پر سوچ انداز میں سوال کیا۔۔

میم میں نے کئی بار پوچھا ہے، پر انکا ہر بار ایک ہی جواب ہوتا ہے، کہ ابھی انکی مرمت نہیں ہو پائی۔۔ میم دو مہینے ہو چکے ہیں۔ لیکن مشین اور اے سی واپس نہیں لگے۔اس وجہ سے تو کئی مزدور بھی کام چھوڑ کر جا چکے ہیں۔۔۔"انچارج نے اسے جواب دیتے ہوئے مزید تفصیل بتائی جس کو سن کر وہ چکراتے چکراتے بچی۔۔۔

مزدور کیوں کام چھوڑ کر جا چکے ہیں۔۔۔؟ خود کی حیرت پر قابو پاتے ہوئے وہ بامشکل پوچھ پائی۔۔۔

میم سر کاشف کا رویہ لیبر کے ساتھ ٹھیک نہیں، یہاں تک کہ وہ انچارج کو بھی انکے رائٹس پر عمل کرنے نہیں دیتے۔رولز کے خلاف کام کروا رہے ہیں۔ کچھ مزدوروں نے اس چیز سے تنگ آکر کام چھوڑ دیا تو کچھ

کو سیلری ایشوز تھے۔ کیونکہ ہر مہینے لیبر کو انکی سیلری یا ملتی نہیں اور اگر ملتی ہے تو بہت دیر سے دی جاتی ہے۔۔"

انچارج نے ایک کے بعد ایک مائرہ شاہ پر دھماکے کیے تو مائرہ شاہ کو خود کو سنبھالنا مشکل ترین لگا۔۔اسکی لاعلمی میں کیا کیا ہو رہا تھا۔۔وہ ساختہ پاس پڑی چیئر کا سہارا لے گئی۔۔

مائرہ شاہ نے ابھی تک خود کو صرف فائنانس کے کام میں الجھایا ہوا تھا۔ پر یہاں تو الف سے ہی گڑ بڑ چل رہی تھیں۔

تم ایسے کرو۔۔! کہ یہاں کے کام کی ساری ڈیٹلیز اور باقی ڈیپارٹمنٹ کو بھی انفارم کرو. کہ وہ سب اپنی اپنی ورک شیٹ میرے آفس میں آج ہی پہنچائیں۔ آج سے یہاں کے جو بھی مسئلے ہونگے۔ وہ تم سر کاشف کو نہیں، بلکہ مجھے انفارم کیا کرو گئے۔ پھر چاہے اس کے لئے تمہیں میرے آفس میں دس بار ہی کیوں نہ آنا پڑے۔اور میرا یہ حکم باقیوں کو بھی سنا دینا کہ سب مجھے ڈیلی بیس پر آفس میں رپورٹ کیا کریں گئے۔۔۔" اوکے۔۔۔؟

مائرہ شاہ نے مضبوط ورعب بھرے لہجے میں بولتے ہوئے اسے حکم سنائے تو انچارج نے سمجھنے والے انداز میں سر کو ہلا دیا۔۔۔

اور ہاں۔۔۔! وہ جاتے جاتے پھر اسکی طرف پلٹی تو وہ الرٹ ہو گیا۔۔۔

سر کاشف کو کہنا کہ میم کے آرڈرز ہیں! کہ یہ سب چیزیں کل تک دوبارہ انسٹال ہو جانی چاہیئے۔ کیونکہ ہاشم اربازشاہ کل یہاں پر وزٹ کرنے والے ہیں۔۔۔اور ابھی جتنی بھی ہماری یہاں پر بات ہوئی ہے،اسکاذکر تم کسی سے بھی نہیں کروگیئے۔۔ ٹھیک ہے۔۔؟

مائرہ شاہ جاتے جاتے ہوئے ابھی ہدایات دینا نہیں بھولی۔۔تو وہ تیزی سے سر کو ہلانے لگا۔۔۔

"اوکے میم جیسا آپ کہیں، میں کسی سے بھی ذکر نہیں کروں گا۔۔۔"مائرہ شاہ سر کو جنبش دیتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔۔۔

باباآپ نے کہاتھاکہ آپ میرے ساتھ پھوپو سے ملنے چلے گئے، لیکن آپ اتنے دنوں سے صرف ٹال مٹول کیے جارہے ہیں۔۔۔"وریشہ خفگی سے ارحم صاحب کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔جو اسکے سامنے خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے۔ چونکہ انکی دوکان محلے میں ہی تھی تواس لئے وہ دوپہر کے کھانے کے لیے گھر آجاتے تھے۔اس طرح وہ کچھ دیر آرام بھی کرلیتے تھے۔

وہ آج بھی کھانا کھانے کے لیے گھر آئے تھے۔کہ وریشہ تب سے ضد لگائے بیٹھ گئی تھی۔کہ وہ آج اپنی پھوپو کو ملنے کے لئے انکو ساتھ لے کر جائے گی۔

کیونکہ وہ جب سے روقاش کو مل کر واپس آئی تھی۔۔تب سے پھر پہلے جیسی چلبلی سی بن چکی تھی۔ورنہ روقاش کے جانے کے بعد وہ ہر وقت گم سم سی رہنے لگی تھی۔۔یاپھر کبھی بہت زیادہ رونے لگ جاتی۔۔

ارحم صاحب نے اپنے طور پر روقاش کو ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی تھی۔ پر انہیں کوئی سراغ نہیں مل پایا تھا کہ آخر روقاش سے نکاح کرنے والا کون تھا۔

اپنی بہن کو یوں اپنے گھر سے ہی بے عزت کر کے نکالے جانے پر وہ ہر وقت تکلیف میں رہتے تھے۔ پہلے ماں باپ کے تکلیف میں اس دنیا کو چھوڑ جانے کا دکھ اور پھر بہن کے ساتھ کی جانے والی اس زیادتی نے انہیں وقت سے پہلے ہی بوڑھا کر دیا تھا۔

وہ خوبصورت نقوش والا ارحم جو کبھی ارید صاحب اور شگفتہ بیگم کی آنکھوں کا تارہ ہوتا تھا۔ وہ آج صرف اپنے اندر ہی ایک گھٹن بن کر رہ چکا تھا۔ بالوں میں اتری سفیدی اور چہرے پر ہمہ وقت رہنے والی گہری سنجیدگی انکے اندر کی اندر تکلیف میں مبتلا ہونے کا واضح ثبوت تھا۔

جس بہن کی پیدائش پر وہ تینوں ماں، باپ اور بیٹا خوشی سے پھولے نہ سمائے تھے۔ اسی بہن کی زندگی مشکل سے مشکل رہی تھی۔

لیکن اب جب سے وریشہ اپنی پھوپو کو خوش دیکھ کر آئی تھی۔ تو ارحم صاحب کے کمزور دل کو کچھ تسلی ہو گئی۔ کہ اس گھر میں انکی بہن ایک خوشحال زندگی گزار رہی ہے۔ ورنہ یوں عزت پر لگے داغ کے بعد لوگ اور معاشرے والے کہاں لڑکی کو جینے نہیں دیتے ہیں۔۔۔

انکو ڈر تھا کہ کہیں روقاش سے نکاح کرنے والے بھی انکی بہن کو تکلیف دینے کا سبب نہ بن جائے۔ پر وریشہ کے بتانے کے بعد وہ بے فکر ہو چکے تھے۔ وہ اب سکون سے اپنی زندگی کے آخری دن گزار سکتے تھے۔۔۔

بابا آپ کہاں کھو گئے ہیں۔۔؟ چلیں نہ پھوپو سے مل کر آتے ہیں۔۔۔! وریشہ نے ارحم صاحب کا کندھا ہلاتے ہوئے انہیں بلایا تو وہ ہوش میں آتے اپنی پیاری بیٹی کو دیکھ کر مسکرا دیے۔۔ جو اپنی پھوپو کو دوبارہ ملنے کے لئے بے تاب ہو رہی تھی۔۔۔

روقاش نے ذکر پر آسیہ بیگم جوان سے زرا دور بیٹھی تھیں۔ وہ نفرت سے سر جھٹک گئیں۔ جب سے انہیں پتہ چلا تھا کہ روقاش اپنے سسرال میں عیش بھری زندگی گزار رہی ہے۔ تب سے انکے دل میں پھر حسد بھرے احساسات پیدا ہونے لگے تھے۔ کیونکہ اپنی طرف سے انہوں نے روقاش کی زندگی جہنم بنانے کی پوری پوری کوشش کی تھی۔ پر شاید وہ ضرورت سے زیادہ ہی خوش قسمت ثابت ہوئی تھی۔

عشی وہ مجھ سے ناراض ہے، میرا حوصلہ نہیں پڑتا کہ میں اسکے سامنے جاؤں۔۔۔؟ ارحم صاحب دکھ و بے بسی سے گویا ہوئے۔۔ یہ سچ تھا کہ اپنی بہن کو دیکھنا چا رہے تھے، ملنا چاہ رہے تھے۔۔ پر اندر ہی اندر دل میں ایک ڈر بھی موجود تھا کہ کہیں وہ آنکھوں سے شکوہ نہ کر دے۔۔۔ کیونکہ وہ انکے ساتھ صرف آنکھوں سے بات کرتی تھی۔ ورنہ زبان سے آج تک خاموشی اختیار کیے رہی تھی۔۔۔

بابا آپ ایسا کیوں بول رہے ہیں۔ پھوپو بہت اچھی ہیں، وہ اپ سے ناراض نہیں ہیں۔ مجھے بھی ڈر تھا۔ کہ کہیں وہ مجھ سے خفا نہ ہوں۔ کیونکہ میں اس دن انکے لئے کچھ نہیں کر پائی تھی۔۔ پر اپکو پتہ ہے بابا پھوپو نے کیا کہا۔۔؟ اپنے نرم دل بابا کی نم آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے وریشہ انہیں ہمت دیتے بولی۔۔۔۔

کیا کہا قاشی نے۔۔۔؟ ارحم صاحب اسکا جواب جاننے کے لیے بے چین ہوئے۔۔

پھوپو کہہ رہیں تھیں۔ کہ انکے ساتھ جو ہوا، وہ انکی خوش قسمتی تھی۔ اگر وہ سب نہ ہوا ہوتا۔ تو آج انکو اتنی محبت کرنے والا شوہر اور گھر والے والے کیسے ملتے۔۔۔؟ وہ اپنی زندگی مین بہت خوش ہیں بابا، اس لئے وہ کسی سے بھی ناراض نہیں ہیں۔ پر انہوں نے مجھے آپ سے ایک باہر بولنے کا کہا تھا۔۔ وریشہ زرا رک کر ارحم صاحب کو دیکھ کر انہیں رو قاش کا پیغام بتانے لگی۔۔۔

"بابا کو میرا پیغام دینا کہ مجھ سے ملنے کے لیے میرے گھر ضرور آیئے گا، قاشی اپکا انتظار کرے گی۔۔"

ارحم صاحب کے ہاتھ چومتے ہوئے وریشہ نے اپنی پھوپو کی باتوں کو یاد کرتے ہوئے اپنے باپ کو انکی بہن کا پیغام سنادیا تھا۔ جسے سننے کے بعد رائن صاحب سانس روک گئے۔۔۔

کیا سچ میں انکی قاشی نے انہیں ملنے کے لیے بلایا تھا۔۔؟ یہ پیغام انکے لئے ناقابل یقین تھا۔۔ یہاں پر رہتے ہوئے وہ ان سے بات بھی نہیں کرتی تھی، تو اب کیسے اسے اپنے بھائی پر رحم آگیا تھا۔۔۔

ارحم صاحب کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔ وریشہ اپنے باپ کے آنسو دیکھتے ہوئے تڑپ کر اپنے ہاتھوں سے انکے آنسو صاف کرتے ہوئے گھورتے ہوئے اس کام سے باز کرنے لگی۔

اپنی بیٹی کی معصوم گھوریوں پر ارحم صاحب ساختہ روتے ہوئے مسکرادیے۔۔۔ اور آگے بڑھ کر اسکے ماتھے کو چوما۔۔۔

ہم کل تمہاری پھوپو سے ملنے چلیں گئے۔۔! ٹھیک ہے۔۔؟ ارحم صاحب دل میں فیصلہ کرتے ہوئے بولے تو وریشہ خوشی سے جھومتے ہوئے کھلکھلا پڑی۔۔اسے خوشی سے بے قابو ہوتے دیکھ کر ارحم صاحب بھی ہنس دیے۔۔۔

اپنے بابا کو ہنستے دیکھ کر وریشہ خوشی خوشی انہیں روقاش کے گھر والوں کے بارے میں مزید بتانا شروع ہوئی۔۔جسے وہ اشتیاق سے سنے لگے تھے۔۔۔۔

شام کے وقت شرجینا شاہ اپنے بیڈ پر بیٹھی کتاب کھولے پڑھ رہی تھی۔اپنی چاچی کے ساتھ گھوم پھر کر وہ واپس آئی تو اسکی طبعیت قدرے بہتر تھی۔ اسکی طبعیت ٹھیک دیکھتے ہوئے اسکے بھائی ڈیرے پر چلے گئے تھے۔

شرجینا کو میڈیسن کھلا کر روقاش نے اسے ایک گھنٹے کے لیے سلا بھی دیا تھا۔تاکہ وہ مزید بہتر محسوس کر سکے۔

اوراب تھوڑی دیر پہلے روقاش نے کمرے میں آکر دوبارہ اسے جگایا تھا۔اسے کچھ ہلکا پھلکا کھلانے کے بعد روقاش نے اس سے پڑھنے کا پوچھا تو وہ خوشی خوشی راضی ہوگئی۔جس پر روقاش فٹافٹ اسکا کالج بیگ اٹھا لائی۔۔

آدھے گھنٹے تک روقاش نے اسے ٹاپک سمجھانے کے ساتھ ساتھ اسے یاد کرنے کا طریقہ بھی سمجھایا تو شرجینا حیرت واستعجاب سے اپنی چاچی کو دیکھ گئی۔

روقاش کے اتنے اچھے طریقے سے ایکسپلین کرنے کی وجہ سے شرجینا شاہ کو آدھے سے زیادہ ٹاپک تو سمجھتے ہوئے کی یاد ہو چکا تھا۔اور جو کسر رہی گئی۔ وہ روقاش کے بعد میں بتائے ہوئے طریقے نے پوری کر دی تھی۔۔

اپنے بیڈ پر بیٹھی وہ پوری توجہ کے ساتھ سبق یاد کر رہی تھی۔روقاش نے اس سے پہلے والا سن کر اب دوسرا سبق بھی دیا ہوا تھا۔

شرجینا شاہ نے بنا کسی احتجاج کے اسے بھی یاد کرنا شروع کیا۔ جس پر روقاش کو بہت خوشی ہوئی تھی۔ ورنہ اسے لگ رہا تھا کہ جیسے وہ پڑھائی کے دوران میں عالم شاہ کو تنگ کرتی ہے، کہیں ویسے اسے بھی نہ ستانے لگی جائے۔۔ بر خلاف امید وہ اچھے بچوں کی طرح پڑھ رہی تھی۔۔۔

شرجینا شاہ کو سبق دینے کے بعد روقاش خود کچن میں چلی گئی۔۔ جہاں وہ اپنے ساتھ مالا شاہ کو بزی کیے ہوئے تھی۔ ورنہ ایک مالا شاہ تھی جسے کہانیاں اور ڈیزائننگ کرنے سے ہی فرصت نہیں ملتی تھی۔

روقاش ہر روز اب مالا شاہ کو اسکے کمرے سے نکال کر اسکا حلیہ درست کروانے کے بعد اپنے ساتھ کام پر لگا لیتی تھی۔ جس پر مالا شاہ بھی دلچسپی سے اپنی چاچی کے ساتھ ساتھ مدد کروانے کی پوری پوری کوشش کرتی تھی۔ حویلی کے ماحول کو آہستہ آہستہ ٹریک پر لانے کے لیے روقاش مکمل جہد وجہد کر رہی تھی۔۔

شر جینا شاہ جو پورے انہماک کے ساتھ سبق یاد کرتے ہوئے ہل رہی تھی۔ کہ اسکے کمرے کے دروازے میں کھڑا حابیل شاہ اسے پہلی بار کتاب میں اتنا گم دیکھ کر مسکرا دیا۔۔۔ جبکہ دل ہی دل میں تعجب بھی اٹھ رہا تھا۔ کہ آخر یہ معجزہ کیسے ہوا ہے۔۔۔ وہ ابھی تھوڑی دیر ہی آفس سے واپس آیا تو آتے ہی شر جینا شاہ کو دیکھنے چلا آیا۔

لاڈو۔۔۔؟ حابیل شاہ نے وہیں کھڑے کھڑے شر جینا شاہ کو لاڈ بھری پکار لگائی تو وہ چونک کر سر اٹھاتے ہوئے دیکھ گئی۔۔

بھیا۔۔! حابیل شاہ کو دیکھتے ہی اسکا چہرہ خوشی کھل اٹھا۔۔۔ اسکے متوجہ ہونے پر حابیل شاہ مسکراتے ہوئے جوس کا گلاس اٹھائے اندر داخل ہوا۔۔۔

کیا کر رہے بھیا کا پیارا بچہ۔۔۔؟ جوس کا گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھنے کے بعد حابیل شاہ نے پیار سے اسکے بال بگاڑے۔۔۔

کچھ نہیں بھیا، چاچی نے سبق دیا ہے بس وہ ہی یاد کر رہی تھی۔۔۔! حابیل شاہ کے بال بگاڑنے پر وہ ہنستے ہوئے جواب میں بولی۔۔۔

ارے واہ۔۔! بھیا کا بچہ پڑھاکو کیسے بن گیا۔۔۔؟ حابیل شاہ نے مصنوعی حیرانی سے کہتے ہوئے اسکا بخار چیک کرنا چاہا۔۔۔

شر جینا شاہ کی گال کو چھوتے ہوئے حابیل شاہ کو ابھی اسے ہلکا ہلکا بخار محسوس ہوا۔ پر اچھا تھا کہ روقاش نے اسے مصروف رکھا ہوا تھا۔ ورنہ ہاشم شاہ نے واپسی پر انکو ڈاکٹر کی کہی ہوئی جو باتیں بتائیں تھیں۔ انکو سن کر حابیل شاہ اور ارمان شاہ ٹینشن میں آچکے تھے۔

وہ صبح سے ہاشم شاہ سے ناراض ناراض پھر رہے تھے۔ کہ اس نے بے وجہ عالم شاہ کو اتنا ہرٹ کر دیا ہے۔۔

انکی اس ناراضگی کو دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ کو مجبوراً انہیں تفصیل سے آگاہ کرنا پڑا۔۔ پر تفصیل بتانے کے ساتھ ساتھ ہاشم شاہ نے انکو تاکید بھی کی تھی۔۔ کہ عالم شاہ کو اس سب کی خبر نہیں ہونے دیں گئے۔ ہاشم شاہ سے ساری باتیں جاننے کے بعد انہیں اب احساس ہو رہا تھا کہ عالم شاہ کو لائن پر لانے کے ہاشم شاہ بالکل ٹھیک ہی کر رہا ہے۔۔

بھیا کی جان طبیعت کیسی ہے اب۔۔۔؟ کہیں پین تو نہیں۔۔؟ حابیل شاہ نے شر جینا کے بخار کے باعث ہلکے ہلکے سرخ چہرے کو پریشانی سے دیکھا۔۔ اور ساتھ ہی اسکے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں پر لب رکھ دیے۔۔ وہ انکا معصوم سا بچہ تھی۔ جو نا سمجھ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو پہچان نہیں پاتی تھی۔ وہ اس سے لوگ بے خبر رہے تھے۔ لیکن ہاشم شاہ اپنی لاڈو سے کبھی بھی بے خبر نہیں تھا۔

بھیا میں اب ٹھیک ہوں، پر عالی کہاں ہیں؟ وہ آفس سے ابھی واپس نہیں آئے کیا۔۔؟ شر جینا نے اسے جواب دینے کے بعد دروازے کی جانب دیکھا جیسے ابھی اسکے پکارنے پر عالم شاہ وہاں سے اندر داخل ہو جائے گا۔۔

عالی کو ایک ضروری میٹنگ کے لئے چاچو نے آج ہی دوسرے سٹی بھیجا ہے، تو وہ کچھ دنوں تک آجائے گا۔

تم عالی کو چھوڑو اور یہ دیکھو میں اپنی لاڈو کے لئے کیا لے کر لایا ہوں۔۔۔" شر جینا کو جواب دیتے ہوئے

حابیل شاہ اپنے کوٹ کی پاکٹس سے کچھ نکالنے لگا۔۔تو وہ متجسس ہوتی دیکھے گئی۔۔

میرے بچے کی فیورٹ چاکلیٹس۔۔! حابیل شاہ نے کوٹ سے چاکلیٹس نکال کر دونوں ہاتھوں میں بھرتے ہوئے اسکے سامنے کیں تو وہ خوشی سے بے یقین ہوتے اسکی طرف دیکھ گئی۔۔۔

بھیا اتنی زیادہ۔۔! شر جینا نے کھلتے چہرے کے ساتھ جلدی سے چاکلیٹس پکڑی تو وہ اسکی بے صبری پر ہنس پڑا۔۔

عالی یہاں پر نہیں ہے، تو اب جتنی مرضی تم کھاؤ بھیا کی جان۔۔! پیار سے اسکے گال کھینچتے ہوئے حابیل شاہ نے کہا تو شر جینا نے کھکھلاتے ہوئے اچانک اپنا بلینکٹ اٹھا کر آنکھیں مٹکا کر اسے نیچے دیکھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

یہ سب کہاں سے آگئیں۔۔۔؟ اسکے بلینکٹ کے اندر پہلے سے اتنی زیادہ چھپی ہوئی چاکلیٹس دیکھ کر حابیل شاہ نے حیرانی سے آنکھیں پھیلا کر جاننا چاہا۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔آپ سے پہلے یہاں سے مان بھیا چکر لگا کر گئے ہیں۔ وہ بھی آج میرے لئے اتنی چاکلیٹس لے کر آئے تھے۔۔۔" شر جینا نے اتراتے ہوئے اپنی چاکلیٹس کا بھرم دیکھانا چاہا تو وہ اسکے انداز پر ہنستے ہوئے مڑتے ہوئے دروازے کی جانب دیکھنے لگا جہاں سے بیلا داخل ہوئی تھی۔۔

بیلا شاہ کو اندر آتے دیکھ کر شرجینا اور حابیل شاہ مڑتے ہوئے اسے دیکھ گئے۔۔۔

لاڈو طبعیت کیسی ہے اب۔۔۔! بیلا نے بیڈ کے پاس آتے فکر مندی سے پوچھتے ہوئے بیٹھنا چاہا تو حابیل شاہ نے زرا سا پیچھے کھسکتے ہوئے اسے اپنے آگے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔ بیلا اسکے اشارے پر شرجینا کو دیکھتی حابیل شاہ کے آگے بیٹھ گئی۔۔

وہ بھی رو قاش سے اسکی کا طبعیت جان کر سیدھا یہیں پر آگئی تھی۔ جبکہ حابیل جو پہلے سے یہاں موجود تھا۔ وہ اپنی بیوی کو اندر آتے دیکھ کر دھڑکتے دل کے ساتھ مسلسل اسکو تکتے چلا گیا۔ نیلے لباس میں اتنی سادگی میں بھی وہ سیدھا اسکے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔

اسکے برعکس بیلا نے اسکی یہاں پر موجودگی سے یہ ہی اخذ کیا تھا۔ کہ شاید وہ بھی اپنی لاڈو کا حال پوچھنے آیا ہے۔۔۔

میں ٹھیک ہوں بھابھی، آپ ابھی واپس آئیں ہیں کیا۔۔۔؟ شرجینا نے اسے مسکرا کر جواب دینے کے ساتھ سوال کیا۔ کیونکہ وہ ابھی تک چادر لیے ہوئے تھی۔۔

بیلا کو اپنے آگے بٹھا کر حابیل شاہ نے اسکی کمر میں بازو لپیٹ کر اسکے کندھے پر چہرہ ٹکاتے ہوئے وہ شرجینا کی طرف دیکھنے لگا تو بدلے میں بیلا نے چہرہ ترچھا کرتے ہوئے شرجینا کی موجودگی اتنی نزدیکی بنانے پر اپنے شوہر کو گھورا۔۔ پر اسکی گھوری کا اثر لیے بنا حابیل شاہ نے آنکھ ونک کرتے ہوئے اسکا چہرہ دوبارہ شرجینا کی

طرف موڑ دیا تھا۔۔ شرجینا ان دونوں کی حرکتیں دیکھ کر کھلکھلا پڑی، تو بیلا نے بھی مسکراتے ہوئے سر جھٹکا۔۔۔

وہ جتنا مرضی گھور لیتی، پر کرنی تو اسکے کھسکے شوہر کو اپنی من مانی ہی تھی۔اسی لئے وہ سر جھٹک کر شرجینا کی جانب دوبارہ متوجہ ہو گئی۔ جس کی طبیعت جاننے کے لیے وہ یہاں پر آئی تھی۔۔

ہاں میری جان میں ابھی واپس آئی ہوں، پر تم مجھے ابھی بھی ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔! شرجینا کے چہرے کو ہلکا ہلکا سا ابھی بھی سرخ دیکھ کر بیلا اسکے ماتھے کو چھو متفکر ہوتے بولی۔۔۔

حابیل دیکھیں نہ شاید لاڈو کو ابھی بھی بخار ہے۔۔۔! بیلا نے پریشان ہوتے حابیل شاہ سے کہا۔۔۔

ڈونٹ وری بیلا۔۔۔! لاڈو کا بخار پہلے سے اب کم ہے۔رات کو پھر میڈیسن کھائے گی تو مزید بہتر ہو جائے گی۔۔۔! حابیل شاہ نے اسے پریشان ہوتے دیکھ کر بے فکر کرنا چاہا۔تو وہ کچھ مطمئن ہوتی سر ہلا گئی۔۔

آپ نے ابھی تک لاڈو کو جوس نہیں پلایا کیا۔۔۔! ساسوماں کو پتہ چل گیا نا تو آپکی خیر نہیں ہونی۔۔۔! سائیڈ ٹیبل پر ابھی تک جوس کا گلاس پڑا دیکھ کر بیلا نفی میں سر ہلاتے بول گئی۔۔۔ یہاں آنے سے پہلے روقاش نے اسے ہدایت کی تھی۔ کہ اگر لاڈو نے جوس ختم نہ کیا ہو تو بیلا اسے زبردستی پلانے کی کوشش کرے۔ پر یہاں تو گلاس ابھی ویسے کا ویسے ہی پڑا ہوا تھا۔۔۔

میں تمہاری ساسوماں سے ڈرتا نہیں ہوں۔ جو تم مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔! اپنی بیوی کے ڈرانے پر وہ ناک چڑھائے جواب میں بولا۔۔ حابیل شاہ کے کمرے میں آنے سے پہلے روقاش نے اسے

شر جینا کے لئے جوس دیا تھا۔۔ جو وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر باتوں میں مصروف ہو کر شر جینا کو پلانا بھول چکا تھا۔اسی لئے اسکی بیوی اب اسے روقاش کا ڈراوادے رہی تھی۔۔

شر جینا جوس پینے کے ساتھ ساتھ مسکراتے ہوئے اپنے بھائی، بھابھی کی نوک جھوک انجوائے کرنے لگی۔جو ایک دوسرے کو چھیڑنے کی کوشش میں تھے۔

وہ تو ہم سب ہی جانتے ہیں، کہ آپ ان سے ڈرتے ہیں یا نہیں۔۔! بیلا نے ہنسی دباتے ہوئے اسے کہنا چاہا۔۔ جبکہ حابیل شاہ نے اسے گھوری سے نوازتے ہوئے چادر کے نیچے سے اسکی نازک کمر کو مٹھی میں بھرا تو بیلا نے آنکھیں دیکھاتے ہوئے اسے باز کرنے کی کوشش کی۔۔۔

لاڈو یہ اتنی چاکلیٹس کہاں سے آئیں۔۔۔؟ بیلا کی اچانک نظر سائیڈ پر پڑے چاکلیٹس کے ڈھیر پر پڑی تو وہ حیرت سے پوچھ گئی۔کیونکہ شر جینا کا بلینکٹ ابھی تک ہٹا ہوا تھا۔۔۔۔

یہ مان بھیا اور حابیل بھیا میرے لئے لے کر آئے ہیں بھابھی۔۔، یہ سب میری فیورٹ چاکلیٹس ہیں۔آپ کھائیں گئیں کیا بھابھی۔۔؟ شر جینا نے چاکلیٹس کی طرف دیکھ کر جواب دینے کے ساتھ چاکلیٹ اٹھا کر اسے کھانے کے لئے پوچھا۔۔ جبکہ حابیل شاہ کسی ضروری کال کی وجہ سے ابھی اٹھ کر باہر گیا تھا۔۔۔

لاؤ میں بھی زرا ٹیسٹ کر کے دیکھوں کہ تمہاری فیورٹ چاکلیٹ کیسی ہے..؟ شر جینا کے فیورٹ کہنے پر بیلا نے چاکلیٹ تھام کر اسکار یپر کھول کر بائٹ لی۔تو چاکلیٹ کا ذائقہ منہ میں گھلتے ہی اس نے جلدی سے

دوسری بائٹ بھی لے لی۔۔ شرجینا جو اسکا جواب جاننے کے لیے منتظر نظر آرہی تھی۔ کہ بیلا کے ایکسپریشن دیکھ کر وہ مزید متجسس ہو گئی۔۔ کیونکہ وہ تیزی سے کھانا شروع ہو گئی تھی۔

یار لاڈو یہ تو سچ میں بہت کمال کی ہے۔۔۔! بیلا نے تیزی سے ہاتھ میں پکڑی نٹس والی چاکلیٹ کھاتے ہوئے دل سے تعریف کی تو شرجینا اپنی بھابھی کو اتنی سپیڈ سے کھاتے دیکھ کر ہنس پڑی۔۔۔

بھابھی یہ بھی بہت مزے کی ہے۔۔! ایک دوسری کوکونٹ چاکلیٹ اٹھا کر شرجینا نے اسکی طرف بڑھائی تو بیلا نے اسے بھی تھام کر کھولتے ہوئے ٹیسٹ کیا۔۔۔

یہ والی چاکلیٹ پہلے والی سے بھی زیادہ مزے دار تھی۔ کہ بے اختیار بیلا نے کھاتے ہوئے تھمز آپ کرتے آگے بڑھ کر شرجینا شاہ کا گال چوم لیا۔۔ مطلب وہ اتنی مزے دار چاکلیٹ کھاتے ہوئے بولنا بھی نہیں چاہ رہی تھی۔۔۔

وہ اکیڈمی سے تھکی ہاری واپس آئی تھی۔۔ لیکن اتنی مزے دار چاکلیٹس ملنے پر وہ اب اندر تک راضی ہوتی چلی گئی۔ بیلا کے گال چومنے پر شرجینا ہنستے ہوئے اپنی بھابھی کی طرف دیکھے گئی۔۔ جو باری باری دونوں چاکلیٹس کو بائٹ کرتے اتنی دلجمعی سے کھا رہی تھی۔

میں فریش ہونے جا رہی ہوں، تم یہ جوس ختم کر لینا ورنہ چاچی نے ہم دونوں کی کلاس لگا دینی ہے۔۔! دوبارہ شرجینا شاہ کا گال چوم کر اسے ہدایت دیتے ہوئے وہ کمرے سے تیزی سے نکلی تو شرجینا مسکرا کر جوس پینے کے ساتھ ساتھ ایک بار پھر کتاب کی جانب متوجہ ہو گئی۔

کمرے میں ہر چیز ٹوٹی بکھری حالت میں پڑی تھی۔ جبکہ کانچ کے کچھ ٹکرے عالم شاہ کے ہاتھ میں بھی پیوست تھے۔ لیکن وہ بے خبر بنا بس کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے زمین پر دیکھے جا رہا تھا۔

ہاشم شاہ سے جھڑپ ہونے کے بعد وہ اسی وقت آفس سے نکلتا چلا آیا تھا۔ وہ اس وقت اپنے شہر والے فارم ہاؤس میں آیا ہوا تھا۔ جہاں اپنے کمرے کی ہر چیز توڑنے کے بعد بھی اسکی تکلیف کم نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ ہاشم شاہ کے الفاظ نے اسے اندر تک زخمی کر دیا تھا۔۔۔

شرٹ کے آدھے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ جبکہ کوٹ نیچے فرش پر گرا ہوا تھا۔ سینے میں جلتی ہوئی آگ نے مزید تنگ کیا تو وہ کھینچتے ہوئے شرٹ اپنے وجود سے اتار کر کوٹ پر پھینک گیا۔۔۔ سبز آنکھوں سے بے اختیار ایک آنسو ٹوٹ کر تیزی سے ڈارھی میں جذب ہو گیا۔۔

جس وجود کو اس نے بچپن میں اپنے ہاتھوں سے سنبھالتے ہوئے جوانی تک پہنچایا ہوا تھا۔ آج اسی وجود پر اسکا کوئی حق نہیں رہا تھا۔ ہاشم شاہ کے بے رحم الفاظ یاد آتے ہی وہ استہزائیہ انداز میں سر جھٹک کر زخمی انداز میں مسکرانے لگا۔

شر جینا شاہ اسکے اندر خون بن کر گردش کرتی تھی۔ وہ مان چکا تھا کہ اسے کسی بھی صورت اپنی عالم جاں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ پر وہ کیا کرتا، اس وقت اسکا خود پر بس نہیں چلا تھا۔

بیڈ پر پیچھے گرتے ہوئے عالم شاہ نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے آنکھیں بند کیں تو بند آنکھوں کے سامنے شرجینا کا آنسوؤں سے بھیگا ہوا چہرہ نظر آیا۔

عالم شاہ نے تیزی سے آنکھیں کھولتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ دیا۔۔بے ساختہ دماغ اسے کل رات کا منظر یاد دلانے لگا۔جب وہ روتے ہوئے اسکے کمرے میں اسے منانے کے لیے آئی تھیم پر وہ سنگ دل بنتا اسے نظر انداز کر کے روتا ہوا چھوڑ کر نیچے ڈرائنگ روم میں چلا گیا تھا۔۔۔اور پھر بعد میں کھانے کی ٹیبل پر بھی وہ اسے لا تعلق بنا رہا۔ کھانا کھانے کے بعد تو وہ اسکی طرف دیکھے بنا ہی اسے وہیں سسکتے ہوئے چھوڑ کر کمرے میں جا کر بند ہو گیا تھا۔۔۔

دماغ میں آج ہاشم شاہ کے کہے ہوئے الفاظ گونجے تو وہ گرنے والے انداز میں پیچھے بیڈ پر ڈھے سا گیا۔۔

"تمہارا اس پر صرف اتنا ہی حق ہے، جتنا ایک منکوح کا ہو سکتا ہے۔۔۔! پر اگر تم نے اپنی حد سے تجاوز کرنے کی کوشش کی تو آئی سوئیر عالم شاہ۔۔۔!! میں تمہارا یہ نام نہاد رشتے کا بھرم ایک سکینڈ میں ختم کر دوں گا۔۔۔"

ہاشم شاہ کے الفاظ سے اندازہ لگانے کی کوشش میں وہ تکلیف سے دوچار ہوتے پھر تانے بانے بننے لگا۔ مطلب اسکے کمرے میں بند ہونے جانے والی حرکت کو ہاشم شاہ نے حد سے تجاوز کرنے کا نام دیا تھا۔ اور پھر ذکر بھی تو کیا تھا۔ کہ وہ اسکے کمرے میں جانے کے بعد تڑپتی رہی تھی۔۔

تو کیا اسکے کمرے میں بند ہونے کے بعد جیا کی طبیعت۔۔۔؟

دماغ میں اٹھتے سوال نے عالم شاہ کی روح کو ایک دم سے جھنجھوڑا تو وہ تیزی سے تڑپتے ہوئے پسینے میں شرابور ہوتا چلا گیا۔۔

اسکے سینے میں دھڑکتے ہوئے دل نے کسی خدشے کے تحت ایک دم حد سے زیادہ دھڑکتے ہوئے عالم شاہ کی روح کو جھنجھوڑا تو وہ جلدی سے بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے کوٹ کی جانب بڑھا۔۔۔

کوٹ کی جیب میں رکھا موبائل نکال کر اس نے ڈائریکٹ شرجینا شاہ کو کال ملائی تو بیل ہونے لگی۔ پر کئی سیکنڈز گزرنے کے بعد بھی جب دوسری جانب سے کال ریسیو نہ ہوئی تو عالم شاہ نے بے چینی کی حدوں کو چھوتے ہوئے اس بار ہاشم شاہ کے نمبر پر فون ملایا۔

لیکن شاید عالم شاہ کی قسمت بھی اس وقت اس سے روٹھی ہوئی تھی۔۔ کوئی بھی اسکا فون نہیں ریسیو کر رہا تھا۔ بے اختیار وہ موبائل دیوار پر مارتے ہوئے حلق کے بل چلا اٹھا۔۔۔ اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی، کہ وہ کیا کرے۔۔۔

پورے کمرے میں اسکی تکلیف زدہ گرج و پکار گونجنے لگی تھی۔ لیکن اسے کسی صورت بھی چین و قرار نہ ملا تو وہ کمرے میں بچی کچی چیزوں کو تباہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔۔

\-----------

حابیل شاہ اپنے کمرے کے ٹیرس پر کھڑا کال پر کسی کو ضروری ہدایات دے رہا تھا۔ کیونکہ انکے شہر والے فارم ہاؤس سے ملازم نے کال کی ہوئی تھی۔

عالم شاہ اس وقت وہیں پر موجود تھا۔ عالم شاہ کو ہر چیز کی تباہی کرتے دیکھ کر ملازم نے بوکھلاتے ہوئے ہاشم شاہ کو انفارم کرنے کے لیے فون کیا۔ پر ہاشم شاہ نے فون نہیں اٹھایا۔ تو ملازم نے حابیل شاہ کو کال کرتے ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا۔۔

عالم شاہ کی تکلیف کا جان کر حابیل نے ضبط سے لب بھینچتے ہوئے آنکھیں بند کیں ہوئیں تھیں۔۔۔

وہ اس وقت کچھ بھی کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ اور شاید ابھی اسکا کچھ کرنا بنتا بھی نہیں تھا۔ کیونکہ عالم شاہ نے جس چیز کو سوچ سوچ کر شرجینا شاہ کی زندگی پر اتنا دباؤ ڈالا ہوا تھا۔ اس دباؤ کا اب حل نکلنا بہت ضروری تھا۔ ورنہ ساری زندگی وہ اسی دباؤ میں خود کو اور شرجینا شاہ کو بے سکون کیے رکھتا۔۔۔

شاید سچ میں کسی کی بھی محبت کامل نہیں ہوتی۔۔ ہر محبت اپنے ساتھ کچھ خامیاں ضرور رکھتی ہے۔ اور شاید یہ کی ہر دنیاوی محبت کی حقیقت ہوتی ہے۔۔

حابیل شاہ نے ملازم کو عالم شاہ کا خیال رکھنے کی تلقین کرتے ہوئے فون بند کر دیا تھا۔۔ وہ گہری سوچوں میں ڈوب چکا تھا۔ دل تھا کہ اسے بار بار اکسا رہا تھا۔ کہ وہ جا کر اپنے بھائی کی تکلیف کم کر دے۔ لیکن اس صورت میں اسے ہاشم شاہ کی طرف سے تکلیف مل سکتی تھی۔۔ اس لئے بے بسی سے صرف سرد سانس خارج کر گیا۔

حابیل ٹیرس سے نیچے حویلی کے لان کا منظر دیکھ رہا تھا۔ کہ اچانک کمرے میں داخل ہوتی بیلا کی گنگناتی ہوئی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔۔۔ اسکی آواز سنتے ہی حابیل شاہ کے ہونٹوں کے کنارے مسکراہٹ میں پھیلنے لگے تو وہ کوٹ اتار کر کمرے کی جانب مڑا۔۔

ٹیرس کا دروازہ بند کر کے وہ کمرے میں داخل ہوا تو اسکی حسین و جمیل بیوی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کرتے ہوئے مزے سے چاکلیٹ کھا رہی تھی۔ جبکہ ٹانگیں بیڈ سے نیچے لٹک رہیں تھیں۔۔

بیلا کو یوں مزے سے پوری دلجمعی سے چاکلیٹ کھاتے دیکھ کر وہ تعجب سے مسکراتے ہوئے اسکی طرف بڑھا۔۔ دماغ میں اسکی صبح والی جسارت بھی یاد آئی تھی۔ جس کا حساب اسے واپسی پر بے باک کرنا تھا۔ پر اکیڈمی سے نکلتے ہی وہ تھکن سے چور ہوتے اسکے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھ گئی تھی۔ اور پھر پورا رستہ وہ اسے ایک بازو کے حصار میں لیے دوسرے ہاتھ سے ڈرائیونگ کرتے ہوئے آیا تھا۔ پر اب میڈم پہلے سے کچھ فریش نظر آ رہیں تھیں۔۔۔

حابیل شاہ صوفے کی جانب کوٹ اچھال کر اسکے قریب کھڑے ہوتے اوپر جھکا تو بیلا نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔ اسکے آنکھیں کھولنے پر وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے مزید قریب ہو گیا۔۔ جس پر بیلا نے آنکھیں چندھیا کر اسے گھورنا چاہا۔ کیونکہ اس نے اربیلا شاہ کے چاکلیٹ کے تسلسل میں خلل ڈال دیا تھا۔۔

جانِ حابیل اتنے مزے سے چاکلیٹ کیوں کھا رہی ہو۔۔۔! حابیل شاہ نے جھکتے ہوئے اسکے ہونٹوں کے کناروں پر لگی ہوئی چاکلیٹ اپنے لبوں سے چنی، تو وہ آنکھیں پھیلا کر چلتے منہ کو بریک لگاتے ہوئے پیچھے ہونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

جبکہ حابیل شاہ اسے اپنے منہ کو لاک کرتے دیکھ کر

چیلنج بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکرا اٹھا۔۔۔ جس پر بیلا نے پہلے سے بھی زیادہ سختی سے ہونٹوں کو ایک دوسرے میں پیوست کرتے آنکھیں مٹکائیں۔ مطلب وہ اسے کوئی بھی بے باک حرکت نہیں کرنے دینے والی تھی۔۔

تمہیں لگتا ہے کہ تم یوں ہونٹوں کو لاک کر مجھے یہ میٹھی سی چاکلیٹ کھانے سے روک سکتی ہو۔۔۔؟ حابیل شاہ نے اسکی کمر میں بازوں لپیٹ کر اسے اٹھاتے ہوئے بیڈ کے بیچوں و بیچ لٹاتے ہوئے اسکی ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے لک کیا تو بیلا جو اسے آنکھیں مٹکا کر اسے چڑانے کا سوچ رہی تھی کہ حابیل شاہ کی اس حرکت پر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں تیزی سے سنسناہٹ پیدا ہوئی تھی۔ وہ اب تک صرف اس لئے نہیں بول رہی تھی۔ تاکہ حابیل شاہ کو اسکے ہونٹوں سے لپٹنے کا موقع نہ ملے۔۔۔۔

بیلا کے چہرے میں سرخیاں گھلتے دیکھ کر حابیل شاہ گہرا مسکرا دیا۔ صرف اتنی سی جسارت پر وہ بلش کرتے ہوئے لال ہو چکی تھی۔۔۔ اور میڈم اس سے الٹے بنگلے لینے کی کوشش کر رہی تھی۔

میری نازک سی جان تم مجھے یہ چیلنج دے کر بری طرح پچھتانے والی ہو۔۔! حابیل شاہ نے اسکے ہاتھ سے چاکلیٹ پکڑ کر بائٹ لیتے ہوئے ایک ہاتھ میں اسکی دونوں کلائیوں کو جکڑ کر اوپر پن کا تو بیلا نے گھٹی گھٹی آوازیں نکالتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے اسے باز کرنا چاہا۔۔پر حابیل شاہ اسے مخمور نظروں سے دیکھتے ہوئے آنکھ ونک کرتے اسکے ہونٹوں پر جھک چکا تھا۔

اسکے عنابی ہونٹوں نے بیلا شاہ کے نرم وگلابی لبوں کو چھوا تو وہ جھٹکا کھاتے وہ مچلنے والے انداز میں آنکھیں بند کر گئی۔ جبکہ ہونٹوں کو ابھی بھی لاک کیے ہوئے تھی۔یعنی اسکا کوئی ارادہ نہیں تھا اپنے شوہر کے چیلنج کو آسان بنانے کا۔۔

بیلا کو خود سے ضد لگاتے دیکھ کر حابیل شاہ اندر سے مسکرایا تو اگلے ہی پل اس نے بیلا کے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے اسکی شرٹ کو کندھے سے کھسکا کر وہاں ہاتھ پھیرا۔۔ جس پر بیلا کے پورے وجود میں ایک دم سے سپارک پیدا ہوا تو اسکی آنکھوں میں خماری اترتی چلی گئی۔

حابیل شاہ نے آنکھیں واہ کرتے ہوئے اپنی بیوی کی آنکھوں کو بہکتے محسوس کیا تو بیلا کی ذپ کھولتے ہوئے اسکی پوری شرٹ نیچے کھسکا کر وہ اس پر اپنا بوجھ منتقل کر گیا۔ جس پر بیلا نے شرم میں دوبتے ہوئے آنکھوں کو پھیلا کر اسکی طرف دیکھا۔۔حابیل شاہ کے وجود سے نکلتی ہیٹ کو محسوس کرتے اسکا چہرہ خون چھلکانے لگا تھا۔لیکن حابیل شاہ اب دیوانوں کی طرح اسکے ہونٹوں کو کھولنے کے لیے اسکے نچلے لب کو ہونٹوں میں دبا کر سک کرنا شروع ہو چکا تھا۔۔

بیلا کے دونوں کندھوں سے شرٹ پوری طرح کھسکا کر حابیل شاہ نے بے باکی سے اسکی دھڑکنوں پر ہاتھ پھیرا تو بیلا نے مچلتے ہوئے اسی پل سانس لینے کے لیے لبوں کو واہ کیا جس کو محسوس کرتے حابیل شاہ اپنی فتح پر سرشاری سے دل میں مسکراتے ہوئے پوری شدت کے ساتھ اسکے لبوں کو مزید کھولتے ہوئے تھوڑی دیر پہلے والی چاکلیٹ کی بائٹ اسکے منہ میں ٹرانسفر کی تو بیلا کو اپنے منہ میں چاکلیٹ کا ذائقہ گھلتے ہوئے دیکھ کر حیرت سے آنکھیں بڑی کر گئی۔ جس پر وہ لرزتے ہوئے مزاحمت کرنے والے انداز میں اسکے کندھوں پر مکے مارنا شروع ہو گئی تھی۔ اپنے کہے کے مطابق وہ خود چاکلیٹ کھانے کے ساتھ ساتھ اسے بھی کھلا رہا تھا۔۔

حابیل شاہ نے اسکی زبان کو ہونٹوں میں دبا کر سک کرتے ہوئے اسکی ڈھرکنوں کو پردے کے اوپر سے ہاتھ میں مسلتے ہوئے اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا کی۔۔ تو بیلا کا پورا وجود کانپتے ہوئے رہائی کا طلبگار نظر آنے لگا تھا۔ کیونکہ وہ کافی بے باکی سے بیلا کے ہونٹوں سے لپٹتے ہوئے اب اسکی سانسوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔۔

بیلا نے وائلٹ آنکھیں واہ کرتے ہوئے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر آنکھوں میں التجا لیتے ہوئے اسکی طرف دیکھا تو حابیل شاہ اسکے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دباتے ہوئے نفی میں سر کر اسکے ہونٹوں پر اپنی مونچھیں رگڑتے ہوئے اسکے دل میں گدگدی پیدا کر گیا۔۔

کسی صورت بھی حابیل شاہ کو پیچھے ہٹنے نہ دیکھ کر بیلا نے غصے سے اسکی گردن میں ناخن گاڑ دیے۔ جس پر حابیل شاہ نے بدلے میں اسکے کندھے پر موجود سٹریپ کو نیچے کرتے ہوئے اسکے کندھے کی سکن کو مٹھی میں بھر لیا۔۔ جبکہ بیلا کو اب اپنا سانس رکتے ہوئے محسوس ہو رہا تھا۔

وہ پچھلے کئی منٹوں سے چیلنج جیتنے کے چکروں میں اسکے ہونٹوں سے جن کی طرح چمٹا ہوا تھا۔ بیلا نے اس بار بری طرح مزاحمت کرتے ہوئے اسے ہوش دلانہ چاہی تو حابیل شاہ ل آخری بار اسکی زبان پر ہلکے سے دانت گاڑنے کے بعد اسے آزادی بخشتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔۔

حابیل شاہ کے پیچھے ہٹتے ہی بیلا نے لمبی سانس کھینچتے ہوئے اپنی پھولی سانسوں کو بحال کرنے کی کوشش میں اسکو کندھوں سے تھام لیا تھا۔ جبکہ حابیل شاہ جس کی اپنی سانس بھی پھول چکی تھی وہ اپنی نازک بیوی کی حالت دیکھ کر بے اختیار مسکراتے ہوئے اسکی گردن پر لب رکھنے لگا۔۔

حابیل۔۔۔!!! اپنی گردن پر اب اسکے ہونٹوں کو پھسلتے دیکھ کر بیلا شاہ کو اپنے اندر بے چینی پیدا ہوتی محسوس ہوئی تو وہ تیز سانسوں میں اسے پکارنے لگی۔۔۔

جانِ حابیل۔۔۔! کب پاس آؤں گی۔۔؟ میرے جذبات اس وقت تمہاری روح کو محسوس کرنے کے لیے مجھے پاگل کر رہے ہیں۔۔۔! اسکی کانپتی پکار کو سنتے ہوئے حابیل شاہ اسکی کان کی لوح کو شدت سے سک کرتے ہوئے اسکی دھڑکنوں کو اپنے ہاتھ کی سخت گرفت میں لے کر اس نے اپنی خراب حالت کو بیان کیا تو وہ لرزتے ہوئے سسک گئی۔۔۔

پیچھے ہٹیں پلیز۔۔۔! بیلا نے مچلتے ہوئے اسے دور کرنا چاہا تھا۔ پر وہ ان سنی کرتا اسکی پوری گردن پر اپنے لمس کے پھول بکھرتے ہوئے کالر بونز کی طرف بڑھا تو بیلا نے اسے اپنے گلے کی گہرائیوں کی طرف بھرتے دیکھ کر بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑ لیا۔ بے ساختہ وہ خود کو کوس گئی جس نے چاکلیٹ کھاتے ہوئے اسے چیلینج دے کر اپنی جان پھنسالی تھی۔۔ بیلا کی کالر بونز کو سک کرنے کے بعد حابیل شاہ نے چہرہ اٹھا کر اسکی طرف دیکھا تو وہ گلابی ہوئی نظر آئی۔۔ اسکی بکھری حالت دیکھ کر وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

پیار دے۔۔! مجھے تو پیار دے۔۔! تجھے خود کے قریب لانے دیں۔۔۔! حابیل شاہ مخمور نظروں سے اسے سراپے کو دیکھتے ہوئے گھمبیر آواز میں کہنے لگا تو بیلا نے شرماتے ہوئے چہرے پر ہاتھ رکھ لیے۔۔۔ جس پر وہ دلفریب انداز میں مسکرا کر اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اسے پاگل کرنے لگا۔۔۔

ان لبوں کو تو بھی اپنے ہی لبوں پر جگہ دے۔۔! پیار دے۔۔۔! مجھے تو پیار دے۔۔! تجھے خود کے قریب لانے دے۔۔! بیلا کے کان کی لوح کو ہلکا سا دانتوں کی مدد سے کھینچتے ہوئے حابیل شاہ نے معنی خیزی سے پھر کہا تو وہ شرم و حیا سے لال پڑتے اسے خود سے ہٹاتے ہوئے تیزی سے اٹھ کر بھاگتے ہوئے جا کر باتھروم میں بند ہو گئی۔ پیچھے وہ دلکش انداز میں ہنستے ہوئے بیڈ پر لیٹ اسکا دوبٹہ چہرے پر پھیلاتے ہوئے تیز آواز میں گنگناتے ہوئے باتھروم میں بند بیلا کو چھیڑنے لگا۔۔۔

میں بہت تنگ پڑا ہوا ہوں یہاں پر۔۔۔!. زیام شاہ نے غصے سے رجسٹر اٹھا کر سائیڈ پر پھینک دیا۔۔۔ جبکہ اسکے بھڑکنے کا اثر لیے بنا ارمغان شاہ ایک نظر اس پر ڈال کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ یہ کام اسکے بھی بس کے باہر تھا، پر مجبوری تھی۔۔۔۔

کہاں جا رہے ہو اس وقت۔۔۔؟ زیام شاہ کو کھڑے ہوتے دیکھ کر غان نے جلدی سے جاننا چاہا۔۔۔۔

شہر جا رہا ہوں۔۔! زیام شاہ نے گاڑی کی چابیاں اور موبائل اٹھاتے ہوئے اسے جواب دیا۔۔۔

دماغ ٹھیک ہے یا پھر اس زمین کے کھاتے کے اندر کہیں رکھ کر بھول گئے ہو۔۔۔! زیام کے جواب پر وہ ایک دم بھڑکتے ہوئے بولا۔۔۔

اعظم شاہ کے حکم پر وہ ایک مہینے سے ڈیرے پر ارباز شاہ کے ساتھ آ رہے تھے۔ پر ارباز شاہ کو انکے آنے کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا تھا۔ پہلے کے کچھ دن تو ارباز شاہ نے اپنی نگرانی میں انکے ذمہ مختلف کام لگاتے ہوئے کروا لیے تھے۔۔ پر بعد میں اپنی مصروفیت کی وجہ سے وہ دھیان نہیں رکھ سکے۔ جس کا فائدہ زیام شاہ اور ارمغان دونوں نے ہی اٹھایا تھا۔ وہ روز باقاعدگی سے ڈیرے پر آتے تو تھے۔ پر صرف ٹائم پاس کرنے کے لیے۔۔

اور اگر ارباز شاہ انکو کوئی کام کرنے کا کہتے تو وہ ملازموں کے ذمے لگا کر خود پھرنے کے لئے نکل جاتے یا پھر ڈیرے پر بنے ہوئے کمروں میں جا کر سو جاتے۔

ارباز شاہ جن کو آج ہی انکی چالاکیوں لا پتہ چلا تھا۔ وہ کڑھتے ہوئے سزا کے طور پر انکو زمینوں کا کھاتہ پکڑا کر چلے گئے تھے۔ اور جاتے ہوئے یہ حکم دے کر گئے تھے۔ کہ دو گھنٹوں میں اس سال کی ساری فصل اور باغات سے آنے والی پیداوار کا سارا نفع و نقصان کا حساب کتاب کر کے انکے آگے پیش کریں۔

ارباز شاہ تو حکم صادر کر کے چلے گئے تھے۔۔ پیچھے وہ دونوں اس موٹے سے رجسٹر کو دیکھ کر چکراتے سر کو تھامنے لگے تھے۔

بسم اللہ پڑھ کر انہوں نے حساب کتاب کرنے کی کوشش کی تو اتنا لمبا کھاتہ دیکھ کر انکی کالی آنکھوں کے آگے تارے بھی گھوم گئے۔۔۔

اتنی زیادہ زمینیں رکھنے کا آج انہیں پہلی بار دکھ ہوا تھا۔ آخر کیا ضرورت تھی اتنا زیادہ زمین کی۔۔۔؟ وہ معصومیت و دکھ کے مارے سوچ رہے تھے۔

ایک گھنٹے تک وہ سر کھپاتے ہوئے حساب میں الجھنے کی کوشش کرتے رہے تھے۔ لیکن اب انکی چیخیں بلند ہو گئیں تھیں۔ کیونکہ وہ ایک جگہ سے حساب پورا کر کے آگے بڑھتے تھے تو واپسی پر انہیں پہلے کیے ہوئے حساب میں نقصان کی پیش گوئی ہونے لگتی تھی۔ تھک ہار کر اب زیام شاہ کی بس ہوئی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔

زیام بے وقوف مت بنو۔۔!

تم جانتے ہو اس وقت بڑی کو اگر پتہ چلا کہ تم شہر گئے ہو تو تمہارے ساتھ ساتھ مجھے بھی کچا چبا جائیں گئے، کہ میں نے تمہیں روکا کیوں نہیں۔۔۔! ارمغان شاہ نے اسے ہاشم شاہ کا کہتے روکنا چاہا۔۔۔رات کا وقت ہو چکا تھا۔اور اس وقت انہیں حویلی واپس جانا تھا۔پر وہ شہر کی سیر کو نکل رہا تھا۔۔۔

غان میرا دماغ صبح سے یہاں پر رہ رہ کر پک چکا ہے۔۔! اس لئے میں اب باہر کی تھوڑی ہوا کھانے جا رہا ہوں۔۔! اور میں کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں جو رات میں اکیلے باہر نہیں جا سکتا۔۔۔!

زیام شاہ زاری سے جواب میں گویا ہوتے آخر میں جتاتے ہوئے تیزی سے باہر نکل گیا۔تاکہ غان اسے روکنے کی مزید ایک بھی کوشش نہ کرے۔۔۔

جبکہ اسکے نکلنے پر پیچھے غان نے ضبط سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے اسے گالیوں سے نوازنا شروع کر دیا تھا۔جو سورما بنتے ہوئے جا چکا تھا۔۔۔

زیام شاہ نے تیزی سے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے گاڑی میں ہلکا سا میوزک آن کر دیا۔جبکہ پاکٹ سے گن نکال کر اس نے ڈیش بورڈ پر رکھ دی تھی۔ابھی رات کے سات بج رہے تھے۔تو اسکا موڈ کہیں آوارہ گردی کا ہو رہا تھا۔اور اس آوارہ گردی میں وہ صرف سڑکوں پر گاڑی دوڑانے کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔یا کسی ریسٹورنٹ میں رک کر وہ کھانا کھا لیتا۔۔۔

لیکن کھانے کے خیال پر اسے جب یاد آیا کہ انکی حویلی میں اسکی اکلوتی چاچی نے آج بھی ہمشیہ کی طرح مزے دار سا کھانا بنایا ہو گا۔ تو اس نے باہر سے کھانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ وہ حویلی واپس جا کر روقاش کے ہاتھ سے ہی بنا ہوا کھانا کھانے والا تھا۔۔۔

آخر انکو اتنے نصیبوں بعد تو چاچی ملی تھی۔ اپنی چاچی کو یاد کرتے ہوئے زیام شاہ اپنے دھیان میں مسکراتے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔

گاؤں کا روڈ ختم ہوا تو زیام شاہ نے شہر کی جانب جاتی مین روڈ پر گاڑی موڑ لی۔۔۔ یہ اکلوتا روڈ انکے گاؤں سے شہر کی طرف جاتا تھا۔

مین روڈ ختم ہوا تو وہ سٹی میں اینٹر ہوتے ہی سوچنے لگا کہ اب گاڑی کس روڈ کی طرف گھمائے اور کہاں کو نکلے۔۔۔ کیونکہ اسکا ذہن صرف گاڑی دوڑا کا موڈ فریش کرنے کا تھا۔۔۔

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ بے اختیار اسے کسی لڑکی کی چینخ سنائی دی۔۔۔ زیام شاہ نے چونک کر غور کرنے والے انداز میں گاڑی کی سپیڈ کم کرتے ہوئے آس پاس کسی لڑکی کو ڈھونڈنا چاہا۔ کچھ سیکنڈز بعد زیام شاہ کو اچانک سامنے سے ایک لڑکی دوڑتے ہوئے اپنی جانب آتی دیکھائی دی تھی۔۔

گاڑی کی ہیڈ لائٹس نے سامنے سے آنے والی لڑکی کا چہرہ واضح کیا تو زیام شاہ نے بے یقین ہوتے گاڑی کو ایک جھٹکے میں بریک لگا یا۔ ایک جھٹکے میں بریک لگنے پر خاموش فضا میں ہر طرف گاڑی کے ٹائروں کی آواز گونجتی چلی گئی۔۔

عشو۔۔۔!

زیام شاہ دہل کر وریشہ کو پکارتے ہوئے ڈیش بورڈ سے گن اٹھا کر بجلی کی سی رفتار سے گاڑی سے باہر نکل کر بھاگتے ہوئے اسکی طرف بڑھا۔۔۔

جبکہ وریشہ جو اپنے پیچھے آنے والے آدمیوں کے خوف سے چیختے ہوئے بار بار پیچھے مڑ کر مدد کے لیے پکار رہی تھی۔ کہ تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے زیام شاہ کے مہربان لمس نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی طرف کھینچتے ہوئے سینے سے لگایا۔

تو وہ بھیگا ہوا چہرہ اٹھا کر اسکی تحیر زدہ آنکھوں سے اسے دیکھ گئی۔۔

زیام شاہ کو یہاں پر دیکھ کر وہ جو بے یقینی کا شکار ہو رہی تھی۔ کہ اگلے ہی پل روتے ہوئے اسکے چوڑے سینے میں چھپ کر بری طرح ہچکی بھر گئی۔۔۔۔

زیام شاہ نے اسکو سینے سے لگاتے ہوئے قہر بھری نظروں سے پیچھے کھڑے دونوں آدمیوں کو دیکھا تھا۔۔ زیام شاہ کا دل رات کے اس پہر وریشہ کو اس حالت میں دیکھ کر کانپ اٹھا تھا۔اس پر تضاد اسکی ایسی خراب حالت۔۔۔

وریشہ کو مضبوطی سے سینے میں چھپاتے ہوئے زیام شاہ نے گن سے پیچھے کھڑے دونوں آدمیوں کی ٹانگوں پر جلدی سے فائر کیا تو وہ درد سے بلبلاتے ہوئے زمین پر گر کے کراہنے لگے۔ زیام شاہ کو دیکھ کر وہ بھاگنے لگے تھے۔ پر مقابل نے انکی کوشش ناکام بنادی تھی۔۔۔

جبکہ وریشہ اسکے سینے میں چھپتے ہوئے تھر تھر کانپتے ہوئے ہچکیاں بھرنے لگی تھی۔۔۔اسکا پورا وجود سن پر چکا تھا۔چادر ڈھلک کر کندھوں پر گری ہوئی تھی۔چہرہ بھی بے پردہ نظر آرہا تھا۔۔۔وریشہ کی ایسی حالت دیکھتے ہوئے زیام شاہ کے پورے وجود میں آگ میں جلتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔جبکہ وہ سسکتے ہوئے مضبوطی سے اسکی شرٹ تھامے ہوئی تھی۔۔

زیام شاہ نے ایک جھٹکے میں اسکے نازک وجود کو بازوؤں میں اٹھاتے ہوئے پیچھے کھڑی گاڑی کی جانب قدم بڑھائے۔۔وریشہ نے خوف سے کانپتے ہوئے اسکے سینے میں چہرہ چھپانا چاہا تو تو اسکی ابتر حالت دیکھتے ہوئے زیام شاہ کے اندر پہلے سے بھی زیادہ اشتعال اٹھنے لگا۔۔رات کے وقت اسکی یہاں پر موجودگی بعد میں جاننے پر چھوڑ کر زیام شاہ نے پہلے ان کتوں کو انجام تک پہنچانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔

اسکی سیاہ آنکھیں پل بھر میں مزید گہری سیاہ ہوتی ساکت نظر آنے لگیں۔اسکی کالی آنکھیں خود میں یہ منفرد خصوصیت رکھتی تھیں۔کہ وہ کسی بھی کیفیت میں سرخ پڑنے کی بجائے گہری ساکت ہوتے پہلے سے بھی سیاہ ہو جاتیں۔جیسے اس وقت زیام شاہ کی آنکھوں نے موت سی چادر اوڑھ لی تھی۔۔۔

میں کچھ بھی کروں۔۔!

تم آنکھیں کھول کر نہیں دیکھو گی۔۔!

کسی قسم کی بھی چیخ و پکار سنائی دے تو تم نے کانوں پر ہاتھ رکھ لینا ہے۔۔!

اوکے۔۔۔؟

زیام شاہ نے وریشہ کو گاڑی کے بونٹ پر بٹھاتے ہوئے برفیلے لہجے میں ہدایات دیں تو وہ اپنا رونا بھلا کر خوف کے مارے اسکے تکنے لگی۔ جس کی آنکھیں اس وقت نارمل نہیں لگ رہیں تھیں۔۔۔

وریشہ کے سر پر چادر درست کر کے ہاتھ بڑھا کر اسکی آنکھوں کو بند کرتے ہوئے زیام شاہ نے گھوم کر گاڑی میں بلیڈ اور چاقو نکالا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے زمین پر کراہتے ہوئے انسانوں کی جانب بڑھ گیا۔۔

زیام شاہ جیسے لمبے چوڑے انسان کو اپنی جانب آتے دیکھ کر وہ ڈرتے ہوئے پیچھے کی جانب کھسکنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ زیام شاہ کے ہاتھ میں گھومتا ہوا چاقو دیکھ انکی آنکھیں ہیبت زدہ ہوئیں تو وہ چینختے ہوئے معافی مانگنے لگے۔۔ پر زیام شاہ نے بنا کوئی سکینڈ ضائع کیے ان پر وار کرنے شروع کر دیے تھے۔ چاقو سے دونوں آدمیوں کے بازوؤں پر بری طرح کٹ لگاتے ہوئے زیام شاہ نے انہیں مارنا شروع کیا تو مارتا ہی چلا گیا۔۔

اس گہرے سناٹے زدہ ماحول میں انکی دہلا دینے والی چیخیں بلند ہونے لگیں تھیں۔ انکی کسی آہوں فریاد کا مقابل پر اثر نہیں ہو رہا تھا۔ بلکہ انکی چیخوں پر وہ مزید اشتعال سے دوچار ہوتے بلیڈ چلانا شروع ہو جاتا تھا۔۔۔

بری طرح انکو پیٹتے ہوئے زیام شاہ کا وجود پسینے شرابور ہو چکا تھا۔۔۔ جبکہ مار کھانے والے نیم بے ہوشی میں آدھ مری ہوئی حالت میں نظر آنے لگے تھے۔۔۔

وریشہ جو گاڑی کے بونٹ پر بیٹھے ابھی تک کانپ رہی تھی۔ اسکے کانوں میں انکی چینخوں کی آوازیں سنائی دیں تو نا چاہتے ہوئے بھی وہ دیکھنے پر مجبور ہو گئی۔۔

آنکھیں کھولتے ہی اسے جو منظر آیا تھا۔ کہ بے ساختہ وہ تحیر ہوتی آنکھوں سے زیام شاہ کو ان تڑپتے ہوئے آدمیوں کے بازوؤں اور گلے پر بری طرح بلیڈ چلاتے دیکھ کر، اسی پل وریشہ نے حلق کے بل چلاتے ہوئے گاڑی سے اترنا چاہا۔ جس کے باعث بے دھیانی میں نیچے اترنے کی کوشش میں وہ بری طرح زمین پر گر گئی۔

اسکے چینخ مارنے پر زیام شاہ کے چلتے ہوئے ہاتھ رکے تو وہ انکو آخری زوردار ٹھوکر مار کر پھولی سانسوں میں تیزی سے مڑتے ہوئے نیچے گری ہوئی وریشہ کی جانب بڑھا۔۔۔ جو زیام شاہ کو اپنی طرف آتا دیکھ کر ہراساں ہو گئی تھی۔۔ اسکی ہیزل گرین آنکھوں میں زیام شاہ کو دیکھ کر خوف ابھرنے لگا تھا۔۔

وریشہ کے قریب پہنچ کر زیام شاہ نے جھک کر جلدی سے اسے اٹھاتے ہوئے کھڑا کیا تو وہ ساکت نظروں سے زیام شاہ کو مسلسل دیکھے گئی۔ جس کی کالی سیاہ آنکھوں میں اس وقت عجیب سے وحشت چھائی ہوئی تھی۔۔

منع کیا تھا نا کہ تم آنکھیں نہیں کھولوں گی۔۔!

پھر تم نے کیوں کھولیں۔۔۔؟ زیام شاہ اسے کندھوں سے دبوچ کر دھاڑتے ہوئے غصے کی شدت سے بولا تو وریشہ اسکی دھاڑ پر بے ساختہ خوف کے مارے اپنی جگہ سے اچھلتے ہوئے گاڑی سے چپکنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ اسے خود سے ڈرتے دیکھ کر زیام شاہ نے بامشکل خود پر قابو پانے کی کوشش کی تھی۔۔

تت۔۔۔ تم۔۔۔ مجھ۔۔۔ مجھے بھی مار دو گئے نا۔۔۔!

زیام شاہ کا اتنا خوفناک منظر دیکھنے کے بعد وہ بری طرح ڈر چکی تھی۔اسے لگ رہا تھا کہ اس نے زیام شاہ کی بات نہیں مانی تو وہ اب اسے بھی مار دے گا۔۔

میں نے کہا تھا نا کہ تم اپنی آنکھیں نہیں کھولوں گی تو کیوں دیکھا سب۔۔؟زیام شاہ نے اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ لاتے ہوتے آنکھوں میں وحشت لیے پھنکارتے ہوئے سابقہ جملے ادا کیے تو وریشہ کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔۔زیام شاہ کا یہ روپ اسکے لئے بالکل نیا تھا۔اس لئے وہ خوف میں جکڑتے ہوئے ہراساں ہوتی اپنی ہچکیاں دبا رہی تھی۔۔۔تاکہ کہیں وہ غصے میں اسے بھی ویسے ہی چاقو نہ مار دے۔۔۔

مم۔۔ائندہ نہیں دیکھوں گی۔۔۔!

مجھ۔۔مجھے نہیں مارو پلیز۔۔۔!

گھر جانے دو۔۔!

بے ربط جملوں میں وریشہ نے ہچکی بھرتے ہوئے اس دور ہونے کی کوشش کی تو زیام شاہ نے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش میں لمحہ بھر کے لئے آنکھیں بند کرنے کے بعد دوبارہ کھولتے ہوئے اسکے بازو کو جھٹکا دے کر کھینچتے ہوئے اچانک سینے سے لگالیا۔جس پر وریشہ نے ڈرتے ہوئے مزاحمت کی تھی۔اسکے نازک وجود کو شدت سے خود میں بھینچتے ہوئے زیام شاہ نے اسکے بال سہلاتے ہوئے پچکارتے بولا۔۔۔

کوئی نہیں مار رہا میری عشو کو۔۔۔!

ششش۔۔۔!

چپ جاؤ۔۔۔!

اپنے ہاتھ سے اسکے بکھرے بال سہلاتے ہوئے زیام شاہ نے نرمی سے کہتے ہوئے اسے شانت کرنا چاہا۔۔جو اسے مارتے دیکھ کر اپنے حواس کھو بیٹھی تھی۔۔۔

پر وہ کیا کرتا۔۔!

اسے یہاں اس حالت میں دیکھ کر اسکا پورا وجود کانپ اٹھا تھا۔۔۔بس نہیں تھا کہ ان نیم مردہ لوگوں کو جا کر جان سے ہی مار دیتا پر اب وریشہ کے سامنے وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔جو پہلے ہی اتنا ڈر چکی تھی۔۔

پاکٹ سے موبائل نکال کر اس نے اپنے ملازم کو کال ملائی۔جو اگلی ہی بیل پر ریسیو کر لی گئی تھی۔ملازم کو یہاں پر بلا کر زیام شاہ نے ان آدمیوں کو فارم ہاؤس پر پہنچانے کا حکم دیے کر فون بنا کر دیا۔

زیام شاہ نے موبائل پاکٹ میں رکھ کر سر جھکاتے ہوئے وریشہ کی جانب دیکھا جو اب تھوڑی سی ریلیکس نظر آرہی تھی۔

زیام شاہ نے اسے سینے سے الگ کرتے ہوئے دیکھنا چاہا تو وہ ڈرتے ہوئے اسکی شرٹ دبوچ گئی۔۔۔

شش۔۔۔یہیں ہوں، تمہارے پاس۔۔۔!

پر مجھے خود کو دیکھنے تو دو، تاکہ میں دیکھ سکوں، کہ کہیں میری عشو میرے سینے میں چہرہ چھپا کر چپکے سے گندے بچوں کی طرح رو تو نہیں رہی۔۔۔!

زیام شاہ نے مکمل چہرہ جھکاتے ہوئے اسکے کان میں نرمی سے سرگوشی کرتے بولا۔ تو وریشہ نے اسکے الفاظ پر زرا سا پیچھے ہٹتے ہوئے چہرہ اٹھا کر زیام شاہ کی طرف دیکھا۔۔ شاید وہ بتانا چاہ رہی تھی کہ وہ نہیں رو رہی۔۔۔

وریشہ کو معصومیت سے خود کی طرف دیکھتا پا کر زیام شاہ کے ہونٹ زرا سے مسکراہٹ میں ڈھلے تو وہ جان نثار ہوتے اسکی ہیزل گرین آنکھوں کی طرف دیکھنے لگا۔ جو رونے کے باعث سرخی مائل تھیں۔ اور ہلکی ہلکی سوج بھی چکیں تھیں۔۔۔

زیام شاہ نے ایک جھٹکے میں اسے بازوؤں سے اٹھاتے دوبارہ گاڑی کے اونچے بونٹ پر بٹھا دیا تھا۔۔۔

ناول: سن سائیاں

اس وقت یہاں پر کیسے آئی تم۔۔؟

زیام شاہ نے اسے بونٹ پر بٹھا کر سوال کیا۔۔ کہ تبھی نظریں اسکی قیمض کے پھٹے ہوئے بازو کی طرف اٹھیں۔ جس کو دیکھ کر زیام شاہ کو اپنے اندر تیزی لاوا پھٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔

اگر وہ آج یہاں پر نہ آتا تو۔۔؟

یہ خیال ہی اسکی روح بلبلا گیا تھا۔۔اس لئے ہاتھ کی مٹھیاں بھینچ کر ضبط بھرے سانس لیتے ہوئے اس نے سرعت سے وریشہ کی چادر پھیلا کر اسکے وجود کو ڈھک دیا۔۔۔

عشو میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔؟ تم رات کے اس وقت گھر سے باہر کیوں ہو۔۔؟ وریشہ کی مسلسل خاموشی پر زیام شاہ نے اپنے لہجے کی سختی پر قابو پاتے ہوئے پھر سوال دہرایا۔۔ جس پر وریشہ نے سہم کر اسے دیکھا۔۔

اسکے سہم کر پیچھے ہونے پر اس بار اچانک زیام شاہ کی نظریں اسکے پیروں کی طرف گئیں۔۔

وریشہ کے پاؤں سے جوتا غائب دیکھ کر پہلے تو وہ حیرت و نا سمجھی کا شکار ہوا۔ پر جوتا غائب ہونے کے ساتھ ساتھ اسکے پاؤں میں ایک چھوٹا سا زخم بھی تھا۔اور زخم میں سے ہلکا ہلکا خون نکل رہا تھا۔۔۔شاید بونٹ سے نیچے اترنے کی کوشش میں پیروں میں جوتا نہ ہونے کی وجہ سے اسکے پاؤں میں کوئی چیز چبھ گئی تھی۔

سرد سانس خارج کرتے ہوئے زیام شاہ گاڑی کی جانب بڑھا تو وریشہ خاموش نظروں سے چہرہ موڑ کر اسکی جانب دیکھنے لگی۔ گاڑی کی پچھلی سیٹ سے پانی کی بوتل نکال کر وہ اسکی طرف واپس آیا تو وریشہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔

پانی والی بوتل کھول کر زیام شاہ نے اسکے پاؤں دھونا شروع کیے تو وہ فریز ہوتی اسکی کاروائی دیکھنے لگی۔ جو چہرے پر سختی سجائے لب بھینچتے ہوئے خاموشی سے اسکا زخم دھو رہا تھا۔

زیام شاہ کی آنکھوں میں اپنے لئے فکر و پریشانی دیکھ کر وریشہ کا دل زوروں سے دھڑک اٹھا۔۔۔ کالے گھنے بالوں میں سفید و سرخ رنگت پر تضاد وحشت سے بھرپور سیاہ آنکھوں والے زیام شاہ نے وریشہ کے دل پر پہلی دستک دی تھی۔ اور یہ دستک اتنی زوردار تھی۔ کہ وہ اپنی جگہ سٹل ہو چکی تھی۔۔۔

زیام شاہ کے کشادہ ماتھے پر بکھرے بالوں کو دیکھ کر وہ مبہوت ہونے لگی تو پھر اسکے ہر نقش پر نظریں دہراتے ہی چلی گئی۔۔

چہرے پر مغرور ناک اور ماتھے پر آئیں شکنوں کو دیکھ کر وریشہ اچانک یکبارگی سے مسکرائی تھی۔

زیام شاہ جو اپنے دھیان میں اسکے پیر دھونے کے بعد اب ٹشو سے صاف کر رہا تھا۔ کہ وریشہ کی نظروں کی تپش خود پر محسوس کرتے ہوئے وہ چہرہ اٹھا کر اسکی طرف دیکھنے لگا۔ زیام شاہ کے خود کی طرف دیکھنے پر

وریشہ جلدی سے مسکرانا چھوڑ کر پہلے کی طرح سنجیدہ ہو گئی۔اسکی اس حرکت پر زیام شاہ نے ابرو اچکاتے ہوئے اسے دیکھا جس پر انجان بنتے ہوئے اس نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔۔۔

اب مجھے بنا رکے بتاؤ۔۔!

کہ تم یہاں پر کیسے پہنچی۔۔۔!!!

زیام شاہ نے ٹشو نیچے پھینک کر اسکے دونوں اطراف ہاتھ رکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں استفسار کیا تو بدلے میں وریشہ زور سے نچلا لب کاٹنے لگی۔۔۔

جس کو زیام شاہ نے بغور دیکھا تھا۔اسکے چھوٹے چھوٹے کٹاؤ دار ہونٹوں کو دیکھ کر زیام شاہ کے دل میں بیک وقت کئی احساس پیدا ہوئے تو اس نے سرعت سے نظریں پھیر لیں۔۔۔

میں بازار گئی ہوئی تھی۔۔۔!

وریشہ نے آنکھیں جھکا کر مدھم لہجے میں بولتے ہوئے جواب دیا تو زیام شاہ اسکے مزید بولنے کا منتظر ہوا۔۔۔

جس پر وریشہ نے آنسوؤں پیتے ہوئے اسے بتانا شروع کیا تھا۔۔۔

آج ارحم صاحب نے وریشہ کو جب کہا کہ وہ کل روقاش کو ملنے کے لئے جائیں گئے تو وریشہ کے دل میں اپنی پھوپھو کے لئے کوئی گفٹ خریدنے کا خیال آیا۔۔۔ گفٹ کے ساتھ ساتھ اسے خود کے لئے اپنے فیورٹ بلو کلر میں ڈریس بھی لینا تھا۔ تاکہ وہ بلو ڈریس پہن کر اپنی پھپھو پھو کو ملنے جائے۔ کیونکہ بلو ڈریس میں وہ اپنی پھپھو پھو کو بہت پیاری لگتی تھی۔

اسی لئے اس نے ارحم صاحب کو بازار چلنے کا کہا تھا۔ جس پر وہ اسے شام میں لے جانے کا کہہ کر خود دوکان پر چلے گئے۔ لیکن جب وقت ہونے پر ارحم صاحب دوکان سے واپس نہ لوٹے تو وریشہ ناراض ہوتی خود ہی گھر سے نکل پڑی تھی۔ اسے اکیلے جاتے دیکھ کر آسیہ بیگم نے اسے روکنا چاہا تھا۔ پر بدلے میں وریشہ نے ان سنا کر دیا۔ روقاش کے جانے کے بعد سے تو وہ ویسے بھی ان سے ناراض رہتی تھی۔ اس لئے انکے منع کرنے پر بنا سنے وہ اکیلی بازار جانے کے لئے نکل آئی تھی۔

لیکن وہ جب گھر سے نکلی تو دو آدمیوں نے اسکا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ پہلے پہل تو وریشہ کو اپنا وہم لگا لیکن جب وہ آدمی اسے بازار میں بھی اپنے پیچھے چلتے ہوئے دیکھائی دیے تو وریشہ کا کمزور دل ایک دم سے خوف کے مارے سکڑنے لگا۔ اپنے لئے وہ سوٹ لے چکی تھی۔ پر روقاش کے لیے اسے کوئی گفٹ پسند نہیں آرہا تھا۔ اور اوپر سے رات کا اندھیرا بھی پھیل چکا تھا۔

وریشہ کو ایک دم سے احساس ہوا تھا کہ وہ بہت لیٹ ہو چکی ہے۔۔اس لئے بنا وقت ضائع کیے وہ گھر واپس جانے کے لئے بازار سے نکلی۔ بازار سے اسکے گھر تک کا فاصلہ پینتالیس منٹ کا تھا۔ لیکن جب وہ رکشے میں بیٹھی تو انہی آدمیوں نے گاڑی میں وریشہ کے رکشے کا پیچھا کرنا بھی شروع کر دیا۔

وریشہ ابھی رستے میں ہی تھی۔جب وہ ایک دم سے گاڑی اسکے رکشے کے سامنے لے آئے۔ اس سے پہلے کہ وہ گاڑی سے نکل کر وریشہ پر جھپٹ پاتے جب گھبراہٹ میں وریشہ نے بروقت رکشے سے اتر کر تیزی سے بھاگنا شروع کر دیا۔۔وہ پھر بھاگتے ہوئے وہ کہاں سے کہاں نکل آئی اسے خود بھی اندازہ نہیں ہوا تھا۔

رستے میں وہ ایک بار انکے آدمیوں کے ہاتھ لگی تھی۔انہوں نے زبردستی جب زبردستی وریشہ کو دبوچ کر گاڑی میں بٹھانا چاہا تو اس نے ہاتھ میں موجود بیگ گھما کر انکے منہ پر دے مارا۔اور یہ وہی موقع تھا جب وہ اسے زبردستی گاڑی میں بٹھانا چاہ رہے تھے۔۔پر وریشہ چینختے ہوئے انکو بیگ مار کر بھاگتے ہوئے زیام شاہ کی گاڑی کے سامنے آئی۔اسی کھینچا تانی میں اسکی شرٹ کا بازو پھٹ گیا تھا۔اور چادر بھی بے ترتیب ہو گئی تھی۔۔۔

تمہارا دماغ اور عقل کیا گھاس چرنے گئی ہوتی ہے؟جو تم نہ موقع دیکھتی ہو اور نہ وقت۔۔!بس منہ اٹھائے گھر سے کہیں بھی جانے کے لئے نکل پڑتی ہو۔۔۔!

ساری بات جان کر نہ چاہتے ہوئے بھی زیام شاہ کا میٹر شارٹ ہو گیا۔

کیونکہ ایسے ہی کچھ دن پہلے وہ لاپرواہ بنی بک شاپ کے باہر بیٹھی اپنی گم شدہ پھپو پھو کا غم منا رہی تھی۔۔ زیام شاہ کو بے اختیار خیال آیا تھا۔ کہ انکو شاید اس بے وقوف لڑکی کی پھپو پھو واپس ہی کرنی پڑے گی۔ ورنہ یہ پاگل لڑکی بے وقوفی پر بے قوفی کرتی چلی جائے گی۔۔۔

تم مجھے ڈانٹ کیوں رہے ہو۔۔؟

مجھے تھوڑی پتہ تھا وہ غنڈے مجھے اغوا کرنے کے لئے میرا پیچھا کر رہے ہیں۔۔۔!

زیام شاہ کے اونچے لہجے پر وہ معصومیت سے روتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔ جس پر زیام شاہ نے اس بار اسے افسوس سے دیکھا تھا۔۔۔

جب تمہیں پتہ چل گیا تھا وہ تمہارے ہی پیچھے آ رہے ہیں۔۔! تو تم تب ہی سب کچھ چھوڑ کر اپنے بابا کو بلا لیتی یا لوگوں کو متوجہ کر کے بتاتی کہ دو کتے میرا پیچھا کر رہے ہیں۔۔۔! لیکن نہیں۔۔!

تم نے تو بس بے وقوفوں کی سردارنی بنتے ہوئے سوٹ خریدنے پر فوکس کیا۔۔۔!

اسکے رونے پر بنا پگھلے زیام شاہ طنز کرتے ہوئے اسکی کم عقلی پر ماتم کرتے بول رہا تھا۔

وہ صحیح ہی کہہ رہا تھا۔ کہ گھر سے باہر نکلنے والی لڑکی جب بھی خود کو غیر محفوظ محسوس کرے۔۔!

یا پھر کسی اجنبی کو اپنا پیچھا کرتے ہوئے دیکھ لے۔۔! تو اسے بنا وقت ضائع کیے لوگوں کو متوجہ کرتے ہوئے مدد مانگنی چاہیے یا کسی رش والی جگہ پر جا کر اپنے گھر والوں کو فوری خبر دے کر انکے آنے کا انتظار کرنا چاہیے۔۔

اور اگر کسی صورت میں گھر والے اس تک نہیں پہنچ پاتے، تو وہ موبائل سے اپنے بھائی، باپ، یا شوہر کے ساتھ اپنی لائیو لوکیشن شئیر کر کے وہاں سے خود گھر جانے کے لئے نکل آئے۔اور پورا رستہ گھر والوں سے کانٹیکٹ میں بھی رہے۔۔ایسی ہی چھوٹی چھوٹی بہادری کا مظاہرہ کر کے لڑکیاں خود کو غیر محفوظ ہونے سے بچا سکتیں ہیں۔۔۔

تم اندازہ بھی لگا سکتی ہو۔۔؟

کہ آج اگر میں یہاں پر نہ آتا۔۔! تو وہ تمہارے ساتھ کیا کر سکتے تھے۔۔۔؟ تمہاری عزت تو خطرے میں تھی ہی، پر اسکے ساتھ ساتھ تمہاری جان بھی خطرے میں تھی پاگل لڑکی۔۔۔!

وہ تمہیں مار کر کہیں پھینک دیتے اور کسی کو خبر بھی نہ ہوتی۔ کہ مس وریشہ بنا وقت دیکھے گھر سے شاپنگ کرنے نکلیں تھیں اور واپس نہیں آئیں۔۔۔"

زیام شاہ سخت نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے غصے سے مسلسل بولتا جا رہا تھا۔ جبکہ وریشہ جو اسکی اتنی ڈانٹ پر رونا شروع ہو چکی تھی۔ کہ بے اختیار اسکی ان باتوں پر ششدر ہوتی اسے دیکھنے لگی۔۔۔

وہ مجھے سچ میں مار دیتے کیا۔۔۔؟

وریشہ نے خوف سے آنکھیں بڑی کرتے ہوئے کانپتے ہوئے لہجے میں استفسار کرنا چاہا۔۔ جبکہ اسے ڈرتے ہوئے دیکھ کر زیام شاہ نے سرد سانس خارج کی۔۔ وہ اسے جو سمجھانا چاہ رہا تھا میڈم اسکو سمجھنے کی بجائے بس ڈرے جا رہی تھی۔۔۔

میرے ہوتے ہوئے کوئی بھی نہیں مار سکتا میری وشو کو۔۔۔! پر وعدہ کرو۔۔!

تم ائندہ گھر سے ایسے کبھی بھی ناراض ہو کر نہیں نکلو گی..!

جب بھی کبھی کسی کام کے لیے جانا ہوا تو اپنے بابا کے ساتھ جاؤں گی یا مجھے بلاؤں گی۔۔!

اوکے۔۔۔؟

زیام شاہ نے اسکے سر پر چادر درست کرتے ہوئے نرمی سے بولتے ہوئے وعدہ لینا چاہا تو وہ اچھے بچوں کی معصومیت سے سر کو ہلا گئی۔ جس پر زیام شاہ کو کچھ سکون ہوا تھا۔۔ اسکی آج کی بے وقوفی نے اسکی جان نکال

دی تھی۔آج وہ جان رہا تھا۔کہ یہ چھوٹی دنیا لڑا کو ہونے کے ساتھ ساتھ بے وقوف بھی ہے۔اس لئے وہ مزید رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔

پر بد نام شاہ میں تمہیں بلاؤں گی کیسے۔۔؟

میرے پاس تو موبائل ہی نہیں۔۔۔!

اچانک یاد آنے پر پوریشہ نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے مسئلہ بتایا تو اپنا الٹا نام سن کر زیام شاہ نے تاسف سے اسے دیکھا۔نارمل ہوتے ہی وہ ہمیشہ کی طرح اسے الٹے پلٹے ناموں سے پکارنا شروع ہوگئی تھی۔

موبائل تمہیں مل جائے گا۔۔!

اب آؤ نیچے تمہیں گھر چھوڑ کر آؤں۔۔!اور گاڑی میں بیٹھ کر اپنے بابا کو کال بھی کرو۔۔!

وہ بیچارے پریشان ہو رہے ہونگے۔۔!زیام شاہ نے پیچھے ہٹ کر پاکٹ سے موبائل نکالنا چاہا۔تاکہ وہ کال کر کے ارحم صاحب کو انفارم کر دے۔۔زیام شاہ کو اندازہ تھا۔کہ ارحم صاحب اپنی بیٹی کے لئے پریشان ہو رہے ہونگے۔

اس رات بھی جب وہ اسے گھر چھوڑنے گیا تھا تو وہ فکر مندی سے گھر کے باہر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ کیونکہ وہ یہ سوچ کر پریشان تھے۔۔ کہ نجانے وریشہ کس اجنبی پر بھروسہ کر کے چلی گئی ہے۔۔۔ پر زیام شاہ سے ملنے کے بعد وہ اسکے بے حد مشکور ہونے لگے۔ جو خود انکی بیٹی کو حفاظت سے چھوڑنے آیا تھا۔

جبکہ زیام شاہ تو اپنی چاچی کے بڑے بھائی کو دیکھ کر حیرت کا شکار تھا۔ ارحم صاحب اتنے بھلے آدمی ہونگے اسے اندازہ نہیں تھا۔۔۔ زیام شاہ نے پاکٹ سے موبائل نکال کر وریشہ کی طرف بڑھایا تو وہ موبائل تھام کر کچھ پریشان ہوئی۔۔

لمبو میں یہاں نیچے کیسے اتروں۔۔؟

اتنی اونچائی پر بٹھا دیا ہے۔۔!

دیکھو۔۔۔!

میرے پیر بھی زمین پر نہیں پہنچ پا رہے ہیں۔۔!

پہلے بھی نیچے اترنے کی کوشش میں میں نیچے گر گئی تھی۔۔۔!

وریشہ زمین کی طرف دیکھتے ہوئے روہانسی ہوئی۔ کیونکہ چھوٹا قد ہونے کی وجہ سے اسکے پاؤں سچ میں زمین پر نہیں پہنچ پا رہے تھے۔

زیام شاہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔ پر وریشہ نے بجائے اسکا ہاتھ تھامنے کے کندھوں کو تھام کر اسے قریب کیا۔ تو اسکی اس حرکت پر زیام شاہ کا دل سرپٹ دوڑ گیا۔ وہ ٹکٹکی باندھے تیز ہوتی ڈھرکنوں کے ساتھ اسکی طرف دیکھنے لگا تھا۔ جو شفاف چہرے پر معصومیت بھری مسکراہٹ سجائے اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ ہیزل آنکھوں میں اب نمی کی بجائے پہلے والی شرارتی چمک دوبارہ روشن ہو گئی تھی۔

جیسے اٹھا کر بٹھایا تھا، ویسے ہی اٹھا کر اب اتارو بھی۔۔۔! میرے پیروں میں جوتا بھی نہیں ہے۔۔! پاؤں پھر گندے ہو جائیں گئے۔۔۔! وریشہ نے اپنے پیروں پر نظر ڈال کر اسکی طرف دیکھا جو پہلے ہی وارفتگی سے اسکی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

وریشہ کی فرمائش پر زیام شاہ کے لبوں پر اچانک مسکراہٹ بکھری۔ شاید وہ اسے بتانا چاہ رہی تھی کہ اسکے پاؤں زیام شاہ نے خود ہی واش کیے ہیں تو اب وہ دوبارہ اسے گندہ کرنے پر مجبور نہ کرے۔۔۔

وریشہ کی ٹم ٹم کرتی آنکھوں کو دیکھ کر زیام شاہ نے ہنس کر ایک جھٹکے میں اسے نازک وجود کو بازوؤں میں اٹھایا تو وہ ہاتھ میں موبائل کو سنبھالتے ہوئے اسکی گردن میں بانہیں ڈال گئی۔

اگر تم کہو۔۔!

تو نکاح کر کے ہمیشہ کے لیے بھی تمہیں بانہوں میں اٹھائے پھر سکتا ہوں۔۔۔!

زیام شاہ سینے میں مچلتے ہوئے دل کے ساتھ اسکے چہرے کے قریب چہرہ کرتے گھمبیر آواز میں بولا تو وریشہ کو اپنا چہرہ تپتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ اسکے گال دہک کر ہلکے ہلکے گلابی ہوئے تو زیام شاہ نے مبہوت ہوتے اس خوبصورت منظر کو دیکھا۔۔۔

چہرے پر شرم و حیا کی لالی سجائے وریشہ کی پلکیں تیزی سے لرزیں تو اسکی اس ادا پر زیام شاہ کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔

بے اختیار اسکا دل کیا۔۔ کہ آگے بڑھ کر اسکی پھڑ پھڑاتی ہوئی پلکوں کو لبوں میں پکڑ لے۔۔ آج اسے سمجھ میں آ رہی تھی۔ کہ اسکا چاچا انکی چاچی کو شرماتے ہوئے دیکھ کر بے قرار کیوں ہونے لگتا تھا۔ کیونکہ عورت کا یہ شرمیلا روپ ان سب نے مغرب میں کہاں دیکھا تھا بھلا۔۔۔ شاید یہ ہی وجہ تھی کہ ہاشم شاہ نے اتنے سال شادی نہیں کی، پر روقاش کو دیکھتے ہی وہ مر مٹا۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کھوئے ہوئے تھے۔ جب اچانک انکے پاس ایک گاڑی آ کر رکی۔۔۔

گاڑی کی آواز پر وریشہ نے ہڑ بڑا کر آنکھیں پھیریں تو زیام شاہ نے گاڑی میں سے اپنے ڈیرے کے آدمیوں کو نکلتے ہوئے دیکھ کر وریشہ کا رخ موڑ دیا۔۔

وشو چہرے پر چاد کرو۔۔۔!

سنجیدگی سے کہتے ہوئے زیام شاہ نے اسے دیکھا تو وریشہ نے جلدی سے چہرے کو چادر سے ڈھک لیا۔ اسکے چہرہ ڈھکتے ہی زیام شاہ نے گھوم کر گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے فرنٹ پسینجر سیٹ پر بٹھایا۔ جبکہ ڈیرے سے آئے ملازم نظریں جھکا کر انکے پاس سے گزر کر آگے بڑھتے ہوئے زمین پر گرے آدمیوں کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالنے لگے۔

زیام شاہ انکو اپنا کام کرتے ہوئے دیکھ کر انکی طرف بڑھا۔۔ انکو مزید کچھ ہدایات دینے کے بعد وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھ گیا تھا۔ جبکہ وریشہ اب چہرے کو چادر سے کور کیے ملازموں کو ان دو آدمیوں کو لے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔

وشو وہاں نہیں دیکھو۔۔۔!

زیام شاہ نے نرمی سے ٹوکتے ہوئے اسکی توجہ اپنی طرف کروائی۔ تاکہ وہ پھر کہیں ڈرنا نہ شروع کر دے۔۔۔

زیام شاہ کے حکم پر وریشہ چونک کر آنکھیں پھیرتے ہوئے اب اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔جبکہ وریشہ کے فوری طور پر خود کو دیکھنے پر زیام شاہ کے لبوں کو گہری مسکراہٹ نے چھوالیا۔۔زیام شاہ کے مسکرانے پر اسکی تھوڑی کا ڈمپل نمایاں ہوا تو وریشہ نے حیرت سے دیکھا۔وہ آج پہلی بار اسکا یہ ڈمپل نوٹ کر رہی تھی۔۔۔

پیار الگ رہا ہوں کیا۔۔۔؟

وریشہ کے بے خودی سے خود کو دیکھنے پر زیام شاہ نے اچانک اسکے قریب ہوتے بھاری آواز میں مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا تو وریشہ تیزی سے پیچھے ہوتے ونڈو کے ساتھ لگ گئی۔۔۔

نن۔۔نہیں۔۔۔تو۔۔۔!

میں تو بس ویسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔!

زیام شاہ کے قریب ہونے پر وریشہ نے اپنی چوری پکڑے جانے پر جلدی سے جھوٹ بولتے ہوئے نظریں ونڈ سکرین کی جانب مرکوز کیں۔تو بدلے میں زیام شاہ نے ناک چڑھاتے ہوئے اسے دیکھا۔وہ جانتا تھا کہ چھوٹی دنیا جھوٹ بول کر اپنی بے لگام نگاہوں پر دہ ڈال رہی ہے۔۔۔

جبکہ دل میں وہ گہرا مسکرانے لگا تھا۔ کیونکہ میڈم نے بے خودی میں اتنا تو اقرار کر ہی لیا تھا۔ کہ وہ اسے ہی دیکھ رہی ہے۔ بس "ویسے" کا پردہ ہے۔۔

کوئی بات نہیں ہے تم مجھے ویسے، جیسے پھر کیسے بھی دیکھوں۔۔!

میں کچھ نہیں کہوں گا۔۔۔!

زیام شاہ نے مسکراہٹ دبا کر معنی خیزی سے کہا تو وریشہ الجھن سے اسے دیکھے گئی۔۔۔

کیا مطلب۔۔؟ وریشہ نے نا سمجھی سے جاننا چاہا۔۔۔

کچھ نہیں چھوٹی دنیا۔۔۔!

تم اپنے بابا کو فون کرو۔۔! اور کہو۔۔!

کہ تم اپنی پھوپھو کے ساتھ ہو۔۔۔!

اپنی ڈبل مییننگ بات کو وریشہ کے سر کے اوپر سے گزرتے ہوئے دیکھ کر وہ مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا کر اسے ہدایت دیتے بولا۔ جس کو سن کر وہ جلدی سے یاد آنے پر ارحم صاحب کو کال ملانے لگی۔۔

زیام شاہ ایک نظر اس پر ڈال پر گاڑی سٹارٹ کرتے سٹرینگ کو سنبھال گیا۔۔ جبکہ وہ اسکے کہے کے مطابق روقاش کے ساتھ ہونے کا بتاتے ہوئے ارحم صاحب کو بے فکر کرنا شروع ہوگئی۔

ماما آپ بتا رہیں تھیں کہ مسٹر عالم شاہ کی کوئی کزن بھی کالج میں پڑھتی ہے جو کہ شاید انکی منکوحہ بھی ہے۔۔؟ مومنہ نے گاڑی ڈرائیو کرتے چہرہ گھما کر پیسنجر سیٹ پر بیٹھیں مس سفیہ کو دیکھا۔۔۔

ہاں میری جان۔۔!

ایک نالائق اور فضول کزن "شرجینا شاہ" پڑھ تو رہی ہے۔۔۔! مس سفینہ نے شرجینا شاہ کو یاد کرتے ناگواری سے بتاتے ہوئے اسکا نام لیا۔۔۔ مومنہ انکو کالج چھوڑ کر خود آفس جانے والی تھی۔ کیونکہ آج سے

وہ عالم شاہ کے آفس کو جوائن کرنے والی تھی۔ تو اپنے پہلے دن کو عالم شاہ کے ساتھ گزرانے کا سوچ کر وہ اندر ہی اندر بہت ایکسائٹڈ ہو رہی تھی۔۔۔

تو اسکا کیا سین ہے۔۔۔!

آپ بتا رہی تھیں کہ عالم شاہ اور اسکا نکاح ہوا ہے اور شاید عالم شاہ اسے پسند بھی کرتے ہیں۔۔!

مومنہ نے نارمل انداز میں عالم شاہ کے نکاح بارے میں استفسار کیا۔۔۔اسکا انداز صاف ظاہر کر رہا تھا۔ کہ اسے عالم شاہ کے نکاح کے بارے میں جان کر بھی برا نہیں لگا۔۔ بلکہ اسکے یہ بات کوئی معنی نہیں رکھتی تھی۔۔

تم اسکی فکر نہ کرو میری جان۔۔!

میں اسکا بہت اچھا بندوبست کر رہی ہوں۔۔۔!

تم بس عالم شاہ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی پوری کوشش کرنا۔۔. !ویسے بھی شرجینا شاہ ہمارے لئے کوئی بڑا ٹارگٹ نہیں ہے۔۔۔!

کیونکہ ایک تو وہ عالم شاہ سے عمر میں بہت چھوٹی ہے۔ اور دوسرا حد سے زیادہ نالائق بھی۔۔۔!

ہم اسکی نالائقی کو استعمال کر کے اسکے کردار کو مشکوک بنا کر بہت آرام سے اسے عالم شاہ کی زندگی سے نکال سکتے ہیں۔۔۔!

اور اگر تم اپنے کام میں کامیاب ہو گئی تو پھر میری بیٹی کو مسسز شاہ بننے سے کوئی نہیں روک سکتا۔۔۔"

مس سفیہ نے اسے شرجینا کے بارے میں بے فکر کرتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اسکے بال سنوار کر اپنی پلاننگ سے آگاہ کیا تو مومنہ خود کو مسسز شاہ سن کر شرما سی گئی۔۔۔

ویسے ماما کیا وہ خوبصورت ہے۔۔؟

مومنہ نے کچھ سوچتے مزید سوال داغا۔۔اپنی بیٹی کے اس سوال پر مس سفینہ بدلے میں افسوس زدہ سانس خارج کی تھی۔۔۔

ہاں میری جان بدقسمتی سے وہ خوبصورت تو بہت ہے۔۔!اور اوپر سے کم عمر بھی کم بخت اتنی ہے کہ بس نہ پوچھو۔۔!کسی بھی مرد کا ایمان ڈگمگا سکتی ہے۔۔۔!

اور تم جانتی تو ہو کہ مردوں کو کم عمر لڑکیاں ویسے ہی بہت اٹریکٹ کرتی ہیں۔پر شرجینا شاہ میں اسکی خوبصورتی اور کم عمر کے علاوہ کوئی دوسری صلاحیت نہیں ہے۔!

توہم اسکی انہی دو خوبیوں کو استعمال کر کے اسے عالم شاہ کی زندگی سے بے دخل کر دیں گئے۔۔۔ کیونکہ عالم شاہ کو ایک قابل اور ہونہار پڑھی لکھی لڑکی چاہیئے۔۔۔ جو کہ اس پوری دنیا میں صرف میری مومی ہی ہے۔۔۔"

زہر خند لہجے میں شر جینا کے بارے میں اپنے ارادوں سے آگاہ کرتے ہوئے تفصیلی جواب دینے کے بعد مس سفینہ نے اپنی بیٹی کو پیار سے مومی پکارتے ہوئے آگے بڑھ کر اسکا گال پر لب رکھ دیے۔ جبکہ مومنہ نے اپنی ماما کے پیار پر مسکراتے ہوئے انکو گلے لگا لیا تھا۔۔۔

مس سفینہ اسے گڈ لک کہنے کے بعد گاڑی سے نکل کر کالج کی طرف بڑھ گئیں تھیں۔ جبکہ انکو جاتا ہوا ایک نظر دیکھ کر مومنہ بیگ کھول کر اپنے میک اپ کو ایک بار پھر ٹچ آپ کرنے لگی۔۔۔ تاکہ عالم شاہ کے سامنے اسکی خوبصورتی میں کوئی کمی محسوس نہ ہو۔۔۔۔

۔۔۔۔

جی میم آپ نے بلایا۔۔۔؟

ایک ٹیچر ہاتھ میں کچھ بکس اٹھائے عجلت میں آفس میں داخل ہوئیں۔۔۔

ہاں میں نے ہی بلایا تھا۔۔! آپ بتائیں، کیا آپکا پریڈ ختم ہو گیا ہے۔۔۔؟ مس سفینہ نے جواب دینے کے بعد چہرہ اٹھا کر ٹیچر کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔۔

جی میم۔۔!

بس ابھی پریڈ ختم ہوتے ہی کلاس سے نکل کر یہیں پر آ رہی ہوں۔۔! ٹیچر فوزیہ نے مؤدب انداز میں جواب دیا تو مس سفینہ نے سر کو جنبش دیتے ہوئے انکو اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جس کو دیکھ کر ٹیچر فوزیہ چیئر کھسکا کر بیٹھ گئیں تھیں۔۔

مس شرجینا شاہ کی کیا رپورٹ ہے۔۔؟

چیئر سے ٹیک لگا کر ہاتھ میں پین گھماتے ہوئے مس سفینہ نے جاننا چاہا۔۔

مس شاہ کی کنڈیشن تو ابھی تک پہلے والی ہی ہے۔۔! پر آج وہ کچھ بدلی ہوئی لگ رہیں تھیں۔ کلاس میں کوئی شرارت بھی نہیں کی اور سارا سبق بھی سنایا ہے۔۔"

ٹیچر فوزیہ نے ٹیبل پر اپنی بکس ٹکا کر انکو آگاہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ ٹیچر فوزیہ چونکہ شرجینا شاہ کی کلاس ٹیچر تھیں۔ اس لئے شرجینا کے ہر سبجیکٹ کی رپورٹ مس سفینہ انہی سے لیتی تھیں۔۔۔

ہمم۔۔۔ اٹس آل رائٹ۔۔!

یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔۔!

ایک دن ڈانٹ کھانے کے بعد وہ اگلے دن ایسے ہی شریف بننے کی ایکٹنگ کرتی ہے، اور کبھی کبھار پڑھائی بھی کر آجاتی ہے۔ پر دو، تین دن گزرنے کے بعد وہ پھر پہلے جیسی بن جائے گی۔۔۔" رپورٹ جانے کے بعد مس سفینہ نے طنز کرتے ہوئے تفصیلی جواب دیا تو ٹیچر فوزیہ نے جواب میں بس سر ہلانے ہوئے اکتفا کرنا چاہا۔۔

کچھ دن پہلے جو میں نے ٹیسٹ بدلنے کا کہا تھا۔۔!

اس بارے میں کسی کو پتہ تو نہیں چلا۔۔۔؟ مس سفینہ نے آبرو اٹھاتے ہوئے مزید سوال داغا۔۔۔

نو میم۔۔! اسکا کوئی ایشو نہیں ہوا۔۔!

میں نے آپکے کہنے کے مطابق بریک ٹائم میں ٹیسٹ چینج کر دیا تھا۔تب شر جیناشاہ اور اسکی دوست سحر ملک کلاس روم سے باہر تھیں۔اور میرے سمجھانے پر باقی سٹوڈنٹس نے بھی انکو ٹیسٹ چینج ہونے پر انفارم نہیں کیا تھا۔۔"

ٹیچر فوزیہ نے کچھ دن پہلے کا واقعہ یاد کرتے ہوئے انکو بے فکر کرتے ہوئے مطمئن کیا تو مس سفینہ کے چہرے پر مزید شیطانی مسکراہٹ نمودار ہونے لگی۔وہ اندر ہی اندر اپنی پلیننگ پر خوش ہو رہیں تھیں۔۔

یہ وہی ٹیسٹ تھا۔جس میں شر جیناشاہ نے پیسے دے کر چیٹنگ کی تھی۔جبکہ عالم شاہ کے سامنے جب ٹیسٹ رکھا گیا تھا۔تو اس نے مس سفینہ کے کہنے کے مطابق صرف نام پڑھنے پر غور کیا تھا۔

عالم شاہ نے ایک بار بھی ٹیسٹ میں پوچھتے گئے سوالوں پر غور نہیں کیا تھا۔کہ کیا یہ وہی ٹیسٹ ہے۔۔؟جس کی تیاری اس نے رات میں اپنی جیا کو کروائی تھی۔۔مس سفینہ نے عالم شاہ کو اتنا اعتماد میں لے لیا ہوا تھا۔کہ اب عالم شاہ کو پختہ یقین ہو چکا تھا۔کہ کالج میں سے شر جیناشاہ کی آئی ہوئی کوئی بھی شکایت جھوٹی نہیں ہو سکتی۔۔۔

اس کے علاوہ شر جیناشاہ کے کوئی بھی ٹیسٹ یا پیپرز جب اسکے سامنے رکھے جاتے تھے۔تو وہ صرف شر جینا شاہ کے حاصل کردہ نمبرز کو دیکھتا تھا۔۔اس نے کبھی ٹیسٹ کھول کر یہ دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی۔کہ ٹیسٹ میں شر جیناشاہ نے لکھا کیا ہے۔اور اس بار بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

ہمارے فائنل ایگزام ہونے سے پہلے جو ٹیسٹ کا شیڈول کیا گیا ہے۔ وہ سب کے لیے سیم لیکن شر جینا شاہ کے لئے چینج ہو گا۔۔! آپ سمجھ رہیں ہیں نا کہ میں کہا کہہ رہی ہوں۔۔؟ مس سفینہ نے ٹیچر فوزیہ کے سامنے کچھ پیسے رکھتے ہوئے کہا تو سامنے بیٹھی ٹیچر نے ایک سکینڈ میں اپنے ایمان کو بیچنے کی دیری نہ کرتے ہوئے سر ہلا دیا۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

بڑی یہ ہمارے آفس میں میک کی دوکان کون آ رہی ہے۔۔۔؟ ارمان شاہ اور حابیل شاہ دونوں ہی ہاشم شاہ کے آفس میں بیٹھے پریزنٹیشن پر ڈسکشن کر رہے تھے۔ جب ارمان شاہ کی نظریں اچانک گلاس وال کے باہر اٹھیں۔۔

جہاں مومنہ لہرا لہرا کر چلتے ہوئے آ رہی تھی۔ اسکی بولڈ ڈریسنگ اور میک آپ کا اندازہ ارمان شاہ کو اندر بیٹھے ہی ہو گیا تھا۔۔ اس لئے اسے میک کی دوکان کے لقب سے نوازتے ہوئے اس نے دیری نہ کی۔

یہ پر کٹی کبوتری کون ہے۔۔۔؟

حابیل شاہ نے بھی ارمان شاہ کی نظروں کی تقلید میں دیکھتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔۔انکے آفس میں لڑکیاں جاب ضرور کرتی تھیں۔لیکن ہاشم شاہ نے سب لڑکیوں کی ڈریسنگ کوڈ فکس کیا ہوا تھا۔اور اس میں حجاب کرنے کے سخت اڈرز تھے۔

اس لئے مومنہ کی ڈریسنگ اور حلیہ انکے لئے حیران کن ہی تھا۔۔ہاشم شاہ ابھی پر سوچ انداز میں گلاس وال سے باہر دیکھ ہی رہا تھا۔جب اسکا مینیجر دروازہ ناک کرتے ہوئے اندر داخل ہوا۔۔

سر۔۔! باہر ایک لڑکی آئیں ہیں۔۔!

وہ کہہ رہیں ہیں عالم سر نے انہیں بلایا ہے۔۔!

مینجر نے ہاشم شاہ کو مخاطب کرتے ہوئے اطلاع دی۔تو ان تینوں کا سر میکانکی طور پر ایک دوسرے کی جانب گھوم گیا۔۔

وہ کہاں سے آئیں ہیں۔۔؟

یہ پوچھ کر انکو ویٹ کرنے کے لیے بٹھا دو۔۔!اور جب ہم کہیں تو پھر اس لڑکی کو اندر بھیج دینا۔۔"اس سے پہلے کے ہاشم شاہ مینیجر کو کوئی جواب دیتا کہ تبھی ارمان شاہ نے تیزی سے بولتے ہوئے اسے واپس بھیج دیا۔

بڑی یہ کیا ہو رہا ہے۔۔؟ حابیل شاہ نے اچھبنے سے ہاشم شاہ کو دیکھا جو پریزنٹیشن چھوڑ کر اب چیئر سے ٹیک لگاتے ہوئے کندھے اچکا گیا تھا۔۔۔

دیکھ لو اب خود ہی۔۔۔!

کل تک تو تم لوگ مجھے باتیں سنا رہے تھے کہ میں نے تم لوگوں کے بھائی کے ساتھ ناانصافی کی ہے۔۔!

اب بتاؤ ناانصافی کس کے ساتھ ہو رہی ہے۔۔؟ ہاشم شاہ نے انکے طعنے یاد کرواتے ہوئے آخر میں دانت پیسے، تو وہ سرد سانس خارج کرتے ہوئے سنجیدگی سے دیکھ گئے۔۔۔ کہ تبھی لینڈ لائن بجنے لگا۔۔

جی یہ بلا کالج سے ہی ادھر بھیجی گئیں ہیں۔۔" مینجر کے پورا نام بتانے کے بعد ہاشم شاہ نے انہیں جتاتی نظروں سے دیکھ کر کنفرم کیا۔۔۔

بڑی جب آپ اس سارے معاملے کو اچھے سے جانتے ہیں۔۔! تو اس خبیث کے کان کے نیچے دو رکھ کر اسے عقل کیوں نہیں دے رہے ہیں۔۔۔! پڑا ہو گا فارم ہاؤس میں عاشق بن کر۔۔! حابیل شاہ کو ایک دم سے غصہ آیا تو وہ عالم شاہ کا ذکر کرتے ہوئے بھڑک گیا۔۔۔

تم اس بے غیرت کو چھوڑو۔۔!

اور اس لال بیگ کو اندر بلاؤ۔۔!

میں اسکا خود انٹرویو کرتا ہوں۔۔۔!

اور اگر عالم شاہ نے سچ میں کمٹمنٹ کی ہوئی تو مجبوراً ہمیں اسے جاب پر رکھنا ہو گا۔۔"ہاشم شاہ نے ٹیک چھوڑتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہتے ہوئے انکو دیکھا تو حابیل شاہ اکھڑ گیا۔۔۔

بڑی پلیز دماغ کی دہی نہیں کریں یار۔۔۔!

اور اس کچرہ رانی کو یہاں سے جلد از جلد دفع کرتے ہوئے باہر کا رستہ دیکھائیں۔۔۔!

میں پہلے بتا رہا ہوں، کہ اگر مجھے یہ اس آفس میں نظر آئی تو میرا میٹر شارٹ ہو جائے گا۔۔۔"حابیل شاہ بگڑتے ہوئے غصے سے بول کر اپنی چیئر سے کھڑا ہوا۔۔۔تو ہاشم شاہ نے خاموشی سے دیکھا۔۔۔ہر دفعہ وہ عقل سے کام لینے کی بجائے بس جذباتی ہو جاتے تھے۔

ریلیکس بھائی۔۔۔!

غصہ کیوں کرتے ہیں یار۔۔،دشمن کو دیکھ کر غصہ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اسکو میٹھا زہر دے کر پکی نیند سلا کر بوری میں بند کر کے، کسی نالے میں پھینک آنا چاہیئے۔۔۔!

تاکہ وہ مرنے کے بعد بھی ہم سے الجھنے کا سوچ کر کانپ اٹھے۔۔وہ کیا کہتے ہیں۔۔!

تھر تھر کانپیں۔۔۔"

ارمان شاہ ہاتھ کو ہلاتے ہوئے کانپنے سے تشبیہ دیتے ہوئے پوری ریسپی بتانے کے بعد وہ چل انداز میں کھڑا ہوا تو ہاشم شاہ نے ہنسی دبائی۔۔ جبکہ حابیل شاہ نے اسکی فلاسفی پر اسے گھورا تھا۔۔

بڑی آپ اسکو جاب پر رکھیں۔۔!

باقی اسکو جاب کیسے کروانی ہے۔۔!

وہ ارمان شاہ خود ہینڈل کر لے گا۔۔ہائے قسم سے اس خشک آفس میں کتنے دنوں بعد کوئی انٹرٹینمنٹ ملنے والی ہے۔۔"

ارمان شاہ مسرور انداز میں سیٹی کی شوخ دھن بجاتے ہوئے انکو آنکھ ونک کرتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھا تو اسکی شیطانی مسکراہٹ اور پلیننگ پر نہ چاہتے ہوئے بھی وہ ہنس پڑے۔۔

ہاشم شاہ نے حابیل شاہ کو باہر جانے کر کہہ خود مینیجر سے مومنہ کو اندر بھیجنے کا آڈر دیا۔ جبکہ حابیل شاہ نروٹھے پن سے انکو دیکھ کر اپنے آفس میں چلا گیا تھا۔۔۔

یہ بھی اچھا موقع تھا، کہ کل ہوئے جھگڑے کی وجہ سے عالم شاہ ابھی تک آفس نہیں آیا تھا۔ ہاشم شاہ کو خبر ملی تھی کہ وہ فارم ہاؤس میں تباہی مچا رہا ہے۔ پر ابھی کے لئے عالم شاہ کو اسکے حال پر چھوڑ کر وہ جاب کرنے والی کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔۔

____

چھوٹے شاہ اٹھ جاؤ۔۔۔!

روقاش نے زیام شاہ کے کمرے میں داخل ہو کر اسے پھر جگانے کی کوشش کی۔۔ لیکن وہ تھا کہ آج اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔

زیام شاہ کو بیڈ پر الٹے پڑے سوئے دیکھ کر روقاش نے دانت پیسے۔ اسے جگانے کے لیے وہ دفعہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آچکی تھی۔ پر وہ ڈھیٹ تو جیسے پورا اصطبل بیچ کر سو پڑا ہوا تھا۔۔۔

لمبو میں تمہیں آخری دفعہ جگا رہی ہوں۔۔! اگر تم اس بار بھی نہ اٹھے تو قسم ہے مجھے اپنے اس چاچی ہونے کے رتبے کی۔۔! میں نے تم پر یخ ٹھنڈا پانی پھینک دینا ہے اب۔۔۔!

روقاش نے بیڈ پر سوئے ہوئے زیام شاہ کو خطرناک گھوریوں سے نوازتے ہوئے دھمکی دی تو زیام شاہ جو جاگ چکا تھا۔اپنی چاچی کی بونگی دھمکی پر بند آنکھوں سے مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔۔ شکر وہ مان تو رہی تھی، کہ وہ انکی چاچی کے رتبے پر فائز ہے۔۔۔

یار چاچی کیا ہے۔۔!

آپ مجھے صبح صبح سونے کیوں نہیں دے رہیں ہیں۔۔؟ ایک تو میں پہلے ہی رات کو لیٹ سویا تھا۔۔۔!

نیند کے باعث بھاری آنکھوں کو وہ بامشکل کھول کر روقاش کو دیکھ پایا۔جو سر پر دوپٹہ جمائے اپنی ہیزل آنکھوں سے اسے گھورنے میں مصروف تھی۔

تمہارا استا نشہ اگر اتر گیا ہو۔۔! تو زرا آنکھیں کھول کر دیکھ لو دن کے دو بج چکے ہیں۔۔! اب تو لاڈو بھی کالج سے واپس آگئی ہے۔۔!

اور تمہاری صبح ہی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی۔۔"روقاش آگے بڑھ کر کھڑکیوں سے پردے ہٹاتے ہوئے اسے سناتے ہوئے بولی۔۔دو بجے کا سن کر زیام شاہ کی آنکھیں پٹ سے کھلیں تھیں۔۔۔

یار روح آپ نے مجھے مجھے پہلے کیوں نہیں جگایا۔۔؟مجھے کسی ضروری کام سے جانا تھا۔۔! تیزی سے بیڈ سے نیچے اتر کر زیام شاہ نے کہا تو روقاش جواب فرش پر اسکے پھینکے ہوئے کپڑے اٹھا رہی تھی۔کہ بے اختیار ان کپڑوں کو اٹھاتے ہوئے آنکھیں پھیلا گئی۔۔۔

زیام۔۔۔!!

روقاش نے ششدر ہوتے اسے پکارا۔۔۔

زیام شاہ جو شاور لینے کی غرض سے باتھروم کی طرف جانے والا تھا۔کہ بے اختیار روقاش کے یوں بلانے پر رک کر مڑتے ہوئے دیکھنے لگا۔۔۔زیام شاہ نے روقاش کے ہاتھوں میں اپنے رات والے کپڑے دیکھے۔ جن پر خون کے دھبے لگے ہوئے تھے۔حیرت واستعجاب سے وہ سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

تم پھر کسی سے جھگڑا کر کے آئے ہو نا۔۔؟ روقاش خود سے اخذ کرتے ہوئے بولی۔۔۔ جبکہ زیام شاہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر روقاش کے ہاتھوں سے اپنی شرٹ لینا چاہی تو وہ ٹی شرٹ اپنی پشت پر چھپا گئی۔۔۔

یار چاچی۔۔!

مجھے شرٹ واپس کریں۔۔۔"روقاش کے شرٹ چھپانے پر زیام شاہ نے نچلہ ہونٹ کاٹتے ہوئے بے بسی سے شرٹ مانگی۔۔۔

میں تمہیں تب تک یہاں سے ہلنے بھی نہیں دوں گی۔۔!

جب تک تم مجھے سب کچھ بتا نہیں دیتے۔۔! ورنہ میں جا رہی ہوں شاہ کو تمہاری اس کالی کرتوت کا بتانے۔۔۔! روقاش اسے غصے سے دیکھتے ہوئے تیکھے چتون لہجے میں دھمکاتے ہوئے بولی تو زیام شاہ خود کو کوس گیا۔ جس نے رات کو نیند و تھکن کی وجہ سے کپڑے اتار کر یہیں پر پھینک دیے تھے۔ ورنہ رات کو ہی وہ انہیں جلا دیتا۔۔۔

یار چاچی خوف خدا کریں۔۔!

مائیں ایسی تو نہیں ہوتیں جو اپنے بچوں کی کٹ لگوائیں۔۔۔"زیام شاہ منہ بسور کر روقاش کو ماں ہونے کا رول بتاتے ہوئے اسکی ممتا کو جگانے کی کوشش کرتے بولا۔۔جس کو سن کر روقاش کو مزید تپ چڑھی تھی۔۔۔

تمہاری جیسی بگڑی اور منحوس اولاد ہو تو ماؤں کو انکو سدھارنے کے لیے ایک دفعہ کیا بلکہ بار بار کٹ لگوانی چاہیے۔۔۔"وہ غصے سے کھڑے ہوئے بول گئی۔ان دونوں کی آئے دن کی مار پیٹ کی وجہ سے اعظم شاہ اور ارباز شاہ پریشان رہتے تھے۔۔اور وہ الٹا اسے ہی بے وقوف ماں بنانے پر تلا ہوا تھا۔جو اپنے بچوں کی کالی کرتوتوں پر پردے ڈال کر انکو مزید شہہ دیتی ہیں۔۔۔

تم مجھے بتا رہے ہو۔۔!

کہ میں جاؤں شاہ کو بتانے۔۔؟روقاش نے انگلی اٹھا کر اسے آخری بار پوچھتے ہوئے وارن کیا تو زیام شاہ نے بدلے میں سرد سانس خارج کی۔۔۔

ٹھیک ہے بیٹھیں یہاں پر۔۔!بتاتا ہوں سب۔۔!

ہار مانتے ہوئے زیام شاہ نے اسے صوفے پر بیٹھنے کا کہا تو روقاش اس پر تیکھی نظر ڈال کر خاموشی سے بیٹھ گئی۔ جس پر زیام شاہ نے اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے اسے وریشہ کے بارے میں بتانا شروع کیا۔ جو اسے کل رات سڑک پر خراب حالت میں ملی تھی۔۔

روقاش کو ساری بات بتا کر زیام شاہ نے خاموش اختیار کرتے ہوئے اسکی طرف دیکھا جو اب بے یقینی سے بیٹھی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے غصے کی جگہ اب تفکر نے لے لی تھی۔ جبکہ آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی بھی ابھرنے لگی تھی۔۔

زیام۔۔!

وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔؟ روقاش نم آنکھوں سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے بامشکل بولی۔۔۔ جس پر زیام شاہ نے بدلے میں افسوس سے اپنی نازک دل چاچی کو دیکھا۔۔۔

یار چاچی اس لئے میں اپکو نہیں بتا رہا تھا۔۔!

مجھے پتہ تھا کہ آپ سب کچھ جان کر رونا شروع کر دیں گئیں۔۔۔!

کیوں ایسے رو کر اپنے بھتیجے کو مجبور کر رہیں ہیں۔ کہ وہ جا کر ان کتوں کو موت کی نیند سلا دے۔۔۔"

روقاش کے رونے پر برا مناتے ہوئے زیام شاہ نے کہنا چاہا تو وہ جلدی سے اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے مسکرا دی۔اس حویلی کے مکین اسکی زرا سی بھی نم آنکھیں نہیں دیکھ پاتے تھے۔روقاش سے انکی عقیدت اس طرح کی ہو چکی تھی۔کہ اسکے زرا سے پریشان ہونے پر وہ سب تڑپ اٹھتے تھے۔۔۔

عشی ٹھیک ہے۔۔؟روقاش نے درمیانہ آواز میں استفسار کرتے ہوئے پھر سوال دہرایا۔۔۔

میری پیاری ماں۔۔!

وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔!بلکہ آج آپ سے ملنے کے لیے بھی آنے والی ہے۔میں نے اسی کو لینے کے لیے جانا تھا،پر اب لیٹ ہو گیا ہوں۔۔"زیام شاہ نے اسکے آنسو صاف کرنے کے بعد مطمئن کرتے ہوئے لمبا جواب دیا۔۔۔

زیام وہ بہت بے وقوف ہے۔۔!

مجھے بس ہر وقت اسکی فکر لگی رہتی ہے میں جب اس گھر میں تھی تو کبھی اسے اکیلے کہیں بھی جانے نہیں دیتی تھی۔اور اس بات کو جاننے کے بعد تو اب میری پریشانی مزید بڑھ چکی ہے۔۔۔"روقاش نے تردد سے بولتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔۔اسکا دل ایک دم سے اپنی عشی کے لیے پریشان ہو چکا تھا۔۔۔

آپ پریشان نہیں ہوں۔۔!

میرے ہوتے ہوئے اب دوبارہ ایسا نہیں ہو گا۔۔!

اور ہاں مجھے یاد آیا کہ آپکی بھتیجی کے پاس موبائل کیوں نہیں ہے۔۔؟

مطلب آج کے زمانے میں وہ بنا موبائل کے کیسے رہ رہی ہے۔۔۔؟زیام شاہ نے اسے بے فکر کرتے ہوئے سوال کیا۔وہ کل رات یہ جان کر سچ میں حیران ہوا تھا کہ وریشہ کے پاس کوئی موبائل فون نہیں ہے۔۔۔

زیام اسے ان چیزوں کو کوئی شوق نہیں ہے۔۔!

اگر وہ کسی چیز کی شوقین ہے تو بس بلو کلر کے ڈریس پہنے کی۔۔!

یا پھر ہماری مالا کی طرح آؤٹ پٹانگ کہانیاں پڑھنے کی۔۔!

اسے خود ہی کبھی موبائل کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔کیونکہ اسکی میرے سوا کوئی دوست بھی نہیں تھی۔۔"

روقاش نے تھکی سانس خارج کرتے ہوئے اپنی بھتیجی کے بارے میں بتاتے ہوئے اسکے سوال کا جواب دیا تو زیام شاہ امپریسنگ انداز میں دیکھ گیا۔۔۔بے ساختہ کل رات کا منظر یاد آیا جب وہ اسے مال لے کر گیا تھا۔اور میڈم نے صرف بلو ڈریس لینے کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں لی تھی۔

پہلے کی بات اور تھی چاچی۔۔!

پر اب آپ وہاں پر موجود نہیں ہیں۔۔! اس لئے اب وریشہ کے پاس موبائل ہونا ضروری ہے، تاکہ آپ اس سے باخبر رہیں۔۔" زیام شاہ نے سنجیدہ لہجے میں بولتے ہوئے کہا تو روقاش کو اسکی بات ایک دم ٹھیک لگی۔۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔!

میں ابھی شاہ کو کال کر کے کہتی ہوں کہ مجھے آج ہی کوئی نیا موبائل لے کر بھیجیں۔۔۔!

آج وہ آ بھی رہی ہے تو اسے دے دوں گی۔۔۔" روقاش اسکی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے جلدی سے کھڑی ہو گئی۔ تاکہ جا کر وہ ہاشم شاہ کو کال کر سکیں۔ پر زیام شاہ نے اپنی چاچی کو روک لیا تھا۔۔

اپکو اپنے شاہ کو اس کام کے لیے زحمت دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔!

میرے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کی دراز میں نیا موبائل پڑا ہوا ہے، جس میں نیا سم کارڈ بھی میں نے ڈال دیا ہے۔ تو آپ وہ فون نکال کر لے جائیں، اور آج اپنی بھتیجی کو یاد سے دے بھی دیجیے گا۔۔"

روقاش کوروک کر زیام شاہ بلند آواز میں بتاتے ہوئے اٹھ کر جلدی سے باتھروم کی جانب بڑھ گیا۔ تاکہ اسکی چاچی اسکے تاثرات جاننے کی کوشش نہ کرے۔۔۔

جبکہ روقاش نے حیرت سے مڑتے ہوئے اسکی طرف دیکھنا چاہا تھا۔ جو جا کر باتھروم میں گم چکا تھا۔ زیام شاہ کے اتنی فکر دیکھانے پر روقاش دانتوں تلے لب دباتے ہوئے اسکی چوٹی پشت یاد کرتے ہوئے پہلے تو ناسمجھی سے حیران ہوئی پھر معنی خیزی انداز میں ہنستے ہوئے بیڈ پر بیٹھ کر دراز کھولنے لگی۔ جس کے اندر کیوٹ سے نیلے رنگ کے کور میں سچ میں نیا موبائل فون پڑا ہوا تھا۔

روقاش امپریسنگ انداز میں موبائل پکڑ کر دیکھتے ہوئے کمرے سے باہر نکلنے لگی تو اچانک یاد آنے پر جلدی سے وہ پھر واپس مڑی۔۔ واڈروب کی جانب بڑھ کر وہ زیام شاہ کے کپڑے نکالنے لگی۔۔۔

......

بابا ہم پھوپھو کے پاس پہنچ گئے ہیں۔۔!

وریشہ ونڈو سے باہر کے مناظر دیکھتے ہوئے پر جوش انداز میں بولی تو اسکی خوشی پر آگے بیٹھے ارحم صاحب بس مسکرا دیے۔ انکی بیٹی اپنی پھپو پھو کی محبت میں بالکل پاگل تھی۔

جبکہ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے زیام شاہ نے بامشکل اپنی نظروں کو سنبھالا ہوا تھا۔ ورنہ ارحم صاحب کی موجودگی میں بس نہیں چل رہا تھا کہ بس ہر لحاظ کو بھاڑ میں جھونک کر وریشہ کے خوبصورت چہرے کو تکتا جائے۔۔۔

کل رات جب وہ وریشہ کو واپس چھوڑنے گیا تھا، تو ارحم صاحب نے زیام شاہ سے اسکے گاؤں کا نام اور ایڈریس جاننا چاہا۔ کیونکہ وہ وریشہ کو ساتھ لے کر روقاش سے ملنے کے لئے آنا چاہتے تھے۔ پر وریشہ کو گاؤں کا نام نہیں معلوم تھا۔ جس پر زیام شاہ نے انہیں گاؤں کا نام بتانے کی بجائے یہ کہا تھا۔ کہ کل صبح وہ انہیں خود پک کرنے آجائے گا۔

کیونکہ انکے گاؤں میں کوئی بھی لوکل ٹرانسپورٹ نہیں جاتی تھی۔ گاؤں کے رہنے والوں کے پاس اپنی اپنی گاڑیاں تھیں۔ اس لئے ارحم صاحب کو یہاں پہنچنے میں بے حد مشکل پیش آسکتی تھی۔ اس لئے زیام شاہ آج جاگتے ہی فریش ہونے کے بعد بنا ناشتہ کیے انہیں ریسیو کرنے کے لئے نکل گیا۔ جہاں وریشہ اور ارحم صاحب پہلے ہی اسکے انتظار میں تیار بیٹھے تھے۔۔ جبکہ زیام شاہ کے لیٹ آنے پر وریشہ کو تو منہ بھی پھول چکا تھا۔ وریشہ کے منہ پھولانے پر زیام شاہ نے ارحم صاحب کی موجودگی میں نامحسوس انداز میں کانوں کو ہاتھ لگاتے اسے سوری کہنا چاہا۔ تو زیام شاہ کے معصوم بننے پر وریشہ ایک دم سے کھلکھلا پڑی۔ وریشہ کے خود ہی

ہنسنے پر ارحم شاہ خوشگوار حیرت سے اسے دیکھ گئے۔ جو آج صبح سے بات بات پر یوں ہی اپنی خوبصورت ہنسی سے انکے دل کو پرسکون کیے ہوئے تھی۔ وریشہ کی کھلکھلاہٹ پر زیام شاہ بھی دھڑکتے دل کے ساتھ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

زیام شاہ نے گیراج میں پہنچ کر گاڑی کو بریک لگائی تو وریشہ تیزی سے گاڑی سے باہر نکلی۔ اسکی بے صبری پر وہ دونوں ہی نفی میں سر ہلا کر گاڑی سے اترے۔۔۔

بابا۔۔! پھپھو پھو وہاں اوپر رہتی ہیں۔۔۔!

سیڑھیوں کی جانب اشارہ کرتے وریشہ نے مسمرائز ہوتے بتاتا تو ارحم شاہ سچ میں حیرت کا شکار ہو گئے۔۔ کیونکہ یہ گاؤں اپنی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ لگ رہا تھا۔ اونچے اونچے پہاڑوں پر بنے گھر دیکھنے والوں کو بری طرح اٹریکٹ کرتے تھے۔

بابا جلدی آئیں نا۔۔۔!

ارحم صاحب کو وہیں کھڑے دیکھ کر وریشہ نے مڑتے ہوئے انہیں بلایا تو وہ چونک کر اسکی طرف دیکھ گئے۔ جو اپنی بے صبری کے باعث آدھی سے زیادہ سیڑھیاں چڑھ بھی چکی تھیں۔۔۔

عشی دھیان سے چلو۔۔۔!

وریشہ کو تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے دیکھ کر ارحم صاحب نے پریشان ہوتے کہا۔ جس کو بنا سنے وریشہ نے پھر مستی سے کھلکھلاتے ہوئے اپنی سپیڈ تیز کر دی۔۔۔

جلدی آجائیں۔۔! ورنہ یہ پاگل ہو جائے گی۔۔۔!

ارحم صاحب کو مخاطب کرتے زیام شاہ اسکے پیچھے ہوا تو ارحم شاہ بھی مسکرا کر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر جانے لگے۔ جہاں وریشہ اب غائب ہو کر شاید اندر چلی گئی تھی۔۔

____

عالم شاہ کی آپکی مدر کے ساتھ کمٹمنٹ کی وجہ سے میں اپکو جاب پر رکھ رہا ہوں۔۔!

ورنہ ابھی ہماری کمپنی میں کوئی ویکنسی موجود نہیں ہے۔۔۔!

ہاشم شا سنجیدہ لہجے میں بولتے ہوئے اپنے سامنے بیٹھی مومنہ کو دیکھ کر بولا تو نجانے کیوں مومنہ کو اپنی انسلٹ ہوتی محسوس ہوئی۔ شرمندگی کے باعث وہ پھیکا سا مسکرا دی۔

آپکا پورا نام کیا ہے۔۔؟

ہاشم شاہ نے اس بار رعب سے پوچھتے ہوئے اپنے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھتے سوال کیا۔۔ہاشم شاہ کے اس عجیب سے انداز کو دیکھتے ہوئے مومنہ دل ہی دل میں بے سکون سی ہو گئی۔۔۔ کیونکہ سامنے والی کی نظروں میں اس وقت ایک عجیب سا غصہ نظر آرہا تھا۔

وہ پہلے تو دو گھنٹوں سے باہر بیٹھی انتظار کرتی رہی تھی۔اور اب اگر اسے اندر بلایا گیا ہی تھا۔تو عالم شاہ کی بجائے ہاشم شاہ کو اپنا انٹرویو کرتے دیکھ کر مومنہ کا موڈ آف ہو گیا۔

حابیل شاہ اور ارمان شاہ کے آفس سے نکلنے پر ہاشم شاہ نے تبھی مومنہ کو اندر بلانا چاہا پر ارمان شاہ جو پہلے ہی باہر پہنچ چکا تھا۔اس نے مینیجر کو ہدایت دیتے کہہ دیا کہ اس محترمہ کو ویٹ کرنے کا کہہ کر وہ ہاشم شاہ کو انفارم کر دے۔۔ کہ مسٹر ارمان شاہ کا حکم ہے۔کہ نئی آئی لڑکی کا انٹرویو دو گھنٹوں کے بعد ہو گا۔۔۔ مینیجر نے لفظ بالفظ ارمان شاہ کا حکم ہاشم شاہ تک پہنچایا تو وہ اپنے بھتیجے کو سوچتے تاسف سے ہنس دیا تھا۔مطلب وہ اس محترمہ کو جان بوجھ کر ویٹ کروانے کا پلین کیے ہوئے تھا۔۔

مومنہ حفیظ۔۔"مومنہ نے سامنے بیٹھے شخص کی نظروں سے خوف کھاتے بامشکل ہمت کرتے جواب دیا۔۔ تو ہاشم شاہ نے ہلکی سی سر کو جنبش دی۔

ہمم۔۔۔!ویل ابھی آپ مسٹر ارمان شاہ کی سیکرٹری کے طور پر یہاں کام کریں گئیں۔اس لئے آپکے کام کی نوعیت،ڈیٹیلز اپکو وہیں سمجھائیں گئے۔اس آفس سے باہر نکل کر لیفٹ سائیڈ پر تیسرے والا انکا آفس ہے۔ آپ وہاں چلی جائیں۔۔"مومنہ کا پورا نام جان کر ہاشم شاہ نے سیدھا سیدھا اسے آفس سے نکلنے کا کہا تو مومنہ کچھ شش وپنج کا شکار ہوتی اسے دیکھنے لگی۔۔۔

پر سر۔۔!مجھے عالم سر نے بلایا تھا،تو میں انکی سیکرٹری۔۔"مومنہ اس سے پہلے اپنی بات مکمل کر پاتی کہ ہاشم شاہ کی سرد نگاہوں سے خوف کھاتے اس نے اپنی بات وہیں پر بات ادھوری چھوڑ گئی۔۔۔

مس مومنہ۔۔!

پہلے تو آپ یہ کلئیر کرلیں کہ اپکو یہاں پر اپائنٹ نہیں کیا گیا بلکہ آپکی مدر کے ریفرنس کی وجہ سے بس عالم شاہ نے اپکو یہ جاب دی ہے۔ اور سب سے ضروری بات۔۔!

کہ یہاں کا بوس میں ہوں۔۔!

تو کس کو کہاں پر رکھنا ہے،وہ میں ڈیسائیڈ کرتا ہوں۔۔۔!

اور اگر عالم شاہ نے اپکو کسی ریفرنس کی وجہ سے اپائنٹ کر ہی لیا ہے، تو اسکا یہ مطلب نہیں ہے، کہ آپ اس کمپنی میں صرف عالم شاہ کے انڈر ہی کام کرنا پسند کریں گئیں۔ اور اگر آپ گھر سے یہ بات سوچ کر آئیں ہیں تو سوری ٹو سے آپ یہاں سے واپس جا سکتیں ہیں۔۔۔"

ہاشم شاہ نے ناگواری سے اسے دیکھتے ہوئے بامشکل خود کو کچھ سخت سے باز کیا۔۔ ورنہ اسکی زبان سے عالم شاہ کا نام سننے کے بعد اسکا میٹر شارٹ ہو چکا تھا۔ اسکے برعکس مومنہ اپنی تذلیل پر چہرہ جھکاتے ہوئے تیزی سے اٹھ گئی۔

سوری سر۔۔!

ہاشم شاہ کے الفاظ پر اہانت سے سرخ پڑتے وہ اسے معافی مانگنے کے بعد آفس سے نکل کر ارمان شاہ کے آفس کی جانب بڑھ گئی۔

مومنہ کو آفس سے نکل کر ارمان شاہ کے آفس کی جانب جاتے ہوئے دیکھ کر ہاشم شاہ بھی تمسخرانہ تاثرات سے سر جھٹکتے ہوئے اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔۔ کیونکہ اسے آج زرا جلدی حویلی جانا تھا۔ زیام شاہ نے اسے خبر کی تھی، کہ آج چاچی کے بھائی آنے والے ہیں۔ اس لئے روقاش نے بھی ہاشم شاہ کو آفس سے جلدی آنے کا کہا تھا۔ تاکہ وہ اسے اپنے بھائی سے ملوا سکے۔۔۔

زیام شاہ کے ہمراہ ارحم شاہ حویلی کے اندر داخل ہوئے تو حویلی کے اندرونی دروازے کے اندر داخل ہوتے ہی ارحم صاحب کو سامنے روقاش کھڑی نظر آئی۔ جو شاید دروازے میں انکے انتظار میں ہی کھڑی تھی۔۔۔ روقاش کی نظر اپنے بڑے بھائی پر پڑی، تو اسکی ہیزل آنکھوں لبالب آنسوؤں سے بھیگتی چلی گئیں۔ جبکہ روقاش کو دیکھ کر ارحم صاحب کی آنکھیں بھی نم ہو چکی تھیں۔

ہر ناراضگی، غصہ بھلا کر روقاش آگے بڑھ کر اپنے بھائی کے سینے سے لگی تو ارحم صاحب کو بے یقین کرتی چلی گئی۔ جبکہ پاس کھڑے زیام شاہ نے اپنی چاچی کو روتے دیکھ کر لب کاٹتے ہوئے ناسمجھی سے دیکھا۔۔ وہ لوگ ایسے کیوں مل رہے تھے، جیسے بہت عرصے بعد مل رہے ہوں۔۔ زیام شاہ جو الجھن سے سوچنے لگا تھا کہ اچانک پاس کھڑی وریشہ کے رونے کی آواز پر متوجہ ہوتے نفی میں سر ہلا گیا۔۔

ایک تو تم لڑکیوں کو بس آنسو بہا کر آنکھیں لال کرنے موقع چاہیئے ہوتا ہے۔۔" زیام شاہ جھکتے ہوئے وریشہ کے کان میں چباتے ہوئے گویا ہوا تو وریشہ نے آنسو صاف کرتے ہوئے بے ساختہ ناک چڑھایا۔۔ وریشہ کو

اپنی چھوٹی سی ناک چڑھاتے دیکھ کر زیام شاہ ہنسی دباتے ہوئے دوبارہ اپنی چاچی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو اب بری طرح رونا شروع کر چکی تھی۔

میں آپ سے ناراض رہتی تھی بھائی، تو آپ نے کبھی مجھے منایا کیوں نہیں..!

روقاش روتے ہوئے ارحم صاحب سے گلہ کرتے بولی تو وہ نم آنکھوں سے اسکے سر پر لب رکھ گئے۔ انکی لاڈلی اتنے سالوں بعد انکے سینے سے لگی تھی۔ تو ارحم صاف کو اپنے سینے میں درد اٹھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اور یہ درد بہت سی اذیتوں کا مجموعہ تھا۔۔ روقاش کو اپنے بھائی سے گلے شکوے کرتے دیکھ کر وہ سب مسکرا دیے۔ پتہ نہیں وہ کس ناراضگی کی بات کر رہی تھی۔

میں تمہاری طرح بہادر نہیں تھا روقاش۔۔!

بابا جان نے مجھے تمہاری بہادر اور دلیر نہیں بنایا تھا۔۔! تم جب اپنے لئے اکیلے لڑ رہی تھی، تو تب تک میں اندر سے ہمت ہار چکا تھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اپنے گھر کو تباہ و برباد ہوتے دیکھا ہے۔ سوچو میں کس کس اذیت سے گزرا ہوں۔۔۔"

ارحم صاحب نے اذیت سے بولتے ہوئے اسکے آنسو صاف کیے۔ جبکہ روقاش سانس روکتے ہوئے بڑے بھائی کو دیکھ رہی تھی۔ ان دونوں بہن، بھائی کی گفتگو پر سب مسلسل نا سمجھی کا شکار ہو رہے تھے۔۔

آپ ٹھیک بھی تو کر سکتے تھے نا۔۔۔!

روقاش بھیگی آنکھوں سے کچھ سوچتے ہوئے بولی تو ارحم صاحب تکلیف سے بامشکل مسکرا پائے۔۔۔

میں نے ٹھیک کرنے کی کوشش کی تھی۔۔!

میں نے اس عورت کو چھوڑنا چاہا تھا۔۔پر بابا جان نے مجھے اپنی قسم سے باندھ کر عمر بھر کی تکلیف میں مبتلا کر دیا قاشی۔۔!

تم جانتی ہو جب تم پیدا ہونے والی تھی، تو میں سارا سارا دن امی جان کے پاس بیٹھ کر تمہاری باتیں کیا کرتا تھا۔ پھر تم جب پیدا ہوئی تو ہم تینوں تمہارے ننھے سے وجود کو پا کر مکمل ہو گئے۔پر قاشی۔۔۔!

اس عورت نے ہماری زندگیوں میں آکر سب خراب کر دیا۔۔۔!

مجھے بابا جان سے گلہ تھا، کہ جب تمہیں وہ بہادر بنا سکتے تھے، تو مجھے کیوں نہیں بنایا۔۔؟

مجھے کیوں نہیں اچھے برے لوگوں کی پہچان کروائی۔۔۔؟ مجھے لڑنا کیوں نہیں سکھایا۔۔۔؟

اگر میں تمہاری طرح بہادر ہوتا تو اپنی زندگی میں آئی اس بری عورت کو ٹھیک کر لیتا جس نے میری ماں کو مرنے کی دعائیں کرنے پر مجبور کیا۔۔۔!

جس نے میرے باپ کو آخری عمر میں دل کی تکلیف میں مبتلا کر دیا۔۔! بتاؤ یہ سب دیکھنے کے بعد میں جی پاتا۔۔؟ تمہارے لئے کچھ کر پاتا۔۔۔؟

ارحم صاحب تکلیف سے بچوں کی طرح روتے ہوئے زمین پر بیٹھتے چلے گئے تو روقاش یک دم پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے انکو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی۔اس نے آج تک یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔ کہ اسکا بڑا بھائی خود میں کن تکلیفوں کو چھپائے ہوئے ہے۔۔۔زیام شاہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر ارحم صاحب کو پکڑنا چاہا تو پاس کھڑے ارباز شاہ نے اسے منع کر دیا۔۔۔

وہ ان بہن، بھائی کو اپنا دل ہلکا کرنے دینا چاہتے تھے۔ جبکہ شرجینا جو وہاں پر تھوڑی دیر پہلے آئی تھی، کہ زیام شاہ کے اشارے پر وریشہ کو ساتھ لیے بہانے سے چلی گئی۔ اگر وہ وہاں پر کھڑی رہتی تو اس نے اپنے بابا اور پھپھو کو روتے دیکھ کر بری طرح رونا شروع کر دینا تھا۔اس لئے زیام شاہ نے اسے وہاں سے غائب کر دیا۔

بھائی یوں نہ کریں۔۔۔!

ورنہ میرا دل پھٹ جائے گا۔۔۔!

مجھے معاف کر دیں میں نے اپنی غلط فہمی کی وجہ سے اتنے سال آپ سے ناراض رہتے گزرا دیے۔ پر خدارا یوں نہ روئیں، نہیں تو میں مر جاؤں گی۔۔!

ارحم صاحب کی تکلیف دہ باتیں روقاش کا دل چیر رہیں تھیں۔اس لئے وہ روتے ہوئے التجائیں کرنے لگی۔۔۔

اریدصاحب کے مرنے کے بعد روقاش ہر طرح سے اکیلی ہوچکی تھی۔ کیونکہ آسیہ بیگم نے اسکا سانس لینا بھی مشکل کر دیا تھا۔گھر کی ساری ذمہ داری چھوٹی سی روقاش کے سر پر آگئی۔ جبکہ گھر کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ روقاش کو چھوٹی سی وریشہ کو بھی سنبھالنا پڑتا تھا۔کیونکہ آسیہ بیگم صبح کی گھر سے نکلیں، شام میں واپس آتیں تھیں۔ وہ بے فکری سے یاتواپنے مائکے میں پورا دن گزرا آتیں یا پھر محلے کے گھروں میں گھومتی رہتیں۔

ان سب حالات سے لڑنے کے لیے ارید صاحب جانے سے پہلے روقاش کو دماغی طور مضبوط کرنے کی پوری کوشش کر گئے تھے۔۔ یہ ہی وجہ تھی، کہ روقاش نے بنااف کیے سب سنبھالنا شروع کر دیا تھا۔

اور پھر وقت گزرتے گزرتے چھوٹی سی وریشہ اپنی پھپھو پھو سے ایسی اٹیچ ہوئی کہ آسیہ بیگم اسکی صرف نام کی ماں بن کر رہ گئیں۔اپنی بیٹی کو روقاش کے اتنے قریب ہوتے دیکھ کر آسیہ بیگم نے گھر میں مزید تماشے کرنے شروع کر دیے۔ کیونکہ وریشہ انکے پاس دومنٹ بھی نہیں ٹکتی تھی۔

آسیہ بیگم کے آئے دن ڈراموں پر ارحم صاحب بنا کچھ بولے بس خاموشی سے کسی غیر مرئی نقطے کو تکتے رہتے۔انکی اسی خاموشی پر روقاش کو غصہ کو آتا تھا۔وہ چاہتی تھی، کہ اسکا بڑا بھائی اپنی بیوی کو جواب دے۔

پر ارحم صاحب کی چپ نہیں ٹوٹتی تھی۔انکی مسلسل خاموشی اور آسیہ بیگم کی بڑھتی ناانصافیوں کو دیکھ کر روقاش کو یقین ہو گیا تھا کہ اسکا بڑا بھائی بزدل ہے۔جو اپنی بیوی کے ڈر کی وجہ سے بہن کے حق میں نہیں لڑ سکتا۔۔

ارحم صاحب کی خاموشی کو انکی کمزور مان کر روقاش نے ان سے ہم کلام ہونا ہی چھوڑ دیا۔یہاں تک کہ ارحم صاحب کو دیکھتے ہی وہ واک آؤٹ کرنا شروع ہو گئی تھی۔ان بہن، بھائی کی یہ خاموش ناراضگی پھر وقت رہتے مزید بڑھتے ہی چلی گئی۔

ارحم صاحب نے اپنی بے بسی کے باعث مکمل طور پر چپ سادھ لی تو روقاش نے انکو کمزور و بزدل مان کر بہن، بھائی کے رشتے کو نہ ہونے کے برابر کر دیا۔یہاں تک کہ وہ میٹرک کرنے کے بعد محلے کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر اپنا خرچہ بھی خود اٹھانے لگی۔ اسکے یوں خود مختار ہونے پر ارحم صاحب کے دکھ میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔پر ان دونوں بہن, بھائی نے کبھی آمنے سامنے بیٹھ کر اس خاموشی کو ختم نہیں کرنا چاہا تھا۔اور نہ ہی کر پائے تھے۔اور آج پہلی بار کھل کر سامنے آئے تو ایک دوسرے کو تکلیف سے دوچار کرتے چلے گئے۔۔۔

ارحم صاحب کے یوں رونے پر روقاش کو تکلیف سے روتے دیکھ کر زیام شاہ نے آگے بڑھ کر ارحم صاحب کو سنبھالتے ہوئے کھڑا کیا۔جبکہ ارباز خان اور اعظم شاہ حیرت و تعجب سے اس نرم دل انسان کو دیکھ رہے

تھے، جو پتہ نہیں سینے میں کن دکھوں کو پالے وقت سے پہلے بہت بوڑھا ہو چکا تھا۔ سفید و سرخ رنگت زرد پڑی ہوئی تھی تو سر اور داڑھی کے بال سارے سفید ہو چکے تھے۔

کیا کوئی بھی تکلیف سچ میں انسان کو اس حد تک کمزور کر دیتی ہے۔۔۔؟

ارباز شاہ اور اعظم کو اچانک اپنے گھر کے مکین یاد آنے لگے تو ان کی آنکھیں دردناک تاثرات سے بھرتی چلی گئیں۔ ارباز شاہ اپنے بابا کو حوصلہ دیتے نفی میں سر ہلا گئے۔۔۔ شاید وہ پیار سے تاکید کرنا چاہ رہے تھے کہ وہ کمزور نہیں پڑیں گے۔ اعظم شاہ نے سینے میں جاگتے ہوئے دکھ کو دباتے ہوئے بڑے بیٹے کی طرف دیکھ کر مسکرانے کی کوشش کی اور بہت مشکل سے اپنا دھیان ہٹاتے ہوئے روقاش کی طرف متوجہ ہو گئے، جو زیام شاہ کے ساتھ بھائی کو سنبھالتے ہوئے اب صوفے پر بٹھا رہی تھی۔ روقاش اور ارحم صاحب کی باتوں سے وہ یہی اخذ کر پائے تھے کہ شاید ان بہن بھائی کے درمیان کوئی لمبی ناراضی چلی ہے جس کا مداوا وہ لوگ کرنا چاہ رہے ہیں۔

ارباز شاہ نے اعظم شاہ کو صوفے پر بٹھایا اور خود روقاش کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے ارحم صاحب کے پاس ہی بیٹھ گئے۔

" گڑیا! تمہارے یوں مسلسل رونے پر شاہ نے وبال کھڑا کر دینا ہے! اور تمہارے ساتھ ساتھ ہمیں بھی ڈانٹ پڑ جانی ہے کہ ہم نے اس کی بیوی کا خیال کیوں نہیں رکھا۔۔۔! چلو شاباش اب یہ آنسو صاف کرو اور

جاؤ کچن میں جا کر بھائی کے لیے کچھ کھانے کو لے کر آؤ۔ پہلی بار تمہارے مائکے والے آئے ہیں، اب کیا ان کو ایسے ہی بس رلا کر بھیجو گی؟"

ارباز شاہ نے ڈپٹ کر روقاش کو رونے سے باز کرتے ہوئے ہاشم شاہ کا ڈراوا دیا اور ساتھ ہی کچن میں جانے کا بھی کہا تا کہ اس کی توجہ کچھ ہٹ سکے۔

"جی بھیا! میں ابھی کچھ لے کر آتی ہوں۔۔۔!"

ارباز شاہ کے ڈانٹنے پر روقاش نے مسکراتے ہوئے اپنے آنسو صاف کیے تو زیام شاہ نے بے ساختہ لاکھ شکر ادا کیا، ورنہ ہاشم شاہ سے سب سے زیادہ اس کی کلاس لگتی۔ روقاش تیزی سے کچن کی طرف بڑھ گئی تو وہ لوگ ارحم صاحب کو کمپنی دینے لگے۔

ارمغان شاہ ابھی تھوڑی دیر پہلے حویلی واپس آیا تھا۔ نیچے آئے مہمانوں سے ملنے کے بعد وہ اب فریش ہونے کے لیے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ براؤن کلر کی شرٹ اور جینز پہنے وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر کمرے کی طرف بڑھنے لگا تو اچانک مالا شاہ کے کمرے کے آگے پہنچ کر اس کے قدموں کو بریک لگی۔

"میری صحت مند منکوحہ کہاں ہے؟" مالا شاہ کے کمرے کے سامنے کھڑے ہوتے ارمغان شاہ نے بے اختیار سوچا، کیونکہ وہ اسے نیچے بھی نظر نہیں آئی تھی، ورنہ وہ اس وقت روقاش کے ساتھ کچن میں مصروف ہوتی تھی۔

ارمغان شاہ آس پاس نظریں دوڑا کر الٹے قدم لیتے ہوئے ریلنگ کے پاس آکر نیچے لاؤنج کا منظر دیکھنے لگا جہاں سب ارحم صاحب کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے۔ہاشم شاہ بھی آفس سے جلدی لوٹ کر فریش ہونے کے بعد اپنے سالے کو ٹائم دے رہا تھا، جبکہ باقی بھی ادھر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔لاؤنج میں اس وقت عالم شاہ کے سوا باقی سب موجود تھے۔ارمغان شاہ نے لب کا کونا دباتے ہوئے اب مطمئن انداز میں اپنے شکار کی تلاش میں قدم بڑھائے۔وہ آسانی سے اپنی منکوحہ سے ملاقات کر سکتا تھا کیونکہ سب مہمانوں کے ساتھ مصروف تھے۔

ارمغان شاہ نے مالا کے کمرے کا دروازہ کھول کر دیکھا تو پورا کمرہ سنسان پڑا ہوا تھا۔کمرے میں چیک کرنے کے بعد وہ اس کے آفس روم کی جانب بڑھ گیا۔سب کمروں کو کراس کرتے وہ گھوم کر مطلوبہ کمرے کے سامنے آیا تو کمرے کے اندر سے اسے کھلکھلانے کی آواز آئی، جس کو سنتے ہی وہ ذرا حیرت سے چونک گیا۔

"وہ کیا اکیلے ہی ہنس رہی تھی؟"

ارمغان شاہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ سوچتے ہوئے آہستگی سے ہینڈل گھماتے ہوئے دروازہ کھولا تو اس کی کیوٹ منکوحہ سامنے ہی ٹیبل کے دوسری طرف بیٹھی نظر آئی۔مالا شاہ کے گول مٹول چہرے پر بڑے سے چشمے کو دیکھ کر ہمیشہ کی طرح ارمغان شاہ کا دل مچل اٹھا۔

"چین ہو تم، آرام ہو تم۔۔۔!اس دل کا سکون ہو تم۔۔۔!"

مالا شاہ کے خوبصورت سراپے کو دیکھتے ہوئے وہ شگفتگی بھری مسکراہٹ پاس کرتے خود سے بڑبڑانے والے انداز میں گنگناتے ہوئے بول گیا۔ بے شک ارمغان شاہ کو اپنی منکوحہ کی شوگر گرے آنکھوں سے عشق تھا، پر اس کی ناک پر ٹکا ہوا وہ نظر کا چشمہ جب وہ انگلی کی مدد سے پیچھے کرتی تھی تو ارمغان شاہ کو چاروں شانے چت کر دیتا تھا۔ اپنی کہانی پڑھتے ہوئے مالا شاہ کو ذرا بھی خبر نہیں ہوئی تھی کہ اس کا جلاد منکوح کمرے میں داخل ہو چکا ہے۔

ارمغان شاہ نے کمرے کو آہستہ آواز میں بند کر کے لاک کرنے کے بعد سرشاری سے ٹیبل کی طرف قدم بڑھائے جہاں آج وہ اپنا کام کرنے کی بجائے کتاب پڑھنے میں مشغول نظر آ رہی تھی۔ ارمغان شاہ نے اچانک آگے بڑھ کر ایک جھٹکے میں مالا شاہ کا چہرہ بلند کرتے اس کے لبوں کو جکڑا تو وہ اس اچانک افتاد پر اندر تک کانپتے ہوئے مچل کر خوف سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے اسے دیکھ گئی۔ اس کی شوگر گرے آنکھوں کو وحشت بھری کالی آنکھیں نظر آئیں تو اس نے لرزتے ہوئے بے اختیار ارمغان شاہ کو کندھوں سے تھامنا چاہا۔

ارمغان شاہ نے ہاتھ بڑھا کر اس کا چشمہ نکالتے ہوئے مالا کی شوگر گرے آنکھوں میں اپنی کالی آنکھیں گاڑتے ہوئے بے باک سے ہونٹوں کو وا کرتے انہیں سک کرنا شروع کیا تو مالا شاہ کا پورا کا پورا وجود ہی جھنجھوڑ اٹھا، کیونکہ وہ ایسے اچانک اس پر دھاوا بول کر اس کی روح لرزا چکا تھا۔ مالا شاہ کو اب سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے۔ اس کا وجود بے سود ہونے لگا تو ارمغان شاہ نے ایک جھٹکے میں اسے کھڑا کر کے خود اس کی جگہ پر بیٹھ کر مالا کو گھماتے ہوئے اپنی گود میں بٹھا کر دوبارہ ہونٹوں کو جکڑ لیا۔

اس کی ٹانگوں کو اپنے دائیں بائیں کرتے ارمغان شاہ نے تیزی سے اس کی زبان کو جکڑ کر اس کے نرم و بھرے بھرے وجود پر ہاتھ پھیرا تو مالا نے ڈرتے ہوئے آنکھیں میچ لیں۔ مقابل چند منٹوں میں ہی اس کی جان لبوں پر لے آیا تھا، جس کے آنے کی اسے ذرا بھی خبر نہیں ہوئی تھی۔ مالا شاہ کے ہونٹوں کو آزاد کرتے ارمغان شاہ نے اس کا سر پیچھے گراتے ہوئے گردن پر دانت گاڑے تو وہ سسکتے ہوئے مچل گئی۔

"غان۔۔۔!"

تیز دھڑکنوں کے بیچ مالا شاہ نے اسے جلدی سے پکارا تو ارمغان اس کی زبان سے "غان" سنتے ہوئے مزید بے خودی میں مبتلا ہوتا چلا گیا۔ آج کتنے دنوں بعد وہ اسے چھو رہا تھا، اس لیے اس کے جذبات بے قابو ہو رہے تھے۔ ارمغان شاہ نے اس کی گردن کی سکن سک کرتے ہوئے شرٹ کے اندر ہاتھ لے جاتے اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو مالا شاہ کے وجود میں تیزی سے سپارک ہوا۔۔۔ وہ بھاری سانسیں خارج کرتے ہوئے اس کا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرنے لگی۔

"غان۔۔۔!! کلک۔۔ کیا کر رہے ہیں؟" مالا نے تڑپ کر اسے روکنے کی کوشش کی۔

"کیا تکلیف ہے تمہیں؟ کیوں بار بار بے وجہ ڈسٹرب کر رہی ہو؟"

مالا شاہ کی مسلسل مزاحمت پر وہ چہرہ اٹھا کر اچانک بھڑکتے ہوئے گویا ہوا تو اس کی تیز آواز پر ڈر کے مارے اچھلتے ہوئے مالا شاہ کی آنکھوں میں تیزی سے آنسو چمکے۔

"جب تم اچھے سے جانتی ہو کہ میں جب تمہارے قریب ہوتا ہوں تو مجھے کوئی مداخلت نہیں پسند آتی، تو کیوں فضول میں یہ مزاحمت کر کے میرا دماغ خراب کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہو؟"

ارمغان شاہ کا دماغ پل میں گرم ہو گیا جس کے باعث وہ غصے سے بھڑکتے ہوئے اسے اپنی گود سے اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ وہ کتنے پیار سے مدہوش ہوتے اسے چھو رہا تھا پر مالا شاہ کی فضول مزاحمت کرنے پر اس کا موڈ بری طرح آف ہو چکا تھا۔ اس کے برعکس مالا شاہ نے اس کی غصے سے بھری آواز سنتے ہی رونا شروع کر دیا۔ وہ انتہائی نازک اور کمزور دل کی لڑکی تھی، اور پھر کسی اور کے ڈانٹنے پر وہ کچھ محسوس کرے یا نہ کرے، پر ارمغان شاہ کا ذرا سا غصہ اسے رلا دیتا تھا۔ جیسے ابھی وہ اس کی تیز آواز پر بری طرح ہچکیاں بھرتے ہوئے رونا شروع ہو چکی تھی۔

"مم۔۔میں۔۔آپ۔۔آپ سے کبھی بات نہیں کروں گی۔۔!!"

ہچکیوں کے دوران وہ بمشکل بولتے ہوئے ٹیبل سے اپنا چشمہ اٹھا کر بری طرح روتے ہوئے دروازے کی جانب بھاگی تو ارمغان شاہ اسے حیرانی سے دیکھ گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے روک پاتا، وہ اونچی آواز میں روتے ہوئے باہر جا چکی تھی۔ اس کے یوں رونے پر بے چین ہوتے ارمغان شاہ نے غصے میں بے قابو ہو کر چیئر کو زوردار ٹھوکر ماری۔ اضطراب سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے وہ اپنی شیو پر ہاتھ پھیر گیا، لیکن پھر اگلے ہی پل تپش کے مارے اس نے ٹیبل پر موجود چیزوں کو زمین بوس کر دیا۔

"قاشی! کیا میری ایک بات مانو گی؟" ارحم صاحب نے روقاش کے ہاتھ تھامتے ہوئے استفسار کیا تو روقاش نے تڑپ کر جلدی سے ہاں میں سر ہلا یا۔

"بھیا! آپ جو بولیں گے، میں کروں گی! پر آپ پہلے وعدہ کریں کہ آئندہ ایسے نہیں روئیں گے۔۔۔!" روقاش نے نم آنکھوں سے بھائی کے آنسو صاف کرتے ہوئے اقرار لینا چاہا تو بدلے میں ارحم صاحب بس مسکرا دیے۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے ان سب نے ایک ساتھ کھانا کھایا تھا۔ اپنی بہن کو اس کے سسرال میں اتنی محبت و عزت ملتے دیکھ کر ارحم صاحب کا دل مطمئن اور پر سکون ہوتا چلا گیا۔ ان کی عشی نے جتنا بتایا تھا، ان کی بہن اپنے سسرال میں اس سے زیادہ بھی خوش تھی۔ کھانا کھانے کے بعد ارحم صاحب نے واپس چلنے کی اجازت مانگی تو جانے سے پہلے انہوں نے روقاش کو کوئی ضروری بات کرنے کا کہا، جس کو سنتے ہی روقاش انہیں ڈرائنگ روم میں لے کر آ گئی۔

"قاشی! میرے پاس زندگی کی زیادہ مہلت نہیں بچی، پر کیا تم میرا ایک کام کر دو گی؟" ارحم صاحب نے تکلیف دہ لہجے میں روقاش کی طرف دیکھا تو وہ تڑپ کر انہیں دیکھ گئی۔

"بھیا! کیوں ایسی باتیں کر کے میرا دل بند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ پلیز ایسے نہیں بولیں، آپ کو میری عمر بھی لگ جائے! میں آپ کی ہر بات مانوں گی، آپ کا ہر کام کروں گی، آپ یوں نہیں بولیں

بس۔۔۔"روقاش نے عقیدت سے بڑے بھائی کے ہاتھوں پر لب رکھے تو ارحم صاحب اس کے سر پر ہاتھ رکھتے دل میں اٹھتی کسک کو دبانے کی کوشش کرنے لگے۔

"قاشی! مجھے بلڈ کینسر ہے اور آخری سٹیج پر ہے۔۔۔"

ہاشم شاہ جو اپنی بیوی کے رونے کا سوچ کر اندر داخل ہونے لگا تھا، بے اختیار ارحم صاحب کے الفاظ سنتے ہی اس کے پیر زمین پر جکڑتے چلے گئے۔ روقاش کی آنکھوں میں بے اعتباری دیکھتے ہوئے ارحم صاحب مزید کہنے لگے۔

"تمہارے لیے کوئی اچھا ہمسفر چننے سے پہلے میں مرنا نہیں چاہتا تھا، پر دیکھو نا! اللہ نے مجھے تمہارے لیے یہ کوشش بھی نہیں کرنے دی اور اللہ نے تمہاری زندگی میں ہاشم شاہ جیسا اتنی محبت و عزت کرنے والا شوہر خود ہی بھیج دیا۔ میں تمہارے شوہر کی تمہارے لیے محبت دیکھنے کے بعد اب سکون سے مر سکوں گا۔ پر کیا تم میرے مرنے سے پہلے پہلے میری عشی کے لیے کوئی اچھا ہمسفر ڈھونڈ سکتی ہو؟ میں مرنے سے پہلے اپنی بیٹی کا فرض ادا کرنا چاہتا ہوں قاشی! پر مجھے انسانوں کی پہچان نہیں ہے، اس لیے وریشہ کے لیے تم کوئی اچھا انسان ڈھونڈو۔۔۔ کیا تم ہماری عشی کے لیے کوئی محبت کرنے والا انسان ڈھونڈو گی؟"

ارحم صاحب نے اپنی بہن کے چہرے اور آنکھوں میں ابھرتی تکلیف سے نظریں چراتے ہوئے بات مکمل کی تو روقاش کی آنکھوں سے متواتر آنسو بہتے چلے گئے۔ وہ شاکڈ نگاہوں سے بھائی کو دیکھ رہی تھی جو کتنے سکون سے اس کا دل چیرنے کے بعد اب آس بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

روقاش نے اپنے گلے میں مچلتی ہوئی چیخوں کا گلا گھونٹنا چاہا تو نجانے کیوں اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ ارحم صاحب کے ہاتھ چھوڑ کر وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے کھڑی ہوگئی۔ اس کے کھڑے ہونے پر ارحم صاحب خود بھی اذیت سے کھڑے ہوگئے۔ روقاش ان کے چہرے کو نظر بھر کر دیکھنے کے بعد بنا کچھ بولے روتے ہوئے وہاں سے بھاگنے والے انداز میں نکلی تو ارحم صاحب نے دکھ سے آنکھیں میچیں۔

روقاش کو روتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتے دیکھ کر ہاشم شاہ ضبط سے گہری سانس خارج کرنے کے بعد خود کو کمپوز کرتے کمرے میں داخل ہوا۔

"یہ بہت غلط بات ہے سالے صاحب! آپ پہلی بار ہمارے گھر آئے ہیں، اور آتے ہی آپ نے میری بیوی کو اتنا رلا دیا ہے۔۔۔" ہاشم شاہ نے اچانک ارحم صاحب کو مخاطب کرتے دوستانہ انداز میں شکایت کی تو ارحم صاحب چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور بس مسکرا کر اسے دیکھ گئے۔

"مسٹر شاہ۔۔۔!!!" وریشہ نے کمرے میں داخل ہوتے تیزی سے ہاشم شاہ کو پکارا تو وہ چہرہ موڑتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگے جو شرجینا شاہ کے ساتھ اندر داخل ہوئی تھی۔

"مسٹر شاہ! آپ نے مجھے اس دن بتایا ہی نہیں کہ میں آپ کو کیا کہہ کر بلاؤں؟" وریشہ نے ہاشم شاہ کو دیکھتے ہوئے اپنے اس دن والے سوال کا جواب مانگا۔ ہاشم شاہ کو بے اختیار اس کا "پھوپھا جی" کا لفظ یاد آیا جسے یاد کرتے ہی اس کا دل خراب ہوتا چلا گیا۔

"عشی! تم چاچو کو انکل کہہ لیا کرو۔۔۔" پاس کھڑی شرجینا شاہ اسے مشورہ دیتے ہوئے بولی تو وریشہ نے ناک چڑھاتے ہوئے نفی کی۔

"نہیں جیا! مسٹر شاہ اس حویلی میں سب سے زیادہ ہینڈسم ہیں، ان پر انکل سوٹ نہیں کرے گا۔۔۔" شرجینا شاہ کے مشورے کی نفی کرتے ہوئے وہ بولی تو ہاشم شاہ نے مسکراتے ہوئے ان کی بحث کو دیکھا، جو اپنے قد کی وجہ سے ہم عمر لگ رہی تھیں۔

"عشی! آپ مجھے چاچو کہہ کر بلایا کرو۔۔۔" وریشہ کے مسئلے کا آسان حل نکالتے ہوئے ہاشم شاہ نے جواب دیا تو وریشہ کی آنکھیں تیزی سے چمک اٹھیں۔

"چاچو! یہ بیسٹ ہے۔۔۔!!" ہاشم شاہ کے جواب کی تائید کرتے ہوئے شرجینا شاہ چہکتے ہوئے بولی تو وریشہ نے بھی راضی ہونے والے انداز میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ ان دونوں کی خوشی دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ مسکراتے ہوئے ارحم صاحب کو نیچے گاڑی تک چھوڑنے چلا گیا۔

آج پورے ایک ہفتے کے بعد عالم شاہ نے آفس میں قدم رکھا تو سب متوجہ ہوتے اسے دیکھ گئے۔ لیونڈر تھری پیس سوٹ پہنے سپاٹ چہرے کے ساتھ مضبوط قدم اٹھاتے ہوئے وہ اپنے آفس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

اپنے اپنے روم میں بیٹھے حابیل شاہ اور ہاشم شاہ اسے گلاس وال میں سے دیکھ رہے تھے۔ آج انکی ایک بہت امپوٹینٹ میٹنگ تھی۔ جس میں عالم شاہ کا ہونا بھی بہت ضروری تھا۔ پچھلے پورے ہفتے سے وہ فارم ہاؤس میں ہی رہ رہا تھا۔ ان سات دنوں میں نہ تو عالم شاہ حویلی گیا تھا، اور نہ ہی حویلی والوں نے اسے کال یا میسیج کیا تھا۔ کیونکہ ہاشم شاہ نے گھر میں سب کو یہی بتایا تھا۔ کہ عالم شاہ بزنس میٹنگ کے سلسلے میں آؤٹ آف سٹی ہے۔ پر کوئی یہ نہیں جانتا تھا۔ کہ عالم شاہ تو پورا ہفتہ آفس بھی نہیں آیا۔ بلکہ وہ فارم ہاؤس پر ہی اپنے کمرے میں بند رہا تھا۔ ہاشم شاہ کو اسکی پوری پوری خبر تھی۔

آج کی میٹنگ میں اگر اسکی موجودگی اہم نہ ہوتی تو ہاشم شاہ آج بھی اسکو آفس آنے کا نہ کہتا۔۔ پر اس پراجیکٹ پر عالم شاہ نے ہی کام کیا تھا۔ اور اسکی پریزنٹیشن بھی اس نے تیار کی ہوئی تھی۔۔ اس لئے ہاشم شاہ نے اسکی سکریٹری کو کہہ کر عالم شاہ کو ارجنٹ آفس بلانے کا کہا تھا۔

عالم شاہ کی سیکرٹری نے اسے میٹنگ کے بارے میں بتایا تو وہ آدھے گھنٹے بعد آنے کا کہہ کر فون بند کر گیا۔ جس پر حابیل شاہ اور ہاشم شاہ نے بے اختیار شکر ادا کیا۔ ورنہ وہ یہی سوچ رہے تھے۔ کہ بگڑے نواب کہیں آنے سے منع نہ کر دیں۔ پر شکر کہ وہ آچکا تھا۔ میٹنگ شروع ہونے میں ابھی آدھا گھنٹہ باقی تھا۔

مومنہ جو ارمان شاہ کے لئے کافی بنانے جا رہی تھی، کہ بے اختیار عالم شاہ پر نظر پڑتے ہی وہ فریز ہوتی چلی گئی۔ فورسٹ گرین آنکھوں میں سنجیدگی سموئے وہ اپنی شان دار شخصیت کے ساتھ مومنہ حفیظ کو ساکت

کرتا چلا گیا۔ مومنہ نے اپنی پوری زندگی میں اتنا شاندار شخص نہیں دیکھا تھا۔ عالم شاہ اسکے پاس سے گزر کر اپنے آفس میں بند ہوا تو مومنہ نے فضا میں بکھری اسکی خوشبو کو محسوس کرتے مسرور انداز میں آنکھیں بند کر لیں۔

عالم شاہ کی جان لیوا محسور کن خوشبو مومنہ کے دل کی دنیا تھل پتھل کر رہی تھی۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا، کہ آگے بڑھ کر بس اپنا اپ اس شخص کے قدموں میں رکھ دے، اور ڈھیر ہونے کے بعد وہ عالم شاہ کو کہتی کہ مومنہ حفیظ کو اپنا کر اسے اپنی جان لیوا قربت کا ساتھی بنا لے۔ پر وہ سنگدل اس پر نگاہ ڈالے بنا جا چکا تھا۔۔

آج پورے ہفتے بعد وہ آفس آیا تھا۔ وہ پچھلے ہفتے سے اس کمپنی میں آ رہی تھی۔ پر اسے عالم شاہ کہیں بھی نہیں نظر آیا تھا۔ عالم شاہ کی ہر روز کی غیر موجودگی کو محسوس کرتے وہ بے چینی کا شکار ہو جاتی تھی۔ پر آج اسکا یوں اچانک آنا مومنہ کے دل کو مسرور کرتا چلا گیا تھا۔۔

"عالم شاہ صرف میرا ہے۔۔" سامنے آفس کے بند دروازے کو تکتے ہوئے وہ آس پاس کا ہوش بھلائے، کھوئے ہوئے انداز میں خود سے کہہ رہی تھی۔۔۔ پر دو سلگتی ہوئی ڈارک گرے آنکھوں نے اسے یہاں کھڑے دیکھ کر مٹھیاں بھینچ لیں تھیں۔

آپ اس آفس میں کام کرنے آتی ہیں، یا پھر لوگوں کو تکنے۔۔۔؟ ارمان شاہ کی چنگھاڑتی ہوئی آواز پر مومنہ ایک دم سے ہوش میں آتی اچھل پڑی۔۔۔

س۔۔ سسو۔۔ سوری سر۔۔۔!!!

ارمان شاہ کی ڈارک گرے آنکھوں میں ابھرنے والی سرخی کو دیکھتے وہ بے اختیار تھوک نگل گئی۔

مس مومنہ یہ کمپنی کام کرنے والے لوگوں کے لئے بنائی گئی ہے، اور اگر اس کمپنی میں کوئی بھی نکما شخص غلطی سے ہائیر کر لیا جائے تو پھر اسے بہت جلد باہر کا رستہ دیکھا دیا جاتا ہے۔۔۔!

ارمان شاہ غصے کے مارے انتہائی ضبط سے بدلحاظی سے بولا تو مومنہ، عالم شاہ کے آفس پر نظر ڈال کر اسے دیکھ گئی۔۔۔

وہاں کہاں دیکھ رہیں ہیں اپ۔۔۔؟ اور یہ آپ اس حلیے میں آفس آ رہیں ہیں۔۔؟ آپ یہاں کام کرنے آتیں ہیں۔۔؟ یا پھر ماموں کے ولیمے پر۔۔؟ مومنہ کا ڈھیٹوں کی طرح عالم شاہ کے آفس کو تکنا ارمان شاہ کو مزید تیش دلانے کا سبب بنا تھا۔ اس لئے وہ اسکے حلیے پر چوٹ کرتا غصے سے استفسار کرنے لگا۔ اسکی یوں بلند آواز پر باقی سٹاف بھی متوجہ ہوا، تو مومنہ سب کے سامنے اپنی بے عزتی پر سرخ ہوتی چلی گئی۔۔۔

یہ بیچاری جس دن سے آئی ہے، سر ارمان سے ایسے ہی ڈانٹ کھائے جا رہی ہے۔۔!

مومنہ کی حالت پر ترس کھاتے ہوئے سٹاف کے لوگ ایک دوسرے سے باتیں بنانے لگے۔۔ کیونکہ وہ دن میں کئی بار ارمان شاہ کے ہاتھوں مومنہ کی بے عزتی ہوتے دیکھتے تھے۔

سوری سر۔۔!! آئندہ خیال رکھوں گی۔۔۔!!

میں آپکی کافی لے کر آتی ہوں۔۔!!

شرمندگی کے مارے چہرہ جھکاتے ہوئے وہ جلدی سے وہاں سے نکلی تو ارمان شاہ نے اسکی پشت کو زہر بھری نظروں سے دیکھا۔۔ مومنہ کی شکل غائب ہوتے ہی ارمان کے کانوں میں بے اختیار اسکے تھوڑی دیر پہلے الفاظ گھونجنے لگے۔۔۔ "عالم شاہ صرف میرا ہے.."

تمہاری تو میں ایسی بینڈ بجاؤں گا کہ آئندہ تم پرائے مرد تو کیا اپنے حق حلال کے مرد کو دیکھنے سے بھی توبہ کروں گی۔۔ مچھر مار سپرے کہیں کی۔۔۔!! تمہیں تو ایسا سبق پڑھا کر بھیجوں گا۔ کہ تمہاری مری ہوئی ساری دادیاں قبر سے اٹھ کر کہنے لگے گئیں۔ کہ ارمان شاہ خدا کے واسطے ہماری پوتی کی جان بخش دو۔۔۔!! ہمیشہ کی طرح غصے و تیش سے ارمان شاہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے میٹنگ روم کی طرف بڑھنے لگا۔۔ اسکی سیلف ٹاک ہمیشہ جلی کٹی ہی ہوتی تھی۔

بڑی۔۔۔! بھائی جان تشریف لا چکے ہیں۔۔!

اب آپ بھی میٹنگ روم میں تشریف لے آئیں۔۔۔!! کیونکہ ہمارے کلائنٹس بھی یہاں پر پہنچ گئے ہیں۔۔! ہاشم شاہ کے آفس کا دروازہ کھول۔ کر ارمان شاہ نے اندر چہرہ کرتے ہوے اطلاع دی تو ہاشم اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلاتے ہنسی دباتے ہوئے لیپ ٹاپ اٹھا کر اسکی طرف بڑھا۔۔۔

مومنہ باجی کی بینڈ کم بجاؤ۔۔!

کہیں تمہارے ہاتھوں شہید ہو کر بیچاری شہدوں کی لسٹ میں شامل ہو کر تمغہ امتیاز نہ حاصل کر لے۔۔!

ہاشم شاہ نے اسکے بال بگاڑ کر ہاتھ ہولا رکھنے کا کہا تو بدلے میں ارمان شاہ نے ناک چڑھالیا۔۔وہ ابھی گلاس وال سے اسے مومنہ کی کلاس لیتے دیکھ رہا تھا۔

میں اپکو اسکی ابھی والی بے غیرتی بتادوں۔ تو آپ مجھے خود کہیں گئے۔ کہ جاؤ مان جاکر کسی قصائی سے کوئی چھڑی لے کر آؤ۔۔!

اور بنا وقت ضائع کیے آپ اس باجی کی گردن پر چھڑی پھیر کر تکبیر پڑھ دیں گئے۔۔۔!

ہاشم شاہ کے ہاتھ سے لیپ ٹاپ پکڑتے ہوئے وہ غصے سے ناک سکوڑ کر بولنے لگا تو ہاشم شاہ ہنسی کنٹرول کرتے میٹنگ روم میں داخل ہو گیا جہاں حابیل شاہ کلائنٹس کے ساتھ پہلے سے موجود تھا۔۔

ایک منٹ بعد عالم شاہ بھی مینیجر کے ساتھ اندر داخل ہوا تو کلائنٹس سے ملنے کے بعد میٹنگ شروع ہو گئی۔ عالم شاہ نے اپنی پریزنٹیشن شروع کی تو سب متوجہ ہوتے غور سے سننے لگے۔ انتہائی سپاٹ چہرے کے ٹھہرے انداز میں بولتے ہوئے عالم شاہ اپنی پریزنٹیشن دے رہا تھا۔۔ہاشم شاہ کی نظروں کا فوکس بھی اپنا بڑا بھتیجا بنا ہوا تھا۔ جو بے تاثر چہرے کے ساتھ مسلسل بول رہا تھا۔ ہاشم شاہ کو دل ہی دل میں اسکے سرد انداز پر ہنسی آئی پر وہ ضبط کرتے سنجیدہ انداز میں عالم شاہ کی جانب متوجہ ہو گیا۔

میٹنگ شروع ہوئے ابھی آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا۔۔ کہ حابیل شاہ نے اچانک ہاشم شاہ کو کہنی مارتے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔۔۔

ہاشم شاہ نے چونک کر سوالیہ نظروں سے حابیل شاہ کی طرف دیکھا تو حابیل شاہ کے ہاتھ میں عالم شاہ کا موبائل تھا۔ جس پر کالج کی طرف سے کال آ رہی تھی۔ کالج کا نمبر دیکھ کر ہاشم شاہ کے چہرے پر ناگواری ابھری تو اس نے حابیل شاہ کو آنکھوں سے سے کال سننے کا اشارہ کیا۔ جس پر حابیل شاہ ایکسکیوز کرتے موبائل لیے تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

حابیل شاہ کے اٹھنے پر عالم شاہ زرا سیکنڈ ز رکا، لیکن پھر سر جھٹک کر وہ دوبارہ بولنے لگا۔۔ عالم شاہ نے اپنا موبائل اور لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھا ہوا تھا۔ موبائل اچانک وائبریٹ ہونے لگا تو حابیل شاہ کی نظر پڑ گئی۔۔ جہاں کالج کے نمبر سے کال آ رہی تھی۔ ہاشم شاہ کی طرح اسکے چہرے پر بھی اس کال کو دیکھ کر ناگواری بھرے تاثرات آئے تھے۔ اس لئے وہ ہاشم شاہ کو دیکھا کر عالم شاہ کو بتائے بنا خود کال سننے باہر چلا گیا۔۔۔۔

حابیل شاہ نے میٹنگ روم سے باہر نکل کال یس کرتے ہوئے موبائل کان سے لگایا تو اسکے کانوں میں روتی ہوئی کوئی نسوانی آواز پڑی۔۔۔

عالم جیجو جلدی آئیں پلیز۔۔!!

جیا بے ہوش ہو گئی ہے۔۔۔!!

سحر کی پریشان آواز اسکے کانوں میں پڑی تو حابیل شاہ کا دل ایک دم سے سکڑ کر پھیلا۔۔۔

گڑیا آپ رونا بند کرو۔۔۔!

میں بس کچھ منٹوں تک آپکے پاس آرہا ہوں۔۔۔!! بنا کوئی دوسرا سوال کیے حابیل شاہ تیزی سے فون بند کرتے ہوئے اپنی سیکرٹری کو عالم شاہ کا فون واپس کرنے کا کہہ کر وہ خود بھاگنے والے انداز میں آفس سے نکلتا چلا گیا۔

یہ ہوش میں کیوں نہیں آرہی۔۔۔؟؟ سحر اپنی دوست کا سر گود میں رکھے پریشانی سے اب رونا شروع ہو چکی تھی۔ شرجینا شاہ کا بے سود وجود دیکھ کر اسکا دل بیٹھا جارہا تھا۔ جبکہ ارگرد کھڑے ٹیچرز بھی اب پریشان ہو چکے تھے۔

میں نے تمہیں بس اسے لائبریری میں بند کر کے کسی لڑکے کو بھیجنے کا کہا تھا۔۔۔!

پھر یہ بے ہوش کیوں ہو گئی ہے۔..؟؟ مس سفینہ نے پاس کھڑے گارڈ کو گھسیٹ کر سائیڈ پر لے جاتے ہوئے چباتے ہوئے استفسار کرنا چاہا۔۔۔

میڈم میں نے آپکے حکم کے مطابق ہی اسے بریک میں بہانے سے لائبریری کی طرف بھیجا تھا۔ کیونکہ اسکے جانے سے پہلے ہی میں نے ایک لڑکے کو بھی وہاں پر پہنچا دیا ہوا تھا۔ پر لائبریری کو خالی دیکھ کر یہ واپس آنے لگی۔ تو جو لڑکا وہاں پر چھپا ہوا تھا۔ اس نے اسے روکنے کی کوشش کی تو یہ اسکے ساتھ ہاتھا پائی کرنے لگ گئی۔

پھر اس لڑکے نے اسے قابو کرنے کے لئے پتہ نہیں کیا سونگھا کر بے ہوش کر دیا۔ اور تبھی پتہ نہیں اچانک اسکی یہ دوست بھی اسے ڈھونڈتے ہوئے وہاں کیسے پہنچ گئی۔ اس لئے وہ لڑکا کچھ کر نہیں پایا اور اسے وہیں پر چھوڑ کر خود بھاگ گیا۔ بعد میں اسکی دوست نے اسے بے ہوش دیکھ کر شور مچانا شروع کر دیا تھا۔۔"

سحر کو غصے سے دیکھتے ہوئے گارڈ، پرنسپل کو ساری تفصیل بتا رہا تھا۔ جس نے آج اسے شرجینا شاہ کو ہراساں کرنے کے پیسے دیے تھے۔ پر شرجینا شاہ کی ہاتھا پائی اور سحر کے اچانک آجانے سے یہ کام ادھورا رہ گیا تھا۔۔ ورنہ وہ لڑکا سکون سے اپنا کام پورا کر لیتا۔۔

ایک تو میں اسکی اس دوست سے بہت تنگ ہوں۔۔!

لگتا ہے اس شرجینا سے پہلے اس سحر ملک کو کہیں ٹھکانے لگانا پڑے گا۔۔"ساری بات جان کر اب مس سفینہ کو بھی سحر پر غصہ آ رہا تھا۔ اس لئے صوفے پر بیٹھی سحر کو نفرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ پہلو بدل گئیں۔۔

شرجینا شاہ کے خلاف کچھ بھی کرنے سے پہلے مس سفینہ کو سحر کو غائب کرنے کا پلین بنانا پڑتا تھا۔ کیونکہ وہ شرجینا شاہ کے ساتھ سائے کی طرح رہتی تھی۔ اس لئے مس سفینہ اسکی موجودگی میں کچھ بھی ایسا ویسا

کرنے کا رسک نہیں لے سکتیں تھیں۔تاکہ بعد میں کوئی ثبوت نہ رہے۔۔اور آج بھی اسکا پلین اسی سحر کی وجہ سے خراب ہو چکا تھا۔

مس سفینہ اور گارڈ سحر کو خون آلودہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔جب حابیل شاہ اچانک افرا تفری میں وہاں داخل ہوا۔۔وہ رف ڈرائیونگ کرتے ہوئے اتنی جلدی یہاں پہنچا تھا۔۔کالج کا یہ مینجمینٹ والا ایریا تھا۔۔جہاں اکاؤنٹ آفس کے اندر سحر صوفے پر شر جینا شاہ کو لٹائے اسکا سر گود میں رکھے اسے ہوش میں لانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔۔۔

لاڈو۔۔۔!!!

حابیل شاہ تڑپ کر اسکی طرف بڑھا تو سب ٹیچرز ایک دم سے سائیڈ پر ہوتے چلے گئے۔۔عالم شاہ کی جگہ کسی کو دیکھ کر مس سفینہ پہلے تو الجھن کا شکار ہوئی لیکن پھر اس نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا کہ شکر وہ نہیں آیا تھا۔ورنہ مس سفینہ کو ہزار صفائیاں پیش کرنا پڑتیں۔۔

کیا ہوا ہے اسے۔۔۔؟؟حابیل شاہ نے غصے سے گرجتے ہوئے وہاں کھڑے سب ٹیچرز پر نظر ڈالی تو سب بوکھلا کر ایک دوسرے کو دیکھ گئے۔۔۔

بھائی میں نے ہی اپکو کال کی تھی،یہ بریک میں لائبریری کی طرف گئی تھی۔۔تو جب میں اسکو واپس بلانے کے لیے گئی تو یہ وہاں زمین پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔۔۔!!

سحر نے تردد سے بولتے ہوئے حابیل شاہ کو بتانا چاہا۔۔۔

آپ کون ہیں۔۔۔؟

مس سفینہ نے اس خوبرو مرد کو دیکھ کر بے اختیار آگے بڑھتے ہوئے سوال کیا۔۔۔بلیک فل ہائی نیک شرٹ پر بلیک ہی کوٹ اور پینٹس پہنے حابیل شاہ نے پل بھر میں مس سفینہ کو اپنے سحر میں جکڑا تو وہ اسے دیکھتی چلیں گئیں۔۔ کیا سارے حسین مرد شاہ حویلی میں سماگئے ہوئے تھے۔۔۔؟مس سفینہ سامنے کھڑے مرد کو مسمرائز ہوتے دیکھ رہیں تھیں۔جو تڑپتے ہوئے اپنی لاڈو کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتے بار بار بلا رہا تھا۔۔۔

میری بہن لائبریری میں کیا لینے گئی تھی..؟کس نے بھیجا تھا اسے وہاں پر۔۔۔۔؟

حابیل شاہ کی دھاڑ نے مس سفینہ کو ہوش دلایا تو وہ ہڑبڑا کر ادھر کھڑی ایک ٹیچر کو اشارہ کرتے بولنے کا کہنے لگیں۔۔۔

مسٹر شاہ ہم سے کسی نے بھی مس شرجینا کو ادھر نہیں بھیجا تھا..!

یہ اکثر اوقات خود وہاں پر جاتی دیکھی گئیں ہیں،اور یہ صرف اکیلی ہی نہیں بلکہ گارڈز نے ایک دو بار کسی لڑکے کو بھی۔۔۔!!

اس سے پہلے کہ شرجینا شاہ کی کلاس ٹیچر اپنے الفاظ مکمل کر پاتی جب حابیل شاہ کی دھاڑ نے اسے اچھلنے پر مجبور کیا۔۔۔

بکواس بند۔۔۔!!

ایک لفظ بھی آگے مت بولنا۔۔!

ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ تم ایک عورت ہو۔۔۔!

شر جینا کو صوفے پر لٹا کر وہ آنکھوں میں غضب لیے اونچی آواز میں پھنکارا تو سامنے کھڑی ٹیچر کا خوف کے مارے رنگ پیلا پڑتا چلا گیا۔ جبکہ مس سفینہ تو اس شاندار شخص کا ہر انداز دیکھنے میں محو ہو گئیں تھیں۔

وہ عالم شاہ ہو گا۔۔۔!

جو لحاظ میں کچھ بولتا نہیں ہے، پر حابیل شاہ کو اس جیسا سمجھنے کی غلطی نہ کرنا۔۔۔!

تم میں سے اگر کسی بھی میری بہن کے بارے میں کوئی الٹی سیدھی بکواس کرنے کی زرا سی بھی ہمت کی تو میں بنا دیر کیے اسکا زبان گدی سے کھینچ لوں گا۔۔۔!

اور یہ بھی نہیں یاد رکھوں گا کہ میرے سامنے کوئی عورت کھڑی ہے، یا مرد۔۔۔!

اس لئے زبان سنبھال کر۔۔۔!

ابھی تو میں اپنی بہن کو لے کر جا رہا ہوں۔۔! ایک بار میری بہن کو ہوش آجائے پھر واپس آکر تم سب کو دیکھتا ہوں۔۔۔!

سب پر کاٹ دار نظریں دہراتے ہوئے حابیل شاہ پھنکارتے ہوئے لہجے میں بولتا چلا گیا۔ جبکہ اسکی ایک دھاڑ سن کر سب ٹیچرز کا سانس خشک ہو چکا تھا۔

حابیل شاہ نے شرجینا شاہ کے بے ہوش وجود کو بازوؤں میں اٹھا کر باہر کی جانب قدم بڑھائے تو بے اختیار سحر نے صوفے سے اٹھتے ہوئے جلدی سے اسے پکارا۔۔۔

بھائی میں بھی آپکے ساتھ آجاؤں پلیز۔۔۔!!

سحر کی بھیگی پکار سنتے ہوئے حابیل شاہ اثبات میں سر ہلا کر تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ حابیل شاہ کی طرف سے اجازت ملتے ہی سحر تیزی سے بھاگتے ہوئے اسکے پیچھے ہوئی۔ وہ اپنی دوست کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ اس لئے اس نے ساتھ جانے کا کہا تھا۔

آخر ایسا بھی کیا تھا شرجینا شاہ میں۔۔۔؟؟!!

جو شاہ حویلی کے سارے مرد اسکے لاڈ اٹھاتے ہوئے نہیں تھکتے تھے۔۔۔! حابیل شاہ کا انداز اور لب ولہجہ یاد کرتے خاموش کھڑی مس سفینہ کو بے اختیار کچھ مہینے پہلے وہ دو جڑواں لڑکے یاد آئے۔ جنہوں نے اپنی بہن سے اسکی کلاس فیلو کو بری طرح پٹوایا تھا۔ مس سفینہ خیالوں میں حابیل شاہ کی پرسنیلٹی کو سوچتے ہوئے کھو چکی تھیں۔

حابیل شاہ اپنی لاڈو کو اٹھائے شہر کے ہاسپٹل میں لے آیا تھا۔ ڈاکٹرز کمرے میں شرجینا شاہ کا چیک اپ کر رہے تھے۔ جبکہ وہ خود باہر اضطرابی کیفیت میں کھڑا ہاشم شاہ کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

سحر بھی بینچ پر بیٹھی بے چینی سے شرجینا کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔

بھائی۔۔۔!!

ہاشم شاہ کے ساتھ ارمان شاہ نے کاریڈور میں حابیل شاہ کو دیوار سے ٹیک لگائے دیکھا تو وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے اسکی طرف آیا۔۔۔

لاڈو کو کیا ہوا ہے بھائی۔۔؟؟ارمان شاہ نے اسکے نزدیک پہنچتے ہی تفکر سے پوچھا۔۔ جس پر حابیل شاہ نے سرد سانس خارج کرتے ساتھ کھڑے ہاشم شاہ کو دیکھ کر اپنے اندر اٹھتے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی۔۔ سحر خاموش نظروں سے انکو دیکھنے لگی تھی۔۔۔ حابیل شاہ کے کوئی بھی جواب دینے سے پہلے ڈاکٹر روم سے باہر نکلا تو ہاشم شاہ نے تیزی سے اسکی طرف قدم بڑھائے۔۔۔

مسٹر شاہ۔۔۔!!

یہ پولیس کیس تھا۔۔!پر صرف حابیل شاہ کا اپکے ریفرینس دینے پر میں نے پولیس کو انفارم کیے بنا ٹریٹمنٹ شروع کر دیا ہے۔۔!!

ہاشم شاہ کو دیکھ کر ڈاکٹر نے خود سے ہی تیزی سے بولتے ہوئے کہا تو وہ ہکا بکا انکو دیکھتے رہ گئے۔۔۔

کیا مطلب پولیس کیس۔۔۔؟ کیا ہوا ہے میری بہن کو۔۔؟ ارمان شاہ نے شش و پنج کا شکار ہوتے ڈاکٹر کے الفاظ سمجھنے کی کوشش کی۔۔۔ ارمان شاہ کے لاعلمی سے پوچھنے پر ڈاکٹر نے تیزی سے ایک نظر خاموش کھڑے حابیل شاہ پر ڈالی۔۔۔

مسٹر حابیل۔۔!

کیا آپ نے انکو شر جینا کی کنڈیشن کے بارے میں نہیں بتایا۔۔؟؟ ان دونوں کے ناسمجھی سے پوچھنے پر ڈاکٹر نے ایک حابیل کو دیکھتے ہوئے مخاطب کیا تو حابیل شاہ نے سپاٹ لہجے میں خود پر ضبط کرتے بامشکل نفی میں سر ہلایا۔ جس کو دیکھ کر ہاشم شاہ اور ارمان شاہ کا دل کسی خدشے کے تحت دھڑک اٹھا تھا۔۔۔

وہ لوگ ٹریٹمنٹ کے لئے اکثر اس ہاسپٹل میں آتے رہتے تھے۔ اس لئے یہاں کے کچھ ڈاکٹرز ہاشم شاہ کو اچھے سے جانتے تھے۔ کیونکہ حویلی میں کسی کے بھی بیمار پڑنے پر وہ ہی سب کو ہاسپٹل لے کر آتا تھا۔۔۔

ڈاکٹر عرفان میرے بچے کو کیا ہوا ہے۔۔؟؟ آپ مجھے بتائیں۔۔؟؟ ہاشم شاہ نے بے تابی سے ڈاکٹر کو مخاطب کرتے جاننا چاہا تو حابیل شاہ نے چہرہ موڑ لیا۔ جس پر ڈاکٹر نے سرد سانس خارج کرتے ہاشم شاہ کو بتانا شروع کیا۔۔۔

مسٹر ہاشم شاہ اپکی بھتیجی کو بری طرح ہراساں کیا گیا ہے۔۔!انکی گردن اور بازوؤں پر بری طرح خراشوں کے نشان ملے ہیں۔اس کے علاوہ کسی بے ہوش کرنے والے ڈرگ کی اوورڈوز دے کر انکو بے ہوش بھی کیا گیا ہے۔اس لئے وہ ہوش میں نہیں آرہیں تھیں۔ اور شاید وہ شام تک ہوش میں آئیں گئیں بھی نہیں۔۔۔!

اور میں مزید بتاتا چلوں کہ شرجینا کے لیفٹ ہینڈ کی دو انگلیاں ٹوٹی ہوئیں بھی ہیں۔۔۔!

ڈاکٹر نے ایک کے بعد ارمان شاہ اور ہاشم شاہ کے سر پر دھماکے کیے تو وہ بے اعتباری سے ڈاکٹر کو دیکھتے چلے گئے۔۔جبکہ ہاشم شاہ کی آنکھوں میں بے اعتباری اترتے دیکھ کر حابیل شاہ نے استہزایہ انداز میں سر جھٹکا۔۔شرجینا کی حالت کے بارے میں جاننے کے بعد تب سے اسکا وجود آگ کی بھٹی میں جل رہا تھا۔

اور سب سے زیادہ اسکا اشتعال اپنے بڑی پر اٹھ رہا تھا۔بس نہیں چل رہا تھا، کہ یہیں ہاسپٹل میں ہنگامہ کھڑے کرتے ہوئے ہاشم شاہ سے سوال کرے کہ کہاں گئیں آپ کی وہ ساری حکمت عملیاں۔۔!

جن کی وجہ سے آپ نے حابیل شاہ اور ارمان شاہ کو خاموش ہونے پر مجبور کیا تھا۔۔

اسکا دل کر رہا تھا کہ آج اپنے بڑی کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے بالکل اسی انداز میں سوال کرے جیسے کچھ دن پہلے وہ عالم شاہ سے کر رہا تھا۔۔

اس وقت حابیل شاہ کا غصہ عالم شاہ اور ہاشم شاہ دونوں پر ہی سوا نیزے پر پہنچا ہوا تھا۔

ڈاکٹر تو اپنی کہہ کر جا چکا تھا۔ پر ان لوگوں کو سکتے میں چھوڑ گیا تھا۔ ہاشم شاہ نے آگے بڑھ کر حابیل شاہ سے کچھ کہنا چاہا تو وہ درشتگی سے کہتے ہوئے بول اٹھا۔۔۔

بڑی اس وقت میرے ساتھ کوئی بھی بات کرنے کا سوچیے گا بھی مت۔۔۔!

ورنہ میں ہر لحاظ بھول کر بدتمیزی پر اتر آؤ گا۔۔!

ہاتھ اٹھا کر ہاشم شاہ کو تیز و تند لہجے میں سناتے ہوئے حابیل شاہ انکے پاس سے گزرتے ہوئے اپنی لاڈو کے روم کی بڑھ گیا۔ جہاں وہ بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔

شام ہونے کے بعد اب رات کے سات بج رہے تھے۔ حابیل شاہ خاموشی سے ہاسپٹل کے بیڈ کے کنارے بیٹھے اپنی لاڈو کی بند آنکھیں دیکھے جا رہا تھا۔ پچھلے کئی گھنٹوں سے حابیل شاہ یہیں پر بیٹھا ہوا تھا۔ ہاشم شاہ نے ایک دو بار اس سے مخاطب ہونے کی کوشش کی تھی۔ لیکن حابیل جواب دینے کی بجائے بے تاثر چہرے کے ساتھ صرف خاموش رہا۔ جس پر ارمان شاہ نے اپنے بڑی کو اشارہ کیا کہ وہ ابھی حابیل شاہ کو مخاطب نہ کرے تو اچھا ہے۔

سحر سے کچھ پوچھ گچھ کرنے کے بعد ہاشم شاہ نے اسے گھر واپس بھیج دیا تھا۔ ورنہ وہ اپنی دوست کے پاس سے ملنے کو بھی تیار نہیں تھی۔ جبکہ حابیل شاہ آج بیلا کو اکیڈمی سے لینے کے لئے بھی خود نہیں گیا تھا۔

اسے سٹل انداز میں اپنی بہن کے بیڈ پر بیٹھے دیکھ کر ارمان شاہ نے حویلی میں زیام شاہ کو کال کی تھی۔تا کہ وہ ٹائم پر بیلا کو اسکی اکیڈمی سے پک کر لے۔ان لوگوں نے ابھی تک زیام شاہ اور ارمغان شاہ کو شرجینا کے ہاسپٹل میں ہونے کا نہیں بتایا تھا۔کیونکہ اگر وہ دونوں جان جاتے تو جس ضبط کا مظاہرہ حابیل شاہ کر رہا تھا۔ وہ زیام شاہ اور ارمغان شاہ ہر گز بھی نہ کرتے۔

ہاشم شاہ نے انکو یہ ہی کہا تھا کہ شرجینا اسکے ساتھ ہے۔اور تو اور عالم شاہ بھی اس سارے معاملے سے بے خبر ہی تھا۔

وہ تینوں خاموش سپاٹ چہروں کے ساتھ کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھتے ہوئے کھڑے تھے۔شاید انکے پاس ایک دوسرے کو مخاطب کرنے کے لیے بھی الفاظ ختم ہو چکے تھے۔کہ تبھی شرجینا شاہ کی پلکوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔۔۔!

بھ۔۔۔بھیا۔۔۔!!!!

شرجینا شاہ نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تو حابیل شاہ کا چہرہ دیکھتے ہی وہ اٹکتے ہوئے اسے پکار گئی۔جس پر وہ چونک کر متوجہ ہوتا تڑپتے ہوئے اسکے مزید نزدیک ہو گیا۔۔۔ہاشم شاہ اور ارمان شاہ بھی تیزی سے بیڈ کے نزدیک آئے۔ان تینوں کو ایک ساتھ دیکھ کر وہ ہلکا سا مسکرائی تو وہ اذیت سے لب بھینچتے ہوئے اسے دیکھ گئے۔

بھیا قربان اپنے بچے پر۔۔۔!!

شرجینا کی آواز سنتے ہی حابیل شاہ نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے کانپتی اواز میں جواب دیا تو شرجینا نے اپنے بھائی کے پیار پر مسکراتے ہوئے اسکا ہاتھ تھامنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

میرا بچہ کیسا ہے اب۔۔۔؟؟ ہاشم شاہ نے اپنی آنکھوں میں اُمڈتی نمی پر قابو پاتے بظاہر تو مسکرا کر پوچھا پر اسکا دل اندر سے کٹ رہا تھا۔۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسکے بچے کی ایسی حالت کرنے والوں کو زمین میں زندہ دفن کردے۔۔

میں ٹھیک ہوں چاچو۔۔۔!! اپکو پتہ ہے میں نے اس لڑکے کو بہت مارا۔۔۔! بالکل ویسے ہی جیسے مان بھیا غصے میں چیزوں کو دیواروں پر مارتے ہیں نا۔۔۔!!

شرجینا نے ہنسی دبا کر ارمان شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے آہستہ آواز میں جواب دیا تو اسکے الفاظ پر ان تینوں جواں مردوں کا دل چیر گیا۔۔ وہ اندر ہی اندر اذیت سے بھرتے چلے گئے۔۔

اپنی اپنی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش میں وہ ہلکان ہوتے مٹھیاں بھینچنے لگے۔۔۔ ارمان شاہ نے شکوہ کناں آنکھوں سے اپنے بڑی کو دیکھا تو بدلے میں ہاشم شاہ آنکھیں پھیر کر بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گیا۔ اسکے بیٹھتے ہی حابیل شاہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو کر مڑنے لگا تو شرجینا اسے جاتے دیکھ کر تیزی سے پکار گئی۔

بھیا۔۔!!آپ کہاں جارہے ہیں۔۔!

پلیز میرے پاس رہیں نا۔۔۔!!حابیل شاہ کو کمرے سے نکلتے دیکھ کر شرجینا نے اسے روکنا چاہا تو وہ بھاری سانس خارج اپنے دل کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا۔ہاشم شاہ نے اذیت سے اسکی پشت کو دیکھا۔۔۔جو شاید رخ موڑے اپنے آنسوؤں کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

بھیا۔۔۔!پلیز۔۔!!

حابیل شاہ کو سٹل وہیں کھڑے دیکھ کر شرجینا نے اپنے چاچو کو ایک نظر دیکھ کر پھر اسے پکارنے لگی۔اسکی دوسری پکار کو سن کر اس بار حابیل شاہ کو مجبوراً اسکی طرف دیکھنا پڑا تھا۔۔۔

اس نے پلٹتے ہوئے بیڈ پر لیٹی ہوئی اپنی چھوٹی بہن کی جانب دیکھا۔جس کے ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی، گردن اور چہرے پر گہری خراشوں کے نشان تھے۔جبکہ یونیفارم بھی کندھے سے پھٹا ہوا تھا۔

شرجینا کے ماتھے کا زخم دیکھ کر حابیل شاہ کا دل بے اختیار رکنے کی کوشش کرنے لگا تو وہ جلدی سے دوبارہ بیڈ پر بیٹھ کر اسکا ہاتھ تھام گیا۔ہاشم شاہ اور ارمان شاہ خاموش نظروں سے حابیل شاہ کی کیفیت دیکھ رہے

تھے۔جو بار بار آنکھوں میں امڈتے ہوئے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش میں اپنی آنکھوں کو سرخ کر چکا تھا۔۔۔

بھیا کا سوہنا بچہ اتنا بہادر کیوں ہے۔۔۔؟؟ حابیل شاہ نے اسکا چھوٹا سا ہاتھ تھام کر عقیدت سے چوما تو وہ مسکرا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ جس پر ہاشم شاہ نے اسے اٹھنے میں مدد کی۔۔۔

گھر چلیں۔۔۔؟؟ مجھے یہاں میڈیسن کی بہت گندی والی سمیل آرہی ہے۔۔۔!!

حابیل شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے برا سا منہ بناتے ہوئے ناک چڑھانے لگی تو اسکے منہ بگاڑنے پر وہ مسکرا کر اسے دیکھ گئے۔جو ہوش میں آتے ہی بنا کوئی شکوہ کیا اپنی شرارتی حرکتوں سے انکو ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

کیا وہ سچ میں ناسمجھ تھی؟ وہ انہیں خود پر ہوئے ظلم کے بارے میں بتا کیوں نہیں رہی تھی؟ جاگتے ہی روئی کیوں نہیں تھی؟ انکے سینے میں چھپ کر شکوہ کیوں نہیں کر رہی تھی۔۔؟ شرجینا شاہ کے بے رنگ چہرے کو دیکھ کر ارمان شاہ نے اختیار سوچ گیا۔۔۔

میں بل کلئیر کروا کے آتا ہوں میری جان، پھر گھر چلتے ہیں۔۔۔!!

ہاشم شاہ بیڈ سے کھڑے ہو کر بولا تو ارمان شاہ سر کو جنبش دے گیا۔۔

میں اپنے بچے کو اٹھاؤ۔۔۔؟؟ ہاشم شاہ کے روم سے نکلنے پر ارمان شاہ بیڈ پر اسکی جگہ پر بیٹھتے ہوئے شرجینا کے سر کو چومتے ہوئے پیار سے بولا تو وہ کیوٹ سے منہ بناتے ہوئے انکار کر گئی۔۔۔

نہیں مجھے حابیل بھیا کے پاس جانا ہے، آپ کا کیا بھروسہ بھئی۔۔؟ آپ نے مجھے بھی اٹھا کر دیوار پر مار دیا تو میں تو ٹوٹ جاؤں گی نا۔۔۔"

ارمان شاہ کو انکار کرتے وہ لاڈ سے حابیل شاہ کے نزدیک کھسکی تو اسکے الفاظ پر ہنسی دباتے ہوئے ارمان شاہ نے اسے صرف مصنوعی خفگی سے دیکھنا چاہا۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔!!

آجاؤ میرے پاس۔۔!

بھیا کا پیارا بچہ۔۔!!

شرجینا شاہ کے سر کو چومتے ہوئے حابیل شاہ نے اسے جلدی سے بازو کے گھیرے میں لے لیا۔ وہ لاڈ سے اسکے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی تھی۔ جس پر حابیل شاہ اور ارمان شاہ اسے محبت سے دیکھ گئے۔۔۔

کچھ دیر بعد ہاشم شاہ ڈاکٹر عرفان کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تو شر جینا کا دوبارہ چیک آپ کرنے کے بعد ڈاکٹر عرفان نے انہیں مطمئن کرتے ہوئے اسے ڈسچارج کر دیا۔

ڈسچارج ہونے کے بعد حابیل شاہ اپنی لاڈو کو گود میں اٹھائے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔اسکے پیچھے ہی ہاشم شاہ اور ارمان شاہ بھی نکلے تو تب تک حابیل شاہ تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے اپنی لاڈو کو گاڑی میں بٹھا کر وہاں سے نکل بھی چکا تھا۔اس نے ہاشم شاہ اور ارمان شاہ کے گاڑی میں بیٹھنے تک انتظار بھی نہیں کیا تھا۔ حابیل شاہ کی ناراضی پر وہ دونوں سرد سانس خارج کرتے اسکے پیچھے ہوئے۔۔۔

تقریباً رات کے نو بجے حابیل شاہ لاؤنج میں داخل ہوا تو اسکے بازوؤں میں شر جینا شاہ کو دیکھ کر سب پریشانی سے اسکی طرف بڑھے۔۔

سب انہی کے واپس لوٹنے کا انتظار کر رہے تھے۔سب کا آج آفس سے یوں دیر تک واپس نہ لوٹنا حویلی والوں کو تشویش میں مبتلا کر رہا تھا۔۔

کیونکہ شرجینا شاہ بھی صبح کی کالج گئی ابھی تک واپس نہیں لوٹی تھی۔بس دوپہر میں ہاشم شاہ نے روقاش کو کال کرکے اتنا بتایا تھا۔۔کہ شرجینا اسکے ساتھ ہے۔لہذا وہ پریشان نہ ہو۔۔

روقاش اسے مزید کوئی سوال کرپاتی جب ہاشم شاہ اتنا سا انفارم کرنے کے بعد فوراً کال کٹ کردی تھی۔ جس پر وہ پریشان ہوتی چلی گئی۔اوراسی پریشانی کے سبب ابھی تک کسی نے بھی رات کا کھانا نہیں کھایا تھا۔ سب گھر والے انکے واپس لوٹنے کا انتظار کررہے تھے۔تاکہ آج اتنی دیر کی وجہ جان سکیں۔پر اب یوں اچانک شرجینا شاہ کی ایسی حالت دیک کر سب بے چینی کا شکار ہوچکے تھے۔۔

کیا ہوا ہے میری بچی کو۔۔۔؟؟شرجینا شاہ کے ماتھے اور ہاتھ پر پٹی بندھی دیکھ کرار بازہ شاہ نے بے چینی سے استفسار کیا تو حابیل شاہ نے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔

حابیل۔۔۔!!لاڈو کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟روقاش نے بھی پریشانی سے سوال کرتے پوچھا۔۔

آپ سب پریشان نہ ہوں۔۔!!

لاڈو بالکل ٹھیک ہے۔۔!!

ہاشم شاہ جو ابھی وہاں داخل ہوا تھا سب کو حابیل شاہ کے گرد جمع ہوتے دیکھ کر جلدی سے بولا۔۔

ہاشم شاہ کی آواز پر حابیل شاہ نے استہزایہ انداز میں سر جھٹکتے ہوئے سیڑھیوں کی جانب قدم اٹھائے۔تاکہ شر جینا کو اسکے کمرے میں لٹا سکے۔کیونکہ وہ دوبارہ غنودگی میں چلی گئی تھی۔صد شکر۔۔!

زیام اور ارمغان ابھی حویلی میں موجود نہیں تھے۔حابیل شاہ کو اوپر جاتے دیکھ کر روقاش سمیت سب لڑکیاں اسکے پیچھے ہوئیں۔۔

شاہ اگر وہ ٹھیک ہے۔۔!

تو اسکی یہ حالت کیوں ہے۔۔؟ تم سب اب تک کہاں تھے۔۔؟ عالم شاہ کہاں پر ہے۔۔؟ تم سب آخر کیا کرتے پھر رہے ہو۔۔۔! کیا ہمارا کچھ جاننا فرض ہے بھی کہ نہیں۔۔۔!

ہمیشہ تم سب آپس میں کوئی نہ کوئی پلیننگ کر کے مجھے اور بابا کو باتوں میں بہلا پھسلا کر ٹال دیتے ہو۔۔۔!

اور اب بھی تم ہمیں لاڈو کی ایسی حالت نظر انداز کرنے کا کہہ رہے ہو تاکہ ہم تم سے کوئی سوال نہ کریں۔۔"

حابیل شاہ کا خاموشی سے اوپر کی طرف بڑھ جانا اور تضاد ہاشم شاہ کے جھوٹ بولنے پر اربازہ کو ایک دم سے شدید غصہ آیا تو وہ بولتے چلے گئے۔ایک کے بعد ایک سوال کرتے ہوئے وہ بے حد تیش سے ہاشم شاہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

جس پر ہاشم شاہ نے بے بسی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے سرد سانس کی۔۔بے شک سب کے سوالوں کا جواب دینا صرف اس پر فرض تھا۔ہر چیز کا زمہ دار بھی وہی تھا اور ہر چیز کو سدھارنا بھی اس کا فرض تھا۔

حابیل شاہ کا ہاسپیٹل میں خود کے ساتھ سرد رویہ یاد کرتے وہ تکلیف سے سوچ گیا۔۔اسکا ایک بڑا بھتیجا ناراض ہو کر فارم ہاؤس میں عاشق بنا بیٹھا تھا تو دوسرا آج اسے غیرت کے طعنے مار کر اب منہ پھیرے جا چکا تھا۔۔

بابا ہم اپکو سب کچھ بعد میں بتاتے ہیں۔۔!

ابھی آپ پلیز بڑی سے کوئی سوال نہ کریں۔۔۔!!

ہاشم شاہ کی حالت کا اندازہ لگاتے ہوئے ارمان شاہ نے آگے بڑھ کر ارباز شاہ کو مطمئن لہجے میں جواب دیتے ٹھنڈا کرنا چاہا تو وہ تیز نظروں سے انکو دیکھ گئے۔

جبکہ ہاشم شاہ خاموشی سے انکو نظر انداز کرتے ہوئے اوپر سیڑھیوں کی جانب گیا۔تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اسکا رخ اپنی لاڈو کے کمرے کی طرف تھا۔۔جہاں حابیل شاہ اسے لٹانے کے لئے گیا تھا۔

تیز، تیز قدم اٹھاتے ہوئے ہاشم شاہ نے آگے بڑھ کر شرجینا شاہ کے کمرے کا دروازہ کھولا تو کمرے میں موجود سب افرا مڑتے ہوئے اسے دیکھنے لگے۔۔

حابیل شاہ جع شرجینا کو لٹا کر اس پر کمبل درست کر رہا تھا۔جب بے ہوشی میں شرجینا کے لبوں سے "عالی" کی پکار سنتے ہوئے وہ اذیت سے لب بھینچتے ہوئے تیزی سے کھڑا ہو گیا۔۔۔

روح آپ لاڈو کے پاس رہیں، ہم ابھی واپس آتے ہیں۔۔۔!

ہاشم شاہ کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر حابیل شاہ نے روقاش کو اسکے پاس رہنے کی تلقین کی۔تو وہ آنسو پیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئی۔جبکہ حابیل شاہ آگے بڑھ کر ہاشم شاہ کا ہاتھ کھینچتے ہوئے اسے اپنے ساتھ کمرے سے باہر لے جا چکا تھا۔۔

بڑی مجھے ایک ایک سوال کا جواب چاہیئے، ورنہ میں بنا کچھ سوچے ہر چیز کو تباہ کر دوں گا۔۔۔!!

ہاشم شاہ کے کمرے میں کھڑے حابیل شاہ بلند آواز میں چلاتے ہوئے بولا تو بدلے میں ہاشم شاہ نے خاموشی سے اسکا بپھرا ہوا روپ ملاحظہ کیا۔۔ وہ اسے کھینچتے ہوئے یہاں لے آیا تھا۔

اسکی تیز آواز پر ارمان سمیت زیام اور ارمغان بھی پریشانی سے کمرے میں داخل ہوئے۔ارباز شاہ نے زیام اور ارمغان کو کال کر کے شرجینا کے بارے میں بتاتے ہوئے حویلی آنے کا کہا تو وہ دونوں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگتے ہوئے چلے آئے تھے۔

ہاشم شاہ نے تو سب کو صبح سے شرجینا کے بارے میں بے خبر رکھا ہوا تھا پر ارباز شاہ اپنی لاڈو کے بھائیوں کو بے خبر رکھ کر حویلی میں ہنگامہ نہیں کھڑا کر سکتے تھے۔اس لئے انہوں نے کال پر ان دونوں بھائیوں کو انفارم کر دیا تھا۔ویسے بھی اپنی بہن کے بیمار ہونے کے بارے میں جاننا انکا حق تھا۔اور اب وہ واپس آئے تھے۔تو ہاشم شاہ کے کمرے سے حابیل شاہ کی اونچی آواز سن کر وہ فکر مندی سے سیدھا یہیں پر آ گئے۔۔

کونسے جواب چاہیئے تمہیں مجھ سے۔۔۔؟ ہاشم شاہ نے سپاٹ چہرے کے ساتھ اپنے سامنے اسکی اونچی آواز کو ضبط کرنے کی بامشکل کوشش کی۔۔۔

بڑی اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی آپ ابھی تک مجھ سے یہ سوال پوچھ رہے ہیں۔۔۔؟ کہاں ہے آپکی وہ سب احتیاط۔۔؟ جس کا آپ نے مجھے یقین دلایا تھا کہ لاڈو کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔؟ تو پھر آج کیوں ہوا یہ۔۔۔؟ کیوں کسی غیر مرد کی جرات ہوئی کہ وہ شاہ حویلی کی کسی لڑکی کے پاس جانے کی ہمت تو دور وہ ہماری بہن کو ہراساں کر کے بھی جا چکا ہے۔۔۔!

کیوں ہوا سب۔۔۔؟ اپکو میری تکلیف کا اندازہ کیوں نہیں ہو رہا آخر۔۔؟ کہاں تھی وہ اپکی ٹیچر۔۔؟ جس کو آپ نے شرجینا کی حفاظت کے لیے وہاں پر رکھا ہوا ہے۔۔۔!!

ہاشم شاہ کے انجان بننے پر وہ بے یقینی سے بولتے ہوئے آخر میں پھر چلا اٹھا۔ حابیل شاہ کو اپنا انگ انگ اس وقت آگ میں جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ اندر ہی اندر کرب سے گزرتے ہوئے بولنے لگا۔ اسکی چھوٹی سی بہن نے اتنی تکلیف اٹھانے کے بعد ایک شکوہ تک زبان پر نہیں لایا تھا۔ بلکہ وہ ہنسنے کی جھوٹی کوشش کرتے انکو بے فکر کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ہوش میں آتے ہی انکو بتا رہی تھی۔ کہ وہ ڈٹ کر مقابلہ کر کے آئی ہے۔۔۔!

حابیل شاہ کو بے ساختہ محسوس ہو رہا تھا کہ ان سب کے لیے غیرت سے ڈوب مرنے کا مقام تھا۔ جو اپنی چھوٹی بہن کی حفاظت تک نہیں کر پائے تھے۔۔۔

حابیل شاہ کی تکلیف کا اندازہ لگاتے ارمان، زیام اور ارمغان بے بسی سے ہونٹ بھینچتے چلے گئے۔۔۔ اس تکلیف میں تو وہ خود بھی مبتلا کھڑے تھے۔

حابیل شاہ میرے ساتھ یوں بد لحاظ ہونے کی بجائے تم جا کر اپنے بھائی کا گریباں کیوں نہیں پکڑتے۔۔!

جو وہاں شہر میں بے غیرت بن کر بیٹھا ہوا ہے۔۔۔!

میرے بچے کو اور تم لوگوں کی بہن کو اس مقام پر لانے والا اور تکلیف سے گزرانے والا وہ انسان ہے۔ جس نے میری بچی کی معصومیت کو اسکی خامیاں بتا کر دنیا کے سامنے اشتہار لگا دیا ہوا ہے۔ کہ اب دشمن منہ کو آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔!

کیا میں کالج میں جا کر اس غلیظ عورت کو لاڈو کی خامیاں گنوا تا رہا ہوں۔۔؟ کیا میں نے اس پر اندھا اعتبار کیا ہوا ہے۔۔؟

حابیل شاہ کی بلند آواز پر ہاشم شاہ کا ضبط ٹوٹا تو وہ اس سے ڈبل آواز میں دھاڑتے ہوئے اس سے سوال کرنے لگا۔ اسکا دل اشتعال انگیزی سے بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔ جواب کے بدلے میں ہاشم شاہ کے الٹا سوال اٹھانے پر حابیل شاہ یک دم ساکت و خاموش پڑتے اپنے بڑی کو دیکھ گیا۔۔

جواب دو مجھے۔۔۔!

کس حق سے تم میرے ساتھ دن بھر سے بدتمیزی کر رہے تھے۔ تمہاری جرات بھی کیسے ہوئی میرے ساتھ ایسے بد لحاظ ہونے کی یا یوں اپنی آواز بلند کرنے کی۔۔؟ کیا میں نے ٹھیکا لیا ہوا ہے جو تم سب کو صفائی دوں یا سب کچھ کلئیر کرتا پھروں۔۔۔!!

جو سوال تم مجھ سے کر رہے ہو، وہ سوال تم اپنے اس بے غیرت بھائی سے کیوں نہیں کرتے۔۔!

وہ کیوں پچھلے پورے ہفتے سے شہر میں بیٹھا ہوا ہے؟ کیا اسے اپنی منکوحہ کا انداز نہیں۔۔؟ کیا وہ بھول گیا ہے، کہ اسکی غیر موجودگی میں لاڈو اسکے لئے کتنا بے چین رہتی ہے۔۔! تو پھر وہ واپس کیوں نہیں آرہا۔۔؟ کہاں گئے اسکے وہ محبت بھرے دعوے۔۔۔؟ جو محبت کرتے ہیں وہ اپنے پیاروں سے یوں لاپرواہی نہیں برتا کرتے حابیل شاہ۔۔۔!!

ہاشم شاہ حلق کے بل چلاتے ہوئے حابیل شاہ کے نزدیک ہوتے مسلسل سوال کرنے والے انداز میں بول رہا تھا۔ جو شاید خاموش رہتے اسکے الفاظ کو سمجھنے کی کوشش میں تھا۔ شاید وہ صحیح کہہ رہا تھا۔ ہاشم شاہ سے سوال کرنے بجائے اسکو اپنے تمام سوالات کے جوابات عالم شاہ کے حاصل کرنے چاہیئے تھے۔ آخر شرجینا شاہ اسکی ذمہ داری تھی۔

بڑی ریلیکس ہو جائیں۔۔۔!!

زیام شاہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر ہاشم شاہ کو ٹھنڈا کرنا چاہا جس کی غصے سے سانس پھول چکی تھی۔

کیا کول ڈاؤن ہو جاؤں یار۔۔۔!

تم سب نے ہاشم شاہ کو کیا فرشتہ سمجھ لیا ہوا ہے۔۔!

کیا میں نے اپنی طرف سے اپنے بچے کی حفاظت میں کوئی کمی چھوڑی تھی۔۔۔؟ جس دن تم لوگوں نے مجھے آکر بتایا تھا کہ لاڈو نے اپنی کلاس فیلو کے ساتھ مار پیٹ کی ہے۔ کیونکہ وہ کالج میں اس کے کردار کو مشکوک بنانا چاہ رہی تھی۔ تو کیا میں نے اس سے اگلے ہی دن صبا کو اپنی بچی کی حفاظت کرنے کے لیے وہاں بھیج نہیں دیا تھا۔۔؟ کیا میں نے کالج کی پرنسپل کو حد پار کرنے کا موقع دیا ہے؟ یا عالم شاہ ان سب کا قصور وار ہے۔۔!!

کمپنی میں سفیہ کی بیٹی کو لانے والا عالم شاہ، کالج میں لاڈو کے ساتھ سب کروانے والا عالم شاہ ہے۔۔ جو سوال تم لوگوں کو اس سے پوچھنے چاہیئے وہ سب سوال مجھ سے کیوں۔۔۔؟ کیا مجھے اپنے بچے کی حالت پر تکلیف نہیں ہوئی۔۔؟ کیا یہ مجھے بے غیرت ثابت کرنا چاہ رہا ہے؟

زیام شاہ کے ریلیکس کرنے پر ہاشم شاہ حد سے زیادہ تکلیف سے دوچار ہوتے حابیل شاہ کو کاٹ بھری نظروں سے دیکھتے پھر بنا رکے بولتا چلا گیا۔

ہاشم شاہ کا سینے میں خود کو دل اس وقت تکلیف سے پھٹ رہا تھا۔ پر وہ کس سے سوال کرتا۔۔۔؟ کیا کہتا کسی کو۔۔۔؟ اس لئے اذیت و دکھ سے حابیل شاہ کی طرف دیکھ گیا۔ جواب ہونٹ کاٹتے ہوئے صرف خاموش کھڑا تھا۔

ہاشم شاہ کے اتنا بولنے کے بعد وہ ایک لفظ بھی نہیں بول پایا۔۔۔جو غصہ پہلے اپنے بڑی پر آرہا تھا، وہی غصہ اب ڈبل ہو کر اسے عالم شاہ کا منہ توڑنے پر مجبور کر رہا تھا۔اس لئے جارہانہ انداز میں مڑتے ہوئے کمرے سے نکلنے لگا تو ہاشم شاہ کی آواز نے اسکے قدموں کو بریک لگائی۔۔۔

اب کہاں دفع ہو رہے ہو۔۔۔!!

حابیل شاہ کے انداز سے اسے عالم شاہ کے پاس جانے کا اخذ کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے تیزی سے پوچھنا ضروری سمجھا۔۔۔جس پر بنا مڑے ہی حابیل شاہ نے جواب دیا۔۔۔

آپکے کہنے کے مطابق اپنے بے غیرت بھائی سے سوال کرنے جارہا ہوں۔۔"

حابیل شاہ کے جواب پر ہاشم شاہ نے تیزی سے تھکی ہوئی سانس خارج کی۔۔۔تھکے انداز میں وہ پیچھے بیڈ پر بیٹھتا چلا گیا۔۔۔

جوش سے نہیں ہوش سے کام لو حابیل شاہ۔۔۔!!

میں صرف لاڈو کے ٹیسٹ کا ریزلٹ آنے کا انتظار کر رہا ہوں۔جس چیز کو رائی کا پہاڑ بنا کر عالم شاہ فارم ہاؤس میں بیٹھا ہوا ہے۔۔مجھے بس کلئیر کر لینے دو۔۔!

اسکے بعد تم سب جو مرضی کرنا چاہو، میں کسی کو بھی نہیں روکوں گا۔۔۔" ہاشم شاہ زمین پر نظریں جمائے پر سوچ انداز میں تھکاوٹ بھرے لہجے میں بولا تو حابیل شاہ پلٹتے ہوئے اسے الجھن سے دیکھنے لگا۔۔۔

بڑی آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔۔۔؟ حابیل شاہ کے ساتھ ساتھ باقی بھی ناسمجھی کا شکار ہو گئے تھے۔۔۔انکے ناسمجھنے پر ہاشم شاہ نے چہرہ اٹھاتے ہوئے انکی طرف دیکھا۔۔۔

قاشو پچھلے کئی دنوں سے لاڈو کو خود پڑھا رہی ہے۔اس نے مجھے بتایا ہے کہ لاڈو پڑھائی میں کمزور نہیں بس لاپرواہ تھی۔اور کچھ عالم شاہ اسے پڑھانے کا طریقہ نہیں سیکھ پایا اس لئے وہ پڑھنے سے چڑتی تھی۔۔

دو دن پہلے کالج میں لاڈو کا ایک ٹیسٹ ہوا ہے۔تو مجھے ٹیسٹ کے ریزلٹ میں اب یہ صرف جاننا ہے۔۔!

کہ کیا سچ میں قاشو کے کہنے کے مطابق لاڈو اچھے نمبر لے سکتی ہے یا نہیں۔۔۔!

یہ کلئیر ہونے کے بعد ہی میں عالم شاہ سے فائنل سوال وجواب کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔کیونکہ اس نے اب تک صرف اسی بات کو مسئلہ بنا کر لاڈو کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی قصوروار بنایا ہوتھا۔کہ وہ پڑھائی نہ کر کے اپنی زندگی خراب کر رہی ہے۔۔۔!

توبس کل تک رک جاؤ۔۔!

بعد میں جو چاہے کر لینا۔۔۔!!

ہاشم شاہ نے تفصیلی جواب دیتے ہوئے سب کچھ کلئیر کیا تو وہ سرد سانس خارج کرتے اپنے بڑی کو دیکھ گئے۔۔۔جو انکی طرف بنا دیکھے اب کمرے سے نکل گیا تھا۔اب کل تک سب کو بے صبری سے انتظار ہونے لگا۔

....

صبح کا وقت تھا۔جب شر جینا شاہ کی آنکھوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔بے ساختہ وہ نیند کے باعث بھاری آنکھوں کو کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔پر جیسے ہی وہ زرا سی آنکھیں کھولتی کہ تبھی پٹ سے اسکی آنکھیں دوبارہ بند ہو جاتیں۔شاید یہ بے ہوشی کی دوا کا اثر تھا۔

آنکھوں کو زور سے میچنے کے بعد شر جینا نے اس دفعہ آہستہ آہستہ اپنی آنکھوں کو کھولنا چاہا تو اسکی آنکھیں کھلتی چلی گئیں۔ آنکھیں کھولتے ہی اسکی نظر سب سے پہلے اپنے کمرے کی چھت کی طرف اٹھی۔

کچھ سیکنڈز تک یک ٹک چھت کو دیکھنے کے بعد شر جینا نے کہنیوں پر وزن ڈالتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی تو اسکا سر ایک دم سے زور سے چکرا گیا۔

آہ۔۔۔ہلکی سی کراہ بھرتے ہوئے شرجینا نے بے اختیار اپنے سر کو تھام لیا۔اٹھ کر بیٹھتے ہوئے شرجینا نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر سر کو بھی پیچھے ٹکایا تاکہ اسکا گھومتا سر کچھ پرسکون ہو سکے۔

دو، تین منٹ گزرنے کے بعد جب اسے کچھ بہتر محسوس ہوا تو اس نے آنکھیں کھول کر اپنے کمرے میں نظریں دہرانا شروع کیں۔اپنے کمرے کا منظر دیکھتے ہی اسکی سبز آنکھیں تیزی سے پھیلتی چلی گئیں۔

کیونکہ اسکے دونوں جڑواں بھائی اسی کے کمرے میں ڈیرا جمائے سو رہے تھے۔زیام شاہ اسکی ٹانگوں کی طرف شرجینا کی طرف چہرہ کیے سو رہا تھا تو ارمغان شاہ صوفے پر الٹا پڑا ہوا تھا۔اپنے دونوں بھائیوں کو یہاں سوئے پڑے دیکھ کر وہ دانت پیسنے لگی۔ کہ بے اختیار اسکی نظریں سائیڈ پر اٹھیں۔جہاں ہاشم شاہ بھی چیئر پر بیٹھا سو رہا تھا۔

اپنے چاچو کو چیئر پر بے سکونی سے سوتے دیکھ کر شرجینا شاہ ایک دم سے تڑپ اٹھی۔اسکو اب پہلے سے بھی زیادہ اپنے بھائیوں پر چڑ اٹھی تو پاس پڑا تکیہ اٹھا کر پہلے اس نے زیام شاہ کے منہ پر مارا اور ایک کشن اٹھا کر ارمغان شاہ کی طرف اچھال دیا۔یہ دونوں حملے ایک ساتھ ہوئے تو وہ ہڑبڑا کر آنکھیں کھولتے ہوئے آس پاس دیکھنے لگے۔۔۔

کیاہوا۔۔۔؟تم ٹھیک ہونالاڈو۔۔!!

زیام شاہ، شرجینا کو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے دیکھ کر فکر مندی کے مارے جلدی سے اٹھتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔ارمغان شاہ بھی تفکر سے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بیڈ پر آ بیٹھا۔۔

آپ دونوں میرے کمرے میں کیوں سو رہے ہیں۔۔؟شرجینا نے تیکھے چتون تیوروں سے ان دونوں پر نظر ڈال کر اب چیئر کی جانب دیکھا۔جہاں ہاشم شاہ بھی انکی آواز پر جاگ چکا تھا۔ ہاشم شاہ کو یہاں دیکھ کر وہ حیرانی کا شکار ہوئے تھے۔

رات میں ہوئی لڑائی کے بعد زیام شاہ اور ارمغان شاہ اپنی لاڈو کے کمرے میں آ گئے تھے۔جہاں سب لڑکیاں پہلے ہی شرجینا کی چوٹیں دیکھ دیکھ کر آہستہ آواز میں رو رہیں تھیں۔اور سب سے زیادہ تورو قاش کا زیادہ براحال تھا۔جسکی ہچکیاں سن کر وہ سرد سانس خارج کر گئے تھے۔

سب کو اپنے اپنے کمرے میں بھیج کر انہوں نے ہاشم شاہ کو اشارہ کیا تھا۔کہ وہ رو قاش کو کمرے میں لے جائے۔۔آج کل وہ پہلے ہی بہت ٹینس رہتی تھی۔اس پر تضاد اب شرجینا کو دیکھ دیکھ کر روئے جارہی تھی۔

اس لئے زیام شاہ نے سب کو زبردستی انکے کمروں میں بھیج دیا تھا۔ کیونکہ اگر وہ یہاں پر رہتیں تو ان سب نے رو رو کر خود کو ہلکان کر لینا تھا۔

سب کے جانے کے بعد وہ کافی دیر شرجینا کے سرہانے دائیں، بائیں جانب بیٹھ کر اسکا زخمی ہاتھ پکڑ کر اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے رہے تھے۔۔ اپنی بہن کی تکلیف کا سوچ سوچ کر وہ بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھ گئے۔

شرجینا کے ماتھے کو عقیدت سے چوم کر وہ رات دیر تک اسکے پاس بیٹھے رہے تھے۔ اور بعد میں وہیں پر سونے کے لئے بھی لیٹ گئے۔ کیونکہ انکا دل اپنی بہن کو چھوڑ کر جانے کو نہیں کر رہا تھا۔ اس لئے ارمغان شاہ صوفے پر لیٹ گیا تھا۔ جبکہ زیام شاہ بیڈ کی دوسری طرف۔۔۔

وہ دونوں ہی نہیں جانتے تھے کہ رات میں کب ہاشم شاہ اس کمرے میں آیا تھا۔ اس لئے اب اسکو وہیں چیئر پر بیٹھے سوئے دیکھ کر وہ حیرت کا شکار ہو گئے تھے۔

ہمیں اپنے کمرے میں ڈر لگ رہا تھا۔۔!

اس لئے ہم نے یہاں آ کر پناہ لے لی۔۔۔!!

شر جینا کے تیور دیکھ کر زیام شاہ نے اسکے بال سنوارتے ہوئے سکون سے الٹا جواب دیا تو شر جینا نے انکو گھور کر دیکھا۔۔

آپ دونوں کو میرے چاچو کو چیئر پر سلاتے ہوئے زرا خیال نہیں آیا۔۔!!

زیام اور ارمغان پر تیکھی نظر ڈال کر وہ غصے سے پوچھنے لگی تو وہ بیچارے پن سے ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔ جبکہ ہاشم شاہ تو بس اپنے بچے کی فکر پر آسودگی سے مسکرا دیا تھا۔

گلابی فتنی چاچو سے دماغ ہٹا کر کبھی آس پاس کسی اور کو بھی دیکھ لیا کرو۔۔۔!

ساری رات میں تمہاری یہ چھوٹی چھوٹی لاتیں کھاتا رہا ہوں۔۔۔!

اور تمہیں صرف اپنے چاچو کی پڑی ہوئی ہے۔۔!!

شر جینا کو نارمل دیکھ کر زیام شاہ جلن کے مارے اسے مصنوعی گھورتے ہوئے بول گیا۔

جبکہ لاتیں کھانے والا تو اس نے جھوٹ ہی بولا تھا۔ اتنے بڑے بیڈ پر شر جینا شاہ کی ٹانگیں تو کنارے تک پہنچتی ہی نہیں تھیں۔ تو بھلا وہ اسے لاتیں کیسے مار لیتی۔۔۔

اچھا ہوا ہے۔۔!!

آپ کو اور لاتیں پڑنی چاہیئے تھیں۔مجھے پہلے پتہ ہوتا تو میں جادو سے اپنی ٹانگ لمبی کر صوفے پر انکو بھی مار دیتی۔۔۔!!

زیام شاہ کے جھوٹ کو سچ مانتے ہوئے شرجینا نے آگے بڑھ کرارمغان شاہ کے ہلکے سے بال کھینچے تو وہ اسے صدمے سے دیکھتے چلے گئے۔جو اپنے چاچو کی فکر میں اتنی ہلکان ہورہی تھی۔ ہاشم شاہ مسکراتے ہوئے ان تینوں بہن بھائیوں کی نوک جھوک سن رہا تھا۔

اٹھو زیام اپنے کمرے میں چلیں۔۔۔!

بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا۔۔۔!اب آنا سہی تم ہمارے پاس یہ کہنے کہ بھیا پلیز رائڈنگ پر لے جائیں۔۔۔!!

دیکھنا کیسے پھر تمہیں میں اپنی بائیک پر غوطے لگواتا ہوں۔۔!

ناک چڑھاتے ہوئے ارمغان شاہ اسے دھمکیاں دیتے بیڈ سے کھڑا ہوا تو بدلے میں شرجینا شاہ نے ناک پر سے مکھی اڑاتے ہوئے بڑے بھائی کی ساری باتوں کر ہوا میں اڑا دیا۔۔۔

جایئے، جایئے۔۔۔!!

اور ہاں جاکر میرے لئے میرا فیورٹ ناشتہ بھی لے کر آئیں میں نے پھر کالج بھی جانا ہے۔۔۔" زیام اور ارمغان کو کمرے سے نکلتے دیکھ کر شرجینا نے پیچھے سے ہانک لگاتے ہوئے فرمائشی انداز میں حکم سنایا تو وہ مسکرا کر سر کو خم دے کر چلے گئے۔۔۔

انکے جاتے ہی ہاشم شاہ اٹھ کر بیڈ پر آکر بیٹھا تو شرجینا پریشان ہوتے تیزی سے پوچھنے لگی۔۔۔

چاچو۔۔!! حابیل بھیا آپ سے اب ناراض تو نہیں نا۔۔۔؟؟ کل ہاسپٹل میں حابیل شاہ کا اکھڑا اکھڑا رویہ یاد آتے ہی شرجینا نے معصومیت سے پوچھا تو نجانے کیوں اسکے سوال پر ہاشم شاہ کو سانس لینے میں دقت محسوس ہونے لگی۔۔۔

کل ہوش میں آتے ہی شرجینا شاہ جان بوجھ کر اپنے چاچو کی بجائے حابیل شاہ کی نزدیک رہی تھی۔۔ تاکہ حابیل شاہ اسکی طبعیت خرابی کا قصوروار ہاشم شاہ کو نہ بنائے۔ کیونکہ اپنی لاڈو کی ہر چوٹ کا الزام حویلی والے ہاشم شاہ اور عالم شاہ کو ٹھہراتے تھے۔۔

انکے مطابق عالم اور ہاشم شاہ کی موجودگی میں شرجینا شاہ کو کچھ ہو بھی تو کیوں۔۔؟اس لئے شرجینا شاہ نے کل حابیل شاہ کو مطمئن کرنے کے لیے اسکے ساتھ لاڈ کیے تھے۔ کیونکہ عالم شاہ تو یہاں پر موجود تھا نہیں۔ تو اس لئے وہ نہیں چاہتی تھی کہ سب اسکے چاچو کو باتیں سنائے، یا ناراض ہو جائیں۔

چاچو کا پیارا بچہ مجھ سے ناراض تو نہیں نا۔۔؟ میں کل اپکی حفاظت نہیں کر پایا تو۔۔!!! سینے میں کٹتے ہوئے دل کے ساتھ ہاشم شاہ نے آنکھوں میں نمی لیے اپنی لاڈو کے ہاتھ پکڑتے ہوئے بات ادھوری چھوڑی تو وہ ایک دم سے تڑپ اٹھی۔۔۔ وہ اسے یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ کل اپنے چاچو کو جن کی ناراضگی سے بچانے کے لیے وہ جتن کرتی رہی ہے۔ وہ تو بنا کچھ جانے ہی اس پر الزامات کا ڈھیر لگاتے چلے گئے تھے۔۔۔

چاچو۔۔۔!! آپ ایسے بولیں گئے تو میں اب رو دوں گی۔۔۔!!

پلیز ایسے نہیں بولیں نا۔۔۔!!

آپ نے ہی مجھے فائٹ کرنا سکھایا تھا۔۔!

اور سمجھایا تھا کہ آپکی غیر موجودگی میں اپکی لاڈو اپنی حفاظت خود کرے گی تو پھر یہ کیوں۔۔۔؟ اپنے چاچو کا بھیگا بھاری لہجہ سننے کے بعد وہ بے چینی سے تڑپتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے

ہاشم شاہ کی نم آنکھیں صاف کرنے لگی۔۔۔ جس پر ہاشم شاہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اسکا ہاتھ چوم گیا۔۔۔

مجھے معاف کر دو چاچو کی جان۔۔۔!

میں کل رات سے خود کو معاف نہیں کر پارہا۔۔۔!!

شاید میں سچ میں تمہاری حفاظت ٹھیک سے نہیں کر پایا ہوں، ورنہ میرے بچے کو اتنی تکلیف نہ اٹھانی پڑی۔۔۔!!

اپنے دل میں کل سے ابھرنے والی تکلیف کو آخر کار زبان پر لاتے ہوئے ہاشم شاہ نے چہرہ جھکایا تو شر جینا بے قرار ہوتی چلی گئی۔

وہ اپنے شیر جیسے چاچو کو پہلی بار چہرہ جھکاتے ہوئے نہیں دیکھ پائی تھی، اس لئے ایک دم سے رونا شروع ہو گئی۔۔

روقاش جو کمرے کے دروازے پر کھڑی تھی کہ شر جینا کے رونے کی آواز پر وہ تیزی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی جہاں وہ روتے ہوئے اپنے چاچو کا چہرہ اوپر اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

آپ ایسے بولیں گئے تو میں آپ سے ناراض ہو جاؤں گی چاچو۔۔!

میری طرف دیکھیں نا۔۔۔!

دروازہ کھلنے کی آواز پر شرجینا نے چہرہ موڑتے ہوئے دیکھا تو روقاش کو دیکھ کر بے چینی سے اپنی چاچی کو پکار گئی۔۔۔

چاچی۔۔۔!!دیکھیں نا چاچو پتہ نہیں کیا کیا بولے جا رہے ہیں، پلیز انکو کہیں نا کہ میری طرف دیکھیں۔۔۔!!

یہ مجھے ہرٹ کر رہے ہیں۔۔۔!

بے دردی سے گالوں پر بہتے ہوئے آنسوؤں کو صاف کر کے شرجینا نے ہچکی دباتے ہوئے اپنی چاچی کو شکایت لگائی تو روقاش مضطرب کیفیت میں تیزی سے ان دونوں کے قریب آئی۔

جہاں ہاشم شاہ چہرہ جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔ کل رات روقاش کو سلانے کے بعد وہ خود یہاں پر آ گیا تھا۔اس لئے اب جاگتے ہی بنا فریش ہوئے روقاش اسے دیکھنے کے لیے شرجینا کے کمرے میں آئی تھی۔۔

شاہ۔۔!!

کیوں ایسے کر کے ہمارے دل بند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔!!

ہاشم شاہ کی نم سرخ آنکھوں کو دیکھ کر روقاش کا بھی دل گھبرانے لگا۔تو ہاشم شاہ نے بامشکل خود پر ضبط کرتے ہوئے چہرہ اٹھا کر انکی طرف دیکھا تھا۔جہاں شرجینا روتے ہوئے شکوہ کناں نظروں سے دیکھ رہی تھی تو روقاش اسکی حالت پر حد سے زیادہ تڑپتے ہوئے بھیگی آنکھوں سے سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے مضبوط رہنے کا کہہ رہی تھی۔۔۔

ہاشم شاہ نے دونوں بازو واہ کرتے انکو پاس آنے کا اشارہ کیا تو شرجینا تیزی سے اسکے حصار میں آتے رو پڑی۔ جبکہ روقاش نے اسکے حصار میں ہوتے ہی اپنے شاہ کے سینے پر ہونٹ رکھتے ہوئے چہرہ اٹھا کر اسکی نم آنکھوں کو اپنے ہاتھوں سے صاف کیا۔۔۔

آپ میرے سب سے زیادہ بیسٹ والے چاچو ہیں۔۔!

میں عالی سے بھی پیار نہیں کرتی ہوں۔۔۔!

بس آپ سے کرتی۔۔۔! پلیز چاچو آئندہ ایسے مجھے ہرٹ نہ کیجیے گا۔۔۔!

ورنہ ناراض ہو جاؤں گی۔۔۔!!

شرجینا نے روتے ہوئے بے ربط جملوں میں دھمکیاں دیتے ہاشم شاہ کو یقین دلانا چاہا کہ وہ عالم شاہ سے زیادہ اپنے چاچو سے محبت کرتی ہے۔

اسکی ان معصوم دھمکیوں اور عالم شاہ کا حوالہ دینے پر روقاش اور ہاشم شاہ بے ساختہ ہنس کر اسکا سر چوم گئے۔۔۔جو اپنے چاچو کو پتہ نہیں کن کن طریقوں سے تسلی دینا چاہ رہی تھی۔۔

دن کے گیارہ بج رہے تھے۔جب اچانک روقاش کو یاد آیا کہ آج شرجینا شاہ کے ٹیسٹ کا ریزلٹ آنا تھا۔ اس ریزلٹ کو جاننے کے لیے سب حویلی والے متجسس تھے۔شرجینا اپنے کمرے میں پڑھنے میں مصروف تھی۔

اسکی اتنی ضد کے باوجود بھی صبح ہاشم شاہ نے اسے کالج نہیں جانے دیا تھا۔۔کالج سے چھٹی کرنے کے لیے بہانے ڈھونڈنے والی شرجینا شاہ آج صبح اتنی بیماری میں بھی کالج جانے کی ضد کر رہی تھی۔

جس پر ہاشم شاہ نے بسی سے اپنے بچے کو دیکھ گیا۔ جو اسکے خبیث بھتیجے کے لیے خود کو اتنا بدلنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن جو بھی تھا، ہاشم شاہ آج اسے کسی صورت بھی جانے نہیں دے سکتا تھا۔ اس لئے اپنی لاڈو کو سمجھا بجھا کر وہ سب خود آفس چلے گئے۔۔

اچانک روقاش کے موبائل میں بیل بجنا شروع ہوئی تو روقاش نے تیزی سے آگے بڑھ کر ٹیبل سے موبائل اٹھایا۔ جہاں شاہ کالنگ لکھا آرہا تھا۔

جی شاہ۔۔۔؟؟ لاڈو کے ٹیسٹ کا کیا بنا۔۔۔؟ روقاش نے یس کرتے ہی بے تابی سے سوال کرتے پوچھا تو دوسری طرف ہاشم شاہ جو شرجینا کے کالج میں کھڑا تھا کہ بے بسی سے سرد سانس خارج کر گیا۔۔۔ ہاشم شاہ کی خاموشی پر روقاش اضطراب سے اپنی انگلیاں موڑنے لگی۔۔۔

شرجینا تو آج کالج نہیں گئی تھی پر اسکے ٹیسٹ کے ریزلٹ جاننے کے لیے ہاشم شاہ خاص طور پر آفس سے کالج آیا تھا۔ تاکہ خود جا کر دیکھ سکے۔ اس لئے روقاش بے صبری سے اسکی کال کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

شاہ آپ کچھ بول کیوں نہیں رہے۔۔۔؟روقاش نے پریشان ہوتے پھر اسے پکارا تو ہاشم شاہ کی سنجیدہ خالی پن سے لبریز آواز اسکے کانوں میں ٹکرائی۔۔۔

قاشو۔۔!

لاڈو ٹیسٹ میں پھر فیل ہو گئی ہے۔۔۔" ہاشم شاہ کے اس جملے کو سننے کے بعد بے اعتباری کے باعث روقاش آنکھیں پھیلاتے ہوئے بے ساختہ نفی میں سر ہلاتے چلی گئی۔۔۔

عالم شاہ اپنے آفس میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے بار بار گلاس وال کی طرف دیکھ رہا تھا۔لاشعوری طور پر وہ ہاشم شاہ کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

کل جب وہ آفس آیا تھا۔ تو یہ سوچ کر آیا تھا۔ کہ وہ آفس جا کر ہاشم شاہ کے ساتھ دو ٹوک انداز میں جیا کی رخصتی کی بات کرے گا۔ لیکن جب وہ میٹنگ روم سے باہر نکلا تو پتہ چلا کہ میٹنگ ختم ہوتے ہی ہاشم شاہ اور ارمان شاہ جا چکے ہیں۔

انکے یوں اچانک آفس سے ایک ساتھ نکلنے پر عالم شاہ الجھن و نا سمجھی سے سوچ میں پڑ گیا۔ میٹنگ کے دوران پہلے حابیل شاہ اچانک غائب ہوا اور بعد میں وہ دونوں۔۔۔ کسی خدشے کے تحت عالم شاہ نے حویلی میں ملازم کو فون کرتے پوچھا تو ملازم نے سب کچھ ٹھیک ہونے کی تصدیق کرتے عالم شاہ کو مطمئن کر دیا۔ جس پر وہ مزید الجھن کا شکار ہوتا چلا گیا تھا۔

اگر حویلی میں سب کچھ ٹھیک تھا تو پھر وہ سب اچانک کیوں چلے گئے تھے۔ انہی سب باتوں کو سوچتے ہوئے عالم شاہ انکے واپس لوٹنے کا انتظار کرنے لگا تھا۔ کیونکہ اسے ہر صورت میں ہاشم شاہ سے رخصتی کے بارے میں بات کرنی تھی۔ فارم ہاؤس میں رہتے ہوئے یہ سات دن اس پر بہت بھاری ترین گزرے تھے۔

ہاشم شاہ کے سخت الفاظ کسی وقت بھی عالم شاہ کو بھولتے نہیں تھے۔ اسکے کانوں میں جب بھی ان لفظوں کو آواز گونجتی تو عالم شاہ کو اپنا دل پھٹتے ہوئے محسوس ہونے لگتا۔

اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ جلد از جلد اپنی عالم جاں کو رخصت کروا کے خود میں قید کر لے گا۔ لیکن کل جب ہاشم شاہ واپس نہیں آیا تو عالم شاہ صبر کے گھونٹ پیتے واپس چلا گیا۔ آج صبح بھی وہ جلدی آفس آگیا تھا۔۔تاکہ جا کر ہاشم شاہ سے بات کر سکے۔۔

پر ہاشم شاہ تھوڑی دیر آنے کے بعد پھر کہیں غائب ہو چکا تھا۔اس لئے عالم شاہ اسکے واپس لوٹنے کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ کام کرتے ہوئے دماغ میں مسلسل کئی سوچوں سے الجھا ہوا تھا۔ حابیل شاہ اور ارمان شاہ کا رویہ اور سپاٹ تاثرات بھی حیران کن تھے۔اس قدر سنجیدہ وہ پہلے کبھی بھی نظر نہیں آئے تھے۔۔نہ ہی انہوں نے عالم شاہ کو بلانے کی زحمت کی تھی۔ یہ سب سوچتے ہوئے عالم شاہ نے سگریٹ سلگانے کے لئے چہرہ اٹھا کر پھر گلاس وال کی طرف دیکھا تو عالم شاہ کی نظر بے اختیار باہر کھڑی مومنہ پر پڑی۔

عالم شاہ کے دیکھنے پر وہ اسکی طرف نرم مسکراہٹ اچھالتے ہوئے مسکرائی تو وہ پھیکا سا مسکرا کر سر جھٹک کر ہونٹوں میں سگریٹ دبا کر دوبارہ لیپ ٹاپ پر جھک گیا۔ مومنہ سے اسکا تعارف کل ہی ہو چکا تھا۔

سب کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کل مومنہ خود ہی عالم شاہ کی آفس میں چلی گئی تھی۔اسکے تعارف کروانے پر عالم شاہ کو اچانک یاد آیا تو وہ مروت کے مارے ایکسکیوز کرتے اسکی باتوں کے جواب دینے لگا۔کیونکہ اسے اپنی کمٹمنٹ کر کے بھول جانا برا لگا تھا۔۔

کالج کے باہر آکر گاڑی روکی تو ہاشم شاہ نے آگے بڑھ کر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے ہاتھ بڑھایا۔ روقاش اسکے اتنے مان و محبت دینے پر مسکرا کر اسکا ہاتھ تھام کر باہر نکلی تو ہاشم شاہ نے لبوں میں سگریٹ دباتے ہوئے سنجیدہ انداز میں اپنی قاشو کے چہرے کو چادر میں اچھے سے چھپا کر اسکا نازک ہاتھ تھام اپنے ہاتھ میں جکڑتے ہوئے آگے کی جانب قدم بڑھا لیے۔

گیٹ پر کھڑے گارڈز نے احترام میں کھڑے ہوتے ہاتھ اٹھاتے ہوئے ہاشم شاہ کو سلام کیا تو ہاشم شاہ جواب ہیں سر کو جنبش دیتے تیزی سے قدم اٹھانے لگا۔۔۔

قاشو تم آفس میں جاؤ۔۔۔!

میں ایک ضروری کال سن کر آتا ہوں۔۔۔!

روقاش کو پرنسپل کے آفس میں جانے کا کہتے ہوئے ہاشم شاہ نے یس کرتے کال ریسیو کی تو روقاش سر کو جنبش دے کر پر اعتماد انداز میں آفس کی طرف چلی گئی۔

کال پر شرجینا شاہ کے فیل ہونے کا سن کر روقاش کو کسی صورت بھی یقین نہیں آیا تھا۔آخر وہ اب اپنی سٹوڈینٹ کو اچھے سے جان چکی تھی۔تو پھر بنا تصدیق کیے کیسے اسکے فیل ہونے کا یقین کر لیتی۔اس لئے اس نے ہاشم شاہ کو وہیں رکنے کا کہا تھا۔

کیونکہ وہ خود کالج آکر شرجینا کے ٹیسٹ دیکھنا چاہ رہی تھی۔تاکہ دیکھ سکے کہ شرجینا شاہ نے ٹیسٹ میں ایسا کیا لکھا کہ وہ تھوڑے نمبر لینے کی بجائے سیدھا سیدھا فیل ہی ہوگئی ہے۔ہاشم شاہ تو اپنی لاڈو کے فیل ہونے کا سن کر دل برداشتہ ہو چکا تھا۔لیکن اپنی قاشو کے ضد کرنے پر اسکی تسلی کے لیے وہ مان گیا۔تاکہ روقاش ایک بار خود ٹیسٹ دیکھ کر اپنی تسلی کر لے۔

کیونکہ ہاشم شاہ نے ابھی تک ٹیسٹ خود بھی نہیں دیکھے اور نہ ہی وہ ان چیزوں کے بارے میں کچھ جانتا تھا۔ اس لئے اس نے مس سفینہ سے سیدھا سیدھا ریزلٹ پوچھ لیا تھا۔ جس پر مس سفینہ پہلے تو ہاشم شاہ کو اچانک دیکھ کر گڑبڑا گئیں تھیں۔۔

کیونکہ وہ ہاشم شاہ کی سرد طبیعت کے بارے میں اچھے سے جانتیں تھیں۔۔ پہلے پہلے ہاشم شاہ اکثر کالج میں چکر لگاتا رہتا تھا۔ پر اب تو کافی دیر بعد آیا تھا۔ ہاشم شاہ کو شرجینا کے ٹیسٹ کے بارے میں یوں متجسس ہوتے دیکھ کر مس سفینہ دل ہی دل میں الجھن کا شکار ہو رہیں تھیں۔

لیکن پھر بہت ہمت کرتے اس نے ہاشم شاہ کو بتایا تھا کہ اسکی بھتیجی فیل ہو چکی ہے۔ جس کو سن کر بنا کوئی جواب دیے وہ آفس سے نکل گیا۔ جس پر مس سفینہ بے اختیار شکر ادا کرتی چلی گئیں تھیں۔

اور اب ہاشم شاہ نے آدھے گھنٹے تک کال پر بات کرنے کے بعد پرنسپل کے آفس کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ وہ اندر آیا تو روقاش پرنسپل کے سامنے والی چیئر پر بیٹھ کر بہت غور سے ٹیبل پر رکھی شیٹس کو دیکھ رہی تھی۔ جبکہ مس سفینہ چہرے پر ناگواری لیے روقاش کو گھورنے میں مصروف تھیں۔

مس سفینہ اپکو نہیں لگتا کہ جب کسی جگہ کے مالک خود اپنی ملکیت میں آئیں تو کام کرنے والوں کو اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے بوس کو سر براہی کرسی دینی چاہیئے۔۔۔!

ہاشم شاہ نے اندر داخل ہوتے کاٹ دار لہجے میں مس سفیہ کو مخاطب کیا تو مس سفینہ گڑبڑا کر جلدی سے اپنی سیٹ سے کھڑی ہو گئیں۔ جبکہ اسکی آواز سنتی روقاش بھی سر اٹھا کر الجھن سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

کیا مطلب شاہ۔۔۔؟؟ روقاش ناسمجھی سے پوچھ کر اس پر نظر ڈالنے کے بعد دوبارہ شیٹس کو چیک کرنے لگی۔۔۔

مسسز شاہ میرا یہ مطلب ہے کہ یہ کالج ہمارا ذاتی ہے تو پلیز جا کر اپنی سر براہی کرسی پر بیٹھ کر اپنا کام کریں۔۔اپ یہاں کی بوس ہیں۔۔۔!

پلیز مس سفینہ یہاں کی مالکن کے لئے نئ چیئر منگوائیں اور آپ وہاں سے اٹھ جائیں۔۔!

اپنی سحر انگیز شخصیت کے ساتھ روقاش کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسے پیار سے جواب دیتے اپنی بات کا مطلب سمجھایا تو وہ تعجب سے اسے دیکھ گئی۔۔ جبکہ مس سفینہ تو اپنی انسلٹ پر بامشکل مسکراتے ہوئے کھڑی ہو گئیں تھیں۔

کیا سچ میں شاہ یہ ہمارا کالج ہے۔۔۔؟ روقاش نے خوشگوار حیرت سے اسکی طرف چہرہ موڑتے ہوئے جاننا چاہا۔ کیونکہ وہ سچ میں اس بارے میں نہیں جانتی تھی۔ اسکے پوچھنے پر ہاشم شاہ نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔

یس شاہ کی جان۔۔۔!!

یہ کالج ہمارا ہی ہے، عالم شاہ اور میں نے یہ کالج خاص لاڈو کے لئے بنوایا تھا۔ اس لئے تو اسکا نام "جیا کالج" ہے۔۔۔!

مس سفینہ سب ٹیچرز کو آفس میں بلا کر لائیں۔ تاکہ ان سب کا تعارف اپنی فیوچر بوس سے ہو سکے۔۔!

روقاش کو پیار سے جواب دینے کے بعد ہاشم شاہ نے رعب دار لہجے میں مس سفینہ کو حکم دیا تو نجانے کیوں مس سفینہ کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دینے لگیں۔ وہ بامشکل اثبات میں سر ہلا کر سب ٹیچرز کو بلانے کے لیے آفس سے نکل گئیں۔

اسکے جاتے ہی ہاشم شاہ نے اپنے ساتھ بیٹھی روقاش کو اٹھا کر ٹیبل کے اس پار سربراہی کرسی پر بٹھایا تو وہ یک دم کھکھلا پڑی۔ اسکے کھکھلانے پر ہاشم شاہ بھی اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ گیا۔

دس منٹ کے اندر اندر سب ٹیچرز ایک ساتھ آفس میں داخل ہوئیں تو ہاشم شاہ نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ روقاش اور ہاشم شاہ کو سلام کرنے کے بعد سب ٹیچرز صوفوں پر بیٹھ گئیں۔ جبکہ مس سفینہ کے پسینے چھوٹے ہوئے تھے۔۔۔

یہ کیا بکواس ہے۔۔۔!!

روقاش جو اپنے دھیان میں شرجینا کے ٹیسٹ چیک کر رہی تھی کہ اچانک غصے سے بول اٹھی۔۔

کیا ہوا۔۔؟ روقاش کی اچانک غصے بھری آواز سنتے ہوئے ہاشم نے تیزی سے پوچھا۔۔۔ تو روقاش نے جلدی سے ٹیسٹ اسکے نزدیک کر دیے۔۔۔ اور خود سب ٹیچر کو مخاطب کرنے والے لہجے میں پوچھنے لگی۔۔۔

شرجینا شاہ کا یہ ٹیسٹ کس نے چیک کیا ہے۔۔؟ اس سبجیکٹ کی ٹیچر کون ہیں۔۔۔؟ روقاش غصے سے سب کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی تو ہاشم شاہ جو ٹیسٹ کو چیک کر رہا تھا۔ وہ اپنی قاشو کو ناسمجھی سے دیکھ گیا۔۔۔

قاشو ہوا کیا ہے۔۔۔؟

شاہ۔۔!

یہ دیکھیں!

جس چیپٹر کا ٹیسٹ بتایا گیا تھا۔ یہ تو اس چیپٹر کا ٹیسٹ ہی نہیں ہے۔۔؟روقاش نے ہاشم شاہ کے سامنے رکھے ٹیسٹ کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے تیزی سے بتایا تو دو ٹیچرز کے چہروں سے تیزی سے رنگ اڑاتا چلا گیا۔

میں سمجھا نہیں۔۔!

کیا کہنا چاہ رہی ہو۔۔؟ہاشم شاہ نے کنفیوز ہوتے اب اسکی طرف دیکھا۔۔۔جس پر روقاش نے سرد سانس خارج کرتے اسے سمجھانا شروع کیا۔۔۔

شاہ۔۔!

جس چیپٹر کا بتا کر یہ ٹیسٹ لیا گیا تھا۔ یہ وہ چیپٹر ہے ہی نہیں ہے۔۔!

مطلب یہ ٹیسٹ بدل دیا گیا ہے۔۔!

اور دوسری بات غلط چیپٹر بتا کر بھی انہوں نے جو لاڈو کو ٹیسٹ لیا ہے۔اسے بھی غلط چیک کیا گیا ہے۔میں نے گھر میں لاڈو کو اسکے فائنل ایگزام کی تیاری کے لیے سلیبس کور کروانا شروع کیا ہوا ہے۔

اس لئے اس پورے چیپٹر کی بھی میں نے لاڈو کو تیاری کروائی ہوئی تھی اور گھر میں نے لاڈو کا خود ٹیسٹ بھی لیا تھا۔ جو اس نے بالکل ٹھیک لکھا تھا۔ اور یہاں بھی اس نے بالکل صحیح لکھا ہوا ہے۔ پر اسکی ٹیچر نے سب سوالوں کے جواب پر کو کراس کیا ہوا ہے کیوں۔۔۔؟ مطلب صحیح کو غلط کیوں کیا گیا ہے؟ اور پھر غلط ٹیسٹ بتا کر اس چیپٹر کا ٹیسٹ کیوں لیا گیا تھا۔۔۔؟

روقاش نے شش و پنج کا شکار ہوتے ہاشم شاہ کو مکمل تفصیل سے آگاہ کرتے سب سمجھایا تو ہاشم شاہ کے سر پر ایک کے بعد ایک دھماکہ ہوتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کسی سے کچھ پوچھ پاتا کہ تبھی سب ٹیچرز میں بیٹھی مس صبا بھی اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی انکی طرف آئی۔۔!

میم آپ یہ ٹیسٹ بھی چیک کریں۔۔!

کیونکہ یہ شرجینا کی کلاس فیلوز کے ٹیسٹ ہیں اور سیم ڈیٹ پر لیے گئے ہیں۔۔!

مس صبا نے تین چار ٹیسٹ ٹیبل پر رکھتے ہوئے روقاش کی جانب بڑھائے تو روقاش صبا پر نظر ڈال کر انکو بھی دیکھنا شروع ہو گئی۔ جبکہ مس صبا نے مڑتے ہوئے مس سفینہ اور شرجینا کی کلاس ٹیچر کو خاص نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔

یہ سب کیاہو رہاہے ؟سب ٹیسٹ کواچھے سے دیکھنے کے بعد روقاش بے اختیار اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

روقاش کارد عمل دیکھ کر صبا مسکراتے ہوئے ہاشم شاہ سے مخاطب ہوئی۔۔

سوری سر۔۔!

میری ماما کی ڈیتھ کی وجہ سے میں پورا ایک ہفتہ کالج نہیں آسکی۔اس اچانک صدمے کی وجہ سے میں اپکو کچھ بھی بتانا بھول گئی تھی۔جو شاید مجھے پہلے ہی بتادینا چاہیے تھا۔تاکہ کل جو ہوا ہے وہ سب نہ ہوتا۔۔۔!

ہاشم شاہ کے سامنے کھڑے ہو کر صبا نے اچانک بولنا شروع کیا تو مس سفینہ سمیت دوسری ٹیچر کو جان کے لالے پڑتے نظر آنے لگے۔۔۔

ایسے سوری بول کر آپ مجھے شرمندہ نہ کریں مس صبا۔۔۔!دشمن نے ہمارا جو نقصان کرنے کی کوشش کی تھی،آللہ کالاکھ،لاکھ شکر ہے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہو پایا۔اور ہم اس بھاری نقصان سے بچ گئے ہیں۔جبکہ آپکا جو نقصان ہوا ہے۔وہ تو شاید عمر بھر کا ہے۔اس لئے ایسے معذرت بول کر ہمیں شرمندہ نہ کریں۔آپ نے اپنی ڈیوٹی بہت اچھے سے نبھائی ہے۔

مس صبا کے معذرت کرنے پر ہاشم شاہ نے جلدی سے اسے ٹوکتے ہوئے تسلی دی کہ وہ پریشان نہ ہو۔جس

پر صبا نم آنکھوں سے بس مسکرا کر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔روقاش خاموشی سے سمجھنے والے انداز میں انکی گفتگو سن رہی تھی۔

سر یہ جو ٹیسٹ ہیں۔۔! یہ مس شرجینا کی باقی کلاس فیلوز کے ہیں۔ان شارٹ بتاؤں تو ہماری پرنسپل صاحبہ اور شرجینا کی کلاس ٹیچر ملی ہوئیں ہیں۔ پچھلے کچھ ٹائم سے کلاس میں جو ٹیسٹ اناؤس کیا جاتا ہے۔وہ ٹیسٹ بعد میں بدل دیا جاتا رہا ہے۔شرجینا اور اسکی دوست سحر ملک کے سوا باقی سب سٹوڈینٹ کا ٹیسٹ سیم ہوتا ہے۔۔۔" مس سفیہ پر نفرت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے مس صبا ایک کے بعد ایک بات سے پردہ اٹھاتے ہوئے انکی اصلیت بتانا شروع ہوئی تو روقاش سمیت ہاشم شاہ بے یقینی سے سنتے چلے گئے۔۔

شام کا سماں تھا۔اور آج کی شام شاید حویلی والوں پر قیامت بن کر ٹوٹنے والی تھی۔پوری حویلی میں چینخ چینخ و پکار کی آوازیں بلند ہو رہیں تھیں۔

مالا اور روقاش مسلسل شرجینا کے کمرے کا دروازہ کھٹکتا رہیں تھیں۔۔پر اتنے شور میں انکی کوئی بھی پکار اس تک نہیں پہنچ رہی تھی۔کیونکہ کمرے سے توڑ پھوڑ کی آوازوں کے ساتھ شرجینا شاہ کی چینخوں کی ملی جلی آوازیں سنائی دے رہیں تھیں۔

لاڈو تمہیں چاچو کی قسم ہے۔۔!دروازہ کھولو۔۔۔!!پوری قوت لگاتے ہوئے مالا شاہ نے چینخ کر اسے پکارتے ہوئے واسطہ دیا۔

پر کمرے میں چیزوں کو توڑتی ہوئی شرجینا شاہ تک اسکی کوئی آواز نہیں پہنچی۔ زیام اور ارمغان بھاگتے ہوئے وہاں پہنچے تو انکو دیکھ کر روقاش روتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

زیام پلیز یہ دروازہ کھولو لاڈو ٹھیک نہیں ہے۔۔!روقاش نے سکڑتے دل کے ساتھ چینختے ہوئے کہا تھا۔۔ زیام شاہ اور ارمغان انکو پیچھے ہٹا کر پوری طاقت لگاتے ہوئے دروازہ کو دھکا دینے لگے۔۔

جیا تمہیں ہماری قسم ہے اگر تم نے خود کے ساتھ کچھ بھی غلط کیا تو میں خود کو شوٹ کر لوں گا۔۔!! ارمغان شاہ حلق کے بل چلاتے ہوئے بولا تھا۔۔

دروازے کو کھولنے کی کوشش کرتے انہوں نے تمام قوت لگا کر دروازہ کو دھکا دیا تو دروازہ ایک دم سے کھلتے چلا گیا۔۔پر کمرے کے بیچوں و بیچ بے شر جینا کو بے ہوش پڑے دیکھ کر وہ دونوں بھائی بے اعتباری سے سانس روکتے چلے گئے۔

مالا اور روقاش نے آگے بڑھ کر دیکھا تو شر جینا کے کلائی سے خون نکلتے دیکھ کر وہ آہ وزار کرنے لگیں۔ کیونکہ انکی لاڈلی پاگل پن میں اپنی نس کاٹ چکی تھی۔ شر جیناشاہ نے خودکشی کی کوشش کرتے ہوئے آخر کار سب کے خدشات کو یقین میں بدل ہی دیا تھا۔۔۔

ناول: سن سائیاں

شاہ۔۔!!!!روقاش نے سسکتے ہوئے ہاشم شاہ کو پکارا تو ہاشم شاہ اپنی سرخ آنکھیں زور سے میچتے ہوئے اسے سینے میں بھینچ گیا۔

روقاش بھی اس کے سینے پر سر رکھ کر تھکے ہوئے انداز میں تڑپ سی گئی تھی۔اسکے یلو ڈریس پر شر جیناشاہ کے خون کے دھبے نظر آرہے تھے۔جن کو دیکھ دیکھ کر روقاش کا دل سینے میں پھر جکڑا جا رہا تھا۔اسکی آنکھوں کے سامنے سے وہ منظر نہیں ہٹ رہا تھا۔جب زیام شاہ اور ارمغان شاہ کے دروازہ توڑنے پر وہ اندر داخل ہوئی تھی۔تو شر جیناشاہ کا ساکت وجود تڑپ رہا تھا۔

شر جینا شاہ نے اس بے دردی کے ساتھ اپنی نس کاٹی تھی۔ کہ اسکا وجود ایک دم زمین پر گرتے ہی تڑپنا شروع ہو گیا تھا۔ وہ منظر یاد آتے ہی روقاش کا اپنا جسم پھر سے ہولے ہولے سے کانپنا شروع ہو گیا۔

اسے لرزتے دیکھ کر ہاشم شاہ سب پر نظر ڈال کر اسے بازو کے حصار میں لیے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے باہر لے آیا۔ وہ اس وقت ہاسپٹل میں موجود تھے۔ جبکہ شر جینا شاہ کا ٹھنڈا وجود آئی سی یو کے کمرے میں زیر علاج تھا۔ سب یہیں پر کھڑے تھے۔ پر روقاش کی حالت بہت خراب ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ اسے ساتھ لیے باہر آ کر بینچ پر بیٹھ گیا۔۔۔

شام ڈھلتے ہوئے شاید گزر بھی چکی تھی۔ پر اس شام میں آنے والی قیامت ابھی تک ختم نہیں ہوئی تھی۔

روقاش کے آنسو ذرا تھمے تو وہ ہاشم شاہ کے کندھے پر سر رکھ کر زمین پر کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھتے چلی گئی۔ جبکہ ہاشم شاہ کی نم آنکھیں سامنے درخت پر مرکوز تھیں۔

ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ جس کی وجہ سے درخت کی شاخیں بھی تھوڑی ہل رہی تھیں۔ وہ دونوں بظاہر تو خاموش نظر آ رہے تھے۔۔ پر ان کے اندر جس قدر شور اٹھ رہا تھا۔ اس شور سے گھبراتے ہوئے بیک وقت وہ لمبی سانس خارج کرتے ایک دوسرے کا ہاتھ زور سے جکڑ گئے۔۔ شاید وہ دونوں اپنے اندر اٹھتے

ہوئے ڈر کو دبانے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن ہر گزرتے لمحے کے بعد یہ شور پہلے سے بھی زیادہ بڑھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

شاہ۔۔۔!!! روقاش نے کھوئے ہوئے لہجے میں ہاشم شاہ کو پکارا تو نجانے کیوں ہاشم شاہ کو اسکی آواز کسی گہری کھائی سے آتی ہوئی معلوم ہونے لگی۔

ہمم۔۔! ہاشم شاہ نے جواب میں ہنکارہ بھرتے ہوئے اسکے کندھے سے ڈھلکتی چادر ٹھیک کی۔۔ تو روقاش اپنے لرزتے دل کو سنبھالتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔۔

شاہ۔۔!!! لاڈو نے ایسا کیوں کیا۔۔۔؟ اتنا پاگل پن آخر کیوں۔۔؟ روقاش نے کانپتے ہوئے اپنے ہونٹ دانتوں میں دبا کر بامشکل الفاظ ادا کیے تھے۔۔

ہاشم شاہ بے اختیار اوپر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بھاری سانس لے رہا تھا۔۔ اسکی سبز آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر بے اختیار کنپٹی میں جذب ہوتے چلے گئے۔ وہ جس ڈر کو آج تک دل میں دبائے ہوئے تھا۔

وہی ڈر حقیقت کا روپ دھار کر آج اسکی سانس جکڑ چکا تھا۔۔ کہ ہاشم شاہ کو اب محسوس ہونے لگا تھا۔ کہ آئی سی یو میں اسکا بچہ نہیں بلکہ وہ مشکل سانسیں گن رہا ہے۔۔۔

)ہے قاشو۔۔۔۔!!!ہاشمIntermittent explosive"diorder)"IEDہماری لاڈو کو شاہ نے بے بسی سے چند الفاظ ادا کرتے ہوئے روقاش کو جواب دیا تو روقاش ایک جھٹکے میں اسکے سینے سے اٹھاتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

کیا مطلب شاہ۔۔۔! روقاش نے بے یقینی سے اسے دیکھا تو ہاشم شاہ بھی اسکی طرف چہرہ موڑتے ہوئے دیکھنے لگا۔ روقاش کے چہرے پر نا فہم تاثرات نظر آرہے تھے۔۔۔ جن کو پڑھتے ہوئے ہاشم شاہ نے لاچاری بھری نظروں سے روقاش کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بتانا شروع کیا۔۔۔

قاشو یہ ایک دماغی بیماری ہے۔۔! ہم جب امریکہ میں رہتے تھے۔ تو ہماری زندگی بہت مصروف تھی۔ اتنی کہ ہم پورا ہفتہ مصروف رہنے کے بعد صرف سنڈے کو ایک ساتھ بیٹھ پاتے تھے۔ سب بچوں میں صرف شر جینا شاہ ہی سب سے چھوٹی تھی۔ ہم جب پاکستان سے گئے تھے۔ تب وہ صرف چھ ماہ کی تھی۔۔۔۔!

ہاشم شاہ آسودگی بھری مسکراہٹ سے ماضی یاد کرتے ہوئے بتانا شروع ہوا تو روقاش اسے غور سے سننے لگی۔۔۔حابیل، عالم اور مجھ میں عمر کا صرف تین سال کا فرق ہے۔لیکن عمر سے زیادہ ہمارے درمیان رشتے کا سب سے زیادہ فرق تھا۔

میں رشتے میں انکا چاچو تھا، اور وہ میرے ہم عمر بھتیجے۔۔! ہاشم شاہ ون سائیڈ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔۔

ہم جب تک پاکستان میں رہ رہے تھے۔تب تک ہمارے درمیان صرف عمر کا فرق تھا۔۔میں نے کبھی بھی یہ محسوس نہیں کیا تھا کہ میں رشتے میں انکا کیا لگتا ہوں۔۔!

وہ میرے دوست، ہم جولی، کلاس فیلو سب کچھ تھے۔پر جب میں انکو یہاں سے لے کر گیا تو نجانے کیوں مجھے محسوس ہونے لگا کہ جو رشتہ ہمارے درمیان موجود ہے مجھے اسے بھلانا نہیں چاہئے۔۔۔کیونکہ اگر میں انکا بس دوست بن کر رہتا تو انکو کبھی بھی خود مختار نہ بنا پاتا۔۔۔! سب کو انکی جگہ پر نہ رکھ پاتا۔۔۔!

آج جیسے ان سب کے درمیان محبت بھرا رشتہ موجود ہے وہ نہ ہوتا قاشو۔۔۔! اس لئے میں نے دوستی بھرے احساس میں آہستہ آہستہ سب کو یہ باور کروانا شروع کر دیا کہ میں رشتے میں انکا چاچو ہوں اور وہی رہوں گا۔میں نے خود کو سیکھایا کہ مجھے کیسے ان سب کو جوڑ کر رکھنا ہے۔میں نے خود کو پڑھایا کہ میں نے

اپنے بھتیجے، بھتیجوں کی تربیت کیسے کرنی ہے۔۔۔! یہ آسان نہیں تھا قاشو۔۔۔! پر میں نے کیا۔۔۔! میں جتنی کوشش کر سکتا تھا۔۔ میں نے اس سے زیادہ سب کو مضبوط بنانے کی کوشش کی ہے۔۔۔پر قاشو۔۔۔! میری لاڈو مضبوط نہیں بن پائی۔۔۔! وہ۔۔وہ۔۔! میں نہیں جانتا کہ کیسے وہ اس بیماری کا شکار ہو گئی۔۔۔!! ہاشم شاہ نے کرب ناک لہجے میں بے ربط بولتے ہوئے آنکھوں میں اذیت لیے روقاش کو دیکھا تو روقاش ایک دم سے تڑپتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے اسکے چہرے کو تھام گئی۔۔۔

قاشو۔۔! اس نے امریکہ میں بھی خود کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی۔اس لئے پھر میں اسے یہاں پر لے آیا پر دیکھو نا وہ یہاں بھی سیو نہیں رہی۔۔۔! ہاشم شاہ کی سبز آنکھوں سے آنسو نکلتے دیکھ کر روقاش کا دل بند ہونے لگا تو وہ اپنی ہچکیاں دباتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔۔

شاہ۔۔!! یوں کمزور نہیں پڑیں پلیز۔۔! مجھے بتائیں یہ کونسی بیماری ہے۔۔۔؟ ہم مل کر لاڈو کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں گئے۔۔۔! روقاش نے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے ہمت دینے کی کوشش کرتے پوچھا تو ہاشم شاہ اسکا ہاتھ تھام کر بھاری سانس خارج کر گیا۔۔۔۔

قاشو۔۔۔! شرجینا شاہ کی اپنی کوئی ذات نہیں ہے۔۔۔! اسکی ذات میں اسکے سب بڑے بہن بھائیوں کا تھوڑا تھوڑا حصہ چھپا ہوا ہے۔سب سے چھوٹی ہونے کی وجہ سے شرجینا شاہ اپنے بچپن میں سب کے ساتھ وقت گزارتی تھی۔ہم سب کو پتہ ہی نہیں چلا کہ کب اس نے ہم سب کی کئی عادتوں کو خود بخود اڈاپٹ کرنا شروع کرلیا ہوا ہے۔

ایسے میں وہ سب سے زیادہ عالم شاہ کے قریب تھی۔کیونکہ شرجینا کے پیدا ہونے پر عائزہ بھابھی(شرجینا کی ماں)نے خود اسے عالم شاہ کی گود میں یہ کہہ کر ڈال دیا تھا کہ انکی بیٹی صرف عالم شاہ کی دلہن بنے گی۔عالم شاہ کی پڑھائی کے علاؤہ اگر کوئی دوسری زمہ داری تھی۔تو وہ صرف شرجینا شاہ تھی۔ شرجینا جیسے جیسے بڑی ہورہی تھی۔وہ عالم شاہ کے بنا ایک سیکنڈ نہیں رہ پاتی تھی۔اس لئے جب وہ چھ سال کی ہوئی تو بابا جان اور بھائی ہمارے پاس امریکہ آگئے۔جہاں انہوں نے دوسرے دن ہی عالم شاہ اور شرجینا کا نکاح کروادیا تھا۔ کیونکہ شرجینا کے بڑے ہونے کی وجہ سے عالم شاہ اس سے دور رہنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔۔اور اسکی وجہ انکے بیچ کوئی مضبوط رشتہ نہ ہونا تھا۔

عالم شاہ کے نظرانداز کرنے کی وجہ سے شرجینا کی طبعیت خراب رہنے لگی تھی۔وہ چڑچڑی اور ضدی ہوتی جارہی تھی۔اسی لئے بابا لوگ نے انکا جلد از جلد نکاح کروادیا تھا۔۔نکاح ہونے کے بعد جب عالم شاہ نے دوبارہ شرجینا کے ساتھ وقت گزارنا شروع کیا تو وہ ٹھیک ہونے لگی۔

)ڈس آرڈر رہے۔عالم شاہ کی ایک کلاس IED پھر ایک وہ دن بھی آیا۔جب ہمیں پتہ چلا کہ ہماری لاڈو کو(
فیلو ایک دن اچانک ہمارے گھر چلی آئی۔جو اسے سکول ٹائم سے بہت پسند کرتی تھی۔اور شاید شادی بھی
کرنا چاہتی تھی اس لئے وہ ہمارے گھر اپنا پرپوزل لے کر آئی تھی۔

وہ لڑکی عالم شاہ کو اپنی محبت کا یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔اور شاید شادی کے لیے رضامند کرنے
کی بھی۔۔!لیکن وہ دونوں ہی بے خبر تھے۔کہ ان کی یہ سب باتیں پیچھے کھڑی شرجینا سن رہی ہے۔اس
لڑکی نے جب عالم شاہ کے قریب ہونے کی کوشش کی

تو شرجینا شاہ نے ٹیبل پر پڑا شیشے کا جگ اٹھا کر اس لڑکی کے سر پر مار دیا۔اور خود کمرے میں بھاگ گئی۔۔

یہ حملہ اور ردعمل عالم شاہ کے لئے جتنا غیر متوقع تھا۔اتنا ہی ہمارے لئے بھی تھا۔وہ لڑکی انتہائی زخمی ہو چکی
تھی۔عالم شاہ اسے ہاسپٹل چھوڑ کر واپس آیا۔تو ہم سب شرجینا کے کمرے کے باہر کھڑے ہو گئے۔تاکہ
اس سے اس بارے میں سوال وجواب کر سکیں۔

پر ہمیں اتنا بھی وقت نہیں ملا تھا۔کیونکہ شرجینا نے اچانک کمرے میں پہلے توڑ پھوڑ شروع کی اور پھر اپنا سر
دیوار پر مارتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ "عالی صرف اسکے ہیں۔۔"اسکی یہ غراہٹ ہم سب باہر کھڑے
سن رہے تھے۔۔پر سمجھنے سے قاصر تھے۔جب تک ہم نے کمرے کا دروازہ کھولا تب تک وہ خود کو بہت

زخمی کر چکی تھی۔ پہلی اس لڑکی کو جان سے مارنا پھر خود کو زخمی کرنا یہ دونوں چیزیں ہی ہمیں سمجھ نہیں آ رہی تھیں کہ آخر اتنا شدید ردعمل کیوں۔۔۔!

ہاسپٹل میں چند دن گزارنے کے بعد بھی جب اسکے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تو مجبوراً میں اسے پھر سائیکائٹرسٹ کے پاس لے گیا۔

نام کی بیماری ہے۔ یہ بیماری شدید غصے کا نام IED جہاں کچھ کاؤنسلنگ کے بعد ہمیں پتہ چلا کہ لاڈو کو ہے۔ اس بیماری کا شکار کوئی بھی انسان اس حالت میں نارمل نہیں ہوتا۔ اس حالت میں انسان ایکسٹریم غصے کا شکار ہوتا خود کو زخمی بھی کرنے لگتا ہے۔ اور یہ ہی شرجینا نے بھی کیا۔ پر ہم نے جب اس بیماری کی وجہ معلوم کرنا شروع کی۔ تب ہمیں معلوم ہوا کہ وہ دماغی طور پر عالم شاہ کی اور اسکی محبت کی اس قدر عادی ہو چکی ہے۔۔ کہ وہ کسی لڑکی کو بھی عالم شاہ کے قریب نہیں دیکھ سکتی۔ نہ برداشت کر سکتی ہے۔۔

اس حادثے کے بعد وہ مزید پینک ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اسکی صرف ایک ہی رٹ ہوتی تھی۔ کہ عالی اسکے ہیں۔۔! ہم اسے بہت ریلیکس کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ پر وہ کسی صورت بھی نہیں مانتی تھی۔ تب ہم نے اسے نکاح کے بارے میں بتایا اور نکاح کا مطلب بھی سمجھانا شروع کیا۔ تاکہ وہ اس خوف سے باہر نکل آئے کہ عالم شاہ اسکا نہیں ہے۔ لیکن نکاح کے بارے میں جاننے کے بعد بھی وہ جب مطمئن نہیں ہوئی۔ تو باباجان کے حکم کے مطابق ہم سب پاکستان واپس آ گئے۔ یہاں آنے کے بعد شرجینا کو مطمئن کرنے کے

لیے ہم نے اسکا اور عالم شاہ کا دوبارہ نکاح کروایا۔ پھر دو سال تک اسکا علاج چلتا رہا۔ اور جب وہ کچھ نارمل ہوئی تو پھر کہیں جا کر عالم شاہ نے اس ایڈمیشن کروایا تھا۔ اس دوران ہم سب کی یہ ہی کوشش ہوتی تھی۔ کہ کسی صورت بھی لاڈو پر غصے کی کیفیت نہ حاوی ہو۔

وہ معصوم ہے قاشو۔۔۔! عالم شاہ سے محبت کے علاوہ دنیا کا اسے کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ اس لئے وہ ان گھٹیا ماں، بیٹی کی سازشوں کا شکار بھی ہوتی رہی ہے۔ لیکن بے خبری میں۔۔۔! اگر وہ جان لیتی تھی کہ مومنہ نامی لڑکی عالم شاہ کو حاصل کرنا چاہتی ہے تو شاید آج مومنہ زندہ بھی نہیں ہوتی۔۔ میں نے اس معاملے کو ہر طرح سے پر سکون طریقے سے حل کرنے کی کوشش تھی۔۔ لیکن ہر کوشش بیکار چلی گئی۔۔۔

ہاشم شاہ نے تھکی ہوئی سانس خارج کرتے روقاش کو سب چیزوں سے آگاہ کر رہا تھا۔ وہ شاکڈ نظر آنے لگی تھی۔ ہاشم شاہ کی باتوں سے کوئی بھی شخص یہ یقین نہیں کر سکتا تھا کہ بظاہر اتنی شرارتی نظر آنے والی شرجینا شاہ ایسی کسی بھی بیماری کا شکار ہو سکتی ہے۔۔۔

تو کیا اس لئے آج آفس میں مومنہ کو عالم شاہ کے قریب دیکھ کر وہ واپس آکر پھر آؤٹ آف کنڑول ہو گئی تھی۔۔۔! روقاش جاننے والے انداز میں بولی تو ہاشم شاہ نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

ٹیسٹ میں پاس ہونے کی خوشی میں وہ آفس میں عالم شاہ کو سرپرائز دینے کے لئے گئی تھی۔ کیونکہ ہاشم شاہ نے اسے فون پر بتادیا تھا کہ عالم شاہ واپس آچکا ہے۔ ہاشم شاہ چاہتا تھا۔ کہ اب شر جینا اور عالم شاہ کے بیچ سب ٹھیک ہو جائے۔ اس لئے اس نے اپنی لاڈو کو آفس آنے کا کہا۔ اور جب شر جینا آفس پہنچی تو عالم شاہ کے آفس میں مومنہ پہلے سے کھڑی تھی۔ جو گلاس وال میں شر جینا کو آتے دیکھ چکی تھی۔

شر جینا شاہ کو پہلی نظر میں دیکھتے ہی مومنہ نے اسے پہچان لیا تھا۔ کہ وہ کون ہو سکتی ہے۔ اس لئے شر جینا جب دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو مومنہ جان بوجھ کر لڑکھڑاتے ہوئے عالم شاہ کے اوپر گر گئی۔ اور اسکے سامنے اپنی محبت کا اظہار کرنے لگی۔ جس کو سن کر شر جینا شاکڈ ہوتی تیزی سے واپس مڑی تھی۔ عالم شاہ کے لاکھ چلانے پر بھی شر جینا نہیں رکی۔ اور حویلی واپس آتے ہی وہ دوبارہ پاگل پن پر اترتے چلی گئی۔۔ اور بعد میں بے قابو ہوتے اس نے نس کاٹ لی۔۔۔

سب کچھ جاننے کے بعد روقاش اذیت ناک سانس خارج کرتے دل ہی دل میں اپنی لاڈو کی سلامتی کی دعا مانگنے لگی۔ کہ اسی وقت ارمان شاہ بھاگتے ہوئے انکی طرف آیا تھا۔۔۔

عالم شاہ شکستہ حالت میں اپنے کمرے میں داخل ہوا تو کمرے میں چاروں اطراف نظریں گھماتے ہوئے بے ساختہ اسکا سانس رکنے لگا۔۔

دل میں اٹھتے درد پر اس نے زور سے آنکھیں میچ لی تھیں۔ جس دن سے اسے ساری حقیقت کا پتہ چلا تھا۔ تب سے عالم شاہ نے پل پل مرتے ہوئے گزرا تھا۔ اسکا دائیں بازو اس وقت انتہائی زخمی تھا۔۔پر وہ بے پرواہ بنا ہونٹوں کو ایک دوسرے میں زور سے پیوست کیے اس تکلیف کو برداشت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جو پچھلے ایک ہفتے میں قیامت بند کر اس پر ٹوٹی تھی۔

عالم شاہ کو اپنے کمرے میں سانس لینا مشکل ترین لگا تو ایک جھٹکے میں مڑتے ہوئے وہ اپنے کمرے سے نکلا۔ کمرے سے نکلتے ہی وہ چلتے ہوئے ہاشم شاہ کے کمرے کے سامنے آیا تو اندر سے روقاش کی آواز سنائی دینے لگی۔ عالم شاہ نے ہمت کرتے دروازہ کھولا تو اندر کھڑے ہاشم شاہ اور روقاش متوجہ ہوتے اسے دیکھ گئے۔

روقاش تو عالم شاہ کی حالت دیکھ کر بے یقین ہوئی تھی۔ جبکہ ہاشم شاہ نے اس پر نظر ڈال کر انجان بنتے ہوئے تیزی سے نظریں پھیر لیں۔ عالم شاہ نے اپنے بڑی کو نظریں پھیرتے دیکھا تو تکلیف سے دوچار ہوتے چلتے ہوئے ہاشم شاہ کے سامنے آکھڑا ہوا۔۔۔ روقاش غور سے اپنے سامنے کھڑے انسان کو دیکھنے لگی جو اس وقت مکمل طور پر اذیت میں جکڑا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

بڑی۔۔۔!! پلیز مجھے اس تکلیف سے نکال دے۔۔۔! ورنہ میں تڑپتے ہوئے مر جاؤں گا۔۔۔۔! ہاشم شاہ کے سامنے کھڑے ہو کر عالم شاہ اپنے دیو قامت وجود کے ساتھ اچانک نیچے بیٹھتے ہوئے گڑگڑاتے ہوئے بولا تو روقاش کو اس پر بے حد ترس آیا۔ جو شاید اتنے دنوں سے سب کی بے رخی جھیل جھیل کر تھک چکا تھا۔ جبکہ چہرے پر بے شمار چھوٹے چھوٹے زخم نظر آرہے تھے۔ روقاش کی نظر اچانک اسکے بازو کی طرف اٹھی تو وہ چینخ مارتے ہوئے نیچے بیٹھ کر عالم شاہ کا بازو تھام گئی۔۔۔ اسکے چینخنے پر ہاشم شاہ بھی متوجہ ہوتے انکی جانب دیکھنے لگا جہاں قالین پر خون کے قطرے گرتے چلے جا رہے تھے۔

عالم۔۔!!! یہ کیا پاگل پن ہے خدارا۔۔۔!! عالم شاہ کے بازو میں پیوست شیشے کے ٹکرے کو دیکھتے ہوئے روقاش دہل کر پوچھ گئی۔ جبکہ تکلیف تو ہاشم شاہ کے دل میں بھی اٹھی تھی۔ لیکن عالم شاہ ہر چیز سے بے خبر بس آنکھوں میں ایک ہی حسرت لیے انکی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

قاشو۔۔!!جلدی سے فرسٹ ایڈ باکس لے کر آؤ۔۔۔!ہاشم شاہ نے تیزی سے نیچے بیٹھتے ہوئے عالم شاہ کا بازو تھام کر روقاش سے کہا تو وہ جلدی سے اٹھ کر باکس لینے چلی گئی۔۔۔

بڑی۔۔!!مجھے اس درد کا نہیں اپنے دل کی تکلیف کا علاج چاہیئے۔۔!پلیز مجھے میری جیا دے دیں۔۔ورنہ میں اپنے اس غلطی کا بوجھ اٹھاتے اٹھاتے اب سچ میں مر جاؤں گا یار۔۔۔!مجھے مزید مت آزمائیں۔۔۔!میں ہار گیا ہوں۔۔!تھک چکا ہوں۔۔!میرا دل میری جیا مانگتا ہے۔۔۔!مجھے میری جیا سے پلیز محروم نہیں کریں۔۔۔!!عالم شاہ خود سے ہر ضبط توڑتے ہوئے،ہاشم شاہ کے سینے پر سر رکھ کر روتے ہوئے کہنے لگا تو اسکی حالت دیکھ کر ہاشم شاہ کو اپنا دل پھٹتے ہوئے ہوئے محسوس ہوا۔۔۔روقاش فرسٹ ایڈ باکس لے کر تیزی سے انکی طرف آئی تھی۔۔۔

تمہیں اپنی جیا کو ہرٹ کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا عالم شاہ۔۔۔!تمہیں مجھ سے گلہ تھا کہ میں نے اس دن اتنے سخت الفاظ کیوں استعمال کیے۔۔۔!تو کیا آج تمہارا وہ گلہ دور ہو گیا ہے؟ میں اسی دن سے ڈرتا تھا۔۔!اس لئے تمہیں وارن کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔کیونکہ تم اندھا اعتبار کرتے ہوئے بہت دور نکل چکے تھے۔۔۔!

ہاشم شاہ نے انتہائی سنجیدگی سے بولتے ہوئے روقاش کا چہرہ دوسری طرف موڑتے ہوئے عالم شاہ کے بازو میں پیوست کانچ کا ٹکرا کھینچ کر باہر نکالا تو عالم شاہ نے ہونٹوں کو ایک دوسرے میں زور سے بھینچتے ہوئے درد برداشت کرنے کی کوشش کی۔درد کی ایک پوری لہر اسکے وجود میں دور گئی تھی۔۔

ہاشم شاہ کے کانچ نکالنے کے بعد روقاش نے جلدی سے پٹی نکال کر ہاشم شاہ کو پکڑائی تاکہ عالم شاہ کے بازو سے نکلنے والے خون کو روکا جاسکے۔۔۔

بڑی میں اپنی ہر غلطی کی معافی مانگ لوں گا۔۔بس ایک دفعہ مجھے اپنی جیا سے ملنے دیں۔۔۔!عالم شاہ نے بے چینی سے کہتے ہوئے پھر منت کی تو بدلے میں ہاشم شاہ سرد سانس خارج کرتے اسے دیکھ گیا۔جو چہرے پر زخم لیے اس وقت خستہ حالت میں اسکے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔یہ زخم اسے حابیل شاہ کی طرف سے ملے تھے۔ جس دن شرجینا شاہ نے خودکشی کی تھی۔اس دن حابیل شاہ نے ہر لحاظ کو بھاڑ میں جھونک کر عالم شاہ کو پیٹا تھا۔اور پیٹتے ہوئے وہ ساتھ عالم شاہ کو ساری حقیقت سے آگاہ بھی کرتا رہا تھا۔عالم شاہ نے بنا کوئی جوابی کارروائی کیے حابیل شاہ کی ماری سہی تھی۔

وہ بت بنے اسکے مکے، تھپڑ برداشت کرتا رہا پر زبان سے اف بھی نہیں نکالی تھی۔اور تین دن پہلے شرجینا شاہ ہاسپیٹل سے واپس آئی تھی۔ہاسپیٹل سے واپس آنے کے بعد وہ بالکل خاموش ہو چکی تھی۔اور اسکی یہ خاموشی حویلی والوں کو بری طرح کھل رہی تھی۔اس سارے ٹائم میں عالم شاہ ایک بار بھی اسے نہ دیکھ پایا تھا۔اور نہ مل پایا تھا۔کیونکہ اس نے جو غلطی کی تھی۔اسکی سزا کے طور پر سب حویلی والے نہ تو اسے بات کر رہے تھے۔اور نہ ہی شرجینا سے ملنے دے رہے تھے۔اس لئے کل رات بری طرح خود کو زخمی کرتے اب وہ واپس آکر منتیں کر رہا تھا۔کہ اسکی سزا کو ختم کیا جائے ورنہ وہ مر جائے۔۔۔

شاہ بس کریں۔۔۔!اب مزید اس معاملے کو مت لمبا کریں۔۔۔!جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے۔۔۔!ہم جتنی بھی کوشش کر لیں۔پر لاڈو عالم شاہ کے بنا نارمل نہیں ہو سکتی ہے۔اس لئے پلیز اب اس معاملے کو ختم کر دیں۔ عالم کو مزید مت تڑپائیں۔۔۔!جتنا وہ بھگتا چکا ہے اسکے لئے اتنی سزا ہی کافی ہے۔۔۔"عالم شاہ کی حالت پر رحم کھاتے ہوئے روقاش اسکی حمایت میں کہنے لگی تو ہاشم شاہ اسے گھور کر رہ گیا۔

جو اپنے فیورٹ بھتیجے کی وکالت کر رہی تھی۔عالم شاہ کی جگہ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو ہاشم شاہ سے زیادہ روقاش نے اسے سزا دینی تھی۔۔پر یہاں اب عالم شاہ کی بات ہو رہی تھی۔جو روقاش کا فیورٹ تھا۔۔۔

روقاش کے حمایت کرنے پر عالم شاہ کو کچھ ڈھارس ہوئی تو وہ امید بھری نظروں سے ہاشم شاہ کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

اپنے بھتیجے کی اتنی طرف داری کرنے کا شوق ہورہا ہے۔ تو وقت رہتے اس عقل دے دیتی اور بتاتی کہ مسٹر عالم شاہ کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ جن کو اپنی بیوی کو پڑھانا نہیں آیا۔۔ بس رعب جھاڑنے اور شوخیاں مارنے کا پتہ تھا۔۔! بیوی کی حمایت کو سنتے ہوئے ہاشم شاہ سگریٹ سلگا کر لبوں میں دباتے ہوئے عالم شاہ کے بازو پر پٹی باندھے کے ساتھ ساتھ طنز کرنے لگا۔ جن کو سن کر روقاش آنکھیں چندھیا گئی۔

اگر اپکو یاد ہو مسٹر ہسبنڈ تو ابھی بھی لاڈو کو آپ نے نہیں میں نے پڑھایا ہے۔۔۔! اس لئے یہ طعنہ مارنے کا حق بھی میرے پاس ہے نہ اپکے۔۔۔! تو اب شرافت سے جا کر نیچے بابا جان اور بھیا سے انکی رخصتی کی بات کریں۔۔۔! میں زرا انکی ملاقات کا بندوست کر کے آتی ہوں۔ کیونکہ وہ توے کی آنکھوں والے دونوں جڑواں بھی وہیں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ انکوٹھکانے لگا کر عالم میں تمہیں جب کہوں تو تم لاڈو کے کمرے میں چلے جانا۔ اور اب اٹھو یہاں سے اور جا کر اپنا حلیہ بھی درست کرو شاباش۔۔۔!

روقاش ہاتھ جھاڑتے ہوئے ہاشم شاہ کے سہارے کھڑی ہوئی تو عالم شاہ کو جہاں کچھ سکون محسوس ہوا وہیں ہاشم شاہ نے آبرو اٹھاتے ہوئے اپنی بیوی کے انداز دیکھے۔ جو اس وقت پوری کی پوری ماں بنی ہوئی تھی۔

عالم شاہ کو فریش ہونے کے لئے بھیج کر روقاش اتراتے ہوئے ہاشم شاہ کو آنکھ ونک کر کے کمرے سے نکل گئی۔ اسکی بعد میں خبر لینے کا سوچ کر ہاشم شاہ بھی نیچے چلا گیا۔اب اپنی بیوی کا وہ حکم ٹال تھوڑی سکتا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ناول: سن سائیاں

شرجینا اپنے بیڈ پر لیٹی ساکت انداز میں چھت پر نظریں ٹکائے ہوئی تھی۔اسکی سبز آنکھیں اس وقت بے تاثر تھیں۔

جبکہ گلابی چہرے پر سے اتنے دنوں سے رونق بھی ہو غائب تھی۔ چہرے اور گردن پر ہلکے ہلکے زخموں کے نشان ابھی بھی موجود تھے۔

بائیں کلائی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ جو پٹی پہلے صرف ہاتھ کی انگلیاں ٹوٹنے کی وجہ سے باندھی گئی تھی۔ وہی سفید پٹی اب کلائی پر بھی لپٹی ہوئی تھی۔ جس دردی کے ساتھ اس نے خود کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی

تھی۔وہ بہت مشکل سے بچ پائی تھی۔جہاں اسکے بچ جانے پر حویلی والوں کو نئی زندگی ملی وہیں شر جینا شاہ دوبارہ آنکھیں کھولنے کے بعد بالکل بھی پہلے جیسی نظر نہیں آرہی تھی۔

حویلی کے سب افراد نے لاکھ کوششیں کردیں تھیں۔کہ شرجینا اپنی چپ توڑ کر پہلے کی طرف بولے یا پھر ہنس دے۔۔!پر شرجینا شاہ میں کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ ہوش میں آنے کے بعد نہ تو اس نے عالم شاہ کو پکارا تھا۔اور نہ ہی اسکے پاس جانے کی ضد کی تھی۔

اور اسکی یہ ہی چپ سب کو شدید تشویش میں مبتلا کرنے کا باعث بن رہی تھی۔

زیام اور ارمغان گھنٹوں اسکے پاس بیٹھے رہتے تھے۔اس سے باتیں کرنے کی کوشش کرتے تھے۔پر وہ نہ تو جواب دیتی تھی،اور نہ ہی کچھ بولتی تھی۔

بس کبھی کبھار عجیب طریقے سے اپنے بھائیوں کو دیکھتے ہوئے انکے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں بند کردیتی تھی۔جس پر ارمغان اور زیام اسکی تکلیف کو محسوس کرتے تڑپ کر رہ جاتے تھے۔ باقیوں کی طرح وہ بھی عالم شاہ سے ناراض تھے۔

پر اب اپنی بہن کی حالت دیکھتے ہوئے انکا دل انہیں مجبور کر رہا تھا۔ کہ وہ جا کر عالم شاہ سے خود کہتے کہ پلیز بھائی انکی بہن کی شرارتی ہنسی اور آواز انہیں واپس لٹا دیں۔ عالم شاہ کا حال بھی ان سے چھپا ہوا نہیں تھا۔ پر حابیل شاہ اور ہاشم شاہ کے حکم پر ہی عالم شاہ کو سزا دی جا رہی تھی۔

جس پر وہ دونوں بامشکل خود پر ضبط کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔ شرجینا نے پلکیں جھپکتے ہوئے کروٹ بدل کر آنکھیں بند کرلیں۔۔ آنکھیں بند کرنے پر اگلے ہی پل بے اختیار ہوتے اسکے آنسو خود بخود ٹوٹ کر تکیے میں جذب ہونے لگے تو اپنی ہچکیوں پر قابو پانے کی کوشش میں اسکے لب بے ساختہ اپنے "عالی" کو ایک بار پھر پکار گئے.

آج بہت دنوں بعد اسکے ہونٹوں نے پھر وہی نام لیا تھا۔ جس کے بنا وہ سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی۔۔ سینے پر ہاتھ رکھتے شرجینا اپنی رکتی ہوئی سانس کو بحال کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ جو عالم شاہ کی صدا لگاتے ہیدوبارہ اٹکنا شروع ہوگئی تھی۔۔۔

شرجینا لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے خود کو نارمل کرنے کی کوشش میں مصروف تھی۔ جب اسکے کمرے کا دروازہ کھول کر عالم شاہ اپنے دراز قد کے ساتھ اندر داخل ہوا۔۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکی نظر بیڈ کی جانب اٹھی۔

جہاں اسکی متاعِ جاں کروٹ لیے لیٹی ہوئی تھی۔ شر جینا شاہ کی پشت دیکھتے ہی عالم شاہ کا رواں رواں سانس بنا تو وہ دم سادھے اسے دیکھتا چلا گیا۔ تکیے پر اسکے بکھرے ہوئے گولڈن بالوں کو دیکھ کر اسکا دل ایک دم سے زخمی انداز میں دھڑک اٹھا۔۔ اپنی لاپرواہی یاد آنے پر وہ بے دردی سے لب کاٹ گیا۔ بلیک ٹریک سوٹ میں وہ پہلے سے اب کچھ فریش نظر آرہا تھا۔ اگر عالم شاہ کی دوری پر شر جینا شاہ کا وجود زخموں سے چور تھا تو عالم شاہ کا بھی حال اس سے مختلف نہیں تھا۔

روقاش تھوڑی دیر پہلے زیام اور ارمغان کو بہانے سے یہاں سے لے کر گئی تو جاتے جاتے عالم شاہ کو میسج کر گئی۔ کہ شر جینا کے کمرے میں چلا جائے۔۔ پر جاتے ہی دروازے کو کو اندر سے لاک لگانا نہ بھولے۔ تاکہ کوئی انکوڈسٹرب نہ کرسکے۔ کیونکہ شر جینا کی طبیعت کے باعث ہر وقت کوئی نہ کوئی اسکے کمرے میں آیا ہوتا تھا۔ اس لئے روقاش نے اسے ہدایت کی تھی۔ کہ وہ کمرے کو اندر سے بند کرلے۔۔۔

دروازے کو نامحسوس انداز میں لاک کرتے ہوئے عالم شاہ ابھی اسکی طرف مڑا ہی تھا۔ کہ شر جینا ایک دم سے اٹھتے ہوئے بیٹھ گئی۔

وہ ابھی تک عالم شاہ کی موجودگی سے بے خبر تھی۔اپنے سینے کو رب کرتے ہوئے وہ سانس لینے کی کوشش کررہی تھی۔پر کسی صورت بھی جب اسکا سانس نارمل نہ ہوا تو وہ زور سے روتے ہوئے اپنے بھائیوں کو آواز دینے لگی۔۔۔

زی۔۔زیام۔۔بھیا۔۔غان۔۔بھیا۔۔۔!!!!شرجینا نے روتے ہوئے بھائیوں کو آواز لگانا چاہی۔۔۔۔

جیا۔۔۔!!!اسے یوں روتے دیکھ کر عالم شاہ اسے پکارتے ہوئے تڑپ کر آگے بڑھ کر اسکے مقابل بیٹھ گیا۔۔۔جہاں وہ روتے ہوئے کھینچ کھینچ سانس لے رہی تھی

عالی۔۔۔!!خشک لبوں سے سانس کھینچتے ہوئے شرجینا نے سٹل ہوتے اسے پکارا۔۔۔

عالی کا بچہ..!کیا ہوا۔۔۔!!!شرجینا کے چہرے کو ہاتھوں کو بھرتے ہوئے عالم شاہ نے جان نثار ہوتے اسکے لبوں سے عالی کی پکار کو سنا۔۔جس کو سننے کے لئے اسکے کان اتنے دنوں سے ترس رہے تھے۔۔۔

ع۔۔عالی۔۔۔مجھے۔۔سانس نہیں آرہا۔۔۔!!

عالم شاہ کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے شرجینا نے لمبا سانس کھینچتے ہوئے بامشکل اسے بتایا تو عالم شاہ پریشان ہوتے اسے دیکھ گیا۔جو آکسیجن کی کمی سے زرد پڑتی جارہی تھی۔۔۔

جیا۔۔۔!!میری جان۔۔۔!!پہلے ریلیکس ہو۔۔۔!دیکھنا ابھی سانس ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔!عالم شاہ نے اسکی کمر سہلاتے ہوئے اسے پرسکون کرنے کی کوشش کی۔۔پر شرجینا نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔وہ ان تنگ سانسوں میں ایک دم سے بن آب مچھلی کی طرح تڑپنے لگی تو عالم شاہ بنا کچھ سوچے سمجھے اچانک اسکے خشک لبوں پر جھک گیا۔

جس پر شرجینا شاہ آنکھیں پھیلاتے ہوئے اسے دیکھے گئی۔۔جو بند آنکھوں سے اپنی دہکتی سانسیں اسکے اندر انڈھیلنا شروع ہو گیا تھا۔عالم شاہ نے شرجینا کے لبوں کو مزید کھولتے ہوئے اسے اپنی سانسوں کی تیزی روانی فراہم کی تو شرجینا آنکھیں بند کرتے ہوئے بے جان سی ہونے لگی۔

مقابل کے پہلے لمس نے اسکے پورے وجود میں سپارک کرتے ہوئے وہ سب نئے احساس جگا دیے تھے۔ جو اسے پہلے کبھی محسوس نہیں ہوئے تھے۔ شرجینا کو اپنی سانس کچھ ٹھیک ہوتی محسوس ہونے لگی تو وہ بے جان گڑیا کی طرح پیچھے تکیے پر گرتی چلی گئی۔ جس پر عالم شاہ بھی اسکے اوپر جھکتا چلا گیا تھا۔۔۔

شرجینا نے تکیے پر گرتے ہوئے کانپتے ہاتھوں سے عالم شاہ کو تھامنا چاہا تو وہ کچھ سیکنڈز کے لیے اسکے لبوں کو آزار کرتے اسکے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔ جو اسکے لمس پر لال انگارہ ہوتے دہک رہا تھا۔۔۔

عالم جاں... !! اسکے چہرے پر بکھرے رنگوں کو دیکھتے ہوئے عالم شاہ نے مسمرائز ہوتے اسے گھمبیر آواز میں پکارا تو وہ پلکیں وا کرتے اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔ جو مکمل طور پر اس پر جھکا بے حد نزدیک تھا۔۔

سانس ٹھیک ہوا۔۔۔؟؟ عالم شاہ نے بھاری آواز میں پوچھتے ہوئے اسکے لبوں پر نظریں دہرائیں۔ جو پہلے کی طرح اب خشک نہیں بلکہ ہلکے ہلکے نم تھے۔۔۔

عالم شاہ کے سوال پر شرجینا شاہ کی پلکیں لرزنے لگیں تو وہ بامشکل سر کو ہاں میں ہلاتے اسے جواب دے گئی۔۔ جس پر عالم شاہ کے ہونٹوں پر اچانک گہری مسکراہٹ نے اپنی جھلک دیکھائی تھی۔

تمہاری سانس تو ٹھیک ہوگئی۔۔! پر کیا اب اپنے عالی کی سانس ٹھیک کرنے میں مدد کروں گی۔۔؟؟ شرجینا کے ناک کی ٹپ سے اپنی ناک ہولے سے مس کرتے ہوئے عالم شاہ نے گھمبیر آواز میں سوال کیا تو وہ استفہامی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

وہ اس وقت چاہ کر بھی کچھ بول نہیں پا رہی تھی۔۔عالم شاہ اسکی سبز آنکھوں میں ڈوبتے ہوئے یک ٹک اسے دیکھنے لگا تو اسکے یوں دیکھنے پر شرجینا نے پزل ہوتے ہاں میں سر ہلایا۔ شاید وہ سمجھ رہی تھی۔ کہ وہ اپنے سوال کے جواب کے لیے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا ہے۔۔

شرجینا کے ہاں کرنے پر عالم شاہ کے ہونٹوں پر پھر بھرپور مسکراہٹ مچل گئی۔ جس پر وہ مسکراتے ہوئے زرا سا دائیں جانب جھکتے ہوئے اسکے کان میں سرگوشی کرتے بولا۔۔۔

میں بہت پیار سے تمہاری یہ میٹھی سانسیں چرانے والا ہوں عالم جاں۔۔! اگر میرے اس عمل میں تمہاری سانس پھر رکنے لگی تو میرے ہونٹوں پر کاٹ کر مجھے اشارہ دے دینا میں تم سے چرائی ہوئی سانسوں کو پھر تمہارے اندر انڈھیل دوں گا۔۔" شرجینا کے کان میں گھمبیر آواز میں سرگوشی کرتے ہوئے عالم شاہ بولا تو اسکے سارے الفاظ سنتے ہوئے وہ ناسمجھی سے اسے دیکھے گئی۔۔۔

شر جینا کے ہولے سے لب وا کر کے خود کو تکنے پر عالم شاہ کا دل کانوں میں دھڑکا تھا۔ نا فہمی سے وہ اسے خود کو تکتے ہوئے بے خود کرنے لگی تو اگلے ہی پل اچانک وہ شر جینا کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے تیزی سے اسکے آدھ کھلے لبوں کو اپنے پر حدت ہونٹوں میں قید کر گیا۔

شر جینا نے سٹپٹا کر آنکھیں بڑی کیں تھیں۔ وہ بے یقینی سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔ جو بے خود ہوتے آنکھیں بند کیے اچانک اسکے ہونٹوں پر پہلی بار اپنا لمس بکھیرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ اپنے کہے کے مطابق وہ سچ میں انتہائی نرمی سے اپنی عالم جاں کے لبوں کو محسوس کر رہا تھا۔

جس پر شر جینا شاہ کا نازک وجود اچانک جلنے لگا۔۔۔ عالم شاہ نے مدہوش ہوتے مزید بے چینی سے شر جینا شاہ کے گلابی لبوں کو اپنے ہونٹوں میں دبایا تو وہ ایک دم سے مچلتے ہوئے عالم شاہ کو کندھوں سے تھام گئی۔۔ جبکہ عالم شاہ تو زندگی میں پہلی بار اس نرم لمس کو محسوس کرتے اپنی سدبدھ بھلانے لگا تھا۔ شر جینا شاہ کے لبوں کو بے باکی سے اپنے ہونٹوں میں سک کرتے ہوئے عالم شاہ نے اسکے بازوؤں کو اپنے گلے میں ڈالتے ہوئے وہ اچانک اسکے اوپر آیا تو شر جینا زور سے آنکھیں میچ گئی۔ اپنے عالی کی اس حرکت پر وہ ہل بھی نہیں پا رہی تھی، کجا کہ کوئی مزاحمت کیسی۔۔۔!

عالم شاہ اسکے چھوٹے سے وجود پر سایہ فگن ہوا تو شرجینا شاہ کا پور پور کانپنے لگا۔ جوانی کی دہلیز پر وہ پہلی بار ان لمحات کو فیس کر رہی تھی۔ اس لئے شاید کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔

جبکہ عالم شاہ بھی آج ہر سوچ و سمجھ کو سائیڈ پر کر کے اس پر قابض ہو گیا تھا۔

شرجینا کا نازک و چھوٹا سا وجود عالم شاہ کے دیو ہیکل وجود کے نیچے کہیں گم ہو رہا تھا۔ جس کو دیکھتے ہوئے عالم شاہ کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تو وہ اسکی کمر میں بازو لپیٹ کر ایک جھٹکے میں اسے اٹھاتے ہوئے خود اسکی جگہ پر لیٹ کر شرجینا کو اپنے مضبوط وجود پر شفٹ کر گیا۔۔۔

جیا۔۔۔!!! عالم شاہ نے مدہوش ہوتے اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اسے پکارا تو شرجینا کانپتے ہوئے کسمانے لگی۔ جس پر عالم شاہ سختی سے اسکی کمر کو دبوچتے ہوئے خود میں بھینچنے لگا۔۔۔ اس نازک وجود کی رفاقت کے لئے وہ پل پل تڑپا تھا۔

دل و دماغ میں بہت کچھ چل رہا تھا۔۔ پر اس وقت وہ صرف اپنی عالم جاں میں گم ہو کر کہیں دور نکل جانا چاہتا تھ۔۔۔ اس لئے بے قراری سے اسکی کان کی لوح کو ہونٹوں میں دباتے ہوئے نرمی سے سک کرنے

لگا۔۔ساتھ میں عالم شاہ کا چوڑا ہاتھ بھی اسکی نازک کمر پر گردش کرنے لگا تو شرجینا کی بحال سانسیں پھر اٹکنا شروع ہو گئیں۔۔۔۔

عع۔۔عالی۔۔۔! مقابل کے لمس پر شرجینا نے کسمسا کر اٹکتے ہوئے اسے پکارا تو ایک دم سے عالم شاہ کا پورا وجود بے چینی کا شکار ہوتے اسے بے سکون کر گیا۔۔۔

مجھے معاف کردو عالم جاں۔۔۔!! اپنے عالی کو معاف کردو۔۔۔!!! مجھے کچھ ایسا کہو یا سناؤ کہ میں سکون کو محسوس کر سکوں۔۔۔!! عالم جاں۔۔۔! تمہارا عالم شاہ اس بے سکونی میں اپنی سانسیں کھو دے گا۔۔۔!!! عالم شاہ کی سبز آنکھیں بھیگنے لگیں تو شرجینا سٹل ہوتے اسے دیکھنے لگی۔جو آنکھوں میں بے حد اذیت لیے اسے حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

عالم شاہ کی کیفیت اس وقت بیاں سے باہر تھی۔جب سے ساری حقیقت اس پر آشکار ہوئی تھی۔وہ پل پل مرا تھا۔

اتنے سال وہ اسے پھول کی طرح سنبھالتے ہوئے آیا تھا۔اور آخر میں اپنی ہی لاپرواہی سے اسے کھونے والا تھا۔۔عالم شاہ نے بے قراری کی حدودں کو چھوتے ہوئے شرجینا کو ہگ کرتے اسکی گردن میں چہرہ چھپایا تو

شر جینا اپنی گردن پر اسکے آنسوں کو بکھرتے دیکھ کر تڑپ سی گئی۔ کچھ دن پہلے اسکے چاچو بھی ایسے ہی آنکھوں میں تکلیف لیے اسے سے معافی مانگ رہے تھے۔ اور آج اسکے عالی۔۔۔ ہونٹ کاٹتے ہوئے وہ بھیگی آنکھوں سے سوچ گئی۔۔۔

عالی۔۔۔!!! میں آپ سے ناراض ہوں۔۔۔!!! شر جینا کو جب کچھ سمجھ نہ آیا تو بھیگے لہجے میں اسے مخاطب کرتے بتا گئی۔ کہ وہ اس سے ناراض ہے۔۔۔ وہ شاید اس سے بہت لڑتی پر تب جب عالم شاہ پہلے کی طرح اسے بس منانے کی غرض سے آتا۔۔۔ پر وہ منانے کہاں آیا تھا۔ وہ تو مداوا کرنے کی حسرت میں ماننے اور منانے کا سوچ کر آیا تھا۔ اس لئے تو آج ضبط توڑتے ہوئے اسے چھو چکا تھا۔ ورنہ وہ اب تک اپنے جذبات پر صرف ضبط کے پہرے بٹھاتا تھا۔ تاکہ اپنی عالم جاں کی معصومیت کو ہرٹ نہ کر دے۔۔ پر آج وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے متلاشی بنے ہوئے تھے۔ اس لئے شر جینا اسکے چوڑے سینے پر سر رکھتے رونے لگی۔۔۔

کیا عالم جاں کو اپنے عالی پر یقین نہیں۔۔۔؟ عالم شاہ نے دل میں اٹھتی ہوئی تکلیف پر صبر کرتے بامشکل الفاظ ادا کیے۔ جن کو سن کر شر جینا چہرہ اٹھاتے ہوئے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ جہاں اس وقت صرف اذیت کی رمق نظر آ رہی تھی۔۔۔

مجھ سے تمہارے حق میں لاپرواہی ضرور ہوئی ہے عالم جاں۔۔۔! پر قسم لے لو۔۔۔! میں نے کبھی بھی تمہارے علاؤہ کسی کو نہ دیکھا ہے۔اور نہ دیکھنے کی چاہ کی۔۔۔! بچپن سے تمہارے اس چھوٹے سے وجود کو سنبھالتے ہوئے میرا دل اور میں تمہارے دیوانے ہوتے آئے ہیں۔۔۔! پھر کیا ممکن ہے کہ میں کسی اور غیر محرم کو آنکھ اٹھا کر دیکھ سکوں۔۔۔؟ تم محبت کے مفہوم میں جتنی بھی نا سمجھ سہی۔۔!

پر کیا آج میرے ان الفاظ کو اپنے اس دماغ اور دل میں نقش کر سکتی ہو۔۔۔؟ کہ عالم شاہ مر سکتا ہے۔۔۔! پر اپنی عالم جاں کی جگہ کسی اور کو نہیں دے سکتا۔۔۔!! اس لڑکی نے میری لاپرواہیوں کی وجہ سے ہمارے بیچ آنے کی کوشش ضرور کی ہے۔پر میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔۔! انہوں نے جتنی تکلیف تمہیں دی ہے۔ اس سے کئی گناہ تکلیف میں انکو دوں گا۔۔۔! پر وعدہ کرو کہ تم آئندہ کبھی بھی خود کو تکلیف نہیں دو گی۔۔۔! نہ کی نقصان پہنچانے کی کوشش کرو گی۔۔"

عالم شاہ اسکی کانچ سی سبز آنکھوں میں جھانکتے ہوئے مسلسل بولتے ہوئے شرجینا کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔جو اس وقت بالکل ساکت تھے۔شاید وہ اسکے الفاظ کو سمجھنے کی کوشش میں تھی۔۔۔

وعدہ کر رہی ہو۔۔۔؟ کچھ سیکنڈز تک اسکے کوئی بھی جواب نہ دینے پر عالم شاہ نے پھر بولتے ہوئے پوچھا تو وہ گہرا سانس لیتے ہاں میں سر ہلا گئی۔

شر جیناشاہ کے وجود میں جس لمس کی کمی تھی۔اپنے عالی کے دور ہونے پر وہ اندر ہی اندر جس پاگل پن کا شکار تھی۔وہ سب دیوانہ پن تو اسکا عالم شاہ کو اپنے قریب دیکھتے ہی جھاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا۔ اس لئے وہ بنا کوئی ہنگامہ کیے سکون سے آنکھیں بند کر کے عالم شاہ کے سینے پر سر رکھتے ہوئے اسکے گرد بازو لپیٹ گئی۔ جس پر عالم شاہ کا دل زوروں سے دھڑک اٹھا۔ اسکی غیر موجودگی میں وہ اتنی بے سکونی کا شکار تھی۔کہ اب اسکے قریب آتے ہی سکون سے اسکی آغوش میں چھپ رہی تھی۔

عالم شاہ نے کروٹ کے بل لیٹتے ہوئے شر جینا کو اپنے آگے لٹا کر اسے زور سے خود میں بھینچا تو شر جینا نے مسکراتے ہوئے اگلے ہی پل زرا سا اوپر اٹھتے عالم شاہ کی گردن پر زور سے دانت گاڑ دیے۔۔۔

ایہہ۔۔۔۔!!!عالم شاہ کے منہ سے اچانک آہ نکلی۔۔۔کیونکہ اسکی عالم جاں اپنا پورا زور دانتوں پر لگا رہی تھی۔ شاید وہ اتنے دنوں کی بے سکونی کا بدلہ ایسے اتارنے کی کوشش میں تھی۔شر جینا نے غصے سے مزید زور لگایا تو عالم شاہ نے اچانک اسکی شرٹ کے اندر ہاتھ لے جاتے اسکے بدن کو چھوا تو وہ اگلے ہی پل سٹپٹا کر اسکی گردن سے دانت ہٹاتے ہوئے اسے خفگی سے دیکھنے لگی۔جو آج بالکل عجیب طریقے سے اسے چھو رہا تھا۔۔

شر جینا کے خفگی سے دیکھنے پر عالم شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مچلی تو وہ اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے اسے بے حد قریب کر گیا۔۔ شر جینا کے وجود پر اپنی بھاری ٹانگ کا بوجھ ڈالتے ہوئے عالم شاہ اسے شدت سے خود میں بھینچنے لگا تو شر جینا کا پورا وجود جلتے ہوئے اسے بے چینی میں مبتلا کرنے لگا۔۔

عالی۔۔!! شر جینا نے بے چین ہوتے اسے پکارا تو اسکی کیفیت سمجھتے ہوئے عالم شاہ پھر اسکے لبوں کے نزدیک ہو گیا۔۔

عالم جاں۔۔۔!! یہ بے چینیاں تو اب پل پل ہمیں محسوس ہونگی۔۔۔!!! کیونکہ میں تم سے اب مزید دوری نہیں بنائے رکھ سکتا اس لئے اس قرب میں جتنی سانسیں بکھیر سکتی ہو بکھیر لو۔۔۔! تاکہ میں تمہیں اپنی سانسوں کی روانی بخش کر ہم دونوں کو سکون پہنچا سکوں۔۔۔!! شر جینا کے پورے چہرے پر نرمی سے لب رکھتے ہوئے وہ گھمبیر آواز میں بولتے جا رہا تھا۔ جب اچانک وہ پھر بے اختیار ہوتے اسکے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے گیا۔ شر جینا نے ایک دم سے لرزتے ہوئے اسکے سینے پر ہاتھ رکھا تو عالم شاہ تیزی سے اسکے ہونٹوں کو سک کرتے ہوئے شر جینا کو خود میں گم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

عالم شاہ نے اسکے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں کھینچتے ہوئے شرجینا کی شرٹ کو پیٹ سے اوپر کیا تو وہ بوکھلا کر دور ہونے کی کوشش کرنے لگی۔ جس پر عالم شاہ نے آنکھیں کھولتے ہوئے باز آنے کا کہتے اسکی کمر کو دبوچتے ہوئے پھر قریب کر لیا۔۔۔ شرجینا نے گلابی پڑتے ہوئے آنکھیں میچ لیں تھیں۔

عالم شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ آج ہی سب حدیں بھلا کر اس پر اپنی شدتیں نچھاور کر دیتا۔۔۔ لیکن پھر جب اپنی نازک اور چھوٹی سی بیوی کا خیال آیا تو اسکے ہونٹوں کو آزاد کرتے وہ بے تابی سے اسکی گردن کو چھونے لگا۔۔۔ شرجینا کی سفید گردن کو چومتے ہوئے عالم شاہ نے اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں جکڑا تو اپنی بیوی کا نپنا محسوس کر کے وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے رک گیا۔ جبکہ شرجینا بند آنکھوں سے تیز تیز سانسیں لے رہی تھی۔۔

کیا ہوا عالی کی جان کو۔۔۔؟؟ عالم شاہ نے شرارت سے مسکراتے ہوئے اسکے کان میں لطیف سے سرگوشی کی تو وہ پٹ سے آنکھیں کھول کر پزل ہوتے اسکے سینے میں چہرہ چھپا کر لب کاٹنے لگی۔۔۔ جس پر عالم شاہ دلفریب انداز میں قہقہ لگاتے ہوئے اسے اپنے تنگ حصار میں چھپا گیا۔۔۔

اب عالم جاں کو پتہ چل گیا ہو گا کہ اسکا شوہر اس سے کیوں دور دور رہتا تھا۔۔! لیکن میری جیا کو تب بس یہ لگتا تھا۔۔کہ اسکے عالی اب اس سے پیار نہیں کرتے۔۔۔! عالم شاہ نے اسے چھیڑتے ہوئے اچانک پیٹ میں گدگدی کرنا شروع کی تو وہ ایک دم سے کھکھلاتے ہوئے کمرے میں اپنی ہنسی کی جلترنگ بکھیرتے ہوئے عالم شاہ کو اسکا قرار و سکون سونپ گئی۔۔۔۔

لاؤنج میں سب بیٹھے عالم شاہ اور شرجینا کی رخصتی کے بارے میں ڈسکشن کر رہے تھے۔ جبکہ مالا شاہ انتہائی اداسی سے اپنے چاچو کے کندھے پر سر رکھے خاموشی سے بڑوں کی باتیں سن رہی تھی۔ ارمغان شاہ کی نظریں بار بار بھٹک کر اپنی منکوحہ کی طرف جارہیں تھیں۔ لیکن مالا شاہ نے ایک بار بھی اسکی طرف دیکھنا گوارہ نہیں کیا تھا۔ جس دن سے ارمغان شاہ نے اس پر غصہ کیا تھا۔۔ وہ تب سے ایسے ہی چپ چپ سی تھی۔

میرا کیوٹ بچہ اتنا چپ چپ کیوں ہے۔۔۔؟ ہاشم شاہ نے اچانک مالا کی طرف متوجہ ہوتے پوچھا تو مالا چونکتے ہوئے نفی میں سر ہلا کر بے حد اداسی سے پھر اپنے چاچو کے کندھے پر سر رکھ گئی۔ جس پر ہاشم شاہ کو بے اختیار

تشویش ہونے لگی۔ وہ کافی دنوں سے اسکا چپ چپ رویہ نوٹ کر رہا تھا۔ لیکن حالات کی وجہ سے بات نہیں کر پا رہا تھا۔

مالا۔۔۔!! ارباز شاہ نے اپنی لاڈلی کے چہرے کو یوں ویران دیکھا تو اسے پیار سے مخاطب کرتے پاس آنے کا اشارہ کر گئے۔۔ انکے اشارے پر وہ اٹھ کر انکے پاس بیٹھی تو ارباز شاہ نے اسے بازو کے حصار میں لیتے تفکر سے پوچھا۔۔۔ سب متوجہ ہوتے اب مالا کو دیکھ رہے تھے۔ جو سچ میں غیر معمولی سنجیدہ نظر آ رہی تھی۔

کیا ہوا ہے میرے بچے کو۔۔؟ ایسے اتنا سونا چہرہ کیوں بنایا ہوا ہے بابا کی جان نے۔۔۔!! مالا شاہ کے گول مٹول چہرے پر ٹکے چشمے کو دیکھتے ہوئے ارباز شاہ نے پیار سے پوچھنا چاہا۔۔۔ ارمغان ہونٹ کاٹتے ہوئے کن اکھیوں سے اپنی منکوحہ کو دیکھ رہا تھا۔ جو چہرے پر ویرانی سجائے سب کو اچانک پریشان کر گئی تھی۔

ارمغان شاہ نے بے اختیار اپنے غصے پر لعنت بھیجی۔۔

بابا میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔۔! مجھے کہیں باہر جانا ہے۔۔۔! ہم آج سب کہیں باہر چلیں۔۔۔؟ مالا نے معصوم لہجے سے کہتے ہوئے چہرہ اٹھا کر اپنے بابا کہ طرف دیکھا۔۔۔

میرے پیارے بچے کا دل کیوں گھبرا رہا ہے بھئی۔۔؟اور کہاں جانا چاہتا ہے میرا بچہ۔۔۔؟ حابیل شاہ اپنی لاڈلی بہن کے پاس بیٹھتے ہوئے لاڈ سے پوچھنے لگا تو مالا اداسی سے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

بھیا کہیں بھی چلتے ہیں نا۔۔۔!! میرا بس کہیں باہر جانے کو دل کر رہا ہے۔۔۔!! مالا نے لاڈ سے بولتے ہوئے اس بار حابیل شاہ کے سینے پر سر رکھا تو وہ سب مسکراتے ہوئے اسے دیکھ گئے۔۔۔

بھیا کا پیارا بچہ پھر اٹھ کر جلدی سے تیار ہو کر آؤ۔۔۔! ہم ابھی چل چلتے ہیں اور اپنے شہزادے کو گھما کر لاتے ہیں۔۔۔!! حابیل شاہ نے عقیدت سے اسکے سر کو چومتے ہوئے کہا تو مالا شاہ کی شوگر گرے آنکھوں میں ایک دم سے چمک اترتی چلی گئی۔

بھیا میں ابھی چینج کر کے آتی ہوں۔۔! آپ تب تک ان سب کو بھی تیار کریں۔۔۔!

مالا شاہ ایک دم سے خوش ہوتے تیار ہونے بھاگی تو اسکی بے تابی پر وہ مسکرا کر اسے دیکھتے رہ گئے۔ جو تیز گام بنتے نظروں سے غائب بھی ہو چکی تھی۔

کچھ دنوں تک لاڈو کی سالگرہ ہے۔۔! تب وہ بیس سال کی بھی ہو جائے گی۔۔۔!! میرے خیال میں تو رخصتی کے لیئے وہ دن ہی سب سے ٹھیک ہے۔۔۔! اعظم شاہ نے سنجیدہ لہجے میں بولتے ہوئے سب کو مخاطب کیا تو سب متوجہ ہوتے حامی بھرنے والے انداز میں سر ہلا گئے۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں اتنی جلدی رخصتی کرنے کی داجان۔۔۔! ابھی اس خبیث کو مزید سبق حاصل کرنے دیں۔۔! حابیل شاہ نے کہتے ہوئے عالم شاہ پر دانت پیسے تو روقاش تیزی سے بول پڑی۔۔۔

اوئے لمبو۔۔۔! خبردار اگر میرے بھتیجے کے خلاف کوئی زہر اگلنے کی کوشش بھی کی۔۔! کہیں یہ نا ہو کہ میں تمہاری رخصتی کینسل کر کے بیلا کو کسی دوسرے کمرے میں شفٹ کر دوں۔۔! بڑا آیا۔۔۔! روقاش نے تیکھے چتون لہجے میں بولتے ہوئے حابیل شاہ کو دھمکی لگائی تو وہ صدمے سے دوچار ہوتے منہ کھولنے والے انداز میں اپنی چاچی کو دیکھے گیا۔ جبکہ اربیلا شاہ تو اپنی ہنسی دبانے لگی تھی۔

واہ واہ۔۔۔!!!اگر اتنا ہی آپکا لاڈلا بھتیجا ہے۔ تو چاچی صاحبہ آپ نے اسکو پہلے کیوں نہیں عقل دی۔۔۔! روقاش کی دھمکی پر حابیل شاہ طنزیہ انداز میں سناتے ہوئے بولا تو روقاش نے ناک پر سے مکھی اڑاتے ہوئے اسے نظر انداز کیا۔۔

بابا آپ اس لمبو کو سائیڈ پر پھینکیں اور لاڈو کی سالگرہ والے دن عالم شاہ کی رخصتی بس فائنل کریں۔۔۔ میں بھی دیکھتی ہوں۔ کہ کون میرے بھتیجے کی محبت میں روڑے اٹکانے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔! حابیل شاہ پر طنزیہ نظر ڈالتے ہوئے روقاش ناک چڑھاتے ہوئے سنانے والے انداز میں بولی تھی۔۔ انکی بحث پر سب ہنسی دبا گئے۔۔

ہاشم شاہ نے ہاتھ کی مٹھی بناتے ہوئے ہونٹوں پر رکھی تھی۔ تاکہ اپنی ہنسی چھپا سکے۔ کیونکہ اسکی بیوی اپنے ایک لاڈلے کے لئے باقی سب بھتیجوں سے سرعام دشمنی مول لے رہی تھی۔۔۔

یہاں فیڈر پینے والوں کی رخصتی ہو رہی ہے۔۔! پر میرا کسی کو خیال ہی نہیں۔۔۔! سب کو سنانے کی غرض سے زیام شاہ بھی اچانک اونچے لہجے میں بولا۔۔ جبکہ لہجہ کافی دکھ بھرا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

تو نے تو لو میرج کرنی تھی نا۔۔! پھر ہم کیوں تیرا کچھ خیال کریں بھئی۔۔۔!! زیام شاہ کے اچانک ڈرامے کو سمجھتے ہوئے ارمان شاہ نے کچھ مہینے پہلے والے الفاظ یاد کرتے ہوئے زیام کو اسکا قول یاد کروایا۔۔۔

ناول: سن سائیاں

سچ بتا کہ تو نے کیا سوچ کر لو میرج کی چول ماری تھی۔۔۔؟ مطلب تجھے اپنی شکل پر کیوں ہی اتنا اعتبار محسوس ہوا۔۔ کہ کوئی لڑکی تجھے پسند بھی کر سکتی ہے۔۔۔؟؟ زیام شاہ کے لو میرج والی شوخی یاد آئی تو ارمان شاہ متجسس ہوتے پوچھنے لگا۔

اب وہ زیام شاہ سے پوچھ رہا تھا یا پھر اسکی عزت افزائی کرنا چاہ رہا تھا۔ وہاں بیٹھے حویلی کے سب افراد اس کنفیوژن میں الجھتے ہوئے ہنسی دبا گئے۔۔۔ جبکہ زیام شاہ کے اطمینان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی تھی۔۔

لو جی اس میں چول مارنے والی کونسی بات ہے۔۔؟ میں نے تو آپ سب کا بھلا سوچ کر ہی لو میرج کرنے کا سوچا ہوا ہے۔۔ ۔!! صوفے پر پر سکون انداز میں لیٹتے ہوئے زیام شاہ گویا احسان گنوانے والے انداز میں بولا تو سب نے الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

اچھا۔۔۔؟اب لگے ہاتھ ہمیں پھر یہ بھی بتادو۔۔!کہ تمہارے اس فیصلے میں ہم سب کا کیا فائدہ چھپا ہوا ہے۔۔۔؟تاکہ ہم سب مل کر تمہارا شکریہ ادا کر سکیں۔۔۔!ہاشم شاہ جسے اپنے بھتیجے سے کوئی ٹکے کی اچھی امید بھی نہیں تھی۔پر وہ پھر بھی متجسس ہوتے اس فیصلے میں چھپے راز کو جاننا چاہ رہا تھا۔

اس لئے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے پوچھے بنا نہ رہ سکا۔۔۔جبکہ روقاش کا چہرہ تو یہ سوچ کر ہی بجھ گیا تھا۔کہ وہ کسی کو پسند کرتا ہے۔کیونکہ وہ تو کچھ اور ہی سوچ بیٹھی ہوئی تھی۔۔

دیکھیں۔۔۔!!ان سب نے کی ہوئی ہے ارینج میرج۔۔۔!جو کہ اصل میں کزن میرج ہے۔۔!!ایسا ہی ہے نا۔۔؟؟سب کی جانب اشارہ کرتے ہوئے زیام شاہ تصدیق کرنے والے انداز میں پوچھتے ہوئے بولا تو اسکے سوال کے جواب میں سب سر ہلاتے ہوئے حامی بھر گئے۔

سب کے کنفرم کرنے پر زیام شاہ کی کالی آنکھوں میں ایک دم سے شیطانی چمک پیدا ہوئی تو وہ مزید کہنے لگا۔۔۔

اب بات ایسی ہے کہ آپ سب نے تو کی ہوئی ہے کزن میرج۔۔!تو کسی ایک کو تو سمجھدار بنتے ہوئے کوئی اچھا فیصلہ کرنا ہی تھا۔تاکہ ہم اپنی آنے نسل کو بچا سکیں۔تو بس اس لئے میں نے سوچا کہ یہ قربانی میں ہی

دے دیتا ہوں۔۔۔!!زیام شاہ الفاظ کو جان بوجھ کر گھماتے ہوئے بولا تو حابیل شاہ نے چڑتے ہوئے اسے جھڑکنے والے انداز میں ٹوکا۔۔۔

یہ ادھر اُدھر کی بکواس کرنے کی بجائے سیدھی طرح بول نا کہ کیا بکنا چاہتا ہے۔۔۔"زیام شاہ کے جان بوجھ کر سسپینس پیدا کرنے پر حابیل شاہ نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔۔۔

لو جی اب سارے مطلب بھی میں ہی بتاؤ۔۔۔؟کیا فائدہ آپ سب کے مجھ سے عمر میں بڑے ہونے کا۔۔۔؟جب آپ سب لوگ یہ ہی نہیں جانتے ہیں کہ کزن میرج کرنے سے بیماریاں پیدا ہوتیں ہیں۔جو کہ کپلز کے ساتھ ساتھ پیدا ہونے والے بچوں کو بھی ہو سکتی ہیں۔۔!اس لئے خون بدلنے کے لیے میں نے لو میرج کا فیصلہ کیا تھا۔تاکہ کوئی باہر کی لڑکی ہمارے خاندان کا حصہ بنے تو سب بیلنس ہو رہا ہے۔۔!یو نو ناوہ کچھ کچھ میڈیکل پوائنٹس۔۔۔؟؟!!!!

وہ جان بوجھ کر کسی بڑے بزرگوں کی طرح مصنوعی سنجیدگی سے سمجھداری کا مظاہرہ کرنے کی ایکٹنگ میں مکمل تفصیل بیان کرتے بولا تو محفل میں بیٹھے ہر شخص کا چہرہ تیزی سے سرخ ہوتا چلا گیا۔۔ مطلب وہ سالا انکے ساتھ ساتھ انکے ناپیدا کردہ بچوں کو بھی بیماریاں لگوا چکا تھا۔۔۔

کمینے رک تو تیری بیماریاں تو ہم نکالتے ہیں۔۔۔!!!؟؟ارمغان شاہ اور ارمان شاہ جو اسکے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔۔تو وہ سرخ چہروں کے ساتھ ہوش میں آتے تیزی سے اس پر جھپٹے تو لاونج میں زیام شاہ کا قہقہ ابل پڑا۔۔

یہ خبیث شاید ہمارے بزرگوں میں نقص نکالنے کے لیے ہی پیدا ہوا تھا۔۔۔!ہر بار کی طرح زیام شاہ کو انکے خاندان پر سوال اٹھاتے دیکھ کر ہاشم شاہ بھی تپتے ہوئے کہہ گیا۔۔ کبھی وہ انکے ناموں پر سوال اٹھاتا تھا تو کبھی کچھ۔۔۔!!حد ہو گئی بھئی۔!!اب تو کزن میرج کے نقصان بتا کر وہ سب کو شرمندگی سے سرخ کر چکا تھا۔۔۔

ارمان شاہ اور ارمغان قہقہے لگاتے ہوئے زیام شاہ کو قابو کرتے اسکی طبعیت سیٹ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔پر وہ کسی صورت بھی ہنسنے سے باز نہیں آ رہا تھا۔۔۔

لعنت ہے ایسی بے حیا اولاد پر۔۔۔!!اعظم شاہ بھی سلگتے ہوئے زیام شاہ کو لعنت سے نواز کر اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تو لڑکیاں ہنسی دباتے ہوئے انکو دیکھ گئیں۔جو غصے سے اب ارباز شاہ کے سہارے اپنے کمرے کی طرف جا رہے تھے۔۔۔

مومی۔۔۔!!!مس سفینہ نے کھوئے ہوئے انداز میں پاس بیٹھی مومنہ کو پکارا۔۔جو شاید کوئی کتاب پڑھنے میں مشغول تھی۔۔۔

جی ماما۔۔۔؟!!مومنہ نے کتاب سے نظریں ہٹائے بنا اپنی ماں کی پکار کا جواب دیا۔۔

مومی اگر میں شادی کرلوں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا نہ۔۔۔؟؟مس سفینہ، مومنہ کی جانب چہرہ موڑتے ہوئے بولیں تو مومنہ حیرت سے چونکتے ہوئے تیزی سے اٹھ بیٹھی۔۔۔اسکے اٹھنے پر مس سفینہ بھی اٹھ کر بیٹھ گئیں تھیں۔وہ ماں، بیٹی اس وقت اپنے گھر کے لاونج میں بیٹھی ہوئیں تھیں۔

ماما۔۔!!میں نے تواپکو بہت بار شادی کرنے کا کہا ہے۔۔!پر آپ خود ہی نہیں مانتی تھیں۔۔۔!!پر اب یوں اچانک کیسے اپکو اس بارے میں خیال آگیا۔۔۔؟مومنہ نے اپنی ماں کے الفاظ کو دماغ میں دہراتے ہوئے تعجب سے انکی طرف دیکھا۔اور ساتھ ہی آج اس خیال کے بارے میں پوچھنا بھی ضروری سمجھا۔۔۔

مومی تم جانتی ہو کہ جب تم چھوٹی سی تھی تو تمہارے بابا کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔۔!انکے جانے کے بعد مجھے صرف ایک ہی ڈر تھا۔کہ کہیں میری دوسری شادی کرنے کے بعد میں تمہارے حق میں کچھ غلط نہ ہو جائے۔۔۔!اس لئے میں بس اس بارے میں کچھ سنجیدگی سے سوچ ہی نہیں پائی۔۔!پر اب تم ماشاءاللہ سے جوان ہو چکی ہو۔۔!اور کچھ عرصے تک شادی کر کے اس گھر سے چلی بھی جاؤ گی۔تو اب مجھے لگ رہا ہے کہ مجھے بھی اپنے لئے کوئی ہمسفر ڈھونڈ لینا چاہیے۔تاکہ تمہارے جانے کے بعد میں مزید تنہائی کا شکار نہ ہوں ۔۔!

مومنہ کے سوال پر مس سفینہ سیریس لہجے میں تفصیلی جواب دیتے بول رہی تھیں۔جس کو سنتے ہوئے مومنہ شاید اپنی ماں کو سمجھنے کی کوشش میں تھی۔

مس سفیہ ایک سینتالیس سالہ بیوہ عورت تھیں۔شوہر کے انتقال کے بعد جب وہ بھرپور جوان تھیں۔تب انہوں نے صرف اپنی بیٹی کی خاطر دوسری شادی نہیں کی تھی۔اور اب اس عمر میں انکو اچانک شادی کا

خیال آیا تھا تو مومنہ کا حیران ہونا بنتا تھا۔ کیونکہ ہوش سنبھالنے کے بعد اس نے ہمیشہ اپنی ماں کو فورس کیا تھا۔ کہ وہ دوسری شادی کرلے تاکہ اسکی بھی باپ کی کمی پوری ہو جائے۔ لیکن مس سفینہ اسے ٹال دیتی رہیں۔ اور آج وہ کہہ رہیں تھیں۔ کہ انکو تنہائی دور کرنے کے لیے کوئی ہمسفر چاہیئے۔۔۔

ماما۔۔؟؟ پر آپ شادی کس سے کریں گئیں۔۔۔؟ کیا اپکو کوئی پسند آگیا ہے۔۔۔؟ مومنہ نے اپنی ماں کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے پرکھنے والے انداز میں جھجھکتے ہوئے پوچھا تو مس سفینہ کے چہرے پر شرمیلی سی مسکان چھا گئی۔ کیونکہ انکا دل کسی کو اپنے ہمسفر کی حیثیت سے سوچتے ہوئے خوش ہونے لگا تھا۔۔۔

ہاں میری جان مجھے کوئی پسند آگیا ہے۔۔! اس لئے تو میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔۔؟ مومنہ کے سوال کا جواب ہاں میں دیتے ہوئے وہ مسکراتی ہوئی بولیں۔۔۔

کون ہے وہ۔۔۔؟؟ مومنہ نے اس بار کچھ متجسس و حیرت سے اگلا سوال کیا۔۔ اسکے دوسرے سوال پر مس سفینہ کی آنکھوں میں تیزی سے ایک خوبصورت مرد کا عکس لہرایا تو وہ شرمیلی مسکان میں زرا شرماہٹ سے بولیں۔۔۔

"حابیل شاہ پسند آگیا ہے" عالم شاہ کا کزن "حابیل شاہ"... مومی وہ کچھ دن پہلے کالج آیا تھا۔ میں تمہیں کیسے بتاؤں مومی۔۔۔؟ کہ وہ عالم شاہ سے بھی بہت زیادہ خوبصورت ہے۔۔۔!

میں نے اپنی زندگی میں اتنا خوبصورت مرد کبھی بھی نہیں دیکھا۔۔۔!! تم ایسے کرو کہ پھر عالم شاہ کو دوبارہ اپنی طرف اٹریکٹ کرنے کی کوشش کرو۔۔۔!! اور میں موقع دیکھتے ہوئے حابیل شاہ کو پرپوز کر دوں گی۔۔۔! پھر ہم ماں بیٹی کی ایک ہی گھر میں شادی ہو جائے گی۔۔۔!

مومنہ کی ششدر حالت کا نوٹس لیے بنا مس سفینہ جاگتی آنکھوں سے مسلسل خواب دیتے ہوئے کچھ بھی بولے جارہیں تھیں۔ جبکہ مومنہ اپنی ماں کو شاکڈ نظروں سے دیکھے گئی۔ جو شاید پاگل ہو چکی تھیں۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے ہوئے اپنی ماں کو اسکے خوابوں سے باہر نکالتی کہ اسی وقت انکے گھر کا دروازہ توڑتے ہوئے کچھ لوگ اندر داخل ہوئے۔۔ جس پر ہڑ بڑاتے ہوئے وہ ماں بیٹی ہوش میں آتیں دیکھنے لگیں۔۔

لاؤنج میں دو تین ہٹی کٹی عورتیں داخل ہوئیں تو وہ گھبراتے ہوئے کھڑی ہو گئیں۔۔۔

کک۔۔ کون ہو تم لوگ۔۔۔؟اور میرے گھر پر کیا کر رہی ہو۔۔۔؟ان پہلوان عورتوں کو دیکھتے ہوئے مس سفینہ نے خوفزدہ نظروں سے رات کے وقت اس آمد کا مقصد پوچھا تھا۔۔ جبکہ ان عورتوں نے کوئی جواب دیئے بنا آگے بڑھتے ہوئے بس مومنہ اور مس سفینہ کو پیٹنا شروع کر دیا۔دو عورتیں انکو پیٹنے لگیں تو ایک سائیڈ پر کھڑی ہو کر موبائل میں انکی وڈیو بنانا شروع ہو گئی۔

کیوں مار رہی ہو تم ہم لوگوں کو۔۔۔؟کون ہو تم جنگلی عورتوں۔۔۔؟؟مومنہ کو بچانے کی کوشش کرتے ہوئے مس سفینہ چینختے ہوئے بولیں تو ایک عورت نے اگے بڑھتے ہوئے مس سفینہ کے منہ پر کھینچ کر تھپڑ رسید کیا۔ تھپڑ کی گونج پورے لاؤنج میں گونجی تو وہ ہراساں ہوتیں اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ گئیں۔۔

عالم شاہ نے ہمیں بھیجا ہے۔۔۔!!تم دونوں ماں بیٹی سے آج انکی بیوی کے ساتھ کیے ہوئے ہر ظلم کا بدلہ لیا جائے گا۔۔۔!ہر پلیننگ کا حساب چکتا کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔۔۔!!مس سفینہ کے چہرے کو نفرت سے دیکھتے ہوئے ان میں سے ایک عورت پھنکارتے ہوئے بولی تو مومنہ خوفزدہ نظروں سے انکی طرف دیکھنے لگی۔۔

اور پھر وہ رکی نہیں تھیں۔عالم شاہ کا نام بتانے کے بعد انہی دو عورتوں نے انکو دوبارہ پیٹنا شروع کر دیا۔ جبکہ ایک سائیڈ پر کھڑی مسلسل انکی ویڈیو بنا رہی تھی۔

جس دن کالج میں سارا سچ سامنا آیا تھا۔ہاشم شاہ نے بہت ضبط کرتے ہوئے مس سفینہ کو بنا کچھ بولے جانے دیا تھا۔پر انکی لفظی بے عزتی روقاش نے اچھے سے پوری کردی تھی۔ ہاشم شاہ چاہتا تو وہ اسی وقت مس سفینہ کو پولیس کے حوالے کر دیتا پر ہاشم شاہ نے جان بوجھ کر صبر سے کام لیا۔کیونکہ وہ مس سفینہ کا انجام عالم شاہ کے ہاتھوں ہوتا دیکھنا چاہتا تھا۔

وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ عالم شاہ ان ماں بیٹی کا کیا حشر کرتا ہے۔ جنہوں نے اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے اسکی بیوی کی عزت کو داؤپر لگایا تھا۔اور یہ بھی خیال نہیں کیا۔کہ جس کے ساتھ وہ اتنا بڑا ظلم کرنے کا سوچ رہیں ہیں وہ ایک سٹوڈینٹ ہے۔۔

مس سفینہ کی اچھی خاصی بے عزتی کرنے کے بعد ہاشم شاہ نے سب کے سامنے ہی انکو کالج سے نکالا تھا۔ اور آج ہاشم شاہ کی سوچ کے مطابق عالم شاہ نے پہلا بدلہ اتارنے کے لئے اپنے پیادے بھیج دیئے تھے۔جو بنا کچھ سوچے سمجھے مس سفینہ پر اپنا ہاتھ صاف کرنے میں مصروف تھیں۔

انکے عورت ہونے کی وجہ سے عالم شاہ کو یہ خاص انتظام کروانا پڑا تھا۔ورنہ اگر انکی جگہ کوئی مرد ہوتا تو اب تک وہ اپنی قبر میں پڑا ہوتا۔۔۔اور ابھی تو صرف شروعات ہوئی تھی۔۔

موبائل میں نظر آتے منظر کو تمسخر بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے عالم شاہ نے استہزایہ میز تاثرات سے سر جھٹک کر موبائل بند کرتے ہوئے پاکٹ میں رکھ دیا۔ فضا میں گہری سانس خارج کرنے کے بعد وہ اپنی متاعِ جاں کی جانب بڑھ گیا۔ جو کہ کمرے میں سکون میں

سو رہی تھی۔

مائرہ شاہ کے کمرے کا دروازہ ہولے سے کھولتے ہوئے ارمان شاہ اندر داخل ہوا۔ تو کمرے کے بیچوں وبیچ موجود بیڈ خالی پڑا ہوا تھا۔۔۔ ارمان شاہ نے تھوڑا حیران ہوتے پورے کمرے میں نظریں گھمائیں۔ لیکن سارے کا سارا کمرہ ہی ویران پڑا نظر آرہا تھا۔

یہ اس وقت کہاں گئی۔۔۔؟ مائرہ کو کہیں نا پا کر وہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے ڈریسنگ روم اور باتھ روم چیک کرنے لگا۔ رات کے بارہ بج رہے تھے۔ وہ اپنے کمرے میں سونے کے لئے لیٹا ہوا تھا۔۔ لیکن پھر نجانے کیوں ایک دم سے اسے شدید بے چینی محسوس ہونے لگی۔ اور نیند بھی خود سے کوسوں دور معلوم ہوئی تو وہ اسی وقت کمرے سے باہر نکل آیا۔۔

کمرے سے باہر آتے ہی اسکا رخ اپنی منکوحہ کے کمرے کی طرف تھا۔ جس کو وہ کئی دنوں سے ٹھیک سے مل نہیں پایا تھا۔ اور اب جب وہ اس کمرے میں اسے دیکھنے کے لیے آیا تھا۔ تو وہ یہاں پر موجود ہی نہیں تھی۔۔۔

ارمان شاہ کو اسکے غائب ہونے پر کچھ تشویش ہونے لگی تو اچانک اسکی نظر ٹیرس کے کھلے ہوئے دروازے پر پڑی۔ وہ متجسس ہوتے ٹیرس کی جانب بڑا تو وہاں آتے ہی ارمان دنگ ہو گیا۔ کیونکہ اسکی نازک منکوحہ وہاں ٹھنڈ میں سوئی ہوئی تھی۔

یہ پاگل یہاں پر کیوں سو رہی ہے۔۔۔؟۔ پریشان ہوتے وہ اسکے سامنے والی چیئر پر بیٹھ کر اسکو دیکھنے لگا۔ ٹیرس کی ہلکی ہلکی روشنی میں مائرہ کی سوجھی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر وہ ایک دم سے مزید بے قرار ہوا۔ کیا یہ رو رہی تھی۔۔۔؟ ارمان شاہ نے مضطرب ہوتے سوچا۔۔۔

مائرہ شاہ کی بند آنکھوں کو انگلی کی پوروں سے چھوتے ہوئے وہ محسوس کرنے لگا تو اسکی آنکھیں سچ میں بھیگی ہوئی معلوم ہوئیں۔۔۔

میری جنگلی منکوحہ۔۔۔!! مائرہ شاہ کے خوبصورت چہرے کو پیار سے دیکھتے ہوئے جھک کر وہ اسکی آنکھوں کو چومنے لگا۔۔ تو تبھی اچانک ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا چلا آیا۔ ہوا کا جھونکا آکر ان سے ٹکرایا تو سوئی ہوئی مائرہ شاہ ایک دم سے کپکپاتے ہوئے ارمان شاہ کے اندر گھسنے لگی۔ جس پر وہ زرا غور سے اسے دیکھے گیا۔ شاید وہ نیند میں اسے اپنا بلینکٹ سمجھ رہی تھی۔ ارمان شاہ اس وقت براؤن ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس تھا۔

مائرہ شاہ کو ٹھنڈ میں بے آرامی سے سوتے ہوئے دیکھ کر ارمان شاہ نے مسکراتے ہوئے اسے اٹھا کر گود میں بٹھایا تو وہ معصوم بچوں کی طرح اسکے سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے پر سکون ہونے لگی۔ مقابل کے وجود کی حدت نے اسے سکون پہنچایا تو وہ ریلیکس ہوتی پھر سو گئی۔۔ ارمان شاہ کو زور والی ہنسی آئی تھی۔ کیونکہ اسکی جنگلی بلی جس طرح نیند میں اسکے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔ اگر وہ ہوش میں ہوتی تو ارمان شاہ کا یہ ہی سینہ نوچ لیتی۔۔

مائرہ کے گداز وجود کو اپنے اتنے قریب محسوس کرتے ہوئے ارمان شاہ بے خود ہونے لگا تو وہ بے اختیار اسکے نرم وجود کو شدت سے خود میں بھینچ گیا۔ اسکے زور سے بھینچنے پر مائرہ نے زرا سا کسما کر آنکھیں کھول لیں۔

ارمان شاہ کے سینے سے چہرہ اٹھاتے ہوئے وہ آنکھیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھنے لگی تو ارمان شاہ نے تیزی سے لب کا کونا دبایا۔۔۔

دل ہی دل میں وہ اسکے چینخنے کا ویٹ کرنے لگا۔۔۔پر یہ کیا۔۔۔؟ مائرہ شاہ تو اسکی ڈارک گرے آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کھونے لگی تھی۔ شاید وہ نیند کے حصار میں تھی۔ مائرہ نے زرا سا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے ارمان شاہ کی مغرور ناک کے ساتھ اپنی ناک کی ٹپ مس کی تو ارمان شاہ کی ڈارک گرے آنکھیں جھپکنا بھول گئیں۔ وہ بے یقینی سے اسے یک ٹک دیکھتے چلا گیا۔۔ نجانے کیوں اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اسکی منکوحہ کی آنکھیں اسے دیکھ کر مسکرا رہی ہیں۔۔

آئی مس یو مان۔۔۔!!! بوجھل آواز میں بولتے ہوئے وہ آسودگی سے مسکرائی تو ارمان شاہ کو دوسرا بڑا جھٹکا ملا۔۔۔ وہ سانس روکے بیٹھ گیا۔ غالبا وہ ڈر رہا تھا کہ اگر سانس لے گا تو اس خوبصورت منظر کا طلسم چھن کا ٹوٹ جائے گا۔۔۔اور وہ یہ حصار توڑنا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ اسکی منکوحہ اسکے کان میں سرگوشیاں کرتے ہوئے اسے پاگل کر رہی تھی۔

مائرہ شاہ زرا سا اٹھتے ہوئے اسکی گود میں ٹھیک سے بیٹھی تو ارمان شاہ کے پورے وجود میں گرم سپارک دوڑتا چلا گیا۔۔ کمر پر ٹانگوں کو لاک کیے وہ اسکی گود میں سکون سے بیٹھی سینے پر دوبارہ سر رکھ گئی۔۔۔اسکے پھر

نیند میں ڈوب جانے پر ارمان شاہ کو ہوش آیا تو وہ ہمیشہ کی طرح آسمان کی طرف چہرہ بلند کرتے مخاطب کرنے لگا۔۔

کیا آج اسکی منکوحہ کی یادداشت چلی گئی ہے۔۔۔؟ یا پھر کچھ ہوا ہے۔۔؟ کوئی دماغی چوٹ۔۔۔؟؟ اپنی منکوحہ کے محبت بھرے الفاظ یاد آئے تو وہ کنفیوز ہوتے دماغ میں خود سے باتیں کرنے لگا۔۔ اسکے جواں جذبات میں آگ بھڑکا کر وہ خود پھر ٹن ہو چکی تھی۔۔۔

ساری سوچوں کو سائیڈ پر رکھ کر ارمان شاہ نے بے قرار ہوتے اسکی بل کھاتی کمر پر چوڑا ہاتھ پھیرا تو مائرہ نیند میں پھر کسما کر اسکے مزید نزدیک ہو گئی۔ جس پر ارمان شاہ کا سانس رکا تھا۔ گود کے اس گہرے قرب پر اسکا حالت خراب ہونے لگی۔۔۔

ناول: سن سائیاں

میرو۔۔! ! ارمان شاہ نے چہرہ جھکاتے ہوئے مائرہ کے کان میں گھمبیر آواز میں سرگوشی کرتے ہوئے اسے پکارا تو وہ نیند میں زرا سا مسکرا کر اسے زور سے ہگ کر گئی۔ جس پر ارمان شاہ نے تیزی سے بھاری سانس

خارج کی تھی۔شاید من پسند عورت کی محبت میں پہل ایسے ہی مرد کو حواس باختگی میں مبتلا کر دیتی ہے۔ جیسے اس وقت وہ ہو رہا تھا۔۔۔

پہاڑوں کے اوپر منڈلانے والے بادلوں نے خود پر کالی گھٹا اوڑھی تو ارمان شاہ اچانک موسم کو بدلتے ہوئے دیکھ کر گہرا مسکرا دیا۔وہ اپنی جنگلی منکوحہ کو گود میں سلائے آس پاس کے خوبصورت مناظر پر نظریں دہراتے ہوئے دلکشی سے مسکرا رہا تھا۔پہاڑوں پر جھلملاتی ہوئی ہوائیں اچانک آ کر ان سے ٹکرانے لگیں تو مائرہ پھر کپکپا سی گئی۔

نیند میں ٹھنڈ کے باعث ٹھہرتے ہوئے اس نے ارمان شاہ کے اندر شدت سے گھسنا چاہا تو وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسکی معصوم کوشش پر مسکرایا۔

میری میرو کو ٹھنڈ لگ رہی ہے کیا۔۔۔؟؟ لاڈ بھرے لہجے میں استفسار کرتے ہوئے وہ اسکے کان پر جھکا تو وہ بند آنکھوں سے ہاں میں سر ہلانے لگی۔۔

مجھے زور سے ہگ کرو۔۔۔! پھر ٹھنڈ نہیں لگے گی۔۔!! ارمان شاہ نہیں جانتا تھا کہ اس وقت وہ کن جذبات میں بہہ کر تھوڑی دیر پہلے والے اظہار کر رہی تھی۔ جو آج تک وہ زبان پر نہیں لائی تھی۔ اس لئے بوجھل آواز میں بے خود ہوتے اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا۔

مم۔۔۔مان۔۔روم میں چلیں۔۔!!! ارمان شاہ کی بات پر عمل کرتے ہوئے وہ زور سے ہگ کرتے بولی تو وہ بھرپور مسکراتے ہوئے ہونٹ کاٹنے لگا۔ ہلکی ہلکی روشنی میں سفید لباس میں وہ ٹھنڈ سے بری طرح متاثر ہو رہی تھی۔ جبکہ اسکے مقابل ارمان صرف ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ شاید یہ مائرہ کی نزدیکی کا اثر تھا۔۔ کہ وہ اس قدر یخ ٹھنڈی ہواؤں کو بھی محسوس نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

اگر میری بات مانو گی تو پھر اٹھا کر روم میں لے کر جاؤ گا۔۔۔!! کندھے سے اسکے بال ہٹاتے ہوئے ارمان شاہ نے وہاں پر اپنے پر حدت ہونٹ رکھے تو مائرہ نے ایک دم سے کسما کر ہاتھوں میں اسکی ٹی شرٹ کو زور سے جکڑا۔ اسکا نازک وجود ٹھنڈ سے تو پہلے ہی کانپ رہا تھا۔ لیکن اب اس لمس کو محسوس کرتے ہوئے وہ خود کو ٹھنڈی ہواؤں میں تحلیل ہوتا محسوس کرنے لگی تھی۔

مانو گی میری بات۔۔۔؟ارمان شاہ نے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے اسکی شہ رگ کو ہونٹوں سے چھوا تو وہ زرا سا پیچھے ہٹتے بامشکل ہاں میں سر ہلا پائی۔۔ تھوڑی دیر پہلے وہ نجانے کس کن سوچوں کا شکار ہوتے رو رہی تھی۔۔

نیند میں اترنے سے پہلے اگر اسکے دل نے شدت سے ارمان شاہ کو پکارا تھا۔ تو اب وہ حقیقت کا روپ دھار کر اسے اپنی آغوش میں قید کیے فسوں خیز سرگوشیاں کر رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکے دل کی پکار اتنی جلدی سن لی جائے گی۔ اس لئے بند آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔

چہرہ اوپر اٹھاؤ۔۔۔!! اسکے ہاں کرنے پر ارمان شاہ نے بھاری آواز میں بولتے ہوئے اگلا شفقت بھرا حکم سنایا تو وہ آنکھیں کھولے بنا اچھے بچوں کی طرح چہرہ بلند کر گئی۔۔

اسکے چہرہ بلند کرنے پر ارمان شاہ کی نظریں اسکے خم دار ہونٹوں پر اٹکیں تو وہ ان پر ہولے سے انگوٹھا پھیرتے ہوئے جذبات سے چور ہو گیا۔ دل میں جذبات کی طغیانی تیزی سے اٹھنے لگی تو ارمان شاہ نے اسکی کمر کو جکڑتے ہوئے اسکے وجود کو بے باکی سے خود کے ساتھ مس کیا۔ جس کو محسوس کرتے ہوئے مائرہ شاہ کے

وجود میں سرد لہریں اٹھنے لگیں تھیں۔اپنے نازک لب کا کونا دانتوں میں دباتے ہوئے وہ اس سے پہلے اپنا ہونٹ کچل ڈالتی۔

جب ارمان شاہ خود پر ضبط کھوتے سرعت سے اسکے آدھ کھلے ہونٹوں پر جھک گیا۔ لمس سے لمس ملنے کی دیر تھی۔جب مائرہ شاہ کی آنکھیں پٹ سے پوری کی پوری کھلتی چلی گئیں۔۔۔

ارمان شاہ نے اسکے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں بری طرح کاٹتے ہوئے اسکی کمر کو جکڑتے ہوئے شدت سے خود میں بھینچتے ہوئے محسوس کیا تو مائرہ شاہ کے وجود میں سپارک اٹھنے لگا۔اپنی دونوں کو آنکھوں کو دوبارہ زور سے میچتے ہوئے اس نے ارمان شاہ کی شرٹ کو کالر سے جکڑا تو ارمان شاہ مزید بہکتے ہوئے خود سے قابو کھونے لگا۔۔۔

مائرہ شاہ کے ہونٹوں کو شدت سے سک کرتے ہوئے ارمان شاہ نے اسکے دونوں بازو اپنے گلے پر رکھے اور اسکی کمر کو سختی سے جکڑتے ہوئے اسے گود میں اٹھائے کھڑا ہو گیا۔مائرہ شاہ نے حیرت سے آنکھیں میچتے ہوئے ارمان کی کمر پر زور سے اپنی ٹانگوں کو لاک کیا تو ارمان شاہ نے ایک ہاتھ اسکی نازک کمر پر لپیٹ کر رخ موڑتے ہوئے اسے دیوار کے ساتھ پش کر دیا۔دوسرے ہاتھ سے اسکا چہرہ بلند کرتے ہوئے وہ تیزی سے اسکی سانسوں کو چرانے لگا تو وہ مدہوش ہوتے سکون سے آنکھیں موند کر اسکا ساتھ دینے لگی۔

مائرہ نے اسکے اوپر والے ہونٹ پر ہلکا سا کاٹتے ہوئے اسکی مونچھوں کے ساتھ چھیڑ خانی کی تو ارمان شاہ کے دل میں فوراً گدگدی سی ہوئی۔ دل میں ابھرتی ہوئی حیرت کو قابو کرتے ہوئے ارمان شاہ نے اسے وقت اپنے ہونٹوں کو حرکت دینا بند کر دی۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ اسکی منکوحہ آج کس کس طریقے سے اسے گھائل کر سکتی تھی۔ اس لئے اسکے لبوں کے ساتھ اپنے عنابی ہونٹ جوڑے کھڑا رہا۔

مائرہ نے جب کافی سیکنڈ تک مقابل کی طرف سے کوئی پیش قدمی محسوس نہ کی تو آنکھیں کھولتے ہوئے دیکھنے لگی۔ لیکن اندھیرے میں وہ سامنے والے تاثرات سمجھنے سے قاصر تھی۔

اپنے وجود میں اٹھتی ہوئی بے چینی پر بے قرار ہوتے اس نے ارمان شاہ کے نچلے ہونٹ پر شدت سے دانت گاڑے تو ارمان شاہ کے وجود میں جذبات مچلتے ہوئے اسے بے قراری میں مبتلا کرتے چلے گئے۔ جبکہ مائرہ اسکے گلے میں بازوؤں کا ہار پہناتے ہوئے ارمان شاہ کے ہونٹوں سے سانس کھینچتے ہوئے ہوش کھو رہی تھی۔

ارمان شاہ کو اسکی سانسیں بکھرتی ہوئی محسوس ہوئیں تو وہ تیز سانسوں میں اسکی زبان کو سک کرتے ہوئے اسے خود کے ساتھ لپٹائے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔ کیونکہ یہاں پر پہلے سے بھی زیادہ تیز ہوائیں چلنا شروع

ہو گئیں تھیں۔ عین ممکن تھا کہ شاید بارش بھی شروع ہو جاتی۔ اور وہ اپنی نازک منکوحہ کو اس بارش میں رکھنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔

مائرہ کو بیڈ پر لٹا کر ارمان شاہ اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتے ہوئے اسکی گردن پر جھکا تو وہ لمبے سانس لیتے ہوئے اپنی کمر اٹھانے لگی۔ جس کو محسوس کرتے ارمان شاہ نے تیزی سے اسکی شرٹ کو کھولتے ہوئے کندھوں سے نیچے کھسکایا تھا۔۔۔

مم۔۔۔مان۔۔۔؟!!! کمرے میں گونجتے ہوئے سانسوں کے معنی خیزی شور پر مائرہ نے بوکھلا کر اسے پکارا تو اسکی گردن سے چہرہ باہر نکالتے ہوئے وہ اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

تمہارے محبت کے اظہار۔۔۔! تمہارا میرا پیار بھرا حکم مان کر چہرہ بلند کرتے ہوئے اپنے ہونٹ پیش کرنا۔۔۔!!! قربت میں تمہارا مدہوش ہوتے میرا ساتھ دینا۔۔۔!! یہ سب مجھے ہوش بھلانے پر مجبور کر رہا ہے میرو۔۔۔!! میرا دل سینے میں شدت سے دھڑکتے ہوئے گواہی دے رہا ہے کہ محبت کے اس سفر میں ارمان شاہ کبھی اکیلا نہیں تھا۔۔۔

مجھے بتاؤ۔۔۔!! آج مجھ جیسے سر پھرے کو کیوں پاگل بنایا۔۔۔؟!!؛

مائرہ کی کلائیوں کو جکڑ کر اوپر تکیے سے لگاتے ہوئے وہ دل میں اٹھتے ہوئے جذبات کی شدت پر بے قابو ہونے لگا۔اسکی کالر بونز پر زور سے دانت گاڑتے ہوئے وہ بھاری آواز میں سر گوشیاں کر رہا تھا۔۔ جبکہ مائرہ اسکی اتنی سخت گرفت پر مچل کر سسکتے ہوئے اسے پکار گئی۔۔

اہہ۔۔۔!!!ممم۔۔۔مان مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔!!اپنی سکن کو اسکے دانتوں کی سخت پکڑ میں محسوس کرتے وہ روہانسی ہوئی تو ارمان شاہ اگلے ہی پل اسکی شرٹ کندھوں سے پوری طرح کھسکاتے ہوئے نیچے کر گیا۔۔مائرہ نے سٹپٹاتے ہوئے مزاحمت کرنا چاہی تو ارمان شاہ نے تیزی سے اس پر اپنا زرا سا بوجھ منتقل کرتے ہوئے اسکا ہلنا بھی ناممکن بنا دیا۔ جبکہ مائرہ کی آنکھوں میں فوراً وہ سب مناظر گردش کرنے لگے تھے۔جب وہ اسکی دھڑکنوں پر پہلی بار اپنا لمس بکھرتے ہوئے اسے پاگل کر گیا تھا۔۔

مما۔۔۔ن۔۔مان۔۔۔!!نہیں کرو۔۔۔!!!ارمان شاہ کو اپنے سینے پر ہاتھ پھیرتے دیکھ کر وہ شرم کی انتہا گہرائیوں میں ڈوبتے ہوئے منمناتے ہوئے اسے باز کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔پر آج وہ ہوش میں ہی کہاں تھا۔۔آج تو اسکے انگ انگ میں تھوڑی دیر پہلے کیے جانے والے اظہار کی گونج سنائی دے رہی تھی۔ اس لئے وہ مستی میں چور ہوتے اسے تڑپانے لگا۔۔

میرے کانوں کو، اس دل کو اپنی میٹھی میٹھی سرگوشیاں سناؤ۔۔۔!! وہ سب کہو جس کو سن کر میں دیوانہ وار تمہیں چومنے پر مجبور ہو جاؤں۔۔۔!!! مائرہ شاہ آج تمہارے پاس موقع ہے۔۔! مجھے جس طرح گھائل کرنا چاہتی ہو کر لو۔۔۔! کیونکہ جب میں تمہیں گھائل کرنے پر آیا تو باخدا تم پر زرا بھی رحم نہیں کروں گا۔۔۔

تیزی سے اسکے سینے پر جگہ جگہ اپنے بھیگے ہونٹ رکھتے ہوئے وہ اپنے بوجھل لہجے سے اسکی جان نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جبکہ وہ آنکھیں میچتے ہوئے شرم سے پانی پانی ہو چکی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکی زرا سی بے خودی مقابل کو اس قدر پاگل کر دے گی۔۔۔

ارمان شاہ نے بے چین ہوتے اسکی ڈھرکنوں پر اپنی شیو سہلائی تو مائرہ شاہ کا انگ انگ مچل اٹھا۔ اسکا سفید بدن ہولے ہولے لرزنا شروع ہو چکا تھا۔

مان۔۔۔!! اس نے سسکتے ہوئے اسے جلدی سے پکارا تو ارمان شاہ اسکی پکار پر دھڑکتے دل کے ساتھ اسکی دھڑکنوں کو بے باکی سے چھونے لگا۔ مائرہ کی شرٹ کھسکتے ہوئے اسکے پیٹ پر اٹک چکی تھی۔ جبکہ اسکی نازک کلائیوں کو بھی وہ اپنے ہاتھ میں قید کیے ہوئے تھا۔۔۔

مان۔۔۔!!!مجھ۔۔مجھے ہگ کرنا ہے۔۔۔!! اپنی کلائیوں کو آزاد کروانے کی کوشش میں وہ التجا کرتے ہوئے شرم سے بولی تو وہ ایک دم سے تھمتے ہوئے اسکے الفاظ کو اپنے دماغ میں دہرانے لگا۔بے ساختہ ارمان شاہ کی پکڑ اسکی کلائیوں پر کمزور ہوئی تو وہ فوراً اپنے ہاتھ آزاد کروا کر شرم سے پاگل ہوتے اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔جس پر بے جان ہوتے وہ ایک دم سے تکیے پر گرا تھا۔

وہ آج سچ میں اسے طرح طرح سے گھائل کر رہی تھی۔۔پہلے اظہار کر کے۔۔!!پھر پیار جتا کر۔۔!!اور اب خود سے اسکے فراغ سینے میں چھپتے ہوئے۔۔۔!!ایسی عنایتوں پر وہ بے جان نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔۔۔!!!

میں تمہارے سینے پر سر رکھ کر سو جاؤں۔۔۔؟؟زرا سا اٹھتے ہوئے وہ اسکے کان میں اپنی خوبصورت آواز میں لاڈ سے بولتے ہوئے کہنے لگی تو ارمان شاہ دل و جاں سے مر مٹا۔۔۔

تم سینے پر تو کیا میرے اوپر لیٹ کر بھی سو سکتی ہو جان من۔۔!!!پر پلیز مجھے اس معصومیت کی اتنا دیوانہ نہیں بناؤ کہ میں کل کو دیوانوں کی طرح اس رات کا متلاشی بن جاؤں۔۔۔!کیونکہ مجھے پتہ ہے صبح جاگتے ہی تم پھر جنگلی بلی بن جاؤ گی۔۔۔!!!اور میں آج رات کی میرو کو ڈھونڈتا رہ جاؤں گا۔۔۔"

اپنی ٹی شرٹ کو اتارتے ہوئے ارمان شاہ اسکا وجود خود کے ساتھ مس کرتے ہوئے منہ بسور کر دکھی لہجے میں بولا تو وہ زور سے کھکھلاتے ہوئے اس میں سمٹنے لگی۔۔ جبکہ وہ اسکی کھنک دار ہنسی کو سنتے مچلتے دل کے ساتھ خود بھی مسکراتے ہوئے اسے خود میں قید کر گیا۔۔۔

میں سو جاؤں۔۔۔؟؟ مائرہ نے جان بوجھ کر ہونٹ لٹکاتے ہوئے معصوم بچوں کی طرح پھر اجازت لیتے ہوئے پوچھا۔ تو ارمان شاہ آنکھیں سکیڑتے ہوئے اسے دیکھ گیا۔ جو خوامخواہ میں اسے اپنی نامعلوم سادگی میں الجھا کر قید کرنا چاہ رہی تھی۔۔

ارمان کے آنکھیں سکیڑنے پر مائرہ کو زور سے ہنسی آنے لگی تھی۔ کیونکہ وہ سمجھ رہی تھی کہ مقابل اسکی اداؤں سے بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔۔۔

اگر اب تم نے مجھے اپنی اداؤں سے لبھاتے ہوئے دیوانہ بنانے کی کوشش کی تو میرو جان میں سب کچھ بھول بھال کر ابھی اس وقت تمہارے اندر اتر جاؤں گا۔۔۔!! اور تمہاری ان معصوم اداؤں کو ہمیشہ کے لیے خود میں جذب کر لوں گا۔ اس لئے اب چپ چاپ آنکھیں بند کر لو۔۔!!

اپنی جنگلی بلی کے مسلسل تنگ کرنے پر وہ مصنوعی سنجیدگی طاری کرتے ہوئے خطرناک حد تک اسے ڈراتے ہوئے بولا تو اسکی دھمکیوں پر مائرہ سچ میں لال انگارہ ہوتے تیزی سے اسکے سینے میں چہرہ چھپا کر آنکھیں بند کر گئی۔

اسکے خرگوش کی طرح چھپنے پر وہ بھرپور انداز میں قہقہ لگاتے ہوئے اس نازک وجود کو خود میں قید کرنے کے بعد سر تک بلینکٹ اوڑھ گیا۔ جبکہ مائرہ اسکے شرٹ لیس چوڑے وجود سے نکلتی ہوئی ہیٹ پر پر سکون ہوتے مسکراتے ہوئے نیند میں اترنے لگی تھی۔

کچن میں ناشتے کی تیاری دیکھتے ہوئے روقاش کب سے سامنے ٹیبل پر بیٹھے ہوئے زیام شاہ کو دیکھ رہی تھی۔ جو جب سے جاگ کر نیچے آیا تھا۔ تب سے ہی بس فون میں گھسا ہوا تھا۔۔ روقاش مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے چلتے ہوئے کچن سے باہر نکل کر اسکی طرف بڑھنے لگی۔۔

آج سنڈے تھا۔ اس لئے سب دیر سے جاگ رہے تھے۔ لیکن روقاش سب سے پہلے اٹھ کر کچن میں آچکی تھی۔ تاکہ آج ناشتے میں سپیشل انتظام کر سکے۔ ہر سنڈے کو وہ اب خاص طور پر ناشتے کا اِہتمام کرتی تھی۔

جس میں سب کو ایک ساتھ بیٹھنے کا اچھا وقت مل جاتا تھا۔ ہاشم شاہ تو ابھی اوپر اپنے کمرے میں سو رہا تھا۔ لیکن وہ اٹھ کر نیچے آچکی تھی۔

رائل بلو کلر کی لانگ شرٹ اور کیپری میں نازک پیروں میں کھسہ پہنے وہ انتہا کی پر کشش لگ رہی تھی۔ سفید رنگ میں گھلی ہوئی گلابیاں ہاشم شاہ کی شدتوں کا واضح ثبوت تھیں۔ کندھوں پر دوبٹہ پھیلائے وہ مشکوک انداز میں ہولے ہولے سے قدم اٹھاتے ہوئے زیام شاہ کے قریب جانے لگی۔اس خفیہ انداز کا مطلب تھا کہ موبائل میں گھسے ہوئے انسان کو اسکے آنے کی خبر نہ ہو۔۔۔

روقاش چپکے سے جاکر اسکے پاس کھڑے ہو کر موبائل میں دیکھنے لگی۔جہاں وہ کسی "میری کیوٹ بونی" کی انباکس کھلے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

روقاش نے حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے زیام شاہ کے میسج کو پڑھا۔

"شادی سے پہلے پہلے بون ویٹا پی کر تھوڑی سی لمبی ہو جاؤ، پلیز۔۔۔"

حابیل شاہ اور ارمغان شاہ بھی جاگنے کے بعد آگے پیچھے سیڑھیاں اتر کر نیچے آرہے تھے۔ کہ لاؤنج میں روقاش کو چوری چوری زیام شاہ کے موبائل پر دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے دیکھ کر بے یقینی سے ہنسی دبا

کر ایک دوسرے کو دیکھ گئے۔۔۔ کیا انکی چاچی جاسوس بننے کی کوشش کر رہی تھی۔وہ حیرت انگیزی سے سوچ گئے۔

زیام شاہ جو اپنے دھیان میں مسکراتے ہوئے تیزی سے ٹائپنگ کر رہا تھا۔کہ اچانک کسی کی موجودگی محسوس کرتے ہوئے اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو اپنی چاچی کو بڑی بڑی آنکھیں کھول کر اپنے موبائل پر جھانکتے ہوئے دیکھ کر یک دم بوکھلا کر اسکے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر ٹیبل گر گیا۔۔

جس پر روقاش نے اسے گھورتے ہوئے تیزی سے جھک کر موبائل اٹھا لیا تھا۔۔۔اور جلدی سے پیچھے ہٹ کر موبائل میں کھلی ہوئی چیٹ پڑھنے لگی۔اسے چیٹ پڑھتے دیکھ کر زیام شاہ سرعت سے کھڑے ہوتے اسکی طرف آتے بولا تھا۔جبکہ حابیل شاہ اور ارمغان شاہ بھی نیچے انکے پاس آ کر سارا ماجرہ دلچسپی سے دیکھنے لگے تھے۔

یار چاچی کچھ خدا کو مانے۔۔۔!!اپنی عمر اور رتبہ دیکھیں اور کام دیکھیں۔۔۔!! موبائل لینے کی کوشش میں زیام شاہ اپنی چاچی کو احساس کروانے کی کوشش میں گھبراہٹ میں کچھ بھی بولنے لگا۔۔

ائے ے۔۔۔ توے کی آنکھوں والے۔۔۔!! پہلے تو تم مجھے یہ بتاؤ نہ کہ کس سے اتنا مسکرا مسکرا کر بات کر رہے تھے۔۔۔؟ کون ہے یہ۔۔؟؟ ورنہ میں تمہارے محبت بھرے پیغام سب کو سنا دوں گی۔۔۔!! زیام شاہ کا موبائل اپنے پیچھے چھپاتے ہوئے وہ انگلی اٹھاتے ہوئے دھمکی آمیز لہجے سے جواب میں بولی تو زیام شاہ کی جان پر بن آئی۔۔۔ مطلب اسکی چاچی پلس پھپو پھوا اسکے سارے میسیجز پڑھ چکی تھی۔۔۔ جبکہ حابیل شاہ اور ارمغان شاہ کی آنکھیں یہ سن کر حیرانی سے بڑی ہو گئیں۔ کہ وہ کسی لڑکی سے بات کر رہا تھا۔۔

ہیں۔۔؟؟ کیا سچ میں چاچی یہ محبت بھرے پیغام لکھ رہا تھا..؟؟ ارمغان شاہ نے آنکھوں میں چسکا لینے والی چمک سجاتے ہوئے پوچھا تو روقاش نے تیزی سے اثبات میں سر ہلایا۔ زیام شاہ مضطرب ہوتے اپنا چوڑا ہاتھ منہ پر پھیرنے لگا تھا۔

چاچی یہ بہت زیادہ غیر اخلاقی حرکت ہے۔۔۔؟ پلیز میرا موبائل مجھے واپس کریں۔۔۔!! زیام شاہ اپنا بھانڈہ پھوٹتے ہوئے دیکھ کر موبائل لینے کے لیے جلدی سے آگے بڑھا تو روقاش بھاگ کر صوفوں کے پاس چلی گئی۔۔۔ جس پر زیام شاہ بھی بھاگ کر دوسری طرف آیا تھا۔۔

یہ موبائل تمہیں تب تک نہیں ملنے والا۔۔! جب تک تم اپنی اس "بونی" کا نام نہیں بتادیتے۔۔۔!! زیام شاہ کی حالت کا مزہ لیتے ہوئے اونچی آواز میں اسے تنگ کرتے ہوئے روقاش نے ہاتھ اوپر لے جاتے اسکا موبائل ہوا میں لہرایا تو زیام شاہ لب کاٹتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔۔

اووو۔۔۔!! تو مطلب لو میرج کرنے والی "بونی" ہے۔۔۔!!! روقاش کے الفاظ پر حابیل شاہ متاثر کن نظروں سے زیام شاہ کو دیکھتے ہوئے بولا تو زیام تلملاتے ہوئے روقاش کے پیچھے ہوا جس پر وہ زور سے ہنستے ہوئے بھاگ کر ٹیبل کے دوسری طرف چلی گئی۔۔

چاچی میرا موبائل واپس کردیں۔۔۔!! میں بتارہاہوں کہ آئندہ کسی کام میں کوئی ہیلپ نہیں کروں گا۔۔۔! چوڑیاں بھی نہیں لاکر دوں گا۔"" پورے لاؤنج میں روقاش کے پیچھے بھاگتے ہوئے زیام شاہ اسکی ساری کمزوریوں کو گنواتے ہوئے کہنے لگا تھا۔ لیکن روقاش ان سنا کرتے ہنستے ہوئے آکر حابیل شاہ کی کرسی کے پیچھے کھڑی ہوگئی۔۔۔ زیام شاہ بھی بھاگتے ہوئے انکے سامنے آیا تھا۔۔۔

اوئے لمبو۔۔۔!! تمہیں پتہ ہے یہ میسج پر اپنی بونی کو کیا کہہ رہا تھا بھلا۔۔۔!! زیام شاہ کے چہرے پر بیچارگی دیکھتے ہوئے وہ حابیل شاہ مخاطب کرتے ہوئے ہنس کر مزے سے مخاطب کرتے بولی تو حابیل متجسس ہوتے آگے بولنے کا اشارہ کرنے لگا۔۔۔

چاچی جلدی بتائیں نا۔۔۔!! روقاش کے مسلسل ہنسنے اور سسپنس پھیلانے پر ارمغان شاہ جاننے کے لیے حد سے زیادہ بے چین ہوا۔۔۔

چاچی یہ زیادہ ہو رہا ہے۔۔۔!!! اپنی پرائیویسی کھلنے پر زیام شاہ ایک دم سے چیخ پڑا تھا۔ وہ تینوں ہنستے ہوئے اسے چھیڑنے لگے۔ جبکہ زیام شاہ کو خود پر غصہ آ رہا تھا۔ اسکی چاچی پلس پھپھو پھو پتہ نہیں کب سے اسکے پیچھے کھڑے ہو کر اسکے میسیجز پڑھ رہی تھی۔ اور اسے ہوش ہی نہیں تھی۔

روح اگر آپ نے ایک لفظ بھی انکو بتایا تو میں آپکا ایک بہت برا نام رکھ دوں گا۔۔! اس سے پہلے کہ روقاش انکو پڑھے ہوئے میسیجز مزے لے لے کر سناتی کہ تبھی زیام شاہ نام بگاڑنے کی دھمکی دیتے اسکو روک گیا ۔۔۔ جس پر وہ آبرو اچکاتے ہوئے اسے دیکھ گئی۔۔۔

کونسانام۔۔۔!! روقاش نے تیکھے تیوروں سے اسکو گھورتے ہوئے پوچھنا چاہا تو زیام جلدی سے کہنے لگا۔۔۔

بھائی اپکو یاد ہے کہ ایک بار ہم نے لاڈو کے ساتھ ایک ڈیزنی فلم دیکھی تھی۔"راپنزل"۔۔۔۔زیام اپنی چاچی کو دیکھتے ہوئے حابیل شاہ کو مخاطب کرتے بولا۔۔۔۔

ہاں یاد ہے لیکن اس میں ایسا کیا تھا۔۔۔!! جواب ارمغان شاہ نے دیا تو زیام شاہ مزید بولنے لگا۔ جبکہ روقاش آنکھیں چھوٹی کرتے اسکو کہانی بناتے ہوئے دیکھنے لگی۔۔۔

اس فلم میں "راپنزل" کی جو سوتیلی ماں تھی۔۔۔! جو اسے اغوا کر کے اونچے مینار میں قید کر دیتی ہے۔۔۔! اسکے جو کالے گھنگریالے بال تھے نا۔۔۔!! اس وقت ہماری چاچی کے بال بھی بالکل اسی کے جیسے لگ رہے ہیں۔اس لئے چاچی کو آئندہ میں "گوندھل" کہہ کر بلایا کروں گا۔۔ کیونکہ راپنزل کی سوتیلی ماں کا نام بھی گوندھل ہی تھا۔۔۔"

زیام شاہ جان بوجھ کر اپنی بات کو لمبا کرتے انکو الجھاتے ہوئے بولا رہا تھا۔ جبکہ اسکے بات مکمل کرنے پر ارمغان شاہ نے متجسس ہوتے تیزی سے گوگل کرتے راپنزل کی سوتیلی ماں کی تصویر نکالی تو سکرین پر

گوندھل کے نمودار ہوتے ہی وہ فلک شگاف قہقہ لگاتے ہوئے پاگل ہونے لگا۔اسکے پاگلوں کی طرح ہنسنے پر زیام شاہ ہنسی دباتے ہوئے انجان بننے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

یہ ہے وہ گوندھل۔۔۔!! روقاش کو دیکھتے ہوئے ارمغان شاہ نے اپنی ہنسی پر قابو کرتے سکرین انکے سامنے کی تو روقاش کے ساتھ ساتھ حابیل شاہ کو بھی گوندھل کو دیکھنے کا شوق ہوا۔لیکن جیسے ہی حابیل شاہ نے سکرین پر گوندھل کو کھڑے دیکھا تو ارمغان شاہ کے ساتھ ساتھ وہ بھی فلک شگاف قہقہ لگا گیا۔ جبکہ روقاش کا چہرہ تو غصے کے مارے سرخ ہو گیا تھا۔

شاہ۔۔۔!!! پوری قوت لگاتے ہوئے وہ ہاشم شاہ کو پکارتے ہوئے چلائی تھی۔۔ان تینوں کی نظریں روقاش کے کھلے گھنگریالے بالوں میں بار بار اٹکنے لگیں تو وہ ایک بار سکرین پر دیکھتے اور ایک بار روقاش کی طرف۔۔۔! اور اسکے بعد بے قابو ہوتے قہقہے لگانے لگتے۔کیونکہ روقاش کے کالے گھنگریالے بال سچ میں گوندھل جیسے ہی معلوم ہو رہے تھے۔۔ان تینوں کو خود پر ہنستے ہوئے دیکھ کر روقاش تلملا کر ٹیبل پر زیام شاہ کا موبائل پٹخ کر اوپر ہاشم شاہ کو شکایت لگانے بھاگی۔۔۔زیام شاہ نے فوراً آگے بڑھ کر اپنا موبائل اٹھا لیا تھا۔

مجھے شاہ کو ایک بار تم لوگوں کی منحوسیت بتا لینے دو دیکھنا پھر کیسے تم سب کی طبیعت سیٹ کرواتی ہوں۔۔۔!

ہاشم شاہ کا ڈراوہ دیتے ہوئے وہ کڑھتے ہوئے سیڑھیوں کی جانب بھاگی تھی۔۔جبکہ لاؤنج میں ان تینوں کے گونجنے والے قہقہے روقاش کا مسلسل دل جلانے لگے۔۔۔

صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔جب ملازم لان میں ٹیبل سیٹ کر رہے تھے۔آج پہاڑوں پر موسم کچھ زیادہ ہی دلفریب ہوا پڑا تھا۔ہلکی ہلکی دھوپ کے ساتھ کبھی کبھار ہوا کا جھونکا بھی چلا آتا تھا۔کل رات شدید بارش ہوئی تھی۔پر صبح ہوتے ہی سورج کی میٹھی میٹھی دھوپ نے ہر چیز کو روشن کر دیا۔

اتنے پیارے موسم کو دیکھتے ہوئے مالا شاہ نے باہر ناشتہ کرنے کی فرمائش کی تو روقاش اسکی فرمائش کو پورا کرتے ہوئے باہر ہی ناشتہ رکھوانے لگی۔جہاں سب ملازم مل کر انکی مدد کروا رہے تھے۔ تقریباً سب ہی جاگ چکے تھے۔اور باہر لان میں بیٹھے تھے۔۔

سب چیزیں سیٹ ہوئیں تو روقاش ملازموں کو ناشتہ کرنے کا کہہ کر خود باہر جانے کے لیے بڑھ گئی۔ وہ ابھی لان میں نہیں پہنچی تھی۔ کہ اسکے کانوں سے ایک تیز دھاڑ کی آواز آ ٹکرائی۔۔۔

ٹائیگر۔۔۔!!! کسی جانور کے دھاڑنے کو سنتے ہوئے روقاش خود سے اخذ کرتے بڑبڑاتے ہوئے تیزی سے باہر کی جانب بھاگی تو لان میں پہنچتے ہی اسے سامنے قد اور ٹائیگر میاں بیٹھے نظر آئے تھے۔ سب نے چہرے موڑتے ہوئے روقاش کو دیکھا جو ٹائیگر کو دیکھ کر وہیں کھڑے ہو گئی تھی۔۔

سب کے تعاقب میں ٹائیگر کی نظر اچانک وہاں آتی ہوئی اپنی ماں پر پڑی تو وہ سب کو اگنور مارتے ہوئے مورنی کی چال چلتے بے چینی سے روقاش کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اسکو اپنے سامنے کھڑے ہوتے دیکھ کر روقاش ایک بار اپنی جگہ پر سہم سی گئی۔۔ اسکو سہمتے دیکھ کر ہاشم شاہ اپنی سحر انگیز شخصیت میں چلتے ہوئے آ کر ٹائیگر کے پیچھے کھڑے ہو گیا۔ تاکہ اسکی نازک بیوی خوف نہ کھائے۔۔۔ سب دلچسپی سے انکی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

ہاشم شاہ کو پیچھے کھڑے دیکھ کر روقاش کو کچھ تسلی ہوئی تو وہ نظریں موڑتے ہوئے ٹائیگر کو دیکھنے لگی۔ جو اپنی خطرناک آنکھوں میں بچوں کی سی چمک لیے روقاش کی طرف دیکھ رہا تھا۔

روقاش کے خود کی طرف دیکھنے پر ٹائیگر میاں کا دل خوشی سے بے قابو ہوا تو وہ اپنی ماں کے ساتھ ہائی فائی کرنے کی خواہش میں اپنا پنجہ اٹھا گیا۔اسکے پنجہ اٹھانے پر پہلے تو وہ کچھ الجھی لیکن پھر یاد آنے پر اس نے زرا جھجھکتے ہوئے اسکے نوکیلے پنجے کے ساتھ اپنا ہاتھ ٹچ کیا تو ٹائیگر نے خوشی سے اچھلتے ہوئے اٹھ کر روقاش کو ہگ کرلیا۔جس پر روقاش بوکھلا کر اس سے پہلے پیچھے گرتی کہ ہاشم شاہ نے ہنستے ہوئے تیزی سے اسکے پیچھے کھڑے ہوکر اسکو سہارا دیا۔۔۔

روقاش کو ہگ کرتے ہوئے ٹائیگر مسلسل خوشی کا اظہار کرنے لگا تو سب قہقہ لگاتے ہوئے ان ماں بیٹے کا پیار دیکھ گئے۔۔

شاہ۔۔۔!!یہ مجھے گرادے گا۔۔۔ٹائیگر میاں کی جھپی کی ٹائمنگ بڑھتے دیکھ کر روقاش ہانپتے ہوئے بتانے لگی تھی۔۔۔

کمینی اولاد۔۔۔!!تمہاری ماں بہت نازک ہے۔۔!تم جیسے گدھے کا وزن مزید نہیں اٹھا سکتی اس لئے بس کرو۔۔۔!!ٹائیگر کو مسلسل روقاش سے چمٹنے کی کوشش کرتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے ہنستے ہوئے اسے پیچھے ہونے کا کہا تو ٹائیگر خود پر قابو کرتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔

پیچھے ہوتے ہی اس نے سب سے پہلے روقاش کے پاؤں کو زبان سے لک کیا تو روقاش ایک دم گدگدی کا احساس ہونے پر کھکھلاتے ہوئے ٹائیگر کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے سہلانے لگی۔

ناول: سن سائیاں

روقاش ہنستے ہوئے ٹائیگر کے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔جو سچ میں اسکے ساتھ بچوں کی طرح ہی بیو کر رہا تھا۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر روقاش کے ساتھ لاڈ کرنے والے انداز میں سر ٹکایا تو ہاشم شاہ جلن کے مارے اسے گھور گیا۔۔۔

اوئے۔۔۔!!!میرے بیوی کے ساتھ زیادہ فری نہ ہو۔ورنہ وہیں واپس بھیج دوں گا۔جہاں سے تیری ڈولی اٹھا کر لائی گئی ہے۔۔!ٹائیگر کو زرا تیکھی نظروں سے دیکھ کر وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔۔

جبکہ ہاشم شاہ کے ڈانٹنے پر ٹائیگر نے زرا سا معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے جلدی سے روقاش کی طرف دیکھا۔ جیسے کہنا چاہ رہا ہوں۔ کہ دیکھو لو ممی، میرا باپ مجھے اپکے سامنے ہی دھمکا رہا ہے۔۔۔ ٹائیگر کو معصومیت سے خود کو دیکھتے پا کر روقاش جلدی سے اسکے گال سہلاتے ہوئے ہاشم شاہ کو ٹوکنے والے انداز میں کہنے لگی۔۔۔

شاہ کیوں میرے بچے کو دھمکا رہے ہیں۔۔۔؟ یہ اب کہیں نہیں جائے گا۔۔۔! بلکہ اب میں اسے اپنے ساتھ یہاں پر ہی رکھوں گی۔۔۔! ٹائیگر کو پیار کرتے ہوئے وہ اسکی حمایت میں بولی تو ٹائیگر جو پہلے معصوم نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ اپنی خوبصورت ممی کو خود کی طرف داری کرتے ہوئے دیکھ کر اب زرا اترا کر ہاشم شاہ کی جانب دیکھنے لگا۔

روقاش کا دوبٹہ منہ میں دباتے ہوئے ٹائیگر فل اٹیٹیوڈ میں اپنی ممی کو لے کر ٹیبل کی جانب بڑھا تو اسکا اٹیٹیوڈ دیکھ کر جہاں ہاشم شاہ کی آنکھیں پھیلیں، وہیں باقی سب قہقہ لگاتے ہوئے ٹائیگر کے بدلے ہوئے انداز دیکھ گئے۔۔

روقاش کو چیئر پر بٹھا کر ٹائیگر وہیں اسکے پاس نیچے بیٹھ گیا تھا۔اسے اپنے پاس ہی بیٹھتے دیکھ کر روقاش کو ایک دم سے اس پر بہت زیادہ والا پیار آنے لگا تھا۔

ہائے میرا بچہ کتنا کیوٹ ہے نا۔۔۔!!ٹائیگر کو لاڈ کرتے ہوئے وہ پیار بھرے لہجے میں بولی تو ہاشم شاہ اس ٹائیگر کے بچے کو گھور کر روقاش کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔۔۔ناشتہ کرنے کی غرض سے سب سب اپنی کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے۔

قاشو مت بھولو!کہ یہ وہی غدار ہے۔۔!جس نے فارم ہاؤس میں تم پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی۔۔!ہاشم شاہ جلتے بھنتے ہوئے جان بوجھ کر اپنی بیوی کو یاد دلانے لگا۔جبکہ اپنے باپ کے سارے الفاظ پر ٹائیگر میاں کے منہ کے زاویے فورا بگڑے تھے۔کیونکہ اسکا باپ جان بوجھ کو ماں،بیٹے کے پیار میں پھوٹ ڈالنا چاہ رہا تھا۔۔

بڑی اپکو پتہ ہے۔کہ آپکے اس بیٹے نے فارم ہاؤس میں پچھلے کئی دنوں سے سب کو تگنی کا ناچ نچایا ہوا تھا۔۔!ہاشم شاہ کی جلیسی کو دلچسپ نظروں سے دیکھتے ہوئے زیام شاہ اچانک بولا تو سب اسکی طرف متوجہ ہو گئے۔۔

وہ کیوں بھلا۔۔۔؟؟عالم شاہ نے استفہامی نظروں سے جاننا چاہا تھا۔۔

وہ اس لئے کہ ان موصوف نے جب سے اپنی ان خوبصورت ماں کو دیکھا تھا۔اسکے بعد سے یہ فارم ہاؤس میں ٹکنا پسند نہیں کر رہے تھے۔کیونکہ ان شہزادے سلیم کو اپنی خوبصورت ماں اور بھابھی کی یاد جو ستا رہی تھی۔۔۔!زیام شاہ جان بوجھ کو بیلا شاہ کو بیچ میں گھسیٹتے ہوئے بتانے لگا تو بیلا ٹائیگر کے خوف سے روہانسے ہوتے حابیل شاہ کو تیزی سے پکار گئی۔۔۔

حابیل۔۔۔۔!!دیکھیں لیں اب چھوٹے شاہ کو۔۔۔!اس ٹائیگر کے بچے کو اپنی ماں کی یاد آتی ہو گی۔۔!میں نہیں جانتی اسکو۔۔۔!!ٹائیگر کو خوفزدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بیلا نے روتی شکل میں بول کر جلدی سے حابیل شاہ کا ہاتھ جکڑ لیا تھا۔۔جس پر سب کی ہنسی اُمڈی۔۔۔جبکہ حابیل شاہ تو اپنی بیوی کے کیوٹ منہ بنانے پر ہنستے ہوئے اسے بازو کے گھیرے میں لے چکا تھا۔۔۔جو ٹائیگر سے ڈرتے ہوئے بے ہوش ہونے کو تھی۔۔

زیام۔۔۔!!انسان بنو۔۔!خبردار اگر تم نے اس میسنے کی خوفناک شکل سے میری بیوی کو ڈرانے کی کوشش کی تو۔۔۔!!اپنی بیوی کو ڈرتے دیکھ کر حابیل شاہ خود پر مصنوعی سنجیدگی طاری کرتے ہوئے زیام شاہ سے تنبیہ کرتی آواز میں بولا تو زیام نے ہنستے ہوئے ہاتھ کھڑے کر دیے۔

کیا یہ سچ میں فارم ہاؤس پر سب کو تنگ کر رہا تھا۔۔۔؟زیام شاہ کے الفاظ پر زرا حیرت سے دوچار ہوتے روقاش اسکو مخاطب کرتے استفسار کرنے لگی۔۔ناشتہ کرنے کے دروان سب ٹائیگر میاں کو ڈسکس کر رہے تھے۔جو اپنی ماں کے دوپٹے کو ایک پنجے میں تھامے اسی کی کرسی کے پاس بیٹھے گوشت نوش فرما رہا تھا۔

اب جب سب حویلی والے ناشتہ کر رہے تھے۔تو ایسا کیسے ممکن تھا۔کہ ٹائیگر میاں انکے پاس ایسے ہی بیٹھے رہتے۔اس لئے ہاشم شاہ نے اسکے لئے بھی گوشت منگوالیا تھا۔جو وہ اپنی ممی کے پاس بیٹھے ہی کھانا شروع ہو چکا تھا۔

کوئی تھوڑا بہت اس نے تنگ کیا ہو۔۔!تو روح ہم آپ کو بتائیں بھی۔۔۔!!روقاش کے سوال پر ارمغان شاہ جواب میں زرا ٹائیگر پر تیکھی نظر ڈالتے ہوئے جواب میں بولا تھا۔۔ٹائیگر میاں منہ بسور کر بے نیاز بنے

لگے۔ہاں تو۔۔؟!!اب اپنی ماں کے لئے تنگ کیا ہے تو اس میں کیا برائی ہے۔۔۔؟ ٹائیگر ہونہہ کرتے سوچ گیا۔۔۔

اگر اسے اپنی ماں تک پہنچنے کے لیے فارم ہاؤس سر پر بھی اٹھانا پڑتا تو وہ اس سے بھی گریز نہ کرتا۔۔!سب کو اپنی شکایتیں لگاتے ہوئے سن کر ٹائیگر نے بے نیازی کا مظاہر کرتے ہوئے منہ بنالیا۔جبکہ عالم شاہ جو ناشتہ کرتے ہوئے اسکے سارے انداز غور سے ملاحظہ کر رہا تھا۔کہ بے اختیار وہ ٹائیگر میاں کو کیوٹ بننے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے دیکھ کر قہقہ لگا گیا۔۔۔

جبکہ اب ارمغان اور ارمان شاہ مل کر سب کو بتانے لگے تھے۔کہ کیسے فارم ہاؤس پر اس نے اودھم مچایا ہوا تھا۔

مسلسل اپنی چغلیاں لگتے دیکھ کر ٹائیگر منہ ٹیڑھا کرتے تھک ہار کر زرا رخ ہی موڑ گیا۔۔وہ اپنے کانوں سے اپنی برائیاں نہیں سن سکتا تھا۔

کمرے میں وہ تینوں آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ ایک کی نظر میں اگرزرامان بھرا غصہ تھا۔ تو اسکے سامنے کھڑے دونوں نفوس کی آنکھوں میں شکوے کی رمق نظر آرہی تھی۔۔

آپ دونوں میری تعریف کررہے ہیں کہ نہیں۔۔۔؟؟ میجنڈا پنک کلر کے لہنگے میں دلہن بنی شرجینا شاہ زرا رعب سے پوچھتے ہوئے گھورنے لگی۔۔ لیکن اسکے کسی بھی گھورنے کا اثر اسکے بھائیوں پر نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

ہم کیوں تمہاری تعریف کریں۔۔؟ ہم کونسا تمہارے لئے کچھ اہم ہیں۔۔۔؟ یا تمہیں ہم سے پیار ہے۔۔۔؟ نا چاہتے ہوئے بھی ارمغان شاہ کا لہجہ دکھی ہوا تو شرجینا شاہ کی آنکھیں تیزی سے نم ہونے لگیں۔ جس کو دیکھتے ہوئے زیام نے جلدی سے ارمغان کو آنکھیں دیکھائیں تھیں۔

آج انکی چھوٹی لاڈلی بہن کی رخصتی ہونے والی تھی۔ شام کا وقت تھا۔ آج کے دن شرجینا شاہ کی سالگرہ بھی تھی۔ طے کیے ہوئے دن پر ہی آج وہ بیس سال مکمل ہونے کے بعد رخصت ہو کر عالم شاہ کے کمرے میں جا رہی تھی۔ رخصتی کے اس چھوٹے سے فنکشن میں صرف حویلی والے ہی شامل تھے۔

چونکہ عالم شاہ زیادہ تام جھام نہیں چاہتا تھا۔اس لئے اس نے باہر کے کسی بھی فرد کو بلانے سے صاف منع کر دیا تھا۔

صبح سے حویلی میں زوروں شور سے تیاریاں چل رہیں تھیں۔حویلی کے نچلے لاؤنج میں بھرپور سجاوٹ کی گئی تھی۔اور یہ سجاوٹ شرجینا شاہ کے فیورٹ پنک کلر میں ہی کروائی گئی تھی۔حویلی کی سب سے چھوٹی لاڈلی چونکہ گلابی رنگ کی دیوانی تھی۔اس لئے عالم شاہ نے خاص طور پر آج کے دن کے لئے اسکا لہنگا بھی پنک کلر میں بنوایا تھا۔جس کو پہن کر وہ سچ میں خوشی سے بے حال ہو رہی تھی۔

فورسٹ گرین آنکھوں سمیت، پنک کلر کا برائیڈل لہنگا پہنے اپنی معصومیت میں وہ جنتی خوبصورت لگ رہی تھی۔اتنی ہی بے بسی سے اپنے بھائیوں کو منانے کا کام بھی کر رہی تھی۔جو کہ پچھلے کئی دنوں سے اسکے ساتھ اکھڑے اکھڑے سے تھے۔

شرجینا شاہ کی خودکشی والی حرکت پر وہ دونوں بھائی آئی سی یو کے باہر کھڑے تکلیف بلکتے رہے تھے۔اپنی بہن کے کمرے کا دروازہ توڑتے ہوئے اپنی لاڈو کو اس حال میں دیکھنا جب وہ تڑپتے ہوئے سانسیں لینے کی کوشش کر رہی ہو۔اس منظر کو وہ چاہ کر بھی بھلا پا رہے تھے۔شرجینا کے ہوش میں آنے تک کا ایک ایک

پل انہوں نے مرتے ہوئے گزارا تھا۔ یہ سچ تھا کہ شر جینا شاہ اپنے چاچو اور عالم شاہ کے سب سے قریب تھی۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ وہ زیام شاہ اور ارمغان شاہ کے دل کی دھڑکن بھی تھی۔

عالم شاہ کی محبت نے دنوں میں شر جینا شاہ کو پہلے والی جیا بنا دیا تھا۔ پر اس سب میں اسکے بھائی اس سے روٹھ چکے تھے۔ شر جینا پچھلے کتنے دنوں سے انکو منانے کی کوشش کر رہی تھی۔ پر وہ ہر بار اسے نخرہ دیکھاتے ہوئے نظر انداز کر کے چلے جاتے تھے۔۔ لیکن آج جب وہ دلہن بن کر تیار ہوئی تو سب سے پہلے لہنگا اٹھاتے ہوئے بھائیوں کی کمرے کی طرف بڑھی تھی۔ کیونکہ اب اس سے زیادہ وہ انکی بے رخی نہیں سہہ سکتی تھی۔۔

شر جینا شاہ مکمل دلہن کے روپ میں انکے کمرے میں داخل ہوئی تو زیام شاہ اور ارمغان شاہ اسے دیکھتے چلے گئے۔ دلہن بن کر اس پر اتنا روپ آیا تھا۔ کہ کتنے ہی پل وہ اپنی چھوٹی بہن سے نظریں نہیں ہٹا پائے۔ وہ اس بار پرانا طریقہ اپناتے ہوئے انکو لائن پر لانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

بھائیوں کی ناراضگی اسے بے چین کر رہی تھی۔ اس لئے لاڈ و مان بھرے انداز میں انکے سامنے کھڑے ہو کر حق سے اپنی تعریف کرنے کا حکم دینے لگی۔۔

پر ناراضگی ہونے کے باعث وہ جان بوجھ کر اسکی تعریف نہیں کر رہے تھے۔ بلکہ اب ارمغان شاہ کے الفاظ سنتی وہ رونے والی ہو چکی تھی۔اسکو رونے کی تیاری پکڑتے دیکھ کر زیام شاہ آنکھیں دیکھاتے ہوئے ارمغان شاہ کو باز کرنے لگا۔ کیونکہ وہ بالکل نہیں چاہتا تھا کہ انکی لاڈلی دلہن کے روپ میں زرا سا بھی روئے۔۔۔

اچھا سوری۔۔۔!! آئندہ تنگ نہیں کروں گی نا۔۔۔!! ارمغان شاہ کی آنکھوں کو نم دیکھتے ہوئے وہ فوراً کرسی سے نیچے اترتے ہوئے اسکے سینے سے لگی۔تو ارمغان شاہ مسکرا کر اسے دیکھ گیا۔ وہ دونوں چاہ کر بھی اس سے یہ نہیں بتا سکتے تھے۔ کہ تمہاری چھوٹی سے چھوٹی تکلیف بھی انکی سانس روک لیتی ہے۔ پھر تم نے اپنے بھائیوں پر رحم کیوں نہ کیا۔۔۔؟ کیوں اپنی جان لینے کی کوشش کی۔۔۔؟؟ وہ جانتے تھے۔ کہ انکی بہن کے وجود میں عالم شاہ کے لئے جو محبت گردش کرتی ہے۔اس پر کسی کا بھی بس نہیں ہے۔۔اس لئے مسکرا کر ساری ناراضگی بھولتے ہوئے اسے ہگ کر گئے۔۔۔

وعدہ کرو۔۔۔! کہ آئندہ خود کو تکلیف نہیں دو گی۔۔!! بلکہ اگر کوئی تمہیں تکلیف پہنچانے کی کوشش کرے گا۔۔!! تو بدلے میں شر جینا شاہ اسکی جان لے سکتی ہے پر کبھی بھی دوبارہ خود کو چوٹ پہنچا کر اپنے بھائیوں کو جیتے جی نہیں مارے گی۔۔۔!! اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ہوئے زیام شاہ تکلیف سے گزرے

دن یاد کرتے ہوئے وعدہ لینے لگا تھا۔ وہ دونوں اس وقت اپنے گلابی فتنے کو تھامے کھڑے تھے۔ جو آج سچ میں گلابی دلہن بن کر انکے دلوں کو سکون پہنچا رہی تھی۔۔

پکا وعدہ آئندہ کبھی بھی تنگ نہیں کروں گی۔۔۔! پر آپ لوگ بھی وعدہ کریں۔۔! اب کبھی بھی مجھ سے ایسے ناراض نہیں ہونگے۔۔۔! اتنے دنوں سے مجھ سے بات بھی نہیں کی۔۔! نہ مجھے پیسے دیے۔۔۔!! انکی آنکھوں میں تکلیف دیکھتے ہوئے وہ تڑپ کر جلدی سے اقرار کر گئی۔ جبکہ اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ شرجینا شاہ نے باری باری بڑے بھائیوں کے ہاتھ پر عقیدت سے ہونٹ رکھے تو وہ قربان ہوتے اسکو سینے سے لگا گئے۔۔۔ اسکے سب شکوے سن کر آخر انکو یقین ہو رہا تھا۔ کہ اپنی لاڈلی کی محبت میں وہ بھی حصے دار ہیں۔ ورنہ انکو لگنے لگا تھا کہ انکی بہن صرف عالم شاہ کی محبت میں ہی گرفتار ہے۔۔

ہائے میرا گلابی فتنہ کتنا پیارا لگ رہا ہے نا۔۔۔!! سب کچھ نارمل ہوتا محسوس ہوا۔ تو زیام شاہ بھی اسے پہلے والے لقب سے پکارتے ہوئے تعریف کرنے کے ساتھ ساتھ نظر اتارنے لگا۔ زیام شاہ کے عورتوں والے انداز میں نظر اتارنے پر شرجینا شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تو وہ اچانک ہنستے ہوئے اسے دیکھ گئی۔

صرف پیار نہیں بلکہ چاند، سورج، پلوٹو، مریخ سب کچھ لگ رہا ہے۔۔۔!! ارمغان شاہ بھی اسکے دیکھا دیکھی ڈرامٹک انداز میں تعریف کرتے بولا تو شرجینا ہنسی دباتے ہوئے نخرے سے ناخنوں پر پھونک مار گئی۔ اسکے کیوٹ نخرے کو دیکھتے ہوئے وہ دونوں قہقہ لگاتے ہوئے اسے پھر سینے سے لگا گئے۔ ارمغان شاہ جیب سے پیسے نکال کر ان کے سروں پر سے وارتے ہوئے چھوٹے بہن، بھائی کا صدقہ نکالنے لگا تھا۔۔۔

بھیا مجھے بھی ایسے کرنا ہے۔۔۔! ارمغان شاہ کے پیسے وارنے والے عمل سے متاثر ہوتے وہ بولی تو زیام شاہ نے اپنی قمیض کی پاکٹ سے پیسے نکالتے ہوئے اسے ارمغان شاہ کے سر سے وارنے کا کہا۔ زیام شاہ کے اشارے پر شرجینا اوپر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے پیسے وارنے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن ارمغان شاہ کے دراز قد ہونے کے باعث اسے کافی مشکل پیش آ رہی تھی۔ اسے مشکل میں دیکھ کر ارمغان شاہ ہنستے ہوئے جھکا تو وہ خوشی سے کھکھلا پڑی۔۔۔

وہ تینوں اپنی ہی مستی میں گم تھے۔ جب اچانک ہاشم شاہ انکے کمرے داخل ہوا۔۔۔

ماشاءاللہ۔۔۔!! میں قربان۔۔۔!! میرا بچہ کتنا حسین لگ رہا ہے۔۔۔۔!!! ہاشم شاہ کی نظر دلہن بنی ہوئی شرجینا پر پڑی تو وہ تیزی سے بولتے ہوئے انکی طرف آیا۔۔۔ پنک کلر کے لہنگے میں دلہن کے زیورات میں

سجی ہوئی وہ سیج میں آج گلابی گڑیا کا روپ دھارے ہوئے تھی۔۔۔ جبکہ سبز آنکھوں میں رقص کرتی ہوئی چمک بھی آج پہلے سے کئی گنا زیادہ نظر آرہی تھی۔۔۔

پیچھے ہٹو تم سب کوڑا کرکٹ۔۔۔!! مجھے اپنے بچے کی نظر اتارنے دو۔۔۔!! ویسے تم دونوں کالے ٹیکے بنے اسکے پاس کھڑے تو ہو۔۔! عین ممکن ہے کہ میرے بچے کو نظر نہیں لگے۔ لیکن پھر بھی منحوس نظروں کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا بھئی۔۔۔!! زیام شاہ اور ارمغان شاہ کی بلیک شلوار قمیض پر چوٹ کرتے ہوئے ہاشم شاہ کہنے لگا۔ تو وہ اپنے بڈی کو دیکھ کر رہ گئے۔۔

اگر اپکو یاد نہیں تو ہم بتادیتے ہیں۔ کہ آج ہمیں کالے ٹیکے آپکی بیگم صاحبہ نے ہی بنایا ہوا ہے۔۔!! خود کو کالا ٹیکا کہنے پر زیام شاہ ناک چڑھاتے ہوئے طنزیہ لہجے میں بولا تھا۔

جبکہ ہاشم شاہ انکو اگنور مارتے ہوئے بس قربان ہوتے اپنے بچے کی نظر اتار رہا تھا۔

شرجینا کے سر کا صدقہ نکالنے کے بعد ہاشم شاہ کی نظر پاس کھڑے کالے ٹیکوں پر پڑی تو وہ ہونٹ کاٹ گیا۔ بے شک آج وہ دونوں کرن ارجن بھی بلیک شلوار قمیض میں بے حد دلکش لگ رہے تھے۔۔ ماتھے پر بکھرے کالے بال اور سیاہ آنکھوں میں چمکتی ہوئی روشنی، اس سیاہ شلوار قمیض کے ساتھ انتہائی منفرد لگ

رہی تھی۔ ہاشم شاہ کو وہ تینوں بہن بھائی ایک دم سے اتنے پیارے لگے کہ اپنی جیب سے مزید پیسے نکالتے ہوئے اٹیٹیوڈ سے ان گدھوں کے سر پر سے بھی وار نا شروع ہو گیا۔ جس پر انکی نظریں حیرت سے بڑی ہوتی چلی گئیں۔۔۔

میری بیوی نے آج تم لوگوں کو اتنا پیارا بنایا ہے۔اس لئے نظر اتار رہا ہوں۔اسکے سلیکیٹ کیے ہوئے ڈریس کی وجہ سے ہی آج تھوڑے بہت انسان لگ رہے ہو۔۔۔!! انکو حیرانی سے آنکھیں بڑی کرتے دیکھ کر ہاشم شاہ ناک سکوڑ کر وضاحتی لہجے میں بولا تو اس جھوٹی دلیل پر انکی ہنسی نکل گئی۔

گھر میں فنکشن ہونے کی وجہ سے آج روقاش نے ان دونوں جڑواں بھائیوں کے ساتھ ساتھ ارمان شاہ کو بھی بلیک شلوار قمیض پہنانے کا حکم دیا تھا۔ کیونکہ عام طور پر وہ ہر وقت جینز، شرٹ یا پھر ٹراؤزر شرٹ میں ہی گھومتے رہتے تھے۔روقاش نے ان سب کو بہت کم شلوار قمیض پہنے دیکھا تھا۔ عموماوہ صرف جمعہ کے دن ہی تھوڑی دیر کے لئے شلوار قمیض پہنتے تھے۔ لیکن وہ بھی جمعے کی نماز ادا کرنے کے بعد چینج کر لیتے تھے۔اس لئے آج سب لڑکوں کا ڈریس کوڈ شلوار قمیض تھا۔

چاچو بھیا لوگ میری تعریف نہیں کر رہے تھے۔۔۔!! اپنے چاچو کا ہاتھ تھامے وہ باہر کی جانب بڑھی تو ساتھ ہی بھائیوں کی جھوٹی شکایت لگانا نہیں بھولی تھی۔۔۔ شر جینا کے جھوٹ پر وہ اپنی گلابی فتنے کو تاسف سے دیکھ گئے۔ جو اپنے چاچو کو دیکھتے ہی انکو پھر بھول گئی تھی۔ کئی انسانوں کے دلوں میں محبتوں کی لسٹ بنی ہوئی تھی۔ جہاں وہ ہر انسان سر فرست ہوتا ہے۔ جن جن سے اسکو بے پناہ محبت ہوتی ہے۔ ایسے ہی شر جینا شاہ کے دل میں اپنوں کی محبت کے مختلف خانے بنے ہوئے تھے۔ اسکی محبت ہر کسی کے لئے کم یا زیادہ نہیں تھی۔ بلکہ سب کے لیے مختلف تھی۔۔

چاچو کی دھڑکن۔۔! تم گولی مارو ان خبیثوں کو میرا بچہ۔۔۔!! دیکھنا باہر چل کر میں کیسے سب سے اپنے بچے کی تعریف میں زمین و آسمان ایک کروانے کے بعد بڑی بڑی غزلیں لکھواتا ہوں۔۔۔!! شر جینا کو بازو کے گھیرے میں لے کر چلتے ہوئے ہاشم شاہ نے پیچھے آتے ہوئے ارمغان شاہ اور زیام شاہ کو دفع دور کیا تھا۔۔

اس کے ساتھ ساتھ اسکا لہجہ تسلی بخش بھی تھا۔ شاید وہ اپنی لاڈو کو تعریف نہ کرنے پر تسلی دے رہا تھا۔

وائٹ ڈریس میں پوری شان سے بیٹھے وہ دل ہی دل میں بے چینی کا شکار ہو رہا تھا۔اور یہ بے چینی اپنی بیوی کو دیکھنے کی تھی۔ جو آج شاید دلہن بن کر کہیں کمرے میں ہی چھپ کر بیٹھ گئی ہوئی تھی۔اور باہر نکلنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

کیا تکلیف ہے تجھے۔۔۔؟ کیوں بار بار ٹانگ ہلا کر زلزلہ لانے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔! حابیل شاہ جو کب سے عالم شاہ کی ہلتی ہوئی ٹانگ کو بامشکل برداشت کر رہا تھا۔آخر کار اب آخری حد تک چڑتے ہوئے غصے سے اسے مکہ رسید کرتے بول گیا۔

وائلٹ کلر کی شلوار قمیض میں آج حابیل شاہ اپنی بیلا شاہ کے ساتھ میچنگ کیے ہوئے تھا۔بیلا نے اسے اپنے ڈریس کے کلر سے میچنگ شلوار قمیض نکال کر دی تھی۔ جس کو حابیل شاہ کسی فرماں بردار شوہر کی زیب تن کر چکا تھا۔۔۔

اگر میرے ٹانگ ہلانے سے زلزلہ آنا ہے۔تو آہی جائے۔۔۔! اور آکر تجھے اپنی لپیٹ میں لے لے سالے۔۔۔!! حابیل شاہ کے مکہ رسید کرنے پر عالم شاہ اپنی شیو پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اضطرابی کیفیت میں ٹانگ کو مزید تیزی سے ہلاتے ہوئے بولا تو حابیل شاہ کلستے ہوئے اسے دیکھ گیا۔

جو آج دلہا بننے کے باوجود بھی اسے خود کو چھینٹی لگانے کا موقع اور وجہ دے رہا تھا۔ وہ اس وقت لاؤنج میں بیٹھے تھے۔

پورے لاؤنج کو پنک کلر کے تھیم کی ڈیکوریشن سے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔ لڑکیاں اپنی مصروفیات میں مصروف تھیں۔

تو وہ سب ایک سائیڈ پر بیٹھے باتوں میں مشغول تھے۔ لیکن عالم شاہ کو انکی باتوں سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ کیونکہ وہ بے حد اضطراب سے دوچار ہوتے اپنی عالم جاں کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ سفید سوٹ میں اپنی کرسٹل سبز رنگ انکھوں میں بے چینی سجائے مضطرب ہوتے وہ اچانک کھڑا ہوا تو اسکی حالت پر ارمان شاہ کو ہنسی آگئی۔۔ سفید سوٹ میں اپنے براؤن بالوں کو انگلیوں سے سنوارتے ہوئے وہ بے حد دلکش لگ رہا تھا۔۔۔

بے صبرے انسان۔۔۔!!! کچھ ٹھنڈ رکھ ابھی آجاتی ہے لاڈو۔۔۔۔!!! اربیلا شاہ کے خوبصورت سراپے پر گہری نظریں جمائے وہ عالم شاہ کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے کہنے لگا تو عالم شاہ اسکی نظروں کا مرکز دیکھ کر دل و جان سے سلگ اٹھا۔ جو خود سالا بیوی کو ترسی نظروں سے دیکھتے ہوئے اسے صبر کرنے کا کہہ رہا تھا۔

عالم شاہ کی طنزیہ نظروں کو حابیل شاہ پر جمے دیکھ کر ارمان شاہ کا قہقہ ابلا تو حابیل شاہ چونک کر متوجہ ہوتے انکی طرف دیکھنے لگا۔۔

کیا ہوا۔۔؟؟ عالم شاہ کی گھورتی نظروں پر حابیل نے ناسمجھی سے متوجہ ہوتے پوچھا۔۔اس سے پہلے کہ عالم شاہ اسے کسی تڑکتی بھڑکتی ہوئی گالی سے نوازتا کہ تبھی شرجینا شاہ اپنے چاچو کے بازو میں بازو ڈالے پوری شان سے سیڑھیاں اترتے ہوئے دیکھائی دی۔۔عالم شاہ کی نظروں کا تعاقب سیڑھیوں کی جانب گھما تو وہ سٹل ہوتے اس اپسرا کو دیکھتا چلا گیا۔۔

گلابی لہنگے میں روایتی دلہنوں کی طرح تیار ہوئے وہ اپنی تمام تر قیامت خیز خوبصورتی سے اسے پل میں گھائل کر گئی تھی۔جبکہ ہونٹوں پر رقصاں خوبصورت مسکراہٹ اسکا دل لوٹنے کا باعث بنی تو عالم شاہ ہوش کھونے لگا۔۔۔ چھوٹے سے ماتھے پر ماتھا پٹی لگائے، تیکھی ناک میں نوز پن اور کلائیوں میں بھر بھر کر پہنی ہوئی سبز اور لال چوڑیاں دیکھ کر عالم شاہ کا دل کانوں میں دستک دینے لگا تھا۔۔ اس روایتی روپ میں وہ سچ میں اسکی دنیا ہلا چکی تھی۔

عالم شاہ اسے دیکھنے میں اس قدر مہو تھا۔ کہ شر جینا شاہ کو نیچے آتے دیکھ کر ہوش میں لوٹتے ہوئے وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھا۔ وہ ابھی دو تین سیڑھیاں اوپر ہی تھی۔ جب پورے حق سے آگے بڑھتے ہوئے عالم شاہ نے اچانک اپنی عالم جاں کو بازوؤں میں اٹھایا تو اسکے اس غیر متوقع عمل پر جہاں لڑکیوں کے چہرے پر شر میلی حیران کن مسکراہٹ بکھری تو وہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھتی چلی گئیں۔ جبکہ ارمان شاہ سمیت باقی عالم شاہ کے اس دبنگ انداز پر ہوٹنگ شروع کر چکے تھے۔

ناول: سن سائیاں

عالی۔۔۔! ! عالم شاہ کے گود میں اٹھانے اور سب کی ہوٹنگ پر شر جینا شاہ فورا کچھ پزل ہوئی تو بے اختیار سب کی نظروں پر بلش کرنے لگی۔۔۔

عالم شاہ تو پہلے ہی اسے مبہوت ہوتے دیکھ رہا تھا۔ جبکہ باقی سب کی نظروں کا مرکز بھی شر جینا شاہ ہی بنی ہوئی تھی۔ جو آج پہلی بار عالم شاہ کے گود میں اٹھانے پر شرما رہی تھی۔ ورنہ اس سے پہلے یہ معجزہ نہیں ممکن ہوا تھا۔۔۔

ہائے ماں صدقے۔۔۔!! دیکھو عالم ہمارا بچہ تو بلش کر رہا ہے، بھئی۔۔۔!! شر جینا کے چہرے کو ہلکا ہلکا سرخ ہوتے دیکھ کر روقاش نے ہنستے ہوئے اسے چھیڑا تو شر جینا مزید بلش کرتے ہوئے عالم شاہ کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔ جس پر وہ سب قہقہ لگاتے ہوئے اسے دیکھنے لگے۔ جو پہلی بار بہت کنفیوز نظر آ رہی تھی۔۔ عالم شاہ نے قربان ہوتے اسکے لمس کو محسوس کیا تھا۔۔۔

چاچو۔۔۔!! یہ سب مجھے تنگ کر رہے ہیں۔۔۔!!! سب کے چھیڑنے پر احتجاجی مظاہرہ کرتے ہوئے شر جینا نے ہمیشہ کی طرح چڑتے ہوئے اپنے چاچو کو پکارا۔۔ مسکراہٹ دبا کر عالم شاہ اسے گود میں اٹھائے چلتے ہوئے ٹیبل کی جانب بڑھا، تو سب ہی اسکی پیروی میں آگے بڑھ گئے۔

سب انسان بن جاؤ۔۔۔!! خبردار اگر کسی نے میری لاڈو کو چھیڑا تو۔۔۔!! اپنی لاڈو کی پکار پر سب کو مصنوعی غصے سے آنکھیں دیکھاتے ہوئے ہاشم شاہ نے گھورا تو اگلے ہی پل وہ سب شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ٹیبل کے گرد کھڑے ہو گئے۔

ہاشم شاہ کے ڈانٹنے پر کچھ ریلیکس ہونے والے انداز میں شر جینا نے چہرہ باہر نکال کر سب پر ایک نظر ڈالی۔ تو سب ہی سنجیدہ چہرے لیے انجان بنتے ہوئے نظر آئے۔ حالانکہ صاف صاف دیکھا جا سکتا تھا۔ کہ سب ہی اپنی ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔

عالم شاہ نے اسکے چھوٹے سے وجود کو دل میں بساتے ہوئے نیچے کھڑا کر دیا تھا۔ تاکہ وہ اپنی سالگرہ کا کیک کاٹ سکے۔ جس کے لئے وہ ٹیبل کے گرد اکھٹے ہوئے تھے۔

چہروں پر خوشی کی چمک لیے سب ہی محبت پاش نظروں سے عالم شاہ اور شرجینا شاہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جو آج اصل معنوں میں ایک دوسرے کو پا کر شاید سارے جہاں سے زیادہ پر سکون نظر آرہے تھے۔ دونوں کے چہروں پر خوشی کی چمک اور رونق صاف دیکھی جاسکتی تھی۔۔۔

ہاشم شاہ دل ہی دل میں ان دونوں کی جوڑی کے لئے ماشاءاللہ بولتا جارہا تھا۔ جبکہ آج اسکے چہرے پر بھی خاصا سکون نظر آرہا تھا۔

چاکلیٹ براؤن کی شلوار قمیض میں اپنے طلسمی شخصیت کے ساتھ وہ خود میں ہی ایک ٹھہراؤ تھا۔ روقاش کی نظروں نے بے ساختہ اپنے شاہ کے چہرے کی طرف دیکھا تو پھر وہ چاہ کر بھی نظریں نہیں ہٹا پائی تھی۔ مقابل آج روایتی لباس میں شلوار قمیض پہن کر اسکا دل بری طرح دھڑکا رہا تھا۔

ہاشم شاہ کے ساتھ میچنگ کرتے ہوئے آج روقاش بھی چاکلیٹ براؤن کلر کا خوبصورت سا ڈریس پہنے ہوئے تھی۔ آج سب نے ہی ایک دوسرے کے ساتھ میچنگ کی ہوئی تھی۔ ایک فقط ارمان شاہ ہی تھا۔ جو

اپنی ضدی منکوحہ کو مسلسل خفگی سے دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ اسکے اتنے چاہنے کے باوجود بھی مائرہ شاہ نے اسکے میچنگ کرنا پسند نہیں کی تھی۔

سکائے بلو کلر کے سٹائلش سے ڈریس میں اپنے کھلے ہوئے ڈارک براؤن بالوں میں وہ مسلسل ارمان شاہ کے دل میں سپارک پیدا کر رہی تھی۔ لیکن جان بوجھ کر وہ مقابل سے نظریں چرائے ہوئے تھی۔

ہاشم شاہ کو خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی تو وہ چونک کر ارد گرد دیکھنے لگا۔ لیکن دوسرے ہی پل اسکی نظر اپنی بیوی کی طرف اٹھی تھی۔ جو اسکے بالکل قریب کھڑی اسکو والہانہ طریقے سے دیکھتی جا رہی تھی۔ سب کی نظروں کو روقاش پر اٹکے دیکھ کر ہاشم شاہ نے تیزی سے اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کرنو چاہی۔ نجانے وہ کب سے روقاش کو نوٹ کر رہے تھے۔ جو ہر چیز سے بے نیاز بس وارفتگی سے اسکو تک رہی تھی۔۔۔

ہمممم۔۔۔!!! اہوو۔۔۔!!! چاچی۔۔۔!!! ارمغان شاہ نے جان بوجھ روقاش کے قریب آتے ہوئے مختلف طریقوں سے کھانسنے کی کوشش کی تھی۔ تاکہ اپنی چاچی کو ہوش دلا سکے۔ جو انکے بڑی کو دیکھنے کے چکروں میں ہر چیز فراموش کر چکی تھی۔ سب ہی اپنی اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے انکی طرف بھرپور متوجہ تھے۔

چاچی۔۔۔!!!!ارمغان شاہ کو ناکام ہوتے دیکھ کر زیام شاہ خود آگے بڑھ کر ایک دم سے روقاش کے کان میں چلایا تو وہ یک دم اچھلتے ہوئے خوف زدہ نظروں سے دیکھنے لگی۔اس اچانک افتاد پر وہ بری طرح ہوش میں آتے ڈر گئی تھی۔ہاشم شاہ ہونٹ کا کونا دباتے ہوئے گہری نظروں سے اپنی قاشو کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

ہاں۔۔!!کیا ہوا۔۔؟؟سب کو خود کی طرف دیکھتا پا کر روقاش نے کچھ الجھتے ہوئے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

آپکی طبعیت ٹھیک ہے نا۔۔؟؟انتہائی سنجیدگی سے زیام شاہ نے فکر سے پوچھتے ہوئے اسکے سرخ چہرے پر نظر ڈالی۔۔۔جبکہ زیام شاہ کے اس قدر سنجیدہ لہجے پر وہ مزید الجھن سے دیکھنے لگی۔

ہاں۔۔!!مطلب میری طبیعت بالکل ٹھیک ہے۔۔کیوں کیا ہوا۔۔؟؟سب کی نظروں سے کنفیوز ہوتے روقاش نے زرا گڑبڑا کر جواب دیتے ہوئے ایک نظر ہاشم شاہ پر ڈالی۔جو آنکھوں میں جذبات کی لپک لیے مسلسل ہونٹ کا کونا دبائے ہوئے تھا۔۔۔

ہمارے چاچو سے کہیں پھر پیار و یار تو نہیں ہو گیا۔۔۔؟ جو ایسے سب کو بھاڑ میں جھونک کر بس انکی طرف دیکھتی جا رہی تھیں۔۔۔!! زیام شاہ نے ہنسی دباتے ہوئے اسکے تھوڑی دیر پہلے والا والہانہ پن کے بارے میں استفسار کیا تو اسکے سوال پر روقاش ایک دم سے سرخ پڑی تھی۔

زیام کے سوال کا مقصد سمجھ آتے ہی سب کو معنی خیزی سے ہنستے ہوئے دیکھ کر وہ روہانسی ہوتے اگلے ہی پل پاس کھڑے ہاشم شاہ کے سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے جھنجھلاتے ہوئے اسے پکار گئی۔۔۔

شاہ۔۔۔!!! لال بھبھوکا ہوتے وہ روہانسی ہوئی۔۔ تو اسکے شرم سے چھپنے پر ہاشم شاہ کا فلک شگاف قہقہ گونج اٹھا۔ اسکے دیکھا دیکھی باقی سب بھی روقاش کو چھیڑنے والے انداز میں ہنسنے لگے تھے۔۔ جبکہ وہ ہونٹ چباتے ہوئے شرمیلی مسکان سمیت ہاشم شاہ نے اندر چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔ اسکے چھپنے کی ادا پر وہ قربان ہوتے اسے خود میں بھینچ گیا تھا۔۔۔

اوئے باز آؤ سب۔۔۔!! خبردار اگر تم میں کسی نے اب ہنس کر میری قاشو کو تنگ کرنے کی کوشش کی تو۔۔۔!! لاڈو چلو شاباش کیک کاٹو اب۔۔۔!! سب کو آنکھیں دیکھاتے ہوئے ہاشم شاہ نے مصنوعی رعب سے بولتے ہوئے انکو باز کیا۔ تو وہ ہنستے ہوئے شرجینا شاہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ جو دلہن بنی ہاتھ میں چھری لیے اپنی سالگرہ کا کیک کاٹنے کے لئے بالکل تیار تھی۔ رات کے نو بج رہے تھے۔۔

روقاش نے زرا سا چہرہ باہر نکالتے ہوئے سب پر نظر ڈالی۔ تو سب کو شرجینا اور عالم کی جانب متوجہ دیکھ کر اس نے تیزی سے تشکر بھری سانس خارج کی تھی۔ اسکے چوروں کے سے انداز میں دیکھنے پر ہاشم شاہ نے زرا سا چہرہ جھکا کر مسکراتے ہوئے اسکی حسین آنکھوں کو چوم لیا تھا۔ سب کے سامنے اسکی نزدیکی پر وہ بوکھلا کر زراہاشم شاہ کو آنکھیں دیکھانے لگی۔ جس پر ہنستے ہوئے وہ اسے بازو کے گھیرے میں لے کر اپنی لاڈو کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔

شرجینا نے کیک کاٹنے کی کوشش کی۔ تو عالم شاہ اسکا کانپتا ہوا ہاتھ دیکھ کر مسکرا دیا۔ مطلب اب وہ اس قدر پزل ہو چکی تھی۔ عالم شاہ نے مسرور ہوتے اسکا ہاتھ تھام کر کیک کاٹنا شروع کیا۔ تو سب تالیاں بجاتے ہوئے اسے وش کرنے لگے۔ سب کی وشنگ پر وہ بچوں کی طرح خوشی سے پھولے نہ سما رہی تھی۔۔

شرجینا نے کیک کاٹ کر سب سے پہلے چھوٹا سا پیس عالم شاہ کو کھلایا تو کیک کھانے کے بعد عالم شاہ نے عقیدت سے اسکے ماتھے پر ہونٹ رکھ دیے۔۔

تمہارا گفٹ میں روم میں جا کر دوں گا۔۔۔!! عالم شاہ نے اسکے کان میں گھمبیر آواز میں سرگوشی کی تو وہ لرزتے ہوئے اسسے دور ہوگئی۔ جس پر عالم شاہ کا دل مچل اٹھا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا۔ کہ آج اسکی عالم جاں اس سے نظریں بھی نہیں ملا پا رہی تھی۔ اسکے زرا سے قریب ہونے پر وہ بھاری سانس خارج کرتے کسما کر دور ہونے کی کوشش کرنے لگتی تھی۔۔۔

سب کو کیک کھلاتے ہوئے وہ بے باک نظروں سے اپنی عالم جاں پر نظریں ٹکائے ہوئے تھا۔ جو دلہن کے روپ میں اسے ہر طرح سے گھائل کر چکی تھی۔

سالے کچھ شرم کر۔۔۔!! عالم شاہ کی نظروں کو سٹل شرجینا پر جمے دیکھ کر حابیل شاہ نے چباتے ہوئے سرگوشی کی۔ کیونکہ وہ سب کی موجودگی کو یکسر بھلائے ہوئے بس اپنے جذبات میں الجھا ہوا تھا۔۔۔

کمینے انسان تیرا جیسا ڈبل سٹینڈرڈ میں نے ابھی تک کہیں نہیں دیکھا۔۔۔!! مجھے شرم کا سنا کر خود تو دو سیکنڈ بھی گزرنے نہیں دے گا۔ اور خود اپنی بیوی کو واحیات بھری نظروں سے دیکھنا شروع ہو جائے گا۔۔۔!! حابیل شاہ کے بار بار ٹانگ اڑانے پر عالم شاہ نے بھڑکنے والے انداز میں اسکے پیر پر اپنا پیر مارا تھا۔ جس پر حابیل شاہ اچانک سی کرتے ہوئے اسے مصنوعی غصے سے گھورنے لگا۔ کیونکہ اسکے طعنے پر چونکے

والے انداز میں اس نے ابھی غور کیا تھا۔ کہ سچ میں وہ بھی اپنی بیوی کو کب سے نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔

عالم شاہ کے غصہ کرنے پر وہ اب جان بوجھ کر اسکو چڑانے کی کوشش کرتے ہوئے بار بار شرم دلانے کی کوشش میں مصروف ہو گیا تھا۔۔۔

چاچی۔۔۔!! مجھے پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے۔۔۔!!! روقاش جو بیڈ پر شرجینا شاہ کا لہنگا سیٹ کر رہی تھی۔ کہ بے اختیار شرجینا نے اچانک اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

جس پر روقاش مسکراہٹ دبا گئی۔ کیونکہ روقاش کو اسکی حالت اچھے سے سمجھ میں آ رہی تھی۔ جس کو وہ "پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے" کہہ کر بیان کرنے سے قاصر تھی۔۔۔

کیا ہوا رہا ہے میرے بچے کو۔۔۔؟؟ پورے بیڈ پر اسکا لہنگا سیٹ کرنے کے بعد روقاش نے اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے جانچنا چاہا۔۔۔

چاچی۔۔۔!!! میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔۔!! مجھے بہت عجیب لگ رہا ہے نا۔۔۔!! عالی اب جب میری طرف دیکھتے ہیں، تو میں پتہ نہیں کیوں کنفیوز ہونے لگتی ہوں۔۔۔!! معصوم بچوں کی طرح اس ناسمجھ دلہن نے بے ربط جملوں میں اپنی ساری پریشانیاں شیئر کیں تھیں۔۔ جن کو سن کر اسکی چاچی نا چاہتے ہوئے بھی ہنس دی تھی۔۔۔

میرا پیارا بچہ۔۔!! ریلیکس ہو جاؤ شاباش، کچھ نہیں ہو گا۔۔۔!! اور پھر تمہارے عالی تو وہ ہی تو ہیں نا، جس کے ساتھ تم نے اتنے سال گزارے ہیں۔۔!اب تم عالم شاہ کی آفیشلی بیوی بن چکی ہو نا اس لئے بس ایسا محسوس ہو رہا ہے۔۔۔!! روقاش اسے پیار سے پچکارتے ہوئے پر سکون کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

تاکہ اپنی گھبراہٹ سے الجھتے ہوئے وہ کہیں کوئی گڑبڑ کرتے ہوئے اپنے چاچو کو ہی نہ پکار لے۔۔ کیونکہ اگر اسے عالم شاہ سے جھجک محسوس ہو رہی تھی۔ تو اس جھجک والی پریشانی کا تذکرہ شرجینا شاہ اپنے چاچو سے کیے بنا نہیں رہ سکتی تھی۔ آج وہ سب پہلے ہی شرجینا کو بامشکل تیار کر پائیں تھیں۔ ورنہ اسی گھبراہٹ کے چکر میں وہ تیار ہونے سے صاف منع کر رہی تھی۔

روقاش کے سمجھانے پر شرجینا خود کو کچھ ریلکس کرتی ہوئی نظر آئی تو روقاش مزید بولی۔۔۔

لاڈو میں نے جو چیزیں سمجھائی تھیں۔وہ سب اچھے سے یاد ہیں نا۔۔؟؟روقاش نے سنجیدہ انداز میں پرکھنے والے انداز میں استفسار کیا تو وہ فرماں بردار بچوں کی طرح معصومیت سے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے روقاش کو بے فکر کر گئی۔

شکر ہے۔۔۔!!اچھا اب میں جا رہی ہوں۔۔۔!!اور جا کر عالم شاہ کو بھیجنے والی ہوں۔۔!!تو تب تک تم چہرے پر یہ گھونگھٹ کر لو۔۔۔!!اور گھبرانا نہیں ہے میرا بچہ۔۔۔!!ٹھیک ہے۔۔؟؟بیڈ سے کھڑے ہوتے روقاش نے اسے مزید نصیحتیں کرتے ہوئے اسکے چہرے پر گھونگھٹ کر دیا تھا۔جبکہ ساتھ ہی ساتھ وہ دوبارہ اسکو پرسکون کرنا بھی نہیں بھولی تھی۔۔۔

روقاش کمرے سے نکل گئی۔تو شرجینا اسکی سب باتوں کو اپنے دماغ میں دہرانے لگی۔اسکی چاچی نے آج اسے بہت سی باتیں سمجھائیں تھیں۔روقاش نے سچ میں بڑے ہونے کا فرض ادا کرتے شرجینا شاہ کو مینٹلی طور پر شادی کے ازدواجی حقوق سے آگاہ کر دیا تھا۔کیونکہ روقاش کو اچھے سے اندازہ ہو چکا تھا۔کہ وہ صرف شرارتوں میں ہی تیز تھی۔ورنہ باقی سب چیزوں سے انجان تھی۔اس لئے روقاش نے اسے آگاہ کرنے کے

ساتھ ساتھ بہت پیار سے سب چیزوں کو سمجھانے کی کوشش بھی کی تھی۔تاکہ وہ میاں،بیوی کی پرائیویسی میں میچور ہونے کی کوشش کر سکے۔

شرجینا مضطرب ہوتے گھونگھٹ کی اوڑھنی سے بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہی تھی۔جہاں ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔کیک کاٹنے کے بعد ان سب نے ایک ساتھ کھانا کھایا تھا۔جبکہ کھانا کھانے کے بعد اب حسب معمول سب ایک ساتھ بیٹھ کر چائے پی رہے تھے۔جب روقاش اسکو اٹھا کر روم میں لے آئی تھی۔ کیونکہ وہ دلہن کے روپ میں سب بیچ بیٹھی ہوئی تھی۔

جس پر روقاش نے تاسف سے اپنے گھر والوں کو دیکھا تھا۔

نئے نویلے جوڑے کو پرائیویسی دینے کی بجائے انکو اپنے ساتھ بٹھائے ہوئے تھے۔عالم شاہ نے بے اختیار تشکر بھری نظروں سے اپنی دل عزیز چاچی کو دیکھتے ہوئے شکریہ ادا کرنا چاہا۔جو ساری ذمہ داریاں احسن طریقے سے پوری کرتے ہوئے سب کے دلوں میں گھر چکی تھی۔عالم شاہ کے خود کو دیکھنے پر روقاش کمرے میں جانے سے پہلے اسے تھمز آپ کرنا نہیں بھولی تھی۔جس پر عالم شاہ ہنسی دباتے ہوئے ارد گرد دیکھنے لگا۔ تاکہ باقی انکی طرف متوجہ نہ ہوں۔۔ورنہ حابیل شاہ کو تو گویا آگ ہی لگ جاتی۔

عالم کمرے میں جاؤ۔۔۔!!لاڈو تمہاراانتظار کر رہی ہے۔۔۔!!روقاش نے لاؤنج میں پہنچ کراچانک عالم شاہ کو مخاطب۔کرتے حکم دیاتوسب باتیں چھوڑ کواسکی طرف دیکھنے لگے۔۔۔

اٹھ بھی جاؤ۔۔۔!!عالم شاہ کوسٹل وہیں پر بیٹھے دیکھ کرروقاش اس بار زرار عب سے بولی۔توہاشم شاہ متاثر ہوئے بنانہ رہ سکا۔آخراسکی بیوی اپنے فیورٹ بھتیجے کو جگہ جگہ سپورٹ جو کررہی تھی۔۔۔

روقاش کے آنکھیں دیکھانے پر عالم شاہ کھڑاہواتوحابیل شاہ تیزی سے بول پڑا۔۔۔

اتنی بھی کیاجلدی ہے۔۔۔؟ابھی توبارہ بھی نہیں بجے۔۔۔!!حابیل شاہ گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا۔آخر عالم شاہ کوآج وہ سکون محسوس کرنے کیسے دے سکتا تھابھلا۔۔۔۔!

تمہارے بارہ توتب بجے گئے لمبو میاں۔۔!!جب آج رات میں تمہاری بیوی کو کہیں دوسرے کمرے میں قید کردوں گی۔۔۔!!تیکھے چتون تیوروں سے بولتے ہوئے روقاش نے حابیل شاہ کوگھوری سے نوازا تووہ آنکھیں پھیلاکراپنی ظالم چاچی کودیکھ گیا۔عالم شاہ کے حصے کے سارے جواب توآج روقاش دے رہی تھی۔

عالم شاہ اس بار طنزیہ انداز میں اس پر لعنت بھیجتے ہوئے روقاش کو سیلوٹ کرنے کے بعد چل انداز میں اٹیٹیوڈ سے چلتے ہوئے اپنے کمرے کی بڑھ چکا تھا۔ باقی سب حابیل شاہ کی پتلی حالت کو انجوائے کرتے ہوئے ہنسی دبا گئے۔ جو روقاش کی دھمکی پر سچ میں سیریس ہوتے دوسرا احتجاج بھی نہیں کر پایا تھا۔

روقاش ناک چڑھا کر اسے گھورتے ہوئے پوری شان کے ساتھ ہاشم شاہ کے ساتھ بیٹھی تو بیلا ہنستے ہوئے اپنے شوہر کو مصنوعی افسردگی سے دیکھ گئی۔۔۔۔

ان سب کے برعکس عالم شاہ جیسے جیسے اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اسکا مضبوط دل بھی ویسے ہی تیزی سے دھڑکتے ہوئے اسے پاگل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ عالم شاہ مچلتے ہوئے دل کے ساتھ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ تو بیڈ کے بیچوں و بیچ اپنی عالم جاں کو گھونگھٹ اوڑھے بیٹھے دیکھ کر ایک دم سے شاکڈ ہو گیا۔

کیونکہ اس طرح کا استقبال اس نے ہر غرض بھی سوچا نہیں ہوا تھا۔ ہوش میں لوٹتے ہوئے دروازے کو لاک کر کے وہ جلدی سے بیڈ کی جانب بڑھا تو اسکے قدموں کی چاپ اور مخصوص خوشبو کے جھونکے کو محسوس کرتے ہوئے شرجینا شاہ بری طرح پزل ہونے لگی۔۔

عالم جاں۔۔۔!!! بیڈ پر اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے عالم شاہ نے اسے محبت سے پکارا تو شرجینا شاہ تیزی سے بھاری سانسیں خارج کرنے لگی۔ انکے رشتے کی نوعیت تو پچھلے کئی دنوں سے بدل چکی تھی۔ عالم شاہ کے پر حدت لمس کو یاد کرتے وہ بری طرح متاثر ہونے والے انداز میں مٹھیاں بھینچ رہی تھی۔۔۔

جبکہ اسکے مقابل بیٹھا ہوا عالم شاہ اسکے ہر انداز کو بہت غور سے محسوس کر رہا تھا۔ اسے اپنی عالم شاہ کا ہلکا ہلکا کانپنا محسوس ہوا تو زرا حیرانی سے آنکھیں پھیلا کر اسکو پھر پکار گیا۔

جیا۔۔۔!!! اس پر ترس کھاتے ہوئے عالم شاہ نے پیار سے اسکا گھونگھٹ پلٹا تو اسکے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ اپنی جگہ پر دوبارہ فریز ہوتا چلا گیا۔۔۔

زندگی میں پہلی باریوں عالم شاہ کے لئے اپنا پور پور سجا کر وہ بے حد ڈری ہوئی لگ رہی تھی۔ عالم شاہ کے وارفتگی سے خود کو دیکھنے پر شرجینا نے آہستہ سے اپنی پلکوں کی جھالر اٹھاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا تو اسکی نظریں اٹھانے والی ادا پر مقابل پوری طرح ڈھیر ہوتے دیوانہ ہو گیا۔۔۔

چھوٹی سی تیکھی ناک میں نوز پن لگائے وہ کانپتے ہوئے لبوں سے عالم شاہ کو پکارنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن شاید آج اسکی آواز بھی اسکا ساتھ دینے سے منع کر چکی تھی۔۔۔

عع۔۔۔عال۔۔۔عالی۔۔۔۔!!!اٹکتے ہوئے وہ آخر کاراسے پکارنے میں کامیاب ہوئی تو وہ ہوش میں آتے جی جان سے قربان ہوتے اسکی کمر دبوچ کر ایک جھٹکے میں اسکے نازک وجود کو اٹھاتے ہوئے گود میں بٹھا گیا۔۔۔۔شرجینا نے لرزتے ہوئے تیزی سے اسکے سینے پر ہاتھ جمائے تھے۔

واللہ۔۔۔!!ان سرخ کانٹوں سے لیس ہو کر مجھے یوں پکارو گی۔۔!!تو عالم شاہ آج اپنی جاں سے چلا جائے گا عالم جاں۔۔۔!!رحم کرو جاناں۔۔۔۔!!کیونکہ آج دل بہت کمزور دیکھائی دے رہا ہے۔۔۔!!!اسکے نازک وجود سے اٹھی ہوئی بھینی بھینی خوشبو کو اپنے اندر اتارتے ہوئے وہ بھاری آواز میں نثار ہوتے بولا تو شرجینا نے جلدی سے اپنی آنکھیں میچ لیں۔۔۔

عالی۔۔۔!!مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔۔!! سانس بھی نہیں آرہا۔۔!!! اپنی پیش حالت کو سمجھنے سے قاصر وہ اس دن کی طرح تیزی سے لمبے لمبے سانس لینے لگی تو عالم شاہ کو اس پر بیک وقت پیار اور ترس آنے لگا تھا۔ کیونکہ وہ ناسمجھ محبت اور رشتے کے تقاضوں سے بے حد ڈری ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔

سانسوں کو جینے کا سہارا مل گیا۔۔۔۔!!

تو ملا, تو خدا کا سہارا مل گیا۔۔۔۔!!!

اسکی ناک پر اپنے عنابی ہونٹ رکھنے کے بعد عالم شاہ نے آہستگی سے اسکے نانک میں سجی نتھ کو نکالتے ہوئے بھاری آواز میں اسکے لمبے لمبے سانس لینے پر چوٹ کرتے سرگوشی کی۔ تو جھکی ہوئی پلکوں سمیت شرجینا شاہ نے اسکی گود سے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔ جس کو محسوس کرتے ہوئے عالم شاہ نے سرعت سے اسکی کمر کو دبوچ کر اپنے بے حد قریب کر لیا تھا۔

شرجینا کی کمر میں سختی سے بازو لپیٹتے ہوئے اسکے نازک لبوں کے ساتھ اپنے ہونٹ جوڑ کر عالم شاہ تیزی سے اسکے اندر اپنی سانسیں انڈھیلنا شروع ہوا۔ تو شرجینا اسکی گرفت میں پھڑپھڑاتے ہوئے مچلنے لگی۔۔ کیونکہ یہ آگ سا لمس اسکی برداشت سے باہر تھا۔۔

عالم شاہ نے اسکا مچلنا محسوس کیا تو اسکی گردن کو جکڑ کر چہرہ بلند کرتے ہوئے وہ شدت پسند ہوتے اسکے ہونٹوں کے ساتھ الجھنے لگا۔ ہونٹوں کا یہ نرم لمس عالم شاہ کی روح جھنجھوڑ رہا تھا۔۔ جس کے باعث شرجینا کے ہونٹوں کو واہ کرتے ہوئے وہ اچانک مزید بے باک ہوا تو وہ اپنی جگہ پر اچھلتے ہوئے رہ گئی۔۔۔

عالم شاہ نے اسکو اپنی گرم سانسوں کی ذراسی فروانی پہنچانے کے بعد اچانک اسکی زبان کو ہونٹوں میں جکڑا تو شرجینا کی آنکھیں پھٹنے لگیں۔ اپنے عالی کے یہ انداز اسکے لئے ناقابل فہم تھے۔۔

عالم شاہ نے بے باکی سے اسکی زبان کو سک کرتے ہوئے لہنگے کے اوپر اوپر سے اسکے بدن پر ہاتھ پھیرا تو وہ مزاحمت کرنے والے انداز میں دور ہونے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن عالم شاہ کی گرفت میں اسکے ہلنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ تھک ہار کر اس نے عالم شاہ کے سینے پر رکھے تو دھڑکتے دل کے ساتھ اسکے ہونٹوں کو مکمل طور پر کھولتے ہوئے وہ ان سے الجھنے لگا۔

جبکہ شر جینا اپنی مزاحمت ترک کرنے کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی میچ چکی تھی۔ اسکے نچلے لب کو دانتوں میں دباتے ہوئے عالم شاہ نے اسکے ہونٹوں پر اپنی مونچھیں زرا سی رگڑیں تو شر جینا پھر ہوش میں آتے دور ہونے کی کوشش لگی۔۔۔

ناول سن سائیاں

شاہ موسم کتنا پیارا ہو رہا ہے نا۔۔۔!! ٹیرس سے باہر کے سہانے موسم کو دیکھتے ہوئے روقاش اچانک بولی، تو ہاشم شاہ مسکرا کر اسے دیکھ گیا۔۔۔

باہر کا موسم پیارا ہو رہا ہے، یا پھر میری قاشو آج بہت خوش ہے۔۔۔!! اسکی کمر میں بازو حائل کیے ہاشم شاہ اسکے کندھے پر چہرہ ٹکائے ہوئے تھا۔ وہ دونوں اس وقت اپنے کمرے کے ٹیرس پر کھڑے تھے۔

دوپٹے کے بوجھ سے آزاد وہ ابھی تک اپنی شام والی تیاری میں ہی اسکے حصار میں کھڑی تھی۔ہاشم شاہ، روقاش کی پشت کو سینے سے لگائے بار بار اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے ہلکے ہلکے دانت گاڑ رہا تھا۔اسکے اس میٹھے لمس کو محسوس کرتے ہوئے ہر بار روقاش کے جسم میں سرد لہر دوڑ جاتی تھی۔جس پر وہ کسما کر ہاشم شاہ کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھام لیتی۔۔۔

شاہ۔۔۔!!روقاش نے بوجھل لہجے میں اسے پکارا تھا۔۔۔

ہمم۔۔۔!!!ہاشم شاہ نے ہنکارا بھرتے ہوئے اسے آہستگی سے جواب دیا۔۔۔

شاہ آج مجھے بہت خوش ہو رہی ہوں۔۔۔!شکر ہے،عالم اور لاڈو کی رخصتی خیر و عافیت سے ہو گئی ہے۔ورنہ مجھے انکی بہت پریشان رہتی تھی۔۔۔!!روقاش نے خوشی سے بولتے ہوئے ہاشم شاہ کی جانب رخ موڑا تو ہاشم شاہ اسکے چہرے پر پھیلی ہوئی رونق دیکھ کر مسکرا دیا۔۔۔آخر وہ اپنے فیورٹ بھتیجے کی رخصتی کروانے میں کامیاب جو ہو چکی تھی۔۔۔اس لئے اسکی قاشو کا خوش ہونا بنتا تھا۔

میری قاشو کو سب سے زیادہ خوشی صرف اس بات کی ہو رہی ہے۔۔ کیونکہ اسکا فیورٹ نکما بھتیجا اتنی ساری بے غیر تیوں کرنے کے بعد اپنی محبت کو پانے میں کامیاب جو ہو چکا ہے۔۔۔!! اسکی ناک کی ٹپ پر زرا سا کاٹتے ہوئے ہاشم شاہ نے روقاش کے فیورٹ انسان کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے ہنسی دبالی تھی۔۔

شاہ۔۔۔!!! اب ایسے تو نہیں بولیں پلیز۔۔۔!! عالم نکما نہیں ہے۔۔۔! بس اس سے چھوٹی سی غلطی ہوئی تھی۔ اور صرف ایک غلطی کی وجہ سے ہم اسکو نکما نہیں کہہ سکتے۔۔۔!! اپنے شاہ کو خفگی سے دیکھتے ہوئے وہ عالم شاہ کی وکالت کرتے کہنے لگی۔ جس پر ہاشم شاہ آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اسے گھور گیا۔ اتنا بڑا بلنڈر مارنے کے بعد وہ کہہ رہی تھی۔۔ کہ مسٹر عالم شاہ نے صرف چھوٹی سی غلطی ہی تو کی ہے۔۔۔

مجھے ایسے نہیں دیکھیں۔۔۔!!! ہاشم شاہ کے گھورنے پر روقاش نے ناک چڑھاتے ہوئے ہمیشہ کی طرح اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ تاکہ اسکا گھورنا بند کر سکے۔۔۔

تمہاری یہ معصوم حد بندیاں مجھے کبھی بھی تمہیں دیکھنے سے روک نہیں سکتیں جانِ شاہ۔۔۔!! اور آج تو میں تمہیں بہت گہرائی سے دیکھنے کا ارادہ بھی کیے ہوئے ہوں، تب مجھے کیسے مجھے روک پاؤ گی۔۔۔!!!

بھاری لہجے میں بولتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکی کمر کو جکڑتے ہوئے خود میں زور سے بھینچا تو وہ ایک دم سے گھبرا کر ہاتھ ہٹا گئی۔ ہاتھ ہٹاتے ہی روقاش نے اسکی طرف سے دوبارہ اپنا رخ موڑ لیا تھا۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔!! تم تو ابھی سے ڈر گئی ہو قاشو۔۔۔!!! روقاش کو اتنا گھبراتے ہوئے دیکھ کر ہاشم شاہ نے اسکی پشت کو سینے سے لگایا تو وہ بنا جواب دیے لال انگارہ ہوتے ناک منہ چڑھانے لگی۔۔۔

شاہ آپ بہت بے شرم ہو گئے ہیں۔۔۔!! کچھ لمحوں کے توقف کے بعد وہ رائے دینے والے انداز میں بولی کہ تبھی ہاشم شاہ نے مسکراتے ہوئے اسکی سائیڈ گردن پر دانت گاڑ دیے۔۔۔

اپنی گردن سے اٹھتی ہوئی جلن کو محسوس کرتے وہ تیزی سے سسکی۔۔۔"اہہ۔۔۔شاہ۔۔۔"

شاہ کی جان بے شرم تو میں اب ہونے والا ہوں۔ اس لئے یہ میری یہ تعریف تم کچھ دیر بعد بیڈ پر کرنا، ابھی نہیں۔۔۔!! ایک دم شدت پسند ہوتے ہاشم شاہ اسکی بیک گردن کو چومنا شروع ہو چکا تھا۔ جبکہ اسکے کندھے پر دانت گاڑ کر لو بائٹ بناتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکی شرٹ کے اندر ہاتھ لے جاتے اسکے پیٹ کو چھوا تو روقاش ایک دم بوکھلاتے ہوئے فوراً اسکی پہنچ سے دور ہو گئی۔۔۔

ہاشم شاہ سے زرا قدم دور ہوتے وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔ تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی گہرا مسکراتے ہوئے بنا کچھ بولے انکھوں سے اسے پاس آنے کا اشارہ کرنے لگا۔۔ مقابل کے ارادوں کو بھانپتے ہوئے روقاش کی جان ایک دم ہوا ہوئی تھی۔ اس لئے وہ انکار کرتی ہنستے ہوئے تیزی سے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔۔ اسکے بھاگنے پر ہاشم شاہ ہوش میں آتے ہوئے اسکے پیچھے ہوا تھا۔

میں نہیں اپکے ہاتھ آنے والی آج۔۔۔!! ہنستے ہوئے روم میں داخل ہوتے وہ اونچی آواز میں اعلانیہ بول گئی۔۔۔

تمہارے تو فرشتے بھی ہاتھ آئیں گئے میرے۔۔۔!! ہاشم شاہ نے دانت پیستے ہوئے اس پر جھپٹنا چاہا تو وہ تیزی سے بھاگ کر دوسری طرف چلی گئی۔۔۔

چچ۔۔ چچ۔۔۔!! مسٹر ہاشم شاہ تو مجھے پکڑنے میں ناکام ہو گئے ہیں۔۔۔!!! روقاش نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے بیڈ کی دوسری طرف کھڑے ہو کر مصنوعی افسردگی سے ہاشم شاہ کے چہرے کی طرف دیکھا تو بدلے میں وہ آبرو اچکا گیا۔۔۔

براؤن کلر کی خوبصوت کلیوں والی فراک میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ فراک کی فٹنگ میں اسکے جسم کی چھلکتی ہوئی رعنائیوں کو دیکھ کر ہاشم شاہ کے جذبات یک دم منہ زور ہوئے تو وہ بھاری سانس خارج کرتے ہوئے اسے مخمور نظروں سے دیکھے گیا۔

جبکہ روقاش جو اسکی پہنچ سے دور کھڑی اسے چڑانے میں مصروف تھی۔ کہ ہاشم شاہ کی آنکھوں کے رنگ کو ایک دم سے بدلتے ہوئے دیکھ کر اسکی سیٹی گم ہوگئی۔ ہاشم شاہ کی سبز آنکھوں میں طلب کی اتری ہوئی لالی کو دیکھ کر روقاش کی پلکیں فورا لرزنے لگیں تھیں۔۔

روقاش کو اچانک شرماتے ہوئے دیکھ کر ہاشم شاہ زومعنی انداز میں مسکراتے ہوئے ایک ہاتھ سے اپنی براؤن قمیض کے بٹن کھولتے ہوئے آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر اسکی جانب بڑھنے لگا۔

ہاشم شاہ کی بہکتی چال، آنکھوں کے بدلے رنگ اور قمیض کے کھلے بٹن دیکھ کر روقاش کی ریڑھ کی ہڈی میں ایک دم سے گرم لہریں پیدا ہونے لگیں تھیں۔ جن کو محسوس کرتے ہوئے وہ تیزی سے کپکپا سی چکی تھی۔

اب کیوں نہیں بھاگی۔۔۔؟؟؟ اسکے سامنے کھڑے ہو کر ہاشم شاہ نے زرا سا جھکتے ہوئے اسے چھیڑا، تو روقاش شرم و حیا سے سرخ پڑ گئی۔ کیونکہ وہ جان بوجھ کر اب اسے تنگ کر رہا تھا۔

اب اگر تم نے نہ بھاگنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے۔۔! تو کیا کہتی ہو۔۔۔؟؟ آج کی رات کو ہماری قربت سے حسین بنانے کی شروعات کرلی جائے۔۔۔!!! روقاش کی کلائی کو جکڑ کر ہاشم شاہ نے ایک جھٹکا دیتے ہوئے اپنے قریب کیا۔ جبکہ اسکی کمر کو دبوچتے ہوئے ہاشم شاہ نے ہاتھ پیچھے لے جاکر تیزی سے اسکی فراک کی ذپ نیچے کھسکائی تو وہ بوکھلا کر اسکے سینے میں چہرہ چھپانے لگی۔۔

شا۔۔۔!! شاہ۔۔۔ مجھے شاور لینا ہے نا..!! فراک کا بوجھ اسکے کندھوں سے ڈھلکتے ہوئے نیچے گرا تو وہ سٹپٹا کر بہانہ بہانے لگی۔۔۔۔ لیکن اسکے ہر بہانے کو رد کرتے ہوئے ہاشم شاہ بے تابی سے اسکی ہونٹوں کو قید کر لیا تھا۔۔۔

روقاش کی گردن کو جکڑتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکا چہرہ بلند کیا۔ تو وہ زور سے آنکھیں میچ کر اپنے ہونٹوں پر اسکا لمس محسوس کرتے ہوئے کانپنے لگی۔ روقاش کے نچلے ہونٹ پر دانت گاڑتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسے سک کرنا شروع کیا تو وہ اچانک بے جان سی ہوگئی۔ جبکہ ہاشم شاہ کے لمس پر دل میں اٹھتا ہوا سپارک بھی اسکے جسم کو تیزی سے بے چین کرنے لگا تھا۔۔۔

ہاشم شاہ نے اچانک بے قرار ہوتے اسکے ہونٹوں پر شدت دیکھانا شروع کی۔ تو روقاش اب گرنے والی ہو گئی۔ اسکو بے جان ہوتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے اچانک پیچھے ہٹتے ہوئے اسے ایک جھٹکے میں بازوؤں میں اٹھا لیا۔۔۔

جس پر روقاش نے بوکھلا کر اسکے سینے میں چھپنا چاہا تھا۔ پھولی سانسوں میں وہ اسکے سینے میں چھپنے لگی۔ تو ہاشم شاہ مسکرا کر اسکا شرمیلا روپ دیکھ گیا۔ روقاش کو بیڈ پر لٹا کر ہاشم شاہ نے ایک جھٹکے میں اپنے وجود سے قمیض الگ کی تو روقاش کی پلکیں عارضوں پر گرتی چلی گئیں تھیں۔۔

اسے شرماتے ہوئے دیکھ کر ہاشم شاہ نے پہلے کمرے کی لائٹس آف کیں۔ بند روشنی میں روقاش نے فوراً اسے پکارا تھا۔۔۔

شاہ۔۔۔!!! بھاری سانسیں خارج کرتے ہوئے وہ بے چین ہوتے بولنے لگی۔ تو ہاشم شاہ جو اسکے باقی پردے اتارنے میں مصروف تھا۔۔ کہ اسکی مدہوشی بھری پکار پر نثار ہوتے تیزی سے اس پر سایہ فگن ہوتے بولا۔۔۔

حکم جانِ شاہ۔۔!!!روقاش کے ماتھے پر ہونٹ رکھتے ہوئے اس نے محبت بھرا جواب دیا۔ تو اسکے پیار بھرے جواب کو سننے کے بعد روقاش کے چہرے پر تیزی سے شرمیلی مسکان بکھر گئی۔

شاہ مجھے آپ سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔؟؟ ہاشم شاہ کے گلے میں بازوؤں کا ہار پہناتے ہوئے وہ اسکے ہر انداز پر دل ہارتے ہوئے اچانک بولی تو ہاشم نے اندھیرے میں ٹھٹک کر اسے دیکھا۔۔۔ جبکہ اپنی بیوی کے الفاظ کو سمجھتے ہوئے ہاشم شاہ کا مضبوط دل بھی وارفتگی سے پھیل کر دھڑکنا شروع ہوا تو وہ پوچھنے لگا۔۔۔

کب ہوئی یہ محبت۔۔۔۔؟؟ کچھ لمحوں کے توقف بعد ہاشم شاہ نے بھاری لہجے میں سوال کیا تو روقاش اسکو مضبوطی سے ہگ کرتے ہوئے اپنے قریب کرنے لگی۔۔۔ دوسری طرف اسکی ایک کے بعد ایک ادا پر ہاشم شاہ بری طرح گھائل ہوتا جا رہا تھا۔ روقاش کے نازک بدن کے ساتھ ہاشم شاہ کا وجود مس ہوتا تو بیک وقت دونوں کے دل بے قراری سے دھڑک اٹھے۔۔۔

روقاش ذرا سا اٹھتے ہوئے اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے ہاشم شاہ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہنے لگی۔ تو ہاشم شاہ کا انگ انگ اسکی سماعت کو سنتا چلا گیا۔۔۔

"جب آپ مجھے جنگل میں پہلی بار ملے تھے۔تب میں نے پہلی بار کسی مرد کی سبز آنکھوں پر اپنا دل ہارا تھا۔ شاید مجھے پہلی محبت آپ سے تب ہوئی تھی۔۔۔!اور جب آپ نے بھرے مجمعے میں میرے کردار کو معتبر کرتے ہوئے مجھے اپنے نام کے ساتھ محفوظ کیا تھا۔۔۔!تب روقاش ارید کو آپ سے دوسری بار محبت ہو چکی تھی۔۔۔! مجھے اس گھر میں اتنی عزت ومان دینے کا بہت شکریہ پیارے شوہر۔۔۔!!!مجھے اتنے پیارے اور زندگی سے بھرپور رشتے دینے کا بہت شکریہ۔۔۔!!جنگل کی میری فیری ٹیل والی محبت کو حقیقت کا روپ دینے کا بھی بہت شکریہ۔۔۔۔!!! میں خود کو اب بہت لکی سمجھتی ہوں شاہ۔۔"

ہاشم شاہ کے کان میں وہ میٹھی میٹھی محبت بھری سرگوشیاں کر رہی تھی۔اسکے ہر محبت کے اظہار پر ہاشم شاہ کا رواں رواں مچل رہا تھا۔اسکی بیوی نے آج پہلی بار زبان سے بولتے ہوئے ایسے محبت بھرے اظہار کیے کہ جن کو سن کر اسکا دل کر رہا تھا۔کہ آج رات وہ ہوش بھلا کر دیوانگی کی انتہاؤں پر اتر آئے۔۔

اپنے تمام اظہار اور اسکا شکریہ ادا کرنے کے بعد زرا سا پیچھے ہٹتے ہوئے وہ ہاشم شاہ کی مخمور سبز آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسکے کچھ بولنے کی منتظر ہوئی۔جبکہ مقابل کی سبز آنکھیں اسکے اظہار کو سننے کے بعد جذبات کی شدت سے مزید سرخ ہو چکی تھیں۔

ہاشم شاہ نے بنا کوئی جواب دیئے بلینکٹ کے اندر سے اسکی ٹانگوں میں فاصلہ بنانا شروع کیا تو روقاش نے آنکھیں پھیلا کر کانپتے ہوئے فوراً اسے تھام لیا۔

اسکی دونوں کلائیوں کو جکڑ کو ہاشم شاہ نے پہلے اوپر تکیے سے لگایا اور پھر خود پور شدت سے ایک جھٹکے میں اسکی روح میں اترتا چلا گیا۔۔۔ جس پر وہ سسکتے ہوئے مچل کر رہ گئی۔۔۔

تمہارے اظہار کا یہ خراج تحسین ہے قاشو۔۔۔!! میرا لمس محسوس کر کے بتاؤ۔۔۔! کہ تم مجھ سے زیادہ محبت کرتی ہو یا پھر ہاشم شاہ تمہارے پور پور کا دیوانہ ہے۔۔۔!!! ہاشم شاہ نے شدت سے خود کو اس کے اندر گھولتے ہوئے تھوڑی دیر پہلے اظہار کے جواب دیے تو روقاش آہ بھرتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔ جو پہلی بار اتنے جنون میں مبتلا ہو چکا تھا۔۔۔

شاہ۔۔۔!!!! ہاشم شاہ کی شدتوں پر روقاش نے کمرا اٹھاتے ہوئے اسے پکار لگائی تو ہاشم شاہ قربان ہوتے اسکی دھڑکنوں پر جھک گیا۔۔۔

روقاش کی دھڑکنوں کو شدت سے ہونٹوں سے محسوس کرتے ہوئے ہاشم شاہ دیوانہ ہوتے اس پر اپنی شدتیں کرتا جا رہا تھا۔ جن کو سہتے ہوئے روقاش کا انگ انگ جلنے لگا۔۔۔

ہاشم شاہ کو بھی تم سے پہلی نظر کی محبت ہوئی تھی میری جان۔۔۔! اس پہلی نظر کی محبت نے مجھے تمہاری ان حسین تین رنگوں میں مبتلا آنکھوں پر مر مٹنے کو مجبور کیا تھا۔۔۔! اور پھر جب تم میرے نکاح میں میری محرم بن کر آئی تو ہاشم شاہ دل و جاں سے تمہارا عاشق ہوتا چلا گیا۔۔۔! ! ! روقاش کی دھڑکنوں، گردن اور کندھوں پر جگہ جگہ کاٹتے ہوئے وہ اپنی محبت کی داستان سُناتے ہوئے نشان بنا رہا تھا۔ جبکہ انداز بالکل روقاش کے اظہار جیسا تھا۔

روقاش کی تھائیز کر جکڑتے ہوئے شدت سے اس میں اترتے ہوئے وہ اظہار کے بدلے میں اظہار کرنے لگا تو روقاش اسکے پاگل پن پر بند آنکھوں سے شرمیلا سا مسکراتے ہوئے زرا سا اوپر اٹھتے ہوئے اسکے ہونٹوں پر ہونٹ رکھتی چلی گئی۔۔۔

عالم شاہ نے اسکے ہونٹوں پر اپنی شدتیں نچھاور کرتے ہوئے اسے پیچھے لٹایا تو وہ اچانک کراہ اٹھی۔۔۔ جس پر ایک دم سے ہوش میں آتے وہ اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

جیا۔۔۔!!کیا ہوا۔۔۔؟؟؟شر جینا کے چہرے پر درد بھرے تاثرات دیکھتے ہوئے وہ تیزی سے فکر مند ہوتے پیچھے ہٹا تو شر جینا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر خود کو اٹھانے کا اشارہ کیا۔ کیونکہ اتنے بھاری لہجے میں وہ خود تو ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔۔۔

عالی۔۔۔!!یہ بہت چبھ رہا ہے۔۔۔!!!اپنے گلے میں پہنے ہوئے نیکلس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے درد مندی بھرے تاثرات سے اٹھتے ہوئے بولی تو عالم شاہ نے بے اختیار کو کوسا۔۔۔

سوری عالم جاں۔۔۔!!میں بس خود سے ہوش کھو بیٹھا تھا۔۔۔!!!اسکے نیکلس کو جلدی سے کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ معذرت خواہ ہوا تو شر جینا مسکرا کر اسے دیکھ گئی۔

یہ کھل کیوں نہیں رہا۔۔۔؟؟ایک دو منٹ تک کوشش کرتے ہوئے جب شر جینا کا نیکلس نہ کھلا تو وہ جھنجھلا کر بول گیا۔۔۔

عالی پہلے اسکو اتاریں۔ یہ بہت بھاری ہے۔۔۔!!! عالم شاہ کو غصے میں آتے دیکھ کر شرجینا نے اسکی توجہ اپنی بھاری دوپٹے کی طرف کروائی۔ تو وہ سر ہلاتے ہوئے دوپٹے میں لگی پن نکالنا شروع ہو گیا تھا۔۔

عالم شاہ تیزی سے ہاتھ چلاتے ہوئے شرجینا کے سر پر لگی پن اور کندھے پر اٹیچ کی ہوئی پن نکال رہا تھا۔ اتنی زیادہ پن دیکھ کر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی چکرا سا گیا۔ خوامخواہ اسے خود پر ندامت سی ہونے لگی۔ جو اسکی حالت کا خیال کیے بنا بس مدہوش ہو بیٹھا تھا۔

پتہ نہیں اسکی نازک عالم جاں نے کیسے اتنے بھاری بوجھ کو سنبھالا ہوا تھا۔۔۔ عالم شاہ نے دل ہی دل میں اسکی فکر میں مبتلا ہوتے اسکا دوپٹہ الگ کر سائیڈ پر رکھا تو شرجینا جلدی سے تشکر بھری سانس خارج ہوئے بے ساختہ اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

زیادہ بھاری تھا کیا۔۔۔؟؟ عالم شاہ نے بے اختیار اس سے استفسار کیا۔۔ کیونکہ دوپٹہ اترتے ہی وہ ہلکا پھلکا ہوتی نظر آ رہی تھی۔ اور چہرے کے تاثرات بھی زرا نارمل ہو گئے تھے۔۔۔

عالی یہ سچ میں مجھ سے بھی بہت بھاری تھا۔۔۔! میں آئندہ ایسے کپڑے کبھی نہیں پہنوں گی اب۔۔۔!! دوپٹے کو زرا گھورتے ہوئے وہ جواب میں بولی تو ہلکا سا مسکراتے ہوئے عالم شاہ نے اسے کھینچ کر گود میں بٹھا لیا۔۔۔

تمہارا جو دل کرے وہ پہنا میری جان۔۔۔!! اب زرا مجھے یہ سب بھی اتارنے دو۔۔۔!! اسکے ماتھے کو چوم کر عالم شاہ نے اسکا سر زرا سا جھکاتے ہوئے پہلے اسکے نیکلس کو کھولا۔اور پھر باری باری باقی زیورات کو اتارنا شروع ہو گیا۔

اب تم یہاں پر زرا بیٹھو، میں تمہارا نائٹ سوٹ نکال کر لاتا ہوں۔۔۔!! شرجینا کے گال کو زرا سا چھو کر وہ بیڈ سے کھڑا ہوا تو شرجینا سر ہلا کر بیڈ پر پڑے ہوئے زیورات کو غور سے دیکھنے لگی۔

چاچی نے کیا اتنا سب کچھ مجھے پہنایا ہوا تھا۔۔۔!!؟ اپنے اتنے بھاری زیورات کو زرا حیرانی سے دیکھتے ہوئے وہ بول رہی تھی۔یہ سب چیزیں تو اس نے زندگی میں پہلی بار پہنی تھیں۔اور جب سے پہنی ہوئی تھیں۔تب سے ہی وہ بے سکون سی تھی۔پر روقاش کے سمجھانے پر برداشت کر رہی تھی۔ورنہ تنگ ہونے پر وہ منٹ نہ لگاتی، کہ ہاشم شاہ کو بتا کر یہ سب اتارنے پر۔۔۔!!

عالم شاہ ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تو اسکی سفید شلوار قمیض بدلی ہوئی تھی۔ شاید وہ خود بھی چینج کر آیا تھا۔ بلیک ٹی شرٹ اور آرام دہ ٹراؤزر میں وہ ہاتھ میں شر جینا کا نائٹ سوٹ لیے بیڈ کی طرف آیا۔ جہاں اسکی عالم جاں اپنی سبز آنکھیں پھیلا پھیلا کر زیورات کو اپنی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے معائنہ کر رہی تھی۔

کیا دیکھ رہی ہو۔۔؟؟ اسکا دوپٹہ اٹھا کر سائیڈ پر رکھتے ہوئے عالم شاہ اسکے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔

چاچی نے بولا تھا۔۔ کہ شوہر کے بہت سے حقوق ہوتے ہیں۔ جو کہ پورے کرنا بیوی پر فرض ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے آپکے لئے یہ سب پہن کر رکھنا چاہیئے۔ تو اسی وجہ سے میں نے سب پہنا تھا، ورنہ میں کبھی بھی نہ پہنتی۔۔۔! کیونکہ اس جیولری نے مجھے اتنا تنگ کیا ہوا تھا۔۔۔"

روقاش کے الفاظ یاد کرتے ہوئے وہ عالم شاہ کے سوال کا جواب دے رہی تھی۔ اور لہجہ بھی احسان گنوانے والا جیسا تھا۔ شاید وہ عالم شاہ کو اپنا احسان مند بنانا چاہ رہی تھی۔ لیکن یہ دیکھے بنا کہ اسکے حقوق والے الفاظ سن کر وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔۔۔

چاچی نے اور کیا بتایا تھا۔۔۔؟؟؟ متجسس ہوتے عالم شاہ نے زرا سا اسکے قریب ہوتے دوسرا سوال کیا۔۔۔

عالی انہوں نے بہت کچھ کہا تھا۔۔!! لیکن آپ کو وہ سب میں بعد میں بتاؤں گی۔۔! پہلے میں چینج کر لوں۔ کیونکہ اب ان کپڑوں میں مجھے بہت الجھن ہو رہی ہے۔۔۔!! اپنی جیولری کو سائیڈ پر کرتے ہوئے وہ مصروف انداز میں بول کر بیڈ سے نیچے اترنے لگی تھی۔جب عالم شاہ نے تیزی سے اسکی کلائی کو جکڑتے ہوئے کھینچ کر اسے واپس نیچے بٹھا دیا۔۔۔

یہیں بیٹھی رہو۔۔! میں خود تمہارا چینج کرواتا ہوں۔۔۔!! شرجینا کو دوبارہ اپنی گود میں بٹھاتے ہوئے عالم شاہ نے اسکے لہنگے کے بلاؤز کے ساتھ ہاتھ الجھایا تو وہ کسما کر دور ہونے لگی۔۔

نہیں عالی۔۔! آپ رہنے دیں میں خود کر کے آتی ہوں۔۔۔!! عالم شاہ کے الفاظ پر زرا شرماتے ہوئے اس نے پہلی بار انکار کرتے ہوئے جلدی سے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔

کہا ہے نا۔۔! کہ میں خود کرواتا ہوں۔اور اتنا زیادہ کیوں ری ریکٹ کر رہی ہو جیا۔۔۔؟ اور میں کونسا تمہیں پہلی بار چینج کروا رہا ہوں۔۔!! شرجینا کو مصنوعی غصے سے گھورتے ہوئے عالم شاہ نے اسے اپنی گود میں ایڈجسٹ کرتے ہوئے بلاؤز کی ڈوریاں کھولنا شروع کر دیں تھیں۔۔۔

عالی آپ پہلے ایسے نہیں تھے نا۔۔۔! لیکن اب آپ بدل گئے ہیں، تو اس لئے پلیز مجھے خود چینج کرنے دیں۔۔۔! عالم شاہ کے ہاتھوں کے لمس پر وہ زرا بے چین ہو کر التجا کرتے بولی تو عالم شاہ بے ساختہ رکتے ہوئے اسے حیرانی سے دیکھے گیا۔۔

پہلے میں کیسا تھا۔۔۔؟ اور اب کیسے بدل گیا ہوں۔۔۔؟؟ عالم شاہ نے اسکے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے جاننے والے انداز میں سوال کیے۔ کیونکہ اسکے نا سمجھ شکوے پر وہ اندر ہی اندر بے چینی کا شکار ہونے لگا تھا۔ کیا وہ اسکی کی ہوئی غلطیاں یاد کر کے اسے آج قریب آنے سے روک رہی تھی۔۔ وہ اچانک اپنی سوچوں سے خود ہی الجھتے ہوئے بے سکون ہو چکا تھا۔۔۔ جبکہ عالم شاہ کے سوالوں پر شرجینا خود سوچ میں پڑ چکی تھی۔ کہ اسے کن الفاظ میں کیا جواب دے۔۔۔ لیکن پھر کچھ لمحے رکنے کے بعد وہ نا سمجھی سے ابھتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

عالی۔۔۔! پہلے آپ مجھے ایسے لپس پر کس نہیں کرتے تھے نا۔۔! پر اب کرتے ہیں۔۔۔!! اور جب آپ ایسا کرتے ہیں، تو مجھے پتہ نہیں کیا ہوتا ہے۔۔۔!! میں بہت پزل ہو جاتی ہو نا۔۔۔! اس لئے مجھے خود چینج کرنے دیں بس۔۔۔! ورنہ میں پھر پزل ہو کر لال ہو جاؤں گی۔۔!! بے ربط بھرے انداز میں بولتے ہوئے

وہ یک دم پریشان ہوئی تو عالم شاہ جو پریشانی سے پتہ نہیں کیا کیا خود سے ہی الٹا سیدھا سوچنے لگا تھا۔ کہ اپنی بیوی کی ان نئی پریشانیوں کو جان کر بے ساختہ کمرے میں اسکا قہقہ گونج اٹھا۔۔ اسے خود پر یوں ہنستے دیکھ کر شرجینا خفگی سے منہ بنا گئی تھی۔۔۔

میرے معصوم بچے کو پہلے یہ شکوہ تھا۔ کہ عالی مجھ سے پیار نہیں کرتے ہیں۔۔۔! اور اب اگر میں نے پیار کرنا شروع کیا۔ تو اب میری عالم جاں کا شکوہ بدل کر یہ ہو گیا ہے۔ کہ میرے پیار کرنے سے میری بیوی پزل ہونے لگتی ہے۔۔۔"

اپنی ہنسی کو زرا سا بریک لگاتے ہوئے وہ اسے تنگ کرتے ہوئے بول رہا تھا۔ ہنسنے کے ساتھ ساتھ عالم شاہ نے کمرے کی جلتی ہوئی لائٹس کو بند کر کے ڈم لائٹس آن کر دیں تھیں۔ اسکا ارادہ تو اپنی بیوی کو روشنی میں ہی چینج کروانے کا تھا۔ پر اب اسکے پزل ہونے والی ادا پر قربان ہوتے وہ لائٹس مدھم کر گیا تھا۔ تاکہ وہ اسکے لمس اور دیکھنے کے انداز پر بے چین نہ ہو سکے۔۔۔

آپ مجھے جان بوجھ کر تنگ کر رہے ہیں نا۔۔!! کچھ سمجھ نہ آنے پر عالم شاہ کے گلے کی ہڈی پر انگلی پھیرتے ہوئے وہ شکوہ کناں ہوئی۔ تو عالم شاہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسکے گال کو زور سے چوم لیا۔۔۔

میری کیا مجال کہ میں اپنی عالم جاں کو تنگ کرو۔۔۔!! شرجینا کے بلاؤز کی ڈوریوں کو مکمل طور پر کھولتے ہوئے عالم شاہ نے اسکا بلاؤز الگ کیا تو شرجینا تیز سانسوں میں کسما کر آنکھیں بند کر گئی۔ جبکہ عالم شاہ مدھم روشنی میں اسکا نازک سراپہ دیکھتے ہوئے سٹل ہو چکا تھا۔۔۔

عالم جاں میں تمہیں تھوڑا سا پیار کرنے لگا ہوں۔۔۔!! پلیز پزل نہیں ہونا۔۔۔!! اسکی دھڑکنوں پر پہلی بار ہاتھ پھیرتے ہوئے عالم شاہ نے گھمبیر لہجے میں بولتے ہوئے آہستہ آواز میں کہا تو شرجینا بے قرار ہوتے ہونٹ کاٹتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

اسکے چہرہ اٹھا کر دیکھنے پر عالم شاہ نے جھکتے ہوئے پہلے اسکے نرم لبوں کو زرا سا چھوا۔ جس پر شرجینا جی جان سے کانپی۔۔اور پھر اسکی پوری بیک پر ہاتھ پھیرتے ہوئے عالم شاہ نے اسے پیچھے تکیے پر لٹا دیا۔ اسکے برعکس شرجینا نے لب بھینچتے ہوئے اس سب کو سمجھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

عالم جاں ایسے پریشان نہیں ہو۔۔۔!!! میں تمہیں ہرٹ نہیں کروں گا میری جاں۔۔۔!!! اسے ڈرے ہوئے دیکھ کر عالم شاہ نے اس پر سایہ فگن ہوتے اسے تسلی دی تو وہ بے بسی سے بولنے لگی۔۔۔

عالی مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔۔!! عالم شاہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ معصوم لہجے میں مضطرب ہوتے بول گئی تھی۔ جس کو سن کر وہ بھرپور انداز میں مسکراتے ہوئے اسکی ناک پر لب رکھ گیا۔۔

آنکھیں بند کرو۔۔۔!! اور لمبا سانس لینے کے بعد مجھے پکڑ لو۔۔۔!!! اگر مجھے پکڑ کر رکھو گی، تو پھر گھبراہٹ نہیں ہو گی۔۔۔! اوکے۔۔۔؟؟ شرجینا کو پیار سے سمجھاتے ہوئے وہ اسے تسلی دیتے ہوئے بولا تو شرجینا اثبات میں سر ہلا کر اسکے کندھوں سے تھام گئی۔

دوسری طرف اسکی ایسی فرماں برداری کو دیکھتے ہوئے بے ساختہ عالم شاہ کا دل کر رہا تھا۔ کہ وہ اس خوبصورت رات میں ہر پردہ گرا دے۔۔ لیکن ابھی عالم شاہ کو اپنی چھوٹی سی بیوی کے ایگزام ہونے تک مزید صبر کرنا تھا۔ شرجینا کے فائنل ایگزام کے بعد ہی وہ اپنے رشتے کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

شرجینا کے لبوں کو نرمی سے چھو کر عالم شاہ نے اسکی گردن پر ہونٹ رکھنا شروع کیے تو شرجینا بند آنکھوں سے بے چینی کا شکار ہوتی چلی گئی۔۔۔ جبکہ عالم شاہ کے ہونٹوں کو نیچے کی جانب سرکتے ہوئے محسوس کر کے اس نے زور سے لب بھینچ لیے تھے۔۔۔

عالم شاہ نے اسکو زرا سا اوپر اٹھاتے ہوئے اسکی دھڑکنوں کو آخری پردے سے آزاد کیا تو شرجینا کی بند آنکھیں ایک دم سے کھلتے ہوئے بڑی ہوتی چلی گئیں۔ عالم شاہ نے بہکتے ہوئے اسکی دھڑکنوں پر انگلی ٹریس کی تھی۔ اسکی دھڑکنوں کی خوبصورتی دیکھتے ہوئے وہ جذبات کی رو میں بہتا جا رہا تھا۔۔۔

جبکہ شرجینا نے بے یقینی سے عالم شاہ کے اس عمل کو سمجھنا چاہا تھا۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بول کر اسے روک پاتی۔ جب عالم شاہ کے ہونٹوں کے لمس کو اپنی دھڑکنوں پر محسوس کرتے ہوئے اسکے وجود میں سپارک ہوتا چلا گیا تھا۔۔۔

عالم شاہ جو نرمی سے اسکی دھڑکنوں کو محسوس کر رہا تھا۔ کہ ایک دم سے انتہا پسند ہوتے اس نے اپنی ناسمجھ بیوی کی دھڑکنوں پر دانت گاڑے تو اسکے اس شدت بھرے عمل پر وہ زرا سا چینختے ہوئے جھٹپٹانا شروع ہو گئی۔۔۔

عالی۔۔۔!!! شرجینا نے سسکتے ہوئے نم لہجے میں اسے پکارتے ہوئے بلایا تو اسکی نم آواز پر عالم شاہ خود کو ہوش دلا کر تیزی سے کروٹ بدلتے ہوئے ایک جھٹکے میں اسے اوپر شفٹ کر گیا۔ جبکہ شرجینا ڈرتے ہوئے رونا شروع کر چکی تھی۔ اسکے رونے پر عالم شاہ کو ایک دم سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ بے چینی سے اسے سنبھالنے لگا۔۔۔ اسکی بیوی بہت ناسمجھ تھی۔ بے شک اسے ان نزدیکیوں کی اہمیت سمجھانے میں عالم شاہ کی بہت محنت لگنے والی تھی۔۔۔

سن سائیاں

از قلم:امرینے قیس

اپنے کمرے میں اکیلے لیٹی وہ چھت پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔رات کے بارہ بج رہے تھے۔لیکن وریشہ کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔وہ کب سے سونے کی کوشش کر رہی تھی۔پر نیند تھی کہ آ ہی نہیں رہی تھی۔

جب سے روقاش کی شادی ہوئی تھی۔تب سے وریشہ کو اس گھر میں بہت اکیلا پن محسوس ہوتا تھا۔ورنہ پہلے وہ پھوپھو، بھتیجی دونوں گھر میں اپنی آوازوں اور ہنسی سے رونق لگائے رکھتی تھیں۔لیکن اب وریشہ سارا دن یا تو گھر کے چھوٹے موٹے کاموں میں مصروف ہو کر گزار دیتی یا پھر بوریت ہونے پر وہ زیام شاہ کو میسج کر کے اسکا سر کھاتی رہتی تھی۔۔۔

زیام شاہ کے خیال پر وریشہ کے چہرے پر ایک دم سے خود بخود شرمیلی سی مسکان چھانے لگی۔تو وہ دھڑکتے دل کے کے ساتھ کروٹ بدلتے ہوئے پوری دلجمعی کے ساتھ زیام شاہ کو سوچنا شروع ہو گئی۔

اتنے عرصے میں ان دونوں کے بیچ جو خاموش سی محبت محسوس ہو رہی تھی۔اب کچھ مدت سے زیام شاہ نے زبان سے اپنی محبت کا اقرار کرتے ہوئے اس خاموش محبت کو مکمل طور پر پروان چڑھا دیا تھا۔

محبت کا اظہار ہوا۔۔تو اس نئی نئی محبت کی چھاؤں میں وہ ہر وقت ایک دوسرے میں گم ہونے لگے تھے۔

آخری بار جب وریشہ اپنے بابا کے ساتھ اپنی پھپھو کو ملنے گئی تھی۔تب روقاش نے واپسی پر وریشہ کو نیا موبائل دیا تھا۔تاکہ وہ روقاش کو اپنی اور گھر والوں کی خیر وعافیت کے بارے میں انفارم کرتی رہے۔لیکن اب وریشہ کی ساری خیر وعافیت کی خبریں زیام شاہ کے ساتھ جڑ چکی تھیں۔

وہ دونوں دن میں کئی کئی گھنٹے ایک دوسرے کے ساتھ موبائل پر باتیں کرتے رہتے تھے۔جہاں زیام شاہ اسے چھوٹی دنیا یا پھر بونی کہہ کر چڑاتا رہتا۔وہیں وریشہ اسے باقاعدہ اب "لمبو" کے لقب سے نواز چکی تھی۔۔

زیام شاہ کے خیالوں میں گم ہوتے اچانک وریشہ نے ہوش میں آتے ہوئے بے اختیار تکیے کے پاس پڑا ہوا موبائل اٹھا کر دیکھنا چاہا تھا۔ لیکن زیام شاہ کی طرف سے ابھی تک کوئی میسج نہیں آیا تھا۔آج وہ صبح سے اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ کہیں غائب تھا۔اس لئے دن میں بھی وریشہ کی اس سے بات نہیں ہو پائی تھی۔اور اب نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اسے بے حد مس کر رہی تھی۔

چیک کرنے کے بعد روٹھنے والے انداز میں وریشہ نے موبائل واپس رکھ دیا۔ جبکہ خفگی سے خود ہی منہ بناتے ہوئے وہ دل میں زیام شاہ سے پکا ناراض ہو چکی تھی۔ جسے آج کے پورے دن میں ایک میسج کرنے کی بھی زحمت نہیں ہوئی تھی۔

دل میں زیام شاہ سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے بے ساختہ آنکھیں بند کر لیں تھیں۔ تاکہ سونے کی کوشش کر سکے۔ کیونکہ زیام شاہ کے خیالوں میں گم رہتے رہتے اب ساڑھے بارہ تو ویسے ہی بج چکے تھے۔ اس لئے تکیے کو ہگ کرتے ہوئے وہ سونے کی کوشش کرنے لگی۔

اس کے برعکس زیام شاہ چوری چھپے انکی گلی میں داخل ہو کر چاروں اطراف نظریں دہراتے ہوئے ہر چیز کو چیک کر رہا تھا۔ مکمل تسلی کرنے کے بعد وہ چلتے ہوئے وریشہ کے کمرے کی کھڑکی کی طرف آیا۔ جو ایک طرف سے کھلی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔ زیام نے قریب آکر دیکھا۔ تو چھوٹی سی کھڑکی کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا۔ جبکہ کمرے میں ہلکی سی روشنی بھی چھائی ہوئی تھی۔

زیام نے مزید آگے ہو کر دیکھنا چاہا تو اسکی چھوٹی سی بونی کروٹ لیے شاید سو چکی تھی۔ یا پھر سو رہی تھی۔ وریشہ کی پشت ہونے کے باعث وہ اس بات کا ٹھیک سے اندازہ نہ لگا سکا۔

وریشہ کے نازک وجود کو دیکھتے ہی زیام شاہ کا دل سرپٹ دوڑنا شروع ہو چکا تھا۔ آج اسکے ایک دوست کا نکاح تھا۔ جہاں دن بھر باقی دوستوں کے ساتھ مصروف ہونے کے باعث وہ اپنی کیوٹ سی بونی کو میسیج نہیں کر سکا تھا۔

زیام شاہ کو اب پکا اندازہ ہو چکا تھا۔ کہ اسکی چھوٹی دنیا اس سے ناراض ہو کر بیٹھی ہو گی۔ اس لئے واپسی پر وہ اسے منانے کے لیے سیدھا یہاں پر آ گیا۔

وہ جانتا تھا۔ کہ وہ اداس چہرہ بنائے اپنے کمرے کی کھڑکی سے آسمان کو تک رہی ہو گی۔ پر یہاں تو شاید وہ تکتے تکتے اب سو چکی تھی۔

وریشہ کو سوئے دیکھ کر زیام شاہ کو بے اختیار اس پر جی بھر کر پیار آ رہا تھا۔ پہلے تو وہ کئی پل وہیں خاموش کھڑے رہ کر اسکو دیکھتا رہا۔ لیکن پھر دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے بے اختیار زیام شاہ نے اسے اپنی گھمبیر آواز میں آہستہ سے پکار لگائی تھی۔

وشو۔۔!!! میری چھوٹی دنیا۔۔!!

وریشہ جو آنکھیں بند کیے بامشکل سونے کی کوشش کررہی تھی۔ کہ بے اختیار اپنے قریب زیام کی آواز سن کراسکی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں۔ سرعت سے کروٹ بدلتے ہوئے وہ کھڑکی کی جانب مڑی۔ تو کھڑکی کے اس پار وہ اپنی بھرپور وجیہہ شخصیت کے ساتھ چہرے پر دلفریب مسکراہٹ سجائے اسکی کو نہار رہا تھا۔

وریشہ کے مڑنے پر زیام شاہ نے جاں نثار ہوتے اسے آنکھ ونک کی تھی۔۔۔ جبکہ وریشہ تو اس وقت اسے یہاں پا کر صدمے میں جا چکی تھی۔۔۔

لمبو آپ ادھر کیا کررہے ہیں۔۔۔

رات کے اس پہر زیام شاہ کو اپنے محلے کی گلی میں دیکھ کر وریشہ کی آنکھیں پھٹی تھیں۔۔۔

چھوٹی دنیا خود تو تم چھوٹی ہو ہی، لیکن یار یہ تمہارے محلے کی گلی تو تم سے بھی چھوٹی نکلی ہے۔۔۔!! اسکے شاک میں جانے پر زیام شاہ اس تنگ سی گلی کو دیکھ کر اسے ہلکے پھلکے انداز میں جان بوجھ کر تنگ کرتے ہوئے بول گیا۔۔۔ وریشہ کا دل کیا کہ کھڑی کے اس پار کھڑے لمبو انسان کو دیوار کے ساتھ بجا کر رکھ دے۔۔۔ جو اپنی مرضی سے یہاں اچانک ٹپک کر اب اسے باتیں سنا رہا تھا۔۔۔ اسے اچانک یہاں دیکھ کر وریشہ کا دل ایک دم سے تیز دھڑکنا شروع ہو چکا تھا۔

زیام شاہ کی اچانک آمد نے اسے جہاں بے حد سرپرائز کیا تھا۔ وہیں اسکی ساری اداسی بھی اڑن چھو ہوتی معلوم ہوئی تھی۔ لیکن جب اپنی ناراضی یاد آئی، تو پھر جان بوجھ کر منہ ٹیڑھا کرتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

ہاں تو آپ کو کس نے کہا تھا۔ کہ اپ اپنی اس لمبو سی جسامت کے ساتھ ہماری اس چھوٹی سی گلی میں تشریف لائیں۔۔اب زرافہ ہر جگہ تھوڑی نا ایڈجسٹ ہو سکتا ہے۔۔۔!!!

وریشہ مقابل کے لمبے چوڑے وجود پر چوٹ کرتے ہوئے اسے زرافہ سے تشبیہ دیتے سنا گئی تھی۔ جس پر زیام شاہ کی سیاہ آنکھیں پھیلتے ہوئے اسے تیزی سے گھورنے لگیں تھیں۔۔۔

یا اللہ یہ آنکھیں ہیں، کہ کالا اندھیرا ہے! ایسا لگتا ہے، کہ میں انسان سے نہیں، بلکہ کسی جن سے بات کر رہی ہوں۔۔" زیام شاہ کے آنکھیں دیکھانے پر وریشہ سینے پر ہاتھ رکھ کر مصنوعی ڈرتے ہوئے بولی۔ تو زیام اسے مزید گھور کر رہ گیا۔۔ جو جان بوجھ کر ڈرامے کر رہی تھی۔

کمرے میں جلتے ہوئے اکلوتے ڈم بلب کی روشنی زیام شاہ کے چہرے کو ہلکا ہلکا روشن کر رہی تھی۔ جہاں اسکے خوبصورت چہرے پر پراسرا سیاہ آنکھیں سچ میں کافی خوفناک معلوم ہو رہیں تھیں۔۔ کیونکہ ان دونوں

بھائیوں کی آنکھیں نارمل بلیک رنگ کی نہیں تھیں۔ بلکہ انکی آنکھ کا وہ بڑا سا بلیک لینز اندھیرے میں مزید پھیل کر سامنے والے کو خوف میں مبتلا کر دیتا تھا۔۔۔

چھوٹی دنیا یہ تمہاری دس فٹ کی لمبی زبان جتنی چلتی ہے نا۔۔۔اس سے کم اگر یہ گلی تھوڑی سی بڑی بنوا لیتی تو، کم از کم میں یہاں آسانی سے کھڑا تو ہو پاتا، پر تم سچ میں کسی کام کی نہیں نکلی ہو۔۔۔!!

زیام شاہ آنکھیں چندھیا کر اسکی زبان کو نشانہ بناتے ہوئے پھر گلی پر تبصرا کرتے ہوئے تر کی با تر کی بول گیا تھا۔۔

گلی انتہائی چھوٹی اور تنگ تھی۔۔۔اور اس تنگ گلی میں ایک وقت میں صرف ایک انسان ہی کھڑا ہو سکتا تھا۔۔۔اس لئے وہ جان بوجھ کر بار بار اس پر طنز کر رہا تھا۔ کیونکہ اسکے طنز سنتے ہوئے جب وریشہ کی چھوٹی سی ناک غصے سے پھولنے لگتی تھی تب وہ زیام شاہ کو وہ انتہائی کیوٹ لگتی تھی۔ اس لئے وہ اب خوامخواہ اسکو چھیڑ رہا تھا۔

ہماری گلی پر قصیدے سنانے کی بجائے یہ بتائیں۔ کہ اس وقت یہاں پر کیوں آئے ہیں۔۔۔اسے گھورتے ہوئے وریشہ نے نخرہ دیکھاتے ہوئے سرگوشی میں اسکے آنے کا مقصد جاننا چاہا تھا۔۔۔

عجیب محبوبہ ہو یار۔۔ بندہ عاشق اتنی مشکل سے آدھی رات میں تم سے ملنے آیا ہے۔اور بجائے تم مجھے کوئی کھانا پانی پوچھو،الٹا مجھے پوچھ رہی ہو، کہ میں یہاں پر کیوں آیا ہوں۔۔۔اس معاملے میں بھی چھوٹی دنیا تم بہت کم عقل ثابت ہوئی ہو۔۔۔!!

زیام شاہ اسکی عقل پر افسوس کرتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے ہوئے جواب میں کہنے لگا تھا۔جس پر وریشہ کو خود کے لئے کم عقل سن کر ایک دم غصہ سے چڑھ چکا تھا۔۔۔

اپنے حسین چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجاتے ہوئے اس نے کھڑی سے ہاتھ باہر نکال کر زیام شاہ کو ہاتھ پکڑانے کا اشارہ کیا۔تو زیام شاہ خوشی سے پاگل ہوتے جلدی سے اسے اپنا ہاتھ تھما دیا۔یہ احساس ہی جان لیوا تھا۔کہ اسکی چھوٹی دنیا اسکا ہاتھ پکڑ کر اس گلی کے آسمان پر چاند کو تکنا چاہ رہی ہے۔۔ہائے کتنے رومینٹک لورز تھے وہ۔۔۔زیام شاہ مچلتے دل کے ساتھ یہ سوچتے ہی مسرور ہونے لگا تھا۔۔۔

وریشہ نے اسکا مضبوط ہاتھ پکڑ کر کھڑکی کے اندر کھینچتے ہوئے ایک دم سے اسکے ہاتھ کی پشت پر اچانک دانت گاڑے تو زیام شاہ کی کالی آنکھیں یک دم باہر کو ابل پڑیں۔۔۔

ہائے۔۔۔ چھوٹی دنیا کیا کر رہی ہو یار۔۔۔!! زہریلی ناگن، مینڈکی، چونٹی چمگادڑ کہیں کی میرا ہاتھ چھوڑو ۔۔۔!! اپنے ہاتھ کی پشت پر وریشہ کے دانتوں کو اندر دھنستے ہوئے محسوس کر کے وہ درد سے بلبلا کر ایک دم سے دہائی دینا شروع ہو چکا تھا۔۔۔

جبکہ خود کے لئے پھر اتنے الٹے نام سننے پر وریشہ نے مزید زور لگایا تو زیام شاہ اپنے سارے رومینٹک خیالات پر لعنت بھیج کر ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔ لیکن مقابل کا چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں لگ رہا تھا۔۔

رات کے اس پہر گلی میں اپنی محبوبہ کو ملنے والا زیام شاہ جیسا عاشق کھڑکی کے اندر سے اپنی چھوٹی محبوبہ سے ہاتھ کٹوا رہا تھا۔۔۔

چھوٹی دنیا خدا کا واسطہ ہے ہاتھ چھوڑ دو یار۔۔ قسم سے ایک تو تمہاری اس گلی میں پہلے ہی اتنے مچھر کاٹ رہے ہیں۔ الٹا تم بھی اب کسی لیچ کی طرح میرا خون چوسنے لگ گئی ہو۔۔! تمہیں تمہاری جوان پھوپو کا واسطہ مجھے بخش دو یار۔۔۔!!

زیام شاہ نے درد سے بے حال ہوتے کھڑکی کے اس پار کھڑی حسین چڑیل کو سب سے مضبوط واسطہ دیا۔ تو وریشہ نے اسی پل اپنے دانتوں سے اسکا ہاتھ آزاد کر دیا۔۔۔ جس پر زیام شاہ جلدی سے ہاتھ باہر نکالتے ہوئے اسکی حالت دیکھنے لگا۔ جہاں خون کے نشان واضح نظر آ رہے تھے۔۔۔

اب بتائیں یہاں پر کیوں آئے تھے۔۔۔؟ اسکا ہاتھ آزاد کرنے کے بعد وریشہ نے اپنے لبوں پر انگلی پھیرتے ہوئے پھر استفسار کیا۔ تو زیام شاہ جو اپنے ہاتھ پر اسکے دانتوں کے نشان دیکھنے کے بعد آنکھیں سکیڑتے ہوئے اسے گھورتے ہوئے شرم دلانے کی کوشش کر رہا تھا۔

وریشہ کے اپنے لبوں کو چھونے والی ادا پر اسکے دل میں یک دم سپارک اٹھا۔۔ اسکے ہلکے نم گلابی ہونٹوں پر طرف زیام کی نظر پڑی تو زیام شاہ نے سرعت سے نظریں پھیرتے ہوئے بامشکل خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ لیکن شاید یہ ایک مشکل ترین کام تھا۔۔ اس لئے فورا بات کا رخ موڑتے ہوئے بولنے لگا۔۔

تمہارے لئے چاکلیٹ اور کینڈیز لیں تھیں۔ تو سوچا کہ جاتے ہوئے تمہیں دیتا جاؤں۔۔ اس لئے دوست کے نکاح سے فری ہو کر سیدھا یہیں پر آ گیا۔۔۔! اپنی جینز کی پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر تین بڑی بڑی چاکلیٹس

اور چھوٹی چھوٹی کینڈیز نکالتے ہوئے زیام شاہ نے اسے اپنے آنے کا مقصد بتا رہا تھا۔ جس کو سن کر وہ ایک دم سے پر شوق نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔ لیکن پھر اگلے ہی پل منہ بناتے ہوئے بول گئی۔

میں کاکی ہوں۔۔؟ جو میرے یہ کینڈیز لے کر آئے ہیں۔۔۔!!! زیام شاہ کے ہاتھ میں کینڈیز کو دیکھتے ہوئے وہ منہ بسور کر بولی تو وہ مسکراہٹ دبا گیا۔۔۔

میری نظر سے کبھی شیشے میں دیکھنا خود کو۔۔ قسم سے کاکی ہی نظر آؤ گی۔۔۔!! زیام شاہ نے اسے کھڑکی سے ہاتھ باہر نکالنے کا اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔۔

اگر میں سچ میں اتنی کاکی لگتی ہوں۔ تو آپ جناب کسی اماں سے محبت کر لیتے نا، پھر مجھ سے محبت کیوں کی ہے۔۔۔!! کھڑکی سے ہاتھ باہر نکال کر اس سے چاکلیٹ اور کینڈیز جھپٹنے والے انداز میں لیتے ہوئے اس نے چبا کر کہا تھا۔۔۔ انداز صاف صاف چڑا ہوا تھا۔ جیسے اسکا خود کو کاکی کہنا پسند نہ آیا ہو۔۔۔

میرا دل کسی اماں پر نہیں بلکہ اس لڑاکو کاکی پر آیا ہوا ہے۔۔! جو بات بات پر منہ پھلا کر کاٹنے دوڑنے پر آجاتی ہے۔ تو پھر کیسے ممکن ہے۔ کہ میں کسی اور کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھوں میری کیوٹ بونی۔۔!! وریشہ کو

منہ پھلا کر کینڈی کھاتے ہوئے دیکھ کر وہ ہنستے ہوئے اسے چڑے بڑے تاثرات انجوائے کر رہا تھا۔ جبکہ بدلے میں وہ صرف آنکھیں گھماتے ہوئے اسے کسی خاطر میں نہیں لانا چاہ رہی تھی۔۔۔

مجھے آفر نہیں کرو گی۔۔؟؟ اسے اکیلے اکیلے کینڈی کھاتے دیکھ کر زیام شاہ اچانک کھڑکی کے مزید نزدیک ہوتے گھمبیر آواز میں بولا تو وریشہ جو کافی لاپرواہی سے کینڈی منہ میں گھماتے ہوئے کھا رہی تھی۔ کہ بے ساختہ مقابل کی بھاری آواز سن کر وہ زرا سا گھبرا گئی۔ لیکن پھر خود کو کمپوز کرتے ہوئے اس نے اپنی ہتھیلی کھولتے ہوئے اسکی طرف کینڈی بڑھائی تو زیام شاہ بے قرار ہوتے فورا بات بول گیا۔۔

مجھے ایسے نہیں بلکہ تمہارے ہونٹوں سے کھانی ہے۔۔۔! وہ والی کھانی ہے۔ جس کو تمہاری زبان کے ساتھ ساتھ ہونٹوں کا بھی لمس لگا ہو۔۔!! مخمور نظروں اسے ہونٹوں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بے خودی میں بولا تو وریشہ بے یقینی سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے اسے دیکھے گئی۔ مقابل کے الفاظ پر کانپتے ہوئے اسکے ہاتھ سے کینڈیز بھی چھوٹ کر نیچے گر چکی تھیں۔ زیام شاہ کی آنکھوں کے بدلے ہوئے رنگ کو دیکھتے ہوئے وریشہ نے تیزی سے اپنی آنکھوں کا رخ موڑتے ہوئے نظریں چرائیں۔ تو وہ ہوش میں لوٹتے ہوئے گہرا مسکرا دیا۔۔ اسے شرماتے ہوئے دیکھ کر وہ اب جان بوجھ کر شرارتی لہجے میں اسے چھیڑنے لگا۔۔

ابھی صرف تمہارا چین چرایا ہے وشو۔۔۔!!! کل تمہیں بھی چرا لوں گا۔۔۔۔!! تب کیسے، کیسے اور کہاں، کہاں چھپنا پسند کرو گی۔۔۔؟ کیا میرے اندر۔۔۔! یا پھر۔۔۔؟؟ اسے لال گلابی ہوتے دیکھ کر زو معنی انداز میں بولتے ہوئے وہ اسکی جان نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جس پر وریشہ شرم و خفت سے ہلکا سا چینختے ہوئے پھر اسکا ہاتھ جکڑ کر دانتوں میں دبا گئی۔

اس بار زیام شاہ نے حیرت و تعجب سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے اسکے حملے کو سمجھنے کی کوشش کی۔ جو کسی خونخوار بلی کی طرح اس پر ایک دم سے جھپٹ چکی تھی۔۔

مالا شاہ اپنے آفس میں انتہائی سنجیدگی کے ساتھ کام کر رہی تھی۔ آنکھوں پر نظر کا بڑا سا چشمہ لگائے وہ اس وقت بہت مصروف تھی۔ جبکہ کیوٹ سے چہرے پر کچھ حد تک سپاٹ تاثرات بھی چھائے ہوئے تھے۔

بلو کلر کے ٹاپ کے ساتھ لوز سی جینز پہنے، کالے گھنے بالوں کی ٹیل پونی بنائے اپنی سفید وگلابی رنگت میں آج وہ یکسر دنوں سے کافی بدلی ہوئی نظر آرہی تھی۔ کیونکہ آج کل وہ پوری دلجمعی کے ساتھ اپنی نئی کولیکشن کے لیے ڈیزائن تیار کر رہی تھی۔

کرنے والی represent ایک دو مہینوں تک وہ اپنی اس نئی کولیکشن کو دبئی کی ایک بڑی ایگزیبیشن میں تھی۔ ویسے تو ڈیزائننگ پہلے بس اسکا شوق تھا۔ لیکن مسلسل کئی سالوں سے اسی فیلڈ میں کام کرتے ہوئے اب یہ شوق مالا شاہ کا پیشن بن چکا تھا۔

اس لئے اب وہ باقاعدہ آفیشلی اپنا برینڈ لانچ کرنے کا سوچ رہی تھی۔ اسی خیال کے تحت دن رات ایک کرتے ہوئے وہ تیاریاں کرنے میں مصروف تھی۔ تاکہ دبئی میں قیام پذیر ہونے والی ایگزیبیشن میں اسکا برینڈ پہلے نمبر پر آسکے۔۔۔ وہ پہلے بھی کئی چھوٹی موٹی ایگزیبیشن میں حصہ لیتی رہی تھی۔ لیکن اس بار اسکے ارادے مکمل طور پر مختلف تھے۔

کام کرتے ہوئے ہوئے اسے اچانک تھکن کا احساس ہونے لگا تو ایک دم سے ہاتھ روکتے ہوئے وہ گردن کو دائیں بائیں جانب موڑنے لگی۔ پچھلے کئی گھنٹوں سے وہ یہاں بند ہو کر کام کرنے میں مصروف تھی۔

ٹیبل پر کافی کے کئی مگ بھی پڑے ہوئے تھے۔ کیونکہ کام کرتے ہوئے وہ مسلسل کافی پیتی رہی تھی۔ ایک ساتھ اتنے سارے خالی مگز دیکھ کر وہ خود ہی مسکرا کر سر جھٹک کر گئی۔ اگر کوئی اور دیکھتا تو کیا سوچتا کہ مالا شاہ کافی کا نشہ کرتی ہے۔۔۔؟؟

اپنی سوچ پر خود ہی ہنستے ہوئے اسے اچانک اپنے موبائل کا خیال آیا تو تیزی سے ارد گرد تلاش کرنے لگی۔ کہ بے ساختہ ڈھونڈتے ہوئے اچانک اسے یاد آیا۔ کہ کچھ دیر پہلے وہ اپنا موبائل کمرے میں چارجنگ پر لگا کر آئی تھی۔

کوئی ضروری کال یا میسیج نہ آیا ہو۔۔۔!! اپنی لاپرواہی پر وہ کندھوں کو ہاتھ سے دباتے ہوئے کھڑی ہوگئی۔ تاکہ کمرے میں جاکر اپنا موبائل دیکھ سکے۔۔ سب چیزیں وہیں پر چھوڑ کر وہ آفس کا دروازہ کھولتے ہوئے باہر نکل آئی۔

کتنی دیر تک گردن جھکا کر کام کرنے کی وج

ہ سے اب اسے اپنی گردن میں درد محسوس ہو رہا تھا۔ کمرے کی طرف جاتے ہوئے وہ بے اختیار اپنی گردن کر ہلکا ہلکا ساتھ دبا بھی رہی تھی۔۔

جبکہ ارمغان شاہ جو اسے ڈھونڈتے ہوئے اوپر آیا تھا۔ کہ مالا کو اپنے آفس سے نکل کر کمرے کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر تیزی سے اسکے پیچھے ہوا۔

پچھلے کتنے دنوں سے وہ اس سے ناراض رہ رہی تھی۔ ارمغان شاہ نے اسے کئی بار منانے کی کوشش کی تھی۔۔ لیکن وہ ہر بار اسے نظرانداز کر کے اپنے کام میں مصروف ہو جاتی۔ جس پر وہ ضبط سے لب بھینچتے ہوئے اسے دیکھتا رہ جاتا تھا۔ جو اسکے زرا سا غصہ کرنے پر اب اسے منہ بھی نہیں لگانا چاہ رہی تھی۔ اس بار ارمغان شاہ اسے زوروزبردستی سے نہیں منانا چاہتا تھا۔ اس لئے اپنی منکوحہ کے نظرانداز کرنے پر صبر کے گھونٹ پی کر اسے خود ہی موم ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ جو ایک غلط فیصلہ ثابت ہوا تھا۔

کیونکہ آج اسکا صبر مکمل طور پر جواب دے چکا تھا۔ وہ مزید اسکی ناراضگی افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے فرصت سے اسے منانے کا سوچ کر بہانہ بنا کر ڈیرے سے گھر واپس آیا تھا۔۔۔

ارمغان شاہ آہستگی سے دروازہ کھولتے ہوئے اسکے کمرے میں داخل ہوا تو وہ آنکھیں بند کیے بیڈ سے نیچے ٹانگیں لٹکائے لیٹی ہوئی نظر آئی۔ اسکے کمرے میں داخل ہونے کے باوجود بھی جب مالا شاہ متوجہ نہ ہوئی، تو وہ حیرانی سے اسے دیکھ گیا۔

کیا اس نے ارمغان شاہ کی موجودگی کو محسوس نہیں کیا تھا۔۔۔ وہ بے اختیار سوچ گیا۔۔ لیکن جب اسکی نظر مالا شاہ کے پیٹ کی جانب اٹھی، تو ارمغان شاہ کی دھڑکن تیز ہوتی چلی گئی۔ کیونکہ بے دھیانی میں لیٹنے کے

باعث اسکا ٹاپ پیٹ سے سرک چکا تھا۔ آنکھوں پر بازو رکھے وہ کافی بے خبری میں آنکھیں بند کیے ہوئے لیٹی تھی۔ جبکہ موبائل بھی سائیڈ پر پڑا ہوا تھا۔۔

ارمغان شاہ کو اچانک تشویش ہونے لگی تو وہ جلدی سے بیڈ پر اسکے نزدیک بیٹھتے ہوئے اسے پکار گیا۔۔۔

مالا میری جان۔۔۔!!! محبت سے لبریز میٹھے لہجے میں ارمغان شاہ نے اسے پکارا تو وہ زرا سا چونک کر بازو ہٹا کر اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

ناول: سن سائیاں

مالا نے چہرے سے بازو ہٹا کر ارمغان شاہ کی طرف دیکھا تو وہ اسکا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر ارمغان کو اچانک تشویش ہونے لگی۔۔

ارمغان شاہ نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اسکی گال اور ماتھے کو چھوا تو مالا شاہ بخار میں بری طرح جل رہی تھی۔ جس پر وہ ایک دم سے بے قراری میں مبتلا ہوتا چلا گیا۔۔

مالا۔۔۔میرے دل۔۔۔!!تمہیں تو اتنا تیز بخار ہے میری جان۔۔۔!!کب سے ہے بخار اور تم نے کسی کو بتایا کیوں نہیں۔۔۔؟؟بے چینی سے ایک ساتھ کئی سوال کرتے ہوئے ارمغان شاہ نے اسکو اٹھا کر بیڈ پر سیدھا لٹایا تو وہ کمزور سی مزاحمت کرتے ہوئے اسے دور ہٹانے کی کوشش کرنے لگی۔جبکہ گول مٹول سفید چہرہ بے حد خالی خالی سا لگ رہا تھا۔کچھ دنوں سے وہ دن رات ایک کیے کام کر رہی تھی۔

شاید اسی لئے تھکاوٹ کی وجہ سے اسے بخار ہو چکا تھا۔

لیکن وہ بے خبر بنی بس کام کرتی رہی۔تھوڑی دیر پہلے بھی اگر بخار کے باعث اسکا جسم ایک دم سے ٹوٹنے نہ لگتا تو شاید وہ اب بھی کام میں لگی رہتی۔ لیکن اب جب وہ کمرے میں موبائل دیکھنے آئی تو بیڈ کو دیکھتے ہی لیٹ گئی تھی۔اور لیٹتے ہی بخار بھی اس پر حاوی ہوتا چلا گیا تھا۔اس لئے وہ نہیں جانتی تھی۔کہ ارمغان کب اسکے کمرے میں داخل ہوا ہے۔۔اور کب اسکے پاس آ کر بیٹھا۔۔۔

غ۔۔۔غان۔۔۔!!مجھے۔۔۔ٹچ نہیں کریں آپ۔۔۔!!ارمغان شاہ کے ہاتھ لگانے پر وہ بخار کے باعث اٹکتے لہجے میں غصے سے بولنے لگی تو ارمغان بے بسی سے اسے دیکھ گیا۔جو اب تک اس سے اتنا ناراض تھی۔کہ اسکا لمس بھی برداشت نہیں کر رہی تھی۔۔۔

سوری میرا بچہ۔۔۔!! میرے دل کا ٹکرا۔۔۔!! میں نے اس دن تم پر فضول میں اتنا غصہ کر دیا۔۔۔!! پلیز اب یہ ناراضگی ختم کر دو میرا بچہ۔۔۔!! مالا کو خود سے دور کھسکتے دیکھ کر وہ لمحہ بھر کی تاخیر کیے بغیر اس سے معافی مانگنے لگا۔ تاکہ وہ اس سے دور نہ ہو۔۔۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا۔۔ کہ وہ اپنے ہمیشہ کے بلاوجہ کے غصے کے باعث اسے کتنا ہرٹ کر چکا ہے۔۔ کیونکہ وہ بے حد سینسیٹو لڑکی تھی۔

مجھے۔۔۔ اپکی کوئی سوری نہیں چاہئے غان۔۔۔!! جائیں آپ یہاں سے پلیز۔۔!! ارمغان شاہ کے سوری کہنے پر اسکی شوگر گرے آنکھوں میں تیزی سے آنسو چمکے تھے۔ جبکہ اس دن کا منظر یاد آنے لگا تو وہ لب بھینچتے ہوئے اپنے آنسو پینے کی کوشش کرنے لگی اور تکیہ میں چہرہ چھپا گئی۔ وہ نرم دل لڑکی نخرے اٹھانے والے شہزادے کے خواب سجائے بیٹھی تھی۔۔ پر یہاں ارمغان شاہ کے نام کا جن اس پر ملکیت رکھتا تھا۔ جس نے آج تک اسکے نرم و معصوم جذبات کو کبھی سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔۔۔

مالے۔۔۔!!! اسکی حسین آنکھوں کو تکلیف سے گلابی ہوتے دیکھ کر ارمغان شاہ ایک دم سے تڑپا تو جلدی سے سارے فاصلے مٹاتے ہوئے خود اسکے نزدیک لیٹ گیا۔۔۔

یوں نہ کرو مالے۔۔۔!! تم جانتی ہوں نہ کہ تمہاری زرا سی نظر اندازی میری روح زخمی کرنے لگتی ہے۔۔۔!! مالا شاہ کو اب ہچکیوں سمیت روتے ہوئے ہوئے دیکھ کر وہ اسے زبردستی سینے سے لگاتے ہوئے اسکا چہرہ اٹھا چکا تھا۔ کیونکہ وہ ضدی بنتی مسلسل اس سے دور ہو رہی تھی،اور بار بار ارمغان شاہ کا ہاتھ بھی جھٹک رہی تھی۔

سس۔۔ سب کچھ اپکو ہوتا ہے کیا۔۔۔؟؟ میں ہرٹ نہیں ہوتی۔۔۔؟؟ ارمغان شاہ کے الفاظ پر وہ روتے روتے تیزی سے دبا دبا سا چلا اٹھی۔ جبکہ ساتھ ساتھ اسکی گرفت سے نکلنے کی کوشش بھی کی جا رہی تھی۔۔

میں جانتا ہوں۔ کہ میں اپنے اس گندے سے غصے کی وجہ سے تمہیں ہر بار ہرٹ کر دیتا ہوں۔۔۔!! پر میں کیا کروں مالے۔۔۔؟ میری محبت تمہارے لئے شروع سے ایسی ہی ہے۔۔۔! لیکن پلیز تم ایسے نہیں رو، تم جب ایسے روتی ہو تو میرا دل کٹنے لگتا ہے۔۔۔!! میں اب کبھی بھی تم پر غصہ نہیں کروں گا۔۔۔!! اسکی مچلتی ٹانگوں پر اپنی بھاری ٹانگ رکھتے ہوئے ارمغان شاہ نے بے بسی سے بے ربط جملے بولتے ہوئے اسکے بہتے آنسو اپنے ہونٹوں سے چنے تو وہ مزاحمت روکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ کیونکہ آج پہلی بار وہ اتنے نرم لہجے میں اس سے بات کر رہا تھا۔

جانتی ہو مالے۔۔۔!! مجھے تمہاری ان کہانیوں جیسی محبت کرنا نہیں آتی ہے۔۔۔! پر اسکا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا ہوں۔۔۔!! شاید میری محبت تمہارے لئے سخت ہے۔ اس لئے تم اسے سمجھ نہیں پاتی یا میں تمہیں سمجھا نہیں پاتا۔۔۔!! پر پلیز مجھے غلط نہ سمجھا کرو، کیونکہ میری ہر سانس تمہاری محبت میں گرفتار ہے۔۔"

مالا کے مزاحمت روکنے پر اسکی سرخ آنکھوں کو بار بار چومتے ہوئے وہ بامشکل اپنے دل کا حال بیان کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیونکہ اسے اظہار کرنا نہیں آتا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اپنے جذبات کا ترجمہ کیسے کیا جاتا ہے۔ کیسے سامنے والے کو بتایا جاتا ہے۔ کہ اسکا دل اسکے لئے کیا کیا محسوس کرتا ہے۔ پر مالا شاہ اسکے الٹ تھی۔ وہ ہر وقت محبت کے اظہار سننے والوں میں سے تھی۔ اسی کمی کے باعث نکاح ہونے کے باوجود بھی آج تک وہ لوگ ایک دوسرے کو چاہ کر بھی سمجھ نہیں پائے تھے۔

میں جب بھی اپنے دل کو آپکے ساتھ لگانے کی کوشش کرتی ہوں۔ تو تبھی آپ مجھے اتنا ہرٹ کر دیتے ہیں۔ کہ مجھے محسوس ہونے لگتا ہے۔ کہ اپکو مجھ سے کوئی محبت نہیں ہے۔۔۔! کہانیوں میں تو کبھی بھی پرنس اپنی پرنسسز کو ایسے ہرٹ نہیں کرتے ہیں، جیسے آپ مجھے کرتے ہیں۔۔۔ غان آپ کیوں میرے ساتھ

ارمغان شاہ کے سینے سے لگے وہ چہرہ بلند کیے معصوم لہجے میں اسے اپنی inspirations۔۔۔؟؟ بتارہی تھیں۔ جو اس نے فیری ٹیل کی کہانیاں پڑھ کر inspirations تھی۔ یہ جذبات اور امیدوں کی وہ fictional demands!!۔۔۔ حاصل کیں تھیں۔ اور شاید اپنے پارٹنر کے لیے بھی۔۔۔

اسکے سب معصوم شکووں پر بے بسی سے سانس کھینچتے ہوئے ارمغان شاہ نے اسکے ماتھے پر ٹکا ہوا چشمہ نکال کر ٹیبل پر رکھ تھا۔ کیونکہ کچھ لمحے پہلے اس نے مالا شاہ کی آنکھوں کو چومنے کے لیے اسکا چشمہ اوپر کیا تھا۔

اپنے گول مٹول چہرے پر نظر کا بڑا سا چشمہ لگائے اس نے ہمیشہ کی طرح ارمغان شاہ کا دل وارفتگی سے دھڑکا یا تو وہ جاں فدا ہوتے مسکرا کر اسکے ماتھے کو چوم گیا۔ پر چاہ کر بھی وہ اپنی معصوم منکوحہ کو یہ نہیں بتا رہا تھا۔ کہ فکشنل کریکٹرز حقیقت میں exist نہیں کرتے ہیں۔ کیونکہ حقیقت میں تو ہر طرف انساں بسے ہوئے تھے۔ جو خامیوں اور خوبیوں کا مکسچر ہوتے ہیں۔ جبکہ کہانیوں کے شہزادے تو کسی فرشتوں کو گمان دیتے تھے۔۔

تم میرے ساتھ دل لگانے کی کوشش کرو جاناں۔۔۔! بدلے میں ارمغان شاہ تم پر سے خود کو وار کر محبت کی نئی داستان رقم کر دے گا۔۔۔! مالا کے چہرے کو ہاتھوں میں بھر کر ارمغان شاہ اسکی آنکھوں میں

جھانکتے ہوئے گھمبیر لہجے میں بولا تو مالا کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا۔ وہ ساکت ہوتے اسے دیکھنے لگی تو وہ گہرا مسکراتے ہوئے نرمی سے اسکے پر حدت ہونٹوں پر جھک گیا۔

آج اسکے لمس میں پہلی بار نرمی تھی۔ جس کو محسوس کرتے مالا شاہ کے اندر تک جذبات کی رو بہتی چلی گئی تھی۔ ارمغان شاہ نے مزید بے قرار ہوتے نرمی سے اسکے نچلے لب کو اپنے ہونٹوں میں دباتے ہوئے محسوس کرنا شروع کیا تھا۔ جس کو محسوس کرتے مالا شاہ ایک دم سے مچل کر اسے تھامنے لگی۔

ارمغان شاہ نے اسکی بے چینی کو محسوس کیا تو اسکی کمر کو دبوچ کر خود کے مزید نزدیک کرتا چلا گیا۔ جس پر مالا شاہ کا چہرہ بھانپ چھوڑنے لگا تھا۔ جبکہ وہ دیوانہ وار پہلی بار خود پر ضبط کرتے ہوتے اس پر اپنا نرم لمس لٹانے کی کوشش میں تھا۔ ارمغان شاہ نے اسکے ہونٹوں کو وا کرتے ہوئے اچانک بے باکی پر اتر کر مالا شاہ کی جینز پر ہاتھ پھیرا تو مالا نے آخری حد تک لرزتے ہوئے دور ہونے کی کوشش کی۔ لیکن وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے اپنے وجود میں قید کر چکا تھا۔۔

کہانیوں میں پرنس ایسے ہی نرمی سے پیار کرتے ہیں نا مالے۔۔۔!! چند سکینڈز کے لیے اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتے ہوئے وہ اسے بھاری آواز میں اچانک چھیڑتے ہوئے بولا تو وہ شرم کے مارے مسکراتے ہوئے

نظریں جھکا گئی۔اسے لال گلابی ہوتے دیکھ کرار مغان بھرپور مسکراتے ہوئے پہلے سے بھی زیادہ بے خود ہوتے ایک بار پھر اسکے ہونٹوں کو قید کرتا چلا گیا تھا۔

سالے کہاں لے کر جارہا صبح صبح۔۔۔؟؟ ہاشم شاہ نے کوفت سے ڈرائیونگ کرتے ہوئے حابیل شاہ سے ایک بار پھر پوچھنے کی کوشش کی تھی۔

جو آج اتوار والے دن ناشتہ کرتے ہی عالم شاہ اور ہاشم شاہ کو زبردستی اپنے ساتھ لے آیا تھا۔۔ہاشم شاہ فرنٹ پر پیسنجر سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔جبکہ حابیل شاہ ڈرائیونگ کر رہا تھا تو عالم شاہ پیچھے بیٹھا تھا۔۔

بڑی اس کو باہر دھکا دے دیں۔۔۔! انکے ہزار بار بھی پوچھنے پر جب حابیل شاہ نے انکو جواب نہ دیا تو چڑتے ہوئے عالم شاہ نے فرنٹ پر بیٹھے ہوئے ہاشم شاہ کو نیک مشورے سے نوازا تھا۔۔جس کو سن کر ہاشم شاہ کی بے اختیار ہنسی نکل گئی۔جبکہ حابیل شاہ مڑ کر پیچھے بیٹھے ہوئے بے غیرت کو گھورنے لگا۔جو ناک چڑھاتے ہوئے اسکی گھوریوں کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنا موبائل نکال کر بیٹھ گیا تھا۔۔

آپ دونوں اگر کچھ دیر کے لئے چپ ہو کر بیٹھ جائیں گئے۔ تو میرا نہیں خیال کہ اس وجہ سے آپکی جائیداد لٹ جائے گی۔۔۔ اور میں کونسا اپکو جہنم کے راستے پر چھوڑنے جارہاہوں جو آپ لوگوں سے دو گھڑی صبر ہی نہیں ہو رہا۔۔۔!! انکے بار بار ایک ہی سوال اور اب عالم شاہ کے مشورے کو سن حابیل شاہ تنگ آتے زرا جھنجھلا کر طنز کر گیا تھا۔ اب کی بار تڑپنے کی باری ان دونوں کی تھی۔ جو یقیناً جہنم کے لفظ کو سن کر ہوئی تھی۔

استغفار۔۔۔!! تیرے جیسے خبیث انسان جائیں ہاں جہنم میں ہم کیوں جانے لگے۔۔۔!! جہنم کے لفظ پر ہاشم شاہ اور عالم شاہ کی زبان سے بیک وقت توبہ کا لفظ بلند ہوا تھا۔ جس کو سن کو حابیل شاہ نے ہنسی دبالی۔

بے غیرت نے میرا سارا پلین خراب کر کے رکھ دیا ہے۔۔۔!! ہاشم شاہ جس نے آج اتوار کو اچھا خاصا موڈ بنایا ہوا تھا۔۔ کہ آج وہ پورا دن اپنی بیوی کی جان خلاصی نہیں کرے گا۔ لیکن حابیل شاہ کے زبردستی یہاں لانے پر اسکا سارا پلین ہی چوپٹ ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ بھی سلگتے ارمانوں کے ساتھ اسے کوس گیا۔ پر حابیل شاہ کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ وہ انکی ہر پھٹکار کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکالے جارہا تھا۔ اور بلآخر اپنی منزل پر پہنچ کر اس نے اچانک زوردار بریک لگائی تو وہ دونوں ہی چونک گئے۔۔۔

یہاں پر گاڑی کیوں روک دی ہے۔۔۔؟ عالم شاہ نے باہر سے اپنے گاؤں کا منظر دیکھتے ہوئے بے اختیار استفسار کیا۔

کیوں کہ ہم یہیں پر آئے ہیں۔۔!! دائیں جانب لگے چھوٹے سے

بازار کو دیکھتے ہوئے حابیل شاہ نے جواب دیا اور ڈیش بورڈ سے ماسک اٹھا کر انکی جانب پھینکے۔۔۔

کیا مطلب ہم یہیں پر آئے ہیں۔۔۔؟؟ ہاشم شاہ نے اسکے جواب پر بے ساختہ نا سمجھی سے پوچھنا چاہا تھا۔اور ساتھ ہی ایک نظر باہر کی جانب دہرائی۔ جہاں انکے گاؤں کی عورتوں گروپ بنا کر چلتے ہوئے بازار کی جانب جارہیں تھیں۔۔۔انکے اتنے سوالوں پر ماسک لگاتے ہوئے حابیل شاہ نے تیزی سے سرد سانس کی۔

آپ لوگ مجھے اتنا عجیب نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہیں۔؟ ہمارے گاؤں کا ہی بازار ہے۔ کونسا یہاں پر جن بھوت چلتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔۔۔ جو آپ لوگ اتنے حیران کن ہو رہے ہیں۔۔۔!! ان دونوں کے تاثرات کو نظر انداز کرتے ہوئے

حابیل شاہ نے بالکل نارمل انداز میں کہنا چاہا تھا۔ وہ تو ایسے بول رہا تھا۔ جیسے وہ سب بچپن سے اس بازار میں آتے ہوں۔ اس لئے اس میں کوئی بڑی بات نہیں تھی۔۔

آج ناشتے میں کیا تو نے اپنا دماغ بھی ساتھ ہی فرائے کر کے کھا لیا تھا۔ جو تو اب ہمارا دماغ پکانے کی کوشش میں ہے۔۔۔! یہ تھرڈ کلاس چالاکیاں چھوڑ کر سیدھی طرح بتا، کہ ہمیں یہاں پر کیوں لایا ہے۔۔۔! حابیل شاہ کے چل انداز پر ایک دم سے بھڑکتے ہوئے عالم شاہ نے اسے لتاڑا تھا۔ جبکہ ہاشم شاہ کے تاثرات بھی کچھ اس سے الگ نہیں لگ رہے تھے۔ انکا سوال کرنا بنتا تھا۔ آج یوں پہلی بار حابیل شاہ کا انکو یہاں پر زبردستی لانے کا مقصد تو انکی سمجھ سے باہر تھا۔۔۔

انکو مشکوک نظروں کو خود پر جمے دیکھ کر بلآخر حابیل شاہ نے نارمل رہنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے بولنا شروع ہوا۔۔۔

اچھا میں مختصر کر کے یہاں آنے کا مقصد بتاتا ہوں۔۔۔!! حابیل شاہ ہاتھ سے انکو پر سکون رہنے کا اشارہ کرتے بات شروع کرنے لگا تو ہاشم شاہ نے تیزی سے اسکی بات کاٹ دی۔۔

تو مختصر نہ بھی کر۔۔۔!! ہمیں ساری تفصیل بیان کرنے میں چاہے آج کا پورا دن لے لے۔۔۔! پر اس نامعلوم بے غیرتی پر روشنی ضرور ڈال۔۔! کہ ہماری سنڈے کی چھٹی خراب کر کے ہمیں یہاں پر لانے کا تیرا کیا مقصد ہے۔۔۔!! ہاشم شاہ نے گھورتے ہوئے اسے ساری بات بتانے کا کہا تو حابیل آنکھیں سکیڑ کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولنا شروع ہوا۔ جبکہ ہاشم شاہ کے الفاظ پر عالم شاہ کی ہنسی نکل چکی تھی۔

شادی سے پہلے بیلا یہاں پر شاپنگ کرنے آتی تھی۔ لیکن تب ہمارے گاؤں میں یہ بازار منگل والے دن لگایا جاتا تھا۔ پر اب کچھ عرصے سے یہ بازار منگل سے شفٹ ہو کر سنڈے پر آ چکا ہے۔ اس لئے اب یہ بازار اتوار بازار کے نام سے جانا جاتا ہے۔ بیلا نے جب مجھے بتایا تھا۔ کہ وہ اس بازار میں شاپنگ کرتی رہی ہے۔ تو میرے اندر اس جگہ کو دیکھنے کا بے حد تجسس پیدا ہو گیا تھا۔ تاکہ دیکھ سکوں۔ کہ ہاسم شاہ کی بیٹی جس جگہ پر شاپنگ کرنے جاتی ہے۔ وہ جگہ کیسی ہے۔

آج چونکہ سنڈے تھا۔ اس لئے میں آپ لوگوں کو اپنے ساتھ یہاں پر لے کر آیا ہوں تاکہ میرے ساتھ ساتھ آپ لوگ بھی اس جگہ کو وزٹ کر کے کھوج لگا سکیں۔ کہ یہ جگہ شاپنگ کرنے کے لحاظ سے کیسی ہے۔۔۔"

چہرے پر ماسک لگائے وہ بالکل سیریس لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے انکو اپنے ساتھ اس بازار میں لانے کا بیک گراؤنڈ بتا رہا تھا۔ جس کو سن کر ہاشم شاہ کی آنکھیں بڑی ہوتی زرا بے یقین ہو چکی تھیں۔ جبکہ حابیل شاہ

والے الفاظ سن کر عالم شاہ کا نہ چاہتے ہوئے گاڑی میں قہقہ گونجنے لگا۔۔ جس پر حابیل شاہ tourist کے خود بھی سیریس رہنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ کیونکہ اگر وہ انکے سامنے ہنس پڑتا تو یقیناً نہیں بلکہ دو سو فیصد یہ ہونا تھا۔ کہ وہ اسکے اس بازار کو وزٹ کرنے پر انکار کر دیتے۔۔۔

عالم۔۔!!! یہ کہا بول رہا ہے۔۔۔!! ہاشم شاہ نے بے یقینی کی سی کیفیت میں حیرانی سے پیچھے مڑتے ہوئے عالم شاہ کو مخاطب کیا تو عالم شاہ پھر قہقہ لگاتے ہوئے سر پیچھے گرا گیا۔

بن گیا ہے۔۔۔ قسم سے ایک منٹ tourist بڑی۔۔۔!! یہ آپکا بھتیجا اپنی بیوی کے عشق میں پاگل ہو کر کے لئے مجھے لگا تھا۔ کہ جیسے یہ اس بازار کا بیک گراؤنڈ بتا رہا ہے۔ کہیں ہم نے مغلیہ سلطنت کا کوئی پرانا بازار تو نہیں دریافت کر لیا۔۔۔!! عالم شاہ نے بامشکل ہنسی کے زور کو روکتے ہوئے کہا تو اسکی بات کو سنتے ہوئے ہاشم شاہ کا بھی قہقہ نکل گیا۔۔ جبکہ حابیل شاہ ماکس کے پیچھے سے ہنسی کو ضبط کرتے ہوئے اُنہیں مصنوعی گھورنے لگا تھا۔۔

ہاں اور یہ کیا بول رہا تھا۔۔۔ اس جگہ کو وزٹ کر کے کھوج لگا سکیں۔۔۔!! ہاشم شاہ کو اسکے باقی الفاظ بھی یاد آئے تو انکو دہراتے ہوئے وہ دونوں پھر ہنستے ہوئے پاگل ہونے لگے۔۔

یار بڑی اب اس میں اتنا بھی کوئی ہنسنے کی بات نہیں ہے۔۔۔! پلیز جلدی نیچے اتریں ہمیں اندر بھی جانا ہے۔۔! انکو مصنوعی گھوری سے نوازتے ہوئے حابیل شاہ تیزی سے بولا تو ہاشم شاہ نے ہنسی کو روک کر اسکو زہر بھری نظروں سے دیکھنا شروع کر دیا۔۔

عشق میں تیرے دماغ کے پرزے ہلے ہونگے۔پر ہمارے ابھی بالکل سلامت ہیں۔۔۔! سالے ہم اس گاؤں کے سردار ہیں۔۔۔اور تو چاہتا ہے۔کہ ہم اس بازار میں صرف تیرے کہنے پر منہ اٹھا کر اندر چلے جائیں۔اور کل کلاں کو پورے گاؤں میں یہ بات مشہور ہو جائے کہ شاہ خاندان پر غریبی آگئی۔اس لئے وہ لوگ گاؤں کے ایک عام سے بازار میں منڈلاتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔۔" ہاشم شاہ نے تیکھے لہجے میں بولتے ہوئے اسکو عقل دینا چاہی تھی۔جو کچھ بھی بولے جا رہا تھا۔۔

یار بڑی یہ اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔۔! میں یہ ماسک اسی لئے تو ساتھ لایا ہوں۔۔! تاکہ کسی کو پتہ نہیں چلے۔کہ ہم کون ہیں۔بس ایک بار چکر لگا کر آ جائیں گئے۔۔۔!! حابیل شاہ نے ماسک انکو پکڑاتے ہوئے منت کی تو

ہاشم شاہ نے پیچھے مڑ کر عالم شاہ کو دیکھا۔ جو سرے سے ہی ہاتھ کھڑے کر چکا تھا۔ کہ اس سے ایسی کوئی امید نہ کی جائے۔۔

زیادہ ڈارمے نہ کر، ورنہ گھر جا کر لاڈو کو تیرے خلاف بھڑکا دوں گا۔۔۔!! عالم شاہ کے نخرے دیکھانے پر حابیل شاہ نے تپتے ہوئے اسے دھمکی لگائی تو عالم شاہ بدلے میں آبرو آچکا گیا۔۔

چل عالم۔۔۔! اسکی یہ خواہش پوری کر ہی دیتے ہیں۔ نہیں تو بعد میں کہیں پتہ چلے۔ کہ حابیل ارباز شاہ ایک بازار کی کھوج لگانے کی خواہش میں دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔۔!! ماسک اٹھا کر پہنتے ہوئے ہاشم شاہ نے اس پر طنز کے تیر چلاتے ہوئے عالم شاہ کو راضی ہونے کا کہا تھا۔ بدلے میں حابیل شاہ تاسف سے انکو دیکھتا رہ گیا۔ جو صرف اتنی سی بات پر اسکی الگ سے ہی کلاس لے رہے تھے۔۔

عالم شاہ نے ہنستے ہوئے ماسک اٹھا کر چہرے لگایا تو حابیل شاہ ان دونوں کی طرف کیپ پھینک کر گاڑی سے نیچے اتر گیا۔ چہرے پر ماسک اور کیپ پہنے کے بعد وہ اربیلا شاہ کے اتوار بازار کا وزٹ کرنے کے لیے مکمل طور پر تیار تھے۔۔۔

\-

سالے تجھے عشق میں امتحان دینے کے لئے صرف یہ بازار ہی ملا تھا۔۔؟عالم شاہ نے سلگتے ہوئے سرخ چہرے سمیت اسے جھاڑ پلاتے ہوئے گھورا تھا۔ وہ تینوں بازار کے اندر داخل ہو چکے تھے۔۔۔

ناول: سن سائیاں

وہ تینوں یہاں پر آتو چکے تھے۔پر بازار کا حال دیکھ کر بے ساختہ ہاشم شاہ اور عالم کو احساس ہو رہا تھا۔ کہ انہوں نے بہت بڑی غلط کی ہے۔انکے بر عکس حابیل شاہ کا confidence ابھی تک ویسے کا ہی قائم تھا۔۔ جیسے یہاں آنے سے پہلے تھا۔۔۔

بڑی میں اس گندی جگہ پر ایک سیکنڈ مزید نہیں رکنے والا۔۔!آپ نے اسکے ساتھ مل کر اس بازار کی کھوج لگانی ہے۔تو سو دفعہ لگائیں۔پر میں گاڑی میں جا کر بیٹھ رہا ہوں۔۔۔"اس سستے بازار کے اندر ہر طرف نظریں گھماتے ہوئے عالم شاہ کو بے اختیار کراہیت سی محسوس ہو رہی تھی۔کیونکہ وہ جس جگہ پر کھڑے تھے۔وہیں قریب ہی گوشت کی چھوٹی چھوٹی دکانیں لگی ہوئی تھیں۔جس کی وجہ سے ہر طرف بس مکھیاں ہی اڑتی ہوئی نظر آرہیں تھیں۔۔

ارے بھاڑ میں گئی اسکے عشق کی کھوج۔۔۔! میں خود تیرے ساتھ گاڑی میں بیٹھنے والا ہوں۔۔اس نے مجنوں بن کر اس بازار کی خاک چھاننی ہے تو سو کیا ہزار بار جا کر چھان آئے۔۔۔"اسی کے سے انداز میں غصے سے بولتے ہوئے ہاشم شاہ نے بھی جواب دیا تھا۔ جس کو سن کر حابیل شاہ آنکھیں سکیڑتے ہوئے انکو دیکھنے لگا۔

ان تینوں کو لوگ عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ انکے حلیے سے کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا۔۔کہ انکو یہاں کے سستی چیزوں کی ضرورت ہو گی۔ چہرے پر ماسک اور کیپ پہنے وہ ہر کسی کی توجہ کھینچ رہے تھے۔ جبکہ عالم شاہ نے تو چڑتے ہوئے اپنی سبز آنکھوں کو سن گلاسز کے پیچھے چھپا لیا تھا۔ کیونکہ اسے لوگوں کی عجیب نظریں بے حد اریٹیٹ کر رہیں تھیں۔۔۔

جائیں۔۔! شوق سے جا کر گاڑی میں جا کر تشریف رکھیں۔۔۔! پر گاڑی کے اندر آپ لوگ تب ہی بیٹھ سکتے ہیں نا۔۔جب گاڑی کی چابی آپ لوگوں کے پاس ہو گی۔۔۔۔! شان وبے نیازی سے کہتے ہوئے حابیل شاہ نے آگے چلنا شروع کیا تو وہ اسے گھور کر رہ گئے۔ جو جان بوجھ کر انکو اپنے ساتھ گھسیٹنا چاہ رہا تھا۔ تاکہ وہ اکیلا یہاں پر پھرتے ہوئے عجوبہ نہ لگے۔ بازار میں چونکہ عورتوں کی تعداد زیادہ تھی۔اس لئے ہاشم شاہ اور عالم شاہ دونوں کو ہی الجھن سی ہو رہی تھی۔

آجائیں۔۔۔ یہاں سے چاچی کی پسندیدہ چوڑیاں بھی ملتی ہیں۔۔" زرا سا پیچھے آتے ہوئے حابیل شاہ نے اچانک کمینے سے لہجے میں ہاشم شاہ کو ساتھ آنے کے لیے اکسایا تھا۔۔ جس پر ہاشم شاہ ابرو اٹھاتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔

میں کسی صورت نہیں جاؤں گا۔۔۔! انکی گفتگو سنتے ہوئے عالم شاہ سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے حتمی فیصلہ سنا گیا۔۔

تیرے تو فرشتے بھی جائیں گئے۔۔۔! چل آگے لگ میرے۔۔۔! ورنہ یہیں پر شور ڈالنے لگوں گا۔ کہ یہ عینک والا اس بازار میں عورتوں کو اغوا کرنے کے لیے آیا ہوا ہے۔اور اغوا کرنے کے بعد جا کر انکے جسم کے اعضاء بیچ دے گا۔۔۔"

عالم شاہ کے خوامخواہ کی اکڑ دیکھانے پر حابیل شاہ نے دانت پیستے ہوئے اسے خطرناک حد تک دھمکی دے ڈالی تھی۔ جس کو سن کر ہاشم شاہ کا قہقہ بے ساختہ تھا۔ جبکہ عالم شاہ تو حیرانی سے آنکھیں پھیلا کر اس کمینے انسان کو دیکھ گیا۔ جواب کندھے اچکاتے ہوئے شاید اسے باور کروانا چاہ رہا تھا۔ کہ اگر وہ ساتھ نہیں چلا تو حابیل شاہ سچ میں ایسا کر گزرے گا۔۔۔

سو مجنوں مرے ہونگے۔ تو پھر کہیں جا کر تیرے جیسا لعنتی بازاری عاشق پیدا ہوا ہوگا۔۔۔" حابیل شاہ کی بلیک میلنگ پر اندر تک کلستے ہوئے عالم شاہ اسے اچھی خاصی موٹی گالی سے نواز کر آگے بڑھ گیا تھا۔ اسکے راضی ہونے پر حابیل شاہ نے فتح مندی سے ہاشم شاہ کو آنکھ ونک کی۔۔ جبکہ انکی منہ ماری پر ہاشم شاہ بار بار ہنس رہا تھا۔

وہ چلتے ہوئے اب بازار کا مکمل طور پر معائنہ کرنے لگے تھے۔ بازار میں ہر طرف دیکھتے ہوئے انکو بیچ میں حیرانی ہو رہی تھی۔ کہ اربیلا شاہ یہاں پر آتی تھی۔ اور کہیں نا کہیں حابیل شاہ اب پہلے سے زیادہ الجھ بھی چکا تھا۔

کہ آخر بیلا کے گھر والوں کا سلوک اسکے ساتھ ہی ایسا کیوں تھا۔۔ کہ سب اولاد میں سے وہ صرف یہاں پر آ رہی تھی۔ جبکہ باقی سب عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے تھے۔ حابیل شاہ کو اب اسکے تلخ رویے کی سمجھ آنے لگی تھی۔ کہ شروع کے دنوں میں وہ کیوں اس قدر بے اعتباری دیکھاتی تھی۔۔۔

بڑی وہ رہی چوڑیاں۔۔۔!! عالم شاہ نے اچانک سامنے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ہاشم شاہ کو مخاطب کیا تھا۔ اسکے اشارے کی تقلید میں وہ دیکھنے لگے۔۔ جہاں چھوٹا سا چوڑیوں کا سٹال لگا ہوا تھا۔ وہ تینوں بے اختیار سٹال کے قریب آئے تو دکان دار ایک دم سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

جی صاحب۔۔۔!! دکان دار تیزی سے انکے لمبے چوڑے وجود کا جائزہ لینے لگا تھا۔اپنی شخصیت سے وہ اسے کہیں سے بھی عام نہیں لگ رہے تھے۔

یہ کتنے کی ہیں۔۔۔؟؟ رنگ برنگی چوڑیوں پر نظر دہراتے ہوئے ہاشم شاہ نے زرا جھجھکتے ہوئے پہلے قیمت پوچھی۔ایسی سٹریٹ شاپنگ اسکی زندگی کا پہلا تجربہ تھی۔اس لئے وہ ابھی وہ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔

صاحب یہ ڈیڑھ سو کی ایک درجن ہیں۔۔۔!! قیمت پوچھنے پر دکان دار نے جلدی سے ریٹ بتایا۔تو ہاشم شاہ زرا الجھن وحیرت سے اپنے بھتیجوں کی طرف مڑا۔۔۔

یہ سچ میں اتنی سستی ہیں۔۔ یا یہ ڈر کے مارے ہمیں کم بتا رہا ہے۔۔! کہیں اسکو ہمارے بارے میں پتہ تو نہیں لگ گیا۔۔۔ مجھے لگتا ہے یہ ڈیلنگ میں نہیں کر پاؤں گا۔۔! تم دونوں میں سے کون اسکو اپروچ کرنا پسند کرے گا۔۔۔" دکان دار کو اپنا منتظر دیکھ کر ہاشم شاہ ماسک کے پیچھے سے آہستہ آواز میں الجھن کا شکار ہوتے بول رہا تھا۔۔۔

بڑی آپ تو ایسے بول رہے ہیں۔۔ کہ جیسے ہم لوگوں کا بچپن یہاں پر ہی گزرا ہو۔۔۔! اس مجنوں کو بولیں نا۔۔ جو ہمیں یہاں پر لے کر آیا ہے۔ اس نے اتنی انفارمیشن اکھٹی کی ہوئی ہے یقیناً اسکو یہاں کی ڈیلنگ بھی آتی ہو گی۔۔۔" ہاشم شاہ کی بات کا برا مانتے ہوئے عالم شاہ نے پاس کھڑے حابیل شاہ کو پھر طعنے دیے تھے۔۔۔ جبکہ دکان دار اب پریشان نظروں سے انکو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو کوئی جواب دینے کی بجائے پتہ نہیں ایک دوسرے کے ساتھ کن باتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔۔۔

تیری تو ویسے ہی بک بک کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔۔! ہٹیں پیچھے میں خود بات کرتا ہوں۔۔۔" عالم شاہ کو جان بوجھ کر بحث شروع کرتے دیکھ کر حابیل شاہ زرا آگے ہو کر خود بات کرنے لگا تھا۔ اس چھوٹے سے سٹال سے وہ چوڑیاں خرید رہا تھا۔ جبکہ اربیلا شاہ اس سب سے بے خبر تھی۔

اپنے کمرے میں بیٹھی وہ کوئی لیکچر سننے میں مصروف تھی۔ سنڈے ہونے کی وجہ سے آج سب گھر پر ہی تھے۔ بیلا آج چھٹی کے دن اپنے ہینڈسم شوہر سے ڈرائیونگ سیکھنے والی تھی۔ پر ابھی چونکہ وہ کسی ضروری کام کے باعث باہر گیا ہوا تھا۔۔ اس لئے بیلا نے اسکے لوٹنے سے پہلے پہلے اپنا کام نبٹانے کا سوچا تھا۔ تاکہ بعد میں وہ باقی دن سکون سے ڈرائیونگ سیکھ سکے۔

بیلا نے جب سے اپنی اکیڈمی میں لڑکی کو اتنے اعتماد سے ڈرائیونگ کرتے دیکھا تھا۔ اسی دن سے اسکے اندر بھی یہ شوق پیدا ہو چکا تھا۔ اس کام کے لئے وہ کافی دیر سے حابیل شاہ کی منتیں کر رہی تھی۔

پر مصروفیات کی وجہ سے وہ چاہ کر بھی اسکا یہ شوق پورا نہیں کروا پا رہا تھا۔ لیکن آج بیلا اسے پکا کر چکی تھی۔ کہ آج وہ ہر صورت ڈرائیونگ کی پہلی کلاس لے کر رہے گی۔ وہ بے صبری سے حابیل شاہ کے واپس آنے کی منتظر تھی۔۔۔

لیکچر ختم ہوا تو بیلا نے ٹائم دیکھ کر موبائل نیچے رکھ کر ایک زوردار انگڑائی لی۔ بلیک کلر کی فراک کے ساتھ کیپری پہنے وہ سادگی میں بھی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے وہ جو بند آنکھوں سے خود ہی مسکرائے جا رہی تھی۔ کہ اچانک کسی خیال کے تحت اسکی آنکھیں ایک دم سے کھلتے ہوئے چمک اٹھیں۔۔

فوراً اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے اس نے ریموٹ اٹھا کر کمرے کی پہلے لائٹس آف کیں۔ گلے سے دوپٹہ نکال کر بیڈ پر اچھالتے ہوئے وہ اپنے فیری ٹیل ڈانس کے لئے بالکل تیار تھی۔ آج تو ویسے بھی وہ بہت خوش تھی۔ اس لئے اسکا دل جھومنے کو چاہ رہا تھا۔

کمرے میں رکھے منی سپیکر پر بیلا نے پہلے اپنا مخصوص سانگ پلے کیا۔ یہ منی سپیکر کچھ دن پہلے ہی اس نے حابیل شاہ سے منگوائے تھے۔ جن کو روم میں وہ بہت اچھے سے سیٹ کر چکی تھی۔

سانگ پلے کرنے کے بعد آنکھیں بند کر اس نے آہستہ آہستہ سٹیپ لینا شروع کیا تھا۔ کمرے کی سامنے والی دیوار پر اسکا دلکش عکس صاف نظر آ رہا تھا۔ جسم کے خدوخال جھومتے ہوئے کسی بھی دیکھنے والے کو مبہوت کر سکتے تھے۔ حابیل شاہ چاہ کر بھی یہ امیجن نہیں کر سکتا تھا۔۔ کہ اسکی اتنی کھڑوس اور غصیلی بیوی اس قدر خوبصورت ڈانس کر سکتی ہے۔ یہ راز یقیناً اس کے لئے بہت شاکنگ ہونے والا تھا۔

اربیلا شاہ اپنے کمرے میں مست انداز میں ہلکا پھلکا ڈانس کرنے میں مصروف تھی۔۔ جبکہ اپنی مستی میں وہ یہ بھول چکی تھی۔ کہ وہ کمرے کا دروازہ بند کرنا بھول گئی ہے۔۔۔

روقاش جو اسے بلانے کے لیے اسی طرف آرہی تھی۔ کہ کمرے میں گونجتے ہوئے اتنے لاؤڈ میوزک کو سن کر بے اختیار ٹھٹک کر رکتی چلی گئی۔

مالا شاہ کو دو دن سے بخار تھا۔ اس لئے روقاش ابھی تھوڑی دیر پہلے اسے پچھلے لان میں بٹھا کر آئی تھی۔۔ کیونکہ بخار کی وجہ سے وہ روم میں بند ہو کر رہ گئی تھی۔ سب وہیں بیٹھ کر چائے پیتے ہوئے باتیں کر رہیں تھیں۔ کہ روقاش یہاں اربیلا شاہ کو بلانے کے لیے آگئی۔ کیونکہ وہ کافی دیر سے کمرے میں بند لیکچر سننے میں مصروف تھی۔۔

یہ اتنا لاؤڈ میوزک لگا کر لیکچر سن رہی ہے کیا۔۔۔؟؟ روقاش نے زرا حیران ہوتے آگے ہو کر دیکھنا چاہا تو کمرے کا منظر دیکھتے ہی اسکی ہیزل آنکھیں صدمے سے پھٹی چلی گئیں۔۔۔

اربیلا کو ڈانس کرتے دیکھ کر وہ اپنی جگہ پر شاکڈ ہو چکی تھی۔ لیکن پھر وقت نہ ضائع کرتے ہوئے روقاش نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے موبائل سے سب کو میسیج کرتے ہوئے جلدی سے یہاں پر آنے کا کہا تھا۔ بیلا کو میسیج کرنے کے بعد روقاش چپکے سے اسکی ویڈیو بھی بنانا شروع ہو گئی تھی۔

بیلا کو اتنے خوبصورت انداز میں ہلکے پھلکے سٹیپ کرتے دیکھ کر وہ سچ میں شاکڈ تھی۔اس لئے وڈیو ریکارڈ کر رہی تھی۔تا کہ بعد میں یقین دہانی کے لیے استعمال کر سکے۔۔۔روقاش کے میسیج کرنے کے ٹھیک دو منٹ بعد مائرہ، شرجینا، مالا یہاں پر پہنچ چکی تھیں۔۔۔

انکے آنے پر روقاش نے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے انکو خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔وہ نہیں چاہتی تھی۔۔کہ انکی آواز پر بیلا متوجہ ہو کر رک جائے۔۔روقاش نے آگے ہو کر دیکھنے کا اشارہ کیا تو سب تجسس کناں ہوتی چلی گئیں۔۔۔

انہوں نے روقاش کے قریب ہو زرا سا چہرہ آگے کرتے ہوئے کمرے کے اندر جھانکا۔تو انکاری ایکشن بھی روقاش جیسا ہی تھا۔بیلا کو دیکھ کر مالا اور مائرہ کا تو منہ ہی کھل چکا تھا۔۔انہوں نے ششدر ہوتے روقاش کی طرف دیکھا تو وہ سر ہلاتے ہوئے حامی بھر گئی۔۔انداز ایسے تھا۔۔جیسے کہنا چاہ رہی ہو۔۔بھئی تم لوگ جو دیکھ رہی ہو۔وہ حقیقت ہی ہے، کوئی خواب نہیں ہے۔۔۔

بھابھی ڈانس کرتے ہوئے کتنی خوبصورت لگ رہیں ہیں ناچاچی۔۔۔۔!!شرجینا نے مبہوت ہوتے بیلا کو ڈھمکا لگاتے دیکھا تو آہستہ آواز میں تعریف کرتی چلی گئی۔

شرجینا کی تعریف بالکل بجا تھی۔ کیونکہ اربیلا شاہ اپنے خوبصورت سراپے اور حسن کے ساتھ اس انداز میں کسی کا بھی دل لوٹ سکتی تھی۔ جو ڈانس اس نے پہلے ہلکے پھلکے سٹیپ لیتے شروع کیا تھا۔ وہ اب مستی سے آگے نکل کر جنون بنتا نظر آرہا تھا۔ ناگن کی طرح کمر مٹکاتے ہوئے دیوار پر بنے اپنے عکس کو وہ دلکش بناتی جا رہی تھی۔۔

اچانک انکے کانوں میں ہاشم شاہ کی بھاری آواز پڑی تو وہ سب ہڑبڑاتے ہوئے دروازے سے پیچھے ہٹ گئیں۔۔

تم لوگ پچھلے لان میں جاؤ۔۔۔! میں انکو وہیں لے کر آتی ہوں۔۔! اور بیلا کو اس سب کے بارے میں خبر مت ہونے دینا۔۔۔" سب کو بیک وقت نصیحت اور واپس جانے کا کہہ کر رو قاش تیزی سے اپنے شاہ کی طرف بھاگی تھی۔ جو ناشتہ کرتے ہی کہیں غائب ہو گیا تھا۔ اور اب آدھے سے زیادہ دن گزرا کر واپس آرہا تھا۔

بھابھی تو آج آپ ڈرائیونگ سیکھنے والی ہیں۔۔۔؟ زیام شاہ نے اچانک بیلا کو مخاطب کرتے سوال کیا تھا۔ حابیل شاہ کے واپس آنے کا سن کر وہ اسی بلیک فراک پر دوپٹہ لے کر بھاگتے ہوئے یہاں پر پہنچی تھی۔ کیونکہ اس نے حابیل شاہ کی موجودگی یہیں پر اخذ کی تھی۔۔

لیکن وہ تینوں اپنے بازار کے دورے سے واپس آنے کے بعد فریش ہونے کے لئے کمرے میں جا چکے تھے۔ جبکہ روقاش انکی بازار والی شاپنگ کا بڑا سا ٹوکرا ارمغان شاہ کی مدد سے اٹھائے یہاں پر آ رہی تھی۔ زیام شاہ کے سوال کا جواب بیلا نے سر ہلاتے ہوئے پرجوشی سے دیا تھا۔۔

یہ کیا ہے۔۔؟ ارمان نے ناسمجھی سے سوال کیا۔۔

بڑی اور بھائی لوگ ان سب کے لیے شاپنگ کر کے آئے ہیں۔ بس وہی ساز و سامان ہے۔۔'' تھیلے کو ٹیبل پر رکھتے ہوئے جواب ارمغان شاہ نے دیا تو وہ سر کو جنبش دے گیا۔۔

یہ لوگ شاپنگ کرنے گئے تھے کیا۔۔؟ بیلا حیرانگی سے اتنی ساری چیزیں دیکھے گئیں۔۔

غان اسکو دھیان سے رکھو، اس میں چوڑیاں ہیں۔۔۔" پلاسٹک کے ایک بیگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے روقاش جلدی سے بولی تو وہ کندھے اچکاتے ہوئے احتیاط سے رکھنے لگا۔۔۔روقاش نے باری باری سب بیگ کھولے تو وہ سب حیرت زدہ سی ہوتی چلی گئیں۔۔۔

اتنی زیادہ چوڑیاں...؟؟ شرجینا پل بھر میں منہ کھول گئی تھی۔۔۔

جھمکے بھی ہیں۔۔۔! مالا شاہ نے زرا چہکتے ہوئے مزید بتایا تو اسکو خوش دیکھ کر ارمغان شاہ جاں نثار ہوتے مسکرا دیا۔ آج کل وہ اسکے ساتھ بالکل ٹھیک تھی۔ ارمغان شاہ اسکا بہت خیال رکھ رہا تھا۔ تو مالا شاہ بھی اس کیئر پر راضی نظر آ رہی تھی۔۔

لڑکیوں زرا صبر رکھو۔ کیونکہ ابھی بہت کچھ باقی ہے۔۔۔! انکی excitement دیکھتے ہوئے روقاش نے پائلیں، رنگز اور بھی بہت سی چیزیں نکال لی تھیں۔

یہ سب silver antique jewelry تھی۔ جس میں مالا سیٹ پتہ نہیں کیا کچھ ہاشم شاہ نے خرید لیا تھا۔ چونکہ اس نے سب کے لیے شاپنگ کی تھی۔ تو اس لحاظ سے چیزوں کی تعداد بھی بڑھ چکی تھی۔ اس

جیولری انکو کافی پسند آئی تھی۔اس antique شاپنگ میں عالم شاہ اور حابیل شاہ نے اپنا حصہ ڈالا تھا۔یہ لئے وہ خریدتے چلے گئے تھے۔حویلی میں اس طرح کی جیولری مالا شاہ سب سے زیادہ سٹائل کرتی تھی۔۔۔

چاچی میں چوڑیاں پہن لوں۔۔۔!اپنے سائز کی چوڑیاں نکالتے ہوئے شر جینا ایک دم سے انکو پہنے کے لئے بہت excited ہو گئی۔

پہن لو میری جان اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے۔۔۔!بلکہ ایسے کرو لاڈو کے ساتھ ساتھ تم سب بھی آج بھر بھر کر چوڑیاں پہنوں۔۔۔!روقاش نے ہنستے ہوئے شر جینا کو اجازت دینے کے ساتھ باقیوں کو بھی اچانک حکم سنا ڈالا تھا۔جس پر عمل کرتے وہ اپنی کلائیوں میں چوڑیاں پہنا شروع ہو گئیں۔۔

میں پہناؤ۔۔۔؟ارمان شاہ نے مائرہ شاہ کو مخمور نظروں سے دیکھا تو اس کے مخاطب کرنے پر وہ ایک دم چونک کر اسے دیکھنے لگی۔جو آنکھوں میں ان گنت جذبات لیے اسے تک رہا تھا۔۔ناک منہ چڑھاتے ہوئے مائرہ شاہ خود ہی چوڑیاں پہننے لگی۔ جبکہ زبان سے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔

سب لڑکیوں نے تیزی سے اپنی دونوں کلائیوں کو ڈھیر ساری چوڑیوں سے سجا لیا تھا۔۔۔

اوئے چلو تم دونوں اب ہماری تصویریں بناؤ۔۔۔! روقاش نے رعب سے ارمان شاہ اور ارمغان شاہ کو حکم دیا تو وہ سر کو خم دیتے پاکٹ سے اپنے اپنے موبائل نکال گئے۔ جبکہ ان سے چند قدم دور زیام شاہ ٹائیگر کو سہلا رہا تھا۔ جو حویلی میں آکر پہلے سے بھی زیادہ ہڈ حرام ہو چکا تھا۔۔

روح اپنے اس لاڈلے کو بھی چوڑیاں پہنا دیں۔۔۔! کیونکہ اس میں شیروں والی اب کوئی بات نہیں رہی ہے۔۔۔! زیام شاہ کی اونچی آواز نے روقاش کو اچانک مخاطب کرتے ٹائیگر میاں کی شان میں الفاظ ادا کیے تو ٹائیگر پٹ سے آنکھیں کھول کر دیکھنے لگا۔

کیا تکلیف ہے تمہارے ساتھ کیوں میرے بیٹے کو تنگ کر رہے ہو۔۔" زیام شاہ کو جواب دے کر وہ چلتے ہوئے اسکے قریب آئی تو ٹائیگر اپنی ماں کو آتے دیکھ کر جلدی اٹھ کھڑا ہوا۔۔

یہ دیکھو ٹائیگر میں نے چوڑیاں پہنی ہیں۔۔۔! اپنی لال چوڑیوں سے سجی کلائیاں اسے دیکھاتے ہوئے روقاش خوشی سے بولی تھی۔ جبکہ ٹائیگر اپنا پنجہ اٹھا کر اپنی ماں کی چوڑیاں کو چھو کر محسوس کرنے لگا تو اگلے ہی پل خوشی کے اظہار پر اس نے ہنسنے کی کوشش کی۔۔

یااللہ پناہ۔۔۔! یہ ہنستے ہوئے کتنا منحوس لگتا ہے یار۔۔۔! ارمغان اور ارمان جو ابھی وہاں آکر کھڑے ہوئے تھے۔۔کہ بے اختیار ٹائیگر میاں کو بتیسی نکالنے کی کوشش کرتے دیکھ کر خوف سے ولاحول ولا پڑھتے چلے گئے۔۔۔آخر اتنا خونخوار شیر ہنستے ہوئے کتنا ہی کیوٹ لگ سکتا تھا۔۔۔جبکہ ٹائیگر میاں انکو اگنور مارتے ہوئے روقاش کے ساتھ جھپی لگا چکے تھے۔۔۔

روح اگر آپ اس نمونے کے ساتھ ایسے ہی جھپیاں لگاتی رہیں نا۔تو میرے سے لکھوا کر رکھ لیں۔کہ وہ دن دور نہیں ہے۔جب بڑی نے اپکو جھپی لگانے سے صاف انکار کر دینا ہے۔۔۔!ان ماں بیٹے کے پیار کو دیکھتے ہوئے ارمان شاہ بے اختیار بے شرمی سے بولتا چلا گیا۔اسکے الفاظ پر زیام اور ارمغان قہقہ لگانے لگے تھے۔۔۔

کیا بکواس کیے جا رہے ہو۔۔۔!! شرم سے لال پڑتے ہوئے روقاش نے زرا غصے سے ان تینوں کو گھورا۔۔۔

لو جی ہمیں کیوں آنکھیں دیکھا رہی ہیں۔۔۔!اپنے اس ننھے منے کاکے کو شرم دلائیں نا۔۔جو نہاتا نہیں ہے۔۔۔!! زیام شاہ منہ ٹیڑھا کرتے جواب میں بول گیا تھا۔۔۔

کیا مطلب نہاتا نہیں ہے۔۔۔"زیام شاہ کے الزام لگانے پر روقاش کے تاثرات نا فہمی میں ڈھل گئے تھے۔ ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے استفسار کیا تو ٹائیگر زیام شاہ کو زرا گھور کر وہاں سے نکلنے لگا۔جوٹا پک شروع ہو گیا تھا۔اب وہاں کھڑے ہونا خطرے سے خالی نہیں تھا۔۔

یہ دیکھ لیں۔۔۔!نہانے کا ابھی نام ہی لیا ہے۔اور آپکا راج دلارا پتلی گلی نکل پڑے ہیں۔۔"ٹائیگر کے بھاگنے پر ارمغان شاہ دانت پیستے ہوئے بول گیا تھا۔وہ سب ہی جانتے تھے۔کہ مسٹر ٹائیگر کی نہانے کے نام سے بھی جان نکلتی ہے۔

فارم ہاؤس پر بھی نہانے کے نام پر وہ بے غیرتی پر اتر آتا تھا۔جو ملازم اسکو زبردستی نہلاتے تھے۔ان پر ہر وقت وہ جان بوجھ کر دھاڑتا رہتا تھا۔مقصد صرف انکو ڈرانا ہوتا تھا۔تاکہ وہ اسکے قریب بھی نہ آئیں۔لیکن جس دن ٹائیگر کے نہانے کا دن ہوتا تھا۔

اس دن حویلی میں سے کسی ایک کو فارم ہاؤس پر ضرور حاضری دینا پڑتی تھی۔ان میں سے کوئی ایک جب تک ٹائیگر کے سامنے کھڑے نہیں ہوتا تھا۔تب تک وہ ملازموں سے قابو بھی نہیں آتا تھا۔اسی لئے اب بھی وہ نہانے کا نام سن کر جا کر اپنے پنجرے میں تشریف رکھ چکا تھا۔

یہ سچ میں نہیں نہاتا کیا۔.؟کب سے نہیں نہایا بھلا۔۔۔؟ٹائیگر پر نظر ثانی کرتے ہوئے روقاش نے زرا کنفیوز ہوتے سوال کیا۔۔

لو بھلا چاچی ہم کیوں اس معاملے میں جھوٹ بولنے لگے۔۔آپکا بیٹا پچھلے پندرہ دنوں سے ملیں نہایا ہے۔۔ بے شک جا کر اسکو خود پوچھ لیں۔۔بلکہ پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔جس قدر باسی اسکی شکل نظر آرہی ہے۔اتنا ہی ثبوت کافی ہے اسکے گندہ ہونے کی۔۔۔"روقاش کے سوال کا تفصیلی جواب ارمان شاہ دے کر واپس مڑ گیا تھا۔کیونکہ انکے بھائی اور بڑی فریش ہو کر آگئے تھے۔۔

ہیں۔۔۔؟؟؟پندرہ دن۔۔۔!! صدمے کے مارے روقاش کی آنکھیں پھیل گئیں تھیں۔وہ بھی چلتے ہوئے ٹیبل کی پاس آگئی۔۔جہاں بیلا بے صبری سے حابیل شاہ کے انتظار میں کھڑی تھی۔۔

کیا ہوا۔۔؟؟ یہ پندرہ دنوں کی کیا بات ہو رہی ہے۔۔۔؟؟ ہاشم شاہ نے پاس آتے غور سے اپنی بیوی کی بڑی ہوتی آنکھیں دیکھی تھیں۔ جبکہ حابیل شاہ تو اپنی پیاری سی بیوی کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔۔

بیلا۔۔۔!! تمہارے چہرے کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟ یہ اتنا سرخ کیوں ہو رہا ہے۔۔۔؟؟ طبعیت تو ٹھیک ہے نا تمہاری۔۔؟ آگے بڑھ کر اسکی پیشانی کو چھوتے ہوئے وہ پریشانی سے سوال کر رہا تھا۔ اسکے پریشان لہجے پر باقی سب بھی اچانک بیلا کہ جانب متوجہ ہو گئے تھے۔

جس کا چہرہ سچ میں سرخی مائل ہوا پڑا تھا۔۔۔

اسکے سرخ چہرے کو دیکھ کر روقاش کی نظریں بے اختیار معنی خیزی ہوتی مسکرانے لگیں تھیں۔ روم میں وہ جس قدر جنون سے جھوم رہی تھی۔ اس طرح سانس پھولنے سے چہرہ سرخ ہی ہونا تھا۔ اور شاید حابیل شاہ کے آنے کا سن کر وہ بھاگتے ہوئے یہاں کر آئی تھی۔ اس لئے اسے خود کو نارمل نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔ روقاش اندازہ لگانے میں مصروف تھی۔۔

کک کچھ نہیں ہوا مجھے۔۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں حابیل۔۔۔" اسکے اتنے سوالوں پر بیلا نے گھبراتے ہوئے اسے مسکرانے کی کوشش کرتے اسے تسلی دینے کی کوشش۔۔پر حابیل شاہ کے تاثرات میں کوئی فرق نہیں تھا۔۔۔

اوئے لمبو۔۔۔وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔! بس تم لوگوں کے آنے سے پہلے ہم یہاں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہی تھیں۔۔اس لئے سانس پھولنے کی وجہ سے یہ سرخ ہو رہی ہے۔۔۔" حابیل شاہ کو ہنوز پریشان دیکھ کر روقاش نے چل انداز میں بولتے ہوئے اسے ریلیکس کیا۔ تو حابیل شاہ نے اختیار نفی میں سر ہلاتے ہوئے بیلا کو دیکھ گیا۔۔جو سائل پاس کرتے ہاں میں سر ہلا رہی تھی۔

عالی یہ دیکھیں ہم نے چوڑیاں پہنی ہیں۔۔۔" کوئی کچھ بولتا جب شر جینا چہکتے ہوئے عالم شاہ کے پاس آئی تھی۔ اپنی دونوں کلائیاں سکے سامنے لہراتے ہوئے وہ خوش ہونے لگی تو عالم شاہ اسکی نازک کلائیوں پر لال چوڑیاں دیکھ کر مبہوت سا ہو گیا۔۔۔

ماشاءاللہ میرا بچہ تو بہت پیارا لگ رہا ہے۔۔۔ بھئی۔۔۔" شر جینا کی چوڑیاں دیکھ کر سب سے پہلے ہاشم شاہ نے اسکی تعریف کی تو وہ مزید خوش ہو گئی۔ جبکہ عالم شاہ نے قربان ہوتے اسکی کلائیوں پر ہونٹ رکھ دیے

تھے۔اسکی اس حرکت پر ایک دم سے سٹپٹا کر شر جینا کا رنگ بدلا تو سب تیزی سے ہنستے چلے گئے۔ جبکہ شر جینا بوکھلا کر عالم شاہ کے سینے میں چھپ گئی تھی۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔لو بھئی عالم تمہاری بیوی تو شرمانے لگی ہے۔۔۔"روقاش نے ہنستے ہوئے شر جینا کو چھیڑا تو عالم شاہ بھی ہنستے ہوئے اسے سینے میں بھینچنے لگا۔جو سچ میں رخصتی کے بعد اب اس سے بہت شرماتی تھی۔ سب پیار بھری نظروں سے اسکا شرمانا دیکھ رہے تھے۔۔۔

چاچو۔۔۔!!چاچی کو بھی شرمائیں۔۔۔!!روقاش کے چھیڑنے پر احتجاج کرتے ہوئے شر جینا نے اپنے بے اختیار اپنے چاچو کو پکارا تھا۔۔وہ سیدھا سیدھا اپنے چاچو کو مشورہ دے رہی تھی۔کہ وہ بھی کچھ ایسا کر کے روقاش کو شرمانے پر مجبور کرے۔۔۔

جو حکم میرا بچہ۔۔۔!!شر جینا کے کہے پر عمل کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے آگے بڑھ کر اچانک روقاش کے گال کو زرا سا چھوا تو روقاش آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھتی چلی گئی تھی۔جبکہ سب کے سامنے ہاشم شاہ کی جسارت پر اسکے گال دہک کر لال ہونے لگے تھے۔اس بار چھیڑنے کی باری شر جینا کی تھی۔۔۔

چاچی شرما رہیں ہیں۔۔۔"""روقاش کی حالت دیکھ کر وہ خوشی سے نعرہ لگانے والے انداز میں بولی تو سب قہقہ لگا گئے۔ جبکہ ہاشم شاہ ہنسی ضبط کرتے ہوئے دلچسپ نظروں سے آپکی بیوی کا خوبصورت روپ دیکھ رہا تھا۔ جو لائٹ ریڈ کلر کے خوبصورت ڈریس میں چوڑیاں پہنے اسکا دل پل بھر میں دھڑکا چکی تھی۔۔۔

میں جا رہی ہوں ٹائیگر کو نہلانے۔۔۔!! سب کے چھیڑنے پر وہ ناک چڑھاتے ہوئے مڑ گئی تھی۔ جبکہ اسکے الفاظ کو سمجھتے ہوئے ہاشم شاہ کچھ نا سمجھی کا شکار ہو گیا۔۔

اوئے تم لوگ ادھر آؤ میری مدد کرو۔۔۔!! اچانک مڑتے ہوئے روقاش نے اپنے تینوں چھوٹے بھتیجوں کو بلایا تھا۔ جو سر کو خم دیتے ہوئے اپنی چاچی کے پیچھے بڑھ چکے تھے۔۔۔

آؤ بیلا ہم بھی ڈرائیونگ سیکھنے چلیں۔۔۔! بیلا کا ہاتھ تھام کر حابیل شاہ گاڑی کی جانب بڑھا تو وہ خوشی سے جھوم اٹھی۔۔

میر و ملازم سے کہہ کر ہمارے لئے جوس وہیں بھجوا دو۔۔۔" حابیل شاہ نے مڑتے ہوئے مائرہ شاہ کو مخاطب کیا تو وہ سر ہلا کر ملازمہ کو بلانے لگی۔۔۔ عالم شاہ شرجینا کو ساتھ لیے وہیں چیئر پر بیٹھ گیا تھا۔

میرا کیوٹ بچہ کیسا ہے۔۔۔؟۔ہاشم شاہ نے مالا شاہ کے پاس بیٹھتے ہوئے اسکا بخار چیک کیا تو لاڈ بھرے انداز میں ہاشم شاہ کے کندھے پر سر رکھ گئی۔۔

میں ٹھیک ہوں چاچو۔۔۔! آہستہ آواز میں بولتے ہوئے مالا نے بے ساختہ اسے بے فکر کرنا چاہا تھا۔

اپنا خیال رکھا کرو میرا بچہ۔۔۔! کام کا اتنا زیادہ بوجھ لینے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔"مالا شاہ کے سر کو چومتے ہوئے وہ اسے سمجھا رہا تھا۔۔وہ اچھے بچوں کی طرح اسکی ہر بات ہو سر ہلا رہی تھی۔۔۔کہ تبھی انکی نظر اچانک سامنے اٹھی۔۔جہاں روقاش سمیت باقی ٹائیگر کو زبردستی پنجرے سے باہر نکال رہے تھے۔۔جبکہ زیام شاہ ملازم سے پانی والا پائپ سیٹ کروانے میں مصروف تھا۔۔۔

یہ کیا کرنے والے ہیں۔۔۔!! عالم شاہ نے بے اختیار استفسار کیا تھا۔۔جبکہ ہاشم شاہ کچھ کچھ سمجھ چکا تھا۔۔

عالم تم مالا کو کچھ کھلاؤ میں زرا ان گدھوں کو دیکھ لوں۔ جو مل کر میری بیوی سے اس بے غیرت کو نہلانے لگے ہیں۔۔۔" اسے ہدایت کر کے وہ دانت پیستے ہوئے جلن کے مارے تیزی سے اٹھ کر انکی طرف بڑھا تھا۔ جبکہ ہاشم شاہ کی جلن وہ سر نفی میں ہلاتے ہوئے ہنس پڑے تھے۔۔

شام کا وقت تھا۔ جب تھوڑی دیر پہلے ہی وہ سب لان سے اٹھ کر اندر آ چکے تھے۔ روقاش فریش ہونے کے بعد اب رات کے کھانے کی تیاری کروا رہی تھی۔۔ جبکہ بیلا اجی دس منٹ پہلے کی اپنا ڈرائیونگ کا شوق پورا کر کھا اندر آ کر بیٹھی تھی۔۔

صوفے سے ٹیک لگائے وہ کافی آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔۔ جبکہ روقاش اچانک اسکی بڑھی۔۔۔

ہو گیا تمہارا ڈرائیونگ کا شوق پورا۔۔! اب یہ بتاؤ خوش خبری کب سنا رہی ہو۔۔۔؟ بیلا کے سامنے بیٹھتے ہوئے روقاش نے اچانک اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔؟؟ بیلا پٹ سے آنکھیں کھولتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگی تھی۔

لو اس میں مطلب والی کیا بات ہے۔۔؟ مجھ سے پہلے تمہاری شادی ہوئی تھی۔ تو بتاؤ کب خوش خبری سنا رہی ہو۔۔۔؟ روقاش بالکل نارمل انداز میں سوال کر رہی تھی۔ جبکہ بیلا کی آنکھیں حیرت سے بڑی ہو گئی تھیں۔۔۔

ایسا کچھ بھی نہیں ہے روح۔۔۔؟؟ ایک دم سے گھبرا کر اس بیلا نے نظریں چرا لی تھیں۔۔

کیا مطلب ایسا کچھ نہیں۔۔؟ روقاش نے ٹھٹک کر اسکے تاثرات دیکھے۔۔ اور اٹھ کر اسکے قریب آ کر بیٹھ گئی۔۔۔

جبکہ اس بار اربیلا شاہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے روقاش کو دیکھا تھا۔ کو استفہامیہ انداز میں اسے دیکھے جا رہی تھی۔۔

اسکے مسلسل دیکھنے پر سرد سانس خارج کرتے اربیلا نے اسے بتانا شروع کیا۔ کہ ابھی انکے بیچ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔۔ ساری تفصیل جان کر روقاش کو پہلے صدمہ لگا اور پھر بے اختیار اسکا دل کیا تھا۔ کہ اپنا ماتھا

پیٹ لے۔۔۔اس نے تو صرف اسے چھیڑنے کے لئے یہ بات شروع کی تھی۔پر وہ کب جانتی تھی۔۔کہ یہاں پر کہانی ہی الٹی چل رہی ہے۔۔

کیا اس حویلی میں سب لڑکیاں کی بے وقوفوں کی سردار پائی گئیں ہیں۔۔۔؟بے وقوف لڑکی کیا شوہر کو باہر کی لڑکیوں کے لئے بچا کرر کھ رہی ہو۔۔جو ابھی تک اسکو اسکے حق سے محروم کرر کھا ہے۔۔۔!!!روقاش چباتے ہوئے مسلسل طنزیہ انداز میں بولتی جارہی تھی۔جبکہ بس نہیں چل رہا تھا۔کہ بس بیلا کر کچھ کر دیتی۔۔

کیا مطلب ہے روح۔۔۔!میں کیوں اپنے شوہر کو باہر کی لڑکیوں کے رکھوں بھئ۔۔۔!!بیلا تیزی سے برا مناتے ہوئے جواب میں بول گئ تھی۔۔

میڈم جیسے تم ابھی تک چل رہی ہو نا۔۔وہ دن دور بھی نہیں جب وہ لمبو خود ہی کہیں باہر منہ مارنا شروع ہو جائے گا۔۔کیونکہ یہاں گھر میں تو اسکی اپنی حق حلال کی بیوی کے نخرے جو ختم نہیں ہو رہے ہیں۔۔۔" روقاش غصے سے پھر اٹکے سیدھے انداز میں طنز کرتے اسے ڈرانے لگی تھی۔شاید اسے بیلا کی اس مصنوعی معصومیت پر تپ چڑھ رہی تھی۔اس لئے وہ غصے سے کچھ بھی بول رہی تھی۔۔

یار پیاری ساسوماں کیوں مجھ معصوم کو فضول میں اچانک ڈرانا شروع ہو گئیں ہیں۔۔! میرے حابیل ایسے نہیں ہیں۔۔ وہ میرے علاوہ کسی کی طرف بھی دیکھ سکتے ہیں۔۔۔"اربیلا شاہ نے بے اختیار روہانسے ہوتے پر اعتماد میں حابیل شاہ کی وکالت کرنا چاہی تھی۔ شاید اتنے عرصے میں اسے حابیل شاہ کی محبت پر اتنا تو یقین ہو ہی چکا تھا۔۔ کہ وہ اسکے سوا کسی کو بھی نہیں چاہ سکتا ہے۔۔۔

واہ قربان جاؤں میں۔۔۔!! بی بی کو شوہر کی محبت پر اتنا یقین ہے۔ تو میڈم اتنا یقین ہونے کے باوجود بھی آپ نے ابھی تک انکو قریب آنے کیوں نہیں دیا۔۔؟؟ روقاش ہونہہ کرتے پھر طعنے دینے والے انداز میں سوال کر رہی تھی۔ جس کا جواب اب کم از کم اربیلا شاہ کے پاس نہیں تھا۔۔

دیکھو اربیلا۔۔۔!! تم اب کوئی کم سن یا چھوٹی بچی نہیں ہو اور نا ہی لاڈو ہو۔۔۔!! جس کو میں شوہر کی اطاعت کا سبق پڑھاتی بھی اچھی لگوں۔۔!! لیکن تم جو کر رہی ہو وہ سراسر غلط ہے۔ میں تمہیں وارن کر رہی ہوں۔ کہ تم نے اگر جلدی ہی کوئی سٹیپ نہ لیا تو تم بہت جلد حابیل شاہ کو کھونے والی ہو۔۔"

بیلا کے خاموش رہنے پر روقاش ایک دم سے بے حد سنجیدہ ہوتے اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ کیونکہ سچ میں اسکی بے قوفی پر اسے افسوس ہورہا تھا۔ جس چیز کی وجہ سے میاں بیوی کا رشتا مضبوط اور مکمل ہوتا ہے۔ اربیلا شاہ نے وہموں کا شکار ہوکر ابھی تک اسی چیز کو مکمل نہیں کہا تھا۔۔

روح ایسے نہیں بولیں۔۔! میری زندگی میں حابیل شاہ کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو مجھ سے محبت کرے۔۔ شاید حابیل وہ پہلے انسان ہیں۔ جنھوں نے مجھ محبت کی ہے۔ اگر مجھ سے یہ اکلوتی محبت بھی چھن گئی تو میں مرجاؤں گی۔۔" اسکی سنگین باتوں سے خوفزدہ ہوتے بیلا کی وائلٹ آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہوچکے تھے۔۔

بے وقوف لڑکی میں نے تمھیں رونے کا تھوڑی بولا ہے م میں تو صرف تمھیں عقل دینا چاہ رہی ہوں۔ کہ اٹھو اور جاکر تیار ہوکر اپنے شوہر کر لو اسکا حق دو۔۔! تاکہ تم ان غلط تصورات سے ہمیشہ کی طرح نکل آؤ۔ اور دیکھ سکو کہ تمھیں پانے کے بعد حابیل شاہ تمہارا مزید دیوانہ کیسے ہوتا ہے۔۔"

اسے رونا سٹارٹ کرتے دیکھ کر روقاش نے اس بار گلے لگا کر پیار سے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

پر روح مجھے تیار ہونا نہیں آتا۔۔۔! سوں سوں کرتے اربیلا شاہ نے اچانک معصومیت سے اپنا دکھڑا رو دیا تو روقاش کو ہنسی آ گئی۔۔۔

لو اس میں کونسی بڑی بات ہے جانی۔۔۔! ڈیزائنر بھی ہمارے گھر اور میک اپ والی بھی۔۔۔! آ جاؤ اس معاملے میں ہم مالا شاہ اور مائرہ شاہ کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔اور تمہیں تیار کرنے کے بعد تمہارا ڈانس بھی دیکھے گئے۔۔۔"روقاش نے ساری پلاننگ کرتے ہوئے اچانک اربیلا شاہ کے سر پر دھماکا کیا تو وہ ایک جھٹکے میں پیچھے ہوئے ششدر ہوتی چلی گئی۔۔۔

چاچی مجھے بھی ساڑھی پہنی ہے نا۔۔۔" کھانا کھانے کے بعد وہ سب مل کر اربیلا شاہ کی تیاری میں مصروف تھیں۔جب اربیلا شاہ کی ساڑھی دیکھتے ہوئے اچانک شرجینا کو بھی ساڑھی پہننے کا شوق ہوا۔۔۔

کیوں نہیں میری جان۔۔۔! مالا ڈیزائنر بھئی اپنی پٹاری سے میرے بچے کے لئے بھی ساڑھی نکال کر لاؤ۔۔۔" لگے ہاتھ آج اس چھوٹی سی دلہن کو بھی تیار کر دیتے ہیں۔۔۔"لاڈ بھرے لہجے میں جواب دیتے

ہوئے روقاش نے شرارتی انداز میں آنکھ ونک کی تو اسکی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے شرجینا کے سوا باقی سب ہنس پڑیں۔۔ جبکہ یہ ذو معنی بات شرجینا شاہ کے پلے نہیں پڑی تھی۔۔ وہ نا سمجھی سے انکو ہنستے دیکھ رہی تھی۔۔

مامی یار کیوں آپ میری چھوٹی سے لاڈو پر ظلم کرنا چاہ رہی ہیں۔۔۔! بیلا کی ساڑھی کی پلیٹس سیٹ کرتے ہوئے مائرہ ہنستے ہوئے جواب میں بول گئی تھی۔ جبکہ مالا شاہ مڑتے ہوئے اب شرجینا کے لئے ساڑھی ڈھونڈ رہی تھی۔ وہ سب اس وقت مالا شاہ کے آفس میں تھیں۔ سب سامان یہیں پر منگوا کر وہ اربیلا شاہ کو تیار کرنا شروع ہو گئی تھیں۔۔۔

ظلم سمجھو یا جو بھی۔۔! پر میں تو ایسے ہی کروں گی۔۔ تم سب نے مل کر مجھے تیار کر کے جیسے اچانک پھنسایا تھا نا۔ آسانی سے تو میں بھی نہیں چھوڑنے والی۔۔" ناک چڑھاتے ہوئے روقاش مصروف انداز میں اپنی پلیننگ بتا رہی تھی۔ جبکہ ان سکے بیچ بیٹھی تیار ہوتی اربیلا شاہ کی آج الگ ہی حالت تھی۔ جس پر وہ قابو پانے کی کوشش میں تھی۔۔

چاچی یہ کیسی ہے۔۔۔؟ برش بالوں میں اٹھاتے ہوئے مالا نے اچانک روقاش کو مخاطب کیا۔ تو وہ سب مڑتے ہوئے اسے دیکھنے لگیں۔ جو ہاتھ میں بے بی پنک کلر کی ساڑھی پکڑے کھڑی تھی۔ شیفون کی بے حد خوبصورت ساڑھی تھی۔ شکر مالا شاہ نے ہر سائیز میں کچھ ساڑھیاں ڈیزائن کر کے رکھی ہوئی تھیں۔۔۔

پرفیکٹ۔۔۔!!! روقاش ڈن کر کے دوبارہ اربیلا شاہ کی جانب متوجہ ہوئی تو مائرہ اچانک شرارت سے بولی۔۔۔

یار مالا۔۔۔!! اگر آج سب ساڑھی پہن ہی رہیں ہیں تو کیوں نا ہم اپنی پیاری سی مامی کو بھی لگے ہاتھ ساڑھی پہنا دیں۔۔ کیا کہتی ہو۔۔؟ مائرہ کی شرارتی آواز نے سب کو متوجہ کیا تو روقاش ایک جھٹکے میں سر اٹھاتے ہوئے اسے گھورنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

خیال تو بہت نیک ہے۔ پلیز مالے جاؤ جا کر پیاری سا سوماں کے لئے بھی ساڑھی نکال کر لے آؤ۔۔ میں اکیلی کیوں شہید ہوں۔۔۔!! مائرہ شاہ کے خیال کو سراہتے ہوئے اربیلا شاہ نے بھی تائید کی۔ تو مالا شاہ ہنستے ہوئے ڈن کہہ کر پھر ایک بار الماریوں کی جانب مڑ گئی تھی۔۔۔

میں اس ساڑھی میں کیسے ڈانس کروں یار۔۔۔!! اپنی حالت پر شرم سے لال پڑتے اربیلا شاہ نے اچانک کمزور سا احتجاج کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

بالکل ویسے ہی کرو۔۔۔! جیسے ہمیں پہلے کر کے دیکھا رہی تھی۔۔ ہم آخری بار تمہاری پریکٹس دیکھنا چاہ رہے ہیں۔۔۔!! کینڈلز کو جلا کر روم کی لائٹس آف کرتے ہوئے روقاش نے بے اختیار اپنی گولڈن ساڑھی سنبھالی۔۔ آخر زبردستی اس ساڑھی کے کھیل میں وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹ ہی چکی تھیں۔

روقاش کے سخت لہجے پر اربیلا شاہ نے خود کو تیزی سے کوسا تھا۔ جو آج بے دھیانی میں دروازہ بیہ کرنا بھول گئی تھی۔ اور وہ سب اسکا سانس دیکھ چکیں تھیں۔ روم کی کی لائٹس مکمل طور پر بند تھیں۔ صرف کینڈلز کی روشنی ہی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔

یا پھر گلاب کی خوشبو نے کمرے کو مہکا دیا ہوا تھا۔ اربیلا شاہ کو تیار کرنے کے بعد انہوں نے لگے ہاتھ کمرے کو بھی سجا دیا تھا۔ جبکہ اس سے گھبراتے ہوئے بیلا کی جان ہوا ہو رہی تھی۔ پر شاید آج پیچھے ہٹنے کا کوئی ٹھکانا نہیں بچا تھا۔۔ کیونکہ روقاش کسی سخت گیر ساس کی طرح اسکے سر پر کھڑی تھی۔۔۔

اربیلا شاہ نے آخر کار خود کو تیار کیا تو وہ سب excited سی ہوتی چلی گئیں تھیں۔ کمرے کی لائٹس مکمل طور پر بند تھیں۔۔ صرف ایک سپاٹ لائٹ نے اربیلا شاہ پر فلوس کیا ہوا تھا۔ یہ ساری پلیننگ روقاش نے خاص طور پر کی تھی۔

بیلا کو تیار ہوتے دیکھ کر روقاش نے چپکے سے حابیل شاہ کو کمرے کی طرف جلدی آنے کا کہا تھا۔ اور ساتھ ہی مالا شاہ کو بھی اشارہ کر گیا تھا۔ جس نے نامحسوس انداز میں دروازہ کھول دیا تھا۔ تاکہ اسکے بھیا اندر آ سکیں۔۔۔

کبھی حابیل شاہ جو سب کے ساتھ بیٹھ کر باتوں میں مصروف تھا۔ کہ اچانک چونکتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کمرے کی طرف بڑھا۔ روقاش نے اسے خاموشی سے آنے کا کہا تھا۔۔۔

وہ دروازے پر پہنچا تو کمرے میں لاؤڈ میوزک سٹارٹ ہو چکا تھا۔

Bhitr bhitr aag jaly..

Baat kron to sek lgy....

ساڑھی کا پلو تھوڑا سا پیٹ سے ہٹاتے ہوئے بیلا نے اچانک سٹیپ سٹارٹ کر دیا تھا۔۔ہاتھوں سے آگ لگانے کا اشارہ کرتے اس نے اپنی پتلی کمر کو موو کرنا شروع کیا تھا۔۔

جبکہ دوسری طرف دروازے پر کھڑا جبیل شاہ کمرے میں اندھیرا اور پھر سپاٹ لائٹ میں اربیلا شاہ کو دیکھ کر وہ ایک دم سے حواس بوس ہو چکا تھا۔۔

میوزک ایک دم تیز ہوا تو گانے کے بول بھی بڑھتے چلے گئے تھے۔۔۔

A ji bhitr bhitr aag jaly...

Baat kron to sek lgy...

Oh..Mein chaand nigal Gai daiya...

Ang py esy chaaly pary...

Tej tha jhonka kaa kron...

Cee cee krti mein maron...

Jubaa py lga h laga ry....

Jubaa py laga namak ishaq ka Haye....

گانے کے مطابق مغرور سے تاثرات دیتے ہوئے بیلا نے اپنے ناگن سے وجود کو موو کرنا شروع کر دیا تھا۔ اسکے بر عکس حابیل شاہ تو صدمے کا شکار ہو چکا تھا۔۔۔

وائلٹ کلر کی نیٹ کی بیک لیس ساڑھی پہنے وہ ہوش اڑا رہی تھی۔۔ پتلی واضح ہوتی کمر پر باریک سا کمر بند سجائے وہ سچ میں چاند نگل رہی تھی۔۔

حابیل شاہ کے بے یقین سے تاثرات دیکھتے ہوئے بے اختیار رو قاش سمیت باقیوں کو ہنسی آگئی تھی۔۔ جبکہ اربیلا شاہ اسکی موجودگی سے بے خبر بس جلوے بکھیرنے میں مصروف تھی۔۔

بھاری قدم چلتے ہوئے وہ روم میں داخل ہو کر صوفے پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔ اسکے بیٹھتے ہی روقاش نے سب کو نکلنے کا اشارہ کیا۔۔۔ روم سے نکل کر وہ دروازہ بند کرتے ہوئے مالا شاہ اور مائرہ شاہ متجسس ہوتے چپکے سے اپنی بھابھی کا ڈانس دیکھنے لگی تھی۔۔ روقاش ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی تھی۔۔

جبکہ حابیل شاہ تو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ کہ اسکے کس کس زاویے پر نظر دہرائے۔ کیونکہ وہ اسکے انگ کی طرف بھی دیکھتا تھا۔ وہیں پر نظر ڈالنے کے بعد وہ گرمی کا شکار ہونے لگتا تھا۔ اسے ڈانس کرتے دیکھ کر وہ حیرت و استعجاب کا شکار ضرور ہوا تھا۔ پر ابھی اپنی حیرت سائیڈ پر رکھ کر اسے اپنی بیوی کا یہ آگ سا سراپہ اور راز دیکھنا تھا۔۔۔

صوفے سے ٹیک لگا کر بازو ٹکا کر وہ شرٹ کے بٹن کھول کر ٹانگ پر ٹانگ رکھ گیا۔۔۔ کہ اسی پل بیلا نے دیے تھے۔ جن کو دیکھ کر حابیل شاہ ہر expressions گول گھومتے ہوئے سی سی کرنے پر زور معنی طرح سے گھائل ہو چکا تھا۔۔ گانا بھی ختم ہونے کے قریب تھا۔۔ کہ تبھی ایک جھٹکے میں اپنی شرٹ نکال کر سائیڈ پر پھینکتے ہوئے ایک دم سے کھڑا ہوا تو دروازے پر کھڑی سب بوکھلا کر دروازہ بند کر کے بھاگ نکلی تھیں۔ روقاش نے بے اختیار ہنستے ہوئے اربیلا شاہ کی سلامتی کی دعا مانگی تھی۔ جو آج ممکن نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

حابیل اپنے قد آور دیو ہیکل وجود کے ساتھ اچانک اسکے سامنے آیا تو اسے دیکھتے ہی بیلا کی آنکھیں پھٹ گئیں۔ وہ یہاں پر اچانک کیسے آیا۔۔۔؟ وہ الجھتے ہوئے یہ سب سوچ پاتی کہ اس سے پہلے ہی وہ اسکی کمر کو دبوچ کر قریب کرتے ہونٹوں پر جھک چکا تھا۔

کمرے میں میوزک ابھی بھی چل رہا تھا۔ پر جذبات کے پیک پر جانے سے وہ بے بس ہوتا اسکی طرف آگیا تھا۔۔

جارہانہ طریقے سے اسکے لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں سے رنگ چراتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکی زبان پر تیزی سے دانت گاڑتے ہوئے کمر کو مٹھی میں بڑھتے محسوس کیا تھا۔ جبکہ اربیلا شاہ اس اچانک افتاد پر فریز ہوتے کانپنے لگی تھی۔۔۔ اسکا وجود مختلف سوچوں کا شکار ہوتے جلنے لگا تھا۔۔

حابیل شاہ نے اسکے ہونٹوں کو مکمل طور پر وا کرکے عادت سے مجبور ہوتے ایک جھٹکے میں ہاتھ پیچھے لے جا کر اسکی ساڑھی کے بلاؤز کی ڈوریوں کو توڑتے ہوئے الگ کردیں تھیں۔۔۔ اس قدر انوکھا روپ دیکھنے کے بعد صبر سے کام لینا ناممکنات میں سے تھا۔۔۔

اسکے ہونٹوں پر اچھی خاصی شدت لٹاتے ہوئے وہ ہر گزرنے والے سیکنڈ میں ابھی سے وائلڈ ہو رہا تھا۔۔ بیلا شاہ لرزتے ہوئے اپنے دل کو سنبھالنے کی کوشش میں تھی۔۔ جو سینے کی دیواروں سے سر پٹکتے ہوئے باہر نکلنے کو بے تاب ہو رہا تھا۔۔۔

اسکے لبوں کو اپنے دانتوں میں کھینچتے ہوئے وہ پیچھے ہٹ کر پھولی سانسوں میں بے اختیار اسے دیکھنے لگا۔ وہ بے حد حسین تھی۔ وائلٹ آنکھیں غضب کی تھیں۔ جبکہ گولڈن بالوں کا لوز سا بن بنائے وہ آنکھیں میچ کر لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔۔۔

تم آج سچ میں چاند نگل چکی ہو جانِ جہاں۔۔۔!! اسکے حسین روپ اور نقش پر نظریں دہراتے ہوئے وہ گھائل ہوتے لہجے میں تعریف کرتے بول گیا۔۔ جبکہ بیلا سانس روکے ہوئے تھی۔۔۔

میں اس تیاری کو کیا سمجھوں۔۔۔؟؟ اسکی گردن پر جھکتے ہوئے اچانک دانت گاڑ کر اس نے سرگوشی میں سوال کیا تھا۔۔

اہہ۔۔۔!! اسکی بے رحمی پر آہ بھرتے ہوئے بیلا اسے تھام گئی۔۔ جبکہ وہ بے باکی سے اپنا جواب جانے بنا اب اسکی گردن کو سک کرنا شروع ہو گیا تھا۔۔

بیلا کو دیوار میں زرا پش کرتے ہوئے حابیل شاہ کے ہونٹ بے باکی سے اسکی گردن پر سرکنے لگے تھے۔ وہ مچلتے ہوئے مدہوش سی سسکیاں لے رہی تھی۔ کیونکہ وہ مکمل طور پر اسے خود میں بھینچے ہوئے تھا۔۔۔

تیزی سے اسکا بلاؤز الگ کرتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکی ڈھرکنوں کو اپنے سینے کے ساتھ مس کیا تو بیلا اچانک بے جان سی ہونے لگی۔۔۔ کمرے میں گونجتا فسوں خیز میوزک اور سنہری روشنی اپنے رنگ بکھیرتے جا رہی تھی۔ حابیل شاہ اسکے نازک وجود کو اچانک بازوؤں میں اٹھا کر بیڈ کی طرف آیا۔۔ تو بیڈ پر پھول بکھرے دیکھ کر بے باکی سے مسکرا دیا۔۔

اس کے نازک وجود کو بیڈ پر لٹاتے ہی حابیل شاہ نے اسکے گال کو دانتوں میں دباتے ہوئے اسکی ساڑھی الگ کرنا شروع کر دی تھی۔۔ اسکے ہاتھوں کے لمس پر بیلا بار بار کمر اٹھاتے ہوئے بھاری سانسیں بھرنے لگتی تھی۔۔ وہ اسے کچھ بھی سوچنے سمجھنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔

حح۔۔۔ حابیل۔۔۔۔ !! اپنا وجود عیاں محسوس ہوتے ہی بیلا نے تڑپتے ہوئے خوف سے اسے پکارا۔۔۔ پر مقابل آج مکمل طور پر جذبات کی لہر میں ڈوب چکا تھا۔ اس لئے اسکی کمزور احتجاج کرتی کلائیوں کو جکڑ کر اسکے بدن پر لب رکھتا چلا گیا۔۔۔

اسکی دھڑکنوں پر دانت گاڑتے ہوئے حابیل شاہ اچانک شدت پسندی پر اترا تو کمرے میں بیلا کی سسکیاں گونجنے لگیں۔ لیکن یہ ذو معنی سسکیاں میوزک کی آواز میں کہیں گم ہو رہی تھیں۔۔۔

مر مٹنے والے انداز میں حابیل شاہ اسکی دھڑکنوں کو اچھے سے سک کر رہا تھا۔۔

آج تم مجھے ہر طرح سے گھائل کر چکی ہو بیلا۔۔۔! پلیز یہ ڈر خوف پرے کر دوں۔۔۔ کیونکہ میں اب پیچھے نہیں ہٹ پاؤں گا۔۔۔ تمہاری طلب آج مجھے اندر تک جھنجھوڑ رہی ہے۔۔۔" بے بسی سے گویا ہوتے حابیل شاہ نے اچانک اسکی کمر پر دانت گاڑ دیے تھے۔۔۔ جس پر تڑپتے ہوئے وہ بار بار مچل رہی تھی۔ بیلا کو اپنے بدن میں عجیب سے بے چینی اتری محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔

اس لئے بنا کچھ بولے بند آنکھوں سے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ کیونکہ اسکے جنونی شوہر کا لمس سرکتا جا رہا تھا۔۔ حابیل شاہ کی مونچھوں کی چھبن اپنی تھائی پر محسوس کرتے ہوئے اسکے وجود میں سنسنی خیزی ہو رہی تھی۔۔ جبکہ وہ بار بار اسکی تھائی کو چوم کر پیٹ کی طرف بڑھنے لگتا تھا۔۔

ایک دم سے وہ بے چینی کا شکار ہوا تو خود کو ہر پردے سے آزاد کرتے اربیلا شاہ کے اوپر اپنا سایہ کرتا چلا گیا۔۔۔

اسکے دیوہیکل وجود کو اپنے اوپر دیکھ کر وہ زرا سہمتے ہوئے آنکھیں بڑی کر گئی تھی۔۔۔ جبکہ اسے ڈرتے دیکھ کر وہ گہرا مسکرا دیا تھا۔۔

ڈرو نہیں۔۔۔!! نرمی سے بولتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکے ماتھے پر ہونٹ رکھے تو وہ روہانسے ہوتے ہونٹ کاٹتے لگی۔۔

پلیز۔۔۔!! اربیلا شاہ کی یک لفظی التجا اسکے کانوں میں سنائی دی تو وہ بے باکی سے آنکھ ونک کرتے ہوئے نفی میں سر ہلا گیا۔۔ مطلب آج کوئی رعایت نہیں ہونے والی تھی۔۔

اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکی ٹانگوں میں فاصلہ بنا کر بیلا کی دائیں ٹانگ کو پیٹ تک بینڈ کرتے موڑ دیا۔ بیلا کی گردن اسکی گرم سانسوں کی روانی سے جھلس رہی تھی۔ اسکی بند مٹھیوں کو کھولتے ہوئے حابیل شاہ نے ایک جھٹکے میں بھرپور طریقے سے خود کو اس میں گھول دیا۔۔

جبکہ اتنی شدت پر ار بیلا شاہ کے وجود کو جہاں بے اختیار جھٹکا لگا وہیں وہ بری طرح سسکتے ہوئے تڑپ اٹھی۔۔اسکی وائلٹ آنکھیں درد کی شدت سے سرخ پڑیں تو وہ نم ہوتی چلی گئیں۔اسکے برعکس حابیل شاہ سکون کی لہر محسوس کرتے مسکرانے لگا تھا۔۔۔

تمہارا نشہ بہت میٹھا ہے بیلا جان۔۔۔!!بیلا کی نم آنکھیں چومتے ہوئے وہ زو معنی لہجے میں بولتے ہوئے بے باکی سے ہنسا تو وہ شرم و خفت سے اسکے کندھوں پر مکے مارنے لگی۔۔۔

بالکل بات نہیں کروں گی آپ سے۔۔۔!!شرم سے دوہرے پڑتے خفگی سے دھمکی دی گئی۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔!!اسکی دھمکی کو سنتے ہوئے حابیل ہنستے ہوئے اسکے لبوں کو قید کر گیا۔اسکے لبوں کو شدت سے اپنے ہونٹوں میں الجھاتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکی ٹانگ کو سختی سے پیٹ تک بینڈ کرتے ہوئے اچانک شدت بھرا سٹروک دیا تو بیلا لرزتے ہوئے اسکے ہونٹوں پر دانت گاڑنے لگی۔اسکے میٹھے لمس پر وہ مدہوش ہوتے اسے اپنی شدتوں سے روشناس کروانے لگا تو بیلا نے مچلتے ہوئے جلدی سے اپنے ہونٹ آزاد کروائے۔۔۔

حا۔۔ بیل۔۔۔۔!! میں نہیں برداشت کر پا رہی۔۔۔!! ہونٹوں کو سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کرتے ہوئے وہ رونے والے انداز میں اچانک بولی تو وہ ٹھٹک کر اسے دیکھ گیا۔ جس کا چہرہ تکلیف سے سرخ پڑ رہا تھا۔۔ حابیل شاہ کو ایک دم سے اس پر ترس آیا تو رک کر اسکے چہرے پر نرمی سے ہونٹ رکھنے لگا۔۔

تم اتنی نازک ہو گی مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔۔! اسکے سائیڈ ہونٹوں کو چومتے ہوئے حابیل شاہ نے نرمی سے اسکی تھائیز سہلانا شروع کیں تھیں۔ تاکہ وہ کچھ نارمل ہو سکے۔۔

بیلا کے تاثرات کچھ پر سکون ہونے لگے تو وہ آنکھیں بند کر اسکے گلے میں بازوؤں کا حصار بنا گئی۔ جبکہ مقابل کے جذبات اب منہ زور ہوئے تھے۔ اسکی تھائیز کو جکڑتے ہوئے وہ بے قراری سے اسکے اندر پھر اترتا چلا گیا تھا۔۔

دونوں ہاتھوں میں اسکی پتلی کمر کو دبوچ کر وہ بیلا کے ہونٹوں کو دانتوں میں دباتے ہوئے بار بار خود کو اس میں گھولنے لگا تھا۔ بیلا نے ایک دم بہکتے ہوئے اپنی کمر اٹھاتے ہوئے حابیل شاہ کے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں دبایا تو وہ ذرا حیرت زدہ ہوتے اسے دیکھ گیا۔ لیکن پھر اگلے ہی پل اسکی ٹانگوں کو مزید وائلڈ طریقے سے دبوچتے ہوئے وہ بے باکی سے اپنے وجود کو اسکے ساتھ مس کرتے ہوئے اس میں سرائیت کرنے لگا۔۔

بیلا نے بھاری سانس لیتے ایک دم سے اسکے ہونٹوں کو آزاد کیا تو حابیل فوراً اسکی دھڑکنوں پر جھک کر انہیں سک کرنے لگا۔ کمرے میں بار بار بدلنے والا میوزک حابیل شاہ کے جذبات کو بھی کبھی نرم تو کبھی شدت پسند کر رہا تھا۔ بیڈ پر گونجتی انکی سانسوں کا رقص کافی معنی خیزی سا تھا۔۔۔

ناول: سن سائیاں

ناول: سن سائیاں

عالم شاہ کمرے میں داخل ہوا تو سامنے کا منظر دیکھ کر ساکت ہوتا چلا گیا تھا۔ کیونکہ اسکی چھوٹی سی بیوی شیشے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنی ساڑھی کا پلو لہراتے ہوئے خود کو دیکھ رہی تھی۔

پنک کلر کی ساڑھی میں بالوں کو کندھوں پر کھلا چھوڑے وہ عالم شاہ کو فریز ہی تو کر گئی تھی۔۔

شرجینا شاہ نے آئینے سے عالم شاہ کا عکس دیکھا تو ایک فوراً خوش ہوتے اسکی جانب مڑی تھی۔۔۔

عالی۔۔۔ میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔۔؟؟ تیزی سے اسکی طرف مڑتے ہوئے شرجینا نے پرجوشی سے چہکتے ہوئے استفسار کیا تھا۔۔ جبکہ عالم شاہ نے تو اسکی خوبصورت مسکراہٹ دیکھ کر دل تھام لیا تھا۔ کانوں میں ڈائمنڈ کے چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہنے پہلی بار گلابی ساڑھی پہنے وہ عالم شاہ کو مبہوت کر چکی تھی۔

عالی۔۔۔!!اسکے ٹکٹکی باندھ کر خود کو دیکھنے پر شرجینا آنکھیں سکیڑتے ہوئے اسکے نزدیک آگئی۔ اسکے دوبارہ مخاطب کرنے اور پاس آنے پر وہ چوکتے ہوئے ہوش میں لوٹا تھا۔شرجینا کے سوالیہ نظروں سے خود کو دیکھنے پر عالم شاہ نے دلکشی سے مسکراتے ہوئے اسکی کمر کو دبوچتے ہوئے ایک دم سے نزدیک کیا تو وہ ناسمجھی سے اسے دیکھے گئی۔

آج اپنے عالی کی جاں لینے کا ارادہ کیا ہوا ہے کیا۔۔۔؟رات کے اس وقت کیوں اتنی خوبصورت لگ رہی ہو عالم جاں۔۔۔!!اسکے چہرے کے نزدیک اپنا چہرہ کرتے ہوئے عالم شاہ بھاری آواز میں بولا تو شرجینا شرماتے ہوئے پلکیں گرا گئی۔۔اسکے نازک وجود کو ایک جھٹکے میں بازوؤں میں اٹھا کر عالم شاہ نے پیر سے دروازہ بند کر دیا تھا۔اور پھر اسے ایسے ہی بازوؤں میں اٹھا کر وہ صوفے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

صوفے پر بیٹھتے ہی عالم شاہ نے اسے اپنی گود میں بٹھایا اور اچانک شرجینا کے ہونٹوں کو فوکس میں لیتے ان پر جھک گیا۔شرجینا نے ایک دم سے کانپتے ہوئے اسکی قمیض کی کالر کو ہاتھوں میں جکڑ لیا تھا۔جبکہ وہ دیوانہ وار اسکے ہونٹوں کو چومتے ہوئے صوفے سے ٹیک لگاتے شرجینا کو اپنے اوپر مکمل طور پر جھکا چکا تھا۔۔۔

اسے ساڑھی میں پہلی بار دیکھ کر اسکے ارمان مچل اٹھے تھے۔اس لئے بنا کچھ بولے وہ اپنا لمس بکھیرنے میں مصروف ہو گیا۔۔نرمی سے کچھ دیر کے لیے اسکے ہونٹوں کو محسوس کر کے عالم شاہ پیچھے ہٹا تو شرجینا اسکے سینے پر سر ٹکا گئی۔

عالم شاہ نے اس ریشم کی ساڑھی میں ملبوس اس نوخیز وجود کو خود میں شدت سے بھینچا تو شرجینا ایک دم سے کانپتے ہوئے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی۔جبکہ عالم شاہ خود پر سے ضبط کھو رہا تھا۔پر اسے ابھی کچھ دن مزید صبر سے کام لینا تھا۔کیونکہ کل سے شرجینا کے ایگزام شروع ہونے والے تھے۔

کھڑی ہو کر مجھے گھوم کر دیکھاؤ۔۔۔"گھمبیر لہجے میں بولتے عالم شاہ نے اسکے کان کو ہولے سے چوما تو شرجینا شرم کے مارے کسماسی گئی۔لیکن پھر اگلے ہی عالم نے زرا سا اٹھتے ہوئے خود شرجینا کو کھڑا کر دیا تھا۔۔

ماشاءاللہ۔۔۔!عالم جاں تم تو مجھے پاگل کر رہی ہو یار۔۔۔"اسے اپنے سامنے کھڑا کر کے گلابی ساڑھی میں شرجینا کے نازک سفید و وجود کو مخمور نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ تعریف کرتے بولا تو شرجینا ہنستے ہوئے اس سے زرا دور ہو گئی۔۔۔

عالی میری تصویر بنائیں۔۔۔!! پیاری سی سمائل پاس کرتے ہوئے شرجینا نے اچانک پوز کرتے فرمائش کی۔ تو عالم شاہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے اپنا موبائل نکالنے لگا۔اسکے خوبصورت سراپے کو دیکھتے ہوئے عالم شاہ نے اسکی تصویریں بناتے ہوئے اچانک پاس آنے کا اشارہ کیا تھا۔اسکے اشارے پر وہ جھجک کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے اسکے قریب آگئی۔

شرجینا کے قریب آتے ہی عالم شاہ نے فوراً اسکی کلائی پکڑتے ہوئے ایک جھٹکے اسے اپنی ایک ٹانگ پر بٹھایا تو وہ حیرت سے منہ کھول گئی۔۔ شرجینا کو اپنی دائیں ٹانگ پر بٹھا کر وہ اپنی اور اسکی سیلفی بنانے لگا تھا۔عالم کو سیلفی بنانے دیکھ کر وہ مسکراتے ہوئے کیمرے میں دیکھ رہی تھی۔تصویر بنانے کے بعد اچانک عالم شاہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسکے پھولے گال کو دانتوں میں دبالیا تھا۔۔۔

آہہہ۔۔عالی۔۔۔!!! اس اچانک حملے پر جلن کے مارے شرجینا کی چینخ نکلی تو اگلے ہی پل عالم شاہ نے ہنستے ہوئے اسکے گال کو آزاد کر دیا۔شرجینا آنکھوں میں غصہ لیے اسے دیکھنے لگی تھی۔اسکے غصہ کرنے پر وہ ہنستے ہوئے اسے آنکھ ونک کر رہا تھا۔جب شرجینا نے بھی بدلہ لینے کے لیے جھکتے ہوئے اچانک اسکی گردن پر دانت گاڑ دیے تھے۔اس بار حیران ہونے کی باری عالم شاہ کی تھی۔۔

عالم شاہ نے اپنی کراہ اور مسکراہٹ دباتے ہوئے اسکے سر کو دیکھا۔ جو ہمیشہ کی طرح اپنے دانتوں میں بھرپور زور لگانے میں مصروف تھی۔ شر جینا کو پیچھے ہٹتے نہ دیکھ کر عالم شاہ نے نا محسوس انداز میں اسکے کندھے پر ٹکی پن نکال دی تھی۔ پن نکالتے ہی اگلے سکینڈ میں وہ جھٹکے میں اسکی ساڑھی کا پلو کھینچتے ہوئے الگ کر گیا ---

عالی۔۔۔!!!! اپنا پلو دور ہونے پر شر جینا ایک بار پھر بوکھلا کر بولتے ہوئے اسکی گود سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

عالی۔۔۔!! میری ساڑھی خراب ہو جائے گی۔۔۔ اپنے پلو کو اسکے ہاتھ میں دیکھ کر وہ جلدی سے بولی تو وہ بے باکی سے مسکراتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔۔۔

عالی کی جان تم نے خود اپنی جان پھنسائی ہے۔۔ میں کیا کر سکتا ہوں اب بھلا۔۔۔ "مزے سے بولتے ہوئے بے نیازی سے کندھے اچکا کر اسکے پلو زرا زرا کھینچتے ہوئے وہ ہاتھ پر لپیٹ رہا تھا

عالی۔۔پلیز نہیں نا۔۔۔! شرم وخفت سے شر جینا ابھی پیچھے کی جانب قدم لیتے ہوئے کمزور سا احتجاج کر رہی تھی۔ کہ عالم شاہ نے زرا سا جھٹکا لگا کر اسکا پلو مکمل طور پر نکال دیا۔ پلو جدا ہوتے ہی شر جینا حیرت سے آنکھیں پھیلا کر دیکھنے لگی تھی۔

اسے صدمے سے خود کو دیکھتا پا کر عالم شاہ نے قہقہ لگا کر ایک جست میں آگے بڑھتے ہوئے اسے گود میں اٹھا لیا۔ اسے بازوؤں میں اٹھا کر عالم شاہ نے اچانک گول گول گھماتے ہوئے چکر لینا شروع کیے تو وہ ایک دم کھلکھلا پڑی۔۔ پورے کمرے میں اسکی کھلکھلاہٹ گونجنے لگی تھی۔

عالی۔۔مجھے چکر آرہے ہیں۔۔۔ ہنسی کے دوران وہ اسکے سینے میں چھپتے ہوئے کہنے لگی تو عالم شاہ اس پر رحم کھاتے رکتا چلا گیا۔ اسکے رکتے ہی شر جینا کو اپنے گرد زمین گھومتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھی۔

عالم شاہ اسے ایسے ہی بازوؤں میں اٹھا کر پیچھے بیڈ پر دھڑام سے گرا تو شر جینا نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سنبھلنے کی کوشش کی۔ اسے چکر آرہے تھے۔ پر عالم شاہ شاید اسے مزید پاگل کرنے کی کوشش میں تھا۔ کیونکہ وہ ایک جھٹکے میں کروٹ بدلتے ہوئے شر جینا کو اپنے نیچے لٹا کر اسکے لبوں کو قید کر چکا تھا۔۔

شر جینا جو ابھی تک سنبھل نہیں پا رہی تھی۔ کہ اپنے ہونٹوں پر عالم شاہ کی مونچھوں کی چھبن محسوس کرتے اسے میٹھی سی گدگدی ہونے لگی۔۔ عالم شاہ نے تیزی سے اسکے نازک لبوں کو اپنے ہونٹوں میں سک کرتے

ہوئے اسکے پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیرا تو شر جینا مچلتے ہوئے اسے تھام گئی۔ کیونکہ مقابل کے ہاتھ کا گرم لمس اسکے جسم میں عجیب سی بے چینی پیدا کرنے سبب بن رہا تھا۔

عالم شاہ اسکی زبان کو بے باکی سے سک کرنے کے بعد اچانک گردن پر جھکا تو وہ بھاری سانسیں لینے لگی۔ پلو سے آزاد اپنے نازک سراپے کے ساتھ وہ عالم شاہ کو مکمل طور پر بہکا چکی تھی۔

عالم شاہ نے ساڑھی کے بلاؤز کے اوپر سے ہی اسکی دھڑکنوں پر دانت گاڑنے کی کوشش کی تو شر جینا ڈرتے ہوئے اچھل پڑی۔ عالم شاہ فورا سے اسکے کندھوں پر ہاتھ جما کر پیٹ پر جھک چکا تھا۔ اسکے نرم و نازک پیٹ پر جگہ جگہ ہونٹ رکھتے ہوئے عالم شاہ کے جذبات ایک دم سے بھڑک گئے تھے۔

وہ شدت سے اسکے پیٹ پر دانت گاڑتے ہوئے اسکی دھڑکنوں پر ہاتھ جما گیا تھا۔۔ جبکہ شر جینا سسکتے ہوئے اسکی گرفت میں آنکھیں بند کیے بس بے حس و حرکت لیٹی تھی۔۔ عالم شاہ کی بے باکیاں پورے کمرے کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھیں۔

رات کے دو بج رہے تھے۔۔ جب حابیل شاہ سرشاری سے اربیلا شاہ کو اپنے سینے پر لٹائے آنکھیں بند کیے ہوئے تھا۔اسکے خوبرو چہرے پر اس وقت بھی مسکراہٹ مسلسل اپنی جھلک دیکھا رہی تھی۔

جبکہ اربیلا شاہ اپنی بکھری ہوئی حالت میں آنکھیں بند کیے شاید سونے کی کوشش میں تھی۔پر دونوں کو اپنی اپنی جگہ نیند نہیں آ رہی تھی۔

حابیل شاہ خود کو مکمل کرنے کی خوشی میں سو نہیں پا رہا تھا۔تو اربیلا شاہ اسکی بے شرمیوں کو یاد کرتے سلگ رہی تھی۔وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ کہ آج کی رات وہ اس قدر اچانک جکڑی جائے گی۔

حابیل شاہ نے کسی آکٹوپس کی طرح لمحے بھر میں اسے خود میں قید کرتے سارا جہاں بھلا دیا تھا۔ اسکا شدت بھرا لمس یاد آتے ہی اسکی ریڑھ کی ہڈی میں پھر سنسناہٹ سی ہوئی تو وہ کسمسا حابیل شاہ کے چوڑے سینے میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔

دوسری طرف حابیل شاہ جو خیالوں میں آج کی خوبصورت رات کو یاد کرتے ہوئے مسلسل مسکرا رہا تھا۔۔ کہ اچانک چونکتے ہوئے خیالوں سے باہر نکلا تھا۔چہرہ موڑتے ہوئے اس نے اپنی بیوی کو ایک نظر دیکھا جو جاگی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔۔

بیلا۔۔۔!!حابیل شاہ نے کروٹ بدلتے ہوئے اسے پیار بھرے لہجے میں اچانک پکارا تو اربیلا شاہ کے چہرے پر شرمیلی سی مسکان بکھرتی چلی گئی۔اس نے شرماتے ہوئے حابیل شاہ میں مزید چھپنے کی کوشش کی تھی۔ اسکی اس معصوم ادا پر ہنستے ہوئے حابیل نے اسے ایک بازو کی مدد سے اٹھاتے ہوئے اپنے اوپر لٹا لیا۔۔۔

حابیل شاہ نے اسے اپنے اوپر لٹایا تو اربیلا بوکھلا کر دیکھنے لگی۔خود میں سمٹتے ہوئے اس نے نیچے اترنے کی کوشش کی تو حابیل شاہ نے تیزی سے بیلا کی کمر کو دبوچ کر اسکی کوشش ناکام بنادی تھی۔

کمرے میں گونجتا میوزک وہ کچھ دیر پہلے ہی بند کر چکا تھا۔جبکہ موم بتیاں آدھی سے زیادہ جل چکی تھیں۔ لیکن ابھی بھی انکی سنہری روشنی کمرے میں بکھر رہی تھی۔یہ سنہری روشنی گلاب کے پھولوں کی خوشبو کے ساتھ مل کر کمرے کی ہوا کو مزید بوجھل کیے ہوئے تھی۔ جس کے باعث حابیل شاہ کی دیوانگی اب بھی کم ہونے کی بجائے مزید بڑھتی جارہی تھی۔

حا۔۔بیل۔۔۔!!بیلا کی کمر کو مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے حابیل نے اسکے حسین سراپے کو خود میں سختی سے بھینچا تو وہ شرم وحیا سے دوہرے ہوتے اسے بے اختیار پکار گئی۔۔۔حابیل شاہ کے ہاتھوں کے میٹھے لمس پر مدہوش ہوتے اربیلا نے اپنے وجود کو زرا اکڑا کر تیزی سے ڈھیلا چھوڑا تو وہ بے باکی سے مسکرا اٹھا۔۔۔

جانِ حابیل۔۔۔!!مجھے خود میں کتنا مزید پاگل کرو گی۔۔۔!!تمہاری جوانی کو اپنے جوانی کے ساتھ ملا کر میرے جذبات کم ہونے کی بجائے بڑھتے کیوں جا رہے ہیں جاناں۔۔۔"

بوجھل لہجے میں بولتے ہوئے حابیل شاہ اسکے پورے چہرے پر ہونٹ رکھنا شروع ہو گیا تھا۔جبکہ اسکی دھڑکنوں کا لمس اپنے سینے پر محسوس کرتے وہ ایک بار پھر بہک رہا تھا۔کچھ دیر پہلے بھی اس نے اپنی نازک بیوی کی اکھڑتی حالت پر رحم کھاتے اسے چھوڑا تھا۔ورنہ اسکی جان بخشی کرنے کا اسکا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔

اپ۔۔کو۔۔بس موقع چاہیئے بے شرمی کا۔۔۔"اسکے الفاظ کا رخ موڑتے ہوئے اربیلا شاہ اپنا مطلب نکالتے ہوئے سسکی تھی۔کیونکہ حابیل شاہ کے ہونٹوں کا بھیگا لمس اسکی دھڑکنوں پر پھر پیوست ہونے لگا تھا۔

ساری باتیں چھوڑو میری جان۔۔۔بس اس راز سے پردہ اٹھا دو کہ تم نے یہ خطرناک ڈانس کہاں سے سیکھا ہے۔۔۔"اسکی دھڑکنوں پر دانت گاڑتے ہوئے وہ یاد کرتے ہوئے اسے چھیڑنے والے انداز میں پوچھنے لگا تو وہ ہلکا سے چینخ اٹھی۔جبکہ اپنے ڈانس والے راز سے پردہ اٹھتے دیکھ کر وہ تیزی سے چہرہ چھپا چکی تھی۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔! ! کتنا چھپو گی اربیلا حابیل شاہ۔۔۔! یہ راز تو میں جان کر رہوں گا میری جان۔۔آخر آج تم نے دیکھاتے ہوئے مجھ پر جو حشر برپا کیا ہے نا۔۔اس لئے یہ راز جانے بنا تو میں movesاپنی ناگن سی کمر کے اتنی آسانی سے نہیں پیچھے ہٹنے والا۔۔۔"

اسے شرم سے لال ہوتے دیکھ کر حابیل شاہ ہنستے ہوئے کروٹ بدل کر اسکے اوپر آگیا۔۔اربیلا شاہ کے دونوں ہاتھ اسکے چہرے سے ہٹاتے ہوئے حابیل شاہ نے دائیں بائیں لگائے تو وہ معصومیت سے ٹکر ٹکر کرتی اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔جبکہ سینے میں اسکا نازک دل "اربیلا حابیل شاہ" سنتے ہوئے تیزی سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔

اب آپ مجھے ایسے تنگ کریں گئے۔۔۔! حابیل شاہ کی بہکی نظروں میں اپنی وائلٹ آنکھیں گاڑتے ہوئے وہ نرم لہجے میں بولی تھی۔۔۔

میں تمہیں بہت طریقوں سے تنگ کرنے والا ہوں میری جان۔۔۔"زرا جھکتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکی ناک کی ٹپ کے ساتھ اپنی مغرور ناک مس کی۔۔۔

آپ کو اب مجھے مزید تنگ نہیں کرنا چاہیے مسٹر ہسبنڈ۔۔۔" اپنے ہاتھ چھڑا کر ار بیلا نے اسکے گلے میں بازوؤں کا حصار بنا لیا تھا۔ جبکہ لہجہ میٹھا جان بخشی کروانے والا جیسا تھا۔۔

مس بیوی اس مسٹر ہسبنڈ کو اپنی بیوی کی قربت بہت امتحان پاس کرنے کے بعد نصیب ہوئی ہے یار۔اس لئے اب رہائی دینا تو ناممکن لگ رہا ہے بھئی۔۔۔" حابیل شاہ نے ترکی بہ ترکی اسکی کے انداز میں بے بسی سے جواب دیا۔ شاید وہ اسے کہنا چاہ رہا تھا۔ کہ وہ اسکی درخواست پر چاہ کر بھی اسے اپنی حصار سے آزاد نہیں کر پا رہا ہے۔۔۔

کو سیریس ہی نہیں لیا جا رہا یہاں request یہ تو بہت بری بات ہے بھئی۔۔۔! اتنی پیاری بیوی کی پر۔۔۔" اپنے شوہر کے جواب کو جان کر ار بیلا شاہ آنکھیں گھماتے ہوئے زرا افسوس سے کہنے لگی تو اسکی ایکٹنگ پر وہ ہنستا ہی چلا گیا۔۔۔ حابیل شاہ کو ہنستے دیکھ کر ار بیلا شاہ کی بھی ہنسی چھوٹ گئی تھی۔

اسے اپنے ساتھ ہنستے دیکھ کر حابیل شاہ کا دل سرشاری میں ڈوبتا جا رہا تھا۔ وہ اسکے دل کی رانی تھی۔ جو ہوا کے جھونکے کی طرح اسکی گاڑی سے اچانک ٹکرا کر اسے خود میں قید کرنے کے بعد غائب ہو گئی تھی۔ حابیل شاہ نے اسے پانے کے لیے بہت جہد وجہد کی تھی۔

پر نکاح کے بعد جب حابیل شاہ کو اسکی بے اعتباری کا پتہ چلا تو اسکا دل زخمی ہو گیا تھا۔ کیونکہ وہ اس سے محبت کرتا تھا۔ اور اپنی محبت پر سوال اٹھتے دیکھ کر اسے شدید دکھ ہوا تھا۔۔۔ پر اس نے ہمت نہیں ہاری تھی۔
حابیل شاہ نے آخر بکھری ہوئی اربیلا شاہ کو آہستہ آہستہ خود میں چن ہی لیا تھا۔ کہ آج اسکی خوبصورت کھلکھلاہٹ حابیل شاہ کی ہنسی میں سنائی دے رہی تھی۔

اسکی خوبصورت ترین آنکھوں کو چومتے ہوئے حابیل شاہ نے ہولے ہولے سے اسکے نازک وجود کو دباتے ہوئے خود میں جکڑنا شروع کیا تو اربیلا تھم سی گئی۔

اسکے تھمنے پر بھرپور مسکراتے ہوئے حابیل شاہ نے اچانک اسکی تھائیز کو سہلانا شروع کر دیا تھا۔ اس بے باک لمس پر فوراً تڑپتے ہوئے اربیلا شاہ سسکی بھرتے ہوئے بے اختیار نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

سوری جاناں تمہاری ایسی کسی بھی گزارش پر آج رات سوچنا ممکن نہیں لگ رہا ہے۔۔ آنکھیں بند کر کے بس مجھے محسوس کرو اور میرے ساتھ ان خوبصورت پلوں میں بس کھو جاؤ۔۔۔" اسکے نرم گال کو ہونٹوں میں سک کرتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکی ہر گزارش کو رد کر دیا تھا۔۔۔ اور تیزی سے اسکے خشک لبوں کو قید کرتے وہ پھر مدہوش ہوتا چلا گیا۔۔۔

اربیلا کے ہونٹوں کو اچانک مکمل طور پر وا کرتے ہوئے حابیل شاہ نے پہلے اسکی زبان ہونٹوں میں جکڑی اور ساتھ ہی اسکی کمر میں بازو گزار کر اوپر اٹھاتے ہوئے اسکی ڈھرکنوں کو سینے میں سختی سے بھینچنے لگا۔۔

جذبات میں آگ بھڑکی تو اگلے ہی پل اسکی ٹانگوں کو کمر پر لاک کرتے وہ شدت سے اس میں سماتا چلا گیا تھا ۔۔حابیل شاہ نے اسکے نازوک وجود کو اس قدر سختی سے جکڑا ہوا تھا۔اسکے شدت بھری گستاخی پر اربیلا شاہ تڑپتے ہوئے ہل بھی نہیں پائی تھی۔

اپنی زبان کو اسکی گرفت میں محسوس کرتے وہ شرم سے جلتی جا رہی تھی۔کیونکہ حابیل شاہ ہر طرح سے اسے خود میں سموئے ہوئے تھا۔اسکی نازک طبیعت کا خیال کرتے ہوئے حابیل شاہ نے نرمی سے پہلے اپنی شدتوں کو آغاز کیا تھا۔جبکہ اربیلا شاہ کی سسکیاں مسلسل اسکے ہونٹوں میں گم ہوتی جا رہیں تھیں۔اپنی سانس رکنے پر اربیلا نے مچلتے ہوئے اسکے کندھوں پر ہاتھ مار کر جھٹپٹانے کی کوشش کی تھی۔اسکی مزاحمت پر حابیل شاہ اسکی دھڑکنوں پر ہونٹ رکھتے بھرپور شدت کے ساتھ شدتیں نچھاور کرنا شروع ہو گیا تھا۔جس پر اربیلا کی پھولی سانسیں ایک دم سے مزید بکھرنے لگی تھیں۔۔

آہہ۔۔۔حح۔۔ہبیل۔۔۔پلیز۔۔ایسے نہیں کریں۔۔۔۔" بیلا نے بے اختیار آہ بھرتے ہوئے اسے نرمی اختیار کرنے کی التجا کی تھی۔اسکے برعکس حابیل شاہ جو پسینے میں شرابور ہو رہا تھا۔کہ اپنی بیوی کی بچکانہ درخواست پر ون سائیڈ مسکراتے ہوئے معنی خیزی لہجے میں جواب دینے لگا۔۔

شوہر سے قربت کے لمحوں میں نرمی کی التجا کرنا بے وقوفی ہوتی ہے جاناں۔۔! پھولی سانسوں میں جواب دے کر حابیل شاہ نے اسکی تھائیز کو جکڑتے ہوئے شدت بھرا سٹروک دیا تو اسکی جنونی قربت پر اربیلا شاہ نچلے ہونٹ کو اندر کی طرف دانتوں میں بھینچتے ہوئے مچلنا شروع ہو گئی۔۔اسکی تھائیز کو مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے وہ پاگل پن پر اترتا چلا گیا تھا۔اسکے برعکس اربیلا شاہ اسکے نیچے پھڑ پھڑاتے ہوئے کہیں گم ہو رہی تھی۔۔۔

بلو کلر کے سٹائلش سے ڈریس میں ہلکی پھلکی جیولری پہنے "روقاش ہاشم شاہ" پوری شان کے ساتھ پرنسپل کی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ سر پر دوپٹہ جمائے وہ اپنی شخصیت میں مکمل طور پر باوقار تھی۔رائٹ ہاتھ میں منہ دیکھائی کی انگوٹھی پہنی تھی۔ جبکہ ایک کلائی پر وہی تین گولڈ کے بریسلیٹ پہنے ہوئے تھے۔

جواسکے تینوں چھوٹے بھتیجوں نے اسے گفٹ کیے تھے۔یہ بریسلٹ زیام،ارمغان اور ارمان نے چونکہ اسے خود پہنائے تھے۔اس لئے روقاش نے انہیں کبھی بھی نہیں اتارا تھا۔۔

یہ تینوں بریسلٹ ہر وقت اسکی کلائی پر موجود ہوتے تھے۔۔تو دوسری کلائی پر وہ اپنے شاہ کی طرف سے ملی ہوئی ڈائمنڈ کی چوڑیاں پہنے رکھتی تھی۔اپنی شخصیت،اپنے رعب اور نام سے وہ مکمل طور پر ہاشم شاہ کی ٹکر کی تھی۔

روقاش کو کالج جوائن کیے ایک مہینہ ہو چکا تھا۔اس ایک مہینے میں اس نے پورے کالج کا نظام بدل کر رکھ دیا تھا۔اسکی قابلیت پر ہاشم شاہ سمیت حویلی کے سب مکین جتنا بھی حیران ہوتے کم تھا۔۔

ہر ہفتے وہ ٹیچرز کی میٹنگ رکھتی تھی۔جس میں وہ ہر کلاس کے بارے میں مکمل طور پر رپورٹ لیتی تھی۔

سٹوڈینٹ کی ذہانت کی بجائے سائیکی کو سمجھتے ہوئے روقاش نے انہیں ہینڈل کرنے کی کوشش کی تھی۔جس میں وہ کامیاب بھی ہوئی تھی۔پورے سٹاف کی اچھے سے جانچ پڑتال کرتے ہوئے اس نے ٹیچرز کی ایک نئی ٹیم کو بنایا تھا۔جبکہ پہلے سے موجود کتنی ایسی ٹیچرز کو وہ نکال چکی تھی۔جو مس سفینہ کی وجہ سے اپنا فرض بھلائے ہوئے تھیں۔۔

روقاش سنجیدگی سے ایک کلاس کی رپورٹ چیک کرنے میں مصروف تھی۔ جب دروازہ ناک کرتے ہوئے سکیورٹی گارڈ اندر داخل ہوا۔۔۔ روقاش چونکتے ہوئے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھنے لگی جو نظریں جھکائے کھڑا تھا۔۔

شاہ میڈم۔۔۔ باہر مس سفینہ آئیں ہوئی ہیں۔۔ وہ اپکو ملنا چاہتیں ہیں۔۔۔ گارڈ نے نظریں جھکاتے ہوئے اطلاع دی تو وہ اسکے طرزِ مخاطب پر مسکرائے بنا نہ رہ سکی۔ پورے کالج میں وہ ہاشم شاہ کے نام "شاہ میڈم" کہہ کر مخاطب کی جاتی تھی۔ نجانے کیوں ہر بار اس طرح بلانے پر روقاش کا دل دھڑکنے لگتا تھا۔۔ گارڈ ابھی تک اسکے جواب کے انتظار میں کھڑا تھا۔ جبکہ روقاش بے ساختہ مس سفینہ کی اچانک آمد کو سن کر سوچ میں پڑ گئی تھی۔

ٹھیک ہے اندر لے آؤ۔۔۔! کچھ سوچتے ہوئے روقاش نے اسے اجازت دی تو وہ سر ہلاتے ہوئے ایسے ہی مڑتا چلا گیا۔۔ جبکہ روقاش الجھن کا شکار ہو رہی تھی۔۔ کہ کچھ دیر بعد دروازہ ناک کرتے ہوئے مس سفینہ اندر داخل ہوئیں۔

روقاش کی اچانک نظر انکی طرف اٹھی تو انکی حالت دیکھتے ہوئے وہ بے یقینی کا شکار ہو گئی۔۔ بے حد پرانے کپڑوں میں وہ کافی کمزور نظر آ رہیں تھیں۔۔۔

اپنی حیرت پر تیزی سے قابو پاتے ہوئے روقاش نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

مس سفینہ اسکی طرف حسرت سے دیکھتے ہوئے بیٹھیں تو روقاش نے سنجیدگی سے انکے آنے کی وجہ پوچھی۔۔۔

اتنا سب کچھ کرنے کے بعد دوبارہ یہاں آنے کی ہمت کرنے کی وجہ جان سکتی ہوں۔۔۔؟ بنا کسی لگی لپٹی کے روقاش سنجیدگی سے دوٹوک بولی تھی۔۔ دوسری طرف مس سفیہ اسکے سرد انداز کو دیکھ کر رہ گئیں۔۔۔

میں تم سے ایک ضروری بات کرنے آئی ہوں۔۔۔! کچھ لمحوں کے توقف کے بعد وہ بولنا شروع ہوئیں تو روقاش نے خاموش رہتے انکو بات جاری رکھنے کا اشارہ کیا۔۔۔انکی ضروری بات میں دلچسپی ظاہر کیے بنا وہ انہیں صاف صاف بات مکمل کرنے کا اشارہ دے رہی تھی۔

میرے پاس تمہارے لئے ایک آفر ہے۔۔!! میری بیٹی عالم شاہ کو پسند کرتی ہے۔ جبکہ میں۔۔۔روقاش کے سپاٹ چہرے کو دیکھتے ہوئے مس سفینہ نے اچانک بات ادھوری چھوڑی تو انکے الفاظ پر روقاش کے تاثرات ایک دم سے بگڑتے چلے گئے۔

پر وہ ضبط کیے ابھی بھی خاموش رہی تھی۔ کیونکہ اسے ابھی سامنے والی کی آفر کو بھی جاننا تھا۔۔۔ مکمل بات جاننے کے بعد ہی وہ کوئی جواب دینے کا ارادہ رکھتی تھی۔

روقاش کے تاثرات میں ضبط کو غور سے دیکھتے ہوئے مس سفینہ اپنی بات جاری رکھتے پھر بولنا شروع ہوئیں
۔۔

میری بیٹی عالم شاہ کو ابھی بھی پسند کرتی ہے۔ جبکہ مجھے حابیل شاہ پسند ہے۔ اگر تم میری بیٹی کی شادی عالم شاہ اور میری حابیل شاہ سے کروادیتی ہو تو بدلے کے طور پر میں اپنا گھر اور جتنی بھی زمین ہے۔ وہ سب تمہارے نام کر دوں گی۔ میرے پاس کیش کی بھی اچھی خاصی اماونٹ موجود ہے۔۔ وہ بھی تم رکھ سکتی ہو۔۔۔"

اپنی بات کو وہیں سے شروع کرتے ہوئے مس سفینہ ٹیبل کے اس پار بیٹھی روقاش کو ایک کے بعد ایک جھٹکا دیے جا رہی تھیں۔

حابیل شاہ کو پانے کے لیے وہ اپنی پوری جمع پونجی یہاں تک کہ ہر چیز لٹانے کو تیار تھیں۔ جبکہ حابیل کو حاصل کرنے کے لیے وہ یہ جھوٹ بھی بول گئیں تھیں۔۔ کہ انکی بیٹی ابھی بھی عالم شاہ کو پسند کرتی ہے۔ حالانکہ حقیقت میں اب ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔

عالم شاہ نے جس قدر انکو ٹارچر کیے رکھا تھا۔۔ مومنہ تو اب اسکے نام سے بھی پناہ مانگتی تھی۔۔ کجا کہ عالم شاہ کے ساتھ شادی کی خواہش بھی کرنا۔۔۔

بات اور آفر بتانے کے بعد مس سفینہ اب خاموشی سے روقاش کے جواب کا انتظار کر رہیں تھیں۔ یہ جانے بنا کے دروازے پر کھڑی شرجینا شاہ انکی سب باتیں سن چکی ہے۔۔ روقاش تو بے یقینی سی کیفیت میں تھی۔ اس لئے وہ شرجینا کو آتے دیکھ نہیں پائی تھی۔

انکی باتیں سن کر شرجینا شاہ کا تو تیش وجلال سے برا حال ہو چکا تھا۔ اس نے آؤ نا تاؤ دیکھا تھا۔۔ کہ آگے بڑھ کر سائیڈ پر پڑا شو پیس اٹھا کر مس سفینہ کے سر پر دے مارا تھا۔ یہ حملہ اتنا غیر متوقع تھا۔ کہ جہاں آفس میں مس سفینہ کی چینخ بلند ہوئی۔ وہیں روقاش بھی شرجینا کو وہاں اچانک دیکھ کر ہوش میں آتے تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

تم بڈھی عورت۔۔۔!! رکو تمہاری تو میں بھیا سے شادی کرواتی ہوں۔۔۔! بے قابو ہوتے شرجینا نے آگے بڑھ کر مس سفینہ کے بال دبوچے تو روقاش بوکھلاتے ہوئے اسکی طرف بڑھی۔۔۔ جبکہ سر پر چوٹ کے ساتھ ساتھ بالوں پر بھی حملہ ہوتے دیکھ کر مس سفینہ کی چیخیں بلند ہونے لگی تھیں۔

لاڈو۔۔۔!! یہ کیا کر رہی ہو۔۔۔!! تیزی سے انکی طرف آتے ہوئے روقاش نے اسکی مٹھیوں سے مس سفینہ کے بال نکالنے کی کوشش کی تھی۔۔

پیچھے ہٹ جائیں چاچی۔۔۔!! آج میں اس بڈھی عورت کا کچومر بنادوں گی۔۔پہلے عالی کے پیچھے پڑی ہوئی تھی۔اب اسکو حابیل بھیا بھی چاہیئے ہیں۔۔اس بڈھی کو میں دلہن بناتی ہوں۔۔۔"شرجینا نے غصے و تیز لہجے میں بولتے ہوئے مس سفینہ کے بالوں پر مزید زور لگایا تھا۔

جس پر مس سفینہ دہائیاں دینا شروع ہو گئیں تھیں۔۔شرجینا کے الفاظ پر اس قدر سیریس صورت حال میں نجانے کیوں روقاش کی ہنسی چھوٹ گئی تھی۔انکی تیز آواز پر ٹیچرز اور باہر بیٹھے پیون انکل بھی اندر آچکے تھے ۔۔۔

لاڈو میرا بچہ۔۔۔! شاباش چھوڑ دو انکے بال میری جان۔۔ایسے نہیں کرتے بڑوں کے ساتھ۔۔۔"سب کو جمع ہوتے دیکھ کر روقاش نے اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے اسے دور ہٹانے کی پھر کوشش کی۔۔۔پر شرجینا کے ایسے کوئی ارادے نہیں تھے۔۔۔

شر جینا کے زور سے بال کھینچنے پر مس سفینہ کی چینخیں بلند ہونے لگیں تو روقاش کے ہاتھ پاؤں پھولتے چلے گئے۔۔

لاؤڈ میری جان بس کرو بچہ۔۔۔ چھوڑدو اب بال۔۔۔!! روقاش اسکی مٹھیوں کو کھولتے ہوئے ہلکان ہو رہی تھی۔ جبکہ شر جینا کے چہرے پر اب غضب ناک تاثرات چھا چکے تھے۔

مس صبا جو ابھی بھاگتے ہوئے اندر آئی تھی۔ کہ اندر کا منظر دیکھنے کے بعد نجانے کیوں شر جینا کے ہاتھوں مس سفینہ کی درگت بنتے ہوئے دیکھ کر اسے ہنسی آگئی۔ جس کو کنٹرول کیے بنا وہ زور سے ہنسنا شروع ہو گئی۔۔۔

میں تمہارا قتل کردوں گی بڈھی عورت۔۔۔! تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے عالی کی طرف دیکھنے کی۔۔۔"مس سفینہ کو زور سے گھسیٹ کر چیئر سے نیچے گراتے ہوئے شر جینا اسکے چہرے پر ناخن مارتے ہوئے خراشیں ڈال رہی تھی۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔! شاہ میڈم آپ پیچھے ہو جائیں۔۔۔! شر جینا کو آج اپنا بدلے چکا ہی لینے دیں۔۔۔! رو قاش جو شر جینا کو پیچھے ہٹانے کی کوشش میں پریشان ہو رہی تھی۔ کہ تبھی مس صبا تیزی سے آگے بڑھ کر ہنستے ہوئے کہہ گئی۔ اسکے ہنسنے پر رو قاش نے اسے مصنوعی گھورنا چاہا تھا۔

اس ایک مہینے میں مس صبا کے ساتھ اسکی اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی۔ کالج کی حالت سدھارنے میں مس صبا نے رو قاش کے ساتھ مل کر برابر کی محنت کی تھی۔ اس لئے آپس میں انکی کافی frankness ہو گئی تھی۔

اہہ۔۔۔ بچاؤ مجھے کوئی اس سے۔۔۔!! شر جینا کے زور سے مکہ مارنے پر مس سفینہ اچانک چلائی تھیں۔ انکے چلانے پر رو قاش ہونٹ کاٹتے ہوئے اپنی لاڈو کو دیکھنے لگی۔ جس کا چہرہ غصے سے لال ہو چکا تھا۔ وہ کسی کے قابو نہیں آ رہی تھی۔ سب نے آگے بڑھ کر اسے مس سفینہ سے دور ہٹانے کی کوشش کی تھی۔ پر بے سود۔۔۔

ابھی کوئی کچھ مزید کوشش کر پاتا کہ تبھی آفس میں عالم شاہ بھاگتے ہوئے داخل ہوا تھا۔ اسے اچانک دیکھ کر جہاں رو قاش کا اٹکا ہوا سانس کچھ بحال ہوا۔ وہیں وہ ایک جست میں تیزی سے شر جینا کی جانب بڑھا۔۔۔ جو مس سفینہ کے اوپر بیٹھ کر اب انکی حالت بگاڑنے پر لگی ہوئی تھی۔

جیا۔۔۔!! عالم شاہ نے اسے بازو سے پکڑ کر مس سفینہ کے اوپر سے ہٹایا تو وہ اسکی گرفت میں جھٹپٹاتے ہوئے مزاحمت کرنے لگی۔۔

چھوڑیں مجھے عالی۔۔۔! میں اس شیطان بڈھی کو چھوڑوں گی نہیں۔۔۔! غصے سے بے قابو ہوتے وہ جھٹپٹا گئی۔ بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ آج سچ میں مس سفینہ کا قتل ہی کر دیتی۔ جبکہ مس سفینہ تو زمین پر لیٹی بے حال ہو چکی تھیں۔۔

بس میرا بچہ۔۔۔!! بس بس۔۔۔ غصہ نہیں کرنا۔۔۔!! اس پر غصے کی کیفیت طاری ہوتے دیکھ کر عالم شاہ نے سرعت سے کسی متاعِ جاں کی طرح سینے میں چھپا لیا تھا۔

چھٹی کے وقت وہ یہاں روقاش اور عالم جاں کو لینے کے لیے آیا تھا۔۔ کہ اندر آتے ہوئے رستے میں پیون نے اسے آفس میں چل رہے ہنگامے کے بارے میں بتا دیا۔ جس کو سنتے ہی وہ بھاگتے ہوئے یہاں پر پہنچا تھا۔

شر جینا کی غصے کے باعث پھولی سانسوں کو اپنے سینے پر محسوس کرتے ہوئے عالم شاہ نے اسے زرا شدت سے خود میں بھینچ کر سر پر ہونٹ رکھتے ہوئے اسے شانت کرنے کی کوشش کی تھی۔اس کے برعکس روقاش اپنی جگہ پر الگ شکر ادا کر رہی تھی۔تو باقی سب حیرت سے مس سفینہ کو دیکھ رہے تھے۔

روح یہ سب کیا ہے۔۔۔؟شر جینا کے بال سہلا کر اسے نارمل کرنے کی کوشش کرتے عالم شاہ نے مس سفینہ کی موجودگی کے بارے میں غصے سے استفسار کرنا چاہا تھا۔سب ابھی تک آفس میں ہی کھڑے تھے۔روقاش پیون کو کہہ کر مس سفینہ کو ہاسپٹل پہنچانے کا کہہ رہی تھی۔کیونکہ سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئیں تھیں۔

یہ مجھے آفر دینے کے لئے آئی تھیں۔۔۔!!پانی کا گلاس اٹھا کر شر جینا کو پلانے کا اشارہ کرتے ہوئے روقاش نے نارمل لہجے میں اسے جواب دیا۔

کیسی آفر۔۔۔؟گلاس تھام کر زبردستی شر جینا کے لبوں سے لگاتے ہوئے عالم شاہ نے ناسمجھی سے سوال کیا تھا۔جس کے بدلے میں بنا کچھ بولے روقاش نے اپنا موبائل اٹھا کر ریکارڈنگ پلے کرتے ہوئے فل والیم کر دیا۔تاکہ عالم شاہ کے ساتھ ساتھ باقی سٹاف بھی اپنے کانوں سے مس سفینہ کی اصلیت جان سکیں۔

کیونکہ ابھی تک کالج میں چہ میگوئیاں ہو تیں تھیں۔ کہ مس سفینہ کو ناحق نکالا گیا ہے۔ تین منٹ کی ریکارڈنگ سننے کے بعد عالم شاہ کی آنکھوں میں بے اختیار لہو اترا تو روقاش نے تیزی سے اسے آنکھوں سے شانت رہنے کا اشارہ کیا۔ جبکہ شرجینا اسکے سینے پر سر رکھے بس لب بھینچے ہوئے تھی۔

بڑوں کا ادب کرنا چھوٹوں پر فرض ہوتا ہے۔۔ پر یہ ادب صرف تب تک ہی اچھا لگتا ہے۔ جب بڑے وہ عزت ڈیزورکرتے ہوں۔ اور جو بڑے عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کریں۔ انکا ادب کرنے کی بجائے انکو سرعام گولی ماردینی چاہیئے۔ اس لئے کل یا آنے والے کسی وقت میں بھی میں اس کالج میں اب یہ سرگوشیاں نہ سنو۔۔ کہ "شرجینا عالم شاہ" نے مس سفینہ جیسی بڑی عمر عورت کے ساتھ بدتمیزی کی ہے۔ مس سفینہ نے شرجینا عالم شاہ کو ہر طرح کا نقصان پہنچانے کی ہے۔ پر اتنا سب کچھ کرنے کے باوجود بھی انکو شرم نہیں آئی اور آج پھر انہوں نے یہاں آنے کی جرات کرلی۔۔ انکی اصلیت جاننے کے بعد اب آپ لوگ یہاں سے جاسکتے ہیں۔۔۔"

اپنی چیئر پر دوبارہ بیٹھ کر سپاٹ لہجے میں روقاش سب پر نظریں دہراتے ہوئے بول رہی تھی۔ آفس میں اسکی بارعب آواز گونج رہی تھی۔

پر کوئی controversy سمجھوتا سب سٹاف کو اس نے صاف صاف باور کروادیا تھا۔ کہ اب سے وہ کسی نہیں کرے گی۔

روقاش کا بارعب انداز کر عالم شاہ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ بے شک وہ اس رتبے کے قابل تھی۔ اپنے انداز اور قابلیت میں وہ ہر طرح سے مکمل تھی۔

اس لئے تو صرف ایک مہینے میں اس نے اس کالج کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا تھا۔ روقاش کے الفاظ سنتے ہوئے مس صبا نے دل سے داد دینے والے انداز میں تھم از آپ کیا تو روقاش مسکرا کر اسے دیکھ گئی۔

مس سفینہ کو اٹھا کر لے جا چکے تھے۔ جبکہ مس صبا آفس کو خالی کرواتے ہوئے دروازہ بند کر کے چلی گئی تھی۔ سب کے نکل جانے پر روقاش پانی پیتے ہوئے بے اختیار ہنس دی۔

عالم آج ہماری لاڈو نے اپنے دشمن پر اچھا خاصا ہاتھ صاف کر لیا ہے۔۔۔" شرجینا کا بے تاثر چہرہ دیکھتے ہوئے روقاش نے اسے چھیڑا تو عالم شاہ نے ہنستے ہوئے اپنی عالم جاں کے سر پر ہونٹ رکھ دیے۔ جبکہ شرجینا بھی اچانک سمائل پاس کرتے ہوئے ناک منہ چڑھانے لگی تھی۔ عالم شاہ کے کول ڈاؤن کرنے پر وہ بہت جلد نارمل ہو چکی تھی۔ ورنہ اسے کنڑول کرنا روقاش کے بس میں نہیں تھا۔

ویسے روح میری پاگل سی عالم جان کو اسکے دشن کی آمد کی خبر کس نے دی تھی۔" شرجینا کے بال سنوارتے ہوئے عالم شاہ نے حیرت سے سوال کیا۔۔۔

یہ تو میں بھی نہیں جانتی بھئی۔۔۔! حابیل شاہ کی عاشق ابھی مجھے اپنی شادی کے لیے منا ہی رہی تھی۔ کہ لاڈو نے کسی دہشت گرد کی طرح بس اچانک ہلا بول دیا۔۔۔" روقاش لاعلمی سے کندھے اچکا کر بتانے لگی تو اسکے الفاظ پر عالم شاہ کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

میں اپکو لینے کے لیے آئی تھی۔ بس ایسے میں نے آپکی ساری باتیں سن لیں۔۔۔" معصوم ولاپرواہ لہجے میں شرجینا نے انکو جواب دیا تو وہ پھر ہنس دیے۔۔۔

چلو اٹھو عالم اب گھر چلتے ہیں۔۔! لاڈو نے تو اپنا بدلہ لے لیا ہے۔۔پر مجھے اس لمبو کو بیلا سے پٹوانے کا شوق ہو رہا ہے۔ دیکھو تو صحیح زرا کیسے ایک ادھیڑ عمر کی عورت کو اپنے عشق میں ڈوبا کر بیٹھا ہوا ہے۔۔۔"

اپنا بیگ اٹھا کر روقاش نے کھڑے ہوتے حابیل شاہ کو پھنسانے کا پلین بتایا تو عالم شاہ قہقہ لگاتے ہوئے شرجینا کو لیے کھڑا ہو گیا۔۔۔

بابا۔۔۔۔؟؟؟ارحم صاحب کو پکارتے ہوئے وریشہ انکے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ لیکن پورے کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔دوپہر کا وقت تھا۔۔۔آج بھی دوکان سے وہ کھانا کھانے کے لیے گھر آئے تھے۔

وریشہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی انکو کھانا دے کر گئی تھی۔اوراب برتن اٹھانے کے لئے واپس آئی تو پورے کمرے میں اندھیرا تھا۔شاید ارحم صاحب کھانا کھانے کے بعد سو گئے تھے۔

وریشہ جو لائٹ آن کرنے کا سوچ رہی تھی۔ کہ بے اختیار رک گئی۔اپنے بابا کی نیند ڈسٹرب نہ ہو اس لئے بعد میں برتن اٹھانے کا سوچتے ہوئے وہ ابھی کمرے سے نکل ہی رہی تھی۔ کہ کمرے میں اچانک ارحم صاحب زور سے کھانسنا شروع ہو گئے۔

وریشہ نے فوراً مڑتے ہوئے بھاگ کر کمرے کی لائٹ آن کی تو کمرے کا دل دہلا دینے والا منظر دیکھ کر وہ ششدر ہوتی چلی گئی۔ارحم صاحب کا سر بیڈ سے نیچے لٹکا ہوا تھا۔۔اور وہ بری طرح کھانس رہے تھے۔

انکے منہ سے خون نکلتے ہوئے زمین پر گرتا جا رہا تھا۔ کہ تبھی کھانسی کے دوران ارحم صاحب کا سانس ایک دم سے رکنے والا ہو گیا۔۔

وریشہ ہوش میں لوٹتے ہوئے چلاتے ہوئے انکی طرف بڑھی تھی۔۔۔

بابا۔۔۔!!!!! کیا ہوا آپکو۔۔۔؟ وریشہ نے بے قراری سے پکارتے ہوئے انکا سر اٹھاتے ہوئے گود میں رکھا تو ارید صاحب ہوش سے بے یگانہ ہونے لگے۔۔۔

بابا۔۔۔!!! پلیز آنکھیں کھولیں کیا ہو رہا ہے اپکو۔۔۔؟؟ باپ کی اچانک بگڑی حالت پر اسے اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس لئے وہ شدت سے روتے ہوئے انکو پکارنے لگی۔ پر اسکے پکارنے سے پہلے ہی ارحم صاحب ہوش کھو دیے تھے۔ آج صبح سے انکی طبیعت بہت خراب تھی۔۔۔ پر وہ نظرانداز کرتے رہے تھے۔ اور اب تھوڑی دیر پہلے تھک ہار کر وہ گھر واپس آ گئے تھے۔

وریشہ انکو جو کھانا دے کر گئی تھی۔۔۔ وہ کھانا بھی ویسے کا ویسے ہی پڑا ہوا تھا۔ پورے گھر میں وریشہ کی دلخراش چیخیں بلند ہونے لگی تھیں۔ وہ نازک سی لڑکی روتے ہوئے باپ کو پکار رہی تھی۔۔۔ جو اسکی گود میں سر رکھے ہر گزرتے لمحے میں بے جان ہو رہے تھے۔ گھر پر آسیہ بیگم موجود نہیں تھیں۔

ہمیشہ کی طرح وہ عادت سے مجبور کہیں گھومنے پھرنے کے لئے نکلی تھیں۔۔وہ صبح سے گھر سے نکلی تھیں۔ اور ابھی بھی انکی واپسی نہیں ہوئی تھی۔اس صورتحال میں وریشہ کو سمجھ نہیں آرہا تھا۔کہ وہ باپ کو کیسے سنبھالے۔۔کہ روتے ہوئے اچانک اسکے دماغ میں جھماکا سا ہوا۔اسی وقت باپ کا سر احتیاط سے بیڈ پر رکھتے ہوئے،اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے نکلتی کہ نجانے کس احساس کے تحت مڑ کر باپ کو دیکھنے لگی۔

باپ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے وریشہ نے جھکتے ہوئے انکے ماتھے پر پہلے ہونٹ رکھے تو اسکی آنکھوں سے کہیں انسو ٹوٹ کر اارید صاحب کے چہرے پر گرنے لگے۔لیکن اگلے ہی پل وہ خود کو مضبوط بناتے ہوئے کمرے سے بھاگتے ہوئے نکلی تھی۔تاکہ زیام شاہ کو کال کر کے یہاں بلا سکے۔اسے جلد از جلد اپنے باپ کو ہاسپیٹل لے کر جانا تھا۔

باپ کی ایسی حالت دیکھ کر نجانے کیوں اسکا دل انہیں کھونے کے احساس سے کٹ رہا تھا۔پر وریشہ اس صورتحال میں ہمت سے کام لے رہی تھی۔کیونکہ زیام شاہ نے اسے بہادر رہنا سکھایا تھا۔۔

اربیلا شاہ جو چہرے پر حابیل شاہ کی قربت کے رنگ سجائے ابھی کمرے سے نکل کر نیچے آ ہی رہی تھی۔ کہ بے اختیار اسکی نظر سامنے لاونج کے دروازے کی جانب اٹھی۔ جہاں عالم شاہ اپنی عالم جاں کو بازوؤں میں اٹھائے اسے ہنسانے کی کوشش کرتے ہوئے اندر داخل ہو رہا تھا۔ جبکہ انکے ساتھ روقاش بھی ہنستے ہوئے اندر آرہی تھی۔

روقاش پر نظر پڑتے ہی اربیلا شاہ کو اسکی کل رات والی چالا کی اور دھوکا یاد آیا تو وہ دانت پیستے ہوئے تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگی۔ کل رات روقاش نے جان بوجھ کر پہلے اربیلا کو اس سانگ پر ڈانس کرنے کا کہا تھا۔ اور پھر اسکے ڈانس شروع کرتے ہی وہ ہوشیاری سے حابیل شاہ کو بھی اندر بلا چکی تھی۔

جس کو اندر آتے ہوئے اندھیرے کے باعث اربیلا شاہ دیکھ نہیں پائی تھی۔اور پھر اس ڈانس کی وجہ سے حابیل شاہ نے کل رات اس پر جیسے اپنی شدتیں نچھاور کیں تھیں کہ واللہ پناہ۔۔۔!

اربیلا شاہ کو جارہانہ انداز میں اپنی طرف آتے دیکھ کر روقاش کی نظر اس کی طرف اٹھی تو بیلا کے تاثرات دیکھتے ہوئے اسے اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائیں دینے لگیں۔۔اس لئے بروقت عقل سے کام لیتے ہوئے وہ بھاگ کر صوفے کے دوسری طرف چلی گئی۔اسے بھاگتے ہوئے دیکھ کر بیلا بھی تیزی سے

اسکے پیچھے ہوئی تھی۔۔انکے بھاگنے پر عالم اور شرجینا چونک کر انکی طرف دیکھنے لگے۔۔۔جو اچانک کسی چور، سپاہی کی طرح بھاگنا شروع ہو گئی تھیں۔۔۔

رکیں چالاک ساسوماں۔۔میں آپ کو آج چھوڑنے نہیں والی۔۔۔!!روقاش کو پکڑنے کی کوشش میں بیلا نے تیزی سے دانت پیسے تھے۔۔۔

ہائے ہائے۔۔۔!کیوں کسی جن کی طرح بزرگ ساس کے پیچھے پڑ ہو گئی ہو لڑکی۔۔۔!اپنا بیگ صوفے پر پھینک کر روقاش ایکٹنگ کرتے جواب میں کہنے لگی تھی۔۔

ایسی کی تیسی ایسی چال باز ساس کی۔۔۔!بیلا نے سنبھل کر اچانک روقاش پر جھپٹنا چاہا تو روقاش ڈرتے ہوئے تیز گام بنتی دوسری طرف چلی گئی۔۔صوفے کے دوسری جانب کھڑے ہو کر وہ بے اختیار سینے پر ہاتھ رکھ کر لمبے لمبے سانس لینے لگی تھی۔جبکہ بیلا کی آنکھوں میں اس وقت خونخوار سے تاثرات چھائے ہوئے تھے۔۔۔

عالم تم وہاں کیوں کھڑے ہو۔۔۔؟اپنی چاچی کو اس ڈائن نما عورت سے بچا کیوں نہیں رہے ہو۔۔۔! عالم اور شر جینا کو مزے سے خود کی طرف دیکھتا پا کر روقاش اچانک اسے اپنے رشتے کا احساس دلاتے ہوئے مدد کے لیے بلانے لگی۔

خبر دار عالم بھیا اگر آپ نے اس لومڑی نما چاچی کی مدد کرنے کا سوچا بھی تو۔۔۔! بلکہ آپ کو اپنی بھابھی کی مدد کرنی چاہیے تا کہ میں اس ہوشیار عورت کو پکڑ سکو۔۔۔۔! عالم شاہ کے کوئی بھی جواب دینے سے پہلے ہی اربیلا شاہ بھی اسے ٹوک کر اپنا رشتہ یاد دلاتے بولی تو عالم اور شر جینا بیک وقت چہرہ گھماتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ نظروں کا تبادلہ کرنے لگے۔ جیسے ڈسکس کرنا چاہ رہے ہوں۔ کہ انہیں کس کی مدد کرنی چاہیے۔۔۔

سوری لیڈیز میں عورتوں کے معاملے میں نہیں پڑتا۔۔۔"ان دونوں کی طرف مدد طلب نظروں کو بے نیازی سے نظر انداز کرتے ہوئے عالم شاہ نے سمجھداری بھرا فیصلہ سنایا تو شر جینا اپنے عالی کے فیصلے پر متاثر ہوتے ہنستی چلی گئی۔ اسکے ہنسنے پر عالم شاہ بھی ہنسی ضبط کرتے ہوئے اسے اٹھا کر سیڑھیاں چڑھنے لگا تو بیلا اور روقاش منہ کھول گئیں۔

عالم شاہ تو اپنی عالم جاں کو کیسے چلا گیا تھا۔

لیکن اب روقاش بری طرح پھنس چکی تھی۔۔

اربیلا نے خونخوار تاثرات لیے آگے بڑھ کر روقاش کو پکڑنا چاہا تو اسکا کلیجہ منہ کو آنے لگا تھا۔ کیونکہ اربیلا شاہ کی وائلٹ آنکھیں اس وقت کافی بگڑی ہوئی نظر آرہی تھیں۔۔

لڑکی کچھ خدا کا خوف کرو۔۔۔!! اپنی ان آنکھوں سے کیوں میری جان لینا چاہ رہی ہو۔۔۔" روقاش اپنی جان بچاتے ہوئے ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے کہہ رہی تھی۔

کل رات مجھے دھوکا دیا۔۔! پھر مجھے پھنسا کر خود وہاں سے بھاگ نکلیں۔۔ آپکی جان تو آج میں لے کر ہی چھوڑوں گی۔۔۔! روقاش کے دہائی دینے پر بیلا نے کل کے مناظر یاد کرتے ہوئے دانت پیسے تو اسکی حالت یاد آتے ہی روقاش بھاگتے ہوئے بھی ہنس دی۔

ساری باتیں چھوڑو یہ بتاؤ کل کی رات مزے کی گزری تھی نا۔۔۔" اسکے آگے بھاگتے ہوئے روقاش نے ہنس کر زرا مڑتے ہوئے زو معنی لہجے میں چھیڑتے ہوئے پوچھا تھا۔ جس پر شرم و غصے سے لال ہوتے بیلا نے یک دم اپنی سپیڈ تیز کر دی

میرے پیچھے پاگلوں کی طرح بھاگنے کی بجائے اپنے شوہر کے پیچھے جا کر بھاگو نا۔۔۔! جو ایک بڈھی عورت کو اپنے عشق میں مبتلا کیے بیٹھا ہے۔۔۔" بیلا کو مزید تیزی سے بھاگتے ہوئے دیکھ کر روقاش پھولے سانس میں مڑتے ہوئے اچانک بولی تو اسکے الفاظ پر اربیلا شاہ ایک دم تھمتے ہوئے رک گئی۔

کیا مطلب کون بڈھی عورت۔۔۔! اربیلا نے رکتے ہوئے ناسمجھی سے پوچھا۔ جبکہ اسکے رکنے پر روقاش بے اختیار تشکر بھرا سانس خارج کرتے صوفے پر ڈھے سی گئی۔

اربیلا کو استفہامی نظروں سے خود کو دیکھتے ہوئے روقاش نے اسے رکنے کا اشارہ کرتے اپنا بیگ پکڑ کر پہلے موبائل نکالا۔ اور پھر موبائل میں آج کی ریکارڈنگ آن کرتے ہوئے اربیلا شاہ کی طرف اپنا موبائل بڑھا دیا۔۔

لو سن لو خود ہی۔۔! اور پلیز ریکاڈنگ سننے کے بعد مجھے میرا موبائل اوپر پکڑا دینا میں زرا اب فریش ہو لوں۔۔۔! ظالم لڑکی نے بھگا بھگا کر تھکا دیا ہے۔۔۔" اربیلا شاہ کو موبائل پکڑا کر روقاش خود سے بڑبڑاتے ہوئے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی۔ جبکہ دوسری طرف اربیلا اسکی پشت کو دیکھتے ہوئے موبائل میں چلتی ہوئی ریکاڈنگ بغور سننے میں مصروف ہو گئی۔

ناول: سن سائیاں

ہاشم شاہ ہاسپٹل کے کاریڈور میں کھڑا ضروری کال سن رہا تھا۔جب اچانک بات کرتے ہوئے اسکی نظر سامنے کی طرف اٹھی۔۔جہاں روقاش چادر میں خود کو چھپائے ارباز شاہ کے ساتھ اسی طرف آرہی تھی۔ روقاش کے قدموں میں بے چینی محسوس کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے جلدی سے فون بند کر کے اسکی جانب قدم بڑھا دیے۔

شاہ۔۔۔ارحم بھائی۔۔۔؟؟بھاگتے ہوئے وہ ہاشم شاہ کے قریب آتی نم لہجے میں تیزی سے پوچھنے لگی تھی۔۔۔ارباز شاہ بھی انکے قریب آگئے تھے۔وریشہ نے جب زیام شاہ کو کال کر کے ارحم صاحب کی طبعیت کا بتایا تھا۔تب اس وقت زیام شاہ ڈیرے پر موجود تھا۔وریشہ بری طرح روتے ہوئے اسے ارحم صاحب کی طبیعت خرابی کا بتا کر فورا آنے کا کہہ رہی تھی۔۔

زیام شاہ اسی وقت ارباز شاہ کو انفارم کر کے افرا تفری میں نکلتا چلا آیا تھا۔زیام شاہ نے رستے میں ہاشم شاہ کو بھی انفارم کر دیا تھا۔اس لئے انکے ہاسپٹل پہنچنے سے پہلے ہی ہاشم شاہ بھی یہاں موجود تھا۔

ارحم صاحب کو ایڈمٹ کروانے کے بعد وہ ڈاکٹرز سے ابھی بات چیت کر کے آ رہا تھا۔ کہ تبھی ارباز شاہ بھی روقاش کو لے کر پہنچ گئے تھے۔

اربیلا شاہ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر کے ابھی روقاش کمرے میں پہنچی ہی تھی۔ کہ ارباز شاہ نے ملازمہ کے ذریعے پیغام بھجوا کر روقاش کو جلدی سے چادر لے کر نیچے گیراج میں پہنچنے کا حکم دیا۔

انکے حکم پر وہ اگلے ہی پل پریشان ہوتے چادر لے کر نیچے پہنچ گئی تھی۔ ارباز شاہ اسے کچھ بتائے بنا حویلی سے لے کر نکل آئے تھے۔ لیکن رستے میں روقاش کا پریشان چہرہ دیکھتے ہوئے اُنھوں نے بہت تحمل کے ساتھ اسے ارحم صاحب کی طبعیت کا بتانا شروع کیا تھا۔۔ جس کو سنتے ہی وہ رونا شروع ہو چکی تھی۔

وہ اب ٹھیک ہیں قاشو۔۔۔؟؟ شش رونا بند کرو۔۔۔! چادر میں نظر آتی اسکی خوبصورت ہیزل آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے پیار سے تسلی دے کر اسے اپنے ساتھ لگایا تو وہ اسکے سینے پر سر رکھتے سسک اٹھی۔ اسی لمحے سے ڈرتے ہوئے تو وہ ابھی تک خود سے نظریں چرائے ہوئے تھی۔

روقاش کو بری طرح سسکتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے بے بسی سے لب بھینچتے ہوئے اسے دیکھا۔ کیونکہ وہ اسکی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

گڑیا ایسے روگی تو پھر وریشہ کو کون سنبھالے گا۔۔۔!! ارباز شاہ بھی اسے حوصلہ دیتے بول رہے تھے۔

شاہ۔۔۔!! عشی کہاں ہے۔۔؟؟؟ وریشہ کے ذکر پر اچانک سر اٹھاتے ہوئے روقاش نے روتے ہوئے جاننا چاہا تھا۔۔ کیونکہ وہ اسے یہاں کہیں بھی نظر نہیں آرہی تھی۔ ہاشم شاہ اسے ابھی جواب دے پاتا کہ تبھی نرس نے آکر انہیں ڈاکٹر کا پیغام دیا۔۔۔

تم گڑیا کو سنبھالو میں ڈاکٹر سے مل کر آتا ہوں۔۔۔! ہاشم شاہ کو روقاش کے پاس رکنے کی تلقین کرتے ہوئے ارباز شاہ خود ڈاکٹر کی طرف چلے گئے تھے۔ انکے جاتے ہی روقاش پھر ہاشم شاہ کو استفہامی انداز میں دیکھنے لگی۔۔

عشی چھوٹے شاہ کے ساتھ زرا باہر گئی ہے۔ ارحم صاحب کی حالت دیکھ کر وہ بہت ڈر چکی ہے۔ اس لئے زیام اسے بہلانے کے لیے لے کر گیا ہے۔۔۔" ہاشم شاہ اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے روقاش کو بازو کے حصار میں لیے چیئر پر بیٹھ کر بتانے لگا تھا۔۔

شاہ۔۔۔!! بھابھی کہاں ہیں۔۔۔؟؟ ہاشم شاہ کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے روقاش نے اس بار آسیہ بیگم کے بارے میں استفسار کیا تو بدلے میں ہاشم شاہ سرد سانس خارج کر گیا۔۔

لیکن پھر مختصر کرتے وہ اسے آگاہ کرنے لگا تھا۔۔ کہ کیسے وریشہ گھر پر اکیلی تھی۔اور ارحم صاحب کی اچانک بگڑتی حالت پر اس نے زیام شاہ کو فون کیا تھا۔۔۔

پراپر علاج نہ ملنے پر اور لاپرواہی کی وجہ سے انکا مرض لاسٹ سٹیج پر پہنچ چکا ہے مسٹر شاہ۔۔اس لئے اب ارحم صاحب کے بچنے کے چانسز نا ہونے کے برابر ہیں۔۔میں نے پچھلی بار بھی انکو ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہونے کا کہا تھا۔پر انہوں نے میری ایک نہیں مانی تھی۔۔اور آج اسکا نتیجہ آپ سب کے سامنے ہے۔۔۔!!

مشینوں میں جکڑے ہوئے اس انسان کو ایک نظر دیکھ کر سرد سانس خارج کرتے ڈاکٹر، ہاشم شاہ اور ارباز شاہ کو تفصیل سے آگاہ کر رہا تھا۔اور یہ تفصیل انکے دلوں کو بھاری کرتی جا رہی تھی۔

ارحم صاحب سے انکی ملاقات صرف ایک بار ہوئی تھی۔۔ لیکن اس ایک ملاقات میں وہ حویلی والوں کو اپنے بے حد قریب کر گئے تھے۔۔

ڈاکٹر کیا ٹریٹمنٹ سے کوئی تھوڑی بھی بہتری لانا ممکن نہیں ہے۔۔۔؟ ارحم صاحب کے شفیق چہرے کو دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ نے کسی امید کے تحت سوال کیا۔۔ اس وقت روقاش اور وریشہ باہر موجود تھیں۔ جبکہ انکے پاس زیام اور ارمغان شاہ بھی تھے۔ ہاشم شاہ نے عالم اور حابیل شاہ کو آنے سے منع کر دیا تھا۔۔

ہماری ہر بہتری "امید" پر قائم ہوتی ہے مسٹر شاہ۔۔۔! یہ سمجھ لیں کہ ہر علاج بھی اچھی امید پر ہی کیا جاتا ہے۔ علاج میں اگر مریض یا ڈاکٹر دونوں میں سے کوئی ایک بھی ناامید ہو جائے تو پھر کچھ بھی ٹھیک کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہماری اچھی امید میں دعا اور ہمارے رب پر ہمارا ایمان چھپا ہوتا ہے۔

اس لئے آپ اللہ سے دعا اور امید لگائے۔ اور اسی امید کے تحت ہم بھی انکا علاج کرتے ہیں۔۔ انشاءاللہ اگر ہمارے سوہنے رب نے چاہا تو یہ تھوڑے کیا مکمل طور پر بھی ٹھیک ہو جائیں گئے۔۔۔"

چہرے پر نرمی بھری مسکراہٹ سجائے ڈاکٹر نے ہاشم شاہ کو جواب دیا تھا۔ جس کے بدلے میں ارباز شاہ اور ہاشم شاہ بے حد متاثر ہوتے انہیں دیکھ گئے۔

ڈاکٹر آپ پھر اپنی اسی امید پر انکا ٹریٹمنٹ شروع کریں۔۔۔! کیونکہ یہ انسان فلحال میری بیوی کے آنسوؤں کی وجہ بنا ہوا ہے۔اس لئے انکو ٹھیک کر کے مجھے ان کے ساتھ بہت سے بدلے چکانے ہیں۔۔۔!

پرامید لہجے میں بولتے ہوئے نرم سی مسکراہٹ اچھال کر ہاشم شاہ نے ڈاکٹر کے ساتھ ہاتھ ملایا تو اسکی اپنی بیوی کے لئے دیوانگی پر ارباز شاہ سمیت ڈاکٹر بے اختیار سر نفی میں ہلاتے ہوئے ہنس دیے۔۔

انکو ہوش کب آئے گا۔۔؟ارباز شاہ نے ابھی اچانک سوال کیا ہی تھا۔۔کہ ارحم صاحب آنکھیں کھولتے ہوئے دیکھائی دیے۔۔۔

لیجیے آپکے مریض نے آپکی سن کر خود ہی آنکھیں کھول لی ہیں۔۔۔! ارحم صاحب کو ہوش میں آتے دیکھ کر ڈاکٹر نے ارباز شاہ کو مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔ جس پر ارباز شاہ اور ہاشم شاہ بے اختیار اپنے رب کا شکر ادا کرنے لگے۔

آپ اپنے مریض کا حال احوال پوچھیں، پھر ملتے ہیں۔۔۔!! انکو پرائیویسی دینے کی غرض سے ڈاکٹر خود باہر کی جانب چلے گئے تھے۔انکے جاتے ہی ہاشم شاہ مصنوعی طور پر ارحم صاحب کو گھورنا شروع ہو گیا۔ جنہوں نے آج کل اسکی بیوی کو رولانے کا ٹھیکا لیا ہوا تھا۔۔۔

بہت غلط بات ہے یہ سالے صاحب۔۔۔!! کل آپ چیک اپ کے لئے کیوں نہیں آئے تھے۔ یہ سب کرنا ضروری تھا کیا۔۔؟؟ ہاشم شاہ انکے مشینوں میں جکڑے ہونے کی طرف اشارہ کرتے ارحم صاحب سے افسوس سے بول رہا تھا۔۔۔

میں۔۔ کچھ بھی نہیں غلط کیا۔۔!! آپکی بیوی نے جو پھر مجھ سے بات کرنا چھوڑی ہوئی ہے۔۔ یہ۔۔ اسی کا نتیجہ ہے۔۔۔!! ہاشم شاہ کی گھوریوں کا زرا برابر اثر لیے بنا ارحم صاحب اٹکتے ہوئے جواب میں بولے تھے۔ جبکہ لہجہ بچوں کی طرح نروٹھے پن سا تھا۔ انکے معصوم بننے پر ارباز شاہ ہنستے چلے گئے۔۔ ہنسی تو ہاشم شاہ کو بھی آئی تھی۔۔ پر وہ سرعت سے چھپا کر دوبارہ گویا ہوا۔۔۔

آپ میری بیوی کو کم صدمات پہنچایا کریں نا۔۔!! تاکہ وہ آپ کو منہ لگانا نہ چھوڑے۔۔۔!! اپنی بیوی کی طرف داری کرتے ہوئے ہاشم شاہ انہیں اپنی بیماری چھپانے پر جتاتے ہوئے بولا تھا۔۔

جو۔۔۔ بھی۔۔۔ کہو۔۔۔!! پر شاہ۔۔۔ تمہاری بیوی کسی کام کی نہیں ہے۔۔۔!! بس بات۔۔ بات پر رونا شروع کروالو۔۔!! ہاشم شاہ کے طنز کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے ہوئے ارحم صاحب بامشکل بولتے

ہوئے جان بوجھ کر اسے چڑا رہے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ سامنے کھڑا شخص اپنی بیوی کے بارے میں ایک لفظ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔

ارحم صاحب نے ہولے سے سر جھٹک کر ار باز شاہ کی طرف دیکھا تھا۔ جیسے پوچھنے چاہ رہے ہوں۔ کہ آپ ہی بتائیں کیا میں کچھ غلط کہہ رہا ہوں۔۔

خبردار اگر آپ لوگوں نے میری بیوی کے بارے میں ایک لفظ بھی الٹا سیدھا بولا تو۔۔۔! ورنہ ابھی باہر جا کر اسے بھڑکا دوں گا۔ کہ وہ اس ہاسپیٹل میں ایڈمٹ مریض سے لمبی ناراض ہو جائے۔ اور اپکو جو مزے دار سے کھانے بنا بنا کر کھلاتی رہتی ہے نا وہ بھی بند کر دے۔۔ جب پھر ملازمہ کے ہاتھ کا وہ سڑا ہوا کھانا ملے گا نا تو لگ سمجھ جائے گی اپکو بھی۔۔۔"

ارحم صاحب اور ار باز شاہ کو خطرناک دھمکیاں لگاتے ہوئے ہاشم شاہ نے انہیں ڈرایا تو ار باز شاہ فورا توبہ کرتے نظر آئے تھے۔ لیکن ارحم صاحب کے تاثرات میں کوئی خاصا فرق نہیں تھا۔۔

جتنی مرضی دھمکیاں لگا لو۔۔۔!! پر حقیقت نہیں بدلے گی۔۔۔!! ساری عمر میں تمہاری بیوی کو "ارحم ارید" نے صرف ایک کام بولا تھا۔ اور دیکھو تمہاری قاشو وہ بھی نہیں کر پا رہی۔۔۔"

ارحم صاحب بول کر تھکی سانس خارج کرتے ہوئے آنکھیں موند گئے تھے۔۔ جیسے ضبط کرنے کی کوشش میں ہوں۔۔ انکے ناامیدی بھرے لہجے کو سنتے ہوئے ارباز شاہ اور ہاشم شاہ بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھ گئے۔۔۔

اگر میں بولوں کہ میری بیوی آپکا وہ اک کام کر چکی ہے تو۔۔۔!! اور اپکی تسلی کے لیے میں ابھی اپکے سامنے وریشہ کا نکاح کروادوں تو۔۔۔! تو کیا پھر آپ اپنا ٹھیک سے علاج کروانے پر رضامند ہو جائیں گئے۔۔۔؟ بیٹی کو محفوظ ہاتھوں میں سونپ کر پھر خود میں جینے کی امید جگائیں گئے۔۔۔؟ میری قاشو کو پھر کھل کر جینے کا موقع دیں گئے۔۔۔؟ میری قاشو اور اپنی عشی کے لیے اللہ سے امید لگائیں گئے۔۔۔؟

چیئر پر بیٹھتے ہوئے ہاشم شاہ انکا ہاتھ تھام کر بھاری سانس خارج کرتے ہوئے بولنا شروع ہوا تو بولتا ہی چلا گیا تھا۔ کیونکہ وہ کسی بھی صورت میں اس انسان کو ٹھیک ہوتا دیکھنا چاہتا تھا۔

بیڈ پر لیٹا انسان تھوڑے سے عرصے میں ہی اسے بہت عزیز ہو چکا تھا۔ وہ ارحم صاحب کے پرنور چہرے پر اذیت بھری مسکراہٹ کو چھین کر پرسکون مسکراہٹ لانا چاہتا تھا۔۔ کیونکہ بیڈ پر اتنے خطرناک مرض کا

بوجھ اٹھائے جو انسان لیٹا ہوا تھا۔ وہ آج کی دنیا کے لحاظ سے چالاک نہیں تھا۔ وہ شاطر نہیں تھا۔ وہ معصوم تھا۔

ارحم صاحب کی معصومیت ہی انکی سب سے بڑی اذیت بنی تھی۔ لوگوں کو پہچان نہ پانا انکے ہاتھوں استعمال ہوتے ہوتے وہ آج اس مرحلے پر پہنچ چکے تھے۔ جہاں انسان ناامید ہو کر صرف موت کی تمنا کرتا ہے۔۔۔

بہت سالوں پہلے اپنے ماں باپ کے اچانک چلے جانے کا، اپنا وہ پیارا آشیانہ بکھرنے کا، بہن کا عمر سے پہلے سمجدار ہونا، یہ سب دکھ ارحم صاحب کو اندر ہی اندر کھا چکے تھے۔ وہ ان انسانوں میں سے تھے۔ جن کے لئے محبت کا کامل ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔

اور ایسے انسانوں کو غلطی سے بھی ادھوری محبت مل جائے تو پھر وہ زندہ نہیں رہ پاتے۔ کیونکہ ایسے لوگ بہادر نہیں ہوتے ہیں۔۔۔

عالم شاہ اور حابیل شاہ افراتفری میں ہاسپٹل پہنچے تھے۔ کیونکہ انکے "چھوٹے شاہ" کا نکاح ہونے جارہا تھا۔ زیام شاہ شاہ حویلی کا سب سے چھوٹا شہزادہ تھا۔

حویلی کے سب مکین اپنے چھوٹے شہزادے کا نکاح پورے دھوم دھڑلے کے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔پوری تیاری کے ساتھ اسکے لئے اسکی پسندیدہ وہ چھوٹی سی دلہن لانا چاہتے تھے۔جو اپنے ایک عام سے آشیانے میں ہر وقت کوئل بنی گنگناتی رہتی تھی۔۔

پر ارحم صاحب کی طبعیت خرابی اور خواہش کا مان دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ اور ارباز شاہ نے یہ نکاح آج ہی کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ کیونکہ وہ ارحم صاحب کو وریشہ کی فکر سے آزاد کر کے پر سکون کرنا چاہتے تھے۔اس لئے ہاشم شاہ نے عالم شاہ اور حابیل کو فوراً بلا لیا تھا۔تاکہ وہ اپنے چھوٹے بھائی کے نکاح میں شامل ہو سکیں۔۔۔

ہاسپٹل کے کمرے میں گہما گہمی سا ماحول تھا۔وریشہ روئے ہوئے چہرے کے ساتھ ارحم صاحب کا ہاتھ تھامے خاموش سی بیٹھی تھی۔جب اچانک کسی فون کال پر روقاش اٹھ کر کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

روقاش جو کمرے سے باہر نکل رہی تھی۔کہ اچانک سامنے سے آسیہ بیگم کو اپنے بھانجے کے ساتھ آتے دیکھ کر روقاش کا پورا وجود جھنجھنا اٹھا۔۔۔

دروازہ بند کرتے ہوئے روقاش تن کر بالکل دروازے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔تاکہ آسیہ بیگم اندر داخل نہ ہو سکیں۔۔۔ کیونکہ یہ عورت اسکے بھائی کو تکلیف میں چھوڑ کر اپنی عیاشیوں میں نکلی ہوئی تھی۔اور اب شام ڈھلنے پر اس نے ہاسپٹل آنے کی زحمت کی تھی۔وہ بھی وریشہ کے نکاح کی خبر سنتے ہوئے آسیہ بیگم جلدی سے یہاں سے پہنچی تھیں۔ تاکہ یہ نکاح رکوا سکیں۔۔

کیوں آئی ہو یہاں پر۔۔۔!! آسیہ بیگم قریب آئیں تو روقاش غراتے ہوئے تیزی سے پوچھ گئی۔۔۔ جبکہ آسیہ بیگم تو روقاش کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر صدمے کا شکار ہو گئیں تھیں۔اسے گھر سے نکالنے کے بعد آج پہلی بار وہ اسے مل رہیں تھیں۔۔۔

میں اپنی بیٹی کو لینے کے لیے آئی ہوں۔۔۔ ہٹو سامنے سے۔۔۔!! بنا وقت ضائع کیے آسیہ بیگم نے اندر داخل ہونا چاہا تو روقاش تیزی سے انہیں دھکا دیتے پیچھے کر گئی۔۔۔

سوچنا بھی مت اندر جانے کا۔۔۔!! ورنہ یہیں زمین میں زندہ گاڑ دوں گی تمہیں۔۔۔!! تیش کے عالم میں روقاش تیز آواز میں پھنکارتے ہوئے بولنے لگی تو اندر بیٹھے نفوس بے اختیار ٹھٹک گئے۔ہاشم شاہ انہیں

ریلکس رہنے کا اشارہ کرتے تیزی سے کھڑے ہوتے خود باہر نکلا تو روقاش کو اپنی بھابھی سے الجھے دیکھ کر دانتوں تلے لب دباتا چلا گیا۔۔۔

جب سے روقاش کو یہ پتہ چلا تھا۔۔ کہ وریشہ اکیلے ہی ارحم صاحب کو اتنی بگڑی حالت میں یہاں پر لائی تھی۔تب سے اپنی بھابھی کے نام پر وہ خطرناک بگڑ رہی تھی۔اور اب تو آسیہ بیگم نے خود اسکے سامنے آنے کی ہمت کر لی تھی۔۔۔

تم ہوتی کون ہو مجھے روکنے والی۔۔۔!!!میں اپنی بیٹی کو لینے آئی ہوں۔اور تم لوگوں کی ہمت بھی کیسے ہوئی میری بیٹی کا نکاح کرنے کی۔۔۔!!میں ہوں اسکی ماں۔۔۔!!اور میری مرضی سے اسکا نکاح میرے بھانجے کے ساتھ ہوگا۔۔" اپنے بھانجے کو پکڑ کر زرا آگے کرتے ہوئے آسیہ بیگم تڑخ کر بولی تھیں۔۔۔

اگر مائیں تمہارے جیسی ہوتی ہیں نا۔۔۔!!تو میری دعا ہے کہ تم جیسی مائیں وقت سے پہلے مر جائیں۔۔۔! تاکہ انکی معصوم بیٹیاں اذیت کا شکار نہ ہوں۔۔۔!!اور تم جاننا چاہتی ہو نا کہ میں کون ہوتی ہوں اسکا نکاح کروانے والی۔۔۔؟؟تو سنو۔۔!میں اسکو ماں کی طرح پالنے والی اسکی پھوپھو ہوں۔۔۔۔!!چھوٹی سی عمر

میں جب مجھے ماں لفظ کا مطلب بھی نہیں پتہ تھا۔ تب میں نے تمہاری بیٹی کو ماں بن کر پالا بھی اور سنبھالا بھی ہے۔۔۔اس لئے یہ سوال کرنے کی تو جرات بھی مت کرنا۔ کہ میں کون ہوں۔۔۔۔!!

غصے سے بے قابو ہوتے روقاش چباتے ہوئے پھنکار رہی تھی۔ جبکہ ہاشم شاہ اسکے پیچھے ڈھال بنا کھڑا تھا۔ آج وہ اسکو اسکی بھڑاس نکالنے دینا چاہتا تھا۔اس لئے خاموش تھا

اور رہی بات نکاح کروانے کی۔۔۔؟؟ تو اچھا ہوا جو تم اپنی یہ منحوس شکل کے کر خود ہی یہاں پر چلی آئی ہو۔۔ کیونکہ یہ نکاح تو آج تمہاری آنکھوں کے سامنے ہی ہو گا اور میں کروا کے دیکھاؤ گی۔۔۔!! روک سکتی ہو تو روک کر دیکھاؤ۔۔۔!! بنا توقف لیے تمسخر بھرے لہجے میں پھر بولتے مسکرانے والے انداز میں روقاش نے صاف صاف چیلنج کیا تھا۔۔

چھت چھن جانے کے خوف سے وہ آج تک اس عورت سے نامحسوس انداز میں خوف کھاتی آئی تھی۔ پر آج وہ مضبوط بنی پہلے والی روقاش سے یکسر مختلف اسکے سامنے تن کر کھڑی تھی۔ اس لئے سارے لحاظ بلائے طاق رکھتے ہوئے سامنے کھڑی عورت کو آئینہ دیکھا گئی۔ جبکہ ہاشم شاہ تو اپنی بیوی کے مضبوط و دبنگ انداز پر قربان ہوتے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

روقاش کی مذاق اڑاتی آنکھوں پر آسیہ بیگم کا شرمندگی وغصے سے براحال ہونے لگا تو بے قابو ہوتے اس نے روقاش پر ابھی ہاتھ اٹھایا ہی تھا۔ کہ تبھی بروقت پیچھے سے آتے ہوئے ارمغان شاہ نے وہ ہاتھ وہیں جکڑتے ہوئے ہوا میں بلند کر دیا۔ جبکہ آسیہ بیگم کے اچانک ہاتھ بلند کرنے پر روقاش جو سہم کر پیچھے قدم لینے لگی تھی۔ کہ ہاشم شاہ کے پیچھے کھڑے ہونے کے باعث وہ وہیں کی وہیں کھڑی رہی۔۔

روقاش نے چہرہ موڑتے ہوئے تیزی سے ہاشم شاہ کی طرف دیکھا تھا۔۔ جو اسکے دیکھنے پر بالکل چل انداز میں مسکرانے لگا تھا۔۔۔

یار بڑی کیا کرتے ہیں....؟؟ کیوں آج کے دن ہی زیام شاہ کی ساس کا ہاتھ مجھ سے تڑوانا چاہ رہے ہیں۔۔۔!! آسیہ بیگم کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں زرا دباتے ہوئے ارمغان شاہ بالکل نارمل لہجے میں کہنے لگا تو آسیہ بیگم بے ساختہ اپنی کراہ دبانے کی کوشش کرنے لگیں۔۔۔

دیکھ لوغان اب تم خود ہی، کہ کیا کرنا ہے۔۔۔!! زیام شاہ کی ساس نے تمہاری چاچی پر ہاتھ اٹھانے کی گستاخی کی ہے۔۔اس لئے جو بھی کرو۔۔۔" روقاش کی ہیزل آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسوؤں کو پیار سے صاف

کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے بنا ارمغان شاہ کی طرف جواب دیا تو ارمغان شاہ کا دماغ غصے سے بے قابو ہوتا چلا گیا۔۔

جس کے باعث اس نے آسیہ بیگم کا ہاتھ پیچھے لے جاتے ابھی موڑا ہی تھا۔ کہ آسیہ بیگم کی چینخ نکل گئی۔ انکے ساتھ آیا ہوا انکا بھانجا جو ابھی تک خاموش تماشائی بنا کھڑا تھا۔۔ کہ آخر بیچ میں مداخلت کرتے بولنے لگا تھا۔۔۔

چھوڑیں میری خالہ کو۔۔۔!! آپ لوگ ایسے غنڈا گردی کر کے ہمیں ڈرا نہیں سکتے ہیں۔۔۔!! میں آپ سب کے خلاف پولیس کمپلین کروں گا۔ کہ آپ لوگ میری ہونے والی بیوی کو اغوا کر کے زبردستی اسکا نکاح کسی اور کے ساتھ کروا رہے ہیں۔۔۔! ارمغان شاہ کی گرفت سے آسیہ بیگم کا ہاتھ نکالنے کی کوشش میں وہ انکو ڈرانے کی ناکام کوشش کرتے بولنے لگا تو ہاشم شاہ استہزایہ انداز میں اسے مچھر کو دیکھ کر رہ گیا۔ جو شاہ خاندان والوں کو پولیس سے ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

آسیہ بیگم کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات دیکھتے ہوئے روقاش نے ارمغان شاہ کو ہاتھ چھوڑنے کا اشارہ کیا تو اپنی چاچی کے اشارے پر ارمغان نے آسیہ بیگم کے ہاتھ کو زوردار جھٹکا دیتے ہوئے فوراً آزاد کر دیا۔ جھٹکا لگنے کے باعث انکی ہلکی سی چینخ پھر بے ساختہ تھی۔

ہاسپٹل میں لوگ بار بار انکی جانب متوجہ ہو رہے تھے۔ کہ تبھی بار بار اٹھتے شور کے باعث کمرے سے حابیل شاہ اور عالم شاہ بھی باہر نکل آئے۔۔۔

بڑی کیا ہو رہا ہے یہاں پر۔۔۔؟؟ بار بار اندر چینخوں کی آوازیں جا رہی ہیں۔۔ کون چلا رہا ہے۔۔۔؟؟ عالم شاہ نے باہر نکلتے ہی ہاشم شاہ کو مخاطب کیا۔۔۔

روح آپ پھر روئی ہیں کیا۔۔۔؟؟ ہاشم شاہ ابھی کوئی جواب دے پاتا جب حابیل شاہ اپنی چاچی کی بھیگی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے تشویش سے پوچھ گیا۔۔ عالم شاہ کی بھی توجہ اب روقاش کی آنکھوں کی طرف ہو گئی تھی۔

قاشو تم اندر جاؤ شاباش۔۔! میں زرا تمہاری بھابھی کا دماغ سیٹ کر لوں۔۔۔!! روقاش کے ماتھے کو ہلکا سا چوم کر ہاشم شاہ نے اسے اندر جانے کا کہا تو وہ سر ہلاتے ہوئے کمرے میں چلی گئی۔

زیام شاہ کی ہونے والی اس منحوس ساس نے تمہاری چاچی پر ہاتھ اٹھانے کی جرات کی ہے۔ اس لئے ارمغان اس عورت کے کس بل ٹائٹ کر رہا تھا۔ جس کے بدلے میں یہ عورت چینخ و پکار رہی تھی۔ باقی یہ مجھ سے کہہ

رہا ہے۔ کہ وریشہ اسکی ہونے والی بیوی ہے اور ہم اسکا زبردستی نکاح کروا رہے ہیں۔۔اور یہ ہمارے خلاف پولیس کمپلین کرنے والا ہے۔۔۔! اب میں اندر اپنی بیوی کے پاس جا رہا ہوں۔ دیکھ لو تم دونوں کے انکا کیا کرنا ہے۔ کیونکہ بھئی مجھے تو پولیس سے بہت ڈر لگتا ہے۔۔۔"

مصنوعی ایکٹنگ کرتے ہوئے ہاشم شاہ انکو مکمل تفصیل بتاتے ہوئے آگے کا معاملہ سنبھالنے کی ہدایت کرتے خود اندر چلا گیا۔ جبکہ آخری بار ایک بےزار سی نظر آسیہ بیگم اور انکے بھانجے پر ڈالنا نہیں بھولا تھا۔۔

دوسری طرف آسیہ بیگم کی جرات کا سن کر عالم شاہ اور حابیل شاہ کا غصے سے برا حال ہو چکا تھا۔

انکی غصے سے لال ہوتی آنکھیں دیکھ کر آسیہ بیگم اپنی جگہ پر ڈر کے مارے کانپنے لگی۔ روقاش کے لئے اسکے سب سسرالیوں کو اس قدر جنونی دیکھ کر وہ صدمے کا شکار ہو رہی تھیں۔ آخر کیا تھا اس میں ایسا جو اسکے سسرالی اسکے اتنے دیوانے ہوئے پڑے تھے۔۔

حابیل اور عالم کے تاثرات دیکھتے ہوئے وہ ابھی بھی نفرت سے سوچ رہی تھیں۔

بہت افسوس کی بات ہے ارمغان شاہ۔۔۔!! کہ تم ایک ہاتھ تک نہیں توڑ پائے ہو۔۔۔!! آسیہ بیگم کے ہاتھ کو تیش سے دیکھتے ہوئے عالم شاہ ایک دم سے پھنکارا تو آسیہ بیگم دہل کر اسے دیکھ گئیں۔ انکے ہاتھ میں پہلے ہی درد اٹھ رہا تھا۔ اور وہ انکا ہاتھ توڑنے کا کہہ رہا تھا۔۔۔

سوری بھائی میں تو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکنے والا تھا۔ لیکن پھر چاچی نے ان پر ترس کھاتے روک دیا۔۔!!

ارمغان جواب میں افسوس سے بتا رہا تھا۔ جیسے روقاش کے روکنے کا بہت دکھ ہوا ہو۔۔

چلو کوئی بات نہیں۔۔!! چاچی کے صدقے ایسے ہزار ہاتھ بھی قربان۔۔! پر ہلکی پھلکی ڈوز پھر بھی بنتی ہے۔۔! حابیل شاہ پر سوچ انداز میں کہنے لگا تھا۔ جبکہ آسیہ بیگم اور انکے بھانجے کو سمجھ نہیں آرہی تھی۔ کہ وہ کہاں آکر پھنس گئے ہیں۔ کیونکہ گھر سے تو وہ بہت پلیننگ کر کے نکلے تھے۔ جو یہاں آکر ساری فیل ہو گئی تھی۔

بھائی یہ مچھر وریشہ کو اپنی بیوی کہنے کی ہمت کر رہا ہے۔۔ کیا کہتے ہیں۔ اسکی آج ہی ایک ملاقات چھوٹے شاہ سے کروا نہ دی جائے۔۔ پہلے ہی وہ ڈیرے پر لائے ان دو آدمیوں کا آئے روز قیمہ بناتا رہتا ہے۔ جنہوں نے وریشہ کا پیچھا کرنے کی کوشش کی تھی۔۔"

آسیہ بیگم کے بھانجے کے کندھے پر بازو رکھتے ہوئے ارمغان شاہ نے ہلکے پھلکے انداز میں کہتے ہوئے دوستانہ مشورہ لینا چاہا تو حابیل اور عالم بے اختیار ہنس دیے۔۔

نہیں یار رہنے دو۔۔ ! آج اسکا بہت خاص دن ہے۔ کہاں اس لنگوڑ پر وقت ضائع کرتا رہے گا۔۔ تم ایسے کرو میرے آدمی کو فون کرو اور اسے زرا فارم ہاؤس پر پہنچاؤ۔۔ باقی کا بعد میں دیکھتے ہیں۔۔ ! حابیل شاہ اسے ہدایت کرتے ہوئے عالم شاہ کے ساتھ کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔ جبکہ اندر جانے سے پہلے وہ آسیہ بیگم پر کاٹ دار نظر ڈالنا نہیں بھولا تھا۔۔

شاہ اس عورت کو یہاں سے دفع کردیں۔ ورنہ میں نے یہاں سے کوئی مشین اٹھا کر اسکے سر پر دے مارنی ہے۔۔ "کمرے میں مولوی صاحب کی بلند آواز گونج رہی تھی۔ جو زیام شاہ اور وریشہ کا نکاح پڑھا رہے تھے۔

وریشہ سر پر سرخ دوبٹے کا گھونگھٹ کیے بیٹھی تھی۔ یہ دوبٹہ روقاش نے حابیل اور عالم شاہ کو بول کر حویلی سے منگوالیا تھا۔ نکاح چونکہ ایمرجنسی کی صورت میں ہورہا تھا۔ اس لئے کسی بھی تیاری کے بنا تھا۔ پر اس صورتحال میں بھی روقاش نے اپنی بھتیجی کو لال دوبٹہ اوڑھا دیا تھا۔

زیام شاہ کا نکاح پڑھا کر مولوی صاحب اب وریشہ سے رضامندی پوچھ رہے تھے۔ جبکہ کمرے کے ایک کونے میں کھڑی آسیہ بیگم کو دیکھ کر روقاش کا موڈ خوامخواہ میں بگڑ رہا تھا۔ جس کے باعث وہ ہاشم شاہ کی جانب زرا جھکتے ہوئے دبے دبے انداز میں اپنے ضبط کا بتانے لگی۔۔۔

کول ڈاؤن میری جان۔۔۔!! صرف وریشہ کی خاطر اسکو برداشت کرلو۔۔۔! کیونکہ ہم یہ حقیقت نہیں جھٹلا سکتے ہیں۔ کہ یہ عورت وریشہ کی ماں ہے۔۔۔!

اپنی بیوی کے آگ بگولہ ہونے پر ہاشم شاہ نے اسے بازو کے حصار میں لیتے ہوئے آنکھوں سے ریلیکس رہنے کا اشارہ کیا۔ جس پر روقاش نے پہلے گہری سانس خارج کی۔ اور پھر اگلے ہی پل آسیہ بیگم کو اترا کر دیکھنے لگی۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہو پیاری بھابھی۔ کہ ہمت ہے تو روک کر دیکھاؤ اب یہ نکاح۔۔

روقاش کے چڑانے والے تاثرات دیکھتے ہوئے ارمان شاہ کو اپنی چاچی کی حرکتوں پر ہنسی آرہی تھی۔ وہ کب سے اپنی چاچی کی اوٹ پٹانگ حرکتوں کو دیکھ رہا تھا۔ جو اپنی بھابھی کو آگ لگانے میں اتنی مصروف تھی۔ کہ آس پاس کا بھی ہوش نہیں تھا۔۔۔

نکاح مبارک ہو آپ دونوں کو۔۔۔!! اللہ تعالیٰ آپکی زندگی کی نئی شروعات میں برکتیں نازل فرمائیں ۔۔۔!! نکاح مکمل ہوا تو مولوی صاحب زیام شاہ اور وریشہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر انکو دعائیں دیتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ جبکہ زیام شاہ کے چہرے کی چمک قابل دید تھی۔۔ نکاح ہوتے ہی زیام شاہ خوشی سے بے قابو ہوتے سب سے پہلے اپنے بڑی کے گلے لگا تھا۔۔ جنہوں نے سرپرائز دیتے اسکی زندگی کی سب بڑی خوشی کو یوں اچانک پورا کر دیا تھا۔۔۔

آئی لو یو بڑی۔۔۔!! ہاشم شاہ کو زور سے خود میں بھینچتے ہوئے زیام شاہ خوشی سے جھومتے ہوئے بولا تو اسکے الفاظ پر باقی سب قہقہ لگا گئے۔ جبکہ وریشہ شرم کے مارے سرخ ہوئی پڑی تھی۔ ارحم صاحب جن کی آنکھیں خوشی و سکون سے نم ہو رہی تھیں۔ وہ بے اختیار وریشہ کو پاس آنے کا اشارہ کرتے اسکے سر کو چوم گئے۔۔۔

ہمیشہ خوش رہو بابا کی جان۔۔۔!! وریشہ کے ہاتھ چومتے ہوئے ارحم صاحب کی آواز لبریز ہوئی تو روقاش نروٹھے پن سے بھائی کو دیکھ گئی۔

روقاش انکے قریب ہوئی تو ارحم صاحب زرا اٹھتے ہوئے ایک طرف وریشہ تو دوسری جانب روقاش کو لے کر بیٹھ گئے۔۔۔

بہت شکریہ قاشو میری بیٹی کے لئے اپنے شاہ جیسا انسان ڈھونڈنے کے لیے۔۔۔!! روقاش کے سر کو چومتے ہوئے ارحم صاحب نے اسکا شکریہ ادا کیا تو روقاش کی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔۔

شکریہ میرا نہیں شاہ کا کریں بھائی۔۔۔ جنہوں نے کبھی بھی مجھے اکیلا ہونے کا احساس نہیں ہونے دیا ہے۔۔۔! آپکی خواہش کی فکر مجھ سے زیادہ انکو کی تھی۔اس لئے کچھ دنوں تک میں پورے رعب کے ساتھ آپکے گھر اپنے بھتیجے کا رشتہ لانے والی تھی۔ پر آپ سے زرا انتظار نہیں ہوا اور ہمیں یہاں ہاسپٹل میں ہی اکھٹا کر لیا۔۔۔۔"

بڑے بھائی کی نم آنکھوں کو محبت سے صاف کرتے ہوئے روقاش محبت و عقیدت سے اپنے شاہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جو اسکے لئے اس دنیا کی ہر نعمت سے بھر کر تھا۔ روقاش کے آخری الفاظ پر سب بے اختیار ہنس دیے تھے۔۔۔

کوئی بات نہیں گڑیا۔۔۔!! پہلے ہم نے رشتہ لینے جانا تھا۔اب ہم اپنی بہو کو پورے دھوم دھام سے لے کر آئیں گئے۔۔۔" ارباز شاہ نے ہنستے ہوئے اسے تسلی دی تھی۔ جبکہ ارحم صاحب تشکّر بھری نظروں سے

ہاشم شاہ اور ارباز کی طرف دیکھی جارہے تھے۔ جو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے کرتے انکو تسلی دے رہے تھے۔

اگر آپ سب کی اجازت ہو تو کیا میں آپ سب کے سامنے اپنی بیوی کا گھونگھٹ اٹھا کر اسکو نکاح کی مبارک دے سکتا ہوں۔۔۔! ماحول کو ایموشنل ہوتے دیکھ کر زیام شاہ نے گلا کھنکھار کر اونچی آواز میں سب کو اچانک متوجہ کیا تو وریشہ تیزی سے روقاش کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔ جبکہ باقی سب آبرو اچکاتے ہوئے اسے دیکھنے لگے تھے۔۔۔

بہت افسوس کی بات ہے دولہے صاحب۔ کہ ہماری پیاری سی دلہن اپکو بالکل بھی منہ نہیں لگانا چاہ رہی ہے۔۔۔!! وریشہ کو چھپتے دیکھ کر ارمان شاہ نے اسکی خواہش پر افسوس کرتے ہوئے اسے چھیڑا تھا۔۔۔

روقاش بھی وریشہ کو خود میں چھپاتے ہوئے کندھے اچکا کر صاف صاف زیام شاہ کو چھیڑ رہی تھی۔ کہ لو مل کر دیکھاؤ اپنی نئی نویلی دلہن کو۔۔۔

ایسی کی تیسی آپکی دلہن کی بھئی۔۔۔!! ابھی ابھی تازہ تازہ میرا نکاح ہوا ہے اسکی کیا مجال جو زیام شاہ کو منہ لگائے۔۔۔ جا رہا ہوں میں اپنی بیوی کو لے کر۔۔۔! آگے بڑھ کر وریشہ کو بازو سے پکڑا اسے روقاش کی

آغوش سے نکالتے ہوئے زیام شاہ نے ایک جھٹکے میں اسے بازوؤں میں اٹھایا تو اسکی دیدہ دلیری پر سب قہقہے لگاتے چلے گئے۔۔ جبکہ وریشہ شرم و حیا سے روہانسی ہوتی لال انگارہ ہوتی چلی گئی تھی۔۔زیام کی حرکت پر روقاش کا بھی منہ کھلا تو پھر وہ بھی ہنس دی۔۔۔

زیام۔۔۔!! سب کی موجودگی میں ہاشم شاہ نے اسے مصنوعی طور پر آنکھیں دیکھاتے ہوئے اوقات میں رہنے کا اشارہ کیا تو وہ فوراً بے باکی سے بول پڑا۔۔۔

یار چاچو سمجھا کریں نا۔۔۔ابھی تو میں نے اپنی بیوی کو اسکا حق مہر بھی ادا کرنا ہے۔اس لئے پلیز ہم نئے شادی شدہ جوڑے کو کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔۔۔ہم نکاح ڈیٹ پر جا رہے ہیں۔۔۔!! ہاشم شاہ کی گھوریوں کو نظر انداز کرتے ہوئے زیام شاہ سب کو وہیں پر چھوڑے وریشہ کو لیے کمرے سے باہر نکل چکا تھا۔جبکہ سب اسکی بے قراری پر تاسف سے ہنس دیے تھے۔

ناول: سن سائیاں

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے زیام شاہ دلچسپ نظروں سے اپنی نئی نویلی منکوحہ کا شرمیلا روپ دیکھ رہا تھا۔ اسکے برعکس وریشہ اس سے رخ موڑے نکاح کے سرخ دوپٹے میں لال گلابی ہوئی بیٹھی تھی۔

ہاسپیٹل میں سب کے سامنے اسے اٹھا کر لاتے ہوئے وہ یہاں شہر والے بنگلے پر آ گیا تھا۔ کچھ دیر پہلے ہی وہ لوگ یہاں پر پہنچے تھے۔ اب تو باہر ہر سوں اندھیرا بھی چھا چکا تھا۔ جس کا مطلب تھا۔ کہ رات نے اپنے پر پھیلانے شروع کر دیے تھے۔

زیام شاہ اسے یہ بنگلہ دیکھانا چاہتا تھا۔ پر وریشہ کو شرم میں ڈوبتے دیکھ کر وہ اپنا ارادہ ترک کرتے اسے کمرے میں لے آیا۔ اور اب کمرے میں وہ کب سے اسکی طرف سے رخ موڑے بس اپنی نازک انگلیاں مڑور رہی تھی۔ زیام شاہ پر شوق مسکراتی نظروں سے اسکا یہ سہانا روپ دیکھ رہا تھا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ آخر کب تک وہ ایسے ہی خاموش بیٹھی رہتی ہے۔ کیونکہ گاڑی میں بھی وہ اس سے نظریں چراتے ہوئے آئی تھی۔

اپنے فیورٹ بلو کلر کے ڈریس میں وہ ابھی تک روقاش کے اوڑھے ہوئے دوبٹے میں ہی تھی۔ زیام شاہ کی نظروں کی مسلسل تپش پر جھنجھلا کر وہ یک دم بول پڑی۔۔

لمبو پلیز مجھے گھورنا بند کریں۔۔۔!! پاؤں پٹکنے والے انداز میں وہ اچانک بولی تو اسکی دہائی پر زیام شاہ دلکش قہقہ لگاتا ذرا قریب ہوتے اسکے کندھے پر چہرہ ٹکا گیا۔۔ محبت کا اظہار ہونے کے بعد سے وریشہ نے اسے

"تم" کی بجائے خود ہی "آپ" کہنا شروع کر دیا تھا۔اسکا یہ بدلاؤ زیام شاہ کے لئے سب سے زیادہ حیران کن رہا تھا۔

میرا گھورنا بند کرواکے تم یہ بتاؤ چھوٹی دنیا۔۔ کہ اپنا یہ شرمانے کا پروگرام کب تک جاری رکھنا ہے۔۔! وہ کیا ہے نا، کہ مجھے اپنی نئی نویلی منکوحہ کو ہمارے نکاح کی مبارک بھی دینی ہے۔۔۔!

زراسا چہرہ ترچھا کرتے ہوئے زیام شاہ نے بھاری آواز میں بولتے ہوئے اسکے کان میں گھمبیر آواز میں سرگوشی کی تھی۔اسکی نزدیک ہونے پر وریشہ کی دھڑکنیں سرپٹ تیر ہوتی چلی گئیں۔۔۔

مم۔۔۔میں۔۔نہ۔۔ نہیں شرمارہی۔۔!! بھاری سانس خارج کرتے ہوئے وریشہ نے اسکی نفی کرنا چاہی تھی۔جس پر وہ پھر ہولے سے ہنستے ہوئے اسکے سر کے ساتھ سر ٹکا گیا۔۔۔

تم کتنا شرمارہی ہو۔یہ تو مجھے اچھے سے نظر آرہا ہے۔۔۔! جانتی ہو، آج دن میں تم جب پریشان ہوتے رو رہی تھی۔تو میرا دل تمہیں اپنے سینے میں چھپانے کو اتنا بے قرار ہورہا تھا۔پر تب میں بے بس تھا۔لیکن مجھے یہ نہیں پتہ تھا۔کہ میری یہ خواہش آج کے دن میں ہی پوری ہوجائے گی۔۔۔!

وہ اس کے سامنے اپنی Feelings کا اظہار کر رہا اپنے ایمرجنسی کے نکاح پر بے حد خوشی کا اظہار کرتے تھا۔

جن کو سنتے ہوئے وریشہ نے زرا مڑتے ہوئے اسکی طرف دیکھنا چاہا تھا۔ زیام شاہ کی گہری کالی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے وریشہ گہرا مسکرائی تو اسے مسکراتے دیکھ کر زیام نے اسکے ماتھے کے ساتھ ماتھا ٹکرا دیا۔

زیام شاہ نے اپنا چوڑا ہاتھ پھیلایا تو وریشہ نے جھجھکتے ہوئے اپنا نازک ہاتھ اسکے مضبوط ہاتھ میں رکھ دیا۔ دونوں کو بیک وقت ایک دوسرے کے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا تو جہاں زیام شاہ کا دل دھڑک اٹھا وہیں وریشہ کے وجود میں بھی سرد لہر دوڑ گئی۔۔۔

ماتھے کے ساتھ ماتھا ٹکائے وہ اپنے اپنے دل کو سنبھالتے ہوئے ایک دوسرے کے ہاتھ کو ایک ساتھ دیکھتے ہوئے مسکرا رہے تھے۔ جب زیام شاہ نے اسکا ہاتھ چھوڑ کر اچانک اسے اپنے گلے لگنے کا اشارہ کیا۔ وہ اسے محسوس کرنے کے لیے کب سے بے تاب ہو رہا تھا۔ لیکن اسے ریلیکس رکھنا چاہتا تھا۔۔ اس لئے اپنے جذبات پر کنٹرول کرنے کی کوشش میں تھا۔

زیام شاہ کے اشارے پر پہلے وریشہ کی ہیزل گرین آنکھیں بڑی ہوئیں لیکن پھر مقابل کو اپنا منتظر دیکھ کر وہ ہمت کرتے اسکے زرا سے گلے لگ گئی۔ وریشہ شرماتے ہوئے شاید برائے نام ہی گلے لگنا چاہ رہی تھی۔

جب زیام شاہ نے فوراً اسکی نازک کمر میں بازو حائل کرتے اسے گود میں شفٹ شدت سے خود میں بھینچ لیا تھا۔ اس عمل پر وریشہ کا وجود بے انتہا لرزش کا شکار ہونے لگا تو زیام شاہ اسے مزید خود میں بھینچتے ہوئے قریب کر گیا۔۔

زز۔۔ زیا۔۔ زیام۔۔۔!! بھاری سانسیں لیتے ہوئے وریشہ نے اسے اٹکتے ہوئے پکارا تو زیام شاہ نے تیزی سے اسکا دوپٹہ اتارتے ہوئے پرے اچھال دیا تھا۔۔ وریشہ نے دم سادھے اسکے سر کو دیکھا تھا۔۔

نکاح مبارک ہو جانِ من۔۔۔!! اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے زیام شاہ نے اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر اسکی خوشبو کو اپنے اندر اتارا تو وریشہ کانپتے ہوئے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

اور کتنا تڑپانا چاہتی ہو۔۔۔! میرے لمس سے تمہاری حالت غیر نہ ہو جائے صرف اس لئے خود پر کنٹرول کر رہا ہوں۔۔۔!! اپنی آغوش میں وریشہ کو بری طرح مچلتے دیکھ کر زیام شاہ پہلی بار اسکی گردن کو زرا سا ہونٹوں سے چھوتے ہوئے بتا رہا تھا۔ کہ وہ کیونکر خود پر قابو کیے ہوئے ہے۔۔

جبکہ وریشہ بالکل خاموش بس کانپتے ہوئے اپنے خشک ہونٹوں کو نم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔زیام شاہ کی جان لیوا خوشبو اسکے حواس معطل کر رہی تھی۔

اسکی گردن کو نرمی سے چومتے ہوئے زیام شاہ نے ایک جھٹکے میں اسے زرا سا اٹھاتے ہوئے اپنی گود میں کر اس بٹھایا تو وریشہ کے لبوں سے ہلکی سی آہ نکلی تھی۔

اسکے سسکنے پر زیام شاہ نے زرا سا پیچھے ہوتے اسکا چہرہ اپنے سامنے کیا تو اسکے چہرے کے اڑے ہوئے رنگ دیکھ کر تاسف سے حیران ہوتے مسکرا دیا۔۔

جھکی لرزتی ہوئی پلکیں، کپکپاتے ہوئے خشک ہونٹ اس پر تضاد گود کے اس گہرے قرب پر وریشہ کی حالت تو غیر تھی ہی پر زیام شاہ کا بھی حال کچھ اچھا نہیں تھا۔۔۔

اس نئے نئے بنے رشتے پر وریشہ تو اسکے سامنے بت بن چکی تھی۔پر شکر جو زیام شاہ ابھی ہوش سنبھالے ہوئے تھا۔۔ورنہ اسکی اسکی اتنی گہری چپ اسے بہت کچھ کرنے پر اکسا رہی تھی۔۔۔

پلکیں جھکی ہیں۔۔!سانسیں رکی ہیں۔۔۔!کوئی تو ہمیں پکارے۔۔۔!!وریشہ کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ہوئے زیام شاہ نے ہلکا پھلکا گنگناتے ہوئے اسکی ناک سے ناک مس کرتے وریشہ کو ریلیکس کرنا چاہا تو وریشہ شرم سے لال ہوتے مسکرا دی۔۔

اجازت ہے۔۔۔؟؟اسے مسکراتے دیکھ کر زیام شاہ نے اسکے نازک لبوں کے قریب ہو کر اسکی ہیزل گرین آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اجازت لینا چاہی تو وریشہ نے ساکت ہوتے اسے کندھوں سے تھام لیا۔۔۔

زیام شاہ اسے منتظر نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔جب وریشہ نے ہمت کرتے ہلکا سا سر ہلاتے اسے اجازت دے دی۔اسکے اجازت دینے پر زیام شاہ سرشاری سے مسکراتے ہوئے اسکے لبوں کے انتہائی قریب اپنے عنابی ہونٹ لایا تو وریشہ نے فوراً آنکھیں میچتے ہوئے اسے مضبوطی سے تھام لیا۔

زیام شاہ اسے ڈرتے دیکھ کر مسکرائے بنا نہیں رہ سکا تھا۔دل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس نے اپنے ہونٹ اسکے شربتی لبوں کے ساتھ ملائے تو وریشہ مچلتے ہوئے اپنے وجود کو کسمانے لگی۔

مقابل نے اسے اپنی سخت گرفت میں قید کرتے اسکے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں دباتے ہوئے کمر میں دونوں بازو حائل کرتے زرا سا اٹھاتے ہوئے اپنے انتہائی قریب کیا تو اسکی بے شرمی پر وریشہ کے وجود میں سپارک ہونے لگا تھا۔زیام شاہ جو یہ سوچ رہا تھا کہ صرف سافٹ کس کر کے پیچھے ہٹ جائے گا۔لیکن اب لمس سے لمس ملنے کی دیر تھی۔۔جب اس میٹھے لمس میں مدہوش ہوتے زیام شاہ ہر گزرنے والے لمحے میں شدت پسندی پر اترنے لگا تھا۔

وریشہ کے گلابی ہونٹوں کو وا کرتے زیام شاہ نے شدت سے اسکے ہونٹوں کو سک کرتے اسکی کمر کر سختی سے مٹھی میں بھرتے ہوئے خود کے ساتھ مس کیا تو وریشہ آنکھیں میچتے ہوئے بے سود ہو گئی۔۔۔

اس نے ہلکی پھلکی مزاحمت کرتے ہوئے زیام شاہ کو پیچھے ہٹانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن زیام شاہ سرعت سے اسکی کلائیوں کو قید کرتے رخ موڑتے ہوئے اسے پیچھے تکیے پر لٹا کر خود اوپر آ گیا تھا۔اس بار وریشہ کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو گئیں تھیں۔

زیام شاہ اسکی ٹانگوں کو ہنوز کمر پر لاک کرتے بے باکی کی حد کو چھوتے اسکے ہونٹوں سے نمی چرانے لگا تو وہ اسکی گرفت میں تڑپتے ہوئے بے بس نظر آئی۔چند سکینڈ مزید اسکے ہونٹوں کو سک کرنے کے بعد زیام شاہ اس پر رحم کھاتے آخر کار پیچھے ہوا تو اسکے پیچھے ہٹنے پر وریشہ نے تیزی سے اپنے اندر لمبا سانس کھینچا تھا۔۔۔

مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تمہارا لمس اس قدر مدہوش کرنے والا ہو گا۔اور میں اتنا زیادہ بہک جاؤں گا۔۔۔!!
اسکے نم سرخ ہونٹوں کو بہکی نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ بتا رہا تھا۔۔۔ جبکہ جواب میں وریشہ کی پلکیں مکمل طور پر لرز چکی تھیں۔

شرم کے باعث وریشہ کے گال ہلکے گلابی ہونے لگے تو زیام شاہ مہبوتیت سے دیکھتے ہوئے فوراً اسکے گالوں کو چومنے لگا۔ وریشہ کی کلائیاں ابھی تک اسکے ایک ہاتھ میں قید تھیں۔ جبکہ خود وہ آنکھوں میں خمار کی لالی سجائے اب اسکی گردن پر جھک چکا تھا۔۔

بے باکی سے اسکی نرم وملائم گردن کو جگہ جگہ سے سک کرتے ہوئے زیام شاہ کا سانس بھاری ہونے لگا تو وہ بے قرار ہوتے اسکی شرٹ کو کندھے سے نیچے کھسکانے کی کوشش کر گیا۔۔۔

زیام۔۔۔!! اسکو اپنی شرٹ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے دیکھ کر وریشہ نے سٹپٹا کر اسے پکارنا چاہا تھا۔۔ اسکے پکارنے پر زیام شاہ نے اپنی کالی آنکھیں اوپر اٹھاتے ہوئے اسکی آنکھوں میں دیکھا تو وریشہ اسکی آنکھوں کے بدلے رنگ کو دیکھتے اپنی جگہ پر سہم سی گئی۔

وہ ہوش میں نہیں لگ رہا تھا۔ اس لئے ایسے اجنبی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وریشہ اسکے دیکھنے کے انداز سے یہ ہی اخذ کر پائی تھی۔۔۔

تم بہت خوبصورت ہو عشو۔۔۔!! اتنی خوبصورت کہ مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ میں مکمل طور پر بہک جاؤں یا صبر کرتے خود کو انتظار کی سولی پر لٹکا دوں۔۔۔!! اسکے کندھے پر ہلکے سے دانت گاڑتے ہوئے وہ اپنی بگڑی حالت کے بارے میں بتانے لگا تو وریشہ بے اختیار سسک اٹھی۔۔۔

فٹنگ ہونے کی وجہ سے اسکی شرٹ جو کندھے سے نیچے نہیں سرک رہی تھی۔اس لئے زیام شاہ کو اب نا محسوس انداز میں غصہ سا آ رہا تھا۔لیکن پھر تیزی سے اسے زرا سا اٹھاتے ہوئے زیام شاہ نے اسکی کمر پر ہاتھ پھیرتے اسکی ذپ تلاش کرنے کی کوشش کی۔۔ جس میں اسے زیام محنت نہیں کرنی پڑی تھی۔ اسکی ذپ ہاتھ لگتے ہی زیام شاہ نے ایک جھٹکے میں اسے نیچے کرتے کھولا تو وریشہ بھرپور مزاحمت کرتے چلا اٹھی۔

زیام۔۔!! نہیں۔۔۔!! میں بہت برا پیش آؤ گی۔۔!! اسے ایک کے بعد ایک بے شرمی پر اترتے دیکھ کر وہ آخر کار احتجاج کرتے چلاتے ہوئے اسے روکنے کی کوشش کرنے لگی۔۔پر تب تک وہ اپنا کام کر چکا تھا۔۔۔

اسی لئے تمہاری ذپ کھولی ہے۔تا کہ تم مجھ سے بہت برا پیش آ سکو میری پیاری عشو۔۔۔!! آنکھوں میں مصنوعی معصومیت سجا کر وہ شرارت سے آنکھ ونک کرتے جواب میں بولا تو وہ بھرپور مزاحمت کرتے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ کہ تبھی زیام شاہ اسے قابو کرتے ایک جھٹکے میں اسکی شرٹ دونوں کندھوں سے نیچے کرتا چلا گیا تھا۔۔۔

سکون سے لیٹی رہو میری چھوٹی دنیا۔۔۔!! میں تمہیں زرا سا محسوس کرنا چاہتا ہوں۔بے فکر رہو۔زیادہ کچھ نہیں کروں گا۔کیونکہ یہاں سے نکلنے کے بعد مجھے تمہیں شاپنگ پر بھی لے کر جانا ہے اور نکاح کا گفٹ بھی تو دینا ہے نا۔۔۔!! وریشہ کے اڑے ہوئے رنگ دیکھ کر زیام نے ہلکے پھلکے انداز میں بولتے اسکے ماتھے کو چوم کر ریلکس کیا تو وہ خفگی سے اسے دیکھتی چلی گئی تھی۔

جبکہ زیام شاہ تو اسکے سفید و گلابی بدن کو دیکھ کر ہوش بھلائے بیٹھا تھا۔وریشہ پر جھکنے سے پہلے سائیڈ ٹیبل سے ریموٹ اٹھا کر زیام نے سب سے پہلے کمرے کی لائٹس بند کیں تھیں۔

ززیام۔۔۔!! اسکے لائٹس بند کرنے پر وریشہ بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔

تمہارے حسین بدن کو دیکھ کر خود سے ضبط نہ کھو دوں اس لئے بند کیں ہیں جانِ من۔۔!! اسکے گلے کے بیچوں و بیچ ہونٹ رکھتے ہوئے وہ بے تابی سے بولا تو وریشہ اندھیرے میں اس پاگل انسان کو بے بسی سے دیکھے گئی۔وہ اسکی سوچ سے بھی زیادہ بے شرم ہونے کا ثبوت دے رہا تھا۔

زیام شاہ نے اچانک اسکی دھڑکنوں پر بے باکی سے ہاتھ پھیرا تو وریشہ کے پورے بدن میں بجلی سی دوڑتی چلی گئی۔جس کے باعث کسما کر وہ اچانک مدہوش ہوتے سرگوشی میں اسے پکار گئی تھی۔جبکہ دوسری طرف وہ

سر شاری سے اسکی دھڑکنوں کو جان بوجھ کر نرمی سے سک کرنا شروع ہو گیا تھا۔تا کہ اپنی نئی نویلی دلہن کی حالت غیر کر سکے۔۔۔شاید وہ عادت سے مجبور جان بوجھ کر اسے ٹیز کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

عالم شاہ شاور لے کر باتھروم سے باہر نکلا تو اسکی بیوی ابھی تک سوئی ہوئی تھی۔شر جینا کو پھر سوتے دیکھ کر وہ نفی میں سر ہلا کر تیزی سے اسکی طرف بڑھا۔کیونکہ ٹائم بڑھتا جا رہا تھا۔آج اسکی بیوی کا تیسرا پیپر تھا۔پر وہ ہمیشہ کی طرح اٹھنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔صبح کے وقت اسے جگانا ایک مشکل ترین امر ہوتا تھا۔۔۔

عالم شاہ کو اتنی تو سمجھ لگ چکی تھی۔کہ وہ اسے کمرے میں رکھ کر تو بالکل بھی نہیں جگا سکتا ہے۔اس لئے اسکی حالت درست کرتے بے اختیار اسے بازوؤں میں اٹھا کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

اب جیسے جیسے شر جینا کے کانوں میں سب کی آوازیں پڑنی تھیں۔ویسے ویسے اسکی آنکھیں بھی کھل جانی تھیں۔۔

عالم شاہ اسے اٹھا کر سیڑھیاں اتر رہا تھا۔جب نیچے لاؤنج میں زیام اور ارمغان کی نظر بے اختیار اس پر پڑی

یہ آج پھر نہیں جاگ رہی کیا بھائی۔۔۔؟ شر جینا کو ابھی تک سوئے دیکھ کر ارمغان شاہ حیرت سے بولتے ہوئے اٹھ کر عالم شاہ کے قریب آیا۔اور زبردستی اسکے بازوؤں سے شر جینا کو لے لیا تھا۔۔۔

تمیز کا مظاہرہ کرنا۔۔۔! خبردار اگر تم دونوں نے میری بیوی کے ساتھ کوئی بھی غیر اخلاقی حرکت کرنے کی کوشش کی تو۔۔۔!! ارمغان اور زیام کی چمکی شیطانی آنکھوں کو دیکھ کر عالم شاہ نے فوراً انہیں وارن کیا تھا۔ کیونکہ وہ دونوں شر جینا کو سوئے دیکھ کر بے غیرتی پر اتر آتے تھے۔۔ ناشتہ کرنے کی غرض سے باری باری سب نیچے آرہے تھے۔ جبکہ روقاش ہمیشہ کی طرح کچن میں مصروف تھی۔۔

ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے بھائی۔۔۔!! ہم اسکو زرا باہر کی سیر کروا کے لاتے ہیں۔ دیکھیے گا کیسے یہ منٹوں میں اپنی پوری آنکھیں کھول کر آپکو پکارتی ہے۔۔۔!! معصوم بننے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے زیام شاہ نے عالم شاہ کو تسلی دیتے ارمغان شاہ کو باہر چلنے کا اشارہ کیا تھا۔

عالم شاہ کے کوئی بھی جواب دینے سے پہلے وہ شر جینا کو لیے باہر چلے گئے تھے۔ روقاش انہیں سوئی ہوئی شر جینا کو باہر لے جاتے دیکھ کر نا سمجھی سے عالم شاہ کے قریب آئی تھی۔

یہ کہاں گئے ہیں۔۔۔؟روقاش نے باہر کی جانب دیکھتے ہوئے جاننا چاہا تھا۔۔

آپکی لاڈو کے ساتھ بے غیرتی کرنے گئے ہیں۔۔۔!! پیچھے سے آتے ہوئے ارمان شاہ نے اچانک وہاں نمودار ہو کر لقمہ دیا۔ تو عالم شاہ سرد سانس خارج کر گیا۔ کیونکہ اس معاملے میں سچ میں زیام شاہ اور ارمغان شاہ دونوں ہی ناقابل اعتبار تھے۔ اپنی چھوٹی بہن کو چڑانا، تنگ کرنا، آتے جاتے اسکے بال کھینچنا یہ سب کرنا وہ دونوں اپنا قومی فرض سمجھتے تھے۔۔۔

لاڈو کی چینخوں کا انتظار کرتے ہیں۔۔۔!! مالا شاہ بھی شرارتی لہجے میں کہنے لگی تو سب ہنس دیے۔۔ پر وہ سب یہ نہیں جانتے تھے۔ کہ آج ارمغان شاہ اور زیام شاہ کیا کرنے والے ہیں۔۔۔

ارمغان شاہ سوئی ہوئی شرجینا کو بازوؤں میں اٹھا کر باہر لان میں لے آیا تھا۔ لان میں پہنچ کر زیام نے چمکتی آنکھوں سے ارمغان کو مخصوص اشارہ کیا۔۔۔

اے ے۔۔۔!!گلابی فتنے ہم تمہارے لئے تمہاری گلابی ہیوی بائیک لے کر آئے ہیں۔۔۔!!زیام کے اشارے پر بھرپور مسکراتے ہوئے ارمغان شاہ نے زرا سا جھکتے ہوئے شر جینا کے کان میں سر گوشی کی تھی۔۔۔ جس کو سنتے وہ کسما کر آنکھیں کھولنے لگی۔۔۔

Your pending birthday Gift is here Gulabi fitnii...

زیام بھی جھک کر شر جینا کے ماتھے کو چومتے ہوئے سر گوشی کرنے لگا تو اگلے ہی پل شر جینا کی سبز آنکھیں پٹ کرتے بھرپور کھل چکی تھیں۔

شر جینا نے خود پر جھکے ہوئے دونوں بھائیوں کو بے یقینی سے دیکھا تو وہ اسکے آنکھیں کھولنے کے انداز پر ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلانے لگے۔

ہوتے شر جینا تیزی سے ارمغان شاہ کے بازوؤں سے نیچے اتری تو سامنے surprise انکے اقرار کرنے پر ہی اسکا ڈریم گفٹ موجود تھا۔

گلابی رنگ کے پردے کے نیچے چھپی ہوئی چیز کو دیکھنے کی خاطر وہ شاکڈ ہوتے بے صبری سے آگے بڑھنے لگی تھی۔ زیام شاہ فوراً موبائل نکال کر اسکاری ایکشن ریکارڈ کرنے لگا تھا۔

شر جینا نے آگے بڑھ کر بائیک پر موجود کپڑے کو پکڑ کر ایک جھٹکے میں پرے اچھالا تو اسکی بے تابی پر دونوں بھائی ہنستے چلے گئے۔ جبکہ کپڑا ہٹنے کی دیر تھی۔ جب اپنی فیورٹ ہیوی بائیک دیکھ کر خوشی کے مارے پوری حویلی میں اسکی چینخ گونج اٹھی تھی۔

شر جینا خوشی کے مارے مسلسل چلاتے ہوئے واپس آتے انکے گلے لگی تو اسکاری ایکشن دیکھ کر وہ قہقہے لگاتے اسے اٹھا کر گول گول گھومانے لگے تھے۔ جبکہ دوسری طرف شر جینا کے یوں چلانے پر حویلی کے سب مکین پریشان ہوتے باہر تشریف لا چکے تھے۔ لیکن لان میں ان تینوں بہن، بھائیوں کو ہنستے دیکھ کر وہ سب حیرانی سے الجھتے چلے گئے۔۔۔

I love you both very much .... ".

شر جینا نے کھلکھلاتے ہوئے زیام اور ارمغان کے ہاتھ چومے تو اسکے مکھن لگانے پر وہ ہنس کر باری باری اسکے سر پر لب رکھ گئے تھے۔

انکا پیار دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ جو الجھ رہا تھا۔ کہ بے اختیار اسکی نظر سائیڈ پر کھڑی ہیوی بائیک پر پڑی تھی۔ جس کو دیکھ کر اسے صبح صبح اتنے شدید بہن چارے کی سمجھ آچکی تھی۔

ہاشم شاہ نے آنکھوں سے اشارہ کرتے عالم شاہ کو سامنے دیکھنے کا کہا تو بائیک کو دیکھتے ہی عالم شاہ بے یقین ہو گیا تھا۔۔۔

میں ان دونوں کا کروچ کا قتل کر دوں بڑی۔۔۔!! بائیک کو غصے سے دیکھتے ہوئے عالم شاہ تیز لہجے میں کہنے لگا تو اسکی آواز پر متوجہ ہوتے زیام اور ارمغان شاہ دونوں ہی پھرتی سے احتیاطی تدابیر کے طور پر جا کر حابیل شاہ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔۔

جبکہ سب کو اگنور مارتے شر جینا تیزی سے جا کر اپنی بائیک پر بیٹھ کر اسے سٹارٹ کر چکی تھی۔اسے بائیک سٹارٹ کرتے دیکھ کر سب کی آنکھیں صدمے سے بڑی ہو گئیں تھیں۔اور جب شر جینا نے پورے اٹیٹیوڈ سے بائیک سٹارٹ کرتے چلانا شروع کی تو حویلی والوں کو یہ دوسرا بڑا جھٹکا ملا تھا۔۔۔

لاڈو نے بائیک چلانا کب سیکھی۔۔۔؟؟ مائرہ حیران ہوتے پوچھنے لگی تھی۔جس پر زیام اور ارمغان دونوں ہی انجان بن چکے تھے۔جبکہ عالم شاہ تو اچھنبے سے اپنی چھوٹی سی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔جو بالوں کو ایک ادا سے جھٹکا دیتے بائیک چلا رہی تھی۔عالم شاہ کے شاکڈ انداز اور شر جینا کے اٹیٹیوڈ پر سب قہقہے لگاتے ہوئے عالم شاہ کو ہمدردی بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

شر جینا بائیک چلانا تو بہت پہلے کا سیکھ چکی تھی۔ لیکن اپنے بھائیوں کی اتنی بڑی ہیوی بائیک کو سنبھالنا اسکے لئے مشکل ہو جاتا تھا۔اس لئے اس نے ضد کرتے اس بار اپنی سالگرہ پر بائیک گفٹ مانگی تھی۔اپنی بہن کی ڈیمانڈ پر پہلے تو زیام اوار مغان نے سرے سے ہی انکار کر دیا تھا۔ کیونکہ انہیں عالم شاہ سے پٹنا نہیں تھا۔

لیکن پھر جب شر جینا نے ناراضگی کے طور پر ان سے دو، چار دن بول چال ختم کی تو مجبوراً انہیں اپنی لاڈلی کی خواہش پوری کرنا پڑی تھی۔

یہ بائیک تو شاید شر جینا کی سالگرہ والے دن ہی وہ اسے گفٹ کر دیتے۔ لیکن پھر کسی وجہ سے یہ سپیشل بائیک ڈیلے ہو گئی تھی۔اور اب کل رات جب انکو یہ بائیک ریسیو ہوئی تو آج صبح وہ اپنی چھوٹی بہن کو خوش کرتے حویلی کے باقی لوگوں پر دھماکا کر چکے تھے۔ جبکہ ان سب میں سے عالم شاہ کا دکھ سب سے بڑا تھا۔۔

کیونکہ وہ اپنی بیوی کی سیفٹی پر کوئی سمجھوتا نہیں کر سکتا تھا۔اور شر جینا کو بائیک ملنا مطلب بندر کے ہاتھ ماچس لگنا جیسا تھا۔۔اس لئے عالم شاہ بے حد پریشان ہوتے اپنی بیوی کو ہواؤں میں اڑتا ہوا دیکھ رہا تھا۔۔۔

چلو اب اندر چلو سب لیٹ ہو رہے ہیں۔۔۔!! یہ رولا بعد میں نمٹا لیں گئے۔۔۔!! روقاش نے انہیں وقت کا احساس دلایا تو سب ہی سر ہلاتے ہوئے واپس مڑنے لگے۔۔ جبکہ روقاش کے آواز لگانے پر شر جینا بھی اپنی بائیک سے اتر کر اندر تیار ہونے بھاگ چکی تھی۔۔۔

اگر تم لوگوں کی اس فسادن گاڑی کی وجہ سے میری بیوی کو زرا سی بھی چوٹ آئی۔ تو یاد رکھنا وہ دن تم لوگوں کا اس دنیا میں آخری ہوگا۔۔۔!! اندر بڑھنے سے عالم شاہ نے انگلی اٹھاتے ہوئے ان دو میسنوں کو دھمکانا ضروری سمجھا تھا۔۔۔ جو رفو چکر ہونے کی کوشش میں تھے۔۔۔

لو بھئی۔۔۔!! ہمیں دھمکانے کی بجائے آپ اپنی اس گلابی فتنی کو سنبھالے نا۔۔۔!! جس کو اس گاڑی کا جنون چڑھا ہوا تھا۔ ایک تو آپکی بیوی کے نخرے و شوق بھی پورے کریں۔ اور الٹا جان کو بھی ہم لوگ ہی جائیں۔۔۔! اس بھلائی کے زمانے میں ایسے تو نہیں ہوتا ہے۔۔۔!!

عالم شاہ کے کڑے تیور دیکھتے ہوئے زیام ہونہہ کرتے منہ بسورتے ہوئے کچھ بھی بولنے لگا تھا۔ اسکی ایکٹنگ پر ہنستے ہوئے ارمان شاہ نے اسے ایک مکہ رسید کر دیا۔۔۔ شاید یہ اسکی ایکٹنگ کا انعام تھا۔۔۔

مائرہ آج آفس سے جلدی واپس لوٹ آئی تھی۔ آفس میں ہوئے ہنگامے پر وہ بے حد پریشان ہو چکی تھی۔ فریش ہونے کے بعد وہ اپنے بیڈ پر لیٹی سوچوں میں گم تھی۔ جب اسے احساس بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ کب اسکی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے تکیہ بھگونا شروع ہو گئے تھے۔۔

کچھ ٹائم پہلے مائرہ شاہ نے اپنے آفس میں چیکنگ کرنا شروع کی تھی۔ چیزوں کا معائنہ کرتے ہوئے اسکے ہاتھ بہت سی ایسی چیزیں لگی تھیں۔ جن کو دیکھ کر وہ شاکڈ ہو گئی تھی۔ اسکی کمپنی میں ہونے والے ہر فراڈ، ہیر پھیر میں اسکا مینیجر کاشف اور اکاؤنٹس آفس کے کتنے ہی ایسے لوگ ملوث تھے۔

جن پر مائرہ شاہ نے اندھا اعتماد کیا ہوا تھا۔۔ کمپنی کا مسلسل خسارے میں جانا بھی ان لوگوں کے باعث تھا۔ کیونکہ مائرہ شاہ کے اعتماد کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ سب لوگ مل کر کمپنی کے Assets کم کرتے جا رہے تھے۔ یا پھر بیچ رہے تھے۔ دن رات کی محنت اور اپنی ایک الگ سے خفیہ ٹیم بنا کر مائرہ شاہ ان لوگوں تک پہنچ پائی تھی۔

ورنہ جس قدر ہوشیاری سے وہ لوگ کمپنی میں رہ کر اتنے عرصے سے فراڈ کر رہے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔۔ کہ وہ لوگ اس کام میں کافی ماہر ہو چکے ہیں۔۔

مائرہ نے ان سب لوگوں کو آفس سے نکال officially اس لئے سارے ثبوت اکھٹے کرنے کے بعد آج دیا تھا۔ اور مائرہ شاہ کے اس اقدام پر ذلت آمیز ہوتے کاشف جانے سے پہلے اسے دھمکیاں دے کر گیا تھا۔

کہ وہ مائرہ شاہ اور اسکی کمپنی کو مکمل طور پر تباہ کر دے گا۔اپنے مینیجر کی دھمکیوں پر وہ اس قدر آپ سیٹ ہوئی تھی۔کہ اسکا آفس میں رکنا مشکل بھی ہو گیا تھا۔اس لئے طبعیت خرابی کے باعث وہ جلدی گھر واپس لوٹ آئی۔اور تب سے کمرے میں بس بند تھی۔۔۔

میرو۔۔!!مائرہ جو اپنی سوچوں میں گم تھی۔۔کہ جب اچانک اسکے کان میں روقاش کی آواز پڑی۔۔۔

میرو کہاں گم ہو یار۔۔۔!!روقاش نے کمرے میں داخل ہوتے اسے پھر پکارا تو مائرہ چونکتے ہوئے اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔۔۔

میرو تم رو رہی ہو کیا۔۔؟؟روقاش جس نے کمرے میں داخل ہوتے اسکے سسکیوں کی آواز سنی تھی۔کہ بے اختیار فوراً آگے بڑھ کر دیکھنے لگی۔جہاں وہ سچ میں تکیے میں منہ دیے اپنے آنسو چھپا رہی تھی۔

چنداکیوں رو رہی ہو۔۔کیا ہوا ہے تمہیں۔۔۔!!کسی نے کچھ کہا کیا۔۔؟؟یا پھر ماں سے جھگڑا کر کے آئی ہو۔۔!!مائرہ کا چہرہ اپنے سامنے کرتے روقاش نے پریشانی سے سوال کرنے شروع کر دیے تھے۔جبکہ مائرہ جو کب سے خود کو مضبوط بنائے ہوئے تھی۔۔کہ بلا آخر ہمت ہار کر روقاش کی گود میں منہ چھپاتے ہوئے بری طرح رو پڑی۔۔۔

میر و میری جان کیوں مجھے پریشان کر رہی ہو۔۔۔؟؟ بتاؤ کیا ہوا اور آفس سے جلدی کیوں واپس آگئی ہو۔۔! اسکی کمر سہلاتے ہوئے روقاش نے تفکر سے پھر پوچھا تھا۔۔۔

مامی۔۔۔وہ۔۔۔!!! مائرہ ہچکیوں کو دباتے ہوئے اسے سب بتانے لگی۔ تو آہستہ آہستہ سب بتاتی چلی گئی تھی۔ کہ کیسے مائرہ شاہ کے کمپنی سے نکالنے پر اسکے مینیجر نے بدلہ لینے کے لئے اسے دھمکایا ہے۔۔۔
روقاش کو سب بتاتے ہوئے وہ آخر پر بری طرح پھر رو رہی تھی۔۔

بے وقوف لڑکی یہاں بیٹھ کر رو رہی ہو بس۔۔۔!! تم نے اس بارے میں شاہ کو کیوں نہیں کچھ بتایا۔۔!! روقاش اسکی عقل پر ماتم کرتے بولی تھی۔ اس عرصے میں وہ مائرہ کو اتنا تو سمجھ چکی تھی۔ کہ وہ خود مختار اور بہادر ہونے کے شوق میں وہ اپنے مسائل کسی کو بھی نہیں بتاتی ہے۔۔اس لئے روقاش کو سو فیصد یقین تھا۔ کہ اس نے آج بھی حویلی میں سے کسی سے بھی اس بارے میں ذکر نہیں کیا ہوگا۔۔۔

میر و تمہیں میں نے پہلے بھی سمجھایا تھا۔ کہ یہ بزنس تمہارے بس کا نہیں ہے۔۔۔! اس لئے پلیز اپنی ضد چھوڑ کر تم گھر بیٹھ جاؤ۔۔۔!! روقاش جو اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بول رہی تھی۔ کہ اسکے الفاظ پر مائرہ رونا چھوڑ کر بے ساختہ ٹھٹک گئی۔۔۔

میں ٹھیک کہہ رہی ہوں میرو۔۔۔!! جو چیز ہمارا ذہنی سکون اور آرام تباہ کردے۔ وہ ہمارا جنون نہیں بس ضد ہوتی ہے۔۔ تمہیں شاہ نے کتنی بار سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ کہ تم اپنی کمپنی ارمان شاہ کے ساتھ مل کر سنبھالو۔۔! پر تم نے ایک بار بھی انکی بات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ کہ وہ ایسا کیوں بول رہے ہیں ۔۔!! مائرہ کے تاثرات دیکھ کر روقاش اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے نرم لہجے میں اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔ بزنس کی ٹینشن میں آئے دن وہ ایسے ہی پریشان ہوتے رو رہی ہوتی تھی۔

مامی مجھے اس گوڑیلے کی مدد نہیں چاہئے ہے۔۔!! پہلے ہی بچپن سے وہ مجھے نکمی سمجھتا ہے۔ اگر میں کمپنی کے معاملات میں بھی اس سے مدد لے لیتی تو پھر طعنے دے دے کر وہ میرا جینا حرام کر دیتا۔۔۔!! ارمان شاہ کے ذکر پر پہلے کی طرح وہ پھر چڑ چکی تھی۔ اسکے بات نہ سمجھنے پر روقاش نے بے اختیار سرد سانس خارج کی تھی۔۔۔

میرو تمہیں کیوں لگتا ہے کہ وہ تمہیں طعنے دیتا ہے..؟ پاگل لڑکی وہ تمہارا شوہر ہونے کے ساتھ ساتھ کزن بھی ہے۔ اس لئے بس پیار سے تمہیں تنگ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پر اسکا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ ارمان شاہ کو تم سے محبت نہیں ہے۔ کزن ہونے کے رشتے کی وجہ سے تم لوگوں کے رشتے میں یہ تکرار تو ساری زندگی رہے گی۔ لیکن اسکا مطلب یہ بھی نہیں ہے۔ کہ تم اس تکرار کے اتنے غلط مطلب نکال کر ایسے کم عقلی کا مظاہرہ کرتی جاؤ۔۔۔!! اسکی ہٹ دھرمی پر اب روقاش افسوس سے بولتے ہوئے اسے سمجھانے کی کوشش میں تھی۔۔۔

ناول: سن سائیاں

رات کے دس بج رہے تھے۔ جب زیام شاہ چپکے سے گلی میں داخل ہوا تھا۔۔ رات کے اس پہر یہاں آنے کا ایک ہی مقصد تھا۔ اور وہ تھا۔ اپنی منکوحہ کا دیدار کرنا۔۔

جس کو وہ روزرات کو ملنے آتا تھا۔ اور پھر گلی کی اکلوتی کھڑکی میں کھڑے ہو کر وہ وریشہ کے ساتھ چونچ لڑا کر واپس چلا جاتا تھا۔

نکاح کے بعد والی ملاقات کے بعد زیام شاہ اسے اکیلے میں دوبارہ مل تو نہیں پایا تھا۔ لیکن عاشقوں کی طرح کھڑکی سے ملنے ملانے کا سلسلہ ضرور جاری رکھا تھا۔

دھیان سے ہر طرف دیکھتے ہوئے وہ آگے بڑھ رہا تھا۔ آج وہ کچھ زیادہ ہی جلدی آ گیا تھا۔

روزرات کو غائب ہونے کی وجہ سے وہ سب گھر والوں کی نظروں میں آ رہا تھا۔ آج اس سے پہلے کہ حویلی والے اسکے باہر نکلنے پر پابندی لگاتے۔ کہ زیام شاہ موقع دیکھتے ہی نکل آیا تھا۔ کیونکہ اسے روزرات کو منکوحہ کا دیدار کرنے کی عادت پڑ چکی تھی۔

اوراس دیدار یار کے بغیر اسے نیند بھی نہیں آتی تھی۔ دوسری طرف وریشہ بھی بے صبری سے اسکا انتظار کرتی تھی۔ اس لیئے زیام شاہ اپنی چھوٹی دنیا کے انتظار کو رائیگاں نہیں جانے دے سکتا تھا۔

کھڑکی کے سامنے آکر زیام شاہ نے اندر جھانکا تو ہمیشہ کی طرح وہ رخ موڑے اسکے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی۔ وریشہ کی پشت پر بکھرے بالوں کو محبت سے دیکھتے ہوئے زیام شاہ نے بنا کوئی آواز پیدا کیے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کینڈی سے اسکا نشانہ باندھا۔ اور اگلے ہی سیکنڈ میں کینڈی ٹھاکر وریشہ کی پشت پر لگی تو وہ ہڑبڑا کر مڑ گئی۔

ڈر کے مارے اسکا دل دھک دھک کرنے لگا تھا۔ پر جیسے ہی اسکی نظر باہر کھڑے زیام شاہ پر پڑی۔ تو غصے سے اس نے آنکھیں سکیڑ لیں۔ اسکا معصوم غصہ دیکھتے ہوئے زیام شاہ شرارت سے ہنس پڑا۔

لمبو کتنی دفعہ منع کیا ہے۔ کہ مجھے ایسے ڈرایا نہ کریں۔۔۔!! رخ موڑتے ہوئے وہ خفگی سے بولی تھی۔ جبکہ زیام اسکا سہانہ روپ دیکھ کر سکتے میں چلا گیا۔ جامنی رنگ کی سادہ سی شلوار قمیض میں چہرے پر زیام شاہ کی محبت کے رنگ سجائے وہ اسے ہوش بھلانے پر مجبور کر گئی تھی۔

ہیزل گرین آنکھیں زیام شاہ کو دیکھتے ہی روشن ہو چکی تھیں۔

وریشہ اسکی آنکھوں کو خماری میں مبتلا ہوتے دیکھ کر حیا کے مارے پہلو بدلنے لگی۔بے قراری سے ہونٹ کاٹتے ہوئے اس نے تھک ہار کر ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا لیا تھا۔جس کے باعث زیام شاہ کا تسلسل چھن کر ٹوٹ چکا تھا۔ہوش میں لوٹتے ہی وہ بھرپور ہنس دیا۔اسکے ہنسنے پر وریشہ ہونٹ کاٹنے لگی تھی۔گال دہک کر گلابی ہو رہے تھے۔۔

ہے۔۔!!چھوٹی دنیا۔۔۔!!کیا آج کی رات میں یہ کھڑکی توڑ کر اندر نہیں آسکتا کیا۔۔۔؟؟کھڑکی کے اندر سے ہاتھ بڑھاتے ہوئے زیام شاہ نے اسکی نازک کلائی پکڑ کر زرا سا قریب کھینچ لیا۔اسکے نازک وجود کا مکمل جائزہ لیتے ہوئے زیام شاہ کا لہجہ اور آنکھیں پل بھر میں بوجھل ہو چکی تھیں۔

کھڑکی کیوں توڑنی ہے۔۔۔!!ایسا کریں میرا سارا گھر ہی اکھاڑ کر رکھ دیں۔۔۔!!جواب میں وہ ناک چڑھاتے ہوئے تڑخ کر فوراً بولی تو زیام شاہ کو ہنسنے پر مجبور کر گئی۔۔

آپ یہاں مجھے ملنے آتے ہیں۔۔! یا میرے گھر کو توڑنے۔۔۔؟؟ زیام شاہ کے ہنسنے پر وہ آنکھیں سکیڑ کر پوچھنے لگی۔ کیونکہ وہ روزرات کو اسے دیکھتے ہوئے بہک جایا کرتا تھا۔اور پھر بہکنے کے بعد زیام شاہ کی باتیں بھی ایسی ہی بہکی ہوئی ہوتی تھیں۔

کیا کروں چھوٹی دنیا۔۔۔!! تمہیں جب سے بانہوں میں بھر کر محسوس کیا ہے۔اسکے بعد سے اب گزارا مشکل ہو گیا ہے یار۔۔۔!! وریشہ کی گردن میں ہاتھ لپیٹتے ہوئے اس نے سرد آہ بھری تھی۔۔

جو وریشہ کو بوکھلانے پر مجبور کر چکی تھی۔اسکے نکاح کے بعد والی بے شرمیوں کو یاد آتے ہی اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔۔

اگر اتنا گزارا مشکل ہو رہا ہے۔ تو شادی کر لیں۔۔!! آئے بڑے عاشق۔۔۔!! زیام شاہ کا ہاتھ اپنی گردن سے نکالتے ہوئے وہ اسے مشورے سے نوازنے لگی۔ جبکہ جان بوجھ کر اسے تنگ کرنے کی غرض سے وہ اسکی پہنچ سے زرا دور ہو کر بیٹھ گئی تھی۔

چھوٹی دنیا۔۔! شرافت سے یہاں واپس آجاؤ۔۔! نہیں تو سچ میں صبح گھر سے اٹھا کر لے جاؤں گا۔۔۔!!

وریشہ کو دور جاتے دیکھ کر زیام شاہ نے اسے مصنوعی گھورتے ہوئے تیزی سے ڈرانے کی کوشش کی۔ لیکن دوسری طرف کوئی اثر نہیں تھا۔۔

جائیں، جائیں۔۔!! رہ جائیں اتنے سکندر اعظم۔۔۔!! زیام شاہ کی دھمکی کو ہوا میں اڑاتے ہوئے وہ مغرور ہوتے ناک چڑھا گئی۔ زیام شاہ نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اسکے تیور ملاحظہ کیے تھے۔ اسکی پہنچ سے دور ہونے کی وجہ سے وہ شیر ہو رہی تھی۔ وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا۔۔

بونی اگر تم ایک سیکنڈ میں اپنی جگہ پر واپس نہ آئی۔ تو میں بتا رہا ہوں۔ کہ میں ابھی کہ ابھی واپس چلا جاؤں گا۔۔! پھر کرتی رہنا ان مچھروں سے باتیں۔۔!! سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے زیام شاہ نے جان بوجھ کر لہجے کو سنگین بنا لیا تھا۔۔ جو کہ اثر بھی کیا تھا۔ کیونکہ وریشہ اگلے ہی پل پھر اسکے قریب آچکی تھی۔۔

سوری۔۔ بس تنگ۔۔۔!! کھڑکی کے بالکل قریب واپس بیٹھتے ہوئے وہ اس سے پہلے صفائی دی پاتی۔ جب زیام شاہ نے دونوں ہاتھ اندر لے جاتے ہوئے تیزی سے اسے جکڑ کر بالکل سلاخوں کے ساتھ لگا دیا تھا۔ ایک ہاتھ سے وریشہ کی کمر کو دبوچتے ہوئے دوسرا ہاتھ سے اسکی گردن کو جکڑ کر زیام شاہ نے سلاخ کے

بنے ہوئے فاصلے سے اندر جھکتے ہوئے اچانک اسکے لبوں کو اپنے ہونٹوں کی سخت گرفت میں جکڑا تو وریشہ کی آنکھیں صدمے سے پھیلتے ہوئے بڑی ہوتی چلی گئیں۔۔

اس نے بے یقین ہوتے اسے دیکھنا چاہا تھا۔۔ جو آنکھیں بند کیے اسکے نازک لبوں کو محسوس کرنے میں مگن ہو چکا تھا۔ وریشہ کی کمر کو مٹھی میں بھرتے ہوئے زیام شاہ نے اسکے نچلے ہونٹ کو قید کر لیا۔۔ جس پر وریشہ سٹپٹا کر آنکھیں میچ چکی تھی۔۔

شدت سے اسکے نچلے ہونٹ کو سک کرتے ہوئے زیام شاہ کچھ سیکنڈ کے لئے اسکے ہونٹ کو آزاد کرتے بولنے لگا۔

میں جو بھی کروں۔۔!! تم یہاں سے بالکل بھی ہلو گی نہیں۔۔۔!! وریشہ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے وہ بھاری لہجے میں ہدایت کرنے لگا تو وریشہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے اسے دیکھنا چاہا تھا۔ جو اچانک شیر کی طرح اس پر حملہ آور ہو چکا تھا۔۔

اسکے نرم و نازک لبوں کو اپنے ہونٹوں کی مدد سے مکمل طور پر وا کرتے ہوئے زیام شاہ نے اسکی زبان کو نرمی سے ہونٹوں میں قید کیا تو وریشہ کے وجود میں تیزی سے لرزش ہوئی تھی۔ زیام کے کندھوں کو جکڑتے ہوئے اس نے خود پر قابو پانا چاہا تھا۔ جب زیام شاہ اچانک اپنا ہاتھ اسکی شرٹ کے اندر لے گیا۔۔ وہ ایک

دم سے اچھلی تھی۔ پر زیام نے اسے سختی سے سلاخوں کے ساتھ لگاتے ہوئے جکڑا ہوا تھا۔ان دونوں کے بیچ فاصلہ بنی جو دیورا کھڑی تھی۔ زیام شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔ کہ اسی وقت اس دیوار کو توڑ کر وریشہ پر حاوی ہو جائے۔

اپنی بے بسی کو وہ اچھے سے اسکے ہونٹوں پر نکال رہا تھا۔ وریشہ کی کمر میں بے باکی سے ہاتھ لپیٹتے ہوئے زیام شاہ نے مسرور ہوتے اسکے ہونٹوں کو شدت سے اپنے ہونٹوں میں دبا دیا۔ وریشہ کانپتے ہوئے اسے برداشت کرنے کی کوشش میں تھی۔ وہ پیچھے ہونے کی کوشش بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔ کیونکہ وہ پہلے ہی اسے وارننگ دے چکا تھا۔

ساری دنیا کو بھلائے زیام شاہ، وریشہ کے وجود میں کھو چکا تھا۔۔ یہ جانے بنا کہ ارحم صاحب کب کے جاگ چکے ہیں۔

پچھلے کتنے دنوں سے انہیں وریشہ کے کمرے سے باتیں کرنے کی آواز آتی تھی۔ پہلے، پہل تو وہ یہ سوچ کر بے حد حیران ہوئے۔ کہ آخر وہ اکیلی کس سے باتیں کرتی رہتی ہے۔ لیکن پھر جب انہیں کوئی مردانہ آواز بھی سنائی دی۔ تو انکی حیرانی پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔ کل رات بھی انہیں محسوس ہو رہا تھا۔۔

کہ وریشہ کسی سے باتیں کررہی ہے۔ وہ خفیہ انداز میں چیک کرنے کے لیے وریشہ کے کمرے کی طرف آئے تھے۔کمرے کے دروازے میں کھڑے، کھڑے جب کھڑکی کے دوسری طرف کھڑا زیام شاہ انہیں دیکھائی دیا۔تو اپنے داماد کو وہ تاسف سے دیکھ کر رہ گئے۔۔

پاکٹ سے چاکلیٹ نکال کر وریشہ کو پکڑاتے ہوئے وہ انہیں ہنسنے پر مجبور کر گیا تھا۔لیکن اتنی آسانی سے وہ اپنے داماد کو جانے نہیں دے سکتے تھے۔۔اس لئے اسے رنگے ہاتھوں پکڑنے کے لیے وہ باہر نکل گئے۔ لیکن جب وہ گھر سے نکلے۔تو تب تک اسکی گاڑی کے سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی تھی۔شاید وہ واپس چلا گیا تھا۔

اس لئے اسے آج پکڑنے کے لیے وہ ابھی تک جاگ رہے تھے۔ بے شک وہ انکی بیٹی کا شوہر تھا۔اسکا محرم تھا۔۔

پر ایسے گلی میں کھڑے ہو کر ملنا ایک اچھی حرکت نہیں تھی۔محلے کا کوئی بھی شخص دیکھ لیتا۔تو وریشہ کے کردار پر باتیں اٹھ سکتی تھیں۔اسی باعث اپنے داماد کو سبق سکھانے کے لئے ارحم صاحب جاگ کر اسکے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔

دوسری طرف زیام شاہ جو پچھلے کتنے لمحوں سے وریشہ کے نازک ہونٹوں میں کھویا ہوا تھا۔۔ کہ بلا آخر اپنی نازک منکوحہ پر رحم کھاتے اسے اچانک آزاد کر گیا۔

اسکے آزاد کرتے ہی ورشیہ پھولی سانسوں میں ہانپتے ہوئے پیچھے گری تھی۔زیام شاہ جو پھولے سانس میں سرشاری سے اسے دیکھنے لگا تھا۔کہ کسی کے قدموں کی آواز پر اپنے بھیگے ہونٹوں کو صاف کرتے جلدی سے مڑا گیا۔

سامنے ہی ارحم صاحب کو کھڑے دیکھ کر زیام شاہ کی ایک پل کے لئے سیٹی گم ہو گئی تھی۔ارحم صاحب بے حد سنجیدہ انداز میں اسے دیکھ رہے تھے۔شاید وہ اسے سمجھانا چاہ رہے تھے۔کہ وہ اسے پکڑ چکے ہیں۔لیکن وہ زیام شاہ ہی کیا، جو شرمندہ ہو جائے۔۔

کچھ شرم آتی ہے کیا۔۔؟!ارحم صاحب زرا قریب آتے بولنے لگے۔۔وریشہ جو شرم کی مارے سر جھکائے اپنی سانسوں کو بحال کرنے میں مصروف تھی۔کہ اپنے بابا کی آواز پر اس نے تیزی سے سر اٹھایا تھا۔

پیارے سسر صاحب کیسے ہیں آپ۔۔۔؟؟ ہونٹ کا کونا دباتے ہوئے زیام شاہ نے انکے سوال کا الٹا جواب دیا۔ تو وریشہ پکڑے جانے پر شرمندگی کے مارے تیزی سے کھڑکی بند کر گئی۔ اسکی بلا سے اسکے شوہر کو سسر سے ڈانٹ پڑے یا پھر پھول۔۔۔! لیکن اپنے باپ کا سامنا کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔ اس لئے کھڑکی بند کر تیزی سے پھڑ پھڑاتے دل کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ شرمندگی کے مارے اسکا حال برا ہونے لگا تھا۔

زیام شاہ اپنی منکوحہ کے بھاگنے پر آنکھیں چھوٹی کرتے کھڑکی کو گھور گیا۔ شکر تھا۔ کہ اس نے وقت رہتے وریشہ کو اپنی گرفت سے آزاد کر دیا تھا۔ ورنہ آج سسر کے سامنے رو۔ مینس کرنے کا ریکارڈ ٹوٹ جانا تھا۔۔ اپنی بونی کو بعد میں دیکھنے پر چھوڑ کر زیام شاہ مڑتے ہوئے اپنے سسر کی طرف بھرپور متوجہ ہو گیا۔

یوں رات کو گلی میں کھڑے ہو کر ملاقاتیں کرنا کہاں کی شرافت ہے داماد جی۔۔۔!! زیام شاہ کی طرح ہی اسے مخاطب کرتے ہوئے ارحم صاحب نے زرا رعب سے سوال کیا تھا۔ لہجے کو سخت بنانے کی بھی کوشش کی گئی تھی۔ پر مقابل بھی ڈھیٹوں کا سردار تھا۔۔۔

وہی تو سسر جی۔۔۔! میں بھی اپنی بیوی کو یہ ہی سمجھا رہا تھا۔ کہ پلیز گلی میں اب ایک کرسی سیٹ کر دے۔ یوں اتنی دیر کھڑے رہنا مشکل ہو گیا ہے نا۔۔۔!!

آنکھوں میں شرارتی چمک لیے زیام شاہ نے بنا توقف کے اپنے معصوم سسر کو مستی بھرا جواب دیا۔ جس کو سن کر وہ نا سمجھی سے اسے دیکھتے رہ گئے تھے۔۔۔

ٹائم سے جا کر سو جائیں۔۔! رات بہت ہو گئی ہے۔۔! یوں رات دیر تک گھر سے باہر رہنا اچھی بات نہیں ہوتی ہے پیارے سسر جی۔۔۔! اب میں بھی چلتا ہوں۔ صبح اپنی منکوحہ کو گھمانے کے لیے لینے آؤں گا۔ اسے وقت سے تیار کر دیجیے گا۔۔۔!

ارحم صاحب کے تاثرات کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے ہوئے زیام شاہ پورے اٹیٹیوڈ میں انکے پاس سے گزرتے ہوئے انکو کسی بڑے بزرگ کی طرح سمجھا رہا تھا۔ جبکہ جاتے جاتے وہ انہیں اطلاع بھی دے گیا تھا۔ کہ صبح وہ اپنی بیوی کو لینے کے لیے آئے گا۔۔

مجھے داماد ملا ہے یا کیا۔۔۔؟؟ کیا چیز ہے یہ۔۔۔؟۔ زیام شاہ کو بے شرموں کی طرح قریب سے جاتے دیکھ کر وہ اسکی پشت کو دیکھ کر ہونق پن کے مارے خود سے بڑبڑا کر رہ گئے۔ لیکن وہ یہ بات نہیں جانتے تھے۔ کہ انکا داماد تو حویلی والوں کے قابو نہیں آتا ہے۔

ارحم صاحب تو پھر معصوم سے بندے تھے۔ دوسری طرف زیام شاہ نے اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہی فلک شگاف قہقہ لگایا تھا۔۔

مائرہ شاہ شیشے کے سامنے کھڑی تیار ہو رہی تھی۔رات کے سارے دس بج رہے تھے۔ لائٹ سا میک اپ کرنے کے بعد وہ اپنا رف سا جوڑا بنانے میں مصروف ہو گئی۔۔

شہد رنگ بالوں کو لوز سے جوڑے میں قید کرتے وہ کافی ہلکان ہو رہی تھی۔ بالوں کے بے حد سلکی ہونے کی وجہ سے وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہو پا رہی تھی۔پانچ منٹ تک مسلسل کوشش،اور سپرے کا استعمال کرتے ہوئے بلا آخر اسکا جوڑا بنا تو وہ تھکے انداز میں تشکر بھرا سانس خارج کرتے خود کو آئینے میں دیکھ گئی۔۔

ایک دو مزید پن لگا کر اس نے اپنے جوڑے کو اچھے سے سکیور کر لیا تھا۔ساری تیاری فائنل دیکھ کر وہ بیڈ پر پڑی ہوئی ساڑھی اٹھا کر چینج کرنے چلی گئی۔

آج اسکی ایک بزنس پارٹی تھی۔ جس میں شرکت کرنا بے حد ضروری تھا۔اسی وجہ سے وہ تیار ہو رہی تھی۔

ہاشم شاہ سے جانے کی اجازت وہ پہلے ہی لے چکی تھی۔ اب اسے بس جلد از جلد تیار ہو کر نکلنا تھا۔کیونکہ ہاشم شاہ نے اسے خاص ہدایت کی تھی۔۔کہ وہ وہاں زیادہ دیر نہیں رکے گی۔بلکہ ایک دو گھنٹے تک وہ واپس گھر موجود ہونی چاہیئے ہے۔

ہاشم شاہ اسے جانے سے منع کر سکتا تھا۔لیکن پھر کسی سوچ کے تحت وہ اسے جانے کی اجازت دے چکا تھا۔

رائل بلو کلر کی ساڑھی کو سنبھالتے ہوئے مائرہ شاہ باہر نکلی۔تو اسکے روپ کے آگے جیسے ہر چیز ساکت ہوتی چلی گئی تھی۔نیٹ کا ڈبل بلاؤز تھا۔انر کے ساتھ ساتھ اوپر حصہ پورا نیٹ کا تھا۔جو مائرہ شاہ کی سفید گردن کو مکمل طور پر قید کیے ہوئے تھا۔جبکہ بلاؤز کی سلیوز بھی فل نیٹ کی تھیں۔

گلے میں سمپل سا ڈائمنڈ کا نیکلس پہنے کے بعد اس نے کانوں میں بھی چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہن لیے تھے۔وہ اپنی تیاری کو سمپل سے بھی سمپل رکھنا چاہ رہی تھی۔یہ جانے بنا کہ اسکی اتنی سی بھی تیاری ہر طرف آگ بکھیرنے والی تھی۔ اپنی ساڑھی کی سب پلیٹس کو اٹھا کر پن لگا کر مائرہ شاہ نے کندھے پر اچھے سے سیٹ کر لیا تھا۔سب ڈن ہونے کے بعد وہ بیڈ کی طرف چلی گئی۔تاکہ اپنی ہیلز پہن سکے۔۔

وہ بالکل بے خبر تھی۔ کہ اسکا اپنے بزنس کو بڑھانے کا جنون آج اسے کس نقصان سے دوچار کرنے والا ہے۔اپنے اسی جنون میں شاید وہ ارمان شاہ کو بھی کھو دینے والی تھی۔

ناول: سن سائیاں

اقلیم لیاری کے فارم ہاؤس پر اس وقت روشنیوں کا سماں ہوا پڑا تھا۔"مائرہ گروپ آف کمپنیز" کے ساتھ پراجیکٹ کی ڈیل ہونے کی خوشی میں یہ پارٹی رکھی گئی تھی۔

بزنس کمیونٹی کے سب لوگ یہاں پر موجود تھے۔ لیکن جس کا بے صبری سے انتظار ہو رہا تھا۔۔وہ ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔

العیم لیاری ایک پچاس سالہ شخص تھا۔اور پاکستان کے جانے مانے بزنس مین میں سے ایک بھی۔۔کوئی شک نہیں تھا۔۔کہ وہ ایک بہترین بزنس مین تھا۔ پر اسکے ساتھ ساتھ وہ ناقابل اعتبار انسان بھی تھا۔

اپنی پچاس سالہ عمر میں وہ تین شادیاں کر چکا تھا۔ وجہ حسن پرست ہونا تھا۔ جب بھی اسے کوئی خوبصورت لڑکی پسند آتی تھی۔ تو اگلے دن وہ اسکی گرل فرینڈ کے روپ میں ملتی تھی۔۔ کیونکہ خوبصورت عورتیں العیم لیاری کی کمزوری تھیں۔

ایسے میں جب ایک بزنس میٹنگ میں العلیم لیاری کی ملاقات مائرہ شاہ سے ہوئی تو وہ پہلی نظر میں ہی اسکے حسن میں گرفتار ہوتا چلا گیا۔ پر مائرہ شاہ کے ریزرورویے کی وجہ سے اس سے میل ملاپ بڑھانا مشکل تھا۔ عورتوں کو ٹارگٹ کرنا العیم لیاری کے مشکل نہیں تھا۔۔ لیکن ایک مشکل لڑکی پہلی بار اسکے ٹارگٹ میں آئی تھی۔

ڈھکے چھپے انداز میں العیم لیاری نے مائرہ شاہ سے دوستی کرنے کی بہت کوشش کی تھی۔۔ لیکن جب کسی صورت بھی وہ کامیاب نہ ہوا تو پھر العیم لیاری نے مائرہ شاہ کی کمزوری کو ڈھونڈنا شروع کیا۔۔ جو اسے جلد مل بھی گئی تھی۔

اور اپنی اسی کامیابی کی خوشی میں اس نے اس شام کو رنگین بنانے کا سوچ لیا تھا۔

سب باتوں میں مشغول تھے۔جب اچانک سامنے سے آتی ہوئی مائرہ شاہ پر کاشف کی نظر پڑی تو اس نے کمینگی سے آنکھوں سے اشارہ کرتے العیم لیاری کو سامنے کی جانب دیکھنے کا کہا تھا۔اسکے اشارے پر العلیم لیاری تیزی سے مڑ کر دیکھنے لگا۔۔۔

رائل بلو ساڑھی میں پر اعتماد، مغرور سی چال چلتے وہ سج دھج کر چلی آ رہی تھی۔سفید و گلابی رنگت دور سے ہی روشن سی معلوم ہو رہی تھی۔

سب کو اپنی جانب دیکھتے پا کر مغرور انداز میں مسکراتے ہوئے مائرہ شاہ نے بالوں کو جھٹکا دیتے کندھے سے پیچھے کیا تو نظریں گھماتے ہوئے اچانک اسکی نظر سامنے کھڑے شخص پر ٹھہرتی چلی گئی تھی۔۔

ارمان شاہ کی بے یقین گہری آنکھوں کو دیکھ کر مائرہ شاہ اپنی جگہ پر اچانک ساکت ہوتے بت بنتے ٹھہر سی گئی۔ہونٹوں پر بکھری مسکراہٹ بھی پل میں سمٹ چکی تھی۔جبکہ چہرے کے رنگ و تاثرات کچھ سیکنڈز پہلے کی نسبت پھیکے پڑ چکے تھے۔ ارمان شاہ کی موجودگی اسکے لئے اگر ناقابل یقین تھی۔تو ارمان شاہ کے ساتھ بھی یہ ہی معاملہ تھا۔۔

اس پارٹی کو اٹینڈ کرنے کے لیے اگر ہاشم شاہ نے ارمان شاہ کو یہاں بھیجا تھا۔ تو پھر مائرہ شاہ یہاں پر کیوں آئی تھی۔۔؟ مائرہ شاہ کے چمکتے روپ کو آگ اگلتی نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ بے قابو ہوتے سوچ گیا۔۔ سب کی نظروں کو مائرہ شاہ پر جمے دیکھ کر ارمان شاہ کے ہاتھوں میں پکڑا ہوا گلاس بے اختیار ٹوٹ کر چکنا چور ہوا تھا۔۔۔

شاہ کنٹرول۔۔۔!! ازمیر خان نے سرعت سے اسے ٹوکا تھا۔۔ اور جلدی سے اسکے ہاتھ میں بچے ہوئے گلاس کے ٹکرے نکالنے لگا۔۔

تجھے لگتا ہے۔ کہ میں یہ سب دیکھنے کے بعد سانس لینے کے بھی قابل رہا ہوں۔۔۔!! مائرہ شاہ کی اچانک موجودگی، اسکے جاں لیوا روپ پر تضاد سب مردوں کی نظروں کو اس پر ٹکے دیکھ کر وہ زخمی انداز میں پھنکارا تھا۔۔ ازمیر خان اسے بے بسی سے دیکھ کر نظریں چرا چکا تھا۔۔

ہم اس بارے میں بعد میں بات کرتے ہیں شاہ۔۔! تو یہاں پر کوئی ہنگامہ نہیں کرے گا۔۔۔! العیم لیاری کو مائرہ شاہ کی طرف بڑھتے دیکھ کر ازمیر خان نے جلدی سے اسکا بازو جکڑتے ہوئے بھاری آواز میں سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

تو سیدھا سیدھا مجھے یہ کیوں نہیں کہتا۔ کہ میں خود کو ابھی کے ابھی شوٹ کرلوں۔۔۔!! وہ کیسے اس حالت میں۔۔۔!! ارمان شاہ زخمی ہوتے دل کے ساتھ تکلیف سے گویا ہوا تھا۔

اسکی زرا سی خراب ڈریسنگ پر وہ انتہا کا ہنگامہ کرنے والا آج اسے اتنے مردوں میں کیسے برداشت کرلیتا۔۔

وہ نہیں جانتا تھا۔۔ کہ وہ یہاں پر آئے گی۔ کیونکہ ہاشم شاہ نے پارٹی اٹینڈ کرنے کے لیے پہلے ہی اسے بھیج دیا تھا۔۔ اگر اسے زرا سا بھی علم ہوتا۔ حویلی میں مائرہ شاہ کو دفن کرچکا ہوتا۔ لیکن اسے یہاں آنے کی جرات نہ کرنے دیتا۔۔۔

شاہ خود پر قابو رکھ۔۔۔! سب متوجہ ہورہے ہیں۔۔! ارمان شاہ کے تاثرات اور سرخ ہوتی آنکھیں سب کو متوجہ کررہی تھیں۔ جبکہ مائرہ شاہ اب العلیم لیاری کے کچھ دوستوں اور بزنس پارٹنر سے ملنے میں مصروف تھی۔۔

اسکا سارا دھیان زرا دور کھڑے ارمان شاہ پر ہی مرکوز تھا۔

لیکن اتنے لوگوں کی موجودگی میں وہ کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے قاصر ہوگئی تھی۔ اس کے علاؤہ ارمان شاہ کی آنکھوں میں میں بھڑکتی ہوئی آگ کو دیکھ کر بھی اسکی جان لبوں پر آرہی تھی۔

اس لئے بھی اسکے پاس جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ نامحسوس انداز میں ساری کے پلو کی مدد سے اس نے اپنی پوری بیک کور کرلی۔ شاید وہ اچھے سے جانتی تھی۔ کہ وہ اسکا ایسا روپ کسی کے سامنے بھی برداشت نہیں کرتا ہے۔۔۔

شاہ مجھے لگ رہا ہے۔۔ کہ بھابھی غلط فہمی میں یہاں پر آگئیں ہیں۔۔۔!! مائرہ کو مسلسل ارمان شاہ کی جانب متوجہ دیکھ کر ازمیر خان خیال ظاہر کرتے کہنے لگا۔۔۔

تو اسکے حق میں کوئی بھی صفائی دے لے۔۔! پر اس حالت میں وہ یہاں آکر ارمان شاہ کے دل کا قتل کر چکی ہے۔۔۔! مائرہ شاہ کو خود کی طرف آتے دیکھ کر وہ ازمیر خان کی طرف زخمی مسکراہٹ اچھالتے ہوئے بولا تھا۔ اور ساتھ ہی مڑتا چلا گیا۔ مائرہ شاہ اسے روکتی رہ گئی تھی۔۔۔

پر وہ اسکی طرف دیکھے بنا چکا تھا۔ بلیک فور پیس سوٹ میں ارمان شاہ کی سحر انگیز شخصیت دیکھتے مائرہ شاہ نہ چاہتے ہوئے اسی جگہ پر کھڑے ہو کر دور جاتے ہوئے ارمان شاہ کو دیکھنے لگی تھی۔

ارمان شاہ کی جگہ پر کھڑے ہو کر بے تاثر آنکھوں سے چہرہ موڑتے ہوئے مائرہ شاہ نے ازمیر خان کی طرف دیکھا تو وہ آنکھیں جھکا کر لب بھینچ گیا۔

ڈونٹ وری بھابھی ابھی واپس آجائے گا۔۔۔!! مائرہ کو پریشان دیکھ کر ازمیر خان نہ چاہتے ہوئے بھی اسے تسلی دینے لگا تھا۔بے شک محبت انسان کو پاگل کر دیتی ہے۔

ازمیر خان سرد سانس خارج کرتے سوچ گیا تھا۔اور ارمان شاہ کے واپس لوٹنے کا انتظار کرنے لگا۔۔۔

ضبط سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے ارمان شاہ واش روم میں آگیا تھا۔شیشے میں خود کو دیکھتے ہوئے اسکا دل کر رہا تھا۔کہ چینختے ہوئے یہاں کی ہر چیز تہس نہس کر دے۔

وہ کیسے یہاں آنے کی جرات کر سکتی تھی۔۔۔؟؟ کیسے۔۔۔

آہہ۔۔۔! دانت پر دانت جماتے ہوئے وہ چینخ اٹھا۔۔ باہر چونکہ لاؤڈ میوزک چل رہا تھا۔اس لئے ارمان شاہ کی آواز باہر جانا ممکن نہیں تھی۔

اسکی ڈارک گرے آنکھیں آگ برسا رہی تھیں۔سینے میں پھڑ پھڑاتا دل جب حد سے زیادہ جلنے لگا۔تو ارمان شاہ نے بے دردی سے اپنے کوٹ کو کھینچتے ہوئے کھولنا چاہا۔۔

جس کی صورت میں کوٹ کا بٹن ٹوٹ کر زمین پر گرتا چلا گیا تھا۔ لیکن اسکے باوجود بھی ارمان شاہ کو سکون کا سانس نہیں آرہا تھا۔ مائرہ شاہ کا جان لیوا روپ بار بار اسکی آنکھوں کے سامنے جھلملا رہا تھا۔

پارٹی میں ہر مرد اسے حوس بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہی منظر یاد آتے ہی ارمان شاہ نے بے قابو ہوتے اپنی مٹھی سامنے لگے شیشے پر دے ماری تھی۔ جس کے باعث دیوار پر لگا شیشہ پل بھر میں چکنا چور ہو چکا تھا۔

غصے و غضب سے اسکا سانس بھی پھول چکا تھا۔

لیکن پھر اگلے ہی لمحے تکلیف کے بڑھتے ہوئے احساس پر وہ زخمی ہوتے دل کے ساتھ آنکھیں میچ چکا تھا۔ شاید یہ خود کو تسلی دینے کی ایک چھوٹی سی کوشش تھی۔ بامشکل خود کو کمپوز کرنے کی کوشش میں وہ چہرے پر مسلسل پانی کے چھینٹیں مارنا شروع ہو گیا۔۔

اپنی تکلیف سے خود ہی الجھتے ہوئے نجانے وہ کہاں کھو چکا تھا۔۔ جب اچانک باتھ روم کا دروازہ زور سے ناک ہونے لگا۔۔۔

شاہ اندر تم ہو کیا۔۔۔؟ جلدی باہر نکلو۔۔۔!! ارمان شاہ کو باہر سے ازمیر خان کی بھاری آواز سنائی دی۔ تو وہ فوراً ہوش میں آتے خود کو دیکھنے لگا۔

دروازہ اب پہلے سے بھی زیادہ زور سے ناک ہونے لگا تھا۔ چہرے کو صاف کرنے کے بعد خود کو سنبھالتے ہوئے ارمان شاہ نے جلدی سے دروازہ کھولا تو اسے دیکھتے ہی ازمیر خان نے تشکر بھری سانس خارج کی تھی۔۔۔

بھابھی میری گاڑی لے کر اکیلی واپس چلی گئی ہیں۔۔!۔ میں نے اس باسٹرڈ کاشف کو بھی انکے پیچھے جاتے دیکھا ہے۔ تو جلدی سے نکل یہاں سے۔۔۔!

ارمان شاہ کے کچھ بھی بولنے سے پہلے ازمیر خان نے ایک سانس میں بولتے ہوئے اسے خبر دی تھی۔ جس کو سن کر ارمان شاہ کا دل بری طرح دھڑک اٹھا تھا۔ اور اگلے ہی پل وہ بھاگتے ہوئے وہاں سے نکلا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ اگر آپ نے ارمان کو پہلے ہی پارٹی میں بھیج دیا تھا۔ تو پھر میرو کو جانے کیوں اجازت دی۔۔۔؟

ہاشم شاہ کے سینے پر چہرہ رکھے روقاش، ہاشم شاہ کی بند آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔۔

کیونکہ میر و کو وہاں بھیج کر میں نے ایک رسک لیا ہے شاہ کی جان۔۔۔! روقاش کی کمر میں بازو حائل کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے ایک جھٹکے میں اسے اٹھاتے ہوئے اپنے اوپر لٹایا تو وہ کھکھلا سی گئی۔۔

کیسا رسک شاہ۔۔۔؟ روقاش جاننے کے لئے بے حد متجسس ہو گئی۔۔۔

انکی صلح اور رخصتی کروانے کا رسک شاہ کی جان۔۔۔!! گھما پھرا کر جواب دیتے ہوئے ہاشم شاہ نے اس بار آنکھیں کھول کر اپنی متاعِ جاں کو دیکھا۔ جو بلیک کلر کے نائٹ ڈریس میں اپنے خوبصورت روپ کے ساتھ اسکی آغوش میں لیٹی ہوئی تھی۔۔۔

پر شاہ مجھے انکی فکر ہو رہی ہے نا۔۔۔! ایک تو پہلے ہی انکی نہیں بنتی ہے۔ اور اب کہیں مائرہ کو وہاں دیکھ کر مزید انکی ان بن نہ ہو جائے۔۔۔! چہرے پر بے چین تاثرات لیے وہ اچانک بہت متفکر ہوتی چلی گئی۔۔۔

شاہ کی جان تمہیں سب کی فکر ہے۔ لیکن اپنے اس دیوانے شوہر کی نہیں ہے۔۔۔! روقاش کو خود پر جھکانے سے پہلے وہ خفگی سے سنانے لگا تھا۔ روقاش کے نرم ونازک وجود کو خود میں قید کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسکے ہونٹوں پر شدتیں نچھاور کرنا شروع ہوگیا تھا۔ روقاش کے ہونٹوں کو شدت سے سک کرتے ہاشم شاہ اسکا دھیان ارمان اور مائرہ سے بھٹکا چکا تھا۔۔۔

ناول: سن سائیاں

گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے مائرہ شاہ کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ بار بار اسکی نظروں کے سامنے ارمان شاہ کا چہرہ آرہا تھا۔

ضبط وبرداشت کی حد توڑتے ہوئے ارمان شاہ جیسے بے یقینی سے مائرہ شاہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کہ اسکی نظروں کی تپش سے مائرہ کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

ڈرائیونگ کے دوران اسکے دماغ میں وہ سب مناظر گردش کرنے لگے تھے۔۔ جب کبھی وہ ڈریسنگ میں کچھ الٹا سیدھا پہن لیتی تھی۔ تو ارمان شاہ کیسے ہنگامہ برپا کردیتا تھا۔ اور ابھی کچھ عرصہ پہلے اسی وجہ سے ارمان

شاہ نے آفس بھی سر پر اٹھا لیا تھا۔ یہاں تک کہ ہاشم شاہ اور عالم شاہ اور حابیل شاہ بھی اسے کنٹرول نہیں کر پائے تھے۔

مائرہ شاہ کو اچھے سے اندازہ تھا۔ کہ وہ اسکے معاملے میں کس قدر جنونی ہے۔۔ لیکن یہ سب جانتے ہوئے بھی وہ آج پارٹی میں جانے کی سنگین غلطی کر چکی تھی۔ لیکن یہ غلطی اس نے جان بوجھ کر نہیں کی تھی۔ کیونکہ اگر اسے زرا بھی اندازہ ہوتا۔ کہ اس پارٹی میں ارمان شاہ نے بھی شرکت کی ہے۔ تو وہ کبھی جانے کی غلطی نہ کرتی۔ لیکن مائرہ کو اس بات کا علم نہیں تھا۔

دماغ میں مختلف سوچوں سے الجھے ہوئے وہ بے دھیانی میں گاڑی ڈرائیو کر رہی تھی۔ ارمان شاہ کا ری ایکشن دیکھنے کے بعد تو اس میں زرا ہمت نہیں بچی تھی۔ کہ وہ وہاں پر دو منٹ بھی مزید ٹھہر جائے۔ اس لئے وہ کسی سے کچھ بھی کہے بنا واپسی کے لئے نکل آئی تھی۔ لیکن باہر نکل کر اسے جب کہیں بھی اپنا ڈرائیور نہیں نظر آیا۔ تو مائرہ شاہ کو مجبوراً واپس جا کر ازمیر خان سے اسکی گاڑی کی چابی لینا پڑی تھی۔

وہ ڈرائیور کے آنے تک رک نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ مائرہ کو وہاں اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس لئے ازمیر خان سے ریکوئسٹ کرتے ہوئے وہ اسکی گاڑی لے کر اکیلی واپسی کے لئے نکل چکی تھی۔

ازمیر خان نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی تھی۔ لیکن مائرہ شاہ اپنی ضد سے پیچھے نہیں ہٹی تھی۔اوراب اسے ڈرائیو کرتے آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا۔

مائرہ شاہ جو اپنی سوچوں میں الجھی ڈرائیونگ کررہی تھی۔ کہ اچانک سامنے سے آتی ہوئی گاڑی کو دیکھ کر اسکے ہوش پل میں اڑے میں تھے۔

بروقت بریک لگانے کی کوشش میں بھی اسکی گاڑی سامنے سے آنے والی گاڑی سے بری طرح ٹکرا چکی تھی۔ سر اسٹیئرنگ وہیل سے ٹکرانے کے باعث وہ پل بھر میں ہوش وحواس سے بے گانہ ہوتی چلی گئی۔

بے حد اضطرابی کیفیت میں ارمان شاہ پارٹی سے نکلا تھا۔

فارم ہاؤس چونکہ شہر سے زرا باہر تھا۔اس لئے فارم ہاؤس سے واپس گاؤں جاتے ہوئے تقریباً دو گھنٹے لگ سکتے تھے۔اوراتنی رات میں اسکی کم عقل منکوحہ اکیلی نکل پڑی تھی۔

ارمان شاہ اچھے سے جانتا تھا۔ کہ وہ اسکے ڈر کی وجہ سے ایسے بنا بتائے واپس چلی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ اسے معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ ایک غلطی اس نے پارٹی میں جانے کی تھی۔ اور دوسری یوں رات میں اکیلے واپس نکلنے کی۔۔۔

بے حد پریشانی کے ساتھ وہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے ساتھ ساتھ روڈ پر بھی نظریں دہرا رہا تھا۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو گاڑی لے کر نکلی ہے۔ زیادہ دور نہیں گئی ہو گی۔۔۔! سنسان سڑک پر گاڑی چلاتے ہوئے ارمان شاہ خود سے مخاطب تھا۔ جبکہ اسکا دل مسلسل اپنی کم عقل منکوحہ کی فکر میں پاگل ہوتا جا رہا تھا۔ اور جب سے ازمیر خان نے اسے یہ بتایا تھا۔ کہ مائرہ کا پیچھا کرتے ہوئے کاشف بھی پارٹی سے نکلا ہے۔ تب سے ارمان شاہ کا اور بھی برا حال تھا۔

ارمان شاہ دل میں مائرہ کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہا تھا۔ کہ اچانک ایک دلخراش چیخ نے اسکے دل کو یک دم دہلا ڈالا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سوچ سمجھ پاتا۔ کہ تبھی اسکے کانوں میں اپنے نام کی پکار گونجتی ہوئی سنائی دی تھی۔ جو کہ مائرہ شاہ کی آواز تھی۔ ارمان شاہ کا دل ایک دم سے سکڑ کر پھیلا تو وہ گاڑی کو تیز کرتے چلاتے ہوئے مائرہ کو جواب میں پکارنے لگا۔۔

وہیں دوسری طرف مائرہ شاہ خود پر جھکے ہوئے کاشف کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔کہ ارمان شاہ کی بلند آواز کو سنتے بے اختیار ہوتے یک دم ساکت ہو گئی۔۔

کاشف، مائرہ کا پیچھا کرتے ہوئے یہاں تک آیا تھا۔آج پارٹی میں مائرہ شاہ کا آتشی روپ دیکھنے کے بعد اقلیم لیاری کا صبر جواب دے گیا تھا۔مائرہ شاہ کو پارٹی سے نکلتے دیکھ کر اسی نے کاشف کو مائرہ شاہ کے پیچھے بھیجا تھا۔

آج تمہاری اور تمہارے اس نام نہاد شوہر کی اکڑ میں ختم کر کے رہوں گا۔۔۔!!تم دونوں کے پیچھے مجھے جتنی ذلت اٹھانی پڑی ہے۔اس سب کا خمیازہ تمہارا یہ حسین وجود بھر پائی گا۔۔۔!پہلے تمہیں میں برباد کروں گا۔پھر اس بڈھے اقلیم لیاری کے آگے پھینک آؤں گا۔۔۔!جو تمہارا حسن دیکھنے کے بعد اندھا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔

مائرہ شاہ کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے کاشف اپنے اندر کی تمام گندگی باہر نکال رہا تھا۔جبکہ مائرہ اسکے الفاظ سنتے ہوئے کانپ اٹھی تھی۔

بہت گھمنڈ ہے نا تمہیں اپنے اس حسن پر۔۔۔!!دیکھتی جاؤ بس کہ کیا حال کرتا ہوں میں تمہارا۔۔۔!!

اسکی ساڑھی کا پلو کھینچ کر نکالتے ہوئے کاشف نے ایک بار پھر زہر اگلا تھا۔اس وقت اسکے اندر بدلے کی آگ بھڑکی ہوئی تھی۔ یہ بدلہ اپنی بے عزتی کا تھا۔مائرہ شاہ کے آفس سے نکالنے کا بدلہ تھا۔

مائرہ شاہ کے حسین وجود پر گندی نظر رکھنے کا تھا۔اسکے تمام الفاظ مائرہ کا دل دہلا رہے تھے۔اس سے پہلے کہ چلا کر وہ پھر ارمان شاہ کو بلا پاتی کہ تبھی کاشف نے پھرتی سے اسکی منہ پر ہاتھ جماتے ہوئے اسے گاڑی سے باہر نکال لیا۔

منہ سے گھٹی گھٹی آوازیں نکالتے ہوئے مائرہ نے بھرپور ہمت کرتے خود کو چھڑانے کی کوشش کی تھی۔ کہ اچانک مائرہ نے کاشف کے ہاتھ کی پشت پر بری طرح ناخن مار دیے۔ جس کے باعث کاشف کی گرفت ڈھیلی پڑی تو مائرہ تیزی سے اس سے دور ہوتی چلی گئی۔۔۔

اہہ۔۔۔!!کمینی عورت۔۔۔!!رک زرا۔۔۔!! کراہتے ہوئے ایک جست میں پھر مائرہ تک پہنچ کر کاشف نے اسے دھکا دیا۔ تو وہ بری طرح منہ کے بل گر گئی۔۔۔

اہہ۔۔۔۔مان۔۔۔۔!!مائرہ کی چینخ پھر بے ساختہ تھی۔

دور ہو جاؤ مجھ سے گندے انسان۔۔!!وہ تمہارا حشر بگاڑ دے گا۔۔۔!!کاشف نے جھک کر پھر مائرہ کو جکڑنا چاہا تو وہ اسے بری طرح ٹانگ مارتے ہوئے چلا اٹھی تھی۔اور اس بار کاشف کی بس ہوئی تھی۔

وہ سالا یہاں پہنچ پائے گا۔تو ہی میرا کچھ بگاڑے گا نا۔۔۔!!لیکن یہ بات طے ہے۔کہ اسکے پہنچنے تک تمہارا سب کچھ لٹ چکا ہو گا ڈئیر بوس۔۔۔!!مائرہ کے بالوں کو بری طرح مٹھی میں جکڑتے ہوئے کاشف استہزایہ انداز میں پھنکار رہا تھا۔اس بات سے بے خبر کہ اسکی موت اسکے سر پر کھڑی ہے۔

کیونکہ ارمان شاہ یہاں پر پہنچ چکا تھا۔کاشف کو مائرہ پر اس قدر جھکے دیکھ کر اسکے وجود میں ایسی چنگاریاں اٹھنے لگی تھیں۔جو پل بھر میں کاشف کو راکھ کرنے والی تھیں۔

تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ ایک جست میں بھاگتے ہوئے اسکے سر پر پہنچا تھا۔

قریب پہنچتے ہی ارمان شاہ نے سب سے پہلے اسکے سینے پر ٹانگ مارتے ہوئے اسے مائرہ سے الگ کیا۔اس اچانک آفت پر جہاں مائرہ کی آنکھیں فریز ہوئیں۔وہیں کاشف پیچھے گرتے ہوئے سن ہوتا چلا گیا۔۔۔

میں تجھے آج اچھے سے سیکھاتا ہوں۔کہ حشر بگاڑنا کیا ہوتا ہے۔۔۔!!اپنا کوٹ اتار کر نیچے پھینکتے ہوئے غرا کر ارمان شاہ اس پر پل بھرا تھا۔جبکہ مائرہ سر پیچھے گرا کر روتی چلی گئی تھی۔۔

اسی اثنا میں ازمیر خان بھی وہاں پر پہنچ چکا تھا۔ ارمان شاہ کو کاشف کے ساتھ الجھے دیکھ کر وہ گاڑی سے نکل کر تیزی سے انکے قریب آیا۔ جہاں مائرہ نیچے زمین پر گری رو رہی تھی۔۔

بھابھی پلیز نیچے سے اٹھیں۔۔۔!! ازمیر نے لب بھینچتے ہوئے مائرہ کو مخاطب کیا۔ تو اسکے رونے کو یک دم بریک لگی۔ ازمیر خان کو وہاں دیکھ کر مائرہ شاہ نے جلدی سے اٹھنے کی ہمت کی۔ تو ناکام ٹھہری تھی۔

اسے مشکل میں دیکھ کر ازمیر خان نے فوراً آگے بڑھ کر اسے سہارا دے کر کھڑا کیا۔ اور زمین پر ارمان شاہ کا گرا ہوا کوٹ اٹھا کر اسکے کندھوں پر رکھ دیا تھا۔ کیونکہ اسکی ساڑھی کا فرنٹ کا کافی حصہ پھٹ چکا تھا۔

آپ گاڑی میں جا کر بیٹھیں بھابھی۔۔۔!! مائرہ کو کور کرتے ہی ازمیر خان نے نظریں جھکا کر اسے وہاں سے بھیجنا چاہا تھا۔ کیونکہ اسکا حال کافی برا ہو چکا تھا۔ لیکن وہ ہاتھوں میں ارمان شاہ کا کوٹ پکڑے شدت سے رو دی تھی۔۔ اسے وہیں کھڑے دیکھ کر ازمیر خان نے بے ساختہ سرد سانس خارج کی اور بے قابو ہوئے ارمان شاہ کی طرف بڑھا۔ جو کاشف کو تقریباً آدھا مار ہی چکا تھا۔۔۔

شاہ کول ڈاون۔۔۔!! میں اس خبیث کو دیکھتا ہوں۔۔! تم پلیز جا کر بھابھی کو دیکھو۔۔! انکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔!! ازمیر خان نے آگے بڑھ کر زبردستی ارمان شاہ کو کاشف سے الگ کیا۔ جس سانسیں غصے کی شدت سے پھول چکی تھیں۔ جبکہ پورا جسم پسینے میں شرابور ہو چکا تھا۔۔۔

ازمیر کے روکنے پر ارمان شاہ نے چہرہ موڑتے ہوئے مائرہ شاہ کی طرف دیکھا تو اسے ڈرے سہمے دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں ازمیر خان کو وارننگ دینے کے بعد وہ مضبوط قدم اٹھاتے ہوئے مائرہ شاہ کی طرف مڑ گیا۔

اسے اپنی جانب آتے دیکھ کر مائرہ کا دل بری طرح دھڑکنے لگا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی۔ کہ وہ کیا ایکشن دے گا۔۔اس لئے اسے ڈر لگ رہا تھا۔

بنا کچھ بولے قریب پہنچتے ہی وہ ایک جست میں مائرہ شاہ کو بازوؤں میں اٹھا کر گاڑی کی جانب بڑھ چکا تھا۔ جبکہ ازمیر خان اسکی دیوانگی پر بھرپور مسکراتے ہوئے اپنے آدمیوں کو کال کرنے لگا۔ تاکہ کاشف کو اسکے اصلی مقام تک پہنچایا جاسکے۔۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

ارمان شاہ نے گاڑی پورچ میں آکر روکی تو اسکے کانوں میں بے ساختہ مائرہ شاہ کی سسکیاں سنائی دینے لگیں۔ یہ سسکیاں تو وہ پورے رستے سنتا ہوا آرہا تھا۔ لیکن نظر انداز کرنے کی کوشش کرتا رہا۔۔۔

حویلی جانے کی بجائے وہ مائرہ کو یہاں شہر والے بنگلے میں ہی لے آیا تھا۔ کیونکہ اس حالت میں وہ اسے حویلی نہیں لے کر جاسکتا تھا۔ ورنہ مائرہ کی ایسی حالت دیکھ کر ایک الگ ہنگامہ شروع ہو جانا تھا۔۔۔

گاڑی سے نیچے اتر کر ارمان شاہ گھوم کر اسکی طرف آیا۔ اور خاموشی سے دروازہ کھول کر اسکے نازک وجود کو بازوؤں میں اٹھا کر کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔

وہ اب تک سپاٹ چہرے کے ساتھ خاموش تھا۔ اسکے چہرے پر ضبط بھرے تاثرات دیکھتے ہوئے مائرہ شاہ کو مزید رونا آرہا تھا۔۔ وہ چاہتی تھی۔ کہ وہ کچھ بولے۔۔ پر نجانے کیوں آج وہ سنگدل خاموش رہ کر اسکی جان لبوں پر لانا چاہ رہا تھا۔۔۔

اسے بازوؤں میں اٹھائے وہ چپ چاپ کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ اور مائرہ مسلسل اسکے چہرے کو تکتی جا رہی تھی۔ لیکن مقابل پر اسکی نظروں کا کوئی اثر نہیں تھا۔۔۔

کمرے کے سامنے پہنچ کر پیر کی مدد سے دروازہ کھولتے ہوئے وہ اندر داخل ہو گیا۔

بیڈ کی جانب بڑھتے ہوئے ارمان شاہ نے قریب پہنچ کر اسکے وجود کو بیڈ پر لٹانا چاہا تو مائرہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسکی گردن پر بانہوں کی پکڑ مضبوط کر گئی۔۔۔ جبکہ رونے کی آواز تیز ہوتی چلی گئی تھی۔۔۔

مان۔۔ پلیز۔۔۔ میرے پاس۔۔ رہو۔۔۔!! ارمان شاہ کو دور ہوتے دیکھ کر مائرہ نے پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ اسے تھامنے کی کوشش کی تھی۔ کیونکہ وہ ظالم بنتا اسکے ہاتھ ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

ممان۔۔۔ مان۔۔۔ میں مر جاؤں گی ایسے۔۔۔!! پلیز مجھ سے دور نہیں ہو۔۔۔!! مائرہ نے اٹھتے ہوئے اس بار اسے شدت سے ہگ کر لیا تھا۔ جبکہ رونے کے باعث اسکا نازک وجود مسلسل ہچکولے کھا رہا تھا۔ وہیں دوسری طرف ارمان شاہ خود پر لاکھ ضبط کے پہرے بٹھانے کی کوشش میں تھا۔ ورنہ بس نہیں تھا۔ کہ ابھی کہ ابھی سب کچھ جلا کر راکھ کر دیتا۔۔۔

ناول: سن سائیاں

مائرہ کے قریب آنے پر ارمان شاہ ضبط سے آنکھیں میچ چکا تھا۔اس وقت اسکے اندر غصے کا ایک لاوا پک رہا تھا۔جو اگر باہر نکلتا تو شاید مائرہ کو بھی راکھ کر دیتا۔اس لئے وہ اسے چھوڑ کر یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔لیکن وہ زبردستی اسکے گلے لگی بس روتی جارہی تھی۔۔

مائرہ شاہ۔۔۔!!اس وقت مجھ سے دور ہو جاؤ۔۔!ورنہ تمہارے ساتھ بہت برا ہو جائے گا۔۔۔!!تپش سے بے قابو ہوتے وہ پھولی سانس میں بولتا چلا گیا۔۔۔

نہیں جاؤں گی۔۔۔!!تم نے جتنا برا کرنا کرلو۔!پر میں تم سے دور نہیں جاؤں گی۔۔!!آج پہلی بار اسکی زبان سے اپنا پورا نام سننے کے بعد تکلیف سے مائرہ کا دل بھر چکا تھا۔۔ مسلسل رونے کے باعث اسکی آئس بلو آنکھیں بھی سرخ ہو گئی تھیں۔۔

جبکہ چہرے پر بے حد تکلیف بھرے تاثرات نظر آرہے تھے۔اتنے تھوڑے سے وقت میں اسکے ساتھ جو کچھ ہوا تھا۔ایسے میں اسے ارمان شاہ کا سہارا چاہیئے تھا۔پر مقابل شاید اپنی تکلیف میں خود جھلس رہا تھا۔اس لئے اس سے کنارہ کرنا چاہتا تھا۔۔۔

تم مجھے اکیلا چھوڑ کر گئے۔ تو میں خود کے ساتھ کچھ کر لوں گی۔۔۔!! مم۔۔ مجھے ڈر لگ رہا بہت مان۔۔!!

اس نے۔۔ اس نے مجھے ٹچ کیا۔۔۔!!

شدت گریہ سے روتے وہ کانپنے لگی تھی۔

ارمان شاہ اسکے الفاظ پر اذیت سے آنکھیں میچ گیا تھا۔ وہ پہلے ہی خود کو سنبھال نہیں پا رہا تھا۔ اس پر تضاد سب یہ الفاظ۔۔۔ وہ دونوں محبت کی انتہا پر پہنچے ہوئے تھے۔۔۔

ارمان شاہ نے اپنی سرخی مائل آنکھیں اٹھاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا تو سامنے کھڑی اپسرا کے چہرے پر ان گنت تاثرات چھائے ہوئے تھے۔۔ درد، تکلیف، خود کو سمیٹنے کی خواہش، ڈر نجانے کیا کچھ تھا۔۔

ارمان شاہ کو خود کی طرف دیکھتا پا کر مائرہ شاہ نے اپنے رونے پر قابو پانے کی کوشش کرتے اسکی گرے آنکھوں میں زرا سا جھانکا۔۔۔

پلیز۔۔۔ نہی نہیں جاؤ نا۔۔۔!! کانپتے ہونٹوں کے ساتھ مائرہ نے پھر التجا کی۔ رونے کی زیادتی سے اب اسکی آنکھیں سوجن کا شکار ہونے لگی تھیں۔

جبکہ ماتھے پر زخم کا نشان بھی واضح تھا۔ ہونٹوں کو کنارہ بھی پھٹا ہوا تھا۔ اسکا بے ترتیب سراپہ دیکھ کر ارمان شاہ کا وجود تکلیف کا شکار ہونے کے ساتھ ساتھ ضبط کی آگ میں جھلسنے لگا۔ تو وہ بے بسی سے گہری سانس

خارج کرتا رہ گیا۔اس وقت وہ مختلف جذبات کے زیر اثر تھا۔ نہیں سمجھ پا رہا تھا۔۔ کہ کس بات کا غم زیادہ منائے۔۔۔!!

مائرہ جو خاموشی سے اسکے بدلتے تاثرات

دیکھ رہی تھی۔ کہ اچانک بولنے لگی۔۔۔ وہ ابھی تک بیڈ کے کنارے کھڑے تھے۔ وہ شدت سے اسکے گلے لگائے کیے کھڑی تھی۔

مان۔۔۔!! مائرہ نے بھرائی آواز میں اسے پکارا تو وہ سینے میں پھٹکتے ہوئے دل کو سنبھالنے کی کوشش میں آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھنے لگا۔ شاید آنکھیں کھولنا اسکی پکار کا جواب تھا۔۔

I am so....

اس سے پہلے کہ مائرہ اپنا جملہ مکمل کر پاتی کہ ارمان شاہ نے تیزی سے اپنے ہونٹ اسکے لبوں کے ساتھ جوڑ دیے۔ وہ اسکے معافی والے کوئی بھی الفاظ سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔ اور نہ ہی ایسے فضول الفاظ سن کر اسے اپنی غلطی سے آزاد ہونے دینا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ اسے وہیں پر روک گیا۔۔

اس آگ سے لمس پر مائرہ شاہ اپنی پر کانپ اٹھی تھی۔

لیکن اگلے ہی پل ارمان شاہ کے چہرے پر ہاتھ رکھتے مائرہ نے اپنے لبوں کو حرکت دیتے پہل کی۔ تو ارمان شاہ کا دل پہلے سے بھی زیادہ بے قابو ہوتا چلا گیا۔ بدلے میں مائرہ کے اوپر جھکتے ہوئے ارمان شاہ نے شدت پسندی سے اسکے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں جکڑا تو مائرہ کو اپنے وجود میں سکون کی لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔۔

ارمان شاہ بند آنکھوں سے اسکے ہونٹوں پر شدتیں نچھاور کرنا شروع ہو گیا تھا۔ شاید اس لمس کے نشے میں بہہ کر وہ خود کو پر سکون کرنا چاہتا تھا۔

مائرہ شاہ کی خم دار کمر میں بازو لپیٹتے ہوئے ارمان شاہ نے اسے زرا سا اوپر اٹھاتے ہوئے خود پر مکمل طور پر جھکا لیا تھا۔ جبکہ ہونٹ مسلسل گستاخیوں پر اتر آئے تھے۔

اپنے ہونٹوں کی مدد سے اسکے لبوں کو ہلکا سا واہ کرتے ہوئے ارمان شاہ نے اسکی زبان کو ہونٹوں میں دباتے ہوئے اسکی بیک پر ہاتھ پھیرا تو مائرہ کے وجود میں سنسنی خیزی دوڑ گئی۔

ارمان شاہ نے ہاتھ بڑھا کر اسکے کندھے پر ٹکا پلو ہٹاتے ہوئے دور اچھالا تو حیا کے بوجھ سے مائرہ کی پلکیں جھکتی چلی گئیں۔ اسکے نازک وجود کو خود کے ساتھ لپٹا کر ارمان شاہ پیچھے بیڈ پر لیٹا۔ تو مائرہ آنکھیں میچ گئی۔۔

جبکہ مقابل مدہوش ہوتے انتہا پسندی سے اسکے نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے کاٹنا شروع ہو گیا تھا۔۔

مائرہ نے اپنی سانس رکنے پر اسکے کندھوں کو زور سے دبا کر پیچھے ہٹنے کا اشارہ دیا تو ارمان شاہ نے اسکے وجود کو خود کے ساتھ مس کرتے کروٹ بدلتے ہوئے اپنے نیچے لٹا لیا

زرا کی زرا اسکے سانسوں کو رہائی بخشتے ہوئے ارمان شاہ نے اوپر اٹھتے ہوئے اپنی شرٹ کے بٹن کھولنا شروع کیے تو مائرہ کے چہرے میں سرخیاں گھلتی چلی گئی تھیں۔

جبکہ سنجیدہ چہرے کے ساتھ اسکے تاثرات دیکھتے ہوئے ریموٹ اٹھا کر ارمان نے پہلے لائٹس بند کیں۔اور پھر اے سی آن کر دیا موسم چونکہ بدل چکا تھا۔اس لئے شہر میں گاؤں کی نسبت زیادہ گرمی محسوس ہو رہی تھی۔

لائٹس بند ہونے پر مائرہ حیرانی سے کچھ سمجھنے کی کوشش کر پاتی۔جب ارمان شاہ کے سرسراہٹ بھرے ہاتھوں کا لمس اسے اپنے وجود پر رینگتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ارمان شاہ نے اسے اوپر اٹھاتے ہوئے اسکے بلاؤز کو کھولتے ہوئے اندھیرے میں دور اچھالا تو مائرہ نے لرزتے ہوئے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں زور سے جکڑ لیا۔۔

ارمان شاہ کی خاموشی اسکا دل کمزور کر رہی تھی۔۔وہ نہیں جانتی تھی۔۔کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔پر آج وہ کسی قسم کی مزاحمت کر کے اسے خود سے دور جانے نہیں دینا چاہتی تھی۔اس لئے نچلے ہونٹ کو اندر کی

جانب بھینچتے ہوئے خود کو مضبوط کرنے لگی۔۔ لیکن جب اپنی دھڑکنوں پر موجود آخری پردہ بھی ہٹتا ہوا محسوس ہوا تو رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی تھی۔

منہ موڑتے ہوئے اسے نے لمبی سانس لیتے خود کو کمپوز کرنے کی چھوٹی سی کوشش کی۔ لیکن اس گہرے اندھیرے میں مائرہ کو جب اسکے پر حدت ہونٹوں کا لمس اپنی دھڑکنوں پر محسوس ہوا تو اسکے لبوں سے ہلکی سی چیخ بلند ہوئی تھی۔ وہ بہت زیادہ ڈر رہی تھی۔۔۔

مائرہ کے نازک ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنساتے ہوئے ارمان شاہ کے ہونٹ اسکی ڈھرکنوں پر سرکنے لگے تو مائرہ کا وجود جھلستا چلا گیا۔ آج وہ بے حد نرمی سے اسے چھو رہا تھا۔

شاید اسکا ذہن ہر طرح کے خوف سے باہر نکالنا چاہتا تھا۔ ارمان شاہ نے تیز دھڑکتے دل کے ساتھ اسکی دھڑکنوں کو ہونٹوں میں نرمی سے سک کیا تو مائرہ آنکھیں موند کر اسکے بالوں میں ہاتھ پھنسا گئی۔۔

جذبات کی لہر میں ڈوبتے ہوئے اسکا ذہن سچ میں آج کے دن سے ہٹ چکا تھا۔ اس لئے کمر اٹھاتے ہوئے سسکیاں لیتے ارمان شاہ کو مکمل طور پر بہکاتی چلی گئی۔۔

نرمی سے ہونٹ رکھتے وہ اسکے پیٹ کی طرف آیا۔ تو مائرہ کے ہونٹ خشک پڑ گئے۔ ارمان نے اسکے پیٹ پر زور سے دانت گاڑے تو مائرہ بے اختیار اچھلی تھی۔ اسکا پورا وجود آگ کی طرح دہک رہا تھا۔

کہ بے اختیار ارمان شاہ خود پر لگام ڈالتے ہوئے واپس اوپر اٹھتے ہوئے اسکے ہونٹ قابو کر گیا۔

کروٹ بدلتے ہوئے تکیے پر لیٹ کر ارمان نے اسکے نرم وجود کو اٹھا کر اپنے اوپر لٹا کر شدت سے خود کے ساتھ مس کرتے محسوس کیا تو مائرہ شاہ کانوں کی لو تک سرخ ہو گئی۔

کچھ سیکنڈز تک نرمی سے اسکے لبوں کی نزاکت محسوس کرنے کے بعد ارمان شاہ نے اسے اپنے سینے پر لٹا لیا۔۔۔ جبکہ مائرہ اپنی پھولی سانسیں ہموار کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

سو جاؤ اب۔۔۔!! بھاری آواز میں بولتے ہوئے ارمان شاہ نے اسکے کان میں سرگوشی کی تو مائرہ مسکرا کر اسے دیکھ گئی۔ اگلے ہی پل وہ پورے حق سے ارمان کو ہگ کیے اسکے سینے پر سر رکھے سکون سے آنکھیں موند چکی تھی۔ جبکہ ارمان شاہ اسکی پشت سہلاتے ہوئے مختلف سوچوں کا شکار ہوتا چلا گیا تھا۔۔۔

\-

تم یہاں رو کو۔ میں زرا اندر سے سب کو بلا کر لاتا ہوں۔۔۔!! وریشہ کو پچھلے لان میں رکھی کرسیوں پر بٹھا کر زیام شاہ خود مڑ چکا تھا۔ تاکہ اپنی چاچی کو انکی بھتیجی کے آنے کا سرپرائز دے سکے۔

اپنے کہے کے مطابق وہ آج صبح ہی جا کر وریشہ کو لے آیا تھا۔ چونکہ ابھی صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔ تو کہیں باہر جانے کی بجائے زیام شاہ اسے حویلی میں سب سے ملوانے لے آیا تھا۔ وہ اسکے ساتھ رات میں کہیں باہر جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ آج اتوار ہونے کی وجہ سے سب گھر پر ہی تھے۔

اور اب وریشہ کو یہاں پر بٹھا کر وہ خود باقی گھر والوں کو بلانے چلا گیا تھا۔

ٹی پنک کلر کے خوبصورت سے ڈریس میں وریشہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ گلے میں زیام شاہ کی طرف دیا گیا خوبصورت سا لاکٹ پہنا ہوا تھا۔ یہ لاکٹ اسے نکاح کا تحفہ ملا تھا۔ ڈارک براؤن لمبے بالوں کو آگے سے رول کر کے کلپ لگایا تھا۔ جبکہ پاؤں میں وہ خوبصورت سا کھسہ پہنے ہوئے گی۔

چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ سجائے وہ ہر چیز بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔۔ کہ اچانک اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر گھومتے ہوئے اس خوبصورت لان کو دیکھنے لگی۔۔

جہاں پر طرف رنگے برنگے پھولوں کا جال بچھایا گیا تھا۔

اتنے پیارے پھول دیکھنے کے بعد وریشہ کا دل انکو قریب سے دیکھنے کو ایک دم سے مچلا۔ تو وہ تیز چلتے ہوئے پھولوں کی جانب بڑھنے لگی۔ وہ ابھی رستے میں ہی تھی۔ کہ اچانک ٹائیگر نے اپنی دھماکے دار اینٹری مارتے ہوئے وریشہ کو اپنی جگہ پر فریز کر دیا۔۔

ٹائیگر جو اپنے دھیان میں مست چلتے ہوئے سردار بنا اس لان میں واک کر رہا تھا۔ کہ اچانک کسی اجنبی لڑکی کو اپنے ایریا میں دیکھ کر آنکھیں چندھیا گیا۔۔۔

جبکہ وریشہ پہلی بار کسی شیر کو اتنے قریب دیکھ کر بت بن چکی تھی۔ شیر بھی وہ جو کھلا آزاد گھوم رہا تھا۔۔۔ اسکے چہرے کا رنگ فق ہو چکا تھا۔۔۔

یہ لڑکی کون ہے۔۔۔؟؟ ٹائیگر نے بھنویں سکیڑتے ہوئے وریشہ کا سر تا پیر جائزہ لیا۔۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے وہ اسکی طرف آنے لگا تو وریشہ کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ جبکہ خوف کے مارے حلق میں اسکی آواز تک دب چکی تھی۔۔۔

دیکھنے سے تو اسکی شکل کسی سے ملتی جلتی ہی محسوس ہو رہی ہے۔۔۔!! پر کس سے۔۔۔؟ ٹائیگر نے الجھتے ہوئے سوچا تھا۔ وہ وریشہ کے بے حد قریب آنے کی بجائے زرا فاصلے پر ہی رک گیا تھا۔ شاید سامنے والی کی حالت کا اندازہ ہو چکا تھا۔ روقاش صبح جب بھی اسے کھانا دینے کے لیے آتی تھی۔ تو جانے سے پہلے وہ اسکے پنجرے کا دروازہ کھول دیتی تھی۔

تاکہ ٹائیگر واک کر لیا کرے۔ جب سے ان ماں، بیٹے کے پیار کا رشتہ قائم ہوا تھا۔ تب سے روقاش اسے زیادہ دیر پنجرے میں قید نہیں رہنے دیتی تھی۔

بقول اسکے ایسے قید میں اسکے بیٹے کا دل گھبرانے لگتا ہے۔ اس لئے وہ اسے کھول کر چلی جاتی تھی

ٹائیگر کے کھلا ہونے کی وجہ سے کوئی ملازم بھی یہاں پر پیر نہیں رکھتا تھا۔ اس لئے ٹائیگر میاں بادشاہ بنے گھومتے رہتے تھے۔ اور جب ذرا تھک جاتے تھے۔ تو اپنے عالیشان پنجرے میں جا کر آرام فرمانے لگتے تھے۔۔ پر آج اسکے ہتھے وریشہ لگ چکی تھی۔

یہ لڑکی ہے کون۔۔۔؟اور میرے گھر میں کیا کر رہی ہے۔۔۔؟دیکھنے میں تو کافی خوبصورت ہے۔اس پر دھاڑو کہ نہیں۔۔۔؟؟وریشہ کی خوبصورت شخصیت کو دیکھتے ہوئے ٹائیگر مختلف الجھن کا شکار ہو رہا تھا۔ دوسری طرف وریشہ کے بس بے ہوش ہونے کی کسر رہ گئی تھی۔۔۔

اگر میں اس پر دھاڑوں گا نہیں۔۔تو یہ مجھے کمزور شیر سمجھے گی۔۔۔؟کیا کرنا چاہیے۔۔؟چلو تھوڑا سا دھاڑ ہی لیتا ہوں۔۔عزت کی بات ہے۔۔۔!!فیصلہ کن انداز میں سر ہلاتے ہوئے ٹائیگر نے گلا کھنکھار کر خود کو غرانے کے لیے تیار کیا۔جبکہ وریشہ اسے خود پر حملہ کرنے کی تیاری کرتے دیکھ کر لرزتے ہوئے پیچھے کی جانب قدم اٹھانا شروع ہو گئی تھی۔

زیام شاہ جو اپنے دھیان میں واپس آرہا تھا۔۔کہ سامنے کا منظر دیکھتے ہوئے اسکے چودہ طبق روشن ہو گئے۔۔

او شٹ۔۔۔!!ٹائیگر نو۔۔۔۔!! دور سے ٹائیگر کو وریشہ کے مقابل کھڑے دیکھ کر زیام شاہ بھاگا تھا۔لیکن تب تک ٹائیگر میاں نازک سی وریشہ پر دھاڑ چکے تھے۔ٹائیگر کے دھاڑتے ہی وریشہ کے حلق سے ایسی فلک شگاف چینخ نکلی تھی۔جس نے حویلی کی دیواروں تک رسائی حاصل کرلی۔ایک لمحے کے لیے تو ٹائیگر کو

بھی اپنے کان کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہونے لگے تھے۔۔۔ جس کے باعث وہ بھی زور لگاتے غرانے لگا تھا۔ جیسے چلانے کی مقابلے بازی چل رہی ہو۔۔

ٹائیگر نو۔۔۔!! زیام شاہ چلاتے ہوئے اسے روک کر ایک جست میں وریشہ تک پہنچا۔ جو آخری حد تک سفید پڑ چکی تھی۔۔ اس سے پہلے کہ خوف کے مارے وہ گرتی۔ کہ زیام شاہ نے کسی مَتاعِ حَیات کی طرح اسے خود میں قید کر لیا۔۔

عشو میری جان۔۔!! سرعت سے اسے خود میں بھینچتے ہوئے زیام شاہ نے اسے اپنے ہونے کا احساس دلایا تو ٹائیگر میاں کا دھاڑتا ہوا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔۔ زیام شاہ کو وریشہ کے اس قدر نزدیک دیکھ کر ٹائیگر کو احساس ہو چکا تھا۔ کہ وہ ایک بار پھر غلط انسان پر منہ پھاڑنے کی غلطی کر چکا تھا۔۔۔

ززززیا۔۔م۔۔۔۔!! زیام شاہ کی آواز پر وریشہ نے اٹکتے ہوئے اسے پکارا تھا۔ اسکا وجود بری طرح لرز رہا تھا۔ جبکہ دل کی دھڑکن دوسو کی سپیڈ سے دھڑکتے ہوئے زیام شاہ کو فکر میں مبتلا کر گئی تھی۔۔

زیام صدقے اپنی حیات کے۔۔۔!! شش کچھ نہیں ہوا۔۔۔!! اسے اپنے سینے میں چھپاتے ہوئے زیام محبت سے چور ہوتے لہجے میں بولا۔ تو نجانے کیوں وریشہ بری طرح رونا شروع ہو گئی۔۔ اتنی بڑی بلا کو پہلی بار سامنے دیکھنے کے بعد وہ خوف میں لپٹ چکی تھی۔۔۔

کیا ہوا یہاں پر۔۔۔؟؟ زیام جو وریشہ کو سنبھالنے میں مگن تھا۔ کہ اچانک سب بھاگتے ہوئے وہاں پہنچے۔۔۔ زیام شاہ کے سینے سے لگی وریشہ کو روتے دیکھ کر روقاش کا دل بے چین ہوا تھا۔ جبکہ ٹائیگر کو وہاں کھڑے دیکھ باقیوں کا سارا قصہ سمجھ آچکا تھا۔۔۔

کیا ہونا ہے۔ آپکا یہ حرام خور بیٹا میری بیوی پر منہ پھاڑ رہا تھا۔۔۔!! روقاش نے آگے بڑھ کر روتی ہوئی وریشہ کو زیام سے الگ کر کے اپنے سینے سے لگایا تو زیام شاہ غصے سے ٹائیگر کو گھورنے لگا۔ جو مسکینہ بنتے ہوئے اپنا پنجہ چاٹنے میں مصروف نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جیسے وہ جانتا ہی نہ ہو۔ کہ یہاں پر کیا ہوا ہے۔۔۔

شششش میری جان کچھ نہیں ہوا۔۔۔!! روقاش نے بے اختیار اپنی لاڈلی بھتیجی کو زور سے خود میں بھینچا تھا۔۔۔

اس بے غیرت کو کھلا چھوڑتے ہی کیوں ہو۔۔۔؟ وریشہ کی خراب حالت دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ کو بھی شدید غصے نے آن گھیرا۔۔۔ جس پر ٹائیگر نے بھی معصومیت سے روقاش کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔۔ اتنے سارے غنڈوں میں صرف اسکی ماں کی اسے بچا سکتی تھی

اس کمینے کو دن بدن منہ پھاڑنے کا اگر زیادہ شوق ہو رہا ہے۔ تو زیام جاؤ جا کر کوئی زہر لاؤ۔۔ میں اسکے منہ میں ایک بار زہر ڈال کر یہ منہ بند ہی کر دیتا ہوں۔۔۔!! حابیل شاہ بھی تپ چکا تھا۔۔۔ اور اس بار ٹائیگر کی بس ہوئی تھی۔۔ وہ منہ پھلا کر اس سے پہلے واپس جاتا کہ عالم شاہ نے بھی اسکی عزت افزائی کرنا ضروری سمجھا۔۔۔

اب یہ واحیات شکل چھپا کر کہاں کو نکل رہے ہو شہزادے سلیم۔۔۔؟؟ معافی تمہارا ابا آ کر مانگے گا کیا۔۔۔؟؟ عالم شاہ نے طنز کرتے اسے واپس بلایا تھا۔۔۔ جس کے بدلے میں ٹائیگر بھی شدید ناراضگی سے منہ بناتے ہوئے غرا کر جواب دینے لگا۔ جیسے کہنا چاہ رہا ہوں۔ کہ تم سب اچانک شادیاں کر کے آ جاتے ہو۔ کونسا میرے ساتھ میری بھابیوں کا تعارف کرواتے ہو۔ جو مجھے علم ہو کہ میں نے کس پر دھاڑنا ہے۔ اور کس پر نہیں۔۔۔

شکوہ کرنے کے بعد وہ تیزی سے مڑ گیا تھا۔ ت باقی اسے دیکھتے رہ گئے تھے۔۔

کمینے کے تیور تو دیکھیں زرا۔۔۔!!ارمغان شاہ طنزیہ گویا ہوا۔۔۔

گولی مارو۔۔۔!!!منحوس نے صبح صبح موڈ خراب کر دیا ہے۔۔۔!ہاشم شاہ نے غصے سے ٹائیگر پر فٹے منہ بھیجا۔۔۔

عشو۔۔۔!!وہ ہمارا فیملی ممبر ہے۔۔۔!!بس اسے تمہارا پتہ نہیں تھا۔اس لئے چلا رہا تھا۔۔۔!!ورنہ وہ بہت پیار کرتا ہے۔۔۔!!شرجینا نے آگے بڑھ کر اپنی دوست کے آنسو صاف کرتے ٹائیگر کا کردار صاف کرنا چاہا تھا۔

تاکہ اسکی دوست ٹائیگر کو غلط نہ سمجھے۔۔۔۔جبکہ وریشہ کا رونا کچھ کچھ تو تھم ہی چکا تھا۔کیونکہ روقاش اسے بہلانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔شرجینا کی تسلی پر سب مسکراہٹ دبا گئے تھے۔

چلو اب اندر چل کر بات کرتے ہیں۔۔!!یہاں کافی گرمی ہو رہی ہے۔۔۔!!ہاشم شاہ نے انہیں اندر چلنے کا کہا تھا۔۔

آپ لوگوں نے جتنی باتیں کرنی ہیں۔ جا کر کریں۔۔۔! میں اپنی بیوی کو اپنے کمرے میں لے کر جا رہا ہوں۔۔ جب یہ ٹھیک ہو گی۔ تو ہم باہر آجائیں گئے۔۔۔!! وریشہ کی حالت پر بے چین ہوتے زیام شاہ تیزی سے اسے بازوؤں میں اٹھا کر اندر کی جانب بڑھنے لگا۔ تو سب تاسف سے اسے بے شرم کو دیکھتے رہ گئے۔۔۔

ناول: سن سائیاں

زیام شاہ اپنی متاعِ حیات کو بازوؤں میں اٹھائے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ جو ڈر سے کانپتے ہوئے اسکے سینے میں چہرہ چھپائے گلے میں بانہیں ڈالے ہوئے تھی۔

شاید اپنے خوف کے زیر اثر وہ اسے گلے لگانے کی کوشش میں تھی۔ زیام اسکی معصوم سی کوشش پر دلکشی سے مسکراتے ہوئے بیڈ کی جانب بڑھا۔

زیام نے خاموشی کے ساتھ اسے بیڈ پر بٹھانا چاہا۔ تو وہ بدک کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے شدت سے جکڑ گئی۔ جبکہ زیام جو اسے پانی پلانا چاہ رہا تھا۔ کہ اپنی چھوٹی دنیا کی حالت دیکھتے ہوئے سب کچھ سائیڈ پر رکھ کر شدت سے اسے سینے میں بھینچتے ہوئے اٹھا کر گود میں بٹھا گیا۔۔

وریشہ کو گلے لگاتے ہی ایک سکون کی لہر اسکے پورے وجود میں دوڑ گئی تھی۔ جس کے نتیجے میں وہ اسکا دوبٹہ نکال کر پرے اچھالتے ہوئے اسکے نازک وجود کو مزید شدت سے خود میں بھینچنے لگا۔ جبکہ وریشہ نے بھی اسکی آغوش میں سکون سے آنکھیں موند لی تھیں۔

ٹائیگر کا خوف اس قدر اسکے دل و دماغ پر حاوی ہو چکا تھا۔ کہ اس وقت وہ صرف زیام شاہ کے اندر چھپ جانا چاہتی تھی۔ وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کے دل کی دھڑکنیں سن رہے تھے۔ کہ زیام اسکے کان میں سرگوشی کرتے گھمبیر لہجے میں پوچھنے لگا۔۔۔

میرا کمزور بچہ کیا زیادہ ڈر گیا ہے۔۔۔؟؟ ہولے سے اسکے کان کی لوح کو پیار سے ہونٹوں میں دباتے ہوئے وہ بولا تھا۔ وریشہ نے ہنوز ہاں میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا تو زیام مسکرا کر اسکے کندھے پر ہونٹ رکھ گیا ۔۔۔

وہ تمہیں صرف امپریس کرنے کی کوشش کر رہا تھا جانِ حیات۔۔۔!! اسکے لمبے کھلے بالوں کو اٹھا کر دوسرے کندھے پر رکھتے ہوئے وہ شرارتاً گویا تو وریشہ کو اس بار مجبوراً اپنا چہرہ اسکے سینے سے باہر نکالنا پڑا تھا۔ کیونکہ اسکا شوہر اب ایک غیر متوقع بات کر رہا تھا۔

ہاہاہا۔۔۔!! سچی تمہاری خوبصورتی دیکھ کر تمہیں پٹانے کی کوشش میں تھا۔۔۔!! زیام ہنستے ہوئے پھر گویا ہوا تھا۔وریشہ نروٹھے پن سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔کہ بے اختیار زیام نے اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے قریب ہو کر اسکی سرخ ہوتی نم آنکھوں پر ہونٹ رکھ دیئے۔۔۔

زیام شاہ واری ان آنکھوں کے سحر پر۔۔۔!! وریشہ کی ہیزل گرین آنکھوں کے رنگوں میں ڈوبتے ہوئے وہ بوجھل لہجے میں کہنے لگا۔۔ جبکہ وریشہ اسکی نظروں کی تاب نہ سہتے ہوئے پلکیں جھکا چکی تھی۔

شرم و حیا کی یہ ادا ہمیشہ کی طرح مقابل کو گھائل کرنے کا سبب بنی تو وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر نرمی سے اسکے آدھ کھلے لبوں کو اپنے سلگتے ہونٹوں کی گرفت میں لیتے آنکھیں موند گیا۔۔

وریشہ نے کانپتے ہوئے اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑا تو زیام شاہ مزید بہکتے ہوئے گستاخیاں کرنے لگا تھا۔ اسکی پشت پر اپنا چوڑا ہاتھ پھیرتے ہوئے زیام شاہ نے اسے شدت سے خود میں بھینچتے ہوئے محسوس کیا۔ وریشہ کے گال بھاپ چھوڑ رہے تھے۔۔زیام نے اسکے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں کاٹتے ہوئے وریشہ کو پیچھے تکیے پر لٹایا تو وریشہ کے اوسان خطا ہو گئے۔آنکھوں کے پردوں کے سامنے فوراً نکاح کے بعد والی ملاقات کا منظر لہرایا تھا۔جب وہ بے شرمی کی حد پار کرتے دور نکل رہا تھا۔۔

وریشہ نے لرزتے ہوئے ہلکی پھلکی مزاحمت کی تو زیام شاہ اسکی کلائیوں کو جکڑ کر اوپر لگاتے ہوئے فوراً اس پر سایہ فگن ہو گیا۔

بے باکی سے اسکے لبوں سے نمی چراتے ہوئے اس نے وریشہ کی زپ کھولتے ہوئے شرٹ نیچے کھسکائی تو وریشہ بوکھلا کر اچھلی تھی۔ وہ یہاں اسے نارمل کرنے کے لیے لایا تھا۔ یا پھر اپنی بے شرمیاں کرنے کے لیے ۔۔۔! وہ تاسف سے سوچ رہی تھی۔۔۔

اسکی سانسوں کو رہائی بخشنے کے بعد زیام شاہ گردن کی طرف بڑھا تو وریشہ نے تیزی سے اسے پکارا۔۔۔

زز۔۔ یام۔۔۔!! کیا۔ کر رہے ہیں۔۔۔!! آپ۔۔ مجھے۔۔ اس لئے یہاں پر لائے تھے کیا۔۔۔!! اپنی گردن پر اسکے پھسلتے ہونٹوں کے لمس پر بے قرار ہوتے وہ افسوس سے پوچھنے لگی تھی۔۔

کل رات سسر صاحب کے سامنے مجھ اکیلے کو پھنسا کر بھاگ کیوں گئی تھی۔۔۔!! زیام شاہ زور سے اسکی گردن پر دانت گاڑتے ہوئے دھیمے سے غرایا تو وریشہ جو اسکے لمس کی تپش پر ہلکان ہو رہی تھی۔

کہ بے ساختہ سر پیچھے گراتے ہوئے ہنستی چلی گئی۔ بے اختیار کل رات والا منظر یاد آنے لگا تھا۔ جب ارحم صاحب کی آواز پر اس نے فٹ سے کھڑکی بند کر دی تھی۔ اور اسکا بیچارہ شوہر کچھ سمجھ نہیں پایا تھا۔۔۔

ہاں تو۔۔!!آپ تو ہیں ہی بے شرم۔۔۔!!میں کیوں بابا کے سامنے شرمندہ ہوتی۔۔۔!!وریشہ نے ہنسی کو بریک لگا کر سمجھداری سے جواب دیا۔۔جو اسکے شوہر کو بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔

اچھا میں اکیلا بے شرم ہوں۔؟زیام شاہ نے آنکھیں چندھیا کر اس چھوٹی دنیا کو دیکھا۔۔جو زیادہ چالاک بننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

ہاں تو۔۔!!آپ ہی بے شرم ہیں اور کوئی دوسرا نظر آرہا ہے کیا اپکو یہاں۔۔۔!!

زیام کے سوال پر الجھتے ہوئے وریشہ کمرے میں نظریں دہرانے لگی تھی۔جیسے ڈھونڈنا چاہ رہی ہو۔کہ وہ اپنے ساتھ اور کس کو بے شرم کو کہنا چاہ رہا ہے۔۔!!زیام شاہ تو اسکی ایکٹنگ پر عش، عش کر اٹھا تھا۔۔

چلو میں اکیلا بے شرم ہوں نا۔۔تو پھر میں تمہیں آج اچھے سے بے شرمی کے دیکھاتا ہوں۔۔!!ایک جھٹکے میں اسکی دھڑکنوں سے شرٹ ہٹاتے ہوئے وہ ان پر جھکا۔تو وریشہ کی آنکھیں بڑی ہوتی چلی گئیں۔وہ کچھ سوچ سمجھ پاتی۔جب اپنے دل کے مقام پر زیام شاہ کے پر حدت ہونٹوں کا بھیگا لمس اسکی روح جھنجوڑ گیا تھا۔۔۔

مائرہ شاہ کی آنکھ کھلی تو وہ ہڑ بڑا کر بستر سے اٹھ بیٹھی تھی۔اٹھتے ہی اس نے آس پاس تیزی سے نظریں دہرائیں۔پر وہ کمرے میں اکیلی تھی۔ارمان شاہ نجانے کب کا اسے سوتا ہوا چھوڑ کر جا چکا تھا۔

یہ احساس ہی مائرہ کو بے چین کر گیا تھا۔کہ وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔اس لئے وہ تیزی سے اسے پکارتے ہوئے بیڈ سے نیچے اتر آئی۔

مان۔۔!!مائرہ نے بے چینی سے اسے پکارتے ہوئے باتھروم میں جھانکا۔تو وہاں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

اسے کہیں نا پا کر اسکا دل ڈوبنے لگا تھا۔جوتا پہن کر وہ کمرے سے باہر نکل کر اسے دیکھ پاتی کہ اچانک آئینے میں اسکی خود پر نظر پڑی۔جہاں وہ ایک مختلف حالت میں کھڑی تھی۔

اپنے ڈریس کو چھوتے ہوئے مائرہ شاہ بے حد حیران ہوئی تھی۔

ی۔یہ ڈریس۔۔۔!!خود کو ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں دیکھ کر وہ بے یقینی کا شکار ہو رہی تھی۔

میر۔۔میری ساڑھی۔۔۔؟؟رات کا منظر یاد آیا۔تو اسکی سست رفتار دھڑکنیں عجیب سے احساس میں چلنے لگیں۔مائرہ کی توجہ بے اختیار زمین پر گری ہوئی نیلی ساڑھی نے اپنی طرف کھینچی تو وہ حیرانی کو چھوتے ہوئے آنکھیں بڑی کر گئی۔۔

مم۔۔مان نے میرا اڈریس بدلا۔۔کیا۔۔۔؟؟؟اٹکتے ہوئے وہ خود سے پوچھ رہی تھی۔جبکہ لہجہ بے اعتباری سا تھا۔۔ لیکن اگلے ہی پل جب پھر سے اس ستم گر کی غیر موجودگی نے اسے بے چین کیا۔تو وہ اسے ڈھونڈنے کے لیے تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔۔

حابیل شاہ کی آنکھیں مسلسل اپنی بیوی پر ٹکی ہوئی تھیں۔جو اس سے بے خبر بس روقاش کے ساتھ مل کر کھکھلا رہی تھی۔

کافی دنوں سے وہ اس سے بچ کر نکل رہی تھی۔۔لیکن آج حابیل شاہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔۔

اپنی ان ترسی ہوئی اکھیوں کو قابو میں رکھ لے سالے۔۔!سب بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔!!!ٹی وی پر نظریں جماتے پاس بیٹھے ہوئے عالم شاہ نے اچانک اسے مخاطب کیا تھا۔تاکہ اسے ہوش دلا سکے۔کیونکہ وہ کافی دیر سے حابیل شاہ کی نظروں کو نوٹ کر رہا تھا۔۔

یہاں تک ہاشم شاہ بھی نوٹ کرچکا تھا۔لیکن فل وقت وہ ارباز شاہ کے ساتھ ارحم صاحب کے علاج کے بارے میں ضروری بات کر رہا تھا۔اس لئے دور سے صرف حابیل شاہ کو گھور ہی سکتا تھا۔۔

میری اکھیوں پر نظریں جما کر تجھے کیا مل رہا ہے۔۔؟جو تو فرصت سے اپنا یہ قیمتی وقت مجھ پر investکر رہا ہے۔۔۔!!اربیلا سے نظریں ہٹائے بنا حابیل نے طنزیہ جواب دیتے زرا کی زرا عالم شاہ کی طرف مڑتے ہوئے اسے گھورا تھا۔

تجھ جیسے ذلیل کو دیکھ کر مجھے توبہ کرنے کی مزید توفیق ہو رہی ہے۔۔!!عالم شاہ نے مصنوعی سنجیدگی سے مسکرا کر اسے جواب دیا تھا۔جو حابیل کو زرا بھی پسند نہیں آیا تھا۔۔

اب کس بات پر تم دونوں کو چونچیں لڑانے کا موقع مل گیا ہے۔۔۔!!ہاشم شاہ اٹھ کر انکے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگا تھا۔اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے وہ انکے انداز دیکھ رہا تھا۔اور سمجھ بھی رہا تھا۔

کہ وہ پھر سے کوئی نئ جنگ چھیڑ کر بیٹھ گئے ہیں۔اس لئے جلدی سے اپنی بات ختم کر کے انکے پاس آ بیٹھا تھا۔تاکہ انکی منہ ماری زور نہ پکڑے۔۔ارباز شاہ اور اعظم شاہ ٹی وی دیکھنے میں مصروف ہو گئے تھے۔

کچھ نہیں بڑی۔۔!اپکے اس بھتیجے نے ناشتے میں کوئی سستہ نشہ کر لیا ہے۔۔!اس لئے بس قابو سے باہر ہو رہا ہے۔۔۔!!عالم شاہ مسکراتے ہوئے زو معنی انداز میں بولا تھا۔

وہی سستہ نشہ اس خبیث نے بھی کیا تھا۔اس لئے اسے اچھے سے ہر چیز کی خبر ہے۔۔۔!!حابیل شاہ بھی چڑتے ہوئے تیزی سے کہنے لگا تو عالم شاہ اور ہاشم شاہ قہقہ لگا گئے۔کیونکہ سامنے بیٹھے انسان کے تیور انہیں اچھے سے سمجھ آ رہے تھے۔۔

کیوں اتنا ڈاؤن ہوا پڑا ہے۔۔؟رات کم تھی کیا۔۔۔؟سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے ہاشم شاہ نے بھی اسے زو رمعنی لہجے میں چھیڑنا چاہا۔۔

ہونہہ رات۔۔۔؟رات میں سکون ملا ہوتا۔تو ابھی تھوڑی نہ ادھر بیٹھا جل رہا ہوتا۔۔۔!!حابیل شاہ نے منہ بگاڑ کر بتایا تھا۔گویا مظلوم بننے کی کوشش کی جا رہی ہو۔۔

تیری شکل زرا سی بھی اچھی ہو۔ تو یقیناً تیری راتیں پھیکی نہ جائیں۔!! سو فیصد تیری شکل میں کوئی خرابی ہے۔ اس لئے بھابھی تجھے اپنے قریب نہیں آنے دیتیں۔۔!! حابیل شاہ کی حالت کا مزہ لیتے ہوئے عالم شاہ نے مستی سے اسے آگ لگانے کی کوشش کی تھی۔ وہ تینوں آہستہ آواز میں راز و نیاز کر رہے تھے۔

بڑی اسکا منہ بند کروالیں۔۔! اس سے پہلے کہ میں اسکی اس گندی شکل کا نقشہ بگاڑ دوں۔۔۔!! حابیل شاہ نے غصے سے دھمکی تو ہاشم شاہ ہنستے ہوئے کندھے اچکا گیا۔

بے اختیار وہ مڑ کر سامنے کچن میں دیکھنے لگا تھا۔ جہاں اسکی قاشو گھر کی سب لڑکیوں کو لیے نجانے کیا کر رہی تھی۔

صرف مائرہ شاہ غیر موجود تھی۔ مائرہ اور ارمان کے خیال پر تیزی سے ہاشم شاہ نے موبائل نکال کر ارمان شاہ کو کال ملائی تھی۔ جس نے رات میں ہی انکو انفارم کر دیا تھا۔ کہ وہ دو تین دن گزرنے کے بعد واپس آئیں گئے۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

مان۔۔۔!! مائرہ ارمان شاہ کو آوازیں دیتی پورے گھر میں ڈھونڈ رہی تھی۔ ماتھے پر رات والی چوٹ کا نشان ابھی تک تازہ تھا۔ جبکہ چلنے میں بھی اسے دقت ہو رہی تھی۔ شاید کل رات والے حادثے میں اسکا پاؤں مڑ گیا تھا۔

اسکے برعکس ارمان شاہ جو کچن میں شرٹ لیس کھڑا اپنے لئے کافی بنا رہا تھا۔ کہ مائرہ کی آوازوں پر بے اختیار فون پر بات کرتے ہوئے رکا۔۔ وہ ایک گھنٹہ پہلے کمرے سے باہر آیا تھا۔ رات بھر جاگنے کی وجہ سے اسکا سر اب درد سے پھٹ رہا تھا۔

اس لئے کچھ دیر لاؤنج میں بیٹھنے کے بعد وہ کچن میں چلا آیا تھا۔ تاکہ اپنے لئے کافی بنا سکے۔۔

یہاں پر کام کرتی ہوئی ملازمہ کا کوئی اتہ پتہ نہیں تھا۔ کہ وہ گھر کے کس کونے میں گم ہوئی پڑی ہے۔ اس لئے ارمان کو یہ زحمت خود کرنی پڑ رہی تھی۔ وہ ابھی کافی بنا ہی رہا تھا۔ جب اسکے موبائل پر ہاشم شاہ کی کال آنے لگی تھی۔

ایک ہاتھ سے کافی بناتے ہوئے وہ دوسرے ہاتھ میں موبائل پکڑے ہوئے تھا۔اسکے کانوں میں ابھی مائرہ شاہ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔لیکن انا کے ہاتھوں مجبور ہوتے وہ اب جان بوجھ کر کچن سے باہر نہیں نکل رہا تھا۔کافی کے سیپ لیتے ہوئے وہ ہاشم شاہ کی باتوں کے چھوٹے چھوٹے جواب دینے لگا۔۔

مان۔۔۔!!کیا پیچھے سے میرو تمہیں آوازیں دے رہی ہے۔۔۔؟موبائل میں سے ہاشم شاہ کی استفہامی آواز ابھری تھی۔

جی بڑی۔۔!!میں اپکو تھوڑی بعد کال کرتا ہوں۔۔!!ارمان شاہ نے تیزی سے جواب دے کر فون بند کر دیا ۔اوضبط سے آنکھیں میچ لیں۔کل رات سے مائرہ شاہ اسکا جتنا امتحان لے چکی تھی۔تاریخ گواہ تھی۔کہ ارمان شاہ نے ایسے ضبط کا مظاہرہ پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔۔۔

کل رات کے مناظر ایک بار پھر یاد آتے ہی اسکا وجود آگ کی بھٹی میں جلنا شروع ہو گیا تھا۔وہ خود پر قابو پانے کی کوشش میں تھا ہی۔۔کہ تبھی لاؤنج سے مائرہ شاہ کی ہلکی سی چیخ سنائی دی۔۔

جسے سنتے ہی وہ کافی کا مگ وہیں شیلف پر رکھ کر تیزی سے باہر نکلا تھا۔۔ محبوب کو کچھ ہونے کے اندیشے نے ارمان شاہ کو ہر طرح کی فکر بھلا دی تھی۔

کہاں کا غصہ اور کہاں کی انا۔۔۔وہ سب کچھ بھلائے کچن سے نکلا تو وہ سامنے ہی سیڑھیوں پر گری ہوئی نظر آئی۔۔۔

مائرہ۔۔۔!! دھڑکتے دل کے ساتھ اسے پکارتے ہوئے وہ آگے بڑھا تو مائرہ شاہ جو گرنے کی وجہ سے رو رہی تھی۔ کہ ارمان شاہ کی آواز پر نم آنکھیں اٹھا کر دیکھنے لگی۔۔۔ اسکی زبان سے اپنا پورا نام سن کر مائرہ کو عجیب سے تکلیف ہوئی تھی۔۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا۔۔؟ یہاں پر کیا کر رہی ہو۔۔؟ جھکتے ہوئے اسے بازوؤں میں اٹھا کر وہ دبا دبا غرایا تھا۔

تم۔۔ تمہیں۔۔ ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔!! مقابل کا غصہ دیکھتے ہوئے وہ اسکے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے سسکی۔۔۔!!

مر گیا تھا کیا میں۔۔۔! جو تم مجھے یوں پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔!! واپس کمرے میں جاتے ہوئے وہ تلخی سے بولنے لگا تھا۔مائرہ اسکے الفاظ پر ٹھٹکی تھی۔۔۔

تم۔۔! تم ایسے کیوں بول رہے ہو۔۔۔!! وہ بے اختیار پوچھنے لگی۔۔اس سادگی پر تمسخر بھری نظر ڈال کر ارمان شاہ نے بامشکل لبوں پر قفل لگا کر اسے بیڈ پر لٹا دیا تھا۔

کہاں جا رہے ہو اب۔۔؟ کیوں مجھے نظرانداز کر رہو۔۔؟ وہ پلٹنے لگا تو مائرہ نے تیزی سے دونوں ہاتھوں میں اسکا چوڑا ہاتھ تھاما۔۔اور اس بار ارمان شاہ کی سچ میں بس ہو گئی تھی۔۔

تم مجھے بتاؤ۔۔۔!! تم کیوں کل رات سے میرے دل کا قتل کر رہی ہو۔۔؟ کیوں میری عزت کا تماشا بنانے کے بعد یوں ری ایکٹ کر رہی ہو۔۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہو۔۔!! کیوں مائرہ شاہ کیوں۔۔۔! آخر چاہتی کیا ہو مجھ سے اب۔۔۔!! خود سے قابو کھوتے وہ چینختے ہوئے گویا ہوا تھا۔اسکی ڈارک گرے آنکھیں لال انگارہ ہو چکی تھیں۔۔

کیا کیا ہے میں نے۔۔؟تم ایسے غصہ کیوں کر رہے ہو مجھ پر۔۔؟اگر پارٹی میں جانے کی وجہ سے غصہ ہو تو میں معافی مانگ لیتی ہوں۔۔۔!!وہ کانپتے ہوئے خشک لبوں کے ساتھ گویا ہونے کی کوشش کر ہی رہی تھی۔کہ ارمان شاہ نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے تیزی سے اسے روک دیا۔۔مائرہ کا دل سینے میں بے ساختہ جکڑا گیا تھا۔۔۔

خبر دار۔۔۔!!خبر دار مائرہ شاہ۔۔۔!!کل رات کی محفل میں سب مردوں کے سامنے تم کو لباس پہن گئی تھی۔وہ سب دیکھنے کے بعد تم میرے دل سے اتر گئی ہو۔۔!!اس لئے کوشش بھی مت کرنا یہ معافی تلافی والے کام کرنے کی۔۔۔!!

اسے بیچ میں ٹوک کر وہ بے تاثر آنکھوں کے ساتھ ایک ایک لفظ پر زور دیتے بول رہا تھا۔اسکا لہجہ نہ اونچا تھا اور نہ ہی تکلیف بھرا۔۔بلکہ کل رات سے لے کر اب تک ارمان شاہ خود کو خالی محسوس کر رہا تھا۔۔۔

تت۔۔تم ایسے نہیں بول سکتے مان۔۔۔!!ارمان شاہ کے الفاظ سننے کے بعد وہ بے یقینی بھری آنکھیں لیے تڑپنے لگی۔جبکہ سینے میں آسکا نازک دل زخمی ہوتے اب چکنا چور ہو گیا تھا۔۔۔

ایسا ہو چکا ہے مائرہ شاہ۔۔۔!! ہمشیہ میں نے تمہیں روکا۔۔! کہ شاید تمہیں میری محبت کی سمجھ آ جائے۔۔۔! تمہیں میری جنونیت کی سمجھ آ جائے۔۔۔!! پر تم نے کل رات سب برباد کر دیا۔۔۔!! وہ زخمی لہجے میں ٹوٹتے ہوئے بتانے لگا۔ شاید کل رات کی تکلیف جمع ہوتی اب اسکا وجود مکمل طور پر جلا چکی تھی۔

میں۔۔۔! جان بوجھ کر نہیں گئی تھی مان۔۔!! میں صرف کمپنی کی ریپوٹیشن کے لیے گئی تھی۔۔!! مجھے پتہ تو کہ تم وہاں موجود ہو تو میں کبھی بھی وہاں نہیں جاتی۔۔! پلیز ایسے نہیں کرو۔۔!!

سامنے کھڑے لمبے چوڑے وجود کے چہرے پر اذیت رقص کرتے دیکھ کر مائرہ شاہ نے روتے ہوئے صفائی دینے کی کوشش کی تھی۔ جبکہ وہ نہیں جانتی تھی۔ کہ اسکے الفاظ سامنے کھڑے شخص کو پہلے سے زیادہ تکلیف دے گئے ہیں۔۔

تمہیں علم نہیں تھا۔۔۔! اس لئے تم ایسا گھٹیا لباس پہن کر اتنے مردوں کے سامنے دھڑلے سے چلی گئی۔۔۔! مطلب تم کہیں بھی ایسے جا سکتی ہو۔۔! مسلہ صرف میری موجودگی ہے۔۔۔!! رائٹ۔۔۔!! مٹھیوں کو بھینچ کر وہ بے بسی سے کہنے لگا تو مائرہ نے سسکتے ہوئے نفی کی۔۔۔

ایسا نہیں مان۔۔۔! تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔۔۔! میں وہاں صرف اپنے کام کی وجہ سے گئی تھی۔۔۔! خدارا پلیز مجھے سمجھو۔۔!! ہار مانتے ہوئے وہ پاگل ہوتے اپنے باپ جکڑتے ہوئے چیخ اٹھی تھی۔ جس بات کا ڈر اسے کھائے جا رہا تھا۔ وہ ڈر کالا سایہ بنتے اسے اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔۔

اب ہی تو تمہیں صحیح سمجھا ہوں مائرہ شاہ۔۔۔! جاؤ دی تمہیں آزادی۔۔۔! آج سے ابھی سے تم ارمان شاہ سے آزاد ہو۔۔۔! تم اپنی زندگی پوری آزادی کے ساتھ جی سکتی ہو۔۔۔! ارمان شاہ اب کبھی بھی تمہاری راہ میں رکاوٹ نہیں بنے گا۔۔۔!!

اپنا آخری فیصلہ سنا کر وہ وہاں ایک پل نہیں رکا تھا۔ بلکہ مائرہ شاہ کو روتے، تڑپتے ہوئے چھوڑ کر وہاں سے نکل گیا تھا۔ جبکہ وہ چینختے ہوئے اسے روکنے کی ناکام کوشش کرتے بیڈ پر ڈھے سی گئی۔۔۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے حابیل شاہ کمرے میں واپس آیا تھا۔ اور اب بھی اسکی بیوی کمرے میں موجود نہیں تھی۔۔

صبح سے شام تک وہ بہانے بہانے سے کتنے کی چکر کمرے میں لگا چکا تھا۔۔پر اسکی ڈھیٹ بیوی کو زرا عقل نہیں آئی تھی۔۔کہ شوہر کے پیچھے جا کر اسے دیکھ لے۔۔

باہر شام ہونے والی تھی۔ابھی تھوڑی دیر پہلے حابیل شاہ فارم ہاؤس سے واپس آیا تھا۔اتنی گرمی میں اسکا پسینے سے برا حال ہو گیا تھا۔اس لئے شاور لینے کی غرض سے کمرے میں آگیا۔لیکن اب خالی کمرہ اسے غصہ دلا رہا تھا۔۔۔

یہ میرے ہاتھ لگے سہی بیلا میڈم۔۔۔!اسکو میں نے اربیلا سے تربیلا نہ بنا دیا تو میرا نام بھی حابیل شاہ نہیں ۔۔۔! غصے کے باعث وہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے خطرناک اِرادے کر رہا تھا۔کہ سر میں اٹھتے درد سے پریشان ہوتے موبائل اٹھا گیا۔۔

پیاری چچی جان۔۔۔!میرے سر میں شدید درد ہو رہی ہے تو پلیز فٹافٹ میرے کمرے میں کافی بنا کر بھجوا دیں۔۔۔!روقاش کے ہیلو کرتے ہیں حابیل شاہ نے تھکی ہوئی آواز میں کہ تھا۔۔

لمبو تھوڑا سا ویٹ کرو میں ابھی بھجوا رہی ہوں۔۔۔! ساتھ سر درد کی گولی بھی بھجواتی ہوں۔ کھا لینا۔۔!!

روقاش نے فکر مند ہوتے اسے ساتھ ہدایت کی تھی۔ جس کو سن کر وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔۔

بے شک حابیل شاہ اور روقاش کی آپس میں نہیں بنتی تھی۔ لیکن یہ کھٹی میٹھی نوک جھوک کبھی بھی روقاش کو انکی فکر کرنے سے روک نہیں پائی تھی۔

چاچی کے روپ میں وہ ہاشم شاہ کے بھتیجوں کی بالکل ماں بن چکی تھی۔ کال بند کرنے کے بعد حابیل شاہ اپنا ڈریس نکال کر شاور لینے کی غرض سے باتھ روم میں بند ہو گیا تھا۔

زیام مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں۔۔۔؟ وریشہ کسی خدشے کے تحت پوچھنے لگی۔

زیام اسکا ہاتھ پکڑے لان کی طرف جا رہا تھا۔ شام ڈھل رہی تھی۔ اور وہ اسے باہر لے کر جانے والا تھا۔

آج کا پورا دن وریشہ کا اپنی پھوپھو اور حویلی والوں کے ساتھ یادگار گزرا تھا۔ اور اب زیام شاہ اسے باہر ڈنر کے لیے جا رہا تھا۔ ڈنر کے بعد وہ اپنی بیوی کو شاپنگ کروانے کا بھی ارادہ رکھتا تھا۔

کسی سے تمہارا تعارف کروانے آیا ہوں۔۔۔!!ٹائیگر کے پنجرے کی طرف جاتے ہوئے زیام شاہ بے اختیار بولا۔۔۔جبکہ وریشہ ٹائیگر کا پنجرہ دیکھتے ہی سفید ہونے لگی تھی۔۔۔

نو زیام۔۔۔!!ڈر کے مارے کانپتے ہوئے وریشہ نے تیزی سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

ناول سن سائیاں

عشو ڈرو نہیں۔۔۔!اپنا چھوٹا دیور ہی سمجھو اس نمونے کو۔۔۔!ٹائیگر کو پنجرے میں تلاش کرتے ہوئے زیام شاہ ساتھ ساتھ وریشہ کو حوصلہ دے رہا تھا۔جو زیام شاہ کی باتوں پر اسے اچھنبے سے دیکھنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

ایک۔۔شش۔۔شیر میرا۔۔دیور۔۔۔!!وہ اٹکتے ہوئے خود سے بولی تھی۔۔شاید مقابل کے الفاظ ہضم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

اسے صدمے میں دیکھ کر زیام شاہ ہنسی ضبط کرتے ٹائیگر کو ڈھونڈنے لگا تھا۔جو تھوڑا دور انکی طرف سے پشت کیے بیٹھا ہوا تھا۔۔

یہ سالا کیوں دیوداس بنا ایسے بیٹھا ہے۔۔۔!ٹائیگر کو سورج کی طرف رخ کیے زیام شاہ کو حیرت ہوئی تھی۔ وریشہ کو زبردستی کھینچتے ہوئے وہ بے ساختہ اسکی طرف بڑھا۔ جبکہ ٹائیگر نے انکے آنے کا کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔شاید یہ نظرانداز کرنے کا طریقہ تھا۔وہ ہنوز سنجیدگی سے بیٹھا رہا تھا۔

زیام شاہ اسکے بالکل قریب بھی آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔پر ٹائیگر نے ایک بار بھی اسکی طرف دیکھنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔۔

خیر ہے ٹائیگر میاں۔۔۔؟اتنا غصہ کس بات پر آیا ہوا ہے اپکو جناب۔۔۔! وریشہ کا ہاتھ تھامے پاؤں کے بل وہیں بیٹھتے ہوئے زیام نے ٹائیگر کو مخاطب کیا تھا۔پر مجال ہو جو ٹائیگر میاں نے زرا بھی زیام شاہ کو بھاؤ دیا ہو۔۔۔

او مرزا غالب کی چھٹی اولاد۔۔۔!ہم بھی یہاں موجود ہیں بھئی۔۔۔!!ڈھلتے ہوئے سورج میں ٹائیگر کو کھوئے دیکھ کر زیام شاہ اس بار زرا تیز لہجے میں بولنے لگا۔

تاکہ اسکا سکتا توڑ سکے۔۔۔کہ تبھی ارمغان شاہ دو ملازموں کے ساتھ وہاں آتا ہوا دیکھائی دیا۔وریشہ ایک سائیڈ پر ڈری سہمی کھڑی تھی۔۔

کیاہوا۔۔؟ ملازموں کا باؤل نیچے رکھنے کا اشارہ کرتے ہوئے ارمغان شاہ بے ساختہ زیام کو مخاطب کیا۔۔

کچھ نہیں یہ مرزا غالب شام کے غروب ہوتے سورج کے منظر میں کھوئے ہوئے ہیں بس۔۔۔!! زیام شاہ طنز کرتے ہوئے بتانے لگا تھا۔

یہ کیا ہے۔۔؟ باؤل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس بار زیام نے ارمغان سے استفسار کیا۔ٹائیگر کے سامنے بڑا سا باؤل رکھنے کے بعد ملازم تو ڈرتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلے تھے۔

یہ ٹائیگر سرکار کی چائے ہے۔۔۔!! زیام کے سوال کا جواب ارمغان شاہ نے ڈرامٹک لہجے میں دیا تو گویا زیام کو صدمہ ہی لگ گیا۔وہ آنکھیں پھاڑے ٹائیگر کی طرف دیکھنے لگا تھا۔جو منہ پر پہلے والی ہی سنجیدگی سجائے اب چائے کی چسکیاں کہنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔چائے کا سن کر اور ٹائیگر کو چائے پیتے دیکھ کر حیرت تو وریشہ کو بھی ہو رہی تھی۔۔

سر یسلی ارمغان شاہ۔۔۔!!زیام شاہ اچھنبے عجیب وغریب نظروں سے ٹائیگر میاں جیسی بلا کو دیکھنے لگا۔جو سنجیدگی سے ہر کچھ سیکنڈز کے وقفے سے باؤل میں منہ ڈالتے ہوئے چائے کی چسکیاں لے رہا تھا۔۔اور ساتھ ساتھ سامنے کا منظر دیکھنا بھی جاری تھا۔جیسے کوئی شاعر چائے پیتے ہوئے شام ڈھلنے پر اداس ہو رہا ہو۔

ہماری پیاری چچی جان کا حکم ہے۔۔۔!!کہ شام میں اگر حویلی والے چائے پیتے ہیں۔تو انکے بیٹے کو بھی ملنی چاہیئے۔۔!کیونکہ چائے پینے سے تھکاوٹ دور ہوتی ہے نا۔۔!

ارمغان شاہ نے حلق میں اڈتی ہوئی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے روقاش کا لاجک پیش کیا۔جو ابھی اس نے ارمغان کو چائے کا باؤل تھماتے ہوئے پیش کیا تھا۔اور ساتھ دھمکی بھی دی تھی۔کہ اگر انکے ٹائیگر بیٹے کو چائے نہ ملی تو حویلی میں کسی بھی چائے نہیں ملے گی۔۔۔

تو لگے ہاتھ چاچی کے شہزادے کے لیے پکوڑے بھی لے آتے۔۔!کم ازکم چائے،پکوڑے کی پارٹی کا تھیم تو مکمل ہوتا۔۔!اپنی چاچی کے لاجک پر دل میں عش عش کرتے ہوئے زیام شاہ نے طنز کے تیز چلائے تو ارمغان شاہ مزید اپنی ہنسی پر کنٹرول نہیں کر پایا۔۔۔

اندر بھی وہ روقاش کے سامنے مشکل سے کنڑول کر رہا تھا۔۔ کیونکہ روقاش کے سامنے ہنسنے کا مطلب سیدھا سیدھا اپنی چاچی کو غصہ دلانا تھا۔۔۔ روقاش تو نجانے کیا کچھ بنا کر اب ٹائیگر کو کھلانے لگی تھی۔

دن بدن ٹائیگر میاں اب چٹخورے ہوتے جارہے تھے۔۔

زیام شاہ کے طنز سنتے ہوئے ٹائیگر نے زرا کی زرا آنکھیں گھما کر اسکی طرف دیکھا۔۔ مطلب صاف تھا۔۔ کہ انکی ساری باتیں سن رہا ہے۔ اتنا بے خبر نہیں ہے۔۔

ساری باتیں چھوڑ یہ بتا کہ اب تک ایسے منہ پھلا کر کیوں بیٹھا ہوا ہے۔۔۔؟ ٹائیگر کی سنجیدگی نوٹ کرتے ہوئے ارمغان شاہ نے بے ساختہ سوال کیا۔۔۔

شاید صبح سب کے ڈانٹنے کی وجہ سے غصہ کر گیا ہے۔۔۔! زیام شاہ نے وریشہ کا ہاتھ پکڑ کر قریب کرتے ہوئے اسے جواب دیا۔۔ اور اب بار سچ میں ٹائیگر نے خفگی سے ہونہہ کرتے مزید رخ موڑ لیا تھا۔ اب وہ انکی طرف پیٹ کیے چائے پی رہا تھا۔ صورتحال جو مرضی ہو وہ اپنی ماں کی بنائی ہوئی چائے تو اب چھوڑنے سے رہا۔۔

ناول سن سائیاں

اربیلا شاہ چپکے سے کمرے میں داخل ہوئی تو بیڈ پر حابیل شاہ سوتا ہوا نظر آیا تھا۔رات کے گیارہ بج رہے تھے ۔اوراب جاکر وہ کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

حابیل شاہ دو گھنٹے پہلے کا کمرے میں آکر سو چکا تھا۔کیونکہ اسکے سر کا درد ابھی بھی کچھ خاص ٹھیک نہیں ہوا تھا۔حابیل شاہ کو کمرے میں جلدی جاتے دیکھ کر اربیلا شاہ حیران تو ہوئی تھی۔

لیکن پھر وہ اپنی باتوں میں مشغول ہوتی چلی گئی۔آج چھٹی ہونے کی وجہ سے حویلی کی سب لڑکیوں نے ایک دوسرے کے ساتھ خوب مستی کی تھی۔

یہ ہی وجہ تھی۔کہ وہ سب اپنے اپنے شوہر کو نظر انداز کرتی رہی تھیں۔اوراب بھی روقاش نے اسے زبردستی کمرے میں بھیجا تھا۔کیونکہ اسے حابیل شاہ کے سر درد کے بارے میں پتہ تھا۔لیکن اربیلا انجان تھی۔

اس لئے اربیلا کو ہوش کے ناخن لینے کا کہہ کر روقاش نے سب کو کمرے میں جانے کا حکم دیا۔ورنہ تو وہ آج کی پوری رات بھی مستیاں کرتے ہوئے گزارنا چاہ رہی تھیں۔

حابیل شاہ کو سوئے دیکھ کر اربیلا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے واڈروب کی طرف آئی۔

حابیل شاہ پر ایک نظر ڈالتے ہوئے جلدی سے اپنا نائٹ سوٹ نکال کر وہ باتھ روم کی طرف بھاگ گئی۔۔

اسکے گم ہوتے ہی حابیل شاہ نے آنکھیں کھول کر باتھ روم کے دروازے کو سخت نظروں سے گھوری ڈالی۔۔۔

تم آج ایک بار باہر آؤ زرا۔۔! دیکھنا کیسا سبق سیکھاتا ہوں۔۔۔! نیند تو میری پوری ہو ہی گئی ہے۔۔۔!! بیڈ سے نیچے اتر کر دل ہی دل میں ارادے کرتا ہوا دروازے کو لاک کرنے کے بعد وہ ٹیرس کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

شرٹ لیس حابیل شاہ ٹیرس پر آیا تو یہاں پر چلتی ہوئی ٹھنڈی ہوا نے اچانک اسکا استقبال کیا تھا۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کو محسوس کرتے ہی اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔۔۔

ٹراؤزر کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے وہ پر سکون انداز میں سانس خارج کرتے رات کا حسین منظر دیکھنے لگا اور ساتھ ہی اپنی بیوی کے باتھ روم سے باہر نکلنے کا منتظر ہوا۔۔۔

اسکے برعکس باتھ روم سے شاور لے کر نکلتی ہوئی اربیلا شاہ خالی بیڈ کو دیکھ کر اپنی جگہ پر ٹھٹک کر رک گئی تھی۔۔

یلو کلر کی سلیو لیس لانگ نائٹی میں بالوں کو تولیے میں لپیٹے وہ ڈرنا شروع ہو گئی۔ شاید اسے اچھے سے اندازہ تھا۔ کہ وہ اپنے شوہر کو دن بھر نظر انداز کرتی رہی ہے۔ اس لئے اب ڈرنا بنتا ہی تھا۔۔۔

یہ جاگ کیوں گئے ہیں۔۔۔؟؟ نچلے لب کو دانتوں میں کاٹتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی۔۔ لیکن پھر ہمت کرتے بالوں کو تولیے سے آزاد کر کے وہ حابیل شاہ کو دیکھنے کے لیے آگے بڑھی۔۔۔ ٹیرس کا دروازہ کھلا دیکھ کر اربیلا کو حابیل شاہ کے وہاں ہونے کا گمان ہوا تو ٹیرس کی طرف چلی آئی۔

لیکن وہاں آتے ہی اسے ٹیرس خالی نظر آیا تھا۔ جبکہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ٹراؤزر کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے حابیل شاہ جو اسکی نظروں سے ہٹ کر کھڑا تھا۔ کہ اپنی بیوی کا بھیگا ہوا سہانا سا روپ دیکھ کر پوری ہستی سمیت ہل گیا۔۔

یلو کلر کی نائٹی میں اپنی وائلٹ آنکھوں اور گولڈن بالوں میں وہ اسے موم کی گڑیا محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ وہ سٹل ہوتے اسے چھونے کے لیے بے چین ہو گیا۔۔

یہ کہاں چلے گئے ہیں۔۔۔؟ ریلنگ کے قریب کھڑے ہو کر حابیل شاہ کو ڈھونڈتی ہوئی وہ بڑبڑا رہی تھی۔ کہ تبھی حابیل شاہ نے اچانک اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے چونکا دیا۔۔

اربیلا شاہ ڈرتے ہوئے تیزی سے اسکی طرف مڑی تھی۔۔اسکے رخ موڑتے ہی حابیل شاہ کی سموک گرے آنکھیں مخمور ہوتی چلی گئیں۔۔۔

کیا آپ بھی۔۔۔!!ڈرادیا مجھے۔۔۔!!لمبے سانس لیتے ہوئے وہ خفگی سے بولی۔لیکن جب اس نے اپنے شوہر کے بے حد سنجیدہ تاثرات نوٹ کیے تو اگلے ہی پل اسکی زبان تالو سے چپک گئی تھی۔۔۔

کیا ہوا حابیل۔۔۔؟سینے میں اودھم مچاتے ہوئے دل کے ساتھ اربیلا نے ہمت کرتے سوال کیا۔۔۔وہ انجان بننے کی پوری کوشش کررہی تھی۔۔۔

تمہارے خون کا پیاسا ہو گیا ہوں۔۔!اسکی خم دار کمر میں بازو حائل کرتے اسے زرا سا اوپر اٹھا کر وہ اربیلا کے کان پر جھکا تو اربیلا شاہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔

جان بوجھ کر ایسا آگ سا روپ بنا کر آئی ہوں نا۔۔۔!!تاکہ تمہیں سزا نہ دے سکوں۔۔!اسکے بھیگے بدن کی خوشبو میں الجھتے ہوئے وہ زو معنی ہو رہا تھا۔۔۔

نن۔۔! نہیں تو۔۔۔!! اپنی گردن پر اسکی شیو کی چھبن پر وہ ذرا سا کسما گئی۔۔

سوچا تھا۔۔۔! کہ تم جب ہاتھ لگوں گی تو ایسی سزا دوں گا۔ کہ آئندہ مجھے نظر انداز کرنے کا سوچوں گی بھی نہیں۔۔۔! لیکن اب تمہارے اس روپ کو دیکھنے کے بعد مجھے "تم سے پھر پیار ہونے لگا ہے۔۔۔"

اربیلا شاہ جو اسکے کچھ سخت الفاظ سننے کی امید کر رہی تھی۔ کہ حابیل شاہ کے آخری والے الفاظ پر بے ساختہ آنکھیں بڑی کرتے پہلے حیرت کا شکار ہوئی تو بعد میں کھکھلاتے ہوئے اسکے گلے میں بانہیں ڈال گئی۔۔۔ حابیل نے مسکراتے ہوئے اسکے نخرے دیکھے تھے۔۔

کیوں کرتی ہو مجھے تنگ۔۔۔!! ایک جھٹکے میں اسے تھائیز سے پکڑ کر اوپر گود میں اٹھا کر وہ شکوہ کرتے جھولے کی طرف بڑھ گیا۔۔ جبکہ اربیلا سٹپٹا کر اسکی کمر پر سختی سے ٹانگیں لاک کرتے ہوئے شرم سے لال ہوتی چلی گئی تھی۔

کیونکہ اپکو تنگ کرنے کا مجھے بہت مزہ آتا ہے۔۔۔! لاڈ سے بولتے ہوئے اربیلا اسکی ناک سے ناک مس کرنے لگی۔۔۔

بے فکر رہو۔۔! تمہاری ساری مستیاں آج اچھے سے نکالوں گا۔۔۔! جھولے میں بیٹھ کر اسے اپنی گود میں بٹھاتے ہوئے وہ اربیلا شاہ کے ماتھے کو چومتے ہوئے بتا رہا تھا۔۔۔

آپ مجھے ایسے دھمکا نہیں سکتے ہیں۔۔۔!! وہ ناک چڑھاتے ہوئے تیکھی نظروں سے دیکھنے لگی۔ حابیل شاہ کو اسکے نخریلی اداؤں پر پیار آنے لگا تو بے ساختہ ہولے سے ہنس دیا۔۔

میں سب کچھ کر سکتا ہوں جانِ حابیل۔۔۔!! شوخ لہجے میں کہہ کر حابیل شاہ نے اسے شدت سے خود میں بھینچ لیا۔۔۔

میں بھاگ جاؤں گی۔۔۔! اربیلا شاہ نے الٹا اسے ڈراتے ہوئے کہا۔۔۔

بھاگ کر دیکھاؤ۔۔۔!! دیکھنا پھر کیسے تم میں سما کر تمہیں ہلکان کرتا ہوں۔۔۔! اپنی نخریلی بیوی کو مصنوعی گھورتے ہوئے حابیل شاہ آنکھیں چندھیا گیا۔اربیلا شاہ جس کو یہ مذاکرات کرنے میں بہت مزہ آرہا تھا۔کہ بے اختیار اس نے ہنستے ہوئے اپنے پیارے شوہر کے گال پر لب رکھ دیے۔

اس جسارت پر حابیل شاہ کا دل پوری قوت سے مچلا تو وہ اگلے ہی پل تیزی سے اسکے ہونٹوں پر جھکتے ہوئے اربیلا کی ہنسی چرا گیا۔اربیلا نے لرزتے ہوئے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھے تھے۔جبکہ وہ پوری شدت سے اسکے نازک وجود کو خود کے ساتھ لپٹائے بہکتا ہی چلا گیا۔۔

اربیلا شاہ کے نچلے لب کو ہونٹوں میں دباتے ہوئے حابیل شاہ اسے گود میں لیے اچانک کھڑا ہو گیا۔اسکی نچلے لب کو سک کرتے ہوئے حابیل شاہ کمرے کی طرف بڑھا تو اربیلا آنکھیں میچ گئی۔آنے والے لمحات کا سوچ کر ہی اسکی جان فنا ہونے لگی تھی۔کیونکہ حابیل شاہ کی شدتیں اسکی نازک جان بوکھلا دیتی تھیں۔

کمرے میں پہنچ کر اسے بیڈ پر لٹاتے ہوئے وہ تیزی سے اس پر سایہ فگن ہو گیا تھا۔اسکی زبان کو سک کرتے ہوئے وہ اگلے ہی پل بے قرار ہونے لگا۔جس کے باعث ایک ہاتھ اسکے گیلے بالوں میں چلاتے ہوئے حابیل نے دوسرے ہاتھ کی مدد سے اسکی نائٹی ہٹانا شروع کی۔

اربیلا کے ہونٹوں کو آزادی بخشتے ہوئے حابیل نے اسکی گردن پر شدت سے دانت گاڑے تو وہ بری طرح اچھل گئی۔۔۔

آہ۔۔۔!! درد ہو رہا ہے حا۔۔ بیل۔۔۔!! وہ سسک اٹھی تھی۔۔ حابیل شاہ کے ہاتھ اپنے بدن پر گردش کرتے دیکھ کر اربیلا شاہ کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔۔

ابھی بہت سے اور درد بھی ہوں گئے جانِ حابیل۔۔۔! شوخ لہجے میں اس چھیڑ کر حابیل نے اسکی نائٹی اتار کر دور اچھالی تو بیلا نے کانپتے ہونٹوں سے بے ساختہ نفی کی۔۔ جبکہ وہ اسکی دھڑکنوں پر جھکتے ہوئے مدہوش ہوتا چلا گیا تھا۔۔

حابیل شاہ نے اسکی دھڑکنوں کو بے باکی سے سک کیا تو اربیلا کا وجود بری طرح متاثر ہونے لگا۔ آنکھیں میچ کر وہ بے جان سی ہونے لگی تو حابیل نیچے بڑھتے ہوئے اسکے پیٹ کو ہولے سے چوم کر تھائیز پر ہونٹ رکھ دیے۔۔ جس پر اربیلا اب پہلے سے بھی زیادہ تڑپ اٹھی تھی۔۔ جبکہ حابیل شاہ کے جذبات بھی بے قابو ہو چکے تھے۔ اس لئے اٹھتے ہوئے اربیلا پر اپنا بوجھ منتقل کر گیا۔۔

اپنی من مانی کر ہی لی آپ نے آخر۔۔۔!! شرم کے مارے وہ پلکیں گرائے معصومیت سے شکوہ کرنے لگی۔۔

ابھی کہاں کی ہے۔۔! ابھی تو کرنے والا ہوں۔۔۔!! اسکی کمر میں بازو لپیٹ کر اسے اوپر اٹھاتے ہوئے حابیل شاہ کا لہجہ شوخ ہونے کے ساتھ ساتھ مخمور ہوا تھا۔ جبکہ اسکا بھاری لہجہ سنتے ہوئے اربیلا شاہ کے پیٹ میں تتلیاں سی پھڑپھڑانے لگی تھیں۔ جن پر بے چین ہوتے وہ زور سے حابیل شاہ کو ہگ کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ اسکی بے قراری دیکھ کر حابیل شاہ کے جذبات مشتعل ہو گئے تھے۔ جس کے باعث اگلے ہی پل اسکی تھائیز کو سختی سے جکڑتے ہوئے اسکی روح میں اترتے ہوئے وہ اپنی اور اسکی جان اک کر گیا۔۔۔

اب کی ہے اپنی من مانی۔۔۔!! ہو گئے ہم پھر اک جاں۔۔۔!! زو معنی لہجے میں بولتے ہوئے حابیل نے اسکے گال پر دانت گاڑتے ہوئے شدت بھرا اسٹروک دیا تو اربیلا اسکی آغوش میں بری طرح مچل کر سسک گئی۔۔۔ جبکہ وہ جنونی بنتے ہوئے اسکے دلکش وجود پر برستا چلا گیا تھا۔۔۔

گلابی فتنی تمہارے ایگزام کیسے جا رہے ہیں۔۔۔؟ صبح صبح شرجینا کو کتاب میں غرق دیکھ کر زیام شاہ کو حیرت تو بہت ہوئی تھی۔ اس لئے یاد آنے پر پوچھنے لگا۔۔۔

کالج کے یونیفارم میں بالکل ریڈی وہ کتاب لیے ڈائنگ ٹیبل پر اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ جبکہ باقی سب ابھی غائب تھے۔ شرجینا کو نیچے بھیج کر عالم شاہ ابھی خود اوپر تیار ہو رہا تھا۔

بھیا صبح صبح میرا موڈ مت خراب کریں۔۔۔!! اپنا الٹا نام سن کر وہ ایک دم سے بگڑ گئی۔۔ جبکہ زیام تو اسے تیور ملاحظہ فرمانے لگا تھا۔ جو مکمل شادی ہونے کے بعد اب پہلے سے بھی زیادہ بھاؤ میں رہتی تھی۔ اسکی رخصتی ہونے کو وہ مکمل شادی کا نام دیتا تھا۔۔۔

تیری یہ سڑی ہوئی شکل دیکھ کر بول رہی ہے ایسا۔۔۔!! اچانک بیچ میں بولتے ہوئے ارمغان نے مداخلت کی تھی۔ جو تیار ہونے کے بعد آچکا تھا۔۔۔

موڈ۔۔۔؟ میں اسکا حلیہ بگاڑ دوں۔۔۔!! چھوٹی بہن پر شکاری جیسی نظریں سجائے وہ خطرناک لہجے میں بولا تھا۔ جس کو سن کر شرجینا کو اپنے گرد خطرے کی گھنٹی بجتی ہوئی سنائی دینے لگی تھی۔ وہ اگلے ہی پل سر پر پیر

رکھے عالم شاہ کو پکارتے ہوئے اوپر کی جانب بھاگی۔۔تو وہ دونوں بھائی فوراسٹپٹا گئے۔۔ابھی تو انہوں نے کچھ کہا بھی نہیں تھا۔۔اور وہ رفو چکر بھی ہو گئی تھی۔۔

عالی عالی۔۔۔!!زکام بھیا میرے بال بگاڑ رہے ہیں۔۔۔!!اونچی اونچی چلاتے ہوئے وہ ابھی بیچ سیڑھیوں میں ہی تھی۔جب اسکی آواز سنتے ہوئے سامنے سے عالم شاہ کی بجائے ہاشم شاہ دوڑتا ہوا آیا تھا۔۔

کیا ہوا بچے۔۔!!ہاشم شاہ نے نیچے اترتے ہوئے فکر مندی سے اسے پکڑا۔۔ہاشم کے پیچھے ہی باقی سب بھی جلدی سے باہر نکل آئے تھے۔۔۔

چاچو وہ سڑے ہوئے۔۔کریلے۔۔۔میرا۔۔یونیفارم۔۔خراب کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔۔۔!
پھولے ہوئے سانس میں وہ اٹکتے ہوئے نیچے بیٹھے بھائیوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بتانے لگی۔۔

یار جھوٹ بول رہی ہے یہ گلابی میت۔۔۔!دیکھ کر بتائیں ہاں اگر اسکا کچھ بھی خراب ہوا ہو تو۔۔۔!!سب کو اپنی جانب گھورتے ہوئے دیکھ کر زیام شاہ نے فوراً اپنی صفائی دی۔۔۔

ہاں تو میں کسی کو بلاتی نہ تو آپ دونوں میرا کچھ صحیح رہنے دیتے کیا۔۔؟ اتنے سکون سے میں پڑھائی کر رہی تھی۔۔۔! زیام کی صفائی کو رد کرتے ہوئے شرجینا نے سمجھداری سے جواب دیا۔۔

ہاں پڑھائی کا تو ایسے سنا رہی ہے۔ جیسے ناسا والے اسی کو ڈھونڈ رہے ہوں۔۔۔! ارمغان شاہ نے بھی چھوٹی بہن کو گھورا تھا۔ جو اپنی اور زیام کی لڑائی میں جان بوجھ کر اسے گھسیٹ چکی تھی۔۔۔

کبھی تو انسان بنا کرو تم دونوں۔۔۔! ہر وقت چھوٹی بہن کو تنگ کرتے رہتے ہو۔۔!! اعظم شاہ کو سہارا دے کر ٹیبل کی طرف لاتے ہوئے ارباز شاہ بھی انکو ڈانٹ گئے تھے۔۔

یہ دونوں انسان بن گئے تو حویلی میں سکون نہ آجائے۔۔۔!! شرجینا کو دوبارہ اسکی جگہ پر بٹھا کر عالم شاہ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے طنزیہ گویا ہوا۔۔۔ بڑے بھائیوں کے اترے ہوئے منہ دیکھ کر شرجینا کے دل کو ٹھنڈک پہنچی۔ تو وہ اپنی بتیسی کی نمائش کرتے ہوئے انکو چڑانے لگی۔۔

لاڈو آج تمہارا آخری پیپر ہے نا۔۔۔! اپنی چیئر پر بیٹھتے ہوئے روقاش نے اسے مخاطب کیا تو شرجینا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جلدی سے جواب دیا۔ جبکہ اپنی بیوی کے امتحان ختم ہونے کا سن کر عالم شاہ کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گاڑی میں مکمل طور پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ارمان شاہ بالکل سپاٹ چہرے کے ساتھ ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ لیکن برابر میں بیٹھی ہوئی مائرہ شاہ کے چہرے پر بالکل مختلف تاثرات تھے۔

وہ بار بار ارمان شاہ کے چہرے کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ لیکن ارمان شاہ کے تاثرات میں کوئی بدلاؤ نہیں آیا تھا۔ جس کے باعث وہ اس مخاطب کرنے سے ڈر رہی تھی۔

آج تین دن بعد وہ گھر واپس جا رہے تھے۔ ان تین دنوں میں مائرہ شاہ اور ارمان شاہ کے بیچ سب کچھ بدل گیا تھا۔ ارمان شاہ نے مزید اسے مخاطب نہیں کیا تھا۔ اور نہ ہی وہ مائرہ شاہ کے سامنے آیا تھا۔ جبکہ نا چاہتے ہوئے بھی مائرہ اسکی منتظر رہی تھی۔

مائرہ پورا دن اکیلی رہتی تھی۔ جبکہ وہ رات میں کب واپس آتا تھا۔ اسے کوئی خبر نہیں ہوتی تھا۔ دیر رات کو وہ اگر واپس آتا تھا۔ تو سیدھا اپنے کمرے میں جا کر بند ہو جاتا۔ اور صبح پھر وہیں سے وہ تیار ہو کر نکل جاتا تھا۔

مائرہ شاہ نے اس سے بات کرنے کی بہت کوشش کی تھی۔ لیکن ارمان شاہ نے اسے ایک بھی ایسا موقع نہیں دیا تھا۔ کہ مائرہ اس کو کوئی صفائی دے پاتی۔۔۔

اور اب پورے رستے بھی وہ ایسے انجان بن کر ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ جیسے اسکے ساوا گاڑی میں کوئی دوسرا موجود نہیں ہو۔

مائرہ کے چہرے کے زخم کچھ حد تک تو مانند پڑ گئے تھے۔ لیکن مکمل طور پر ابھی ٹھیک نہیں ہوئے تھے۔ اسکے باوجود وہ گھر جا رہی تھی۔۔۔

ارمان شاہ کا سرد انداز دیکھتے ہوئے مائرہ کا دل اندر رہی اندر زخمی ہو رہا تھا۔ اسکی نیلی آنکھیں بھیگنا شروع ہوئیں پھر بھیگتی ہی چلی گئی۔ جب چاہنے والا شخص اچانک اتنی بے رخی اختیار کر لے۔ تو پھر ہی انسان کو اسکی چاہت کی قدر ہوتی ہے۔ جیسے اب مائرہ کو اسکی محبت کی قدر ہو رہی تھی۔ لیکن شاید اب بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔

گاڑی آکر رکی تو ارمان شاہ بنا اس پر نظر ڈالے گاڑی سے نکل گیا۔مائرہ شاہ تکلیف سے اسے جاتا دیکھتی رہ گئی تھی۔اسکے پاؤں کی موچ ابھی اتنی ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔کہ وہ نارمل چل پاتی۔لیکن ارمان شاہ اسے وہیں اکیلا چھوڑے اوپر جا چکا تھا۔۔

واپس آتے آتے پانچ بج گئے تھے۔وہ بامشکل اپنے آنسو پینے کی کوشش کر رہی تھی۔لیکن اسکا دل اب تکلیف سے بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

نجانے کیوں وہ چیخنا چاہ رہی تھی۔اپنے اندر کی تکلیف باہر نکالنا چاہتی تھی۔لیکن نہیں کر پا رہی تھی۔ارمان شاہ کے الفاظ بار بار یاد آتے اسکا دل بند کر رہے تھے۔۔۔

تم میرے دل سے اتر چکی ہو مائرہ شاہ۔۔۔!یہ صرف الفاظ نہیں تھے۔بلکہ ان الفاظ کی گونج سے مائرہ شاہ کو ابھی بھی اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔وہ اپنے چکراتے سر کو تھام کر ہمت کرتے گاڑی سے نکلی۔یہ سوچیں تو پچھلے کتنے دنوں سے اسکا سکون حرام کیے ہوئے تھیں۔۔لیکن وہ ان سے پیچھا نہیں چھڑا کا رہی تھی۔کیونکہ ارمان شاہ بے رحم ہو چکا تھا۔۔۔

گاڑی سے نکل کر وہ دیوار کا سہارا لے کر سیڑھیاں چڑھنا شروع ہوئی تو پہلی سیڑھی پر پاؤں رکھتے ہی اسکے وجود میں درد کی لہر دوڑ گئی۔۔

اپنے درد کو نظر انداز کرتے ہوئے مائرہ نے کوشش کرتے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھا۔ڈاکٹر نے ابھی اسے پاؤں پر وزن ڈالنے سے منع کیا تھا۔لیکن یہاں اس سنگدل کی بے حسی کی وجہ سے اسے خود اوپر جانا پڑ رہا تھا۔

تین چار سیڑھیاں چڑھنے کے بعد مائرہ شاہ کی بس ہوئی تو وہ ایک دم سے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔

عالم شاہ جو اسے لینے کے لیے نیچے آ رہا تھا۔۔ کہ مائرہ کو یوں روتے دیکھ کر وہ تیزی سے نیچے آیا۔۔

میرو۔۔!! میرا بچہ کیا ہوا۔۔!! عالم شاہ نے پریشان ہوتے اسے پکارا تو وہ چونک کر سر اٹھا گئی۔۔

کیوں رو رہی ہو ایسے بچے۔۔!! عالم شاہ نے اسے تھام کر فکر سے پوچھا تھا۔۔ وہ اسے یوں روتے دیکھ کر حقیقتاً پریشان ہو رہا تھا۔۔

مم۔۔ مجھ سے۔۔۔ چلا نہیں جا رہا۔۔۔ بھیا۔۔۔!! پاؤں میں درد ہو رہی۔۔۔! آنسو پونچھتے ہوئے وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر بچوں کی طرح پھر رو دی تھی۔ عالم شاہ بے چین ہو گیا تھا۔۔

شش۔۔۔! بھیا کی جان۔۔! ایسے نہیں روتے۔۔ میں آگیا ہوں نا اپنے بچے کو لینے۔۔۔! خود کیوں آ رہی تھی میری جان۔۔۔! میں تمہیں لینے کے لیے ہی تو نیچے آ رہا تھا۔۔۔!

اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے عالم شاہ نے بے اختیار اسے اپنے حصار میں لے کر اسکا سر چوما۔۔۔! جتنی بے بسی سے وہ رو رہی تھی۔۔ نجانے کیوں عالم شاہ کا دل کٹ گیا تھا۔۔ دل ہی دل میں اسے ارمان شاہ پر جلال آیا۔

جو منہ اٹھا کر خود تو اوپر پہنچ گیا تھا۔ لیکن اسے یہاں چھوڑ گیا۔ اوپر پہنچنے کے بعد مائرہ کو نیچے سے لانے کا حکم دے کر وہ سیدھا کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔

اسکے اس حکم پر پہلے تو سب حیران ہوئے لیکن پھر عالم شاہ، مائرہ کو دیکھنے کا کہہ کر وہاں سے نکل آیا۔ اور یہاں اسے وہ روتی ہوئی ملی تھی۔

اسکے علاوہ یہ بھی یہاں آکر اسے پتہ چل رہا تھا۔ کہ اسکی بہن کے پاؤں میں موچ آئی ہوئی ہے۔ جبکہ جو منہ اٹھا کر پہلے اوپر پہنچا تھا۔ اس نے کچھ بھی اس بارے میں انکو نہیں بتایا تھا۔

ایسے نہیں رو میرو۔۔۔! مجھے تکلیف ہو رہی ہے بچے۔۔۔!! مائرہ شاہ کی آنکھوں کی تکلیف عالم شاہ کو چھبنے لگی تو وہ بے بسی سے گویا ہوا۔۔۔

بھیا۔۔ وہ مجھے یہاں۔۔ اکیلا چھوڑ کر خود چلا گیا۔۔۔!! نہ چاہتے ہوئے بھی اسکی زبان سے شکوہ پھسلا تو عالم شاہ کو پہلے سے بھی زیادہ غصہ آنے لگا۔۔ لیکن ارمان شاہ کے اس عمل پر وہ دل ہی دل میں حیرانی کا شکار ضرور ہو رہا تھا۔ ارمان شاہ اپنی میرو کو یوں اس حال میں چھوڑ کر جائے۔۔۔!! ممکن ہی نہیں تھا۔۔۔ شاید انکے بیچ کچھ ہوا تھا۔۔

چپ بالکل چپ۔۔۔! بھیا کی بہادر جان ایسے تھوڑی نہ روتی ہے۔۔۔! اور تم فکر میں کرو۔۔! اس گدھے کی کلاس تو میں اوپر جا کر فرصت سے لیتا ہوں۔۔۔! اسے پیار سے پچکارتے ہوئے عالم شاہ اسے سہارا دے کر اوپر لے جانے لگا۔۔۔!!!

اچانک دروازہ ناک ہوا تو اپنے کام میں مگن ہاشم شاہ متوجہ ہوا۔ کہ تبھی باہر سے مالا شاہ کی آواز آئی۔۔۔

چاچو میں اندر آجاؤ۔۔۔!! مالا شاہ کی معصومیت بھری آواز سن کر ہاشم شاہ مسکرائے بنا نہ رہ سکا تھا۔۔ بے شک وہ اسکا معصوم اور سادگی بھرا بچہ تھا۔۔

یس کم آن۔۔۔! ہاشم شاہ نے لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتے ہوئے مسکرا کر اسے جواب دیا۔ اسکی اجازت پر اگلے ہی پل مالا شاہ اندر آگئی تھی۔۔

نیلے رنگ کے ڈھیلے ڈھالے نائٹ سوٹ میں چہرے پر چمکتی ہوئی مسکان سجائے وہ چلتے ہوئے ہاشم شاہ کے قریب آکر بیٹھ گئی۔۔

مجھے آپ سے ایک اجازت لینا تھی۔۔۔! انگلی کی مدد سے چشمے کو پیچھے کرتے ہوئے مالا شاہ نے جلدی سے بات شروع کی۔۔ہاشم شاہ اسکی طرف بھرپور متوجہ تھا۔اس نے سر ہلاتے ہوئے مالا کو مزید بولنے کا اشارہ کیا۔۔وہ سمجھ رہا تھا۔کہ کسی ضروری کام کی وجہ سے وہ اس وقت آئی ہے۔

ہونے والی ہے۔۔۔!! کچھ کنفیوز اور پرجوش Exhibition چاچو۔۔۔!! مجھے دبئی جانا ہے۔۔!! میری ہوتے اس نے اگلی بات بتائی تو ہاشم شاہ کو بے ساختہ ہنسی آگئی۔اسکے حویلی کے باقی انسان ہاشم شاہ کے علم میں لائے بنا ہنگامہ پر ہنگامہ کر رہے تھے۔

اور یہاں اسکا یہ معصوم بچہ بچپن کی طرح آج بھی اپنے ہر چھوٹے بڑے کام کے لیے اسکی اجازت لینے آجاتا تھا۔۔ہاشم شاہ کو بے اختیار اس پر پیار آنے لگا۔۔

جانا چاہتی ہو۔۔؟ہاشم شاہ نے سنجیدہ سے انداز میں پہلے اسکی مرضی جاننا چاہی۔۔۔مالا نے جواب کے طور پر ہاں میں ہولے سے سر ہلا دیا۔۔

سب تیاری کر لی۔۔۔؟ہاشم شاہ نے دوسرا سوال کیا۔مالا نے اس بار بھی بچوں کی طرح جلدی سے ہاں میں تیزی سے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔

چاچو کی کیوٹ جان پھر سوچ کیا رہی ہو۔۔۔؟ جانے کی تیاری پکڑو۔۔! اسکا معصوم انداز دیکھ کر ہاشم شاہ بلا آخر ہنس پڑا۔۔

سچی چاچو۔۔۔!! مالا کو ایک لمحے کے لیے یقین نہیں آیا تھا۔۔

ہنڈرڈ اینڈ ٹین پرسنٹ سچی میرا بچہ۔۔۔! اسکا گال کھینچتے ہوئے ہاشم شاہ پھر بولا۔ تا کہ اسے یقین آ جائے۔۔

آئی لو یو چاچو۔۔۔!! مالا شاہ خوشی سے بے قابو ہوتے تیزی سے ہاشم شاہ کے سینے سے لگی تو وہ ہنستے ہوئے اسکا ماتھا چوم گیا۔۔۔

پر چاچو میں جاؤں گی کیسے۔۔۔؟ میں اکیلی تو کبھی کہیں گئی ہی نہیں۔۔۔؟ مالا کو اچانک یاد آیا تو وہ پیچھے ہٹتے ہوئے اپنا سب سے بڑا مسئلہ بیان کرنے لگی۔۔

یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں بچے۔۔! میں زیام کو کہہ دوں گا۔ وہ سب دیکھ لے گا۔ اور تمہارے ساتھ چلا بھی جائے گا۔ بس جانے سے دو تین دن پہلے انفارم کر دینا۔۔!! ٹھیک ہے۔۔۔؟

ہاشم شاہ نے چٹکیوں میں اسکے مسلے کا حل پیش کیا تھا۔ مالا شاہ اب سچ میں بے فکر ہوتے پر سکون سی ہو گئی۔ اور پھر اسکی نہ رکنے والی باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔۔۔

سب فکروں سے آزاد ہونے کے بعد اس نے اپنے چاچو کے ساتھ اپنا تیار کردہ پراجیکٹ ڈسکس کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور ہاشم شاہ بھی بھرپور توجہ کے ساتھ اسے سنتے ہوئے جواب دینے لگا۔۔

شرجینا اپنے کمرے میں سکون سے سو رہی تھی۔ چونکہ اسکے ایگزام ختم ہو چکے تھے۔ اس لئے آج سے اسکی چھٹیاں شروع ہو گئی تھیں۔ جبکہ روقاش کو چھٹیاں نہیں تھیں۔ وہ آج بھی کالج گئی ہوئی تھی۔

اسکی چھٹی ہونے کی وجہ سے عالم شاہ نے آج صبح اسے نہیں جگایا تھا۔ بلکہ تیار ہو کر وہ آفس بھی جا چکا تھا۔اور شرجینا سوتی رہی تھی۔روز صبح اٹھتے ہوئے وہ ٹیڑھے میڑھے منہ بناتی رہتی تھی۔ یہ ہی وجہ تھی۔ جو عالم شاہ نے اسکی نیند ڈسٹرب نہیں کی۔اور اب جا کر وہ سکون سے بارہ بجے اٹھی تھی۔۔

شرجینا کی آنکھ کھلی تو وہ انگڑائی لیتے ہوئے کروٹ بدل گئی۔ سستی کے مارے اس نے پھر آنکھیں بند کر لی تھیں۔ لیکن جب مزید لیٹ نہیں پائی تو آخر کار اٹھتے ہوئے بیڈ سے نیچے اتری۔

بدن کو اچھی طرح اکڑانے کے بعد وہ فریش ہونے کے لیے باتھروم کی طرف چلی گئی تھی۔ آج کا پورا دن اسکا مستی کرنے کا ارادہ تھا۔

اس لئے جلدی سے شاور لے کر چینج کرنے کے بعد وہ پرجوش انداز میں بالکل فریش مسکراتے ہوئے کمرے سے نکلی۔۔ لیکن حویلی میں ایک خاموشی سی چھائی ہوئی تھی۔ جس کا مطلب تھا۔۔ کہ سب اپنے اپنے کام پر گئے ہوئے ہیں۔۔ ملازموں کو کام میں مصروف دیکھ کر وہ کچن کی طرف بڑھی۔۔۔

میرا ناشتہ بنادیں پلیز جلدی سے۔۔! ملازمہ کو ناشتے کا کہہ کر خود وہ ٹی وی لگا کر بیٹھ گئی۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک ملازمہ ناشتہ بنا کر لائی تو شرجینا نے شکریہ کہتے ہوئے ٹرے تھام لی۔۔ ساتھ ساتھ وہ ٹی دیکھ رہی تھی۔ لیکن ناشتہ شروع کرتے ہی اسکا دماغ گھوڑے دوڑانا شروع ہو گیا تھا۔۔ کہ آج وہ نیا کیا کرے۔۔

اچانک اسے اپنی نئی بائیک یاد آئی تو شرجینا کی سبز آنکھیں روشن ہوتی چلی گئی تھیں۔۔ جلدی جلدی ناشتے ختم کرنے کے بعد وہ ٹی وی بند کر اوپر پھر کمرے کی طرف بھاگ گئی۔ تاکہ چینج کر کے اپنی نئی بائیک پر رائڈ کے لیے جا سکے۔۔۔

ناول سن سائیاں

مالا شاہ سر کو پکڑے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ مسلسل کام کرنے کی وجہ سے اسکے سر میں درد ہونے لگا تھا۔ exhibition کے دن قریب آ رہے تھے۔ ویسے ویسے وہ مسلسل کئی کئی گھنٹے کام میں جیسے جیسے اسکی مصروف رہنے لگی تھی۔

کیونکہ وہ کسی بھی طرح ہارنا نہیں چاہتی تھی۔ فیشن ڈیزائننگ اسکا بس کام نہیں۔۔ بلکہ جنون تھا۔ اور اپنے جنون کو وہ آسمان کی بلندیوں پر پہنچا کر ہی دم لینے والی تھی۔۔

مالا نیچے آئی تو لاونج کو خالی دیکھ کر اسے زرا تعجب ہوا۔۔

سب کہاں گئے ہیں۔۔۔؟ ملازموں میں سے بھی کسی کو نا پا کر وہ حیران ہوئی۔

داجان سے پوچھتی ہوں۔۔۔!! اعظم شاہ کے کمرے کی طرف جانے لگی۔ کہ بے اختیار گھڑی پر وقت دیکھ کر رک گئی۔۔

وہ تو اس وقت سو رہے ہوں گئے۔۔۔!! گھڑی پر چار بجتے دیکھ کر اسے وقت کا احساس ہوا تو بعد میں پوچھنے کا سوچ کر وہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔ لیکن کچن بھی خالی تھی۔

حیرت ہے۔۔۔! سب کہاں چلے گئے ہیں۔۔!! کچن کو بھی خالی دیکھ کر وہ بڑبڑاتے ہوئے کافی بنانے کا سامان نکالنے لگی۔۔

مالا نے اپنی گلاسسز اتار کر شیلف پر رکھ دیں تھیں۔ مسلسل گلاسسز یوز کرنے سے اسکے ناک کی ہڈی دکھ رہی تھی۔۔ گلاسسز اتارنے کے بعد وہ کافی بنانا شروع ہو گئی۔۔۔ کچن میں اسے ابھی پانچ منٹ ہی گزرے تھے۔ جب اچانک کھڑکی سے باہر اسکی نظر اٹھی۔۔۔

یہ باہر کون ہے۔۔۔؟؟لان کا دھندلا سا منظر اسے نظر آرہا تھا۔جہاں شرجینا اپنا رائڈ والا کاسٹیوم پہنے ٹائیگر کے ساتھ بائیک ریس لگا رہی تھی۔۔لیکن مالا شاہ کو کچھ کلئیر نظر نہیں آرہا تھا۔

شرجینا کی ہنسی کی آواز سنتے ہوئے مالا نے فوراً گلاسسز پہنے تو منظر صاف ہوتا چلا گیا۔۔شرجینا کو ٹائیگر کے ساتھ کھیلتے دیکھ کر مالا کے ہونٹوں کو بے اختیار مسکراہٹ نے چھو لیا۔۔

بے شک یہ کام صرف لاڈو ہی کر سکتی ہے۔۔۔!ویسے یہ جاگی کب ہے۔۔؟میں تو سوچ رہی تھی۔کہ آج سارا دن شاید سوتے ہوئے ہی گزار دے۔۔۔!شرجینا کی ہمت کو سلام کرتے مالا خود سے باتیں کرنے لگی۔

شرجینا کو وہ جب بھی ٹائیگر کے ساتھ یوں کھیلتے ہوئے دیکھتی تھیں۔تو ایسے ہی متاثر ہوتی تھیں۔کیونکہ اتنی ہمت ان میں تھی۔ ابھی تک انکو ٹائیگر سے خوف محسوس ہوتا تھا۔۔۔

کام کرتے ہوئے مالا کی توجہ اب مکمل طور پر شرجینا اور ٹائیگر کی طرف تھی۔شرجینا کا کاسٹیوم دیکھ کر وہ ہنسنے لگی۔اپنی پنک ہیوی بائیک پر بیٹھی وہ بالکل کوئی چھوٹی سی ریسر لگ رہی تھی۔جبکہ ٹائیگر اسکی بائیک کے

ساتھ ساتھ دوڑ رہا تھا۔ٹائیگر کا پنجرہ چونکہ پچھلے حصے میں تھا۔تو دن بھر وہ وہیں پر رہتا تھا۔لیکن آج شر جینا کے گھر پر ہونے کی وجہ سے وہ اس حصے میں نظر آ رہا تھا۔یقیناً شر جینا ہی اسے یہاں پر لائی ہو گی۔۔

کافی کا پہلا سیپ لیتے ہوئے مالا فرصت سے انکا کھیل دیکھنا شروع ہو گئی۔اسکے چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ رقصاں تھی۔شاید یہ منظر اسکے دماغ کو سکون بخش رہا تھا۔۔ابھی وہ انکی سوچوں میں گم تھی۔

جب اچانک شر جینا اپنی بائیک کو ریس دیتے ہوئے پیچھے کی طرف چلی گئی۔ٹائیگر بھی اسکے ہم قدم ہوا۔

انکو پیچھے کی طرف جاتے دیکھ کر مالا بھی باہر نکل کر انکی تقلید میں بڑھی۔۔ویسے بھی ہوا سی چل رہی تھی۔وہ باہر بیٹھ کر اب صحیح طرح انکی مستی دیکھ سکتی تھی۔ ایسے اسکی بریک بھی اچھی طرح گزر جاتی۔۔

مالا خود سے اندازے لگاتے ہوئے تیزی سے پیچھے کی طرف آئی تو شر جینا کو پچھلا گیٹ کھولتے دیکھ کر وہ فوراً الرٹ ہو گئی۔۔

یااللہ یہ کہیں اپنی سواری لے کر باہر تو نہیں جانے والی۔۔۔! مالا کو خدشہ لاحق ہوا۔اور اسکا خدشہ بالکل صحیح ثابت ہوا تھا۔کیونکہ گیٹ کھولتے ہی شرجینا ہوا کے جھونکے کی طرح باہر نکل گئی تھی۔۔

لاڈو نو۔۔۔!! وہ اسے روکنے کا سوچتی۔جب شرجینا اپنی ہیوی بائیک کی سپیڈ تیز کرتے ہوئے ایک دم سے اسکی نظروں سے اوجھل بھی ہو گئی تھی۔

مالا شاہ کے ساتھ ساتھ ٹائیگر نے بھی غراتے ہوئے اسے روکنے کی کوشش کی تھی۔لیکن شرجینا ان دونوں کی سنے بنا جا چکی تھی۔ٹائیگر کو چونکہ یہاں سے باہر جانے کی اجازت نہیں تھی۔تو وہ وہیں پر رک کر دھاڑتے ہوئے گھر والوں کو بلانے کی کوشش کرنے لگا۔۔شاید شرجینا کے یوں نکلنے پر اسے بھی فکر ہو رہی تھی۔

ٹائیگر کی نظر اچانک مالا شاہ پر پڑی۔تو وہیں رک کر غراتے ہوئے اسے متوجہ کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اور بار بار گیٹ کی طرف اشارے کرنا شروع ہو گیا۔۔

ٹائیگر تم پنجرے میں جاؤ۔۔۔!! میں کسی کو بلاتی اسکے پیچھے جانے کے لئے۔۔۔!! ہمت کرتے ہوئے مالا شاہ نے آگے بڑھ کر اسے کہا تو ٹائیگر سمجھ کر فوراً اچھا بچہ بنتے ہوئے اپنے پنجرے کی طرف چلا گیا۔اسکے دور ہوتے ہی مالا نے آگے بڑھ کر پہلے گیٹ بند کیا تھا۔

یہ لڑکی کہاں نکل گئی ہے۔!! گھر پر تو کوئی ہے ہی نہیں۔۔۔! میں کس کو بتاؤں۔۔۔! دانتوں تلے انگلی دبائے وہ سوچ و بچار میں الجھنے لگی تھی۔۔

میرو آپی کو جا کر بتاتی ہوں۔۔۔! نہیں یار انکی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔! خوامخواہ میں پریشان ہو جائیں گئیں۔۔۔! مائرہ شاہ کو بتانے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے وہ مجبوراً وہیں پر بیٹھ کر اسکے لوٹنے کا انتظار کرنے لگی۔۔اس امید پر کہ شاید وہ دس پندرہ منٹ تک واپس آجائے۔۔۔

ہم یہاں پر کیوں آئے ہیں۔۔۔؟ اربیلا نے آس پاس نظریں دہرا کر بے ساختہ پوچھا۔

شاپنگ کے لیے۔۔۔! حابیل شاہ نے اسکی طرف چہرہ موڑتے ہوئے محبت سے جواب دیا تھا۔ سرخ لباس پر سفید چادر لئے اربیلا شاہ نے اپنی وائلٹ آنکھوں کی خوبصورتی سے پل بھر میں اپنے شوہر کو خود میں الجھا دیا تھا۔

وہ پلکیں جھپکائے بنا اسکے خوبصورت چہرے کو تکنا شروع ہوا تو پھر تکتا ہی چلا گیا۔۔اسکی نظروں کی تپش پر وہ بے ساختہ گلابی ہونے لگی۔۔۔

حابیل اگر آپ نے مجھے گھورنا بند نہیں کیا تو میں ناراض ہو جاؤ گی۔۔! اسکی نظروں پر گھبراہٹ اور روہانسے پن کے ملے جلے احساس سے وہ دھمکاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

یہ تو بہت غلط بات ہے جانِ حابیل۔۔۔! اسکی دھمکی پر وہ گھمبیر لہجے میں شکایتی انداز میں بولا تھا۔ اربیلا شاہ نے کھلکھلا کر بے نیازی سے کندھے اچکاتے ہوئے اسکا چہرہ دوسری طرف موڑا تو حابیل شاہ کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔

آجاؤ پہلے تمہیں شاپنگ کرواتا ہوں۔۔! پھر گھر جاکر تمہارا بندوبست کروں گا۔۔!! واپس سے چہرہ موڑتے ہوئے حابیل شاہ نے اچانک قریب ہوتے اسکے نرم لبوں کو ہونٹوں سے چھوا تو اربیلا بری طرح سٹپٹائی۔۔۔

کچھ شرم کریں کوئی دیکھ لے گا۔۔!! اربیلا نے بے ساختہ اسے جگہ کا احساس دلایا۔انکی گاڑی شاپنگ مال کی پارکنگ میں کھڑی تھی۔اسے اکیڈمی سے پک کرنے کے بعد وہ اسے یہاں شاپنگ کروانے کے لیے لے کر آیا تھا۔ اپنی بیوی کو شرم سے لال ہوتے دیکھ کر وہ ہنستے ہوئے گاڑی سے نیچے اترا۔۔

آج کی مصروف دنیا میں کوئی کسی کو نہیں دیکھتا جانِ من۔۔!! اسکی سائیڈ کا دروازہ کھولتے ہوئے حابیل شاہ نے بے ساختہ اپنا ہاتھ بڑھایا۔۔

ہمشیہ کی طرح اتنی محبت و عزت پانے پر اربیلا شاہ کی وائلٹ آنکھیں نم ہونے لگی تو وہ دھڑکتے دل کے ساتھ چہرہ پوری طرح چھپانے کے بعد اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں تھما گئی۔

حابیل شاہ کی چوڑی ہتھیلی نے اسکا ہاتھ خود میں قید کیا تو اپنے ہاتھ پر محسوس ہونے والا پر حدت لمس اربیلا شاہ کو دنیا کا سب سے خوبصورت ترین احساس محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔

ایک گھنٹے سے اوپر کا وقت ہو چکا تھا۔ پر شر جینا ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔ آفس سے سب واپس آ چکے تھے۔

عالم شاہ نے آتے ہی سب سے پہلے شر جینا کے بارے میں پوچھا تو مالا نے بہانہ کرتے ہوئے بتایا کہ وہ پچھلے لان میں ٹائیگر کے ساتھ ہے۔ اسکے جواب میں عالم شاہ وہی جانے لگا۔ کہ بے ساختہ ہاشم شاہ نے اسے پہلے فریش ہونے کا کہا۔

جس پر مالا شاہ نے کچھ سکھ کا سانس لیا تھا۔۔ وہ لان میں بیٹھ کر آئی تھی۔۔ پر شر جینا نجانے کہاں نکل گئی تھی۔ ٹائیگر بھی بار بار گیٹ کے پاس چکر لگا تا رہا تھا۔۔

مالا کیا ہوا بچے۔۔۔؟ ایسے گھبرائی ہوئی کیوں لگ رہی ہو۔۔۔؟ ہاشم شاہ فریش ہو کر نیچے آیا تو بے ساختہ پوچھ گیا۔ وہ جب سے آیا تھا۔۔ تب سے دیکھ رہا تھا۔۔ کہ مالا کا دھیان مسلسل باہر کی طرف ہے۔

ہاں نا میں بھی کب سے نوٹ کر رہی ہوں۔۔۔! روقاش بھی ٹرے ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہنے لگی تھی۔۔

چاچو۔۔۔وہ لاڈو۔۔!!مالا مزید چھپا نہ سکی۔اس لئے پریشان ہوتے کہنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

کیا لاڈو۔۔۔!سب ٹھیک ہے نا مالا۔۔۔!!روقاش کو ایک دم سے فکر ہوئی۔۔۔ہاشم شاہ بھی متوجہ ہو گیا تھا
۔۔

چاچی۔۔۔!وہ ایک گھنٹے پہلے کی نکلی ہوئی ہے ابھی تک واپس نہیں آئی ہے۔۔۔؟مالا بتانا شروع ہوئی۔۔۔

کہاں نکلی ہے۔۔۔؟مالا بچے ٹھیک سے بتاؤ کیا ہوا ہے۔۔۔؟لاڈو کہاں ہے۔۔؟ہاشم شاہ نے ایک ساتھ کئی سوال کیے۔۔کیونکہ مالا کی ادھوری بات انہیں بالکل بھی کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔۔لمبا سانس خارج کرتے ہوئے مالا شاہ تیزی سے انکو ساری بات بتاتے چلی گئی۔

کہ کیسے پہلے وہ ٹائیگر کے ساتھ بائیک پر بیٹھی ریس لگا رہی تھی۔اور پھر اچانک پچھلا گیٹ کھول کر وہاں سے بائیک پر اکیلی نکل گئی۔اور سوا گھنٹہ گزر جانے کے باوجود وہ ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔

عالم شاہ جو تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آرہا تھا۔کہ بے اختیار ساری بات سنتے ہوئے اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔۔

میں نے بکواس بھی کی تھی ان سالوں سے۔۔۔!کہ وہ منحوس گاڑی تحفے میں مت دو میری بیوی کو۔۔۔! ساری بات جان کر پیچھے کھڑا عالم شاہ ایک دم سے گرجا تو وہ سب چونکتے ہوئے اسکی طرف متوجہ ہو گئے۔۔

عالم۔۔۔!ریلیکس۔۔۔!یہیں کہیں گئی ہو گی۔۔۔!روقاش نے فوراً اسے ٹھنڈا کرنا چاہا۔جبکہ دل ہی دل میں تو وہ خود بھی فکرمند ہو گئی تھی۔۔کیونکہ باہر اندھیرا چھا رہا تھا۔۔۔

مالا فوراً زیام اور ارمغان کو کال کر کے ڈیرے سے گھر بلاؤ۔۔۔!عالم شاہ کو اشارے سے چپ رہنے کا کہتے ہوئے ہاشم شاہ نے مالا کو حکم دیا تو وہ تیزی کال ملانے لگی۔۔

یار بڈی یہ کیا ہے۔۔۔! جانتے باوجود بھی کہ میری بیوی آفت کی پر کالا ہے۔۔ پھر بھی ان خبیثوں نے پہلے اسے بائیک چلانا سیکھایا اور اب بائیک تھما دی ہے۔۔ کہ جاؤ جا کر پورے شہر کو تباہ کرو۔۔۔! عالم شاہ جلے کٹے لہجے میں کچھ بھی بولتے ہوئے صوفے پر بیٹھا تھا۔ اسکے الفاظ پر روقاش کو ہنسی آگئی۔۔ عالم شاہ اسی دن سے ڈرتا تھا۔۔۔

شانت ہو جاؤ عالم۔۔۔! وہ دونوں اتنے پاگل نہیں ہیں۔ جو انہوں نے بنا کوئی بندوبست کیے شرجینا کو بائیک دی ہو۔۔! تمہاری بیوی ہے۔ تو انکی بھی چھوٹی بہن ہے۔ وہ بھی اچھے سے اپنی چھوٹی آفت کو جانتے ہیں۔۔۔! اس لئے کچھ نا کچھ بندوبست کر کے ہی یہ رسک لیا ہو گا۔۔! آخر کار انہیں بھی تو اپنی جان پیاری ہے۔۔۔!

عالم شاہ کو غصے سے بے قابو ہوتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے بے ساختہ اسے تسلی دی۔ اور ساتھ ہی وہ سب زیام اور ارمغان کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔۔۔

سڑک پر بائیک ہوا کی طرح اڑتی ہوئی جا رہی تھیں۔ زیام شاہ اور ارمغان شاہ کو جیسے ہی پتہ لگا تھا۔ کہ انکی گلابی فتنی اپنا اڑن کھٹولا لے کر نکلی ہوئی ہے۔

اسکی لوکیشن ٹریس کرتے ہوئے وہ عالم شاہ کا سامنا کیے بنا چپکے سے اپنی بائیک لے کر نکل آئے تھے۔ہاشم شاہ کا اندازہ بالکل ٹھیک تھا۔ کیونکہ ہاشم شاہ کے مطابق زیام اور ارمغان شاہ کو اپنی بہن کا اچھے سے اندازہ تھا۔

اس لئے انہوں نے بائیک میں پہلے ہی چیپ لگوادی تھی۔تاکہ شرجینا بنا بتائے اگر کہیں بھی نکلے۔تو اسکو فوراٹریس کرلیا جائے۔ورنہ دوسری صورت میں انہیں اپنی جان بھی گنوانی پڑ سکتی تھی۔جو انہیں اس بڑھتی جوانی میں کسی صورت بھی منظور نہیں تھا۔۔۔

موبائل پر نظر آنے والی لوکیشن پر نظر ڈال کر زیام شاہ نے اچانک بائیک آہستہ کرلی۔بائیک آہستہ ہوتے ہی ارمغان شاہ اسکے برابر آگیا تھا۔۔

ہیلمٹ کے اندر سے آپس میں نظروں کا تبادلہ کرتے ہوئے انہوں نے بے اختیار سامنے دیکھا تو گلابی رنگ کا ایک چھوٹا سا بائیک رائیڈر دور سے ہی نظر آرہا تھا۔

اور یہ بائیک رائڈر کوئی اور نہیں بلکہ عالم شاہ کی "جیا" تو زیام شاہ اور ارمغان شاہ کی "گلابی فتنی" تھی۔

چہرے کو گلابی ہیلمٹ کے پیچھے چھپائے شر جینا نے مخصوص بائیکس کی آواز سنی تو کھکھلا کر ریس دیتے ہوئے اچانک بائیک کو تیز کر گئی۔۔

اسکو بھاگتے دیکھ کر انہوں نے بھی فورا بوکھلا کر سپیڈ تیز کی تھی۔

یہ کیوں ہمیں سولی پر لٹکانا چاہ رہی ہے۔۔۔؟ زیام شاہ نے چلاتے ہوئے ارمغان سے کہا تھا۔

سپیڈ تیز کرو زیام۔۔۔! شر جینا کو بھاگنے کی تیاری پکڑتے دیکھ کر ارمغان نے مسکرا کر چلاتے ہوئے اسے حکم دیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے سڑک پر طوفان سا آگیا تھا۔ شر جینا ہنسی دبا کر خطرناک کٹ لیتے ہوئے اڑتے ہوئے جا رہی تھی۔ تو وہ دونوں اسکا پیچھا کرتے ہوئے اسے پکڑنے کی کوشش میں تھے۔۔

گلابی فتنی۔۔۔!! دس ہزار دوں گا۔۔۔!! ابھی بائیک روکو۔۔۔! زیام نے اچانک چلاتے ہوئے اسے لالچ دیا۔ اسکی آفر سن کر ہوا میں ارمغان شاہ کا قہقہ گونجنے لگا تھا۔۔۔

شر جینا شاہ اتنی سستی نہیں ہے۔۔۔؟ جوابا وہ بھی چلا کر بولی تھی۔ مطلب آفر نے تھوڑا بہت اثر ڈالا تھا۔۔۔

دس ہزار ارمغان سے لے لینا۔۔۔!!زیام نے ہیلمٹ اوپر کرتے ہوئے پھر چلا کر آفر میں تھوڑا سا اضافہ کیا۔۔! جس کے باعث ارمغان شاہ اسے تیزی سے گھوریوں سے نوازنا شروع ہو گیا تھا۔

کمینے انسان میں نے کب کہا تھا آفر کرنے کو۔۔۔؟ارمغان شاہ تیز آواز میں بولتے ہوئے انکار کیا۔۔ جیسے اپنے پیسے شامل کرنے سے انکاری ہو۔۔۔

اگر تمہارے تھوڑے سے پیسوں سے تمہاری چھوٹی بہن اور عالم شاہ کی "بیوی" کی جان بچ سکتی ہے۔ تو کیا مسئلہ ہو رہا ہے تمہیں۔۔۔!

عالم شاہ کا نام لے کر زیام نے اسے خبردار کرنا چاہا تھا۔ جبکہ شر جینا انکی بحث پر کھلکھلاتے ہوئے یک دم سپیڈ تیز کر گئی تھی۔۔

اسے بولو میری ساری جائیداد کا حصہ ہڑپ کر لے۔۔۔! لیکن خدا کے واسطے ابھی اپنے اس اڑن کھٹولے کو لے کر گھر چلے۔۔۔! اسے پھر سے بھاگتے دیکھ کر زیام شاہ اپنی دولت لٹانے کو بھی تیار ہو گیا تھا۔ دل ہی دل میں اسے عالم شاہ اور ہاشم شاہ کے جلال کی فکر ستائے جا رہی تھی۔ اگر وہ شر جینا کو یوں بائیک اڑاتے ہوئے دیکھ لیتے تو یقیناً آج انکی شہادت پکی تھی۔۔۔

یہ آفر مجھے پسند آئی ہے۔! گھر جا کر مکر مت جائیے گا بھیا۔۔! اچانک اپنی بائیک کو بریک لگا کر وہ نخرے سے حامی بھرتے ہوئے احسان جتانے والے انداز میں مڑتے ہوئے بولی تو اسے بائیک روکتے دیکھ کر زیام شاہ کی آنکھیں بڑی ہو گئیں۔۔ اسکے تاثرات دیکھ کر ارمغان شاہ کا قہقہ بلند ہوا تھا۔۔

لالچی کہیں کی۔۔۔! آنکھیں سکیڑ کر زیام شاہ سنانا شروع ہوا تو ارمغان شاہ نے بائیک سے نیچے اتر کر آگے بڑھ کر سب سے پہلے اپنی لاڈلی کا صدقہ اتارا تھا۔۔۔

شرم نہیں آئی گھر سے اکیلے نکلتے ہوئے۔۔۔؟ وہاں تمہارے وہ شوہر صاحب ہمیں زندہ جلانے پر تلے ہوئے ہیں۔۔۔! اگر کچھ ہو جاتا تو۔۔۔؟

بائیک اسکے قریب لا کر زیام شاہ نے شرم دلانے والے انداز میں سوال کیا۔

ایسے کیسے کچھ ہو جاتا۔۔۔!! میں اپنی گن ساتھ لائی ہوئی ہوں۔۔۔! بے فکری سے جواب دیتے ہوئے وہ اپنی گن نکال کر انکو دیکھانے لگی تو وہ دونوں بیک وقت سٹپٹا کر ایک دوسرے کو دیکھ گئے۔۔

بہن اسکو اندر رکھو۔۔!اور اب گھر کو چلو۔۔!سب ہمارا انتظار کر رہے ہونگے۔۔۔!اسکی گن واپس رکھتے ہوئے ارمغان شاہ تیزی سے دوبارہ بائیک پر بیٹھ گیا تھا۔اور اگلے ہی پل وہ تینوں بہن بھائی ایک دوسرے کے ساتھ ریس لگاتے ہوئے گھر کی طرف چل دیے تھے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک ہاتھ میں شاپنگ بیگز اٹھائے حابیل شاہ اربیلا کا ہاتھ تھامے پارکنگ میں آیا تھا۔انکی شاپنگ مکمل ہو چکی تھی۔اور اب وہ ڈنر کے لئے یہاں سے نکل رہے تھے۔

حابیل شاہ کی محبت بھری سرگوشیوں پر اربیلا شرمیلی مسکان سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔جب حابیل شاہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر سامان رکھنے لگا تھا۔

سارا سامان رکھتے ہوئے وہ ابھی مڑا ہی تھا۔کہ اچانک اسے اپنے نام کی پکار سنائی دی۔۔۔

حابیل۔۔۔!!اپنے نام پر چونکتے ہوئے حابیل شاہ سمیت اربیلا نے مڑ کر دیکھا تو سامنے ہی مس سفینہ حسرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔انکے ساتھ مومنہ بھی کھڑی تھی۔۔جو ماں کو بے اعتباری سے دیکھنے لگی تھی۔

مس سفینہ کو یہاں دیکھ کر حابیل شاہ جو کچھ نا سمجھی کا شکار ہو رہا تھا۔۔وہیں مس سفینہ کا چہرہ دیکھتے ہی اربیلا شاہ کا دماغ لمحے کے گیارہویں حصے میں گھوم چکا تھا۔بے اختیار اسے روقاش کی وہ ویڈیو یاد آنے لگی۔جس میں یہ عورت اسکے شوہر کے ساتھ محبت بھرے دعوے کر رہی تھی۔اور شادی کے لیے آفر بھی۔۔

مام چلیں یہاں سے۔!!مومنہ نے بروقت سخت لہجے میں کہتے ہوئے ماں کو وہاں سے لے جانا چاہا۔جو حابیل شاہ کو دیکھتے ہی سارا جہاں بھلا گئی تھیں۔

نہیں مومی۔۔۔!مجھے اپنے حابیل کو دیکھنا ہے۔۔۔!میں نے تمہیں بتایا تھا کہ وہ دنیا کا سب سے خوبصورت ترین مرد ہے۔۔!دیکھو آج اسے اپنی آنکھوں سے کیا ایسا نہیں ہے۔۔۔؟حابیل شاہ کو دیوانہ وار تکتے ہوئے وہ بیٹی کو بتا رہی تھیں۔جس کا انکی باتوں پر چہرہ سرخ پڑتا جا رہا تھا۔

آپ کیا بول رہی ہیں۔۔۔؟انکے الفاظ پر الجھن کا شکار حابیل شاہ کڑے لہجے میں پوچھنے لگا تھا۔اربیلا چلتے ہوئے اسکے ساتھ آکھڑی ہوئی تھی۔۔جبکہ مس سفینہ کو دیکھتے ہوئے اسکی وائلٹ آنکھوں میں سرخی اتر رہی تھی۔

مام میں کہہ رہی ہوں۔ کہ چلیں یہاں سے۔۔۔! مومنہ نے زبردستی کھینچتے ہوئے پھر انکو یہاں سے لے جانے کی کوشش کی۔۔۔ کہ تبھی مس سفینہ اپنا آپ چھڑواتے ہوئے حابیل شاہ کے قریب آ کھڑی ہوئی تھیں۔۔ جس پر مومنہ بے بسی سے ماں کے پاگل پن کو دیکھنے لگی۔۔۔

مجھ سے شادی کر لو حابیل۔۔۔! میں تمہارے بنا مر جاؤں گی۔۔۔! میں تمہیں اپنا سب کچھ دے دوں گی۔۔! بس ایک بار مجھے اپنا لو۔۔۔!! یہ تمہاری بیوی ہے کیا۔۔۔؟ اسکو طلاق دے کر مجھ سے شادی کر لو۔۔۔!!

مس سفینہ کے قریب آنے پر حابیل بروقت اربیلا کا ہاتھ تھام کر دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔ کہ تبھی مس سفینہ کے الفاظ سے حابیل شاہ کو اپنا خون کھولتا ہوا محسوس ہونے لگا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا جب اربیلا شاہ اپنا دائیں ہاتھ چھڑاتے ہوئے پوری قوت سے مس سفینہ کے منہ پر تماچہ مار گئی۔ اربیلا کے اس زوردار تھپڑ پر مس سفینہ کو جھٹکا لگا تو وہ بے اختیار نیچے گر گئیں۔۔ انکے گرنے پر مومنہ نے بھی بے حس ہوتے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ جب اسکی ماں کو اپنی عزت کا خود کوئی احساس نہیں تھا۔ تو وہ کیا ہی کر سکتی تھی۔۔ جبکہ حابیل شاہ اپنی بیوی کی عمل پر سٹل ہو چکا تھا۔۔

میں آج تک سوچتی تھی۔ کہ لاڈو خود سے بڑی اتنی بڑی عمر عورت پر آخر ہاتھ اٹھانے کو کیوں مجبور ہوئی تھی۔ لیکن آج تمہارا غلاظت بھرا وجود اور زبان دیکھنے کے بعد مجھے سمجھ آگیا ہے۔ کہ شرجینا شاہ نے تمہارا سر پھاڑ کر بالکل ٹھیک کیا تھا۔ کاش وہ تمہارا سر نہیں بلکہ زبان اور یہ گلا دونوں کاٹ دیتی۔۔ تاکہ تم جیسی نحوست سے آج میرا سامنا نہ ہوتا۔۔۔!

مس سفینہ کو آگ برساتی نظروں سے دیکھتے ہوئے اربیلا شاہ پھنکار رہی تھی۔ مس سفینہ کو آگ اگلتی نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ مزید کہنے لگی۔۔

"حابیل شاہ" صرف اربیلا شاہ کی ملکیت ہے۔۔۔! اور اس تھپڑ کو اپنے لئے وارننگ سے بھر کر سمجھنا۔۔۔! آج کے تم مجھے کہیں بھی میرے شوہر کا نام لیتی ہوئی نظر آئی تو اگلی بار تھپڑ نہیں بلکہ سیدھا گولی تمہارے اس گندے دماغ پر ماروں گی۔۔۔!!

چہرے سے چادر ہٹا کر زمین پر گری ہوئی مس سفینہ کی جانب زرا جھک کر وہ کاٹ دار نظروں سے دیکھتے غراتی چلی گئی تھی۔ شاید چادر ہٹا کر وہ اس پر اپنا چہرہ واضح کرنا چاہ رہی تھی۔ کہ وہ اربیلا شاہ کو بھولنے کی غلطی نہ کرے۔۔

اسکے خوبصورت چہرے اور آنکھوں کو دیکھتے ہوئے مس سفینہ کی زبان تالو سے چپک چکی تھی۔ لیکن اربیلا شاہ مڑتے ہوئے تیزی سے گاڑی میں جابیٹھی تھی۔ جبکہ حابیل شاہ اسکے حق جتاتے انداز اور الفاظ کے زیر اثر وہیں کھڑا رہ گیا تھا۔ ہوش آنے پر وہ بھی مڑتے ہوئے گاڑی میں بیٹھا تو مومنہ استہزایہ انداز میں سر جھٹکتے ہوئے ماں کی طرف بڑھی۔ جو ابھی تک زمین پر گری بیٹھی تھیں۔

حابیل شاہ کی جس قدر خوبصورت بیوی تھی۔۔ کوئی کافر ہی ہوتا جو ایسی خوبصورت بلا سے نظریں ہٹا کر دنیا کو دیکھتا۔ اور پھر وہ بھی ایسی عمر دراز عورت کو۔۔۔! مومنہ تو اربیلا شاہ کی خوبصورتی دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

بیلا میری جان۔۔۔! یار میرا اس میں کیا قصور ہے۔۔؟؟

اربیلا شاہ تیز قدم اٹھاتے ہوئے حویلی میں داخل ہوئی تھی۔ اسے پیچھے آتے ہوئے حابیل شاہ نے ایک بار پھر صفائی دینے کی کوشش کی تھی۔۔ جیسے وہ گاڑی میں اسے منانے کی کوشش کرتا آیا تھا۔

یار بات تو کرو مجھ سے۔۔۔!!اربیلا لاؤنج میں داخل ہوئی تو حابیل نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسکی کلائی پکڑ لی۔انکی آواز پر لاؤنج میں بیٹھے افراد متوجہ ہوتے مڑ کر انکی طرف دیکھنے لگے تھے۔۔

نہیں کرنی مجھے آپ سے کوئی بھی بات۔۔۔!!اپنی کلائی چھڑوا کر اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں حابیل کو جواب دیا تو سب چونک سے گئے۔حابیل شاہ نے دانتوں تلے لب کاٹتے ہوئے بے بسی سے اپنی بیوی کو دیکھا۔جو اس وقت مکمل طور پر غصے سے بھری ہوئی نظر آرہی تھی۔۔۔

اور خبردار اگر اب آپ نے مجھے روکنے کی یا بلانے کی کوشش کی تو۔۔۔! انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتے ہوئے وہ سب پر خفگی بھری نظر ڈال کر تیزی سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔اسے اوپر جاتے دیکھ کر حابیل شاہ گہرا سانس خارج کرتے ہوئے سب کی طرف چلا آیا۔۔

بھیا کیا ہوا ہے۔۔؟سب ٹھیک ہے نا۔۔؟بھابھی کیوں اتنے غصے میں ہیں۔۔۔؟مالا شاہ اٹھ کر بڑے بھائی کی طرف آتے ہوئے فکر مندی سے پوچھنے لگی کیونکہ یہ پہلی بار تھا۔جو وہ اربیلا کو اتنے غصے میں دیکھ رہے تھے۔۔

ان کے ہوتے ہوئے کچھ ٹھیک رہ سکتا ہے کیا۔۔۔!مالا کے سوال پر حابیل کے صبر نے جواب دیا تو وہ خلافِ توقع روقاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بگڑے موڈ میں بولا تھا۔۔

کیا ہے لمبو۔۔!میں نے کیا کیا ہے اب۔۔۔!سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر روقاش ایک دم سے گھبرا کر پوچھنے لگی تھی۔۔۔

یہ آپکا ہی پھیلایا ہوا ہے فساد ہے چچی صاحبہ۔۔۔!!آپ نے ہی میری بیوی کو اس بڑھی عورت کی ویڈیو بنا کر دیکھائی تھی نا۔۔۔!!حابیل شاہ دانت پیستے ہوئے روقاش کو قصوروار ٹھہرانے لگا تھا۔۔۔

کونسی ویڈیو۔۔۔؟روقاش نے ناسمجھی سے پوچھتے ہوئے سوچنے کی کوشش کی۔۔

اس بڑھی سفینہ والی ویڈیو کی بات کررہا ہوں میں۔۔!حابیل شاہ نے غصے سے ذکر کرتے ہوئے روقاش کو یاد دلانے کی کوشش کی۔جو روقاش کو فورا یاد بھی آگئی تھی۔۔۔

میں تو کسی کو کوئی ویڈیو نہیں دیکھائی۔۔۔!!یاد آتے ہی روقاش ہنسی دبا کر فورا انجان بن گئی تھی۔۔

یہ اپکی ہنسی صاف بتا رہی ہے۔۔ کہ جھوٹ بول کر آپ اس بات سے مکر نہیں سکتی ہیں۔۔! حابیل نے فورا اسکے مسکراتے تاثرات کو نشانہ بنایا تھا۔۔۔

کچھ بتاؤ گئے بھی کہ ہوا کیا ہے۔۔۔؟ کس ویڈیو کے بارے میں بحث ہو رہی ہے۔۔۔؟

ہاشم شاہ نے بیچ میں مداخلت کرتے ہوئے معاملہ جاننا چاہا تو حابیل شاہ اگلے ہی پل مال کی پارکنگ میں ہوا واقعہ بتانا شروع ہو گیا۔۔اور ساتھ ہی اس ویڈیو کا بھی ذکر کیا۔جو روقاش نے اربیلا کو دیکھائی تھی۔اور اسی ویڈیو کو یاد کرتے ہوئے اربیلا شاہ کا موڈ حد سے زیادہ بگڑا ہوا تھا۔ساری بات جاننے کے بعد لاؤنج میں سب سے پہلا قہقہ عالم شاہ کا گونجا تھا۔۔

ویسے بھائی اپکے ساتھ ہوئی تو بری ہی ہے۔۔۔! مطلب اتنے برے دن کہ ایک بزرگ عورت پرپوز کر رہی ہے۔۔۔!! زیام شاہ مصنوعی افسوس کا اظہار کرنے لگا۔جس کو سن کر عالم شاہ کا پھر قہقہ بلند ہوا تھا۔ حابیل شاہ کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورنے لگا تھا۔۔

آج تک تم نے مجھ سے جتنے بھی پنگے لیے ہیں۔۔! سب معاف کیے۔۔! حابیل شاہ کی بری حالت انجوائے کرتے ہوئے عالم شاہ دل بڑا کرتے بولا تو روقاش بھی قہقہ لگاتے ہوئے لوٹ پوٹ ہونے لگی۔

بہت مزہ آیا ہے۔۔۔!! ہنستے ہوئے وہ حابیل کو مزید چڑا گئی تھی۔ جبکہ ہاشم شاہ مسکراتے ہوئے اپنی بیوی کی بچوں جیسی حرکتیں دیکھ رہا تھا۔ جو عالم شاہ کے ساتھ مل کر اب حابیل شاہ کو چڑا رہی تھی۔۔۔

خیر اسکو گولی ماریں۔۔۔! میں نے آپ سب کو انفارم کرنا تھا۔۔ کہ کل میں اور جیا کچھ دنوں کے لئے ناران، کاغان جا رہے ہیں۔۔۔! حابیل شاہ کے دکھڑے کو نظرانداز کرتے ہوئے عالم شاہ نے ہنسی کو بریک لگاتے ہوئے اچانک اطلاع دی تھی۔ جس کو سن کر شرجینا کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔۔۔

بیلا۔۔۔! حابیل شاہ نے ایک بار پھر اسے پیار سے بلانے کی کوشش کی۔ لیکن دوسری طرف کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

حابیل شاہ کی ہر پکار کو نظرانداز کرتے ہوئے خونخوار تاثرات کے ساتھ آئینے کے سامنے کھڑی وہ اپنے لمبے بالوں کو سلجھا رہی تھی۔

اور یہ کام وہ کافی بے دردی کے ساتھ انجام دے رہی تھی۔ جبکہ حابیل بیڈ پر بیٹھا اسکے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔

وہ آدھے گھنٹے سے وہیں پر کھڑی تھی۔ حابیل شاہ اب مسلسل بے بسی کا شکار ہو رہا تھا۔۔ اسکی آج کی ڈیٹ تو اچھی خاصی بھاڑ میں چلی گئی تھی اور وہ کچھ کر بھی نہیں پا یا تھا۔۔

جا بڑھیا تجھے موٹے موٹے کیڑے پڑیں۔۔۔! حابیل شاہ بے ساختہ مس سفینہ کو بد دعاؤں سے نوازنا شروع ہو گیا۔ شاید یہ بیوی کی حد سے زیادہ نظر اندازی کا اثر تھا۔

یا خدا۔۔۔! کیا سچ میں میرے اتنے برے دن آ گئے ہیں۔۔۔؟ کہ مجھے ایک بڑھیا کے بارے میں اپنی بیوی کو صفائیاں دینی پڑ رہی ہیں۔۔۔؟ خیالوں میں جھرجھری لیتے ہوئے وہ خود سے مخاطب تھا۔ لیکن اگلے ہی پل توبہ کرتے ہوئے تیزی سے ہوش و حواس میں لوٹا۔۔۔

جا عالم شاہ۔۔! تو سکون کو ترس جائے۔۔! لاڈو تجھے رج کر ذلیل کرے۔۔! تیرا کوئی پرانا عشق معشوقہ سامنے آجائے۔۔۔! تجھے بھی کسی بڈھی چڑیل کا سایہ ہو جائے۔۔۔! سالے تو ہی اس بڈھی عورت کو ہماری زندگیوں میں لایا تھا۔۔!

اس بار اسکی بددعاؤں کا رخ عالم شاہ کی طرف ہوا۔ تو وہ ایک کے بعد ایک اسے اچھی دعا دیتا چلا گیا۔۔اپنی دعاؤں میں وہ مصروف تھا

جب اربیلا کو بیڈ پر آتے دیکھ کر وہ بے ساختہ شکر ادا کرتے ہوئے سیدھا ہو گیا۔ آج کے دن میں حابیل شاہ کو یہ سبق ملا تھا۔۔ کہ اسکی بیوی غصے کی بری تو تھی ہی۔۔

لیکن اسکے ساتھ ساتھ ضد کی بھی بہت بری نکلی تھی۔ ناراض ہونے کے صورت میں وہ سامنے والے کی ایک بھی نہیں سنتی تھی۔۔ جیسے ابھی حابیل شاہ کی ساری دہائیاں ضائع جا رہی تھیں۔۔

یار بیلا اب بس کر دو۔۔۔! کیوں میرا دل مسلسل جلا رہی ہو۔۔۔!! وہ بیڈ پر آکر بیٹھی تو حابیل نے اسکی کلائی پکڑتے ہوئے تیزی سے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔

بیلا اسکے سینے پر گری تو اسکی کمر کو جکڑتے ہوئے وہ تیزی سے اسکی ٹانگوں کو لاک کر گیا تھا۔ تاکہ وہ اس سے دور نہ جا سکے۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔!!اسکی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ بگڑے موڈ سے کہنے لگی۔۔

نہیں چھوڑوں گا۔۔جب تک میری بات نہیں سن لیتی تب تک تو آزادی ناممکن ہے۔۔۔!اسکی تھوڑی پر ہلکا سا بائٹ کرتے ہوئے حابیل نے اپنی گرفت مزید مضبوط کر دی تھی۔۔

مجھے اپکی ایک بھی بات نہیں سننی ہے۔۔۔!بیلا نے ضدی لہجے میں جواب دیا۔اور بھرپور مزاحمت کرنے لگی۔۔۔

تو کون سنے گا۔۔؟اگر تم بھی مجھے نہیں سنوں گی تو۔۔۔!!اسکا لال ہوتا چہرہ دیکھ کر حابیل شاہ لہجے کو معصوم بنا گیا۔ اسکے الفاظ پر اربیلا شاہ بے ساختہ ٹھہر کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ اسے مزاحمت روکتے دیکھ کر حابیل کو مزید بولنے کا حوصلہ ہوا تھا۔۔

تم اچھے سے جانتی ہو۔۔! کہ میری اکلوتی "محبت "تم ہو۔۔۔! میری زندگی میں آنے والی واحد "لڑکی" بھی تم ہی تھی۔ جس کی طرف میں "متوجہ "ہوا تھا۔اور آج الحمدللہ تم میری "بیوی" کے روپ میں مجھے حاصل بھی ہو۔۔۔!

پھر اتنا غصہ کس بات پر جانِ حابیل۔۔۔!

اپنی باتوں میں چند الفاظ ہائی لائٹ کرتے ہوئے وہ اسے یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا۔اور ساتھ ہی اسکے غصے کی وجہ بھی جاننا چاہی تھی۔۔

آپپ۔۔؟آپ اس بڈھی عورت کے سامنے گئے ہی کیوں تھے۔۔۔؟اسکی ہمت بھی کیسے ہوئی آپکا نام لینے کی۔۔؟اور پھر اسکے الفاظ یاد ہیں کہ نہیں۔۔۔؟اسکے الفاظ پر کچھ کچھ مطمئن ہوتے وہ اپنے اندر کا غصہ باہر نکالنا شروع ہو گئی تھی۔

اسے غصہ نکالتے دیکھ کر حابیل شاہ کا دل کچھ مطمئن سا ہونے لگا۔۔ یہ ہی تو وہ چاہتا تھا۔۔ کہ وہ اسے بات تو کرے کم از کم۔۔! ورنہ غصے میں وہ منفی سوچوں کا شکار ہوتی رہتی۔۔جو کہ وہ ہر گز بھی نہیں چاہتا تھا۔

میں کب اسکے سامنے جان بوجھ کر گیا ہوں جانِ حابیل۔۔۔! میں تو اس دن بس لاڈو کے لیے کالج گیا تھا۔۔! تم جانتی تو ہو۔کہ اس عورت نے جب شر جینا کو ٹارگٹ کرنا چاہا تھا۔۔۔

شر جینا کی طبیعت خرابی پر جب اسکی دوست نے فون کرتے بتایا۔ تو پھر میں کیسے رک سکتا تھا۔۔۔

حابیل شاہ اسے وہ دن یاد دلاتے ہوئے اپنے جانے کا مقصد واضح کرنے لگا تھا۔اربیلا اس دن کو یاد کرتے بے ساختہ کچھ ٹھنڈی پڑ گئی تھی۔۔ جیسے یقین آ گیا ہو۔ کہ اسکا شوہر جان بوجھ کر اس بڑھی کے سامنے نہیں گیا ہے۔۔

آپ اتنا تیار ہو کر کیوں آفس جاتے ہیں۔۔۔؟ اگر وہ منحوس بڑھیا آپ پر فدا ہوئی بیٹھی ہے۔ تو جوان لڑکیوں کا کیا حال ہوتا ہو گا۔۔؟ ساری باتوں پر تسلی کرتے ہوئے اچانک یاد آنے پر وہ دوبارہ کڑی نظروں سے ایک نیا سوال کر گئی تھی۔اب حابیل شاہ کو ہنسی آنے لگی تھی۔۔

ٹھیک ہے میں آئندہ تیار ہو کر نہیں جاؤں گا۔ !پر خدا کا واسطہ اس منحوس عورت کا مجھ پر کوئی بھی الزام لگانا بند کر و یار۔۔۔!میرے کوئی اتنے برے دن بھی نہیں آئے ہیں۔۔۔! مس سفینہ کے دہراتے ذکر پر اب حابیل شاہ کا دل خراب ہونا شروع ہو گیا تھا۔ جس کے باعث وہ فورا اسکی بات میں حامی بھرتے ہوئے ہاتھ جوڑ گیا۔

ہاں ٹھیک ہے۔۔! کل سے میں آپ کو خود تیار کر بھیجا کروں گی۔۔۔! آخر کار صلح کرتے وہ نخرہ دیکھاتے ہوئے اٹیٹیوڈ سے بولی تھی۔۔

کل کی کل دیکھیں گئے۔۔۔! لیکن ابھی تمہاری خیر نہیں ہے۔۔۔! جتنا مجھے نظرانداز کرتے ہوئے تم میرا خون جلا چکی ہوں نا۔۔! اب دیکھو میں کس کس طریقے سے بدلے وصول کرتا ہوں۔۔۔!

ایک دم سے کروٹ بدل کر اسے اپنے نیچے لٹاتے ہوئے حابیل شاہ نے ایک جھٹکے میں اپنی شرٹ اتار کر دور اچھالی تو بیلا ہکا بکا ہوتے اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔ اگلے ہی پل لائٹس آف کرتے ہوئے تیزی سے اسکی شرٹ نکال کر دور اچھالتے ہوئے بے تابی سے وہ اسکی دھڑکنوں پر جھک گیا تھا۔اسکے دانتوں کے لمس پر وہ سسکتے ہوئے مچل اٹھی تھی۔۔ لیکن اندھیرے میں حابیل شاہ اسے اپنے وجود کے نیچے گم کر چکا تھا۔

طبیعت کیسی ہے اب۔۔۔؟ مائرہ شاہ کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے روقاش نے نرمی سے استفسار کیا۔۔ آج کتنے دنوں سے وہ کمرے میں بند تھی۔اسکا پاؤں بھی پہلے سے کافی ٹھیک تھا۔لیکن اسکے باوجود وہ کمرے سے باہر نہیں نکل رہی تھی۔۔۔

میں کچھ پوچھ رہی ہوں میرو۔۔۔! روقاش نے اپنے الفاظ پر دہراتے ہوئے اسے خود کی طرف متوجہ کرنا چاہا۔۔

میں نہیں جانتی مامی۔۔۔! مائرہ نے کھوئے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔۔ جس کو سن کر روقاش بے ساختہ سرد سانس خارج کر گئی۔۔

تم اسے مناکیوں نہیں لیتی میرو۔۔۔! روقاش نے اچانک بات شروع کی۔۔ جس کی وجہ سے مائرہ شاہ کو چپ لگی ہوئی تھی۔۔

کیسے مناؤں مامی۔۔؟ وہ کہتا ہے کہ میں اسکے دل سے اتر گئی ہوں۔۔۔! بے حد تکلیف بھرے لہجے میں اس نے ارمان شاہ کے الفاظ دہرائے تھے۔ جو اسکے ذہن سے نہیں نکل پا رہے تھے۔۔۔

وہ جھوٹ بولتا ہے میرو۔۔۔! روقاش نے مسکرا کر ارمان شاہ کے الفاظ کی نفی کی تھی۔۔

لیکن کیسے مامی۔۔۔؟؟مائرہ کو حیرانی ہوئی۔۔۔

کیونکہ ارمان شاہ اپنی میرو سے محبت کرتا ہے۔۔۔!اور محبت کرنے والے آپ سے ناراض تو ہو سکتے ہیں۔۔۔!لیکن آپ سے کبھی منہ نہیں موڑ سکتے۔۔۔!روقاش نے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے نرم لہجے میں سمجھانے کی کوشش کی۔۔جیسے اتنے دنوں سے کر رہی تھی۔

مامی کیا میرا بزنس سنبھالنا سچ میں ایک غلط فیصلہ تھا۔۔۔؟دماغ میں ہل چل مچاتے ہوئے سوال کو زبان پر لاتے ہوئے وہ پوچھ رہی تھی۔آنکھوں میں بے حد الجھن تھی جیسے۔۔۔

تمہارا کام کرنا غلط فیصلہ نہیں تھا میرو۔۔۔!بس اپنے گھر کے مردوں کو ہر بات میں لاعلم رکھنا بہت بڑی غلطی تھی۔جب تمہارے مینیجر نے تمہیں دھمکایا تھا۔میں نے تب بھی تو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔کہ اپنے ماموں یا پھر بھائیوں میں سے کسی سے شیئر کرو۔۔!

روقاش مسکراتے ہوئے اسے یاد کروا رہی تھی۔۔وہ اس وقت مائرہ پر کوئی طنز یا طعنہ نہیں دینا چاہتی تھی۔ اس لئے ہر بات نرمی سے کر رہی تھی۔۔تاکہ اسے سمجھ آسکے۔۔

میں ماموں کی اجازت سے پارٹی میں گئی تھی مامی۔۔۔! کیا یہ بھی غلط تھا۔۔۔؟ مائرہ اب اٹھ کر بیٹھ گئی۔ وہ اپنے سب سوالوں کے جواب جاننا چاہتی تھی۔ تاکہ اسکی الجھنیں دور ہو سکے۔۔۔

تمہارے ماموں تمہیں نہیں بھیجنا چاہتے تھے میرو۔۔۔! روقاش نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے اچانک مائرہ شاہ کی توقع کے خلاف جواب دیا تھا۔

لیک۔۔۔!! لیکن پھر مجھے جانے کیوں دیا۔۔۔؟ حیرانگی سے دوچار ہوتے اسے جھٹکا لگا۔۔۔

تاکہ تم یہ نہ سمجھو۔ کہ وہ تمہیں آگے نہیں بڑھنے دے رہے ہیں۔۔۔!! ویسے بھی تم پہلے ہی انہیں ہر چیز سے لاعلم رکھے ہوئے تھی۔۔۔! روقاش نے مزید تفصیل بیان کی۔ مائرہ شاک ہو چکی تھی۔ اسکا ذہن کچھ بھی سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔۔! کیا سچ میں وہ انجانے میں ہاشم شاہ اور ارمان شاہ کو ہرٹ کر چکی تھی۔۔؟

اس لئے انہوں نے تمہیں ہدایت کی تھی۔ کہ جلد از جلد واپس آجانا۔۔۔! ہاں بس انہوں نے تمہیں خود ارمان شاہ کے بھی پارٹی میں ہونے کا نہیں بتایا تھا۔ تاکہ کہیں ارمان شاہ کے جانے کا سن کر تمہارا موڈ نہ خراب ہو جائے۔۔۔! روقاش کندھے اچکا کر اسے مزید آگاہ کر رہی تھی۔۔

پر مامی۔۔۔!! میں تو ایسے کبھی کچھ سوچا ہی نہیں۔۔۔! اگر ماموں مجھے جانے کی اجازت نہ دیتے تو قسم سے میں کبھی بھی وہاں پیر نہ رکھتی۔۔۔! میرے لئے ان سے بڑھ کر کون اہم ہو سکتا ہے بھلا۔۔۔! نم آنکھوں سے وہ اپنی صفائی دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

انہوں نے تو تمہیں بزنس میں ارمان شاہ کی مدد لینے کو بھی کہا تھا میرو۔۔۔! لیکن تم نے بار بار انکار کیا تھا۔۔۔! اس لئے بس بعد میں شاہ نے تمہارے کسی بھی فیصلے میں اعتراض نہیں کیا۔۔۔!

روقاش نے اسے سب کچھ یاد کروانا چاہا تھا۔ کہ کیسے اتنے مہینوں سے وہ خود ہی سب کچھ کر رہی تھی۔ جبکہ یہ ساری باتیں جان کر مائرہ نے اب اپنا سر پکڑ لیا تھا۔ اب اسے احساس ہو رہا تھا۔ کہ اپنی من مرضی کرتے ہوئے وہ کتنی غلطیاں کر چکی ہے۔ اگر وہ وقت رہتے ہاشم شاہ کو کاشف کے بارے میں آگاہ کر دیتی۔ تو کبھی بھی اسے اس تکلیف دہ ڈراما سے نہ گزرنا پڑتا۔ اور نہ ہی ارمان شاہ کو اذیت ہوتی۔۔

وہ تم سے پہلی بار ناراض ہوا ہے میرو۔۔!اسے جا کر مناؤ۔۔۔!جتنی دیر کرو گی۔۔۔!وہ اتنا تم سے دور ہوتا چلا جائے گا۔۔۔!

اسے سوچوں میں گم دیکھ کر روقاش نے بے اختیار اسے احساس دلایا۔وہ شاید مائرہ شاہ کے دل میں ارمان شاہ کو کھونے کا ڈر بھی پیدا کر رہی تھی۔تاکہ مائرہ جلد از جلد اسے منا لیتی۔۔مائرہ شاہ کو کبھی بھی ارمان شاہ کے کھونے کا ڈر ہی تو محسوس نہیں ہوا تھا۔اس لئے وہ مسلسل اسکی بے قدری کرتی چلی گئی تھی۔۔

مامی۔۔۔!اگر وہ نہ مانا تو۔۔۔؟مائرہ کو خدشہ لاحق ہوا۔۔وہ اسکے الفاظ یاد رکھے ہوئے تھی۔

تو اسے مناتی رہنا۔۔۔!آخری حد تک منانے کی کوشش کرنا۔۔۔!اور اگر پھر بھی نہ مانے تو تب میرے پاس چلی آنا۔۔۔! مائرہ کا ماتھا چومتے ہوئے وہ نرم و پیار بھرے لہجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کمرے سے نکل گئی تھی۔اب آگے کا سوچنا مائرہ شاہ کا کام تھا۔۔

کھڑکی سے زرا سا پردہ ہٹا کر عالم شاہ باہر کا منظر دیکھ رہا تھا۔

دو گھنٹے پہلے ہی وہ لوگ ناران کاغان پہنچے تھے۔ یہاں آتے ہی شرجینا شاہ تو سو چکی تھی۔ جبکہ وہ ابھی کچھ منٹ پہلے جاگا تھا۔اور جاگتے ہی باہر کا منظر دیکھنے لگ گیا۔۔۔ یہاں کا موسم ٹھنڈا تھا۔اس لئے شرجینا شاہ کمبل میں چھپی سکون سے نیند پوری کر رہی تھی۔

عالم شاہ نے ایک پیارا سا گیسٹ ہاؤس بک کروایا تھا۔ یہ گیسٹ ہاؤس انتہائی خوبصورت تھا۔اتنے پر سکون لمحوں کو محسوس کرتے ہوئے وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔

کھڑکی کا پردہ ٹھیک کرتے ہوئے وہ بیڈ پر آ کر دوبارہ بیٹھ گیا۔جہاں اسکی عالم جاں میٹھی نیند لے رہی تھی۔

عالم شاہ نے زرا سا کمبل ہٹا کر اسکا چہرہ دیکھا۔تو سوتے ہوئے بھی عالم کو اپنی جیا کے چہرے پر ایک شرارتی سی مسکان نظر آئی تھی۔ یہ وہی شرارتی مسکان تھی۔

جس کے باعث وہ کل شام میں اکیلی بائیک رائڈ کے لئے جاتے ہوئے اسے اچھا خاصا پریشان کر چکی تھی۔

واپس جاتے ہی عالم شاہ سب سے پہلے اس فسادی بائیک کا قصہ تمام کرنے والا تھا۔۔ خود سے فیصلہ کرتے ہوئے وہ بے اختیار جھکتے ہوئے اسکے لبوں کو ہلکا سا چوم گیا۔۔۔

اسے یوں ہی سوئے دیکھ کر عالم شاہ نے اسکی گردن میں گہرہ سانس بھرتے ہوئے اسکی کمر میں بازو لپیٹ کر اسکے نازک وجود کو پیار سے اٹھاتے ہوئے خود پر منتقل کر لیا تھا۔ شرجینا اب اسکے چوڑے وجود پر پھیل کر سو رہی تھی۔۔۔ عالم شاہ کو بے اختیار ہنسی آئی۔۔

اسکی نائٹ شرٹ میں ہاتھ لے جاتے ہوئے وہ اسکی کمر پر اپنا چوڑا ہاتھ پھیرنے لگا تو شرجینا نیند میں ہلکا سا کسمسا گئی۔ اسکے جاگتے دیکھ کر عالم شاہ نے اب لب کا کونا دباتے ہوئے اسکی شرٹ کے اوپری بٹن کھول دیے تھے۔۔

تیز ہوتی سانسوں کے ساتھ وہ نرمی سے اسکی گردن پر لب رکھتے ہوئے اسکی کمر پر ہاتھ پھیرنا شروع ہو گیا۔ بے خودی میں اسکا لمس شدت اختیار کرنے لگا تو بے چینی کے باعث شرجینا کی آنکھوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔۔۔

عالی۔۔۔!! نیند کے باعث بھاری آواز میں اس نے پکارا تو اسے مکمل طور پر جاگتے دیکھ کر عالم شاہ نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے اسکی سرخ ہوتی ناک کو چوم لیا۔۔ وہ خفگی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔۔

نیند پوری نہیں ہوئی میرے چوزے کی۔۔۔؟ اسکے چھوٹے قد پر چوٹ کرتے ہوئے وہ بے ساختہ پیار سے پوچھتے ہوئے اسے زور سے ہگ کر گیا تھا۔۔۔

میں چوزہ نہیں ہوں۔۔۔! اپنے نئے نام پر برا مناتے ہوئے شرجینا نے اسکے سینے پر سر رکھ دیا۔۔

اس بات کا فیصلہ تو میں کل کروں گا۔۔۔! فلحال جلدی سے اٹھ کر ریڈی ہو جاؤ۔۔! پھر باہر کھانا کھانے چلتے ہیں۔۔ اسکے بعد تمہیں ایک اچھی سی جگہ بھی گھما کر لاتا ہوں۔۔۔! عالم شاہ اسکا ماتھا چومتے ہوئے بولا تو باہر جانے کا سن کر شرجینا کی آنکھیں پٹ سے کھل چکی تھیں۔ اور وہ اگلے ہی پل تیزی سے بیڈ سے نیچے اتر کر تیار ہونے بھاگ گئی۔ جبکہ اسکی فورجی سپیڈ پر عالم شاہ ہونک پن سے اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔۔۔

چابی والا گڑیا کہیں کی۔۔۔! تمہاری ساری پھرتیاں تو میں کل رات اچھے سے نکالتا ہوں۔۔۔! بہت کر لیے مجھ پر ظلم۔۔۔! کل کے لئے مضبوط ارادے باندھتے ہوئے وہ دھڑکتے دل کے ساتھ بیڈ سے اتر آیا تھا۔ تاکہ تیار ہو سکے۔۔۔

مائرہ شاہ ہمت کرتے ہوئے ارمان شاہ کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔اسے ابھی پتہ چلا تھا۔۔کہ وہ آفس سے واپس آچکا ہے۔۔اسکے آنے کا سنتے ہی وہ اوپر اسکے کمرے میں آچکی تھی۔۔

ارمان شاہ جو ڈریسنگ میز کے سامنے کھڑے ہو کر ابھی شرٹ اتارنے ہی والا تھا۔کہ دروازہ کھلنے کی آواز پر بے ساختہ مڑتے ہوئے دیکھنے لگا۔۔۔

مائرہ شاہ کو اپنے کمرے میں دیکھ کر لمحے میں اسکے تاثرات سخت ہو گئے تھے۔

جبکہ مائرہ جس کے گال شرم سے ہلکے ہلکے گلابی ہونے لگے تھے۔کہ ارمان شاہ کے چہرے کے زاویے بگڑتے دیکھ کر اسکا دل کٹ سا گیا۔ اسکا دل شدت سے رونے کو چاہا تھا۔ بہت مشکل ہوتا ہے۔۔جب آپ پر جان چھڑکنے والا شخص ایسے اچانک منہ موڑ جائے یا پھر اپکو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا۔مائرہ شاہ کو شدت سے یہ تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی جس شخص کی آنکھیں خود بخود روشن ہو جایا کرتی تھیں۔ آج ان آنکھوں میں ایک عجیب سی اجنبیت چھائی ہوئی تھی۔جو مائرہ کو بری طرح کھل رہی تھی۔۔

کیوں آئی ہو یہاں۔۔۔؟وہ اپنی تکلیف میں الجھی ہوئی تھی۔جب اچانک ارمان شاہ کی سرد آواز نے اسے ہوش دلایا۔۔۔

مم۔۔۔! اسکی اچانک آواز سنتے ہوئے پہلے تو وہ چونکی پھر اگلے ہی پل ڈرتے ہوئے بولنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔ لیکن مقابل کے تاثرات اسکی ہمت کو مفلوج کر رہے تھے۔۔

اگر میرا وقت برباد کرنے آئی ہو تو واپس چلی جاؤ مائرہ شاہ۔۔۔! اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوا تھا۔ اسکے لفظوں پر مائرہ کی نیلی آنکھیں برسنے کو تیار ہو رہی تھیں۔۔

تم میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہو مان۔۔۔! نہ چاہتے ہوئے بھی وہ سسک پڑی۔ اسکا نازک دل اب مزید اسکی بے رخی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ وہ سامنے کھڑے شخص کی بے اعتنائی کی عادی نہیں تھی۔

کیا کر رہا ہوں میں۔۔۔؟ گھڑی اٹھا کر دراز میں رکھتے ہوئے ارمان شاہ نے مصروفیت سے جاننا چاہا تھا۔ انداز صاف ظاہر کر رہا تھا۔ کہ وہ اس میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا ہے۔۔۔

تم اچھے سے جانتے ہو مان۔۔۔! کیوں میرے ساتھ ایسا سلوک کر رہے ہو۔۔؟ کیوں مجھے سزا دے رہے ہو۔۔؟ وہ پھٹتے ہوئے چلا کر ایک دم سے اسکے قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔ جیسے اسے جھنجھوڑنا چاہ رہی ہو۔۔

سہی کہہ رہی ہو۔۔!! سزا ہی تو دیتا آیا ہے ارمان شاہ تمہیں۔۔۔!پہلے تمہیں زبردستی اس رشتے میں باندھا اور پھر خود سے محبت کرنے کے لئے مجبور کرتا رہا۔۔۔!اسکے چلانے پر بنا کوئی رد عمل دیئے وہ ٹھنڈے لہجے میں اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہنے لگا تھا۔ جس پر مائرہ حیرانگی کو چھوتے ہوئے اسے تکنے لگی تھی۔

میں اب تمہیں خود کے بوجھ سے آزاد کر چکا ہوں مائرہ شاہ۔۔۔!پھر دوبارہ کس بات کا شکوہ کر رہی ہو۔۔۔؟زخمی انداز میں مسکرا کر وہ پوچھ گیا تھا۔۔۔

تت۔۔۔تم مجھے ایسے ٹارچر نہیں کر سکتے ارمان شاہ۔۔۔!تم مجھ سے یہ سب نہیں کہہ سکتے اور نہ میں سنو گی۔۔۔!مقابل کا انداز اور الفاظ اب مائرہ شاہ کی برداشت کو بری طرح آزما رہے تھے۔اس لیے تکلیف میں مبتلا ہوتے دل سے تنگ آتے وہ روتے ہوئے کہنے کی کوشش کر رہی تھی۔ارمان شاہ بغور اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا۔لیکن اپنا چہرہ بے تاثر رکھا تھا۔۔

نہیں کر رہا اب ٹارچر۔۔۔!کہا تو ہے کہ اب تم سکون سے اپنی مرضی کے مطابق خود کی زندگی گزار سکتی ہو۔۔۔!دوبارہ پھر وہی الفاظ دہراتے ہوئے ارمان شاہ نے اسکی بھیگی نیلی آنکھوں میں دیکھا تھا۔جہاں آنسوؤں کے سیلاب کے ساتھ ساتھ بے چینی واضح نظر آ رہی تھی۔۔۔

نہیں گزاروں گی میں۔۔۔ !اور نہ تمہیں گزارنے دوں گی۔۔۔ !اگر میرے پارٹی میں جانے کی وجہ سے ہرٹ ہوئے ہو تو میں معافی مانگ لیتی ہوں۔ تمہارے پیر پکڑ لیتی ہوں۔۔۔ !لیکن خدارا پلیز مجھ سے ایسے بات نہیں کرو مان۔۔ میں نہیں برداشت کر سکتی۔۔۔ !روتے ہوئے وہ جھک کر اسکے پیروں کو پکڑنے کی کوشش کرتی کہ ارمان شاہ بدک کر اس سے دور ہٹا تھا۔ جس کے باعث وہ روتے ہوئے اب زمین پر ڈھے سی گئی۔۔

تم پاگل ہوگئی ہو کیا۔۔۔ ؟کیا کرنے جارہی تھی تم۔۔۔ ؟مائرہ کی اس حرکت پر وہ ایک پل میں بے یقین ہوتے آگ بگولا سا ہو گیا تھا۔

ہاں میں پاگل ہوگئی ہوں۔۔ !کیونکہ تم مجھے پاگل کرنا چاہ رہے ہو یہ سب کر کے۔۔۔ !رونے کے دوران وہ چلا کر تیزی سے جواب میں بولی تھی۔ اسکا شکوہ سن کر ارمان شاہ کو افسوس ہونے کے ساتھ ساتھ اب حیرت ہوئی تھی۔ کہ وہ اب بھی اسے قصوروار ثابت کرنے پر تلی ہوئی ہے۔۔

کہا تو ہے۔۔ !کہ معافی مانگ لیتی ہوں۔۔۔ !تمہیں شروع سے میرا سوری سننا پسند ہے نا۔۔۔ !آج بول دیتی ہوں۔۔ جتنی بار کہو گئے اتنی بار سوری کہوں گی۔۔۔ !پر پلیز ایسے نہیں کرو میرے ساتھ، میں مر جاؤں گی مان۔۔ !ارمان شاہ کو اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ بے بسی سے سسکتے ہوئے اپنا حال بتانا چاہ رہی تھی۔

اسکی برستی آنکھیں اس بات کا واضح ثبوت تھیں کہ وہ اپنی زندگی بھر کی انا مار کر یہاں آئی ہے۔ کیونکہ ارمان شاہ کا یہ انداز اس بار اسکے لئے بہت ظالم ثابت ہوا تھا۔۔۔

کیا کروں گا تمہاری معافی کا اب میں۔۔۔؟تب سوری کہنے کا خیال آیا ہے جب پوری جی جاں لگا کر اس دل کا قتل کر چکی ہو۔۔۔؟اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے وہ ٹوٹے لہجے میں بولا تھا۔ لہجہ بے بسی سے بھرپور تھا۔ وہ اس منظر کو چاہ کر بھی نہیں بھلا پا رہا تھا۔

جب اس محفل کے ہر مرد کی گندی نظر اس پر اٹھی تھی۔ وہ سب کچھ بھلانے میں ناکام ہو رہا تھا۔ وہ بھلانے کی کوششیں کرتے ہوئے بار بار یاد آنے کی اذیت میں مبتلا ہو چکا تھا۔ اسے کیسے بتاتا کہ صرف اسکی ہٹ دھرمی اور من مرضیاں کرنے کی وجہ سے کاشف نے اتنی بڑی جرات کی تھی۔ ورنہ اسکی سرے سے کوئی اوقات نہیں تھی۔۔ کہ وہ مائرہ ارمان شاہ کو کے ناخن کو بھی چھو پاتا۔۔۔!

مان تم جیسے کہو گئے میں ویسے رہ لوں گی پلیز ایسے نہیں بولو خدارا۔۔۔! آگے بڑھ کر مائرہ نے اسکے ہاتھ تھامنے چاہے تو وہ تیزی سے اسکی پہنچ سے دور ہو گیا تھا۔ جس پر وہ بے یقینی سے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔

کاش تم اس اذیت کو سمجھ پاؤ مائرہ شاہ۔۔۔! ڈیم میں نہیں بھلا پا رہا ہوں وہ سارا منظر۔۔۔! کیوں تم نے تب یہ جرات کی۔۔ کہ تم یوں آسانی سے سج سنور کر مردوں سے بھری محفل میں پہنچ جاؤ۔۔۔! کیوں تمہیں ایک بار یہ خوف محسوس نہیں ہوا کہ ارمان شاہ تمہیں جلا کر راکھ کر دے گا۔۔۔! کیوں ڈیم اٹ۔۔۔! کیوں۔۔!

دور ہوتے وہ بلند آواز میں چینختے ہوئے تکلیف سے بولتا چلا گیا تھا۔۔ بس نہیں تھا کہ اپنا کوئی نقصان کر لیتا یا پھر سامنے بیٹھی اس بے حس لڑکی کا۔۔۔

اسکی بلند آواز پر وہ بے اختیار ڈرتے ہوئے پیچھے کو کھسکی تھی۔ بامشکل وہ اپنی سسکیوں کی آواز دبا رہی تھی۔

آج تمہیں خیال آیا ہے کہ تمہیں ارمان شاہ کے لئے اپنا آپ بدلنا چاہیے۔۔۔؟ زندگی کے اتنے سالوں میں پہلے کیوں نہیں آیا۔۔؟ کیوں نہیں یہ سمجھنے کی کوشش نہیں کی کہ ارمان شاہ تمہیں اپنے دل کی کس دہلیز پر بٹھا چکا ہوں۔۔۔! کیوں میرو۔۔۔! کیوں میرے دل کو اس قدر گہرا زخم پہنچا دیا ہے۔۔۔! کہ میرا دل مجھے مردہ سا لگنے لگا ہے۔۔۔!

بے بسی سے چلاتے ہوئے آخر پر تکلیف سے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ شکوہ کرتے بے جان وجود کے ساتھ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔ جبکہ سر دونوں ہاتھوں میں تھامے وہ خود پر ضبط پانے کی کوشش میں تھا۔ تو مائرہ شاہ منہ پر ہاتھ جمائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

اس رات تم نے نیند میں محبت کا اظہار کیا تو مجھے گمان ہوا کہ شاید میں نے زندگی کو فتح کر لیا ہے۔ پر واقف نہیں تھا۔۔ کہ تم اظہار کرنے کے بعد مجھے یوں جان سے ماروں گی یار۔۔۔! ارمان آنکھوں پر ہاتھ رکھے بولتا جا رہا تھا۔ شاید آج وہ سارا اغبار نکال دینا چاہتا تھا۔۔ مائرہ کو بے ساختہ وہ خوبصورت رات یاد آئی تو اسکا دل دھڑکتے ہوئے رکنے سا لگا۔۔

ائم سوری مان۔۔۔! مجھے نہیں اندازہ تھا۔ کہ یہ ساری چیزیں تمہارے لئے اتنی اہم ہیں۔۔۔! ورنہ میں کبھی بھی ایسے نہیں کرتی۔۔۔! تم جانتے ہو کہ بچپن سارا امریکہ میں گزرا ہے۔ ماموں نے کبھی بھی ایسے کپڑے پہننے سے منع نہیں کیا تھا۔ اس لئے یہاں آ کر بھی میں اس چیز کی اہمیت کو سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔! وہ صفائی دینے کی کوشش کر رہی تھی۔ جو کہ سچ بھی تھا۔ وہ تینوں تو پلی بڑھی غیر ملک میں ہی تھیں۔ اور چونکہ تینوں لاڈلی رہی تھیں۔ اس لئے ان پر کوئی زیادہ روک ٹوک نہیں کیا کرتا تھا۔ سوائے ارمان شاہ کہ جو ہر وقت مائرہ کو ڈھنگ کے کپڑے نہ پہننے پر سنتا رہتا تھا۔۔

کیا تم نے کبھی قاشو چاچی کو نہیں دیکھا۔۔۔؟ کیا کبھی بیلا بھابھی کو نہیں نوٹ کیا ہے۔۔۔؟ جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہیں۔ تو کیا وہ اپنا وجود چھپا کر پردہ کر کے نہیں نکلتیں۔۔؟ اسکی صفائی سننے کے بعد وہ بے اختیار روقاش اور اربیلا شاہ کا حوالہ دینے پر مجبور ہو گیا تھا۔

کیونکہ حقیقتاً ارمان شاہ بھی انکو نوٹ کرتا رہا تھا۔ اور اسکی یہ دلی خواہش رہی تھی۔ کہ مائرہ شاہ بھی ان جیسی ہو جائے۔

وہ اسی گمان میں رہا تھا۔ کہ شاید کبھی وہ خود سے یہ سب سیکھ لے گی۔ پر ایسا نہیں ہوا تھا۔ مائرہ شاہ تو کبھی سمجھ ہی نہیں پائی تھی۔ کہ ارمان شاہ اسے یہ سب کیوں کہتا ہے۔۔

\-

اربیلا تھکے ہوئے انداز میں حویلی میں داخل ہوئی تھی۔ وہ ابھی اکیڈمی سے واپس آرہی تھی۔

حابیل شاہ کسی میٹنگ میں مصروف تھا۔ تو اس لئے آج اسے ارمان شاہ لینے گیا تھا۔ اربیلا کو اتار کر وہ واپس چلا گیا تھا۔

اربیلا اوپر کمرے میں جانے کی بجائے لاونج میں آکر بیٹھ گئی تھی۔ کیونکہ آج اسکی طبیعت کافی بوجھل سی تھی۔ اسے بے حد تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی۔ گھر میں بھی کافی سناٹا سا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

لگتاہے کہ ساسوماں ابھی تک واپس نہیں آئی ہیں۔۔۔! اتناسناٹادیکھتے ہوئے اربیلانے بے ساختہ اندازہ لگایا تھا۔۔کہ روقاش کی ابھی واپس نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ اسکی موجودگی میں گھر میں خاموشی ہوناتوناممکنات میں ساتھا۔اور کچھ آج کل شرجیناشاہ بھی گھر پر موجود نہیں تھی۔

ان سب کو یاد کرتے ہوئے وہ بے ساختہ مسکرا کر آنکھیں موندے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے ٹیبل پر ٹانگیں رکھ گئی تھی۔۔

اربیلا کو یوں بیٹھے ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے۔کہ سیڑھیاں اترتی ہوئی عارفہ شاہ نے حیران کن نظروں سے اس لڑکی کو دیکھا۔جو کتنے پر سکون انداز میں لیٹی ہوئی تھی۔۔

اے لڑکی۔۔۔!! رعب دار آواز میں اربیلا کو پکارتے ہوئے وہ تیزی سے نیچے اترنے لگیں تو اربیلانے کسی انجانی آواز پر چونکتے ہوئے آنکھیں کر کھول دیکھا تھا۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی وہاں بیٹھنے کی۔۔۔؟ زہر خند لہجے میں بولتے ہوئے وہ اربیلا کی طرف بڑھیں تو وہ ایک دم سے ناسمجھی کا شکار ہوتے کھڑی ہو گئی۔۔

جی۔۔؟آپ کون ہیں۔۔؟اربیلا نے بے ساختہ سوال پوچھتے ہوئے جاننا چاہا تھا۔جب عارفہ شاہ کوئی جواب دیے بنا اس پر ابھی ہاتھ اٹھانے ہی والی تھیں۔کہ روقاش جو اندر داخل ہو ہی تھی کہ لاؤنج کا منظر دیکھ کر بھاگتے ہوئے اربیلا کو پیچھے ہٹا گئی تھی۔۔

روقاش کے اچانک دھکا دینے پر اس نے بامشکل خود کو گرنے سے بچایا تھا۔۔جبکہ اربیلا تو ہکا بکا ہوتے سارے معما ملے کو سمجھنے کی کوشش میں تھی۔اسکا دل اچانک ڈر کے مارے زور زور سے دھک دھک کرنا شروع ہو گیا تھا۔اگر روقاش بروقت اسے نہ پیچھے کرتی تو سامنے کھڑی انجان عورت نے اب تک اس تھپڑ جڑ دیا ہونا تھا۔۔

آپ پاگل ہیں۔۔۔؟کون ہیں آپ اور ہمارے گھر میں کیا کر رہی ہیں۔۔؟اور آپکی ہمت کیسے ہوئی بیلا پر ہاتھ اٹھانے کی۔۔۔؟صوفے پر اپنا بیگ پھینکتے ہوئے روقاش اربیلا کے سامنے کھڑے ہوتے ایک کے بعد ایک سوال کرتے چلی گئی تھی۔جبکہ اسکی آواز غصے سے بے اختیار بلند ہوئی تھی۔روقاش کی بلند آواز پر مائرہ اور مالا بھی تیزی سے باہر نکل آئیں تھیں۔۔

تم ہاشم کی بیوی ہو۔۔۔؟روقاش کا سر تا پیر جائزہ لیتے ہوئے عارفہ شاہ جواباً گویا ہوئیں تھیں۔۔

ہاں میں ہاشم شاہ کی بیوی ہوں۔۔۔! لیکن آپ کون ہیں۔۔؟تڑاخ کر جواب دیتے ہوئے روقاش نے پھر اپنا سوال دہرایا تھا۔ جبکہ اربیلا ڈری سہمی سی اب اسکے پیچھے کھڑی تھی۔۔

چاچی کیا ہوا ہے۔۔۔؟ مائرہ نے فکرمندی سے روقاش کو مخاطب کیا۔۔۔

میرو یہ عورت کون ہے۔۔۔؟اور ہمارے گھر پر کیا کررہی ہے۔۔۔؟مائرہ کی طرف مڑتے ہوئے روقاش نے اب سرد لہجے میں جاننا چاہا تھا۔ جبکہ عارفہ شاہ کی کاٹ دار نظریں مسلسل اربیلا پر تھیں۔ جو اس وقت بالکل ڈری ہوئی نظر آرہی تھی۔۔

مامی یہ ہماری چاچی ہیں۔۔! انکا نام عارفہ شاہ ہے۔۔! روقاش کے پوچھنے پر مائرہ اسے بتانے لگی تھی۔۔ اپنے تعارف پر عارفہ شاہ کچھ مغرور انداز میں اب روقاش کی طرف دیکھ رہی تھیں۔۔

پر چچی ہوا کیا ہے۔۔۔؟ مالا نے بے ساختہ تھوڑی دیر پہلے والی بلند آوازوں کے بارے میں دریافت کرنا چاہا تھا۔۔ عارفہ شاہ کے تعارف پر روقاش الجھن کا شکار ہوگئی تھی۔ اربیلا بھی کچھ خوفزدہ سی نظر آرہی تھی۔

اے لڑکی تم باہر نکلو۔۔۔! تمہاری ہمت کیسے ہوئی تھی وہاں اوپر بیٹھنے کی۔۔۔! روقاش انکو کچھ جواب دے پاتی جب عارفہ شاہ ایک دم سے دوبارہ گرجدار انداز سے بولتے ہوئے روقاش کے پیچھے کھڑی اربیلا کی طرف لپکی تھیں۔ عارفہ شاہ نے سخت انداز میں اربیلا کی کلائی پکڑنی چاہی تو وہ بے ساختہ چلا اٹھی تھی۔۔

آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا۔۔۔؟ چھوڑیں اسکا ہاتھ۔۔۔! روقاش نے اچانک زوردار دھکا دیتے ہوئے عارفہ شاہ کو پیچھے دھکیل دیا تھا۔ جس کے باعث وہ لڑکھڑا سی گئی تھیں۔ انکو دھکا دیتے ہی روقاش نے فکرمندی سے اربیلا کو قریب کرتے گلے لگالیا تو وہ اپنی کلائی پکڑتے کانپتے ہوئے سسک پڑی تھی۔ عارفہ شاہ کی سخت گرفت کی وجہ سے اسکی کلائی پر نشان پڑ گئے تھے۔۔۔

جبکہ روقاش اربیلا کو گلے لگائے سخت نظروں سے عارفہ شاہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جو پہلے ہی بگڑے تاثرات میں روقاش کو دیکھنے لگی تھیں۔۔

چاچی کیا کر رہی ہیں آپ۔۔۔؟ عارفہ شاہ کی حرکت پر مائرہ شاہ حیرت سے کہتے ہوئے اربیلا شاہ کی کلائی پکڑ کر دیکھنے لگی۔ جہاں سرخ نشان نظر آنے لگے تھے۔۔

دماغی توازن خراب ہو گیا ہے تمہاری اس نئی چاچی کا۔۔۔! مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہی ہے۔ کہ یہ آتے ہی اربیلا کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہیں۔۔۔! پہلے اسے تھپڑ مارنا چاہ رہی تھیں۔ اور اب یہ سب۔۔۔؟

اربیلا کی کمر سہلاتے ہوئے روقاش انکی طرف دیکھتے ہوئے ناگواری سے بولتی چلی گئی تھی۔۔اسکے الفاظ سن کر مائرہ اور مالا کو ایک لمحے کے لیے بے یقینی سی ہونے لگی تھی۔

کیا سچ میں آپ نے اربیلا بھابھی کو تھپڑ مارنے کی کوشش کی ہے مامی۔۔۔؟ یہ سننا تھا۔ کہ مائرہ کا چہرہ ایک دم سے غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا تھا۔ وہ بے اختیار عارفہ بیگم کے سامنے کھڑی ہوتی سوال کر گئی تھی۔

تھپڑ نہیں ماروں گی تو اور کیا اس ونی میں آئی لڑکی کو سر پر بٹھا کر رکھنا ہے۔۔!اسکی جرات کیسے ہوئی تھی وہاں اوپر صوفے پر بیٹھنے کی۔۔۔؟تم لوگوں نے اس لڑکی کو حابیل کے کمرے میں کیوں رہنے دیا ہوا ہے۔ مجھے تو یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے۔ کہ وہاں اوپر پورے کمرے میں اسکی تصویریں لٹکائی ہوئی ہیں۔۔۔! اربیلا پر کاٹ دار نظر ڈالتے ہوئے وہ زہر خند لہجے میں بول رہی تھیں۔ جبکہ انکے الفاظ سنتے ہوئے کسی انجانے خوف کے باعث اربیلا کا نازک سا دل بری طرح خود میں جکڑنا شروع ہو گیا تھا۔۔

سٹاپ اٹ مامی۔۔۔!خبر دار۔۔۔!خبر دار اگر اس سے آگے آپ نے ایک لفظ بھی کہا تو۔۔۔!ورنہ میں ساری تمیز لحاظ بھول جاؤں گی۔۔۔!نہ چاہتے ہوئے بھی مائرہ کی آواز بلند ہو گئی تھی۔ کیونکہ غصے کے باعث اسکا پورا وجود جلنے لگا تھا۔ یہ سوچ ہی اسے تیش میں مبتلا کر رہی تھی۔ کہ اگر آج بروقت روقاش انہیں نہ

روک پاتی تو وہ اربیلا پر ہاتھ اٹھا چکی تھیں۔اور بد قسمتی سے اگر واقعی ہی ایسا ہو جاتا تو وہ حابیل شاہ کا سامنا کیسے کر پاتی۔۔۔!

اس میں اتنا واویلا مچانے کی کیا ضرورت ہے مائرہ۔۔! اسکے بھائی نے میرے شوہر کا قتل کیا ہے۔جس کی وجہ سے یہ ونی ہو کر اس گھر میں آئی ہے۔ تو اس حساب سے میرے شوہر کے خون کا بدلہ اسی سے چکتا کیا جائے گا۔۔! اور میں اس کے وجود سے اپنے شوہر کے خون کے قطرے قطرے کا حساب لوں گی۔۔۔!

اربیلا شاہ پر نظریں جمائے وہ اپنے ارادوں سے آگاہ کرتے بولیں تو وہاں کھڑے سب افراد حیرانی سے انکو دیکھتے چلے گئے تھے۔اربیلا کا چہرہ لمحہ بہ لمحہ سپید پڑ رہا تھا۔روقاش نے پریشانی سے اسے دیکھتے ہوئے جلدی سے اسکا ہاتھ تھام گئی تھی۔اربیلا کا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ اسے اپنے ہونے کا احساس دلانا چاہ رہی تھی۔تاکہ وہ پر سکون رہے۔۔وہیں مائرہ شاہ نے اب تمسخر بھری نظروں سے سامنے کھڑی عورت کو سر تا پیر دیکھا تھا۔۔

بھول کر بھی یہ غلطی مت کیجیے گا مامی۔۔۔! آپ کسی اور کی عادی ہونگی لیکن یہ لڑکی جو آپکو سامنے کھڑی نظر آرہیں ہے نا۔۔۔! یہ "حابیل ارباز شاہ" کے دل کی ملکہ ہے۔"ارباز اعظم شاہ ء کی بہو ہے۔"ارمان اعظم شاہ" کی بھابھی ہے۔اور مائرہ شاہ کی بھابھی ہونے کے ساتھ ساتھ جیٹھانی بھی ہے۔۔۔اگر آپ نے غلطی

سے بھی نقطے جتنی بھی چوٹ "اربیلا حابیل شاہ" کو پہنچانے کا سوچا تو یہ یاد رکھیے گا کہ آپکی طرف جتنے بھی پرانے حساب بنتے ہیں۔ بھیا ایک منٹ بھی نہیں لگائیں گے چکتا کرنے میں۔۔۔!

انگلی اٹھائے مائرہ شاہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے عارفہ شاہ پر واضح کرتے چلی گئی تھی۔ جبکہ اربیلا شاہ کے ساتھ اس گھر میں جڑے سب قریبی رشتے وہ ظاہر کر گئی تھی۔ تاکہ سامنے کھڑی عورت کسی گمان میں نہ رہے۔۔۔ اور ایسی ہمت کرنے سے پہلے سو بار سوچے۔۔۔

مائرہ کے الفاظ پر روقاش ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ وہ کن پرانے حساب کی بات کر رہی تھی۔ جبکہ مائرہ کے الفاظ و انداز پر عارفہ شاہ کا چہرہ ایک دم سے گہرا پڑ گیا تھا۔۔ وہ آج صبح ہی حویلی واپس آئیں تھیں۔ لیکن تب حویلی میں صرف مائرہ شاہ اور مالا شاہ ہی موجود تھیں۔ کیونکہ باقی سب آفس گئے ہوئے تھے۔ تو روقاش کالج میں تھی۔ جبکہ اربیلا روز کی طرح اکیڈمی گئی ہوئی تھی۔ انکے آنے پر مائرہ اور مالا نے کوئی خاص ردعمل نہیں دیا تھا۔

بلکہ وہ انکو ایک نظر دیکھ کر بنا کچھ بولے کمرے میں چلی گئی تھیں۔ مالا شاہ بھی ایک، دو دن دبئی جانے والی تھی۔ اس لئے مائرہ اسکے ساتھ مل کر سامان پیک کروا رہی تھی۔ وہیں عارفہ شاہ ادا جان سے ملنے کے بعد اوپر سب کے کمرے دیکھنے چلی گئی تھیں۔۔

ہاشم شاہ اور حابیل شاہ کا کمرہ باری باری چیک کرتے ہوئے انہوں نے ابھی اربیلا اور روقاش کو پہچانا تھا۔ کیونکہ اوپر وہ انکی تصویریں دیکھ چکی تھیں۔۔

یہ تم مجھ سے کس لہجے میں بات کر رہی ہو میرو۔۔۔! عارفہ بیگم گڑبڑا کر مصنوعی غصے سے کہنے لگی تھیں۔۔ کیونکہ حقیقتا انکو آج مائرہ شاہ کا انداز کچھ عجیب لگا تھا۔۔

اسی لہجے میں جو آپ کے لئے ٹھیک ہے۔۔۔! لاپرواہی سے جواب دیتے ہوئے مائرہ نے کہا تھا۔۔

مامی آپ بھابھی کو اوپر کمرے میں لے جائیں۔۔ میں کھانا وہیں لے کر آتی ہوں۔ ساتھ میں کھانا کھاتے ہیں۔۔۔! عارفہ بیگم کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے ہوئے مائرہ نے مڑتے ہوئے روقاش سے کہا تھا۔ جس پر وہ سر ہلا گئی۔۔

چلیں بھابھی۔۔۔! روقاش اور اربیلا کی چیزیں اٹھاتے ہوئے مالا نے دوسری طرف سے اربیلا کو تھام لیا۔ کیونکہ وہ بہت خوفزدہ ہو چکی تھی۔

میں تمہاری اس بدتمیزی کا داجان کو بتاؤں گی میرو۔۔۔! اور اس نئی آئی لڑکی کا بھی جس نے مجھے روکنے کی جرات کی ہے۔۔۔! ابھی شادی ہوئے سال نہیں ہوا اور یہ ابھی سے گھر کی مالکن بن بیٹھی ہے۔۔۔! انکو جاتے دیکھ کر عارفہ شاہ بے حد ضبط سے کہنے لگیں تو روقاش کے چلتے قدم بے اختیار رک گئے تھے۔

عارفہ شاہ کی طرف آتے ہوئے وہ مضبوط لہجے میں کہنے لگی تھی۔۔

"ہاشم شاہ" کی بیوی ہوں میں۔۔!! "روقاش ہاشم شاہ" نام ہے میرا۔۔۔! اور یقین جانیے میں ونی میں بالکل نہیں آئی ہوں۔ اس لئے بھول کر بھی میرے ساتھ الجھنے کا سوچیے گا بھی نہ۔۔۔! اور رہی اس گھر کی بات۔۔۔! تو اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ پوری حویلی ہی میری ملکیت ہے۔ اور یہاں کے لوگ بھی۔۔۔! عارفہ شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے وہ مضبوط لہجے میں اپنی حیثیت جتاتے ہوئے تیزی سے مڑ چکی تھی۔۔

اپنی مامی کے الفاظ سنتے ہوئے مائرہ کے ہونٹ بے اختیار مسکراہٹ میں ڈھلے تو وہ سر جھٹک کر کچن کی طرف چلی گئی۔ جبکہ روقاش مڑتے ہوئے اربیلا کو اوپر کمرے میں لے جا چکی تھی۔

\-

بیلا چپ کر جاؤ میرا بچہ۔۔۔!!روقاش اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔لیکن اربیلا شاہ کی آنکھیں مسلسل بھیگتی جا رہی تھیں۔۔

بھابھی پلیز چپ کر جائیں ناورنہ میں ابھی بھیا کو کال کر کے گھر بلا لوں گی۔۔!مالا شاہ بھی پریشان ہوتے کہنے لگی تھی۔کیونکہ اس سے اپنی بھابھی کو رونا بالکل بھی نہیں دیکھا جا رہا تھا۔۔

نن۔۔نہیں۔۔!انکو نہیں بتانا وہ پریشان ہو جائیں گئے۔۔۔!آنکھیں صاف کرتے ہوئے اربیلا نے بے ساختہ کہا تھا۔اس وقت اسکا دل حابیل شاہ کو شدت سے یاد کر رہا تھا۔وہ چاہتی تھی۔کہ وہ آکر اسے خود میں چھپا لے۔کیونکہ عارفہ شاہ کی باتیں اسکا دل خوفزدہ کر چکی تھیں۔۔ایک دم سے وہ خود کو اکیلا محسوس کرنے لگی تھی۔۔

ہاں تو کرو نا اس لمبو کو پریشان۔۔۔!اسے بھی زرا پتہ چلے کہ اسکی نئی آئی چاچی کیا گل کھلا رہی ہے۔۔۔!مالا کی بات میں حامی بھرتے ہوئے روقاش ہونہہ کرتے بولی تھی۔کہ اسی وقت مائرہ ملازمہ کے ساتھ کھانا

لیے اندر داخل ہوئی تھی۔ روقاش، اربیلا کو اپنے کمرے میں لے آئی تھی۔ کیونکہ اسے اپنے کمرے میں جاتے ہوئے ڈر لگ رہا تھا۔۔

نہیں قاشو۔۔! خوامخواہ میں وہ پریشان ہو جائیں گئے۔ آج انکی ویسے بھی انکی ایک بہت اہم میٹنگ ہے۔۔۔! اربیلا نے بے ساختہ نفی کی۔ وہ اپنے آنسوؤں کو روک چکی تھی۔ کھانا رکھنے کے بعد ملازمہ باہر چلی گئی تو مائرہ جلدی سے آکر اربیلا کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔۔۔

ائم سوری بھابھی۔۔! ہماری وجہ سے اپکو انکی فضول باتیں سننی پڑیں ہیں۔۔ پر آپ پریشان نہیں ہوں۔۔ میں خود آج سب سے بات کروں گی۔۔۔! آخر انکی ہمت بھی کیسے ہوئی آپ کے ساتھ ایسی حرکت کرنے کی۔۔۔! اربیلا کے ہاتھ تھامے مائرہ اس سے معذرت کرنے کے ساتھ ساتھ حوصلہ دے رہی تھی۔ تاکہ وہ مزید پریشان نہ ہو۔۔۔

نہیں میرو تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے۔۔ پلیز اب تم ایسے نہیں بولو۔۔۔! ان سب کو اپنے لئے پریشان ہوتے دیکھ کر اور مائرہ کے معافی مانگنے پر اربیلا بے اختیار شرمندہ سی ہونے لگی تھی۔ اسکے پاس اتنے پیارے

رشتے موجود تھے۔ لیکن پھر بھی وہ خوامخواہ میں ڈر رہی تھی۔ سب کی اتنی فکر و محبت پر بے ساختہ وہ مسکرانے لگی تھی۔

شکر ہے بھابھی آپ مسکرائیں۔۔! ورنہ قسم سے اپکو روتے دیکھ کر اب میں نے بھی رونے لگ جانا تھا۔۔۔! مالا آگے بڑھ کر لاڈ سے اسکے گلے لگتے ہوئے کہنے لگی تو وہ سب ہنس دیں تھیں۔۔۔

تم سب تو ڈرپوک ہو۔۔ میری لاڈو ہوتی یہاں پھر اصل شو دیکھنے کا مزہ آنا تھا۔۔۔! شر جینا کی غیر موجودگی محسوس کرتے ہوئے روقاش ناک چڑھاتے ہوئے بولی تھی۔۔ مقصد انکو چھیڑنا تھا۔ جبکہ شر جینا کو یاد کرتے ہوئے وہ سب اب باقاعدہ ہنستے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھ گئیں۔

یاد نہیں اس نے کیسے مس سفینہ کی دھلائی کی تھی۔۔۔! سچ میں مجھے آج تک وہ مزہ نہیں بھولا ہے۔۔! شر جینا کی کاروائی کو سراہتے ہوئے روقاش نے اچانک ذکر کیا تھا۔۔

نام نہیں لیں میرے سامنے اس بڈھی عورت کا۔۔! مس سفینہ کے ذکر پر اربیلا ایک دم سے بدمزہ ہو کر اسکو دیکھنے گئی تھی۔ اسکے بگڑے تاثرات سمجھتے ہوئے روقاش اور مائرہ بے ساختہ قہقہ لگا اٹھی تھیں۔۔

یہ ساری باتیں چھوڑو مجھے یہ بتاؤ پہلے۔۔ کہ نیچے جو عورت آئی ہوئی ہے۔ یہ کس لحاظ سے تم لوگوں کی رشتے میں کیا لگتی ہے۔۔۔؟ ایک سوال جو روقاش کو مسلسل الجھا رہا تھا۔ کہ بے ساختہ مالا اور مائرہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگی تھی۔۔ جبکہ اربیلا ہاتھ و منہ دھونے کے لیے اٹھ کر باتھروم کی طرف چلی گئی تھی۔۔ روقاش کے سوال پر بے اختیار مالا اور مائرہ کی نظروں کا آپس میں تبادلہ ہوا تھا۔۔

یہ ہماری سگی چاچی نہیں ہیں۔۔۔! مالا نے ٹھنڈا سانس خارج کرتے ہوئے بتایا تھا۔

تو پھر۔۔۔؟ روقاش نے مزید پوچھا۔۔!

اگر سگی چچی نہیں ہیں تو پھر انکے شوہر کا قتل بیلا کے بھائی نے کیسے کیا ہے۔۔ اور کس حیثیت سے بیلا کو ونی کر کے اس گھر میں لایا گیا تھا۔۔! روقاش مزید پوچھتے ہوئے باقی سوال بھی کرتی چلی گئی تھی۔

اس نے ابھی تک اس موضوع پر نہ بات کی تھی اور نہ سوال۔۔! اب اچانک سے عارفہ شاہ کی آمد اسے الجھا کر رکھ چکی تھی۔ روقاش کے باقی کے سوال باتھروم سے باہر نکلتی ہوئی اربیلا نے بھی سنے تھے۔

یہ بہت لمبی کہانی ہے مامی۔۔۔! آپ کو ماموں بتادیں گئے۔۔۔! کیونکہ میں انہیں ابھی فون پر سب بتا کر ہی آر ہی ہوں۔انہوں نے سختی سے کہا ہے۔کہ ہمارے واپس آنے تک اربیلا بھابھی کو کسی صورت بھی اکیلا نہیں چھوڑنا ہے۔۔! مائرہ نے گہرا سانس خارج کرتے ہوئے اسے جواب دیا تھا۔جبکہ ہاشم کی ہدایت پر اربیلا اور روقاش ٹھٹک گئی تھیں۔۔اس وقت ان دونوں کے ذہنوں میں بہت سے سوال چل رہے تھے۔۔

ٹھیک ہے تمہارے ماموں سے ہی سب پوچھتی ہوں۔۔۔! تب تک پھر ایسا کرتے ہیں کہ کھانا کھانے کے بعد سب مل کر کوئی اچھی سے مووی دیکھتے ہیں۔۔۔! کھانا شروع کرتے ہوئے روقاش نے اگلا پلین بتایا تھا۔جس کو سن کر وہ ایک دم سے پرجوش سی ہو گئی تھیں۔۔

آفس سے لوٹتے ہی حابیل شاہ اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔تاکہ اربیلا کو دیکھ سکے۔کیونکہ آج مصروفیت کی وجہ سے وہ سارا دن نہ اس سے بات کر سکا تھا۔اور نہ ہی اسے لینے جا سکا تھا۔اس لئے اب حابیل شاہ کا دل اسے دیکھنے کے لیے بے حد بے چین ہو رہا تھا۔

ہاشم شاہ تو آفس سے آتے ہی اعظم شاہ کے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔

جہاں ارباز شاہ پہلے سے موجود تھے۔ارمان شاہ بھی وہیں پر بیٹھ گیا تھا۔پر حابیل شاہ وہاب پر بیٹھنے کی بجائے اوپر چلا آیا تھا۔تاکہ اپنی محبوب بیوی کو ایک نظر دیکھ سکے۔جسے صبح آفس جاتے ہوئے وہ صرف دیکھ پایا تھا۔۔

وہ مسکراتے ہوئے اپنے کمرے میں داخل ہو گیا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی حابیل کا استقبال اندھیرے نے کیا تھا۔

سوئچ بورڈ کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے لائٹس جلائیں تو کمرے کو خالی دیکھ کر وہ حیرانی کا شکار ہوتا چلا گیا۔اسے تو یہ ہی لگ رہا تھا۔کہ شاید اسکی بیوی اندھیرا کیے سو رہی ہو گی۔۔۔پر یہاں بیڈ تو کیا پورے کا پورا کمرہ ہی خالی نظر آ رہا تھا۔

یہ کہاں گئی ہے۔۔۔؟نیچے بھی کہیں نہیں ہے۔۔!اربیلا کو غائب دیکھ کر وہ بے اختیار سوچنے لگا تھا۔واپس مڑتے ہوئے وہ اربیلا کو ڈھونڈنے کی غرض سے کمرے سے باہر نکلا تو مالا اپنے کمرے سے باہر نکلتی ہوئی دیکھائی دی تھی۔۔

مالا۔۔! حابیل شاہ نے بے ساختہ اسے آواز دی۔۔

جی بھیا۔۔؟ مالا نے چونکتے ہوئے اسکی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔

بھیا کا پیارا بچہ آپکی بھابھی کہاں ہے۔۔؟ مالا کا سر چومتے ہوئے حابیل شاہ نے پیار بھرے لہجے میں جاننا چاہا تھا۔ مالا بڑے بھائی کے پیار پر بھرپور مسکرادی تھی۔۔

بھابھی تو اپنی ساسوماں کے ساتھ سورہی ہیں بھیا۔۔!! مالا مسکرا کر شرارتا بولتے ہوئے روقاش کے کمرے کی طرف اشارہ کرگئی تھی۔۔ جس پر حابیل شاہ کو بے اختیار حیرت ہوئی تھی۔۔۔

بڑی کے کمرے میں۔۔۔؟ حابیل نے حیرانی سے دوبارہ پوچھا تھا۔ مالا نے انگلی سے اپنی عینک پیچھے کرتے ہوئے تیزی سے سر ہلاتے ہوئے ہاں کرتے جواں دیا تھا۔۔

وہاں کیوں سورہی ہے۔۔؟ وہ تعجب سے پھر گویا ہوا۔۔

ہم سب مووی دیکھ رہے تھے نا بھیا تو مووی دیکھتے دیکھتے ادھر ہی سو گئے تھے۔ میں اور میر و آپی بھی وہیں پر تھے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی جاگے ہیں۔۔۔! وہ بتاتے چلی گئی۔۔۔

یہ بتاؤ آپکی فلائٹ کس دن ہے۔۔؟ مالا کے وضاحت کرنے پر حابیل شاہ نے اسکے بال بگاڑتے ہوئے جاننا چاہا تھا۔ اسے ابھی اچانک یاد آیا تھا۔

پرسوں کی ہے بھیا۔۔۔! حسب عادت اپنی عینک پیچھے کرتے ہوئے مالا نے مسکرا کر جواب دیا۔

ٹھیک ہے میرا بچہ میں آپ سے نیچے آ کر تھوڑی دیر میں ملتا ہوں۔ ایسے کرو میری اور اپنی بھابھی کے لئے اپنے ہاتھوں سے اچھی سی کافی تیار کرو۔۔ تب تک میں زرا تمہاری بھابھی کو دیکھ لوں۔۔۔!

مالا کے ہاتھ چومتے ہوئے حابیل شاہ نے اسے ہدایات دیں تو وہ خوش ہوتے سر ہلا کر نیچے چلی گئی تھی۔

حابیل اب ہاشم شاہ کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ جہاں اسکی بیوی قیام پزیر تھی۔

حابیل شاہ کو اندر داخل ہوتے ہوئے بے اختیار جھجک سی ہوئی تھی۔ کیونکہ روقاش بھی اندر ہی سو رہی تھی۔ لیکن پھر ہمت کرتے ہوئے وہ اندر داخل ہو گیا۔ کیونکہ ہاشم شاہ کسی بھی وقت اوپر آنے والا تھا۔ بڑی کے آنے سے پہلے پہلے حابیل شاہ کو اربیلا کو وہاں سے اپنے کمرے میں لانا تھا۔

وہ اندر داخل ہوا تو کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ جو کہ بیڈ کی سائیڈ لیمپ کی تھی۔۔ جبکہ بیڈ پر اربیلا اور روقاش بے خبر سی سو رہی تھیں۔۔

آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہ بیڈ کے پاس آیا تو اربیلا نے روقاش کے بازو پر سر رکھا ہوا تھا۔ جبکہ روقاش کا ایک ہاتھ اربیلا کے سر پر تھا۔ جیسے سونے سے پہلے وہ اربیلا کے بال سہلاتے رہے تھی۔

ان کو اس انداز میں سوتے دیکھ کر حابیل شاہ ابھی حیرت کا شکار ہو ہی رہا تھا۔ کہ اچانک دروازہ کھولتے ہوئے ہاشم شاہ بھی اپنے دھیان میں کمرے میں داخل ہوا تو حابیل کو پہلے سے وہاں کھڑے دیکھ کر چونک سا گیا۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر حابیل شاہ نے بے ساختہ مڑتے ہوئے دیکھا تو ہاشم شاہ کو دیکھ کر گہرا سانس خارج کر گیا تھا۔۔

حابیل کے دیکھنے پر ہاشم شاہ نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے اشارے سے اپنے کمرے میں اسکی موجودگی کی وجہ جاننا چاہی تھی۔ہاشم شاہ کے سوال پر حابیل شاہ نے آنکھوں سے قریب آنے کا کہتے ہوئے بیڈ کی جانب اشارہ کیا تھا۔

جس پر ہاشم شاہ نا سمجھی سے کوٹ صوفے پر پھینکتے ہوئے اسکی جانب آیا تو بیڈ کا منظر دیکھ کر بے ساختہ آنکھیں پھیلا گیا۔۔

ہاشم شاہ کی آنکھیں دیکھتے ہوئے حابیل شاہ کو بے ساختہ ہنسی سی آنے لگی تھی۔۔

یہ ایسے کیوں سو رہی ہیں۔۔؟ اپنی بیوی کا سونے کا انداز دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ حیرانی سے کہا تھا۔۔ جبکہ روقاش کا ممتا بھرا انداز دیکھ کر اسکا دل تعجب کا شکار ہو رہا تھا۔۔

مجھے کیا پتہ۔۔! میں تو خود یہاں پر حیران کھڑا ہوں۔۔! حابیل نے کندھے اچکا کر لاعلمی کا اظہار کیا۔

ڈریس بھی ایک جیسا پہنا ہوا ہے۔۔؟روقاش اور اربیلا کا بلیک ڈریس دیکھتے ہوئے حابیل شاہ نے چہرہ موڑتے ہوئے متاثر کن انداز میں ایک اور اطلاع دی تھی۔

واہ بھئی۔۔؟کبھی دیکھا ہے کہیں ساس، بہو کا ایسا پیار۔۔۔؟ہاشم شاہ متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکا تھا۔

اب یہ نہ بولیے گا بڈی کہ اپ جیلس ہو رہے ہیں۔۔۔!حابیل شاہ نے بے ساختہ اسے چھیڑا تو ہاشم شاہ گھور کر رہ گیا تھا۔۔

ہو گیا شروع تیرا کمینہ پن۔۔؟جواب میں ہاشم شاہ نے طنز کرتے بولا تھا۔جس پر حابیل شاہ ہنس کر جھکتے ہوئے اربیلا کو اٹھانے لگا۔۔۔

آرام سے اٹھانا اسے۔۔!اگر وہ سکون سے سو رہی ہے تو تجھ سے برداشت نہیں ہو رہا کیا۔۔۔؟حابیل شاہ کی جلد بازی پر ہاشم شاہ نے لے ساختہ اسے ٹوکا۔تا کہ اربیلا کی نیند نہ خراب ہو جائے۔۔

مجھ سے تو سچ میں برداشت نہیں ہو رہا بڈی اس لئے اپنی بیوی لے کر جا رہا ہوں۔ اب آپ سکون سے اپنی والی کی نیند خراب کر سکتے ہیں۔۔۔! اربیلا کو ایک جھٹکے سے بازوؤں میں اٹھاتے ہوئے وہ آنکھ ونک کرتے ہوئے شرارتا گویا ہوا تھا۔ جس پر ہاشم شاہ کا بے اختیار منہ کھل گیا تھا۔۔

ایک کمینہ گیا ہوا ہے۔ تو یہ سالا اسکی بھی کسر پوری کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔۔! حابیل شاہ کے مسخرے پن پر ہاشم شاہ نے کلس کر تیزی سے اسے دفع ہونے کا اشارہ کرتے ہوئے آگے بڑھ کر جلدی سے دروازہ بند کر دیا تھا۔۔

حابیل شاہ کے جاتے ہی وہ ٹائی نکالتے ہوئے بازوؤں کے بٹن کھولنا شروع ہو گیا تھا۔ جبکہ نظروں کے حصار میں روقاش کا من موہنا سا چہرہ تھا۔ روقاش کے چہرے پر پھیلی ہوئی سادگی کو دیکھ کر وہ بھرپور مسکراتے ہوئے دوبارہ بیڈ کی جانب آیا تھا۔

ہاشم شاہ نے جھکتے ہوئے اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیا تھا۔ روقاش کی بند آنکھوں کو پیار سے دیکھتے ہوئے اس نے بے ساختہ ہاتھ بڑھاتے ہوئے اسکے بال سہلائے۔ تو روقاش کو نیند میں اپنے قریب جانی مانی سی خوشبو محسوس ہونے لگی۔ جس کے باعث اگلے ہی پل وہ مسکراتے ہوئے کسمانے لگی تھی۔

اسکے نیند میں مسکرانے پر ہاشم شاہ حیرت سے اسے دیکھ گیا۔۔

قاشو۔۔۔! لاڈ بھری آواز میں اسے پکارتے ہوئے ہاشم شاہ نے ہولے سے اسکی مڑی ہوئی پلکوں کو ہونٹوں سے چھوا تو اس بار روقاش کھل کر مسکراتے ہوئے بانہیں پھیلا گئی تھی۔ شاید اسکے حواس ہاشم شاہ کی موجودگی کو اچھے سے محسوس کر چکے تھے۔۔۔

اسکے بازو پھیلانے پر اس بار وہ تعب سے ہنستے ہوئے اسے گلے لگا تو روقاش بند آنکھوں سے اسکے گرد حصار بناتے ہوئے اس میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

شاہ۔۔۔! ہاشم شاہ کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے روقاش نے اچانک اسے غیر متوقع پکارا تھا۔

ہمم۔۔۔! ہاشم شاہ نے ہنکارہ بھرتے ہوئے مسکرا کر اسکی پکار کا جواب دیا۔ جبکہ اسکے یوں پکارنے پر ہاشم شاہ کے دل نے تیزی سے بیٹ مس کی تھی۔۔

آپ کب آئے۔۔۔!! اچانک اٹھتے ہوئے اسکے سینے پر سر رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے روقاش نے دوسرا سوال کیا۔۔

جب آپ مجھے بھلا کر سکون سے سو رہی تھیں پرنسل صاحبہ۔۔۔! روقاش کی کوشش آسان کرتے ہوئے ہاشم شاہ خود لیٹتے ہوئے اسے اٹھاتے ہوئے اپنے اوپر لٹا گیا تھا۔۔ ہاشم شاہ کے چوڑے وجود پر لیٹتے ہی وہ بند آنکھوں سے خوش ہوتے تیزی سے اسکے گرد حصار باندھ گئی تھی۔۔۔

میں آپ کو بہت مس کر رہی تھی۔۔۔! اسکی زبان سے خود کے لئے پرنسپل صاحبہ سن کر وہ مسکراتے ہوئے اسے بتانے لگی۔ جبکہ اس بار آنکھیں کھول کر ہاشم شاہ کی طرف باقاعدہ دیکھا بھی گیا تھا۔ جو پہلے ہی وارفتگی سے اسے تک رہا تھا۔۔

میں کیسے مانو یہ بات۔۔۔؟ روقاش نے جیسے ہی اپنی آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھا تھا۔ کہ ہاشم شاہ کو ان میں اپنا دل ہارتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔ روقاش کی کمر میں بازو حائل کرتے ہوئے وہ اچانک کروٹ بدلتے ہوئے اسے تکیے پر لٹا کر اس پر جھک آیا۔

اور آپ میری بات پر کیوں نہیں یقین کریں گئے بھلا۔۔؟ اسکے سوال کے بدلے میں روقاش بھی ناک چڑھا کر پوچھنے لگی تھی۔۔ جیسے یقین ہو کہ اس بار وہ کچھ بھی نہیں کہہ پائے گا۔۔ اور یہ ہی ہوا تھا۔ ہاشم شاہ دل سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا تھا۔۔

تم میرا چاند ہو۔۔۔! اسکی خوبصورت آنکھوں پر ہونٹ رکھتے ہوئے وہ تعریف کرتے ہوئے گویا ہوا تو روقاش کا دل تیز رفتار میں دھڑکنا شروع ہو گیا تھا۔

اسکے کان میں پیار بھری سرگوشیاں کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے اچانک اسکی گردن میں اپنی شیو کی مدد سے گدگدایا تو وہ کھکھلاتے ہوئے اسکی آغوش میں مچلنا شروع ہو گئی تھی۔ جس پر ہاشم شاہ بھی بھرپور ہنستے ہوئے اسے اپنی بانہوں میں قید کرتے مدہوش ہوتا چلا گیا تھا۔۔

اربیلا کو بیڈ پر لٹانے کے بعد حابیل شاہ اسے یوں ہی سوتا چھوڑ کر خود شاور لینے کے لیے چلا گیا ہوا تھا۔ اربیلا کی اچانک آنکھ کھلی تو وہ ایک دم سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تھی۔

ڈرتے ہوئے اس نے پورے کمرے میں نظریں دہرائیں تو خود کو اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ مزید ڈرتی جب باتھروم سے نکلتا ہوا حابیل شاہ اسے جاگتا دیکھ کر تیزی سے اسکی طرف بڑھا تھا۔

بیلا۔۔۔! کیا ہوا میری جان۔۔۔! ٹاول صوفے پر پھینک کر وہ جلدی سے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔ کیونکہ اربیلا کے چہرے پر پھیلے ہوئے ڈر کے سایے وہ دیکھ چکا تھا۔

حابیل۔۔۔! اسکی آواز پر چونکتے ہوئے وہ اگلے ہی پل اسے پکارتے ہوئے تیزی سے اسے سینے میں چھپ گئی تھی۔ جس پر وہ ایک دم سے پریشان ہو گیا تھا۔

جانِ حابیل۔۔! کوئی برا خواب دیکھ لیا کیا۔۔۔؟ اسے اپنے حصار میں قید کرتے ہوئے حابیل شاہ نے بے ساختہ جاننا چاہا تھا۔ شاید وہ سمجھ رہا تھا۔ کہ وہ کسی برے خواب کے باعث یوں ڈرتے ہوئے اٹھی ہے۔۔۔ پر وہ چپ رہی تھی۔

آہستہ آہستہ اسکا ذہن بیدار ہوتے اب اسے دن میں ہوئے مناظر یاد دلانے لگا تو اربیلا کا دل نجانے کیوں ایک دم سے پھر بھر آیا تھا۔ جس کے باعث وہ حابیل شاہ کے حصار میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

اربیلا کو خاموش دیکھ کر حابیل شاہ نے شدت سے اسے خود میں بھینچتے ہوئے بے اختیار اسکا ماتھا چوما تو اربیلا آنکھیں بند کرتے ہوئے اس تحفظ کو محسوس کرنے لگی تھی۔

بیلا۔۔۔! چند پل یوں ہی خاموشی سے گزرے تو حابیل شاہ نے اسکی پشت سہلاتے ہوئے پیار سے پکارا تھا۔ اسکے پکارنے پر وہ بے ساختہ چہرہ باہر نکالتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگی تھی۔

حابیل شاہ جو اسے کچھ اور پوچھنے والا تھا۔ کہ اربیلا کی آنکھوں کو دیکھتے ہی وہ ٹھٹک کر رہ گیا۔

تم روئی تھی کیا۔۔۔؟ اسکی سوجھی ہوئی آنکھوں کو انگلیوں کی پوروں سے چھوتے ہوئے حابیل شاہ نے سنجیدگی سے سوال کرتے جاننا چاہا تھا۔۔ جس پر اربیلا نے تیزی سے نظریں چرالی تھیں۔ وہ ایک پل میں اسکے رونے کو پہچان گیا تھا۔

بیلا میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔؟ اسکے یوں نظریں چرانے پر اب حابیل شاہ نے اسکی تھوڑی سے پکڑتے ہوئے چہرہ بلند کر لیا تھا۔ اسکے رونے کا سوچ کر ہی وہ دل ہی دل میں بے چینی کا شکار ہونے لگا تھا۔

آپ مجھے آج لینے کیوں نہیں آئے تھے۔۔؟اربیلا کو جب کچھ سمجھ نہ آیا کہ وہ اپنے رونے کی کیا وجہ بیان کرے تو بے ساختہ اسکے نہ آنے کا شکوہ کر گئی تھی۔

میرے نہ آنے پر روتی رہی ہو۔۔۔؟حابیل شاہ نے حیرانی سے دوسرا سوال داغا تھا۔جس کے جواب میں وہ نم آنکھوں سے سر ہلاتے ہوئے اقرار کرنے لگی تو حابیل شاہ کا دل مٹھی میں جکڑتا چلا گیا تھا۔۔

میری یاد آرہی تھی کیا۔۔؟اربیلا کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتے ہوئے حابیل شاہ نے بے اختیار سٹل ہوتے مزید جاننا چاہا تھا۔۔

بہت زیادہ۔۔۔!اس بار وہ اپنی بھرائی آواز پر قابو نہیں رکھ پائی تھی۔اس لئے اقرار کرتے ہوئے تیزی سے اسکے سینے میں دوبارہ چہرہ چھپا چکی تھی۔حابیل شاہ تو سٹل ہوتے اسے دیکھنے لگا تھا۔

وہ آج عجیب طرح کا ردعمل کیوں دے رہی تھی۔ بالکل ویسے ہی جیسے پہلے دن اس حویلی میں آئی تھی۔ فرق بس یہ تھا۔ کہ تب وہ حابیل شاہ سے اجنبیت رکھتی تھی۔اور آج صرف اسکے حصار میں قید ہوتی پتہ نہیں کیوں اتنا گھبرائی ہوئی سی معلوم ہو رہی تھی۔

بیلا کچھ ہوا ہے کیا میری جان۔۔۔؟ نرمی سے پوچھتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔ جس کے جواب میں اربیلا نے اسکے سینے پر سر رکھے بند آنکھوں سے نفی کی تھی۔۔

پکی بات ہے نا۔۔؟ میری غیر موجودگی میں اگر کچھ ہوا ہے تو پلیز مجھ سے شئیر کرو۔۔۔! اکیڈمی میں کچھ ہوا ہے کیا۔۔۔؟ وہ مزید سوال کرتے ہوئے اپنی تسلی کرنا چاہ رہا تھا۔ کیونکہ اپنی بیوی کی ہر ادا کو اچھے سے پہچانتا تھا۔ کیونکہ اتنا خاموش تو وہ بہت عرصے بعد نظر آ رہی تھی۔۔

کچھ نہیں ہوا حابیل۔۔! مجھے بس آپکی بہت یاد آ رہی تھی۔اس لئے مجھے رونا بھی آ رہا تھا۔۔۔! اسکے بار بار پوچھنے پر اربیلا نے بے ساختہ اس بار بولتے ہوئے جواب دیا۔ تاکہ وہ اسکی وجہ سے مزید پریشان نہ ہو۔۔

کوئی شوہر کو بھی یاد کرتے ہوئے روتا ہے پاگل لڑکی۔۔! گہرا سانس خارج کرتے ہوئے حابیل مطمئن ہوتے بول گیا تھا۔ جیسے اپنی بیوی کی اس حرکت پر بہت تاسف ہوا ہو۔۔

میں روتی ہوں نا۔۔۔! سادہ لہجے میں بنا توقف کے اربیلا نے جواب دیا۔ جس کو سن کر وہ ہنس پڑا تھا۔

معذرت خواہ ہیں پھر ہم ملکہ صاحبہ۔۔۔! کہ ہماری وجہ سے آپکی یہ خوبصورت آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔۔۔! اسکا ہاتھ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے حابیل شاہ کہنے لگا تو وہ ہنسنا شروع ہو گئی تھی۔ بے اختیار اسکے ذہن میں آج مائرہ شاہ کے کہے ہوئے الفاظ کی گونج سنائی دینے لگی۔

"یہ حابیل ارباز شاہ کے دل کی ملکہ ہے۔۔" چہرہ اسکے سامنے کرتے ہوئے وہ حابیل شاہ کو تکتی چلی گئی تھی۔

یوں رویا نہ کرو جانِ حابیل۔۔۔! تمہارے رونے کا سوچ کر میر دل تکلیف سے بھرنے لگتا ہے۔۔۔! میں آئندہ خود تمہیں لینے آیا کروں گا۔۔! اربیلا کے وارفتگی سے تکنے پر حابیل شاہ بے بسی بھرے لہجے میں کہتے ہوئے باری باری اسکی آنکھوں پر لب رکھنے لگا تھا۔

وہ یہ سوچ کر ہی بے قرار ہو رہا تھا۔ کہ وہ آج دن بھر اداس رہی ہے۔۔ حابیل شاہ کے محبت بھرے انداز پر اربیلا کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تو وہ بند آنکھوں سے پر سکون ہوتے ساری فکریں بھلاتی چلی گئی تھی۔۔

اربیلا کا ہاتھ تھامے حابیل شاہ نیچے آیا تو ٹیبل پر عارفہ شاہ بھی پہلے سے موجود تھیں۔ انکو وہاں بیٹھے دیکھ کر اربیلا کو ایک دم سے گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔ جس کے باعث کو بے اختیار وہ حابیل شاہ کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کر چکی تھی۔ اسکے یوں مضبوطی سے ہاتھ تھامنے پر حابیل شاہ ایک دم سے چونکا تھا۔۔

بیلا تم ٹھیک ہو۔۔؟ حابیل نے مڑتے ہوئے پریشانی سے پوچھا تھا۔ جس پر سب متوجہ ہوتے انکی طرف دیکھنا شروع ہو گئے تھے۔۔

میں ٹھیک ہوں حابیل۔۔! سب کو اپنی طرف دیکھتا پر بیلا نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے جواب دیا۔ جبکہ عارفہ شاہ کی مسلسل نظریں اربیلا شاہ پر ٹکی ہوئی تھیں۔

سامنے کھڑی لڑکی انہیں ایک نظر نہیں بھا رہی تھی۔ بس نہیں تھا۔ کہ ابھی اٹھ کر وہ اسکا حشر بگاڑ کر رکھ دیتیں لیکن سب کی موجودگی کے باعث وہ فلوقت خاموش تھیں۔۔

بیلا بچے۔۔۔! ارباز شاہ نے اچانک اپنی بہو کو مخاطب کیا۔ جو ڈر کے مارے بے سکون ہو چکی تھی۔ عارفہ شاہ کے کارنامے کی خبر ان تک پہنچی تھی۔۔اس لئے وہ ایک لمحے میں اپنی بہو کی آنکھوں میں ابھرتا ڈر بھانپ گئے تھے۔

جی بابا۔۔۔! انکے مخاطب کرنے پر اربیلا چونک سی گئی۔۔حابیل شاہ بھی نظریں اٹھائے باپ کی طرف دیکھنے لگا تھا۔۔

آج اپنے بابا کے پاس بیٹھ کر کھانا کھالو۔۔۔! ارباز شاہ مسکرا کر کہتے ہوئے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کرنے لگے تھے۔ ارباز شاہ کے الفاظ پر اربیلا کی آنکھوں میں بے حد حیرانی در آئی تھی۔

بھابھی یہاں آجائیں۔۔! وہ حیران کن طور پر ارباز شاہ کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ جب ارباز شاہ کے پاس بیٹھی مالا بھی پر جوش ہوتے اسے اپنے پاس بلانے لگی تھی۔ حابیل شاہ تو باپ کو حیرانی سے دیکھنے لگا تھا۔۔

خیر ہے نا۔۔؟ میری بیوی کو کیوں پاس بلا رہے ہیں۔۔۔! اربیلا مسکرا کر انکی طرف بڑھتی جب حابیل نے تیزی سے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے روک لیا تھا۔ اور آبرو اٹھاتے ہوئے سوالیہ نظروں سے باپ سے مخاطب ہوا تھا۔

تمہاری یہ باسی شکل دیکھ دیکھ کر میری بہو بور ہو گئی ہے۔اس لئے آج وہ اپنے ہینڈ سم سسر کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے گی۔۔۔!ارباز شاہ نے مسکرا کر خود کی تعریف کرتے بیٹے کو جواب دیا تھا۔جس کو سن کر اربیلا شاہ سمیت روقاش کا قہقہ بے ساختہ تھا۔اربیلا کو خود پر ہنستے دیکھ کر حابیل شاہ نے اسے گھورنے کی ناکام کوشش کی پر وہ مزے سے اپنا ہاتھ چھڑا کر ارباز شاہ کے پاس جا بیٹھی تھی۔۔

قسم سے بھیا اس لمبو کے بارے میں یہ بات میں بھی بہت دیر سے کہنا چاہتی تھی۔۔!حابیل شاہ کی بے عزتی کو انجوائے کرتے ہوئے روقاش نے بھی ارباز شاہ کی بات میں حامی بھرنے والے انداز میں ہنستے ہوئے حصہ ڈالنا ضروری سمجھا تھا۔جس پر ہاشم شاہ تاسف سے اپنی بیوی کو دیکھ کر رہ گیا تھا۔

ایک پھوپھو نما عورت کے منہ سے ایسی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔۔!اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے حابیل نے ناک چڑھا کر اپنی چاچی کو سلگانا چاہا تھا۔وہیں عارفہ شاہ تو خاموش نظروں سے خاندان بھر کا پیار دیکھ رہی تھیں۔وہ دیکھ رہی تھیں۔کہ سب روقاش کو غیر معمولی اہمیت دیئے ہوئے تھے۔وہیں اربیلا کا ہنسنا بھی انہیں ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔ارباز شاہ کا اسے اپنے پاس بٹھانا شاید کسی بات کو بہت واضح کرنا تھا۔جو عارفہ شاہ سمجھ کر بھی الجھ رہی تھیں۔۔

میں آپ سب سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔!! سب پر نظر دہرا کر مائرہ شاہ اچانک سنجیدگی سے گویا ہوئی تھی۔اسکے یوں بولنے پر اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ارمان شاہ ایک پل میں الرٹ ہو گیا تھا۔

ہاں بولو بچے۔۔! اعظم شاہ نرمی سے جواب دیتے ہوئے اپنی اکلوتی نواسی کی طرف دیکھنے لگے تھے۔جو انکی بیٹی کی واحد نشانی تھی۔اور ہو بہو اپنی ماں کا عکس تھی۔مائرہ کی طرف دیکھتے ہوئے انہیں بے اختیار بیٹی کی یاد آئی تو وہ بے حد ضبط سے آنکھوں میں امڈتی نمی پر قابو کرنے کی کوشش کرنے لگے۔۔

میں اب شادی کرنا چاہتی ہوں داجان۔۔! ہاشم شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے مائرہ نے آہستہ آواز اپنی بات کہتے ہوئے ساتھ ہی نظریں جھکا لی تھیں۔پر یہ صرف ایک پل کے لئے تھا۔اسکی غیر متوقع بات پر سب تعجب سے اسے دیکھتے رہ گئے تھے۔ارمان شاہ کو تو گویا چار سو چالیس واٹ کا جھٹکا لگا تھا۔زیام شاہ متاثر کن انداز میں ارمان شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے واہ کر گیا تھا۔۔

واہ یہ معجزہ کیسے ہو گیا۔۔۔؟ ارمغان شاہ بھی بے یقینی کا شکار ہوا تھا۔مائرہ کے الفاظ پر روقاش کی ہیزل آنکھیں تو چمکنا شروع ہو گئی تھیں۔۔

یہ کیسے ہو گیا مطلب میر و تمہیں تو مان ایک آنکھ نہیں بھاتا تو پھر اچانک آج شادی کا خیال کیسے۔۔؟ حابیل شاہ بھی حیرت سے کہنے لگا۔ وہیں ارمان شاہ اپنے بڑے بھائی کے الفاظ پر افسوس اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔ جو آج بھی اسکے راستے میں روڑے اٹکانے سے باز نہیں آ رہا تھا۔۔

بس آ گیا بھیا۔۔۔! میری سب دوستٹ کی شادی ہو چکی ہے۔ تو میرے خیال میں مجھے بھی کر لینی چاہیے۔ ویسے بھی یہ شادی اب تک صرف میری وجہ سے رکی ہوئی تھی۔ اس لئے آج سب کے سامنے اقرار کر رہی ہوں۔۔۔! مطمئن لہجے میں مسکرا کر بولتے ہوئے اس نے کافی تفصیلی جواب دیا تھا۔ جبکہ ہاشم شاہ اب تک خاموش تھا۔ لاشعوری طور پر مائرہ اپنے ماموں کے کچھ کہنے کے انتظار میں تھی۔ لیکن ہاشم شاہ نے کسی قسم کی حیرت کا اظہار یا سوال نہیں کیا تھا۔

ارمان شاہ کی پر سوچ نگاہوں نے مائرہ پر فوکس کیا ہوا تھا۔ بے اختیار اسے آج مائرہ کے کہے الفاظ یاد آنے لگے تھے۔۔

"سالوں پہلے اگر ارمان شاہ مجھے میری مرضی کے خلاف جا کر زبردستی اپنا بنا سکتا ہے۔ تو اب مائرہ شاہ بھی تمہیں سب کے سامنے حاصل کر کے رہے گی۔۔۔" مائرہ کے الفاظ یاد آتے ہی ارمان شاہ کا دل زوروں سے

دھڑکا تھا۔اس کی آنکھوں کازاویہ ہلکاسارو قاش کی طرف گھوماتورو قاش خوشی سے بے قابو ہوتے اسے آنکھ ونک کر گئی۔جوزیام شاہ نے بغور دیکھا تھا۔پرروقاش کو کوئی پرواہ نہیں تھی۔۔

سچ بتایہ تیرے اور چاچی کے درمیان کون سی کھچڑی پک رہی ہے۔۔؟اپنی چاچی کی حرکتوں پرارمان شاہ جو بامشکل مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کررہاتھا۔کہ زیام شاہ مشکوک لہجے میں اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔کیونکہ وہ کب سے نوٹ کررہاتھا۔کہ روقاش اورارمان شاہ ایک دوسرے کو کچھ اشارے کر رہے تھے۔

کوئی بھی کھچڑی نہیں پک رہی۔۔۔!فٹ سے سنجیدہ ہوتے ارمان شاہ نے اسے پل میں ٹرخایا تھا۔۔

اتنابھاؤکیوں کھارہاہے۔۔!بتادے ناشاید مجھے بھی کوئی ایسی ترکیب مل جائے۔۔!اورمیری چھوٹی دنیا بھی ایسے کہہ دے کہ مجھے زیام سے شادی کرنی ہے۔۔!ارمان شاہ کے جھوٹ بولنے پرزیام شاہ آنکھیں مٹکاکر تیزی سے اپنی دلی خواہش کااظہار کرنے لگاتھا۔

تجھے ٹپ کی نہیں، بس جوتوں کی ضرورت ہے۔۔۔! ارمغان شاہ نے طنز کرتے اسے گھوری سے نوازا تھا۔ یہاں اتنے سالوں سے انکی کشتی پار نہیں لگ رہی تھی۔ اور اس نمونے کو شادی کرنا تھی۔ جس کے نکاح کو جمعہ جمعہ اٹھ دن نہیں ہوئے تھے۔

رائٹ۔۔! ارمغان شاہ کے الفاظ میں ارمان شاہ نے بے اختیار متاثر کن انداز میں حامی بھری تھی۔ جس پر زیام شاہ منہ بسور کورہ گیا تھا۔۔

عالم اور شر جینا واپس آتے ہیں۔ تو پھر انشاءاللہ رخصتی کی تقریب رکھ لیتے ہیں۔۔! اعظم شاہ مسکرا کر مائرہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جو انکے جواب پر ایک دم سے خوش ہوتے انکی طرف دیکھنے لگی تھی۔ مائرہ کے اس اچانک بدلاؤ پر وہ حیران ضرور تھے۔ لیکن انہیں یہ جان کر دلی خوشی محسوس ہو رہی تھی۔ کہ شکر وہ اپنے رشتے کو لے کر اب سنجیدہ ہو چکی ہے۔ ورنہ تو اسکا رویہ انہیں پریشان کیے رکھتا تھا۔۔

میں کچھ عرصے کے لیے گھر سے کیا چلی گئی تھی آپ لوگوں نے مجھے بالکل غیر ہی بنا لیا ہے۔ میں صبح سے واپس آئی ہوئی ہوں۔ پر دیکھ رہی ہوں۔۔ کہ کسی کو میرے آنے سے کوئی خوشی نہیں ہوئی ہے۔۔! ان

سب کو اپنی باتوں میں مگن دیکھ کر عارفہ شاہ اچانک شکوہ کرتے بولی تھیں۔ جبکہ نظریں ارباز شاہ پر ٹکی ہوئی تھیں۔ جو مسکرا کر اربیلا کے ساتھ چھوٹی چھوٹی باتوں میں مصروف تھے۔۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے بہو۔۔! تم ہمارے خاندان کا آج بھی حصہ ہو۔۔! اعظم شاہ بے اختیار انکے شکوے پر بولے تھے۔۔ جبکہ باقی کسی نے بھی کوئی رد عمل نہیں دیا تھا۔ جیسے کسی نے انکے الفاظ سنے ہی نہ ہوں۔۔

پر دا جان مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے۔۔! آج دن میں میرو نے بھی میرے ساتھ کافی بدتمیزی کی ہے۔۔! کیا اب واقعی ہی اس گھر میں میرے لئے کوئی جگہ نہیں بچی۔۔۔! عارفہ شاہ بھرائے لہجے میں اچانک دکھی انداز میں کہنے لگی تھیں۔ جبکہ انکے الفاظ پر اب سب چونک کر انکو دیکھ گئے تھے۔۔ وہیں مائرہ شاہ کے اعتماد میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔۔

مامی آپ یہ بھی تو بتائیں سب کو کہ میں نے بدتمیزی کی کیوں تھی۔۔! مائرہ نے مزے سے جواب دیا تھا۔

ہاں تو میں کیا غلط کر رہی تھی۔۔؟ اس ونی میں آئی لڑکی کو اسکی حیثیت ہی یاد دلانے کی کوشش کی ہے۔ جس کو تم لوگوں نے سر پر نجانے کیوں بٹھا رکھا ہے۔ اور اب اپنے ساتھ یہاں بٹھا کر کھانا بھی کھلا رہے ہیں۔ بلکہ

مجھے تو دکھ ہو رہا ہے۔ کہ کیا آپ سب کو اپنے بھائی کا خون بھول چکا ہے۔۔۔! عارفہ شاہ ایک دم سے اربیلا کی طرف دیکھتے ہوئے زرخند لہجے میں بولتی چلی گئی تھیں۔۔

انکو آخر پر یاد آیا ہے کہ انکو اپنے شوہر کے فوت ہونے کا دکھ بھی ہو رہا ہے۔۔۔! عارفہ شاہ کے آخری الفاظ اچکتے ہوئے زیام شاہ آہستہ آواز میں بولا تھا۔ انداز مذاق اڑانے جیسے تھا۔ زیام کا فوت لفظ سن کر ارمان شاہ اور ارمغان دونوں نے ہی مشکل سے ہنسی دبائی تھی۔۔

ویٹ ویٹ۔۔! یہ کس بارے میں بات ہو رہی ہے۔۔؟ حابیل جو اس سے سارے قصے سے اب تک انجان تھا۔ کہ ایک دم سے کھانا چھوڑ کر سنجیدگی سے پوچھ گیا۔ جبکہ اربیلا کی حالت عجیب سی ہونے لگی تھی۔۔

میں بتاتی ہوں اپکو بھیا۔۔! آج دن میں جب اربیلا بھابھی واپس لوٹی تھیں۔ تو وہ لاؤنج میں بیٹھ گئی تھیں۔ عارفہ مامی نے جب انکو لاؤنج میں بیٹھے دیکھا تو ان کو تھپڑ مارنے کی کوشش کی تھی۔ اور وجہ صوفے پر بیٹھنا تھی۔۔۔! حابیل کے سوال کرنے پر مائرہ عام سے لہجے میں مختصر کرتی اسکو سب بتاتی چلی گئی تھی۔ جس پر حابیل شاہ کی آنکھیں اچانک متغیر ہو گئی تھیں۔ بے اختیار اس نے اربیلا پر ایک نظر ڈالی۔۔ جواب بھی کسی

مجرم کی طرح چہرہ جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔ کیا یہ وجہ تھی۔ کہ وہ آج کھانا کھانے کے لئے نیچے نہیں آرہی تھی۔

میر و پوری بات بتاؤنا حابیل کو۔۔! کہ اسکی بیوی کو ونی میں آئی لڑکی کی طرح ٹریٹ کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔۔! وہ تو شکر ہے۔ کہ میں نے دیکھ لیا اور اربیلا کو بچا لیا۔۔ ورنہ تو شاید یہ ایک ساتھ ہی اربیلا پر تشدد کے تمام پہاڑ توڑنا چاہ رہی تھیں۔۔۔! مائرہ کی بات میں حصہ ڈالتے ہوئے روقاش بھی مزید بتانے لگی۔ جس پر سب کے چہروں پر غصے کے واضح تاثرات ابھرے تھے۔۔

تو اس میں کیا غلط ہے۔۔! اس لڑکی کے بھائی نے میرے شوہر کا قتل کیا ہے۔اور اسی کے بدلے میں یہ ونی ہو کر اس گھر میں آئی ہے تو پھر اس خون کا بدلہ چکانے میں کیا قباحت ہے، جس کی وجہ سے یہ یہاں موجود ہے۔۔؟ حابیل شاہ کے تاثرات سے انجان عارفہ شاہ ایک بار پھر اپنے نیک خیالات کا اظہار کرنے سے باز نہیں آئی تھیں۔۔

" What nonsense is this, Baba...? How dare she even think like that about my wife"!...

اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے حابیل شاہ ایک دم سے گرجدار آواز میں اپنے باپ سے مخاطب ہوا تھا۔ یہ سوچ کر ہی اسکا وجود آگ کی طرح جلنا شروع ہو چکا تھا۔۔ کہ اسکی غیر موجودگی میں اسکی بیوی کے ساتھ یہ عورت کیا کرنے والی تھی۔ اربیلا کے رویے کی اب اسے کھل کر سمجھ آرہی تھی۔

حابیل کا غصہ دیکھتے ہوئے سب کھانا چھوڑ چکے تھے۔ جبکہ روقاش اور مائرہ نے اب مزے سے عارفہ شاہ کی حالت انجوائے کی تھی۔ جو حابیل کے تیور دیکھتے ہوئے اچانک گھبرا چکی تھیں۔۔

ریلکس حابیل۔۔! ہاشم شاہ نے بے ساختہ اسے ٹھنڈا کرنا چاہا تھا۔

کیا ریلکس بڑی۔۔! آپ سن رہے ہیں انکی باتیں۔۔۔! انکی ہمت بھی کیسے ہوئی میری بیوی پر ہاتھ اٹھانا تو دور اسکی طرف ایسی نیت سے دیکھنے کی بھی۔۔۔! عارفہ شاہ پر تپش بھری نظریں ڈالتے ہوئے حابیل شاہ لے بھڑکتے ہوئے سوال کیا تھا۔۔ اربیلا نے تو سانس روکتے ہوئے اسکے تاثرات دیکھے تھے۔۔۔

حابیل شاہ کا غصہ جائز تھا۔ جس کے باعث وہ سب چاہ کر بھی کچھ نہیں بول پا رہے تھے۔۔

آپ دیکھ رہے ہیں ناداجان۔۔۔! اس پرائی لڑکی کی وجہ سے پہلے مائرہ نے میرے سارے بدتمیزی کی اور اب یہ حابیل۔۔۔! عارفہ شاہ جھوٹا رونے کی کوشش کرتے بولی تھیں۔۔

"Isn't there any time machine...? I want to send that woman to another planet"...

(کوئی ٹائم میشین نہیں ہے کیا۔۔؟ میں اس عورت کو دوسرے سیارے پر بھیجنا چاہتا ہوں۔۔) زیام شاہ جو مسلسل کوفت کا شکار ہو رہا تھا۔ کہ بے ساختہ عارفہ شاہ کو لِے زار نظروں سے دیکھتے ہوئے ہمیشہ کی طرح پھلجڑی چھوڑنے سے باز نہیں آیا تھا۔ ارمان شاہ کو تیزی سے ہنسی آئی تھی۔

آج ویسے ہی اسکا دل خوشی کے مارے پھولا نہیں سما رہا تھا۔ اس لئے اسکا ہنسی ضبط کرنا اب مزید مشکل ہونے لگا تھا۔۔

وہ ٹھیک کہہ رہا ہے عارفہ۔۔۔! تم آخر ایسے سوچ بھی کیسے سکتی ہو۔۔۔! اعظم شاہ سنجیدہ لہجے میں عارفہ شاہ سے مخاطب ہوئے تھے۔۔۔

کیسے ٹھیک کہہ رہا ہے یہ داجان۔۔۔! اس نے یہ لڑکی میرے شوہر کے خون کے بدلے میں حاصل کی ہے۔ اس لئے میں کبھی بھی اس لڑکی کو اس گھر میں ایسے سکون سے رہتے ہوئے برداشت نہیں کر سکتی

ہوں۔۔۔! عارفہ شاہ بے حد ضبط سے بولیں تھیں۔ جیسے وہ واضح کرنا چاہ رہی ہوں۔ کہ وہ اپنے ارادوں سے پیچھے نہیں ہٹنے والی ہیں۔۔۔

بند کریں یہ بکواس...! اگر آپ نے میری بیوی کی طرف دیکھنے کی بھی جرات کی تو میں یہاں سب پر واضح کر رہا ہوں کہ اس گھر کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دوں گا۔ اور اس انسان کو سانس لینے قابل بھی نہیں چھوڑوں گا جس نے "اربیلا حابیل شاہ" کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنے کی کوشش کی تو۔۔۔! عارفہ شاہ کے الفاظ پر اچانک پورے ڈائنگ ٹیبل پر حابیل شاہ کی تیز باور کردہ آواز گونجی تھی۔ اسکے لہجے کی سختی نے جہاں اربیلا کو سٹل کیا وہیں عارفہ شاہ تو منہ کھولے اسے دیکھنے لگی تھیں۔۔

میں جا رہا ہوں یہاں سے اپنی بیوی کو لے کر۔۔۔! اور یہاں بیٹھ کر دوبارہ کھانا تب ہی کھاؤں گا جب یہ عورت مجھے یہاں نظر نہیں آئیں گئیں۔ کیونکہ میری برداشت اب ختم ہو چکی ہے۔ آپ سب کو جس بھی رشتے کا پاس رکھنا ہے، شوق سے رکھیں۔۔ پر مجھ سے اب ایسی کوئی بھی امید مت لگائیے گا۔۔۔! گھوم کر دوسری طرف آتے ہوئے حابیل شاہ نے تیزی سے اربیلا کو اسکی جگہ سے کھڑا کیا تھا۔ اور سب پر شکوہ بھری نظر ڈالتے ہوئے وہ غصے سے بول کر اربیلا کو کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ باہر لے جا چکا تھا۔۔ جبکہ باقی سب اسے جاتا دیکھتے رہ گئے تھے۔۔

عالی یہ جگہ کتنی پیاری ہے۔۔۔! آس پاس نظریں دوہراتے ہوئے شرجیناشاہ مسمرائز سی ہوئی تھی۔ عالم شاہ محبت پاشا نظروں سے اسے دیکھ گیا تھا۔

بہت سی خوبصورت چیزیں ہونا ابھی باقی ہیں عالم جاں۔۔! شرجینا کی تعریف کے جواب میں عالم شاہ نے مسکرا کہا تھا۔ شرجینا کا ہاتھ تھامے وہ آگے چل رہا تھا۔ عالم شاہ سوات کی ایک خوبصورت جگہ "کلام" پر اسے لے کر آیا ہوا تھا۔ اس سے پہلے شرجیناشاہ یہاں کبھی نہیں آئی تھی۔ جبکہ عالم شاہ ایک دو بار پہلے بھی یہاں آچکا تھا۔ یہاں کی خوبصورتی شرجیناشاہ کو بہت متاثر کر رہی تھی۔ اس لئے وہ کل سے چہکتے ہوئے گھوم پھر رہی تھی۔ عالم شاہ نے آج کی خوبصورت رات کے متعلق بہت کچھ سوچ رکھا تھا۔ لیکن اس سے پہلے آج کا دن وہ اسے اچھے گھومانا چاہتا تھا۔

عالی میرا چائے پینے کو دل کر رہا ہے۔۔! عالم شاہ کے پیچھے دھیان سے قدم اٹھاتے ہوئے وہ اچانک فرمائشی انداز میں بولی تھی۔۔اسکی فرمائش سنتے ہوئے عالم شاہ بے اختیار رکتے ہوئے مڑ کر اسکی طرف دیکھنا شروع ہو گیا۔

یہاں آکر چائے تمہیں کچھ زیادہ ہی نہیں اچھی لگ رہی۔۔۔! عالم شاہ بے ساختہ بولا تھا۔کیونکہ کل سے اب تک وہ کتنی بار ہی چائے پی چکی تھی۔اس لئے وہ حیران کن تھا۔کیونکہ گھر میں وہ صرف ہاٹ کافی پینے کی شوقین تھی۔۔

یہاں کی چائے بہت اچھی ہے عالی۔۔۔! آنکھیں مٹکا کر شرجینا نے تعریفی جواب دیا تو وہ ہنس پڑا۔

تمہیں یہاں کا سب کچھ اچھا لگ رہا ہے تو یہیں پر گھر لے لوں کیا۔۔؟ایک دم سے وہ شرجینا کے قریب ہو کر پوچھنے لگا تھا۔لہجہ گھمبیر سا ہوا تھا۔۔

سچی عالی آپ یہاں میرے لئے گھر خریدیں گئے۔۔۔؟ عالم شاہ کے الفاظ پر شرجینا کا دل اچانک خوشی سے اچھلنے لگا تھا۔۔۔

مجھی عالم جاں۔۔۔! اگر تمہاری یہ خواہش ہے تو میں تمہیں یہاں ایک نہیں بلکہ کئی گھر خرید کر دوں گا۔۔۔! اسکی ناک کی ٹپ کے ساتھ ناک ملاتے ہوئے عالم شاہ نے مسکرا کر جواب دیا۔ شر جینا کی سبز آنکھیں روشن ہو چکی تھیں۔ جیسے یہاں گھر لینے کا خیال اسے بے حد پسند آیا ہو۔۔۔

آپ مجھے "پنک ہاؤس" بنا کر دیں گئے کیا۔۔۔؟ عالم شاہ کی ناک کے ساتھ زور سے اپنی ناک مس کرتے ہوئے شر جینا نے معصومیت سے اپنی اگلی فرمائش بتائی تھی۔ جس کو سن کر عالم شاہ کا قہقہ بے ساختہ تھا۔ اپنے کمرے کی طرح وہ گھر بھی گلابی رنگ کا بنانا چاہتی تھی۔

بنادوں گا عالم جاں۔۔۔! اسکی گال پر ہونٹ رکھتے ہوئے عالم شاہ نے تہہ دل سے اقرار کیا تھا۔ جس کے بدلے میں شر جینا بھی خوش ہوتے تیزی سے عالم شاہ کے گال کو ہونٹوں سے چھو کر بھاگ نکلی تھی۔ عالم شاہ تو اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔ جو ہوا کے جھونکے کی طرح اسکا دل دھڑکتا چھوڑ کر اڑن چھو بھی ہو گئی تھی۔۔

دھیان سے جیا گر جاؤں گی ایسے۔۔۔! شر جینا کو بے دھیانی سے بھاگتے دیکھ کر عالم شاہ فکر مند ہوتے جلدی سے اسکے پیچھے ہوا تھا۔ آسمانی رنگ کے گرم کپڑے اور سر پر کیوٹ سی کیپ پہنے عالم شاہ کو وہ کوئی موم کی

گڑیاسی معلوم ہو رہی تھی۔ شر جینا کا کھلتا روپ دیکھتے ہوئے عالم شاہ کی آنکھیں ہلکی ہلکی سرخ ہونے لگی تھیں۔

اسکا دل آج الگ ہی انداز میں دھڑکتے ہوئے اسے پاگل کر رہا تھا۔ شاید یہ آنے والے لمحات کے زیر اثر تھا۔ پاکٹس میں ہاتھ ڈالے وہ مسلسل مسکراتے ہوئے اپنی چھوٹی سی بیوی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ جو یہاں پر آکر بے حد خوش تھی۔۔۔

عالی مجھے ڈھونڈیں۔۔! ایک بڑے سے درخت کے پیچھے چھپتے ہوئے وہ چلا کر بولی تھی۔ جبکہ اسکے ساتھ ساتھ وہ عالم شاہ کی نظروں سے اوجھل ہونے کی مسلسل کوشش کر رہی تھی۔۔ جو کہ ناکام سی تھی۔۔

اگر میں نے تمہیں ڈھونڈ لیا تو پھر تمہیں مجھ سے کوئی بھی نہیں بچا پائے گا عالم جاں، سوچ لینا۔۔۔! دھمکی آمیز انداز میں کہتے ہوئے عالم شاہ کے قدموں میں ایک دم سے تیزی آگئی تھی۔ جبکہ عالم شاہ کے الفاظ سننے کے بعد شر جینا نے تیز بھاگتے ہوئے اسکی پہنچ سے دور جانے کی کوشش کی تو عالم قہقہہ لگاتے ہوئے بھاگتے ہوئے اسکے پیچھے ہوا تھا۔ عالم شاہ اپنے پیچھے آتے دیکھ کر شر جینا نے چلاتے ہوئے اپنے بھاگنے کی سپیڈ تیز کرنا چاہی تھی۔

ایسا کیا ہوا ہے میرے جانے کے بعد کہ پوری کی پوری حویلی کا نقشہ ہی بدل چکا ہے۔۔۔! عارفہ شاہ اپنے کمرے میں چکر لگاتے ہوئے ہلکان ہو رہی تھیں۔ وہ کل سے واپس آئی ہوئیں تھیں۔ اور کل سے مختلف سوچوں میں الجھی ہوئی تھیں۔

وہ اعظم شاہ تو میرے اشاروں پر ناچنے والوں میں سے تھا۔۔۔! لیکن اب اسکا انداز بھی بدلا ہوا معلوم ہو رہا ہے۔۔ رکتے ہوئے وہ خود سے بول رہی تھیں۔ جبکہ ذہن میں ہر چیز کا مشاہدہ جاری تھا۔ شاید اسی بدلاؤ کی وجہ سے اتنے مہینے انہیں واپس نہیں بلایا جا رہا تھا۔ اور کل وہ خود چلی آئی تھیں۔۔۔

سب سے پہلے مجھے ہاشم شاہ کی بیوی کے پر کاٹنے ہونگے۔ اور اسکے ساتھ ہی اس ونی میں آئی لڑکی کو اسکی اوقات میں رکھنا ہو گا۔ اگر میری غیر موجودگی کی وجہ سے یہ لوگ مجھے بھول گئے ہیں۔ تو میں بھی اب انہیں یاد دلا کر رہوں گی۔ کہ "عارفہ شاہ" واپس آچکی ہے۔ مجھے پہلے کی طرح ہر چیز کو اپنے ہاتھ میں لینا ہو گا۔۔۔! کسی حتمی فیصلے پر پہنچتے ہوئے وہ مسلسل خود سے باتیں کر رہی تھیں۔ جبکہ لہجہ ایک دم سے پر عزم سا

ہو چکا تھا۔اس وقت عارفہ شاہ کے دماغ میں اربیلا شاہ کے ساتھ ساتھ روقاش بھی گھوم رہی تھی۔وہ سوچ چکی تھیں۔کہ وہ ان دونوں کو انکی اوقات یاد دلا کر رہیں گئیں۔۔

آئینے کے سامنے کھڑی وہ تیار ہو رہی تھی۔جب ڈریسنگ روم سے نکلتا ہوا حابیل شاہ اسے دیکھ کر ٹھٹک چکا تھا۔گہرے نیلے رنگ کے ڈریس میں اربیلا شاہ اسے اپنی خوبصورتی سے سٹل کر چکی تھی۔حابیل شاہ اسے یک ٹک دیکھنے لگا تو اربیلا اسکی نظروں کی تپش محسوس کرتی آنکھیں اٹھا گئی۔۔

حابیل شاہ کو گہری نظروں سے خود کی طرف دیکھتا پا کر اربیلا کے گال سے دہکنے لگے تو وہ بامشکل مسکرا پائی تھی۔کیونکہ سامنے کھڑے انسان کی گہری آنکھیں ہر گزرتے لمحے میں جذبات زیر اثر بوجھل ہونے لگی تھی۔

اربیلا شاہ پہلو بدلتے ہوئے خود کو بالوں میں مصروف ظاہر کرنے لگی تو حابیل شاہ اسکی طرف قدم بڑھا گیا۔۔

حابیل شاہ کو اپنے قریب آتے دیکھ کر اربیلا بے ساختہ ہونٹ کاٹتے ہوئے آئینے میں خود کو دیکھ گئی تھی۔

میری جان لینا چاہتی ہو کیا۔۔۔؟اربیلا کی پشت پر کھڑے ہوتے حابیل شاہ آئینے میں دونوں کا عکس دیکھتے ہوئے بولا تھا۔اربیلا نے اسکی گہری بولتی نگاہوں پر نظریں سی چرالی تھیں۔۔

آج اتنا حسین لگنے کی کوئی خاص وجہ جانِ حابیل۔۔۔؟اربیلا کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے اس نے بے ساختہ اسکے کان میں سرگوشی کرتے جاننا چاہا تھا۔کیونکہ وہ آج زرا مختلف طریقے سے تیار ہوتی نظر آرہی تھی۔۔

میرا دل کررہا تھا بس تیار ہونے کو۔۔۔!حابیل شاہ کی بوجھل آواز سنتے ہوئے اربیلا نے آہستہ آواز میں جواب دیا۔

تیار ہونے کا دل چاہ رہا تھا یا پھر شوہر سے تیاری خراب کرانے کا من بنایا ہوا ہے۔۔۔!اسکے جواب پر حابیل شاہ نے ہولے سے اسکی گردن پر دانت گاڑتے ہوئے سوال کیا تھا۔اور ساتھ ہی اسکی کمر میں بازوں حائل کرتے ہوئے اسکی پشت سینے سے لگالی تھی۔۔

ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔! اربیلا نے کراہ بھرتے ہوئے تیزی سے اسکے الزام کو رد کیا تو حابیل شاہ گہرا مسکرا دیا۔ کل رات ہوئے ہنگامے کے بعد حابیل شاہ اسے باہر لے گیا تھا۔ چونکہ ان دونوں نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اس لئے حابیل شاہ نے پہلے اسے ڈنر کروایا اور ساتھ ہی سختی سے تاکید کی تھی۔ کہ آئندہ وہ اس سے کچھ بھی چھپائے گی۔ بہت مشکلوں سے حابیل شاہ نے اسے اپنے ساتھ اٹیچ کیا تھا۔ اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ کسی بھی غیر ضروری انسان کی وجہ سے انکا رشتہ زرا سا بھی متاثر ہوتا یا خراب ہوتا۔ اور حقیقتاً وہ اربیلا کے اس بات کو چھپانے پر حیران بھی ہوا تھا۔

جب سے تمہارا دیدار کیا ہے شاہ من۔۔۔! میں تمہارے بنا نامکمل رہنے لگا ہوں۔۔! اربیلا کی گردن پر نرمی سے ہونٹ رکھتے ہوئے حابیل شاہ اسکے کان میں پیار بھری سرگوشیاں کرنا شروع ہو گیا تھا۔ جن کو سنتے ہوئے اربیلا اسکے پیار پر دل سے مسکراتے ہوئے مڑی تھی۔۔۔

مجھ سے ایسے ہی پیار کرتے رہیں گئے نا۔۔؟ حابیل شاہ کے گلے میں بانہوں کا ہار پہناتے ہوئے وہ پوچھ رہی تھی۔۔

اس سے بھی زیادہ کروں گا۔۔۔! بس تم کبھی بھی مجھ سے اعتبار مت ختم کرنا۔۔۔! مسکرا کر جواب دیتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکے ماتھے پر ہونٹ رکھے تو اربیلا کو اپنے دل میں سکون اترتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ ماتھے کو چومنے کے بعد حابیل شاہ نے بے اختیار اسکے گال پر ہونٹ رکھ دیے تھے۔ اسکے ذہن میں بار بار مائرہ شاہ کے کہے گئے وہ الفاظ گونج رہے تھے۔ "کہ عارفہ شاہ کل اربیلا کو تھپڑ مارنے والی تھیں۔۔۔" اگر کل عارفہ شاہ سچ میں اربیلا کو تھپڑ مارنے میں کامیاب ہو جاتیں تو حابیل شاہ کبھی بھی خود کو معاف نہ کر پاتا۔۔ یہ خیال ہی رات سے اسکا دل بھاری کیے ہوئے تھا۔ اربیلا شاہ صرف اسکی محبت ہی نہیں بلکہ اسکے دل کی دھڑکن ہونے کے ساتھ ساتھ "پسندیدہ عورت" بھی تھی۔ جس پر حابیل شاہ ایک آنچ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ سامنے کھڑی لڑکی کو کبھی بھی لفظوں میں یہ بیان نہیں کر سکتا تھا۔ کہ وہ اسکے کے لیے کتنی ضروری ہو چکی ہے۔ اسکی معصوم مسکراہٹ، انوکھی آنکھیں، دنیا کے ہر فریب سے پاک سادہ سا دل غرض وہ ساری کی ساری "حابیل شاہ" کی تھی۔ حابیل بے اختیار اسکی آنکھوں میں دیکھتا چلا گیا تھا۔ ان آنکھوں نے پہلی بار ہی اسے خود میں الجھا لیا تھا۔ جب وہ اسے جانتا تک نہیں تھا۔ اور اب تو وہ مکمل طور پر اسکی دسترس میں آ چکی تھی۔ تو پھر کیسے وہ سنبھلا رہ سکتا تھا۔۔۔

تم میرے دل کی ملکہ ہو۔۔! اسکے ہونٹوں پر جھکنے سے پہلے وہ پورے دل کے ساتھ اظہار کرتے بولا تھا۔

اربیلا شاہ اسکے لمس پر سکون سے آنکھوں کو موند گئی تھی۔۔

مالا ساری تیاری کرلی ہے نا۔۔۔؟ مائرہ اسکا سامان پیک کرتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

جی آپی سب رکھ چکی ہوں۔۔۔! مالا نے تیار ہوتے اسے مطمئن کیا اور ساتھ ہی بڑی بہن کی اتنی فکر پر مسکرا دی تھی۔مالا شاہ بلیک ٹرنچ اسٹائل مِڈی ڈریس پہنے ہوئی تھی۔کمر پر ایک چوڑا بلیک کلر میں ہی بیلٹ بندھا ہوا تھا۔بالوں کو پونی میں قید کیے ہیلز پہننے کے بعد وہ ہلکی پھلکی تیاری کے ساتھ ائیر پورٹ جانے کے لئے بالکل تیار نظر آرہی تھی۔۔

مالا وہ تمہاری مینیجر کب پہنچے گی وہاں۔۔۔؟ یاد آنے پر مائرہ پھر اسے مخاطب کرتے پوچھنے لگی تھی۔

آپی وہ اب تک پہنچ چکی ہو گی۔۔! مالا نے ہینڈ بیگ میں چیزیں رکھتے ہوئے مصروف انداز میں اسے جواب دیا تھا۔اسکی آج کی ترکی کی فلائٹ تھی۔جو ایگزیبیشن پہلے دبئی میں ہونے والی تھی۔وہ اب کینسل کر کے ترکی میں ہو رہی تھی۔اور یہ تبدیلی عین وقت پر نجانے کیوں کی گئی تھی۔لیکن شکر مالا شاہ پہلے سے ہی سب تیاریاں کیے ہوئے تھی۔اسی وجہ سے مالا نے اپنی مینیجر کو پہلے ہی وہاں بھیج دیا تھا۔تاکہ اسکے کے پہنچنے تک

وہ ضروری تیاریاں مکمل کر لیتی۔ مالا شاہ چونکہ آج نکلنے والی تھی۔ اس لئے مائرہ صبح سے اسکے ساتھ مل کر سامان پیک کروا رہی تھی۔

مالا میں سامان گاڑی میں رکھوا رہی ہوں۔ جلدی نیچے آو۔۔! ورنہ لیٹ ہو جاؤں گی۔۔! کمرے سے نکلتے ہوئے مائرہ بے ساختہ اسے ہدایت کرنا نہیں بھولی تھی۔

بس دو منٹ میں آ رہی ہوں آپی۔۔۔!! موبائل ہاتھ میں پکڑے مالا نے تیزی سے جواب دیا تھا۔ وہ ارمغان شاہ کو انفارم کرنے کے بارے میں الجھن کا شکار ہو رہی تھی۔

ابھی تک مالا نے اسے اپنی اس ٹرپ کے بارے میں آگاہ نہیں کیا تھا۔ وہ جانتی تھی۔۔ کہ اگر وہ اسے بتا دیتی تو ارمغان شاہ اسے کبھی بھی نہیں جانے دے گا۔ اس لئے مالا نے ابھی تک اسے بتایا نہیں تھا۔ لیکن اب جانے سے پہلے وہ نجانے کیوں اسے مل کر جانا چاہ رہی تھی۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ہنگامہ کھڑا کر دے گا۔ وہ انہی سوچوں میں الجھی ہوئی تھی۔ جب مائرہ شاہ کی پکار پر ہوش میں آتے تیزی سے موبائل بند کر کے بیگ میں رکھ گئی۔ عین وقت پر وہ رسک نہیں لے سکتی تھی۔ اس لئے ارمغان شاہ کو بتانے کا اردہ ملتوی کرتے

ہوئے وہ کمرے سے نکل چکی تھی۔ تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ نیچے آئی تو سب اسکے انتظار میں کھڑے نظر آئے تھے۔۔

اپنا دھیان رکھنا بابا کی جان۔۔! مالا آگے بڑھ کر ارباز شاہ سے ملنے لگی تو وہ لاڈ سے اسکا سر چومتے ہوئے ہدایت کر گئے۔

میں تمہیں بہت مس کروں گی مالا۔۔! ارباز شاہ سے ملنے کے بعد مائرہ بھی بے ساختہ اسکے گلے لگتے ہوئے ملی تھی۔ جس پر مالا نے زور سے اپنی آپی کو گلے لگا لیا تھا۔

میں بھی مس کروں گی آپی۔۔! اپنا خیال رکھیے گا اور پلیز اداس مت رہیے گا۔۔! مالا نے بے حد فکر سے اپنی آپی کو ہدایت کی تھی۔ وہ جانتی تھی۔ کہ اسکے بھیا کی وجہ سے مائرہ آج کل اداس رہتی ہے۔ اس لئے جانے سے پہلے وہ اداس ہو رہی تھی۔۔ سب سے باری باری ملنے کے بعد مالا ہاشم شاہ اور روقاش کی طرف آئی تو روقاش اسے گلے لگاتے ہوئے لاڈ سے کہنے لگی۔۔

لاڈو بھی گھر نہیں ہے اب تم بھی جا رہی ہو۔۔! میں اداس ہو جاؤں گی ایسے۔۔۔! روقاش کے الفاظ پر بے ساختہ مالا ہنس پڑی تھی۔۔

اپنا خیال رکھنا چاچو کے کیوٹ بچے۔۔۔! کچھ بھی مسلہ ہوا تو مجھے لازمی انفارم کرنا ہے او کے۔۔۔! ہاشم شاہ پیار سے اسے سمجھانے کے ساتھ ساتھ نصحیت کر رہا تھا۔ ارمغان شاہ یہاں موجود نہیں تھا۔اس لئے سب سے ملنے کے بعد خدا حافظ کہتے ہوئے مالا شاہ اپنے سفر پر نکل چکی تھی۔اس سفر میں ہاشم شاہ نے زیام شاہ کو اسکے ساتھ روانہ کیا تھا۔اس بات سے انجان کہ زیام شاہ کا جڑواں بھائی اسکی کیا شامت لانے والا ہے۔۔

سوات میں شام ڈھلتے ہوئے گہرے سایوں میں بدل گئی تھی۔عالم شاہ کھڑکی کے پاس کافی پیتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔اسکا دل ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بوجھل پن کا شکار ہو چکا تھا۔اس نے سالوں تک اس لمحے کا انتظار کیا تھا۔آج ایک لمبے عرصے کے بعد وہ اپنے رشتے کو مکمل کرنے والا تھا۔وہ رشتہ جو اسکے روح کا حصہ بن چکا تھا۔

عالم شاہ اور شر جینا شاہ کی عمر میں چونکہ ایک واضح فرق تھا۔اس لئے عالم شاہ نے ہمشیہ اس بات کا خاص خیال رکھا تھا۔کہ شر جینا کے ذہن میں کوئی ایسا تاثر نہ ابھرے جو وقت سے پہلے اسکے لئے ٹھیک نہ ہو۔اس لئے وہ اپنے دل پر جبر کرتے ہوئے ہمیشہ شر جینا سے دوری بنائے رکھتا آیا تھا۔اور اسی وجہ سے شر جینا کو یہ غلط فہمی ہونے لگی تھی۔۔کہ شاید عالم شاہ کے دل میں اسکے لئے اب محبت قائم نہیں رہی ہے۔اسی غلط فہمی کے باعث انکے درمیان دوری پیدا ہونے لگی تھی۔پر شکر عالم شاہ نے وقت رہتے سب سنبھال لیا تھا۔

سوات کے خوبصورت مناظر دیکھتے ہوئے عالم شاہ پرانی یادوں میں کھویا ہوا تھا۔۔جب اچانک ایک ہوا کا جھونکا تیزی سے اسکے ساتھ آکر ٹکراتا چلا گیا تھا۔جو کسی دل فریب خوشبو میں رچا بسا تھا۔۔ مخصوص خوشبو محسوس ہوتے ہی عالم شاہ تیزی سے پلٹا تو شرجینا شاہ نظریں جھکائے کھڑی ملی تھی۔

سرخ فراک پہنے وہ یکسر مختلف نظر آرہی تھی۔عالم شاہ تو ایک نظر میں مبہوت ہوتے اس میں کھو چکا تھا۔ پیروں تک چھوتی ریڈ فراک پہنے سنہرے بالوں کو کندھوں پر کھلا چھوڑے ہلکا پھلکا تیار ہوئے وہ اس مشرقی حلیے میں عالم شاہ کا چین وسکون لوٹ چکی تھی۔ پیروں میں ہائی ہیلز ہونے کی وجہ سے وہ عالم شاہ کے کندھوں تک آرہی تھی۔ جس پر وہ دل سے مسکراتے ہوئے اسے گہری دلچسپی سے تکتا چلا گیا تھا۔عالم شاہ نے یہ ڈریس کچھ دن پہلے ہی خریدا ہی تھا۔اور آج وہ اس ریشمی لباس کو پہنے اسکی خیالوں کو حقیقت کا روپ دیئے اسکے سامنے کھڑی تھی۔ جس پر عالم شاہ کا دل تیزی سے اب دھڑکتے ہوئے پاگل ہونے والا تھا۔۔۔

اتنا خوبصورت لگنا آج جان لیوا ہو سکتا ہے عالم جاں۔۔! قریب آتے ہوئے زرا سا جھک کر عالم شاہ نے اسکے کان میں سرگوشی کی تو وہ روہانسی ہوتی نچلا لب کاٹتے چلی گئی تھی۔عالم شاہ کے بدلے انداز دیکھ کر اسکا ننھا سا دل سرپٹ دوڑ رہا تھا۔ جبکہ ہتھیلیاں پسینے میں بھیگنے لگی تھیں۔ وہ بامشکل خود کو سنبھالے ہوئے تھی۔

کچھ دیر پہلے ہی وہ "کلام" سے واپس آئے تھے۔اور آتے ہی عالم شاہ نے اسے تیار ہو کر یہ ڈریس پہنے کی فرمائش کی تو شر جینا خوشی خوشی تیار ہونے چلی گئی تھی۔شاید وہ ابھی تک اس تیاری کا پس منظر نہیں جانتی تھی۔لیکن اب اسکا دل اسے وقفے وقفے سے یوں دھڑکتے ہوئے کچھ کچھ اشارے دے رہا تھا۔جیسے وہ عالم شاہ کی نیت کو بھانپ چکا ہو۔۔۔

کھانا کھائیں۔۔؟اسکے کم سن سراپے کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے عالم شاہ نے بے ساختہ پوچھا تھا۔

جج۔۔جی۔۔۔!عالم شاہ کی سرخ ہوتی سبز آنکھوں کو دیکھتے شر جینا ایک دم سے گھبرا اٹھی تھی۔اسکے حامی بھرنے پر عالم شاہ نے ہولے سے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھایا تو شر جینا نے بامشکل مسکراتے ہوئے اپنا کانپتا ہوا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دے دیا۔جس پر عالم شاہ نے اسکے ہاتھ کو مضبوطی سے جکڑتے ہوئے بے ساختہ اسکی پشت پر ہونٹ رکھے تو شر جینا کے دل نے بری طرح بیٹ مس کی۔اسے ابھی سے گھبراتے دیکھ کر عالم شاہ دل میں ہنستے ہوئے اسکا ہاتھ تھام کر کھانے کی میز کی طرف بڑھ گیا تھا۔تاکہ فل وقت اسے کچھ پر سکون کر سکے۔۔

گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔۔؟ شرجینا کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے عالم شاہ نے بے ساختہ سوال کیا۔ شرجینا چونک کر نفی میں سر ہلانے لگی تو عالم شاہ نے اشارے سے اسے پاس آنے کو کہا تھا۔ اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے وہ عالم شاہ کے قریب آئی تو عالم شاہ نے اسکا نازک ہاتھ تھامتے ہوئے نرمی سے اسے اپنی گود میں بٹھالیا۔

پرسکون ہو جاؤ۔۔۔! شرجینا کی کمر میں بازو حائل کرتے ہوئے عالم شاہ نے اسکی پشت کو سینے سے لگاتے ہوئے قریب کر لیا تھا۔ شرجینا جواب میں خاموش رہی تھی۔ چاہتے ہوئے بھی وہ کچھ نہیں بول رہی تھی۔ کیونکہ عالم شاہ کی نظریں اسے مسلسل پزل کیے ہوئے تھیں۔۔

اگر میں کچھ پوچھوں تو کیا اسکا جواب دوں گی عالم جاں۔۔۔! شرجینا کی کمر کو شدت سے جکڑتے ہوئے عالم شاہ نے بے اختیار کچھ سوچتے ہوئے اسکے کندھے پر چہرہ ٹکا کر جاننا چاہا تھا۔۔ عالم شاہ کے غیر معمولی لہجے پر چونکتے ہوئے شرجینا نے زرا سا رخ موڑتے ہوئے پہلے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر ہولے سے حامی بھرتے سر ہلا گئی۔

کیا آج ہم اپنا رشتہ مکمل کر سکتے ہیں۔۔۔؟ بالکل ویسے ہی جیسے روقاش چاچی نے تمہیں رخصتی والی رات سمجھایا تھا۔۔۔! نرم لہجے میں پوچھتے ہوئے عالم شاہ نے سنجیدہ انداز میں سوال کیا تھا۔ کیونکہ وہ اسکی

رضامندی چاہتا تھا۔عالم شاہ کے سوال پر شرجینا کی آنکھوں کی پتلیاں یک دم پھیلی تھیں۔اور دل وارفتگی سے دھڑک اٹھا تھا۔بے اختیار اسے روقاش کی سجھائی ہوئی باتیں یاد آنے لگیں تو اسکا نازک سا دل کمزور پڑتا چلا گیا تھا۔وہ ان لفظوں کے معنی تو صحیح طرح سے نہیں جانتی تھی۔لیکن روقاش اسے کچھ نہ کچھ سمجھا چکی تھی۔تاکہ وہ میاں،بیوی کے رشتے کو اچھے سے سمجھ سکے۔کیونکہ روقاش کو اچھے سے اندازہ تھا۔کہ وہ ناسمجھ ہے۔

عالم جاں میں تمہارے جواب کا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔!شرجینا کو خاموش دیکھ کر وہ بے اختیار اسکے کان میں بولنے لگا تھا۔اپنے کان کی لو پر عالم شاہ کی دہکتی سانسوں کو محسوس کرتے وہ بے ساختہ کسمسا کر تیزی سے اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی تھی۔عالم شاہ نے واضح چونکتے ہوئے اسکا یہ انداز دیکھا تھا۔جو جواب دینے کی بجائے اسکے سینے میں ہی چھپ گئی تھی۔۔

میں اسے "ہاں" سمجھوں یا پھر انکار عالم جاں۔۔۔!اسکی کمر سہلاتے ہوئے عالم شاہ نے بے ساختہ اسکے چھپنے پر سوال کیا۔بدلے میں شرجینا نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے بری طرح لب کاٹ لیا تھا۔زبان سے جواب دیتے ہوئے وہ بے حد پزل ہو رہی تھی۔اس لئے ہمت کرتے "ہاں" میں جواب دینے کی

کوشش کرتے ہوئے وہ سر ہلانے لگی تو عالم شاہ حیرت وخوشی سے اسے دیکھ گیا۔اسکا دل تو خدشے کا شکار ہونے لگا تھا۔

تھینک یو عالم جاں۔۔۔! عالم شاہ نے خوش ہوتے مچلتے دل کے ساتھ اسے زور سے سینے میں بھینچا تو شرجینا اسکے سینے میں چھپتے ہوئے آنکھیں میچ گئی

۔

شرجینا کو گلے لگائے عالم شاہ کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔شرجینا بخوبی ان دھڑکنوں کو سن پا رہی تھی۔ لیکن کچھ بھی کہنے، سننے سے قاصر ہو چکی تھی۔کیونکہ آج جو لمحے انکے بیچ تھے۔

وہ آج سے پہلے نہیں تھے۔اسکی زندگی کا یہ وقت پہلے سے بہت مختلف تھا۔جو جھجھک آج وہ عالم شاہ سے محسوس کر رہی تھی۔ آج سے پہلے وہ کبھی بھی نہیں تھی۔

عالم شاہ نے شرجینا کو تھامتے ہوئے اسکا چہرہ اپنے روبرو کیا تو اپنے معصوم نقوش کے ساتھ وہ آنکھیں میچے ہوئے نظر آئی تھی۔ بے ساختہ بھرپور مسکراتے ہوئے وہ اپنی شرارتی بیوی کو دیکھتا چلا گیا تھا۔جو آج سب سے الگ نظر آ رہی تھی۔رخصتی کے بعد سے وہ عالم شاہ سے اب تھوڑا بہت شرمانے لگی تھی۔جو شاید روقاش کے سمجھائی ہوئی باتوں کا اثر تھا۔یا پھر کچھ اور۔۔عالم شاہ اس بارے میں اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔۔ لیکن اپنے رشتے میں یہ دلکش بدلاؤ اب اسے بہت بھلا لگنے لگا تھا۔

شر جینا کی بند آنکھوں اور کپکپاتے ہوئے ہونٹوں کو دیکھتے ہوئے عالم شاہ کا دل وارفتگی سے دھڑکا تو وہ اسکی کمر میں بازو حائل کرتے ہوئے اسے انتہائی قریب کر گیا۔آج کی رات اسے نرمی برتنے کی خاص ضرورت تھی۔ کیونکہ سامنے کھڑی لڑکی اپنے کم سن وجود میں بہت نازک تھی۔اس لئے عالم شاہ کو بہت خاص احتیاط کی ضرورت تھی۔تاکہ وہ اپنی چھوٹی سی بیوی کو ہرٹ نہ کردے۔جو ابھی سے کھینچی ہوئی سانسیں بھرنا شروع ہوگئی تھی۔۔

عالم جاں۔۔۔!اتنا خاموش کیوں ہوگئی ہو۔۔۔!سرخ فراک میں قید اسکے سراپے کو آنکھوں میں بساتے ہُوئے عالم شاہ بے اختیار اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے پوچھنے لگا تھا۔اسے کمر سے تھام کر زرا سا سینے سے لگائے عالم شاہ نے بے ساختہ ہولے سے اسکی گردن پر ہونٹ ثبت کیے تھے۔جس کے باعث شر جینا کے وجود میں ایک دم سے ہلکی سی کپکپاہٹ ہوئی تھی۔

ڈرو نہیں میری جان۔۔۔!میں ہرٹ نہیں کروں گا۔۔۔!اسکی کپکپاہٹ محسوس کرتے ہوئے عالم شاہ نے گھمبیر لہجے میں بے اختیار اسے تسلی دی۔جس پر شر جینا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے زرا سی آنکھیں وا کرتے ہوئے اسکی طرف دیکھنا چاہا تھا۔بلیک ہائی نیک شرٹ اور پینٹس میں ملبوس وہ اپنے مضبوط وجود کے ساتھ

اسے گود میں لیے بیٹھا تھا۔عالم شاہ کی سبز آنکھیں مستی سے چور تھیں۔۔تو چہرے کی سفید رنگت ہلکی ہلکی سرخ ہونے لگی تھی۔شر جینا یک ٹک اسکی دلکش شخصیت کی طرف دیکھتی جارہی تھی۔اسکی بے خودی محسوس کرتے ہوئے عالم شاہ کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

اسے خود میں کھوئے دیکھ کر عالم شاہ نے قریب ہوتے اسکے لبوں پر ہونٹ رکھے تو شر جینا واضح چونکتے ہوئے اسکی آنکھوں میں جھانک گئی۔اسے اپنی آنکھوں میں دیکھتا پا کر عالم شاہ کی آنکھیں مسکرانے لگیں تو شر جینا اگلے ہی پل آنکھوں کو میچ کر سانس روک گئی۔عالم شاہ کے ابھرتے جذبات اسے بے چینی میں مبتلا کرتے جارہے تھے۔جن کو محسوس کرتے ہوئے شر جینا کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے ہوئے وہ اسکی سانسوں کو چرانا شروع ہو گیا تھا۔

شر جینا کے بند ہونٹوں کو وا کرتے ہوئے عالم شاہ نے اسکے نازک لبوں میں اپنے ہونٹ الجھائے تو وہ ایک دم سے سانس روکتے ہوئے مٹھیاں بھینچ گئی۔جبکہ عالم شاہ اب بے خود ہوتے اس لمس میں بہکنے لگا تھا۔شر جینا کے ہونٹوں کو نرمی سے اپنے ہونٹوں میں محسوس کرتے ہوئے عالم شاہ نے ایک دم سے اسکی کمر کو مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے قریب کر لیا۔شر جینا کو زرا سا اٹھاتے ہوئے عالم شاہ پہلے اسے اپنی گود میں دائیں،

بائیں بڑھاتے ہوئے قریب کرتے ایک دم سے شدت پسند ہو گیا تھا۔ شرجینا کی دھڑکنیں اودھم مچاتے ہوئے بے قابو ہوتی چلی تھیں۔

کیونکہ عالم شاہ کا یہ انداز شرجینا کے ساتھ ساتھ وہ بھی پہلی بار محسوس کر رہی تھیں۔

عالم شاہ نے شدت پسندی سے اسکے ہونٹوں کو سک کرتے ہوئے اسکی کمر پر ہاتھ پھیرا تو شرجینا بامشکل خود کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی۔ وہ خود تو مکمل خاموش تھی۔ لیکن عالم شاہ کی اس نزدیکی پر اسکے وجود کا انگ انگ بول رہا تھا۔ جو عالم شاہ اچھے سے محسوس کر رہا تھا۔ شرجینا کے نچلے ہونٹ کو سک کرتے ہوئے عالم شاہ نے ہاتھ پیچھے لے جاتے ہوئے اسکی فراک کی ذپ کھولنا شروع کی تو شرجینا ایک دم سے بوکھلا کر دور ہو گئی تھی۔ بوکھلائے چہرے کے ساتھ اس نے عالم شاہ کی طرف دیکھا تو بھاری سانسوں کے ساتھ اچانک اسکی گردن پر جھکتے ہوئے وہ سرگوشیاں کرنے لگا تھا۔۔۔

میں تم میں فنا ہونا چاہتا ہوں عالم جاں۔۔۔! میں بہت سال اس لمحے کے لیے انتظار کیا ہے۔ اس لئے آج پلیز مجھ دور نہ ہونا۔۔۔! اسکی گردن پر جگہ جگہ ہونٹ رکھتے ہوئے وہ شاید التجا کر رہا تھا۔ جبکہ شرجینا اسے سنتے ہوئے اپنی سانسوں کو ہموار کرنے کی کوشش میں تھی۔ عالم شاہ نے ایک جھٹکے سے نیچے کرتے ہوئے

اسکی ذپ کو کھولا تو فراک کندھوں سے ڈھلکتے ہوئے بے ترتیب ہوتی چلی گئی تھی۔ شر جینا نے سٹپٹاتے ہوئے اسے پکارا تھا۔۔۔

عالی۔۔۔!! خود کو سنبھالتے ہوئے وہ پاگل ہوئی تھی۔ یہ قربت ابھی سے اسے بے حال کیے تھی۔ تو بعد میں نجانے اسکا کیا حال ہو جاتا۔۔

آج "عالم" پکاروں گی تم مجھے۔۔۔! صرف عالم۔۔۔! اسکی زبان سے عالی سنتے ہوئے عالم شاہ نے بے ساختہ اسکی کان کی لوح کو دانتوں میں دباتے ہوئے حکم سنایا تھا۔

مجھے تمہارے لبوں سے آج اپنا پورا نام سننا ہے اس لئے اب تم مجھے عالم ہی پکاروں گی۔۔۔! بوجھل لہجے میں مزید کہتے ہوئے عالم شاہ نے اسکے کندھے پر ہونٹ رکھے تو شر جینا نے مضبوطی سے اسے تھامنا چاہا تھا۔ عالم شاہ نے اسکے ہونٹوں پر دوبارہ جھکتے ہوئے اسکی فراک کندھوں سے نیچے کھسکا دی تھی۔

شر جینا نے شرم سے بوکھلاتے ہوئے ایک دم سے سٹپٹا کر اسکے سینے میں پناہ لینا چاہی تھی۔ جس پر عالم شاہ ایک جھٹکے میں اسے بازوؤں میں اٹھا کر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔

شر جینا نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے اسکے گردن میں بانہیں ڈالتے ہوئے نظریں چرالی تھیں۔اسکی ادا پر عالم شاہ نے دل سے مسکراتے ہوئے اسکے ماتھے کو چومتے ہوئے اسے بیڈ پر لٹایا تو لیٹتے ہی شر جینا اپنی فراک کو سنبھالتے ہوئے دور کھسکتی چلی گئی۔

عالم جاں آج جہاں بھی بھاگو گی، مجھے ہی پاؤ گی اس لئے یہ کوشش کرنا بے کار ہے۔۔۔!اسے دور بھاگتے دیکھ کر کھڑکی کے پردے برابر کرتے ہوئے عالم شاہ نے بے اختیار چہرہ موڑتے ہوئے کہا تھا۔شر جینا تو منہ بسور کر اسے دیکھتی چلی گئی تھی۔۔

میں بھاگوں گی۔۔۔!عالم شاہ کے الفاظ کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے ہوئے وہ اپنے دل کو سنبھالتے ہوئے بیڈ سے نیچے اتر کر ابھی دو تین قدم ہی چلی تھی۔جب عالم شاہ قہقہ لگاتے ہوئے ایک جست میں اس تک پہنچا تھا۔۔

اسے تیزی سے کمر سے دبوچتے ہوئے عالم شاہ نے اسکی پشت سینے سے لگاتے ہوئے پکڑ لیا تھا۔ جس پر شرجینا ہلکا سا چینخ اٹھی تھی۔ عالم شاہ کے یوں اچانک دبوچنے پر شرجینا کا نازک دل دھک دھک کرنا شروع ہو گیا تھا۔

نہیں بھاگ سکتی آج۔۔۔! شرجینا کو گھماتے ہوئے وہ مضبوط لہجے میں دوبارہ بولا تھا۔۔

آپ مجھے ڈرا رہے ہیں عالی۔۔۔! عالم شاہ کے بدلے روپ سے روہانسی ہوتی شرجینا جواب میں ایک دم سے بولی تھی۔ شرجینا کو یوں ہی اٹھائے عالم شاہ اسے دوبارہ بیڈ پر لٹانے لگا تو شرجینا کے الفاظ پر چونکتے ہوئے مسکراہٹ دبا گیا۔۔۔ پہلے وہ اسکے پیار نہ کرنے پر شکوے کرتی رہتی تھی۔ اور اب پیار کرنے پر ڈرانے کا الزام دے رہی تھی۔ اسکی بے وقوفانہ باتوں پر وہ ہنستا نہ تو کیا کرتا۔۔۔!

میں تو پیار کر رہا ہوں تمہیں عالی کی جان۔۔۔! ڈر تو تم خود رہی ہو۔۔۔! اسے لٹا کر عالم شاہ نے اس پر جھکتے ہوئے معصومیت سے بے ساختہ جواب دیا تھا۔ جو شرجینا کو زرا بھی ہضم نہیں ہوا تھا۔ اس لئے وہ آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے اسے گھوری چلی گئی تھی۔

یوں نہیں دیکھو پیاری جان۔۔۔! ورنہ اپنے ساتھ ساتھ تمہیں بھی پاگل کر دوں گا۔۔۔! شر جینا کے غور سے دیکھنے پر عالم شاہ نے جھکتے ہوئے باری باری اسکی آنکھوں کو چوما تو شر جینا لاڈ سے روہانسی ہوتی اسکے گلے میں بازوؤں کا ہار پہنا گئی۔

کچھ کہنا ہے کیا۔۔۔؟ عالم شاہ کو وہ کچھ الجھن کا شکار نظر آرہی تھی۔ اس لئے لاڈ سے اسکی ناک کو چومتے ہوئے جاننے والے انداز میں پوچھنے لگا تھا۔ اسکے برعکس شر جینا نے اب اپنے نچلے ہونٹ کو لٹکا لیا تھا۔ کیونکہ اپنی حالت تو وہ خود بھی سمجھ نہیں پارہی تھی۔ تو اسے کیا کہتی یا بتاتی۔۔۔

مجھ پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے عالی۔۔۔! شر جینا نے معصومیت سے ہمیشہ والی اپنی مشکل بتائی تو عالم شاہ کا ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ ان الفاظ کا پس منظر تو وہ اچھے سے جانتا تھا۔ لیکن فلوقت وہ اپنی معصوم بیوی کو کچھ بھی سمجھا نہیں سکتا تھا۔ اس لئے شر جینا کے گال کو ہولے سے دانتوں میں دباتے ہوئے اس نے ہاتھ بڑھا کر کمرے کی لائٹس آف کر دیں تھیں۔ شر جینا چونکتے ہوئے پورے کمرے میں نظریں دہراتی چلی گئی تھی۔۔۔

اس وقت باہر جس قدر ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ کمرہ اس قدر ہی گرم تھا۔ سوات کا موسم آج کل بہت جان لیوا تھا۔ اس لئے شائد عالم شاہ اسکی لپیٹ میں آتے بہکا ہوا تھا۔ پورے کمرے میں اس قدر گہرا اندھیرا چھایا تھا۔ کہ شرجینا بے اختیار حیران ہوتے اندھیرے میں عالم شاہ کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جس نے سائیڈ لیمپ بھی بجھا دیئے تھے۔۔۔

عالی۔۔۔! شرجینا نے اسے پکارا تھا۔۔۔

عالم کہو میری جان۔۔۔! اسکے پکارتے ہی عالم شاہ کی سرسراہٹ بھری آواز نے اس کان میں سرگوشی کرتے ہوئے درستگی کی تھی۔

اس اندھیرے میں مجھے صرف عالم سننا ہے۔۔۔! تم عالی نہیں کہو گی اب۔۔! اسکے ہونٹوں پر ہونٹ رکھتے ہوئے مزید ایک ہدایت کی گئی تھی۔ جس کے رد عمل میں شرجینا ناک چڑھا کر سرگوشی کرنے والے انداز میں عالم کہنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

عالم شاہ نے بیڈ پر لیٹتے ہوئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے شرجینا کو ایک جھٹکے میں اٹھاتے ہوئے اپنے اوپر لٹا یا لیا تھا۔اس اچانک کاروائی پر شرجینا نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سنبھلنا چاہا تو اسکے سینے کو چھوتے ہی شرجینا کو محسوس ہوا تھا۔ کہ وہ شرٹ لیس لیٹا ہے۔اسے چونکتے دیکھ کر عالم شاہ گہرا مسکرا دیا تھا۔

عالم شاہ نے اسکا چہرا جھکاتے ہوئے اپنے قریب کیا تو شرجینا کی سانسوں سے اٹھتی مہک کو محسوس کرتے عالم شاہ کا پورا وجود سرشاری سے بھرتا چلا گیا۔وہ جتنی کم سن تھی۔اس کے ساتھ ساتھ اس قربت کے لئے اتنی ہی معصوم اور نادان بھی تھی۔اس لئے چاہتے ہوئے بھی وہ احتیاط برت رہا تھا۔تاکہ اپنے جذبات کی رو میں بہتے ہوئے اسے کہیں ہرٹ نہ کردے۔۔

اسی بات کا خیال رکھتے ہوئے عالم شاہ نے اسکے لبوں کو ہونٹوں میں دباتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں کی لگی پن نکالنا شروع کیں۔چند سیکنڈز میں ہی شرجینا کے بال لہرا کر اسکے کندھوں پر گرتے چلے گئے تھے۔ عالم شاہ نے اسکی نچلے ہونٹ پر ہلکے سے دانت گاڑتے ہوئے بے اختیار اسکے بالوں میں چہرہ چھپا لیا تھا۔شرجینا اسکی گرفت میں ہلکا ہلکا کسمانے لگی تو عالم شاہ نے اسکے کندھوں پر ٹکی فراک آہستہ آہستہ نکالتے ہوئے اسکے وجود سے جدا کر دی۔ جس پر شرجینا کا وجود لرزتے ہوئے بے سدھ ہونے لگا تھا۔

ششش۔۔۔! عالم جو اسکے بالوں میں چہرہ چھپائے اس خوشبو کو اپنے اندر اتار رہا تھا۔ کہ بے اختیار اسے تسلی دیتے قریب کر گیا۔

اپنی آنکھیں بند کرو۔۔۔! عالم نے چہرہ باہر نکالتے ہوئے اسکے کان میں آہستہ سے کہا تھا۔ اندھیرے میں وہ دونوں ایک دوسرے نہیں دیکھ پا رہے تھے۔ لیکن محسوس کرنا جی جاں سے جاری تھا۔ اس لئے عالم شاہ کے کہنے پر شرجینا نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

اسکے آنکھیں بند کرتے ہی عالم شاہ نے جھکتے ہوئے اسکی کالر بونز پر ہونٹ رکھے تھے۔ جس پر شرجینا مچلتے ہوئے کمر اٹھا گئی تھی۔ اسکے نازک ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں قید کرتے ہوئے عالم شاہ کا لمس لمحہ بہ لمحہ سرکنے لگا تھا۔

شرجینا کی گردن پر شدت سے دانت گاڑتے ہوئے وہ آہستہ آہستہ اسکی دھڑکنوں کی طرف بڑھتا چلا گیا تھا۔

عالم۔۔۔! شرجینا نے کانپتے ہونٹوں سے اسے اچانک پکارا تھا۔ اسکی یہ پکار بالکل غیر متوقع اور حیران کن تھی۔ عالم شاہ بے اختیار رکتے ہوئے تعجب سے اسے دیکھ گیا۔ کیونکہ آج پہلی بار اسکے کہے پر عمل کرتے

ہوئے وہ اسے "عالم" پکارنے میں کامیاب ہو پائی تھی۔ایک دم سے عالم شاہ کو محسوس ہونے لگا تھا۔۔جیسے اس قربت میں اب وہ اکیلا نہیں رہا ہے۔جیسے شرجینا شاہ کو اپنی طرح اس قربت کا طلب گار بننے پر مجبور کر چکا ہے۔شرجینا کی پکار کا عالم شاہ پر اس قدر گہرا اثر ہوا تھا۔کہ وہ ایک دم سے اس پر سایہ فگن ہوتے اسکی دھڑکنوں پر ہونٹ رکھنا شروع ہو گیا تھا۔شرجینا بے چینی سے اسے تھامتی چلی گئی تھی۔۔

اسکی کمر کو جکڑتے ہوئے عالم شاہ نے اسکے وجود کو قریب کرتے ہوئے اسکی دھڑکنوں کو سک کرتے ہوئے اسے خود میں بھینچ لیا تھا۔اس گہرے اندھیرے میں وہ ہر گزرتے لمحے میں دوری ختم کرتا جارہا تھا۔شرجینا تو آنکھیں بند کیے اپنا آپ اسکے حوالے کر چکی تھی۔کیونکہ اس گرفت سے نکلنا آج اسکے بس کی بات نہیں تھی۔

عالم شاہ نے آہستہ آہستہ اسکا مکمل لباس جدا کرتے ہوئے کمبل اوڑھتے ہوئے سینے میں بھینچا تو شرجینا نے سانس روکتے ہوئے اسکی بے باکیاں اپنے وجود پر محسوس کیں۔

میں تمہارے بنا کبھی بھی ایک لمحہ جی نہیں سکا ہوں جیا۔۔!تم میرے سکون اور زندہ رہنے کی مکمل وجہ ہو عالم جاں۔۔۔!اور آج تمہاری اس کم سن قربت میں فنا ہو کر میں مکمل ہو جاؤں گا۔۔۔!شرجینا کے ہونٹوں

کو چھوتے وہ اظہارِ محبت کر رہا تھا۔ جو شاید پہلے سے بہت کم کر چکا تھا۔ لیکن اس وقت وہ سب کچھ کہہ دینا چاہتا تھا۔ وہ اس کم عمر لڑکی کو بتانا چاہتا تھا۔۔ کہ جس قدر وہ اسے محبت کرتی ہے۔۔ عالم شاہ اس بھر کر اسکی محبت میں گرفتار ہے۔

شرجینا کے پورے چہرے پر ہونٹ رکھتے ہوئے وہ اسے اپنے مضبوط وجود کی قید میں جکڑتا چلا گیا تھا۔ بے شک یہ ملن بہت خوبصورت ہونے والا تھا۔۔۔

ارمغان شاہ شام میں جا کر حویلی واپس لوٹا تھا۔ ڈیرے کے کسی ضروری کام کی وجہ سے اسے ساتھ والے گاؤں میں جانا پڑا تھا۔ اور وہ اب واپس آیا تو لاؤنج میں صرف روقاش اور اربیلا شاہ ہی بیٹھی نظر آ رہی تھیں۔۔

باقی کہاں ہیں۔۔۔؟ انکے پاس ہی بیٹھتے ہوئے وہ پوچھ گیا تھا۔ اشارہ باقی گھر والوں کی غیر موجودگی کی طرف تھا۔۔

اپنی اپنی مصروفیت میں مصروف ہیں سب۔۔۔! اربیلا نے بے اختیار مسکرا کر اسے بتایا تھا۔

آپکی کیوٹ سی نند کہاں ہیں بھابھی۔۔؟ کافی دنوں سے مجھے نظر ہی نہیں آرہی ہے۔۔۔! مالا کے بارے میں پوچھتے ہوئے ارمغان شاہ بے اختیار شرارت سے گویا ہوا تھا۔ مصروفیات کی وجہ سے کافی دنوں سے وہ مالا کو ٹھیک طرح سے مل نہیں پایا تھا۔ اور نہ ہی مالا نے خود سے ملنے کی زحمت کی تھی۔ اور اب بھی وہ واپس آیا تھا۔ تو وہ کہیں بھی نظر نہیں آرہی تھی۔۔

تمہیں گھر کی کچھ ہوش ہو تو تمہیں پتہ ہو نا کہ کون کہاں گیا ہے۔۔۔! اسکے سوال پر اچانک روقاش نے بے ساختہ طنزیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔

کون کہاں چلا گیا ہے بھئی جو آپ مجھے یوں گھورنا شروع ہو گئی ہیں۔۔۔! روقاش کے گھورنے پر ارمغان شاہ لاعلمی سے ہنس کر پوچھنے لگا تھا۔ مصروف ہونے کی وجہ سے وہ کافی دنوں سے اپنی چاچی کو بھی تنگ نہیں کر پایا تھا۔ بے اختیار اب اسے احساس ہو رہا تھا۔ کہ وہ کچھ زیادہ ہی کام میں الجھ کر رہ گیا ہے۔۔

جس کے بارے میں پوچھ رہے ہو، وہ ہی آج گئی ہے۔۔۔!اربیلا نے مسکرا کر عام سے لہجے میں ارمغان شاہ کو آگاہ کیا تھا۔۔

کون کہاں گئی ہے۔۔۔؟آپ مالا کے بارے میں کہہ رہی ہیں نا بھابھی۔۔۔؟وہ واضح چونکتے ہوئے سنجید گی سے ان دونوں کو دیکھ گیا۔ ہونٹوں پر رقصاں مسکراہٹ بھی ایک دم سے غائب ہو چکی تھی۔۔اسکی سوالیہ نظریں مسلسل روقاش اور اربیلا کی طرف مرکوز ہو گئی تھیں۔۔

اور کس بارے میں کہہ رہے ہیں۔۔!تم نے مالا کا ہی تو پوچھا ہے ہم سے۔۔۔!روقاش بول اٹھی تھی۔

کہاں گئی ہے وہ۔۔۔؟ارمغان شاہ کے چہرے کے تاثرات ایک دم سے اب سنجیدہ ہو چکے تھے۔جو الجھن کچھ سکینڈ پہلے تھی وہ اب پل بھر میں بدل چکی تھی۔۔

ترکی گئی ہے اپنی ایگزیبیشن کے سلسلے میں۔۔۔!تم نہیں جانتے کیا اس بارے میں۔۔۔؟ارمغان شاہ کے مسلسل سوالوں پر اب روقاش کو حیرت ہونے لگی تھی۔۔کیا وہ مالا کے جانے کے بارے میں بے خبر

تھا۔۔؟انکے برعکس ارمغان شاہ نے اب بے یقین ہوتے انکی طرف دیکھا تھا۔اسکا دل اچانک بھاری ہوتا چلا گیا تھا۔جیسے یقین کرنا اسکے لئے ناممکن سا ہو چکا تھا۔۔۔

کب گئی ہے وہ۔۔؟بھاری ہوتے دل کے ساتھ وہ بامشکل بولتے ہوئے پوچھنے لگا تھا۔تاکہ سینے میں ٹوٹتے دل کو کھل کر زخمی ہونے دے سکے۔۔

آج صبح ہی گئی ہے۔۔!ارمغان شاہ کے تاثرات دیکھتے ہوئے اب اربیلا بھی پریشان ہونے لگی تھی۔جبکہ ارمغان شاہ کی آنکھوں میں اس بار واضح بے یقینی ابھری تھی۔جو تکلیف دہ احساس دل ماننے سے انکاری ہو رہا تھا۔اب اسی احساس نے ایک دم سے بے قابو ہوتے ارمغان شاہ کا دل زخمی کر دیا تھا۔اسکے لئے یہ ایک بڑا جھٹکا تھا۔وہ مان ہی نہیں سکتا تھا۔۔کہ وہ اس سے پوچھنا تو دور بتائے بنا ہی جا چکی ہے۔ارمغان شاہ کے سخت تاثرات دیکھتے ہوئے اربیلا اور روقاش نے بے اختیار آپس میں نظروں کا تبادلہ کیا تھا۔۔

ارمغان۔۔۔!اربیلا نے اسے متوجہ کرنا چاہا تو ارمغان شاہ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ اچانک وہاں سے اٹھ کر نکلتا چلا گیا۔اسکا رخ اوپر اپنے کمرے کی طرف تھا۔بے اختیار وہ اسے پکارتی رہ گئی تھیں۔۔۔

کہیں یہ لڑکی بھی بنا بتائے جانے والی بے وقوفی تو نہیں کر چکی۔۔۔! ارمغان شاہ کا ردعمل دیکھ کر روقاش پریشان ہوتے کہنے لگی تھی۔

ارمغان شاہ کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ ابھی ہر چیز کو آگ میں جھونک کر مالا شاہ کو اپنے روبرو کھڑا کر لیتا۔ اور پھر اسکی جان لبوں پر لا کر پوچھتا کہ آخر اس نے یہ جرات کرنے کی ہمت کیسے کر لی۔

مالا شاہ نے نہ صرف اسے بے خبر رکھا تھا۔ بلکہ آج جانے سے پہلے بھی اسے ایک میسج کرنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔ یہاں تک کہ ارمغان شاہ کو ملے بنا وہ ملک سے باہر جا چکی تھی۔ غصے کے باعث ارمغان شاہ کی سانس پھولنے لگی تھی۔ کہ بے اختیار وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے گہری سانس خارج کرتے خود پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن اگلے ہی پل اس نے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر پڑی چیزوں کو ہاتھ مارتے ہوئے نیچے گرا دیا تھا۔

"I'll make every breath you take a struggle, Mala Shah".

تیش سے اٹھتے ہوئے وہ باری باری سب چیزوں کو نشانہ بناتے ہوئے چلایا تھا۔ وہ ہمیشہ شکوہ کرتی آئی تھی۔ کہ ارمغان شاہ اسے اپنے غصے سے ڈراتا آیا ہے۔ اسکے غصے کی وجہ سے مالا شاہ کبھی اسکے قریب نہیں ہو پائی تھی۔ نکاح جیسا رشتہ ہونے کے باوجود بھی مالا شاہ کو اسے خوف محسوس ہوتا تھا۔ اور وجہ بس ارمغان شاہ کا غصہ اور سرد انداز تھا۔ کیونکہ وہ غصے میں بے قابو ہو جاتا تھا۔ جیسے اس وقت وہ بھپڑا پڑا تھا۔

ارمغان شاہ نے جب آخری بار مالا شاہ پر غصہ کیا تھا۔ تو اسکے نتیجے میں اگلے ہی دن وہ بخار میں مبتلا ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ بری طرح روتے ہوئے ارمغان شاہ کے ساتھ بات کرنے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ اور تب ارمغان شاہ نے اسے پیار سے مناتے ہوئے وعدہ کیا تھا۔ کہ اب وہ کبھی بھی اس پر غصہ نہیں کرے گا۔ اور اس نے اپنا کہا سچ کر دیکھایا تھا۔ کیونکہ اسکے بعد سے ارمغان شاہ نے ہمیشہ مالا شاہ کو پیار سے ڈیل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اگر کبھی کسی بات پر اسے غصہ آ بھی جاتا تھا۔ تو وہ ضبط کر جاتا تھا۔ لیکن اس کے بعد سے اس نے کبھی مالا شاہ کو اپنے غصے سے ہرٹ نہیں کیا تھا۔ شاید وہ مالا شاہ کی آنکھوں میں اپنی وجہ سے دوبارہ آنسو نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ وجہ چاہے کچھ بھی تھی۔ لیکن یہ زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا تھا۔ کہ ارمغان شاہ نے کسی کے لیے خود کو بدلنے کی کوشش کی ہو۔

ورنہ بچپن میں وہ جان بوجھ کر مالا شاہ کو اپنے غصے سے ڈراتے ہوئے تنگ کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ جس پر معصوم سی مالا شاہ ڈرتے ہوئے فوراً رونا شروع کر دیتی تھی۔ ایک طرف مائرہ شاہ اور ارمان شاہ کی جنگ چل رہی ہوتی تھی۔ تو دوسری طرف مالا شاہ اور ارمغان شاہ کا محاذ کھڑا ہوا ہوتا تھا۔

یہ سب دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ سرد سانس خارج کرتے ہوئے رہ جاتا تھا۔ ہر دن وہ اپنی پیاری بھتیجی اور بھانجی کو نئے سرے سے تسلی دیتا تھا۔ اور دلاسہ دینے کی کوشش کرتا تھا۔ کہ جلد وہ ان بھوتوں سے انکی جان چھڑا دے گا۔ لیکن دوسری طرف ارمغان شاہ اور ارمان شاہ کبھی بھی مائرہ شاہ اور مالا شاہ کو تنگ کرنے سے باز نہیں آئے تھے۔ کیونکہ وہ اپنی اپنی منکوحہ کے معاملے میں ڈھیٹ پائے گئے تھے۔

لیکن آج ارمغان شاہ ایک بار پھر تپش سے بے قابو ہو چکا تھا۔ اور وجہ مالا شاہ تھی۔ جو اسکے یقین کو توڑتے ہوئے جا چکی تھی۔ ارمغان شاہ کو اپنا دل زخمی ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا۔ کہ وہ کتنے دنوں کے لیے گئی ہے، یا پھر کب تک واپس آئے گی۔ اور نہ ہی وہ کسی سے پوچھنے والا تھا۔ ضبط سے آنکھیں میچ کر بے ساختہ وہ بیڈ پر پیچھے گرتے ہوئے لیٹ گیا تھا۔۔

مالا شاہ کی اس حرکت کے باعث اسکے ذہن میں بہت سی سوچیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ارمغان شاہ کو اپنا دل بھاری ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ اپنے عنابی ہونٹ وہ سختی سے بھینچے ہوئے تھا۔ کہ اچانک کسی خیال کے تحت اسکی سیاہ آنکھیں تیزی سے کھلی تھیں۔

ایک جھٹکے میں اٹھتے ہوئے اس نے موبائل پکڑتے ہوئے زیام شاہ کو کال ملائی تھی۔ لیکن زیام شاہ کا نمبر بند آ رہا تھا۔

یہ کمینہ اب کہاں دفع ہو گیا ہے۔۔! نمبر بند ہونے پر ارمغان شاہ کو جھنجھلاہٹ سی ہونے لگی۔ بعد میں زیام شاہ کی خبر لینے کا سوچ کر ارمغان شاہ نے ملازم کو کال ملاتے ہوئے ضروری اقدامات کرنے کا حکم دیا تھا۔

تیزی سے کھڑے ہو کر وارڈروب سے اپنا ڈریس نکال کر وہ فریش ہونے کے لئے واش روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔ مالا شاہ کو سزا دینے کے لیے اب اگر ارمغان شاہ کو اسکے پیچھے ترکی بھی جانا پڑتا تو وہ رکنے والا نہیں تھا۔۔۔

ہر رات کے بعد ہونے والی صبح ایک نیا آغاز لے کر آتی ہے۔ لیکن آج ہونے والی صبح ہر گزری صبح سے حسین شروعات لے کر آئی تھی۔ شرجینا کو بانہوں میں قید کیے عالم شاہ سکون سے سو رہا تھا۔ سوتے ہوئے بھی اسکے خوبرو چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ رقصاں تھی۔ جبکہ شرجینا اسکے چوڑے سینے میں مکمل طور پر چھپی ہوئی تھی۔

کچھ لمحے مزید ایسے ہی گزر گئے تھے۔ جب اچانک عالم شاہ نے آہستہ آہستہ بیدار ہوتے آنکھیں کھولیں تھیں۔ سبز آنکھوں میں گزری حسین رات کے اثرات واضح محسوس ہو رہے تھے۔ وہیں آنکھیں کھولتے ہی وہ بھرپور انداز میں مسکراتے ہوئے شرجینا کو زور سے خود میں بھینچ گیا تھا۔ عالم شاہ کا وجود پر سکون ہو چکا تھا۔ جیسے سالوں کی تھکن اس نے شرجینا کے نازک سراپے میں ایک رات ہی میں سمیٹ لی ہو۔۔۔

عالم شاہ نے چہرہ جھکاتے ہوئے شرجینا کی طرف دیکھنا چاہا تو وہ مکمل طور پر اس میں چھپی ہوئی نظر آئی تھی۔ جبکہ گردن اور گالوں پر عالم شاہ کی بے تابیوں کے نشان واضح نظر آ رہے تھے۔ اپنی بے خودی پر نظر ثانی کرتے ہوئے عالم شاہ کی دھڑکنیں ایک لمحے کے لئے رکتے ہوئے اگلے ہی پل تیز ہوئیں تو وہ دم سادھے اس حسین لڑکی کو دیکھتا چلا گیا تھا۔ جس نے کل رات بہت صبر و تحمل سے عالم شاہ کو خود میں سمیٹ لیا تھا۔

عالم شاہ کی شدتیں کل رات جب ضبط سے باہر ہونے لگی تھیں۔ تو ان پر کنٹرول کرنا اسکے اپنے بس سے بھی باہر ہو گیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے اپنی حالت پر وہ خود بھی پریشان ہو چکا تھا۔ لیکن شرجینا کی ہمت اور حوصلے نے اسے بہت حیران کیا تھا۔ وہ یہ سوچتے ہوئے ڈرتا رہا تھا۔ کہ کہیں اپنی بے خودی کے باعث وہ اسے ہرٹ نہ کر دے۔ اور ایسا لمحہ آیا بھی تھا۔ لیکن تب شرجینا نے ہمت کرتے ہوئے عالم شاہ جیسے مضبوط انسان کو خود میں سمیٹتے ہوئے اسے حیران و پریشان کر دیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ کہ وہ یوں بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسکی شدتوں کو یوں برداشت بھی کر سکتی ہے۔

کل رات کے مناظر اور باتیں یاد کرتے ہوئے وہ بے اختیار معنی خیزی سے ہنس پڑا تھا۔ ہنستے ہوئے بھی اسکا دل بار بار بیٹ مس کر رہا تھا۔ شرجینا کی کمر میں بازو حائل کرتے ہوئے عالم شاہ نے ایک جھٹکے میں اسے جکڑتے ہوئے اٹھا کر اپنے اوپر لٹایا تو وہ زرا کی زرا کسمسا کر پھر نیند میں اترتی چلی گئی تھی۔ اسے پھر گہری نیند سوتے دیکھ کر عالم شاہ مسکراتے ہوئے اسکی گردن میں چہرہ چھپا گیا۔ پوری شدّت کے ساتھ شرجینا کو خود میں بھینچتے ہوئے عالم شاہ نے اسکی گردن پر ہولے سے دانت گاڑتے ہوئے اسے نیند میں مچلنے پر مجبور کیا۔

آہ۔۔۔! عالم۔۔۔! بند آنکھوں سے ہی وہ اسے کراہتے ہوئے پکار گئی۔ جبکہ انداز کل رات جیسا ہی تھا۔ جس پر عالم شاہ کے جذبات بھرپور انگڑائی لے کر بیدار ہوئے تھے۔

عالم جاں۔۔۔! تم مجھے پاگل کر دوں گی۔۔۔! بوجھل لہجے میں کہتے ہوئے وہ تیزی سے اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے اسکے لبوں کو قید میں لے گیا تھا۔ اس بار شرجینا نہ چاہتے ہوئے بھی آنکھیں کھولنے پر مجبور ہوئی تھی۔ عالم شاہ جو بے تابی سے اسکے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں الجھاتے ہوئے محسوس کرنے ہی والا تھا۔ کہ شرجینا کے آنکھیں کھولنے پر سٹل ہوتے اسکی سبز آنکھوں میں دیکھتا چلا گیا تھا۔

نیند و خماری سے بھری وہ سبز آنکھیں اسے خود میں جکڑتے ہوئے ہوش بھلا گئی تھیں۔ شرجینا اور عالم شاہ کی سبز آنکھیں بالکل ایک جیسی تھیں۔ لیکن اسکے باوجود عالم شاہ جب بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتا تھا تو بری طرح کھو جاتا تھا۔ جیسے ابھی اسکے لبوں کو گرفت میں لئے وہ ہوش بھلا چکا تھا۔ اسے کھوئے دیکھ کر شرجینا کی آنکھیں مسکرائیں تو عالم شاہ بھی ہوش میں آتے مسکرا کر آبرو اچکاتے ہوئے اسکی آنکھوں میں جھانک گیا۔ پر نیند حاوی ہونے پر شرجینا کی آنکھیں خود بخود پھر بند ہونے لگی تو عالم شاہ نے نرمی سے اسکے نچلے ہونٹ کو سک کرتے ہوئے کروٹ بدل کر اس بیڈ پر لٹاتے ہوئے آہستہ سے اس پر سایہ فگن ہو گیا تھا۔ جبکہ اپنا مکمل بوجھ اس پر منتقل کرنے سے وہ باز رہا تھا۔۔۔

شرجینااب بھی آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔جب عالم شاہ کے گرد بانہوں کا ہار پہناتے ہوئے اس نے اچانک اپنے ہونٹ چھڑاتے ہوئے کروٹ بدل کر سونا چاہا تھا۔

عالم جاں ہوش میں آجاؤ ورنہ اپنے طریقے سے تمہاری نیند بھگادوں گا۔۔۔! اسے پھر سونے کی تیاری پکڑتے دیکھ کر عالم شاہ نے زرا گھور کر اسے دیکھا۔یہاں وہ اسے چھونے کے لیے بے چین ہو رہا تھا۔اور ایک وہ تھی۔جس کی نیند ہی پوری نہیں ہو رہی تھی۔۔

عالی مجھے سونے دیں نا پلیز۔۔۔! عالم شاہ کی دھمکی پر وہ منہ بسور کر آہستگی سے التجا کرتے ہوئے چھوٹی چھوٹی سانسیس بھرنا شروع ہوگئی تھی۔پوری رات جاگنے کے باعث اس وقت شرجینا نیند سے بے حال تھی۔ لیکن اسکے برعکس عالم شاہ بالکل فریش نظر آرہا تھا۔۔

ٹھیک ہے پھر تم سوئی رہو۔۔۔! میں بھی اپنا کام کرلیتا ہوں۔۔۔! بے نیازی سے بولتے ہوئے عالم شاہ نے فوراًاسکی شرٹ کندھے سے کھسکادی تھی۔عالم شاہ کے دہکتے ہونٹوں نے اسکے کندھے کو چھوا تو نیند میں

شر جینا بری طرح سسک اٹھی تھی۔اسکی کالر بونز کو چومتے ہوئے عالم شاہ کے ہاتھوں نے اسکے وجود کو چھونا شروع کر دیا تھا۔جس کے باعث شر جینا کے وجود میں ہل چل سی ہونے لگی تھی۔

تکیے میں منہ چھپاتے ہوئے اس نے بھاری سانس لینا شروع کر دی تھیں۔جبکہ عالم شاہ اسکی گردن پر آہستہ سے ہونٹ رکھنے کے بعد وہاں دانت گاڑتے ہوئے سک کرنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

عالی۔۔۔!پلیز سونے دیں۔۔۔!شر جینا نے ہونٹوں کو بری طرح بھینچتے ہوئے پھر منت کی تھی۔کچھ لمحے پہلے نیند جس قدر اس پر حاوی ہو رہی تھی۔اب وہ اتنی ہی جلدی ہوش میں آ رہی تھی۔اور یہ سب عالم شاہ کی کرم نوازی کا نتیجہ تھا۔

یہاں سونے کے لئے تھوڑی لایا ہوں میں تمہیں عالم جاں۔۔۔!اسکا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے شر جینا کی تھوڑی پر تیزی سے دانت گاڑتے ہوئے وہ بے ساختہ بولا تھا۔جس پر وہ حیرانی سے آنکھیں بڑی کرتے اسے دیکھنا شروع ہو گئی تھی۔۔

تو پھر کس لیئے لائے ہیں۔۔۔!شر جینا نے بے اختیار جاننا چاہا تھا۔۔

پیار کرنے کے لئے۔۔۔! گھمبیر لہجے میں جواب دیتے ہوئے عالم شاہ نے معنی خیزی سے اسکے وجود پر نظر دہرائی تھی۔اسکی گہری نظر پر شرجینا کا وجود بے اختیار لرز اٹھا تھا۔

نیند کے بھاگتے ہی اسکا ذہن آہستہ آہستہ اب مکمل طور پر بیدار ہو چکا تھا۔ گزری کل رات کا عکس اسکی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگا تو شرم کے مارے شرجینا ایک لمحے میں لال انگارہ ہوتے دہکنا شروع ہو گئی تھی۔عالم شاہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔اسکے تاثرات دیکھتے ہوئے بے ساختہ وہ ہنسی دبانے لگا تھا۔ شرجینا کے بدلتے رنگ دیکھ کر اسے اچھے سے سمجھ آ رہی تھی۔۔ کہ اسکی چھوٹی سی بیوی کو سب یاد آ رہا ہے۔

عالی۔۔۔! عالم شاہ کی معنی خیزی نظروں پر شرجینا نے روہانسے ہوتے اگلے ہی پل اسکے سینے میں چہرہ چھپا لیا تھا۔جس کے بدلے میں عالم شاہ کا بھرپور قہقہ کمرے میں گونج اٹھا تھا۔۔

کیا ہوا عالی کی جان۔۔۔! کیا یاد آ گیا سب۔۔۔؟ شرجینا کو چھپتے دیکھ کر وہ چھیڑنا شروع ہو گیا۔۔۔

عالی نہیں کریں نا۔۔۔! ہونٹ کاٹتے ہوئے شر جینا سٹپٹاتے ہوئے بولی تھی۔ عالم شاہ کی باتوں پر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں بے ساختہ سنسناہٹ سی پیدا ہونے لگی تھی۔

میں تو کروں گا۔۔! تمہیں مجھ سے اب کوئی رعایت نہیں ملنے والی عالم جاں۔۔۔! ویسے بھی تم ہی ہر وقت شکوہ کرتی رہتی تھی۔ کہ میں تم سے اب پہلے پیار نہیں کرتا ہوں۔۔۔! تو اس لئے مجھے تمہارا یہ گلہ دور کرنے دو پیاری جان۔۔۔! زبردستی اسکا چہرہ باہر نکالتے ہوئے عالم شاہ ہولے سے اسکے لبوں پر دانت گاڑتے ہوئے بولا تھا۔ جس کے بدلے میں شر جینا اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔

میں کوئی شکایت نہیں کروں گی اب۔۔۔! ساری بات کے جواب میں شر جینا نے پیچھے ہٹتے ہوئے جو جواب پیش کیا تھا۔ کہ بے ساختہ اس سنتے ہوئے عالم شاہ پھر قہقہ لگاتے ہوئے اس پر سایہ فگن ہو گیا تھا۔ شر جینا آنکھوں کو پھیلاتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔

سوری میری چھوٹی سی بیوی۔۔۔! اب وقت گزر چکا ہے۔۔۔! اب تو دن رات ایک کرتے ہوئے بھی اگر عالم شاہ کو تمہاری سب شکایتیں دور کرنا پڑیں تو بھی میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔۔۔! اسکی شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے عالم شاہ بوجھل لہجے میں بولتا چلا گیا تھا۔ مزید اسکی کچھ بھی سنے بنا اپنی شرٹ بھی اتار کر

دور پھینکتے ہوئے عالم شاہ اس پر اپنی گرفت مضبوط کرتے اسے خود میں ایک بار پھر قید کر چکا تھا۔ جبکہ شزجینا کو سنبھلنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔

عارفہ شاہ سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آ رہی تھیں۔ لاؤنج میں اس وقت صرف مائرہ شاہ ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔

چونکہ آج کل وہ آفس جانا بند کر چکی تھی۔ اس لئے گھر پر کچھ نہ کچھ کرتی نظر آ رہی ہوتی تھی۔ وہ کمرے میں بیٹھی ہوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ یہ کتاب وہ مالا شاہ کے روم سے لائی تھی۔ کوئی ناول تھا۔ جو یوں ہی بیٹھے بیٹھے بور ہونے پر مائرہ نے پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ وہ جو صرف وقت گزاری کے پڑھنا شروع ہوئی تھی۔

کہ اب صبح سے اس ناول میں گم ہو کر رہ گئی تھی۔

پہلے اپنے اور بعد میں وہ مالا شاہ کے کمرے میں بیٹھ کر پڑھتی رہی تھی

اور تھوڑی دیر پہلے نیچے لاؤنج میں آ بیٹھی تھی۔ ساتھ وہ کافی پینے میں مصروف تھی۔ روقاش اور اربیلا شاہ بھی واپس آنے والی تھیں۔ اس لئے ملازم کو لنچ تیار کرنے کا کہہ کر وہ انہیں ضروری ہدایات دے کر خود باہر آ گئی تھی۔

ناشتہ کرنے کے بعد سے عارفہ شاہ اب کمرے سے باہر نکل رہی تھیں۔ سنجیدگی سے ان پر ایک نظر ڈال کر مائرہ شاہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ اسکے بے تاثر انداز پر عارفہ شاہ الجھ کر رہ گئی تھیں۔ اس گھر کے مکین پہلے سب جتنی عزت و پیار سے انکے ساتھ مخاطب ہوتے تھے۔ اب انہیں دیکھتے ہی اتنی ہی بے زاری سے منہ پھیر لیتے تھے۔ عارفہ شاہ سمجھ کر بھی نہیں سمجھ پا رہی تھیں۔۔ کہ آخر اس سب کے پیچھے کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

فل وقت وہ سب کچھ نظر انداز کرتے ہوئے اعظم شاہ کے کمرے کے طرف بڑھ گئی تھیں۔ وہ کسی ضروری کام کے تحت ہی نیچے آئی تھیں۔ پہلے وہ نمٹا کر ہی وہ مائرہ شاہ سے اس بدلاؤ کے بارے میں پوچھنے والی تھیں۔

انہیں اعظم شاہ کے کمرے کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر نہ چاہتے ہوئے بھی مائرہ متوجہ ہو گئی تھی۔ زرا کی زرا رکتے ہوئے اسکی نظریں خود بخود عارفہ شاہ کی طرف اٹھ چکی تھیں۔ جو دروازہ کھولتے ہوئے اعظم شاہ کے کمرے میں داخل ہو رہی تھیں۔۔

اب یہ داجان کے کمرے میں کیا لینے گئی ہیں۔۔۔؟ مائرہ شاہ بے ساختہ خود سے بڑبڑائی تھی۔

پیچھے جاؤں یا نہیں۔۔۔! خود سے پوچھنے والے انداز میں وہ اٹھتے ہوئے بے اختیار ٹھہر گئی۔

تھوڑا رک کر پھر دیکھتی ہوں۔ کہ اب انکے دماغ میں کیا نئی کھچڑی پک رہی ہے۔۔۔! فیصلہ کن انداز میں عارفہ شاہ کے بارے میں کوفت سے سوچتے ہوئے وہ پھر بیٹھ چکی تھی۔ جبکہ ساری توجہ اس بار اعظم شاہ کے کمرے کی طرف مرکوز ہو چکی تھی۔ کتاب بند کر کے سائیڈ پر رکھتے ہوئے وہ کافی پیتے ہوئے دروازے پر نگاہیں ٹکا گئی۔

اس کے برعکس عارفہ شاہ دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوئیں تو اعظم شاہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے نظر آئے تھے۔ عادتاً وہ بھی کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف نظر آرہے تھے۔ دروازہ کھلنے پر وہ متوجہ ہوئے تھے۔ لیکن جیسے ہی انکی نظر عارفہ شاہ پر پڑی تو کچھ بولے بنا نظریں دوبارہ کتاب پر جھکا گئے۔

عارفہ شاہ ٹھٹک کر اپنی جگہ پر رک چکی تھیں۔انکی موجودگی کے باوجود بھی اعظم شاہ کی مصروفیت میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔جس کے باعث عارفہ شاہ کا چہرہ شرمندگی کے باعث سرخ پڑنے لگا تھا۔لیکن اگلے ہی پل وہ ڈھیٹ بنتے خود انہیں مخاطب کر گئی تھیں۔۔

داجان۔۔۔! مجبوراً خود انکے پاس بیٹھتے ہوئے عارفہ شاہ نے انہیں بلایا تو اعظم شاہ نظریں اٹھاتے ہوئے انکی طرف دیکھنے لگے۔جبکہ زبان سے وہ اب بھی کچھ نہیں بولے تھے۔انکی نظریں اٹھانے کا مطلب شاید یہ ہی تھا۔کہ وہ مصروف ہونے کے باوجود بھی انہیں سن رہے ہیں۔۔۔

داجان مجھے آپ سے لاکر کی اور گھر کی چابیاں چاہیئے تھیں۔۔۔!.مُسکراتے ہوئے عارفہ شاہ نے بات شروع کی۔۔

کس لئے چاہیئے ہیں۔۔۔؟انکے مطالبے پر اعظم شاہ نے بے ساختہ کتاب بند کرتے ہوئے سنجیدگی سے سوال کیا تھا۔جس کو سن کر عارفہ شاہ اپنی جگہ پر بے یقین سی ہوگئی تھیں۔۔۔

کک کیا مطلب داجان۔۔۔! یہ سب تو پہلے بھی میرے پاس ہی رہتی تھیں۔ میں یہاں نہیں تھی۔ تو آپ نے مشکل سے ہی سب سنبھالا ہو گا۔ اب میں واپس آ گئی ہوں۔ تو سوچا اپنی زمہ داریاں دوبارہ سے سنبھال لیتی ہوں۔۔۔! خود کو سنبھالتے ہوئے وہ بامشکل مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

نہیں مجھے کچھ بھی سنبھالنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی بہو۔۔۔! پہلے اربیلا نے سب سنبھالے رکھا اور جب روقاش بیاہ کر اس گھر میں آئی تو ماشاءاللہ سے سارے گھر کی ساری زمہ داری اس نے اچھے سے سنبھال لی تھی۔ مجھے تو کچھ کرنا ہی نہیں پڑا۔۔۔! اس لئے تم پریشان نہیں ہو۔۔! روقاش سب بھی سب کچھ سنبھال لے گی۔۔۔! اعظم شاہ نے انتہائی پرسکون انداز میں جواب دیا تھا۔ جو سامنے بیٹھی عورت کے تن بدن میں آگ لگا چکا تھا۔۔

کیا مطلب داجان آپ نے گھر اور لاکر کی چابیاں اس ونی میں آئی لڑکی کے حوالے کی ہوئی تھیں۔۔۔؟ اور اب اس گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی کو اس حویلی کی مالکن بنا دیا ہے۔۔۔! عارفہ شاہ غصے سے بھڑکتے ہوئے بولیں تھیں۔ یہ سوچ کر ہی انکے وجود میں چونٹیاں سی رینگنا شروع ہو گئی تھیں۔۔ کہ دو پرائی لڑکیاں انکے مقابلے میں آ کھڑی ہوئی ہیں۔۔۔

بہو سنبھل کر بات کرو۔۔۔! میں نے تمہیں پہلے بھی سمجھایا تھا۔۔ کہ اربیلا شاہ کوئی ونی میں آئی لڑکی نہیں بلکہ میرے پوتے کی بیوی اور اس گھر کی بہو ہے۔۔۔! اور رہی روقاش کی بات تو وہ ہاشم شاہ کی بیوی ہونے کی حیثیت سے وہ سچ میں اس گھر کی مالکن ہی ہے۔۔۔! عارفہ شاہ کے نامناسب الفاظ پر اعظم شاہ زرا سخت لہجے میں باور کروانے والے انداز میں گویا ہوئے تھے۔ انکا یہ انداز دیکھتے ہوئے عارفہ شاہ کو ایک لمحے میں بے یقینی سی ہوئی تھی۔ وہ تو بہت پیار و محبت سے انکے ساتھ مخاطب ہوتے آئے تھے۔ تو اب ایسا غیروں والا رویہ کیوں۔۔۔؟

میرے شوہر کا قتل ہوا ہے داجان۔۔! اس لئے فلحال اس تکلیف کو بھلانا میرے بس میں نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اگر آپکو برا لگا ہے۔ تو میں معافی مانگتی ہوں۔۔۔! فورا سنبھل کر وہ آنسو بہاتے ہوئے صفائی دینا شروع ہو گئی تھیں۔

تمہاری اس تکلیف کو ہم نظر انداز نہیں کر رہے ہیں۔۔۔! لیکن تم بھی کچھ باتوں کا اب خیال رکھو۔۔! تمہاری انہی باتوں کی وجہ سے کتنے دنوں سے حابیل شاہ سب سے ناراضگی اختیار کیے ہوئے ہے۔۔! اور اب تم روقاش کے بارے میں بھی ایسے نامناسب الفاظ کہنا شروع ہو گئی ہو۔۔!

اعظم شاہ کے کٹیلے لہجے پر عارفہ شاہ جتنی حیران ہوتی کم تھی۔ لیکن اس وقت اسے ضبط سے کام لینا تھا۔ کیونکہ اپنے ارادے پورے کرنے کے لئے اسے فلحال بہت محتاط ہو کر کام کرنے کی ضرورت تھی۔

ٹھیک ہے داجی۔۔۔! میں آئندہ خیال رکھوں گی۔۔! وہ فوراً عاجزی بھرے لہجے میں بولیں تھیں۔ جیسے اپنے کہے گئے الفاظ پر سچ میں بہت شرمدہ ہو رہی ہوں۔۔اعظم شاہ بے اختیار سر کو جنبشِ دیتے ہوئے دوبارہ کتاب کی طرف متوجہ ہونے لگے تھے۔ کہ وہ دوبارہ تیزی سے بول پڑیں۔۔

"داجی تو چابیاں میں ہاشم شاہ کی بیوی، میرا مطلب روقاش سے لے لوں نا پھر۔۔۔"مائرہ شاہ جو دروازہ کھولتے ہوئے کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ کہ عارفہ شاہ کے الفاظ سنتے ہوئے بے ساختہ چونک کر آبرو آچکا گئی۔ اسکی اچانک آمد پر اعظم شاہ اور عارفہ شاہ مڑتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگے تھے۔

کونسی سی چابیاں چاہیئے اپکو روقاش مامی سے۔۔۔؟ عارفہ شاہ کی طرف آتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ کر بے اختیار سوالیہ نظروں سے دونوں کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ مائرہ کے انداز پر اعظم شاہ بے بسی سے سرد سانس خارج کر گئے تھے۔ جب سے انکے بچوں کو ساری حقیقت پتہ چلی تھی۔ انکا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ عارفہ شاہ کو شاید ٹائیگر کے آگے ہی پھینک دیتے۔ بس اعظم شاہ کا لحاظ کرتے ہوئے سب صبر کے کڑوے گھونٹ پی رہے تھے۔

گھر کی اور لاکر کی چابیاں چاہیئے مجھے۔۔۔! مائرہ کے سوال پر عارفہ شاہ بے نیازی سے بولتے ہوئے اترا کر اعظم شاہ کی طرف دیکھ گئی تھیں۔ جیسے پورا یقین ہو کہ اپنے اس مطالبے پر اعظم شاہ کی طرف سے پہلے کی طرح مکمل حمایت ملنے والی ہو۔۔

کس حق سے آپ یہ سب مانگ رہی ہیں۔۔۔؟ مائرہ تو سامنے بیٹھی عورت کے انداز و اطوار پر حیران ہوئے بنا نہیں رہ سکی تھی۔

کیا مطلب کس حق سے۔۔؟ میں اس گھر کی بہو ہوں۔ پہلے بھی یہ زمہ داریاں میں نے ہی سنبھالی ہوئی تھیں۔ تو اب کیسا سوال۔۔؟ مائرہ کے سوال پر وہ ٹھٹک کر اپنا حق بتانے لگی تھیں۔۔

آپ اس گھر کی بہو کبھی بھی نہیں تھیں۔۔۔! اپکو اس حویلی میں جگہ صرف انسانیت کے خاطر دی گئی تھی۔ اور میرے خیال میں آپ ہماری اس نیکی کا کافی استعمال کر چکی ہیں۔۔۔! عارفہ شاہ کے مطالبے پر مائرہ کافی ضبط سے انکو آئینہ دیکھاتے ہوئے بولی تھیں۔ جبکہ اعظم شاہ بار بار آنکھوں سے اشارہ کرتے ہوئے مائرہ کو خاموش رہنے کا کہہ رہے تھے۔ لیکن وہ نظر انداز کرتی جا رہی تھی۔

داجی۔۔۔! آپ سن رہے ہیں نا اسکی باتیں۔۔۔! مائرہ کی باتوں پر عارفہ شاہ جھٹکا کھاتے ہوئے اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئیں۔ جبکہ مائرہ مطمئن انداز میں اپنی جگہ پر کھڑی رہی تھی۔ اچھا ہوا تھا۔ جو وہ اٹھ کر یہاں انکی باتیں سننے چلی آئی تھی۔ ورنہ یہ عورت تو پہلے ہی طرح پھر ہر چیز پر قبضہ جمانے کی کوششوں میں سے تھی۔

داجان کو میری کسی بات سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔۔۔! اس لئے حویلی اور لاکر کی چابیوں کو حاصل کرنے کا خواب یہیں پر ختم کر دیں پیاری مامی جان۔۔۔! مسکراتے ہوئے مائرہ مزید بولتی چلی گئی۔ جبکہ عارفہ شاہ تو حیران کن انداز میں بار بار اعظم شاہ کی طرف دیکھ رہی تھیں۔۔ جیسے انکے اپنے حق میں کچھ بولنے کا انتظار کر رہی ہوں۔ لیکن اعظم شاہ خاموش ہی رہے تھے۔

میں سب سمجھ رہی ہوں۔۔! تمہیں میرے خلاف ہاشم شاہ کی بیوی نے بھڑکایا ہے نا۔۔۔! تاکہ وہ اس گھر کی مالکن بنی رہے اور کوئی اسکی راہ میں رکاوٹ نہ بنے۔۔! تمام باتوں کا الزام وہ روقاش کو ٹھہراتے ہوئے صدمے سے کہنے لگی تھیں۔ جس پر مائرہ ایک لمحے کے لیے پہلے تو حیران ہو گئی تھی۔ لیکن بعد میں وہ جتاتی نظروں سے داجان کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ جو اس سارے معاملے میں بالکل خاموش تھے۔۔۔ کوئی کچھ مزید بولتا جب اچانک ارباز شاہ کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں پر۔۔۔؟اندر داخل ہوتے وہ بھاری آواز میں پوچھ گئے تھے۔عارفہ شاہ کی اونچی آواز سنتے ہوئے وہ یہاں پر آئے تھے۔ورنہ وہ اوپر کمرے میں جا رہے تھے۔ارباز شاہ کو اچانک وہاں پا کر عارفہ شاہ ایک دم سے بوکھلا گئی تھیں۔جبکہ مائرہ کا چہرہ ایک دم سے روشن ہوا تھا۔

وہ ماموں۔۔۔!عارفہ مامی کہہ رہی ہیں کہ۔۔۔!مائرہ نے ابھی بات شروع کی ہی تھی۔جب عارفہ شاہ تیزی سے اٹھتے ہوئے کمرے سے نکلتی چلی گئی تھیں۔انکے بھاگنے پر مائرہ کو تیزی سے ہنسی آئی تھی۔۔

یہ کیا تھا۔۔؟عارفہ شاہ کے جانے پر ارباز شاہ نے سوالیہ انداز میں مائرہ کو دیکھا تھا۔جو ہنسنا شروع ہو گئی تھی۔۔اسے ہنستے دیکھ کر اعظم شاہ بھی مسکرا گئے تھے۔

یہاں بیٹھیں ماموں میں اپکو سب بتاتی ہوں۔۔۔!شرارتی انداز میں ارباز شاہ کو بازو سے پکڑ کر اپنے پاس بٹھاتے ہوئے مائرہ شاہ کی زبان کینچی کی طرح چلنا شروع ہو گئی تھی۔۔

مالا۔۔۔!موبائل پر نظریں جمائے زیام شاہ اسے پکارتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

جی بھیا۔۔۔!اپنی مینیجر کے ساتھ کام میں مصروف مالا شاہ نے اچانک سر اٹھاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا تھا۔وہ کل رات یہاں پہنچے تھے۔

ہوٹل میں پہنچ کر مالا شاہ اپنے کمرے میں سو گئی تھی۔جبکہ اسکے ساتھ والا کمرہ زیام شاہ کا تھا۔۔چونکہ مالا شاہ آج سے پہلے کہیں اکیلی نہیں گئی تھی۔اس لئے ہاشم شاہ نے زیام شاہ کو اسکے بھیج دیا تھا۔حالانکہ زیام شاہ کا یہاں پر کوئی کام نہیں تھا۔کل رات وہ بھی کمرے میں جاتے ہی سو گیا تھا۔اوراب صبح سے اٹھ کر موبائل پر وریشہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا۔جوابھی سے اسے بے حد مس کرنا شروع ہوگئی تھی۔مالا شاہ کی مینیجر ٹکر ٹکر زیام شاہ کی طرف دیکھتی جارہی تھی۔ کیونکہ زیام شاہ کی وجاہت سے بھرپور شخصیت دیکھتے ہوئے اسکی آنکھوں میں ایک ستائش سی ابھر رہی تھی۔وہ متاثر کن انداز میں دیکھتے ہوئے زیام شاہ میں کھو چکی تھی۔

کل تمہاری ایگزیبیشن کا کیا وقت ہے۔۔۔؟موبائل سے زرا کی زرا نظریں اٹھاتے ہوئے زیام شاہ نے سوال کیا۔

دن کا ہی وقت ہے بھیا۔۔۔!کیوں خیریت۔۔۔؟جواب دیتے ہوئے وہ پوچھ گئی۔

اپنے آنے کے بارے میں ارمغان بھائی کو بتایا تھا کیا۔۔۔؟اسکے سوال کے بدلے میں زیام شاہ نے سنجیدہ انداز میں الٹا پوچھا تھا۔۔

اگر ان کھڑوس کو بتا دیتی تو آپکو میں یہاں بیٹھی نظر آرہی ہوتی کیا۔۔؟زیام شاہ کے سوال کے جواب میں وہ طنزیہ انداز میں منہ بناتے ہوئے بولی تھی۔جس پر زیام شاہ متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکا تھا۔مطلب معصوم سی مالا شاہ کو بھی اتنی سمجھ تھی۔کہ اسے اپنے کھڑوس شوہر کو کیا اور کس وقت بتانا ہے۔

زیام شاہ اسکی سمجھداری پر دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا تھا۔اسکی بھابھی ہوشیاری سے یہاں پر خود تو پہنچ چکی تھی۔لیکن زیام شاہ کو اپنے بھائی کے آگے بری طرح پھنسا گئی تھی۔ارمغان شاہ کو جب سے پتہ چلا تھا۔کہ مالا شاہ کے ساتھ زیام شاہ بھی یہاں پر موجود ہے۔ تب سے زیام کو ارمغان شاہ کی طرف سے دھمکی آمیز میسج موصول ہو رہے تھے۔کل رات سے وقفے وقفے سے ارمغان شاہ اسے دھمکا رہا تھا۔وہ یہاں پر

پہنچتے ہی زیام شاہ کو نہیں چھوڑنے والا ہے۔ جبکہ زیام شاہ اسے بدلے میں کتنی ہی صفائیاں دے چکا تھا۔ جو اسکے سر پھرے بھائی نے ایک بھی نہیں مانی تھی۔۔۔

بے وقوف لڑکی اگر پہلے نہیں بتایا تھا تو جب ہم حویلی سے نکل رہے تھے۔

تب ہی ایک میسج کر کے بتا دیتی یا ائیر پورٹ پر پہنچ کر کال کر لیتی۔۔۔! زیام شاہ بے اختیار اسے احساس دلانے کی کوشش کرنے لگا۔ کہ ایسے بنا بتائے یہاں پر آ کر وہ کتنی سنگین غلطی کر چکی ہے۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ اس سنگین غلطی کے نتائج فلحال بس زیام شاہ کے سامنے آنے والے ہیں۔۔

کچھ ہوا ہے کیا بھیا۔۔۔؟ زیام شاہ کے انداز پر مالا شاہ کو ایک دم سے فکر ہوئی تھی۔ پریشان ہوتے وہ اٹھ کر اسکے قریب چلی آئی۔

تمہارے شوہر کا غصے سے برا حال ہوا پڑا ہے۔ وہ مجھے قتل کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔۔۔! نہ چاہتے ہوئے بھی زیام شاہ کی زبان پھسلتے ہوئے جواب میں بولی تھی۔ حالانکہ وہ اسے ارمغان شاہ کے بارے میں بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پر یہ بتانا بھی ضروری تھا۔ کہ اس نے ایسے آ کر سچ میں غلطی کی ہے۔ معصوم سی مالا شاہ خوف زدہ ہوتے اسے دیکھنا شروع ہو گئی تھی۔

اب پریشان نہیں ہو۔۔۔! اب اگر آگئی ہو تو سکون سے کام ختم کرو۔۔۔! بعد میں دیکھ لیں گئے۔ کہ کیا کرنا ہے۔۔۔! اسے پریشان ہوتے دیکھ کر زیام شاہ بے اختیار اسے تسلی دیتے ہوئے فون آنے پر تیزی سے کمرے سے نکل گیا تھا۔۔

مالا شاہ اتنے میں پریشان ہو چکی تھی۔ اگر زیام شاہ اسے یہ بتا دیتا کہ وہ سر پھرا جن یہاں پر پہنچنے والا ہے۔ تو عین ممکن تھا۔ کہ مالا شاہ اپنا کام یہیں پر چھوڑ کر واپس پاکستان کی طرف بھاگ نکلتی۔ بے شک اس کا نازک دل ارمغان شاہ کے غصیلے انداز سے بری طرح خوف محسوس کرتا تھا۔

ٹائیگر۔۔۔! ٹائیگر کو پکارتے ہوئے روقاش پچھلے لان کی طرف بڑھ رہی تھی۔ جبکہ ہاتھ میں وہ ایک بڑا سا باؤل اٹھائے ہوئے تھی۔ جس میں بڑے بڑے گوشت کے ٹکڑے تھے۔ جو یقیناً وہ ٹائیگر کے کھانے کے لیے ہی لائی تھی۔

ٹائیگر جو سکون سے بیٹھا آنکھوں کو موندے ہوئے تھا۔ کہ بے اختیار اپنی ماں کی آواز سنتے ہی ایک جھٹکے میں اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ روقاش مسلسل اسے پکارتے ہوئے آہستہ آہستہ اسکی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس سے پہلے وہ ٹائیگر کے پاس پہنچ پاتی جب ٹائیگر میاں آس پاس نظریں دوہراتے ہوئے تیزی سے بھاگنے والے انداز میں ایک درخت کے پیچھے چھپ کر جا کھڑے ہوئے تھے۔

ٹائیگر کا یہ روز کا معمول تھا۔ ہر روز روقاش اسکے کھانے کے لیے خاص طور پر خود کچھ نہ کچھ بنا کر لاتی تھی۔ تب ٹائیگر اسکی آواز سنتے ہی جان بوجھ کر چھپ جاتا تھا۔ یا پھر اچانک اسکے سامنے آ کر اسے چونکا دیتا تھا۔

یہ ان ماں، بیٹے کے پیار کرنے کا خاص انداز تھا۔ روقاش کو اگر اپنا بیٹا نہیں بھولتا تھا۔ تو ٹائیگر بھی ہر روز اس وقت اسکے آنے کا انتظار کرتا تھا۔ آج کل شرجینا بھی چونکہ حویلی میں موجود نہیں تھی۔ اس لئے ٹائیگر میاں کو تنہائی محسوس ہونے لگی تھی۔ پر شکر اسکی ماں اس وقت آ کر اسکا دل خوش کر دیتی تھی۔ ورنہ اکیلے رہ رہ کر ٹائیگر میاں تو اداس ہونے لگے تھے۔

روقاش پچھلے حصے میں داخل ہوئی تو اسکی توقع کے عین مطابق ٹائیگر میاں منظر سے غائب تھے۔ ٹائیگر کو چھپے دیکھ کر وہ ہنسی دباتے ہوئے باؤل اسکے پنجرے میں رکھنے کے لیے آگے بڑھنے لگی تھی۔

پتہ نہیں میرا پیارا بیٹا کہاں چلا گیا ہے۔۔۔؟ پنجرے کی طرف بڑھتے ہوئے وہ جان بوجھ کر اونچی آواز میں بولنا شروع ہو گئی تھی۔ جبکہ درخت کے پیچھے چھپا کھڑا ٹائیگر چوری چوری اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔ جو گہرے نیلے رنگ کے خوبصورت ڈریس میں ہمشیہ کی طرح حسین ترین لگ رہی تھی۔ اپنی ماں کی اتنی خوبصورتی دیکھتے وہ ہمشیہ کی طرح دل ہی دل میں مغرور ہوا تھا۔

میرے باپ کو کتنی خوبصورت بیوی ملی ہے۔۔! کیا میری بیوی بھی اتنی ہی خوبصورت ہو گی۔۔۔؟ ٹائیگر بے اختیار دل میں حسرت سے سوچنا شروع ہو گیا تھا۔

ٹائیگر۔۔۔! مستقبل کی بیوی کو سوچتے وہ خیال میں کھو رہا تھا۔ کہ اچانک روقاش کی آواز پر ہوش میں آتے ماں کی طرف دیکھنے لگا۔ جو پنجرے میں گوشت رکھنے کے بعد اسے ڈھونڈ رہی تھی۔ شام ڈھلتے ہوئے ہلکا سا اندھیرا چھا رہا تھا۔ اس لئے روقاش کو اسے ڈھونڈنے میں مشکل ہو رہی تھی۔ ورنہ تو وہ یوں آسانی سے اسے پکڑ لیتی تھی۔

کہاں چلا گیا ہے یہ۔۔۔؟ باری باری سب جگہوں پر دیکھتے ہوئے وہ حیرانی سے بولی تھی۔اسے خود کو ڈھونڈتے دیکھ کر ٹائیگر بے ساختہ خوش ہوا تھا۔ہر روز وہ اسے آسانی سے پکڑ لیتی تھی۔پر آج اسکی ماں اسے نہیں ڈھونڈ پائے گی۔ٹائیگر بے اختیار سوچتے ہوئے اب چہرہ زرا باہر نکالتے ہوئے ماں کی طرف دیکھنے لگا تھا۔جو اندھیرے میں اسے ڈھونڈ نہیں پا رہی تھی۔لیکن ٹائیگر کی چمکتی و تیز آنکھیں اس اندھیرے میں بھی آسانی سے اپنی ماں کی طرف دیکھ سکتی تھیں۔۔

لگتا ہے آج کہیں اور چھپا کر بیٹھا ہے یہ۔۔۔!ہر جگہ اسے تلاش کرنے کے بعد بھی جب روقاش اسے نہ ڈھونڈ پائی تو بے اختیار کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پر سوچ انداز میں بولی تھی۔ٹائیگر کو باہر لانے کا طریقہ سوچتے ہوئے ساتھ وہ مسلسل چاروں اطراف نظریں دہرا رہی تھی۔۔کہ اچانک کسی خیال کے تحت اسکی ہیزل آنکھیں تیزی سے چمک اٹھی تھیں۔

ٹائیگر اگر تم ایک منٹ میں باہر نہ نکلے تو میں آج شاہ کے ساتھ تمہاری شادی کے بارے میں جو بات کرنے والی ہوں۔وہ کینسل کر دوں گی۔۔۔!سینے پر بازو باندھتے ہوئے وہ بلیک میل کرنے والے انداز میں اونچی آواز میں بولتی چلی گئی تھی۔جبکہ ٹائیگر جو درخت کے پیچھے چھپ کر خوش ہو رہا تھا۔کہ ماں کے ایسے الفاظ

سنتے ہی اسکا دل بیٹھ گیا تھا۔اگلے ہی پل وہ منہ بسورے ہوئے ہولے سے غرانے والے انداز میں باہر نکل آیا تھا۔

روقاش اسکے غرانے کی آواز سنتے ہوئے تیزی سے مڑی تھی۔ٹائیگر کو درخت کے پیچھے سے نکلتے دیکھ کر وہ حیرت سے ہنسی تھی۔جبکہ ٹائیگر منہ بسورتے ہوئے خفگی سے اسکے پاس آکھڑا ہوا تھا۔

آمیرا پیارا بچہ ناراض ہو گیا کیا۔۔؟ٹائیگر کی ناراض نظروں کو دیکھتے ہوئے روقاش کو زوروالی ہنسی آرہی تھی۔شادی کے نام پر اب وہ ایسے ہی حیرت انگیز ردعمل دیتا تھا۔جیسے اب روقاش کی بلیک میلنگ پر تیزی سے باہر نکل آیا تھا۔۔

سوری میرا بچہ میں بس تمہیں تنگ کررہی تھی۔۔!روقاش نے ہنستے ہوئے اسے تسلی دی تھی۔تاکہ اسکے دل کو کچھ سکون ہوسکے۔۔اور ایسا ہی ہوا تھا۔اسکی تسلی پر ٹائیگر میاں اگلے ہی پل خوش ہوتے چوڑی سی مسکراہٹ پیش کرنا شروع ہو گئے تھے۔

چلو آؤ کھانا کھالو۔۔! دیکھو کتنے مزے کا ہے۔۔۔! اسکے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے روقاش پنجرے کی طرف بڑھی تو ٹائیگر اسکے نیلے ڈوپٹے کا پلو منہ میں دباتے ہوئے اسکے پیچھے چل پڑا تھا۔ روقاش جتنی دیر اسکے پاس رہتی تھی۔ اتنا وقت وہ ایسے ہی اسکا پلو پکڑے رکھتا تھا۔

اچھا بتاؤ تمہیں کیسی لڑکی چاہیئے ہے۔۔۔؟ پنجرے میں رکھی چیئر پر بیٹھتے ہوئے روقاش نے اسکا پسندیدہ سوال پوچھا تھا۔ ٹائیگر اسکا پلو تھامے اسکے سامنے آبیٹھا تھا۔ اور روقاش باؤل میں سے گوشت کے ٹکڑے اٹھا اٹھا کر اسے کھلانا شروع ہوگئی تھی۔ اور ساتھ ان ماں، بیٹے کی گفتگو بھی جاری ہوچکی تھی۔ جو آج کل صرف ایک موضوع پر ہی ہو رہی تھی۔ اور وہ موضوع تھا۔ "ٹائیگر کی شادی۔۔"

روقاش نے اپنے پیارے بیٹے کو یقین دلایا تھا۔ کہ ارمان شاہ کی شادی کے ساتھ ساتھ وہ اسکی بھی شادی کر دے گی۔ حالانکہ ارمان شاہ اس معاہدے سے بے خبر تھا۔ کہ اسکی شادی کے ساتھ اب کوئی اور مخلوق بھی امید لگائے بیٹھی ہے۔ روقاش اور ٹائیگر اب مسلسل شادی کے موضوع کو ڈسکس کرتے پلیننگ کرنے میں مصروف ہوگئے تھے۔ جس پر ٹائیگر بڑھ چڑھ کر روقاش کو بتانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کہ اسے اپنی ماں کے جیسے ایک "خوبصورت لڑکی" ہی چاہیئے ہے۔۔! یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسے کوئی لڑکی نہیں بلکہ ایک

شیرنی ملنے والی ہے۔اور اس دنیا میں پائی جانے والی ساری شیرنیاں ایک جیسی ہی تھیں۔اب یہ بات ٹائیگر میاں کو سمجھنا مشکل تھا۔

ترکی ائیرپورٹ پر وہ لینڈ کر چکا تھا۔ ایک دن بعد وہ یہاں پر پہنچا تھا۔حویلی میں کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔۔کہ ارمغان شاہ پاکستان میں موجود نہیں ہے۔اگر سب نے اس سے مالا شاہ کے بارے میں چھپایا تھا۔تو ارمغان شاہ نے بھی غصے میں کسی کو بتانے کی زحمت نہیں کی تھی۔

پر افسوس ارمغان شاہ کو یہاں پہنچنے کے لئے مزید صبر کرنا پڑا تھا۔اس سارے وقت کے دوران وہ وقفے وقفے سے زیام شاہ کو دھمکی آمیز میسج کرتے ہوئے آگاہ کرتا رہا تھا۔کہ اسکے علم میں لائے بنا وہ یہاں پر اسکی منکوحہ کے ساتھ آکر کتنی بڑی غلطی کر چکا ہے۔

دن کے بارہ بج رہے تھے۔جب وہ ائیرپورٹ کے باہر کھڑا تھا۔اسے ابھی یہاں کھڑے ایک منٹ بھی نہیں گزرا تھا۔جب زیام شاہ کی گاڑی وہاں آکر رکی تھی۔

مر رسے ارمغان شاہ پر نظر ڈالتے ہوئے وہ بے اختیار تھوک نگل گیا۔

عجیب ہے،اپنی منکوحہ اگر منہ نہیں لگانا چاہتی تو مجھ بیچارے کا کیا قصور ہوا بھئی۔۔؟آیتہ الکرسی کا ورد کرتے ہوئے وہ ڈرتے ہوئے گاڑی سے نکلا تھا۔گاڑی سے باہر نکل کر اس نے ارمغان شاہ کی طرف اپنائیت

بھری بھری مسکراہٹ اچھالی تھی۔جو مقابل کو ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔زیام شاہ نے ہمت کرتے ابھی اپنے بڑے بھائی کی جانب ایک قدم ہی اٹھایا تھا۔جب باقی کا فاصلہ خود مٹاتے ہوئے ارمغان شاہ اسکے قریب آتے ہی تیزی سے اسے دبوچ چکا تھا۔

اہہ۔۔۔!!غان مجھے چھوڑ دو۔ورنہ قسم سے ان انگریزوں کے ملک میں تم پر تشدد کا کیس کر دوں گا۔۔۔! اپنی گردن پر اسکی گرفت محسوس کرتے ہی زیام شاہ نے کراہتے ہوئے ڈرانا چاہا تھا۔

کسی کا باپ بھی ارمغان شاہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے۔۔۔! زیام شاہ کے پیٹ میں مکہ مارتے ہوئے وہ چبا کر جواب میں بولا تھا۔اسکے وار پر زیام شاہ کی آنکھیں بے اختیار باہر کو ابل پڑیں تھیں۔۔

جو دھوکا تم نے مجھے دیا ہے۔۔!اسکی سزا کے طور پر آج اسی ملک میں تم میرے ہاتھوں شہید ہو گئے۔۔۔! ایک کے بعد ایک وار کرتے ہوئے وہ غصے سے بولتا جا رہا تھا۔جب زیام شاہ پھولے سانس میں بامشکل خود کو چھڑاتے ہوئے بھاگ کر گاڑی کے دوسری طرف چلا گیا ۔ارمغان شاہ نے جھپٹتے ہوئے اسے دبوچنے کی کوشش کی تھی۔پر وہ بچ نکلا تھا۔

مجھے کس خوشی میں شہید کر و گئے تم۔۔۔! اس سے آدھی محنت تم اپنی شکل اور فطرت پر کیوں نہیں کر لیتے تاکہ تمہاری منکوحہ تمہیں کچھ منہ لگانے کو تو راضی ہو۔۔۔! ہانپتے ہوئے بھی زیام شاہ لقمہ دینے سے باز نہیں آرہا تھا۔۔

اسکی طبیعت ہی درست کرنے کے لئے یہاں پر آیا ہوں۔۔! لیکن چھوڑوں گا میں تمہیں بھی نہیں۔۔۔! ارمغان شاہ نے اسے پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے تپش سے جواب دیا تھا۔ پچھلے کچھ گھنٹوں میں غصے و تپش سے اسکا آدھا خون جل چکا تھا۔ اور سب سے زیادہ غصہ تو اسے اپنے اس ہم شکل پر آرہا تھا۔۔ جو منہ اٹھا کر ملک سے باہر آگیا تھا۔ لیکن بڑے بھائی کو بتانا تو دور خبر کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔ ارمغان شاہ اسے دبوچ کر جی بھر کر اپنا غصہ نکالنا چاہ رہا تھا۔ پر وہ کسی صورت بھی ہاتھ نہیں آرہا تھا۔۔

میں تمہیں شوٹ کر دوں گا کمینے انسان۔۔۔! اسے پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ رک کر بے اختیار جلالی انداز میں گویا ہوا تھا۔۔

جاؤ پھر مرشد زیام کی بھی تمہیں بددعا ہے۔ کہ تمہاری منکوحہ تمہیں دیکھتے ہی آنکھیں الٹی کر لے۔ زبان پر دہی جما لے۔ تمہیں پہچاننے سے انکار کر دے۔ حویلی واپس آکر تمہیں شوہر کے رتبے سے عاق کر دے۔۔۔! خود کو شوٹ کرنے کا سن کر وہ بلبلاتے ہوئے بددعائیں دینا شروع ہو گیا تھا۔

جس کے جواب میں ارمغان شاہ نے ہاتھ میں موجود بیگ گھما کر اسے مارنے کی کوشش کی تھی۔ پر وہ بر وقت نیچے ہو گیا تھا۔ زیام شاہ جو گاڑی کے دوسری جانب کھڑا تھا۔ گاڑی کے گرد مسلسل بھاگنے کے بعد اب وہ تھک ہار کر رک چکے تھے۔ ارمغان شاہ کا چہرہ اگر ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔ تو زیام شاہ کا چہرہ پورا روشن تھا۔ بلکہ بھرپور مسکراتے ہوئے وہ جڑواں بھائی کو آگ لگانے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

لعنت تیری شکل پر۔۔۔! اسکی مسکراہٹ سے چڑتے ہوئے ارمغان شاہ بے ساختہ بولا تھا۔

لعنت ففٹی ففٹی کر لو۔ کیونکہ تمہاری شکل بھی ایسی ہی ہے۔۔۔! فٹ سے جواب دیتے وہ فلائنگ کس اچھالتے ہوئے کہا گیا تھا۔ اسکی مسلسل بکواس پر اب ارمغان کا خون ابلنا شروع ہو گیا تھا۔ ایک تو وہ پہلے ہی اسکے ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ اوپر سے مزید اسے تپائے جا رہا تھا۔

میرے سامنے سے اپنی شکل گم کر ولو زیام شاہ۔۔ورنہ قسم سے حویلی واپس آتے ہی تم پر کتے چھوڑ دوں گا۔۔۔!انگلی اٹھاتے ہوئے ارمغان شاہ دھمکی آمیز ہوا تھا۔ جس پر زیام شاہ منہ ٹیڑھا کر چکا تھا۔۔

ہاں جیسے تم پر تو شکیرا چھوڑی جائے گی نا۔۔؟ ہونہہ کرتے ہوئے وہ زیر لب بڑبڑایا۔ایک گھنٹے کے بعد اسکی واپسی کی فلائٹ تھی۔وہ پاکستان واپس جا رہا تھا۔

جارہاہوں میں۔۔۔!مالا کی ایگزیبیشن شروع ہو گئی ہے۔۔!اور پلیز انسانوں کی طرح اسکے ساتھ سلوک کرنا۔۔!خوامخواہ میں اسے ڈرانا مت۔۔۔!یہ نہ ہو کہ واپس جا کر مالا شاہ بڑی سے کہہ کر تم پر چھوڑ دے۔۔۔!اسے مسلسل نصیحتیں کرتے ہوئے زیام شاہ گاڑی سے اپنا بیگ نکال رہا تھا۔ جبکہ رمغان شاہ کھڑا بس اسے زہر بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔دو انگلیوں سے ماتھے کو چھوتے ہوئے اپنا بیگ اٹھائے زیام شاہ اسے خدا حافظ کہتے ہوئے ائیر پورٹ کی طرف چلا گیا۔جبکہ اسکی پشت پر لعنت بھیجتے ہوئے ارمغان شاہ گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔اسے اب جلد از جلد ہوٹل پر پہنچنا تھا۔جہاں مالا شاہ کی ایگزیبیشن ہو رہی تھی۔جبکہ دوسری طرف زیام شاہ پاکستان پہنچ کر اپنی چھوٹی دنیا کو سرپرائز دینے والا تھا۔

شر جینا شاور لے کر باہر نکلی تو چپکے سے ادھر ادھر دیکھ کر بھاگتے ہوئے اس نے ڈریسنگ روم میں بند ہونے کی کوشش کی تھی۔ یہ جانے بنا کہ باتھروم کے دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی عالم شاہ متوجہ ہو چکا تھا۔ شر جینا کو بھاگنے کی تیاری پکڑتے دیکھ کر وہ بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے ایک جست میں اس تک پہنچ کر اسے دبوچ چکا تھا۔ شر جینا جو ڈریسنگ روم سے صرف ایک قدم کے فاصلے پر تھی۔ کہ عالم شاہ کے جھپٹنے پر دھک دھک کرتے دل کے ساتھ چینچ اٹھی۔ جبکہ عالم شاہ اسے کمر سے دبوچتے ہی قہقہ لگا اٹھا تھا۔۔

عالی۔۔۔! اسکے ہنسنے پر وہ چڑتے ہوئے جھپٹائی تو عالم شاہ اسکا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے تیزی سے اسکی سانسوں پر قبضہ جما گیا۔ شر جینا آنکھیں بڑی کرتے ہوئے سانس روک گئی تھی۔ بلیک کلر کے باتھ رب میں وہ بالوں کو تولیے میں لپیٹے ہوئے تھی۔ سرشاری کے عالم میں اسکی کمر میں بازو حائل کرتے ہوئے سینے سے لگا کر عالم شاہ نے ہاتھ بڑھا کر ایک جھٹکے میں اسکا تولیہ نکال کر پرے اچھالا تو شر جینا کے سنہرے بال بکھرتے چلے گئے تھے۔ اسکا بھیگا سہانا روپ دیکھتے ہوئے وہ مسرور ہوا تھا۔ بے قراری میں ڈوبتے ہوئے عالم شاہ نے اسکے نازک وجود کو ایک جھٹکے میں اٹھاتے ہوئے گود میں اٹھا لیا تھا۔ جس پر شر جینا تیزی سے اسکی کمر پر ٹانگوں کو لاک کرتے اسکے گلے کے گرد بانہوں کا ہار پہنا گئی تھی۔ سینے میں اسکا نازک دل ادھم مچاتے ہوئے اسکے کانوں میں دھڑکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ وہیں دوسری طرف عالم شاہ بھرپور اسکی سانسوں کو پیتے ہوئے قدم اٹھاتے ہوئے آہستہ آہستہ ڈریسنگ روم کی طرف جا رہا تھا۔

شر جینا نے کانپتے ہاتھوں سے اسکے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تو اسکے نازک ہاتھ کے لمس پر عالم شاہ مزید شدت پسند ہونے لگا۔ وہ شرٹ لیس تھا۔ کل کا پورا دن انہوں نے کمرے میں ایک دوسرے کی قربت میں سکون محسوس ہوئے گزار دیا تھا۔ عالم شاہ کا ارادہ تو شاید آج بھی کمرے سے نکلنے کا نہیں تھا۔ لیکن شر جینا نے صبح سے ضد لگائی ہوئی تھی۔ کہ وہ باہر جا کر گھومنا چاہتی ہے۔ اپنی اسی ضد کی وجہ سے وہ عالم شاہ کو قریب بھی نہیں آنے دے رہی تھی۔ اسی وجہ سے اسکی ضد کے آگے عالم شاہ کو ہتھیار ڈالنے پڑے تھے۔

شاور لیتے ہوئے بھی شر جینا نے یہ ہی پلین کیا تھا۔ کہ وہ تیزی سے ڈریسنگ روم میں جا کر بند ہو جائے گی۔ تاکہ عالم شاہ کو اسکے قریب آنے کا موقع ہی نہ ملے۔ اور اسکے پیچھے کی وجہ عالم شاہ کا بدلا ہوا روپ تھا۔ کل بھی جب شر جینا شاور لے کر نکلی تھی۔ تو عالم شاہ اسے دیکھتے ہی بہک گیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا تھا۔۔ کہ اگلے کئی گھنٹے شر جینا کی نازک جان کو عالم شاہ کو سہنا پڑا تھا۔ اس لئے آج ڈرتے ہوئے اس نے پہلے ہی احتیاط سے کام لینا چاہا تھا۔ پر بری طرح پھنس چکی تھی۔ شاید وہ بھول گئی تھی۔ کہ مقابل "عالم شاہ" ہے۔۔۔

ڈریسنگ روم میں داخل ہو کر عالم شاہ نے اسکی پشت دروازے کے ساتھ لگاتے ہوئے تیزی سے اسکے نچلے ہونٹ کو سک کرتے ہوئے اسکے نازک بدن کو اپنے وجود کے ساتھ مس کیا تو شر جینا کا وجود لرزنا شروع ہو

گیا تھا۔اسکے برعکس اسکا سانس بھی اب رکنے والا تھا۔کیونکہ عالم شاہ پچھلی کتنی دیر سے اسکے ہونٹوں کو قابو کیے ہوئے تھا۔۔

عالم شاہ کے مضبوط کندھوں پر اپنے نازک ہاتھ مارتے ہوئے شرجینا نے بے اختیار اسے احساس دلانے کی کوشش کی۔گہری سبز آنکھوں واکرتے ہوئے عالم شاہ نے اسکے اوپری ہونٹ پر ہولے سے دانت گاڑتے ہوئے بے ساختہ ایک نظر اسے دیکھا۔جو زور سے آنکھیں میچے لال انگارہ ہو چکی تھی۔جبکہ گیلے بال گردن پر چپکے ہوئے تھے۔

شرجینا کی سفید وہ نازک گردن پر عالم شاہ کی نظر ٹھہرنے لگی تو وہ اچانک اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتے ہوئے تیزی سے اسکی گردن پر جھکتے دانت گاڑ گیا تھا۔۔

اہہ۔۔۔!عالی۔۔۔!نہیں کریں پلیز۔۔۔!نازک سی شرجینا اس دیو کی آغوش میں بری طرح پھڑ پھڑائی تھی۔۔

سوری میری چھوٹی سی جان۔۔۔! تم نے صبح سے خود کو مجھ سے دور رکھ کر اپنی اس نازک سی جان پر خود ظلم کیا ہے۔۔! دانت ہٹاتے ہوئے وہ بوجھل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کندھے سے اسکا ہاتھ رب ہٹانے لگا تھا۔۔۔

عالی۔۔۔! ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔۔۔! عالم شاہ کی گہری ہوتی سبز آنکھوں سے نظریں چراتے ہوئے وہ اسے یاد دلانے لگی۔ جو ایک بار پھر اسکے نازک سراپے میں بری طرح قید ہو رہا تھا۔

ابھی بہت دن باقی ہے جاناں۔۔۔! شرجینا کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے عالم شاہ نے اسکا ہاتھ رب کھول دیا تھا۔ وہ ابھی تک اسے یوں ہی گود لیے دیوار سے پش کیے کھڑا تھا۔ شرجینا کے بے ساختہ گال دہکنے لگے تھے۔

عالم۔۔۔! اپنے وجود پر اسکے رینگتے ہوئے ہاتھوں کے لمس سے بے چین ہوتے شرجینا بے بسی کے مارے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے سسک اٹھی تھی۔ اسکے بھاری ہوتی سانس پر وہ معنی خیزی سے مسکراتے ہوئے اسے گود میں اٹھائے صوفے کی جانب بڑھ گیا۔ جبکہ ان گستاخیوں پر بے جان سی ہونے لگی تھی۔ اسکی کمزور مزاحمتیں عالم شاہ کو روکنے میں ناکام سی ہو رہی تھیں۔۔۔

ہم لیٹ ہو جائیں گئے عالی۔۔۔! عالم شاہ کو خود پر سایہ فگن ہوتے دیکھ کر شر جینا نے دوبارہ سے اسے احساس دلانے کی کوشش کی تھی۔ جبکہ دل ہی دل میں اسکے دیو ہیکل وجود کو دیکھتے ہوئے اسکا دل دھڑکنا بھول رہا تھا۔ شر جینا سٹل ہوتے اسکی مضبوط کندھے اور چوڑا سینہ دیکھنے لگی تھی۔ عالم شاہ کے مقابلے میں تو وہ بالکل نازک سی چڑیا تھی۔ جبکہ وہ اسے خود میں کھوئے دیکھ کر بھرپور مسکرا کر اسکی تھوڑی کو چوم گیا تھا۔۔

یہ لمحات بہت قیمتی ہیں عالم جاں۔۔۔! ان کو گزرانے کے لیے جتنی مرضی دیر ہو جائے، پرواہ نہیں۔۔! اسکی ناک کی ٹپ کو ہولے سے سک کرتے ہوئے عالم شاہ نے بے ساختہ بے باک اشارہ کیا تھا۔ اسکے اشارے کو سمجھتے ہوئے ایک دم سے شر جینا کا چہرہ گلاب کی طرح سرخ ہوا تو وہ خفگی سے اسے پکارتے ہوئے فوراً سے اپہلے اسکے سینے میں چھپی تھی۔۔

عالم۔۔۔! شر جینا کی بوکھلاہٹ دیکھتے ہوئے وہ شرارتی انداز میں مسکراتے ہوئے اسکا ہاتھ ربنکالتے ہوئے اس پر آہستہ آہستہ اپنی گرفت مضبوط کرتا چلا گیا تھا۔ جس پر وہ بھاری سانس لیتی عالم شاہ کے چوڑے وجود میں چھپتی چلی گئی تھی۔ جبکہ عالم شاہ کی بے قراریاں عروج پر پہنچ چکی تھیں۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاشم شاہ فریش ہونے کے بعد نیچے آرہا تھا۔جب روقاش اور اربیلا شاہ مل کر ٹیبل پر کھانا لگانے میں مصروف تھیں۔اور ارمان شاہ وہیں لاؤنج میں بیٹھ کر موبائل پر مصروف تھا۔جبکہ حابیل شاہ اپنے کمرے میں بند تھا۔

ناراضگی کے اظہار کے طور پر حابیل شاہ آفس سے آتے ہی کمرے میں بند ہو جاتا تھا۔یہاں تک کہ اربیلا شاہ اپنا اور اسکا کھانا بھی کمرے میں لے کر جاتی تھی۔اربیلا نے اسے کافی بار منانے کی کوشش کی تھی۔پر حابیل شاہ اپنی بات سے بالکل بھی پیچھے نہیں ہٹا تھا۔

میرو کہاں ہے قاشو۔۔۔؟روقاش کی طرف بڑھتے ہوئے ہاشم شاہ نے بے اختیار استفسار کیا۔اس نے نوٹ کیا تھا۔کہ ایک دو دن سے مائرہ شاہ اسے نظر نہیں آرہی تھی۔مائرہ کے ذکر پر ارمان شاہ جو اپنے موبائل پر مصروف تھا۔بے اختیار متوجہ ہو چکا تھا۔

اپنے کمرے میں ہے۔۔۔!ٹیبل پر چیزیں رکھتے ہوئے روقاش نے مصروفیت سے کہا۔

لیکن کیوں۔۔۔؟ کھانے کا وقت ہو رہا ہے نا تو پھر وہ اس وقت کیوں کمرے میں بند ہے۔۔۔! ہاشم شاہ بے ساختہ نا سمجھی سے پوچھنے والے انداز میں گویا ہوا تھا۔ جس پر روقاش سرد سانس خارج کرتے ہوئے اچانک اسکی طرف مڑی تھی۔۔

اپکو دیر سے پتہ چل رہا ہے شاہ۔۔! لیکن جب سے مالا گئی وہ تب سے کھانا اپنے کمرے میں ہی کھا رہی ہے۔۔۔! ارمان شاہ کو تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ اسے بتانے لگی تھی۔ روقاش کی نظروں پر ارمان شاہ انجان بننے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ وہیں ہاشم شاہ بھی روقاش کی نظروں کی تقلید میں دیکھنے لگا تو ارمان پر نظر ڈالتے ہی وہ منہ بگاڑ چکا تھا۔

تم نے اسے باہر آنے کو نہیں کہا کیا۔۔؟ روقاش پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی تھی۔ کہ بے اختیار واپس اسکی طرف دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ نے جاننا چاہا تھا۔۔

آپ اپنے گھر کے نمونوں کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں شاہ۔۔۔! ہاشم شاہ کے سوال کرنے پر روقاش نفی میں سر ہلا کر طنزیہ بولی تھی۔ اسکا یہ طنز برحق تھا۔ کیونکہ کل سے وہ مائرہ شاہ کی کتنی ہی منتیں کر چکی تھی۔ پر اس

نے ایک نہیں سنی تھی۔اسکا ایک ہی جواب تھا۔کہ وہ اپنی موجودگی سے کسی کو بے سکون نہیں کرنا چاہتی ہے۔اور ایسا کہنے کے پیچھے کیا وجہ تھی۔روقاش سمجھ نہیں پائی تھی۔۔

ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں اسے۔۔۔!روقاش سے کہتے ہوئے ہاشم شاہ مائرہ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

کاش شاہ آپ نے لاڈ اور پیار کے ساتھ ساتھ کچھ سمجھداری بھی سکھائی ہوتی اس گھر کی لڑکیوں کو۔۔۔! ہاشم شاہ کی پشت دیکھتے ہوئے روقاش بے ساختہ افسوس سے کہنے لگی تو اربیلا ہنس پڑی تھی۔

ساسوماں کیوں کوس رہی ہیں چاچو کو۔۔۔!جب ہمیں اچھے سے پتہ تو ہے کہ میرو کے خراب موڈ کی وجہ کون ہے۔۔۔!روقاش کو چھیڑتے ہوئے اربیلا کی نظروں نے بے اختیار ارمان شاہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہوں۔کہ کمرے میں جو لڑکی ناراض ہوئے بیٹھی ہے۔اسکے پیچھے وجہ صرف یہ شخص ہے۔۔۔

توبہ توبہ۔۔۔! بھابھی کچھ تو خدا کا خوف کریں۔۔۔! میری طرف کیوں اشارہ کر رہی ہیں۔۔۔! خوامخواہ میں بڈی کے ہاتھوں پٹوا دیں گئیں آپ۔۔۔! اربیلا کے اشارے پر ارمان فٹ سے کھڑا ہوتا خود کا دفاع کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

اپنی بھانجی کو ناراض کرنے کی گستاخی پر ہاشم شاہ کی توپوں کا رخ کب ارمان شاہ کی طرف پلٹ جاتا کوئی بھی اندازہ نہیں کر سکتا تھا۔اور اگر ایسا ہو جاتا تو ہاشم شاہ نے یہ بھی بھول جانا تھا۔ کی انکی پیاری بھانجی کس غلطی کی وجہ سے یہ سب بھگت رہی ہیں۔اس لئے ارمان شاہ نے بروقت وہاں سے غائب ہونا چاہا تھا۔۔

اب کھانے کے وقت کہاں بھاگ رہے ہو۔۔۔! تمہیں میں نے کل کہا تھا۔ کہ اب بس ختم کر دو۔۔! تو پھر یہ سب کیوں۔۔۔؟ ارمان کو باہر جاتے دیکھ کر روقاش نے تیزی سے بولتے ہوئے اسے روکنا چاہا تھا۔اور ساتھ ہی اس لڑائی کو لمبا کرنے کی وجہ دریافت کرنا چاہی تھی۔

اسکے الفاظ پر ارمان شاہ کے قدم بے اختیار زمین پر جکڑے گئے تھے۔

اتنے سالوں سے ارمان شاہ ہی تو ہر ناراضگی کو ختم کرتا آیا ہے روح۔۔۔! اس بار مائرہ شاہ کو بھی تھوڑی محنت کرنے دیں۔۔۔! چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ لیے وہ مڑتے ہوئے بولا تھا۔ جبکہ ڈارک گرے آنکھیں

پہلے دنوں کی نسبت آج زرا سی روشن نظر آرہی تھیں۔ورنہ پچھلے دنوں ان آنکھوں میں ہر وقت سرد مہری چھائی رہتی تھی۔۔اربیلا اسے دیکھتی چلی گئی تھی۔جو بلاوجہ اپنی منکوحہ کو تنگ کرنے کاارادہ کیے ہوئے تھا۔۔

لیکن شاید وہ تمہاری ناراضگی ختم کرچکی ہے ارمان شاہ۔۔۔!اسکے نام پر زور دیتے ہوئے روقاش نے بے ساختہ اسے یاد دلانا چاہا تھا۔جس پر وہ وہ لاپرواہی سے کندھے اچکاتے ہوئے مسکرا کر گویا ہوا تھا۔۔

"بہت سالوں کا حساب ہے چاچی۔۔۔!روز تھوڑا تھوڑا منائے گی تو شاید بات بن ہی جائے۔۔۔"آنکھ ونک کرتے ہوئے وہ مسکرا کر باہر نکل گیا۔جبکہ روقاش اور اربیلا بے بسی سے اسکی پشت دیکھتی رہ گئی تھیں۔انکا بس ماتھا پیٹنا رہ گیا تھا۔

آہستہ سے کمرے کا دروازہ ناک کرتے ہوئے ہاشم شاہ اندر داخل ہوا تھا۔مائرہ جو مگن انداز میں اپنا ناول پڑھنے میں مصروف تھی۔کہ اچانک ہاشم شاہ کی آمد پر متوجہ ہوتے کتاب نیچے رکھتے ہوئے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔

کیا کر رہی تھی ۔۔۔؟اسکے قریب بیٹھتے ہوئے ہاشم شاہ پہلا سوال کیا تھا۔۔

کچھ خاص نہیں ماموں بس کتاب پڑھ رہی تھی ۔۔۔! سنجیدہ سے انداز میں وہ مختصر سا جواب دے کر خاموش ہو گئی۔ہاشم نے بے اختیار سر کو جنبش دیتے اگلا سوال کیا۔

"آفس کیوں نہیں جا رہی ہو۔۔۔؟"اس سوال پر مائرہ شاہ کی آنکھوں میں خفگی سمیت تیزی سے نمی ابھری تھی۔

میں نے کچھ پوچھا ہے میرو۔۔۔؟مائرہ کے تاثرات پڑھتے ہوئے ہاشم شاہ نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔

اس سوال کا جواب اپکو مجھ سے زیادہ اچھے سے معلوم ہے۔۔! نظریں چراتے ہوئے وہ آہستگی سے بولی تھی۔ ہاشم شاہ غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔مائرہ شاہ کے ساتھ جب سے وہ حادثہ پیش آیا تھا۔ہاشم شاہ نے سب کچھ جانتے بوجھتے بھی اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔

کس بارے میں کہہ رہی ہو۔۔۔؟وہ فوراً انجان بن گیا۔

آپ سب کچھ اچھے سے جانتے ہیں ماموں۔۔۔! مائرہ چاہ کر بھی اس بار ہاشم شاہ کو سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ اسے لگا تھا۔۔ کہ اس سب کے بعد ہاشم شاہ اسے دلاسہ دے گا۔ یا سنبھالے گا۔ لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔۔ اگر ہاشم شاہ نے کوئی سوال وجواب نہیں کیا تھا۔ تو مائرہ شاہ نے بھی اسے کچھ نہیں کہا تھا۔ نہ ہی اس بار ارمان شاہ کے بارے میں کوئی شکایت کی تھی۔

میں کچھ بھی نہیں جانتا میرو۔۔۔! نرمی سے گویا ہوتے ہاشم شاہ نے پھر انکار کرنا چاہا تھا۔

آپ کو بھی مجھ سے اب کوئی محبت نہیں رہی۔۔! اس لئے ایسا کہہ رہے ہیں نا۔۔۔! ہاشم شاہ کے بار بار انجان بننے پر وہ بھرائی آواز میں کہنے لگی تھی۔ اسے یہ ہی لگ رہا تھا۔ کہ شاید اس نے جو غلطی کی ہے۔ اسکی وجہ سے ارمان شاہ کی طرح وہ اپنے ماموں کے دل سے بھی اتر چکی ہے۔ اس لئے تو اتنے دنوں سے ہاشم شاہ اس سے بات نہیں کر رہا تھا۔

میرو میرا بچہ۔۔۔! ایسے ہو سکتا ہے کبھی، کہ ہاشم شاہ کو اپنی اکلوتی بھانجی عزیز نہ ہو۔۔۔! اٹھ کر اسکے قریب بیٹھتے ہوئے ہاشم شاہ تیزی سے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا تھا۔ جبکہ مائرہ کے آنسو دیکھتے ہوئے اسکا لہجہ بے چینی بھرا ہو گیا تھا۔

اگر میں عزیز ہوتی تو آپ مجھے کبھی بھی مجھے یوں اکیلا نہیں چھوڑتے ماموں۔۔۔! ضبط کھوتے ہوئے وہ اچانک رو پڑی۔ وہ اتنے دنوں کی نظر اندازی کا شکوہ کر رہی تھی۔ جس کو سنتے ہوئے ہاشم شاہ تڑپ اٹھا تھا۔ تبھی روقاش جو انہیں بلانے آرہی تھی۔ کہ مائرہ کو رونے کی آواز سنتے ہوئے تیزی سے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

میں نے کبھی بھی تمہیں اکیلا نہیں چھوڑا ماموں کے پیارے بچے۔۔۔! میں تمہیں صرف مضبوط ہونے کا موقع دینا چاہتا تھا۔۔۔! روقاش کو ایک نظر دیکھ کر ہاشم شاہ نے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے پیار کا اظہار کرتے ہوئے اسکے سر پر ہونٹ رکھ دیئے تھے۔ جس پر مائرہ مزید شدت سے رو دی تھی۔ یہ لمس و پیار ہی تو وہ مس کر رہی تھی۔۔۔ جو اسے مل نہیں رہا تھا۔ روقاش خاموشی سے چلتے ہوئے انکے پاس آبیٹھی تھی۔۔

آپ نے لاڈو کی دفعہ تو ایسا نہیں کیا تھا۔ پھر مجھے کیوں۔۔۔؟ روتے ہوئے مائرہ کی زبان سے اچانک شکوہ پھسلا تھا۔ جو سنتے ہوئے روقاش اور ہاشم شاہ نے اختیار حیرانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنا شروع ہو گئے تھے۔ روقاش کو تو حیرانی کے مارے ہنسی آنے لگی تھی۔

لاڈو نے کبھی اپنے چاچو کی بات سے انکار بھی تو نہیں کیا۔۔! مائرہ کے شکوے کے بدلے ہاشم شاہ نے بھی اپنا شکوہ کرنا ضروری سمجھا تھا۔۔ اگر وہ پیار کا مقابلہ کر رہی تھی۔ تو وہ بھی فرمانبرداری کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ ماموں، بھانجی کو ایک دوسرے کے ساتھ بچوں جیسی شکایتیں کرتے دیکھ کر روقاش اس بار سچ میں ہنس دی تھی۔۔

بس کریں شاہ۔۔! وہ ہنستے ہوئے بولی تھی۔۔ جبکہ ہاشم شاہ کے شکوے پر مائرہ تو سٹل ہوتے انکو دیکھنا شروع ہو گئی۔

لاڈو عمر میں تم سب سے چھوٹی ہے میرو۔۔! اگر وہ ناسمجھ ہے تو اپنی ناسمجھی کو مانتی بھی ہے۔ اور اسی کو مانتے ہوئے اس نے اپنی زندگی کے تمام اختیارات عالم شاہ اور اسکے بعد مجھے دیئے ہوئے ہیں۔۔! لیکن تم اور مالا شاہ تو اب بڑی ہو چکی ہو۔۔! اور یقیناً خود کو ناسمجھ بھی نہیں مانتی تو پھر میں کیسے ہر وقت تم لوگوں کو اپنی

مرضی کے مطابق چلا سکتا ہوں۔۔؟ بس اسی وجہ سے میں نے کمپنی کے تمہیں تمام اختیارات سونپ دیئے تھے۔ تاکہ تم اپنی مرضی سے ہر چیز خود ڈیل کرو اور سیکھ سکو۔۔! نرمی بھرے انداز میں ہاشم شاہ خود وضاحت میں بولنا شروع ہو گیا تھا۔ تاکہ وہ کچھ الٹا سیدھا سوچنا نہ شروع کر دے۔

میں جانتی ہوں۔ آپ مجھ سے اس بات پر ناراض ہیں کہ میں نے آپکی بات نہیں مانی تھی۔۔۔! تمام باتوں کے جواب میں وہ روتے ہوئے بولی تھی۔ کیونکہ وہ ہاشم شاہ کی باتوں سے اچھے سے سب سمجھ چکی تھی۔ کہ وہ کیوں ایسا بول رہا ہے۔۔

ایک بار نہیں مانی تھی، یا پھر بہت بار نہیں مانی تھی۔۔۔! روقاش نے جھٹ سے بولتے ہوئے مائرہ کی تصیح کی تو ہاشم شاہ نے بے اختیار اسے ٹوکا۔ کیونکہ وہ پچھلی باتوں کا کوئی ذکر نہیں چاہتا تھا۔ جبکہ مائرہ اب شرمندہ ہوتے نظریں جھکا چکی تھی۔۔

نہیں شاہ۔۔۔! غلطیوں کے ذکر کرنے کا مقصد اسے شرمندہ کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اس بات کی یقین دہانی کرنا ہے۔ کہ آئندہ یہ ایسی غلطیوں کو دہرائے نہ۔۔۔! کیونکہ جب ہم غلطی کرنے والے کو اسکی غلطی یاد نہیں

دلائے گئے۔ تو اسے یاد کیسے رہے گا۔۔۔؟ روقاش سمجھانے والے انداز میں بول رہی تھی۔ تاکہ مائرہ شرمندہ ہونے کی بجائے آئندہ کے لیے یاد رکھے۔

ماموں ائم سوری۔۔۔! میں آئندہ کبھی بھی آپکی کسی بات سے انکار نہیں کروں گی۔۔۔! مائرہ کو احساس ہو چکا تھا۔ کہ ارمان شاہ کے ساتھ ساتھ اس بار اس نے اپنے ماموں کا دل بھی دکھایا ہے۔ اس لئے نم لہجے میں اپنی غلطی کا اقرار کر چکی تھی۔

نہیں بچے میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔۔! بس ایک بات یاد رکھو۔ کہ ہاشم شاہ تم لوگوں کے پیچھے سائے کی طرح رہتا ہے۔ تم کمپنی میں کام اپنی مرضی سے ضرور کر رہی تھی۔ لیکن اس کے باوجود وہاں کی ہر چیز میرے اختیار میں تھی۔ میں نے تمہیں صرف اتنا ہی بااختیار کیا تھا۔ جتنا تمہارے لئے ضروری تھا۔ ارمان کی تمہارے پل پل پر نظر تھی۔۔! کیونکہ وہ تم سے بے خبر رہ ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔! مائرہ کو شرمندہ ہوتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے بے ساختہ اسے پر سکون کیا تھا۔ وہ اسے مزید شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ اس لئے بتانا شروع ہو گیا تھا۔ تاکہ مائرہ شاہ جان لیتی کہ وہ اپنے ماموں سمیت بھائیوں کے تحفظ میں رہی ہے۔ کوئی بھی اس سے بے خبر نہیں تھا۔ یہاں تک کہ ارمان شاہ تو اسکی سانسوں سے بھی زیادہ نزدیک رہا تھا۔

مائرہ کے کمپنی کو آفیشلی جوائن کرتے ہی وہاں گڑبڑ ہونا شروع ہو گئی تھیں۔اور یہ سب کرنے والے کاشف اور اسکے ساتھی تھے۔کیونکہ جب تک کمپنی ارمان شاہ اور عالم شاہ کے انڈر رہی تھی۔تب تک ہر چیز صحیح چل رہی تھی۔لیکن چونکہ مائرہ کو ابھی کام کا کوئی خاص تجربہ نہیں تھا۔اس لئے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی تھی۔جو کسی حد تک کامیاب بھی ہوئی تھی۔اور ایسا صرف مائرہ شاہ کی ضد کے بدولت ہوا تھا۔اپنا آپ منوانے کے چکروں میں وہ ایک کے بعد ایک غلطی کرتی گئی تھی۔

ارمغان شاہ کی گاڑی ہوٹل میں داخل ہوئی تو گاڑیوں کی ایک لمبی قطار پہلے سے وہاں کھڑی تھی۔جو اس بات کا ثبوت تھی۔کہ یہاں ہونے والا ایونٹ ابھی تک چل رہا ہے۔ارمغان شاہ شام کے وقت ہوٹل پہنچا تھا۔

جلد بازی میں وہ زیام شاہ سے ہوٹل کا ایڈریس پوچھنا بھول گیا تھا۔بہت تگ ودو کرنے کے بعد وہ اب جا کر ہوٹل پہنچا تھا۔ارمغان شاہ کے تاثرات اس وقت انتہائی سرد ہوئے پڑے تھے۔اسکا دل جتنی جلدی مالا شاہ کو قابو کرنے کا تھا۔قسمت اسے اتنا ہی بار بار آزما رہی تھی۔

گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ باہر نکلتے ہوئے ہوٹل کے ریسپشن کی طرف بڑھا تھا۔ تاکہ پوچھ سکے کہ یہاں ہونے والا ایونٹ کہاں پر ہو رہا ہے۔ سکائے بلو کلر کی ٹی شرٹ کے ساتھ وہ وائٹ جینز پہنے ہوئے تھا۔ جبکہ جیکٹ اسکی گاڑی میں ہی رہ گئی تھی۔ چونکہ موسم بدل رہا تھا۔ اس لئے شام کے وقت ہلکی ہلکی ٹھنڈ محسوس ہوتی تھی۔ لیکن اس وقت ارمغان شاہ کو کوئی دوسرا احساس نہیں محسوس ہو رہا تھا۔ کیونکہ اسکے وجود کے ساتھ ساتھ اسکا دل بھی صرف مالا شاہ کا طلبگار بن رہا تھا۔ جواب تک اس سے دور تھی۔

Excuse me...! There was supposed to be an event here — where is it taking place?

(معاف کیجیے...! یہاں ایک ایونٹ ہونا تھا، یہ کہاں ہو رہا ہے؟)

ارمغان شاہ نے ریسیپشن پر کھڑی لڑکی کو بے ساختہ مخاطب کیا۔ جو اس وقت بے حد مصروف نظر آ رہی تھی۔

Yes, sir..! That event is taking place at the back door. You can go that way from here!..

(جی سر..! وہ ایونٹ پچھلے دروازے پر ہو رہا ہے۔ آپ یہاں سے اُس طرف جا سکتے ہیں..!)

چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ متوجہ ہوتے اسے جواب دینے لگی۔اسکا شکریہ ادا کرنے کے بعد ارمغان شاہ سر کو جنبش دیتے ہوئے مالا شاہ کی طرف بڑھ گیا تھا۔

استنبول کا یہ مشہور ترین ہوٹل تھا۔آج ایونٹ ہونے کی وجہ سے یہاں پر کافی رش سا لگا ہوا تھا۔ارمغان شاہ تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے ہر چیز کا بغور معائنہ کرنے والے انداز دیکھ رہا تھا۔وہ یوں ہی چلتے ہوئے ایونٹ والی جگہ پر آن پہنچا تھا۔لوگوں کی اچھی خاصی تعداد نے یہاں شرکت کی ہوئی تھی۔مختلف ملکوں کی ڈیزائنرز نے اس ایگزیبیشن میں حصہ لیا تھا۔عام طور پر کسی بھی ملک کے بڑے بڑے ڈیزائنرز ہی ایسی ایگزیبیشن میں حصہ لیتے ہیں۔لیکن اس ایگزیبیشن کی خاص بات یہ تھی۔کہ اس نے چھوٹے پیانے پر کام کرنے والوں کو بھی اپنی قابلیت دیکھانے کا موقع دیا تھا۔

مالا شاہ نے اب تک ڈیزائننگ صرف اپنے شوق کو پورا کرنے کے لئے کی تھی۔یہ کام وہ صرف اپنے دل کو سکون پہنچانے کے لیے کرتی آئی تھی۔یہ ہی وجہ تھی۔۔کہ وہ ابھی اتنی مشہور نہیں تھی۔کیونکہ وہ صرف گنے چنے اڈرز پر مرضی سے کام کرتی تھی۔کیونکہ ڈیزائننگ اسکا شوق تھا۔نہ کہ کوئی مجبوری۔۔اس سب کی بناپر ہی کم لوگ ہی اسے یا اسکے کام سے واقف تھے۔لیکن آج کی ایگزیبیشن میں حصہ لینے کے بعد مالا شاہ

نے سوچ لیا تھا۔ کہ اب وہ اس کام کو باقاعدہ طور پر شروع کرنے والی ہے۔۔ اسی سب کی بنا پر اس نے اپنی مینیجر کو مستقل طور پر ہائر کر لیا تھا۔ جسے مالا صرف اس ایگزیبیشن میں ساتھ کام کرنے کے لئے لائی تھی۔

لوگوں کے اس بڑے مجمعے میں ارمغان شاہ کی بے تاثر نگاہیں مالا شاہ کی تلاش میں تھیں۔ کہ اچانک ایک زاویے پر آ کر ارمغان شاہ کی نگاہوں نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ کوئی صنف نازک تھی۔ جو وائٹ سلک گاؤن پہنے کھڑی تھی۔ اسکی ارمغان شاہ سے پشت تھی۔ لیکن پشت پر بکھرے کالے سلکی بال اور وجود کی کشش ارمغان شاہ کو یہ بتانے کے لیے کافی تھی۔ کہ یہ ہی "مالا شاہ" ہے۔ وہ پشت کیے کسی مرد کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔ جبکہ مالا شاہ کا گاؤن دیکھتے ہوئے ارمغان شاہ کے وجود میں چونٹیاں رینگنا شروع ہو گئی تھیں۔ کیونکہ سلک کا گاؤن انتہائی خوبصورتی کے ساتھ مالا شاہ کے وجود کو سنبھالنے ہوئے تھا۔

"صاف نظر آ رہے تھے۔ اسکے یہاں curves فٹنگ ہونے کے باعث مالا شاہ کے بدن کے خوبصورت" بنا بتائے پر آنے پر ارمغان شاہ جو صرف غصے میں مبتلا تھا۔ کہ اب مالا شاہ کو یوں لاپرواہی سے اتنے بڑے مجمعے میں اس بے ہودہ لباس میں کھڑے دیکھ کر وہ تیش میں مبتلا ہو چکا تھا۔ پل بھر میں اسکا غصہ ساتواں آسمان کو چھونے لگا تو وہ کسی ابلتے ہوئے لاوے کی طرح اسکی طرف بڑھا تھا۔ جو اپنی شامت سے بے خبر جیت کی خوشی منانے میں مگن تھی۔

بیٹھو کہاں جا رہے ہو۔۔۔؟ مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔! حابیل شاہ جو اٹھ کر دوبارہ کمرے میں جانے لگا تھا۔ کہ بے اختیار اپنا چائے والا کپ نیچے رکھتے ہوئے روقاش اسے روکتے ہوئے بول پڑی تھی۔ کھانا تو حابیل شاہ نے کمرے میں اربیلا کے ساتھ بیٹھ کر ہی کھایا تھا۔ لیکن اب چائے کے وقت وہ اسے کافی منتوں کے بعد باہر لے کر آئی تھی۔ سب کے ساتھ اپنی کافی پینے کے بعد حابیل شاہ فوراً اٹھ کر کمرے میں جا ہی رہا تھا۔ کہ روقاش اسے روک چکی تھی۔۔

کونسی سی ضروری بات۔۔؟ دوبارہ بیٹھتے ہوئے حابیل شاہ نے بے ساختہ جاننا چاہا تھا۔ روقاش کی "ضروری بات" سن کر سب متوجہ ہو چکے تھے۔ ہاشم شاہ بھی سوالیہ نظروں سے اپنی بیوی کو دیکھنے لگا تھا۔۔ جو پتہ نہیں کونسی بات کرنے والی تھی۔

مائرہ شاہ اپنے بڑے ماموں کے ارباز شاہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ ہاشم شاہ اسے منا چکا تھا۔ جس کے باعث اب مائرہ پہلے سے کچھ بہتر نظر آ رہی تھی۔ ورنہ ہاشم شاہ کے ناراض ہونے پر وہ بہت اکیلا محسوس کرنے لگی

تھی۔اور ایسا شاید ہاشم شاہ سے بے حد قریب ہونے کی وجہ سے تھا۔وہیں عارفہ شاہ آج مائرہ شاہ کے ساتھ ہوئی بحث کے بعد سے کمرے میں بند تھیں۔اعظم شاہ بھی کھانا کھانے کے بعد کمرے میں جا چکے تھے۔

مجھے ٹائیگر کے بارے میں بات کرنی ہے۔۔!سب کو متوجہ دیکھ کر روقاش نے بے ساختہ بات شروع کی۔

کیا بات۔۔۔؟ہاشم شاہ نے جاننا چاہا تھا۔ٹائیگر کے ذکر پر سب کو ایک دم سے تجسس ہوا تھا۔

میں اپنے بچے کی شادی کروانا چاہ رہی ہوں۔اس سلسلے میں شاہ آپ اور بھائی اپکو میرے ٹائیگر کے لئے کوئی اچھی و پیاری سی لڑکی ڈھونڈنی ہے۔۔۔!ہاشم شاہ اور ارباز شاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے روقاش نے سنجیدہ انداز میں حکم دیا۔جس کو سن کر وہ سب اچھنبے اسے دیکھتے چلے گئے تھے۔جبکہ سب سے پہلے فلک شگاف قہقہ ارمان شاہ کا گونجا تھا۔اسکے قہقے کو سنتے ہوئے بھی سب کے ہونک پن میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔۔

ایسا بھی کیا کہہ دیا ہے میں نے جو آپ لوگ بت ہی بن گئے ہیں۔۔۔!سب کو سکتے میں دیکھ کر روقاش برا سا منہ بناتے کہنے لگی تھی۔

Like seriously Rooh ?...

سب سے پہلے حابیل شاہ کو ہوش آئی تھی۔ جسے خاص طور پر ضروری بات کرنے کے لئے روکا گیا تھا۔

مطلب میں اب صرف اس کام کے لیے ہی رہ گیا ہوں۔۔۔؟ حابیل کے بعد ہاشم شاہ بھی طنزیہ گویا ہوا تھا۔ جبکہ مائرہ شاہ اب ہنستے ہوئے بے حال ہو رہی تھی۔ اسکی ہنسی کی آواز پر ارمان نے بامشکل خود کو اسکی طرف دیکھنے سے باز کیا تھا۔ جبکہ اسے یوں ہنستے دیکھ کر ارباز شاہ مسکرا کر اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے ماشاءاللہ کہنے لگے تھے۔ آج بہت دنوں بعد وہ یوں ہنستے ہوئے نظر آئی تھی۔

کیا مسئلہ ہے تم لوگوں کو بھئی۔۔۔! سب کی شادیاں ہو گئی ہیں۔ ایسے میں میرا بیٹا تنہائی کا شکار ہو کر رہ گیا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا ہے۔ کہ ارمان کی شادی کے ساتھ ساتھ ٹائیگر کی بھی شادی کر دی جائے۔۔۔! روقاش نے حتمی لہجے میں اپنی بات مکمل کی تو ارمان شاہ جو کچھ لمحے پہلے قہقہے لگا رہا تھا۔ کہ بے ساختہ کافی پیتے ہوئے کھانسنا شروع ہو گیا۔ جبکہ اپنی شادی کے ذکر پر مائرہ کا دل بھی دھڑکنے لگا تھا۔ ارمان کی کھانسی دیکھ کر دوسرے ہنسی دبا چکے تھے۔

واٹ۔۔۔! میرے شادی کے ساتھ اسکا کیا تعلق ہے۔۔۔؟ وہ صدمے سے اپنی چاچی کو دیکھنے لگا۔ جو اسکے اتنے حسین لمحات کو کچھ زیادہ ہی یادگار بنانے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔

تعلق کیا ہونا ہے۔۔؟ بس تمہاری شادی کے ساتھ مجھے اپنے ٹائیگر کی بھی شادی کرنی ہے۔۔! روقاش نے لاپرواہی سے جواب دیا۔۔

یار روح آپ کو میری شادی میں ہی اسے کمینے کو گھسیٹنا ہے کیا۔۔۔؟ زیام اور ارمغان بھی تو ہیں ابھی۔۔۔! ارمان شاہ کو تو گہرا صدمہ ہی لگ گیا تھا۔ اس لئے خفگی سے کہنے لگا تھا۔ اپنے ساتھ ساتھ ٹائیگر کو بھی دولہا بنا سوچ کر وہ جھرجھری سی لینے لگا تھا۔ اسکے برعکس مائرہ بس خاموشی سے مسکرائے جا رہی تھی۔ اسکی طرف سے کوئی احتجاج نہیں آیا تھا۔

شاہ آپ دیکھ لیں اسے۔۔۔! میرے بیٹے کو کمینا کہہ رہا ہے۔۔۔! روقاش نے جھٹ سے ہاشم شاہ کو شکایت لگائی تھی۔ جو سارے قصے میں بس یہ سوچ سوچ کر مسکرائے جا رہا تھا۔ کہ اب شیر بھی بنے گا دولہا راجا۔۔! اپنی بیوی کی انوکھی ڈیمانڈ پر بس نہیں تھا۔ کہ بس ہنستے چلا جاتا۔۔۔

اسے چھوڑو روح یہ بتاؤ تمہیں اپنی بہو کیسی چاہیئے ہے۔۔۔!انہیں بحث میں الجھتے دیکھ کرار باز شاہ نے روقاش کو مخاطب کرتے سوال کیا۔شاید وہ اس شادی کے بارے میں مزید جاننے میں دلچسپی رکھتے تھے۔۔

باباٹائیگراور اسکی ممی کو خوبصورت،پڑھی، لکھی اور سلجھی ہوئی لڑکی چاہیئے ہے۔جو بالکل ایک مشرقی لڑکی کی طرح ہو۔۔!جواب روقاش کی بجائے اربیلا نے ہنسی دباتے تمام خوبیاں گنواتے ہوئے ڈیمانڈز بتائیں تھیں۔

کل وہ روقاش کو بلانے کے لیے جب پچھلے لان میں گئی تھی۔تو تب وہ ماں بیٹا بیٹھ کرانتہائی سنجیدگی کے ساتھ شادی کے معمالات پر گفتگو کررہے تھے۔جن کو خوش قسمتی سے سنتے ہوئے اربیلا شاہ ہنس، ہنس کر بے حال ہونے لگی تھی۔پر مجال ہوا گر روقاش اور ٹائیگر نے اربیلا کے ہنسے پر برا منایا ہو۔بلکہ وہ اسے مکمل طور پر نظرانداز کرتے اپنی گفتگو میں الجھے رہے تھے۔روقاش جب بھی لڑکی کے بارے میں کوئی سوال کرتی تھی۔تو ٹائیگر نے جب اپنی رضامندی دیناہوتی تو وہ ہاں میں سر ہلا دیتا تھا۔ورنہ انکار کی صورت میں وہ منہ بگاڑ کر دیکھنے لگتا تھا۔جس پر روقاش کو سمجھ لگ جاتی تھی۔کہ اسکا بیٹا یہاں پر انکار کررہا ہے۔اور تب وہ نیا سوال کردیتی تھی۔اربیلا تو انکے ایک دوسرے کو سمجھنے پر جتنی حیران ہوتی کم تھی۔

مالا شاہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں سختی سے جکڑے ارمغان شاہ تیزی سے چل رہا تھا۔ جبکہ مالا اسکے ساتھ گھسیٹے جانے والے انداز میں کھینچی چلی جا رہی تھی۔۔

غان۔۔۔! میری بات سنیں۔۔! ہر اٹھتے قدم کے ساتھ وہ اسے پکار رہی تھی۔ لیکن وہ کچھ بھی کہنے اور سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔

غان۔۔۔! اپنی گاؤن کو تھامے مالا شاہ نے پھر اسے پکارا تھا۔ ٹیل گاؤں ہونے کی وجہ سے وہ ہیلز میں بامشکل قدم اٹھا پا رہی تھی۔ پر مقابل کو کوئی پرواہ نہیں تھی۔

جسٹ شٹ آپ مالا شاہ۔۔۔! مجھے تمہاری کسی بات میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔۔! اس لئے اب میرا نام پکارنے کی غلطی مت کرنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔! اسکے بار بار پکارنے پر رک کر وہ تیش وضبط سے اچانک مڑتے ہوئے گویا ہوا تھا۔ جس کو دیکھتے ہوئے وہ ایک دم سے سہم کر پیچھے ہو گئی تھی۔۔

کمرہ کونسا ہے تمہارا۔۔۔؟ ارمغان شاہ نے سرخ ہوتی آنکھوں سے سوال کیا۔ جبکہ اسکا ڈرنا اس بار وہ مکمل طور پر نظر انداز کر چکا تھا۔

اا۔اوپر۔۔۔! مالا شاہ نے کانپتے لہجے میں جواب دیا تو ارمغان شاہ اس پر کٹیلی نظر ڈالتے ہوئے دوبارہ چلنا شروع ہو گیا۔ارمغان کے ہاتھ پکڑنے پر مالا شاہ دوبارہ کھینچی گئی تھی۔

ارمغان شاہ کو اچانک یہاں پر دیکھ کر مالا شاہ کا سانس رکتا چلا گیا تھا۔ایک بار تو اسے گمان سا ہوا تھا۔کہ کہیں وہ زیام شاہ کو تو "ارمغان شاہ" سمجھنے کی غلطی نہیں کر رہی ہے۔لیکن ارمغان شاہ نے جب آگے بڑھ کر اس آدمی کو دھکا دیا تو سارا منظر ایک دم سے بدلتا چلا گیا تھا۔

مالا شاہ جس کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔وہ یہاں ترکی کا ایک بہت بڑا ڈریس ڈیزائنر تھا۔جو مالا شاہ کے کام سے بہت متاثر ہوا تھا۔کام کے ساتھ ساتھ اسے مالا شاہ کی خوبصورتی نے بھی بہت اٹریکٹ کیا تھا۔یہ ہی وجہ تھی۔کہ وہ اسے اپنے ساتھ کام کرنے کی آفر دے چکا تھا۔جسے مالا شاہ نے نرمی سے انکار کر دیا تھا۔کیونکہ وہ اپنی فیملی سے دور نہیں رہ سکتی تھی۔اور پھر اس ایگزیبیشن کا حصہ بننے کا مقصد بھی صرف اپنا آپ منوانا تھا۔جو مالا شاہ جیت کر منوا چکی تھی۔مالا شاہ کے انکار کے باوجود بھی مقابل نے اسے سوچنے کے لئے وقت دیا تھا۔اور ساتھ ہی وہ اسے وہ اپنے ساتھ ڈنر کرنے کے لئے بھی پوچھ رہا تھا۔جو بد قسمتی سے ارمغان شاہ کے کانوں نے وہاں پہنچتے ہوئے سن لیا تھا۔اسکے الفاظ سنتے ہی ارمغان شاہ نے جو ہنگامہ کھڑا کیا تھا۔۔کہ

پورے ایونٹ کا منظر پل بھر میں بدل چکا تھا۔ مالا شاہ کا تو ایسا حال تھا۔۔ جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔۔ کہ وہ اسکے پیچھے یہاں تک آ جائے گا۔۔

مالا شاہ نے بہت مشکلوں سے ارمغان شاہ کو اس آدمی سے دور ہٹایا تھا۔ ورنہ کوئی بعید نہیں تھا۔ کہ وہ کھڑے کھڑے اس آدمی کا خون کر دیتا۔ جو اسکی بیوی کے ساتھ فلرٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

کمرے کا دروازہ کھول کر مالا شاہ کو ایک جھٹکے میں اندر داخل کرتے ہوئے ارمغان شاہ نے دروازہ بند کرتے ہی اسے بے دردی سے دروازے کے ساتھ پش کر دیا تھا۔ جس پر خوف کے مارے مالا کی چینخ نکل گئی تھی۔ وہ بری طرح کانپنا شروع ہو چکی تھی۔ جب ارمغان شاہ اسکے انتہائی نزدیک ہوتے غرانے لگا

--

"کیسے۔۔!! میری اجازت کے بنا تم نے یہاں تک آنے کی جرات بھی کیسے کر لی مالا شاہ۔۔۔" دروازے پر ہاتھ مارتے ہوئے وہ تیش سے پوچھ رہا تھا۔ جب اسکی بلند آواز پر مالا نے ایک دم سے رونا شروع کر دیا۔

پہلے تم نے یہاں آنے کی جرات کی اور پھر ایسا گھٹیا لباس پہنے کھڑی تھی۔۔۔! ڈیم اٹ تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہو مالا شاہ۔۔۔!! اسکے نازک وجود پر آگ برساتی نظریں دہراتے ہوئے وہ بول رہا تھا۔ سلک

کے اس سفید گاؤن میں وہ جس قدر نازک و خوبصورتی کی پیکر لگ رہی تھی۔ اسے یوں دیکھتے ہوئے ارمغان شاہ کو اتنا ہی جلال اٹھ رہا تھا۔ بس نہیں تھا۔۔ کہ اسکا یہ لباس ابھی نکال کر جلا کر راکھ کر دیتا۔۔۔

مالا شاہ مجھے جواب دو۔۔۔! اسکی گردن کو جکڑتے ہوئے ارمغان شاہ نے چہرہ اوپر اٹھایا تو مالا نے بامشکل اپنی ہچکی روکنے کی کوشش کی۔ اسکی گرے آنکھیں رونے کے باعث سرخ ہو گئی تھیں۔ جبکہ آنکھوں میں لگا کاجل بھی ہلکا سا پھیل چکا تھا۔ مقابل کی سرد تاثرات دیکھتے ہوئے سینے میں اسکا نازک دل بری طرح متاثر ہو رہا تھا۔ لیکن وہ چپ تھی۔ کیونکہ اس وقت وہ بولنے کی ہمت نہیں کر سکتی تھی۔۔

لبوں کو بھینچ کر اس نے بے ساختہ نظریں چرانے کی کوشش کی۔۔ جب ارمغان شاہ اسکی کمر کو مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے اچانک اسکے لبوں پر جھک گیا تھا۔ مالا کے جبڑے کو ہاتھ میں دبوچتے ہوئے ارمغان شاہ نے اسکی زبان پر بری طرح دانت گاڑے تھے۔ جس پر وہ اچھل کر آنکھوں کو میچ چکی تھی۔ پوری شدت کے ساتھ اسے خود میں بھینچتے ہوئے ارمغان نے انتہائی بے دردی کے ساتھ اسکے ہونٹوں پر شدتیں دیکھائیں تو جلن کے مارے وہ اچھلتے ہوئے اسے دور ہٹانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ پر ارمغان شاہ اسکی کوشش ناکام بنا چکا تھا۔

کل سے اسکا دماغ کھول رہا تھا۔ جسے شانت کرنا اس وقت بے حد ضروری تھا۔ اس لئے مالا کی کالر بونز پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ارمغان شاہ نے اچانک اسے تھائیز سے جکڑتے ہوئے زرا سا اوپر اٹھایا اور یوں ہی اسکی سانسوں پر قابض ہوئے وہ گھومتے ہوئے اسے بیڈ پر لیے گرا تھا۔ جبکہ اسکی سخت گرفت میں وہ صرف پھڑ پھڑا رہی تھی۔

میرے دل کا جو حال تم کر کے آئی ہو۔۔۔! وہ میں تمہیں بیان نہیں کروں گا۔۔! لیکن اسکے بدلے اب تمہیں سب برداشت کرنا ہو گا مالا شاہ۔۔۔! کیونکہ تم مجھے بری طرح ہرٹ کر چکی ہو۔۔۔! اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتے ہوئے وہ اچانک اسکے کان پر جھکتے ہوئے سرد آوازوں میں بے ترتیب انداز میں کہنے لگا تھا۔ اسکے بر عکس مالا پھولی سانسوں میں کچھ بولنے کی کوشش کرنا چاہ رہی تھی۔ پر ارمغان شاہ اسکی گاؤن کی ذپ میں ہاتھ الجھاتے ہوئے پوری شدت کے ساتھ دوبارہ اسکے ہونٹوں پر جھک چکا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹائیگر اور روقاش کی ڈیمانڈز سننے کے بعد بے اختیار ارباز شاہ کا وہاں قہقہ گونجا تھا۔ اربیلا بھی ہنس دی تھی۔ جبکہ باقی سب بے یقینی کے سے انداز میں روقاش کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔

ہاں تو۔۔؟ کیا میرے بچے کا حق نہیں کہ اسے بھی خوبصورت لڑکی ملے۔۔۔! روقاش سوالیہ لہجے میں نروٹھے پن سے بول اٹھی تھی۔۔

نہیں، نہیں ملنی چاہیئے بھئی۔ایک کیوں بلکہ دو، دوشیر نیاں ملنی چاہیئے ہیں۔۔۔! ارمان شاہ نے طنزیہ لہجے جواب دیتے ہوئے اپنی چاچی کو دیکھا تھا۔ارمان شاہ کے دوشیر نیاں کہنے کا مطلب دو بیویوں سے تھا۔جو روقاش کو پسند نہیں آیا تھا۔

نہیں میرے بچے کو ایک ہی بیوی کافی ہے۔وہ ایک ہی بیوی کا وفادار ہو گا۔۔۔! ارمان شاہ کے طنز سے انکار کرتے ہوئے روقاش نے جواب دیا۔۔

ہاں جیسے شیر نہ ہو گیا کتا ہو گیا۔۔۔؟ وفادار ہونے کا سن کر حابیل شاہ بھی ہونہہ کرتے کہہ اٹھا تھا۔

شاہ آپ انکو ٹوکتے کیوں نہیں ہیں۔۔؟ بار بار میرے بچے کو کچھ بھی کہے جا رہے ہیں۔۔۔! ٹائیگر کو کتا کہنے پر روقاش نے غصے سے ہاشم شاہ کو مخاطب کیا۔ جو تھوڑی پر ہاتھ جمائے دلجمعی سے اپنی بیوی کی گفتگو سن رہا تھا۔۔

اس میں برا ماننے کی کیا ضرورت ہے چاچی جان۔۔۔! آپکا بچہ ہے تو ایک جانور ہی نا۔۔۔! کتا کہو یا پھر شیر کیا فرق پڑتا ہے۔۔! لگے ہاتھ ارمان شاہ نے بھی ٹائیگر کو "کتا" کہتے ہوئے غبار نکالنے کی کوشش کی تھی۔ جو کسی بن بلائے مہمان کی طرح اسکی شادی کے رنگ میں بھنگ ڈال رہا تھا۔

تمیز سے۔۔۔! روقاش کے غصے بھرے تاثرات دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ نے اس بار انکو ٹوکنا ضروری سمجھا تھا۔ کیونکہ اسکی بیوی اپنے بچے کی برائی برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔ ہاشم شاہ کے ٹوکنے پر حابیل شاہ اور ارمان شاہ لاپرواہی سے کندھے آچکا گئے۔ جیسا کہنا چاہ رہے ہوں۔ کہ ہم تو حقیقت ہی بیان کر رہے ہیں۔ اس میں برا ماننے کی کیا ضرورت ہے۔۔

ساسو ماں آپکی بہو کی کیا عمر ہونی چاہئے ویسے۔۔۔؟ اربیلا نے چہکتے ہوئے اچانک روقاش سے سوال کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

ہمم۔۔۔! تھوڑی چھوٹی عمر کی ہونی چاہیئے ہے۔ جیسے "ایج ڈفرنس" کپل ہوتے ہیں نا بالکل ویسے ہی۔۔۔! اربیلا کے سوال پر روقاش کے تاثرات پل بھر میں نارمل ہو گئے تھے۔ جس کے باعث وہ دلچسپی سے سوچنے والے انداز میں بتانے لگی تھی۔ جبکہ اسکا "ایج ڈفرنس کپل" والا جملہ سنتے ہوئے اس بار ہاشم شاہ بھی اپنے قہقہے پر قابو نہیں رکھ پایا تھا۔ اچھی خاصی اسکی بیوی سمجھدار تھی۔ لیکن اپنے بچے کے چکر میں پتہ نہیں کیسے باؤلی سی ہو گئی تھی۔

دیکھا بڑی کو بھی پتہ لگ گیا ہے۔ کہ آپ پاگل ہو گئی ہیں۔۔۔! ہاشم شاہ کے قہقہ لگانے پر ارمان شاہ کو مزید موقع مل گیا تھا۔ وہ بس کسی طرح بھی اپنی شادی میں سے یہ ٹائیگر نامی کانٹا نکالنا چاہ رہا تھا۔

بکواس کر رہا ہے یہ قاشو۔۔۔! جیسا تم کہو گی ارباز بھائی تمہارے بیٹے کے لئے بالکل ویسی ہی شیرنی ڈھونڈ کر لائیں گئے۔۔۔! روقاش کے خفگی سے دیکھنے پر ہاشم شاہ نے تیزی سے بولتے ہوئے صفائی دی تھی۔ اور ساتھ ہی ہوشیاری سے اسکی بہو ڈھونڈنے کی ذمہ داری بھی بڑے بھائی پر ڈال دی۔ ارباز شاہ تو آبرو اچکاتے ہوئے چھوٹے بھائی کو متاثر کن نظروں سے دیکھنے لگے تھے۔ جبکہ روقاش اب خوش ہوتے مزید ڈیمانڈز گنوانا شروع ہو چکی تھی۔

\-

رات کے تین بج رہے تھے۔جب زیام شاہ کی گاڑی ارحم صاحب کے گھر کے سامنے آکر رکی تھی۔لمبی فلائٹ کے بعد جب اس نے پاکستان میں لینڈ کیا تو ملازم پہلے سے اسکی گاڑی لیے کھڑا تھا۔

زیام شاہ نے اپنے آنے کی خبر کسی کو بھی نہیں دی تھی۔اور نہ ہی اسکی جگہ پر ارمغان شاہ کے جانے کا بتایا تھا۔اور ملازم کو بھی بتانے سے منع کر دیا تھا۔کیونکہ وہ پہلے اپنی چھوٹی دنیا کو سرپرائز کرنا چاہتا تھا۔جو یقیناً اسکے میسج کا ویٹ کرتے کرتے سو چکی ہو گی۔اس نے اندازہ لگایا تھا۔

ایک دو ضروری کام نمٹانے کے چکر میں وہ لیٹ ہو گیا تھا۔ورنہ اسکا ارادہ یہاں پر جلدی پہنچنے کا ہی تھا۔تاکہ جلدی پہنچ کر وہ وریشہ کو اپنے ساتھ لیے حویلی پہنچ کر سب کو سرپرائز کرتا۔پر وہ جانتا تھا۔کہ اگر وہ اپنے واپس آنے کے بارے میں پہلے بتا دیتا تو اسکی عزیز ترین چاچی نے فوراً سے پہلے اپنی بھتیجی کو آگاہ کرنا تھا۔اور ایسے میں زیام شاہ کا سرپرائز خراب ہو جاتا۔جو کہ وہ کرنا نہیں چاہتا تھا۔اس لئے آدھی رات کو ہی وہ یہاں پر آ چکا تھا۔

وہ براؤن ٹی شرٹ اور بلیک جینز پہنے ہوئے تھا۔ پاکستان میں بھی چونکہ سردیاں واپس آرہی تھیں۔ اس لئے رات میں اکثر ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہوجاتی تھیں۔ جس کے باعث کافی خنکی سی ہونے لگتی تھی۔ اب بھی ہوا میں ہلکی ہلکی سی دھند چھائی ہوئی تھی۔ زیام شاہ گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے بے اختیار مسکرادیا تھا۔ بے شک محبوب سے وابستہ ہر چیز جان سے پیاری لگنے لگتی ہے۔ جیسے اس وقت زیام شاہ کو یہ عام سا محلہ، گلی اور چھوٹا سا گھر بہت خاص لگ رہے تھے۔ وہ شاہوں کا سب سے چھوٹا شہزادہ تھا۔ پر اسکی جان ایک عام سے گھر میں رہنے والی چھوٹی سی لڑکی میں قید ہوچکی تھی۔

ہیزل گرین آنکھوں میں وریشہ زیام شاہ اسکا کل جہاں تھی۔ اپنی اکلوتی محبت کے بارے میں سوچتے ہوئے وہ بے اختیار مسکرائے جارہا تھا۔ وہ ابھی وہیں گاڑی کے پاس مسکراتے چہرے کے ساتھ کھڑا تھا۔ لیکن پھر اگلے ہی پل ہنس کر سر جھٹکتے ہوئے گاڑی لاک کرنے کے بعد ارحم صاحب کے گھر کی طرف بڑھنے لگا تھا ---

پتہ نہیں سسر صاحب جاگتے بھی ہیں کہ نہیں۔۔۔؟ رات کے اس وقت وہ ارحم صاحب کو جگانے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

گلی میں داخل ہو کر بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ دروازے کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ وہیں کھڑے، کھڑے وہ ایک نظر وریشہ کے کمرے کی کھڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔ جو اس وقت بند تھی۔ زیام شاہ کو بے اختیار وہ رات یاد آئی تھی۔ جب ارحم صاحب نے اسے ملاقات کرتے ہوئے پکڑ لیا تھا۔ اور اسکے بعد زیام شاہ کے اس گلی میں داخلے پر پابندی لگ چکی تھی۔

یہاں کوئی بیل کیوں نہیں لگی ہوئی یار۔۔۔! موبائل کی ٹارچ آن کیے وہ دیوار پر کوئی بیل ڈھونڈ رہا تھا۔ رات کے اس وقت اسے دروازہ ناک کرنا کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔ اور وریشہ کو فون کر کے وہ اٹھانا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اس چھوٹے سے گھر کے بیرونی دروازے پر کوئی بیل نہیں لگی ہوئی تھی۔ اور زیام شاہ نے یہ بات آج نوٹ کی تھی۔ کسی خیال کے تحت زیام شاہ نے موبائل نکال کر ارحم صاحب کو کال ملا دی۔ تاکہ دروازہ ناک کیے بنا کھلوایا جا سکے۔

ارحم صاحب جو کچن سے پانی پی کر ابھی کمرے میں واپس آئے تھے۔ کہ موبائل پر "داماد صاحب" کی رات کے اس وقت کال آتے دیکھ کر زرا حیران ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر پہلے ہی پیاس لگنے کی وجہ سے انکی آنکھ کھلی تھی۔ پر انکی سائیڈ ٹیبل رکھا پانی والا جگ خالی تھا۔ شاید آج وریشہ کمرے میں پانی رکھنا بھول گئی تھی۔ اس لئے ارحم صاحب خود اٹھتے ہوئے کچن میں چلے گئے تھے۔ اور اب واپس آئے تو انکے موبائل پر

زیام شاہ کی کال آ رہی تھی۔ارحم صاحب کو یہ موبائل "زیام شاہ' نے ہی دیا تھا۔جس میں سارے ضروری نمبر زپہلے سے سیو تھے۔پر ارحم صاحب نے وریشہ سے کہہ کر زیام شاہ کے نمبر سے اسکا نام بدلوا کر " داماد صاحب " لکھوادیا تھا۔زیام کو خبر ہوئی تو اس نے بھی ناک چڑھاتے ہوئے انکے نمبر پر 'سسر صاحب " لکھ دیا تھا۔انکی کھٹی میٹھی لڑائی پر وریشہ ہنستی رہ گئی تھی۔۔

کہاں رہ گئے تھے آپ سسر صاحب۔۔۔؟ کتنی دیر سے فون کر رہا ہوں میں۔۔۔! ارحم صاحب کے کال اٹھاتے ہی زیام شاہ کی تھکی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔جیسے وہ نجانے کتنی دیر سے انتظار میں لٹکا ہو۔۔۔

مجھے نہیں پتہ تھا۔۔کہ داماد صاحب کو آدھی رات میں میری یاد ستارہی ہے۔ورنہ پہلے ہی فون اٹھالیتا۔۔! جواب میں ارحم صاحب میٹھے لہجے میں طنزیہ بولے تھے۔جس پر بے اختیار دروازے پر کھڑا زیام شاہ موبائل کان سے ہٹاتے ہوئے دیکھنے لگا تھا۔۔

یہ لڑائی بعد میں کر لیجے گا۔۔! پہلے جلدی سے آکر دروازہ کھولیں۔۔۔! کتنی دیر سے باہر کھڑا ہوں۔داماد کی کوئی قدر ہی نہیں ہے یہاں۔۔۔! انکے طنز کو فلحال نظر انداز کرتے ہوئے وہ فوراافسوس سے بولا تھا۔کیونکہ درحقیقت اس وقت اسے اپنی چھوٹی دنیا کو دیکھنے کی بے حد بے چینی ہو رہی تھی۔۔

تم باہر کیا کر رہے ہو۔۔۔؟ تم تو ملک سے باہر گئے ہوئے تھے نا۔۔۔!! ارحم صاحب اگلے ہی پل فوراً حیرانی سے اٹھتے ہوئے بولے تھے۔ انکے یوں کھڑے ہونے پر ساتھ سوئی ہوئیں آسیہ بیگم بھی جاگ چکی تھیں۔ دو دن پہلے انکی ارباز شاہ سے بات ہوئی تھی۔ انہوں نے ہی زیام شاہ کے ترکی جانے کے بارے میں خبر دی تھی۔ اور آج آدھی رات میں وہ یہاں دروازے پر کھڑا تھا۔ ارحم صاحب دروازہ کھولنے کے لیے باہر نکلے تو آسیہ بیگم بھی اٹھ کر بیٹھ گئیں۔۔

کہاں جا رہے ہیں اس وقت۔۔۔؟ انکے یوں نکلنے پر وہ فکر مند ہوئیں تھیں۔ پر ارحم صاحب جواب دیئے بنا جا چکے تھے۔ انہوں نے آ کر تیزی سے دروازہ کھولا تو سامنے ہی وہ اپنی بھرپور وجاہت کے ساتھ کھڑا تھا۔ ٹھنڈ میں اسے یوں صرف ٹی شرٹ میں کھڑے دیکھ کر ارحم صاحب آبرو آچکا چکے تھے۔۔

اپنی بیوی کو ملنے آیا ہوں۔۔۔! آپ سے بعد میں ملوں گا۔۔! انکو سائیڈ پر کرتے ہوئے وہ خود ہی اندر داخل ہو گیا۔ جبکہ ارحم صاحب تو اسکی بے نیازی دیکھتے رہ گئے تھے۔ آسیہ بیگم بھی کمرے سے باہر نکل آئیں تھیں۔۔

یہ آپکی بیوی ہیں۔۔۔؟آسیہ بیگم پر نظر پڑتے ہی زیام شاہ نے زرا چہرہ موڑتے ہوئے ارحم صاحب کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔جو دروازہ بند کررہے تھے۔

نکاح کے بعد وہ آج انہیں دیکھ رہا تھا۔جبکہ اتنے عرصے میں زیام شاہ نے اپنی ساس سے ملنے یا بات کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ویسے بھی انکی چاچی کے ساتھ یہ عورت جیسا سلوک کرتی آئی تھی۔اس لحاظ سے زیام شاہ انکو ملنا بھی نہیں چاہتا تھا۔

ہاں "میری بیوی" ہی ہے۔۔۔!!ارحم صاحب ہنسی دبا کر جواب میں بولے تھے۔ زیام شاہ کے سوال پر انکو ہنسی آگئی تھی۔جسے آسیہ بیگم کے سامنے انہوں نے ضبط کر لیا تھا۔جبکہ زیام شاہ کو دیکھتے ہی آسیہ بیگم کے چہرے کے تاثرات بگڑ چکے تھے۔

آپکی بیوی ہیں۔توانکو کمرے میں رکھیں ناٹھنڈ میں باہر کیوں لے کر گھوم رہے ہیں۔۔۔!آہستہ آواز میں بولتے ہوئے وہ زو معنی لہجے میں اپنے سسر کو نیک مشورے سے نوازنے لگا تھا۔جس پر ارحم صاحب بے ساختہ اسے بے شرم" کہتے ہوئے گھورنے لگے تھے۔

یہ آدھی رات کو کیوں یہاں پر آیا ہے۔۔۔؟ آسیہ بیگم نے اچانک بگڑ کر جاننا چاہا تھا۔ انکو آہستہ آواز میں راز و نیاز کرتے دیکھ کر وہ جل اٹھی تھیں۔ سامنے کھڑے مرد کو انہوں نے ابھی تک داماد کے طور پر قبول نہیں کیا تھا۔

آپ سے ملنے تو بالکل نہیں آیا ہوں۔۔۔! مجھے اپنی بیوی کو سرپرائز دینا ہے۔ اس لئے سسر صاحب میں اسکے کمرے میں جا رہا ہوں۔ تو پلیز ہمیں کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔۔۔! مغرور لہجے میں آسیہ بیگم کو جواب دیتے ہوئے وہ ساتھ ہی ارحم صاحب کو حکم دے گیا تھا۔ جبکہ اسکے یوں منہ پھٹ جواب پر جہاں آسیہ بیگم کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔ وہیں اسکی بے نیازی پر ارحم صاحب اسکی پشت دیکھتے رہ گئے تھے۔ جو مغرور ہوتا وریشہ کے کمرے کی طرف بڑھ چکا تھا۔

جبکہ اگلے ہی پل وہ مسکرا دیئے تھے۔ وریشہ سچ میں دو دنوں سے اداس اداس سی پھر رہی تھی۔ اور آج واپس آتے ہی وہ اسے ملنے آ چکا تھا۔ انکے پیار کے لئے دعائیں مانگتے ہوئے ارحم صاحب مسکراتے ہوئے کمرے میں چلے گئے تھے۔ جبکہ آسیہ بیگم کے چہرے کے تاثرات انتہائی خطرناک ہو چکے تھے۔

آسیہ بیگم تن فن کرتی کمرے میں داخل ہوئیں تو ارحم صاحب دوبارہ سونے کے لئے لیٹ رہے تھے۔ جب وہ چلتے ہوئے غصے سے انکے سر پر آن کھڑی ہو گئی تھیں۔ ارحم صاحب جو آنکھیں بند کرنے والے تھے۔ کہ بے اختیار سوالیہ نظروں سے بیوی کی طرف دیکھنے لگے۔۔۔

اپکو پتہ بھی ہے۔ کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟آسیہ بیگم غصے سے بولنا شروع ہوئی تھیں۔۔۔

کیا کر رہا ہوں۔۔۔؟بیوی کے اس انداز پر ارحم صاحب کو رات کے اس وقت اچانک الجھن سی ہوئی تھی۔ اس لئے سنجیدگی سے جاننے والے انداز میں پوچھ گئے۔۔۔

آپ نے اس لڑکے کو میری بیٹی کے کمرے میں کیوں جانے دیا ہے۔۔۔؟ایک انجان مرد کو اپنی بیٹی کے کمرے جاتے دیکھ کر اپکو اس بات کا زرا خیال نہیں آرہا کیا۔۔۔؟ارحم صاحب کے نارمل انداز پر آسیہ بیگم بھڑک کر چبھتے ہوئے لہجے میں بولتی چلی گئی تھیں۔ وریشہ کے کمرے میں زیام شاہ کی موجودگی انہیں حد سے زیادہ بری لگ رہی تھی۔۔۔

پہلے تو اپنے سوال درست کرو اور دوسرا مجھ سے اگر آج ہم کلام ہو ہی گئی ہو تو اپنی آواز آہستہ رکھو۔۔۔! زیام شاہ کوئی غیر نہیں، بلکہ میری بیٹی کا شوہر ہے۔۔!ارحم صاحب ناگواری سے بولے تھے۔

وہ شوہر نہیں ہے۔۔! صرف منکوح ہے۔۔! کیونکہ ہم نے ابھی ہماری بیٹی کی رخصتی نہیں کی تو پھر کس حق سے آپ نے اسے میری بیٹی کے کمرے میں جانے کی اجازت دی ہے۔۔۔! ارحم صاحب کے لب ولہجہ پر حیران ہوتے وہ غصے سے کہنے لگی تھیں۔

تمہارا دماغ کیا خراب ہو گیا ہے۔۔؟ یا عادت سے مجبور ہو کر آدھی رات میں صرف تماشہ لگانے کی کوشش کر رہی ہو۔۔! آسیہ بیگم کی بے تکی باتوں پر ارحم صاحب کو اچانک غصہ عود آیا تھا۔ اس لئے وہ اٹھ بیٹھے تھے۔

میں تماشہ نہیں لگا رہی ہوں ارحم صاحب۔۔۔! صرف یہ سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں۔ کہ ابھی ہماری بیٹی کی رخصتی نہیں ہوئی ہے۔ اس لئے اس لڑکے کا آدھی رات میں آکر ملنا ٹھیک نہیں ہے۔۔! ارحم صاحب کے پاس بیڈ کے کنارے پر بیٹھتے ہوئے وہ اپنی بات سمجھانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ وریشہ کو زیام شاہ کے ساتھ اکیلے تنہائی میں ایک ہی کمرے میں سوچ سوچ کر انکا دل اس وقت بہت بے چین ہو رہا تھا۔ اس لئے غصہ چھوڑ کر وہ نرمی سے ارحم صاحب کو سمجھانے کی کوشش کرنے لگیں۔

کیا ٹھیک ہے اور کیا نہیں۔۔۔! یہ تو تم مجھے نہ ہی بتاؤ تو بہتر ہے۔۔! کیونکہ دوسروں کے ساتھ غلط کرنے والوں کی زبان سے ایسی باتیں اچھی نہیں لگتی ہیں۔اور رہی بات زیام شاہ کی تو وہ میری بیٹی کا شوہر ہے۔وہ جب چاہے آکر وریشہ سے مل سکتا ہے۔۔! آسیہ بیگم کو طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے ارحم صاحب باور کرواتے ہوئے دوبارہ لیٹ گئے تھے۔جبکہ انکے طنز پر آسیہ بیگم کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

اگر آپکے اس نام نہاد داماد نے میری بیٹی کے ساتھ کچھ بھی غلط کیا تو ٹھیک نہیں ہوگا ارحم صاحب یاد رکھیے گا ۔۔۔! انہیں کسی صورت بھی اپنی بات مانتے نہ دیکھ کر وہ بھڑک کر بولی تھیں۔جس پر ارحم صاحب دوبارہ آنکھیں کھولتے ہوئے زرا کی زرا ان پر نظر ثانی کرتے ہوئے کروٹ بدل گئے۔آدھی رات میں وہ اس عورت کے ساتھ دماغ نہیں کھپا سکتے تھے۔کیونکہ صبح انہیں جلدی نکلنا تھا۔

کل صبح وہ ارباز شاہ کے ساتھ دوسرے شہر جا رہے تھے۔جہاں انکے کچھ بہت ضروری ٹیسٹ ہونے والے تھے۔ارباز شاہ اور ارحم صاحب کے درمیان کافی گہری دوستی ہو چکی تھی۔اسی وجہ سے ارحم صاحب کا سارا علاج ارباز شاہ خود کروا رہے تھے۔بہت مشکلوں سے انہوں نے ارحم صاحب کو علاج کے لیے منایا تھا۔ ورنہ تو وہ جینے کی امید کی ختم کر چکے تھے۔پر ارباز شاہ بھی صاف کہہ چکے تھے۔کہ وہ اپنے "یار" کو ٹھیک کر

کے رہے گئے۔انکی ضد واپنائیت کے آگے ارحم صاحب کو ہار ماننا ہی پڑی تھی۔یا شاید اب روقاش اور وریشہ کو اپنی زندگی میں اتنا خوش دیکھ کر وہ سچ میں جینا چاہتے تھے۔

ارحم صاحب کو یوں سکون سے سوتے دیکھ کر آسیہ بیگم بے اختیار مٹھیاں بھینچ گئی تھیں۔انہیں جلد از جلد کچھ کرنا تھا۔اگر یہ ہی سب کچھ چلتا رہا تو وہ بہت جلد بیٹی

سے بھی دور ہونے والی تھیں۔کسی پختہ فیصلے پر پہنچتے ہوئے وہ ضبط کرتے اپنی جگہ پر آکر لیٹ گئیں۔پر شاید ان انہیں نیند آنا ناممکن تھا۔کیونکہ انکا سارا دھیان وریشہ کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔

کمرے میں داخل ہو کر زیام شاہ نے مڑتے ہوئے سب سے پہلے دروازہ بند کیا تھا۔اپنی ساس کے تیور اسے کچھ ٹھیک نہیں لگے تھے۔پر اس وقت وہ کسی کے ساتھ الجھ نہیں سکتا تھا۔دروازہ بند کرنے کے بعد اس نے بیڈ کی جانب قدم بڑھائے تھے۔جہاں اسکی چھوٹی سی دنیا سکون سے سو رہی تھی۔

یہ سنگل بیڈ تھا۔جس کو وریشہ نے کھڑکی کے ساتھ سیٹ کیا ہوا تھا۔یہیں پر بیٹھ کر وہ زیام شاہ سے کھڑکی کے اس پار ملاقات کرتی تھی۔اس چھوٹے سے کمرے میں اپنی بیوی کی چیزوں کو بکھرے دیکھ کر وہ بھرپور

مسکرادیا تھا۔ پورے کمرے میں وریشہ کی میٹھی سی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ جبکہ ہلکی پھلکی چیزیں بھی بے ترتیب تھیں۔ کیونکہ وہ بہت لاپرواہ تھی۔

پہلے جب روقاش یہاں پر رہتی تھی۔ تو وہ ہر وقت کمرے کو صاف ستھرا رکھا کرتی تھی۔ روقاش چونکہ اپنی بھانجی کی عادتوں سے اچھے سے واقف تھی۔ اس لئے وہ سختی سے وریشہ کو کمرہ صاف رکھنے کا کہتی تھی۔ کیونکہ کمرہ زرا سا گندہ ہونے پر بھی روقاش کو چڑ سی ہونے لگتی تھی۔ اس لئے تب وریشہ بھی ان باتوں کا خاص خیال رکھتی تھی۔ لیکن اب وہ مکمل طور پر آزاد تھی۔۔

بیڈ پر بیٹھ کر زیام شاہ نے بے ساختہ وریشہ کے پیروں کو چھوا تھا۔ وہ مبہوت ہوتے اسکے سفید و مومی پیروں کو دیکھتا چلا گیا۔ بلیک کلر کی سادہ سی شلواہ قمیض پہنے وہ سو رہی تھی۔ جبکہ دوبٹہ تکیے کے پاس پڑا ہوا تھا۔ بے اختیار وہ جھکتے ہوئے اسکے پاؤں پر لب رکھ گیا۔ کچھ لمحے یوں ہی سرک گئے تھے۔ پر وریشہ کی نیند میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ زیام شاہ کی کال اور میسج کا انتظار کرتے کرتے وہ یوں ہی سو گئی تھی۔ اور شاید کافی گہری نیند سو رہی تھی۔۔

میری نیند اڑا کر خود کیسے سکون سے سو رہی ہے یہ۔۔۔! اسکے پہلو میں لیٹتے ہوئے وہ بولا تھا۔ وریشہ کے قریب لیٹ کر وہ بے اختیار اسکے چہرے کے نقوش پر نظریں دہرا رہا تھا۔ سینے میں دھڑکتا دل بے قراری میں مبتلا تھا۔

زیام شاہ کے لئے یہ یقین کرنا مشکل تھا۔۔ کہ وہ اسکی اتنے قریب ہے۔۔ بے خودی سے وہ ہاتھ بڑھا کر وریشہ کے چہرے کو چھونے لگا تو اچانک گہری نیند سوئی وریشہ کسمسائی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کروٹ بدلتی کہ زیام شاہ فوراً اسکی کمر میں بازو حائل کرتے ہوئے اسے اپنے بے حد نزدیک کر گیا تھا۔۔

ابھی تو جی بھر دیکھا بھی نہیں اور تم چھپنا شروع ہو گئی ہو۔۔۔!! سوئی ہوئی وریشہ کے چہرے کو پیار بھری نظروں سے دیکھتے وہ آہستہ آواز میں کہہ رہا تھا۔ جیسے وہ اسکی باتیں سن رہی ہو۔ زیام شاہ نے اسکی ناک کی ٹپ پر ہونٹ رکھتے ہوئے اسکی کمر کو مٹھیوں میں بھرتے ہوئے شدت سے سینے میں بھینچ لیا تھا۔ وریشہ اچانک نیند میں بے چین ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ اسکے پورے چہرے کو چومنا شروع ہو گیا تھا۔

زیام شاہ اپنی دُھن میں نرمی سے اسکے چہرے کے ہر نقش کو ہونٹوں سے چھو رہا تھا۔۔ کہ اچانک وریشہ کی آنکھیں کھلی تھیں۔ آنکھیں کھلتے ہی زیام شاہ کے چہرے کا دیدار ہوا تو وریشہ کی آنکھیں پھٹ گئیں۔ اس

سے پہلے کہ ڈر کے مارے وہ چینخ مارتی جب زیام شاہ تیزی سے کروٹ بدل کر اسکے اوپر لیٹتے وریشہ کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھتے اسکی چینخ حلق میں دبا گیا تھا۔ جس پر وریشہ فریز ہوتی آنکھیں بڑی کر گئی تھی۔ اسکے برعکس وہ بے قراری سے اسکے ہونٹوں کے نرماہٹ کو محسوس کرتے ہوئے پاگل ہوا تھا۔ اسکی گردن میں ہاتھ لپیٹ کر وریشہ کا چہرہ بلند کرتے ہوئے زیام شاہ شدت سے اسکے ہونٹوں کو سک کیا تھا۔

وریشہ نے مچل کر آنکھیں میچ لی تھیں۔ اسکی ریڑھ کی ہڈی میں بری طرح سنسناہٹ سی پیدا ہو رہی تھی۔ وہ اس وقت یہاں پر کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو ملک سے باہر گیا ہوا تھا۔ پھر آدھی رات میں واپس کیسے آ گیا۔ ایک ساتھ کئی سوال اسکے ذہن میں آئے تھے۔ جن کو چاہ کر بھی وہ زبان پر نہیں لا پا رہی تھی۔ کیونکہ زیام شاہ بری طرح اسکی سانسوں پر قابض ہو چکا تھا۔

کروٹ بدل کر وریشہ کو اپنے اوپر لٹاتے ہوئے زیام شاہ نے اسکے ہاتھوں کو اپنے کندھوں پر رکھ کر اچانک اسکے نچلے ہونٹ پر دانت گاڑے تو وہ تڑپتے ہوئے مزاحمت کرنا شروع ہو گئی تھی۔ وریشہ نے پوری جی جان لگاتے ہوئے اسے خود سے دور کرنا چاہا تھا۔ جو رات میں کسی جن کی طرح اس پر حملہ آور ہو چکا تھا۔ وریشہ کی بڑھتی ہوئی مزاحمت دیکھ کر زیام شاہ بامشکل خود کو روکتے ہوئے پیچھے ہٹا تو وہ پھولے سانس میں اسکے کندھے پر سر ٹکا گئی۔۔

گڈ مارننگ چھوٹی دنیا۔۔۔! زیام شاہ پھولی سانس میں مسکراتے ہوئے چھیڑنے والے انداز میں گویا ہوا تھا۔ جس پر وریشہ نے سر اٹھاتے ہوئے اسے گھورنا شروع کر دیا تھا۔۔

آپ یہاں کیسے آئے۔۔۔؟ گھور کر وہ پوچھنے لگی۔ اسکے آنے پر جہاں دل میں اسے خوشی ہو رہی تھی وہیں اپنی سانس روکنے پر وہ اسے گھور بھی رہی تھی۔۔

تم مجھے یاد کر رہی تھی۔ اس لئے سب کچھ چھوڑ کر تمہارے پاس واپس چلا آیا ہوں۔۔۔! دو بڑے سے بے نیاز اسکی گردن کو چومتے ہوئے زیام شاہ نے جواب دیا تھا۔ جس کو سن کر وہ حیرانی سے اسے دیکھنا شروع ہو گئی۔۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔؟ کیا تمہیں میرے آنے سے خوشی نہیں ہوئی۔۔۔؟ اسکے مسلسل دیکھنے پر وہ سوالیہ نظروں سے بولا تھا۔

آپ سچ میں میرے لئے واپس آئے ہیں کیا۔۔۔؟ بے یقینی کے مارے وریشہ نے سوال کیا تھا۔ جس کا جواب زیام شاہ نے مسکراتے ہوئے اقرار میں سر ہلاتے ہوئے دیا تو وریشہ جذباتی ہوتے اگلے ہی پل اسکے سینے سے لگ چکی تھی۔۔اس بار حیران ہونے کی باری زیام شاہ کی تھی۔

تھینک یو سو مچ۔۔۔!!اسکے سینے سے لگی وہ بھرائے لہجے میں بولی تھی۔۔

کس لئے۔۔۔؟اسکے گرد بازو لپیٹتے ہوئے زیام شاہ نے مسکرا کر وجہ جاننا چاہی تھی۔۔

مجھ سے اتنی محبت کرنے کے لئے۔۔۔!!زیام شاہ کے گرد اپنا حصار مضبوط کرتے ہوئے وریشہ نے جواب دیا۔ جبکہ زیام شاہ بے اختیار ہنس کر اسے شدت سے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔۔

تم میرا چھوٹا سا "طوطا" ہو۔۔وہ طوطا جس میں زیام شاہ کی جان قید ہے۔۔۔!اسکے سر کو چومنے کے بعد زیام شاہ بے اختیار اسکے ماتھے کو چومتے ہوئے بول رہا تھا۔ ہر وقت وہ اب اسے لاڈ سے کسی نہ کسی نام سے پکارتا رہتا تھا۔

اور آپ میری کالی آنکھوں والے جن ہیں۔۔۔!! اسکی ساری بات کے جواب میں وہ آخر پر شرارت سے ٹکرا لگاتے ہوئے بولی تھی۔

چلو اب جن کو پیار سے سلاؤ۔۔۔!! ہولے سے اسکی گردن پر دانت گاڑتے ہوئے وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے آنکھیں موند گیا۔ پہلے سفر اور پھر یہاں پہنچنے کی جلدی میں وہ بے حد تھک چکا تھا۔ صبح یہیں سے اسکا وریشہ کو ساتھ لے کر حویلی جانے کا پلین تھا۔

اسے سوتے دیکھ کر وریشہ کو بے اختیار پہلے اپنے بابا کا خیال آیا تو پھر وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی۔ کہ اگر وہ دروازے سے اندر آیا ہے۔ تو یقیناً ارحم صاحب اسکی موجودگی سے بے خبر نہیں تھے۔۔اس لئے پر سکون انداز میں زیام شاہ کے بالوں میں ہاتھ پھیرنا شروع ہو چکی تھی۔ جو اسے مکمل طور پر خود میں بھینچے نیند میں اتر رہا تھا۔ کیونکہ اسوقت اس پر نیند حاوی ہو رہی تھی۔۔

کمرے میں ہولے ہولے سے رونے کی آواز گونجی رہی تھی۔اور یہ رونے کی آواز مالا شاہ کی تھی۔جو تکیے میں منہ چھپائے بری طرح سسک رہی تھی۔جبکہ پاس بیٹھا ارمغان شاہ بے بسی سے اسکا رونا دیکھ رہا تھا۔

مالا۔۔۔!!اسکے نزدیک ہوتے اس نے پکارنا چاہا تھا۔جبکہ لہجہ پیار بھرا تھا۔

ہاتھ نہیں لگائیں مجھے۔۔۔!!ارمغان شاہ کا بازو جھٹکتے ہوئے وہ ہذیانی کیفیت میں چینختے ہوئے کمبل کو مٹھیوں دبوچ گئی تھی۔ایک بار پھر ارمغان شاہ اسے اپنے غصے کی وجہ سے بری طرح ہرٹ کر چکا تھا۔۔۔

ایسے نہیں کرو میری جان۔۔۔!مالا کے جھٹکنے پر ارمغان شاہ کا لہجہ بے چین ہوا تھا۔اسے احساس ہو رہا تھا۔کہ غصے میں وہ کتنی بڑی غلطی کر چکا ہے۔لیکن اب وہ لمحے اور وقت واپس نہیں آسکتا تھا۔۔۔

کیوں نہ کروں ایسے۔۔۔!!آپ جو بھی کریں وہ ٹھیک ہے۔۔۔!تو میں کیوں نہیں کر سکتی۔۔۔! رونا چھوڑ کر وہ مڑتے ہوئے چینخی تھی۔جب ارمغان شاہ نے فوراً اسے تھامنا چاہا تھا۔لیکن مالا اسے جھٹکتے ہوئے پھر دور ہو چکی تھی۔۔

مجھے چھونے کی کوشش بھی نہ کیجیے گا اب۔۔۔! مجھے نفرت ہو رہی ہے آپ سے۔۔۔!! اپنے ہاتھ سے اسکا لمس مٹاتے ہوئے وہ چنگاڑی تھی۔ جبکہ آنکھیں رو رو کر بری طرح سوجھ چکی تھیں۔ چہرے پر کرب ناک تاثر تھے۔ ارمغان شاہ نے اس بار اسکی ہر مزاحمت ناکام بناتے ہوئے اچانک اسے جکڑتے ہوئے اٹھا کر گود میں بٹھالیا تھا۔۔

تم مجھ سے نفرت نہیں کر سکتی مالا شاہ اور نہ میں تمہیں اسکی اجازت دوں گا۔۔۔!! اسکے الفاظ سنتے ہوئے وہ بپھرتے ہوئے بولا تھا۔ اور ساتھ ہی اسکے جبڑے کو دبوچ کر مالا شاہ کے ہونٹوں پر دانت گاڑ چکا تھا۔ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔ پر اسکے باوجود بھی وہ اسکے ایسے الفاظ سننے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ اسکی گرفت میں مزاحمت کرتے ہوئے وہ بری طرح تڑپی تھی۔ جبکہ آنسو مسلسل اسکا چہرہ بھگو رہے تھے۔ آج دن میں وہ کتنی خوش تھی۔

میں بولوں گی۔۔۔! آپ مجھے روک نہیں سکتے ہیں۔۔۔! مجھے نفرت۔۔۔!! ضدی بنتی وہ دوبارہ سے بولنے ہی والی تھی۔ جب ارمغان شاہ تیزی سے اسکے ہونٹوں پر جھکتے ہوئے اسکے باقی کے الفاظ حلق میں دبا گیا تھا۔ وہ جس حالت میں یہاں پر آیا تھا۔ اس پر تضاد اس غیر مرد کو مالا شاہ کے اتنے قریب کھڑے دیکھ کر اسکا دماغ

سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھا تھا۔اپنے جلتے دل کو سکون پہنچانے کے لئے اس نے مالا شاہ کو بری طرح تکلیف پہنچائی تھی۔ جس کی بھرائی نجانے کیسے ہونے والی تھی۔۔

ارمغان شاہ اسکے ہونٹوں کو بری طرح سسک کرتے ہوئے مالا کی جان لبوں پر آ رہا تھا۔اسکے اوپری ہونٹ کو دانتوں میں دباتے ہوئے ارمغان شاہ نے شدت سے اسے خود میں بھینچا تو وہ ڈرتے ہوئے کمبل کو زور سے تھام گئی۔ وہ اسکی گرفت سے نکل نہیں سکتی تھی۔اس لئے بے بسی سے آنکھوں کو میچ کر اسکے ظلم کو دوبارہ برداشت کرنے لگی۔ارمغان شاہ کو اسکی مزاحمت ختم ہوتی محسوس ہوئی تو نرمی سے اسے لبوں کو ہونٹوں میں محسوس کرتے ہوئے بے اختیار کمبل کے اندر سے اسکے بدن کو چھونے لگا تھا۔ اسکی بے باکی پر مالا شاہ کے وجود تیزی سے سنسنی دوڑی تھی۔اسکے نازک بدن پر ارمغان شاہ کا ہاتھ بار بار گردش کر رہا تھا۔۔ جس پر وہ بے چین سی ہونے لگی تھی۔

تم نے اگر ایک بار مزید مجھ سے نفرت کا دعویٰ کیا تو میں ہمارے درمیان موجود ہر اس پردے اور حد کو بھلا دوں گا مالا شاہ۔۔! جو تمہارے اور میرے بیچ اس وقت رکعت بنی ہوئی ہے۔یقین کرو میں نے کچھ دیر پہلے بہت مشکل سے خود پر ضبط کے پہرے بٹھائے ہیں۔۔۔! مالا شاہ کے کمبل میں داخل ہوتے وہ بے بسی و بوجھل پن سے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ کمبل میں داخل ہو کر جیسے ہی ارمغان شاہ

کے شرٹ لیس وجود نے اسکے نازک بدن کو چھوا تو وہ کانپتے ہوئے ہونٹ بھینچنے لگی تھی۔ بے اختیار کچھ دیر پہلے کے مناظر اسکی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے۔ جب وہ غصے سے پاگل ہوتے پر حد سے گزرنے والا تھا۔۔

میں نے تم سے ہر پل محبت کی ہے مالا شاہ۔۔۔! اس لئے میں کبھی بھی یہ بات برداشت نہیں کر سکتا ہوں کہ کوئی بھی ایرا غیرا شخص کبھی میری جگہ تمہارے مقابل بھی آکر کھڑا ہو۔۔! آہستہ آواز میں بولتے ہوئے وہ شاید وضاحت کر رہا تھا۔ اور ساتھ ہی مالا شاہ کی کمر پر ہاتھ سہلاتے ہوئے بے چین بھی تھا۔ مالا شاہ کی سفید گاؤن دو ٹکڑے ہوئے زمین پر گری ہوئی تھی۔ ارمغان شاہ نے بری طرح کھینچتے ہوئے اسے مالا کے وجود سے الگ کیا تھا۔ اسی لباس کی وجہ سے وہ سب کی نظروں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔

آپ مجھ پر کیسے شک کر سکتے ہیں غان۔۔۔!! کربناک لہجے میں وہ نم لہجے میں بولی تھی۔ اس وقت اسکا دل انتہائی تکلیف سے دوچار تھا۔ بہت کوشش کرنے کے بعد بھی اسکی تکلیف کم نہیں ہو رہی تھی۔ بار بار اسکے ذہن میں ارمغان شاہ کے الفاظ گونج رہے تھے۔۔

ششش۔۔!!زیادہ نہیں سوچو۔۔۔!آنکھیں بند کرو۔۔۔!اسکا سر سینے پر رکھتے ہوئے یوں ہی اسے گود میں لیے وہ پیچھے لیٹ گیا تھا۔وہ جانتا تھا۔۔کہ اس وقت اسکی کوئی بھی صفائی کام نہیں آئے گی۔اس لئے اسے سلانا بہتر سمجھا تھا۔یوں ہی ہچکی بھرتے ہوئے وہ تھکے ہوئے انداز میں آنکھیں بند کر گئی تھی۔جبکہ ارمغان شاہ پیار سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا تھا۔۔

وریشہ کچن میں کھڑی کشمکشِ کا شکار ہو رہی تھی۔کمرے میں زیام شاہ سو رہا تھا۔ابھی صبح کے نو بج رہے تھے۔اسے زیام شاہ کے لئے ناشتہ بنانا تھا۔لیکن وہ نہیں جانتی تھی۔کہ وہ ناشتے میں کیا کھاتا ہے۔

کیا بناؤاب ناشتے میں۔۔۔؟پتہ نہیں کیسا لگے۔۔۔!وہاں تو اتنا سب کچھ ہوتا ہے۔۔!فریج کھولے وہ پریشان سی نظر آرہی تھی۔کبھی انڈے تو کبھی بریڈ پر اسکی نظریں بار بار ٹھہر رہی تھیں۔لیکن یہ سب بنانے سے وہ کترا رہی تھی۔شاید وہ کچھ خاص بنانا چاہتی تھی۔

کیا کروں اب میں۔۔؟؟وریشہ نے اچانک فریج غصے سے بند کر دیا۔پریشان ہوتے وہ ناخن چبانا شروع ہو گئی تھی۔

بابا سے پوچھتی ہوں۔۔۔! ارحم صاحب سے بات کرنے کا سوچتے ہوئے وہ تیزی سے کچن سے نکلی تھی۔ بھاگنے والے انداز میں وہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔ جہاں ارحم صاحب بیٹھ کر ناشتہ کر رہے تھے۔۔

کیا ہوا عشی۔۔۔؟ اسکے یوں بھاگ کر آنے پر ارحم صاحب چونکے تھے۔۔ آسیہ بیگم بھی پاس بیٹھی نظر آ رہی تھیں۔۔

بابا میں انکے لئے ناشتے میں کیا بناؤں۔۔۔؟ باپ کے قریب بیٹھتے ہوئے وہ پریشانی سے پوچھنے لگی۔ جبکہ آسیہ بیگم تو ناگواری سے پہلو بدل گئی تھیں۔ ارحم صاحب جو فکر مندی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ کہ اچانک اپنی بیٹی کا سوال سنتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے ہوئے ہنس دیئے تھے۔

جو اپنے بابا کے لئے بنایا ہے وہی بنا دو۔۔۔! دوبارہ ناشتے شروع کرتے ہوئے انہوں نے مسکرا کر لاپرواہی سے مشورہ دیا تھا۔

وریشہ نے ایک نظر انہیں دیکھا اور دوسری نظر انکے ناشتے کو۔۔! دو انڈوں کے آملیٹ کے ساتھ پراٹھا اور کڑک چائے تھی۔ خالص مکمل دیسی ناشتہ تھا۔ ارحم صاحب آسیہ بیگم کے ہاتھ کا کھانا چونکہ چھوڑ چکے تھے۔

اس لئے وریشہ خاص اپنے بابا کے لئے کوکنگ سیکھ رہی تھی۔ وہ جو بھی بنا کر لاتی تھی۔ ارحم صاحب خوشی خوشی کھا لیتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی کمی بھی ہوتی تھی۔ تو وریشہ سے ٹھیک کرنے کو کہتے نہیں تھے۔ اتنی دنوں کی محنت کا نتیجہ ہی تھا۔ کہ اب وریشہ کو کچھ کچھ پراٹھا بنانا آ ہی گیا تھا۔ ورنہ پراٹھے کے نام پر وہ اتنے دنوں سے نقش و نگاری ہی کر رہی تھی۔

وہ کھا لیں گئے ایسا ناشتہ۔۔۔؟ پوچھتے ہوئے وہ باپ کو دیکھ رہی تھی۔ جیسے یقین دہانی چاہتی ہو۔۔

اگر تمہارے بابا کھا سکتے ہیں۔ تو داماد صاحب کو کیا مسئلہ ہو سکتا ہے۔۔! وہ لاپرواہی سے گویا ہوئے تھے۔ یا شاید وہ کہنا چاہتے تھے۔ کہ جن سے محبت ہو۔ انکے سامنے سوال و اعتراض کہاں معنی رکھتے ہیں بھلا۔ انکی باتوں سے وریشہ کو کچھ حوصلہ ہوا تھا۔

پھر بھی بابا۔۔! پتہ نہیں وہ اپنے گھر میں کیا کھاتے ہوں۔۔۔! وہ ابھی بھی تذبذب کا شکار نظر آ رہی تھی۔

کچھ نہیں ہوگا میرا بچہ۔۔۔! جاؤ تم ناشتہ بناؤ جاکر میں زرا داماد صاحب کو اٹھالوں۔۔۔! اپنا ناشتہ ختم کرنے کے بعد ارحم صاحب ہاتھ صاف کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ وریشہ کو حوصلہ ملا تو وہ بھی مطمئن ہوتے تیزی سے کچن کی طرف بڑھنے لگی تھی۔ جب ماں کے الفاظ سنتے ہوئے اسکے قدم بے اختیار رکے تھے۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے کسی بھی ایرے غیرے کے لئے ناشتہ بنانے کی۔۔۔! اسے اٹھاؤ اور چلتا کرو یہاں سے جلدی۔۔۔! اس تمام تر گفتگو میں آسیہ بیگم اب پہلی بار بولی تھیں۔ جس پر ارحم صاحب اور وریشہ کی نظروں کا تبادلہ آپس میں بے اختیار ہوا تھا۔ کیونکہ آسیہ بیگم کا لہجہ کافی زہر خند تھا۔

عشی جاؤ شاباش تم اپنا کام کرو جاکر۔۔۔! آسیہ بیگم کی باتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے ارحم صاحب نے اسے وہاں سے بھیجنا چاہا تھا۔ جب وریشہ خود سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے بول پڑی تھی۔

بابا۔۔۔! انکو کہہ دیں کہ میرے شوہر کا ذکر ادب سے کیا کریں۔۔۔! شوہر تو یہ گنوا ہی چکی ہیں۔ کہیں اب بیٹی سے بھی ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔۔۔! وریشہ کے الفاظ نہیں کوڑے تھے۔ جو آسیہ بیگم کو اپنے دل پر لگتے

ہوئے محسوس ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہوئے کمرے سے جا چکی تھی۔ جبکہ پیچھے آسیہ بیگم ساکت سی بیٹھی بے یقین نظر آ رہی تھیں۔

انکا چہرہ صاف بتا رہا تھا۔ کہ وہ اپنی بیٹی کے یہ الفاظ سہہ نہیں پائی ہیں۔

انکے حیران و ساکت تاثرات پر ارحم صاحب افسوس بھری نظر ڈالتے ہوئے نکل گئے تھے۔ تاکہ زیام شاہ کو جگا سکیں۔ کیونکہ تھوڑی دیر میں ارباز شاہ بھی انکو لینے کے لیے آنے والے تھے۔

زیام شاہ مزے سے ناشتہ کر رہا تھا۔ جو پہلی بار اسکی بیوی نے خاص اسکے لئے بنایا تھا۔

میری بچی خواہ مخواہ میں تمہارے ناشتے کے لئے پریشان ہو رہی تھی۔۔۔! زیام کو مزے سے ناشتہ کرتے دیکھ کر ارحم صاحب بے اختیار بولے تھے۔

وہ کیوں پریشان ہو رہی تھی۔۔۔؟ چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے وہ حیران ہوا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ارحم صاحب نے اسے کمرے مں جا کر جگایا تھا۔ جاگنے کے بعد وہ فورا فریش ہو کر باہر ارحم صاحب کے پاس آکر بیٹھ چکا تھا۔ جو چھوٹے سے صحن میں بیٹھے اسی کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔

تم ناشتے میں کیا کھاتے ہو یہ سوچ سوچ کر وہ ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔! ارحم صاحب اسے بتانے لگے تھے۔ کہ کیسے تھوڑی دیر پہلے وریشہ مضطرب تھی۔

اس ناشتے پر بھی ہمیں چاچی نے ہی لگایا ہے۔ ورنہ اب سوچو تو یاد آتا ہے۔ جیسے دنیا جہاں کا پھیکا ناشتہ اور کھانا ہماری حویلی میں ہی بنتا رہا ہے۔۔۔! ساری بات جان کر وہ ہنستے ہوئے پچھلے اتنے سالوں کو یاد کرتا بول رہا تھا۔

روقاش نے جس دن کچن سنبھالا تھا۔ اسی دن اس نے سب کا کھانا اور ناشتہ بدل دیا تھا۔ وہ اکثر اب اس بات پر ہاشم شاہ سے حیرانی کا اظہار بھی کرتی تھی۔ کہ وہ سب کیسے روکھے پھیکے کھانے کھا لیتے تھے۔ جس پر ہاشم شاہ ہنس کر کندھے آچکا دیتا تھا۔ وہ اسے یہ نہیں بتا سکتا تھا۔ کہ جب گھروں کو سنبھالنے والی موجود نہ ہو۔ تو صرف گھر ہی نہیں بلکہ ان میں رہنے والوں کی زندگیاں بھی بے ترتیب ہو جاتی ہیں۔

قاشی کو شروع سے کوکنگ کا بہت شوق تھا۔۔۔! بہن کے ذکر پر ارحم صاحب کے چہرے پر بڑی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

شکر ہمیں ماں جیسی چاچی مل گئی۔۔! زیام شاہ بھی شکر کرتے بولا تھا۔ جس پر ارحم صاحب حیرت سے ہنس پڑے تھے۔

چاچی اتنی پیاری ہو گئی ہے کیا۔۔۔؟ ارحم صاحب متجسس ہوتے پوچھنے لگے۔

اتنی کیا سسر صاحب۔۔۔؟ انکے پیارا ہونے کی کوئی حد نہیں ہے۔۔۔! زیام شاہ سچے دل سے بولا تھا۔ جس پر ارحم صاحب کو مزید حیرانی سی ہوئی تھی۔۔۔ بے اختیار انہیں ہاسپٹل والا وہ دن یاد آیا تھا۔ جب آسیہ بیگم غلطی سے روقاش کو تھپڑ مارنے والی تھیں۔ اور ارمغان شاہ نے ہاسپٹل سر پر اٹھا لیا تھا۔ وہ تو شکر تھا۔ کہ زیام شاہ کے نکاح کی وجہ سے معاملہ جلدی رفع دفع ہو گیا تھا۔ ورنہ شاید آسیہ بیگم کی بخشش نہ ہوتی۔ اور بعد میں آسیہ بیگم کا بدلہ انکے بھانجے کو چکانا پڑا تھا۔ یہ سارا قصہ بھی آسیہ بیگم نے روتے ہوئے انکو سنایا تھا۔ لیکن جب ارحم صاحب کو اس سارے قصے کی وجہ پتہ چلی تھی۔ تو وہ افسوس سے اپنی بیوی کو دیکھ گئے تھے۔

وریشہ کو ساتھ کیوں لے کر جانا چاہ رہے ہو۔۔۔؟ارحم صاحب اسکی تھوڑی دیر پہلے والی اجازت کے بارے میں پوچھ گئے۔

آپکی بیٹی کو اسکے سسرالیوں سے ملوانے کا دل کر رہا ہے۔اس لئے بس۔۔۔!ناشتہ ختم کرتے ہوئے اس نے عام سے لہجے میں جواب دیا۔

رخصتی سے پہلے لڑکی کا اپنے سسرال جانا معیوب سمجھا جاتا ہے۔۔۔!اسکا جواب سن کر ارحم صاحب بے اختیار جتاتے ہوئے بولے تھے۔زیام شاہ آبرو اچکاتے ہوئے انہیں دیکھنے لگا تھا۔

آپکی بیٹی کو اسکی پھوپھو کے گھر ان سے ملوانے لے جا رہا ہوں۔۔۔!اپنے جملے میں ہی ردوبدل کرتے ہوئے وہ بولا تو ارحم صاحب متاثر ہوئے بن نہیں رہ سکے تھے۔بے شک انکے چالاک داماد کے پاس ہر چیز کا حل تھا۔وریشہ کمرے میں تیار ہو رہی تھی۔اسکے آنے تک وہ داماد اور سسر آپس میں الجھے ہی رہنے تھے۔۔

آپکی بیوی کو کوئی بیماری ہے کیا۔۔۔؟اچانک وہ محتاط لہجے میں پوچھنے لگا تو ارحم صاحب چونک کر اسے دیکھ گئے۔۔

نہیں تو۔۔۔؟ایسا کیوں پوچھ رہے ہو۔۔۔؟ارحم صاحب نا سمجھی سے بولے تھے۔

کیونکہ آپکی بیوی کب سے مجھے دروازے میں کھڑی گھور رہی ہیں۔۔ جیسے ابھی زندہ نگل جائیں گئیں۔۔۔! زیام شاہ انکو پیچھے دیکھنے کا اشارہ کرتے ہوئے لاپرواہی سے بولا تھا۔ارحم صاحب حیرانی سے مڑ کر دیکھنے لگے تو سچ میں آسیہ بیگم دروازے میں کھڑے ہو کر زیام شاہ کو آگ اگلتی نظروں سے گھور رہی تھیں۔

رات کو تم نے اپنی ساس کو سلام نہیں کیا نا اس لئے ناراض ہے۔۔۔! آسیہ ں بیگم کا انداز دیکھتے ہوئے ارحم صاحب کو ہنسی آئی تھی۔اس لئے جان بوجھ کر داماد کو چھیڑتے ہوئے بولے تھے۔جو انکے مذاق پر سچ میں متاثر کن مسکان پیش کرنے لگا تھا۔۔۔

میں نے کل رات اپکو جلدی کمرے میں اسی لئے بھیجا تھا۔تا کہ آپ میرے حصے کی سلام دعا خود کر لیں۔۔۔! لگتا ہے آپ انہیں راضی نہیں کر پائے ہیں۔۔۔!! سسر کی دیکھا دیکھی زیام شاہ بھی بے شرمی سے بولا تو ارحم صاحب کا چہرہ بے اختیار سرخ ہو گیا۔

استغفار۔۔۔!! سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ وہ افسوس سے اپنے داماد کو دیکھ رہے تھے۔ جو سسر کا لال چہرہ دیکھتے ہوئے قہقہ لگا رہا تھا۔ جبکہ آسیہ بیگم انکے راز و نیاز پر مزید جلتے ہوئے راکھ ہو رہی تھیں۔۔

شکر ہے اپکی بیٹی اپنی ماں سے الگ ہے۔۔۔! ہنسی کے دوران لبِ ساختہ زیام شاہ نے کہا تھا۔ انداز کافی شکرانہ تھا۔

جبکہ ارحم صاحب بھی معصوم بیٹی کے ذکر پر مسکرا پڑے تھے۔

روقاش اپنے آفس میں بیٹھی کام میں مصروف تھی۔ چونکہ ایگزام کے بعد ابھی رزلٹ آنے میں وقت تھا۔ اس لئے روقاش نے اس بار سمر کیمپ سٹارٹ کیا تھا۔ اور یہ اس کالج میں پہلی بار ہوا تھا۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے آفس میں میٹنگ چل رہی تھی۔ جس میں سمر کیمپ میں آئے سٹوڈنٹس کے بارے میں بہت سی ضروری باتیں زیرِ بحث لائی جا رہی تھیں۔ ریڈ کلر کے ڈریس میں وہ کافی خوبصورت لگ رہی تھی۔ جبکہ ہیزل آنکھوں میں سنجیدگی سی سموئے ہوئے تھی۔ اچانک دروازہ ناک کرتے ہوئے مس صبا اندر داخل ہوئی تھیں۔۔

یس میم آپ نے بلایا۔۔۔؟ مس صبا چلتے ہوئے روقاش کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔

جی مس صبا میں نے یہ پوچھنا تھا۔ کہ انٹرویو کا ٹائم کیا ہے۔۔۔؟ سر اٹھاتے ہوئے روقاش نے سوال کیا۔ کالج کے لئے روقاش کو کچھ نئے ٹیچرز کی ضرورت تھی۔ اسی سلسلے میں آج انٹرویو رکھے گئے تھے۔

میم وہ تو لنچ کے بعد ہیں۔۔۔! گھڑی پر دیکھتے ہوئے مس صبا نے جواب دیا تھا۔

ٹھیک ہے۔۔! میں شاید لنچ کے بعد یہاں پر موجود نہیں ہوں۔ تو آپ انٹرویو دیکھ لیجیے گا۔۔۔! یہ ہی بتانے کے لیے اپکو بلایا تھا۔۔۔! مس صبا کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے روقاش بولی تھی۔۔

اوکے میم ڈونٹ وری میں دیکھ لوں گی۔۔۔! مس صبا جانتی تھی۔ کہ روقاش کام کے لئے کس قدر حساس رہتی ہے۔ اس لئے اسے بے فکر کرتے ہوئے مسکرا کر بولی تھی۔

میم مجھے آپ سے ایک بات ڈسکس کرنی ہے۔۔۔!

جی بولیں۔۔۔!روقاش اجازت دیتے ہوئے بولی تھی۔

"co میم آپ نے کہا تھا۔۔کہ اس بار کالج میں لڑکوں کے ایڈمیشن بھی کیے جائیں گئے۔تو کیا یہاں اب education ہو گی۔۔؟مس صبا نے سوال کیا۔"

نہیں مس صبا۔۔۔!کوایجوکیشن جیسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔!کالج کے دو پورشن تو پہلے سے موجود ہیں۔ اور لڑکیوں کے ایڈمیشن کی تعداد دیکھی جائے تو وہ بھی اتنی نہیں ہے۔کہ ہماری ڈیمانڈز پوری ہو جائے۔۔! اور دوسرے حوالے سے بات کی جائے تو تعلم مرد اور عورت دونوں کے لیے ضروری ہے۔اگر اس گاؤں کی لڑکیاں اس کالج میں بنا کسی رکاوٹ کے مفت تعلیم حاصل کر سکتی ہیں۔تو پھر لڑکے کیوں نہیں۔۔۔؟ تعلیم اکثر گھر کے حالات کی وجہ سے بھی چھوٹ جاتی ہے۔چاہے وہ پھر لڑکی کی ہو یا لڑکے کی۔۔۔اس لئے میں نے سوچا ہے کہ ہم کالج کے ایک پورشن کو لڑکیوں کے رکھیں گئے اور دوسرے کو لڑکوں کے لئے ۔۔۔!روقاش نے تفصیلی جواب دیا تھا۔جس کو سن کر مس صبا کافی متاثر نظر آنے لگی تھی۔

عالم شاہ نے جب یہ کالج بنوایا تھا۔تو اس کالج کو یہ سوچ کر کافی بڑا اور وسیع بنایا گیا تھا۔کہ مستقبل میں اگر پڑھنے والوں کی تعداد بڑھتی بھی ہے۔تو کوئی مسلہ نہیں ہو۔پر بدقسمتی سے آج تک اس کالج کو ٹھیک سے

چلانے والا کوئی نہیں ملا تھا۔یہ ہی وجہ تھی کہ کالج میں صرف گنی چنی تعداد موجود تھی۔انہی سب چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے روقاش نے یہ فیصلہ کیا تھا۔کہ کالج میں لڑکوں کو بھی ایڈمیشن دیا جائے۔تاکہ اس گاؤں کی کوئی بھی لڑکا یا لڑکی بنیادی ضرورت سے محروم نہ رہے۔۔مس صبا اور روقاش آپس میں محو گفتگو تھیں۔جب سیکورٹی گارڈ نے اچانک اندر داخل ہوتے اطلاع دی تھی۔۔

میم باہر سر ارمان شاہ آ چکے ہیں۔۔۔!

ٹھیک ہے انہیں پانچ منٹ انتظار کرنے کا بولیں کہ میں آ رہی ہوں۔۔۔!سیکیورٹی گارڈ سر ہلاتے ہوئے واپس چلا گیا تھا۔اور روقاش مس صبا کو انٹرویو کے بارے میں ضروری ہدایات دینے میں مصروف ہو گئی تھی۔

میم کیا ایک بات پوچھ سکتی ہوں۔آج آپ اتنی جلدی کیوں واپس جا رہی ہیں سب ٹھیک ہیں نا۔۔؟

روقاش اٹھ کر چادر نکالنے لگی تو مس صبا بھی کھڑی ہو گئی۔اسکے بات کرنے کا انداز کافی فکر مند تھا۔شاید آج پہلی بار روقاش اتنی جلدی واپس جا رہی تھی۔اس لئے اسے فکر ہو رہی تھی۔

ہاں سب ٹھیک ہے۔بس آج شاہ نے ہی نجانے کیوں آفس بلایا ہے۔۔۔! چہرے پر مسکراہٹ لیے روقاش اسے بتا رہی تھی۔ہاشم شاہ نے ہی ایک دو گھنٹے پہلے فون کرتے ہوئے ارمان شاہ کے ساتھ آنے کا کہا تھا۔ روقاش نے جب وجہ پوچھی تو وہ بتانے سے انکار کر گیا۔روقاش کو حیرانی تو ہوئی تھی۔لیکن اس نے زیادہ اصرار نہیں تھا۔اور اب ارمان شاہ اسے لینے کے لیے آچکا تھا۔

شاہ نے آفس کیوں بلایا ہے۔۔؟روقاش نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے ارمان شاہ سے سوال کیا تھا۔وہ تقریباً پہنچنے ہی والے تھے۔

ڈیٹ مارنے کے لیے۔۔! مختصر جواب دیتے ہوئے وہ شرارتی آنکھوں سے مسکایا تھا۔روقاش بے اختیار اسے گھورنا شروع ہوگئی۔

تھوڑی بہت شرم ہے تم لوگوں میں کہ نہیں۔۔۔! ہاشم شاہ کے انداز میں وہ بولی تھی۔

اس میں غصہ کرنے والی کیا بات ہے پیاری چاچی۔۔۔! آپ نے خود تو سوال کیا ہے۔۔۔! روقاش کی گھوریوں کا اثر لیے بنا وہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔

کتنی بار میں نے منع کیا ہے کہ مجھے چاچی مت بلایا کرو۔۔۔! ارمان شاہ کے بازو پر تھپڑ مارتے ہوئے روقاش نے غصے سے کہا تھا۔

پتہ نہیں کیا مسئلہ ہے آپ دونوں میاں بیوی کو اپنی بڑھتی عمر سے۔۔۔! روقاش کے غصہ کرنے پر وہ منہ بسور کر کہنے لگا تھا۔ جیسے ہاشم شاہ انہیں خود 'چاچو" کہنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ بالکل ویسے ہی روقاش نے بھی ان پر پابندی لگائی ہوئی تھی۔ پر اسکے باوجود ہاشم شاہ کے بھتیجے اسے تنگ کرنے سے باز نہیں آتے تھے۔

زبان کی بجائے دھیان سے گاڑی چلاؤ۔۔۔! روقاش نے رعب سے کہا۔

جو حکم چاچ۔۔۔ میرا مطلب ہے مسسز شاہ۔۔۔! ارمان شاہ جو ایک بار پھر اسے چاچی بلانے والا تھا۔ کہ روقاش کی گھوری پر بے اختیار اسے اپنی زبان کو بریک لگانا پڑی تھی۔ اسکے شرافت دیکھانے پر روقاش بھی مغرور انداز میں باہر دیکھنے لگی تھی۔

ویسے یہ ساڑھی پہنا ضروری تھا کیا۔۔۔؟ارمان شاہ بلا آخر بنا پوچھے نہیں رہ سکا تھا۔وہ کب سے اپنی چاچی کی ساڑھی کو تفتیشی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔اس لئے آفس پہنچنے سے پہلے پوچھنا ضروری سمجھا تھا۔روقاش کالج سے سیدھا حویلی گئی تھی۔تاکہ اپنا ڈریس چینج کر سکے۔

کیوں اچھی نہیں لگ رہی کیا۔۔۔؟میں خوبصورت نہیں لگ رہی۔۔۔؟اسکے سوال پر پہلے تو وہ بے حد چونکی۔لیکن پھر پریشان ہوتے سوال کرنے لگی تھی۔اور ساتھ ہی مرر میں ایک نظر خود کو دیکھنا بھی ضروری سمجھا تھا۔بلیک کلر کی شیفون ساڑھی میں وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔گھنگریالے بالوں کا میسی جوڑا بنایا ہوا تھا۔جبکہ ہونٹوں پر وہ اپنا فیورٹ رنگ لگائے ہوئے تھی۔اپنی چاچی کی ریڈ لپ اسٹک دیکھتے ہوئے ارمان شاہ کو بے ساختہ فکر ہو رہی تھی۔کیونکہ آج سے پہلے "روقاش ہاشم شاہ" نے جب جب بھی ریڈ لپ اسٹک لگائی تھی۔تب تب ہاشم شاہ نے ہنگامہ برپا کیا تھا۔

اچھی تو لگ رہی ہے پر۔۔۔!!ارمان شاہ کہتے کہتے رکا تھا۔۔۔

پر کیا۔۔؟ کیا میں خوبصورت نہیں لگ رہی۔۔؟ روقاش نے پھر بے چین ہوتے جاننا چاہا تھا۔ روقاش کے ایک ہی سوال پر ارمان شاہ تاسف سے اپنی چاچی کو دیکھ گیا۔ کیونکہ اسکا سارا دھیان تو صرف خود کے خوبصورت لگنے کی طرف تھا۔۔

آپکے خوبصورت لگنے پر ہی تو فکر ہو رہی ہے۔۔! ارمان شاہ دانتوں تلے لب دباتے ہوئے معنی خیزی سے گویا ہوا تھا۔۔

کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔؟ وہ ناسمجھی سے پوچھ گئی۔

میرا مطلب ہے۔ کہ آپ نے جب جب یہ لپ اسٹک لگائی ہے۔ تب تب ہمارے پیارے بڑی نے کسی پر قیامت ڈھائی ہے۔ تو آج بس میں خیر کی دعا ہی کر سکتا ہوں۔۔! ارمان شاہ نے ہنسی دباتے ہوئے اسے اپنی بات کا مطلب سمجھایا تو روقاش شرم کے مارے دانت کچکچا اٹھی تھی۔

بکواس کرنا ضروری ہوتا ہے کیا۔۔؟ شرم کے مارے وہ فقط یہ ہی بول پائی تھی۔ ارمان شاہ مزے سے قہقہ لگا گیا تھا۔۔

قسم سے اگر زیام یہاں پر موجود ہوتا۔ تو آپکی لپ اسٹک دیکھ کر اس نے احتیاطاً خود آپکے ساتھ چل پڑنا تھا۔ تاکہ آپ کوئی گڑبڑ نہ کریں۔۔۔! وہ ہنستے ہوئے مزے سے بول رہا تھا۔ جب روقاش بھی انہیں یاد کرتی مسکرا دی تھی۔

سب کب تک واپس آرہے ہیں۔۔۔؟ وہ بے اختیار اداس ہوئی تھی۔

عالم بھائی کا ٹور تو انکی اپنی مرضی پر ہے۔ باقی مالا اور زیام تو شاید جلد ہی واپس آجائیں۔۔۔! وہ اندازہ لگاتے ہوئے بولا تھا۔ جس پر روقاش بے ساختہ انکی سلامتی کی دعائیں مانگنے لگی تھی۔ ارمان شاہ نے گاڑی کی سپیڈ یک دم بڑھا دی تھی۔ کیونکہ روقاش کو آفس میں ڈراپ کرنے کے بعد اسے واپس حویلی بھی آنا تھا۔

لیجیے آگئی آپکی منزل۔۔۔! آفس کی بلڈنگ کے سامنے پہنچتے ہوئے وہ بریک لگاتے بولا تھا۔ روقاش پر شوق نظروں سے بلڈنگ کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ جہاں بڑے بڑے حروف میں

"شاہ انڈسٹریز" لکھا نظر آرہا تھا۔۔

ویسے تو بڑی نے گاڑی میں ہی انتظار کرنے کو کہا تھا۔ لیکن چلیں آئیں اپکو اپنے آفس کا وزٹ کرواتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اپکے شوہر نامدار کو سرپرائز بھی دیتے ہیں۔۔۔! گاڑی سے اتر کر ارمان شاہ، روقاش کی طرف آ کر دروازہ کھولتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ یہ ان سب کی خاصیت تھی۔ کہ روقاش جب بھی انکے ساتھ گاڑی میں سفر کرتی تھی۔ تو وہ اسکے لئے ہمیشہ خود دروازہ کھولتے تھے۔ انکی اس عادت پر وہ مسکرا کر رہ جاتی تھی۔ جتنا پیار اور عزت اسے یہاں آکر ملی تھی۔ اب روقاش کو محسوس ہوتا تھا۔ کہ جیسے اسکی پچھلی زندگی کی تمام کمیوں کا ازالہ ہو گیا ہو۔

شاہ برا تو نہیں مانیں گئے۔۔۔؟ باہر نکلتے ہوئے وہ کچھ جھجھک رہی تھی۔

آپ اس کمپنی کی مالکن ہیں بھئی۔۔۔! وہ کیوں برا ماننے لگے۔۔۔! روقاش کی شال نکالتے ہوئے ارمان نے اسے بے فکر کرتے کہا تھا۔ جس کو سن کر روقاش کے ہونٹ بے اختیار مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

یہ شال اوڑھ لیں۔۔۔! ورنہ کہیں سچ میں ہاشم شاہ اپکو اس طرح دیکھ کر برا مان ہی نہ جائیں۔۔۔! روقاش کی تیاری کی وجہ سے وہ اسے ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا۔ جس پر روقاش اسے مصنوعی گھور کر شال اوڑھنے لگی تھی۔

مالا۔۔!!کمرے میں داخل ہوتے ارمغان شاہ نے اسے پکارا تھا۔۔اسکی آواز سنتے ہوئے وہ زور سے آنکھیں میچ چکی تھی۔۔

مالا۔۔!!مجھے پتہ ہے کہ تم جاگ رہی ہو۔۔!بیڈ کے دوسری طرف کھڑے ہو کر وہ بولا تھا۔پر دوسری طرف سے جواب ندارد۔۔۔

مالا شاہ اگر تم اب نہ اٹھی تو میں پھر اپنے طریقے سے تمھیں اس بیڈ سے اٹھاؤں گا۔۔!گھوم کر اسکی طرف آتے ہوئے وہ دھمکی آمیز ہوا تھا۔صبح سے اسے جگانے کی کوشش کر رہا تھا۔لیکن وہ اسکی کسی پکار کا جواب دینے کو تیار نہیں تھی۔

ارمغان شاہ کی دھمکی پر وہ آنکھیں کھولنے پر مجبور ہوئی تھی۔آنکھیں کھولتے ہی اسے اپنے سامنے ارمغان شاہ کا دیدار ہوا۔جو پہلے ہی اسے جانچتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔مالا شاہ کی سرخی مائل آنکھیں دیکھتے ہوئے وہ بے اختیار لب کا کونا دبا گیا تھا۔بے اختیار دل میں خود کو وہ دوبارہ کوسنا شروع ہو چکا تھا۔۔

اٹھو شاباش فریش ہو۔لو پھر ناشتہ کرتے ہیں۔۔۔!مالا شاہ کو نظریں پھیرتے دیکھ کر وہ پیار سے گویا ہوا۔۔ آدھا دن گزر گیا تھا۔لیکن وہ بیڈ سے نہیں اتری تھی۔ارمغان شاہ صبح بھی اسے ناشتے کے لئے مناتا رہا تھا۔پر مالا شاہ نے جیسے زبان پر قفل لگا لیا ہوا تھا۔

میں کچھ کہہ رہا ہوں۔۔۔!اسے کروٹ بدلتے دیکھ کر ارمغان شاہ نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے تیزی سے اسے کروٹ لینے سے روکا تھا۔غصے کے مارے جھٹکا دیتے ہوئے مالا نے اپنے بازوؤں سے اسکا ہاتھ ہٹانا چاہا تھا۔ لیکن مقابل نے مزید سختی سے اسکے بازوؤں پر ہاتھ جما لیا تھا۔۔۔

تم اتنی غصے والی تو کبھی نہیں تھی۔۔!اسکے اوپر جھک کر ارمغان شاہ چہرہ نزدیک کرتے ہوئے آہستہ آواز میں کہنے لگا۔جیسے حیرانی کا اظہار کرنا چاہ رہا ہو۔۔

I was never able to express my feelings or emotions — maybe that’s why you never thought it was necessary to value them.

(میں کبھی اپنی فیلنگ اور جذبات کا اظہار نہیں کر پائی شاید اسی وجہ سے آپ نے کبھی میرے جذبات کو اہمیت دینا ضروری نہیں سمجھا ہے۔۔۔)

ارمغان شاہ کی حیرانی پر وہ استہزایہ انداز میں مسکرائی تھی۔

تم اب ایسے بھی نہیں کہہ سکتی ہو۔۔۔! میں نے ہمیشہ تمہارے قریب ہونے کی کوشش کی ہے۔ تم خود ہی مجھ سے دور بھاگتی آئی ہو۔۔! ارمغان شاہ کو اسکے الزام پر تعجب ہوا تھا۔ وہ کل رات کی وجہ سے اسے یوں جج نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

شاید اپکے سامنے تو میں کبھی بھی کچھ نہیں بول سکتی ہوں۔۔۔۔! اکھڑے پن سے بولتے ہوئے وہ اسے دور ہٹا کر تیزی سے بستر سے نکل کر باتھروم میں جا بند ہوئی تھی۔ جبکہ وہ اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔

پہلے ایسی ناراضگیاں جتائی ہوتیں تو شاید مجھے بھی منانے کی عادت ہو جاتی۔ پر نہیں تب تو سب کو بڑی کی گود میں چھپنا ہوتا تھا۔۔۔! جلے کٹے لہجے میں بولتے ہوئے وہ بے اختیار مضطرب ہوتے شیو پر ہاتھ پھیر گیا تھا۔ جبکہ انداز کافی طنزیہ تھا۔ وہ نہیں سمجھ پارہا تھا۔ کہ اسے کیسے منائے۔ اور وہ تھی۔ کہ اسے سننا ہی نہیں چاہ رہی تھی۔ اس لئے ارمغان شاہ کا بے چین ہونا بنتا تھا۔

آسیہ بیگم پورے گھر میں جلے پیر بلی کی طرح چکر لگا رہی تھیں۔ جب سے زیام شاہ، وریشہ کو اپنے ساتھ لے کر گیا تھا۔ تب سے انکے پورے وجود میں اشتعال اٹھ رہا تھا۔ غصے و تپش سے انکا برا حال تھا۔ بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ اس پورے گھر کو جلا کر راکھ کر دیں۔۔۔

وہ کل کا آیا لڑکا مجھے اس طرح ٹکر نہیں دے سکتا ہے۔۔۔!! کمرے میں رکھے میز کو الٹتے ہوئے وہ چلا اٹھی تھیں۔ صبح انہوں نے وریشہ کو روکنا چاہا تھا۔ پر زیام شاہ نے انکی ایک نہیں چلنے دی تھی۔ زیام شاہ کا یوں وریشہ پر حق جتاتا انداز انہیں کسی طور قبول نہیں تھا۔ اس طرح تو انھوں نے کبھی روقاش کو بھی حق جتانے نہیں دیا تھا۔ جس طرح زیام شاہ نے وریشہ کو اپنی ملکیت سمجھ لیا تھا۔۔

میں اپنی بیٹی ہر صورت میں واپس لے کر رہوں گی۔۔۔!! دل میں عزم کرتے ہوئے وہ سخت لہجے میں خود سے بول رہی تھیں۔ جب اچانک باہر والے دروازہ پر زور سے دستک ہونے لگی تھی۔ دستک کی آواز پر وہ تیزی سے کمرے سے نکلی تھیں۔

کہاں مر گئے تھے۔۔! کب سے آنے کو کہا ہوا ہے۔۔۔! دروازہ کھولتے ہی آسیہ بیگم اپنے بھانجے کے دیر سے آنے پر بھڑکی تھیں۔۔

کیا ہو گیا ہے خالہ۔۔!! پتہ ہے کتنی مشکل سے کام سے بہانہ بنا کر آیا ہوں۔ اور تو آتے ہی سنانا شروع ہو گئی ہے۔۔۔! عاصم اندر داخل ہوتے کہنے لگا تھا۔۔

ہاں جیسے کہیں تو بڑا افسر لگا ہوا ہے۔ جو مشکل سے یہاں آنے کا وقت ملا ہے۔۔۔! آسیہ بیگم کمرے میں داخل ہوتے جواب میں طنز کی بوچھاڑ کرنا شروع ہو گئی تھیں۔ جبکہ انکے پیچھے چلتا ہوا عاصم اپنی خالا کو دیکھ کر رہ گیا تھا۔

خالہ اب ایسے بھی نہ بول۔۔! فیکٹری کا مینیجر ہوں میں۔۔۔! عاصم نے برا مناتے ہوئے رعب جھاڑنے کی کوشش کی تھی۔ جس پر آسیہ بیگم نخوت سے سر جھٹک گئی تھیں۔۔

بیٹھ یہاں پر میں تیرے لئے کچھ پینے کو لے کر آتی ہوں۔۔اسے کمرے میں بٹھا کر وہ خود کچن کی طرف چلی گئی تھیں۔ انکے جاتے ہی عاصم کی بے قرار نگاہوں نے وریشہ کو تلاش کرنا چاہا تھا۔ جو کہیں بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔۔بے چینی سے وہ گھر کے کسی کونے سے اسکی آواز ابھرنے کا انتظار کر رہا تھا۔ پر اسکا انتظار، انتظار ہی رہا تھا۔ کیونکہ وریشہ گھر پر موجود نہیں تھی۔

تھوڑی دیر بعد آسیہ بیگم ٹرے میں جوس کا گلاس لیے کمرے میں داخل ہوئیں تو عاصم جلدی سے انہیں پکار گیا تھا۔ خالہ کیا عشی گھر پر نہیں ہے۔۔۔؟

نہیں۔۔۔! اسے جوس پکڑاتے ہوئے آسیہ بیگم نے یک لفظی جواب دیا تھا۔۔

کہاں گئی ہے وہ۔۔۔؟ عاصم نے تیزی سے جاننا چاہا تھا۔

بتاتی ہوں صبر رکھ۔۔اسی لئے تجھے اتنی جلدی میں بلایا ہے۔۔۔!!میز پر ٹرے رکھتے ہوئے انہوں نے جواب دیا تھا۔ جس کو سن کر عاصم خوامخواہ متجسس ہوتا چلا گیا تھا۔

ہاشم شاہ اپنے آفس کے سٹاف کے ساتھ کھڑا کسی ضروری بات چیت میں مصروف تھا۔ جب اچانک اسکی نظریں سامنے کی جانب اٹھی تھیں۔ جہاں ارمان شاہ کے ساتھ پر اعتماد سی روقاش چلی آرہی تھی۔ روقاش کو اچانک آفس میں دیکھ کر ہاشم شاہ کا چہرہ خوشی و حیرت سے روشن ہوا تھا۔۔ہاشم شاہ کی نظروں کی تقلید میں باقی سٹاف بھی روقاش کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

قاشو۔۔!!واٹ آ سرپرائز یار۔۔۔!!سب کچھ وہیں پر چھوڑ کر وہ اسکی طرف بڑھا تو اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر روقاش زرا سی گھبرا گئی۔ جبکہ ارمان شاہ بھی مسکرا دیا تھا۔اپنے آفس میں بیٹھا حابیل شاہ بھی باہر نکل آیا تھا۔

ایسے اچانک آ کر تم نے تو مجھے خوش ہی کر دیا میری جان۔۔۔! اسکے قریب آتے ہی ہاشم شاہ نے بے اختیار اسکے ماتھے پر ہونٹ رکھ دیئے تھے۔ جبکہ سب کے سامنے اسکی اس جسارت پر روقاش کے گال بے ساختہ گلابی سے ہو گئے۔ روقاش کو اچانک آفس میں دیکھ کر ہاشم شاہ کی آواز خوشی سے بھرپور تھی۔۔

ارے واہ آج تو بڑے بڑے لوگ ہمارے غریب خانے میں تشریف لائیں ہیں۔۔۔! روقاش کو یہاں پر دیکھ کر حابیل شاہ بھی خوشی کے مارے کہنے لگا تھا۔ سارا اسٹاف پر شوق نظروں سے روقاش کی طرف دیکھ رہا تھا۔

بلیک کلر کی خوبصورت ساڑھی پر تضاد اسکی ہیزل آنکھیں دیکھتے ہوئے سارا اسٹاف مبہوت ہو رہا تھا۔ جبکہ روقاش نے خوبصورتی سے کندھوں پر ریڈ شال اوڑھ رکھی تھی۔ شال نے اسکے آدھے سر کو بھی ڈھانپ رکھا تھا۔ ساڑھی پر اس طرح شال لینا اس تھوڑا عجیب لگ رہا تھا۔ پر ہاشم شاہ کے ڈر کے مارے وہ احتیاط کرتے ہوئے اندر داخل ہوئی تھی۔ اگر اسے پتہ ہوتا کہ ارمان شاہ اسے یوں آفس سب سے ملوانے لے جائے گا۔ تو وہ ہر گز بھی ساڑھی پہن کر نہ آتی۔۔

دیکھا اپکو دیکھ کر سب کتنے خوش ہو رہے ہیں۔۔۔! میں نے کہا تھا نا کہ میرے ہوتے اپکو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔! ارمان شاہ نے جتاتے ہوئے ناک چڑھایا۔ جس پر روقاش نے منہ ٹیڑھا کر دیا تھا۔

شاہ یہ گاڑی میں مجھے تنگ کرتے ہوئے آیا ہے۔۔۔! ارمان شاہ کو شوخے بنتے دیکھ کر روقاش نے لگے ہاتھ اسکی عزت افزائی کروانا ضروری سمجھی تھی۔ جو کسی نہ کسی حد تک ٹھیک بھی تھی۔ کیونکہ ارمان شاہ نے واقعی میں ہی سارا راستہ اسے تنگ کیا تھا۔۔

کچھ خدا کا خوف کریں چاچی یار۔۔۔! اور آپ انکی باتوں کو زرا بھی سنجیدہ نہ لیں۔۔ بلکہ جلدی سے انکا تعارف باقیوں سے بھی کروائیں۔ دیکھیں کیسے سب اس عظیم ہستی سے تعارف کے لئے منتظر نظر آرہے ہیں۔۔۔! ارمان شاہ نے گڑبڑا کر حابیل شاہ اور ہاشم شاہ کی توجہ سٹاف کی جانب کروائی تھی۔ جو سچ میں انکی طرف مسلسل دیکھ رہے تھے۔۔۔

Ladies and gentlemen... meet our beautiful aunt — the wife of your boss, Hashim Shah. She's not just our aunt, but also like a mother to us!

(خواتین وحضرات...ملئیے ہماری خوبصورت چاچی سے، جو آپ کے باس ہاشم شاہ کی بیوی ہیں۔ وہ نہ صرف ہماری چاچی ہیں بلکہ ہمارے لیے ماں جیسی بھی ہیں..!)

سب کو منتظر نگاہوں سے دیکھتے ہوئے حابیل شاہ نے بلند آواز میں بولتے ہوئے سب کو روقاش کا تعارف کروایا تو اسکے الفاظ پر جہاں ہاشم شاہ دل سے مسکرایا تھا۔ وہیں روقاش سٹل ہوتے حابیل شاہ کی طرف دیکھتی چلی گئی تھی۔

شاہ۔۔۔!! ہاشم شاہ کی مونچھوں کی چھبن پر وہ کسمسائی تھی۔

شاہ کی جان۔۔۔!! اتنا حسین بن کر آنا ضروری تھا کیا۔۔۔!! مجھے بے چین کر چکی ہو۔۔۔!! ہاشم شاہ نے پیار سے جواب دیتے ہوئے بے اختیار اسکے لبوں سے سرخ رنگ چننا چاہا تھا۔ کہ روقاش بروقت پیچھے ہو گئی۔ وہ اس وقت ہاشم شاہ کے آفس میں اسکی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ جبکہ ہاشم شاہ ٹیبل کنارے پر ٹکا اس پر مکمل طور پر جھکا ہوا تھا۔

کیا کر رہے ہیں۔۔۔!! وہ یک دم بوکھلا کر بولنے لگی تھی۔حابیل شاہ نے جس انداز میں اسکا تعارف آفس میں کروایا تھا۔کہ بے ساختہ روقاش کی آنکھوں میں نمی آگئی تھی۔اپنی چاچی کو یوں ایموشنل ہوتے دیکھ کر وہ تاسف سے سر ہلا گئے تھے۔تو وہیں ہاشم شاہ نے مسکراتے ہوئے اسے بازو کے حصار میں لے لیا تھا۔

ہاشم شاہ کی بیوی ہونے کی حیثیت سے سب روقاش سے چھوٹے چھوٹے سوال کرنا شروع ہو گئے تھے۔ "جان کر حقیقتا حیرانی ہو رہی تھی۔انہیں ابھی تک یہ ہیSecret Marriageانہیں ہاشم شاہ کی" لگتا آیا تھا۔کہ ہاشم شاہ سنگل ہے۔کیونکہ ہاشم شاہ سمیت حابیل شاہ نے بھی ابھی تک خود کے شادی شدہ ہونے کا اعلان نہیں کیا تھا۔پر اب حابیل شاہ کو اندازہ ہو رہا تھا۔کہ اپنی شادی کا اعلان کرنا کتنا ضروری ہوتا ہے۔اس حوالے سے وہ جلد از جلد کچھ کرنے والا تھا۔ سارا اسٹاف روقاش سے مزید باتیں کرنا چاہ رہا تھا۔پر کرتے ہوئے روقاش کو اپنے روم میں لے کر چلا گیا تھا۔کیونکہ اس کی بیوی کی آنکھیںexcuseہاشم شاہ اس وقت بھیگی ہوئی تھیں۔روقاش کے جاتے ہی ارمان شاہ اب اسکے بدلے جواب دینے میں مصروف تھا۔

میرا دل تمہیں چھونے کے لیے بے قرار ہو رہا ہے قاشو۔۔۔! روقاش کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے وہ اسکی خوشبو کو سانسوں میں بھرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ جبکہ آواز بے حد بوجھل ہو چکی تھی۔ اس بلیک ساڑھی میں وہ جس قدر حسین لگ رہی تھی۔ ہاشم شاہ کا بے قرار ہونا یقینی تھا۔

شاہ۔۔! ہم اکیلے نہیں ہیں پلیز۔۔۔! ہاشم شاہ کے ہاتھوں کی جسارتوں پر وہ بھاری لہجے میں اسے احساس دلانے لگی تھی۔ جبکہ ہاشم شاہ نے اچانک اسکی گردن کو چومتے ہوئے شدت سے دانت گاڑتے ہوئے روقاش کو اچھلنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ بے خودی میں اسکے ہونٹوں پر لگا رنگ اپنے لمس سے مٹانے کی کوشش کرتا کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

شاہ کوئی آیا ہے۔۔۔! روقاش نے تیزی سے اسے خود سے دور ہٹاتے ہوئے اپنی شال درست کی۔ جو کندھوں سے ڈھلک کر نیچے گرنے والی ہو چکی تھی۔۔

اہہ۔۔۔!! شاہ کی ظالم جان ابھی تو بخش رہا ہوں۔۔ پر آج رات کے لئے تیار رہنا۔۔۔! خود پر بامشکل ضبط کرتے ہوئے وہ خبردار کر کے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ جبکہ روقاش بے اختیار شرم سے گلنار ہوتے کھلکھلا پڑی تھی۔

یس۔۔۔! اسکی ہنسی پر قربان ہوتے ہاشم شاہ نے بلند آواز میں بولتے ہوئے آنے والے کو اجازت دی تو ارمان شاہ شرارتی چہرے کے ساتھ اندر داخل ہوتا دیکھائی دیا تھا۔

پیارے بڑی میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا نا۔۔۔! چھیڑتے ہوئے جاننے کی کوشش گئی تھی۔ جبکہ روقاش نے سٹپٹا کر نظریں چرالی تھیں۔

تم لوگوں کی منحوس آمد تو بہت سال پہلے ہی مجھے ڈسٹرب کر چکی ہے۔ کاش کبھی پہلے یہ سوال پوچھتے تو میں تمہیں ضرور جواب دیتا۔۔۔! بدلے میں ہاشم شاہ نے سلگ کر کہا تھا۔ ارمان شاہ قہقہ لگاتے ہوئے آگے بڑھ کر ہاشم شاہ کو گلے لگا گیا تھا۔۔

بڑی آپ ہم سے کتنا پیار کرتے ہیں یار۔۔۔! ارمان شاہ کمینگی دیکھانے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔ جب حابیل شاہ اندر داخل ہوتے حیرت بھری سوالیہ نظروں سے اس پیار کے بارے میں پوچھ گیا۔

کچھ نہیں بس اپنا کمینہ پن دیکھا رہا ہے۔۔۔! ہاشم شاہ نے کڑھتے ہوئے اسے دور ہٹایا تھا۔ جو جونک کی طرح چمٹ کر قہقے لگا رہا تھا۔

اس کے قہقہے آفس والوں کو صدمہ دے رہے ہیں۔۔۔! ارمان شاہ کو ہنستے دیکھ کر حابیل شاہ نے آفس والوں کا ردعمل بتانا چاہا تھا۔ جو وہ ابھی باہر دیکھ کر اور سن کر بھی آ رہا تھا۔ پچھلے دنوں چونکہ ارمان شاہ کافی ڈسٹرب رہا تھا۔ اس لئے آفس میں ہر کسی کو کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا۔ پر اب جس طرح وہ قہقہے لگا رہا تھا۔ انکا تعجب سے شک کرنا بنتا تھا۔

بتانا تھا آفس والوں کو کہ اسکو پاگل پن کے دورے پڑتے ہیں۔۔!۔ ہاشم شاہ نے صوفے پر بیٹھ کر جواب دیا تو حابیل شاہ بھی ہنستے ہوئے پاس بیٹھ گیا۔ جبکہ روقاش ابھی تک اسکی سربراہی کرسی پر بیٹھی مسکرا رہی تھی۔ یہاں آکر اسے سچ میں بہت اچھا لگا تھا۔

دورے تو ابھی اپکو پڑنے والے ہیں بڑی۔۔۔! ارمان شاہ نے کہتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ کر روقاش کو کرسی سے کھڑا کرتے ہوئے کھینچ لیا تھا۔ اسکا ہاتھ تھام کر وہ خوشی کے مارے غیر متوقع کپل ڈانس کرنا

شروع ہوا تو روقاش حیرانی سے ہنسنا شروع ہو گئی۔ جبکہ ہاشم شاہ کا چہرہ سرخ ہوتا چلا گیا تھا۔۔ جس کو دیکھ کر ارمان شاہ نے کمینگی سے آنکھ ونک کی تھی۔۔

ریلیکس بڈی۔۔۔!! میں نے لنچ کے لئے ٹیبل بک کروایا ہے۔۔! آج ایک ساتھ لنچ کرتے ہیں۔ رستے سے میں بیلا کو بھی پک کرلوں گا۔۔۔! ہاشم شاہ کو پر سکون رہنے کا کہتے ہوئے حابیل اسکا دھیان بھٹکانے کی غرض سے بتانے لگا تھا۔

اسکو یہاں سے دفع کرو ورنہ آج لنچ میں کہیں یہ میرے ہاتھوں ذبح نہ ہو جائے۔۔۔! ارمان شاہ کی حرکتوں پر چڑتے ہوئے ہاشم شاہ نے تپتے ہوئے کہا تھا۔ کیونکہ وہ کمینہ اسکا ضبط آزما رہا تھا۔

جا رہا ہوں بھئی میں گھر۔۔۔!! روقاش کو گھما کر اسکے پاس بٹھاتے ہوئے ارمان شاہ نے مصنوعی خفگی سے اچانک کہا تھا۔

کیوں۔۔۔؟ تم ہمارے ساتھ لنچ نہیں کرو گئے کیا۔۔۔؟ اسکے جانے کا سن کر روقاش نے جھٹ سے استفسار کیا۔

نہیں میں گھر جا کر اپنی ہونے والی بیوی کے ساتھ لنچ کروں گا۔۔۔!آپ شادی شدہ لوگ انجوائے کریں۔۔۔!اپنا کوٹ اٹھا کر وہ خوشدلی سے چہرے پر مستی بھری مسکان لیے بولا تھا۔

خبردار اگر تم نے میرو کو زیادہ تنگ کیا تو۔۔۔!ورنہ تمہاری ساری ٹیڑھی ہڈیاں اس بار میرے ہاتھوں ٹوٹ جائیں گئیں ارمان شاہ۔۔۔!اسکا پروگرام سن کر حابیل شاہ نے اسے خبردار کرنا ضروری سمجھا تھا۔جبکہ وہ بے نیاز بنتا سلیوٹ میں خدا حافظ کہتے ہوئے اپنا کوٹ اٹھائے آفس سے نکل گیا تھا۔اسکا انداز صاف بتا رہا تھا۔کہ جیسے اس نے بڑے بھائی کے الفاظ کو سنجیدہ لیا ہی نہ ہو۔۔۔!

ارمان شاہ حویلی میں داخل ہو چکا تھا۔اسکی نظریں ہر سو مائرہ شاہ کی تلاش میں گھوم رہی تھیں۔پر وہ لاؤنج میں بھی نظر نہیں آئی تھی۔

یہ کہاں چھپی ہوئی ہے۔۔۔؟اسے کہیں نہ پا کر وہ بڑبڑایا تھا۔کہ اچانک سیڑھیوں سے اترتی ملازمہ کو وہ بلا گیا۔۔بات سنو۔۔۔!!

جی شاہ سائیں۔۔۔! ملازم فوراً اسکی طرف بڑھی تھی۔۔

تم لوگوں کی میرو بی بی کہاں پر ہیں۔۔؟

شاہ سائیں وہ تو صبح سے اپنے کمرے میں ہی موجود ہیں۔۔۔! ملازمہ نے جیسے ہی بتایا تو ارمان شاہ نے سر کو جنبش دیتے ہوئے اسے جانے کا کہا۔۔

شاہ سائیں کھانا لاؤں۔۔۔؟ ملازمہ نے مڑتے ہوئے جاننا چاہا تھا۔

ہاں میرے کمرے میں لے آؤ۔۔۔!! ارمان شاہ جو اوپر مائرہ کے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ کہ ملازمہ کے پوچھنے پر مڑتے ہوئے حکم دے کر واپس پلٹ گیا تھا۔ جبکہ ملازمہ سر ہلاتے ہوئے کچن کی طرف چلی گئی تھی۔

ارمان شاہ اوپر آیا تو صوفے پر اپنا کوٹ پھینک کر وہ مائرہ شاہ کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ دروازہ کھولتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا تو وہ آج کل کے معمول کے مطابق بیڈ پر بیٹھی اپنا ناول پڑھنے میں مصروف تھی۔

مائرہ شاہ جس نے کسی اور کو سوچتے ہوئے نظریں اٹھائی تھیں۔ کہ ارمان شاہ کو اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ حد سے زیادہ چونکتے ہوئے کتاب رکھ گئی تھی۔ آج کتنے دن بعد وہ خود سے اسکے کمرے میں آیا تھا۔ ورنہ آخری بار کے بعد سے وہ ایک دوسرے کے ہم کلام نہیں ہوئے تھے۔۔

اس ڈرامے کی وجہ جان سکتا ہوں۔۔۔؟ آگے بڑھتے ہوئے ارمان شاہ نے سرد لہجے میں اچانک میں کہا تھا۔

کونسا ڈرامہ۔۔۔؟ مائرہ اسکے الفاظ پر ناسمجھی کا شکار ہوئی تھی۔

یہ ہی ہر وقت کمرے میں بند ہونے والا۔۔۔! مائرہ کے بالکل قریب سامنے کھڑے ہو کر ارمان شاہ زرا جھکتے ہوئے چھبتے لہجے میں بولا تھا۔ اسکے تلخ الفاظ پر مائرہ کو دل میں کچھ چھبنے کا احساس ہوا تو نیلی آنکھوں میں نمی بھی ابھرنے لگی تھی۔۔

میں۔۔ میں کوئی ڈرامہ نہیں کر رہی ہوں۔۔۔!! ارمان شاہ کی نظروں کے تسلسل سے اپنی نظریں علیحدہ کرتے ہوئے اس نے بھاری ہوتے لہجے میں بامشکل جواب دیا۔ جبکہ سینے میں دھڑکتا دل تکلیف سے بھرنا

شروع ہو گیا تھا۔ وہ آج اتنے دنوں بعد سامنے آیا بھی تو صرف شاید سنانے کے لیے آیا تھا۔ وہ زخمی سا مسکرا دی تھی۔۔۔

ڈرامہ نہیں کر رہی ہو۔ تو کیا سب کو بتانا چاہتی ہو۔ کہ تمہارے اور میرے بیچ میں کوئی لڑائی چل رہی ہے۔۔۔! وہ مزید زہریلے لہجے میں کہتے ہوئے طنزیہ دیکھتے ہوئے جان بوجھ کر اسکے پاس بیٹھ گیا تھا۔ وہ جانتے بوجھتے ہوئے اسکا ضبط آزمانے آیا تھا۔ مائرہ نم ہوتی آنکھوں سے اسے شکوہ بھری نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔ لیکن پھر خود پر قابو پاتے ہوئے بولی تھی۔

"میں کسی کو کچھ بھی بتانا نہیں چاہتی ہوں۔ اپنی مرضی سے کمرے میں رہتی ہوں۔ اور اگر میں نے بتانا ہی ہوتا تو پہلے ہی بتا چکی ہوتی۔۔! اسکے جواب نے ارمان شاہ کو مطمئن نہیں کیا تھا۔۔

ہو سکتا ہے۔ کہ تم نے پہلے کبھی بتانے کی کوشش کی ہو۔ پر ناکام رہی ہو۔۔۔! کیونکہ مظلوم بننا تو تم لڑکیوں کا پسندیدہ مشغلہ ہوتا ہے۔۔! عام سے لہجے میں جلے کٹے الفاظ بولتے ہوئے وہ جان بوجھ کر پیچھے لیٹ گیا تھا۔ جبکہ مائرہ شاہ اس بار اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسو پر قابو نہیں رکھ پائی تھی۔۔

تمہیں غلط فہمی ہو رہی ہے مان... ! میں ایسا کچھ بھی نہیں کر رہی ہوں۔۔۔! اسکا دل اسے بہت کچھ بولنے پر اکسار ہا تھا۔ پر وہ ضبط کرتے ہوئے مختصر جواب دے کر جان بوجھ کر دوبارہ کتاب اٹھا گئی تھی۔ شاید وہ اب اسے جانے کا اشارہ کر رہی تھی۔ خود کو نظر انداز کرتے دیکھ کر اب صحیح معنوں میں ارمان شاہ کا دل جلا تھا۔ وہ یہاں اسکا خون جلانے آیا تھا۔ تاکہ پہلے کی طرح بلیوں کی طرح وہ اسکے ساتھ منہ ماری کرے۔ پر یہاں میڈم کے مزاج ہی نہیں مل رہے تھے۔

مجھے نظر انداز کر کے تم کیا ثابت کرنا چاہتی ہو۔۔۔!! مائرہ کے ہاتھ سے کتاب کھینچ کر دور صوفے پر پھینکتے ہوئے اس نے غصے سے پوچھنا چاہا تھا۔ جبکہ مائرہ حیرانی سے اپنے خالی ہاتھوں تو کبھی اسے دیکھنے لگی تھی۔۔

میں کچھ بھی ثابت نہیں کرنا چاہ رہی ہوں۔۔۔! پر تم بتادو کہ آخر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔۔ یہاں آکر یہ سب کر کے تم خود کیا ثابت کرنے کی کوشش میں کو ارمان شاہ۔۔۔! اسکی بس ہوئی تھی۔ اس لئے ہلکا سا چینختے ہوئے پوچھتی چلی گئی۔ جبکہ غصے کے باعث اسکی آواز کانپنا شروع ہو گئی تھی۔ کیونکہ وہ اسکی اس ساری حرکتوں کو نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

کس سے پوچھ کر تم نے سب سے رخصتی کا کہا ہے۔۔۔! اسکی کلائی کو دبوچتے ہوئے وہ اسے جھٹکا دے کر قریب کرتے ہوئے غرایا تھا۔ مائرہ بامشکل خود کو اسکے اوپر گرنے سے روک پائی تھی۔۔

رخصتی میرا حق ہے۔۔۔! اور میری مرضی میں جو چاہے کروں۔۔۔! اسکی ڈارک گرے آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑتے ہوئے وہ بھی جواباً پُر اعتماد لہجے میں بولی تھی۔ جس پر ارمان شاہ اسے متاثر کن نظروں سے دیکھتے ہوئے اگلے ہی پل سرد نگاہوں سے دیکھنا شروع ہو گیا تھا۔

سارے حق تمہارے پاس ہی ہیں کیا مائرہ شاہ۔۔۔؟ کیا میرے پاس کوئی ایسا حق نہیں ہے۔۔۔؟ تمہارا جب دل چاہے گا۔ میری محبت کو دھتکارتی رہوں گی اور جب دل چاہے گا سر آنکھوں پر بٹھا لو گی۔۔۔؟ نہ چاہتے ہوئے بھی ارمان شاہ کی زبان سے شکوہ پھسلا تھا۔ اتنے سال مائرہ شاہ جان بوجھ کر رخصتی سے انکار کرتی آئی تھی۔ اور آج وہ اپنی مرضی سے سب طے کیے بیٹھی تھی۔ اس لئے وہ جاننا چاہ رہا تھا۔۔ اسکا شکوہ سن کر مائرہ شاہ کی ہچکی بندھی تھی۔ کیونکہ اسکے پاس ان سب شکووں کے جواب نہیں تھے۔۔ شاید وہ حق پر ہی تھا۔ وہ اسکی بے رخی ہی ڈیزرو کرتی تھی۔۔۔

میں نہیں جانتی کہ تمہاری یہ سب شکایتیں کیسے دور کر پاؤں گی ۔ہاں بس اتنا کہہ سکتی ہوں۔ کہ رخصتی کے بعد تم میرے ساتھ جو کرنا چاہو کر سکتے ہو۔ بدلے میں، میں اف بھی نہیں کروں گی۔۔۔! آنکھیں جھکائے وہ بھیگے لہجے میں کھلے دل سے اجازت دیتے بول رہی تھی۔ کہ رخصتی کے بعد ارمان شاہ اپنے تمام بدلے پورے کر سکتا ہے۔ارمان شاہ کی تو آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔ پر مائرہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔

اگر تم مکر گئی تو۔۔۔؟ اسکے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے وہ بے اختیار اسکی گردن پر ہونٹ رکھتے ہوئے کہنے پوچھ گیا۔ جبکہ وہ اس اچانک نزدیکی پر گھبرائی تھی۔۔

تو تم سزا دے لینا۔۔۔؟ اتنے دنوں بعد اسکا پیار بھرا لمس محسوس کرتے ہوئے مائرہ شاہ کے بدن میں سپارک پیدا ہوا تھا۔اسکی دوسری آفر سن کر ارمان شاہ کی تو گویا عید ہو گئی تھی۔۔

اپنی دونوں باتوں پر اب قائم رہنا مائرہ شاہ۔۔۔! یاد دہانی کرواتے ہوئے وہ تیزی سے اسکے ہونٹوں پر جھک چکا تھا۔ارمان شاہ کے ہونٹوں نے جیسے ہی اسکے نازک لبوں کو چھوا تو مائرہ کو اپنی ہتھیلیاں بھیگتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔ کروٹ بدل کر اسے اپنے نیچے لٹاتے ہوئے وہ اوپر آ گیا۔مائرہ کی ہتھیلیوں کو اپنے ہاتھوں میں جکڑتے ہوئے ارمان شاہ تیزی سے اسکے ہونٹوں پر اپنی شدتیں نچھاور کرنا شروع ہو گیا تھا۔ آنکھیں بند

کیے وہ بے باکی سے اسکے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں الجھائے ہوئے تھا۔ جبکہ مائرہ دم سادھے اسکا لمس محسوس کر رہی تھی۔ ارمان شاہ نے جیسے ہی اسکی زبان کو سک کیا تو وہ مچل کر اسے تھام گئی۔ پر وہ ظالم بنتا اسکے بدن پر بے باکی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے خود پر پہرے بٹھاتے ہوئے تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ کھڑے ہو کر ارمان شاہ نے ہونٹوں کو انگوٹھے سے صاف کرتے ہوئے ایک نظر اسے دیکھا تو مائرہ جو اسکے یوں اچانک کھڑے ہونے پر حیرت کا شکار ہو رہی تھی۔ کہ ارمان شاہ کے ہونٹ صاف کرنے پر بے اختیار شرم سے لال بھبوکا ہوتی چلی گئی تھی۔ جبکہ وہ کچھ بولے بنا پلٹتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھ چکا تھا۔

باہر نکلتے ہوئے اسکے چہرے پر ایک پر اسرار سی مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔ وہ یہاں بس مائرہ شاہ کو سلگانے آیا تھا۔ پر وہ نہیں جانتی تھی۔ کہ اس نے اپنی جان پر کتنا بڑا ظلم کر دیا ہے۔

شاہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔۔؟ روقاش انجان رستے کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ جبکہ ہاشم شاہ ڈرائیونگ کرنے میں مصروف تھا۔

تمہارے بیٹے کے لئے لڑکی دیکھنے جارہے ہیں۔۔۔! اسکا نازک ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے اس نے جواب دیا تھا۔

کیا مطلب۔۔۔؟ روقاش نے اسکی جانب مڑتے ہوئے جھٹ سے پوچھنا چاہا تھا۔ ان چاروں نے ایک ساتھ لنچ کیا تھا۔ لنچ کرنے کے بعد روقاش کو ساتھ لئے ہاشم شاہ وہاں سے نکل آیا تھا۔ آج صبح ہی ارباز شاہ نکلنے سے پہلے ہاشم شاہ کو خاص طور پر تاکید کر کے گئے تھے۔ کہ وہ روقاش کو اسکی بہو دیکھانے ضرور لے جائے۔ جو وہ ڈھونڈ چکے تھے۔ ارباز شاہ نے انہیں اپنے کسی دوست کے فارم ہاؤس پر بھیجا تھا۔ جہاں ٹائیگر کے لئے لڑکی ملنے کے واضح امکان تھے۔ کیونکہ انکے دوست کو ایسے جانور پالنے کا کافی شوق تھا۔

مطلب یہ کہ تمہارے اس کمینے بیٹے ٹائیگر کے لئے بھائی کو لڑکی مل گئی ہے۔ بس وہی تمہیں لے کر جارہا ہوں۔۔۔! ہاشم نے اس بار اسے واضح بیان کیا تھا۔ جس کو سن کر روقاش کا چہرہ تو خوشی سے کھل اٹھا تھا۔۔۔

سچی کیا۔۔۔؟ پر اتنی جلدی کیسے مل گئی۔۔۔؟ روقاش کی آواز خوشی کے مارے چہکی تھی۔

سچ مچ ہے میری جان۔۔۔؟ ورنہ میں پاگل ہوں کیا۔ جو تمہیں کمرے میں لے جانے کی بجائے وہاں لے کر جارہاہوں۔۔۔۔!! وہ بھی ایک کمینے شیر کے لئے۔۔۔! ہاشم شاہ نے جہاں پہلے پیار سے اسے یقین دلایا وہیں آخر پر ٹائیگر کو یاد کرتے منہ بگاڑ گیا تھا۔

شاہ ایسے تو نہیں کہیں۔۔۔! وہ میرا بہت پیاراااور لاڈلا بچہ ہے۔ میراا تنا خیال رکھتا ہے۔۔۔! ٹائیگر کی برائی پر روقاش نے خفگی سے برامنایا تھا۔

ٹھیک ہے میری جان بس تمہارے کہنے پر اس احمق و پیارے ٹائیگر کو بخش دیتاہوں۔۔۔! ہاشم شاہ نے اسے بازو کے حصار میں لیتے ہوئے ٹائیگر کو مزید کچھ براکہنے سے روک لیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی بیوی کے لئے کچھ بھی کر سکتا تھا۔ تو پھر ایک شیر کیا ہی چیز تھا۔

شاہ کیاار باز بھائی بھی وہیں پر ہونگے۔۔۔؟ روقاش نے جاننا چاہا تھا۔۔۔

نہیں میری جان۔۔۔! ارباز بھائی تو میرے سالے صاحب کے ساتھ گئے ہوئے ہیں۔۔۔! لیکن مجھے جاتے ہوئے حکم دے کر گئے تھے۔ کہ تمہیں تمہاری بہو ضرور دیکھانے لے جاؤں وہ بھی آج ہی۔۔۔! موڑ کاٹتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسے بتا رہا تھا۔

بھائی کتنے اچھے ہیں۔۔۔! میں انکے لئے گفٹ لے کر جاؤں گی۔۔۔!! اپنے جیٹھ کی اتنی فکر پر روقاش کو سچ میں خوشی ہوئی تھی۔ وہ اسے ہمیشہ چھوٹی بہنوں کی طرح عزت و مان دیتے تھے۔۔۔

ہاں بھئی بنتا بھی ہے۔۔! آخر کار رشتہ ڈھونڈنے والے تو وہیں ہیں نا۔۔۔!! ہاشم شاہ نے قہقہ لگاتے ہوئے اسے چھیڑا تھا۔۔ جس پر روقاش خفگی سے دیکھتے ہوئے اسکے بازو پر مکہ جڑھ گئی تھی۔۔

عنایہ شاہ اپنی بہن امایہ شاہ کے ساتھ ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی تھی۔ وہ دونوں کافی ماڈرن ڈریسنگ کیے ہوئے تھیں۔

عنایہ یہاں تو آج کوئی بھی جگہ خالی نہیں نظر آرہی ہے۔۔۔! چاروں اطراف نظریں دہراتے امایہ بولی تھی۔ یہ انکا پسندیدہ ریسٹورنٹ تھا۔ پر آج یہاں کافی رش نظر آرہا تھا۔

ہاں یار۔۔!!آج تو کافی لوگ آئے ہیں یہاں پر۔۔۔!عنایہ شاہ بھی کوئی جگہ تلاش کرتے ہوئے بولی تھی۔ ہر طرف نظریں دہراتے ہوئے وہ بیٹھنے کے لیے خالی میز تلاش کر رہی تھی۔جب اچانک اسکی نگاہیں ایک ٹیبل سے گزرتے ہوئے تیزی سے واپس پلٹی تھیں۔

چل یار کہیں اور چلتے ہیں۔۔۔!جگہ نہ ملنے پر امایہ بے اختیار مایوس ہوئی تھی۔وہ دونوں بہنیں تھیں۔اس لحاظ سے انکے چہرے کے نقوش بھی ایک دوسرے کے ساتھ کافی حد تک ملتے جلتے تھے۔

امایہ وہ اربیلا ہے نا۔۔!!!اتنے عرصے بعد اربیلا شاہ کو دیکھتے ہوئے عنایہ شاہ شاکڈ ہوئی تھی۔

اربیلا۔۔؟کہاں پر۔۔۔؟؟اربیلا کے نام پر امایہ بھی حیرانی سے ادھر ادھر دیکھنا شروع ہوگئی۔

وہ وہاں سامنے دیکھو۔۔!وہ ٹیبل جو آگے سے کور کیا گیا ہے۔۔!عنایہ شاہ سامنے کی جانب اشارہ کرتے تیزی سے بولی تو اسکے اشارے کی تقلید میں دیکھتے ہی امایہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔۔

یہ تو وہی ہے۔۔۔!! عنایہ کی طرح وہ بھی شاکڈ ہوئی تھی۔ جبکہ دور بیٹھی مسکراتی ہوئی اربیلا شاہ ان سے مکمل طور پر بے خبر تھی۔ اربیلا کس کے ساتھ وہاں بیٹھی ہے۔۔ یہ جاننے کے لیے وہ دونوں آگے بڑھی تھیں۔ زرا قریب پہنچ کر عنایہ شاہ کی نظر جیسے ہی حابیل شاہ پر پڑی تو وہ دھک سی رہ گئی۔ اسکی آنکھوں نے پلٹنے سے انکار کر دیا تھا۔

عنایہ یہ تو وہی ہے نا جسے تم۔۔۔!! حابیل شاہ کو دیکھ کر امایہ کو پہلے سے بھی زیادہ بڑا جھٹکا لگا تھا۔ وہ صدمے سے بولتے ہوئے عنایہ شاہ کی طرف دیکھنے لگی۔ جو بت بنی بے یقین نظر آ رہی تھی۔

زیادہ بکنگ ہونے کی وجہ سے حابیل شاہ کو یہاں پر پرائیویٹ کیبن نہیں ملا تھا۔ پر چونکہ اربیلا شاہ کو یہاں کا کھانا بہت پسند تھا۔ اس لئے اس نے ٹیبل کو چاروں اطراف سے کور کروا دیا تھا۔ کیونکہ روقاش اور اربیلا کی موجودگی میں وہ ایسے بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتے تھے۔ پر تھوڑی دیر پہلے ہاشم شاہ، روقاش کو ساتھ لے کر چلا گیا تھا۔ اسکے بعد سے حابیل شاہ اور اربیلا شاہ یہیں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کیونکہ حابیل شاہ نے اربیلا کی فیورٹ آئس کریم آرڈر کی ہوئی تھی۔ جو اتنی دیر سے آ ہی نہیں رہی تھی۔ آئس کریم کے انتظار میں حابیل شاہ نے اربیلا کو چھیڑنا شروع کر دیا تھا۔

جو خوبصورت سا گرین ڈریس پہنے پورے وجود کو چادر میں چھپائے ہوئے تھی۔ جبکہ حسین چہرے پر قوس قزح کے رنگ بکھرے ہوئے تھے۔ وہ یوں ہنستی ہوئی حابیل شاہ کو کافی بے قرار کر رہی تھی۔ اتنی دیر انتظار کرنے کے بعد بھی جب آئس کریم نہیں آئی تو حابیل شاہ کہیں اور سے کھانے کا کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ وہ مزید یہاں پر بیٹھ کر انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ اسکی جلد بازی پر اربیلا شاہ کو بھی مجبوراً اٹھنا پڑا تھا۔ اپنی چادر ٹھیک کرتے ہوئے وہ بیگ اٹھاتے ہوئے کھڑی ہوئی تو حابیل شاہ اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔ جبکہ وہ دونوں وہاں کھڑی بس انکو دیکھتی رہ گئی تھیں۔۔۔

جب آنا ہی اس وقت تھا۔ تو مجھے صبح صبح کیوں گھر سے لے کر نکلے تھے۔۔۔! وریشہ ناک سکوڑ کر خفگی سے بولی تھی۔ شام کے چھ بج رہے تھے۔ زیام شاہ اب وریشہ کو لے کر حویلی پہنچا تھا۔ پورا دن انہوں نے شہر والے بنگلے میں گزار دیا تھا۔

تمہیں پورا دن اپنے ساتھ بھی تو رکھنا تھا۔۔۔! زیام شاہ بولتے ہوئے گاڑی سے اترا تھا۔

ساتھ نہیں رکھنا تھا۔بس بے شرمیاں کرنی تھیں۔۔! وہ جل کر بولتے ہوئے زیام کو گھورتے ہوئے گاڑی سے نیچے اتری تھی۔ جبکہ زیام شاہ نے کھلے دل سے اسکے الزام کو قبول کیا تھا۔وہ ننھی سی جان واقعی پورا دن اسے برداشت کرتی رہی تھی۔ابھی وہ اسکی ناراضگی ختم کروانے کے لیے اسے شاپنگ کرواکے لایا تھا۔اور آتے ہوئے رستے سے گول گپے بھی کھلائے تھے۔

کیا کہتی ہو گود میں اٹھا کر اوپر لے جاؤں۔۔۔؟ وہ سیڑھیاں چڑھ رہے تھے۔جب زیام شاہ نے اچانک اسے تنگ کرنے کے لئے نیا شوشہ چھوڑ دیا۔۔

ہر گز بھی نہیں۔۔۔ورنہ سچی اس بار پکا ناراض ہو جاؤں گی۔۔۔!! وریشہ نے تیز لہجے میں اسے منع کرتے ہوئے دھمکایا اور ساتھ ہی دوڑ لگادی تھی۔ کیونکہ وریشہ کو اسکا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔اس لئے وہ بھاگ نکلی تھی۔

اسے ڈر کے مارے بھاگتے دیکھ زیام شاہ شیطانی قہقہ لگاتے ہوئے اسکے پیچھے ہوا تھا۔اسے اتنی سپیڈ سے اپنے پیچھے آتے دیکھ کر وریشہ چینختے ہوئے سیڑھیاں پار کرتے ہوئے تیزی سے حویلی میں داخل ہوئی۔ تو اسکی چیخوں پر بے ساختہ سب متوجہ ہوئے تھے۔رات کے کھانے کے لیے روقاش اور اربیلا مل کر باہر ہی میز

سیٹ کر رہی تھیں۔اس لئے باقی بھی وہیں انکے پاس لان میں ہی بیٹھے ہوئے تھے۔وریشہ کواچانک یہاں پر دیکھ کر سب سرپرائز ہوئے تھے۔

عشی تم یہاں۔۔؟کیا ہوا چینخ کیوں رہی ہو۔۔۔؟روقاش فوراًاسکی طرف بڑھتے ہوئے پریشانی سے پوچھ گئی تھی۔وریشہ کے جواب دینے سے پہلے ہی جب زیام شاہ بھاگتے ہوئے اوپر آیا تو سب دوسری بار سرپرائز ہوئے تھے۔۔زیام شاہ کے قریب آنے سے پہلے ہی وریشہ بھاگ کر ہاشم شاہ کے پیچھے جاچھپی تھی۔۔

تم یہاں۔۔۔!سب کوایک ساتھ حیرت ہوئی تھی۔۔

اسلام علیکم۔۔۔!پھولی سانس میں سلام کرتے ہوئے وہ چھپی ہوئی وریشہ کوایک نظر دیکھ گیا۔۔۔

تم کب آئے ہو۔۔۔؟وریشہ کو وہیں پر بٹھا کر ہاشم شاہ نے کھڑے ہوتے سوال کیا۔

صبح آیا ہوں۔۔۔!!جواب دے کر وہ گرنے والے انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔۔

یہ جھوٹ بول رہے ہیں چاچو۔۔۔! کل کے واپس آئے ہوئے ہیں۔۔۔! وریشہ نے جھٹ سے بولتے ہوئے سچ بتایا تو سب حیرت سے اسے دیکھنے کے بعد دوبارہ زیام شاہ کی طرف مڑے تھے۔۔۔

ہاں میرا ابھی وہی مطلب تھا۔۔۔! اس چھوٹی چڑیل کو گھوری سے نوازتے ہوئے وہ گڑبڑایا تھا۔ زیام شاہ کی پتلی حالت پر وریشہ ہنسی دبا گئی تھی۔ وہ صحیح طور پر اب پھنسا تھا۔۔۔

اگر تمہارا یہ ہی مطلب ہوتا تو تمہاری زبان پہلے ہی ہمیں سیدھی طرح بتا دیتی۔۔۔! پر یہ بتاؤ کہ مالا کہاں پر ہے۔۔!! زیام شاہ کے مطلب پر طنز کرتے ہوئے حابیل شاہ نے اپنی بہن کے بارے میں پوچھنا ضروری سمجھا تھا۔ کیونکہ زیام شاہ کو مالا کا خیال رکھنے کے لیے اسکے ساتھ بھیجا گیا تھا۔ لیکن غیر متوقع طور پر وہ دو دن بعد ہی یہاں واپس نظر آرہا تھا۔ سب سوالیہ نظروں سے زیام شاہ کو تک رہے تھے۔۔

اگر آپ سب کو یاد ہو تو میری شکل کا ایک اور انسان بھی اس حویلی میں رہتا ہے۔۔! زیام شاہ ٹیک لگاتے انہیں یاد دلانے کی کوشش کی۔۔

ہاں رہتا ہے۔۔! لیکن ان بکواس شکلوں کا تمہارے یہاں ہونے سے کیا تعلق ہے۔۔۔؟ ارمان شاہ نے بھی سوال کیا۔ کیونکہ زیام شاہ سیدھا سیدھا بتانے کی بجائے انکو گھما رہا تھا۔

اس شکل کا آپ سے کوئی تعلق ہو یا نہ ہو پر مالا شاہ سے ضرور تعلق ہے۔۔۔! جو شاید اپکو یاد نہیں ہے ارمان شاہ صاحب۔۔۔! زیام شاہ نے جواب میں چبا کر کہا تھا۔ اور ساتھ ہی ارمان شاہ کو ضرورت سے زیادہ عزت سے نوازتے ہوئے اسے گڑبڑانے پر مجبور کر دیا۔

کیوں ادھر ادھر کی بکواس کرنے میں وقت ضائع کر رہے ہو زیام۔۔۔! سیدھی طرح بتاؤ واپس کیوں آئے ہو اور مالا کہاں پر ہے۔۔۔؟ اس بار ہاشم شاہ نے اسے جھڑکا تھا۔

میں واپس آیا نہیں ہوں۔ بلکہ مجھے واپس بھیجا گیا ہے۔ اور بھیجنے والے اپکے عظیم بھتیجے "ارمغان شاہ" ہیں۔ وہ وہی مالا شاہ کے پاس ہیں۔۔ اس لئے میں واپس آ گیا ہوں۔۔۔! ارمغان شاہ کے وہاں ہونے کا سنتے ہی وہ سب چونکے تھے سوائے روقاش کے۔۔۔! کیونکہ اسے پہلے سے ہی اندازہ ہو گیا تھا۔

کیا مطلب وہ وہاں پر کب گیا اور کس سے پوچھ کر۔۔۔؟ حابیل شاہ چونکا تھا۔۔

کل صبح۔۔۔!اب مجھ سے کوئی سوال نہ کریں پلیز۔۔۔!میں چینج کرنے جارہا ہوں۔۔!انکے مزید سوالوں کے جواب دینے سے انکار کرتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

ایک منٹ!!!اگر تم کل صبح کے واپس آئے ہو تو اس وقت سے کہاں پر تھے۔۔۔؟وریشہ پر نظر ڈال کر ارمان شاہ نے کچھ سوچتے ہوئے فورا سوال کیا تھا۔ارمان شاہ کے اس سوال پر سب کو ایک بار پھر جواب جاننے کا تجسس ہوا تھا۔جبکہ وریشہ انجان بننے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

اپنے سسرال میں۔۔۔!!وریشہ کی طرف مڑ کر معنی خیزی سے دیکھتے ہوئے وہ چمکتے لہجے میں بولا تو سب سے پہلے ہاشم شاہ نے اس پر لعنت بھیجی تھی۔۔جبکہ حابیل شاہ اور ارمان شاہ قہقہ لگا گئے تھے۔۔

کوئی شرم باقی ہے تم لوگوں میں کہ نہیں۔۔۔!!ہاشم شاہ سنانا شروع ہو گیا تھا۔جبکہ زیام شاہ مزے سے سیٹی کی دھن بجاتے ہوئے چینج کرنے چلا گیا تھا۔

عنایہ میری بات سنو۔۔۔!! امایہ شاہ اسے پکارتی رہ گئی تھی۔ پر عنایہ ان سنی کرتی گاڑی سے تیزی سے نکلی تھی۔ امایہ شاہ بھی پریشان ہوتے اسکے پیچھے گاڑی سے اتری تھی۔

عنایہ۔۔۔!! اسے اپنے کمرے کی طرف جاتے دیکھ کر امایہ نے پھر پکارا تھا۔ اور ساتھ ہی احتیاطاً آس پاس نظر بھی دہرائی تھی۔ اگر حویلی میں کسی کو پتہ لگتا کہ عنایہ یوں واپس آئی ہے۔ تو سب نے پریشان ہو جانا تھا۔ امایہ بھاگتے ہوئے کمرے میں داخل ہو گئی۔ تاکہ عنایہ کو توڑ پھوڑ کرنے سے روک سکے۔ ورنہ شور سن کر حویلی میں ہنگامہ کھڑا ہو جانا تھا۔

عنایہ کیا کر رہی ہو، پاگل ہو گئی ہو کیا۔۔؟ وہ ڈریسنگ ٹیبل کو تباہ کرنے ہی والی تھی۔ کہ امایہ نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے اسے روک لیا تھا۔۔

ہاں میں پاگل ہو گئی ہوں۔۔۔! پاگل ہو گئی عنایہ شاہ۔۔!! امایہ کے روکنے پر وہ بپھرتے ہوئے چینخی تھی۔ جبکہ اسکی ایسی حالت دیکھ کر امایہ بے اختیار کانپ اٹھی۔۔۔

عنایہ میری جان۔۔۔! ریلیکس۔۔۔!! ہم سکون سے اس بارے میں بات کرتے ہیں نا۔۔۔!! اسکے خوبصورت چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے ہوئے امایہ نے اسے پچکارنا چاہا تھا۔ وہ صرف اسکی بہن ہی نہیں بلکہ دوست بھی تھی۔۔اس لئے امایہ اسکی تکلیف بخوبی محسوس کر پا رہی تھی۔۔

امایہ تم نے دیکھا نا اربیلا کو۔۔! وہ۔۔! وہ اس کے ساتھ تھی۔۔۔! اس شخص نے اربیلا کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔۔۔!! کیسے۔۔۔!! میں۔۔۔ میں پاگل ہو جاؤں گی امایہ۔۔۔ مجھے سانس نہیں آ رہا۔۔۔!! بے ترتیب جملوں میں وہ آخر پر چینختے ہوئے اپنے بال نوچنا شروع ہو چکی تھی۔

عنایہ۔۔۔! ہوش کرو یار۔۔۔! ہو سکتا ہے۔ ک

جو تم سوچ رہی ہو ویسا بالکل بھی نہ ہو۔۔۔!! اسے سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے امایہ نے بے اختیار اسے تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔۔ پر عنایہ شاہ اسکی کوئی بھی تسلی سنے بنا بے ہوش ہو چکی تھی۔ اسے یوں ہوش کھوتے دیکھ کر امایہ شاہ کے یک دم ہاتھ، پیر پھولے تھے۔۔۔

ماما۔۔۔!!!ڈیڈ۔۔۔!!عنایہ کا وجود سنبھالتے ہوئے امایہ شاہ کی چیخ پوری حویلی میں گونج اٹھی تھی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاشم شاہ ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا۔جب اچانک اسکے موبائل پر کال آنے لگی تھی۔دروازہ بند کرتے ہوئے ہاشم شاہ نے موبائل نکال کر دیکھا تو شرجینا شاہ کی ویڈیو کال آرہی تھی۔اتنے دنوں بعد اپنی لاڈو کو دیکھنے کا سوچ کر ہی ہاشم شاہ کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے تھے۔

جلدی سے وہ صوفے پر بیٹھ کر کال ریسیو کر گیا۔۔۔

چاچو۔۔۔!!ہاشم شاہ کا چہرہ دیکھتے ہی شرجینا شاہ خوشی سے چیختے ہوئے سے پکارا تو عالم شاہ نفی میں سر ہلا کر رہ گیا تھا۔پتہ نہیں اسکی بیوی کو اپنے اس سڑے ہوئے چاچو سے کیوں اتنی محبت تھی۔

اسلام علیکم چاچو۔۔۔!! لگے ہاتھ عالم شاہ نے بھی ہاشم شاہ کو چاچو بنانا چاہا تھا۔ جو یقیناً وہ جلتے ہوئے جان بوجھ کر ہاشم شاہ کو چڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

شٹ آپ یو بے غیرت۔۔۔!! عالم شاہ کو اسکی سلام کا جواب دیتے ہوئے ہاشم شاہ مسکراتے ہوئے اپنی لاڈو کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو اسے پر شوق نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

چاچو مجھے آپکی بہت یاد آرہی ہے۔۔۔!! شر جینا اداس ہوتے بولی تھی۔ جب عالم شاہ نے بے ساختہ اسے گھورنا شروع کر دیا۔

چاچو کی جان میں خود تمہارے بنا اداس ہو گیا ہوں۔۔! یہ بتاؤ واپس کب تک آنا ہے۔۔۔! ہاشم شاہ بھی پوچھنے پر مجبور ہوا تھا۔ وہ کل سے واقعی ہی شر جینا کو بہت مس کر رہا تھا۔ اسکے الفاظ سنتے ہوئے روقاش کافی کے مگ اٹھائے اندر داخل ہوئی تھی۔ ہاشم شاہ کو شر جینا سے بات کرتے دیکھ کر وہ تیزی سے ہاشم شاہ کی طرف بڑھتی تھی۔۔۔

خبردار آپ نے میری بیوی کو کوئی بھی غلط پٹی پڑھانے کی کوشش کی تو۔۔۔! واپسی کا سن کر عالم شاہ نے تیز لہجے میں فوراً ہاشم شاہ کو ٹوکا تھا۔ ابھی تو وہ مزید اپنا ہنی مون انجوائے کرنا چاہ رہا تھا۔ بدلے میں ہاشم شاہ بھی اسے سخت نگاہوں سے نوازتے ہوئے زیر لب گالیوں سے نواز گیا۔۔

لاڈو۔۔۔!! میز پر مگ رکھتے ہوئے روقاش نے بے اختیار اسے پکارا تھا۔ جو چاچی کی آواز سنتے ہی خوشی سے پھر چیخ اٹھی تھی۔

چاچی آئی مس یو سو مچ۔۔۔!! کیسی ہیں آپ۔۔۔!!

میں ٹھیک ہوں میری جان۔۔! تم بتاؤ کیسی ہو۔۔۔! ہاشم شاہ کے پاس ہی بیٹھتے ہوئے روقاش نے اسکے ہاتھ سے موبائل لے لیا۔ جبکہ ہاشم شاہ نے ٹیک لگاتے ہوئے کافی کا مگ اٹھایا تو روقاش نزدیک ہوتے اسکے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ عالم شاہ اور شرجینا اب ان دونوں کو دیکھ پا رہے تھے۔۔

اسلام علیکم روح۔۔۔! کیسی ہیں آپ۔۔! عالم شاہ نے بھی مسکراتے ہوئے حال پوچھا تھا۔۔۔

میں ٹھیک ہوں عالم۔۔۔! مجھے بس یہ بتاؤ کہ تم دونوں واپس کب آ رہے ہو۔۔۔؟ روقاش نے بھی ہاشم شاہ والا سوال پوچھا تھا۔۔

سچ میں عالم۔۔۔! اب واپس آ جاؤ قسم سے مجھے تم سب کی بہت یاد آتی ہے۔اور حویلی بھی خالی سی لگنے لگی ہے۔مالا اور ارمغان شاہ بھی چلے گئے ہیں۔۔۔! عالم شاہ کے جواب دینے سے پہلے ہی روقاش اداس لہجے میں مزید بولنے لگی تھی۔ جس کو سنتے ہوئے عالم شاہ بے اختیار مسکرا دیا تھا۔۔

آپ حکم کریں روح ہم کل ہی واپس آ جاتے ہیں۔۔۔!! عالم شاہ نے جیسے ہی اس بار تابعداری سے جواب دیا۔ تو ہاشم شاہ کا بس نہیں چلا کہ اسے فون سے باہر کھینچتے ہوئے دو رکھ کر لگا دے۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ کیسے واپس آنے کا سن کر اچھل پڑا تھا۔

اور اب روقاش کے سامنے عاجز بن رہا تھا۔

ہٹاؤ اس خبیث کی شکل میرے سامنے سے۔۔۔! ہاشم شاہ نے کڑھتے ہوئے کیمرہ خود سے دور ہٹایا تو اسے جلتے دیکھ کر روقاش اور عالم شاہ قہقہ لگا اٹھے تھے۔مزید چھوٹی موٹی نوک جھوک کرتے ہوئے وہ سب باتیں کرنے میں مصروف ہو گئے تھے۔

کھانے کی میز پر سب کھانا کھا رہے تھے۔ سوائے عنایہ شاہ کے۔۔ پلیٹ میں چمچ گھماتے ہوئے وہ گہری سوچوں میں گم تھی۔ جب اچانک وقاص شاہ اپنی پوتی کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔

عنایہ۔۔۔!!! کھانا سے زرا ہاتھ روکتے ہوئے انہوں نے پکارا تو عنایہ کے ساتھ ساتھ باقی بھی متوجہ ہوتے انکی طرف دیکھنا شروع ہو گئے تھے۔۔

جی دادا جانی۔۔۔!!! اپنے تسلسل میں ہی الجھے عنایہ نے انکی پکار کا جواب دیا تھا۔ امایہ سمیت اسکے باقی بہن، بھائی بھی اپنی بڑی بہن کو بے بسی سے دیکھ رہے تھے۔ ایک ہفتہ گزرنے کو آیا تھا۔ پر عنایہ شاہ کے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ حویلی کے سب افراد ہی تقریباً اسکی حالت پر پریشان تھے۔

کھانا کیوں نہیں کھا رہی ہو بیٹا۔۔۔؟ وقاص شاہ نے نرمی سے استفسار کیا۔

بھوک نہیں ہے دادا جانی۔۔۔!! عنایہ نے انکی طرف دیکھے بنا جواب دیا تھا۔ جبکہ وقاص شاہ اپنی لاڈلی پوتی کی ایسی حالت پر بے اختیار بیٹے کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

باسم شاہ۔۔!! اربیلا کا کچھ اتہ پتہ۔۔۔؟ وقاص شاہ نے رعب بھرے انداز میں بیٹے سے سوال کیا تو اربیلا کے ذکر پر بے ساختہ عنایہ شاہ کا تسلسل ٹوٹا تھا۔ نظریں اٹھاتے ہوئے وہ انکی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔

ملاقات تو نہیں ہو سکی۔ پر اتنا ضرور پتہ چلا ہے۔ کہ وہ کسی آرٹ اکیڈمی میں روز جاتی ہے۔۔۔! باسم شاہ نے لاپرواہ لہجے میں باپ کو جواب دیا تھا۔ جیسے وہ کسی اجنبی کے بارے میں بات کر رہے ہوں۔۔

خیریت ہے آج کہیں مجھے سننے میں کوئی غلطی تو ہو رہی یا سچ میں اس حویلی میں "اربیلا شاہ" کا ذکر ہو رہا ہے۔۔! زمر شاہ حیرانی سے بولی تھیں۔ انکی حیرانی پر ماہین شاہ پہلو بدل کر رہ گئی تھیں۔

پھوپھو آپ بالکل ٹھیک سن رہی ہیں۔۔۔! امایہ شاہ بے ساختہ جواب میں جتاتے ہوئے بولی تھی۔ باقی خاموشی سے انکی طرف دیکھتے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ جبکہ عنایہ شاہ یوں ہی بیٹھی ہوئی تھی۔

اگر میں ٹھیک سن رہی ہوں تو پھر اس ذکر کی خاص وجہ بھی بتادو۔۔۔! زمر شاہ نے بے اختیار جاننا چاہا تھا۔

اربیلا ہماری بیٹی ہے۔اس میں اتنا حیران ہونے کی کیا بات ہے زمر۔۔! اچانک ماہین شاہ بیچ میں مداخلت کرتے ہوئے بولیں تو زمر شاہ جو حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے ساتھ ساتھ کھانا کھا رہی تھیں۔ کہ بے اختیار اپنی بھابھی کے الفاظ سنتے ہوئے انکو اچھو لگا تھا۔ وہ ایک دم سے کھانسنا شروع ہو گئی تھیں۔ کھانستے ہوئے انکا چہرہ سرخ ہونے لگا تو ماہین شاہ جتاتی نظروں سے سسر ،اور شوہر پر نظر ڈال گئیں۔۔

آرام سے پھوپھو کیا ہو گیا ہے۔۔۔!! میرب تیزی اٹھ کر انکی طرف آئی تھی۔ پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے میرب نے انکے ہونٹوں سے لگایا تو پہلا گھونٹ بھرتے ہی زمر شاہ نے کچھ بولنے کی کوشش کی تھی۔پر کھانسی کے زور سے وہ کچھ بھی بول نہیں پا رہی تھیں۔

پہلے گلا تو ٹھیک کر لیں۔ پھر بول بھی لیجیے گا۔۔۔! میرب نے ڈانٹنے والے انداز میں اپنی پھوپھو کو ٹوکا تھا۔ جس پر زمرہ شاہ کھانستے ہوئے اسکو دیکھ گئیں۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہوں۔ کہ سب تمہاری ماں کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔

زمر بیٹا کیا ہو گیا ہے۔۔۔! بیٹی کو مسلسل کھانستے دیکھ کر وقاص شاہ کو بھی پریشانی ہوئی تھی۔ جبکہ میرب اب پھوپھو کی پشت سہلا رہی تھی۔

میں ٹھیک ہوں بابا جان۔۔۔! پانی پیتے ہوئے زمر شاہ نے انہیں بے فکر کیا تو میرب تاسف میں سر ہلاتے ہوئے اپنی پھوپھو کی بھیگی آنکھیں صاف کرنے لگی۔۔

میں ٹھیک ہوں میری جان۔۔! بیٹھ جاؤ یہیں میرے پاس اب۔۔! بھتیجی کی اتنی فکر پر زمرہ شاہ مسکراتے ہوئے اسکا ہاتھ چومتے ہوئے اسے اپنے پاس بٹھا گئی تھیں۔

باباجان پلیز اپنی بہو کو سمجھالیں کہ یوں میرے پر دھماکے نہ کیا کریں۔۔۔! زمر شاہ کی کچھ حالت سنبھلی تو اب کی بار کھانا چھوڑ کر وہ ماہین شاہ کی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔ جنہوں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے اپنے الفاظ سے انکا سانس تک روکنے کی کوشش کی تھی۔۔

آپ دیکھ رہے ہیں نا بابا اب۔۔۔! زمر شاہ کے طنز پر ماہین شاہ بے اختیار بولیں تو باسم شاہ آنکھوں سے اشارہ کرتے ہوئے انکو شانت رہنے کا کہنے لگے تھے۔

دیکھ تو میں رہی ہوں آپ کو آج بھا بھی۔۔۔! جس بیٹی کو آپ نے پیدا کرنے کے بعد کبھی بیٹی ہونے کا حق نہیں دیا آج آپ کہہ رہی ہیں۔ کہ "اربیلا شاہ" آپکی بیٹی ہے۔۔۔؟ زمر شاہ تعجب کا اظہار کرتے ہوئے طنزیہ بولتی چلی گئی تھیں۔۔

زمر تمہاری ان باتوں سے کبھی یہ حقیقت بدل نہیں جائے گی۔ کہ اربیلا شاہ میری بیٹی نہیں ہے۔۔۔! ماہین شاہ بھی بنا توقف کے جتاتے ہوئے کہنے لگی تھیں۔ اس حویلی میں سالوں سے یہ لڑائی چلی آرہی تھی۔ پر یہ الگ بات تھی۔ کہ یہ لڑائی آج تک اربیلا شاہ کو اسکا حق نہیں دلا سکی تھی۔

ہمیں بھی آج تک یہ بات سمجھ نہیں آئی پھوپھو کہ اس پوری حویلی میں آخر اپکو ہی کیوں اس اربیلا سے اتنی ہمدردی رہی ہے۔۔۔! امایہ شاہ بھی اچانک بیچ میں مداخلت کرتے ہوئے ناگواری سے بولی تھی۔ پوری حویلی میں اگر کسی کو اربیلا شاہ سے ساری زندگی ہمدردی رہی تھی۔ تو وہ صرف زمر شاہ ہی تھیں۔ جنہوں

نے بچپن سے اربیلا کو سنبھالا تھا۔اور ہر رشتے کا پیار دینے کی کوشش کی تھی۔کیونکہ اسکے اپنے ماں باپ اور بہن بھائی تو اسکی صورت بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔

کیونکہ اربیلا شاہ میری بیٹی ہے۔اور ماں ہونے کی حیثیت سے میری ہمدردی تو کیا بلکہ میرے دل کا ہر جذبہ صرف اسکے لئے ہی ہوگا ہمیشہ۔۔۔!امایہ شاہ کے بدتمیز لہجے پر زمر شاہ اچانک سرد لہجے میں باور کروا گئیں۔۔۔

آپ شاید کچھ بھول رہی ہیں پھوپھو۔۔۔!کہ اربیلا شاہ آپکی بیٹی نہیں بلکہ بھتیجی ہے۔۔!اور آپ اسکی ماں نہیں ہیں۔۔۔!اس بار عنایہ شاہ بھی خاموش نہیں رہ پائی تھی۔کیونکہ اربیلا شاہ کا ذکر اسکے دل پر ناگراں گزر رہا تھا۔عنایہ کے الفاظ پر زمر شاہ مسکراتے ہوئے افسوس سے سر جھٹک گئی تھیں۔۔

افسوس ہے تم لوگوں پر۔۔۔!اپنے گھر والوں پر افسوس کرتے ہوئے وہ اچانک اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

کہاں جا رہی ہیں آپ۔۔!انکے یوں اچانک کھڑے ہونے پر میرب کو فکر ہوئی تھی۔جبکہ اسکے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے زمر شاہ کہنے لگی تھیں۔۔

اگراس بار آپ میں سے کسی نے بھی اربیلا شاہ کی زندگی حرام کرنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا نہیں ہو گا۔۔۔! خبردار کرتے ہوئے زمر شاہ وہاں سے نکلتی چلی گئی تھیں۔ جبکہ میرب فکرمندی سے انکو پکارتی رہ گئی تھی۔ جو کھانا بیچ میں ہی چھوڑ کر جا چکی تھیں۔۔

استنبول ترکی کا ایک مشہور شہر ہے۔ یہ شہر اپنے خوبصورت موسم اور جگہوں کے لیے پوری دنیا میں کافی مشہور ہے۔ پوری دنیا کے لوگ یہاں گھومنے کے لیے آتے ہیں۔ جہاں ایک طرف اس شہر کی تاریخی خوبصورتی لوگوں کو خود کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ وہیں دوسری طرف اس شہر کی فضا محبت کرنے والوں کو خود میں الجھائے رکھتی ہے۔ جیسے اس وقت ارمغان شاہ کا حال تھا۔ سمندر کنارے وہ مالا شاہ کے چھوڑے ہوئے قدموں پر پیر رکھتے اسکے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ جبکہ مالا شاہ اداس سی آگے چلتی جا رہی تھی۔

شام کا وقت تھا۔ آج انہیں یہاں پورا ایک ہفتہ گزر گیا تھا۔ روز شام کو مالا شاہ یہاں سمندر کنارے واک کرنے آتی تھی۔ تو ارمغان شاہ اسکا سایہ بنا اسکے پیچھے پیچھے رہتا تھا۔ بلیک ڈریس پر وہ گرے لانگ کوٹ پہنے ہوئے تھی۔ جبکہ پیروں میں ہائی ہیل شوز تھے۔ کھلے بالوں پر کیپ پہنے وہ کوٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے کافی کافی آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ مالا شاہ کی چلنے کی رفتار سے صاف معلوم ہو رہا تھا۔ جیسے وہ یہاں

پر موجود ہو کر بھی موجود نہیں تھی۔ چلتے چلتے بے خودی میں اکثر اسکی رفتار اتنی آہستہ ہو جاتی تھی۔ کہ پیچھے چلتے ہوئے ارمغان شاہ کے قدم اسکے پیروں سے ملنے لگتے تھے۔ جس کے باعث ارمغان شاہ کو بار بار رکنا پڑتا تھا۔ وہ وہیں پر رک کر مالا شاہ کے دور جانے کا انتظار کرتا تھا۔ جب وہ اس سے بیس یا پچیس قدم دور چلی جاتی تھی۔ تب ارمغان شاہ دوبارہ اسکے پیچھے چلنا شروع کر دیتا تھا۔ ایک ہفتے سے انکا یہ ہی معمول تھا۔

پچھلے پورے ہفتے سے انکے بیچ بول چال بند تھی۔ ارمغان شاہ نے اسے کافی بار منانے کی کوشش کی تھی۔۔ پر مالا شاہ نے اس بار اپنے لبوں کو جیسے سی لیا تھا۔ ہاں لیکن وہ اسے ہر وقت شکوہ بھری نظروں دیکھتی ضرور رہتی تھی۔ جس پر وہ بے بسی سے لب بھینچ کر رہ جاتا تھا۔

خیالوں میں گم مالا شاہ اچانک رکی تو ارمغان شاہ کو بھی رکنا پڑا تھا۔ وہ رکتے ہوئے اسی طرف دیکھ رہا تھا۔ جب اچانک مالا شاہ نے مڑتے ہوئے اسے نم آنکھوں سے دیکھا اور ارمغان شاہ کو اپنی جگہ پر ساکت ہونے پر مجبور کر دیا۔ اسکی بھیگی آنکھوں کو دیکھ کر ارمغان شاہ کا دل بے اختیار مٹھی میں جکڑا گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اسکی طرف بڑھتا جب مالا واپس پلٹتے ہوئے تیزی سے بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلی تھی۔ ارمغان شاہ بے بسی کے مارے اسے پکارتے ہوئے فوراً اسکی تقلید میں بڑھا تھا۔

\-

اربیلا فریش ہونے کے بعد نیچے آرہی تھی۔ جبکہ روقاش فلوقت اپنے کمرے میں آرام کررہی تھی۔ کالج سے آنے کے بعد کھانا کھا کر وہ کمرے میں چلی گئی تھی۔ ورنہ وہ فریش ہونے کے بعد نیچے سب کے ساتھ لاؤنج میں رہتی تھی۔ لیکن شاید اسے تھکاوٹ زیادہ تھی۔ جبکہ اربیلا کو آج آنے میں زرا دیر ہو گئی تھی۔

ابھی چار بج رہے تھے۔ ورنہ وہ تین بجے تک واپس گھر آجاتی تھی۔۔ لاؤنج میں بیٹھی عارفہ شاہ کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ کچن کی طرف بڑھ چکی تھی۔ جبکہ اربیلا پر نظر پڑتے ہی عارفہ شاہ کے تاثرات پل بھر میں بدل گئے تھے۔ کچھ دن پہلے وہ اپنے مائکے گئی ہوئی تھیں۔ عارفہ شاہ کے جانے پر سب کو یہ ہی گمان ہوا تھا۔ کہ جیسے وہ اب دوبارہ واپس نہیں آئیں گئیں۔ لیکن اپنے مائکے میں کچھ دن گزارنے کے بعد وہ کل کی واپس آ چکی تھیں۔ اور کل سے واپس آنے کے بعد وہ زیادہ تر نیچے لاؤنج میں ہی زیادہ تر وقت گزار رہی تھیں۔ ورنہ پہلے عموماً وہ کمرے میں بند رہنے لگی تھیں۔ انکے لاؤنج میں ڈیرہ جمانے پر مائرہ شاہ کو خاصا اعتراض تھا۔ پر وہ مجبوراً صبر کیے ہوئے تھی۔

کھانا نکالنے کے بعد اربیلا شاہ بے اختیار باہر آنے لگی تو لاؤنج میں عارفہ شاہ کو دیکھ کر وہ وہیں رکتی چلی گئی۔ نجانے کیوں عارفہ شاہ کو دیکھتے ہی اسے خوف سا محسوس ہونے لگتا تھا۔

یہیں بیٹھ کر کھالیتی ہوں۔۔۔! کچن میں ہی کھانے کا سوچتے ہوئے وہ پلٹ گئی۔ کرسی پر بیٹھتے ہوئے اربیلا نے ابھی پہلا نوالہ ہی لیا تھا۔ جب عارفہ شاہ اچانک کچن میں داخل ہوئیں تھیں۔ اربیلا جو سکون سے کھانا کھا رہی تھی۔ کہ عارفہ شاہ کو دیکھتے ہی بے اختیار وہ گھبرا کر خود میں سمٹ کر کھانا کھانے لگی۔ اس نے یہ ہی ظاہر کروانے کی کوشش کی تھی۔ کہ جیسے وہ یہاں پر موجود نہیں ہو۔

اے لڑکی اٹھو میرے لئے چائے بناؤ۔۔۔!! عارفہ شاہ نے اچانک چنگاڑتے ہوئے اربیلا کو حکم سنایا تو وہ گھبراتے ہوئے چونک کر انکی طرف دیکھنے لگی۔۔

جی۔۔۔! بامشکل نوالا نگلتے ہوئے وہ ناسمجھی سے بولی تھی۔

کیا جی۔۔؟ کم سنائی دیتا ہے کیا۔۔؟ میں نے کہا۔۔ "اٹھو میرے لئے چائے بناؤ" ۔۔۔! وہ دوبار رعب سے بولتے ہوئے اربیلا کو ناپسندیدہ نظروں سے گھورتی چلی گئی تھیں۔ اربیلا کو انکی نظروں میں اپنی لئے ایک

عجیب سی نفرت دیکھائی دی تھی۔ جس کے باعث وہ اگلے ہی پل گھبراہٹ کے مارے کھانا چھوڑتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

جی ابھی بناتی ہوں۔۔! ہاتھ صاف کرتے ہوئے وہ تیزی سے آگے بڑھی تو عارفہ شاہ اسے شعلہ بار نظروں سے دیکھتے ہوئے وہیں کرسی پر بیٹھ گئیں۔ انکو وہیں رکتے دیکھ کر نجانے کیوں اربیلا کے خوف میں اضافہ ہوا تھا۔ جلدی جلدی ہاتھ چلاتے ہوئے اس نے فریج سے دودھ نکالا اور برتن میں پانی ڈال کر چولہے پر رکھ دیا۔ اسے جلد از جلد چائے بنا کر اس عورت سے جان چھڑوانی تھی۔ یہیں سوچتے ہوئے اس نے چولہے کی آنچ تیز کر دی تھی۔ جبکہ عارفہ شاہ کی غضبناک نظریں اسکی پشت پر جمی ہوئی تھیں۔ دس منٹ تک چائے تیار ہوئی تو اربیلا کپ نکالنے کے لیے مڑی تھی۔ اربیلا ابھی کپ میں چائے ڈال ہی رہی تھی۔ جب اچانک باہر سے شرجینا کی آواز سنائی دی تھی۔ جو اسے پکارتے ہوئے شاید کچن میں ہی آ رہی تھی۔۔

شرجینا کی پکار کا جواب دیتے ہوئے اربیلا نے جلدی سے کپ اٹھا کر عارفہ شاہ کو پکڑانا چاہا تو بدلے میں عارفہ شاہ نے جان بوجھ کر کپ پکڑتے ہوئے ساری چائے اسکے ہاتھ پر ہی الٹ دی تھی۔ ہاتھ جلنے کے احساس پر اربیلا شاہ کی چینچ بے ساختہ پوری حویلی میں گونجی تھی۔

.

کیا ہوا بھابھی۔۔۔!! اربیلا کی چیخ سنتے ہوئے شرجینا بھاگتے ہوئے کچن میں داخل ہوئی۔ جہاں اربیلا بے یقینی سے عارفہ شاہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جبکہ عارفہ شاہ کی نظروں میں تمسخر واضح نظر آرہا تھا۔۔

لاڈو دیکھو نا تمہاری بھابھی کا ہاتھ جل گیا ہے۔۔! شرجینا کو دیکھتے ہی عارفہ شاہ کا لہجہ پل بھر میں بدلا تھا۔ اربیلا بے حس و حرکت کھڑی انکو دیکھتی جا رہی تھی۔

بھابھی آپکا ہاتھ۔۔۔! اربیلا کا سرخ ہوتا ہاتھ دیکھ کر شرجینا کو پریشانی ہوئی تو وہ جلدی سے اربیلا کا ہاتھ تھام گئی۔ چائے چونکہ ابھی بہت گرم تھی۔ اس لئے اربیلا کا ہاتھ سرخ ہوتا چلا گیا تھا۔

میرو آپی۔۔۔!! اربیلا کا ہاتھ تھامے شرجینا نے فوراً مائرہ شاہ کو پکارا تھا۔ جو ابھی اسکے ساتھ ہی نیچے آئی تھی۔ جبکہ درد و جلن کے باعث اربیلا کی آنکھیں نم ہونے لگیں تھی۔ خود کے ساتھ ہوئی صورتحال کو وہ ابھی تک سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔

کیا ہوا۔۔۔!! مائرہ شاہ تیزی سے اندر داخل ہوتے انکی طرف آئی تھی۔۔

تمہاری بھابھی کا ہاتھ جل گیا ہے۔۔۔! شیلف پر کپ رکھتے ہوئے عارفہ شاہ نے اسے دکھی انداز میں اطلاع دی۔

کیسے جل گیا ہاتھ۔۔۔؟؟ شر جینا کے ہاتھوں سے اربیلا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے مائرہ شاہ نے پریشان ہوتے سوال کیا۔

گرم چائے گری ہے۔۔! میں نے تو بولا تھا۔ کہ میں خود چائے بنالیتی ہوں پر یہ ہی نہیں مانی۔۔۔! عارفہ شاہ جھوٹ بولتے ہوئے اربیلا شاہ کو ہمدردی سے دیکھنے لگی تھیں۔ جبکہ مائرہ فلحال انکی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے سنک کی طرف بڑھ گئی تھی۔ تاکہ اربیلا کا ہاتھ پانی کے نیچے کچھ دیر رکھ سکے۔ کیونکہ اربیلا کا چہرہ درد کے مارے سرخ ہو رہا تھا۔۔ وہیں آنکھوں سے پانی بھی بہنا شروع ہو گیا تھا۔ شر جینا کو روقاش کو بلانے کا کہتے ہوئے مائرہ شاہ کو ایک دم سے اسکی فکر ہوئی تھی۔

____

کیا کر رہی تھی تم کچن میں۔۔۔!!

اربیلا کے ہاتھ پر ٹیوب لگاتے ہوئے روقاش نے تیز لہجے میں سوال کیا۔ جبکہ شرجینا اور مائرہ پریشانی سے پاس کھڑی تھیں۔ شرجینا اور عالم شاہ کی واپسی تین دن پہلے ہوئی تھی۔ اور آج عالم شاہ نے دوبارہ آفس جوائن کیا تھا۔

کھانا کھا رہی تھی۔۔۔!! اربیلا نے نم لہجے میں آہستگی سے جواب دیا۔ ہاتھ پر اسے کافی جلن ہو رہی تھی۔۔

کھانا کھا رہی تھی تو بے وقوف لڑکی پھر ہاتھ کیسے اتنا جلا لیا ہے۔۔۔؟ اور تم کچن میں بیٹھ کر کھانا کیوں کھا رہی تھی۔۔۔؟ اربیلا کے جواب پر روقاش نے اسے ڈانٹتے ہوئے سوال کیے تھے۔

چائے بنا رہی تھی۔۔!! آنکھیں صاف کرتے ہوئے اربیلا نے دوبارہ دھیمے لہجے میں جواب دیا۔ عارفہ شاہ کی اس حرکت پر وہ ابھی تک بے یقین تھی۔ اس لئے چاہتے ہوئے بھی انکو بتا نہیں پا رہی تھی۔۔

جب کھانا کھا رہی تھی تو اچانک چائے کیوں بنانے لگ پڑی تھی۔۔؟روقاش کو الجھن ہوئی تھی۔اسکے سوال پر اس بار اربیلا بے اختیار عارفہ شاہ کی طرف دیکھنے لگی تو سب کی نظروں کا رخ عارفہ شاہ پر مرکوز ہو گیا۔

سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر عارفہ شاہ اگلے ہی پل سنبھل کر فوراً کہنے لگی تھیں۔۔۔

میں کچن میں چائے بنانے گئی تھی۔تو مجھے روک کر یہ زبردستی خود بنانے لگ پڑی۔۔!عارفہ شاہ مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بات بناتے ہوئے بولی تھیں۔اور ساتھ ہی اربیلا کو ہمدردی سے دیکھنا نہیں بھولی تھیں۔

حیرت ہے۔۔!انکی بات پر مائرہ حیران کن ہوئی تھی۔جبکہ حیران تو روقاش بھی ہوئی تھی۔تقریباً سب ہی جانتے تھے۔۔کہ اربیلا،عارفہ شاہ سے دور رہنے کی کوشش کرتی ہے۔پھر آج اچانک کیسے وہ کچن میں اکھٹی ہو سکتی ہیں۔اور اربیلا نے چائے بنانے کا بھی خود کہا ہو۔۔

چھوڑو یہ ساری باتیں میرو۔۔۔!میں کھانا گرم کر کے لاتی ہوں۔تو اپنی بھابھی کو کھانا کھلاؤ۔۔!بعد میں بات کرنے کا سوچتے ہوئے روقاش کھڑے ہوتے کچن کی طرف بڑھ گئی۔روقاش کو کچن میں جاتے دیکھ کر عارفہ شاہ فتح مندی کے احساس میں مسرور ہوتے اربیلا پر نفرت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے اپنے کمرے کی

طرف چلی گئی تھیں۔ جبکہ شر جینا اور مائرہ وہیں اربیلا کے پاس بیٹھ کر اسکا دھیان بھٹکانے کی کوشش کرنے لگی تھیں۔

شاہ گاڑی تیز چلائیں۔۔۔! واپس بھی آنا ہے۔۔! ہاشم شاہ کو آہستہ رفتار میں گاڑی چلاتے دیکھ کر روقاش نے بے اختیار اسکے کندھے سے سر اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

بے فکر رہو کہیں واپس نہیں آرہے ہم۔۔۔! اسکا سر دوبارہ اپنے کندھے پر رکھتے ہوئے ہاشم شاہ نے بے ساختہ اسکی کمر میں بازو لپیٹ لیا تھا۔ آج پھر وہ ٹائیگر کے لئے لڑکی دیکھنے جا رہے تھے۔ کیونکہ بد قسمتی سے روقاش کو پچھلی بار لڑکی پسند نہیں آئی تھی۔

کیا مطلب واپس نہیں آئیں گئے۔۔۔! وہ نا سمجھی سے پھر سر اٹھاتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔

مطلب یہ کہ آج رات ہم شہر میں ہی رکیں گئے۔۔! ہاشم شاہ نے اسے تفصیل سمجھاتے ہوئے مڑ کر دیکھا تھا۔جو اسکی توقع کے عین مطابق تاثرات دے رہی تھی۔

پر شاہ ایسے کیسے ہم رک سکتے ہیں۔۔؟ سب کو پریشانی ہو گی۔۔۔! حویلی کون سنبھالے گا۔۔؟ روقاش ایک دم سے پریشان ہو گئی۔

شاہ کی جان تم ایسے بول رہی ہو جیسے ہم حویلی میں اپنے روتے ہوئے کوئی چار، پانچ بچے چھوڑ کر آئیں ہیں۔۔! جو ہمارے بنا سنبھل نہیں پائیں گئے۔۔۔!! اسکی حد سے زیادہ فکر پر ہاشم شاہ تاسف سے بولنا شروع ہوا تھا۔

پر شاہ پھر بھی۔۔۔! روقاش مزید اعتراض کرتی جب وہ اسے فوراً ٹوک گیا۔

پھر بھی کچھ نہیں قاشو۔۔۔! سب دودھ پیتے کوئی بچے نہیں ہیں۔ جن کی فکر میں تم ہلکان ہو رہی ہو۔ ویسے بھی ان ذمہ داریوں میں گم ہو کر مجھے تو پہلے ہی تم وقت دینا بھول چکی ہو۔ اور اب اگر میں نے اکیلے وقت گزارنے کا سوچا ہے۔ تو پھر بھی تمہیں ان کمینوں کی فکر ہو رہی ہے۔۔۔! ہاشم شاہ آخر پر اسے ناراضگی سے

دیکھنے لگا تھا۔ ہاشم شاہ کا شکوہ بجا تھا۔ وہ دونوں زمہ داریاں پوری کرنے میں گم ہو کر رہ چکے تھے۔۔ جب سے انکی شادی ہوئی تھی۔ وہ اکیلے کہیں بھی نہیں جا پائے تھے۔ اس لئے ہاشم شاہ نے آج شہر والے بنگلے میں رکنے کا سوچا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ کچھ پل سکون کے گزارنا چاہتا تھا۔

آپ تو ایسے ناراض ہو رہے ہیں۔ جیسے میں اپکو روز واپسی پر حویلی میں نہیں ملتی۔۔۔! روقاش بنا توقف کے بولی تھی۔

بے شک ملتی ہو۔ پر میں تمہارے ساتھ کوالٹی ٹائم گزارنا چاہتا ہوں۔ اس لئے اب تم کوئی سوال نہیں کرو گی۔۔۔! اسکا ماتھا چومتے ہوئے بولا تو ہاشم شاہ کے پیار بھرے انداز پر روقاش مسکرا کر رہ گئی۔۔

شاہ اگر ٹائیگر کے لئے آج پھر کوئی اچھی لڑکی نہ ملی تو۔۔۔! اسکے کندھے پر سر رکھے رکھے وہ اگلے ہی پل دوبارہ پریشان ہو گئی۔ جس پر ہاشم شاہ بے اختیار مسکرا کر اسے دیکھ گیا۔ وہ کبھی حویلی والوں کے لیے پریشان ہو رہی تھی۔ تو کبھی اس احمق ٹائیگر کے لئے لڑکی نہ ملنے پر۔۔۔! روقاش کا خود کی بجائے باقی سب پر دھیان تھا۔ ہاشم شاہ کو سچ میں ایک معصوم و پاک روح ملی تھی۔ جس کے لئے وہ اپنے اللہ کا لاکھ شکر ادا کرتا تھا۔

شاہ کی جان لڑکی تو پچھلی بار بھی مل گئی تھی۔۔بس تمہیں پسند نہیں آئی تھی۔۔۔! ہاشم شاہ نے بے ساختہ اسے یاد دلانا چاہا تھا۔ کہ لڑکی انہیں پہلے بھی ملی تھی۔ بس ٹائیگر کی ممی کو پسند نہیں آئی تھی۔۔

وہ لڑکی نہیں، ایک بیوہ شیرنی تھی شاہ۔۔۔! روقاش نے فوراً تیکھے لہجے میں اسکی تصحیح کی تو اسکے الفاظ سنتے ہوئے گاڑی میں ہاشم شاہ کا فلک شگاف قہقہ گونجا۔ جبکہ روقاش اسے منہ بگاڑ کر دیکھنے لگی۔ جو اسکے بیٹے کے لئے ایک بیوہ شیرنی لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ روقاش ناک چڑھاتے ہوئے اس شیرنی کو یاد کر رہی تھی۔ جو اپنے پنجرے میں کافی اداس بیٹھی ہوئی تھی۔ شیرنی کے یوں بیٹھنے پر روقاش نے الجھتے ہوئے جب پوچھا تو انہیں بتایا گیا۔ کہ ایک ہفتہ پہلے اس شیرنی کا شیر بیمار ہونے کی وجہ سے مر چکا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد سے شیرنی ایسے ہی اداس ہے۔ یہ وجہ سنتے ہی روقاش ہتھے سے اکھڑ گئی تھی۔ اس نے ہاشم شاہ کو صاف کہہ دیا تھا۔ کہ اسے اپنے بیٹے کے لئے کوئی کنواری لڑکی ہی چاہئے نہ کہ ایسی شیرنی جو کہ اپنے پہلے والے شوہر کے عشق میں بری طرح مبتلا ہو۔ اسکی انوکھی منطق پر ہاشم شاہ نے ہنستے ہوئے تب بھی اسے منانے کی کوشش کی تھی۔ کہ وہ شیرنی ٹائیگر کے ساتھ رہ کر ٹھیک ہو جائے گی۔ پر روقاش نے اسکی ایک نہیں سنی تھی۔ اسی وجہ سے وہ کچھ بھی طے کیے بنا تب واپس آ گئے تھے۔ حویلی واپس آکر جب ارباز شاہ کو روقاش کے انکار کی وجہ پتہ چلی تو ارباز شاہ سمیت سب ہنستے چلے گئے۔ ارباز شاہ کو اپنی روقاش کا اعتراض بالکل بجا لگا

تھا۔اس لئے انہوں نے اس بار بالکل اسکی ڈیمانڈ کے مطابق شیرنی تلاش کی تھی۔جسے دیکھنے کے لیے ہاشم شاہ اسے ساتھ لے کر جارہا تھا۔

او گاڈ قاشو۔۔۔!کہاں سے لے آتی ہو ایسی باتیں..!ہاشم شاہ ہنستا چلا گیا تھا۔اسکی بیوی ہر بار انوکھی باتیں کرتے ہوئے اسے ایسے ہی حیران کر دیتی تھی۔

ہاں تو میں کچھ غلط کہہ رہی ہوں کیا۔۔۔؟میرا بچہ ابھی بالکل کنوارہ ہے۔تو میں ایسے اسکی شادی کیسے بیوہ شیرنی کے ساتھ کر سکتی ہوں۔۔۔!ٹائیگر کے اب تک سنگل ہونے پر روقاش اچانک مغرور ہوئی تھی۔جبکہ ہاشم شاہ دوبارہ ہنسنا شروع ہو گیا تھا۔

تو کونسا تمہارے بیٹے کو پتہ چلنا تھا۔کہ ہم اسکی شادی کسی بیوہ سے کروا رہے ہیں۔۔۔!وہ ہنستے ہوئے اسے مشورہ دینے کی کوشش کر رہا تھا۔

بالکل نہیں۔۔۔! میں کیوں اپنے بیٹے کو اندھیرے میں رکھوں۔۔! میں نے تو جاتے ہی اسے بتادیا تھا۔ کہ وہ شیرنی بیوہ ہے۔ اس لئے مجھے پسند نہیں آئی ہے۔۔! اسکے مفید مشورے کو جھٹ سے جھٹلاتے ہوئے وہ بتانے لگی تھی۔

اچھا پھر تمہارے بیٹے نے کیا جواب دیا۔۔۔؟ ٹائیگر کا ردعمل جاننے کے لیے ہاشم شاہ کو بے اختیار تجسس ہوا تھا۔

بیوہ شیرنی کا سنتے ہی ٹائیگر نے منہ پھیر لیا تھا شاہ۔۔۔! اور بعد میں مجھے پیار کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ کہ میں نے ایسی شیرنی کو ریجکٹ کر کے بہت اچھا کیا ہے۔۔! ٹائیگر کا ردعمل یاد کرتے ہوئے وہ تعجب سے بتا رہی تھی۔ اسے سچ میں تب بھی بہت حیرانی ہوئی تھی۔

بڑا کوئی ٹھرکی بیٹا ہے تمہارا۔۔۔! ہاشم شاہ جل کر بولا تھا۔ اپنے احمق بیٹے کی نیت کو وہ اب اچھے سے سمجھ چکا تھا۔ روقاش کا اندازہ بالکل ٹھیک تھا۔ اس ٹھرکی ٹائیگر کو اپنے لئے کوئی کنواری شیرنی ہی چاہیئے تھی۔ ہاشم شاہ معنی خیزی سے ہنسی دباتے ہوئے یک دم سپیڈ تیز کر گیا تھا۔ اس بات پر ٹائیگر کی مٹی پلید کرنے کا اسکا پکا ارادہ بن چکا تھا۔

عاصم،آسیہ بیگم کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔پر اسکے باوجود اسکی نظریں بار بار بھٹک کر کچن کی طرف اٹھ رہی تھیں۔۔جہاں کام کرتی ہوئی وریشہ کی پشت نظر آ رہی تھی۔

خالا ایک بار پھر سوچ لو۔۔۔!!وریشہ کی پشت پر نظریں ٹکائے وہ پر سوچ نگاہوں سے آسیہ بیگم کی طرف دیکھنے لگا تھا۔جن کے بلانے پر آج وہ پھر یہاں موجود تھا۔ارحم صاحب اس وقت گھر پر موجود نہیں تھے۔ کتنے دنوں بعد آج انہوں نے اپنی دوکان کھولی تھی۔اس لئے انکی واپس دیر سے ہی ہونے والی تھی۔

میں نے جو سوچنا تھا۔سوچ چکی ہوں۔۔!تو میرے سامنے زیادہ سیانا نہ بن۔۔!اسکی بار بار ایک ہی رٹ سن کر آسیہ بیگم جھڑکتے ہوئے بولیں تھیں۔۔

بعد میں اگر ہم پکڑے گئے تو برا حشر میرا ہی ہو گا نا خالہ۔۔!ساس ہونے کی وجہ سے تمہاری تو بخشش ہو جائے پر مجھے کون بچائے گا ان شاہوں سے۔۔۔!!عاصم جتاتے ہوئے آخر پریشان ہوا تھا۔ابھی تو اسے

پہلے والی مار نہیں بھولی تھی۔ارمغان شاہ نے اچھے سے اسکی طبیعت سیٹ کی تھی۔اس لئے وہ خوفزدہ نظر آ رہا تھا۔

اس لئے تو بولا ہے۔کہ تو وریشہ کو لے کر کسی دوسرے شہر نکل جائی۔۔۔! تھوڑے دنوں میں رونا دھونا مچا کر میں بھی تیرے پیچھے آجاؤں گی۔۔! عاصم کی سب فکروں کو جھٹلاتے ہوئے آسیہ بیگم اپنا منصوبہ ترتیب دے رہی تھیں۔وہ وریشہ کو عاصم کے ذریعے اغوا کروانے کا سوچ ہوئے تھیں۔کیونکہ انہیں کسی صورت میں بھی اپنی بیٹی کے نام کے ساتھ زیام شاہ کا نام ہٹانا تھا۔جس کے لئے وہ کسی بھی حد تک جاسکتی تھی۔

اور عشی کا نکاح۔۔؟آہستہ آواز میں بولتے ہوئے عاصم نے جاننا چاہا تھا۔وہ وریشہ کو پسند کرتا تھا۔اس لئے کہیں نہ کہیں وہ آسیہ بیگم کی منصوبہ بندی پر عمل کرنے کا سوچ ہوا تھا۔۔کیونکہ وریشہ اسکی بچپن کی محبت تھی۔۔جسے وہ کسی بھی طرح حاصل کرنا چاہتا تھا۔آسیہ بیگم نے بچپن سے عاصم کے دل ودماغ میں یہ بات بٹھائی ہوئی تھی۔کہ وریشہ صرف اسکی ہے۔اور اب اچانک عاصم کی محبت کی کہانی میں "زیام شاہ" ولن کے طور پر اینٹری مار چکا تھا۔

نکاح کی خیر ہے۔۔! اگر اس نے سیدھی طرح میری بیٹی کو طلاق نہ دی تو ہم عدالت سے خلع لے لیں گئے۔۔۔! وہ جھٹ سے دوسرا حل بھی بتا گئی تھیں۔ جب اچانک وریشہ ٹرے میں چائے لئے اندر داخل ہوئی تھی۔ اسکی آمد پر جہاں عاصم کی آنکھیں چمکیں۔ وہیں وریشہ کے چہرے پر اکتاہٹ بھرے تاثرات چھائے ہوئے تھے۔ اسے ہمیشہ سے اپنا یہ چھچھورا کزن بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ جو بہانے بہانے سے اسکے قریب ہونے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ پہلے تو روقاش کی وجہ سے عاصم تمیز کے دائرے میں رہتا تھا۔ کیونکہ روقاش نے عاصم کو کبھی بھی وریشہ کے قریب پھٹکنے بھی نہیں دیا تھا۔ اور اب کتنے دنوں سے وہ مسلسل گھر پر چکر لگا رہا تھا۔ جس کے باعث وریشہ بے زار ہوئی پڑی تھی۔ ٹرے رکھنے کے بعد وریشہ مڑ کر جانے لگی تو آسیہ بیگم فوراً اسے روک گئیں۔۔

کہاں جا رہی ہو کبھی ماں کے پاس بھی دو گھڑی بیٹھ جایا کرو۔۔! وہ اسے بہانے سے روکتے ہوئے بولی تھیں۔ جس پر عاصم کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔ بے ساختہ وہ مسکراتے ہوئے چائے کا کپ اٹھا کر ہونٹوں سے لگا گیا۔

ٹائم نہیں میرے پاس ابھی مجھے بابا کے لئے کھانا بھی بنانا ہے۔۔۔! وریشہ نے بنا مڑے سرد لہجے میں جواب دیا۔ جبکہ بلیک ڈریس میں اسکا چمکتا دمکتا روپ عاصم کو بار بار سٹل ہونے پر مجبور کر رہا تھا۔ وہ اسے جی بھر کر دیکھنا چاہتا تھا۔۔ پر اس نخریلی نے کبھی اس سے بات تک کرنا گوارہ نہیں کیا تھا۔۔

ٹھیک ہے۔۔! پھر ایسے کرو عاصم کے لئے بھی کھانا بنالو۔ وہ آج کھانا کھا کر ہی جائے گا۔۔! آسیہ بیگم مسکرا کر بولیں تو وریشہ بے اختیار غصے سے مڑتے ہوئے ماں کو دیکھنے لگی۔ جو زبردستی اسکے سر پر اپنے بھتیجے کو بٹھانے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔

اگر اپکو اپنے بھتیجے کو کھانا کھلانے کا اتنا ہی شوق ہے۔ تو خود اٹھ کر بنالیں۔۔! کیونکہ میں صرف بابا کے لئے ہی کھانا بناؤں گی۔ ویسے بھی ابھی میری کوکنگ اتنی اچھی نہیں ہے۔۔۔! غصے سے بولتے ہوئے وہ آخر پر مروت دیکھاتے ہوئے بولی تھی۔ جیسے کھانا نہ بنانے کا جواز پیش کر رہی ہو۔ وریشہ کہہ کر مزید رکی نہیں تھی۔ جبکہ عاصم اسکی باتوں کو برا منائے بنا بس مسکرا رہا تھا۔ وہ وریشہ کی اتنی عنایت پر بھی خوش تھا۔ کہ وہ اسکی طرف دیکھ کر گئی ہے۔ عاصم کی نظروں کو وریشہ کا پیچھا کرتا دیکھ کر آسیہ بیگم فتح مندی سے مسکرا دیں تھیں۔ وہ عاصم کے دل میں اپنی محبت حاصل کرنے کی امید ایک بار پھر جگانے میں کامیاب ہوئیں تھیں۔۔

ٹائیگر کے لئے لڑکی پسند آچکی تھی۔اسی بات پر روقاش آج ضرورت سے زیادہ خوش نظر آرہی تھی۔وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اپنے شہر والے بنگلے میں پہنچے تھے۔روقاش کو کمرے میں بٹھا کر ہاشم شاہ ملازمہ کو کافی بنانے کا کہنے کے لیے نیچے گیا ہوا تھا۔جبکہ روقاش خوشی سے بے قابو ہوتے اسکے لوٹنے کا انتظار کر رہی تھی۔دوبٹہ نکال کر وہ پاؤں کو ہیلز کی قید سے آزاد کرنے لگی۔ ایک دو منٹ گزرنے کے بعد ہاشم شاہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔

شاہ میں آج بہت خوش ہوں۔۔!!ہاشم شاہ کو دیکھتے ہی وہ تیزی سے کھڑے ہو کر آگے بڑھتے ہوئے اسکے گلے لگی۔تو ہاشم شاہ کو خوشگواری کا جھٹکا ہی دیتی چلی گئی۔ہاشم شاہ نے حیرت سے مسکرا کر جلدی سے اسکے گرد بازو لپیٹتے ہوئے کہا تھا۔۔

کیوں میری جان لینا چاہ رہی ہو شاہ کی جان۔۔!!اسکے نازک وحسین وجود کو چادر اور دوبٹے کے بنا دیکھتے ہوئے وہ پل بھر میں بے قرار ہوتے اسے خود میں بھینچ گیا تھا۔جبکہ وہ ایڑھیاں اٹھاتے ہوئے کھکھلا پڑی تھی ۔۔

ہر وقت فضول کیوں بولتے رہتے ہیں۔۔!اسکے جان لینے والے الفاظ پر وہ نروٹھے پن سے بولی تھی۔

اس قدر قیامت خیز بن کر پاس آوگی تو میں ہوش میں تھوڑی جی پاؤں گا جانِ شاہ۔۔!روقاش کو اپنے مقابل ہونے کی کوشش کرتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے بے اختیار اسے زرا سا اٹھاتے ہوئے اپنے پاؤں پر کھڑا کیا۔اور ساتھ ہی بوجھل پن سے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے وہ عقیدت بھرے انداز میں اسکی گردن پر لب رکھ چکا تھا۔۔

بہت شکریہ قاشو۔۔!میری ویران حویلی کو گھر بنانے کے لیے۔۔!میرے نکمے بھتیجوں کی اتنی خوبصورت اور جوان ماں بننے کے لئے۔۔!ہاشم شاہ نے اچانک مشکور ہوتے چہرہ باہر نکال کر اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔

آپ ایسا کیوں بول رہے ہیں۔۔۔؟؟اسکے آخری الفاظ پر وہ ٹھہر کر دیکھتے ہوئے مسکائی تھی۔ہاشم شاہ اسکی کمر کو تھامے آہستہ آہستہ بیڈ کی جانب قدم اٹھانے لگا۔

کیونکہ میں دل سے تمہارا مشکور ہوں چکا ہوں میری جان۔۔!یوں چلتے ہوئے ہاشم شاہ نے مسکرا کر جواب دیا تھا۔جب روقاش احتیاطاً اسے مضبوطی سے پکڑ چکی تھی۔۔

میرے ہوتے تم کبھی نہیں گر پاؤ گی جانِ شاہ۔۔!!روقاش کے خود کو تھامنے پر ہاشم شاہ نے اسے یقین دلانا چاہا تھا۔۔کہ وہ اسے کبھی بھی گرنے نہیں دے گا۔۔

جانتی ہوں۔۔!!اس لئے تو پورے اعتماد کے ساتھ تو آپکا سہارا لیے کھڑی ہوں۔۔!روقاش نے جھٹ سے مسکاتے ہوئے پلکیں جھپکیں تو وہ بے اختیار ہنس پڑا تھا۔

اتنی خوبصورت کیوں ہو۔۔؟؟اسکی اداؤں پر ہاشم شاہ کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔

کیونکہ آپکی ہوں۔۔!روقاش نے مغرور ہوتے اسکے سوال کا جواب دیا تو ہاشم شاہ متاثر کن انداز میں سر کو جنبش دے گیا۔ جیسے اسکا یہ جواب پسند آیا ہو۔

میرا بن کر کیسا محسوس ہو رہا ہے پھر۔۔؟اگلا سوال ہاشم شاہ کی طرف سے غیر معمولی آیا تھا۔۔

خوش قسمت۔۔۔!اور اپکو میرا بن کر کیسا محسوس ہو رہا ہے۔۔؟روقاش نے جھٹ سے جواب دیتے ہوئے جاننا چاہا تھا۔۔

مکمل۔۔۔!!ہاشم شاہ نے جذبات سے لبریز آواز میں یک لفظی جواب دیتے ہوئے اسکے ماتھے پر ہونٹ رکھ دیئے کہ روقاش پتھر سی ہوتی اسے دیکھتی چلی گئی۔جبکہ وہ یوں ہی اسکے ماتھے پر ہونٹ رکھے آنکھیں بند کر گیا تھا۔

اپکو مجھ سے زیادہ محبت ہے کیا شاہ۔۔؟اسکا جواب سننے کے بعد روقاش کے دل میں بے اختیار سوال ابھرا تھا۔جسے وہ پوچھے بنا نہیں رہ سکی تھی۔

محبت تو صرف محبت ہوتی ہے شاہ کی جان۔۔!زیادہ یا کم ہونا محبت کی فطرت میں شامل نہیں ہے۔۔!ہاشم شاہ نے اسکی خوبصورت آنکھوں میں جھانکتے ہوئے جواب دیا۔

اور جو کم یا زیادہ ہو وہ کیا محبت نہیں ہوتی۔۔۔؟روقاش نے مزید جاننے کی کوشش کی۔وہ یک ٹک ہاشم شاہ کی سبز آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔سامنے کھڑے مرد کی آنکھوں نے ہمیشہ اسے خود میں الجھایا تھا۔ بے

خودی میں ڈوبتے ہوئے اس نے ہاشم شاہ کی آنکھوں کو چھونا چاہا تو وہ بدلے میں مسکرائے بنا نہیں رہ سکا تھا۔ اسکی بیوی ہمیشہ اسکی آنکھوں کو یوں ہی مسمرائز ہوتے دیکھتی رہتی تھی۔ یہاں تک کہ جب ہاشم شاہ سو رہا ہوتا تھا۔ تو تب بھی جاگنے کی صورت میں وہ اسکے پہلو میں لیٹی اسکی آنکھوں کی طرف ہی متوجہ ہوتی تھی۔ نیند میں اکثر اوقات ہاشم شاہ نے اسکی انگلیوں کی پوروں کو اپنی بند آنکھوں پر سرکتے ہوئے محسوس کیا تھا۔

جو کم یا زیادہ ہو وہ چاہت یا فکر ہو سکتی ہے۔ محبت نہیں میری پرنسپل صاحبہ۔۔! روقاش کے ہونٹوں کے قریب جھک کر ہاشم شاہ نے بولتے ہوئے اسکے ہونٹوں کو ابھی چھونا چاہا ہی تھا۔ کہ اچانک میز پر رکھا روقاش کا موبائل چنگاڑ اٹھا۔ بیل کی آواز پر وہ چونکتے ہوئے ایک دوسرے سے دور ہٹے تھے۔ موبائل پر زیام شاہ کی کال آرہی تھی۔۔

لگتا ہے اس خبیث کی بھی جلدی رخصتی کروانی پڑے گی۔۔!! زیام شاہ کی بے وقت اینٹری پر ہاشم شاہ کلس کر دور ہٹا تو روقاش نے ہنستے ہوئے آگے بڑھ کر فون اٹھا لیا۔

ہیلو۔۔! یس کرتے ہوئے روقاش نے فون کان کو لگایا تو ہاشم شاہ نے بیڈ پر بیٹھ کر جوتے اتارنا شروع کر دیئے۔

پیاری چاچی جان آپ لوگ کہاں رہ گئے ہیں۔۔!ہم سب کب سے آپکے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔!

فون اٹھاتے ہی زیام شاہ نے میٹھے لہجے میں استفسار کرتے ہوئے آخر پر جاننا چاہا تھا۔

اس بات کا جواب تم اپنے چاچو سے پوچھو۔۔!روقاش نے ہنسی دبا کر زیام شاہ سے کہتے ہوئے موبائل ہاشم شاہ کی طرف بڑھا دیا تھا۔جس پر زیام شاہ چونک کر موبائل کو دیکھنا شروع ہو چکا تھا۔وہ مزید کچھ سوچتا جب موبائل سے ہاشم شاہ کی اچانک اکھڑی آواز سنائی دی تھی۔۔

ہاں بولو کیا تکلیف ہے۔۔؟موبائل تھامتے ہوئے ہاشم شاہ زرا خراب موڈ میں بولا۔۔

اپکو کیا ہوا ہے۔۔؟ہاشم شاہ کے خراب موڈ نے زیام شاہ کو پہلے سے زیادہ حیرت زدہ کیا۔وہ سب کب سے کھانا کھا کر انکی واپس کا انتظار کر رہے تھے۔تاکہ روقاش سے اسکی بہو کے بارے میں جان سکیں۔پر اتنی دیر گزر جانے کے بعد جب وہ لوگ واپس نہ آئے تو ارباز شاہ نے فون کر کے پوچھنے کا کہا تھا۔

تم لوگوں کی پیدائش کا رونا ہے مجھے۔۔۔!زیام شاہ کے سوال کا جواب ہاشم شاہ کی طرف سے الٹ آیا تھا۔ جس کو سنتے ہوئے روقاش نے بے اختیار اسکے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے اسے باز کیا۔اپنا مومنٹ خراب کرنے کی وجہ سے وہ زیام شاہ پر بھڑاس نکال رہا تھا۔

یہ رونا تو آپکا بہت پرانا ہے بڑی۔۔!کچھ نیا بتائیں کہ ابھی کیا ہوا ہے۔۔!کیوں جلے ہوئے پکوڑے کی طرح اچھل رہے ہیں۔۔!زیام شاہ نے برامناتے ہوئے بے نیازی سے ہاشم شاہ کو سڑا ہوا پکوڑا بنایا تو اسکے پاس بیٹھے سب افراد ہنستے ہوئے اسے دیکھ گئے۔۔

مجھے واپس آنے دو پھر تمہیں میں بتاؤں کہ جلا ہوا پکوڑا اصل میں ہے کون۔۔!روقاش کو ہنسی ضبط کرتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے جل کر اسے دھمکایا تھا۔اور ساتھ ہی اپنی بیوی کے وجود کو سخت ہاتھوں سے چھوتے ہوئے بے باک جسارت کر ڈالی۔جس پر روقاش کی ہنسی کو یک دم بریک لگتے چیخ نکلی تھی۔

کیا ہوا روح کو۔۔۔؟روقاش کی چیخ سنتے ہوئے زیام شاہ فوراً سنجیدہ ہوتے فکر مند ہوا تھا۔۔

کچھ نہیں بس پاؤں پھسل گیا تھا زرا۔۔۔!تم کیا پوچھ رہے تھے۔۔؟

روقاش کو اٹھا کر اپنی گود میں بٹھاتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسے بے فکر کرنا چاہا تھا۔ جبکہ روقاش اسے خفگی سے دیکھتے گردن پر دانت گاڑ گئی تھی۔ جس پر ہاشم شاہ بامشکل اپنی کراہ کو ہونٹوں میں دبانے لگا۔

میں نے یہ ہی پوچھنے کے لئے فون کیا ہے۔۔ کہ کب تک واپس آرہے ہیں۔۔؟ زیام شاہ نے بے ساختہ انکی واپسی کے بارے میں دوبارہ جاننا چاہا تھا۔

ہم صبح واپس آئے گئے۔۔۔! روقاش کی ذپ کھولتے ہوئے ہاشم شاہ نے کہا۔ اسکا سارا دھیان اس وقت اپنی گود میں بیٹھی بیوی کی طرف تھا۔

کیوں صبح کیوں۔۔۔؟؟ زیام شاہ نے جھٹ سے سوال کرتا وجہ پوچھی تھی۔۔

اور تمہیں کیوں لگتا ہے کہ میں تمہیں جواب دینے کا پابند ہوں۔۔!! زیام شاہ کے بے تکے سوال پر ہاشم شاہ نے متوجہ ہوئے دانت کچکچائے تھے۔

آپ ہماری چاچی کو لے کر گئے ہوئے ہیں بڑی۔۔! اس لئے آپکا پابند ہونا بنتا ہے۔۔۔! زیام شاہ نے بے اختیار اسے یاد دلایا تھا۔ جو فون پر موجود ہاشم شاہ سنتے ہی آبرو آچکا گیا تھا۔ روقاش مسکاتے ہوئے مزے سے انکی لڑائی انجوائے کر رہی تھی۔

یہ چاچی تمہیں فلپ گارڈ سے نہیں مل گئی تھی۔ بلکہ میری بدولت ہی ملی ہوئی ہے۔ اس لئے میرے ساتھ زیادہ ہوشیار بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اب فون رکھو۔۔! ہاشم شاہ نے بدلے میں اچھے سے جتاتے ہوئے فون رکھا تو جہاں روقاش نے قہقہ لگایا وہیں زیام شاہ ہکابکا بند ہوتے فون کو دیکھتا رہ گیا تھا۔ انکی واپسی نہ ہونے کا سن کر اسکا دل یک دم اداس ہو چکا تھا۔

تمہیں بہت ہنسی آرہی ہے نا۔۔!! فون میز پر پٹختے ہوئے ہاشم شاہ تیزی سے ہنستی ہوئی روقاش کے ہونٹوں پر جھکتے ہوئے اسکی ہنسی کو دبا گیا تھا۔ جبکہ وہ آنکھیں پھیلا کر اسکی کالر میں مٹھیوں میں دبوچ چکی تھی۔ ہاشم شاہ نے مستی سے چور ہوتے روقاش کے ہونٹوں کی نرماہٹ محسوس کرتے ہوئے اپنی شرٹ اتار کر دور پھینکی تو روقاش اسکے چوڑے مضبوط سینے کو دیکھ کر بے ساختہ تھوک نگل گئی۔ ہاشم شاہ کے دیوہیکل وجود کو دیکھتے ہوئے اسکے بدن میں بے ساختہ سپارک ہونے لگا تو وہ آنکھیں میچ کر اسکے قریب ہونے کی کوشش کرنے لگی۔ روقاش کی کمر میں ہاتھ لپیٹتے ہوئے ہاشم شاہ نے اسے یوں ہی اٹھا کر تکیے پر لٹاتے ہوئے اپنا وزن

اس پر منتقل کر دیا۔ روقاش نے مچل کر اسکے کندھوں سے تھامنے کی کوشش کی تھی۔ اسکا دل سینے کی دیواروں سے سر پٹکتے ہوئے اسے بے خود کرنے لگا تو وہ بہکتے ہوئے ہاشم شاہ کے ہونٹ پر دانت گاڑ چکی تھی۔ جس پر ہاشم شاہ حیران ہوتے مزید بے قرار ہوا تھا۔

لائٹس آف کرتے ہوئے وہ آہستہ آہستہ ہر پردہ جدا کرتے ہوئے اسے خود میں قید کرتا چلا گیا تھا۔ ہاشم شاہ کے سلگتے ہونٹوں نے جیسے ہی اسکی گردن کو چھوا تو روقاش حد سٹپٹاتے ہوئے ہونٹ بھینچ گئی۔ ہاشم شاہ کے لمس پر اسکا بدن جلنے لگا تو وہ ذومعنی انداز میں مسکراتے ہوئے ایک بار پھر اسکے نازک وجود پر اپنا سایہ کرتے اسے سسکنے پر مجبور کر چکا تھا۔ روقاش کی آہیں اسکے ہونٹوں میں کہیں گم ہوتی جا رہی تھیں۔ جبکہ ہاشم شاہ اسکے وجود کے ہر خم کو نئے سے فتح کرتے ہوئے بے قابو ہوتا چلا گیا تھا۔

کمرے میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ارمغان شاہ کی مکمل توجہ سامنے بیٹھی مالا شاہ کی طرف تھی۔ جو چھوٹے چھوٹے نوالے لیتی کھانا کھا رہی تھی۔

پچھلے کتنے دنوں سے انکے بیچ خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسا نہیں تھا۔ کہ ارمغان شاہ نے اسے منایا نہ ہو۔ لیکن مالا شاہ اس بار شاید زیادہ ہی روٹھ چکی تھی۔ کیونکہ وہ مقابل کی ہر پکار کو نظر انداز کرتی جا رہی تھی۔ مالا

شاہ کی مینیجر واپس پاکستان چلی گئی تھی۔ لیکن وہ ابھی تک یہیں استنبول میں ہی ٹھہرے ہوئے تھے۔ مالا شاہ نے واپس جانے کا کہا تھا۔ پر ارمغان شاہ نے صاف کہہ دیا تھا۔ کہ جب تک انکے بیچ صلح نہیں ہو جاتی ہے۔ وہ یہاں سے واپس نہیں جائیں گئے۔۔۔ ارمغان شاہ کی ہٹ دھرمی پر وہ بھی خاموشی سادھ چکی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی۔ کہ ارمغان شاہ جیسے ضدی انسان کے ساتھ بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔

مالا۔۔!! کھانے سے ہاتھ روکتے ہوئے بے اختیار وہ اسے پکار گیا۔ وہ اسکی اتنی طویل خاموشی پر اب صبر کھو چکا تھا۔ ارمغان شاہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن مخالف جانب سے کوئی ردعمل نہیں تھا۔

مالا۔۔!! اب کی بار وہ بالکل کھانے سے دور ہوتے اسے پکارنے لگا تھا۔ ارمغان شاہ کی سیاہ آنکھیں پوری طرح اس پر مرکوز تھیں۔ جبکہ اس بار ارمغان شاہ کی پکار پر مالا شاہ کا منہ کی طرف جاتا ہوا ہاتھ بے ساختہ رکا تھا۔۔

کب تک ناراض رہو گی میری جان۔۔؟؟ اسکے متوجہ ہونے پر وہ تیزی سے بولا تھا۔

جب تک اپکو اپنے کہے گئے الفاظ کا احساس نہیں ہو جاتا تب تک۔۔۔! نظریں اٹھاتے ہوئے مالا نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔

ہو تو گیا ہے احساس میری جان۔۔! اب کیا میری جان لینا چاہتی ہو تو ویسے بتاؤ میں تمہارے سامنے خود کو شوٹ کر لیتا ہوں۔۔۔! مالا کا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ آہستہ آواز میں بے بس ہوا تھا۔ جبکہ اس بار مالا نے اسکا ہاتھ خود سے نہیں جھٹکا تھا۔ بلکہ وہ اسے بے ساختہ دیکھتی چلی گئی تھی۔ مالا کے یوں مسلسل دیکھنے پر ارمغان شاہ نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے بے ساختہ اسکے نازک ہاتھ پر ہونٹ رکھے تھے۔۔

کیا اپکو میرا احساس ہو رہا ہے غان۔۔؟؟ کیا آپ یہ محسوس کر سکتے ہیں کہ میں پچھلے کتنے دنوں سے اذیت میں ہوں۔۔۔! ارمغان شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے وہ اچانک تکلیف بھرے انداز میں سوال کرنے لگی تھی۔ جبکہ خوبصورت آنکھوں کے کنارے بھیگ چکے تھے۔

میں شرمندہ ہوں مالا۔۔۔! پلیز ایسے نہیں کرو میرے ساتھ۔۔۔! مالا شاہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے ہوئے وہ بے چین ہوا تھا۔ خود کو ہزار بار ملامت کر چکا تھا۔ کہ وہ اپنے غصے کی وجہ سے اسکے ساتھ کیا کرنے جا رہا تھا۔

آپ شرمندہ نہیں ہیں غان۔۔!آپ بس چاہتے ہیں کہ میں سب کچھ بھلا کر آپکے ساتھ نارمل ہو جاؤں ۔۔۔!تکلیف سے بولتے وہ آخر پر زخمی انداز میں مسکرائی تھی۔اور اسکے ساتھ ہی پلیٹ دور کرتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

مالا۔۔!!اسکے اٹھ کر جانے پر ارمغان شاہ نے تیزی سے اسکی کلائی جکڑتے ہوئے اسے قریب کھینچا تو وہ تیزی سے اسکے سینے سے آلگی۔

مزید کتنا آزمانا چاہتی ہو میری جان۔۔!!اسے قریب کرتے ہوئے وہ تھکے انداز میں پوچھ گیا۔مالا نے بے ساختہ اسکی تھکن دیکھی تو بولنا شروع کر دیا۔۔

میں اپکو بنا بتائے صرف اس لئے آئی تھی۔تاکہ یہاں سے جیتنے کے بعد واپس جا کر آپکے ساتھ اپنی پہلی جیت منا سکوں غان۔۔!کیا آپکی محبت میرا اتنا بھرم بھی نہیں رکھ سکتی کہ میں کچھ اپنی مرضی سے کرنا چاہوں تو کر سکوں۔۔۔!!کیا ہر بار انا کا بیچ میں آنا ضروری ہے۔۔؟میں اپکو بنا بتائے آگئی۔تو اپکو لگا کہ میں اپکو ضروری نہیں سمجھتی؟یا پھر آپکی میری نظر میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔۔!یہ ہی سب سوچتے ہوئے آپ

یہاں پر مجھے سبق سکھانے کے لئے آئے تھے نا۔۔! کیونکہ مالا شاہ نے اپکی انا پر بری طرح ٹھیس پہنچادی تھی۔۔

اسکی گرفت میں کھڑی وہ سرد لہجے میں سوال کرتی چلی گئی تھی۔ جبکہ ان سوالوں کے دوران اسکی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔

تم غلط سوچ رہی ہو میری جان۔۔! ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔! اسکی باتوں پر ارمغان شاہ کا دل ڈوبنے لگا۔ تو جھٹ سے انکار کر گیا۔۔ انجانے میں ہی سہی پر وہ سچ میں اسے بہت ہرٹ کر چکا تھا۔

اگر ایسا نہیں تھا۔ تو پھر آپ نے جو کیا وہ کیا تھا۔۔؟ اسکے جھٹلانے پر آنسو صاف کرتے ہوئے مالا نے پھر سوال کیا تھا۔ جس پر وہ سرد سانس خارج کرتے ہوئے بے اختیار اسکے ماتھے کے ساتھ ماتھا ٹکا گیا۔۔۔

میں اس لڑکے کو تمہارے نزدیک کھڑے دیکھ کر بس آؤٹ آف کنڑول ہو گیا تھا مالا۔۔! یا پھر میرے بھڑکنے کے پیچھے تمہارا وہ ڈریس تھا۔۔! تم اچھے سے جانتی ہو کہ میں شروع سے تمہارے لئے کتنا جنونی رہا ہوں۔ اور تمہارے متعلق جب بھی کوئی ایسی بات ہوتی ہے۔ تو میں بس پھر سب بھول جاتا ہوں۔۔۔! تم

کیوں نہیں سمجھ رہی ہوں کہ مجھے تمہارے یہاں آنے نہیں ہرٹ کیا تھا۔بلکہ تمہارے ڈریس اور اس لڑکے کا تمہارے نزدیک کھڑے ہونے نے کیا تھا۔۔۔!

مالا شاہ کی ناراضگی کے آگے ارمغان شاہ لاچار ہو چکا تھا۔وہ اسے ہر طرح سے وضاحت کرتے ہوئے بتانا چاہ رہا تھا۔کہ اسکے معاملے میں اسکا دل بے بس ہے۔۔

مالا شاہ ابھی سو رہی تھی۔جب ارمغان شاہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔صبح کے نو بج رہے تھے۔وہ آج جلدی اٹھ گیا تھا۔

فریش ہونے کے بعد وہ تھوڑی دیر نیچے ہوٹل کے لان میں ہی واک کر رہا تھا۔اور اب مالا شاہ کو دیکھنے کے لیے اوپر آیا تھا۔وائٹ شرٹ کے اوپر وہ براؤن جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی ارمغان شاہ نے اپنی جیکٹ اتار کر سائیڈ پر رکھ دی تھی۔کیونکہ کمرے میں ہیٹر چل رہا تھا۔کل رات اس نے ہر ممکن کوشش کرتے ہوئے مالا شاہ کو منانے کی کوشش کی تھی۔پر مالا شاہ شاید ابھی کچھ بھی سمجھنے بوجھنے کی کیفیت میں نہیں تھی۔اس لئے ارمغان شاہ نے فلوقت اسے سپیس دینے کا سوچا تھا۔اس بار وہ اسکے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا۔کیونکہ ارمغان شاہ اسے پورے دل کے ساتھ راضی کرنا چاہتا تھا۔۔نہ کہ کسی زور وزبردستی کی بنا پر۔۔۔

وہ چلتے ہوئے آکر اسکے پاس بیڈ کے کنارے بیٹھ گیا تھا۔مالا شاہ پر سکون انداز میں سو رہی تھی۔جبکہ ارمغان شاہ اسے دیوانا وار دیکھنا شروع ہو گیا تھا۔ہاتھ بڑھاتے ہوئے ارمغان شاہ نے بے ساختہ اسکے بالوں میں ہاتھ

پھیرا تھا۔مالا شاہ کی بند آنکھوں کو دیکھتے ہوئے وہ وارفتگی سے اپنی انگلیوں کی پوروں سے اسکی بند آنکھوں کو چھو گیا تھا۔مالا شاہ کی خوبصورت آنکھوں کو سوچتے ہوئے وہ ہولے سے مسکرا دیا تھا۔اپنی انکی بڑی بڑی آنکھوں پر وہ جب وہ چشمہ لگا کر ارمغان شاہ کی طرف سہمی نظروں سے دیکھتی تو اسکے دل میں بری طرح ہلچل مچا دیتی تھی۔ارمغان شاہ بچپن سے اسکی آنکھوں کا دیوانہ تھا۔اس لئے تو ہر بار وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اپنا ہوش بھلا دیتا تھا۔لیکن صرف ایک بری چیز ہوئی تھی۔اور تھا انکا قریب نہ ہونا۔۔۔!!

بے شک انکا رشتہ سالوں پہلے کا بنایا ہوا تھا۔پر اسکے باوجود ان کے بیچ "انڈرسٹینڈنگ "نہ ہونے کے برابر تھی۔ایسا نہیں تھا۔کہ ارمغان شاہ نے کبھی اسکے قریب ہونے کی کوشش نہیں کی تھی۔پر اسکی غصیلی طبیعت کی وجہ سے مالا شاہ ہمیشہ اس سے دور دور اور سہمی رہتی تھی۔شاید یہ ہی وجہ تھی۔کہ اتنا مضبوط رشتہ ہونے کے باوجود بھی وہ ایک دوسرے کو جانتے نہیں تھے۔سمجھتے نہیں تھے۔اور اب اگر کچھ عرصہ پہلے انکے بیچ تھوڑی بہت انڈرسٹینڈنگ ہوئی تھی۔تو وہ بھی یہاں آنے کے بعد ختم ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ارمغان شاہ نہیں جانتا تھا۔کہ وہ غصہ یا خوش ہونے کی صورت میں کیا ردعمل دیتی تھی۔یا پھر لڑکیوں کی سافٹ نیچر کو ہینڈل کیسے کیا جاتا تھا۔وہ ان سب چیزوں سے ابھی تک ناواقف تھا۔کیونکہ اس نے آج تک صرف مالا شاہ کو چاہا تھا، یا پھر حق جتایا تھا۔پیار ہونے کے باوجود رشتے میں ایک دوسرے کو سمجھنا یا اہمیت دینا کتنا ضروری ہے۔وہ اب آکر جان رہا تھا۔اور اب ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اسے اچھے سے احساس ہو رہا تھا۔کہ وہ اپنی سخت طبیعت کی وجہ سے مالا شاہ کو اب تک خود سے دور کیے ہوئے تھا۔ارمغان شاہ نے اب آکر

جاناتھا۔ کہ مرد دنیا کے لئے چاہے کتنا بھی سخت مزاج کیوں نہ ہو۔ پر وہ کسی ایک کے لئے کبھی بھی سخت مزاج نہیں ہو سکتا ہے۔ شاید یہ ہی وجہ تھی۔ کہ ہر بار محبت کا اظہار کرنے کے باوجود بھی مالا شاہ اسکے جذبات کو سمجھ نہیں پاتی تھی۔ کیونکہ وہ اسکا اپنے لئے نرم رویہ و پیار دیکھنا چاہتی تھی۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی۔ کہ ارمغان شاہ جس نظر سے دنیا کو دیکھتا ہے۔۔ کیا وہ نظر جب مالا شاہ پر آکر ٹھہرتی ہے۔ تو اس نظر میں پیار، محبت یا نرمی کا تاثر ہوتا ہے۔۔؟

تم بہت جلد مجھ سے محبت کا اظہار کرو گی جاناں۔۔۔!! جھکتے ہوئے اس نے بے اختیار مالا شاہ کی گردن میں گہرا سانس بھرا تھا۔ اسکی کمر کو نرمی سے چھوئے وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپائے گہرے سانس لے رہا تھا۔ یہ جانے بنا کہ جس کے حصار میں وہ پر سکون ہوئے ہے۔ وہ کب سے جاگے ہوئے ہے۔ ارمغان شاہ کا بھاری لہجہ سنتے ہوئے مالا شاہ کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔ پر وہ خود پر قابو پائے ہوئے تھی۔ کیونکہ وہ اسے یہ نہیں ظاہر کرنا چاہتی تھی۔ کہ وہ جاگ رہی ہے۔۔

مجھے معاف کرو مالا۔۔! میں جانے، انجانے میں ہی سہی پر تمہارے اس خوبصورت دل کو خود سے ناراض کرتا رہا ہوں۔۔! مجھے کبھی اندازہ ہی نہیں ہوا۔ کہ تم میرے پیار کی منتظر رہی ہو۔.!!

اسکی گردن کو ہولے سے لبوں سے چھوتے وہ نم لہجے میں اقرار کر رہا تھا۔ کہ کل رات مالا شاہ کی کہی ہوئی باتوں کا اس کے دل پر گہرا اثر ہوا ہے۔ وہ مان رہا تھا۔ کہ مالا شاہ صرف ارمغان شاہ کے پیار و محبت کی حق دار ہے۔ اسکے الفاظ سنتے ہوئے مالا شاہ نے بامشکل اپنی ہچکی پر قابو کیا تھا۔ بے اختیار اسکی آنکھوں کے سامنے وہ منظر آیا تھا۔ جب وہ غصے سے پاگل ہوتے اسکی روح کو زخمی کرنے والا تھا۔۔

بچپن میں جب تم میرے غصے سے ڈر کر بڑی کے پیچھے چھپ جاتی تھی۔ تو مجھے بہت پیاری لگتی تھی۔ میرا دل چاہتا تھا۔۔ کہ تمہیں مزید ڈراؤں۔۔! کیونکہ مجھے تمہاری زبان سے اپنا نام سننا بہت پسند تھا۔۔! میں صرف اپنا نام سننے کے لئے تمہیں ڈرانے کی کوشش کرتا تھا۔ پر نہیں جانتا تھا۔ تمہیں خود سے دور کر تا چلا جاؤں گا۔۔!! ارمغان شاہ کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر مالا شاہ کی گردن پر گرا تھا۔ جس پر مالا شاہ نے ساکت ہوتے اسکے بال دیکھے تھے۔ بے اختیار اسے بچپن کے وہ۔ سارے مناظر یاد آنے لگے تھے۔ جب وہ ڈرتے سہمتے اسے پکارا کرتی تھی۔ "غان پلیز مجھے مت ڈرائیں۔۔" مالا شاہ ہمیشہ یوں ہی بولتے ہوئے اسے قریب آنے سے روکا کرتی تھی۔ جب وہ اسکے قریب آنے کی کوشش کرتا تھا۔

وہ مالا شاہ کی کھلی آنکھوں کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

میں نے کبھی یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی۔ کہ میں تم سے جس محبت کا دعویٰ دار ہوں۔ تم وہ محبت محسوس بھی کرتی ہو یا نہیں؟ وہ مزید بولتا جارہا تھا۔ ایک بار مالاشاہ کا دل چاہا تھا۔ کہ اسکے گرد حصار باندھتے ہوئے ارمغان شاہ کو بولنے سے روک لے۔ لیکن نہ جانے کیوں اسکا دل اسے سننے کو چاہ رہا تھا۔ شاید وہ ان سب جذبات کا اظہار چاہتی تھی۔ جو ان میں اب تک "ان کہے" رہ چکے تھے۔

کل رات سے جتنی بار تمہیں دیکھا ہے۔ تو "لاڈو" کی یاد آئی ہے۔ جانتی ہو لاڈو کی کیوں یاد آرہی ہے۔۔؟ ارمغان شاہ ایسے باتیں کر رہا تھا۔ جیسے وہ جانتا ہو کہ مالاشاہ اسکی ساری باتیں سن رہی ہے۔ کمرے میں گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ہر گزرتے لمحے میں ارمغان شاہ کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ جسے مالاشاہ سانس روکے سنتی جارہی تھی۔ وہ جاننے کے لیے بے تاب ہوئی تھی۔ کہ وہ کیونکر کل رات سے شرجینا کو یاد کر رہا ہے۔

تمہیں دیکھتا ہوں۔ تو مجھے لاڈو کی وہ مسکان یاد آنے لگتی ہے۔۔! جو عالم بھائی کو دیکھتے ہی اسکے معصوم چہرے پر آجاتی ہے۔۔۔! اسکی وہ معصوم چاہت جو اسے یہ یقین دلاتی ہے۔ کہ عالم شاہ اسکے لئے گھنا سایہ ہے۔ جو اسکی ہر خواہش کو پورا کر سکتا ہے۔ جو اسکی مسکراہٹ کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔! مجھے معاف کر دو مالا میں تمیں وہ "مان" اور "محبت" نہیں دے سکا۔ کہ تم بس مجھ میں جائے پناہ ڈھونڈتی۔۔! ارمغان شاہ کے الفاظ مالاشاہ کی آنکھیں نم کر چکے تھے۔ ہونٹوں کو بھینچے وہ مشکل سے اپنا رونا کنٹرول کر رہی تھی۔ جبکہ

ارمغان شاہ اس بار اسے شدت سے خود میں بھینچتے ہوئے خاموش ہو چکا تھا۔ سینے میں اسکا دل تیزی سے دھڑکتے ہوئے جیسے بے چین تھا۔ اسکے برعکس مالا شاہ آنکھوں کو میچے اپنے آنسو ضبط کر رہی تھی۔ پر اسکے باوجود بھی اسکے وجود کی لرزش ارمغان شاہ کو محسوس ہو چکی تھی۔ وہ چونکا تھا۔

میں تمہارے لئے ناشتے لینے جا رہا ہوں۔۔! اٹھ کر فریش ہو جاؤ۔۔! خود پر قابو پا کر وہ اسکا گال تھپتھپاتے ہوئے تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ وہ اسکی نم آنکھیں دیکھ لے۔ اس لئے تیزی سے پلٹتے ہوئے وہ دروازے سے باہر نکل گیا تھا۔ جبکہ اسکے غائب ہونے پر مالا شاہ اب کھل کر رو دی تھی۔

____

عالم شاہ اور حابیل شاہ آج ایک لمبے عرصے کے بعد شاپنگ کرنے کے لئے ایک ساتھ مال آئے ہوئے تھے۔ عالم شاہ کو اپنی عالم جاں کے لئے کچھ خریدنا تھا۔ اس لئے وہ واپسی پر حابیل شاہ کو ساتھ لئے مال آ گیا تھا۔ وہ دونوں جیولرز کی شاپ پر موجود تھے۔

عالم شاہ شرجینا کے لئے لاکٹ دیکھ رہا تھا۔ پر حابیل شاہ کو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

کیا لوں بیلا کے لیے۔۔۔؟ اتنی ساری چیزوں کو دیکھتے ہوئے اسے الجھن ہو رہی تھی۔

کیا تم نے بھابھی کو دنیا کی ساری چیزیں خرید کر دے دیں ہیں۔۔۔؟ حابیل شاہ کی آواز سنتے ہوئے عالم شاہ نے متوجہ ہوتے اسکی طرف دیکھ کر سوال کیا تھا۔

نہیں تو۔۔!! اسکے انوکھے سوال پر حابیل شاہ انکار کرتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگا تھا۔

تو پھر اتنا سوچ کیوں رہا ہے۔ جو چیز پہلے نہیں دی وہ اب دے دیں۔۔! عالم شاہ نے عام سے لہجے میں اسے مشورہ دیا تھا۔ جس کو سن کر حابیل بے اختیار اسے دیکھ گیا۔

یہ بات تو سیدھے طریقے سے بھی کہہ سکتا تھا۔۔! عالم شاہ کے انوکھے مشورے پر حابیل شاہ بولے بنا نہیں رہ سکا تھا۔ اور ساتھ ہی وہ بھی اب اربیلا کے لئے لاکٹ پسند کرنے لگا تھا۔ کیونکہ عالم شاہ کے مشورہ اسے پسند آیا تھا۔۔

کہہ سکتا تھا۔ پر تجھے سیدھی بات کہاں سمجھ آتی ہے۔۔! شرجینا کے لئے لاکٹ پسند کرنے کے بعد عالم شاہ اب اسکے لئے ائیر رنگز دیکھ رہا تھا۔ عالم شاہ کے جواب پر حابیل شاہ اسے گھور کر دوبارہ چیزوں کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

وہ اپنے دھیان میں مصروف تھے۔ جب اچانک امایہ شاہ کے ساتھ عنایہ شاہ وہاں داخل ہوئی تھیں۔ دونوں بہنیں جو ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کر رہی تھیں۔ کہ اچانک حابیل شاہ پر نظر پڑتے ہی عنایہ شاہ کی زبان کو بریک لگی تھی۔ امایہ شاہ بھی خاموش ہوتے بہن کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ جو حابیل شاہ کو مسلسل دیکھتے جا رہی تھی۔ اتنے دنوں بعد بہت منتیں کرنے کے بعد امایہ شاہ آج اسے اپنے ساتھ باہر لانے میں کامیاب ہو پائی تھی۔ پر بدقسمتی سے عنایہ شاہ کا پھر سامنا حابیل شاہ سے ہو چکا تھا۔

عنایہ شاہ کے پیر بے اختیار حابیل شاہ کیطرف اٹھے تو امایہ ہونٹ کاٹتے ہوئے اسکے پیچھے بڑھی تھی۔

آپ حابیل شاہ ہیں نا۔۔؟؟ انکے قریب جاتے ہی عنایہ شاہ نے پر شوق لہجے میں مخاطب کیا تو کسی لڑکی کی آواز پر وہ دونوں چونکتے ہوئے مڑے تھے۔

جی میں ہی "حابیل شاہ" ہوں۔۔!! آپ کون۔۔؟ عالم شاہ کی طرف دیکھ کر حابیل شاہ نے بھاری آواز میں جواب دیا تھا۔ جبکہ عالم شاہ ان دونوں بہنوں کو ایک نظر میں پہچان چکا تھا۔ عالم شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے

امایہ شاہ نے سر کو جنبش دیتے ہوئے سلام کیا تو بدلے میں عالم شاہ نے رسما مسکرا کر آہستہ آواز میں جواب دیا تھا۔

میرا نام "عنایہ باسم شاہ" اور یہ میری بہن امایہ شاہ ہے۔۔!! حابیل شاہ کی گھمبیر آواز سنتے ہی عنایہ شاہ کی دھڑکن تیز ہونے لگی تو وہ بلش کرتے ہوئے اپنا تعارف کروانے لگی تھی۔ جس پر حابیل شاہ نا سمجھی سے عالم شاہ کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ کیونکہ وہ ان لڑکیوں کو پہلی بار دیکھ رہا تھا۔۔

یہ باسم شاہ کی بیٹیاں ہیں۔۔! مطلب اربیلا بھابھی کی بڑی بہنیں۔۔! حابیل شاہ کے خود کی طرف الجھن سے دیکھنے پر عالم شاہ نے خود سامنے کھڑی لڑکیوں کا صحیح سے تعارف کروایا تھا۔ کیونکہ وہ انکو پہلے بھی ایک بار مل چکا تھا۔ مکمل تعارف جان کر اب حابیل شاہ کی حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی تھی۔ جبکہ یہ تعارف سامنے کھڑی لڑکیوں کو کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔۔

اربیلا کیسی ہے۔۔؟ امایہ شاہ نے پہلی بار بیچ میں بولتے ہوئے رسمی طور پر اپنی بہن کا حال جاننا چاہا تھا۔ کیونکہ وہ سامنے کھڑے لوگوں کو کچھ غلط تاثر نہیں دینا چاہتی تھی۔

الحمد للہ بالکل ٹھیک ہے وہ۔۔!! پہلی بار سسرالی رشتوں کے ملنے پر حابیل شاہ نے بھرپور مسکرا کر جواب دیا تھا۔ یہ جانے بنا کہ کرعنایہ شاہ کی دیوانہ وار نظریں مسلسل اس پر ٹکی ہوئی ہیں۔

آئیں نا پلیز کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔! عالم شاہ کو اشارہ کرتے ہوئے حابیل شاہ انہیں ساتھ لے کر شاپ سے باہر نکلا تھا۔ کیونکہ انکا مزید ایسے وہاں کھڑے رہنا اسے اچھا نہیں لگا تھا۔ وہ پہلی بار اپنی سالیوں سے مل رہا تھا۔ اس لئے انکو اپنا اچھا تاثر دینا چاہتا تھا۔۔

کمینہ سسرالیوں کو دیکھتے ہی سگھڑ داماد بننے کی کوشش کر رہا ہے۔۔! اپنا اور حابیل شاہ کا الگ کیا ہوا لاکٹ پیک کرواتے ہوئے عالم شاہ طنزیہ بولا تھا۔

چھوڑوں گا تو میں بھی نہیں تجھے اکیلا۔۔۔! پیمنٹ کرنے کے بعد عالم شاہ بیگ اٹھا کر تیزی سے حابیل شاہ کے پیچھے نکلا تھا۔

تیار ہونے کے بعد مالا شاہ باتھ روم سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے نکلی تھی۔ شام ہو رہی تھی۔ ترکی میں اچانک سے سردی بہت بڑھ چکی تھی۔ آج پورا دن مالا اپنے کمرے میں ہی رہی تھی۔ کیونکہ ارمغان شاہ ناشتے کے بعد سے کہیں گم ہو چکا تھا۔

پورا دن یوں ہی گزارتے ہوئے مالا شاہ کو اب بے چینی ہو رہی تھی۔ اس لئے روز کے معمول کے مطابق وہ اٹھ کر واک پر جانے کے لیے تیار ہونا شروع ہو چکی تھی۔ اور اب پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ تیار ہو کر ارمغان شاہ کو میسج کر رہی تھی۔

آپ کہاں ہیں۔۔؟ مجھے واک پر جانا ہے۔۔!! ارمغان شاہ کو میسج کرتے ہوئے وہ یوں ہی چلتے ہوئے گلاس وال کے پاس آ کھڑی ہوئی۔۔ اتنے دنوں میں وہ ابھی تک ایک بار بھی اکیلی کہیں جانے کے لیے نہیں نکلی تھی۔ اس لئے آج بھی واک پر جانے کے لیے وہ ارمغان شاہ کا انتظار کر رہی تھی۔ جو پتہ نہیں کہاں چلا گیا تھا۔

گلاس وال سے باہر کا منظر دیکھتے ہوئے مالا شاہ سوچوں میں صبح کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ ارمغان شاہ کا جو روپ اور لہجہ اس نے صبح دیکھا تھا۔ وہ آج سے پہلے کہیں بھی نہیں تھا۔ سب کچھ بہت عجیب تھا۔ دماغ

میں تانے بانے بنتے ہوئے سڑک پر دوڑتی گاڑیوں کو وہ گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔جب اچانک اسے ارمغان شاہ کا میسج موصول ہوا تھا۔

"آج اکیلی چلی جاؤ۔۔! میں اب تمہیں ڈسٹرب نہیں کروں گا۔۔"ارمغان شاہ کا جواب پڑھتے ہوئے مالا شاہ کے تاثرات خراب ہوئے تھے۔۔

کیا مطلب یہ اب میرے ساتھ کیا نیا کرنا چاہ رہے ہیں۔۔۔؟ارمغان کا جواب پڑھتے ہوئے اسے ایک دم سے غصہ آیا تھا۔گلاس وال کے سامنے سے ہٹتے ہوئے وہ مضطرب ہوتے بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔اچانک ہی اسکا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو چکا تھا۔بے چینی سے ٹانگوں کو ہلاتے ہوئے وہ بے بسی سے بالوں کو پکڑتے ہوئے سر گرا گئی۔اس وقت وہ اپنی کیفیت خود بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔شاید اسکی کل کی کہی ہوئی باتوں کی وجہ سے ارمغان شاہ ایسے کر رہا تھا۔ موبائل پکڑتے ہوئے مالا شاہ نے بے اختیار اسے دوبارہ میسج کرنا چاہا تھا۔کہ نہ جانے پھر کس احساس کے تحت وہ رک گئی۔۔

میں خود بھی جا سکتی ہوں۔۔!!مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔۔!نم لہجے میں وہ خود سے بولتے ہوئے اچانک کھڑی ہو گئی۔ارمغان شاہ کا ایسا جواب نہ جانے کیوں اسے ہرٹ کر رہا تھا۔وہ خود بھی نہیں جانتی

تھی۔شاید اتنے دنوں سے وہ اسے اپنے پیچھے چلتے دیکھنے کی عادی ہو چکی تھی۔ غصے سے اپنا کوٹ اٹھاتے ہوئے مالا شاہ پہلی بار اکیلی کمرے سے باہر نکلی تھی۔

حابیل شاہ اور عالم شاہ ابھی عنایہ شاہ اور امایہ شاہ کو خدا حافظ کہنے کے بعد وہاں سے نکلے تھے۔وہ دونوں چپ چاپ ساتھ چل رہے تھے۔جبکہ حابیل شاہ کو عالم شاہ کی خاموشی پر حیرت ہو رہی تھی۔وہ تو سوچ رہا تھا۔کہ وہاں سے اٹھتے ہی عالم شاہ اسکی عزت افزائی کرنا شروع ہو جائے گا۔پر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔۔

کیا ہوا۔۔؟اتنا خاموش کیوں ہے۔۔؟حابیل شاہ نے بے اختیار اسے مخاطب کیا۔اسکے بلانے پر عالم شاہ غیر متوقع طور پر رک کر مڑتے ہوئے سنجیدگی سے اسکی طرف دیکھنا شروع ہو گیا ۔۔

کیا۔۔؟حابیل شاہ کو اب اسکا ایسے دیکھنا عجیب لگ رہا تھا۔

تجھے کچھ عجیب نہیں لگا۔۔؟عالم شاہ نے بے ساختہ سوال کیا۔۔

کیا عجیب۔۔؟ کس بارے میں کہہ رہاہے۔۔؟ حابیل شاہ جواب میں حیرانی سے پوچھ گیا۔۔

ابھی جن سے مل کر آرہے ہیں۔۔! میں انکی بات کر رہاہوں۔۔! تجھے یہ دونوں بہنیں کچھ عجیب نہیں لگی کیا۔۔؟ خاص کر وہ عنایہ شاہ۔۔؟؟ سنجیدہ لہجے میں کہتے ہوئے عالم شاہ نے جانچتے ہوئے حابیل شاہ کی طرف دیکھا تھا۔

کیا مطلب..؟ تو کیا کہنا چاہ رہاہے۔۔؟ حابیل شاہ اب بھی نہیں سمجھ پایا تھا۔۔

میں یہ کہنا چاہ رہاہوں۔ کہ ان دونوں بہنوں نے ایک بار بھی اربیلا بھابھی کے بارے میں بات نہیں کی۔ اور نہ ہی انکے بارے میں کچھ جاننا چاہا۔۔! حالانکہ اربیلا شاہ انکی سگی بہن ہے۔ جس کو ونی کے طور پر تمہارے نکاح میں دیا گیا تھا۔۔!! عالم شاہ تفصیلاً بیان کر رہا تھا۔ جو وہ محسوس کر کے آیا تھا۔ اسکی ساری باتوں پر اب حابیل شاہ بھی چونکا تھا۔

ہمم۔۔۔!! صحیح کہہ رہا ہے۔۔!اس بارے میں تو مجھے خیال ہی نہیں آیا۔۔!!

تجھے خیال آنا بھی کیوں تھا۔۔۔!تو پتہ نہیں کونسی نئی رشتے داری نکالنے کے چکر میں پڑا ہوا تھا۔۔!اسکی معصومیت پر عالم شاہ نے طنزیہ جواب دیا۔

سیدھی طرح بول نا، کہ تجھے بس مجھے طعنے دینے کے موقعے تلاش کرنے ہیں۔۔!اسکے طعنوں پر حابیل شاہ نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔۔

تجھے طعنے دینے کے لیے مجھے کسی موقعے کی ضرورت نہیں ہے۔۔!حابیل شاہ کے الزام کو عالم نے ہوا میں اڑتے ہوئے پھر قدم اٹھائے تھے۔۔

اور جو ابھی کہہ رہا تھا۔!وہ سب کیا ہے پھر۔۔؟حابیل شاہ بھی اسکے ہم قدم ہوتے چلنے لگا تھا۔۔

وہ وہی ہے۔جو میں نے وہاں بیٹھ کر محسوس کیا ہے۔۔۔!اور تو کیوں نہیں محسوس کر پایا۔اس بارے میں مجھے کوئی اندازہ نہیں ہے۔۔!یا شاید تو ابھی بھی میری کہی ہوئی باتوں کی گہرائی کو سمجھ نہیں پا رہا ہے۔۔! آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے عالم شاہ مزید بول رہا تھا۔

نہیں تو صحیح کہہ رہا ہے۔بلکہ مجھے تو ابھی اربیلا کی کہی ہوئی باتیں بھی یاد آ رہی ہیں۔ایک دو بار غصے میں اسکی زبان سے اپنی فیملی کے بارے میں پھسلا تھا۔اور جب نکاح کے بعد اربیلا حویلی۔۔!!عالم شاہ کی کہی ہوئی باتوں میں حامی بھرتے ہوئے حابیل شاہ ابھی بول ہی رہا تھا۔جب اچانک ٹھٹک کر رکتا چلا گیا تھا۔۔

کیا ہوا۔۔؟اسکے بات اُدھوری چھوڑنے اور رکنے پر عالم شاہ بھی رک چکا تھا۔

تجھے یاد ہے۔جب نکاح کے بعد میں اربیلا کو حویلی لایا تھا۔تو اسکا رویہ کتنا عجیب تھا۔اور یہاں تک کہ جو ڈریس وہ پہن کر آئی تھی۔اسکی حالت۔۔۔؟؟حابیل شاہ حیران ہوتے پوچھ رہا تھا۔عالم شاہ کو بھی جیسے یاد آنے لگا تو وہ بھی حیرانی سے حابیل شاہ کی طرف دیکھ گیا۔۔

کیا اپنی فیملی کے بارے میں بھابھی نے کبھی کوئی بات کی۔۔؟عالم شاہ نے پر سوچ نگاہوں سے پوچھا تھا۔

نہیں۔۔۔!! نہ وہ انکا ذکر کرتی ہے۔اور نہ مجھے کرنے دیتی ہے۔میں نے کئی بار اس سے جاننے کی کوشش کی ہے۔۔! حابیل شاہ مایوس ہوتے پھر سے چلنا شروع ہو چکا تھا۔

ہمم۔۔۔! تجھے پتہ ہے۔۔۔۔۔؟ میں نے عنایہ شاہ کی آنکھوں میں تمہارے لئے کچھ محسوس کیا ہے۔۔!! گاڑی میں بیٹھتے ہوئے عالم شاہ نے اچانک اسے بڑا جھٹکا دیا تھا۔

واٹ۔۔؟ دماغ ٹھکانے پر ہے تیرا۔۔؟ عالم شاہ کے الفاظ پر حابیل شاہ جس نے ابھی گاڑی سٹارٹ کی ہی تھی۔ کہ تیزی سے بریک لگاتے ہوئے اسکی طرف گھوما تھا۔

میں صحیح بول رہا ہوں۔۔! تو چاہے مان یا پھر نا۔۔! عالم شاہ کا لہجہ لاپرواہ ہو گیا۔

اور تجھے اب یہ کیوں لگ رہا ہے۔۔؟اسکے انداز پر حابیل شاہ کو حیرت ہوئی تھی۔وہ ایک کے بعد ایک عجیب بات کر رہا تھا۔ اسے اب سمجھ آئی تھی۔کہ ٹیبل پر وہ اتنا خاموشی سے کیوں بیٹھا ہوا تھا۔کیونکہ وہ خاموش رہ کر امایہ شاہ اور عنایہ شاہ کو آبزرور کر رہا تھا۔

یہ سب چھوڑ بس تو اس سب کے بارے میں ابھی بھابھی سے ذکر مت کرنا۔۔!! سگریٹ جلاتے ہوئے عالم شاہ نے بات بدلتے ہوئے اسے ہدایت کی تھی۔جس پر حابیل شاہ اسے تاسف سے دیکھ کر دوبارہ گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔

لاؤنج سے اٹھ کر امایہ شاہ ابھی کمرے کی طرف مڑنے ہی والی تھی۔جب اچانک وہاں شبیر شاہ کی آمد ہوئی۔ شبیر شاہ کو اچانک وہاں دیکھتے ہوئے وہ ٹھٹک کر رک چکی تھی۔جبکہ شبیر شاہ نے اسے ایسے نظر انداز کیا تھا۔ جیسے امایہ شاہ وہاں موجود ہو کر بھی نہ ہو۔۔

زمر پھوپھو سے کہیے کہ "شبیر شاہ" آیا ہے۔۔! بلیک شلوار قمیض میں کندھوں پر شال اوڑھے وہاں سے گزرتی ہوئی ملازمہ کو اس نے سنجیدگی سے حکم دیا تھا۔ جو اگلے ہی پل سر ہلاتے ہوئے وہاں سے زمر شاہ کو بلانے چلی گئی تھی۔ انکے آنے تک شبیر شاہ اپنا موبائل نکال چکا تھا۔

اسے ہمیشہ کی طرح خود کو نظرانداز کرتے ہوئے دیکھ کر امایہ شاہ زخمی مسکراتے ہوئے خود کو اسکی طرف بڑھنے سے روک نہیں پائی تھی۔ شبیر شاہ کی سحر انگیز شخصیت کب اسکے دل و دماغ پر حاوی ہوئی تھی۔ وہ خود نہیں جانتی تھی۔ پر یہ سحر جب آہستہ آہستہ محبت میں بدلا۔۔ تو امایہ شاہ کو نہ ختم ہونے والی تکلیف میں مبتلا کرتا چلا گیا تھا۔ اسے یک ٹک دیکھتے ہوئے وہ شبیر شاہ کے بالکل قریب آ کر کھڑی ہو چکی تھی۔ جب وہ ناگواری سے ایک قدم پیچھے ہٹاتے ہوئے چہرہ اوپر اٹھا گیا۔۔

کیا آج بھی اسی سے محبت کرتے ہو۔۔؟ مقابل کے چہرہ اٹھانے پر اور خود کیلئے اسکے ناگوار تاثرات دیکھتے ہوئے وہ بے بس ہوئی تھی۔

ہر بار یہ سوال پوچھ کر تم کیا ثابت کرنا چاہتی ہو امایہ شاہ۔۔؟ شبیر شاہ کو تیش آیا تھا۔ اس لئے بھڑکتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔۔ بدلے میں وہ عجیب سے انداز میں مسکرائی تھی۔

"میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ کہ جس تکلیف میں سالوں سے امایہ شاہ مبتلا ہے۔ وہ تکلیف تمہیں کس درد سے گزار رہی ہے شبیر شاہ۔۔" اسکی بھوری آنکھوں میں غصہ دیکھتے ہوئے وہ تمسخر اڑاتی نظروں سے مسکرانے لگی۔

تمہیں لگتا ہے۔۔؟ کہ تمہاری بے فضول باتیں میرے لئے کچھ معنی رکھتی ہیں۔۔؟ وہ بے تاثر چہرے میں بولا تھا۔ سامنے کھڑی لڑکی کی اسکی نظر میں کوئی حیثیت نہیں تھی۔ پر نجانے کیوں بار بار اسکے سامنے آکر وہ خود کو کیوں اسکی نظروں میں مذید بتانا چاہتی تھی۔

حیثیت تو پھر تمہاری بھی کچھ نہیں اب اربیلا شاہ کے سامنے شبیر شاہ۔۔!! جانتے ہو وہ اپنے شوہر کے ساتھ بہت خوش ہے۔۔! جواب میں وہ مزید مسکراتے ہوئے اسے ایک دم سے آگ لگا گئی تھی۔ جس پر شبیر شاہ کا چہرہ ایک دم سے سرخ ہوا تو امایہ شاہ اس بار کھل کر ہنس دی۔۔

تم بتاؤ یا نہ بتاؤ شبیر شاہ۔۔! پر تمہاری تکلیف مجھے صاف نظر آ رہی ہے۔۔! اور یقین کرو تمہیں اس تکلیف میں دیکھ کر میرے دل کو بہت سکون پہنچ رہا ہے۔۔! امایہ شاہ ہنس کر کہتے ہوئے اسکا ضبط آزمانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔ جبکہ شبیر شاہ بامشکل خود کو کنڑول کر رہا تھا۔ وہ اسکی باتوں پر حیران ہوا تھا۔۔

تم نے جب جب مجھ پر اربیلا شاہ کو فوقیت دی۔ میرے دل نے تب تب تمہیں بد دعا دی تھی۔ کہ کاش کبھی وہ دن بھی آئے۔ جب اربیلا شاہ تم پر کسی اور کو فوقیت دیتے ہوئے تمہیں دو کوڑی کر دے۔۔۔! شبیر شاہ کا دل جلاتے ہوئے وہ اپنی بھڑاس نکالنا چاہ رہی تھی۔ جب اچانک پیچھے سے زمر شاہ نے اسے سخت آواز میں پکارا تھا۔۔

امایہ شاہ۔۔!! امایہ شاہ کو شبیر شاہ کے سامنے کھڑے دیکھ کر زمر شاہ جو تیزی سے آئیں تھیں۔ کہ اپنی بھیتجی کے آخری الفاظ پر غصے سے اسے پکار چکی تھیں۔

اربیلا شاہ کو کوس کر تم کبھی بھی اپنی قسمت کا دروازہ نہیں کھول سکتی ہو۔۔! اس لئے ہوش کے ناخن لو امایہ۔۔! زمر شاہ نے افسوس سے اسے دیکھا تھا۔ ہر بار اربیلا کو کوس کر وہ نجانے کیا حاصل کرنا چاہتی تھی۔۔ انکی مداخلت پر امایہ خاموشی سے ان پر کڑی نظر ڈالتے ہوئے فوراً وہاں سے چلی گئی تھی۔

آئم سوری بیٹا۔۔!!امایہ کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھ کر زمر شاہ نے ہمشیہ کی طرح شبیر شاہ سے اسکے رویے کی معافی مانگی۔ انکے بلانے پر ہی کافی عرصے بعد شبیر شاہ نے یہاں پر دوبارہ پیر رکھا تھا۔اور اب امایہ شاہ کی بدتمیزی پر زمر شاہ کو شرمندگی ہو رہی تھی۔

اٹس اوکے پھوپھو۔۔!!آپ بتائیں خیریت سے مجھے یاد کیا۔۔؟گہری سانس خارج کرتے ہوئے شبیر شاہ نے خود کو کمپوز کرتے جاننا چاہا تھا۔

اربیلا کے بارے میں تم سے بات کرنی ہے۔اس لئے تمہیں بلانا پڑا۔!زمر شاہ نے بتاتے ہوئے اسکے تاثرات جانچنا چاہے تھے۔

اربیلا۔۔۔؟وہ ٹھیک ہے نا۔۔؟دوبارہ اربیلا کا نام سنتے ہوئے وہ حیرت زدہ ہوا تھا۔اور ساتھ ہی فکر مند بھی۔۔

شاید ابھی ٹھیک ہے۔ یا پھر ٹھیک نہ رہے.. !میں اس بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی ہوں شبیر۔۔ !زمر شاہ پریشان ہوئی تھیں۔۔

کیا مطلب پھوپھو۔۔۔؟ مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہی۔۔ !!شبیر نے الجھتے ہوئے انکی طرف دیکھا۔۔

آؤ باہر چل بات کرتے ہیں۔۔ !یہاں پر بات کرنا ٹھیک نہیں ہے۔۔ !زمر شاہ کہتے ہوئے باہر کی جانب بڑھیں۔ تو شبیر شاہ بھی بے چینی سے انکے پیچھے قدم اٹھا گیا۔۔۔

کمرے میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وقاص شاہ حقہ پیتے ہوئے بغور بیٹے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جو کافی پریشان سے نظر آرہے تھے۔۔

عنایہ کہاں ملی تھی حابیل شاہ سے۔۔؟ حقے کا دھواں اڑاتے ہوئے وقاص شاہ نے سوال کیا۔ جس پر باسم شاہ گہری سانس خارج کر گئے تھے۔

دبئی ٹرپ پر جب گئی تھی۔ تو کسی مال میں اس نے حابیل شاہ کو دیکھا۔ پر تب وہ اسکے کے بارے میں نہیں" "جانتی تھی۔۔

ہمم۔۔۔!!تواب کیا سوچا ہے پھر تم نے۔۔؟وقاص شاہ سنجیدہ لہجے میں دوسرا سوال کرتے انکاارادہ پوچھ گئے۔

میں کچھ نہیں جانتا باباسائیں۔۔!مجھے تو خود کچھ سمجھ نہیں آرہی ابھی تک۔۔!انکے سوال پر باسم شاہ پریشان ہوئے تھے۔کیونکہ عنایہ شاہ کی ضد انہیں پریشان کر چکی تھی۔

کل دونوں بہنیں شاپنگ کرنے کے لئے گئی ہوئی تھیں۔وہاں حابیل شاہ اور عالم شاہ سے انکی ملاقات ہوئی ہے۔۔" باسم شاہ نے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کل کے بارے میں آگاہ کیا تھا۔کل واپسی پر امایہ شاہ نے انہیں آکر بتادیا تھا۔اس لئے اب وہ باپ کو بھی آگاہ کررہے تھے۔۔

ہمم!!تو پھر کیا کہا عنایہ نے۔۔؟وقاص شاہ ہنکارہ بھرتے ہوئے مزید پوچھ گئے۔۔۔

وہی جو آپکے سامنے کہہ چکی ہے۔۔۔! اسے ہر حال میں "حابیل شاہ" کے ساتھ شادی کرنی ہے۔۔! باسم شاہ بیٹی کے الفاظ دوہراتے ہوئے بے بسی سے بتا رہے تھے۔

ظاہر ہے۔ہماری پوتی ہے۔تو اپنی ضد پوری کیے بنا تھوڑی نا پیچھے ہٹے گی۔۔! عنایہ شاہ کے الفاظ یاد کرتے ہوئے وقاص شاہ بھی اچانک مغرور ہوئے تھے۔

پر بابا یہ کیسے ممکن ہے۔۔؟ حابیل شاہ کنوارہ نہیں اربیلا شاہ کا شوہر ہے۔۔! میں کیسے کسی ایسے مرد سے اپنی بیٹی کی شادی کر سکتا ہوں۔جو کہ پہلے سے ہی شادی شدہ ہو۔اور جس کے ساتھ اسکی شادی ہوئی ہے۔وہ بھی کوئی غیر نہیں بلکہ۔۔! باسم شاہ فکر و اضطراب سے مزید بول پاتے۔جب وقاص شاہ نے کڑے لہجے میں بیچ بات میں انہیں ٹوکا تھا۔۔

خبر دار باسم شاہ اگر تم نے اس منحوس لڑکی کا ہم سے یا اس حویلی سے کوئی رشتہ جوڑنے کی کوشش کی تو۔۔! وقاص شاہ کے چہرے پر تنفر بھرے تاثرات ابھرے تھے۔جو صرف اربیلا شاہ کے ذکر کی وجہ سے آ چکے تھے۔

باباسائیں میں ایسا کچھ بھی نہیں کر رہاہوں۔۔۔! لیکن ہم اس حقیقت سے منہ نہیں موڑ سکتے ہیں۔اور نہ ہمارے جھٹلانے سے یہ دنیااس حقیقت کو بھول جائے گی۔۔کہ اربیلا شاہ "باسم شاہ" کی بیٹی اور "وقاص شاہ" کی پوتی ہے۔۔۔! باسم شاہ انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔کیونکہ انہیں خدشہ ہو رہا تھا۔

بس باسم۔۔۔! ہمیں دنیا سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔نہ ہم اس بدصورت حقیقت کو مانتے ہیں۔اور نہ ہی کبھی مانیں گئے۔۔! پر ہم کسی صورت بھی اپنی لاڈلی پوتی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے۔۔! اس لئے حابیل شاہ سے سیدھے طریقے سے بات کرو۔اگر وہ اربیلا کو طلاق دے کر عنایہ شاہ سے نکاح کرنے کو مانتا ہے۔تو ٹھیک ہے۔۔ورنہ دنیا میں حادثے بھی بہت ہوتے ہیں۔اور ان حادثوں کے بعد مرد دوسرا نکاح بھی کر لیتے ہیں۔۔۔! وقاص شاہ اپنی نفرت میں کٹھورپن کی حد پار کر چکے تھے۔جبکہ انکے آخری الفاظ پر باسم شاہ نے بے یقینی سے انکی طرف دیکھا تھا۔آج پہلی بار باپ کے لہجے پر انکے دل کو ٹھو لگا تھا۔اور ایسا کیوں ہوا تھا۔وہ خود بھی نہیں جانتے تھے۔باسم شاہ کو شاکڈ کیفیت میں چھوڑے وقاص شاہ اٹھ کر جا چکے تھے۔اس بات سے بے خبر کہ باہر کھڑی زمر شاہ انکی ساری باتیں سن چکی ہیں۔۔۔

ارمغان شاہ کمرے میں داخل ہوا۔۔ تو کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ شاید مالا باتھ روم میں تھی۔

جیکٹ اتارنے کے بعد ارمغان شاہ بیڈ پر بیٹھ کر شوز اتارنا شروع ہو گیا تھا۔ شوز اتارتے کے بعد اچانک ارمغان شاہ کو یاد آیا تو وہ پاس پڑی جیکٹ کو اٹھاتے ہوئے اسکی پاکٹ چیک کرنے لگا۔

پاکٹ سے ایک سرخ گلاب نکالتے ہوئے وہ مسکرا دیا تھا۔ یہ آتے ہوئے اس نے مالا شاہ کے لئے لیا تھا۔ زندگی میں پہلی بار اسے پھول دیتے ہوئے ارمغان شاہ کو عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔ لیکن یہ احساس بہت الگ اور دلچسپ تھا۔ یوں ہی مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر وہ سائیڈ ٹیبل پر پھول رکھنے کے لیے ابھی جھکا ہی تھا۔ کہ تبھی مالا شاہ اپنے دھیان میں باتھ روم سے نکلی تھی۔ دونوں کی بیک وقت آنکھیں ملی تھیں۔ وہ کل کا غائب ہوا آج واپس آیا تھا۔ مالا شاہ نے پوری رات اسکا انتظار کیا تھا۔ پر وہ نہیں لوٹا تھا۔ وہ ساری رات پریشانی سے سو نہیں پائی تھی۔۔

تمہارے لئے "پھول" لایا تھا۔۔! مجھے خوبصورت لگا اس لئے تمہارے لئے لے لیا۔۔! مالا شاہ کی خوبصورت آنکھوں سے نظریں چرا کر وہ پھول رکھنے کے بعد واپس سیدھا کھڑا ہو گیا۔ جبکہ مالا جو اسے سخت

سنانے کاارادہ کیے ہوئے تھی۔ کہ مقابل کے الفاظ پر اسکی آنکھیں پھیل چکی تھیں۔ پھول۔۔؟ کیا سچ میں وہ اسکے لئے پھول لایا تھا۔ مالا شاہ کو اسکے الفاظ پر وہم سا ہوا۔۔۔

یوں ہی حیرانی سے آگے بڑھ کر اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا گلاب اٹھا کر دیکھنا چاہا۔ تو ارمغان شاہ اسکے چہرے پر پھیلی حیرانی کو دیکھتا چلا گیا۔ اسے بے اختیار پھر سے احساس ہونے لگا تھا۔ کہ اتنے سال اس نے ضائع کر دیئے ہیں۔۔! اور اب جب اسے محبت کے اصول معلوم ہو رہے تھے۔ تو نجانے کیوں اسکا دل یہ سوچ کر بھاری سا ہونے لگتا تھا۔ کہ اتنے سال وہ اپنے نکاح میں موجود لڑکی کو مکمل نہیں کر پایا۔۔!

یہ سچ میں میرے لئے ہے۔۔۔؟ مالا شاہ کی حیران کن آواز نے اچانک اسے ہوش میں واپس کھینچا تھا۔ چونکتے ہوئے ارمغان شاہ اسکی طرف دیکھنے لگا۔ تو وہ گلاب پکڑے حیرت انگیز سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔ بالوں میں ٹاول لپیٹے ہاتھ میں گلاب پکڑے بار بار اسکی خوشبو سونگھتے ہوئے وہ ارمغان شاہ کو محبت کی مکمل تعریف محسوس ہوئی تھی۔

ہمم۔۔!! مالا شاہ کا مکمل جائزہ لیتے ہوئے وہ مسکرا کر سر ہلا دیا۔ جبکہ اسکے اقرار کرتے ہی مالا شاہ کے چہرے پر اب حیرت انگیز چمک ابھرتی چلی گئی تھی۔

یہ بہت پیارا ہے۔ تھینک یو۔۔! چمک بھری مسکراہٹ کے ساتھ تعریف کرتے ہوئے اس نے شکریہ ادا کیا تھا۔

میں شاور لے لوں۔۔! پھر ائیر پورٹ کے لئے نکلتے ہیں۔۔! مالا شاہ کے خوبصورت چہرے سے بامشکل نظریں چراتے ہوئے وہ اپنا ڈریس نکالنے کے لیے مڑ گیا تھا۔ جبکہ اسکے الفاظ پر اب وہ حیرت سے اسکی طرف دیکھنے لگی تھی۔

ہم واپس جا رہے ہیں کیا۔۔؟ اس نے سوال کیا۔۔

ہاں تھوڑی دیر میں فلائٹ ہے۔۔! اپنا سامان پیک کر لو تب تک۔۔! حامی بھرتے ہوئے ارمغان شاہ باتھروم کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ مالا شاہ واپس جانے کا سن کر خوشی سے کندھے اچکا کر بال ڈرائے کرنا شروع ہو گئی تھی۔ جبکہ گلاب کا پھول اس نے ابھی تک ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھا۔ ایک ہاتھ سے بالوں کو خشک کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ میں پکڑے گلاب کو وہ بار بار ناک کے قریب کرتے مسکراتے ہوئے اسکی خوشبو محسوس کر رہی تھی۔ ارمغان شاہ نے بے اختیار مڑتے ہوئے یہ منظر دیکھا تھا۔

____

زمر شاہ اپنے کمرے میں شاکڈ سی کیفیت میں بیٹھی تھیں۔اچانک اپنے چکراتے سر کو تھام گئیں۔اپنے باپ کے الفاظ سننے کے بعد انکے لئے یہ یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا۔کہ وہ انکی بیٹی ہیں۔۔

انکا دل بار بار سوال کرتے ہوئے انکا مذاق اڑا رہا تھا۔اور پوچھ رہا تھا۔کہ کیا تم اب بھی خود کو وقاص شاہ کی بیٹی کہلانا پسند کروگی۔۔؟وہ وقاص شاہ جس نے برسوں اک معصوم کو اسکے ناکردہ جرم کی سزا دی ہے۔جس میں اسکا کوئی قصور بھی نہیں تھا۔انکا دل بے اختیار اربیلا شاہ کے لئے تڑپنے لگا تھا۔اسے دیکھنے اور گلے سے لگانے کے لیے وہ بے چین ہوئیں۔تو ایک دم سے روتی چلی گئیں۔

مجھے معاف کر دینا بیلا۔۔!!میں تمہیں تمہارا حق دلانے میں ناکام رہی۔میرے باپ نے جو زیادتیاں تمہارے ساتھ کیں۔وہ سب اس محرومی کی صورت میں میری آغوش میں واپس پلٹ آئی تھیں۔اہہ۔۔ کاش میں انکو بتا پاتی۔۔۔!!زمر شاہ روتے ہوئے اپنے بال نوچنا شروع ہوگئی تھیں۔

زمر شاہ نے چھوٹی سی اربیلا شاہ کو تب ماں بن کر سنبھالنا شروع کیا تھا۔جب خود انہیں ماں نہ بننے پر طلاق ہوئی تھی۔باپ کے گھر واپس آنے کے بعد اپنی محرومی کو انہوں نے اربیلا میں تلاش کر لیا تھا۔جو اس حویلی

میں ملازموں کے رحم و کرم پر ہوتی تھی۔اس چھوٹی سی اربیلا شاہ کو جب انہوں نے پہلی بار اپنی آغوش میں لیا تھا۔تب وہ ساری رات اس ڈر سے سو نہیں پائی تھی۔کہ کہیں اسے اس مہربان آغوش سے جدا کرتے پھر ملازموں کے حوالے نہ کر دیا جائے۔۔

"اگر میں سو گئی پھوپھو تو کیا مجھے اٹھا کر پھر سٹور روم میں چھوڑ آئیں گی۔۔۔؟" پانچ سالہ اربیلا کی معصوم آواز انکے کانوں میں آج پھر سنائی دی تھی۔جب زمر شاہ نے پہلی بار اسے اپنے ساتھ بیڈ پر سلایا تھا۔ تو اس ساری رات سٹور روم میں دوبارہ جانے کے خوف سے وہ سو نہیں پائی تھی۔زمر شاہ نے اسے ہر طرح سے تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔پر اس چھوٹی سی بچی کے ذہن میں سب کے رویے اس قدر پختہ ہو چکے تھے۔کہ وہ کسی طرح بھی اپنا ڈر دور نہیں کر پا رہی تھی۔ہوش سنبھالتے ہی اربیلا نے اپنا اور اپنے دوسرے بہن بھائیوں کا فرق واضح محسوس کیا تھا۔وہ ایک کم گو اور حساس بچی تھی۔جو چاہ کر بھی اس فرق کے بارے میں کبھی سوال نہیں کر پائی تھی۔بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ فرق اسے خود ہی سمجھ آتا گیا تھا۔ اس فرق نے بہت کم عمری میں اربیلا شاہ کے اندر تلخی بھرنا شروع کر دی تھی۔جسے کبھی زمر شاہ بھی دور نہیں کر پائی تھیں۔

مجھے معاف کر دینا بیلا۔۔۔؟اپنی پھوپھو کو معاف کر دینا۔۔۔!اربیلا شاہ کی محرومیوں کو یاد کرتے ہوئے وہ اذیت میں مبتلا ہوتی جارہی تھیں۔انکی آنکھوں سے مسلسل گرم سیال بہتا جارہا تھا۔جو ہر لحاظ سے اس تکلیف کو کم کرنے کے لئے کمتر تھا۔

دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے۔۔لیکن اس بار زمر شاہ تمہارا حق کسی کو بھی نہیں مارنے دے گی۔۔۔!پر عزم لہجے میں بولتے ہوئے اچانک انہوں نے بے دردی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔اپنا موبائل اٹھاتے ہوئے انہیں شبیر شاہ سے رابطہ کرنے کا خیال آیا تھا۔لیکن پھر کسی دوسری سوچ کے تحت وہ بیڈ سے اٹھتے ہوئے لباس تبدیل کرنے کے لئے واڈروب کی طرف بڑھ چکی تھیں۔شبیر شاہ سے مل کر بات کرنے کا سوچتے ہوئے زمر شاہ اسکے ڈیرے پر جانے والی تھیں۔

اربیلا شاہ کمرے میں بیٹھی بور ہو رہی تھی۔جب سے اسکا ہاتھ جلا تھا۔حابیل شاہ اسے اکیڈمی نہیں جانے دے رہا تھا۔

کچھ دیر یوں ہی موبائل استعمال کرتے ہوئے وہ اب اکتاہٹ بھرے انداز میں بیڈ سے کھڑی ہو گئی۔حابیل شاہ کے آفس جانے کے بعد وہ کمرے میں آکر دوبارہ سو گئی تھی۔اور آدھا دن گزرنے کے بعد اسکی آنکھ کھلی تھی۔پر اسکے باوجود اسے اب بھی سستی سی ہو رہی تھی۔

نیچے چلتی ہوں۔ایسے تو بور ہو کر بس نیند ہی آتی رہے گی۔۔۔!موبائل رکھتے ہوئے اربیلا شاہ کی بے اختیار اپنے ہاتھ پر نظر پڑی۔تو وہ بولتے بولتے رک سی گئی۔ہاتھ پر جلے ہوئے نشان اب بہت بہتر ہو چکے تھے۔پر اربیلا شاہ نے ابھی تک کسی کو بھی عارفہ شاہ کی حقیقت نہیں بتائی تھی۔

حابیل کو بتاؤں یا نہیں۔۔۔؟اپنے ہاتھ کو غور سے دیکھتے ہوئے وہ الجھ رہی تھی۔شاید وہ حابیل شاہ کو عارفہ شاہ کی گئی حرکت کے بارے میں بتانا چاہتی تھی۔لیکن وہ نہیں بتا نہیں پا رہی تھی۔

بتاؤں گی تو پھر میری وجہ سے وہ سب سے ناراض ہو جائیں گئے۔۔۔؟حابیل شاہ کے غصے کو سوچتے ہوئے وہ فکر مند ہو گئی۔پہلے بھی وہ کتنے دن سب حویلی والوں سے ناراض رہا تھا۔پر اب اربیلا ایسا بالکل بھی نہیں چاہتی تھی۔

رہنے دیتی ہوں۔۔! سرد سانس خارج کرتے ہوئے وہ فیصلہ کرتے اٹھ کھڑی ہوئی۔یہ جانے بنا کہ اسکی یہ غلطی اسے کہاں تک لے جانے والی ہے۔اربیلا شاہ اپنا ڈریس نکال کر باتھروم میں شاور لینے چلی گئی تھی۔

اچھا سا تیار ہونے کے بعد اسکا ارادہ اب نیچے جانے کا تھا۔

اتنی تیاریاں کس لئے ہو رہی ہیں۔۔؟ عالم شاہ آفس سے واپس آیا تو ہر طرف چہل، پہل دیکھتے ہوئے پوچھ گیا۔۔

روقاش نے انہیں آج جلدی آفس سے گھر آنے کی ہدایت کی تھی۔اس لئے وہ جلدی واپس آگئے تھے۔ ہاشم شاہ ابھی نیچے ہی ملازم سے کوئی بات کرنے میں مصروف تھا۔جبکہ عالم شاہ اور حابیل شاہ اوپر آتے لاؤنج میں بیٹھ چکے تھے۔۔

ہاں وہ بس مالا اور غان واپس آرہے ہیں نا۔۔اس لئے میں نے سوچا۔کہ سب مل کر لنچ کرتے ہیں۔اور مالا کو جیتنے کی خوشی میں مبارکباد بھی دے دیں گئے۔۔!روقاش خوشی خوشی اتنے اہتمام کی وجہ بتا رہی تھی۔

واہ۔۔! وہ سڑاہوا کریلا مان کیسے گیا ویسے واپسی کے لیے۔۔؟ عالم شاہ کو اتنی جلدی انکی واپسی پر تعجب ہوا تھا۔ کیونکہ ابھی ایک دو دن پہلے حویلی میں بحث چل رہی تھی۔ جس میں ارمغان شاہ نے فون پر صاف صاف کہہ دیا تھا۔ کہ جب تک وہ مالا شاہ کو منا نہیں لے گا۔ وہ اسے لے کر واپس نہیں آنے والا ہے۔۔

پتہ نہیں۔۔!! شاید مالا مان گئی ہو۔۔! روقاش نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے آگے بڑھ کر ہاشم شاہ سے اسکا کوٹ تھاما تھا۔ وہ ابھی اوپر آیا تھا۔ روقاش کو کوٹ تھمانے کے بعد ہاشم شاہ وہیں انکے پاس بیٹھ چکا تھا۔۔

مجھے تو ایسا نہیں لگتا۔۔!! حابیل شاہ نے بے اختیار رائے دی۔۔

لوگوں کی لو سٹوری میں کوئی اجنبی، رقیب یا ولن ہوتا ہے۔۔۔! جو کہانی میں انکا دشمن بن کر رشتہ خراب کرنے کی کوشش رہتا ہے۔ لیکن ارمغان شاہ واحد ایک ایسا احمق انسان ہے۔ جو اپنی لو سٹوری میں خود ہی ولن کا کردار ادا کر رہا ہے۔۔۔! ہاشم شاہ نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے طنزیہ کہا تھا۔ جس پر وہ سب زور سے ہنس دیئے تھے۔

بیلا کہاں ہے روح۔۔۔؟روقاش کو مخاطب کرتے ہوئے حابیل شاہ نے استفسار کیا۔اور ساتھ ہی آس پاس اسکی تلاش میں نظریں بھی دہرائیں تھیں۔۔

کچن میں ہے۔۔!میرو اور لاڈو بھی وہیں پر ہیں۔۔!!روقاش نے بتاتے ہوئے ساتھ ہی عالم شاہ کو بھی آگاہ کیا۔کیونکہ وہ جانتی تھی۔وہ بھی یہ ہی سوال پوچھنے والا ہے۔۔

آپ نے اسے کچن میں کیوں جانے دیا دوبارہ۔۔!پہلے ہی بے وقوف ہاتھ جلا کر بیٹھی ہوئی ہے۔۔!اسکی کچن میں موجودگی کا سن کر حابیل شاہ ایک دم سے فکر مند ہوا تھا۔

ڈونٹ وری سب وہیں پر ہیں۔۔!میں بھی ابھی تم لوگوں کے لیے باہر آئی تھی۔۔!روقاش نے اسے بے ساختہ تسلی دینا چاہی تھی۔

اور میری چھوٹی محترمہ بیگم کیا کر رہی ہیں وہاں۔۔۔؟عالم شاہ نے بھی شر جینا کے بارے میں دلچسپی سے جاننا چاہا تھا۔اسکے طرز مخاطب پر وہ ہنستے ہوئے اسے دیکھ گئے۔

دونوں میر و سے بیکنگ سیکھ رہی ہیں۔۔۔! روقاش نے ہنس کر بتایا۔۔

دھیان رکھیے گا۔۔ کہیں میرے والی کچھ اور نہ بیک کر دے۔۔۔! عالم شاہ نے بے اختیار اسے خبردار کرنا چاہا تھا۔روقاش ایک بار پھر ہنس دی تھی۔۔

ہم فریش ہو کر آرہے ہیں۔حابیل شاہ کو اٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے عالم شاہ کھڑے ہوتے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ارادہ ایک ہی بار فریش ہونے کے بیویوں سے ملنے کا تھا۔

شاہ۔۔! ! ارمان کہاں ہے۔۔؟انکے جاتے ہی روقاش اٹھ کر ہاشم شاہ کی طرف آئی تھی۔

کسی ضروری کام سے گیا ہے۔۔اں ھی تھوڑی دیر میں آجائے گا۔۔! اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے ہاشم شاہ نے نرمی سے بتایا۔۔

اپنے عاشق مزاج بیٹے کا سناؤ۔۔!!لڑکی پسند آئی نواب صاحب کو کہ نہیں۔۔؟روقاش کو بازو کے حصار میں لیتے ہوئے ہاشم شاہ نے یاد آنے پر ٹائیگر کے بارے میں پوچھنا چاہا تھا۔جس پر روقاش فورا چہکتے ہوئے اسے ٹائیگر کے بارے میں بتانا شروع ہو گئی۔جو لڑکی پسند آنے پر خوشی کے مارے پاگل ہو چکا تھا۔۔

شاہ انڈسٹریز"میں داخل ہوتے وقت عنایہ شاہ کے چہرے پر ایک الگ ہی چمک تھی۔وہ آج حابیل شاہ " سے ملنے کے لیے اسکے آفس آچکی تھی۔جس دن سے اس نے حابیل شاہ کو اتنے قریب سے دیکھا تھا۔تب سے اسکے دل و دماغ پر بس حابیل شاہ چھایا ہوا تھا۔

ایکسکیوزمی۔۔۔!!میں عنایہ شاہ ہوں۔۔!مسٹر حابیل شاہ سے ملنے کے لیے آئی ہوں۔۔!پلیز انکو انفارم کر دیں۔۔!وہاں سے گزرتی ہوئی ایک لڑکی کو روکتے ہوئے عنایہ شاہ مخاطب ہوئی۔بلو کلر کی ڈریس میں وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔منفرد سی رنگ کی آنکھوں پر تضاد اسکے خوبصورت نقوش وہ ہر طرح سے حسین ترین تھی۔

سوری میم۔۔۔! پر سر تو آفس میں نہیں ہیں۔۔! دراصل وہ آج جلدی چلے گئے تھے۔۔۔! لڑکی نے معذرت کرتے ہوئے اسے اطلاع دی۔ عنایہ شاہ کا چہرہ ایک دم بجھا تھا۔ وہ مایوس ہوتے دور جاتی لڑکی کو دیکھنا شروع ہو گئی۔ دل میں ہزاروں ارمان لئے وہ حابیل شاہ سے ملنے کے لیے آئی تھی۔ اور آج پہلی بار حویلی سے نکلتے ہوئے اسکے ساتھ امایہ شاہ نہیں تھی۔

انکی حویلی جاؤں کیا۔۔؟ اچانک عنایہ شاہ کو خیال آیا۔ شاید وہ حابیل شاہ کو دیکھنے کے زیادہ ہی بے چین تھی۔

نہیں وہاں اربیلا بھی ہو گی۔۔! میں کسی صورت بھی اسے اپنے حابیل کے ساتھ نہیں دیکھ پاؤں گی۔۔! اپنے خیال کو خود ہی مسترد کرتے ہوئے وہ لب بھینچتے ہوئے سوچنے لگی۔۔ حابیل شاہ کو ملنے کا کوئی اور طریقہ سوچتے ہوئے وہ وہاں سے واپس نکل آئی تھی۔۔

زمر شاہ تھوڑی دیر میں ہی شبیر شاہ کے ڈیرے پر پہنچ چکی تھیں۔ یہاں آتے ہی انہوں نے اسے ساری بات سے آگاہ کر دیا تھا۔ انکی ساری باتوں کو سننے کے بعد وہ شاکڈ کیفیت میں انہیں دیکھ رہا تھا۔ ابھی کل رات ہی تو

وہ یہ سوچ رہے تھے۔ کہ کسی طرح پتہ لگایا جائے۔ کہ آخر کیوں اس حویلی میں اب بات بات پر اربیلا شاہ کا ذکر ہونے لگا ہے۔ جہاں وہ ملازمہ سے بھی کم تر سمجھی جاتی ہے۔

پھوپھو آخر یہ لوگ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔۔! شبیر شاہ نے بامشکل خود کو چینخنے سے روکا تھا۔ غصے و اشتعال سے اسکا چہرہ سرخ ہونے لگا۔ تو گرمی لگنے کے احساس پر شال وہیں پر پھینکتے ہوئے وہ ایک دم سے اٹھ کھڑا ہوا۔ بس نہیں تھا۔ کہ ابھی جا کر عنایہ شاہ کا گلا دبا آتا۔۔ جو اس طرح سے گھٹیا ترین سوچ رہی تھی۔

مجھے خود بھی کچھ سمجھ نہیں آرہی شبیر۔۔! بلکہ مجھے تو سوچ سوچ کر ہی خود میں شرمندگی سی ہو رہی ہے۔ کہ آخر یہ لوگ اتنا خود غرض کیسے ہو سکتے ہیں۔۔۔! زمر شاہ پھر رو دیں تھیں۔۔

خود غرض نہیں گھٹیا ترین بولیں پھوپھو۔۔! جب تک وہ اس حویلی میں تھی۔ تو اسے تکلیف دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ اور اب جب وہ جا چکی ہے۔ تو پھر اسکی خوشیوں کو ڈسنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔۔! شبیر غصے و افسوس سے بولتے ہوئے چکر لگاتے ہوئے خود کو شانت کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

صرف ان سب کی وجہ سے میں نے اپنی بچپن کی محبت کھو دی پھو پھو۔۔! قسم لے لیں۔ اگر میں نے اربیلا کو اسکے شوہر کے ساتھ خوش نہ دیکھا ہوتا۔ تو آج وہ۔۔۔! دکھ و ملال سے بولتے ہوئے وہ بے اختیار خاموش ہو گیا۔ زمر شاہ اسے بے ساختہ دیکھتی چلی گئی تھیں۔

شبیر شاہ شروع سے اربیلا شاہ کو پسند کرتا تھا۔ پر اگر شبیر شاہ کی پسند اربیلا تھی۔ تو امایہ شاہ کی پسند شبیر شاہ تھا۔ وہ تینوں ایک عرصہ تک محبت کی بننے والی اس تکون سے ناواقف رہے تھے۔ اور جس دن امایہ شاہ نے شبیر شاہ کو اربیلا شاہ سے اظہارِ محبت کرتے سنا تھا۔ اس دن حویلی میں امایہ شاہ نے قہر ڈھا دیا تھا۔ وہ کسی صورت بھی یہ حقیقت تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھی۔۔ کہ شبیر شاہ نے اسے چھوڑ کر اربیلا شاہ کو منتخب کیا ہے۔ یا اسے امایہ شاہ پر فوقیت دی ہے۔ ان دو جملوں میں الجھتے ہوئے اربیلا کی زندگی امایہ شاہ پہلے سے بھی مشکل ترین بنا چکی تھی۔ بدکرداری اور بہتان نجانے کونسے کونسے الزام لگاتے ہوئے اس نے شبیر شاہ کے دل سے اربیلا کو نکالنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی۔ پر کبھی بھی کامیاب نہیں ہوئی پائی۔ کیونکہ شبیر شاہ خود اربیلا کے کردار کا گواہ بن چکا تھا۔

اپنی محبت کا اظہار کرنے سے پہلے اور کرنے کے بعد تک شبیر شاہ نے اسکا صرف ایک ہی انداز دیکھا تھا۔ اس لئے وہ کبھی بھی امایہ شاہ کے لگائے گئے الزامات کو اہمیت ہی نہیں دے سکا۔ پر ان الزامات کا اربیلا شاہ پر ضرور اثر ہوا تھا۔ وہ جو شبیر شاہ کی صورت میں اپنی زندگی کو آسان دیکھنے لگی تھی۔ کہ اس سب کے بعد اس نے شبیر شاہ سے بھی دوری اختیار کرلی۔ شبیر شاہ نے لاکھ بار اسے کورٹ میرج کے لیے منانا چاہا تھا۔ پر اربیلا نے کبھی بھی اسکی کسی بھی ایسی بات کو بڑھاوا نہیں دیا تھا۔ اربیلا شاہ کا انکار دیکھتے ہوئے شبیر شاہ نے وقاص شاہ اور باسم شاہ کی بھی کافی بار منت سماجت کی تھی۔ تاکہ وہ اربیلا کا اسکے ساتھ نکاح کرنے پر راضی ہو جائیں۔ لیکن وہ کسی صورت نہیں مانے تھے۔ کیونکہ شبیر شاہ نہیں جانتا تھا۔ کہ امایہ شاہ نے انہیں اپنی قسم سے باندھ ہوا تھا۔ اور دھمکی دی ہوئی تھی۔ کہ جس دن اربیلا شاہ کا نکاح شبیر شاہ کے ساتھ ہوا۔ وہ اسی دن اپنی جان لے گی۔۔۔

اسی بحث اور لڑائی میں سال گزرنے لگے تھے۔ اس دوران امایہ شاہ نے کافی بار شبیر شاہ کو اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش کی تھی۔ اسے اپنی بے لوث محبت کا یقین دلانا چاہا تھا۔ اسکے دماغ سے اربیلا شاہ کو نکالنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن شبیر شاہ بھی قسم کھا چکا تھا۔ کہ اگر اسکا نکاح ہو گا تو صرف اربیلا شاہ کے ساتھ۔۔۔! ورنہ کبھی بھی نہیں۔۔

ان کے برعکس اربیلا شاہ خاموش رہتے اس جنگ میں پستی چلی گئی تھی۔ جو گھر والے اسے بیٹی ماننے کو تیار نہیں تھے۔ اس سب کے بعد وہ اسکے نام سے بھی نفرت کرنا شروع ہو گئے تھے۔ لیکن وہ بے بس تھی۔ وہ اپنی قسمت کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے خاموشی سے اندھیروں میں کہیں گم ہونے کی کوشش میں اپنی رہائی کی دعاؤں مانگتی رہتی تھی۔ اور شاید اسکی دعائیں "حابیل ارباز شاہ" کی صورت میں قبول کر لی گئی تھیں۔ کہ تبھی اچانک ایک دن باسم شاہ کے اکلوتے بیٹے سے خرم شاہ کا قتل ہو گیا۔ جو ارباز شاہ کا چچازاد تھا۔

اسی قتل کے قصاص کے طور پر حابیل شاہ کے پاس اربیلا کو حاصل کرنے کا سنہری موقع آیا تھا۔ جس کو ضائع کیے بنا اس نے ونی میں اربیلا شاہ کو مانگ لیا تھا۔ پر بدقسمتی سے اس ساری صورتحال کے دوران، تب شبیر شاہ ملک سے باہر گیا ہوا تھا۔ ورنہ وہ کسی صورت بھی اربیلا شاہ کو ونی جیسی رسم میں قربان نہیں ہونے دیتا۔ اربیلا شاہ کو حاصل کرنے کے بعد حابیل شاہ اسے اپنی محبت سے موم کر چکا تھا۔ اور اسکا یہ نرم مزاج شبیر شاہ نے کئی بار دیکھا تھا۔ کیونکہ واپس آتے ہی اس نے حویلی میں جا کر کافی ہنگامہ مچایا تھا۔ پر اسکے ہنگامے پر حویلی والوں نے کوئی خاص ردعمل نہیں دیا تھا۔ کیونکہ انکے سر سے بلا ٹل چلی تھی۔ اس لئے امایہ شاہ سمیت وہ سب بہت خوش تھے۔ جبکہ شبیر شاہ کے ساتھ ساتھ ایک زمر شاہ تھیں۔ جو کافی غمگیں تھیں۔ انہوں نے اپنے باپ اور بھائی کی کافی محنت و سماجت کی تھی۔ تاکہ وہ شبیر شاہ کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر اس پر یہ ظلم ڈھانے کا نہ سوچیں۔ لیکن وہ تب کچھ بھی نہیں کر پائی تھیں۔ جب حابیل شاہ نے خود باسم شاہ کی تیسری بیٹی

کوونی میں مانگنے کی شرط رکھ دی تھی۔حابیل شاہ کی اس شرط پر جہاں زمر شاہ بے بس ہوئیں تھیں۔وہیں اربیلا شاہ اپنی قسمت پر تمخسر بھرے انداز میں ہنستی چلی گئی تھی۔

نکاح نامے پر سائن کرتے ہوئے اسکے دل میں حابیل شاہ کے بارے میں کوئی اچھی امید یا جذبہ نہیں تھا۔ لیکن وہ اس حویلی سے رہائی ملنے پر شکر مند تھی۔وہ شبیر شاہ سے دور ہونے پر خوش تھی۔اور امایہ شاہ کی راہ کی رکاوٹ ہٹنے پر خوش تھی۔وہ سب کے لیے خوش تھی۔سوائے خود کے لئے۔۔

شاید اتنی ناانصافی اور محرومیاں دیکھنے کے بعد وہ مکمل طور پر تلخ ہو چکی تھی۔۔

مالا شاہ اور ارمغان شاہ ائیر پورٹ سے حویلی آچکے تھے۔سب نے مل کر مالا شاہ کا بہت پیارا سا ویلکم کیا تھا۔ اور سب نے اسے جیتنے پر ڈھیروں مبارک باد بھی تھی۔انکا پیار دیکھتے ہوئے مالا شاہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔جبکہ ارباز شاہ کو اپنے بیٹی پر فخر ہو رہا تھا۔

ویسے تیری واپسی اتنی جلدی ممکن کیسے ہو گئی۔۔؟ کھانا کھانے کے بعد سب باتوں میں مصروف تھے۔ جب ارمان شاہ پوچھنے لگا تھا۔

کیوں راس نہیں آرہا کیا میرا واپس آنا۔۔؟ بدلے میں ارمغان شاہ فورا بگڑ کر بولا تھا۔ کب سے وہ سب بار بار ایک ہی فضول سوال کیے جا رہے تھے۔ اس لئے اب وہ چڑ چکا تھا۔

راس نہیں آرہا اس لئے تو سب جاننا چاہ رہے ہیں۔۔! زیام شاہ نے ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے انکی بات میں حصہ ڈالا تھا۔ جس پر ارمغان شاہ گھور کر ان دنوں کو وارننگ دینے کی کوشش کرنے لگا۔ ایک طرف سب باتوں میں مصروف تھے۔ تو دوسری طرف وہ دونوں جان بوجھ کر ارمغان کو تپانے کی کوشش کر رہے تھے۔

یس۔۔۔!! دروازے پر ہوئی ناک کا جواب دے کر عنایہ شاہ دوبارہ تیار ہونا شروع ہو گئی۔ جب غیر متوقع طور پر باسم شاہ کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ آئینے میں باپ کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر عنایہ شاہ نے اختیار تیزی سے پلٹی۔۔

بابا آپ۔۔!! وہ کسی ملازمہ کی آمد کا سوچ بیٹھی تھی۔ جب باپ کو آتے دیکھ کر خوشگوار حیرت سے انکی طرف آئی۔ باسم شاہ بہت کم انکے کمرے میں آتے تھے۔ اس لئے انکی اچانک آمد پر عنایہ شاہ کو خوشی ہو رہی ہے۔۔

میری پیار ابیٹا کہاں جانے کی تیاریوں میں ہے۔۔۔؟ عنایہ شاہ کو پاس آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ لاڈ سے پوچھ گئے۔

کچھ خاص نہیں بابا بس امایہ کے ساتھ باہر جا رہی ہوں۔۔! انکے پاس بیٹھتے ہوئے وہ چہکتے ہوئے بتا گئی۔

گڈ۔۔! اور آج کل آفس کیوں نہیں جا رہی تم دونوں۔۔؟ باسم شاہ مسکرا کر دوسرا سوال پوچھتے ہوئے اسکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے تھے۔

آپ صرف یہ پوچھنے کے لئے میرے کمرے میں آئے ہیں کیا۔۔؟ باپ کے سوال پر عنایہ شاہ خفگی سے دیکھنے لگی تھی۔ جس کو دیکھتے ہوئے وہ قہقہہ لگا اٹھے تھے۔

نہیں میرا بچہ میں تو تمہیں دیکھنے کے لئے آیا تھا۔ بس اچانک یاد آیا تو پوچھ لیا۔۔! باسم شاہ اسکا ماتھا چومتے ہوئے صفائی دے گئے۔ انکے پیار پر عنایہ شاہ نے خوش ہوتے انکے سینے پر سر رکھ دیا تھا۔

آج کل ویسے ہی دل نہیں کر رہا آفس جانے کو بابا۔۔! تھوڑے دن گھومنا پھرنا چاہتی ہوں۔ پھر انشاء اللہ دوبارہ جوائن کرلوں گی۔۔! باپ کے سینے پر سر رکھتے ہوئے وہ وجہ بتا رہی تھی۔ کیونکہ پچھلے ایک ہفتے سے وہ آفس جانا بند کیے ہوئے تھیں۔ اسی پل امایہ شاہ بھی بڑی بہن کو پکارتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

عنا۔۔!! کمرے کا منظر دیکھتے ہوئے وہ پکارتے ہوئے بے اختیار رک سی گئی۔

یہاں میرے بنا ہی پیار چل رہا ہے کیا۔۔؟ بہن کو باپ کے ساتھ لاڈ کرتے دیکھ کر وہ خفگی سے منہ بناتے ہوئے بولی تو عنایہ شاہ ہنستی چلی گئی۔۔

ہہ ہمیشہ کی طرح ہم سے جیلس ہو رہی ہے بابا۔۔! عنایہ شاہ ہنس کر بولنے لگی۔ تو باسم شاہ مسکرا کر امایہ شاہ کو پاس بلا گئے۔ جس پر وہ فوراً انکے قریب بیٹھتے ہوئے سینے پر سر رکھ کر عنایہ شاہ کو چڑانا شروع ہو چکی تھی۔

کہاں سے لگتا ہے۔ کہ تم لوگ بڑی ہو گئی ہو اب۔۔! انکو ایک دوسرے کو چڑاتے دیکھ کر باسم شاہ ہنس کر کہنے لگے تھے۔ جس پر وہ دونوں کھکھلا کر باپ کے ساتھ لاڈ کرنے میں مصروف ہو گئی تھیں۔ انکا پیار اور فیملی ہر طرح سے مکمل تھی۔ بس خاندان کی اس محبت میں اربیلا شاہ کا نہ کہیں ذکر تھا اور نہ ہی جگہ۔۔۔

شاہ حویلی میں زور و شور سے تیاریاں مکمل کرنے کی کوشش کی جا رہی تھیں۔ یہ تیاریاں ارمان شاہ اور مائرہ شاہ کی رخصتی کی ہو رہی تھیں۔ چونکہ رخصتی کی تاریخ پہلے سے ہی طے شدہ تھی۔ بس سب کے واپس آنے کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ اس لئے سب کے آتے ہی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔۔

اور آج مائرہ شاہ کی مہندی کی چھوٹی سی تقریب تھی۔ جس کے لئے ہر کوئی بھاگ بھاگ کر تیاری مکمل کر رہا تھا۔ حویلی کو ہلکے پھلکے انداز میں سجایا بھی جا رہا تھا۔

عالی۔۔!! میر اڈریس سے میچنگ جوتا نہیں مل رہا۔۔۔! اچانک لاؤنج میں شر جینا شاہ کی پریشان آواز سنائی دی تھی۔ جو عالم شاہ تک نہیں پہنچ سکی تھی۔ کیونکہ وہ یہاں موجود نہیں تھا۔ بلکہ اوپر کمرے میں جا چکا تھا۔

تمہارے عالی کمرے میں جا چکے ہیں۔۔! وہاں جا کر بتاؤ اسے۔۔! روقاش نے بے ساختہ اونچی آواز میں اسے کہا تھا۔

چاچی آپ کیا کر رہی ہیں۔۔؟ روقاش کو چیزوں کے ساتھ الجھتے دیکھ کر شر جینا شاہ بے اختیار اسکی طرف چلی آئی تھی۔ لاؤنج میں مہندی کا سارا سامان پڑا ہوا تھا۔ جو ابھی زیام شاہ اور ارمغان شاہ لے کر آئے تھے۔ سامان یہاں رکھنے کے بعد زیام شاہ اپنی منکوحہ کو لینے کے لیے چلا گیا تھا۔ تو ارمغان شاہ دوسرے کاموں میں مصروف ہو چکا تھا۔

کچھ نہیں لاڈو بس چیزیں چیک کر رہی ہوں۔ کہ پوری ہیں یا نہیں۔۔! عارفہ شاہ کو داجان کے کمرے سے نکلتے دیکھ کر روقاش نے آہستہ آواز میں جواب دیا۔

یہ عورت کیوں بار بار داجان کے کمرے میں چکر لگا رہی ہے۔۔؟ عارفہ شاہ کو اوپر جاتے دیکھ کر روقاش بے اختیار الجھی تھی۔

لاڈو تم جا کر اپنے جوتے تلاش کرو میں ذرا ابھی آئی۔۔!! شرجینا کو عالم شاہ کے پاس جانے کا کہہ کر روقاش سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اعظم شاہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔ جبکہ شرجینا بھی پلٹتے ہوئے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔ کیونکہ اسے عالم شاہ سے اپنے جوتے کے بارے میں پوچھنا تھا۔

\-

عالی۔۔! عالم کو پکارتے ہوئے وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ جبکہ عالم شاہ جو بیڈ پر لیپ ٹاپ لیے بیٹھا تھا۔ کہ اپنی بیوی کی پکار پر بے اختیار چہرہ اٹھاتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگا تھا۔۔

کیا ہوا۔۔؟ اپنی چھوٹی سی بیوی کو پریشان دیکھ کر عالم شاہ کو فکر ہوئی تھی۔۔

آپ نے میرے جوتے کہاں رکھ دیئے ہیں۔۔؟ کمر پر بازو ٹکائے شر جینا نے رعب سے سوال کیا۔ بدلے میں اپنی بیوی کا انداز دیکھتے ہوئے عالم شاہ نے آبرو آچکایا تھا۔ جو کسی تھانے دارنی کی طرح کھڑی تھی۔

کونسے جوتے۔۔! نامحسوس انداز میں لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتے ہوئے عالم شاہ نے سوال کیا۔۔

وہی جوتے جو ہم کل لے کر آئے تھے۔ اور آج مجھے مہندی کے ڈریس کے ساتھ پہنا ہے۔۔! شر جینا نے چباتے ہوئے بتایا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ ہر جگہ اپنا جوتا تلاش کر کے باہر گئی تھی۔ اس لئے جھنجھلائے انداز میں اب عالم شاہ کو دیکھ رہی تھی۔

کونسا جوتا عالم جاں۔۔؟ مجھے تو نہیں یاد آرہا۔۔!! عالم شاہ جان بوجھ کر انجان بنا تھا۔۔ بلیک ڈریس میں وہ جھنجھلاتے ہوئے اسے بے حد پیاری لگی تھی۔ اچانک سے عالم شاہ اسے چھونے کے لیے بے تاب ہونے لگا تھا۔

عالی کیا ہو گیا ہے۔۔!!ابھی کل ہی تو ہم شاپنگ کر کے آئے تھے۔۔!آپ کو بھول گیا کیا۔۔؟شر جینا گھوم کر اسکی طرف آتے ہوئے حیرانی سے پوچھنے لگی۔جب عالم شاہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسکی کلائی پکڑتے ہوئے اسے اپنی طرف کھینچتے ہوئے سینے پر لٹایا تھا۔

عالم جاں میں تمہیں یا تم سے جڑی کوئی چیز بھول سکتا ہوں بھلا۔۔!پیار سے کہتے ہوئے وہ فوراً اسکے ہونٹوں پر جھکا تو شر جینا نا سمجھی سے آنکھیں بڑی کرتے ہوئے اسے دیکھتی چلی گئی۔جبکہ عالم شاہ نے اچانک جنونی بنتے اسکے نچلے ہونٹ پر دانت گاڑتے ہوئے اسے سینے میں بھینچ لیا تھا۔شر جینا شرم سے دوہرے ہوتے آنکھیں میچ چکی تھی۔جب عالم شاہ نے اچانک اسکے نچلے ہونٹ کو سک کرتے ہوئے اسکی شرٹ الگ کرنا چاہی تھی۔۔

عالی۔۔!کیا کر رہے ہیں۔۔؟شر جینا نے گھبرا کر اسے پکارنا چاہا۔

میں کام کر رہا تھا عالم جاں۔۔۔تم نے خود ہی آ کر مجھے پہلے پکارا اور پھر کام سے دھیان ہٹاتے ہوئے اپنی طرف لگا لیا۔۔!پیار سے شر جینا کی ناک چومتے ہوئے عالم شاہ نے جواب دیا تھا۔

میں اپنی ہیلز کا پوچھنے آئی تھی بس۔۔! عالم شاہ کی تنگ ہوتی گرفت میں وہ روہانسے ہوتے بولی تھی۔

تمہاری ہیلز میری واڈروب میں پڑی ہوئی ہیں۔۔! کل تم نے غلطی سے انہیں میرے والی سائیڈ پر رکھ دیا تھا میری معصوم جان۔۔! عالم شاہ نے مسکرا کر اسے بتایا۔ تو شرجینا تعجب سے اسے دیکھتی چلی گئی۔۔

تو آپ تب سے بتا کیوں نہیں رہے تھے۔۔! اپنے وجود پر چلتے ہوئے عالم شاہ کے ہاتھ کی گردش کو محسوس کرتے ہوئے وہ کسمسا کر کہنے لگی۔

پہلے بتا دیتا تو تم میرے قریب کیسے آتی۔۔!! شرجینا کی کان کی لوح ہونٹوں میں دبائے عالم شاہ کی آواز اچانک بھاری ہونے لگی تھی۔ اپنی شرٹ اتارتے ہوئے اس نے شرجینا کی گردن پر ہونٹ رکھے تو شرجینا نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

عالی۔۔۔! پلیز مجھے تیار بھی ہونا ہے۔۔! شرجینا نے آخری بار اسے روکنے کی ناکام سی کوشش کی۔

ابھی بہت وقت ہے عالم جاں۔۔! میں تمہیں خود پیارا سا تیار کروں گا۔۔۔! شرجینا کو پچکارتے ہوئے عالم شاہ اسکے نازک وجود پر سایہ کرتے ہوئے ہونٹوں پر جھک چکا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ اسے اپنے لمس میں بھگوتے ہوئے وہ اسے قید کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ جبکہ شرجینا اسکی شدتیں برداشت کرتے ہوئے ہونٹ بھینچنے لگی تھی۔

آپ کب آئے گئے۔۔۔؟ وریشہ کو گاڑی میں بٹھانے کے بعد زیام شاہ چلتے ہوئے ارحم صاحب کے سامنے آیا تھا۔ جو دروازے میں کھڑے بیٹی کو جاتا دیکھ رہے تھے۔

کل آجاؤں گا۔۔! اسکے سوال پر ارحم صاحب نے مسکرا کر جواب دیا۔۔

کیوں۔۔۔؟ آج کیوں نہیں۔۔؟ زیام شاہ نے تیزی سے سوال کیا۔ کیونکہ وہ انہیں آج ہی اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔

آج جا کر کیا کروں گا۔۔؟ارحم صاحب مسکراتے ہوئے اپنے داماد کو دیکھنے لگے تھے۔

وہی جو کل جا کر کریں گئے۔۔! جا کر چینج کر کے آئیں۔۔! میں اپکو لیے بنا نہیں جانے والا۔۔! ویسے بھی بڑے بابا نے خاص کر اپکو ساتھ لانے کا کہا ہے۔۔! زیام شاہ نے دو بدو جواب دیتے ہوئے آخر پر ار باز شاہ کا بتانا بھی ضروری سمجھا تھا۔۔ جبجہ ارحم صاحب اپنے ڈھیٹ داماد کو بے اختیار گھور گئے تھے۔

وریشہ گاڑی میں بیٹھی مزے سے کھاتے پیتے ہوئے باپ اور شوہر کو دیکھ رہی تھی۔جب سے وریشہ نے زیام شاہ کی گاڑی میں بیٹھنا شروع کیا تھا۔تب سے زیام شاہ خاص طور پر گاڑی میں سنیکس کی باسکٹ رکھنے لگا تھا۔کیونکہ اسکی بیوی کو ڈرائیونگ کے دوران کھانے پینے کی بہت عادت تھی۔اس لئے زیام شاہ نے اسکی پسند کی کھٹی میٹھی چیزوں کا ڈھیر رکھا ہوا تھا۔

تم میرے سسر نہیں میں بلکہ میں تمہارا سسر ہوں۔۔! اس لئے مجھے حکم دینے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔اور جا کر اپنے بابا کو میری طرف سے معذرت کہہ دینا۔۔! میں کل آجاؤں گا۔۔! ارحم صاحب نے گھور کر رعب سے بولتے ہوئے داماد کو اپنا رتبہ یاد دلانا چاہا تھا۔

جا کر تیار ہو کر آئیں۔۔!! ارحم صاحب کے رعب کو ہوا میں اڑتے ہوئے زیام شاہ نے دوبارہ اپنے الفاظ دہرائے تھے۔ جبکہ آنکھوں میں ایک الگ ہی چیلنج نظر آرہا تھا۔ جو صاف ظاہر کر رہا تھا۔ کہ وہ ارحم صاحب کو لیے بنا تو یہاں سے ٹلے گا نہیں۔۔ ارحم صاحب ابھی اسے گھور ہی رہے تھے۔ جب اچانک وہ شرارتی لہجے میں کہنے لگا تھا۔۔

پلیز سسر صاحب جلدی تیار ہو آئیں! میں یہاں زیادہ دیر نہیں کھڑا رہ سکتا ہوں۔ کیونکہ آپکی گلی کی لڑکیاں مجھ جیسے شریف انسان کو کب سے لائن مار رہی ہیں۔۔! تھوڑا خیال کریں شادی شدہ بندہ ہوں۔۔! ہیرو کی طرح بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے زیام شاہ نے دائیں جانب دیکھا تھا۔ جہاں مہوش چھت سے لٹک کر زیام شاہ کو میٹھی نظروں سے دیکھ رہ تھی۔ اس نے کئی بار زیام شاہ کو یہاں آتے دیکھا تھا۔ پہلی نظر میں وہ اسکی اسیر ہو چکی تھی۔ اس لئے اب ہر وقت اسکی نظریں گلی میں لگی رہتی تھیں۔ تاکہ زیام شاہ کب آئے اور وہ اسکا دیدار کر سکے۔ اور آج تو خوش قسمتی سے وہ بالکل اسکے اپنے سامنے کھڑا نظر آرہا تھا۔ اس لئے مہوش دور دور سے اسے دیکھتے ہوئے آہیں بھر رہی تھی۔

استغفار۔۔! مہوش پر نظر ڈال کر ارحم صاحب بے اختیار استغفار کہتے ہوئے زیام شاہ کو گھوری ڈالنے لگے۔ جو بڑی خوبصورتی کے ساتھ مسکراتے ہوئے کندھے آچکا رہا تھا۔۔

جا کر گاڑی میں بیٹھو۔۔آ رہا ہوں میں۔۔۔! زیام شاہ کو گاڑی میں جانے کا حکم دیتے ہوئے ارحم صاحب اسے گھور کر واپس مڑ چکے تھے۔وہ انکی بیٹی کا شوہر تھا۔ جس پر صرف "وریشہ ارحم" کا ہی حق تھا۔اس لیئے ارحم صاحب اپنے بدتمیز داماد پر کسی بھی غیر لڑکی کی نظریں برداشت نہیں کر سکتے تھے۔انکا انداز دیکھتے ہوئے زیام شاہ مستی بھرے انداز میں ہنستے ہوئے گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔جہاں وریشہ مسلسل کچھ نہ کچھ کھانے میں مصروف تھی۔۔

کیا کہہ رہے تھے بابا۔۔؟املی کھاتے ہوئے وریشہ نے جاننا چاہا۔جبکہ زیام شاہ اسے بے اختیار دیکھتا چلا گیا تھا۔ جو انتہائی مصروف انداز میں آملی سے نبٹ رہی تھی۔

تیار ہو کر آ رہے ہیں۔۔! وریشہ کے ہونٹوں پر لگی املی کو انگوٹھے سے صاف کرتے ہوئے وہ انگوٹھا اپنے ہونٹوں میں دباتے ہوئے بولا تھا۔

کیا کر رہے ہیں۔۔! زیام شاہ کی اس حرکت پر وہ ایک دم سے گھبرائی تھی۔

ابھی کہاں کچھ کر رہا ہوں جانِ من۔۔! ایک دفعہ حویلی تو پہنچو تم۔۔! پھر دیکھنا کیا کیا کرتا ہوں۔۔۔! گھمبیر آواز میں کہتے ہوئے وہ اچانک اسکی طرف جھکا تو وریشہ فوراً دور ہٹی تھی۔ انکی گاڑی جہاں کھڑی تھی۔ وہاں سے گزرتے ہوئے انہیں کوئی بھی دیکھ سکتا تھا۔ پر زیام شاہ کو کہاں پرواہ تھی۔

آپکی بے شرمی کا تو مجھے پہلے سے ہی اندازہ ہے۔ پر میں نے بھی سوچ لیا ہے۔ کہ میں اپکے ہاتھ بالکل بھی نہیں آؤں گی۔۔! وریشہ نے لگے ہاتھ اپنے ارادوں سے باخبر کرنا چاہا تھا۔ جن کو سن کر زیام شاہ اسے کوئی جواب دے پاتا۔ جب دروازہ کھول کر ارحم صاحب باہر نکلتے دیکھائی دیئے تھے۔ ارحم صاحب انکی طرف بڑھنے لگے تو گلی کے کونے میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی مہوش کو دیکھ کر بے اختیار رکتے چلے گئے تھے۔ جانے سے پہلے وہ زیام شاہ کو گاڑی میں بٹھا کر گئے تھے۔ تاکہ مہوش اسے دیکھ نہ پائے۔ پر یہاں وہ گھر سے نکل کر اب گلی میں آن کھڑی ہوئی تھی۔ ارحم صاحب کو بے اختیار افسوس ہوا تھا۔ یہ وہی لوگ تھے۔ جنہوں نے انکی بہن کے کردار پر نہ صرف سوال اٹھائے تھے۔ بلکہ اس پر بہتان لگاتے ہوئے اسے یہاں سے نکل جانے کو مجبور کر دیا تھا۔ ارحم صاحب افسوس و دکھ سے سوچتے ہوئے قدم آگے بڑھا چکے تھے۔ جبکہ مہوش انکی نظروں پر بے اختیار گڑ بڑا کر پیچھے ہٹی تھی۔ جبکہ گاڑی میں بیٹھا زیام شاہ بہت اچھے سے اپنی سسر کی نظروں کو دیکھ رہا تھا۔ اپنے سسر کی پوزیسیو نیس پر بے ساختہ وہ ہنس دیا تھا۔

یاہو بابا بھی ہمارے ساتھ جائیں گئے۔۔۔! ارحم صاحب کے ساتھ جانے پر وریشہ خوش ہوتے چہکی تھی۔ وہ فرنٹ سیٹ سے اتر کر پیچھے جا کر بیٹھنے لگی۔ جب ارحم صاحب اسے ہاتھ سے اشارہ کرتے روک چکے تھے۔ وریشہ کو واپس بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ پچھلی سیٹ کی طرف بڑھے تھے۔۔

سسر صاحب یہاں میرے ساتھ آ کر بیٹھیے۔۔! انہیں پیچھے بیٹھتے دیکھ کر زیام شاہ بھی بے ساختہ بولا تھا۔۔

بابا یہاں آ کر بیٹھے نا۔۔! وریشہ بھی بولتے ہوئے باپ کو دیکھنا شروع ہو گئی۔ جو پچھلی سیٹ پر اب بیٹھ چکے تھے۔۔

نہیں میرا بچہ تم اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھو۔۔ میں یہاں پر ٹھیک ہوں۔۔! وریشہ کو جواب دیتے ہوئے ارحم صاحب آخر پر مسکرائے تھے۔

پر بابا مجھے اچھا نہیں لگ رہا ایسے۔۔! فرنٹ سیٹ پر بالکل مڑتے ہوئے وہ باپ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جبکہ زیام شاہ انہیں مرر میں سے دیکھ رہا تھا۔

میری جان میں یہاں پر ہی بالکل ٹھیک ہوں۔۔! پر تمہارے بنا تمہارا شوہر ٹھیک نہیں رہتا ہے۔اس لئے تمہیں وہیں پر بیٹھنے کو کہہ رہا ہوں۔۔! وہ مہوش کو دیکھ رہی ہو نا۔۔؟ وہ کب سے تمہارے شوہر کو گھور گھور کر تاڑ رہی ہے۔اور تھوڑی دیر پہلے یہ بھی اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔! ارحم صاحب اپنی بیٹی کو تسلی دیتے ہوئے آخر پر اچانک دھماکا کرتے بتانے لگے تھے۔جس کو سن کر زیام شاہ تو پوری طرح ہلتے ہوئے مڑا تھا۔ جبکہ وریشہ سامنے سکرین سے مہوش کو دیکھتے ہوئے انتہائی غضب ناک نظروں سے زیام شاہ کی طرف دیکھنا شروع ہو چکی تھی۔

یار سسر صاحب کیوں جھوٹ بول رہے ہیں۔۔! زیام شاہ نے حیرت کے مارے تیزی سے بولتے ہوئے اپنے معصوم سسر کو دیکھا تھا۔

میں جھوٹ بول رہا ہوں۔۔؟ تھوڑی دیر پہلے تم خود نہیں بتا رہے تھے۔کہ ہماری گلی کی لڑکیاں تمہیں چھپ چھپ کر دیکھتی ہیں۔اور لائن مارتی رہتی ہیں۔۔! زیام شاہ کے تاثرات کو نظر انداز کرتے ہوئے ارحم صاحب اسکے تھوڑی دیر پہلے والے الفاظ کا حوالا دیتے ہوئے بالکل اسکی کے انداز میں کندھے آچکا چکے تھے۔جیسے تھوڑی دیر پہلے وہ شوخا ہو رہا تھا۔۔

آپ اسی لئے بلاوجہ "یہاں" آکر "وہاں" کھڑے رہتے ہیں نا۔۔!! باپ کی پوری بات سننے کے بعد وریشہ فوراً غضب ناک لہجے میں اسے پوچھنا شروع ہو چکی تھی۔ جبکہ اسکا "یہاں" سے "وہاں" سن کر زیام شاہ کو تو منہ کھلے کا کھلا رہ چکا تھا۔ گاڑی سے لے کر وہ گلی کے اسی کارنر کو "یہاں سے وہاں" کہہ رہی تھی۔ جہاں اب تک مہوش کھڑی انکی گاڑی کو دیکھ رہی تھی۔ زیام شاہ کا منہ کھلا دیکھ کر ارحم صاحب کو بے ساختہ ہنسی آنے لگی تھی۔ جس کو وہ کمال مہارت سے چھپا چکے تھے۔۔

پوچھو پوچھو میرا بچہ۔۔ یہ یہاں پر آکر کیوں وہاں کھڑا رہتا ہے۔۔! حالانکہ تم تو گھر کے اندر موجود ہوتی ہو۔۔! ارحم صاحب بے ساختہ بیٹی کو شہ دیتے ہوئے انگلی سے وہاں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مزید کہنے لگے۔ جس پر زیام شاہ اب شاکڈ نظروں سے انکی طرف دیکھنے لگا تھا۔ وہ تو اب تک اپنے سسر کو معصوم سمجھ رہا تھا۔ اور یہاں پر کیا سے کیا ہو چکا تھا۔۔

بے بی سسر صاحب مذاق کر رہے ہیں۔۔۔! سچ میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔! بامشکل بولتے ہوئے زیام شاہ اپنی صفائی دینے کی کوشش کرتا۔ جب وریشہ ہاتھ کھڑا کرتے اسے چپ کروا چکی تھی۔

مجھے کچھ نہیں سننا اور چپ کر کے گاڑی سٹارٹ کریں۔۔! یا مزید یہاں پر کھڑے رہ کر اسے اپنا دیدار کروانا چاہتے ہیں۔۔! مہوش کو ابھی تک اسی جگہ پر کھڑے دیکھ کر وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔ جس پر زیام شاہ بیچارہ سا منہ لیتے مڑ کر اپنے سسر کی جانب پھر دیکھنے لگا تھا۔ جو اسکے دیکھتے ہی بہت خوبصورت انداز میں مسکرا پڑے تھے۔ بالکل اسی کے انداز میں۔۔

یہ آپ اچھا نہیں کر رہے ہیں، میاں بیوی کے درمیان پھوٹ ڈال کر۔۔! زیام شاہ نے بے ساختہ انہیں احساس دلانے کی کوشش کرنا چاہی تھی۔۔

اور جو آپ کر رہے تھے۔۔! وہ ٹھیک تھا۔۔؟ میرے بابا کو باتیں سنانے کی بجائے گاڑی سٹارٹ کیوں نہیں کر رہے ہیں۔۔! اسے ابھی تک بحث و مباحثہ میں الجھے دیکھ کر وریشہ تیکھے طنز کرتے ہوئے بولی تھی۔ جس پر لگے ہاتھ ارحم صاحب بھی بول پڑے تھے۔۔

گاڑی سٹارٹ کیوں نہیں کر رہے۔۔! ہاتھ کو ہلاتے ہوئے وہ بھی پوچھ گئے۔ جس پر زیام شاہ خفگی سے " انہیں دیکھ کر آنکھوں پر شیڈز لگاتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کرنے لگا تھا۔۔

زیادہ ہیرو بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔! اتاریں ان کو۔۔! اسکے شیڈز لگانے پر آگے بڑھتے ہوئے وریشہ نے بے اختیار اسکے شیڈز اتار کر سامنے ڈیش بورڈ پر پٹکے تھے۔ جس پر زیام شاہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔ جبکہ اس بار ارحم صاحب بامشکل قہقہ روک پائے تھے۔ جو زیام شاہ نے باقاعدہ مڑ کر سے دیکھا تھا۔ جبکہ وریشہ انتہائی غصیلا منہ بنائے اسکی طرف سے منہ موڑ چکی تھی۔ ان باپ، بیٹی سے بعد میں نبٹنے کا سوچتے ہوئے زیام شاہ گاڑی ریورس کرتے ہوئے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ جو بھی تھا۔ اسے اپنے سسر سے اس قدر چالاکی کی امید ہرگز بھی نہیں تھی۔

گرین کلر کی لانگ فراک پہنے اربیلا شاہ جھنجھلاہٹ بھرے انداز میں آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ آج سب لڑکیوں کے ڈریسن کا کلر گرین تھا۔ جو کہ مہندی کے تھیم کے مطابق رکھا گیا تھا۔ اربیلا نے ابھی صرف ڈریس پہنا تھا۔ چونکہ اسے میک آپ کرنا نہیں آتا تھا۔ اس لئے وہ بالوں کو کھولے پریشان ہوتے خود کی طرف بار بار دیکھ رہی تھی۔

حابیل۔۔۔! تھک ہار کر آئینے کے سامنے سے ہٹتے ہوئے اربیلا شاہ نے حابیل شاہ کو آواز لگائی۔ جو ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا تھا۔ اور اب ڈریسنگ روم میں چینج کر رہا تھا۔ حابیل شاہ کو آواز لگانے کے بعد اربیلا ایک

بار پھر خود کو آئینے میں دیکھنے لگی۔ جہاں اسکے لمبے گولڈن بال کمر پر لہرا رہے تھے۔اپنے بالوں کو دیکھتے ہوئے نجانے کیوں ہر لڑکی کی طرح اسے بھی کٹوانے کا خیال آتا تھا۔ لیکن ہر شوہر کی طرح حابیل شاہ بھی اسکے بال کٹوانے کی یہ اکلوتی ضد پوری نہیں کر رہا تھا۔

کیا ہوا حابیل کی جان۔۔!! اربیلا شاہ جو منہ بناتے ہوئے خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔ کہ حابیل شاہ باہر نکلتے ہوئے اسکی پکار کا جواب دیتے ہوئے بے اختیار رکا تھا۔۔ڈارک گرین کلر کی لانگ فراک میں وہ آفت بنی اسکے سامنے لاپرواہی سے کھڑی تھی۔ جبکہ حابیل کے ہونٹوں کو قفل لگ چکا تھا۔اسکی نظروں کی تپش پر اربیلا بے ساختہ پہلو بدلتے ہوئے اسکی طرف بڑھی تھی۔

یہاں میں پریشان کھڑی ہوں. اور اپکو گھورنے سے فرصت نہیں مل رہی۔۔! لاڈ بھرے انداز میں کہتے ہوئے وہ آگے بڑھتے ہوئے اسکے گلے لگ گئی تھی۔ جبکہ اپنے تیار ہونے کی پریشانی سے الجھتے ہوئے اس نے حابیل شاہ کے چوڑے سینے میں منہ چھپا لیا تھا۔

کیوں ایسے قریب آکر میرا دل بند کرنا چاہ رہی ہوں جانِ حابیل۔۔۔! حابیل شاہ تعجب سے مسکراتے ہوئے اسکے گرد بانہیں پھیلا چکا تھا۔ جبکہ اسکے بانہیں پھیلانے پر اربیلا جو پر سکون ہونے لگی تھی۔ کہ حابیل شاہ کے الفاظ سنتے ہوئے خفگی سے چہرہ اٹھا چکی تھی۔

میں پہلے ہی پریشان ہوں۔۔! اور آپ ایسی باتیں شروع کرلیں۔! وہ رنجیدگی سے منہ بناتی۔ جب حابیل شاہ اسکا چہرہ تھام کر اچانک بے قابو ہوتے اسکے ہونٹوں پر جھکا تھا۔ اربیلا شاہ آنکھیں بڑی کرتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔ جب وہ بہکتے ہوئے اسکی کمر میں بازو حائل کرتے ہوئے اسے شدت سے خود میں بھینچنا شروع ہو چکا تھا۔ اربیلا کے ہونٹوں کو سک کرتے ہوئے حابیل شاہ کا ہاتھ ہمیشہ کی طرح اسکی ڈوریوں سے ابھی الجھ پاتا۔۔ جب اربیلا نے اچانک اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے دور ہٹایا۔۔

کیا کر رہے ہیں۔۔! آپکے کپڑے خراب ہو جائیں گئے۔۔! ہونٹوں کو چھوتے ہوئے اربیلا نے فکرمندی سے اسکی بلیک شلوار قمیض کو دیکھا تھا۔ جو وہ ابھی پہن کر آیا تھا۔۔

تمہارے آگے مجھے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ کیا کروں جان من۔۔؟ پیار سے جواب دیتے ہوئے حابیل شاہ نے پھر اسکی کلائی تھامتے ہوئے اربیلا کو گھما کر اسکی پشت سینے سے لگاتے ہوئے اسکی گردن میں گہرا سانس

بھرا۔اور ساتھ ہی اسکے ہونٹ اربیلا شاہ کی گردن پر پھسلنا شروع ہو چکے تھے۔اربیلا کے بال دوسرے کندھے پر شفٹ کرتے ہوئے حابیل شاہ بے تابی سے اسکی پچھلی گردن کو چومنا شروع ہو چکا تھا۔اسکے ہونٹوں اور شیو کی چھبن سے اربیلا شاہ کے دل میں گدگدی سی ہونے لگی تھی۔

حابیل۔۔!میں پہلے ہی تیار نہیں ہو پا رہی اور آپ مزید میری تیاری خراب کر رہے ہیں۔۔!اپنی کمر پر موجود اسکے ہاتھوں پر ہولے سے ہاتھ مارتے ہوئے اربیلا نے اسے ہوش دلانے کی کوشش کی تھی۔

میں تمہیں تیار ہی تو کر رہا ہوں یار۔۔!مگن انداز میں جواب دیتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکے گلے کی ڈوریوں کو کھولنے کی کوشش کی۔جب اربیلا بدک کر دور ہوئی تھی۔

خبردار آپ نے میری فراک کو ہاتھ بھی لگایا تو۔۔۔!ہر بار میری شرٹ پھاڑ دیتے ہیں۔اور اسکو بھی پھاڑنا چاہ رہے ہیں۔۔!اربیلا نے انگلی اٹھاتے ہوئے اسے وارن کرنا چاہا تھا۔جس پر حابیل شاہ قہقہ لگاتے ہوئے اسے پھر اپنے قریب کھینچ چکا تھا۔

چلو تم مانتی تو ہو نہ کہ تم مجھے ہوش میں نہیں رہنے دیتی۔۔! حابیل شاہ نے ہنستے ہوئے الٹا اسی کو قصوروار بنانا چاہا تھا۔اربیلا کا الزام بالکل درست تھا۔وہ جب بھی اسے چھونے لگتا تھا۔تو ہر بار بے قابو ہوتے حابیل شاہ سے اسکی شرٹ پھٹ جاتی تھی۔اس لئے اس بار وہ پہلے ہی اسے خبردار کر چکی تھی۔کیونکہ وہ اپنی اتنی پیاری فراک ضائع نہیں کروانا چاہتی تھی۔

مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی۔۔! کب سے کہہ ہوں۔کہ میں پریشان ہوں۔اور آپ میری سن ہی نہیں رہے۔۔! اسے ادھر ادھر کی باتوں میں مگن دیکھ کر اربیلا شاہ نے ناراضگی سے کہتے ہوئے پھر دور ہونے کی کوشش کی تھی۔جب حابیل شاہ اسکی کوشش ناکام بناتے ہوئے اسے سینے سے لگا چکا تھا۔

کیوں پریشان ہو میری جان۔۔؟ کیا ہوا ہے۔۔؟ حابیل شاہ نے فورا فکر مندی سے پوچھتے ہوئے اسکے سر پر ہونٹ رکھے تھے۔اسے اب یاد آرہا تھا۔کہ وہ کب سے اپنی پریشانی کا بتا رہی تھی۔

کیا نہیں ہوا۔۔؟ مجھے تیار نہیں ہونا آرہا اور یہ بال۔۔! انکا کیا کروں میں۔۔؟ سب تیار ہو چکے ہونگے۔اور میں یہاں چڑیل بنی کھڑی ہوں۔۔! حابیل شاہ کے سینے میں لاڈ سے منہ چھپاتے ہوئے اربیلا کی آواز نم

ہوئی تھی۔ جبکہ اپنی بیوی کی پریشانی سنتے ہوئے حابیل شاہ نے حیرت وتاسف سے اسکا سر دیکھا تھا۔ اپنے اتنے خوبصورت بالوں اور حسین سراپے کو وہ چڑیل کے ساتھ تشبیہ دے رہی تھی۔

اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے یار۔۔۔! کیوں اس طرح بول کر مجھے ہرٹ کرتی ہو۔! حابیل شاہ نے خفگی سے کہتے ہوئے اسکے سر کو دوبارہ چوما تھا۔ وہ حقیقتاً پریشان ہوا تھا۔ کہ نجانے کس بات کو لے کر اسکی بیوی اتنا پریشان ہو رہی ہے۔ اور یہاں وہ صرف اپنے تیار نہ ہونے پر رونے کو تیار کھڑی تھی۔ یہ جانے بنا کہ اسکی بیوی خوبصورت ہونے کے باوجود احساس کمتری کا شکار ہے۔۔ اربیلا شاہ نے اس بار جواب دینے کی بجائے اب میں رونا شروع کر دیا تھا۔۔

بیلا۔۔! اسکے رونے کی آواز پر حابیل شاہ چونکا تھا۔ اور تیزی سے اسکا چہرہ باہر نکالتے ہوئے دیکھنے لگا۔ جہاں وہ سچ میں رو رہی تھی۔

کیوں مجھے پریشان کر رہی ہو یار۔۔۔! حابیل شاہ نے کہتے ہوئے بے چینی سے اسکے آنسو صاف کیے۔۔ پر وہ خاموش بس آنسو بہانا شروع ہو چکی تھی۔

جا کر ایک منٹ میں چادر لے کر آؤ۔۔! میں تمھیں سیلون سے تیار کروالاتا ہوں۔ پر خبردار اگر اس چھوٹی سی بات کو لے کر ایک بھی مزید آنسو بہایا تو۔۔۔! اربیلا شاہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے حابیل شاہ نے سخت لہجے میں ٹوکا تھا۔

آپ باقی کے کام کیسے کریں گئے۔۔؟ چہرہ اٹھاتے ہوئے سرخ آنکھوں سمیت وہ معصومیت سے پوچھنے لگی تھی۔ جب اسکی سرخ ہوتی وائلٹ آنکھوں پر وہ قربان ہوتے جھک گیا تھا۔۔

بھاڑ میں گئے سارے کام۔۔! میرے لئے تم سے اہم کچھ بھی نہیں ہے۔۔! تم جا کر چادر لے کر آؤ۔۔! اربیلا شاہ کی آنکھوں کو باری باری چومتے ہوئے حابیل شاہ نے اسکے ماتھے کو چومتے ہوئے جواب دیا۔ جس کو سن کر اربیلا شاہ کو مزید رونا آنے لگا تھا۔ وہ جواب میں اسے یہ نہیں کہہ سکی تھی۔ کہ آج سے پہلے وہ کسی کے لیے بھی اتنی اہم نہیں تھی۔۔ یہ اہمیّت، خاص مقام فقت اسے حابیل شاہ نے ہی دیا ہے۔

کاموں کی فکر نہیں کرو۔۔! زیام اور ارمغان دیکھ لیں گئے۔۔! عالم اور بڑی بھی ہیں۔۔! تم بس جلدی سے چادر لے کر آؤ شاباش۔۔ میں تب تک جا کر گاڑی نکالتا ہوں۔۔! بلکہ رکو تمھیں ساتھ لے کر ہی نیچے جاتا ہوں۔ پھر مہمانوں کے رش کو دیکھ کر پریشان ہو جاؤ گی۔۔! حابیل شاہ فکر مندی سے کہتے ہوئے اسے بیڈ پر

بٹھا کر جلدی سے ہیلز پہنانا شروع ہو گیا۔ تا کہ اسے ساتھ ہی نیچے لے کر جائے۔ اسکی اتنی پرواہ دیکھتے ہوئے اربیلا کو رونے کے ساتھ ساتھ خود پر ناز ہو رہا تھا۔ بے شک اسکی ساری محرومیوں کا ازالہ اس ایک شخص میں کر دیا گیا تھا۔ اربیلا کو ہیلز پہنانے کے بعد حابیل شاہ نے اسے کھڑا کرتے ہوئے تیزی سے چادر اوڑھائی تھی۔ اور ساتھ ہی اپنی شال اتار کر اسکے گرد لپیٹ دی۔ تا کہ باہر نکلتے ہوئے اسے ٹھنڈ نہ لگے۔۔

اربیلا کا ہاتھ تھامے وہ کمرے سے باہر نکل کر ابھی دو چار قدم ہی آگے بڑھا تھا۔ جب مالا شاہ نے بے ساختہ انکو پیچھے سے آواز لگاتے ہوئے روکا۔

بھیا۔۔!! بھابھی کو لے کر کہاں جا رہے ہیں۔۔! تیزی سے انکے قریب آتے ہوئے مالا شاہ نے اربیلا کا ہاتھ تھامتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

تمہاری بھابھی کو سیلون لے کر جا رہا بچے۔۔! حابیل شاہ جواب دیتے ہوئے مڑا تھا۔

سیلون کیوں۔۔۔؟ بیوٹیشن تو ہم نے حویلی میں ہی بلوالی تھیں۔۔! سب تیار ہو گئے ہیں۔ بس بھابھی کا ہی انتظار کر رہے تھے۔ چاچی نے مجھے بھابھی کو بلانے ہی بھیجا ہے۔۔! مالا شاہ چونک کر بتاتے ہوئے اربیلا کی طرف دیکھا تھا۔ جس کی آنکھیں ہلکی ہلکی سرخ ہو رہی تھیں۔۔

بھابھی کو کیا ہوا ہے۔۔؟اربیلا کی سرخ آنکھیں دیکھتے ہوئے مالا شاہ کو فکر ہوئی۔

کچھ نہیں میری جان۔۔۔! صبح سے مجھے دیکھا نہیں تھا۔اس لئے بس ناراض ہو رہی تھی۔۔! اربیلا کو بازو کے حصار میں لیتے ہوئے حابیل شاہ نے مسکرا کر بہانا بنایا۔جس کو سن کر مالا کو بے اختیار اپنی بھابھی پر پیار آنے لگا تھا۔

آپ جائیں میں مالا کے ساتھ تیار ہو جاؤں گی۔۔! سب کے سامنے اسکی نزدیکی پر اربیلا شاہ نے بے ساختہ اسے وہاں سے بھیجنا چاہا۔کیونکہ سب کی نظریں ان پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔

پکی بات ہے۔۔؟ یا میرے ساتھ جانا ہے۔۔؟ حابیل نے بے اختیار تسلی کرنا چاہی۔۔جس پر اربیلا بے ساختہ مسکرا اٹھی تھی۔اربیلا نے مسکرا کر سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔اسے مسکراتے دیکھ کر حابیل شاہ مطمئن ہوتے ذرا سا قریب ہو کر تیزی سے اسکا ماتھا چوم کر مڑ چکا تھا۔سب کے سامنے اسکی اس حرکت پر اربیلا نے سرخ پڑتے اسکی شال یاد آنے پر تیزی سے پھر اسے آواز لگائی تھی۔پر حابیل بنا سنے تیزی سے نیچے جا چکا تھا۔۔

لائیں بھابھی میں بھیا کو دے آتی ہوں۔آپ جلدی سے چاچی کے روم میں پہنچیں۔۔!اربیلا سے شال تھام کر مالا شاہ اسے بھیجتے ہوئے خود بڑے بھائی کے پیچھے بھاگی تھی۔

ارمان شاہ کی مہندی کا انتظام پچھلے لان میں کیا گیا تھا۔جہاں بڑی خوبصورتی کے ساتھ ٹائیگر کا پنجرہ بھی سجا ہوا تھا۔جو کہ خاص کر اسکی ماں نے حکم دے کر تیار کروایا تھا۔کیونکہ ارمان شاہ کے ساتھ ساتھ ٹائیگر کی شادی بھی ہو رہی تھی۔

بڑی میں صاف بتا رہا ہوں۔۔!اگر آپ لوگوں نے اس خبیث کو بھی میرے ساتھ بٹھانے کی کوشش کی۔ تو میں مہندی کی رسم کرنے سے صاف انکار کر دوں گا۔۔۔!دوٹوک انداز میں ہاتھ کھڑے کرتے ہوئے ارمان شاہ نے تیز نظروں سے ٹائیگر کو گھورا تھا۔جس کے آج الگ ہی ششششکے نظر آرہے تھے۔نہا دھو کر مہنگی پرفیوم لگانے کے بعد ٹائیگر میاں انتہائی مغرورانداز میں اپنے پنجرے میں بیٹھے ساتھ والے پنجرے کو ترسی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔جہاں اسکی ہونے والی بیوی "شیرنی" بڑے ہی بے نیاز ہو کر بیٹھی تھی۔جیسے ٹائیگر میاں کی نظروں سے اسکا کوئی واسطہ نہیں ہو۔۔

کمینے تجھے بس اپنی پڑی ہوئی ہے۔۔! میر اصبر بھی توچیک کر، جس کی بیوی اس سالے کومیری اتنی مہنگی پرفیوم لگاکر گئی ہے۔۔! ہاشم شاہ نے تپتے ہوئے روقاش کی تھوڑی دیر پہلے والی حرکت یاد کروانا چاہی تھی۔ جب وہ بے حد خوش ہوتے ٹائیگر کے کان میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے اسے ہاشم شاہ کی پرفیوم سپرے کررہی تھی۔

ہاں تومیں کیا کروں۔۔! آپکا توصرف پرفیوم لگا ہے۔ میرا توسب داؤپر لگا ہوا ہے۔۔! میں مہندی کے سٹیج پر اس بندر کے ساتھ دولہابنا کیسا لگوں گا یار۔۔! ارمان شاہ نے جھنجھلا کر غصے سے جواب دیا تھا۔ اسکاانداز اور غصہ دیکھتے ہوئے نہ چاہتے ہوئے انکا قہقہ ابلا پڑا تھا۔

دیکھو توزرا۔۔! مین پرفیوم لگاکر خود کو بڑامرد سمجھ رہا ہے۔۔! ٹائیگر کے بیٹھنے کے انداز پر عالم شاہ نے ساختہ تبصرہ کیا۔ جس پر وہ سب پھر قہقہ لگا اٹھے تھے۔ ان سب نے بلیک شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔ پر ارمان شاہ کی شلوار قمیض ان سے تھوڑی الگ تھی۔ جبکہ اسکی ویسٹ کوٹ مائرہ شاہ کے ڈریس سے میچ ہو رہی تھی۔ اسی وقت حابیل شاہ انکی طرف اتاہوادیکھائی دیا تھا۔

کیوں پریشان ہو رہے ہو۔۔؟ نہیں بٹھائیں گئے ٹائیگر کو تمہارے ساتھ بے فکر رہو۔۔!! عالم شاہ نے بے اختیار ارمان شاہ کو تسلی دی تھی۔ کیونکہ وہ منہ بگاڑے مسلسل ٹائیگر کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ جو آج مست نظروں سے بس ساتھ والے پنجرے پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ ٹائیگر میاں کو آس، پاس کے ماحول کی کوئی ہوش نہیں تھی۔ مہمان دور سے ٹائیگر کو دیکھ دیکھ کر خوفزدہ ہو رہے تھے۔ حالانکہ وہ پنجرے میں بند تھا۔

مہمان اسکی دہشت سے سانس روکے ہوئے ہیں۔ اور اس ٹھر کی شیر کو دیکھو زرا..! زیام شاہ نے بے ساختہ افسوس سے تبصرہ کیا۔ خدا گواہ تھا۔ کہ انہیں آج تک ایک شیر کو پال کر کوئی غرور نہیں ہوا تھا۔ بلکہ وہ تو اسے پال کر پچھتا رہے تھے۔ کیونکہ وہ شیر کم اور اپنی ماں کا راجا دولار زیادہ بن چکا تھا۔

مہمانوں کو تھوڑی نا خبر ہے۔ کہ ٹائیگر میاں زن مرید بننے کے پلین بنا رہے ہیں۔۔! ارمغان شاہ بھی سر جھٹک کر بولا تھا۔

ظاہر سی بات ہے۔اپنے باپ اور بھائیوں کے نقش قدم پر ہی چلے گا وہ بھی۔۔!ار باز شاہ انکی طرف آتے ہوئے لقمہ دے گئے تھے۔کیونکہ وہ ارمغان شاہ کا طنز سن چکے تھے۔انکے الفاظ پر وہ سب مڑ کر انکو اور ارحم صاحب کی طرف دیکھنا شروع ہو گئے۔

کچھ غلط تو نہیں کہا میں نے۔۔!!اس کام میں تو تم سب ایک سے بڑھ کر ایک ہو۔۔!انکی نظروں کا اثر لیے بنا ار باز شاہ نے اپنی بات پر زور دیا تو ارحم صاحب ہنستے چلے گئے۔۔

ہم تو نیک کام ہی کر رہے ہیں بڑے بابا۔لیکن جو کام آپ بزرگ لوگوں نے شروع کیا ہوا ہے۔وہ تو بالکل بھی ثواب کمانے کی فہرست میں نہیں آتا۔۔!سسر کو ہنستے دیکھ کر زیام شاہ کو تیزی سے اپنا غم یاد آیا تھا۔ جس کی وجہ سے وریشہ اسے منہ نہیں لگا رہی تھی۔۔اس لئے وہ افسوس سے کہتے انکو احساس دلانے کی کوشش کرنے لگا۔۔

ہم نے کونسا ایسا کام کر دیا ہے۔۔۔!داماد کے الفاظ سمجھتے ہوئے ارحم صاحب مسلسل مسکرا رہے تھے۔جبکہ ار باز شاہ بے اختیار سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھنے لگے۔۔

میں بتاتا ہوں۔۔! ان سب کو سوالیہ انداز میں دیکھتا پا کر ارحم صاحب جواب میں بول کر خود بتانا شروع ہو گئے تھے۔ کہ کیسے وہ انکے گھر کی سامنے کھڑے ہو کر اپنی ہیرو گیری پر اترا رہا تھا۔ اور بعد میں ارحم صاحب نے کیسے اسے سبق سیکھایا تھا۔ کہ اب وہ صرف منہ ہی بنا سکتا تھا۔ کیونکہ وریشہ اسے لفٹ ہی نہیں کروا رہی تھی۔ ساری بات جاننے کے بعد وہ سب قہقہ لگاتے چلے گئے۔ جس پر زیام شاہ نے خفگی سے دیکھا تھا۔۔

تم پہلی بار بالکل صیحح طرح قابو آئے ہو۔۔! ہاشم شاہ نے ہنستے ہوئے ارحم صاحب کو سراہا تھا۔ جب اچانک ملازم بھاگتے ہوئے تیزی سے انکی آیا تھا۔

سائیں۔۔! بی بی سائیں کہہ رہی ہیں۔ کہ یہ ویسٹ کوٹ ٹائیگر کو جلدی سے پہنا دیں۔۔! ارمان شاہ سے میچنگ ویسٹ کوٹ ہاشم شاہ کو تھماتے ہوئے ملازم اپنی کہہ کر اسی تیزی سے واپس جا چکا تھا۔ جس تیزی سے وہ آیا تھا۔ کیونکہ روقاش نے اسے جلدی واپس آنے کا حکم دیا تھا۔ جبکہ ہاشم شاہ جو ناسمجھی سے اپنی بیوی کے حکم پر آنکھیں بڑی کیے ویسٹ کوٹ کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ وہیں ویسٹ کوٹ کو ارمان شاہ کی ویسٹ کوٹ سے ملتے دیکھ کر باقیوں کا نہ چاہتے ہوئے بھی قہقہ ابلا تھا۔۔ ایک ساتھ کئی قہقہے فضا میں گونجے تھے۔ جبکہ ارمان شاہ تو صدمے سے ہاشم شاہ کے ہاتھ میں پکڑی ویسٹ کوٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جو بالکل اسی کے جیسے تھی۔

ہم تیرے دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔بس تیری طرح دکھی نہیں ہو پا رہے اس کے لیے معذرت ہے۔۔۔! ہنسی کے دوران سب سے پہلے حابیل شاہ نے ارمان شاہ کی حالت پر افسوس کا اظہار کیا۔ جس پر ہوش میں آتے وہ غصے کے مارے تیزی سے اپنی ویسٹ کوٹ اتارنا شروع ہو گیا تھا۔۔

بس بس غصہ نہیں کرنا۔۔! ہم نہیں پہنا رہے اسے۔۔! اسے ویسٹ کوٹ اتارتے دیکھ کر عالم شاہ نے ہنستے ہوئے اسے روکنا چاہا تھا۔ وہ اسکا دن خراب نہیں کرنا چاہ رہے تھے۔۔پر انکی چاچی کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دے رہی تھی۔

تم کیا غور سے دیکھ رہے ہو اس میں۔۔؟ ہاشم شاہ کو ویسٹ کوٹ الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے ارباز شاہ نے بے اختیار جاننا چاہا تھا۔

میں دیکھنا چاہ رہا ہوں۔ کہ میری بیوی نے اس کمینے کا سائیز کب اور کیسے لیا تھا۔۔! ہاشم شاہ نے سنجیدہ انداز میں ویسٹ کوٹ کو ہر طرف سے چیک کرتے ہوئے جواب دیا۔ تو وہ پھر قہقہہ لگاتے چلے گئے۔ ہاشم شاہ کے بھی اپنے ہی دکھ تھے۔

ویسے کہنا نہیں چاہیے پر آپ دونوں کا صحیح علاج ہو رہا ہے۔۔! ہاشم شاہ اور ارمان شاہ کو چھیڑتے ہوئے عالم شاہ نے بے اختیار تبصرہ کیا۔

زیادہ کھی کھی نہ کر، ورنہ تیرا علاج مجھ سے ایک سیکنڈ میں اس سے بہت اچھا ہو جائے گا۔۔! ہاشم شاہ نے بنا توقف کے ویسٹ کوٹ زمین پر پھینکتے ہوئے عالم شاہ کو گھورا تھا۔

کچھ شرم کرو۔ گڑیا نے اتنے شوق سے بنوائی ہے۔ جاؤ جا کر ٹائیگر کو پہنا کر آؤ۔۔!! جھک کر زمین سے ویسٹ کوٹ اٹھاتے ہوئے ارباز شاہ نے ہاشم شاہ کو ڈپٹا تھا۔

آپکی گڑیا نے اتنے شوق سے میرے کپڑے تو نہیں بنوائے۔۔! جو میں یہ نیک کام کرنے کے اب بھاگا بھاگا جاؤں۔۔۔! ہاشم شاہ نے بدلے میں تیزی سے جلتے دل کے ساتھ طنزیہ کہا تھا۔ جس پر ارحم صاحب اور ارباز شاہ حیرت سے ہنستے ہوئے اسے دیکھنے لگے۔ کیونکہ ہاشم شاہ ٹائیگر میاں سے جیلس ہو رہے تھے۔۔

اور تم کیوں منہ اٹھا کر ابھی تک یہاں پر کھڑے ہو۔۔؟ سٹیج کی طرف دفع ہو یا پھر اس پنجرے والے دولہے کو ساتھ بٹھا کر مہندی لگانے کے حکم کا انتظار کرنا ہے۔۔! ہاشم شاہ نے بے اختیار اپنا غصہ ارمان شاہ پر نکالا تھا۔ جو چونک کر منہ بنا گیا تھا۔۔

مجھ پر کیوں بھڑک رہے ہیں بھئی خود تو آپ سب یہاں پر کھڑے ہیں۔ میں اکیلا وہاں پر بیٹھ کر کیا کروں۔۔؟ ارمان شاہ نے بے ساختہ کہا تھا۔

چلو چلتے ہیں۔۔! انکا تو ویسے ہی اب منہ خراب ہی رہنے والا ہے۔۔!! حابیل شاہ نے سٹیج کی طرف قدم اٹھاتے ہوئے بے اختیار ہاشم شاہ کو جاتے جاتے چھیڑا۔ جو اگلے ہی لمحے اسے تیز نظروں سے گھورنا شروع ہو چکا تھا۔

آپ اسے کہاں لے کر جا رہے ہیں۔۔! ادھر دیں اسے۔۔ زیام جاؤ اور اسے کسی بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینک کر آؤ۔۔!! آیا بڑا دولہا بننے والا۔۔! ارباز شاہ سے ٹائیگر کی ویسٹ کوٹ چھین کر زیام شاہ کی طرف پھینکتے ہوئے ہاشم شاہ نے غصے سے حکم دیا تھا۔ اور ساتھ ہی ٹائیگر کے پنجرے کی طرف ہاتھ سے لعنت بھیج

کر وہ سٹیج کی طرف بڑھ چکا تھا۔ جبکہ اپنے چاچے کو یوں جلتے دیکھ کر انکا قہقہ ابلتے ابلتے رہ گیا تھا۔ کیونکہ ہنس کر وہ اپنی شامت نہیں بلا سکتے تھے۔۔

یلو کلر کا خوبصورت گرارہ سیٹ کے ساتھ پھولوں کا زیور پہنے مائرہ شاہ کھلکھلا کر سامنے دیکھ رہی تھی۔ جہاں شر جینا اور وریشہ ایک دوسرے کو چھیڑنے میں مصروف تھیں۔ مائرہ شاہ کی آئس بلو آنکھیں آج مکمل روشن تھیں۔

دولہن یوں ہنستی نہیں ہے۔۔! مائرہ شاہ کو یوں کھل کر ہنستے دیکھ کر پاس بیٹھی عارفہ شاہ نے اعتراض کرنا چاہا تھا۔ جس کو سن کر مائرہ شاہ کی ہنسی کو فورا بریک لگا تھا۔ اسکے ساتھ ہی اربیلا اور روقاش بھی متوجہ ہوتے انکی طرف حیرانی سے دیکھنے لگی تھیں۔۔ اس سے پہلے روقاش جواب میں کچھ کہہ پاتی۔ جب مائرہ شاہ خود ہی بول اٹھی تھی۔

میں دولہن ہوں، لاش نہیں۔۔۔" مصنوعی مسکراتے ہوئے اس نے عارفہ شاہ کو جتا کر کہا تو روقاش اور" اربیلا کی ہنسی نکل گئی۔ جبکہ عارفہ شاہ تو غصے سے بل کھا کر رہ گئی تھیں۔

ہمارے زمانے کی عورتیں اتنی باحیا ہوتی تھیں۔۔اور اک یہ آج کل کی منہ پھٹ لڑکیاں ہیں۔۔!مائرہ شاہ کا جواب سن کر خاندان کی عورتوں کے سامنے عارفہ شاہ کو بولنے کا مزید موقع مل گیا تھا۔اس لئے وہ مائرہ شاہ کو توبہ توبہ کرتی نظروں سے دیکھنا شروع ہو گئی تھیں۔۔

آپکے زمانے کی عورتیں ہو نگی کچھ باحیا چاچی۔۔!پر ان میں سے کچھ پردے کے پیچھے جتنی باحیا بنتی تھیں۔وہ حقیقت میں اتنی ہی بے شرم اور چالباز بھی ہوتی تھیں۔۔!اپکو انکا نہیں پتہ کیا۔۔؟مائرہ شاہ نے بنا توقف کے جواب دیتے ہوئے آخر پر مصنوعی حیرت سے سوال کیا۔جس کو سن کر وہاں بیٹھی کتنی ہی لڑکیاں ہنسنا شروع ہو گئی تھیں۔جبکہ عارفہ شاہ سمیت انکے زمانے کی عورتوں کے منہ بن چکے تھے۔

بس کرو میرو۔۔!آج کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔۔!ورنہ تمہاری عزیز جان چاچی پھر پھر بھاگی بھاگی دا جان کے پاس شکایت لگانے پہنچ جائیں گئیں۔۔!اربیلا کو بائیں جانب بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے روقاش اٹھ کر دائیں جانب آبیٹھی تھی۔جبکہ اسکی بات سننے کے بعد عارفہ شاہ کا غصے سے برا حال ہو چکا تھا۔وہ زہر بھری نظروں سے روقاش اور اربیلا شاہ کی طرف دیکھنے لگی تھیں۔جو انکو نظر انداز کیے اب پھر سے ہنس رہی تھیں۔جبکہ روقاش اور اربیلا کو مہندی لگاتے دیکھ کر مائرہ شاہ بھی دوبارہ سے ہنسنے لگی تھی۔۔

لڑکوں کی طرف مہندی کی رسم کب سے شروع ہو چکی تھی۔ جبکہ مائرہ شاہ کی رسم اب شروع کی جارہی تھی۔ سب سے پہلے روقاش اور اربیلا نے اسے مہندی لگائی تھی۔ جس پر عارفہ شاہ کسی طور پر بھی صبر نہیں کر پارہی تھیں۔ کیونکہ خاندان کی بڑی ہونے کے ناطے وہ یہ حق صرف اپنا سمجھتی تھیں۔

رکو، رکو زرا ڈرائیور۔۔! عنایہ شاہ نے باہر کی جانب دیکھتے ہوئے تیزی سے بولتے ہوئے گاڑی روکنے کا کہا تھا۔

کیا ہوا عنایہ۔۔؟ اسکے گاڑی رکوانے پر امایہ شاہ بے اختیار پوچھ گئی۔ گھومنے پھرنے اور پھر شاپنگ کرنے کے بعد کھانا کھاتے ہوئے آج انہیں لوٹنے میں خاصی دیر ہو گئی تھی۔

وہ دیکھو۔۔!! حابیل شاہ کی حویلی کی طرف۔۔! امایہ کے پوچھنے پر عنایہ شاہ نے شیشہ نیچے کرتے ہوئے ہاتھ باہر نکال کر تیزی سے اشارہ کیا تھا۔ اوپر پہاڑ پر بنی اس خوبصورت حویلی میں خاصی رونق نظر آرہی تھی۔ جبکہ حویلی کو ہر طرف سے خوبصورتی سے سجایا بھی گیا تھا۔

لگتاہے کسی کی شادی ہو رہی ہے۔۔۔! حویلی کی طرف دیکھتے ہوئے امایہ شاہ نے بے اختیار خیال ظاہر کیا۔۔

ہاں مجھے بھی یہ ہی لگ رہاہے۔۔! پر کس کی۔۔؟ عنایہ شاہ نے حامی بھرتے ہوئے سوال کیا تھا۔

بی بی جی ارباز شاہ کے چھوٹے بیٹے کی شادی ہے۔۔۔! انکی باتیں سنتے ہوئے ڈرائیور نے انکو بتایا تھا۔۔

ارباز شاہ کون۔۔؟ اس نام پر وہ دونوں چونکی تھیں۔

ابھی جن کا آپ نام لے رہی تھیں نا" حابیل شاہ" وہ ارباز شاہ کے ہی بیٹے ہیں۔۔! انکے پوچھنے پر ڈرائیور نے تعارف کروانا ضروری سمجھا تھا۔۔ جس پر وہ بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھ گئیں۔

اسکا مطلب ہے حابیل شاہ کے چھوٹے بھائی کی شادی ہے۔۔۔! کیا نام ہے بھلا ارباز شاہ کے چھوٹے بیٹے کا۔۔؟ عنایہ نے دلچسپی سے اگلا سوال کیا تھا۔۔

بی بی جی انکا نام ارمان شاہ ہے۔۔!ڈرائیور فٹ سے جواب میں بولا تھا۔

تمہیں اتنا سب کیسے پتہ ہے؟اور یہ بھی کہ انکی حویلی میں کس کی شادی ہو رہی ہے۔۔؟؟اسکے اتنا باخبر ہونے پر امایہ شاہ کو حیرت ہوئی تھی۔اس لئے وہ پوچھ گئی۔

بی بی جی مجھے تو کیا سارے گاؤں کو ہی پتہ ہے۔کیونکہ بیٹے کی شادی کی خوشی میں کل ارباز شاہ نے پورے گاؤں کو کھانے کی دعوت دی ہے۔۔!ڈرائیور نے خوش ہوتے انہیں مزید آگاہ کیا۔جس پر وہ ٹھٹک کر ایک دوسرے کو دیکھنا شروع ہو گئی تھیں۔۔

ٹھیک ہے چلو اب۔۔۔!!!ساری بات جاننے کے بعد امایہ شاہ نے بے اختیار اسے گاڑی چلانے کا حکم دیا تو ڈرائیور سر کو جنبش دیتے گاڑی سٹارٹ کر گیا۔جبکہ عنایہ شاہ گہری سوچوں میں مبتلا ہوتے پہاڑ کی اونچائی پر بنی ہوئی اس حویلی کی طرف دیکھتی جا رہی تھی۔۔جس کی رونق اسے بار بار اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔اسکا دل اس رونق میں گم حابیل شاہ کو دیکھنے کے لئے اچانک مچل اٹھا تھا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"یہ روقاش کی بھتیجی ہے نا۔۔؟جو زیام شاہ کے نکاح میں ہے۔۔۔

عارفہ شاہ کو مخاطب کرتے ہوئے ہاشم شاہ کے خاندان کی ایک عورت نے بے ساختہ سوال کیا۔جن کی نظریں کب سے مسلسل وریشہ پر ٹکی ہوئی تھیں۔

ہاں وہی ہے۔۔۔!!عارفہ شاہ نے انکی نظروں کے تعاقب میں وریشہ کی طرف دیکھتے ہوئے نخوت سے جواب دیا تھا۔

ویسے حیرت ہے۔۔!پہلے ہاشم شاہ نے اتنے سال شادی نہیں کی۔اور جب کی بھی تو کس سے کی۔۔!!
عارفہ شاہ کے حامی بھرنے پر وہ بے اختیار افسوس سے کہنے لگی تھیں۔۔

اس میں افسوس کی کیا بات ہے بہن۔۔!سارا خوبصورتی اور کم عمری کا کمال ہے بس۔۔۔!اور دیکھ لو ہاشم کی بیوی کتنی سیانی نکلی ہے۔اپنے ساتھ ساتھ وہ بھتیجی کو بھی گھر لے آئی ہے۔۔!انکے ساتھ بیٹھی تیسری عورت جو کب سے انکی باتیں سن رہی تھی۔وہ بھی حصہ ڈالتے ہوئے کہنے لگی تھیں۔

ویسے میں دیکھ رہی رہوں عارفہ کہ اعظم شاہ کی بہو آجانے کے بعد تمہاری حیثیت اس حویلی میں اب پہلے جیسی نہیں رہی۔۔!اب کی بار روقاش کو نظروں میں رکھتے ہوئے ان میں سے ایک بولی تھی۔۔

نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔!بس میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں،اس لئے میں خود ہی نہیں اٹھ رہی۔۔!ورنہ تو یہ ساری تیاریاں میری مرضی کے مطابق ہی ہوئی ہیں۔۔۔!عارفہ شاہ تیزی سے نفی کرتے ہوئے صفائی پیش کرنے لگی تھیں۔جس پر وہ دونوں عورتیں انکو جانچتی نظروں سے دیکھتی چلی گئیں۔انکی نظروں پر عارفہ شاہ مٹھیاں بھینچ کر خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

حابیل شاہ اور عالم شاہ مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے ساتھ ساتھ باتوں میں مصروف تھے۔سفید شلوار قمیض پہنے آج وہ سب اپنے گاؤں کے روایتی شاہ بنے نظر آرہے تھے۔

پوری حویلی لوگوں سے بھری پڑی ہوئی تھی۔کیونکہ ارباز شاہ نے آج برات دن خاص پر گاؤں والوں کو کھانے کی دعوت دی تھی۔ارمان شاہ ابھی تیار ہو کر نیچے نہیں آیا تھا۔پر مہمان ضرور پہنچتے جا رہے تھے۔حابیل شاہ اور عالم شاہ ابھی دروازے میں ہی کھڑے تھے۔جب زیام شاہ اپنے ساتھ کسی کو ملوانے کے لیے انکی طرف آیا تھا۔۔

بھائی۔۔!ان سے ملیں یہ "شبیر شاہ"ہیں۔۔!!میرے بہت اچھے دوست۔۔!زیام شاہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے خوشی خوشی اپنے ساتھ کھڑے شبیر شاہ کا تعارف کروایا۔اسکی آواز پر عالم شاہ اور حابیل شاہ مڑ کر دیکھنے لگے تو عالم شاہ اپنے سامنے کھڑے انسان کو دیکھتے ہی چونکا تھا۔جبکہ شبیر شاہ نے اپنائیت بھرے انداز میں انہیں سلام کیا۔تو حابیل شاہ آگے بڑھ کر اسکے گلے لگ گیا۔۔

بہت خوشی ہوئی آپ کے آنے کی۔۔!!شبیر شاہ کے گلے ملتے ہوئے حابیل شاہ نے بے ساختہ کہا۔

شکریہ۔۔!مجھے خود بھی یہاں آکر بہت اچھا لگ رہا ہے۔۔!!بائے دی وے آپکی حویلی بہت خوبصورت ہے۔۔!!شبیر شاہ جواب میں تعریفی انداز میں بولا تھا۔اسکی تعریف پر عالم شاہ اور حابیل شاہ ہنس دیئے تھے۔

تھینکس۔۔!ویسے میں شاید اپکو جانتا ہوں۔۔!آپ باسم شاہ کے رشتہ دار ہیں نا۔۔!!شبیر شاہ کے گلے لگتے ہوئے عالم شاہ نے اچانک کہا تو شبیر شاہ بے اختیار انہیں دیکھنے لگا تھا۔شبیر شاہ کے ساتھ ساتھ حابیل شاہ کو بھی حیرت نے آن گھیرا تھا۔

اپکو کیسے پتہ؟عالم شاہ کے اندازے پر شبیر حیرت سے پوچھ گیا۔۔جس پر عالم شاہ بے اختیار مسکرا دیا تھا۔۔

ڈیرے پر ایک دو بار باسم شاہ کو اپکے ساتھ دیکھا تھا۔ بس تب سے۔۔! ایگزیکٹلی تو نہیں پتہ پر شاید آپ انکے کزن کے بیٹے ہیں۔۔!!! عالم شاہ اندازہ لگاتے ہوئے بول رہا تھا۔ چونکہ شبیر شاہ کا ڈیرہ بھی بالکل انکے ساتھ ہی تھا۔ اس لئے عالم شاہ نے ایک دو بار اسکے ڈیرے پر باسم شاہ کو آتے دیکھا تھا۔ پر وہ اسکی اور زیام شاہ کی دوستی پر حیران ہو رہا تھا۔ کیونکہ آج سے پہلے تک ان دونوں خاندانوں میں بول، چال نہ صرف بند تھا۔ بلکہ اب تو دشمنی کی ایک دیوار بھی قائم ہو چکی تھی۔

جی ایسا ہی ہے۔۔!! شبیر شاہ اسکے اندازے کی بے اختیار تائید کرتے بولا تھا۔ جس پر اب حابیل شاہ کو حیرانی ہو رہی تھی۔ کیونکہ سامنے کھڑا شخص اسکے سسرالی رشتے داروں میں سے ایک تھا۔

شبیر آؤ میں تمہیں باقی لوگوں سے بھی ملواتا ہوں۔۔! عالم شاہ کو مخصوص اشارہ کرتے ہوئے زیام شاہ اسے ساتھ لیے ارباز شاہ کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ حابیل شاہ نے بے اختیار دور جاتے شبیر شاہ کو دیکھا تھا۔

ویسے حیرت کی بات ہے۔۔! اچانک ایک کے بعد ایک تیرے سسرالی رشتے داروں سے ملاقات ہو رہی ہے۔۔!! شبیر شاہ کے دور جاتے ہی عالم شاہ کہنے لگا تھا۔ اسکا اشارہ کچھ دن پہلے عنایہ شاہ اور امایہ شاہ سے ہوئی ملاقات کی طرف تھا۔

میں بھی یہ ہی سوچ رہا ہوں۔۔!! حابیل شاہ بھی آہستہ آواز میں بول گیا۔۔ اسکی نظریں ابھی تک شبیر شاہ پر ٹکی ہوئی تھیں۔ جوار باز شاہ اور ارمغان شاہ سے مل رہا تھا۔۔

مجھے اس بات پر زیادہ حیرت ہو رہی ہے۔۔۔! کہ زیام کی دوستی اسکے ساتھ کیسے ہو گئی۔۔؟ شبیر شاہ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے حابیل شاہ تعجب سے سوچ رہا تھا۔۔

زیام کو چھوڑ اور سامنے دیکھ۔۔۔!! تیرے لئے اک اور سرپرائز آ رہا ہے۔۔! عالم شاہ نے بے ساختہ اسے کہنی مارتے ہوئے سامنے دیکھنے کا اشارہ کیا تھا۔ جس پر حابیل شاہ چونک کر باہر کی جانب دیکھتے ہی آنکھیں بڑی کر گیا تھا۔ عنایہ شاہ اور امایہ شاہ بڑی خوبصورتی کے ساتھ چلتے ہوئے انکی حویلی کی طرف ہی آ رہی تھیں۔ دونوں بہنوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر حابیل شاہ نے بے یقین ہوتے عالم شاہ کی طرف دیکھا۔ جو

بے پرواہی سے کندھے آچکا کر مڑ گیا تھا۔ نجانے کیوں اسکا دل ان دونوں بہنوں سے ملنے کو کیوں نہیں ہوا تھا۔

روح میرے بالوں میں یہ لگا دیں پلیز۔۔!! گلاب کے پھولوں کا گجرا لیے اربیلا تیزی سے روقاش کی طرف آئی تھی۔ وہ سب تیار ہو چکی تھیں۔ جبکہ مائرہ شاہ کی تیاری بھی تقریباً مکمل تھی۔ بیوٹیشن اب بس اسے جیولری پہنانے میں مصروف تھی۔

جلدی لاؤ ادھر۔۔! مالا اور لاڈو کہاں ہیں۔۔؟ گجرا پکڑتے ہوئے روقاش تیزی سے اربیلا کے بالوں میں لگاتے ہوئے پوچھ گئی۔۔

پھوپھو وہ اپنے کمرے میں ہیلز پہنے گئیں ہیں..!! وریشہ نے چوڑیاں پہنے ہوئے جواب دیا۔ جس پر روقاش بے اختیار اسے دیکھنا شروع ہو گئی۔

اوو۔۔!! میرا مطلب ہے آپی۔۔!روقاش کی نظروں پر وریشہ کو بے اختیار اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔ جس کو وہ فوراً سدھار گئی تھی۔سب نے آج بھی کل رات کی طرح سیم ڈریسنگ کی تھی۔لیکن سب کے لہنگا، چولی کا کلر مختلف تھا۔روقاش گولڈن کلر کے لہنگا چولی پہنے ہوئے تھی۔تو اربیلا کے لہنگا چولی کا رنگ میرون، شرجینا پنک تو وریشہ کا رائل بلو کلر تھا۔جبکہ مالا شاہ رائل سٹائل میں بلیک کلر کا پہنے ہوئے تھی۔

عشی جاؤان دونوں کو بلا کر لاؤ جلدی سے۔۔!اور باہر نکلتے ہوئے اپنے اپنے دوبٹے کا خاص خیال رکھنا ہے۔! شاہ کا خاص کر حکم ہے۔۔!ویسے تو پچھلی سائیڈ پر کوئی مرد نہیں ہو گا۔لیکن پھر بھی احتیاط ضروری ہے۔۔! ان دونوں کو بھی بتا دینا۔۔۔!روقاش بھرپور سنجیدگی کے ساتھ اربیلا اور وریشہ کو سمجھا رہی تھی۔تاکہ کوئی بدمزگی نہ ہو۔۔جبکہ دولہن بنی مائرہ اپنی چاچی کی باتیں سنتے ہوئے بے اختیار روقاش کی طرف دیکھتی چلی گئی۔بے اختیار اسکے دماغ میں ارمان شاہ کے کہے گئے الفاظ گونجے تھے۔جب وہ روقاش اور اربیلا کی مثال دیتا اسے خود کو چھپانے کا کہہ رہا تھا۔۔

آپ لوگ یہاں۔۔؟ حابیل شاہ نے حیرانی سے پوچھا تھا۔

آپ نے پورے گاؤں کو دعوت دی تو سوچا گاؤں میں تو ہم لوگ بھی شامل ہیں۔تو بس اس لئے آ گئے۔۔! کیاآپ کو ہمارا آنا اچھا نہیں لگا۔۔؟ عنایہ شاہ نے مسکرا کر کہتے ہوئے آخر پر بے اختیار جاننا چاہا تھا۔کل پوری رات وہ سو نہیں پائی تھی۔کیونکہ اسکا دل حابیل شاہ کو دیکھنے پر بضد تھا۔اس لئے آج وہ زبردستی امایہ شاہ کو اپنے ساتھ یہاں پر لے آئی تھی۔جس کی اسکے باپ یا دادا کو کوئی خبر نہیں تھی۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔۔! بلکہ مجھے تو بہت خوشی ہوئی ہے۔۔! حابیل نے بے ساختہ مسکراتے ہوئے نفی کی۔کہ تبھی عالم شاہ دوبارہ اسکی طرف آتا ہوا دیکھائی دیا تھا۔۔وہ کب سے ان تینوں کی طرف ہی متوجہ تھا۔ان دو ملاقاتوں میں پتہ نہیں عالم شاہ کو ان دونوں بہنوں سے ایک بار بھی کوئی اچھی وائب کیوں نہیں آئی تھی۔

ارے آپ لوگ یہاں۔۔۔؟ عالم شاہ نے انکی طرف آتے ہوئے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا۔۔جیسے ابھی اچانک انہیں دیکھ رہا ہو۔۔اسکی ایکٹنگ پر حابیل شاہ نے بے ساختہ اسے گھوری سے نوازتے ہوئے دیکھا تھا۔

کیسے ہیں آپ عالم۔۔۔؟امایہ شاہ مسکرا کر اسکا حال پوچھ گئی۔جبکہ عنایہ شاہ نے بھی سر کے اشارے سے اسے سلام کہا تھا۔۔

میں الحمداللہ بالکل ٹھیک۔۔۔!آئیں نہ اپکو آپکی بہن سے ملواتے ہیں۔۔!بھابھی اپکو دیکھ کر ضرور سرپرائز ہونگی۔۔!عالم شاہ نے خوشگواری سے کہتے ہوئے انکو اربیلا شاہ سے ملوانا چاہا۔جسے عنایہ شاہ اچانک منع کرتے ہوئے بول پڑی تھی۔

اس سے ہم بعد میں مل لیں گئے۔۔!پہلے ہم حابیل شاہ سے تو مل لیں۔۔!میں خاص صرف انکے لئے ہی یہاں پر آئی ہوں۔۔!حابیل شاہ کو نرم نظروں سے دیکھتے ہوئے عنایہ شاہ نے جیسے ہی ٹالنا چاہا ویسے ہی تیزی سے عالم شاہ نے جتاتی نظروں سے حابیل شاہ کی طرف دیکھا تھا۔جیسے کہنا چاہ رہا ہو، کہ مل گیا ثبوت۔۔؟ جبکہ حابیل شاہ نے تعجب سے ایک باران دونوں بہنوں کی طرف دیکھا تھا۔۔اور دوسری بار عالم شاہ کی طرف۔۔

بہت شکریہ۔۔!پر اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو میں آپ سے بعد میں ملتا ہوں۔۔۔!تب تک آپ ایسا کریں۔ کہ یہاں سے گزر کر پیچھے عورتوں والی سائیڈ پر چلی جائیں۔۔!بامشکل مسکراتے ہوئے حابیل شاہ نے انہیں وہاں سے بھیجنا چاہا تھا۔

شیور نو پرابلم۔۔۔!آپ سکون سے اپنے مہمانوں کو ریسیو کریں۔۔!عنایہ شاہ کے کچھ بولتے سے پہلے ہی امایہ شاہ مسکرا کر جواب دیتی کھینچنے والے انداز میں عنایہ شاہ کو لیے وہاں سے آگے بڑھی تھی۔۔

پاگل ہو گئی ہو کیا۔۔؟کیا ضرورت تھی انکار کرنے کی۔؟بلاوجہ انہیں شک ہو گا ایسے۔۔!دبے دبے انداز میں کہتے ہوئے امایہ شاہ نے بڑی بہن کو ہوش دلانے کی کوشش کی تھی۔

مجھے پرواہ نہیں۔۔!میں جب اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی تو یہ فارمیلیٹی بھی نہیں ہو گی مجھ سے۔۔! بدلے میں عنایہ شاہ نے لاپرواہی بھرا جواب دیتے ہوئے آس پاس کے ماحول پر نظر دہرائی تھی۔لانگ فراک پہنے وہ دونوں انتہائی خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔

جیسے میں تو مری جا رہی ہوں نا اس منحوس کو دیکھنے کے لیے۔۔۔! امایہ شاہ نفرت سے جواب دیتے ہوئے اس ساتھ لیے عورتوں والی سائیڈ کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔ جہاں دولہن کو اب بٹھایا جا رہا تھا۔

دیکھو زرا آج کمینے کی خوشی کو۔۔۔!! سامنے کھڑے ارمان شاہ کی تیاری اور آنکھوں کی چمک پر چوٹ کرتے ہوئے ارمغان شاہ کہہ رہا تھا۔ جبکہ ارمان شاہ نے دور سے اسے آنکھ ونک کرتے ہوئے جلانے کی کوشش کی تھی۔

وائٹ کلر کی شیروانی میں اپنی ڈارک گرے آنکھوں میں مستی لیے آج سچ میں وہ اپنی وجاہت میں کوئی یونانی دیوتا معلوم ہو رہا تھا۔ آنکھوں پر شیڈز لگائے ارمان شاہ کا آج ہر انداز مغرور تھا۔ کیونکہ آج اسکے پہلو میں اسکی محبت لال پردے میں خود کو چھپائے ہوئے بیٹھی تھی۔

ارمان شاہ اور مائرہ شاہ کی رسموں کا آغاز ہو چکا تھا۔ جو سب گاؤں والوں کی موجودگی میں ہو رہا تھا۔ سب گاؤں والے پر شوق نظروں سے سامنے بیٹھے دولہا اور دلہن کو دیکھ رہے تھے۔ جو ایک ساتھ چاند، سورج کی جوڑی معلوم ہو رہے تھے۔ مائرہ شاہ فلوقت مکمل طور پر گھونگٹ میں تھی۔

گاؤں کی تمام عورتیں تھوڑی دیر پہلے اسکی منہ دیکھائی کی رسم کر چکی تھیں۔اور اب ارمان شاہ کی موجودگی کے باعث اسے پھر سے پردہ کروادیا گیا تھا۔ارمان شاہ اور مائرہ شاہ کے درمیان ایک آئینہ رکھا گیا تھا۔جس میں جھانکتے ہوئے ارمان شاہ نے بے چینی سے اپنی دولہن کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی تھی۔۔لیکن روقاش ہنستے ہوئے تیزی سے مائرہ کو پیچھے ہٹا گئی تھی۔۔

پاس کھڑے ہاشم شاہ نے قربان ہوتی نظروں سے اپنی بیوی کا حسین روپ دیکھا تھا۔ارمان شاہ کی رسم کے باعث وہ سب اس سائیڈ پر آچکے تھے۔۔انکے علاوہ یہاں پر کوئی دوسرا مرد نہیں موجود تھا۔۔اس لئے وہ سب ریلیکس تھیں۔

اربیلا شاہ کھلکھلاتے ہوئے حابیل شاہ کے پہلو میں کھڑی تھی۔اسکے حسین روپ کے باعث حابیل شاہ کی نظریں بار بار بھٹک کر اس پر اٹک رہی تھیں۔جبکہ دور کھڑی دو آنکھیں اس منظر کو دیکھتے ہوئے جل کر خاک ہو رہی تھیں۔۔لیکن اربیلا شاہ فلحال انکی موجودگی سے بے خبر تھی۔۔

دھیان سے میری جان۔۔!!مالا شاہ جو سٹیج سے پیر رکھتے ہوئے لڑکھڑا کر گرنے ہی والی تھی۔کہ بے اختیار ارمغان شاہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسکی کمر میں ہاتھ لپیٹتے ہوئے اسے سہارا دیا تھا۔اسکے الفاظ پر اور اچانک نزدیکی پر مالا شاہ نے سرخ ہوتے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کھڑا ہونے کی کوشش کی۔وہیں گاؤں کی عورتیں شرما کر ان دونوں کی طرف دیکھنے لگی تھیں۔۔بلیک کلر کے لہنگا چولی میں وہ ارمغان شاہ کے دل پر بجلیاں گرانے کا باعث بن رہی تھی۔۔

میری ہیل غان۔۔!!مالا شاہ نے بے اختیار اسے پکارا۔اسکی ہیلز کی سٹریپ اچانک کھل گئی تھی۔جس کی وجہ سے وہ لڑکھڑائی تھی۔

یہاں بیٹھو میں دیکھتا ہوں۔۔!مالا شاہ کو چیئر پر بٹھا کر ارمغان شاہ جھکتے ہوئے اسکی ہیلز دیکھنے لگا۔جبکہ مالا شاہ شرم کے مارے گلابی ہو چکی تھی۔اسکا لہنگا تھوڑا سا اوپر اٹھاتے ہوئے ارمغان شاہ نے جیسے ہی اسکی ہیل دیکھنا چاہی تو بلیک ہیلز میں اسکے خوبصورت پاؤں دیکھتے ہوئے وہ مبہوت ہو گیا۔جبکہ تھوڑا کھڑے زیام شاہ نے اس منظر کو دیکھتے ہوئے ٹھنڈی آہ بھری تھی۔۔

ہر کوئی یہاں پیار کرنے مصروف ہے اور ایک تم ہو۔۔؟ زیام شاہ نے جھکتے ہوئے اچانک پاس کھڑی وریشہ کے کان میں خفگی سے کہنا چاہا تھا۔

ہر کوئی آپکی طرح ٹھرک بھی نہیں جھاڑتا۔۔! اس لئے انکو یہاں پر پیار مل رہا ہے۔۔! وریشہ نے دوبدو جواب میں بولتے ہوئے اسے تیکھی نظروں سے دیکھا تھا۔ جبکہ زیام شاہ اسکے الزام پر بے اختیار آنکھیں پھیلا کر اس چھوٹی دنیا کو دیکھ گیا تھا۔۔

یہ فنکشن ختم ہونے دو زرا۔۔ پھر تمہیں میں آج اچھے سے اپنا ٹھرک پن دیکھاتا ہوں۔۔! زیام شاہ نے چباتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ ایک کے بعد ایک الزام وہ اسکے سر پر ڈال رہی تھی۔ بدلے میں وریشہ نے ناک چڑھا کر لاپرواہی سے آنکھیں پھیر لی تھیں۔ کہ تبھی ہاشم شاہ کی جھنجھلاہٹ سے بھری آواز نے انہیں مخاطب کیا۔۔

عالم میرا بی پی شوٹ کر جائے گا۔۔! اگر اس کمینے کا قتل نہیں چاہتے ہو۔۔ تو اپنی چاچی کو اس تک پہنچنے سے پہلے روک لو۔۔! رسم سے فارغ ہونے کے بعد روقاش جواب دولہا بنے ٹائیگر کے پنجرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ کہ بے اختیار ہاشم شاہ نے پاس کھڑے عالم شاہ کو وارن کرنا چاہا تھا۔۔ جس پر وہ ہنسی دبا کر فورا

روقاش کے پیچھے ہوا تھا۔تا کہ اسے روک سکے۔۔ورنہ ٹائیگر کی نئی نویلی بیوی کو سہاگن ہونے سے پہلے بیوہ ہو جانے کا خطرہ تھا۔۔

ساری ضروری رسمیں پوری کرنے کے بعد مہمانوں کو کھانا کھلا یا جارہا تھا۔ارمان شاہ سٹیج سے نیچے اتر کر ازمیر خان کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا۔۔جو وقفے وقفے سے اسے چھیڑنے کی کوشش کررہا تھا۔

روقاش خفگی سے منہ بنائے ہاشم شاہ کے ساتھ کھڑی تھی۔جو نظروں ہی نظروں میں اسے گھورنے کی کوشش کررہا تھا۔کیونکہ آج کے دن کم از کم وہ اسکا سارا صبر ایک ہی بار میں آزما چکی تھی۔روقاش اور ہاشم شاہ کو یوں کھڑے دیکھ کر وہ سب مسکراتے ہوئے انکی طرف آئے تھے۔۔دولہا بنا ارمان شاہ بھی انکی طرف چلا آیا تھا۔

کیا ہوا چاچی کو۔۔؟زیام شاہ نے اشارہ کرتے ہوئے ہاشم شاہ سے سوال کیا۔کیونکہ روقاش کی ناراضگی اسکے تاثرات سے صاف جھلک رہی تھی۔۔

تمہارا سر۔۔!زیام شاہ کے سوال پر روقاش اچانک پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔جس پر زیام شاہ بے اختیار اچھل کر رہ گیا تھا۔۔

یااللہ خیر۔۔!!بڑی کیا کھلا دیا ہے انکو۔۔!حابیل شاہ نے بے ساختہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔جس پر ہاشم شاہ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں انہیں روقاش کو چھیڑنے سے باز کیا تھا۔۔پر وہ کہاں باز آنے والے تھے۔۔

چاچی کا موڈ کیوں آف ہے۔۔؟انہیں اکھٹے کھڑا دیکھ کرارمغان شاہ بھی جو انکی طرف آگیا تھا۔کہ روقاش کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھتے ہوئے بے اختیار پوچھے بنا نہ رہ سکا۔۔

میں خون کر دوں گی تم لوگوں کا اگر اب مجھے کسی نے "چاچی" بلایا تو۔۔!!انکے بار بار چاچی کہنے پر روقاش ایک دم سے غرائی تھی۔اپنی بیوی کا جوالہ مکھی سا روپ دیکھتے ہوئے ہاشم شاہ بامشکل ہنسی دبانے لگا تھا۔۔

توبہ ہے بھئی۔۔!!سارے الٹے شوق آپ نے میری شادی پر ہی پورے کرنے ہیں کیا۔۔؟روقاش کی دھمکی سن کرارمان شاہ نے خوامخواہ میں برا مناتے ہوئے کہا تھا۔پہلے ٹائیگر کی شادی اور اب یہ خون۔۔!!

بکواس نہیں کرو۔۔۔!!روقاش نے اب کی بار چڑتے ہوئے ناک چڑھالیا تھا۔وہ مکمل طور پر ہاشم شاہ کو نظر انداز کررہی تھی۔۔جیسے وہ یہاں پر موجود ہی نہ ہو۔۔

کیاہواہے روح۔۔؟کیوں غصہ ہورہی ہیں۔۔؟روقاش کا غصہ اور ناراضگی بھرانداز دیکھتے ہوئے عالم شاہ نے مسکراتے اور نرم لہجے میں استفسار کرناچاہاتھا۔جیسے پورایقین ہو کہ وہ اسے ضرور بتائے گی۔۔۔عالم شاہ کے پوچھنے پر روقاش بے حد دکھی منہ بناکر ہاشم شاہ کی طرف دیکھ گئی تھی۔۔

کیا۔۔؟مجھے کیوں دیکھ رہی ہواب۔۔؟بتاؤنہ اپنے فیورٹ بھتیجے کو بھی زرااپنی فرمائش۔۔!!روقاش کے خود کی جانب دیکھنے پر ہاشم شاہ انجان بنتے بول گیا۔۔

یہ سہی ہے بھئی۔۔!!ہم کب سے پوچھ رہے تھے۔توہماراخون کرنے کی دھمکی جارہی تھی۔۔!اس کمینے کے پوچھتے ہی چہرے کے تاثرات بدل گئے ہیں۔۔!حابیل شاہ جلتے ہوئے کہنے لگاتوعالم شاہ بڑی سی مسکراہٹ پیش کرتے ہوئے اسے مزید جلا گیا۔۔۔

بتائیں ناروح کیا ہوا ہے۔۔؟کیا بڑی نے کچھ کہا ہے۔۔؟عالم شاہ نے مزید فکر ظاہر کرتے ہوئے سوال کیے ۔۔ جس پر ہاشم شاہ بے اختیار آبرو اچکاتے ہوئے اسے ملاحظہ کر گیا۔جو چاچی کا زیادہ سگا بن رہا تھا۔روقاش اب لب کاٹتے ہوئے ہاشم شاہ کی طرف دیکھنا شروع ہو گئی تھی۔

میں بتاتا ہوں۔۔!!روقاش کو بولتے نہ دیکھ کر ہاشم شاہ کہہ ہی رہا تھا۔جب ارباز شاہ اور ارحم صاحب اچانک انکی طرف چلے آئے تھے۔۔

تم سب یہاں پر جمع ہوئے کھڑے ہو۔۔!تو مہمانوں کو کون دیکھ رہا ہے۔۔؟ان سب کو یوں بے فکری سے کھڑے دیکھ کر ارباز شاہ قریب آتے ہوئے بولے تھے۔

مہمانوں کو بعد میں دیکھ لیں گئے باباسائیں۔پہلے آپکی بہو صاحبہ کو تو دیکھ لیں۔۔!حابیل شاہ نے روقاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔۔

کیا مطلب۔۔؟ارباز نے نا سمجھی سے ان کو دیکھ کر روقاش کی طرف دیکھا تھا۔جو خاموشی سے منہ کھڑے بس ہاشم شاہ کی طرف دیکھے جارہی تھی۔جواب مسلسل اسکے خود کی طرف دیکھنے پر مسکراہٹ دبا رہا تھا۔۔۔

مطلب یہ کہ آپکی بہو صاحبہ مجھ سے ناراض ہوئے یہاں پر ایسے کھڑی ہیں۔۔!!ہاشم شاہ نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بات شروع کی۔شاید وہ سب کو ایک ہی بار میں روقاش کے موڈ خرابی کی وجہ بتانا چاہ رہا تھا ۔

کیوں ناراض ہے۔؟ارحم صاحب بھی متجسس ہوتے سوال کر گئے۔جبکہ اب سب کو روقاش کی ناراضگی جاننے کا بے حد تجسس ہوا تھا۔۔

آپکی بہو مجھ سے ضد لگائے بیٹھی ہیں۔۔!کہ اسے ٹائیگر کا باقاعدہ نکاح کروانا تھا۔اور میں نے مولوی صاحب کو کیوں اتنی جلدی جانے دیا۔اس بات پر ناراض ہے اب۔۔۔!ہاشم شاہ نے ناک کو چھوتے ہوئے ہنسی ضبط کرتے ہوئے انہیں جیسے ہی بتاتا تھا۔کہ سب حیرانی سے بس روقاش کو دیکھنا شروع ہو گئے۔جبکہ اگلے ہی پل وہاں قہقہے گونج اٹھے تھے۔پر ارمان شاہ تو صدمے سے قہقہہ بھی نہیں لگا پایا تھا۔شکر کہ مولوی صاحب جلدی چلے گئے تھے۔۔۔ورنہ اسکی شادی ایک مزاحیہ یاد بن کر رہ جاتی۔۔۔

اوو گاڈ۔۔۔!!ارمغان شاہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔۔۔روقاش نے اب خفگی سے سب کی طرف دیکھنا چاہا۔

بالکل اچھا کر رہی ہے۔۔۔! بس ایسے ہی ناراض رہنا اس سے گڑیا۔۔۔!! روقاش کی حمایت میں بولتے ہوئے ارباز شاہ ہنستے ہوئے وہاں سے نکلنے لگے تھے۔ جب روقاش ایک دم سے بول پڑی تھی۔۔

بھائی پلیز آپ ہی مولوی صاحب کو بلا دیں۔۔! ایسے تو ٹائیگر اور اسکی بیوی کا رشتہ غلط ہو گا۔۔۔!! روقاش نے پریشانی سے اب ارباز شاہ سے درخواست کی۔ جس کو سن کر سب بامشکل ہنسی دبانے کے چکر میں سرخ ہونے لگے۔ کیونکہ وہ روقاش کی بات کا مطلب سمجھ گئے تھے۔۔

ٹھیک ہے گڑیا میں مہمانوں کے جانے کے بعد بلا لوں گا۔۔! ارباز شاہ اچانک گڑ بڑا کر ارحم صاحب کو لیے تیزی سے وہاں سے نکلے تھے۔ ارحم صاحب اپنی بہن کی باتوں پر مسلسل ہنس رہے تھے۔ انہوں نے کبھی بھی روقاش کو ایسے نہیں دیکھا تھا۔ شاید ہاشم شاہ کی محبت کا اثر تھا۔ جو وہ اپنا بچپنا ظاہر کر پا رہی تھی۔۔

روح کا مطلب ہے۔ کہ بنا نکاح کے ٹائیگر اور اس شیرنی کا ساتھ رہنا ناجائز ہو گا۔۔! عالم شاہ نے آہستہ آواز میں سرگوشی کی تھی۔ جس کو سن کر وہ سب انجان بنتے ہوئے ارد گرد دیکھ گئے۔ جبکہ ہاشم شاہ نے گھور کر عالم شاہ کی طرف دیکھا تھا۔۔

عالم شاہ کی بات پر حابیل شاہ جو ہنس رہا تھا۔ کہ اچانک اسکی نظر سامنے کی جانب اٹھ گئی۔ جہاں عنایہ شاہ اور امایہ شاہ ساتھ کھڑی انہی کی طرف دیکھ رہی تھیں۔

روح زرا بیلا کو بلا لائیں۔۔! اسے اسکی بہنوں سے ملوانا ہے۔۔۔! عالم شاہ کو اشارہ کرتے ہوئے حابیل شاہ نے اچانک ہنسی چھوڑتے ہوئے روقاش سے کہا۔

کون سی بہنیں۔۔۔؟ روقاش سمیت سب کو حیرت ہوئی۔ تو عالم شاہ انہیں بتانا شروع ہو گیا تھا۔۔

اربیلا کو ڈھونڈتے ہوئے روقاش عورتوں والی سائیڈ پر آئی تھی۔ جہاں گاؤں کی عورتیں دلہن بنی مائرہ شاہ کے ارگرد بیٹھی اسے مسمرائزہ ہوتی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔

مالا۔۔۔!! بیلا کہاں ہے۔۔۔؟ روقاش نے تیزی سے مالا شاہ کو پکارا تھا۔ جو شرجینا اور وریشہ کے ساتھ مل کر تصویریں بنانے میں مصروف تھی۔

بھابھی اس طرف میرو آپی کے پاس بیٹھی ہوئی ہیں۔۔۔! مالا شاہ نے سامنے عورتوں کے جھرمٹ کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں اربیلا شاہ کی تھوڑی سی جھلک نظر آرہی تھی۔ روقاش تیزی سے اسکی طرف بڑھی تھی۔

بیلا۔۔۔!! روقاش نے تھوڑا قریب ہوتے اسے پکارا تو مائرہ اور اربیلا دونوں متوجہ ہوتے اسکی طرف دیکھنے لگیں۔۔

یہاں آو۔۔! اربیلا کے دیکھنے پر روقاش نے مسکرا کر اسے وہاں سے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ جس کو دیکھتے ہوئے اربیلا فوراً اٹھتے ہوئے اسکی طرف آئی تھی۔

کیا ہوا روح۔۔؟ اربیلا نے قریب آتے ہی استفسار کرنا چاہا۔۔

کچھ نہیں حابیل تمہیں بلا رہا ہے۔۔! مائرہ کو پر سکون رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے روقاش اسکا ہاتھ تھامے جو واپس جانے والی تھی۔ کہ بے اختیار اربیلا کا تھامے دوبارہ مالا شاہ کی طرف بڑھ گئی۔۔

مالا۔۔!! میں اور تمہاری بھابھی زرا اس طرف جا رہی ہیں۔۔! تو تم تینوں جا کر اپنی آپی کے پاس بیٹھو۔۔! ہمارے آنے تک میرو کے پاس رہنا ہے۔۔۔! مائرہ شاہ کے اکیلے ہونے پر روقاش نے ان تینوں کو ہدایت کرتے سٹیج کی طرف بھیج دیا۔ جس پر وہ تینوں سر ہلاتے ہوئے مائرہ شاہ کی طرف بڑھ گئی تھیں۔ جو ان تینوں کو اپنی طرف آتا دیکھ کر مسکرا اٹھی تھی۔

حابیل کیوں بلا رہے ہیں۔۔؟ روقاش کے ساتھ چلتے ہوئے اربیلا نے سوال کرتے جاننا چاہا۔

تمہیں کسی سے ملوانا چاہ رہا ہے۔۔۔! روقاش اب اسکے آگے آگے چل رہی تھی۔ وہ دونوں اپنا اپنا لہنگا اٹھائے آگے پیچھے قدم اٹھا رہی تھیں۔

کس سے۔۔۔؟ اربیلا نے مزید سوال کیا۔۔

خود دیکھ لینا۔۔! روقاش نے پلٹتے ہوئے اسکی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے تجسس بھرا جواب دیا تھا۔ جس پر اربیلا شاہ کو بے ساختہ حیرت ہوئی تھی۔ آخر ایسا بھی کون تھا۔۔؟

یوں ہی وہ قدم اٹھاتے ہوئے وہ وہاں پہنچی تھیں۔ جہاں سامنے ہی وہ سب ابھی تک ایک ساتھ کھڑے تھے۔ اور وہ صرف وہی نہیں بلکہ اب انکے ساتھ عنایہ شاہ اور امایہ شاہ بھی شریک ہو گئی تھیں۔ ان پر نظر پڑتے ہی اربیلا شاہ فریز ہوتے رکی تھی۔ جبکہ اس سے بے خبر روقاش آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ روقاش اور اربیلا شاہ کو آتا دیکھ کر وہ سب متوجہ دیکھنے لگے۔۔

امایہ شاہ اور عنایہ شاہ نے اربیلا شاہ کی طرف پر اسراریت بھری مسکراہٹ اچھالی تھی۔ جو ان دونوں کو دیکھتے ہی فریز ہوتے بت چکی تھی۔ بے اختیار اربیلا شاہ کے ہاتھوں سے اسکا لہنگا چھوٹا تھا۔ وہ بے یقین ہوتے ساکت ہوتی آنکھوں سے حابیل شاہ کے ساتھ کھڑی اپنی بہنوں کی طرف دیکھ گئی۔ اسے اپنی آنکھوں کو دھوکا محسوس ہوا تھا۔۔

بیلا۔۔!! روقاش جو دوبارہ ہاشم شاہ کے پاس جا کھڑی ہوئی تھی۔ کہ اس نے جیسے ہی مڑ کر اربیلا شاہ کی طرف دیکھنا چاہا تو وہ اسے دور کھڑی نظر آئی۔ روقاش اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کرتے ہوئے بے اختیار پکارا اٹھی تھی۔ جس پر اربیلا نے سہمتے ہوئے انکے چہروں کی طرف دیکھا تھا۔

انکے برعکس حابیل شاہ جو مسکراتے ہوئے اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ کہ اربیلا کے تاثرات دیکھتے ہوئے بے اختیار وہ الجھ گیا۔ یہ جانے بنا کہ امایہ شاہ اور عنایہ شاہ فتح سے چور ہوتی اب مسکرا رہی ہیں۔۔ شاید وہ اربیلا کے ردعمل کے بارے میں کہیں نا کہیں واقف تھیں۔ وہ جانتی تھیں۔ کہ اربیلا شاہ انہیں دیکھتے ہی حواس کھو جائے گی۔ اس لئے پرسکون انداز میں وہ حابیل شاہ کے ساتھ کھڑی تھیں۔۔

سامنے نظر والا منظر اربیلا شاہ کے لئے اتنا ہولناک واقع ہوا تھا۔ کہ اسکے قدم آگے بڑھنے سے انکار کر رہے تھے۔ کہ تبھی حابیل شاہ کی پکار پر اسے مجبوراً قدم اٹھانا پڑا تھا۔۔ وہ بدحواسی کی حالت میں ابھی دو تین قدم ہی اٹھا پائی تھی۔ جب ایک اور جانی پہچانی پکار اسکی سماعتوں میں گھلتے ہوئے اسکی رہی سہی ہمت بھی ختم کر گئی ۔۔

اربیلا۔۔۔!! شبیر شاہ نے حسرت بھرے لہجے میں اسے پکارا تھا۔ جب اسکی آواز پر اب امایہ شاہ نے ٹھٹک کر دیکھنا چاہا۔ جب سامنے ہی وہ زیام شاہ کے ساتھ اپنی سحر انگیز شخصیت کے ساتھ کھڑا نظر آیا تھا۔

اربیلا شاہ سے ملوانے کے لیے زیام شاہ اسے بلا کر لایا تھا۔ یہ جانے بنا کہ وہاں امایہ شاہ اور عنایہ شاہ پہلے سے موجود ہیں۔ اگر اربیلا شاہ اپنی بہنوں کو دیکھ کر منجمد ہوئی تھی۔ تو اب شبیر شاہ کو دیکھتے ہوئے وہ فنا ہونے کے قریب تھی۔ اس منظر پر وہ بے یقین تھی۔ خود میں ہی وہ بدحواس ہو رہی تھی۔ جبکہ امایہ شاہ اور عنایہ شاہ یہاں پر شبیر شاہ کو دیکھ کر حیرت زدہ تھیں۔ سفید شلوار قمیض پر بلیک شال اوڑھے وہ سوگوار مرد لگ رہا تھا۔

شبیر شاہ کی نظروں کو اربیلا شاہ کا مرکز بنا دیکھ کر امایہ شاہ کی آنکھوں میں بے اختیار شرارے پھوٹے تھے۔ یہ جانے بنا کہ اربیلا شاہ کی کیا حالت ہو چکی ہے۔ ایک طرف شبیر شاہ حسرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ تو دوسری طرف اسکی دونوں بہنیں تھیں۔۔

ایک دم سے اربیلا شاہ کو اپنے گرد ہر چیز گھومتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ ان تینوں کو یہاں پر دیکھ کر وہ شاکڈ ہو چکی تھی۔ ہر منظر اسکی آنکھوں کے سامنے دھندلا سا ہونے لگا۔ تو وہ آگے بڑھنے کی کوشش میں لڑکھڑا سی گئی۔۔

بیلا۔۔۔!!اسے لڑکھڑاتے دیکھ کر حابیل شاہ فوراتڑپتے ہوئے اسکی طرف بھاگا تھا۔شاید وہ اسکا بدحواس ہونا بھانپ چکا تھا۔اربیلا شاہ بے ہوش زمین پر گرتی۔جب زیام شاہ نے ایک جست میں آگے بڑھتے ہوئے اسے گرنے سے بچالیا۔۔

بھابھی۔۔۔!زیام شاہ نے پریشانی سے اسے پکارا تھا۔جواچانک بے ہوش ہوتے بے جان سی ہوگئی تھی۔۔ سب پریشانی سے اسکی طرف آئے تھے۔۔جبکہ شبیر شاہ کسی ہارے ہوئے انسان کی طرح اربیلا شاہ کا بے جان وجود دیکھ رہا تھا۔کیا وہ اسے دیکھ کر۔۔؟

بیلا میری جان۔۔!اربیلا کو بانہوں میں بھرتے ہوئے حابیل شاہ نے بے چین ہوتے اسے پکارنا چاہا۔۔ مہمان متوجہ ہوتے انکی طرف دیکھنا شروع ہوگئے تھے۔۔ارباز شاہ بھی پریشانی سے انکی طرف آئے تھے۔۔

کیا ہوا اسے۔۔۔؟ارباز شاہ فکر مندی سے پوچھا گئے۔۔۔

پتہ نہیں بابا سائیں بس اچانک بے ہوش ہو گئی ہے۔۔۔! اربیلا کے گال تھپتھپاتے ہوئے حابیل اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتے بولا تھا۔۔

اربیلا کو اندر لے جاؤ حابیل۔۔! میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں۔۔! مہمانوں کے متوجہ ہونے پر ہاشم شاہ پاکٹ سے فون نکالتے ہوئے کہنے لگا۔ جبکہ روقاش پریشانی سے اربیلا کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھی۔

میں اسے اندر لے کر جا رہا ہوں بڑی آپ بس ڈاکٹر کو جلدی آنے کا کہیں۔۔۔! اربیلا کے وجود کو تیزی سے بانہوں میں اٹھاتے ہوئے حابیل شاہ سے کہا تھا۔ جس پر ہاشم شاہ سر ہلاتے ڈاکٹر کو کال ملانے لگا۔ جبکہ روقاش اور ارمغان شاہ بھی حابیل شاہ کے ساتھ چلے گئے تھے۔

حابیل شاہ کو یوں اربیلا پر حق جتاتے دیکھ کر نہ چاہتے ہوئے بھی شبیر شاہ کے دل کو کچھ ہونے لگا تھا۔ جس پر بھاری سانس خارج کرتے ہوئے وہ ابھی سنبھل پاتا۔ جب اچانک اسکی نظر امایہ شاہ اور عنایہ شاہ پر پڑی تھی۔ جو استہزایہ انداز میں مسکراتے ہوئے حابیل شاہ کی پشت دیکھ رہی تھیں۔۔

شبیر شاہ انہیں یہاں پر دیکھ کر شاکڈ ہو گیا۔اسکا مطلب تھا۔ کہ اربیلا انہیں دیکھ کر بے ہوش ہوئی تھی۔۔!

شبیر شاہ کی انہوں میں آگ اتری تھی۔وہ غضب ناک تیوروں سے انکی طرف قدم اٹھا گیا۔۔

ازمیر خان کو رخصت کرنے کے بعد ارمان شاہ اندر داخل ہوا۔لاؤنج میں نظریں دہراتے ہوئے وہ اوپر والے لاؤنج کی طرف بڑھ گیا۔۔جہاں شاید سب موجود تھے۔

چلا گیا تمہارا دوست۔۔۔؟ارمان شاہ اوپر آیا۔تو اسے دیکھتے ہی عالم شاہ نے بے اختیار سوال کیا۔

جی بھائی۔۔۔!بھابھی کیسی ہیں۔۔؟عالم شاہ کو جواب دے کر ارمان نے فکر مندی سے حابیل شاہ کی طرف دیکھا تھا۔جو ابھی اپنے کمرے سے نکل کر انکی طرف آرہا تھا۔

بہتر ہے کچھ۔۔!حابیل شاہ جواب دے کر انکے پاس آکر بیٹھ گیا۔

جاگ رہی ہے بیلا۔۔؟ عالم شاہ نے بھی حابیل شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

نہیں فلحال سو رہی ہے۔۔! سنجیدہ لہجے میں حابیل شاہ نے بتاتے ہوئے ان پر نظر ڈالی۔ جو پہلے ہی اسکی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔

اچانک اتنے اسٹریس کی وجہ۔۔؟ وہ بھی اپنی بہنوں اور کزن کو دیکھ کر۔۔؟ حابیل شاہ کے دیکھنے پر ہاشم شاہ نے جانچتی نظروں سے سوال کیے تھے۔ وہ سب ہی اپنی اپنی جگہ پر حیران تھے۔۔۔

مجھے نہیں پتہ بڑی۔۔! وہ اپنی فیملی کے بارے میں بات نہیں کرتی ہے۔ اور جب کبھی میں کوشش کروں تو بھی کچھ نہیں بتاتی۔۔۔! بے بسی سے بولتے ہوئے حابیل شاہ نے تھکی ہوئی سانس خارج کی تھی۔

ہمم۔۔!!! اگر وہ نہیں کرنا چاہتی تو فلحال تم بھی زبردستی نہیں کرو۔۔! اسے اسپیس دینے کی کوشش کرو شاید ایسے ہی کچھ سامنے آجائے۔۔۔! ہاشم شاہ نے ہنکارہ بھرتے ہوئے اسے کہا تھا۔۔۔

بھابھی کی بہنوں کو دیکھ کر مجھے بہت عجیب سا لگا ہے۔۔ پتہ نہیں کیوں۔۔! مطلب بھابھی جیسے انہیں دیکھ کر بے ہوش ہوئیں ہیں۔۔ لیکن انہیں کچھ فرق میں پڑا تھا۔ بلکہ وہ ویسے ہی سکون سے کھڑی رہی تھیں۔۔! ارمان شاہ بھی اپنی بات کہنے لگا تھا۔۔

بالکل ایسا ہی ہے۔۔۔! ارمغان شاہ نے بھی بے ساختہ تائید کی۔

بابا کہاں ہیں۔۔؟ انکی ساری باتیں غور سے سنتے ہوئے اچانک حابیل شاہ نے پوچھا تھا۔

وہ ارحم صاحب کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے زرا ڈیرے کی طرف گئے ہیں۔۔۔! عالم شاہ نے اسے بتایا۔ جس پر حابیل شاہ سر کو جنبش دے گیا۔۔

سب ٹھیک ہے۔۔! تم جاؤ میرو کے پاس۔۔! ارمان شاہ کو ابھی تک وہیں پر بیٹھے دیکھ کر حابیل شاہ نے مسکرا کر اسے بے فکر کیا۔ تاکہ وہ ٹینشن فری ہو جائے۔۔۔

ہاں ٹھیک کہہ رہا ہے جاؤ تم کمرے میں۔۔۔! خوامخواہ میں تمہیں یہاں پر ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے اگر تمہاری چاچی نے دیکھ لیا۔ تو سب کی شامت آجائے گی۔۔۔! عالم شاہ نے سگریٹ پکڑ کر جلاتے ہوئے ہاشم شاہ بھی کہنے لگا تھا۔ اسے روقاش سے ڈرتے دیکھ کر وہ سب ہنس دیے تھے۔

نیگ دینے کے بعد ارمان شاہ کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔۔ دروازہ بند کرنے کے بعد وہ مڑا تو اپنے بیڈ اسے دلہن کے روپ میں بیٹھے دیکھ کر وہ بے اختیار مسکرا دیا تھا۔ جبکہ دروازہ بند ہونے کی آواز پر مائرہ شاہ بے اختیار خود میں سمٹ سی گئی تھی۔۔

اس وقت وہ بہت سی سوچوں میں الجھی ہوئی تھی۔ ارمان شاہ اور اسکے بیچ چونکہ ابھی تک کچھ ٹھیک نہیں ہوا تھا۔ اس لئے وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ کہ بیڈ پر بیٹھ کر ارمان شاہ کے انے کا انتظار کرے یا پھر اپنے دل کو سنبھالتے ہوئے جا کر چینج کر لے۔ کیونکہ آج کی رات کم زکم وہ ارمان شاہ کا بے رخی بھرا روپ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے سرد سانس خارج کرتے ہوئے فیصلہ کرتے ہوئے وہ بیڈ سے نیچے اترنے لگی۔ پر اتنے بھاری لہنگے میں اسکے لئے ہلنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔۔

ڈونٹ وری میری وجہ سے تم ڈسٹرب نہیں ہو گئے۔۔۔! تم ریسٹ کرو میں چینج کر لیتی ہوں۔۔۔!

گھونگٹ کی اوڑھ میں بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے مائرہ شاہ کی سنجیدگی سے بھرپور آواز سنائی دی تھی۔ جبکہ

ارمان شاہ جو وہیں کھڑے اس منظر کو آنکھوں میں بسانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ کہ بے اختیار ہوش میں آتے تیزی سے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔

کیا مطلب چینج کر لیتی ہوں۔۔۔! میں نے ابھی تک تمہیں دیکھا کب ہے۔۔۔! روانی میں بولتے ہوئے ارمان شاہ نے آگے بڑھ کر اسے بیڈ سے نیچے اترنے سے روکتے ہوئے واپس بٹھایا تھا۔ اسکے الفاظ سنتے ہوئے مائرہ شاہ الجھی تھی۔ کیا وہ اسے دیکھنے کی بات کر رہا تھا۔۔؟ بے اختیار مائرہ کا دل دھڑک اٹھا۔ اسے واپس بٹھاتے ہوئے ارمان شاہ تیزی سے اسکے سامنے ابھی بیٹھا ہی تھا۔ کہ مائرہ نے اپنا گھونگٹ اٹھاتے ہوئے اسکی طرف دیکھنا چاہا۔۔۔

کیا کیے جا رہی ہو۔۔؟؟ مجھے تمہارا گھونگٹ اٹھانا ہے تمہیں خود نہیں۔۔۔! اسے اب گھونگٹ اٹھاتے دیکھ کر ارمان شاہ نے چبا کر اسکے ہاتھ تھامے تھے۔ جبکہ مائرہ اسکا نارمل لہجہ سنتے ہوئے حیرانی و ناسمجھی کا شکار ہو رہی تھی۔۔۔

واہ مہندی تو بہت پیاری لگوائی ہے۔۔۔! ارمان شاہ جس نے مائرہ کے ہاتھ روکنے کے لیے تھامے تھے۔ کہ بے اختیار اسکے ہاتھوں کی مہندی دیکھتے ہوئے تعریفی انداز میں کہنے لگا۔ مائرہ شاہ کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں سیدھی کیے وہ ستائش بھرے انداز میں اسکے خوبصورت ہاتھ دیکھ رہا تھا۔

اتنے بڑے نیلز۔۔۔! قتل کرنے کا اردہ ہے کیا۔۔۔؟ اسکے نازک ہاتھوں کے بڑے بڑے سرد نیلز دیکھتے ہوئے بے ساختہ ارمان شاہ کو تعجب ہوا تھا۔

آرٹیفیشل ہیں۔۔!! گھونگٹ کی اوڑھ سے اپنے ہاتھوں پر لگے ریڈ نیلز کو دیکھتے ہوئے مائرہ نے آہستہ آواز میں اسے بتایا تھا۔

آرٹیفیشل۔۔!! پر کیوں لگوائے ہیں۔۔؟ تمہارے اپنے نیلز اتنے پیارے تو ہیں۔۔! حیرانی سے اسکے الفاظ دہراتے ہوئے وہ سوالیہ انداز میں تعریف کرنے لگا تھا۔۔۔

ویسے ہی ہر دلہن لگواتی ہے۔۔!! مائرہ کی طرف سے آہستہ آواز میں پھر جواب آیا تھا۔۔۔

ہر دلہن۔۔؟ کیوں۔۔؟اسکی نازک انگلیوں میں اپنی انگلیاں اٹکاتے ہوئے ارمان شاہ نے تجسس سے مزید سوال کیے تھے۔۔

مان میرا گھونگٹ اٹھاؤ۔۔۔! اسکے فضول سوالوں پر مائرہ خان ضبط کے مارے اسے مخاطب کرتے بولی تھی۔

کیوں۔۔۔؟ تمہیں کیا جلدی ہو رہی ہے۔۔؟ارمان شاہ جو مکمل توجہ کے ساتھ اسکے خوبصورت ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے ابھی لبوں سے چھونے ہی لگا تھا۔ کہ بے اختیار رکتے ہوئے حیرت سے گویا ہوا۔۔

کیونکہ مجھے تمہیں دیکھنا ہے۔۔! کہ تم سچ میں مجھ سے اتنے نارمل لہجے میں بات کر رہے ہو یا پھر ایکٹنگ کر رہے ہو۔۔۔؟مائرہ شاہ نے بے تابی سے کہا تھا۔ جس کو سنتے ہوئے مقابل اگلے ہی پل دانتوں تلے لب کاٹ گیا تھا۔ جذبات کی رو میں بہتے ہوئے وہ تو بھول ہی گیا تھا۔ کہ اسے ناراض ہونے کی ابھی مزید ایکٹنگ کرنی ہے۔۔ کب سے وہ نارمل لہجے میں اس سے بات کیے جا رہا تھا۔۔ارمان شاہ نے تیزی سے خود کو کوسا۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل وہ خود کو کمپوز کر گیا تھا۔۔اسکی لمبی خاموشی پر اب مائرہ کو بے چینی سی ہو رہی تھی۔۔

میں کیوں تمہارے ساتھ ایکٹنگ کروں گا۔۔۔!! میں تو صرف اس لئے تمہارے ساتھ نارمل رہنے کی کوشش کررہاہوں۔تاکہ تمہاری آج کی رات خراب نہ ہو۔۔! خود کو سمجھاتے ہوئے بس مجبور کرنے کی کوشش کررہاہوں۔۔!! جان بوجھ کراپنی آواز میں بھاری پن شامل کرتے ہوئے ارمان شاہ نے اپنے اتنے دنوں والے روپ میں اسے کہنا چاہا تھا۔جس کو سنتے ہی مائرہ شاہ کے تن بدن میں آگ لگ چکی تھی۔

بھاڑ میں گئی تمہاری مجبوری اور یہ رات۔۔۔! مجھ پر کوئی احسان کرنے کی ضرورت نہیں تمہیں۔۔۔! اپنے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے وہ ایک دم غصے سے پھنکاری تھی۔اسے غصے میں جلتے دیکھ کر ارمان شاہ کو ہنسی آنے لگی۔۔

اٹس اوکے میں تمہارے لئے اتنا کرہی سکتا ہوں۔۔۔! مائرہ کے ہاتھوں پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے وہ ہنسی دباتے ہوئے سنجی ہوا تھا۔

پر مجھے تمہارے کسی احسان کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔! ہٹو پیچھے میں چینج کرنے جارہی ہوں۔۔۔! وہ غصے سے بھڑکتے ہوئے بنا توقف کے بولی تھی۔جبکہ اسکا چینج کرنے کا سنتے ہوئے ارمان شاہ کو بوکھلاہٹ ہونے کے ساتھ ساتھ ہنسی آنے لگی۔۔وہ بامشکل خود پر ضبط کررہا تھا۔۔

دیکھو میں تم پر نہیں بلکہ خود پر احسان کر رہا ہوں۔۔! میں کل صبح اٹھ کر خود کو اس گلٹ میں نہیں رکھنا چاہتا کہ میں نے تمہیں تمہارے حق سے محروم رکھا۔۔۔! ارمان شاہ ابھی مزید بول ہی رہا تھا۔ کے غصے و شرم سے مائرہ شاہ کے اندر لاوہ بھڑکنے لگا تھا۔ کیا وہ آج کی رات اسکے قریب آ کر اس پر احسان چڑھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔؟ مائرہ شاہ کا پورا وجود اندر اشتعال انگیز ہوا۔۔

مائے فٹ تمہاری آج کی رات۔۔۔! غصے کے زور سے پاگل ہوتے وہ ارمان شاہ کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ نکال کر گھونگٹ پلٹتے ہوئے ارمان شاہ کے ہنسی کے زور سے سرخ ہوتے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے غراتے ہوئے بے اختیار رکی تھی۔ اسکے گھونگٹ پلٹنے پر ارمان شاہ نے پہلے اسے ٹھہر کر دیکھا اور اگلے ہی پل پاگل ہوتے فلک شگاف قہقہہ لگاتے سر پیچھے گرا گیا۔۔

مائرہ جو اسے کچھ سخت سنانے والی تھی۔ کہ ارمان شاہ کو یوں ہنستے دیکھ کر کھابکا ہوتی آنکھیں پھیلاتے ہوئے ٹھہر کر دیکھنے لگی۔ ارمان شاہ نے ہنستے ہوئے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ جب مائرہ چباتے ہوئے اس پر جھپٹ پڑی تھی۔ ایک لمحہ لگا تھا اسے مقابل کی ایکٹنگ سمجھنے میں۔۔

غصے سے بل کھاتے ہوئے مائرہ نے ارمان شاہ پر حملہ کرنا چاہا تو وہ ہنستے ہوئے اسکی کلائیاں جکڑتے ہوئے پیچھے بیڈ پر گرتا چلا گیا۔مائرہ بری طرح اسکے سینے پر گری تھی۔۔۔

میں تمھیں جان سے مار دوں گی ارمان شاہ۔۔۔!اپنی کلائیاں چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے وہ بھڑکی تھی۔۔

جان سے تو تمہیں میں آج رات ماروں گا جانِ من۔۔۔!!ہنسی کو بریک لگا کر ارمان شاہ نے تیزی سے اسکی کمر کو مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے قریب کیا تھا۔مائرہ شاہ اسکے سینے پر گری ہوئی تھی۔ارمان شاہ کے الفاظ پر بے اختیار وہ ٹھٹک کر ٹھہر گئی۔۔۔

یاد ہے نا کہ تم نے مجھے کیا کہا تھا۔۔۔!!اسے خود کی طرف دیکھتا پا کر ارمان شاہ کر مٹتے ہوئے اسکا دلہن والا روپ دیکھنے لگا۔خاندانی بھاری زیورات میں وہ پور پور سجی آج حقیقت بنی اسکے اتنے قریب تھی۔کہ ارمان شاہ اسکی خوشبو کو محسوس کرتے ہوئے مخمور آنکھوں سے دیکھ گیا۔

کس بارے میں کہہ رہے ہو۔۔۔؟مائرہ نے الجھتے ہوئے پوچھ گئی تھی۔وہ نہیں یاد کر پارہی تھی۔کہ وہ کس بارے میں بات کر رہاہے۔۔۔

اتنی جلدی تم کیسے بھول سکتی ہو۔۔۔؟؟ارمان شاہ نے حیرت سے کہ کر تیزی سے کروٹ بدلتے ہوئے اسے اپنے نیچے لٹایاتومائرہ شاہ بے اختیار کراہ گئی۔۔۔

آہ۔۔!!چھبن ہونے پراس نے تیزی سے اٹھناچاہاتھا۔

کیاہوا۔۔؟اسکے کراہنے پرارمان شاہ نے تیزی سے فکر مند ہوتے اسکے اوپر سے اٹھاتھا۔۔۔

کچھ نہیں بس ٹسلز چھبے ہیں۔۔۔!اتنے بھاری لہنگے میں اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ بول رہی تھی۔۔۔

کیاچھباہے۔۔۔؟ٹسلز کے نام پرناسمجھی سے پوچھتے ہوئے ارمان شاہ نے اسکی کمر کو تھامتے ہوئے سہارادیتے ہوئے اپنے سامنے بٹھایاتومائرہ بے ساختہ تھکی ہوئی سانس خارج کر گئی۔۔۔

کچھ نہیں تمہیں نہیں سمجھ آئی گی۔۔۔!!ارمان کو اپنی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پا کر مائرہ نے ہنس کر ٹالنا چاہا تھا۔جبکہ وہ گہری نظروں سے اسکا سہانا روپ دیکھنے لگا تھا۔چیری ریڈ کلر میں مائرہ شاہ نے بھاری خوبصورت لہنگا پہنا ہوا تھا۔اور جیولری میں اسے خاندانی زیورات پہنائے گئے تھے۔جو اس پر بے انتہا جچ رہے تھے۔ارمان شاہ کی بے باک نظروں پر مائرہ شاہ کی آئس بلو آنکھیں بے اختیار اپنا زاویہ بدلنے لگی تھیں۔جیسے مقابل کی نظروں سے چھپنے کی کوشش ہو۔۔

مجھے بتاؤ کیا چبھ رہا ہے میں نکال دیتا ہوں۔۔۔!!نرمی سے کہتے ہوئے ارمان شاہ نے اسے قریب کر لیا۔اور چہرہ ترچھا کرتے ہوئے وہ بے اختیار اسکی لمبی گردن پر ہونٹ رکھنے لگا تھا۔جبکہ مائرہ کسما کر آنکھیں میچ چکی تھی۔۔

مم۔۔مان۔۔۔!مجھے چبھن ہو رہی ہے۔۔۔مائرہ شاہ نے خود میں سمٹتے ہوئے اسے پکارا تھا۔اپنی گردن پر ارمان شاہ کی جھلسا دینے والی سانسیں اسے بے چین کر رہی تھیں۔۔

سوری۔۔!!بتاؤ کیا نکالنا ہے۔۔۔!!اسے ڈسٹرب دیکھ کر وہ تیزی سے دور ہوتے پوچھنے لگا تھا۔مائرہ شاہ اسکی فکر پر مسکرا کر اسے اپنے سر کی طرف اشارہ کر گئی۔جہاں بالوں میں لگی پن اسکا سر درد کر رہی تھیں۔ اسکے اشارے پر ارمان شاہ ہاتھ بڑھا کر اسکی پن نکالنے لگا تھا۔

گاڑی میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔گاڑی موجود تینوں افراد کا دل اس وقت ان دیکھی آگ میں جل رہا تھا۔شبیر شاہ کو اربیلا شاہ کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے کے بعد سے امایہ شاہ کا دل جل رہا تھا۔

وہیں شبیر شاہ کو بار بار اربیلا کی نظروں کا ساکت ہونا بے بس کیے ہوئے تھا۔وہیں انکے ساتھ بیٹھی عنایہ شاہ بھی بے سکون تھی۔کیونکہ اسکے کانوں نے جس طرح حابیل شاہ کو اربیلا کا نام پکارتے سنا تھا۔وہ پکار اسکا آج کا سکون برباد کر چکی تھی۔

" غرض ان تینوں بے سکونی کی ایک وجہ تھی۔اور وہ تھی "اربیلا شاہ

کس کی اجازت سے تم لوگ وہاں گئی تھیں۔۔۔؟ گاڑی میں چھائے ہوئے سکون کو توڑتے ہوئے شبیر شاہ کی سرد آواز بے ساختہ گونجی تھی۔ اسکی آواز و سوال پر متوجہ ہوتے دونوں بہنیں اسے دیکھنے لگی تھیں۔ جو سپاٹ چہرے کے ساتھ ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔

ہمیں کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔! عنایہ شاہ نے استہزائیہ انداز میں جواب دیا تھا۔

بارات کا فنکشن ختم ہوتے ہی شبیر شاہ انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے وہاں سے تیزی سے نکلا تھا۔ اربیلا کے بے ہوش ہونے کے بعد اس نے بہت مشکل سے باقی کا فنکشن ختم کیا تھا۔ ورنہ بس نہیں تھا۔ کہ تبھی وہ سب کچھ چھوڑ کر وہاں سے نکل آتا۔ پر وہ کسی کو کچھ سوال کرنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس لئے فنکشن ختم ہوتے ہی زیام شاہ کو خداحافظ کہنے کے بعد وہ عنایہ شاہ اور امایہ شاہ کو لے کر وہاں سے نکل آیا۔۔

شاہ خاندان والوں کی موجودگی کی وجہ سے وہ بھی شبیر شاہ کے ساتھ مجبوراً وہاں سے نکلی تھیں۔ ورنہ دوسری صورت میں شبیر شاہ انہیں تو وہ شبیر شاہ کو برداشت کرنے کی گنجائش نہیں رکھتی تھیں۔۔

ہمیں چھوڑ کر تم اپنی بتاؤ کہ پرانی محبوبہ کو دیکھنے کے بعد کیسا محسوس ہو رہا ہے۔۔۔؟ امایہ شاہ نے اچانک سوال کرتے ہوئے زہریلے لہجے گویا ہوئی تھی۔ اسکے سوال پر جہاں عنایہ شاہ تمسخر بھرا مسکرائی وہیں شبیر شاہ کا خون کھول اٹھا۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی۔۔۔! ورنہ ابھی کے ابھی تمہارا گلا گھونٹ کر تمہارے اس بدترین وجود کو ختم کر دوں امایہ شاہ۔۔۔!! مجھے اپنا باپ یا دادا سمجھنے کی بھول مت کرنا۔۔۔! گاڑی کو زوردار بریک لگاتے ہوئے وہ یک دم اونچی آواز میں غراتے ہوئے مڑا تھا۔ اسکی تیز آواز پر بے ساختہ امایہ شاہ نے تھوک نگلتے ہوئے اسکی خون آلودہ آنکھوں کو دیکھا۔ تو ساتھ ہی اسکی زبان سے اپنے لئے "بدبخت" سننے کے بعد اسکی خوبصورت آنکھیں تیزی سے نم ہوتی چلی گئیں۔

پہلی اور آخری بار وارن کر رہا میں تم دونوں کو۔۔۔! اگر تم لوگوں نے بھول سے بھی اربیلا شاہ کی زندگی برباد کرنے کی کوشش کی۔۔۔ تو قسم ہے مجھے اپنے نام کی۔۔۔! میں دونوں کا وہ حشر کروں گا۔ کہ خود کو پہچاننے سے بھی انکار کرو گی۔۔۔!! غضب ناک آنکھوں سے وہ سرد لہجے میں بولتے ہوئے بے اختیار رکا تھا

۔۔۔

تم دونوں کے ان خوبصورت چہروں پر تیزاب پھینکتے ہوئے میں انسانیت کی وہ نئی مثال قائم کروں گا۔۔!
جس میں لوگ یہ بتاتے ہوئے مثال دیا کریں گئے کہ دو سگی بہنوں نے جب تیسری بہن کی خوشیاں برباد کرنے کی کوشش تو غیرت کے نام پر جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔۔۔! اور تم اربیلا کے شوہر سے دور رہنا۔۔! ورنہ اسکے سامنے تمہارا اصل و گھٹیا چہرہ ظاہر کرنے میں زرا دیر نہیں کروں گا۔۔۔! شبیر شاہ پھنکارتے ہوئے آخر پر عنایہ شاہ کی طرف انگلی کرتے ہوئے سرد مہری سے بولا تھا۔اسکے الفاظ پر وہ دونوں ڈرتے ہوئے حیران و پریشان ہوئی تھیں۔کیا وہ کچھ جانتا تھا۔۔۔؟شبیر شاہ کے الفاظ کو سمجھتے ہوئے عنایہ شاہ بے اختیار فکر مندی سے سوچنے لگی تھی۔اپنا راز کھلنے پر اسکے دل کو بری طرح دھڑکا لگ چکا تھا۔

اتنا کچھ کیسے پہنا ہوا تھا یار۔۔۔! مائرہ شاہ کی ساری جیولری نکال کر دیکھتے ہوئے ارمان شاہ کو تعجب ہوا تھا۔
مائرہ کا دوبٹہ اتار کر اسکے بال کھولنے کے بعد وہ ساری جیولری بھی ارتا چکا تھا۔۔

تمہارے لئے ہی پہنا تھا۔۔۔! مائرہ نے ناک سکوڑ کر بنا توقف کے کہنا چاہا۔تو اپنی جلد بازی پر اگلے ہی پل زبان دانتوں تلے دبا گئی۔۔۔

اہاں۔۔۔؟؟اسکے جواب پر ارمان شاہ نے شرارتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے متاثر کن انداز میں سر ہلاتے ہوئے جیولری اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی۔۔

میرے لئے پہنا تھا۔۔۔؟جیولری رکھنے کے بعد ارمان شاہ نے اچانک اسکی پتلی کمر کو جکڑتے ہوئے اٹھا کر گود میں بٹھاتے ہوئے پوچھا تھا۔جبکہ اس اچانک افتاد پر مائرہ حیرت سے دیکھنے لگتی جب اگلے ہی پل وہ بے خود ہوتے اسکے ہونٹوں پر جھکتے ہوئے مائرہ کو آنکھیں پھیلانے پر مجبور کر گیا۔۔بے تابی سے اسکے ہونٹوں کی نرماہٹ محسوس کرتے ہوئے ارمان شاہ کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔اسکی شدت پر مائرہ نے کانپتے دل کے ساتھ اسے کندھوں سے تھامتے ہوئے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

میری زندگی کا حسین حقیقت ہو تم۔۔۔!!مائرہ کے ہونٹ آزاد کرتے ہوئے وہ بھاری آواز میں بولتے اسکے ماتھے کے ساتھ ماتھا ٹکا کر بولا تھا۔۔اس وقت اسکا دل ں ءک وقت کئی جذبات کا شکار ہو رہا تھا۔دونوں کی ایک سی حالت تھی۔۔۔

پھر مجھ سے اتنے دن ناراض کیوں رہے۔۔۔؟شکوہ کرتے ہوئے اچانک مائرہ کی آواز بھیگی تھی۔جس پر وہ تیزی سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔۔

ائم سوری۔۔۔!! اسکی بھیگی آواز پر تڑپتے ہوئے وہ اگلے ہی پل اسکے چہرے کا ہر نقش چومنا شروع ہو گیا۔ اسکے معافی مانگنے پر نہ چاہتے ہوئے بھی مائرہ ہنستے ہوئے اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔ ناراض ہونے کے باوجود وہ اسے "سوری" کہہ رہا تھا۔ اس لئے مائرہ کو ہنسی آ گئی تھی۔

دلہن بن کر تم نے مجھے لوٹ ہی لیا ہے۔۔۔!! مائرہ کو سینے میں بھینچتے ہوئے ارمان شاہ نے تکیے سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا تھا۔ مائرہ کو وہ اپنے سینے پر شفٹ کر چکا تھا۔ اسکی تعریف پر مسکراتے ہوئے اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔۔

تمہیں اپنا وعدہ یاد ہے نا۔۔؟ اسکے بالوں سے اٹھتی خوشبو کو اپنے اندر اتارتے ہوئے ارمان شاہ نے بے اختیار تھوری دیر پہلے والا سوال کیا تھا۔۔

کونسا وعدہ۔۔؟ چہرہ باہر نکالتے ہوئے مائرہ اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ گئی۔۔۔

وہی وعدہ جو تم نے کہا تھا۔ کہ رخصتی کے بعد میں جو چاہے تمہارے ساتھ کر سکتا ہوں تم اف بھی نہیں کروں گی۔۔۔!!اسکی خوبصورت آئس لو آنکھوں میں ڈوبتے ہوئے ارمان شاہ نے اسے یاد دلانا چاہا تھا۔ جب تیزی سے مائرہ شاہ کے دماغ میں جھماکا ہوا۔۔جب کچھ دن پہلے وہ اسکے کمرے میں آکر اس پر جان بوجھ کر بھڑک رہا تھا۔ تب مائرہ شاہ نے ہی ایسا کہا تھا۔

ہاں تو۔۔۔!!اس بات کا اب کیا ذکر۔۔؟مائرہ شاہ انجان بنی تھی۔۔۔

کیونکہ رخصتی ہو چکی ہے۔اور اس حساب سے آج اور آنے والی ہر رات میں میں جو بھی کروں تم اف بھی نہیں کر سکتی۔۔۔!!اسے یاد آتے دیکھ کر ارمان شاہ نے بھاری لہجے میں کہتے ہوئے اب ذکر کرنے کی وجہ بتائی تھی۔ جس پر وہ تعجب سے اسے دیکھتی چلی گئی۔۔۔

ایسا تو نہیں ہوتا۔۔۔!!مائرہ شاہ نے بے اختیار دبا دبا سا احتجاج کرنا چاہا تھا۔اسکی پتلی حالت پر وہ مزے سے مسکراتے چلا تھا۔۔۔

ایسا ہی تو ہو گا اب میری جان۔۔۔!مزے سے کہتے ہوئے وہ اگلے ہی پل اسکے ہونٹوں پر جھک چکا تھا۔وہ مچل کر اسے تھامنے لگی تو وہ تیزی سے کروٹ بدلتے ہوئے اسکے اوپر آگیا۔۔۔

دل تھام لو۔۔۔!کیونکہ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اب تمہارے ہونٹوں سے سسکی نکلے گی۔۔۔!جسے تمہیں اپنے ان خوبصورت ہونٹوں میں دبانا ہوگا۔۔۔!کیونکہ میں رحم نہیں کھاؤں گا آج۔۔۔!زرا سے مہلت کے لیے اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتے ہوئے وہ جان بوجھ کر اسے ڈراتے ہوئے کہنے لگا تھا۔جس پر وہ سچ میں ڈر کر اسے دیکھنے لگی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ التجا کر پاتی جب ارمان شاہ نے کمرے میں جلتی ہوئی روشنی کو بجھاتے ہوئے ایک دم سے گہرا اندھیرا کر دیا۔

کمرے میں اندھیرا چھایا تو ارمان شاہ کے ہاتھ بے باکی پر اترتے چلے گئے۔مائرہ کے ہونٹوں سے اسکی سانسوں کو چراتے ہوئے وہ ایک،ایک پردہ گراتے ہوئے مائرہ شاہ کی جان لبوں پر لانے لگا تھا۔۔۔

مم۔۔مان۔۔!!اپنی گردن پر اسکے دانتوں کی چبھن پر وہ منمنا کر اسے پکار گئی۔۔۔

ششش۔۔۔!!آج کوئی رعایت نہیں ہے میرو۔۔۔!اسکی مچلتی کلائیوں کو جکڑتے ہوئے بیڈ سے لگا کر ارمان شاہ انکار کرتے ہوئے شدت پسند ہونے لگا تھا۔ جس پر وہ سسکتے ہوئے آنکھیں میچ گئی تھی۔ سردی کی یہ لمبی رات مائرہ شاہ کے مزید لمبی ہونے والی تھی۔ کیونکہ ارمان شاہ کسی آکٹوپس کی طرح اسے اپنے سحر میں قید کر چکا تھا۔ جہاں سے وہ چاہ کر بھی باہر نہیں نکل سکتی تھی۔

بابا کہاں ہیں بھیا۔۔۔؟مالا شاہ لاؤنج میں داخل ہوتے پوچھ گئی۔

باباسائیں تو شاید ڈیرے پر گئے ہیں۔۔۔!کیوں کیا ہوا۔۔۔؟ارمان شاہ نے نرمی سے جواب دیتے ہوئے اسے بتایا تھا۔۔

مجھے بابا کے ساتھ اپنے بوتیک کی لوکیشن دیکھنے جانا تھا۔۔۔!ارباز شاہ کے ڈیرے پر جانے کا سن کر مالا شاہ ایک دم سے پریشان ہوئی تھی۔ وہ مکمل طور پر تیار تھی۔ لیکن اب ارباز شاہ اچانک ڈیرے پر جا چکے تھے۔۔ مالا شاہ کی باتیں سنتے ہوئے روقاش بھی وہاں آکر بیٹھ گئی۔۔۔

اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے میرا بچہ۔۔۔! آجاؤ میں لے جاتا ہوں اپنے بچے کو۔۔۔! اپنی لاڈلی بہن کو پریشان ہوتے دیکھ کر ارمان شاہ موبائل پاکٹ میں رکھتے ہوئے تیزی سے کھڑا ہوا تھا۔ جب روقاش فورا اسے روک گئی۔۔

ایک منٹ۔۔۔! تم کیوں جاؤ گئے۔۔۔!! ارمغان شاہ۔۔۔!!! ارمغان شاہ جو ابھی وہاں سے گزرتے ہوئے اوپر جانے لگا تھا۔۔ کہ روقاش اسے تیز آواز میں پکار گئی۔ روقاش کے منہ سے اپنا پورا نام سنتے ہوئے ارمغان شاہ حیرانی سے رکتے ہوئے انکی طرف دیکھنے لگا۔ جب روقاش کے اشارے پر وہ انکی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ مالا شاہ اس دوران خاموش رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔؟ انکے سامنے کھڑے ہوتے ارمغان شاہ نے سوالیہ انداز میں دیکھا تھا۔۔ ارمان شاہ بھی اپنی چاچی کو دیکھنے لگا تھا۔ جو شاید نہیں یقینا مالا کو اب ارمغان شاہ کے ساتھ بھیجنے والی تھی۔۔

تمہاری منکوحہ کو اپنے بوتیک کی لوکیشن دیکھنے کے لیے جانا ہے۔ اس لے جاؤ۔۔۔!! روقاش اسے اطلاع دیتے بولی تھی۔ جس کو سنتے ہوئے ارمغان شاہ ایک نظر مالا شاہ کو دیکھ گیا۔۔۔

کوئی مسئلہ ہے کیا۔۔؟جواب میں اسکے خاموش رہنے پر رو قاش نے بے اختیار استفسار کرنا چاہا تھا۔۔

اگر اسے میرے ساتھ جانے میں پرابلم نہیں ہے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔!مالا شاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارمغان شاہ نے سرسری لہجے میں کہا تھا۔۔اسکے الفاظ سننے کے بعد رو قاش اور ارمان شاہ کی نظروں کا رخ بے ساختہ مالا شاہ کی طرف ہوا۔جیسے پوچھنا چاہ رہے ہوں۔کہ تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں۔۔؟

میں کمرے سے بیگ لے آؤاور بس جوتا چینج کرلوں۔۔!!انکی نظروں پر جواب دیتے ہوئے مالا شاہ مڑی تھی۔

میں بھی بس چینج کرلوں۔۔!!ارمان اور رو قاش سے کہتے ہوئے ارمغان شاہ بھی مالا شاہ کے پیچھے ہوا تھا۔

مالا شاہ کے پیچھے ہی وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا۔جب اچانک مالا شاہ کی لانگ سکرٹ اسکے پاؤں کے نیچے آ گئی۔ارمغان شاہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے تھامتے ہوئے گرنے سے روکا تھا۔جبکہ وہ سہم کر سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔۔

تمہاری گلاسسز کہاں ہیں۔۔۔؟ اسے سیدھا کھڑا کرتے ہوئے ارمغان شاہ نے بے اختیار استفسار کیا۔ کیونکہ مالا کی چہرے سے چشمہ غائب تھا۔ مالا کے گلاسز نہ لگانے کی وجہ سے شاید وہ سمجھ رہا تھا۔ کہ ٹھیک سے دیکھ نہیں پا رہی۔۔۔!

کمرے میں ہے۔۔۔!! سنبھلتے ہوئے وہ آہستہ آواز میں بولتے ہوئے دوبارہ سڑھیاں چڑھنے لگی۔ جبکہ ارمغان شاہ نے ہنکارہ بھرتے ہوئے اسکے پیچھے ہی قدم اٹھائے تھے۔۔ وہ آگے پیچھے ہی سڑھیاں چڑھ رہے تھے۔ گلاسز نہ لگانے کی وجہ سے مالا شاہ اب دھیان سے قدم اٹھا رہی تھی۔۔۔

ساری سیڑھیاں چڑھنے کے بعد ابھی دو تین سیڑھیاں رہتی ہی تھیں۔ کہ جب ایک بار پھر وہ گرنے لگی تھی۔ ارمغان شاہ جو اس پر نظریں جمائے پیچھے ہی تھا۔ کہ اس نے فوراً سے پہلے آگے بڑھ کر اسے بازوؤں میں ہی اٹھا لیا۔۔ مالا شاہ تعجب سے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھ گئی۔ جو بے حد سنجیدگی سے اسے گود میں اٹھا چکا تھا۔

مالا شاہ کچھ بولتی جب ارمغان شاہ باقی کی دو تین سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آ گیا۔مالا شاہ کو بازوؤں میں اٹھائے اسکا رخ اب اسکے کمرے کی طرف تھا۔کمرے کے سامنے آکر پاؤں سے ٹھوکر دیتے ہوئے ارمغان شاہ دروازہ کھولتے ہوئے اسکے کمرے میں داخل ہو گیا۔

آگے بڑھ کر اس نے مالا کو بیڈ پر بٹھایا تو وہ بھاری سانس خارج کرتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھی۔ارمغان جو اسے بٹھانے کے بعد دور ہونے والا تھا۔۔کہ مالا شاہ کے تکنے پر ٹھہرتے ہوئے اسکی آنکھوں میں جھانک گیا۔اسے بت بنے دیکھ کر ارمغان شاہ نے ہولے سے پھونک مارتے ہوئے اسے ہوش دلائی تھی۔جس پر زرا سی گڑبڑا کر ہوش میں آتی وہ اسے دیکھنے لگی۔۔

دھیان سے چلا کرو۔۔!نرم لہجے میں اسے ہدایت کرتے ہوئے وہ تیزی سے سیدھا کھڑا ہوتے واپس مڑ گیا تھا۔جبکہ مالا شاہ کے چہرے پر بے اختیار شرمیلی سی مسکان ابھری تھی۔

کھڑوس کہیں کے۔۔!ناک سکوڑ کر کہتے ہوئے وہ بیڈ سے کھڑے ہوتے تیزی سے اپنے چشمے کی طرف بڑھ گئی تھی۔لبوں پر مسلسل مسکراہٹ جھلک دیکھا رہی تھی۔

\-

اربیلا شاہ بے تاثر چہرے کے ساتھ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ کمرہ بالکل خاموش پڑا ہوا تھا۔ حابیل شاہ آفس گیا ہوا تھا۔ جانے سے پہلے اس نے اربیلا سے بات کرنے کی کافی کوشش کی تھی۔۔ پر بدلے میں وہ خاموش رہی تھی۔ تین دن پہلے والا منظر چاہ کر بھی وہ بھلا نہیں پا رہی تھی۔ عنایہ شاہ اور امایہ شاہ کو یہاں پر دیکھنا اسکے لئے جتنا بڑا صدمہ تھا۔ اس سے زیادہ غیر یقینی شبیر شاہ کی موجودگی تھی۔ آخر وہ تینوں یہاں آئے کیسے تھے۔۔۔

کیا اربیلا شاہ پھر ایک بار مشکلات سے دوچارہ ہونے والی تھی۔۔؟ کیا اسکا سیاہ ماضی دوبارہ اسکے سامنے آکر کھڑا ہونے والا تھا۔۔ کیا اسکی خوشیوں کی صرف اتنی سی ہی مہلت تھی۔۔؟ ان سب سوالوں کو سوچتے ہوئے وہ اچانک پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہوگئی۔ وہ تکلیف سے روتے ہوئے مسلسل کئی سوچوں کا شکار تھی۔

حابیل شاہ نے اس سے کتنی بار اسکی فیملی کے بارے میں جاننا چاہا تھا۔۔ پر اربیلا شاہ اسے ہمیشہ ٹال مٹول کر دیتی تھی۔ یا اس بارے میں بات ہی نہیں کرتی تھی۔ وہ اسے کیا بتاتی۔۔۔؟ کہ اسکا وجود اسکی فیملی کے

صرف ایک بوجھ رہا ہے۔۔! وہ صرف نام کی اس شاہ خاندان والوں کی بیٹی تھی۔۔! ورنہ اصل میں تو اربیلا شاہ انکے لئے صرف بد قسمتی کی علامت تھی۔۔

اس حویلی میں رہتے ہوئے وہ آج پہلی بار اپنی ماں، اپنے باپ ہر اس فرد کو سوچتے ہوئے رو رہی تھی۔ جو اسکے لئے ہمیشہ تکلیف کے باعث رہے تھے۔

اربیلا شاہ نے یہاں سے ملنے والی خوشیوں کے بعد کبھی کوئی شکوہ بھی زبان پر نہیں لایا تھا۔ پر وہ سب کیوں دوبارہ اسکی زندگی میں شریک ہونا چاہ رہے تھے۔ کیوں اسکے سامنے آکر اسکے پرانے زخموں کو تازہ کرنا چاہتے تھے۔۔

ہچکیوں سمیت روتے ہوئے اچانک اسے تین دن پہلے والا منظر یاد آیا۔ جب اسکی دونوں بڑی بہنیں حابیل شاہ کے ساتھ کھڑی تمسخر بھرے انداز میں اسکی طرف دیکھ رہی تھیں۔ اربیلا شاہ کو انکی نظریں صاف صاف اپنا مذاق اڑاتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔ ان نظروں کی کاٹ یاد کرتے ہوئے وہ بامشکل اپنی ہچکیاں دبانے لگی۔۔۔

یہ سب کیوں۔۔۔!! ہچکی بھرتے وہ بامشکل بول پائی تھی۔ آنکھوں سے متواتر آنسو بہتے چلے جا رہے تھے۔ جبکہ حالت سوگوار سی ہوئی پڑی تھی۔۔

کیا وہ انکو بھی بتا دیں گئے کہ میں بد قسمت ہوں۔۔۔؟ کیا حابیل بھی مجھے منحوس سمجھیں گئے۔۔۔؟ اچانک وہ رونا چھوڑ کر خوف زدہ سی ہو گئی۔۔

نہیں۔۔۔!! بالکل نہیں۔۔۔!!! میں حابیل کو اب ان سے ملنے ہی نہیں دوں گی۔۔۔! اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اربیلا فیصلہ کرتے ہوئے خود سے بولی تھی۔ کل رات حابیل شاہ نے اسے بتایا تھا۔۔ کہ کیسے اچانک مال میں شاپنگ کے دوران اسکی ملاقات امایہ شاہ اور عنایہ شاہ سے ہوئی تھی۔ اور پھر ایسے جان پہچان ہونے سے وہ ارمان شاہ کی بارات پر پہنچ گئیں۔ حابیل شاہ کی ساری باتوں میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں تھا۔ کہ اربیلا شاہ کی بہنیں اس سے ملنے آئی تھیں۔

وہ مجھ سے کیوں ہی ملیں گی آخر۔۔۔؟ اذیت سے سوچتے ہوئے وہ بے ساختہ زخمی انداز میں مسکرا گئی۔۔

اس بار میں انہیں کسی صورت اپنی زندگی اور گھر خراب نہیں کرنے دوں گی۔۔۔! مضبوط لہجے میں فیصلہ کرتے ہوئے وہ بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ارادہ فریش ہو کر نیچے جانے کا تھا۔ کیونکہ اس بار وہ کمزور نہیں پڑنے والی تھی۔ وہ اپنے لئے لڑنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔۔

ارمان شاہ کمرے میں داخل ہوا تو مائرہ آئینے کے سامنے کھڑی تیار ہوتی نظر آئی تھی۔۔

میں نے تمہارے کپڑے نکال دیئے ہیں۔۔!اب جلدی سے فریش ہو کر تیار ہو جاؤ۔۔!!آئینے میں ارمان شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے مائرہ اپنے بال کرل کرتے ہوئے بولی تھی۔وہ ڈنر کرنے کے لیے باہر جارہے تھے۔اس لئے مائرہ شاہ ابھی سے تیار ہونا شروع ہوگئی تھی۔کیونکہ ڈنر کے ساتھ ساتھ اسکا ارادہ لانگ ڈرائیو کا بھی تھا۔۔

مائرہ شاہ کا خوبصورت سراپہ دیکھتے ہوئے ارمان شاہ مستی بھرے انداز میں قریب آکر اسکی پشت سینے سے لگاتے گھمبیر آواز میں سرگوشی کرنے لگا تھا۔

چپکے سے چپکے سے رات کی چادر تلے۔۔

چاند کی بھی آہٹ نہ ہو بادل کے پیچھے چلیں۔۔۔

جلے قطرہ قطرہ، گلے قطرہ، قطرہ رات بھی نہ ہلے۔۔

مائرہ شاہ کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے وہ بھاری آواز میں اسکے کان میں سر گوشیاں کرتے ہوئے گنگنا رہا تھا۔ جبکہ مائرہ کا انگ انگ کان بنا اسکی گنگناہٹ سنتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔ اسکے ہاتھ تھم چکے تھے۔۔ اسکی پشت سینے میں بھیجے وہ مائرہ کی کمر میں بازو حائل کیے ہوئے تھا۔

ارمان شاہ کی دلفریب سر گوشیوں پر وہ مسکراتے ہوئے آئینے میں دیکھنے لگی تھی۔ براؤن رنگ کی شلوار قمیض پہنے وہ بکھرے بالوں سمیت اسکی گردن میں چہرہ چھپائے اب نرمی بھرے انداز میں چھو رہا تھا۔ دو دن پہلے انکا ولیمہ ہوا تھا۔ بارات کا فنکشن جتنی دھوم دھام سے ہوا تھا۔ ولیمہ اتنا ہی سادگی بھرا تھا۔ چونکہ بارات کا فنکشن وہ بڑے پیمانے پر کر چکے تھے۔ اس لئے ولیمے پر صرف قریبی لوگوں کو ہی مدعو کیا گیا تھا۔ اربیلا کی طبیعت خرابی کی وجہ سے ارمان شاہ نے اپنے ولیمے کو فلحال ملتوی کرنا چاہا تھا۔ لیکن پھر بعد میں یہ ہی طے پایا گیا۔ کہ ولیمے کو ملتوی کرنے کی بجائے سادگی بھرے انداز میں رکھ لیا جائے۔ اسی بات پر عمل کرتے ہوئے صرف قریبی لوگوں کو ہی بلایا گیا تھا۔۔ کیونکہ سب ہی اربیلا کی ڈسٹربنس نوٹ کر چکے تھے۔۔

کیا ہوا۔۔؟ ارمان شاہ کو کتنی دیر یوں ہی کھڑے دیکھ کر مائرہ نے مسکرا کر اسے مخاطب کیا۔ وہ پر سکون انداز میں اسکی گردن میں چہرہ چھپائے کھڑا تھا۔

تم بہت خوبصورت ہو۔۔!!ارمان شاہ نے بے اختیار سرگوشی بھرے انداز میں اسکی تعریف کی تھی۔جس کو سن کر وہ کھلکھلا پڑی تھی۔لائٹ بلو کلر ڈریس میں وہ تیار سج میں بہت حسین لگ رہی تھی۔۔

اتنی تعریفیں کیوں کی جارہی ہیں۔۔۔؟مائرہ نے مسکراتے لہجے میں پوچھتے ہوئے اسکی طرف مڑی تو وہ تیزی سے اسکے لبوں پر ہونٹ رکھتے مائرہ کو بوکھلانے پر مجبور کر گیا۔۔۔بند آنکھوں سے ارمان شاہ نے زرا سے ہونٹ وا کرتے ہوئے اسکے گلابی لبوں کو اپنے ہونٹوں میں دبایا تو مائرہ بے ساختہ لرز کر اسکے قریب ہو گئی۔۔اسکے قریب ہونے پر ارمان شاہ کے جذبات غالب آئے تو وہ اسے شدت سے خود میں بھینچتے ہوئے اسکے لبوں کی نرماہٹ میں کھونے لگا۔۔

ارمان شاہ کے لمس کو محسوس کرتے ہوئے مائرہ نے پورے حق سے اسکے گلے میں بانہوں کا ہار پہنایا تو اسکی کرم نوازی پر وہ مسکراتا چلا گیا۔مائرہ کی پیش قدمی پر ارمان شاہ کی دھڑکن تیز ہونے لگی تو وہ شدت بھرے انداز میں اسکے لبوں سے الجھتے ہوئے اسکی خم دار کمر کو جکڑتے ہوئے قریب کرنے لگا۔۔مائرہ شاہ حیا سے گلنار ہوتے آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔بلآخران کے درمیان ناراضگی کے بال چھٹ چکے تھے۔ارمان شاہ کی محبت جیت چکی تھی۔

ارمان شاہ نے بے تابی سے اسکی سانسیں چراتے ہوئے مائرہ کی کمر پر اپنا چوڑا ہاتھ پھیرا تو مائرہ ایک دم سے دور ہوئی تھی۔۔۔

جانا نہیں کیا۔۔۔؟؟ تیز سانسوں میں نظریں چراتے ہوئے وہ بامشکل بولتے ہوئے اسے یاد دلانے لگی ۔۔اسکے چہرے پر بکھرے رنگوں کو دیکھتے ہوئے وہ مبہوت سا ہوا تھا۔۔۔

ایسے پوچھوں گی تو میں نہیں جاؤں گا۔۔۔! مائرہ کی کمر کو جکڑتے ہوئے وہ اسے دوبارہ قریب کرتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

تو کیسے جاؤ گئے پھر۔۔۔؟ خود کو سنبھالتے ہوئے وہ اسکی طرف دیکھ کر شرمیلا سا مسکاتے ہوئے پوچھ گئی تھی۔ بانہیں ابھی تک ارمان شاہ کے گلے میں حائل تھیں۔۔

یہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔۔۔؟ اپنا موڈ بدلتے ہوئے وہ اچانک چمکتی آنکھوں سے بولا تھا۔

چیٹر ہو تم پورے۔۔۔!!مائرہ ایک سیکنڈ میں اسکے بدلتے موڈ کو سمجھتے ہوئے دور ہٹی تو وہ مزے سے قہقہ لگاتے ہوئے اسکا سر چومتے ہوئے کپڑے اٹھا کر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

گاڑی میں خاموشی سی چھائی ہوئی تھی۔مالا شاہ اور ارمغان شاہ ابھی بس بوتیک کی لوکیشن دیکھ کر واپس نکلے تھے۔مالا شاہ کو یہ لوکیشن کافی پسند آئی تھی۔کیونکہ یہ یہ لوکیشن شاہ کمپنی کے قریب ہی تھی۔اور دوسرا مالا شاہ کو اپنے بوتیک کے لیے جیسی جگہ چاہیے تھی۔یہ جگہ ہر لحاظ سے پرفیکٹ تھی۔

بلو لانگ سکرٹ کے ساتھ وہ بلیک شرٹ پہنے ہوئے تھی۔خلافِ معمول آج بال سٹریٹ کر کے کھلے چھوڑ دیے گئے تھے۔ورنہ عام معمول میں ہر لڑکی کی طرح مالا شاہ بھی اپنے سٹریٹ سلکی بالوں کو کرل کیے رکھتی تھی۔

مالا شاہ وقفے وقفے سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ارمغان شاہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔جو سنجیدہ انداز میں بالکل خاموش ڈرائیور کر رہا تھا۔صرف ضرورت کے تحت اسے مخاطب کر رہا تھا۔یا پھر مالا شاہ کی کسی بات کا جواب دے رہا تھا۔۔

ارمغان شاہ کے اس بدلے رویے کو دیکھتے ہوئے مالا کو اب غصہ آرہا تھا۔وہ جب سے ترکی سے واپس آئے تھے۔وہ ایسے ہی ہو چکا تھا۔پہلے کی طرح اس پر رعب نہیں جماتا تھا۔۔حکم بھی نہیں سنارہا تھا۔۔! یہاں تک کہ پہلے جو اپنی سیاہ آنکھوں سے اسے گھوریاں ڈالتا تھا وہ بھی نہیں رہی تھیں۔کیا وہ بدل گیا تھا۔۔؟ بے اختیار وہ سوچتی چلی گئی۔۔۔

کیا میں انکا غصہ یاد کر رہی ہوں۔۔۔؟ چونکتے ہوئے مالا شاہ نے اچانک خود سے سوال کیا۔۔وہ کیوں آخر وہ سب یاد کر رہی تھی۔۔؟ اگلے ہی پل وہ ناک منہ چڑھا کر اسے دیکھ گئی۔جو اپنی سیاہ آنکھوں پر شیڈز لگائے بے حد دھیان کے ساتھ ڈرائیو کر رہا تھا۔

ڈرائیو کرتے ہوئے ارمغان شاہ کو خود پر اسکی نظروں کی تپش صاف محسوس ہو رہی تھی۔پر وہ جان کر بھی انجان بن رہا تھا۔گاڑی میں اس قدر خاموشی محسوس کرتے ہوئے اچانک ہاتھ بڑھاتے ہوئے ارمغان شاہ نے میوزک پلے کر دیا۔میوزک پلے ہوا تو مالا اب ٹکر ٹکر میوزک سسٹم کی طرف دیکھنے لگی۔جہاں ارمغان شاہ چیچ کرتے ہوئے اب والیوم بڑھا رہا تھا۔

کچھ تو ہے۔۔"گاڑی میں رومینٹک سا سانگ چلنا شروع ہو گیا تھا۔جو خاموشی کچھ سیکنڈز پہلے عجیب سی" لگ رہی تھی۔وہ ہی خاموشی اب معنی خیز ہو چکی تھی۔گانے کے چلتے بول سنتے ہوئے بے اختیار مالا شاہ کا سانس بھاری ہونے لگا۔۔۔

کچھ تو ہے جو یہ دل گھبرائے۔۔!! یہ لائن سننے کے بعد اسکا دل سچ میں گھبرا کر اسے بے چین کرتا جب اچانک ارمغان شاہ نے اسکا نازک ہاتھ تھام لیا۔۔مالا بے یقین سی ہو کر اسے دیکھ گئی تھی۔جو ایک ہاتھ سے ڈرائیور کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ میں اسکا ہاتھ تھام چکا تھا۔ارمغان شاہ کی زندگی کا یہ پہلا پیار بھرا عمل تھا۔جس پر نہ چاہتے ہوئے بھی مالا شاہ کا دل بھاری ہونے لگا تھا۔محبت کی ان چھوٹی چھوٹی پیش قدمیوں کو محسوس کرنے کے لئے اس نے ان گنت خواب دیکھے تھے۔

کہانیوں میں محبت کرنے والے مردوں میں اسے ارمغان شاہ کی جھلک نظر آتی تھی۔پر آج تک وہ اسے یہ نہیں کہہ پائی تھی۔کیونکہ یہ اسکے "من"کا راز تھا۔اسے محبت کے اظہار سے ڈر نہیں لگتا تھا۔بلکہ اظہار کے بعد نہ ملنے والی محبت سے اسکا دل خوف زدہ ہوتا تھا۔انکی محبت کی کہانی میں اب صرف خاموشی رہ گئی تھی۔ کیونکہ ارمغان شاہ نے آج تک صرف اس پر حق جتایا تھا۔محبت تو وہ کرنا جانتا ہی نہیں تھا۔پر اب شاید کچھ کچھ بدل رہا تھا۔

ارمغان شاہ کے مضبوط ہاتھ میں قید اپنے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے وہ بے اختیار نم آنکھوں سے مسکراتی چلی گئی۔ محبت کی کونپل اسکے دل میں کھل رہی تھی۔اور اس پہلی کلی کی خوشبو کو محسوس کرتے ہوئے وہ مسرور ہو رہی تھی۔اتنی مسرور کہ یک ٹک ارمغان شاہ کو تکنے لگی تھی۔۔

مالا شاہ کے مسلسل دیکھنے پر ارمغان شاہ بے اختیار چہرہ موڑ کر اسکی طرف دیکھتے ہوئے ہولے سے مسکرا دیا۔۔ارمغان شاہ کے مسکرانے پر وہ سٹپٹا کر چہرے کا رخ پھیر گئی۔جس پر وہ مزید مسکرا اٹھا تھا۔گانے کے بول یوں ہی چل رہے تھے۔پر دونوں اپنی اپنی جگہ پر خاموش صرف ایک دوسرے کو محسوس کرنے میں مگن تھے۔گانا ختم ہوا تو مالا شاہ نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے جلدی سے میوزک بند کر دیا۔کیونکہ وہ جذباتی ہو رہی تھی۔۔

کیا ہوا۔۔؟اسکے میوزک بند کرنے پر ارمغان شاہ نے چہرہ موڑتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔!!سنجیدہ لہجے میں اس نے جواب دیا تو وہ اسے دیکھتا چلا گیا۔۔۔

کچھ کہنا چاہتی ہو۔۔؟مالا شاہ کی آنکھوں میں چھپی ہوئی نمی کو بھانپتے ہوئے ارمغان نے بے چینی سے استفسار کرنا چاہا تھا۔ شاید وہ اسے بولنے پر اکسانا چاہ رہا تھا۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔!! آہستہ آواز میں بولتے ہوئے مالا نے نظریں اٹھاتے ہوئے اسکی طرف دیکھ کر فورا نظریں پھیر لیں۔ جبکہ ارمغان شاہ اسکے نینوں کی چال پر گہرا سانس کر کے رہ گیا۔ وہ زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پر دل ہی دل میں اسکی سنجیدگی بے چین کر رہی تھی۔۔

بوتیک پسند آیا ہے۔۔؟مالا شاہ کے نازک ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دباتے ہوئے ارمغان شاہ نے بے اختیار خود سے بات کا آغاز کیا۔

ہمم۔۔!! اچھا ہے۔۔۔!! اسکے سوال پر وہ اب ہولے سے مسکرا کر بولی تھی۔ اسے مسکراتے دیکھ کر ارمغان شاہ کا دل بے قرار ہو تا دھڑک اٹھا۔۔ اچانک اسے احساس ہو رہا۔ اپنے گھبراتے ہوئے دل کو محسوس کرتے ہوئے وہ جان رہا تھا۔ کہ جیسے سچ میں "کچھ تو ہے"۔۔!

کچھ تو تھا۔۔؟جو انکے بیچ ان کہا سا رہ گیا تھا۔۔۔!! محبت کے احساس نامکمل سے تھے۔۔! انکی باتیں، اظہار سب کچھ ہی تو نامکمل تھا۔۔ پھر کہانی کیسے مکمل ہوتی۔۔؟

پھولوں کے سٹال پر نظر پڑتے ہی ارمغان شاہ نے تیزی سے بریک لگائی۔ اگر کہانی ابھی نامکمل تھی۔ تو ارمغان شاہ اسے مکمل کرنے کا سوچ چکا تھا۔ بریک لگانے اور اسے پھولوں کے سٹال پر نظریں جمائے دیکھ کر مالا شاہ بے ساختہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔ جبکہ تبھی ارمغان شاہ نے چہرہ اسکی طرف موڑتے ہوئے دیکھا تھا۔

مالا شاہ کی آنکھوں میں چھپی ہوئی محبت کی حسرت دیکھتے وہ بے اختیار ہونٹ کا کونا دباتے ہوئے تیزی سے گاڑی سے باہر نکلا۔ ارمغان شاہ کا رخ پھولوں کے سٹال کی جانب تھا۔ مالا شاہ جو حیرت سے اسے پھول خریدتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ کہ تبھی اسکی آنکھیں حیرت زدہ ہوتی اس وقت بڑی ہوتی چلی گئیں۔ جب ارمغان شاہ پورے سٹال کو خریدتے ہوئے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بکے پکڑے مسکراتے ہوئے واپس اسکی پلٹا تھا۔

اگر محبت کی کہانی ان کہی سی تھی۔ تو اب وہ اس کہانی میں بہت کچھ لکھنے والا تھا۔ جس کی شروعات وہ ابھی سے کر چکا تھا۔

اپنی سیٹ پر واپس بیٹھتے ہوئے ارمغان شاہ نے حیرت میں گم مالا شاہ کو بکے پکڑایا تو وہ حیرانی سے کبھی بکے تو کبھی اسے دیکھنے لگی۔ وہ مسکراتے ہوئے اسے پھول تھامنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ جب مالا اپنی گاڑی کو پھولوں سے بڑھتے ہوئے دیکھ کر تعجب سے مزید آنکھیں پھیلا کر دیکھتی چلی گئی۔ گاڑی میں چھائی ہوئی خاموشی کو وہ پل بھر میں پھولوں کی سہانی خوشبوؤں میں بدل چکا تھا۔

شبیر شاہ کی گاڑی آکر پورچ میں رکی تو سپاٹ چہرے کے ساتھ وہ جلدی سے گاڑی سے اترا۔۔ وہ یہاں زمر شاہ کو ملنے کے لئے آیا تھا۔ وہ ان سے اربیلا شاہ کے بارے میں بات کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے جاگتے ہی فریش ہونے کے بعد ڈیرے پر جانے کی بجائے یہاں پر چلا آیا۔۔

جب سے اس نے اربیلا شاہ کو دیکھا تھا۔ تب سے وہ ایک رات بھی سکون سے سو نہیں پایا تھا۔ اسکا دل یہ سوچ سوچ کر ہی بے سکون سا تھا۔ کہ نجانے وہ کس حالت میں ہو گی۔۔ کیا اپنی بہنوں کو یوں اچانک دیکھنے کے بعد وہ نارمل ہو گی۔۔۔؟

شبیر شاہ کو یہ ساری فکریں اور سوچیں سکون نہیں لینے دے رہی تھیں۔اس لئے اس نے سوچا تھا۔کہ وہ زمر شاہ سے اس بارے میں بات کرے۔اور ساتھ ہی امایہ شاہ اور عنایہ شاہ کے بارے میں جان سکے۔کہ وہ کیا کرنے کا سوچ رہی ہیں۔۔۔

شال کا کونا جھٹکتے ہوئے گاڑی سے باہر نکل کر لاک کرنے کے بعد اس نے اندر کی جانب قدم بڑھائے۔ شبیر شاہ کی شخصیت میں ایک گہرا ٹھہراو تھا۔جو اسے خود میں منفرد سا ظاہر کرتا تھا۔۔۔

حویلی میں داخل ہو کر وہ لاؤنج میں آیا تو سارا لاؤنج خالی نظر آرہا تھا۔

زمر شاہ کے کمرے میں ہونے کا سوچتے ہوئے وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔فلوقت اسے کوئی ملازمہ بھی نظر نہیں آرہی تھی۔ورنہ اپنے آنے کا پیغام ضرور بھجوا دیتا۔۔

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے وہ زمر شاہ کے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔کہ اچانک عنایہ شاہ کے کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اندر سے بلند ہوتی آوازیں اسکے قدم زمین پر جکڑتی چلی گئیں۔۔

عنایہ اب کیا کروں گی۔۔؟اب حابیل سے کیسے ملوں گی۔۔؟مجھے لگتا ہے۔کہ شبیر کو پتہ چل چکا ہے۔۔۔!

امایہ شاہ کی زبان سے اپنا نام سنتے ہوئے وہ نہ چاہتے ہوئے بھی رکنے پر مجبور ہو گیا۔۔۔

میں بھی اتنے دنوں سے یہ ہی سوچ رہی ہوں۔۔۔!!عنایہ شاہ نے پریشان کن لہجے میں جواب دیا۔شبیر شاہ کی وارننگ کے بعد سے وہ پریشان ہو چکی تھی۔اور اسی پریشانی کے باعث وہ نہ حویلی سے نکل رہی تھی۔اور نہ ہی حابیل شاہ کو ملنے جا سکی تھی۔

میرے پاس ایک بہت اچھا پلین ہے۔۔۔!اچانک امایہ شاہ کی پرجوش آواز گونجی۔

کیا۔۔۔؟عنایہ ٹھٹک کر تیزی سے اسکے قریب آ کر بیٹھ گئی۔!کمرے کا دروازہ چونکہ کھلا ہوا تھا۔جس کے باعث آوازیں باہر تک آسانی سے جا رہی تھیں۔وہ دونوں ہی بے خبر تھیں۔کہ انکے کمرے کے باہر شبیر شاہ کھڑا ہے۔شبیر شاہ الرٹ ہوتے تیزی سے زرا قریب ہو کر سننے لگا۔تو امایہ شاہ کی زبان سے نکلتا ہر لفظ اسکا خون کھولنے پر مجبور کرتا چلا گیا تھا۔

بامشکل ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے ہوئے شبیر شاہ نے خود پر قابو پانے کی کوشش کی۔ تیزی سے ایک مضبوط فیصلہ کرتے ہوئے وہ وہیں دروازے سے پلٹ گیا۔ وہ سوچ چکا تھا۔۔ کہ اربیلا شاہ کی زندگی خراب کرنے کا سوچنے والوں کی زندگی وہ اب جہنم بنا کر چھوڑے گا۔۔۔

کیا ہوا۔۔؟ کچھ پریشان سے لگ رہے ہو۔۔۔! ازمیر خان کی طرف دیکھتے ہوئے ارمان شاہ نے بے اختیار استفسار کیا۔

کچھ نہیں بس کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔!! بدلے میں ازمیر خان سرد سانس خارج کرتے ہوئے بولا تھا۔ جیسے بہت الجھا ہوا ہو۔۔۔

کیا سمجھ نہیں آرہا۔۔۔؟ ارمان شاہ نے مزید استفسار کیا۔ آج کافی دنوں بعد وہ مل رہے تھے۔ ورنہ ارمان شاہ کی جب سے شادی ہوئی تھی۔ وہ نئی شادی میں مصروف ہو کر رہ گیا تھا۔۔

مجھے ایک لڑکی نہیں بھول رہی۔۔۔! ازمیر خان نے چہرہ اٹھا کر ارمان شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے اچانک کہا۔۔

کون لڑکی۔۔۔؟ ارمان شاہ ٹھٹک کر حیران کن ہوتے فوراً بولا تھا۔۔۔

کون ہے۔۔! یہ تو نہیں میں جانتا پر جب سے اسے دیکھا ہے۔ بس بھول نہیں پا رہا ہوں۔۔! ایسا میرے ساتھ پہلی بار ہو رہا ہے۔۔۔! ازمیر خان نے الجھتے ہوئے اسے ساری بات بتائی تھی۔ جو وہ پچھلے ایک ہفتے سے محسوس کر رہا تھا۔ اچانک سے اسکے دل میں عجیب سے احساس پیدا ہو رہے تھے۔ جن کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ بس ہر وقت وہ چہرہ اسکی آنکھوں کے سامنے جھلملاتا رہتا تھا۔

کہاں دیکھا تھا اس لڑکی کو۔۔۔؟ ارمان شاہ نے ایک دم متجسس ہوتے سوال کرتے جاننا چاہا۔۔ اسے متجسس ہوتے دیکھ کر ازمیر خان نے چیئر سے ٹیک لگاتے ہوئے تھوڑی پر ہاتھ رکھتے ہوئے انتہائی پر سکون انداز میں اسے جواب دیا۔۔۔

!!! تیری بارات پر۔۔۔

واٹ۔۔۔؟؟ازمیر خان کے جواب پر وہ حیرت کے مارے تیزی سے اچھلتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔۔ لیکن پھر آس پاس کے لوگوں کو متوجہ ہوتے دیکھ کر فوراً بیٹھ کر پوچھنے لگا۔

کون تھی وہ۔۔؟ارمان شاہ نے اس بار پہلے سے بھی زیادہ بے چینی ظاہر کی تھی۔۔۔

ابے سالے کہہ تو رہا ہوں کہ مجھے نہیں پتہ وہ کون تھی۔۔۔!!اسکے بار بار ایک ہی سوال کرنے پر اب ازمیر خان نے چڑتے ہوئے اسے جواب دیا۔۔

اچھا۔۔!!پر میری بارات پر تو بہت سے لوگ آئے تھے۔۔۔!مجھے کیا پتہ تجھے کس نے دوڑے ڈالے اور اب تو کس کے لئے اتنا بے قرار ہو کر بیٹھا ہوا ہے۔۔۔!اسکے چڑنے کو نظر انداز کرتے ہوئے ارمان شاہ بول رہا تھا۔۔۔بدلے میں ازمیر خان اسے گھورنے لگا۔

بے غیرت انسان ایک تو میں پہلے ہی پریشان ہوں۔اور تجھے مذاق سوجھ رہا ہے۔۔۔!ارمان شاہ کو مسخریاں کرتے دیکھ کر وہ بے اختیار تپ گیا۔۔

میں کب مذاق کر رہا ہوں یار۔۔۔!میں تو بس جاننے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔!کہ آخر کون ہے وہ چڑیل۔۔!میرا مطلب جل پری جو پہلی نظر میں میرے یار کا دل چرا کر لے گئی ہے۔۔!!ازمیر خان کی گھوریوں پر گڑبڑا کر اپنے الفاظ کی درستگی کرتے ہوئے ارمان شاہ تعریف کرتے ہوئے کہنے لگا۔وہ ایک پل میں اس انجان لڑکی کو چڑیل سے جل پری بنا چکا تھا۔جس پر ازمیر خان اب کی بار مسکرانے لگا تھا۔۔

اوہو۔۔۔!بڑی مسکراہٹیں آرہی ہیں۔۔۔!اسے مسکراتے دیکھ کر ارمان شاہ نے شوخ ہوتے اسے چھیڑنا چاہا تھا۔۔

بکواس نہیں کر۔۔۔!اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے ازمیر نے فوراً مصنوعی سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے اسے گھورا۔۔۔

ویسے یار کون ہو گی وہ لڑکی۔۔۔!! ہاں یاد آیا۔۔۔!! پھر سے پوچھتے ہوئے اچانک ارمان شاہ نے چمکتی آنکھوں سے ازمیر خان کی طرف دیکھا تو وہ الرٹ ہوتے فوراً سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ ارمان شاہ کے تاثرات سے اسے محسوس ہوا تھا۔۔ جیسے وہ اس لڑکی کو پہچان گیا ہے۔۔

میری بارات پر بابا سائیں نے سارے گاؤں کو دعوت دی تھی۔۔! کیا پتہ وہ لڑکی بھی گاؤں کی ہو۔۔۔! جو گاؤں کی خالص مٹیار ہو۔۔۔! ارمان شاہ نے شرارتی نگاہوں سے ازمیر خان کی جانب دیکھتے ہوئے جیسے ہی اسکی خوابوں کی شہزادی کو " مٹیار " بنایا تو غصے سے لال ہوتے ازمیر خان جھک کر اپنا جوتا اٹھا گیا۔۔

ارمان شاہ قہقہ لگاتے ہوئے فوراً اسے پہلے اٹھ کر بھاگا تھا۔ ارمان شاہ کو بھاگتے دیکھ کر ازمیر خان تیزی سے اسے زیر لب گالیوں سے نوازتا چلا گیا۔۔ بے اختیار اسے ارمان شاہ کے گاؤں کی عورتیں یاد آنے لگیں۔ جس کو یاد کرتے ہی وہ جھرجھری سی لیتے ہوئے استغفار کرتے ہوئے چیئر سے کھڑا ہو گیا تھا۔۔

روقاش پیار بھری نظروں سے ٹائیگر کے پنجرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جب اچانک ہاشم شاہ اسکی طرف آیا۔۔

کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔؟قریب آتے ہی اسکی نظروں کی تقلید میں دیکھتے وہ پوچھ گیا۔۔روقاش چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔جو اچانک اسکے پیچھے یہاں پر آیا تھا۔۔۔

دیکھیں ناشاہ...!!ٹائیگر کا گھر کتنا پیارا الگ رہا ہے۔۔۔!محبت پاش نظروں سے ٹائیگر کے پنجرے کو دیکھتے ہوئے وہ چہکتے ہوئے اسے بتانے لگی۔۔جبکہ اسکے پنجرے کو ٹائیگر کا گھر بلانے پر ہاشم شاہ بھنویں اٹھاتے ہوئے اپنی بیوی کو دیکھ گیا۔جو اس کمینے ٹائیگر کے پیچھے بالکل پاگل ہی ہو چکی تھی۔

وہ اسکا گھر نہیں پنجرہ ہے۔۔!ہاشم شاہ نے اطلاع دینے والے انداز میں اپنی بیوی کی درستگی کی۔۔

نہیں۔۔!وہ اسکا گھر ہی ہے۔۔۔!!بنا توقف کے برا مناتے ہوئے روقاش اپنی بات پر زور دیتے ہوئے اسکی طرف مڑی تھی۔

ہے تو پنجرہ ہی تھا۔۔۔! البتہ تم نے اسے عجائب گھر بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔۔۔! ہاشم شاہ نے طنز کرتے ہوئے ٹائیگر کے پنجرے کی طرف قدم بڑھائے تھے۔ جہاں وہ اپنی نئی نویلی بیوی کے ساتھ انتہائی مست انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور ہاشم شاہ کو آتے دیکھ کر فوراً ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔ جیسے باپ کے آنے پر تھوڑی سی شرم کرتے ہوئے بیوی کا پلو چھوڑ دیا ہو۔۔۔

اتنے تم باحیا ہو نہیں جتنے بن رہے ہو۔۔۔! ٹائیگر کے کھڑے ہونے پر ہاشم شاہ نے بے اختیار اسے گھورتے ہوئے طنز کسا۔ جس کو سنتے ہوئے وہ تیزی سے روقاش کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بنا کر دیکھ گیا۔۔

شاہ آپ کیوں ہر وقت اسکے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔۔۔! ٹائیگر کے دیکھنے پر روقاش نے جلدی سے اپنے شوہر کو ٹوکا تھا۔ جو بہت ہی غور کرنے والے انداز میں ٹائیگر کے پنجرے کی سجاوٹ دیکھ رہا تھا۔ اسکی بیوی نے اس شیر کے ساتھ سارے انسانوں والے شوق پورے کیے تھے۔ پنجرے میں بکھرے پھولوں کو دیکھ کر وہ تاسف سے سوچ گیا۔۔۔

ہاشم شاہ کچھ بولتا جب اچانک ٹائیگر کی بیوی اسکے قریب ہونے کی کوشش کرنے لگی۔۔ اسکے قریب آنے پر ٹائیگر میاں اگلے ہی پل ڈھیر ہوتے اسے چومنے لگے تھے۔۔۔

استغفار۔۔۔!! جہاں اتنا سب کیا تھا۔ وہاں اس خبیث کے گھر میں پردے بھی لگوادیتی۔۔۔! ہاشم شاہ نے کلس کر کہتے ہوئے روقاش کی طرف رخ موڑا۔۔ جو پہلے ہی گڑ بڑا کر واپسی کے لئے قدم اٹھا چکی تھی۔۔

اب کیوں بھاگ رہی ہو۔۔۔! رک کر دیکھو نا اپنے اس عزیز کی بے شرمیوں کو۔۔۔! اسے بھاگتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے ایک جست میں آگے بڑھتے ہوئے اسکا ہاتھ جکڑتے ہوئے روکا۔۔

شاہ آپ بھی نا۔۔۔!! وہ سٹپٹا کر خفگی سے اسے دیکھ گئی۔۔

کیا میں بھی۔۔۔! ابھی کچھ دن میں تمہارے اس نکمے کے باپ بننے کی خبر آجائے گی۔۔۔! وہ جھنجھلاتے ہوئے اسے دیکھ کر بتا رہا تھا۔۔

کیا سچ میں۔۔۔؟ ٹائیگر کے باپ بننے کا سن کر وہ ایک دم سے پرجوش ہوتی ہاشم شاہ کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ اسے خوامخواہ میں پرجوش ہوتے دیکھ کر ہاشم شاہ نے چڑتے ہوئے اسکا ہاتھ چھوڑ کر قدم اٹھا لیے۔

شاہ بتائیں نا پلیز۔۔۔! روقاش تیزی سے اسکے پیچھے ہوئی۔۔۔

کیا بتاؤں کہ تم دادی بننے جا رہی ہو۔۔۔! اس نے چڑتے ہوئے جواب دیا۔ جبکہ روقاش زرا رک کر اسکی پشت کو دیکھتے ہوئے منہ بنا گئی۔ پر اگلے ہی پل وہ بھاگتے ہوئے اسکے پیچھے ہوئی تھی۔ اب اسکے سوال تھے اور ہاشم شاہ کے جاں عذاب۔۔۔! خوامخواہ میں ایسے الفاظ منہ سے نکال کر وہ اس ٹائیگر کی ماں کو اپنے پیچھے لگا چکا تھا۔ جواب ٹائیگر کے بارے میں ہزار سوال کرتے ہوئے اسکا جینا حرام کرنے والی تھی۔

کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی... ناول ابھی باقی ہے۔

اصل طوفان سیزن 2 میں آئے گا۔